www.KitaboSunnat.com

مشکوٰۃ المصابیح

مترجم و محشی

استاذ الاساتذہ
شیخ الحدیث حضرۃ مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ

مع فوائد اضافی
مولانا محمد سلیمان کیلانی

مع فوائد غزنویہ

1

تہذیب وتبویب
خالد سلفی گرجاکھی

ادارہ احیاء السنۃ
گرجاکھ ○ گوجرانوالہ
اردو بازار ○ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقيق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر واشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیه ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

مشکوٰۃ المصابیح

مترجم و محشی

استاذ الاساتذہ
شیخ الحدیث حضرۃ مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رحمہ اللہ علیہ

مع فوائد غزنویہ

مع فوائد اضافی
مولانا محمد سلیمان کیلانی

تہذیب و تبویب
خالد سلفی گرجاکھی

ادارہ احیاء السنۃ
گرجاکھ ○ گوجرانوالہ
اردو بازار ○ لاہور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام کتاب ـــــــــ مشکوٰۃ المصابیح

مترجم ـــــــــ مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رحمہ اللہ

کاتب ـــــــــ خالد بشیر گیلانی

ناشر ـــــــــ ادارہ احیاء السنۃ گرجاکھ (گوجرانوالہ)

مطبع ـــــــــ

قیمت ـــــــــ روپے

المکتبۃ الرحمانیۃ
09377

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست ملحقات کتاب

۱	فہرست ابواب	۵
۲	فہرست احادیث	۹
۳	فہرست عنوانات حواشی۔	۵۴
۴	فہرست راویان حدیث صحابہ کرامؓ	۷۶
۵	مقدمۃ الکتاب (از مولانا خالد صاحب گھرجاکھی)	۹۴
۶	تصدیر (از مولانا محمد بن اسمٰعیل السلفی رحمۃ اللہ علیہ)	۱۰۰
۷	مقدمہ مشکوٰۃ المصابیح (از علامہ تبریزی)	۱۰۶
۸	احادیث مشکوٰۃ المصابیح ربع اول (از ص تا ص)	۱۱۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مندرجات

ربع اول :- کتاب الایمان - کتاب العلم - کتاب الطہارۃ - کتاب الصلوۃ -

ربع ثانی :- کتاب الجنائز - کتاب الزکوۃ - کتاب الصوم - کتاب فضائل القرآن کتاب الدعوات - کتاب المناسک - کتاب البیوع - کتاب الفرائض - کتاب النکاح -

ربع ثالث :- کتاب الایمان والنذور - کتاب القصاص - کتاب الحدود - کتاب الامارۃ والقضاء - کتاب الجہاد - کتاب الصید - کتاب الاطعمۃ - کتاب اللباس - کتاب الطب کتاب الرویا - کتاب الاداب -

ربع رابع :- کتاب الرقاق - کتاب الفتن - کتاب احوال القیامۃ - کتاب الفضائل والشمائل کتاب المناقب -

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست ابواب مشکوٰۃ مترجم ربع اول

نمبر شمار	عنوانات	تعداد احادیث	از نمبر	تا نمبر	صفحہ
۱	کتاب الایمان	۴۳	۲	۴۴	۱۱۸
۲	باب الکبائر وعلامات النفاق۔	۱۲	۴۵	۵۶	۱۴۵
۳	باب الوسوسہ	۱۶	۵۷	۷۲	۱۵۷
۴	باب الایمان بالقدر	۴۴	۷۳	۱۱۷	۱۶۵
۵	باب اثبات عذاب القبر	۱۵	۱۱۸	۱۳۲	۱۹۱
۶	باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔	۵۵	۱۳۳	۱۸۷	۲۰۷
۷	کتاب العلم	۷۵	۱۸۸	۲۶۲	۲۴۱
۸	کتاب الطہارۃ۔	۱۸	۲۶۳	۲۸۰	۲۷۶
۹	باب ما یوجب الوضوء۔	۲۸	۲۸۱	۳۰۸	۲۸۸
۱۰	باب آداب الخلاء	۳۹	۳۰۹	۳۴۷	۳۰۰
۱۱	باب السواک	۱۵	۳۴۸	۳۶۲	۳۱۶
۱۲	باب سنن الوضوء	۳۷	۳۶۳	۳۹۹	۳۲۱
۱۳	باب الغسل	۲۰	۴۰۰	۴۱۹	۳۳۸
۱۴	باب مخالطۃ الجنب ومایباح لہ	۲۰	۴۲۰	۴۳۹	۳۴۸
۱۵	باب احکام المیاہ۔	۱۴	۴۴۰	۴۵۳	۳۵۶
۱۶	باب تطہیر النجاسات۔	۲۴	۴۵۴	۴۷۷	۳۶۵
۱۷	باب المسح علی الخفین۔	۹	۴۷۸	۴۸۶	۳۷۵
۱۸	باب التیمم	۹	۴۸۷	۴۹۵	۳۸۰
۱۹	باب الغسل المسنون	۹	۴۹۶	۵۰۴	۳۸۶
۲۰	باب الحیض۔	۱۱	۵۰۵	۵۱۵	۳۹۰
۲۱	باب المستحاضۃ	۶	۵۱۶	۵۲۱	۳۹۴
۲۲	کتاب الصلوٰۃ۔	۱۶	۵۲۲	۵۳۷	۴۰۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوانات	تعداد احادیث	از نمبر	تا نمبر	صفحہ
۲۳	باب المواقیت	۶	۵۳۸	۵۴۳	۴۱۲
۲۴	باب تعجیل الصلوٰۃ۔	۳۵	۵۴۴	۵۷۸	۴۲۰
۲۵	باب فضائل الصلوٰۃ	۱۵	۵۷۹	۵۹۳	۴۳۴
۲۶	باب اذان	۱۳	۵۹۴	۶۰۶	۴۴۱
۲۷	باب فضل الاذان واجابۃ المؤذن	۳۵	۶۰۷	..	۴۵۲
۲۸	باب فیہ فصلان	۰	..	۶۴۱	۴۶۴
۲۹	باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ۔	۶۰	۶۴۲	۷۰۱	۴۷۰
۳۰	باب الستر۔	۱۸	۷۰۲	۷۱۹	۵۰۱
۳۱	باب السترۃ	۱۸	۷۲۰	۷۳۷	۵۱۱
۳۲	باب صفۃ الصلوٰۃ۔	۲۳	۷۳۸	۷۶۰	۵۱۹
۳۳	باب ما یقرأ بعد التکبیر۔	۹	۷۶۱	۷۶۹	۵۳۸
۳۴	باب القراءۃ فی الصلوٰۃ	۴۳	۷۷۰	۸۱۲	۵۴۷
۳۵	باب الرکوع۔	۱۹	۸۱۳	۸۳۱	۵۷۵
۳۶	باب السجود وفضلہ۔	۱۹	۸۳۲	۸۵۰	۵۸۴
۳۷	باب التشہد۔	۱۲	۸۵۱	۸۶۱	۵۹۴
۳۸	باب الصلوٰۃ علی النبی وفضلہا	۲۰	۸۶۲	۸۸۱	۶۰۳
۳۹	باب الدعاء فی التشہد	۱۸	۸۸۲	۸۹۹	۶۱۷
۴۰	باب الذکر بعد الصلوٰۃ۔	۱۸	۹۰۰	۹۱۷	۶۲۵
۴۱	باب مالا یجوز من العمل فی الصلوٰۃ وما یباح منہ	۳۳	۹۱۸	۹۵۰	۶۳۸
۴۲	باب السہو	۹	۹۵۱	۹۵۹	۶۵۴
۴۳	باب سجود القرآن	۱۵	۹۶۰	۹۷۴	۶۶۰
۴۴	باب اوقات النہی	۱۲	۹۷۵	۹۸۶	۶۶۷
۴۵	باب الجماعۃ وفضلہا	۳۱	۹۸۷	۱۰۱۸	۶۷۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوانات	تعداد احادیث	از نمبر	تا نمبر	صفحہ
۴۶	باب تسویۃ الصف	۲۱	۱۰۱۹	۱۰۳۹	۶۹۲
۴۷	باب الموقف	۱۱	۱۰۴۰	۱۰۵۰	۷۰۱
۴۸	باب الامامۃ	۱۲	۱۰۵۱	۱۰۶۲	۷۰۷
۴۹	باب ما علی الامام	۷	۱۰۶۳	۱۰۶۹	۷۱۴
۵۰	باب ما علی الماموم من المتابعۃ وحکم المسبوق۔	۱۴	۱۰۷۰	۱۰۸۳	۷۱۹
۵۱	باب من صلی صلوۃ مرتین۔	۹	۱۰۸۴	۱۰۹۲	۷۲۸
۵۲	باب السنن وفضائلها	۲۷	۱۰۹۳	۱۱۱۹	۷۳۵
۵۳	باب صلوۃ اللیل۔	۲۳	۱۱۲۰	۱۱۴۲	۷۴۹
۵۴	باب ما یقول اذا قام من اللیل۔	۸	۱۱۴۳	۱۱۵۰	۷۶۲
۵۵	باب التحریض علی قیام اللیل۔	۲۱	۱۱۵۱	۱۱۷۱	۷۶۹
۵۶	باب القصد فی العمل۔	۱۳	۱۱۷۲	۱۱۸۴	۷۷۹
۵۷	باب الوتر۔	۳۰	۱۱۸۵	۱۲۱۴	۷۸۷
۵۸	باب القنوت۔	۶	۱۲۱۵	۱۲۲۰	۸۰۲
۵۹	باب قیام شہر رمضان۔	۱۳	۱۲۲۱	۱۲۴۵	۸۰۸
۶۰	باب صلوۃ الضحی۔	۱۲	۱۲۳۴	۱۲۴۵	۸۱۸
۶۱،۶۲	باب التطوع وصلوۃ التسبیح۔	۹	۱۲۴۶	۱۲۵۴	۸۲۳،۸۲۶
۶۳	باب صلوۃ السفر	۲۱	۱۲۵۵	۱۲۷۵	۸۳۱
۶۴	باب الجمعۃ	۱۴	۱۲۷۶	۱۲۸۹	۸۴۱
۶۵	باب وجوبها۔	۹	۱۲۹۰	۱۲۹۸	۸۵۲
۶۶	باب التنظیف والتبکیر۔	۱۸	۱۲۹۹	۱۳۱۶	۸۵۷
۶۷	باب الخطبۃ والصلوۃ۔	۱۹	۱۳۱۷	۱۳۳۵	۸۶۵
۶۸	باب صلوۃ الخوف۔	۶	۱۳۳۶	۱۳۴۱	۸۷۲
۶۹	باب صلوۃ العیدین۔	۲۷	۱۳۴۲	۱۳۶۸	۸۷۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحہ	تا نمبر	از نمبر	تعداد احادیث	عنوانات	نمبر شمار
۸۸۹	۱۳۹۲	۱۳۶۹	۲۴	باب فی الاضحیۃ۔	۷۰
۹۰۱	۱۳۹۵	۱۳۹۳	۳	باب العتیرۃ۔	۷۱
۹۰۳	۱۴۰۸	۱۳۹۶	۱۳	باب صلوٰۃ الخسوف	۷۲
۹۱۳	۱۴۱۱	۱۴۰۹	۳	باب فی سجود الشکر	۷۳
۹۱۶	۱۴۲۴	۱۴۱۲	۱۳	باب الاستسقاء	۷۴
۹۲۴	۱۴۳۶	۱۴۲۵	۱۲	باب فی الریاح۔	۷۵

کل تعداد احادیث ربع اول از شروع تا کتاب الجنائز۔ ۱۴۳۶

کل تعداد احادیث مع ذیلی روایات ۸۶ عدد ۱۵۲۲

نوٹ:۔ ذیلی روایات وہ ہیں جو کسی روایت کے تحت و فی رِوَایۃٍ کے لفظ سے آتی ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست احادیث مشکوٰۃ مترجم جلد اوّل

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۱	حدیث عمرؓ۔ انما الاعمال بالنیات	۱۱۷
	کتاب الایمان	۱۱۸
	فصل اوّل	″
۲	حدیث عمرؓ۔ جبرئیل کا انسانی شکل میں آنا تاکہ لوگ دین کے مسائل سیکھ سکیں۔	″
″	حدیث ابوہریرہ ″ ″ [1]	۱۲۰
۳	ابن عمرؓ۔ اسلام کی پانچ بنیادیں	۱۲۱
۴	ابوہریرہ:۔ ایمان کی ستر شاخیں	″
۵	عبداللہ بن عمرو:۔ مسلمان وہ ہے جس سے لوگ سلامت رہیں۔	″
۶	انس:۔ رسول اللہؐ کی محبت ایمان ہے۔	″
۷	انس:۔ تین چیزیں ایمان کا مزہ ہیں۔	۱۲۲
۸	عباس:۔ ایمان کا مزہ دینے والی بات	″
۹	ابوہریرہ:۔ جو تبلیغ پر ایمان نہ لائے وہ جہنمی ہے۔	″
۱۰	ابوموسیٰ:۔ تین آدمی دوہرے اجر والے	۱۲۳
۱۱	ابن عمر:۔ جہاد کا حکم۔ حتیٰ کہ کلمہ شہادت پڑھیں	۱۲۴
۱۲	انس:۔ جو ہماری طرح نماز پڑھے الخ	″
۱۳	ابوہریرہ:۔ جنت میں داخل کرنے والا عمل الخ	۱۲۵
۱۴	سفیان بن عبداللہ:۔ ثم استقم	″
۱۵	طلحہ بن عبیداللہ:۔ ایک نجدی آدمی کا آنا	۱۲۵
۱۶	ابن عباس:۔ وفد عبدالقیس کا آنا	۱۲۶
۱۷	عبادہ:۔ بایعونی علی ان لاتشرکوا	۱۲۸
۱۸	ابوسعید:۔ عیدگاہ میں عورتوں کو وعظ	″
۱۹	ابوہریرہ:۔ ابن آدم کا خدا کو جھٹلانا	۱۲۹
″	ابن عباس:۔ ″	
۲۰	ابوہریرہ:۔ ابن آدم کا اللہ کو ایذا پہنچانا۔	۱۳۰
۲۱	ابوموسیٰ:۔ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ حلم والا ہے۔	″
۲۲	معاذ:۔ اللہ تعالیٰ کے حق بندوں پر	۱۳۱
۲۳	انس:۔ کلمہ پر ایمان لانے والا جنتی ہے۔	″
۲۴	ابوذر:۔ موحد گنہگار بھی بخشا جائے گا۔	۱۳۲
۲۵	عبادہ:۔ موحد ضرور جنت میں جائے گا۔	″
۲۶	عمرو بن عاص:۔ اسلام گناہ مٹا دیتا ہے۔	۱۳۳
	فصل ثانی	۱۳۴
۲۷	معاذ:۔ جنت میں لے جانے والا عمل	″
۲۸	ابوامامہ:۔ محبت و بغض صرف اللہ کے لئے	۱۳۵
″	معاذ:۔ ″ ″ ″	″
۲۹	ابوذر:۔ افضل عمل الحب فی اللہ الخ	۱۳۵
۳۰	ابوہریرہ:۔ مسلمان وہ ہے جس سے سلامتی ملے۔	۱۳۶

[1] ذیلی روایات میں نمبر نہیں دئے گئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
٣١	انس :۔ خیانت کرنیوالا بے ایمان ہے	١٣٦
	فصل ثالث	//
٣٢	عبادہ :۔ کلمہ گو پر آگ حرام ہے۔	//
٣٣	عثمان :۔ توحید پر خاتمے والا جنتی ہے۔	١٣٧
٣٤	جابر :۔ دو صفتیں واجب کرنے والی	//
٣٥	ابوہریرہ :۔ توحید کی شہادت دینے والا جنتی ہے۔	//
٣٦	معاذ :۔ جنت کی کنجی لا الہ الا اللہ ہے	١٤٠
٣٧	عثمان :۔ نجات دینے والا کلمہ	//
٣٨	مقداد :۔ اسلام ہر جگہ پہنچ جائے گا۔	١٤١
٣٩	وہب بن منبہ :۔ جنت کی کنجی کو دندانے ہیں۔	//
٤٠	ابوہریرہ :۔ بہترین اسلام	١٤٢
٤١	ابو امامہ :۔ ایمانداری کی علامت	//
٤٢	عمرو بن عبسہ :۔ مسلمان کی علامت	١٤٣
٤٣	معاذ بن جبل :۔ قیامت کو بخشش کا ذریعہ	١٤٤
٤٤	// :۔ // افضل ایمان	//
	باب الکبائر وعلامات النفاق	١٤٥
	فصل اول	//
٤٥	عبداللہ بن مسعود :۔ سب سے بڑا گناہ	//
٤٦	عبداللہ بن عمرو :۔ کبیرے گناہ	١٤٦
//	انس :۔ //	
٤٧	ابوہریرہ :۔ سات ہلاکت آفرین گناہ	//

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
٤٨	ابوہریرہ :۔ گناہ کے وقت انسان مومن نہیں رہتا	١٤٦
//	ابن عباس :۔ //	
٤٩	ابوہریرہ :۔ منافق کی علامات	١٤٧
٥٠	عبداللہ بن عمرو :۔ منافق کی چار نشانیاں	//
٥١	ابن عمر :۔ منافق کا کردار	١٤٨
	فصل ثانی	//
٥٢	صفوان بن عسال :۔ تورات کے دس احکام	//
٥٣	انس :۔ تین چیزیں ایمان کی جڑ ہیں۔	١٤٩
٥٤	ابوہریرہ :۔ گنہگار سے ایمان خارج ہو جاتا ہے۔	١٥٠
	فصل ثالث	١٥١
٥٥	معاذ :۔ اوصانی خلیلی بعشر کلمات	//
٥٦	حذیفہ :۔ صحابہ کے دور میں نفاق ختم ہوگیا تھا	١٥٢
	باب فی الوسوسہ	١٥٧
	فصل اول	//
٥٧	ابوہریرہ :۔ تجاوزت عن امتی وسوست	١٥٧
٥٨	// :۔ برے خیال کو برا جاننا ایمان ہے	//
٥٩	// :۔ یاتی شیطان احدکم	١٥٨
٦٠	// :۔ لا یزال الناس یتساءلون	//
٦١	ابن مسعود :۔ ہر انسان کا ایک بد ساتھی جن	//
٦٢	انس :۔ الشیطان یجری مجری الدم	١٥٩
٦٣	ابوہریرہ :۔ ہر نومولود کو شیطان کا مس	//
٦٤	// :۔ صیاح المولود من نزغة الشیطان	//

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۶۵	جابر:۔ شیطان کا تخت پانی پر ہے۔	۱۵۹
۶۶	جابر:۔ شیطان کی نمازیوں سے ناامیدی	۱۶۰
	فصل ثانی	〃
۶۷	ابن عباس:۔ برے خیالات کا آنا۔	〃
۶۸	ابن مسعود:۔ ہر انسان کے نیک وبد ساتھی	۱۶۱
۶۹	ابوہریرہ:۔ خیالات کے متعلق سوالات	〃
	فصل ثالث	۱۶۲
۷۰	انس:۔ لوگوں کے سوالات	〃
۷۱	عثمان بن ابوالعاص:۔ شیطان کا نماز میں آنا	۱۶۳
۷۲	قاسم بن محمد۔ نماز میں خیالات	۱۶۴
	باب الایمان بالقدر	۱۶۵
	فصل اول	〃
۷۳	عبداللہ بن عمرو:۔ پیدائش سے پہلے تقدیر لکھی گئی۔	〃
۷۴	ہر چیز تقدیر سے ہے۔ (ابن عمر)	〃
۷۵	ابوہریرہ:۔ موسیٰ وآدم کا جھگڑا	〃
۷۶	ابن مسعود:۔ ماں کے پیٹ میں تقدیر کا لکھا جانا۔	۱۶۶
۷۷	سہل بن سعد:۔ نیک وبد پر تقدیر کا غالب آنا	۱۶۷
۷۸	عائشہ:۔ ایک بچہ کی میت کو دیکھ کر آپ کا فرمان۔	۱۶۸
۷۹	علی:۔ ہر شخص کا ٹھکانہ مقدر ہے	〃
۸۰	ابوہریرہ:۔ ہر شخص کا گناہ کا حصہ	۱۶۹

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۸۱	عمران بن حصین:۔ لوگوں کے اعمال کے متعلق سوال۔	۱۶۹
۸۲	ابوہریرہ:۔ خصی ہونے سے روک دیا۔	۱۷۰
۸۳	عبداللہ بن عمر:۔ دل اللہ کی دو انگلیوں میں	〃
۸۴	ابوہریرہ:۔ ہر نومولود فطرت پر	۱۷۱
۸۵	ابوموسیٰ:۔ آنحضرت کا پانچ ارشادات فرمانا	۱۷۲
۸۶	ابوہریرہ:۔ اللہ کے بھرے ہوئے ہاتھ	〃
۸۷	〃 :۔ مشرکوں کی اولاد کے متعلق سوال	۱۷۳
	فصل ثانی	〃
۸۸	عبادہ:۔ سب سے پہلے قلم پیدا کیا گیا	〃
۸۹	مسلم بن یسار:۔ عہد الست	۱۷۴
۹۰	عبداللہ بن عمرو:۔ تقدیر کی دو کتابیں۔	۱۷۵
۹۱	ابوخزامہ:۔ دم کرنے کے متعلق	۱۷۶
۹۲	ابوہریرہ:۔ تقدیر پر بحث کرنا منع ہے۔	۱۷۷
〃	عمرو بن شعیب:۔ 〃 〃 〃 〃	〃
۹۳	ابوموسیٰ:۔ آدم کی پیدائش	〃
۹۴	عبداللہ بن عمر:۔ مخلوق کی پیدائش	〃
۹۵	انس:۔ آنحضرت کی دعا یا مقلب القلوب	۱۷۸
۹۶	ابوموسیٰ:۔ دل کی مثال پر کی ہے۔	〃
۹۷	علی:۔ ایماندار کی نشانی چار چیزوں پر ایمان	〃
۹۸	ابن عباس:۔ دو گروہ مسلمان نہیں	۱۷۹
۹۹	ابن عمر:۔ تقدیر کے انکار سے عذاب آنا	〃
۱۰۰	〃 :۔ تقدیر کے منکر مجوسی ہیں۔	〃
۱۰۱	عمر:۔ منکرین تقدیر کی مجلس سے ممانعت	۱۸۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۱۰۲	عائشہ:- منکرین تقدیر پر لعنت	۱۸۰
۱۰۳	مطر بن عُکامس:- مقدر موت کیلئے بہانہ	۱۸۱
۱۰۴	عائشہ:- مومنوں کی اولاد کے متعلق	"
۱۰۵	ابن مسعود:- زندہ درگور کرنے والی کی سزا	"
	فصل ثالث	۱۸۲
۱۰۶	ابوالدرداء:- اللہ تعالیٰ مخلوق کی تقدیر سے فارغ ہے۔	"
۱۰۷	عائشہ:- تقدیر کی بحث کرنیوالے کو سزا۔	"
۱۰۸	ابن دیلمی:- اللہ عذاب کرے تو بھی ظالم نہیں	"
۱۰۹	نافع:- منکرین تقدیر کو سلام کا جواب نہ دینا۔	۱۸۳
۱۱۰	علی:- جاہلیت کی اولاد کے متعلق	۱۸۴
۱۱۱	ابوہریرہ:- آدم سے عہد لیا گیا۔	۱۸۵
۱۱۲	ابودردا:- "	۱۸۶
۱۱۳	ابونضرہ:- انسان کی پیدائش	"
۱۱۴	ابن عباس:- آدم کی اولاد سے عہد	۱۸۷
۱۱۵	ابی بن کعب:- "	۱۸۸
۱۱۶	ابودرداء:- انسان کی عادت نہیں بدلتی۔	۱۸۹
۱۱۷	ام سلمہ:- زہریلی بکری سے آنحضرت کو تکلیف	"
	باب اثبات عذاب القبر	۱۹۱
	فصل اول	۱۹۴
۱۱۸	براء بن عازب:- قبر میں سوالات	"
۱۱۹	انس:- مُردہ لوگوں کے پاؤں کی آواز سنتا ہے	"

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۱۲۰	عبداللہ بن عمر:- قبر میں جنت و دوزخ کا سامنے آنا۔	۱۹۷
۱۲۱	عائشہ:- عذاب قبر برحق ہے۔	"
۱۲۲	زید بن ثابت:- جانور کا عذاب قبر سے بدکنا	۱۹۸
	فصل ثانی	۱۹۹
۱۲۳	ابوہریرہ:- قبر میں دو فرشتوں کا آنا	"
۱۲۴	براء بن عازب:- "	۲۰۰
۱۲۵	عثمان کا عذاب قبر سے بہت رونا	۲۰۲
۱۲۶	عثمان:- آنحضرت کا قبر پر دعا فرمانا	"
۱۲۷	ابوسعید:- کافر پر سانپوں کا مسلط ہونا	۲۰۳
	فصل ثالث	"
۱۲۸	جابر:- حضرت سعد کی وفات پر	"
۱۲۹	ابن عمر:- حضرت سعد کے لیے عرش کانپنا	۲۰۴
۱۳۰	اسماء:- قبر میں آزمائش	"
۱۳۱	جابر:- نمازی کا قبر کے عذاب سے چھٹکارہ	۲۰۵
۱۳۲	ابوہریرہ:- قبر میں میت کا بیٹھنا	"
	باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ	۲۰۷
	فصل اول	۲۱۰
۱۳۳	عائشہ:- بدعت کا کام مردود ہے	"
۱۳۴	جابر:- خیر الحدیث کتاب اللہ	"
۱۳۵	ابن عباس:- تین بدترین شخص	۲۱۱
۱۳۶	ابوہریرہ:- انکار کرنیوالے کے سوا سب جنتی ہیں۔	۲۱۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۱۳۷	جابر:- ایک تمثیل	۲۱۲
۱۳۸	انس:- تین متقیوں کا واقعہ	۲۱۳
۱۳۹	عائشہ:- آنحضرت نے جس کام کی رخصت دی	۲۱۴
۱۴۰	رافع بن خدیج:- تابیر نخل کرنے والوں کو ردکنا	۲۱۵
۱۴۱	ابوموسیٰ:- آنحضرت اور پہلے انبیاء کی مثال	//
۱۴۲	ابوہریرہ:- جہنم سے بچانے کی ایک تمثیل	۲۱۶
۱۴۳	ابوموسیٰ:- ایک اور مثال	۲۱۷
۱۴۴	عائشہ:- آیات محکمات کا حکم	//
۱۴۵	عبداللہ بن عمرو:- اختلاف کرنے کی ممانعت	۲۱۸
۱۴۶	سعد:- سب سے بڑا مجرم	//
۱۴۷	ابوہریرہ:- قیامت کے قریب دجالوں کا ہونا	۲۱۹
۱۴۸	ابوہریرہ:- لاتصدقوا اہل الکتاب ولا تکذبوہم	//
۱۴۹	ابوہریرہ:- سنی سنائی بات پھیلانا جھوٹ ہے	//
۱۵۰	ابن مسعود:- مامن نبی الا لہ حواریون	۲۲۰
۱۵۱	ابوہریرہ:- داعی الی الخیر کا اجر	//
۱۵۲	//:- بدأ الاسلام غریبا	//
۱۵۳	//:- ایمان مدینہ کی طرف سکڑ جائیگا	//
	فصل ثانی	۲۲۲
۱۵۴	ربیعہ جرشی:- آنحضرت کا ایک مکاشفہ	//
۱۵۵	ابورافع:- منکر حدیث کے متعلق پیشگوئی	۲۲۳
۱۵۶	مقدام:- اوتیت القرآن ومثلہ معہ	۲۲۴
۱۵۷	عرباض بن ساریہ:- منکر حدیث کے متعلق پیشگوئی۔	۲۲۴
۱۵۸	عرباض:- علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین	۲۲۵
۱۵۹	ابن مسعود:- حدیث خط لنا خطاً	۲۲۶
۱۶۰	عبداللہ بن عمرو:- لایؤمن احدکم حتی یکون ہواہ تبعاً لما جئت بہ	۲۲۷
۱۶۱	بلال بن حارث:- مردہ سنت زندہ کرنے کا ثواب۔	//
۱۶۱	کثیر بن عبداللہ:- مردہ سنت کو زندہ کرنے کا ثواب۔	۲۲۸
۱۶۲	عمرو بن عوف:- دین حجاز کی طرف سکڑ جائیگا	//
۱۶۳	عبداللہ بن عمر:- امت کے تہتر فرقے۔	۲۲۹
//	معاویہ:- //	
۱۶۴	ابن عمر:- لایجمع امتی علی ضلالۃ	//
۱۶۵	//:- اتبعوا السواد الاعظم	//
//	انس:- //	۲۳۰
۱۶۶	//:- کینہ سے بچنے کی ترغیب	//
۱۶۷	ابوہریرہ:- من تمسک بسنتی عند فساد امتی	//
۱۶۸	جابر:- لوکان موسیٰ حیاً ما وسعہ الا اتباعی	۲۳۱
۱۶۹	ابوسعید:- حلال خور متبع سنت کا ثواب	//
۱۷۰	ابوہریرہ:- قرب قیامت تھوڑے عمل والا بھی جنتی ہوگا۔	//
۱۷۱	ابوامامہ:- جھگڑا گمراہی کا سبب ہے۔	۲۳۲
۱۷۲	انس:- لاتشددوا علی انفسکم	//

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۱۷۳	ابوہریرہ:۔قرآن کے پانچ طرح کے مسائل	۲۳۳
۱۷۴	ابن عباس:۔دین کے تین اصول۔	〃
	فصل ثالث	۲۳۴
۱۷۵	معاذ:۔الشیطان ذئب الانسان	〃
۱۷۶	ابوذر:۔من فارق الجماعۃ فقد خلع ربقتہ	〃
۱۷۷	مالک بن انس:۔ترکت فیکم امرین	〃
۱۷۸	غُضَیف بن حارث:۔ما احدث قومٌ بدعۃ الا رفع من السنّۃ	۲۳۵
۱۷۹	حسان:۔بدعتی سے سنت چھوٹ جاتی ہے	۲۳۶
۱۸۰	ابراہیم بن میسرہ:۔من وقّر صاحب بدعۃ	۲۳۵
۱۸۱	ابن عباس:۔کتاب اللہ کی اتباع کا ثواب	۲۳۶
۱۸۲	ابن مسعود:۔صراط مستقیم کی مثال خطٌ خطاً	〃
〃	نوّاس بن سمعان:۔ 〃 〃 〃	〃
۱۸۳	ابن مسعود:۔من کان مستنًّا فلیستن بمن قدمات	۲۳۷
۱۸۴	جابر:۔لو بدا لکم موسیٰ فاتبعتموہ	۲۳۸
۱۸۵	〃 :۔کلامی لاینسخ کلام اللہ	۲۳۹
۱۸۶	ابن عمر:۔احادیثنا ینسخ بعضہا بعضاً	〃
۱۸۷	ابوثعلبہ:۔اللہ کے فرائض کو ضائع نہ کرو	〃
	کتاب العلم	۲۴۱
	الفصل الاول	〃
۱۸۸	عبداللہ بن عمرو:۔بلغوا عنی ولو آیۃ	〃
۱۸۹	سمرہ بن جندب:۔رسول اللہ کی طرف جھوٹ منسوب کرنے کا گناہ۔	۲۴۱
۱۸۹	مغیرہ بن شعبہ:۔ 〃 〃 〃	〃
۱۹۰	معاویہ:۔من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین	۲۴۲
۱۹۱	ابوہریرہ:۔الناس معادن کمعادن الذہب	〃
۱۹۲	ابن مسعود:۔لاحسد الا فی اثنتین۔	۲۴۳
۱۹۳	ابوہریرہ:۔اذا مات الانسان انقطع عملہ	〃
۱۹۴	〃 :۔من نفس عن مومن کربۃ	〃
۱۹۵	〃 :۔قیامت کو اولیں فیصلے	۲۴۴
۱۹۶	عبداللہ بن عمرو:۔علماء کے اٹھ جانے سے علم اٹھ جائے گا۔	۲۴۵
۱۹۷	شقیق:۔عبداللہ بن مسعود ہر جمعرات کو وعظ فرماتے۔	۲۴۶
۱۹۸	انس:۔آنحضرت وعظ کے کلمات تین تین بار دہراتے۔	۲۴۷
۱۹۹	ابومسعود:۔الدال علی الخیر کفاعلہ	〃
۲۰۰	جریر:۔من سن سنۃ حسنۃ	〃
۲۰۱	ابن مسعود:۔تمام قتلوں کا گناہ آدم کے پہلے بیٹے پر۔	۲۴۹
۲۰۲	کثیر بن قیس:۔من سلک طریقا یطلب فیہ علما۔	۲۵۰
	فصل ثانی	〃
۲۰۳	ابوامامہ:۔فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم	۲۵۱
〃	مکحول مرسلاً:۔ 〃	،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۲۰۴	ابوسعید:۔ ان الناس لکم تبع	۲۵۱
۲۰۵	ابوہریرہ:۔ کلمۃ الحکمۃ ضالۃ الحکیم	۲۵۲
۲۰۶	ابن عباس:۔ فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد	″
۲۰۷	انس:۔ طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم	″
۲۰۸	ابوہریرہ:۔ خصلتان لایجتمعان فی منافق	۲۵۳
۲۰۹	انس:۔ من خرج فی طلب العلم فھو فی سبیل اللہ	″
۲۱۰	سنجرۃ الازدی:۔ من طلب العلم کان کفارۃ لما مضی۔	۲۵۴
۲۱۱	ابوسعید:۔ لن یشبع المومن من خیر یسمعہ	″
۲۱۲	ابوہریرہ:۔ من سئل عن علم علمہ ثم کتمہ	″
″	انس:۔ ″	
۲۱۳	کعب بن مالک:۔ فخر کے لیے علم حاصل کرنے کا گناہ۔	″
″	ابن عمر:۔ ″	″
۲۱۴	ابوہریرہ:۔ اللہ کی رضا کے لیے علم حاصل کرنا	۲۵۵
۲۱۵	ابن مسعود:۔ نضر اللہ عبدا سمع مقالتی	″
″	زید بن ثابت:۔ (فیہ) رب حامل فقہ لیس بفقیہ۔	″
۲۱۶	ابن مسعود:۔ نضر اللہ عبدا سمع مناشیئا	۲۵۶
″	ابودرداء:۔ ″ ″	″
۲۱۷	ابن عباس:۔ اتقوا الحدیث عنی الا ما علمتم	″
۲۱۸	ابن مسعود:۔ من کذب علی متعمدا	۲۵۷
″	جابر:۔ ″	″

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۲۱۹	ابن عباس:۔ من قال فی القرآن برایہ	۲۵۷
۲۲۰	جندب:۔ من قال برایہ فاصاب فقد اخطأ	″
۲۲۱	ابوہریرہ:۔ المراء فی القرآن کفر	″
۲۲۲	عمرو بن شعیب:۔ قرآن میں جھگڑنا ہلاکت کا باعث ہے۔	۲۵۸
۲۲۳	ابن مسعود:۔ انزل القرآن علی سبعۃ احرف	″
۲۲۴	عبداللہ بن عمرو:۔ العلم ثلاثۃ۔	۲۵۹
۲۲۵	عوف بن مالک:۔ لایقص الا امیر او مامور	″
″	عمرو بن شعیب:۔ ″	″
۲۲۶	ابوہریرہ:۔ من افتی بغیر علم	۲۶۰
۲۲۷	معاویہ:۔ نہی عن الاغلوطات	″
۲۲۸	ابوہریرہ:۔ تعلموا الفرائض والقرآن	″
۲۲۹	ابودرداء:۔ ہذا اوان یختلس فیہ العلم	″
۲۳۰	ابوہریرہ:۔ امام مالک کے متعلق پیشگوئی	۲۶۱
۲۳۱	″ :۔ ہر صدی کے آخر پر مجدد	″
۲۳۲	ابراہیم بن عبدالرحمن:۔ یحمل ہذا العلم من کل خلف عدولہ۔	۲۶۲
	فصل ثالث	″
۲۳۳	حسن بصری:۔ من جاءہ الموت وہو یطلب العلم	″
۲۳۴	حسن:۔ بنی اسرائیل کے دو آدمیوں کا واقعہ	۲۶۳
۲۳۵	علی:۔ نعم الرجل الفقیہ فی الدین	۲۶۴
۲۳۶	عکرمہ:۔ ابن عباس فرماتے ہیں صرف جمعہ کو وعظ کہو۔	″

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۲۳۷	واثلہ بن اسقع:- من طلب العلم لہ کفلان من الاجر۔	۲۶۴
۲۳۸	ابوہریرہ:- علم صدقہ جاریہ ہے	۲۶۵
۲۳۹	عائشہ:- طالب علم کی فضیلت	//
۲۴۰	ابن عباس:- تدریس قیام لیل سے بہتر ہے	۲۶۶
۲۴۱	عبداللہ بن عمرو:- آنحضرت نے علمی مجلس کو منتخب فرمایا۔	//
۲۴۲	ابودرداء:- فقیہ کے لیے علم کی حد	//
۲۴۳	انس:- سب سے زیادہ سخی عالم ہے۔	۲۶۷
۲۴۴	// :- عالم علم سے سیر نہیں ہوتا۔	//
۲۴۵	عون عن ابن مسعود:- //	۲۶۸
۲۴۶	ابن عباس:- میری امت کے لوگ دین کی سمجھ حاصل کریں گے۔	//
۲۴۷	عبداللہ بن مسعود:- علم سے سیادت ہے	۲۶۹
۲۴۸	ابن عمر:- من جعل الھموم ہما واحداً	//
۲۴۹	اعمش:- آفۃ العلم النسیان	//
۲۵۰	سفیان:- ارباب العلم	//
۲۵۱	احوص بن حکیم:- ان شر الشر شرار العلماء	۲۷۰
۲۵۲	ابودرداء:- اشر الناس عالم لم ینتفع بعلمہ	//
۲۵۳	زیاد بن حدیر:- اسلام کا انہدام	//
۲۵۴	حسن:- العلم علمان	۲۷۱
۲۵۵	ابوہریرہ:- میں نے دو بوری علم حاصل کیا	//
۲۵۶	عبداللہ:- من علم علما شیئا فلیقل	//
۲۵۷	ابن سیرین:- استاد سمجھ سوچ کر پکڑو۔	۲۷۲

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۲۵۸	حذیفہ:- یا معشر القراء استقیموا	۲۷۲
۲۵۹	ابوہریرہ:- تعوذوا باللہ من جب الحزن	//
۲۶۰	علی:- لا یبقی من الاسلام الا اسمہ	۲۷۳
۲۶۱	زیاد بن لبید:- ذاک عند اوان ذہاب العلم	//
//	ابوامامہ:- //	//
۲۶۲	ابن مسعود:- تعلموا العلم وعلموہ الناس	۲۷۴
۲۶۳	ابوہریرہ:- علم لا ینتفع بہ ککنز لا ینفق منہ	//
	کتاب الطہارۃ	۲۷۶
	فصل اول	۲۷۷
۲۶۳	ابومالک اشعری:- الطہور شطر الایمان	//
۲۶۴	ابوہریرہ:- گناہ مٹا دینے والی۔	//
۲۶۵	عثمان:- اچھا وضو کرنے والے کی فضیلت	۲۷۸
۲۶۶	ابوہریرہ:- اذا توضا العبد المسلم	//
۲۶۷	عثمان:- فیحسن وضوءہا	۲۷۹
۲۶۸	// :- تین تین مرتبہ وضو کرنے کی فضیلت	//
۲۶۹	عقبہ بن عامر:- اچھے وضو کی جزاء	۲۸۰
۲۷۰	عمر بن خطاب:- وضو میں مبالغہ کرنا۔	۲۸۱
۲۷۱	ابوہریرہ:- غر محجلین من آثار الوضوء	//
۲۷۲	// :- مومن کا زیور پاکیزگی ہے۔	//
	فصل ثانی	۲۸۲
۲۷۳	ثوبان:- استقیموا ولن تحصوا	//
۲۷۴	ابن عمر:- وضو پر وضو سے دس نیکیاں	۲۸۳
	فصل ثالث	//

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۲۷۵	جابرؓ:- مفتاح الصلوٰۃ الطہور	۲۸۳
۲۷۶	شبیب بن ابی روح:- بے وضو مقتدی سے اشتباہ	۲۸۴
۲۷۷	رجل من بنی سلیم:- التسبیح نصف الایمان	"
۲۷۸	عبداللہ الصُّنابحیؓ:- وضو سے گناہ جھڑنا۔	۲۸۵
۲۷۹	ابوہریرہ:- ناپاکی سے قبر میں عذاب	"
۲۸۰	ابودرداء:- انا اول من یؤذن لہ بالسجود	۲۸۶
	باب مایوجب الوضوء	۲۸۸
	فصل اول	۲۹۰
۲۸۱	ابوہریرہ:- لا یقبل صلوٰۃ من احدث حتی یتوضاء۔	"
۲۸۲	ابن عمر:- لا تقبل صلوٰۃ بغیر طہور	"
۲۸۳	علی:- حکم المذی	"
۲۸۴	ابوہریرہ:- الوضوء مما مست النار	۲۹۱
"	ابن عباس:- آنحضرت نے گوشت کھایا اور وضو نہ کیا۔	"
۲۸۵	جابر بن سمرہ:- اونٹ کے گوشت سے وضو	"
۲۸۶	ابوہریرہ:- اذا وجد فی بطنہ شیئاً	"
۲۸۷	ابن عباس:- دودھ سے کلی کرنا۔	۲۹۲
۲۸۸	بُریدہ:- ایک وضو سے پانچ نمازیں۔	"
۲۸۹	سُوَید بن نُعمان:- ستو کھا کر وضو نہ کیا۔	"
	فصل ثانی	۲۹۳
۲۹۰	ابوہریرہ:- لا وضوء الا من صوت او ریح	"

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۲۹۱	علی:- من المذی الوضوء	۲۹۳
۲۹۲	" :- مفتاح الصلوٰۃ الطہور	"
"	ابوسعید:- "	"
۲۹۳	طَلق بن علی:- اذا فسا احدکم فلیتوضاء	۲۹۴
۲۹۴	معاویہ:- العینان وکاء السہ	"
۲۹۵	علی:- "	"
"	انس:- اونگھ سے وضو نہیں۔	"
۲۹۶	ابن عباس:- الوضوء علی من نام مضطجعاً	۲۹۵
۲۹۷	بُسرہ:- الوضوء من مس الذکر	"
۲۹۸	طَلق بن علی:- ان ہو الا بضعۃ منک	۲۹۶
"	ابوہریرہ:- الوضوء من مس الذکر	"
"	بسرہ:- "	"
۲۹۹	عائشہ:- عدم الوضوء من قُبلۃ المرأۃ	"
۳۰۰	ابن عباس:- اکل کتفاً ثم مسح یدہ	۲۹۷
۳۰۱	ام سلمہ:- اکل جنباً مشویاً۔	"
	فصل ثالث	۲۹۸
۳۰۲	ابورافع:- اکل لحماً مشویاً ولم یتوضاء	"
۳۰۳	" "	"
"	ابوعبید:- اکل لحماً مشویاً ولم یتوضاء	"
۳۰۴	انس:- اکلنا لحماً وخبزاً	۲۹۹
۳۰۵	ابن عمر:- القبلۃ من الملامسۃ	"
۳۰۶	ابن مسعود:- من القبلۃ الوضوء	"
۳۰۷	ابن عمر:- القبلۃ من اللمس فتوضؤا منہا	"
۳۰۸	عمر بن عبدالعزیز:- الوضوء من دم السائل	"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
	باب آداب الخلاء	۳۰۰
	فصل اول	〃
۳۰۹	ابوایوب:۔ لاتستقبلوا القبلۃ ولاتستدبروہا	۳۰۱
〃	عبداللہ بن عمر:۔ رأیت رسول اللہ مستدبر القبلۃ۔	〃
۳۱۰	سلمان:۔ نہانا ان نستقبل القبلۃ لغائط	〃
۳۱۱	انس:۔ الدعا عند الخلاء	۳۰۲
۳۱۲	ابن عباس:۔ مر بقبرین یعذبان	۳۰۲
۳۱۳	ابوہریرہ:۔ اتقوا اللاعنین	۳۰۳
۳۱۴	ابوقتادہ:۔ لایتنفس فی الاناء	〃
۳۱۵	ابوہریرہ:۔ من توضاء فلیستنثر	〃
۳۱۶	انس:۔ احمل اداوۃ من ماء	۳۰۴
	فصل ثانی	
۳۱۷	انس:۔ اذا دخل الخلاء نزع خاتمہ	〃
۳۱۸	جابر:۔ اذا اراد البراز انطلق حتی لایراہ احد	〃
۳۱۹	ابوموسیٰ:۔ اتی دمثا فبال	〃
۳۲۰	انس:۔ لم یرفع ثوبہ حتی یدنو من الارض	۳۰۵
۳۲۱	ابوہریرہ:۔ انا لکم مثل الوالد	〃
۳۲۲	عائشہ:۔ ید الیمنیٰ لطہورہ وطعامہ	۳۰۶
۳۲۳	عائشہ:۔ استنجی بثلاثۃ احجار	〃
۳۲۴	ابومسعود:۔ لاتستنجوا بالروث	〃
۳۲۵	رویفع:۔ النہی عن الاستنجاء بالرجیع والعظم	۳۰۷
۳۲۶	ابوہریرہ:۔ من اکتحل فلیوتر	〃

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۳۲۷	عبداللہ بن مغفل:۔ حمام میں پیشاب کی نہی۔	۳۰۸
۳۲۸	عبداللہ بن سرجس:۔ بل میں پیشاب کی ممانعت۔	〃
۳۲۹	معاذ:۔ اتقوا الملاعن الثلاثۃ	〃
۳۳۰	ابوسعید:۔ لایخرج رجلان کاشفین عن عورتہما۔	۳۰۹
۳۳۱	زید بن ارقم:۔ ہذہ الحشوش محتضرۃ	〃
۳۳۲	علی:۔ ستر ما بین عین الجن	〃
۳۳۳	عائشہ:۔ الدعا اذا خرج من الخلاء	〃
۳۳۴	ابوہریرہ:۔ مسح الید بالارض بعد الاستنجاء	۳۱۰
۳۳۵	حکم بن سفیان:۔ ونضح فرجہ	〃
۳۳۶	امیمہ بنت رقیقہ:۔ قدح من عیدان یبول فیہ	〃
۳۳۷	عمر:۔ النہی عن البول قائما	۳۱۱
〃	حذیفہ:۔ الاجازۃ للعذر	〃
	فصل ثالث	〃
۳۳۸	عائشہ:۔ من حدثک ان کان یبول قائما فلا تصدقوہ	〃
۳۳۹	زید بن حارثہ:۔ نضح الفرج بعد الوضوء	۳۱۲
۳۴۰	ابوہریرہ:۔ 〃	〃
۳۴۱	عائشہ:۔ ما امرت کلما بلت اتوضاء	〃
۳۴۲	ابوایوب:۔	
〃	جابر:۔ ـ فی نزول آیۃ واللہ یحب المطہرین	۳۱۳
〃	انس:۔	
۳۴۳	سلمان:۔ یعلمکم صاحبکم حتی الخراءۃ	〃

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۳۴۴	عبدالرحمن بن حسنہ:- فی یدہ الدرقۃ	۳۱۳
"	" (عن ابی موسیٰ) "	
۳۴۵	مروان الاصفر:- اذا کان بین القبلۃ شیٔ فلا باس	۳۱۴
۳۴۶	انس:- الدعاء اذا خرج من الخلاء	"
۳۴۷	ابن مسعود:- لما قدم وفد الجن	۳۱۵
	باب السواک	۳۱۶
	فصل اول	"
۳۴۸	ابوہریرہ:- لولا اشق علی امتی	"
۳۴۹	شریح بن ہانی:- یبدأ اذا دخل بیتہ بالسواک	"
۳۵۰	حذیفہ:- اذا قام من اللیل یشوص فاہ بالسواک	
۳۵۱	عائشہ:- عشر من الفطرۃ	"
۳۵۲	عمار بن یاسر:- "	۳۱۷
	فصل ثانی	"
۳۵۳	عائشہ:- السواک مطہرۃ للفم	"
۳۵۴	ابوایوب:- چار چیزیں انبیاء کی سنت ہیں	"
۳۵۵	عائشہ:- آنحضرت جب بیدار ہوتے تو مسواک کرتے۔	۳۱۸
۳۵۶	عائشہ:- آپ آنحضرت کی مسواک کرلیتیں	"
	فصل ثالث	"
۳۵۷	ابن عمر:- کبّر الاکبر	"
۳۵۸	ابوامامہ:- جب بھی جبریل آئے مسواک کا حکم دیا۔	۳۱۹
۳۵۹	انس:- لقد اکثرت علیکم بالسواک	۳۱۹
۳۶۰	عائشہ:- کبّر الاکبر	"
۳۶۱	" :- مسواک والی نماز ۲۷ گنا زیادہ اجر رکھتی ہے۔	"
۳۶۲	ابوسلمہ:- لولا ان اشق علی امتی	۳۲۰
	باب سنن الوضوء	۳۲۱
	فصل اول	۳۲۳
۳۶۳	ابوہریرہ:- جب بیدار ہو برتن میں ہاتھ نہ ڈالے۔	"
۳۶۴	" :- جب بیدار ہو ناک جھاڑے۔	"
۳۶۵	عبداللہ بن زید:- آنحضرت کا وضو۔	۳۲۴
۳۶۶	عبداللہ بن عباس:- وضو ایک ایک مرتبہ	۳۲۶
۳۶۷	عبداللہ بن زید:- وضو دو دو مرتبہ۔	"
۳۶۸	عثمان:- وضو تین تین مرتبہ	"
۳۶۹	عبداللہ بن عمرو:- ویل للاعقاب من النار	"
۳۷۰	مغیرہ بن شعبہ:- مسح الناصیۃ والعمامۃ	۳۲۷
۳۷۱	عائشہ:- کان یحب التیمن فی شانہ کلہ	"
	فصل ثانی	"
۳۷۲	ابوہریرہ:- دائیں طرف سے وضو شروع کرتے۔	"
۳۷۳	سعید بن زید:- لا وضوء لمن لم یذکر اسم اللہ	"
"	ابوہریرہ:- "	
۳۷۴	ابوسعید:- لا صلوٰۃ لمن لا وضوء لہ	"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۳۷۵	لقیط بن صبرہ:- اسباغ الوضوء	۳۲۸
۳۷۶	ابن عباس:- انگلیوں کا خلال کرنا	〃
۳۷۷	المستورد:- دلک اصابع الرجلین بالخنصر	〃
۳۷۸	انس:- داڑھی کا خلال کرنا۔	۳۲۹
۳۷۹	عثمان:- 〃	〃
۳۸۰	ابوحیہ:- رسول اللہ کا وضو کا طریقہ	〃
۳۸۱	عبد خیر:- 〃	۳۳۰
۳۸۲	عبداللہ بن زید:- المضمضۃ والاستنشاق من کف واحد۔	〃
۳۸۳	ابن عباس:- سر اور کانوں کا مسح۔	〃
۳۸۴	ربیع بنت معوذ:- مسح کا طریقہ	۳۳۱
۳۸۵	عبداللہ بن زید سر اور کانوں کا الگ الگ پانی سے مسح کرنا۔	〃
۳۸۶	ابوامامہ:- کان سر کا حصہ ہیں- یعنی مسح میں شامل ہیں۔	〃
۳۸۷	عمرو بن شعیب:- تین تین مرتبہ سے زیادہ وضو نہ چاہیئے۔	۳۳۲
۳۸۸	عبداللہ بن مغفل:- وضو میں میانہ روی	〃
۳۸۹	ابی بن کعب:- وضو میں وسوسے ڈالنے والا شیطان۔	۳۳۳
۳۹۰	معاذ بن جبل:- منہ پونچھنا۔	۳۳۴
۳۹۱	عائشہ:- وضو کے اعضاء پونچھنا	〃
	فصل ثالث	〃
۳۹۲	ثابت بن ابو صفیہ:- وضو ایک ایک دو دو تین	〃

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
	تین مرتبہ۔	
۳۹۳	عبداللہ بن زید- دو دو مرتبہ وضو نور علی نور ہے	۳۳۵
۳۹۵	انس:- ہر نماز کے لئے وضو۔	〃
۳۹۶	محمد بن یحیٰی:- 〃	۳۳۶
۳۹۷	عبداللہ بن عمرو:- وضو میں اسراف نہ کرنا	〃
۳۹۸	ابوہریرہ:- وضو کے بعد دعا پڑھنا۔	〃
〃	ابن مسعود:- وضو کے بعد دعا پڑھنا	〃
〃	ابن عمر:- وضو کے بعد دعا پڑھنا	
۳۹۹	ابورافع:- انگوٹھی کو وضو میں ہلانا۔	۳۳۷
	باب الغسل	۳۳۸
	فصل اول	۳۴۰
۴۰۰	ابوہریرہ:- اذا جلس بین شعبہا الاربع	〃
۴۰۱	ابوسعید:- الماء من الماء	〃
〃	ابن عباس:- الماء من الماء فی الاحتلام	〃
۴۰۲	ام سلمہ:- ہل تحتلم المرأۃ	〃
〃	ام سلیم:- ماء الرجل غلیظ ابیض	〃
۴۰۳	عائشہ:- آنحضرت کا غسل جنابت	۳۴۱
۴۰۴	ابن عباس عن میمونہ:- 〃	۳۴۲
۴۰۵	عائشہ:- کیفیۃ غسل المرأۃ من الحیض	〃
۴۰۶	ام سلمہ:- انی امرأۃ اشد ضفر رأسی	۳۴۳
۴۰۷	انس:- یتوضأ بالمد ویغتسل بالصاع	〃
۴۰۸	معاذہ:- خاوند بیوی کا ایک برتن سے نہانا	〃
	فصل ثانی	۳۴۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۴۰۹	عائشہ:- الرجل یجد البلل۔	۳۴۴
۴۱۰	":- اذا جاوز الختان الختان۔	"
۴۱۱	ابوہریرہ:- تحت کل شعر جنابۃ	۳۴۵
۴۱۲	علی:- غسل میں کوئی جگہ خشک نہ رہے	"
۴۱۳	عائشہ:- لا یتوضاء بعد الغسل	۳۴۶
۴۱۴	":- یغسل راسہ بالخطمی	"
۴۱۵	یعلی:- اللہ حیی یحب الحیاء	"
	فصل ثالث	۳۴۷
۴۱۶	ابی بن کعب:- الماء من الماء رخصۃ فی اول الاسلام۔	"
۴۱۷	علی:- اگر غسل میں کوئی جگہ خشک رہ جائے	"
۴۱۸	ابن عمر:- کانت الصلوۃ خمسین والغسل سبع مرات	"
	باب مخالطۃ الجنب وما یباح لہ	۳۴۸
	فصل اول	"
۴۱۹	ابوہریرہ:- المؤمن لا ینجس	"
۴۲۰	ابن عمر:- جنبی بغیر غسل کے سو سکتا ہے؟	۳۴۹
۴۲۱	عائشہ:- جنبی بغیر غسل کے کھانا کھا سکتا ہے	"
۴۲۲	ابوسعید:- اذا اراد ان یعود فلیتوضا بینہما	"
۴۲۳	انس:- یطوف علی نسائہ بغسل واحد	۳۵۰
۴۲۴	عائشہ:- یذکر اللہ علی کل احیانہ	"
	فصل ثانی	"
۴۲۵	ابن عباس:- الماء لا ینجس	"

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۴۲۶	عائشہ:- استدفاء قبل الاغتسال	۳۵۱
۴۲۷	علی:- بے وضو قرآن پڑھنا	"
۴۲۸	ابن عمر:- حائضہ اور جنبی قرآن نہ پڑھے	"
۴۲۹	عائشہ:- حائضہ اور جنبی کو مسجد میں نہ جانا چاہئے۔	"
۴۳۰	علی:- جنبی۔ کتے اور تصویر والے گھر میں فرشتہ نہیں آتا۔	۳۵۲
۴۳۱	عمار بن یاسر:- " "	"
۴۳۲	عبداللہ بن ابی بکر:- لا یمس القرآن الا طاہر	۳۵۳
۴۳۳	نافع ابن عمر سے:- تیمم کے بعد سلام کا جواب	"
۴۳۴	مہاجر بن قنفذ:- وضو کے بعد سلام کا جواب	۳۵۴
	فصل ثالث	"
۴۳۵	ام سلمہ:- یجنب ثم ینام	"
۴۳۶	شعبہ:- غسل جنابت کا طریقہ	"
۴۳۷	ابورافع:- ہر مرتبہ الگ الگ غسل افضل ہے	۳۵۵
۴۳۸	حکم بن عمرو:- النہی عن التوضؤ بفضل المرأۃ	"
۴۳۹	حمید الحمیری:- ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے غسل۔	"
"	عبداللہ بن سرجس:- " "	"
	باب احکام المیاہ	۳۵۶
	فصل اول	۳۵۸
۴۴۰	ابوہریرہ:- لا یبولن فی الماء الدائم	"
۴۴۱	جابر:- لا یبولن فی الماء الراکد	"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۴۴۲	سائب بن یزید:- شربت من وضوئہ	۳۵۹
	فصل ثانی	″
۴۴۳	ابن عمر:- اذا کان الماء قلتین	″
۴۴۴	ابوسعید:- بیر بضاعہ	۳۶۰
۴۴۵	ابوہریرہ:- الوضوء من ماء البحر	″
۴۴۶	ابوزید:- الوضوء من النبیذ	″
″	علقمہ:- لم اکن لیلۃ الجن مع رسول اللہ	″
۴۴۷	کبشہ بنت کعب:- سؤر الہرۃ	۳۶۱
۴۴۸	داؤد بن صالح:- ″	
۴۴۹	جابر:- الوضوء بما افضلت الحمر والسباع	۳۶۲
۴۵۰	ام ہانی:- الغسل من اناء فیہا اثر العجین	۳۶۳
	فصل ثالث	″
۴۵۱	یحییٰ بن عبدالرحمن:- حکم الحوض	″
۴۵۲	ابوسعید:- سئل عن الحیاض	۳۶۴
۴۵۳	عمر:- لاتغتسلوا بالماء المشمس	″
	باب تطہیر النجاسات	۳۶۵
	فصل اول	۳۶۶
۴۵۴	ابوہریرہ:- اذا شرب الکلب فی اناء	″
۴۵۵	″ :- بال الاعرابی فی المسجد	″
۴۵۶	انس:- ″	″
۴۵۷	اسماء بنت ابی بکر:- اگر کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے۔	۳۶۷
۴۵۸	سلیمان بن یسار:- المنی یصیب الثوب	۳۶۸

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۴۵۹	اسود وہمام عن عائشہ:- افرک المنی	۳۶۸
۴۶۰	ام قیس:- النضح من بول الغلام	″
۴۶۱	عبداللہ بن عباس:- اذا دبغ الاہاب فقد طہر	۳۶۹
۴۶۲	″ ″ :- ″ ″	″
۴۶۳	سودہ:- ″ ″	″
	فصل ثانی	۳۷۰
۴۶۴	لبابہ بنت الحارث:- یغسل من بول الجاریۃ	″
۴۶۵	ابوہریرہ:- طہور نعلہ التراب	″
۴۶۶	ام سلمہ:- انی اطیل ذیلی۔	″
۴۶۷	مقدام:- النہی عن لبس جلود السباع	۳۷۱
۴۶۸	ابوالملیح:- ″ ″	″
۴۶۹	″ :- ″ ″	″
۴۷۰	عبداللہ بن حکم:- لاتنتفعوا من المیتۃ	″
۴۷۱	عائشہ:- استمتاع بجلود المیتۃ اذا دبغت	۳۷۲
۴۷۲	میمونہ:- یطہرہا الماء والقرظ	″
۴۷۳	سلمہ بن مُحبَّق:- دباغہا طہورہا	″
	فصل ثالث	۳۷۳
۴۷۴	امراۃ من بنی عبدالاشہل:- طریق المسجد منتنۃ فکیف نفعل	″
۴۷۵	ابن مسعود:- لاتتوضؤا من الموطی	″
۴۷۶	ابن عمر:- الکلاب تقبل وتدبر فی المسجد	۳۷۴
۴۷۷	براء:- لاباس ببول ما یوکل لحمہ	″
	باب المسح علی الخفین	۳۷۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
	فصل اول	۳۷۶
۴۷۸	شُریح بن ہانی:۔ مدۃ المسح للمسافر والمقیم	〃
۴۷۹	مغیرہ بن شعبہ:۔ مسح علی الخفین	〃
	فصل ثانی	۳۷۷
۴۸۰	ابوبکرہ:۔ مدۃ المسح	〃
۴۸۱	صفوان بن عسّال:۔ مسح للمسافر	۳۷۸
۴۸۲	مغیرہ بن شعبہ:۔ مسح اعلی الخف واسفلہ	〃
۴۸۳	〃 :۔ مسح ظاہر الخف	〃
۴۸۴	〃 :۔ مسح علی الجوربین والنعلین	〃
	فصل ثالث	۳۷۹
۴۸۵	مغیرہ بن شعبہ:۔ مسح علی الخفین	〃
۴۸۶	علی:۔ لوکان الدین بالرای لکان اسفل الخف اولٰی بالمسح	〃
	باب التیمم	۳۸۰
	فصل اول	۳۸۱
۴۸۷	حذیفہ:۔ فضلنا علی الناس بثلاث	〃
۴۸۸	عمران:۔ علیک بالصعید فانہ یکفیک	〃
۴۸۹	عمّار:۔ تیمم کا طریقہ	۳۸۲
۴۹۰	ابوالجہیم:۔ تیمم کرکے سلام کا جواب دیا۔	〃
	فصل ثانی	۳۸۳
۴۹۱	ابوذر:۔ الصعید الطیب وضوء المسلم	〃
۴۹۲	جابر:۔ زخمی کے لیے تیمم	〃
〃	عطاء بن ابی رباح عن ابن عباس:۔ 〃 〃	〃
۴۹۳	ابوسعید:۔ دو آدمیوں کے سفر کا واقعہ	۳۸۴
〃	عطاء بن یسار	〃
	فصل ثالث	۳۸۵
۴۹۴	اَبُوالجہیم:۔ تیمم کا طریقہ	〃
۴۹۵	عمار:۔ 〃	〃
	باب غسل المسنون	۳۸۶
	فصل اول	۳۸۷
۴۹۶	ابن عمر:۔ غسل یوم الجمعۃ	〃
۴۹۷	ابوسعید:۔ 〃	〃
۴۹۸	ابوہریرہ:۔ ان یغتسل فی کل سبعۃ ایام	〃
	فصل ثانی	۳۸۸
۴۹۹	سمرہ:۔ غسل یوم الجمعۃ	〃
۵۰۰	ابوہریرہ:۔ من غسل میتا فلیغتسل	〃
۵۰۱	عائشہ:۔ یغتسل من اربع	〃
۵۰۲	قیس بن عاصم:۔ الغسل اذا اسلم	۳۸۹
	فصل ثالث	〃
۵۰۳	عکرمہ عن ابن عباس:۔ جمعہ کا غسل واجب نہیں ہے۔	〃
	باب الحیض	۳۹۰
	فصل اول	〃
۵۰۴	انس:۔ یہودی حائضہ سے قطع تعلق کرتے	〃
۵۰۵	عائشہ:۔ دو نو میاں بیوی کا اکٹھا غسل کرنا	۳۹۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۵۰۶	عائشہ:۔ اکٹھا کھانا پینا۔	۳۹۲
۵۰۷	" :۔ حائضہ کا جسم ناپاک نہیں ہوتا	"
۵۰۸	" :۔ حائضہ کے ہاتھ ناپاک نہیں ہوتے	"
۵۰۹	میمونہ:۔ حائضہ کی سر کی چادر ناپاک نہیں ہوتی۔	۳۹۳
	فصل ثانی	"
۵۱۰	ابوہریرہ:۔ حائضہ سے صرف جماع حرام ہے	"
۵۱۱	معاذ:۔ باقی سب تعلقات درست ہیں	۳۹۴
۵۱۲	ابن عباس:۔ حائضہ سے جماع کا کفارہ	"
۵۱۳	" :۔ "	"
	فصل ثالث	۳۹۵
۵۱۴	زید بن اسلم:۔ حائضہ سے کیا حلال ہے	"
۵۱۵	عائشہ:۔ حائضہ کیا کرے۔	"
	باب المستحاضہ	۳۹۶
	فصل اول	۳۹۷
۵۱۶	عائشہ:۔ مستحاضہ نماز نہ چھوڑے	"
	فصل ثانی	"
۵۱۷	عروہ بن زبیر:۔ استحاضہ کا خون حیض کا خون نہیں ہوتا	"
۵۱۸	ام سلمہ:۔ مستحاضہ کے متعلق حکم	۳۹۸
۵۱۹	عدی بن ثابت:۔ مستحاضہ مخصوص دلوں میں نماز نہ پڑھے۔	"
۵۲۰	حَمْنَہ بنتِ جَحْش:۔ مستحاضہ کے وضو کا طریقہ	۳۹۹

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
	فصل ثالث	۴۰۰
۵۲۱	اسماء بنت عُمَیس:۔ دن میں تین مرتبہ غسل	۴۰۱
"	ابن عباس:۔ مستحاضہ نمازیں جمع کر کے پڑھے	"
	کتاب الصلوة	۴۰۲
	فصل اول	۴۰۴
۵۲۲	ابوہریرہ:۔ نماز وجمعہ دروزے کفارہ ہیں	"
۵۲۳	" :۔ لوان نہرا بباب احدکم	"
۵۲۴	ابن مسعود:۔ شان نزول ان الحسنات یذہبن السیئات	۴۰۵
۵۲۵	انس:۔ " " "	"
۵۲۶	ابن مسعود:۔ احب الاعمال الی اللہ الصلوة لوقتہا	۴۰۶
۵۲۷	جابر:۔ بین العبد وبین الکفر ترک الصلوة	"
	فصل ثانی	"
۵۲۸	عبادہ:۔ پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کیں	"
۵۲۹	ابوامامہ:۔ صلوا خمسکم وصوموا شہرکم	۴۰۷
۵۳۰	عمرو بن شعیب:۔ مروا اولادکم بالصلوة	"
۵۳۱	بریدہ:۔ من ترکہا فقد کفر	۴۰۸
	فصل ثالث	"
۵۳۲	عبداللہ بن مسعود:۔ ان الحسنات یذہبن السیئات	"
۵۳۳	ابوذر:۔ خرج زمن الشتاء والورق یتہافت	۴۰۹
۵۳۴	زید بن خالد:۔ دو رکعت نماز کا ثواب	۴۱۰
۵۳۵	عبداللہ بن عمرو:۔ من حافظ علیہا کانت لہ نورًا	"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۵۳۶	عبداللہ بن شقیق:- لایرون ترکہ کفرا غیر الصلوۃ	۴۱۰
۵۳۷	ابو درداء:- اوصانی خلیلی لاتشرک باللہ	۴۱۱
	باب المواقیت	۴۱۲
	فصل اول	۴۱۴
۵۳۸	عبداللہ بن عمرو:- نمازوں کے اوقات	"
۵۳۹	بُریدہ:- صل ہذا الیومین	۴۱۵
	فصل ثانی	۴۱۶
۵۴۰	ابن عباس:- امنی جبرئیل یومین	"
	فصل ثالث	۴۱۷
۵۴۱	ابن شہاب:- جبرئیل کی امامت	"
۵۴۲	عمر بن خطاب:- ان اہم امورکم عندی الصلوۃ	۴۱۸
۵۴۳	ابن مسعود:- ظہر اور عصر کا وقت	"
	باب تعجیل الصلوۃ	۴۲۰
	فصل اول	۴۲۱
۵۴۴	سیّار بن سلامہ:- ظہر کا اول وقت	"
۵۴۵	محمد بن عمرو:- ظہر و عصر کا وقت	۴۲۲
۵۴۶	انس:- ظہر کا وقت	"
۵۴۷	ابوہریرہ:- اذا اشتد الحر فابردوا بالصلوۃ	"
"	ابوسعید:- " " "	۴۲۳
۵۴۸	انس:- عصر کا اول وقت	"
۵۴۹	" :- منافق کی نماز کا وقت	"

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۵۵۰	ابن عمر:- الذی یفوتہ صلوۃ العصر کانما وتر اہلہ ومالہ	۴۲۳
۵۵۱	بُریدہ:- من ترک صلوۃ العصر فقد حبط عملہ	۴۲۴
۵۵۲	رافع بن خدیج:- مغرب کا وقت	"
۵۵۳	عائشہ:- عشاء کا وقت	"
۵۵۴	" :- فجر کا وقت	"
۵۵۵	قتادہ:- سحری اور نماز کا درمیانی وقفہ	۴۲۵
۵۵۶	ابوذر:- ایسے امراء جو نمازوں کو فوت کرکے پڑھیں گے۔	"
۵۵۷	ابوہریرہ:- من ادرک رکعۃ فقد ادرک الصلوۃ	"
۵۵۸	" :- من ادرک سجدۃ فلیتم صلوتہ	۴۲۶
۵۵۹	انس:- من نسی عن صلوۃ اونام	"
۵۶۰	ابوقتادہ:- لیس فی النوم تفریط	"
	فصل ثانی	۴۲۷
۵۶۱	علی:- ثلاث لاتؤخرہا صلوۃ اذا اتت	"
۵۶۲	ابن عمر:- اول الوقت رضوان اللہ	"
۵۶۳	ام فروہ:- افضل الاعمال الصلوۃ لاول وقتہا	"
۵۶۴	عائشہ:- آنحضرت نے صرف دو مرتبہ دیر سے نماز پڑھی۔	۴۲۸
۵۶۵	ابوایوب:- مغرب اول وقت پڑھنا بھلائی ہے۔	"
"	عباس:- " " "	"
۵۶۶	ابوہریرہ:- عشاء کا آخر وقت افضل ہے۔	"
۵۶۷	معاذ بن جبل:- عشاء کی فضیلت	"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۵۶۸	نعمان بن بشیر:۔ عشا کا وقت	۴۲۹
۵۶۹	رافع بن خدیج:۔ اسفروا بالفجر	"
	فصل ثالث	۴۳۰
۵۷۰	رافع بن خدیج:۔ عصر کا وقت	"
۵۷۱	عبداللہ بن عمر:۔ عشاء کا وقت	"
۵۷۲	جابر بن سمرہ:۔ "	"
۵۷۳	ابو سعید:۔ "	۴۳۱
۵۷۴	ام سلمہ:۔ ظہر کا وقت جلدی	"
۵۷۵	انس:۔ ابردالصلوٰۃ واذا کان البرد عجل	۴۳۲
۵۷۶	عُبادہ:۔ نااہل امراء نمازوں کو ضائع کریں گے	"
۵۷۷	قبیصہ بن وقاص:۔ "	"
۵۷۸	عبیداللہ بن عدی:۔ حضرت عثمان کی فراخ دلی۔	۴۳۳
	باب فضائل الصلوٰۃ	۴۳۴
	فصل اول	۴۳۵
۵۷۹	عُمارہ بن رُوَیبہ:۔ صبح وشام کی نمازیں پڑھنے والا آگ میں نہ جائے گا۔	"
۵۸۰	ابوموسیٰ:۔ من صلی البردین دخل الجنۃ	"
۵۸۱	ابوہریرہ:۔ صبح وشام کی نمازوں میں فرشتے آتے ہیں۔	"
۵۸۲	جُندُب:۔ من صلی صلوٰۃ الفجر فھو فی ذمۃ اللہ	۴۳۶
۵۸۳	ابوہریرہ:۔ لا یعلمون مافی النداء والصف الاول	"
۵۸۴	ابوہریرہ:۔ منافقین پر بھاری نماز فجر و عشاء	۴۳۷
۵۸۵	عثمان:۔ نصف رات تک قیام کیا	"
۵۸۶	ابن عمر:۔ نمازوں کے نام تبدیل نہ کرنا۔	"
۵۸۷	علی:۔ حبسونا عن صلوٰۃ الوسطیٰ	۴۳۸
	فصل ثانی	"
۵۸۸	ابن مسعود:۔ صلوٰۃ الوسطیٰ صلوٰۃ العصر	"
"	سمرہ:۔ "	"
۵۸۹	ابوہریرہ:۔ تفسیر ان قرآن الفجر کان مشہودا	۴۳۹
	فصل ثالث	"
۵۹۰	زید بن ثابت:۔ صلوٰۃ الوسطیٰ الظہر	"
"	عائشہ:۔ "	"
۵۹۱	زید بن ثابت:۔ "	"
۵۹۲	علی:۔ صلوٰۃ الوسطیٰ صلوٰۃ الصبح	۴۴۰
"	ابن عباس:۔ "	"
"	ابن عمر:۔ "	"
۵۹۳	سلمان:۔ فجر کی نماز کی فضیلت	۴۴۰
	باب الاذان	۴۴۱
	فصل اول	۴۴۳
۵۹۴	انس:۔ امر بلال ان یشفع الاذان ویوتر الاقامۃ	"
۵۹۵	ابومحذورہ:۔ رسول اللہ نے خود اذان سکھائی	"
	فصل ثانی	
۵۹۶	ابن عمر:۔ الاذان مرتین مرتین والاقامۃ مرۃ مرۃ۔	۴۴۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۵۹۷	ابو محذورہ:۔ الاذان تسع عشرۃ کلمۃ	۴۴۶
۵۹۸	":۔ اذان ترجیع کے ساتھ سکھائی	"
۵۹۹	بلال:۔ تثویب سے منع فرمایا	۴۴۷
۶۰۰	جابر:۔ اذان لمبی اور اقامت مختصر	"
۶۰۱	زیاد بن حارث:۔ موذن اقامت کہے	۴۴۸
	فصل ثالث	
۶۰۲	ابن عمر:۔ اذان کی ابتداء	"
۶۰۳	عبداللہ بن زید:۔ "	۴۴۹
۶۰۴	ابوبکرہ:۔ نماز کے لیے بیدار کرنا	۴۵۰
۶۰۵	مالک بن انس:۔ "	"
۶۰۶	عبدالرحمن:۔ کانوں میں انگلیاں دینا۔	۴۵۱
	باب فضل الاذان واجابۃ المؤذن	۴۵۲
	فصل اول	۴۵۳
۶۰۷	معاویہ:۔ موذنوں کی گردنیں اونچی ہوں گی	"
۶۰۸	ابوہریرہ:۔ اذا نودی للصلوۃ ادبر الشیطان ولہ ضراط۔	"
۶۰۹	ابوسعید:۔ لایسمع الاذان الاشہد یوم القیامۃ	۴۵۴
۶۱۰	عبداللہ بن عمرو:۔ اذان سنو تو اسی طرح کہو	"
۶۱۱	عمر:۔ اذان کا جواب	۴۵۵
۶۱۲	جابر:۔ اذان کے بعد کی دعا	"
۶۱۳	انس:۔ اذان دینے والی آبادیوں کو امن دینا۔	۴۵۶

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۶۱۴	سعد بن ابی وقاص:۔ اذان کے بعد کی دعا۔	۴۵۶
۶۱۵	عبداللہ بن مُغفّل:۔ بین کل اذانین الصلوٰۃ	۴۵۷
	فصل ثانی	"
۶۱۶	ابوہریرہ:۔ الامام ضامن والموذن مؤتمن	"
۶۱۷	ابن عباس:۔ سات سال اذان پر جنت کی ضمانت۔	"
۶۱۸	عقبہ بن عامر:۔ جنگل میں اذان وجماعت کرنیوالے پر اللہ خوش ہے۔	۴۵۸
۶۱۹	ابن عمر:۔ تین آدمی کستوری کے ڈھیر پر	"
۶۲۰	ابوہریرہ:۔ موذن کے لیے سب سننے والے بخشش مانگتے ہیں۔	۴۵۹
۶۲۱	عثمان:۔ اتخذ موذنا لایاخذ اجرًا۔	"
۶۲۲	ام سلمہ:۔ اذان مغرب کے وقت دعا۔	"
۶۲۳	ابوامامہ:۔ اقامت کی دعا۔ اقامہا اللہ وادامہا۔	۴۶۰
۶۲۴	انس:۔ اذان کے بعد مقبولیت کا وقت	"
۶۲۵	سہل بن سعد:۔ ثنتان لاتردان	"
۶۲۶	عبداللہ بن عمرو:۔ موذن کے برابر درجہ والا عمل۔	۴۶۱
۶۲۷	جابر:۔ اذان سن کر شیطان بھاگ جاتا ہے	"
	فصل ثالث	"
۶۲۸	علقمہ:۔ اذان کا جواب دینا۔	۴۶۲
۶۲۹	ابوہریرہ:۔ اذان کا جواب دینے والا جنتی ہے	"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۶۳۰	عائشہؓ:۔ اذان کے بعد کلمۂ شہادت	۴۶۲
۶۳۱	ابن عمرؓ:۔ بارہ سال اذان دینے والا جنتی ہے	۴۶۳
۶۳۲	〃:۔ مغرب کی اذان کے وقت کی دعا۔	〃
	باب (فیہ فصلان)	۴۶۴
	فصل اول	〃
۶۳۳	ابن عمرؓ:۔ سحری کی اذان کہنا	〃
۶۳۴	سمرہ بن جندبؓ:۔ 〃	〃
۶۳۵	مالک بن حویرثؓ:۔ سفر میں اذان وجماعت کرنا۔	۴۶۵
۶۳۶	مالک بن حویرثؓ:۔ صلوا کما رأیتمونی اصلی	〃
۶۳۷	ابوہریرہؓ:۔ اذا اقیمت الصلوۃ فلا تاتوہا تسعون	〃
۶۳۸	ابوقتادہؓ:۔ لا تقوموا حتی ترونی	۴۶۶
۶۳۹	ابوہریرہؓ:۔ سفر میں ایک صبح کی نماز قضا ہونے کا واقعہ۔	۴۶۷
	فصل ثالث	〃
۶۴۰	زید بن اسلمؓ:۔ سفر میں ایک نماز فجر قضا ہونے کا واقعہ۔	〃
۶۴۱	ابن عمرؓ:۔ خصلتان معلقتان فی اعناق المؤذنین	۴۶۹
	باب المساجد ومواضع الصلوۃ	۴۷۰
	فصل اول	۴۷۲
۶۴۲	ابن عباسؓ:۔ ما صلی فی بیت اللہ	〃
〃	اسامہ بن زیدؓ:۔ 〃	〃

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۶۴۳	عبداللہ بن عمرؓ:۔ صلی فی بیت اللہ	۴۷۲
۶۴۴	ابوہریرہؓ:۔ صلوۃ فی مسجدی خیر من الف صلوۃ۔	۴۷۳
۶۴۵	ابوسعیدؓ:۔ لا تشد الرحال الا الی ثلاثۃ مساجد	〃
۶۴۶	ابوہریرہؓ:۔ بین بیتی ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ۔	۴۷۴
۶۴۷	ابن عمرؓ:۔ کان یاتی قباء کل سبت	〃
۶۴۸	ابوہریرہؓ:۔ احب البلاد الی اللہ المساجد	〃
۶۴۹	عثمانؓ:۔ من بنی للہ مسجدا	〃
۶۵۰	ابوہریرہؓ:۔ من غدا او راح الی المسجد اعد اللہ لہ نزلہ	۴۷۵
۶۵۱	ابوموسیٰؓ:۔ اعظم اجرا فی الصلوۃ ابعدہم	〃
۶۵۲	جابرؓ:۔ یا بنی سلمۃ دیارکم تکتب آثارکم	〃
۶۵۳	ابوہریرہؓ:۔ سبعۃ یظلہم اللہ فی ظلہ	۴۷۶
۶۵۴	〃:۔ صلوۃ بالجماعۃ تضعف	〃
۶۵۵	ابواسیدؓ:۔ دعاء دخول مسجد	۴۷۷
۶۵۶	ابوقتادہؓ:۔ تحیۃ المسجد	۴۷۸
۶۵۷	کعب بن مالکؓ:۔ صلوۃ القدوم من السفر فی المسجد	〃
۶۵۸	ابوہریرہؓ:۔ منع السوال عن ضالۃ الحیوان	〃
۶۵۹	جابرؓ:۔ بصل:۔ ثوم کھا کر مسجد نہ جانا	۴۷۹
۶۶۰	انسؓ:۔ مسجد میں تھوکنا گناہ ہے	〃
۶۶۱	ابوذرؓ:۔ 〃	۴۸۰
۶۶۲	ابوہریرہؓ:۔ فلا یبصق امامہ	〃

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۶۶۲	ابو سعید:۔ فلا یبصق امامہ	۴۸۰
۶۶۳	عائشہ:۔ لعن اللہ الیہود اتخذو قبور انبیائہم مساجد	״
۶۶۴	جُندُب:۔ قبور انبیائہم وصالحیہم مساجد	۴۸۱
۶۶۵	ابن عمر:۔ لاتتخذوا بیوتکم قبورا	״
	فصل ثانی	
۶۶۶	ابوہریرہ:۔ بین المشرق والمغرب قبلۃ	״
۶۶۷	طلق بن علی:۔ خرجنا وفدا الی رسول اللہ	۴۸۲
۶۶۸	عائشہ:۔ الامر ببناء المساجد فی الدور	״
۶۶۹	ابن عباس:۔ ما امرت بتشیید المساجد	۴۸۳
۶۷۰	انس:۔ من اشراط الساعۃ یتباہی الناس	״
۶۷۱	انس:۔ عرضت علی اجور امتی حتی القذاۃ	״
۶۷۲	بُریدہ:۔ بشر المشائین فی الظلم الی المساجد	۴۸۴
״	سہل:۔ ״ ״ ״	״
״	انس:۔ ״ ״ ״	״
۶۷۳	ابو سعید:۔ مسجدوں کا نگہبان مومن ہے	״
۶۷۴	عثمان بن مظعون:۔ نہی عن الاختصاء	۴۸۵
۶۷۵	عبدالرحمن بن عائش:۔ رأیت ربی فی احسن صورۃ	״
״	ابن عباس:۔ ״ ״	״
״	معاذ:۔ ״ ״	״
۶۷۶	ابوامامہ:۔ ثلاثۃ کلہم ضامن علی اللہ	۴۸۷
۶۷۷	״ :۔ من خرج الی المسجد فہو کالحاج	״
۶۷۸	ابوہریرہ:۔ اذا دخلتم بریاض الجنۃ فارتعوا	۴۸۸
۶۷۹	ابوہریرہ:۔ من اتی المسجد لشیء فہو حظہ	۴۸۸
۶۸۰	فاطمہ بنت الحسین:۔ دخل المسجد للصلوۃ و السلام	۴۸۹
۶۸۱	عمرو بن شعیب:۔ نہی عن تناشد الاشعار	״
۶۸۲	ابوہریرہ قولوا البائع فی المسجد لا اربح اللہ	۴۹۰
۶۸۳	حکیم بن حزام:۔ نہی ان یستقاد فی المسجد	״
۶۸۴	معاویہ:۔ نہی عن اکل البصل والثوم	״
۶۸۵	ابو سعید:۔ الارض کلہا مسجد	۴۹۱
۶۸۶	ابن عمر:۔ نہی عن الصلوۃ فی سبع مواطن	״
۶۸۷	ابوہریرہ:۔ صلوا فی مرابض الغنم	״
۶۸۸	ابن عباس:۔ لعن زائرات القبور	۴۹۲
۶۸۹	ابوامامہ:۔ خیر البقاع مساجدہا۔	״
״	ابن عمر:۔ خیر البقاع مساجدہا	״
	فصل ثالث	۴۹۳
۶۹۰	ابوہریرہ:۔ من جاء مسجدی فہو بمنزلۃ المجاہد	״
۶۹۱	حسن مرسلاً:۔ مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا منع ہیں۔	״
۶۹۲	سائب بن یزید:۔ نہی عن رفع الصوت	۴۹۴
۶۹۳	عمر:۔ بنی رحبۃ فی ناحیۃ المسجد	
۶۹۴	انس:۔ ان المصلی یناجی ربہ	״
۶۹۵	سائب بن خلاد:۔ قبلہ کی طرف تھوکنے والا امام معطل۔	۴۹۵
۶۹۶	معاذ:۔ رأیت ربی فی احسن صورۃ	۴۹۶
۶۹۷	عبداللہ بن عمرو:۔ دخول مسجد کی دعا	۴۹۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۶۹۸	عطاء بن یسار:۔ اللہم لا تجعل قبری وثنا	۴۹۸
۶۹۹	معاذ بن جبل:۔ یستحب الصلوٰۃ فی الحیطان	۴۹۹
۷۰۰	انس:۔ گھر سے مسجد میں پچیس گنا ثواب	〃
۷۰۱	ابوذر:۔ ای مسجد وضع اولاً	۵۰۰
	باب الستر	۵۰۱
	فصل اول	۵۰۴
۷۰۲	عمر:۔ الصلوٰۃ فی الثوب الواحد	〃
۷۰۳	ابوہریرہ:۔ جان بوجھ کر ایک چھوٹے کپڑے میں نماز نہ پڑھے۔	〃
۷۰۴	ابوہریرہ:۔ ایک کپڑے میں نماز کا طریقہ	〃
۷۰۵	عائشہ:۔ باتصویر جگہ میں نماز نادرست ہے	۵۰۵
۷۰۶	انس:۔ 〃	〃
۷۰۷	عقبہ بن عامر:۔ متکبرانہ کپڑوں میں نماز نامناسب ہے۔	۵۰۶
	فصل ثانی	〃
۷۰۸	سلمہ بن اکوع:۔ افاصلی فی القمیص الواحد	〃
۷۰۹	ابوہریرہ:۔ من صلی یسبل ازارہ فلیتوضاء	۵۰۷
۷۱۰	عائشہ:۔ لایقبل صلوٰۃ حائض الا بخمار	〃
۷۱۱	ام سلمہ:۔ اتصلی المرأۃ فی درع وخمار	〃
۷۱۲	ابوہریرہ:۔ نہی عن السدل	۵۰۸
۷۱۳	شداد بن اوس:۔ صلوا فی نعالکم	〃
۷۱۴	ابوسعید:۔ صلی فخلع نعلیہ	〃
۷۱۵	ابوہریرہ:۔ فلیضع نعلیہ عن یسارہ	۵۰۹

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
	فصل ثالث	۵۰۹
۷۱۶	ابوسعید:۔ یصلی علی حصیر	〃
۷۱۷	عمرو بن شعیب:۔ یصلی حافیا ومتنعلا	۵۱۰
۷۱۸	محمد بن منکدر:۔ صلی جابر فی ازار لیراہ الناس	〃
۷۱۹	ابی بن کعب:۔ الصلوٰۃ فی ثوب واحد	۵۱۱
	باب السترۃ	〃
	فصل اول	۵۱۲
۷۲۰	ابن عمر:۔ العنزۃ بین یدیہ	〃
۷۲۱	ابوجحیفہ:۔ مکہ کے سفر میں سترہ سے نماز	〃
۷۲۲	نافع:۔ یعرض راحلتہ فیصلی الیہ	۵۱۳
۷۲۳	طلحہ:۔ وضع مثل مؤخرۃ الرحل	〃
۷۲۴	ابوجہیم:۔ نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ	〃
۷۲۵	ابوسعید:۔ آگے سے گزرنے والے کا دفاع	۵۱۴
۷۲۶	ابوہریرہ:۔ تقطع الصلوٰۃ المرأۃ والحمار	〃
۷۲۷	عائشہ:۔ یصلی من اللیل وانا معترضۃ	۵۱۵
۷۲۸	ابن عباس:۔ اقبلت راکبا علی اتان۔	〃
	فصل ثانی	〃
۷۲۹	ابوہریرہ:۔ فلیجعل تلقاء وجہہ شیئا۔	〃
۷۳۰	سہل بن حثمہ:۔ اذا صلی الی سترۃ فلیدن منہا۔	۵۱۶
۷۳۱	مقداد:۔ سترہ تھوڑا دائیں طرف رکھے	〃
۷۳۲	فضل بن عباس:۔ بغیر سترہ کے نماز	〃
۷۳۳	ابوسعید:۔ لایقطع الصلوٰۃ شیئ	۵۱۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
	فصل ثالث	۵۱۷
۷۳۴	عائشہ:۔ کنت انام بین یدی رسول اللہ	//
۷۳۵	ابوہریرہ:۔ نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ۔	۵۱۸
۷۳۶	کعب:۔ // //	//
۷۳۷	ابن عباس:۔ یقطع الصلوۃ الحمار	//
	باب صفۃ الصلوۃ	۵۱۹
	فصل اول	۵۲۱
۷۳۸	ابوہریرہ:۔ حدیث مسئی الصلوۃ	//
۷۳۹	عائشہ:۔ یستفتح الصلوۃ بالتکبیر والقراءۃ بالفاتحۃ۔	۵۲۲
۷۴۰	ابوحُمید:۔ آنحضرت کی نماز کا طریقہ	۵۲۳
۷۴۱	ابن عمر:۔ رفع الیدین مواضع الثلاثہ میں	۵۲۴
۷۴۲	// :۔ // //	//
۷۴۳	نافع:۔ // //	۵۲۵
۷۴۴	مالک بن حُویرث:۔ // //	۵۲۶
۷۴۵	// :۔ جلسہ استراحت۔	//
۷۴۶	وائل بن حُجر:۔ رفع الیدین	۵۲۷
۷۴۷	سہل بن سعد:۔ سینہ پر ہاتھ باندھنا	//
۷۴۸	ابوہریرہ:۔ اذا قام الی الصلوۃ یکبر	//
۷۴۹	جابر:۔ افضل الصلوۃ طول القنوت	۵۲۸
	فصل ثانی	۵۲۹
۷۵۰	ابوحُمید:۔ قال فی عشرۃ من اصحاب النبیؐ	//

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۷۵۱	وائل بن حجر:۔ رفع یدین کی حدیث۔	۵۳۱
۷۵۲	قبیصہ بن ہُلب:۔ ہاتھ باندھنا	//
۷۵۳	رفاعہ بن رافع:۔ حدیث مسئی الصلوۃ	۵۳۲
۷۵۴	فضل بن عباس:۔ الصلوۃ مثنی مثنی	۵۳۳
	فصل ثالث	۵۳۴
۷۵۵	سعد:۔ تکبیرات اونچی آواز سے کہنا	//
۷۵۶	عکرمہ:۔ نماز چار رکعت میں بائیس تکبیریں	//
۷۵۷	علی:۔ ہر خفض و رفع کے لیے تکبیر	۵۳۵
۷۵۸	علقمہ:۔ نماز کے شروع میں ایک مرتبہ ہاتھ اٹھانا۔	//
۷۵۹	ابوحُمید:۔ نماز شروع کرتے وقت کوئی لفظ نہ کہے۔	۵۳۶
۷۶۰	ابوہریرہ:۔ مسئی الصلوۃ کی طرح کی حدیث	۵۳۷
	باب ما یقرأ بعد التکبیر	۵۳۸
	فصل اول	۵۳۹
۷۶۱	ابوہریرہ:۔ دعا افتتاح اللھم باعد بینی	//
۷۶۲	علی:۔ // وجہت وجھی للذی	۵۴۰
۷۶۳	انس:۔ الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ	۵۴۳
	فصل ثانی	//
۷۶۴	عائشہ:۔ دعائے افتتاح سبحانک اللھم و بحمدک۔	//
//	ابوسعید:۔ // //	//
۷۶۵	جُبیر بن مُطعم:۔ اللہ اکبر کبیرا	۵۴۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۷۶۶	سمرہ بن جُندُب :- حدیث سکتتین	۵۴۵
۷۶۷	ابوہریرۃ :- اذا نھض من الرکعۃ الثانیۃ استفتح القراءۃ۔	״
	فصل ثالث	״
۷۶۸	جابر :- ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی	״
۷۶۹	محمد بن مسلمہ :- وجہت وجھی للذی	۵۴۶
	باب القراءۃ فی الصلوۃ	۵۴۷
	فصل اول	۵۴۸
۷۷۰	عُبادہ بن صامت :- لاصلوۃ لمن لم یقراء بفاتحۃ الکتاب۔	״
۷۷۱	ابوہریرہ :- من لم یقرأ فی الصلوۃ ام القرآن فھی خداج۔	۵۴۹
۷۷۲	ابوہریرہ :- رسول اللہؐ اور خلفا قرأت سورہ فاتحہ سے شروع کرتے۔	۵۵۰
۷۷۳	ابوہریرہ :- اذا امن الامام فامنوا	۵۵۱
۷۷۴	ابوموسیٰ :- اذا صلیتم فاقیموا صفوفکم	۵۵۳
״	ابوہریرہ :- ״ (واذا قرأ فانصتوا)	۵۵۴
۷۷۵	ابوقتادہ :- کان یقرأ فی الظھر ام الکتاب	۵۵۵
۷۷۶	ابوسعید :- ظہر وعصر کے قیام کا اندازہ	۵۵۶
۷۷۷	جابر :- یقرأ فی الظھر باللیل	۵۵۷
۷۷۸	جُبیر بن مُطعِم :- مغرب میں قرأت والطور	״
۷۷۹	ام فضل :- مغرب میں مرسلات	״
۷۸۰	جابر :- معاذ بن جبل دوبارہ نماز پڑھا کرتے	۵۵۸

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۷۸۱	براء :- عشاء میں والتین کی قراءت	۵۵۸
۷۸۲	جابر :- فجر میں سورہ قٓ کی قراءت	۵۵۹
۷۸۳	عمرو بن حُریث :- فجر میں واللیل اذا عسعس	״
۷۸۴	عبداللہ بن سائب :- کھانسی کی وجہ سے قرأت کم کرنا۔	״
۷۸۵	ابوہریرہ :- فجر میں سورہ سجدہ ودہر	۵۶۰
۷۸۶	عبیداللہ بن ابی رافع :- سورہ جمعہ ومنافقون جمعہ کی نماز میں۔	״
۷۸۷	نعمان بن بشیر :- عیدین وجمعہ میں اعلیٰ وغاشیہ کی قراءت	۵۶۱
۷۸۸	عبیداللہ بن عمر :- ״ ״ ״	״
۷۸۹	ابوہریرہ :- فجر کی سنتوں میں کافرون و اخلاص کی قرأت۔	״
۷۹۰	ابن عباس :- مختلف آیات پڑھنا۔	۵۶۲
	فصل ثانی	״
۷۹۱	ابن عباس :- قرأت کی ابتداء بسم اللہ سے	״
۷۹۲	وائل بن حُجر :- آمین بالجہر کہنا۔	۵۶۳
۷۹۳	ابوزُہیر :- ״	۵۶۴
۷۹۴	عائشہ :- مغرب میں سورہ اعراف کی قرأت	״
۷۹۵	عقبہ بن عامر :- فجر میں معوذتین کی قراءت	״
۷۹۶	جابر بن سمرہ :- مغرب میں کافرون واخلاص	۵۶۵
״	ابن عمر :- ״	״
۷۹۷	ابن مسعود :- مغرب کی سنتوں میں قرأت	״
״	ابوہریرہ :- مغرب کی سنتوں میں قرأت	״

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۷۹۸	سلیمان بن یسار:۔ یطیل رکعتین الاولیین	۵۶۶
۷۹۹	عُبادہ بن صامت لاتقرؤا بشیٔ من القرآ الابفاتحۃ الکتاب	״
۸۰۰	ابوہریرہ:۔ فانتہی الناس بالقراءۃ	۵۶۷
۸۰۱	ابن عمر:۔ ان المصلی یناجی ربہ	۵۶۸
״	بیاضی:۔ ״	
۸۰۲	ابوہریرہ:۔ اذا قرأ فانصتوا۔	۵۶۹
۸۰۳	عبداللہ بن ابی اوفی:۔ انی لا استطیع ان آخذ من القرآن	״
۸۰۴	ابن عباس:۔ سبح اسم ربک الاعلی کا جواب سبحان ربی الاعلی۔	۵۷۱
۸۰۵	ابوہریرہ:۔ من قرأ منکم والتین (کا جواب)	״
۸۰۶	جابر:۔ قرأت سورۃ الرحمن (کا جواب)	۵۷۲
	فصل ثالث	״
۸۰۷	معاذ:۔ فجر کی نماز میں اذا زلزلت کی قرأت	״
۸۰۸	عروہ:۔ فجر میں سورہ بقرہ	۵۷۳
۸۰۹	فرافصہ:۔ فجر میں سورہ یوسف	״
۸۱۰	عامر بن ربیعہ:۔ ״	״
۸۱۱	عمرو بن شعیب:۔ چھوٹی سے چھوٹی سورۃ کی قرأت۔	״
۸۱۲	عبداللہ بن عتبہ:۔ مغرب میں حم دخان کی قراءت	۵۷۴
	باب الرکوع	۵۷۵

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
	فصل اول	۵۷۵
۸۱۳	انس:۔ واللہ انی لاراکم من بعدی	״
۸۱۴	براء:۔ کان ارکان الصلوۃ سواء	״
۸۱۵	انس:۔ قومہ لمبا کرتے۔	۵۷۶
۸۱۶	عائشہ:۔ رکوع وسجدہ کی دعائیں۔	״
۸۱۷	״ :۔ ״	״
۸۱۸	ابن عباس:۔ رکوع وسجود میں قرآن پڑھنا منع ہے۔	״
۸۱۹	ابوہریرہ:۔ مقتدی ربنا لک الحمد کہیں	۵۷۷
۸۲۰	عبداللہ بن ابی اوفی:۔ سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد۔	״
۸۲۱	ابوسعید:۔ قومہ کی لمبی دعا۔	۵۷۸
۸۲۲	رفاعہ بن رافع:۔ کس نے کہا ربنا لک الحمد	״
	فصل ثانی	۵۷۹
۸۲۳	ابومسعود:۔ لا تجزئ صلوۃ حتی تقیم ظہرہ	״
۸۲۴	عقبہ بن عامر:۔ اجعلوہا فی الرکوع	״
۸۲۵	عون بن عبداللہ:۔ رکوع کی مختصر دعا۔	۵۸۰
۸۲۶	حذیفہ:۔ ״	״
	فصل ثالث	۵۸۱
۸۲۷	عوف بن مالک:۔ لمبا رکوع	״
۸۲۸	ابن جبیر:۔ دس تسبیحات کا اندازہ رکوع	״
۸۲۹	شقیق بن حذیفہ:۔ رکوع وسجود پورا نہ کرنے والے کی نماز نہیں۔	۵۸۲
۸۳۰	ابوقتادہ:۔ نماز کا چور	״

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
٨٣١	نعمان بن مرہ :- نماز کا چور۔	٥٨٣
	باب السجود وفضلہ	٥٨٤
	فصل اول	٥٨٥
٨٣٢	ابن عباس :- سات اعضا پر سجدہ	//
٨٣٣	انس :- اعدلوا فی السجود	//
٨٣٤	براء بن عازب :- اذا سجدت ارفع مرفقیک	٥٨٦
٨٣٥	میمونہ :- اذا سجد جافی بین یدیہ	//
٨٣٦	عبداللہ بن مالک :- //	//
٨٣٧	ابوہریرہ :- سجدہ کی دعا۔	٥٨٧
٨٣٨	عائشہ :- //	//
٨٣٩	ابوہریرہ :- اقرب مایکون العبد من ربہ وھو ساجد۔	٥٨٨
٨٤٠	ابوہریرہ :- اذا سجد العبد یبکی الشیطان	//
٨٤١	ربیعہ بن کعب :- اعنی علی بکثرت السجود	٥٨٩
٨٤٢	معدان بن طلحہ :- //	٥٩٠
	فصل ثانی	//
٨٤٣	وائل بن حجر :- وضع رکبتیہ قبل یدیہ	//
٨٤٤	ابوہریرہ :- لایبرک کبرک البعیر	٥٩١
٨٤٥	ابن عباس :- بین السجدتین کی دعا	٥٩٢
٨٤٦	حذیفہ :- //	//
	فصل ثالث	//
٨٤٧	عبدالرحمن :- نہی عن نقرۃ الغراب	//
٨٤٨	علی :- لاتقع بین السجدتین	٥٩٣
٨٤٩	طلق بن علی :- لاینظر اللہ الی صلوٰۃ لایقیم صلبہ۔	٥٩٣
٨٥٠	نافع :- الیدین تسجدان کما یسجد الوجہ	//
	باب التشہد	٥٩٤
	فصل اول	٥٩٦
٨٥٠	ابن عمر :- تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ	//
٨٥١	عبداللہ بن زبیر :- //	٥٩٧
٨٥٢	عبداللہ بن مسعود :- تشہد کے الفاظ	//
٨٥٣	عبداللہ بن مسعود :- //	٥٩٨
	فصل ثانی	٥٩٩
٨٥٤	وائل بن حجر :- الافتراش فی التشہد	//
٨٥٥	عبداللہ بن زبیر :- رفع سبابہ	//
٨٥٦	ابوہریرہ :- //	٦٠٠
٨٥٧	ابن عمر :- نہی ان یجلس فی الصلوٰۃ وھو معتمد	//
٨٥٨	عبداللہ بن مسعود :- پہلا تشہد مختصر ہونا	//
	فصل ثالث	٦٠١
٨٥٩	جابر :- تشہد میں بسم اللہ۔	//
٨٦٠	نافع :- رفع سبابہ شیطان کو سخت تکلیف دیتی ہے۔	//
٨٦١	ابن مسعود :- تشہد آہستہ پڑھنا۔	٦٠٢
	باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ وفضلہا	٦٠٣
	فصل اول	٦٠٧

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۸۶۲	عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ:۔ کیف الصلوۃ علیکم	۶۰۷
۸۶۳	ابوحمید:۔ کیف نصلی علیک	"
۸۶۴	ابوہریرہ:۔ من صلی علی واحدۃ صلی اللہ علیہ عشرا۔	۶۰۸
	فصل ثانی	۶۰۹
۸۶۵	انس:۔ من صلی علی واحدۃ صلی اللہ علیہ عشر صلوات	"
۸۶۶	ابن مسعود:۔ اولی الناس بی اکثرہم علی صلوۃ	"
۸۶۷	ابن مسعود:۔ الملائکۃ سیاحین فی الارض	"
۸۶۸	ابوہریرہ:۔ رد اللہ علی روحی حتی ارد السلام	۶۱۰
۸۶۹	" :۔ لاتجعلوا قبری عیدا	"
۸۷۰	" :۔ رغم انف رجل ذکرت عندہ فلم یصل علی۔	"
۸۷۱	ابوطلحہ:۔ درود پڑھنے والے کا ثواب	۶۱۱
۸۷۲	ابی بن کعب:۔ سارا وقت درود کا وظیفہ کرو	"
۸۷۳	فضالہ بن عُبید:۔ ثنا و درود کے بغیر دعا قبول نہیں ہوتی۔	۶۱۲
۸۷۴	عبداللہ بن مسعود:۔ " "	۶۱۳
	فصل ثالث	"
۸۷۵	ابوہریرہ:۔ درود کے الفاظ	"
۸۷۶	علی:۔ درود نہ پڑھنے والا بخیل	۶۱۴
"	حسین:۔ "	"
۸۷۷	ابوہریرہ:۔ من صلی عند قبری	"
۸۷۸	عبداللہ بن عمرو:۔ من صلی علی واحدۃ صلی	۶۱۵
	الملائکۃ علیہ سبعین صلوۃ	۶۱۵
۸۷۹	رُوَیفع:۔ درود کے دیگر الفاظ	"
۸۸۰	عبدالرحمن بن عوف:۔ من صلی علیک صلیت علیہ۔	"
۸۸۱	عمر بن خطاب:۔ الدعاء موقوف بین السماء والارض۔	۶۱۶
	باب الدعاء فی التشہد	۶۱۷
	فصل اول	"
۸۸۲	عائشہ:۔ الاستعاذہ	"
۸۸۳	ابوہریرہ:۔ "	"
۸۸۴	ابن عباس:۔ "	۶۱۸
۸۸۵	ابوبکر:۔ اللہم انی ظلمت نفسی	"
۸۸۶	عامر بن سعد:۔ دونوں طرف سلام پھیرنا	"
۸۸۷	سُمرہ بن جُندُب:۔ مقتدیوں کی طرف متوجہ ہونا۔	۶۱۹
۸۸۸	انس:۔ ینصرف عن یمینہ	"
۸۸۹	ابن مسعود:۔ لایجعل للشیطان شیئا	۶۲۰
۸۹۰	براء:۔ احببنا ان نکون عن یمینہ	"
۸۹۱	ام سلمہ:۔ سلام کے بعد کچھ ٹھہر کر اٹھتے۔	"
	فصل ثانی	۶۲۱
۸۹۲	معاذ:۔ نماز کے بعد کی دعاء	"
۸۹۳	ابن مسعود:۔ دائیں بائیں سلام کہنا۔	"
"	عمار بن یاسر:۔ "	"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۸۹۴	ابن مسعود:۔ بائیں طرف سے پھرنا	۶۲۲
۸۹۵	عطا خراسانی:۔ جگہ بدل کر نماز پڑھنا	″
۸۹۶	انس:۔ نماز کے بعد ٹھہر کر اٹھنا	″
	فصل ثالث	۶۲۳
۸۹۷	شداد:۔ نماز کے بعد کی دعا۔	″
	جابر:۔ ″	″
۸۹۸	عائشہ:۔ ایک سلام کہنا۔	۶۲۴
۸۹۹	سمرہ:۔ سب پر سلام کہنا۔	″
	باب الذکر بعد الصلوۃ	۶۲۵
	فصل اول	۶۲۶
۹۰۰	ابن عباس:۔ نماز کے اختتام کی علامت اللہ اکبر کہنا۔	″
۹۰۱	عائشہ:۔ نماز کے بعد کی دعا	″
۹۰۲	ثوبان:۔ تین مرتبہ استغفار	۶۲۷
۹۰۳	مغیرہ:۔ نماز کے کلمات طیبہ	″
۹۰۴	عبداللہ بن زبیر:۔ ″	″
۹۰۵	سعد:۔ نماز کے بعد تعوذ	۶۲۸
۹۰۶	ابوہریرہ:۔ تسمیہ وتحمید وتکبیر	۶۲۹
۹۰۷	کعب:۔ لا یخیب قائلھن	۶۳۰
۹۰۸	ابوہریرہ:۔ تسبیح وتحمید وتکبیر ۳۳ مرتبہ	″
	فصل ثانی	۶۳۱
۹۰۹	ابوامامہ:۔ نماز کے بعد مقبولیت کا وقت	″
۹۱۰	عقبہ:۔ نماز کے بعد معوذات	″
۹۱۱	انس:۔ فجر کے بعد طلوع سورج تک بیٹھنے کا ثواب۔	۶۳۲
۹۱۲	انس:۔ ″ ″ ″	″
	فصل ثالث	۶۳۳
۹۱۳	ارزق:۔ ابوبکر وعمر صف میں دائیں طرف کھڑے ہوتے۔	″
۹۱۴	زید بن ثابت:۔ ہر نماز کے بعد تسبیحات	۶۳۴
۹۱۵	علی:۔ ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی	″
۹۱۶	عبدالرحمن:۔ ہر نماز کے بعد کلمات طیبہ	۶۳۵
۹۱۷	عمر بن خطاب:۔ بہت بڑی غنیمت	۶۳۶
	باب ما لا یجوز من العمل فی الصلوۃ	۶۳۸
	فصل اول	۶۳۹
۹۱۸	معاویہ بن حکم:۔ نماز میں باتیں کرنا منع ہیں	″
۹۱۹	عبداللہ بن مسعود:۔ ″ ″	۶۴۱
۹۲۰	معیقیب:۔ چبھنے والی چیز دور کرنا جائز ہے	″
۹۲۱	ابوہریرہ:۔ کوہلوں پر ہاتھ رکھنا منع ہے	″
۹۲۲	عائشہ:۔ نماز میں جھانکنا منع ہے۔	۶۴۲
۹۲۳	ابوہریرہ:۔ نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا منع ہے۔	″
۹۲۴	ابوقتادہ:۔ بچے کو اٹھا کر نماز پڑھنا۔	″
۹۲۵	ابوسعید:۔ نماز میں جمائی کو روکنا چاہیے۔	۶۴۳
۹۲۶	ابوہریرہ:۔ ″ ″ ″	۶۴۳
۹۲۷	سہل بن سعد:۔ التسبیح للرجال والتصفیق للنساء	۶۴۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
	فصل ثانی	۶۴۴
۹۲۸	عبداللہ بن مسعودؓ:۔ انما الصلوٰۃ لقرأۃ القرآن۔	״
۹۲۹	ابن عمرؓ:۔ سلام کا اشارے سے جواب دینا	۶۴۵
۹۳۰	رفاعہ بن رافعؓ:۔ دعا کے الفاظ جہر سے بولنا	״
۹۳۱	ابوہریرہؓ:۔ التثاؤب فی الصلوٰۃ من الشیطان	۶۴۶
۹۳۲	کعب بن عجرہؓ:۔ نماز میں تشبیک منع ہے	״
۹۳۳	ابوذرؓ:۔ نماز میں التفات منع ہے	۶۴۷
۹۳۴	انسؓ:۔ سجدہ کی جگہ نظر رکھنا	״
۹۳۵	״:۔ الالتفات فی الصلوٰۃ ہلکۃ	״
۹۳۶	ابن عباسؓ:۔ اس کی اجازت	۶۴۸
۹۳۷	عدی بن ثابتؓ:۔ نماز میں شیطانی حرکات	״
۹۳۸	مطرف بن عبداللہ:۔ نماز میں رونا	״
۹۳۹	ابوذرؓ:۔ نماز میں کنکروں کو نہ چھونا چاہئے۔	۶۴۹
۹۴۰	ام سلمہؓ:۔ ترب وجہک	״
۹۴۱	ابن عمرؓ:۔ نماز میں کولہوں پر ہاتھ رکھنا منع ہے	״
۹۴۲	ابوہریرہؓ:۔ نماز میں سانپ و بچھو کو قتل کرنا	״
۹۴۳	عائشہؓ:۔ نماز میں جائز حرکت۔	۶۵۰
۹۴۴	طلق بن علیؓ:۔ نماز میں وضو ٹوٹے تو نماز دوبارہ پڑھے۔	״
۹۴۵	عائشہؓ:۔ ״ ״ ״	۶۵۱
۹۴۶	عبداللہ بن عمروؓ:۔ ״ ״ ״	״
	فصل ثالث	״
۹۴۷	ابوہریرہؓ:۔ اقامت کے بعد مسجد سے باہر جانا	״
۹۴۷	عطاء بن یسارؒ:۔ اقامت کے بعد مسجد سے باہر جانا۔	۶۵۲
۹۴۸	ابودرداءؓ:۔ موذی کو نماز میں دفع کرنا	״
۹۴۹	جابرؓ:۔ جائز حرکت نماز میں	״
۹۵۰	نافعؒ:۔ سلام کا جواب اشارہ سے دینا	۶۵۳
	باب السہو	۶۵۴
	فصل اول	۶۵۵
۹۵۱	ابوہریرہؓ:۔ بھول کے دو سجدے ہیں۔	״
۹۵۲	عطاء بن یسارؒ:۔ شک کی صورت میں یقین پر بنا کرے۔	״
۹۵۳	عبداللہ بن مسعودؓ:۔ انما انا بشر انسی کما تنسون	۶۵۶
۹۵۴	ابن سیرینؒ:۔ واقعۂ ذوالیدین نماز میں بھولنے کا۔	״
۹۵۵	عبداللہ بن بحینہؓ:۔ درمیانی تشہد رہ جائے تو۔	۶۵۸
	فصل ثانی	״
۹۵۶	عمران بن حصینؓ:۔ سجدۂ سہو کے بعد تشہد پڑھنے کی شاذ روایت	״
۹۵۷	مغیرہ بن شعبہؓ:۔ درمیانہ تشہد بھولے تو کیا کرے	۶۵۹
	فصل ثالث	״
۹۵۸	عمران بن حصینؓ:۔ ذوالیدین کی روایت بھولنے کی۔	״
۹۵۹	عبدالرحمن بن عوفؓ:۔ شک کی صورت میں	۶۶۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
	زیادہ پڑھنا چاہئے۔	
	باب سجود القرآن	٦٦٠
	فصل اول	٦٦١
٩٦٠	ابن عباس:۔ سورہ نجم کا سجدہ	"
٩٦١	ابوہریرہ:۔ انشقاق واقراء کے دو سجدے	"
٩٦٢	ابن عمر:۔ تلاوت کا سجدہ کرنا چاہئے۔	"
٩٦٣	زید بن ثابت:۔ یہ سجدے فرض نہیں	٦٦٢
٩٦٤	ابن عباس:۔ سورہ ص کا سجدہ	"
"	" "	"
	فصل ثانی	"
٩٦٥	عمرو بن عاص:۔ قرآن میں پندرہ سجدے	"
٩٦٦	عقبہ بن عامر:۔ سورہ حج میں دو سجدے	٦٦٣
٩٦٧	ابن عمر:۔ سری نماز میں سجدۂ تلاوت	"
٩٦٨	" :۔ سجدۂ تلاوت پر تکبیر کہنا	٦٦٤
٩٦٩	" :۔ سواری پر سجدہ تلاوت	"
٩٧٠	ابن عباس:۔ مفصل کے سجدے	"
٩٧١	عائشہ:۔ سجدۂ تلاوت کی دعا	"
٩٧٢	ابن عباس:۔ "	٦٦٥
	فصل ثالث	"
٩٧٣	ابن مسعود:۔ سجدہ نہ کرنے والے کی سزا	"
٩٧٤	ابن عباس:۔ شکر کا سجدہ	٦٦٦
	باب اوقات النہی	٦٦٧

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
	فصل اول	٦٦٨
٩٧٥	ابن عمر:۔ طلوع وغروب کے وقت نماز نہ پڑھنا چاہیے۔	"
٩٧٦	عقبہ بن عامر:۔ " "	"
٩٧٧	ابوسعید:۔ فجر وعصر کی نمازوں کے بعد نماز نہیں ہے۔	٦٦٩
٩٧٨	عمرو بن عبسہ:۔ دوپہر کو جہنم کی آگ تیز کی جاتی ہے۔	"
٩٧٩	کریب:۔ عصر کے بعد دو رکعت قضا نماز	٦٧١
	فصل ثانی	٦٧٢
٩٨٠	محمد بن ابراہیم:۔ صبح کی سنتوں کی قضا۔	"
"	جبیر بن مطعم:۔ بیت اللہ میں یہ پابندی نہیں	٦٧٣
٩٨١	ابوہریرہ:۔ نصف النہار کی پابندی جمعہ کے دن نہیں۔	"
٩٨٢	ابوخلیل:۔ " "	٦٧٤
	فصل ثالث	"
٩٨٣	عبداللہ الصنابحی:۔ نہی کے تین وقت	"
٩٨٤	ابوبصرہ:۔ عصر کے بعد غروب تک نماز نہیں	٦٧٥
٩٨٥	معاویہ:۔ عصر کے بعد نماز نہیں۔	"
٩٨٦	ابوذر:۔ خانہ کعبہ پابندیوں سے آزاد ہے	٦٧٦
	باب الجماعۃ وفضلہا	٦٧٧
	فصل اول	٦٧٨
٩٨٧	ابن عمر:۔ جماعت کی نماز ستائیس گنا زیادہ	"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
٩٨٨	ابوہریرہ:۔ تارک جماعت کے گھروں کو جلانے کی ڈانٹ۔	٦٧٨
٩٨٩	ابوہریرہ:۔ ترک جماعت کی نابینے کو بھی اجازت نہیں۔	//
٩٩٠	ابن عمر:۔ بارش میں گھر نماز جائز ہے	٦٧٩
٩٩١	// :۔ کھانا کھا رہا ہو تو ختم کر کے نماز پڑھے	//
٩٩٢	عائشہ:۔ // //	٦٨٠
٩٩٣	ابوہریرہ:۔ اذا اقیمت الصلوۃ فلا صلوۃ الا المکتوبۃ	//
٩٩٤	ابن عمر:۔ عورتوں کو مسجد سے نہ روکو	٦٨١
٩٩٥	زینب:۔ لیکن عورتیں خوشبو لگا کر نہ آئیں	٦٨٢
٩٩٦	ابوہریرہ:۔ // //	//
	فصل ثانی	//
٩٩٧	ابن عمر:۔ عورتوں کو مسجد سے نہ روکو	//
٩٩٨	ابن مسعود:۔ عورت کی نماز گھر میں افضل ہے	//
٩٩٩	ابوہریرہ:۔ خوشبو لگانے والی کی نماز قبول نہیں	٦٨٣
١٠٠٠	ابوموسیٰ:۔ بلکہ وہ بدکار ہے۔	//
١٠٠١	ابی بن کعب:۔ تارک جماعت منافق ہے	//
١٠٠٢	ابودرداء:۔ تارک جماعت کو شیطان لے جاتا ہے۔	٦٨٤
١٠٠٣	ابن عباس:۔ تارک جماعت کی نماز قبول نہیں	//
١٠٠٤	عبداللہ بن ارقم:۔ پہلے قضائے حاجت سے فارغ ہو پھر نماز پڑھے	٦٨٥
١٠٠٥	ثوبان:۔ // //	//

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
١٠٠٦	جابر:۔ نماز لیٹ نہ کرو کسی وجہ سے بھی۔	٦٨٦
	فصل ثالث	//
١٠٠٧	عبداللہ بن مسعود:۔ تارک جماعت منافق یا مریض	//
١٠٠٨	ابوہریرہ:۔ تارک جماعت کے گھروں کو جلانا	٦٨٧
١٠٠٩	// :۔ اذان کے بعد مسجد سے نہ نکلنا چاہیئے	//
١٠١٠	ابوالشعثاء:۔ // //	٦٨٨
١٠١١	عثمان:۔ اذان سن کر جانے والا منافق ہے	//
١٠١٢	ابن عباس:۔ تارک جماعت کی نماز نہیں	//
١٠١٣	عبداللہ بن ام مکتوم:۔ نابینے کو ترک جماعت کی اجازت نہ ملی۔	٦٨٩
١٠١٤	ام درداء:۔ // //	//
١٠١٥	ابوبکر بن سلیمان:۔ نماز با جماعت تمام رات کے قیام سے افضل ہے	//
١٠١٦	ابوموسیٰ:۔ دو بھی جماعت ہیں	٦٩٠
١٠١٧	بلال بن عبداللہ:۔ سنت کے خلاف پر عبداللہ بن عمر کی ناراضگی	//
//	سالم:۔ // // //	//
١٠١٨	مجاہد:۔ // // //	٦٩١
	باب تسویۃ الصف	٦٩٢
	فصل اول	٦٩٣
١٠١٩	نعمان بن بشیر:۔ صفیں غلط ہوں تو دل غلط ہو جائیں گے۔	//

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۱۰۲۰	انس:۔ انی اراکم من وراء ظہری	۶۹۳
۱۰۲۱	//۔ تسویۃ الصفوف من اقامۃ الصلوۃ	۶۹۴
۱۰۲۲	ابومسعود:۔ لاتختلفوا فتختلف قلوبکم	//
۱۰۲۳	ابن مسعود:۔ میرے قریب سمجھدار لوگ رہیں	//
۱۰۲۴	ابوسعید:۔ لایزال یتاخرون حتی یوخرہم اللہ	۶۹۵
۱۰۲۵	جابر:۔ فرشتوں کی طرح صفیں	//
۱۰۲۶	ابوہریرہ:۔ اچھی صف کونسی ہے۔	۶۹۶
	فصل ثانی	
۱۰۲۷	انس:۔ رصوا صفوفکم	//
۱۰۲۸	انس:۔ اتموا صفوفکم	//
۱۰۲۹	براء:۔ درست صف والوں کیلئے فرشتوں کی دعا۔	۶۹۷
۱۰۳۰	عائشہ:۔ // //	//
۱۰۳۱	نعمان:۔ امام صفیں درست کرائے	//
۱۰۳۲	انس:۔ اعتدلوا صفوفکم	//
۱۰۳۳	ابن عباس:۔ خیارکم الینہم مناکب	۶۹۸
	فصل ثالث	//
۱۰۳۴	انس:۔ استووا۔ استووا	//
۱۰۳۵	ابوامامہ:۔ حاذوا بین المناکب	//
۱۰۳۶	ابن عمر:۔ سدوا الخلل	۶۹۹
۱۰۳۷	ابوہریرہ:۔ توسطوا الامام	۷۰۰
۱۰۳۸	عائشہ:۔ حتی یوخرہم اللہ فی النار	//
۱۰۳۹	وابصہ:۔ من صلی خلف الصف وحدہ یعید الصلوۃ	//

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
	باب الموقف	۷۰۱
	فصل اول	۷۰۲
۱۰۴۰	ابن عباس:۔ ایک مقتدی دائیں طرف کھڑا ہو	//
۱۰۴۱	جابر:۔ دو پیچھے کھڑے ہوں۔	//
۱۰۴۲	انس:۔ عورت اکیلی بھی الگ صف بنائے	//
۱۰۴۳	// // //	۷۰۳
۱۰۴۴	ابوبکرہ:۔ زادک اللہ حرصا ولا تعد	//
	فصل ثانی	//
۱۰۴۵	سمرہ:۔ تین میں ایک امام	//
۱۰۴۶	عمار:۔ امام کو اونچی جگہ نہ کھڑا ہونا چاہیئے	//
۱۰۴۷	سہل:۔ رسول اللہ تعلیم کے لیے منبر پر کھڑے ہوئے۔	۷۰۴
۱۰۴۸	عائشہ:۔ صلی فی حجرۃ والناس یاتمون من وراء الحجرۃ	۷۰۵
۱۰۴۹	ابومالک:۔ عورتوں اور بچوں کی الگ الگ صفیں	//
۱۰۵۰	قیس:۔ بچے کو پیچھے کرکے اسکی جگہ پر کھڑا ہونا	۷۰۶
	باب الامامۃ	۷۰۷
	فصل اول	۷۰۸
۱۰۵۱	ابومسعود:۔ امامت کے حقدار کی علامتیں	//
۱۰۵۲	ابوسعید:۔ اولیں حقدار قرآن کا عالم	//
	فصل ثانی	۷۰۹
۱۰۵۳	ابن عباس:۔ ولیؤمکم اقرؤکم	//

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۱۰۵۴	ابو عطیہ:۔ من زار قوما فلا یؤمھم	۷۰۹
۱۰۵۵	انس:۔ نابینا کی امامت	//
۱۰۵۶	ابو امامہ:۔ ثلاثۃ لا تجاوز صلوتھم آذانھم	۷۱۰
۱۰۵۷	ابن عمر:۔ "	//
۱۰۵۸	سلامہ بنت الحر:۔ من اشراط الساعۃ لا یجدون اماما۔	//
۱۰۵۹	ابو ہریرہ:۔ الصلوۃ واجبۃ خلف کل مسلم براً او فاجراً۔	۷۱۱
	فصل ثالث	۷۱۲
۱۰۶۰	عمرو بن سلمہ:۔ نابالغ کی امامت	//
۱۰۶۱	ابن عمر:۔ غلام کی امامت	۷۱۳
۱۰۶۲	ابن عباس:۔ دو آپس میں ناراض آدمیوں کی نماز قبول نہیں۔	//
	باب ما علی الامام	۷۱۴
	فصل اول	۷۱۵
۱۰۶۳	انس:۔ صلوۃ النبی اخف واتم	//
۱۰۶۴	ابو قتادہ:۔ بچے کے رونے سے نماز میں تخفیف	//
۱۰۶۵	ابو ہریرہ:۔ فان فیھم السقیم والضعیف	//
۱۰۶۶	قیس:۔ فان فیھم السقیم والضعیف	۷۱۶
۱۰۶۷	ابو ہریرہ:۔ امام کی غلطی کا وبال امام پر ہوگا	//
	فصل ثالث	۷۱۷
۱۰۶۸	عثمان:۔ جماعت مختصر کرے اکیلا جیسے چاہے پڑھے۔	//
۱۰۶۹	ابن عمر:۔ جماعت مختصر کرے اکیلا جیسے چاہے پڑھے۔	۷۱۸
	باب ما علی الماموم من المتابعۃ و حکم المسبوق	۷۱۹
	فصل اول	۷۲۰
۱۰۷۰	براء بن عازب:۔ لا سبقۃ علی الامام	//
۱۰۷۱	انس:۔ لا تسبقونی	//
۱۰۷۲	ابو ہریرہ:۔ لا تبادروا الامام	//
۱۰۷۳	انس:۔ اذا صلی قاعدا صلوا قعودا	۷۲۱
۱۰۷۴	عائشہ:۔ آنحضرت کی مرض الموت میں ابوبکر کی امامت۔	۷۲۲
۱۰۷۵	ابو ہریرہ:۔ امام سے سبقت کرنے والے گدھے ہیں	۷۲۳
	فصل ثانی	//
۱۰۷۶	علی:۔ جماعت سے ملنے والا وہ کرے جو امام کر رہا ہو۔	//
۱۰۷۷	ابو ہریرہ:۔ فاسجدوا ولا تعدوہ شیئا	۷۲۴
۱۰۷۸	انس:۔ براءۃ من النار وبراءۃ من النفاق	//
۱۰۷۹	ابو ہریرہ:۔ معذور کو پورا ثواب ملتا ہے	//
۱۰۸۰	ابو سعید:۔ دوبارہ جماعت کا ثواب حاصل کرنا	۷۲۵
	فصل ثالث	//
۱۰۸۱	عبید اللہ بن عبد اللہ:۔ رسول اللہ کی مرض موت میں ابوبکر کا جماعت کرانا	//

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۱۰۸۲	ابوہریرہ:- من ادرک الرکعۃ فقد ادرک السجدۃ ومن فاتتہ قراءۃ ام القرآن۔	۴۲۷
۱۰۸۳	ابوہریرہ:- امام سے سبقت کرنے والا شیطان کا چیلا ہے۔	۴۲۸
	باب من صلی صلوٰۃ مرتین	۴۲۸
	فصل اول	۴۳۰
۱۰۸۴	جابر:- معاذ کا دوبارہ نماز پڑھنے کا واقعہ	//
۱۰۸۵	// :- // //	//
	فصل ثانی	۴۳۰
۱۰۸۶	یزید بن اسود:- دو آدمیوں کی نماز با جماعت دوبارہ کے لیے حکم	//
	فصل ثالث	۴۳۱
۱۰۸۷	بُسر بن مِحجن:- جماعت کا ثواب لینے کو دوبارہ نماز	//
۱۰۸۸	عن رجل من اسد بن خزیمہ:- //	۴۳۲
۱۰۸۹	یزید بن عامر:- // //	۴۳۳
۱۰۹۰	ابن عمر:- // //	//
۱۰۹۱	سلیمان مولی میمونہ:- دوبارہ نماز نہ پڑھو	۴۳۴
۱۰۹۲	نافع:- مغرب اور صبح دوبارہ نہ پڑھے۔	//
	باب السنن وفضائلہا	۴۳۵
	فصل اول	۴۳۷
۱۰۹۳	ام حبیبہ:- دن رات میں بارہ سنتیں	//

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۱۰۹۴	ابن عمر:- دن رات میں دس رکعتیں سنت	۴۳۷
۱۰۹۵	ابن عمر:- جمعہ کے بعد دو رکعت گھر میں	۴۳۸
۱۰۹۶	عبداللہ بن شقیق:- بمعہ تہجد دن رات میں اکیس رکعت	//
۱۰۹۷	عائشہ:- فجر کی سنتوں کی تاکید	۴۳۹
۱۰۹۸	// :- رکعتا الفجر خیر من الدنیا وما فیہا	//
۱۰۹۹	عبداللہ بن مُغفّل:- مغرب سے پہلے دو رکعت	۴۴۰
۱۱۰۰	ابوہریرہ:- جمعہ کے بعد چار رکعت	//
	فصل ثانی	//
۱۱۰۱	ام حبیبہ:- ظہر سے پہلے اور بعد چار چار رکعت	//
۱۱۰۲	ابو ایوب:- ظہر سے پہلے چار رکعت	۴۴۱
۱۱۰۳	عبداللہ بن سائب:- //	//
۱۱۰۴	ابن عمر:- عصر سے پہلے چار رکعت	//
۱۱۰۵	علی:- // //	۴۴۲
۱۱۰۶	// :- عصر سے پہلے دو رکعت	//
۱۱۰۷	ابوہریرہ:- مغرب کے بعد چھ رکعت	//
۱۱۰۸	عائشہ:- مغرب کے بعد بیس رکعت	۴۴۳
۱۱۰۹	// :- عشاء کے بعد چار یا چھ رکعت	//
۱۱۱۰	ابن عباس:- ادبار النجوم وادبار السجود	//
	فصل ثالث	۴۴۴
۱۱۱۱	عمر:- ظہر سے پہلے چار رکعت	//
۱۱۱۲	عائشہ:- عصر کے بعد دو رکعت (خاصہ)	//
۱۱۱۳	مختار بن فُلفُل:- // //	۴۴۵
۱۱۱۴	انس:- مغرب سے پہلے دو رکعت	//

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۱۱۱۵	مرثد بن عبد اللہ:۔ مغرب سے پہلے دو رکعت۔	۷۴۵
۱۱۱۶	کعب بن عُجرہ:۔ نفل نماز گھروں میں بہتر ہے	۷۴۶
۱۱۱۷	ابن عباس:۔ مغرب کی سنت میں بھی قراءت	〃
〃	مکحول:۔ مغرب کے بعد دو یا چار سنت	۷۴۷
〃	حذیفہ:۔ مغرب کے بعد سنت جلدی ادا کرنا	〃
۱۱۱۸	عمرو بن عطاء:۔ لا وصل فی الصلوۃ حتی تتکلم	〃
۱۱۱۹	عطاء:۔ جمعہ کے بعد دو یا چار رکعت	۷۴۸
	باب صلوۃ اللیل	۷۴۹
	فصل اول	۷۵۰
۱۱۲۰	عائشہ:۔ رات کی نماز گیارہ رکعت	〃
۱۱۲۱	〃 :۔ فجر کی سنتیں صلوۃ اللیل کے علاوہ ہیں۔	〃
۱۱۲۲	عائشہ:۔ فجر کی سنت کے بعد دائیں کروٹ پر لیٹنا۔	۷۵۱
۱۱۲۳	عائشہ:۔ رات کی نماز مع وتر وسنت فجر تیرہ رکعت۔	〃
۱۱۲۴	مسروق:۔ رات کی نماز سات۔ نو گیارہ رکعت۔	〃
۱۱۲۵	عائشہ:۔ پہلے دو ہلکی رکعتیں	〃
۱۱۲۶	ابوہریرہ:۔	۷۵۲
۱۱۲۷	ابن عباس:۔ تہجد کی نماز باجماعت ادا کرنا	〃
۱۱۲۸	〃 :۔ رسول اللہ کی تہجد کی نماز	۷۵۴
۱۱۲۹	زید بن خالد:۔ رسول اللہ کی تہجد کی نماز	۷۵۴
۱۱۳۰	عائشہ:۔ بھاری جسم والے کو تہجد بیٹھ کر ادا کرنا	۷۵۵
	فصل ثانی	۷۵۶
۱۱۳۱	عبد اللہ بن مسعود:۔ تہجد میں قراءت	۷۵۵
۱۱۳۲	حذیفہ:۔ تہجد میں اطمینان وقراءت	۶۵۶
۱۱۳۳	عبد اللہ بن عمرو:۔ تہجد میں قراءت	
۱۱۳۴	ابوہریرہ:۔ تہجد کی قراءت میں رفع وخفض	۷۵۷
۱۱۳۵	ابن عباس:۔ آواز کی مقدار	۷۵۷
۱۱۳۶	ابوقتادہ:۔ درمیانہ آواز سے قراءت	۷۵۸
۱۱۳۷	ابوذر:۔ ساری رات ایک آیت کی قراءت	〃
۱۱۳۸	ابوہریرہ:۔ اذا صلی احدکم رکعتی الفجر فلیضطجع علی یمینہ۔	۷۵۹
	فصل ثالث	〃
۱۱۳۹	مسروق:۔ بہترین وقت رات کا پچھلا حصہ	〃
۱۱۴۰	انس:۔ رات کو سونا بھی اور قیام بھی کرنا	۷۶۰
۱۱۴۱	حُمید بن عبد الرحمن:۔ رسول اللہ کی تہجد کا طریقہ۔	〃
۱۱۴۲	یعلی بن مُملک:۔ قراءت کرنے کا طریقہ	۷۶۱
	باب ما یقول اذا قام من اللیل	۷۶۲
	فصل اول	۷۶۳
۱۱۴۳	ابن عباس:۔ رات اٹھ کر پڑھنے کی دعا	〃
۱۱۴۴	عائشہ:۔ دوسری دعا۔	۷۶۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۱۱۴۵	عبادہ بن صامت:۔ تیسری دعا	۷۶۴
	فصل ثانی	۷۶۵
۱۱۴۶	عائشہ:۔ رات اٹھ کر پڑھنے کی دعا	//
۱۱۴۷	معاذ بن جبل:۔ رات ذکر کرنے کی فضیلت	۷۶۶
۱۱۴۸	شریق الھوزنی:۔ رات کے ذکر کے الفاظ	//
	فصل ثالث	۷۶۷
۱۱۴۹	ابوسعید:۔ دعائے افتتاح	//
۱۱۵۰	ربیعہ بن کعب:۔ ذکر طویل۔	۷۶۸
	باب التحریض علی قیام اللیل	۷۶۹
	فصل اول	۷۷۰
۱۱۵۱	ابوہریرہ:۔ شب بیدار سارا دن خوش وخرم رہتا ہے۔	//
۱۱۵۲	مغیرہ:۔ افلا اکون عبدا شکورا	//
۱۱۵۳	ابن مسعود:۔ شیطان کان میں پیشاب کرتا ہے۔	۷۷۱
۱۱۵۴	ام سلمہ:۔ رب کاسیۃ عاریۃ فی الآخرۃ	//
۱۱۵۵	ابوہریرہ:۔ ینزل ربنا الی السماء الدنیا	//
۱۱۵۶	جابر:۔ ہر رات ایک مقبولیت کی گھڑی ہے	۷۷۲
۱۱۵۷	عبداللہ بن عمرو:۔ احب الصلوۃ الی اللہ صلوۃ داؤد	//
۱۱۵۸	عائشہ:۔ تہجد کے بعد سونا۔	۷۷۳
	فصل ثانی	//
۱۱۵۹	ابوامامہ:۔ علیکم بقیام اللیل فانہ داب الصالحین	//

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۱۱۶۰	ابوسعید:۔ قائم اللیل سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے	۷۷۳
۱۱۶۱	عمرو بن عبسہ:۔ رات کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔	۷۷۴
۱۱۶۲	ابوہریرہ:۔ شب بیداری اور کو ترغیب دینے کی فضیلت۔	//
۱۱۶۳	ابوامامہ:۔ ای الدعاء اسمع	۷۷۵
۱۱۶۴	ابومالک:۔ قیام لیل کی فضیلت	//
//	علی:۔ //	
	فصل ثالث	//
۱۱۶۵	عبداللہ بن عمرو:۔ یا عبداللہ لا تکن مثل فلان	//
۱۱۶۶	عثمان بن ابوالعاص:۔ داؤد علیہ السلام کا قیام اللیل	۷۷۶
۱۱۶۷	ابوہریرہ:۔ افضل الصلوۃ بعد المفروضۃ قیام اللیل	//
۱۱۶۸	ابوہریرہ:۔ صلوۃ اللیل ینہاہ عن السرقہ	۷۷۷
۱۱۶۹	ابوسعید:۔ بیوی کو تہجد کے لیے جگانا	//
۱۱۷۰	ابن عباس:۔ اشراف امتی حملۃ القرآن واصحاب اللیل	//
۱۱۷۱	ابن عمر:۔ اپنے اہل کو شب بیداری کے لیے بیدار کرتے	۷۷۸
	باب القصد فی العمل	۷۷۹
	فصل اول	۷۸۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۱۱۷۲	انس:- رات کو قیام بھی کرتے اور سوتے بھی۔	۷۸۱
۱۱۷۳	عائشہ:- احب الاعمال الی اللہ دومہا	"
۱۱۷۴	" :- خذوا من الاعمال ما تطیقون	"
۱۱۷۵	انس:- لیصل احدکم نشاطہ	۷۸۲
۱۱۷۶	عائشہ اذا نعس احدکم فلیرقد	"
۱۱۷۷	ابوہریرہ:- ان الدین یسر	"
۱۱۷۸	عمر:- تہجد کی قضا ظہر سے پہلے	۷۸۳
۱۱۷۹	عمران بن حُصین:- صلی قائما فان لم تستطع فقاعدا۔	"
۱۱۸۰	عمران:- ان صلی قائما فہو افضل	۷۸۴
	فصل ثانی	"
۱۱۸۱	ابوامامہ:- من اٰوی الی فراشہ طاہرا	"
۱۱۸۲	عبداللہ بن مسعود:- عجب ربنا من رجلین	"
	فصل ثالث	۷۸۵
۱۱۸۳	عبداللہ بن عمرو:- صلوۃ الرجل قاعدا نصف الصلوۃ	"
۱۱۸۴	سالم بن ابی الجعد:- یا بلال ارحنا بالصلوۃ	۷۸۶
	باب الوتر	۷۸۷
	فصل اول	۷۸۸
۱۱۸۵	ابن عمر:- صلوۃ اللیل مثنی مثنی	"
۱۱۸۶	" :- الوتر رکعۃ من آخر اللیل	"
۱۱۸۷	عائشہ:- تیرہ رکعت میں پانچ وتر بغیر قعدہ کے	"

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۱۱۸۸	سعد بن ہشام:- نو وتر اور ان کا طریقہ	۷۸۹
۱۱۸۹	ابن عمر:- اجعلوا آخر صلوتکم باللیل وترا	۷۹۰
۱۱۹۰	" :- بادروا الصبح بالوتر	"
۱۱۹۱	جابر:- اگر پچھلی رات نہ ہو سکے تو وتر اول رات میں پڑھے۔	"
۱۱۹۲	عائشہ:- اول اوسط اور آخر رات میں وتر	۷۹۰
۱۱۹۳	ابوہریرہ:- پہلی رات وتر	"
	فصل ثانی	"
۱۱۹۴	غُضَیف:- الحمد للہ الذی جعل فی الامر سعۃ	"
۱۱۹۵	عبداللہ بن ابی قیس:- وتر سات۔ نو۔ گیارہ اور تیرہ رکعت	۷۹۱
۱۱۹۶	ابوایوب:- وتر پانچ۔ تین اور ایک	۷۹۳
۱۱۹۷	علی:- ان اللہ وتر یحب الوتر	"
۱۱۹۸	خارجہ:- الوتر خیر من حمر النعم	"
۱۱۹۹	زید بن اسلم:- من نام عن وترہ فلیصل اذا اصبح	۷۹۴
۱۲۰۰	عبدالعزیز:- وتروں میں قراءت	"
"	عبدالرحمن بن ابزیٰ:- "	"
"	ابی بن کعب:- "	"
"	ابن عباس:- "	"
۱۲۰۱	حسین بن علی:- دعائے قنوت اللہم اہدنی فیمن ہدیت۔	۷۹۵
۱۲۰۲	ابی بن کعب:- اذا سلم فی الوتر قال سبحان الملک القدوس ثلاثا۔	۷۹۶
"	عبدالرحمن بن ابزیٰ:- " "	"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۱۲۰۳	علی:۔ وتروں کے بعد کی دعا	۷۹٦
	فصل ثالث	۷۹۷
۱۲۰۴	ابن عباس:۔ صرف ایک وتر ہمیشہ پڑھنا	//
//	// :۔ //	//
//	// :۔ //	//
۱۲۰۵	بُریدہ:۔ الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا	//
۱۲۰٦	ابو سعید:۔ من نام عن وتر فلیصل اذا استیقظ	۷۹۸
۱۲۰۷	مالک:۔ کیا وتر واجب ہے۔	//
۱۲۰۸	علی:۔ وتر میں قراءت	//
۱۲۰۹	نافع:۔ وتر کے بعد نفل کا طریقہ	۷۹۹
۱۲۱۰	عائشہ:۔ قراءت بیٹھ کر رکوع کھڑے ہو کر	//
۱۲۱۱	ام سلمہ:۔ وتروں کے بعد دو ہلکی رکعتیں	//
۱۲۱۲	عائشہ:۔ وتروں کے بعد دو رکعت بیٹھ کر	۸۰۰
۱۲۱۳	ثوبان:۔ پہلی رات وتر کے بعد دو رکعت کا ثواب۔	//
۱۲۱۴	ابوامامہ:۔ وتر کے بعد کی دو رکعت میں قراءت	۸۰۱
	باب القنوت	۸۰۲
	فصل اول	۸۰۳
۱۲۱۵	ابوہریرہ:۔ قنوت نازلہ رکوع کے بعد ہے	//
۱۲۱٦	عاصم:۔ رسول اللہ نے ایک مہینہ قنوت پڑھی۔	۸۰۴
	فصل ثانی	۸۰۵

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۱۲۱۷	ابن عباس:۔ آخری رکعت کے رکوع کے بعد قنوت۔	۸۰۵
۱۲۱۸	انس:۔ ایک ماہ قنوت آپ نے پڑھی۔	۸۰٦
۱۲۱۹	ابو مالک:۔ کیا قنوت پڑھنا بدعت ہے	//
	فصل ثالث	//
۱۲۲۰	حسن:۔ فکان یصلی بهم عشرین لیلة	//
//	انس:۔ قنت رسول اللہ بعد الرکوع	۸۰۷
	باب قیام شهر رمضان	۸۰۸
	فصل اول	۸۰۹
۱۲۲۱	زید بن ثابت:۔ خشیت ان یکتب علیکم	//
۱۲۲۲	ابوہریرہ:۔ ترغیب فی قیام رمضان	//
۱۲۲۳	جابر:۔ نفل نماز گھر میں افضل ہے	۸۱۰
	فصل ثانی	۸۱۱
۱۲۲۴	ابوذر:۔ آپ کا تین دن باجماعت تراویح پڑھانا۔	//
۱۲۲۵	عائشہ:۔ نصف شعبان کی رات کی فضیلت	۸۱۲
۱۲۲٦	زید بن ثابت:۔ نفل نماز گھر میں مسجد نبوی سے بھی افضل ہے۔	//
	فصل ثالث	۸۱۳
۱۲۲۷	عبدالرحمن بن عبد القاری:۔ جمع عمر الناس علی ابی ابن کعب۔	//
۱۲۲۸	سائب بن زید:۔ امر عمر ابی ابن کعب وتمیما الداری	۸۱۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ	نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۱۲۲۹	اعرج:۔ یلعنون الکفرۃ فی رمضان	۸۱۵	۱۲۴۴	ابوسعید:۔ آپ نے صلوۃ ضحیٰ ہمیشہ نہیں	۸۲۱
۱۲۳۰	عبدالرحمن بن ابوبکرہ:۔ سحری تک قیام	//	۱۲۴۵	مُورِّق العجلی:۔ رسول اللہ اور صحابہ نے	۸۲۲
۱۲۳۱	عائشہ:۔ نصف شعبان کی رات کی فضیلت	//		ہمیشہ نہ اپنایا۔	
۱۲۳۲	ابوموسیٰ:۔ // // //	۸۱۶		**باب التطوع**	۸۲۳
//	عبداللہ بن عمرو بن عاص:۔ //	۸۱۷		**فصل اول**	۸۲۴
۱۲۳۳	علی:۔ // // //	//	۱۲۴۶	ابوہریرہ:۔ حضرت بلال کے تحیۃ الوضوء کا ثواب۔	//
	باب صلوۃ الضحیٰ	۸۱۸			
	فصل اول	//	۱۲۴۷	جابر:۔ نماز استخارہ۔	//
۱۲۳۴	ام ہانی:۔ فتح مکہ کے دن آٹھ رکعت	//		**فصل ثانی**	۸۲۵
۱۲۳۵	معاذہ:۔ چار رکعت یا زیادہ	//	۱۲۴۸	علی:۔ نماز استغفار۔	//
۱۲۳۶	ابوذر:۔ دو رکعت صلوۃ ضحیٰ	۸۱۹	۱۲۴۹	حذیفہ:۔ اذا حزبہ امر صلی	//
۱۲۳۷	زید بن ارقم:۔ صلوۃ الاوابین	//	۱۲۵۰	بریدہ:۔ تحیۃ الوضوء	//
	فصل ثانی	//	۱۲۵۱	عبداللہ بن ابی اوفی:۔ نماز حاجت	//
۱۲۳۸	ابودرداء:۔ چار رکعت اول دن میں۔	//		**صلوۃ التسبیح**	۸۲۷
//	ابوذر:۔ // // //	//			
//	نُعیم بن ہمار:۔ // // //	//	۱۲۵۲	ابن عباس:۔ صلوۃ تسبیح کا طریقہ	//
۱۲۳۹	بُریدہ:۔ دو رکعت صلوۃ ضحیٰ کا ثواب	۸۲۰	//	ابورافع:۔ //	۸۲۸
۱۲۴۰	انس:۔ بارہ رکعت۔	//	۱۲۵۳	ابوہریرہ:۔ قیامت کو سب سے پہلے نماز کی پرستش ہوگی۔	۸۲۹
۱۲۴۱	معاذ بن انس:۔ فجر کے بعد مسجد میں رہنے کا ثواب۔	//	//	عن رجل:۔ // //	//
	فصل ثالث	۸۲۱	۱۲۵۴	ابوامامہ:۔ نوافل کا ثواب	۸۳۰
۱۲۴۲	ابوہریرہ:۔ دو رکعت صلوۃ ضحیٰ کا ثواب	//		**باب صلوۃ السفر**	۸۳۱
۱۲۴۳	عائشہ:۔ آٹھ رکعت // //	//			

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
	فصل اول	۸۳۳
۱۲۵۵	انس:۔ صلی بذی الحلیفۃ رکعتین	〃
۱۲۵۶	حارثہ:۔ سب سے زیادہ امن کی جگہ منیٰ میں دو رکعت۔	〃
۱۲۵۷	یعلی بن اُمیہ:۔ صدقۃ تصدق اللہ بہا علیکم	〃
۱۲۵۸	انس:۔ مکہ میں دس دن قیام میں بھی قصر	۸۳۴
۱۲۵۹	ابن عباس:۔ انیس دن قیام میں قصر	〃
۱۲۶۰	حفص بن عاصم:۔ قال ابن عمر لو کنت مسبحا اتممت صلوتی	۸۳۵
	(رسول اللہ صلعم، ابوبکر، عمر، عثمان سنتیں و نفل نہ پڑھتے تھے)	〃
۱۲۶۱	ابن عباس:۔ یجمع بین الصلوتین	〃
۱۲۶۲	ابن عمر:۔ یصلی فی السفر علی راحلتہ	۸۳۶
	فصل ثانی	〃
۱۲۶۳	عائشہ:۔ قصر الصلوۃ واتم	〃
۱۲۶۴	عمران بن حُصین:۔ یا اہل البلد صلوا اربعًا فانا سفر	〃
۱۲۶۵	ابن عمر:۔ سفر میں نفل پڑھنے کا جواز	۸۳۷
۱۲۶۶	معاذ بن جبل:۔ جمع بین الصلوتین	〃
۱۲۶۷	انس:۔ سفر میں نفل پڑھنے کا جواز	۸۳۸
۱۲۶۸	جابر:۔ سواری پر نماز	〃
	فصل ثالث	〃
۱۲۶۹	ابن عمر:۔ حضرت عثمان نے منیٰ میں پوری نماز پڑھی۔	〃
۱۲۷۰	عائشہ:۔ فرضت الصلوۃ رکعتین۔	۸۳۹
۱۲۷۱	ابن عباس:۔ فی الحضر اربعا وفی السفر رکعتین وفی الخوف رکعۃ۔	〃
۱۲۷۲	ابن عباس:۔ صلوۃ السفر رکعتین وہما تمام غیر قصر۔	〃
۱۲۷۳	مالک:۔ سفر کی توقیت	۸۴۰
۱۲۷۴	براء:۔ ماترک رکعتین قبل الظہر	〃
۱۲۷۵	نافع:۔ عبید اللہ یتنفل فی السفر فلا ینکر علیہ	〃
	باب الجمعۃ	۸۴۱
	فصل اول	۸۴۲
۱۲۷۶	ابوہریرہ:۔ نحن الآخرون السابقون یوم القیامۃ۔	〃
		〃
〃	حذیفہ:۔ 〃 〃	〃
۱۲۷۷	ابوہریرہ:۔ خیر یوم طلعت علیہ الشمس یوم الجمعۃ۔	〃
۱۲۷۸	ابوہریرہ:۔ ان فی الجمعۃ لساعۃ	۸۴۴
۱۲۷۹	ابوبُردہ:۔ فی شان ساعۃ الجمعۃ	〃
	فصل ثانی	〃
۱۲۸۰	ابوہریرہ:۔ خیر یوم طلعت علیہ الشمس	〃
۱۲۸۱	انس:۔ التمسوا الساعۃ فی یوم الجمعۃ	۸۴۶
۱۲۸۲	اوس بن اوس:۔ افضل ایامکم یوم الجمعۃ	۸۴۷
۱۲۸۳	ابوہریرہ:۔ یوم الموعود ویوم المشہود ویوم الشاہد۔	〃

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
	فصل ثالث	۸۴۸
۱۲۸۴	ابو لبابہ:۔ یوم الجمعۃ سید الایام	"
"	سعد بن عبادہ:۔ "	"
۱۲۸۵	ابوہریرہ:۔ لای شئی سمی یوم الجمعۃ	۸۴۹
۱۲۸۶	ابو الدرداء:۔ اکثروا الصلوٰۃ علی یوم الجمعۃ	۸۵۰
۱۲۸۷	عبداللہ بن عمرو:۔ من یموت یوم الجمعۃ	"
۱۲۸۸	ابن عباس:۔ الیوم اکملت کا نزول یوم الجمعۃ	"
۱۲۸۹	انس:۔ دعا برائے رجب وشعبان ورمضان	۸۵۱
	باب وجوبہا	۸۵۲
	فصل اول	"
۱۲۹۰	ابن عمر:۔ ترک جمعہ میں وعید	"
"	ابوہریرہ:۔ "	"
	فصل ثانی	۸۵۳
۱۲۹۱	ابو جعد ضمری:۔ ترک جمعہ سے دل پر مہر	"
"	صفوان بن سلیم:۔ " "	"
"	ابو قتادہ:۔ " "	"
۱۲۹۲	سمرہ بن جندب:۔ ترک جمعہ کا کفارہ	۸۵۴
۱۲۹۳	عبداللہ بن عمرو:۔ الجمعۃ علی من سمع النداء	"
۱۲۹۴	ابوہریرہ:۔ الجمعۃ علی من آواہ اللیل الی اہلہ	"
۱۲۹۵	طارق بن شہاب:۔ الجمعۃ حق واجب علی کل مسلم۔	۸۵۵
	فصل ثالث	"
۱۲۹۶	ابن مسعود:۔ تارکین جمعہ کو جلانے کی وعید	"

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۱۲۹۷	ابن عباس:۔ تارک جمعہ منافق ہے	۸۵۵
۱۲۹۸	جابر:۔ جن پر جمعہ فرض نہیں۔	۸۵۶
	باب التنظیف والتبکیر	۸۵۷
	فصل اول	"
۱۲۹۹	سلمان:۔ غفر لہ ما بینہ وبین الجمعۃ الاخری	"
۱۳۰۰	ابوہریرہ:۔ من اغتسل ثم اتی الجمعۃ	۸۵۸
۱۳۰۱	" :۔ من مس الحصا فقد لغا	"
۱۳۰۲	" :۔ وقفت الملائکۃ علی باب المسجد	"
۱۳۰۳	" :۔ اذا قلت انصت فقد لغوت	۸۵۹
۱۳۰۴	جابر:۔ ولکن یقول افسحوا۔	"
	فصل ثانی	۸۶۰
۱۳۰۵	ابو سعید:۔ کانت کفارۃ لما بینہا وبین الجمعۃ التی قبلہا۔	"
۱۳۰۶	اوس بن اوس:۔ من غسل واغتسل یوم الجمعۃ	"
۱۳۰۷	عبداللہ بن سلام:۔ ثوبین لیوم الجمعۃ سوی ثوبی مہنتہ۔	۸۶۱
"	یحییٰ بن سعید:۔ " "	"
۱۳۰۸	سمرہ بن جندب:۔ لا یزال یتباعد حتی یؤخر فی الجنۃ۔	"
۱۳۰۹	سہل بن معاذ:۔ من تخطی رقاب الناس	"
۱۳۱۰	معاذ بن انس:۔ نہی عن الحبوۃ یوم الجمعۃ	"
۱۳۱۱	ابن عمر:۔ اذا نعس فلیتحول من مجلسہ	۸۶۲
	فصل ثالث	"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۱۳۱۲	نافع:۔ کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ بیٹھنا منع ہے۔	۸۶۲
۱۳۱۳	عبداللہ بن عمرو:۔ یحضر الجمعۃ ثلاثۃ نفر	//
۱۳۱۴	ابن عباس:۔ من تکلم یوم الجمعۃ فھو کمثل الحمار	۸۶۳
۱۳۱۵	عُبَید بن سَبّاق:۔ ہذا یوم جعلہ اللہ عیدا فاغتسلوا	//
//	ابن عباس:۔ ہذا یوم جعلہ اللہ عیدا فاغتسلوا	
۱۳۱۶	براء:۔ حقا علی المسلمین ان یغتسلوا	//
	باب الخطبۃ والصلوۃ	۸۶۵
	فصل اول	۸۶۶
۱۳۱۷	انس:۔ یصلی الجمعۃ حین تمیل الشمس	//
۱۳۱۸	سہل بن سعد:۔ کنا نقیل ونتغدی بعد الجمعۃ	//
۱۳۱۹	انس:۔ اذا اشتد البرد بکر بالصلوۃ	//
۱۳۲۰	سائب بن یزید:۔ دوسری اذان کا اجراء	//
۱۳۲۱	جابر بن سمرہ:۔ خطبتان یجلس بینہما۔	۸۶۷
۱۳۲۲	عمار:۔ اطیلوا الصلوۃ واقصروا الخطبۃ	//
۱۳۲۳	جابر:۔ اذا خطب احمرت عیناہ	//
۱۳۲۴	یعلی بن امیہ:۔ یقرأ علی المنبر	۸۶۸
۱۳۲۵	ام ہشام:۔ یقرأ سورۃ القاف	//
۱۳۲۶	عمرو بن حُریث:۔ خطب وعلیہ عمامۃ سوداء	//
۱۳۲۷	جابر:۔ اذا جاء یوم الجمعۃ فلیرکع رکعتین	//
۱۳۲۸	ابوہریرہ:۔ من ادرک رکعۃ من الصلوۃ فقد ادرک	۸۶۹
	فصل ثانی	//

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۱۳۲۹	ابن عمر:۔ یخطب خطبتین۔	۸۶۹
۱۳۳۰	ابن مسعود:۔ استقبلنا بوجوہنا۔	//
	فصل ثالث	//
۱۳۳۱	جابر بن سمرہ:۔ من انباک انہ یخطب جالسا فقد کذب۔	//
۱۳۳۲	کعب بن عُجرہ:۔ انظروا الی ہذا الخبیث یخطب جالسا۔	۸۷۰
۱۳۳۳	عُمارہ بن رُوَیبہ:۔ قبح اللہ ہاتین الیدین	//
۱۳۳۴	جابر:۔ قال اجلسوا فجلس ابن مسعود علی باب المسجد۔	//
۱۳۳۵	ابوہریرہ:۔ من ادرک رکعۃ فلیصل الیہا اخری۔	۸۷۱
	باب صلوۃ الخوف	۸۷۲
	فصل اول	۸۷۳
۱۳۳۶	سالم بن عبداللہ:۔ صلوۃ خوف کا طریقہ	//
۱۳۳۷	یزید بن رومان:۔ "	۸۷۴
۱۳۳۸	جابر:۔ فمن یمنعک منی فقال "اللہ"	۸۷۵
۱۳۳۹	":۔ نماز خوف کا ایک اور طریقہ۔	//
	فصل ثانی	۸۷۷
۱۳۴۰	جابر:۔ نماز خوف کا ایک اور طریقہ	//
	فصل ثالث	//
۱۳۴۱	ابوہریرہ:۔ نماز خوف کا طریقہ جبرائیل نے بتایا۔	//

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
	باب صلوۃ العیدین	۸۷۸
	فصل اول	۸۷۹
۱۳۴۲	ابوسعید: عیدین میں نماز خطبہ سے پہلے ہے	"
۱۳۴۳	جابر: عیدین کی نماز بغیر اذان واقامت کے	"
۱۳۴۴	ابن عمر: نماز پہلے خطبہ بعد۔	۸۸۰
۱۳۴۵	ابن عباس: عیدین میں عورتوں کو وعظ	"
۱۳۴۶	": اس نماز کے پہلے پیچھے اور کوئی نماز نہیں۔	"
۱۳۴۷	ام عطیہ: عیدین میں حائضہ عورتوں کا جانا	"
۱۳۴۸	عائشہ: عیدین میں خوشی کرنا۔	۸۸۱
۱۳۴۹	انس: عید فطر کو ناشتہ کرکے جاتے	"
۱۳۵۰	جابر: عیدین کو راستہ بدل کر آتے۔	"
۱۳۵۱	براء: عید ضحی میں پہلے نماز پھر قربانی ہے	۸۸۲
۱۳۵۲	جندب: من ذبح قبل الصلوۃ فلیذبح مکانہا۔	"
۱۳۵۳	براء: " " "	"
۱۳۵۴	ابن عمر: عیدگاہ میں قربانی کرنا۔	"
	فصل ثانی	"
۱۳۵۵	انس: عیدین خوشی کے دن ہیں۔	۸۸۳
۱۳۵۶	بریدہ: عید فطر میں کچھ کھا کر جاتے اور عید اضحی میں آکر کھاتے	"
۱۳۵۷	کثیر بن عبداللہ: پہلی رکعت میں سات دوسری میں پانچ تکبیریں۔	"

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۱۳۵۸	جعفر بن محمد: عید میں قراءت بالجہر	۸۸۳
۱۳۵۹	سعید بن عاص: عید پہ چار تکبیروں والی حدیث ضعیف ہے۔	۸۸۴
۱۳۶۰	براء: خطبہ کے وقت لاٹھی پر ٹیک لگانا	"
۱۳۶۱	عطاء: " "	۸۸۵
۱۳۶۲	جابر: رسول اللہ کا عید پر وعظ وغیرہ	"
۱۳۶۳	ابوہریرہ: راستہ بدل کر آنا۔	"
۱۳۶۴	": بارش میں عید مسجد میں پڑھنا	۸۸۶
۱۳۶۵	ابوالحویرث: عجل الاضحی واخر الفطر	"
۱۳۶۶	ابوعمیر: دیر کی اطلاع سے عید دوسرے دن پڑھنا۔	"
۱۳۶۷	ابن جریج: عیدین میں اذان واقامت	۸۸۷
۱۳۶۸	ابوسعید: عیدین میں صدقہ کا حکم۔	"
	باب فی الاضحیہ	۸۸۹
	فصل اول	۸۹۱
۱۳۶۹	انس: آپ نے دو مینڈھے قربانی دیئے	"
۱۳۷۰	عائشہ: قربانی کے لیے چھری تیز کرنا۔	"
۱۳۷۱	جابر: دو دانت والے جانور کی قربانی چاہیئے۔	۸۹۲
۱۳۷۲	عقبہ: بھیڑ کا جذع کرنے کی اجازت	"
۱۳۷۳	ابن عمر: عیدگاہ میں قربانی	"
۱۳۷۴	جابر: گائے اور اونٹ سات کی طرف سے	۸۹۳
۱۳۷۵	ام سلمہ: قربانی کرنیوالا حجامت نہ بنوائے۔	"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۱۲۷۶	ابن عباس:۔ عشرہ ذوالحجہ میں نیکی کرنا افضل ہے۔	۸۹۳
	فصل ثانی	۸۹۴
۱۲۷۷	جابر:۔ قربانی کرنے کی دعا۔	//
۱۲۷۸	حنش:۔ کسی کی طرف سے قربانی کرنا۔	۸۹۵
۱۲۷۹	علی:۔ کانا اور کان کٹا جانور نہ چاہیے۔	//
۱۲۸۰	// :۔ سینگ ٹوٹا جانور نہ چاہیے۔	//
۱۲۸۱	براء:۔ لنگڑا، کانا، مریض اور بوڑھا جانور نہ چاہیے۔	//
۱۲۸۲	ابوسعید:۔ رسول اللہ ہمیشہ قربانی دیتے رہے	۸۹۶
۱۲۸۳	مجاشع:۔ جذع ذبح کرنے کی اجازت۔	//
۱۲۸۴	ابوہریرہ:۔ //	//
۱۲۸۵	ابن عباس:۔ اونٹ میں دس شریک	//
۱۲۸۶	عائشہ:۔ عیدالضحیٰ میں سب سے افضل عمل قربانی ہے۔	//
۱۲۸۷	ابوہریرہ:۔ عشرۂ ذی الحجۃ کی فضیلت	۸۹۷
	فصل ثالث	
۱۲۸۸	جندب:۔ نماز سے پہلے قربانی نہیں	//
۱۲۸۹	نافع:۔ الاضحیٰ یومان بعد یوم الاضحیٰ	۸۹۸
//	علی:۔ //	//
۱۲۹۰	ابن عمر:۔ مدنی زندگی میں آپ نے ہمیشہ قربانی دی۔	۸۹۹
۱۲۹۱	زید بن ارقم:۔ //	//
	باب العتیرۃ	۹۰۰

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
	فصل اول	۹۰۰
۱۳۹۲	ابوہریرہ:۔ لافرع ولا عتیرہ۔	//
	فصل ثانی	//
۱۳۹۳	مخنف بن سلیم:۔ العتیرۃ منسوخۃ	//
	فصل ثالث	۹۰۱
۱۳۹۴	عبداللہ بن عمرو:۔ عیدالضحیٰ میں قربانی کا بدل حجامت۔	//
	باب صلوٰۃ الخسوف	۹۰۳
	فصل اول	۹۰۵
۱۳۹۵	عائشہ:۔ نماز خسوف میں دو رکعت میں چار رکوع۔	//
۱۳۹۶	نماز خسوف میں قرأت جہری۔	//
۱۳۹۷	ابن عباس:۔ ان الشمس والقمر آیتان من آیات اللہ۔	۹۰۶
۱۳۹۸	عائشہ:۔ // //	۹۰۷
۱۳۹۹	ابوموسیٰ:۔ لاتکون لموت احد ولا لحیوتہ	۹۰۸
۱۴۰۰	جابر:۔ دو رکعت میں چھ رکوع۔	//
۱۴۰۱	ابن عباس:۔ دو رکعت میں آٹھ رکوع۔	//
//	علی:۔ دو رکعت میں آٹھ رکوع۔	//
۱۴۰۲	عبدالرحمن بن سمرہ:۔ خسوف کی نماز	۹۰۹
۱۴۰۳	اسماء بنت ابی بکر:۔ کسوف میں صدقہ کرنا	۹۱۰
	فصل ثانی	//
۱۴۰۴	سمرہ:۔ فی صلوٰۃ الکسوف لانسمع لہ صوتا	//

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۱۴۰۵	عکرمہ:- سجدۂ صبر	۹۱۰
	فصل ثالث	״
۱۴۰۶	ابی بن کعب:- دو رکعت میں دس رکوع	۹۱۱
۱۴۰۷	نعمان بن بشیر:- کسوف کی نماز دو رکعت	״
	باب فی سجود الشکر	۹۱۳
	فصل ثانی	۹۱۴
۱۴۰۸	ابوبکرہ:- اذا جاء امر سرور اخر ساجدا۔	״
۱۴۰۹	ابوجعفر:- ٹھگنا آدمی دیکھ کر سجدہ شکر ادا کیا	״
۱۴۱۰	سعد بن ابی وقاص:- آپکی قبولیت دعا پر سجدہ شکر۔	״
	باب الاستسقاء	۹۱۶
	فصل اول	۹۱۷
۱۴۱۱	عبداللہ بن زید:- دو رکعت جہر قرأت سے	״
۱۴۱۲	انس:- اونچے ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔	۹۱۸
۱۴۱۳	״:- الٹے ہاتھوں سے دعا کی۔	״
۱۴۱۴	عائشہ:- اذا رای المطر قال اللھم صیبا نافعا	״
۱۴۱۵	انس:- لانہ حدیث عہد بربہ	״
۱۴۱۶	عبداللہ بن زید:- چادر الٹنا۔	۹۱۹
۱۴۱۷	״:- ״ ״	״
۱۴۱۸	عمیر:- دعا میں ہاتھ سر کے اوپر نہ لے جانا	״
۱۴۱۹	ابن عباس:- خرج متبذلا متواضعا	۹۲۰

نمبر حدیث	اشارہ مضمون مع راوی	صفحہ
۱۴۲۰	عمرو بن شعیب:- استسقاء کی دعا	۹۲۰
۱۴۲۱	جابر:- ״	״
	فصل ثالث	۹۲۱
۱۴۲۲	عائشہ:- آنحضرت کی نماز استسقاء کا طریقہ	״
۱۴۲۳	انس:- اذا قحطوا استسقی بالعباس	۹۲۲
۱۴۲۴	ابوہریرہ:- ارجعوا فقد استجیب لکم من اجل ہذہ النملۃ	۹۲۳
	باب فی الریاح	۹۲۴
	فصل اول	״
۱۴۲۵	ابن عباس:- نصرت بالصبا واہلکت عاد بالدبور	״
۱۴۲۶	عائشہ:- ما رأیت رسول اللہ ضاحکا۔	״
۱۴۲۷	عائشہ:- تیز ہوا چلنے کے وقت کی دعا۔	״
۱۴۲۸	ابن عمر:- مفاتیح الغیب خمس۔	۹۲۵
۱۴۲۹	ابوہریرہ:- قحط کسے کہتے ہیں۔	״
	فصل ثانی	״
۱۴۳۰	ابوہریرہ:- لا تسبوا الدہر۔	״
۱۴۳۱	ابن عباس:- لا تلعنوا الریح فانہا مامورۃ	۹۲۶
۱۴۳۲	ابی بن کعب:- ہوا کے وقت کی دعا	״
۱۴۳۳	ابن عباس:- ״	۹۲۷
۱۴۳۴	عائشہ:- ״	״
۱۴۳۵	ابن عمر:- کڑک کے وقت کی دعا۔	۹۲۸
	فصل ثالث	״
۱۴۳۶	عامر بن عبداللہ:- کڑک کے وقت کی دعا	״

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست حواشی مشکوٰۃ شریف مترجم ومحشی حصہ اوّل

ایمانیات

تمام اختیارات کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ ص۱۷۸، ص۱۸۶

اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا مالک ہے۔ ص۴۶۴

صفات الٰہی تشبیہ وتاویل سے منزہ ہیں۔ ص۱۲۳، ص۴۸۶

اللہ تعالیٰ کا آسمانِ دنیا پر نزول فرمانا۔ ص۷۷۲

اللہ تعالیٰ کے نام کی عزت کرنا۔ ص۳۰۴

ہر چیز اور جانور بھی صرف اللہ تعالیٰ سے استعانت طلب کرتے ہیں۔ ص۹۲۳

اللہ تعالیٰ کی سخاوت کا بیان۔ ص۱۷۳

اعمال کا قبول کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ ص۷۳۴

نجات کا دارومدار توحید پر ہے۔ ص۱۲۶، ص۱۳۷

غیب کے خزانے کی کنجیاں صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ ص۱۲۰، ص۹۲۵

اللہ تعالیٰ کے حق بندوں پر کیا ہیں۔ ص۱۳۱

شہادتین کی اہمیت اور اس کا مطلب۔ ص۱۲۱، ص۱۰۷

توحید ورسالت کو ماننے والا جنتی ہے۔ ص۱۳۷

اللہ کے رسول بھی اپنی رسالت کی شہادت دیتے ہیں۔ ص۴۶۴

رسول اللہ کے آنے کے وقت ہر سو کفر چھایا ہوا تھا۔ ص۱۰۷

رسول اللہ کی محبت ایمان کی علامت ہے۔ ص۱۲۲

مشفق پیغمبر نے اپنے اُمتیوں کو اپنا بھائی فرمایا ہے۔ ص۲۸۶

انبیاء کی عبودیت پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ص۱۳۲، ص۹۲۲

عصمتِ انبیاء اور اس کا مطلب۔ ص۱۵۹

انبیاء حاضر وناظر نہیں ہوتے۔ ص۱۹۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور ذہنی اور حضور ظاہری میں فرق ۔ ص ۱۹۶

ہذا اسم اشارہ حاضر کے لیے مخصوص نہیں ہے ۔ ص ۱۹۶

انبیاء غیب دان نہیں ہوتے، آنحضرتؐ کو زہر دیا گیا ۔ ص

عیسٰی علیہ السلام کی شان ۔ ص ۱۵۹

صراطِ مستقیم کا میسر آنا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ۔ ص ۱۰۷

حدیث جبریل میں ایمان ۔ اسلام اور احسان کا بیان ص ۱۱۸، ص ۱۱۹

ایمان کی شاخیں ۔ ص ۱۲۱

پُر لطف ایمان کی علامت ۔ ص ۱۲۲

اچھے ایمان کی علامت ۔ ص ۲۲

منافق کا تقلیدی ایمان قابلِ قبول نہیں ہوتا ۔ ص ۲۰۶

ایمان کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے ۔ ص ۱۴۲

احسان کیا ہے ۔ ص ۱۲۰

اسلام کی حقیقت ۔ ص ۱۲۱

اسلام کے بغیر کوئی راہِ نجات نہیں ہے ۔ ص ۱۲۳

اسلام میں رہبانیت (بزدلانہ زندگی) کی گنجائش نہیں ص ۴۸۵

اسلام لاتے سے سابقہ گناہوں سے معافی ہو جاتی ہے ۔ ص ۱۳۳

اسلام ہر جگہ پہنچے گا ۔ ص ۱۴۲

نورِ ہدایت کا فیضان ۔ ص ۱۲۸

اسلام میں ظاہری اعمال قابل اعتبار ہیں ۔ ص ۱۲۴

اسلام کے ارکان ادا کرنے والا جنتی ہے ۔ ص ۱۲۵

انسان پیدائشی طور پر مسلمان ہوتا ہے ۔ ص ۱۷۱

مومن جنت میں ضرور جائے گا خواہ کتنا گنہگار ہو ۔ ص ۱۳۲

کامل مومن، کامل مسلم، مہاجر اور مجاہد کون ہیں ۔ ص ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶

ہجرت کیا ہے ۔ ص ۱۴۳

دین پر استقامت کے کیا معنی ہیں ۔ ص ۱۲۵

برے خیالات کا بُرا لگنا بھی ایمان کی نشانی ہے ۔ ص ۱۵۵، ص ۱۶۲

برے خیالات سے بچنے کا طریقہ ۔ ص ۱۶۲، ص ۵۶، ص ۱۶۱

دینداری کی علامت ۔ ص ۱۳۷

نیکی وسیلہ بن سکتی ہے نہ کہ فوت شدہ آدمی ۔ ص ۹۲۲

عمل کا دارومدار نیت پر ہے ۔ ص ۴۸۸، ص ۱۱۷

نیت کا شرعی طریقہ ۔ ص ۱۱۷

دوگنے اجر والے اعمال ۔ ص ۱۲۳

عبادت میں اللہ تعالیٰ کی استعانت ۔ ص ۱۰۶

نیکی کے دروازے ۔ ص ۱۳۴

عبادت میں کوتاہیوں کی معافی مانگنا ۔ ص ۱۰۶

نیکی پھیلانے کا ثواب ۔ ص ۲۲۱

دوسروں کے کام آنے والے کی فضیلت ۔ ص ۲۱۷

تقدیر پر ایمان لانا اور تقدیر کیا ہے ص ، ص ۱۱۹، ص ۱۶۵، ص ۱۷۳

تقدیر پر ایمان لائے بغیر نجات نہیں ۔ ص ۱۷۹

نیک کام کرنا ہی تقدیر ہے ۔ ص ۱۶۹

تقدیر میں انسانی اختیارات کا مقام ۔ ص ۱۷۰

نوشتۂ تقدیر کے صحیفے ۔ ص ۱۷۶

تقدیر کی قسمیں ۔ ص ۱۸۲

مسئلہ تقدیر میں بحث کرنے کی ممانعت ۔ ص ۱۷۵، ص ۱۸۲

تعویذات کا تقدیر سے تعلق اور ان کے شرائط ۔ ص ۱۵۹

انسانی پیدائش میں تفاوت ۔ ص ۱۷۷

انسانی دل کی مثال ۔ ص ۱۷۸

پیدائشی عادات نہیں بدلتیں ۔ ص ۱۸۹

عالم ارواح میں انسان سے عہد الست ۔ ص ۱۸۸، ص ۱۷۴

عالم ارواح میں انبیاء سے عہد ۔ ص ۱۸۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کراماً کاتبین کے علاوہ بھی نیکیاں لکھنے والے فرشتے ہیں۔ ص ۵۴۴

گناہ

بڑے بڑے گناہ کرنا مومن کی شان کے منافی ہے۔ ص ۱۴۷
گناہ اور اس کے مراتب۔ ص ۱۴۵
اپنے گناہوں کو نشر نہ کرتے پھرنا چاہیئے۔ ص ۴۰۹
بڑے گناہوں کی تعداد۔ ص ۱۵۳
گناہ کی رغبت کے کاموں سے بھی بچنا چاہیئے۔ ص ۱۶۹
اسلام میں گناہ سے توبہ کا مقام۔ ص ۱۵۱
شرک اور اس کی قسمیں۔ ص ۱۵۱
جس قبر وغیرہ کی پوجا ہو وہ وثن ہے۔ ص ۴۹۶
خدا کو گالی دینا۔ ص ۱۳۰
خدا بڑا حلیم ہے کہ گالی دینے والے کو بھی کھانے کو دیتا ہے۔ ص ۱۳۰
مومن گالی نہیں بکتا۔ ص ۱۴۸
دو گناہ جو عورتوں کے جہنم میں جانے کا باعث ہیں۔ ص ۱۲۹
مسئلہ چھپانے والا گونگا شیطان ہے۔ ص ۱۳۲
لڑائی کروانا شیطانی کام ہے۔ ص ۱۶۱
شیطان طلاق پر بہت خوش ہوتا ہے۔ ص ۴۵۲
شیطانی کام۔ ص ۱۶۱
شرارت نفس۔ ص ۱۰۶
نماز سے روکنا شیطانی کام ہے۔ ص ۱۶۴
جبریہ اور قدریہ گمراہ فرقے ہیں۔ ص ۱۶۵، ص ۱۶۹
نیکی پر غرور کرنا گناہ ہے۔ ص ۱۶۵
وہ گناہ جو لعنت کا سبب ہیں۔ ص ۱۸۰
زندہ درگور کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ ص ۱۸۲
رسول اللہ پر افترا کرنا اور اسے جائز سمجھنا کفر ہے۔ ص ۲۱۹
مسنون امور میں افراط و تفریط سے امت سے خارج ہو جاتا ہے۔ ص ۲۱۴
آنحضرت کے رخصت شدہ کاموں سے گریز کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ ص ۲۱۴
نمازی کے آگے سے گذرنا بڑا گناہ ہے۔ ص ۵۱۳
دست بوسی و قدم بوسی یہود کی علامت ہے۔ ص ۱۴۹
دست بوسی اسلامی شعار نہیں۔ ص ۱۵۰
منافق کی نشانی ص ۱۴۸
نفاق کی قسمیں۔ ص ۱۴۷
منافقوں سے کیا سلوک کرنا چاہیئے۔ ص ۱۵۲
کجرو لوگوں سے بچنا چاہیئے۔ ص ۲۱۸
بدعقیدہ لوگوں سے قطع تعلق۔ ص ۱۸۰
بدعتی کو سلام نہ کہنا چاہیئے۔ ص ۱۸۴
بدعتی کی عزت نہ کرنا چاہیئے۔ ص ۲۱۰
بدعتی کیا ہے اور بدعتی کا انجام۔ ص ۲۱۰
بدترین حکمران۔ ص ۱۲۰
انتہائی بدنصیبی کیا ہے۔ ص ۹۲۶
فوت شدہ لوگوں کا وسیلہ حرام ہے زندہ سے دعا کروا سکتا ہے۔ ص ۹۲۲

متعلقات قیامت و قبر

آخرت کی منزلوں کی پہلی منزل قبر ہے۔ ص ۲۰۰
قبر سے مراد کیا ہے۔ ص ۱۹۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عذاب قبر کا ثبوت قرآن وحدیث سے۔ صـــ ۱۹۱
قبر کا عذاب آخرت کے عذاب الگ ہے۔ صـــ ۱۹۷
قبر کے عذاب کی اطلاع آنحضرت کو بذریعہ وحی ہوئی۔ صـــ ۱۹۱
عذاب قبر کو انسانی حواس سے اوجھل رکھنے کی وجہ۔ صـــ ۱۹۹
قبر کے عذاب پر اندھے بہرے فرشتوں کا تقرر۔ صـــ ۲۰۰
قبر کے عذاب کی حقیقت۔ صـــ ۲۰۳
مومن کو عذاب قبر سے نجات۔ صـــ ۲۰۵
عذاب قبر سے پناہ مانگنا۔ صـــ ۲۰۵
زندہ لوگوں کی دعا سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ صـــ ۲۰۲
انسان کو زندگی کا ہر دن آخری دن سمجھنا چاہیئے۔ صـــ ۱۶۰
علامات قیامت صـــ ۱۳۰
قیامت کا علم اللہ تعالےٰ کے سوا اور کسی کو نہیں ہے۔ صـــ ۱۳۰
نابالغ بچوں کے انجام کے متعلق۔ صـــ ۱۶۸
برزخی زندگی کا نام قرآن نے موت رکھا ہے۔ صـــ ۵۹۷
روح کی واپسی کا مطلب۔ صـــ ۶۱۰
برزخی زندگی ہمارے شعور سے بالاتر ہے۔ صـــ ۸۵
مدینۃ الرسول فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ صـــ ۲۲۲
جس قبر کی پوجا ہو وہ وثن ہے۔ صـــ ۴۹۹
یوم مشہود اور یوم شاہد کیا ہیں۔ صـــ ۸۴۸
رسم اسقاط محض ایک رسم ہے۔ صـــ ۴۲۶
دنیا میں گرمی جہنم کی وجہ سے ہے۔ صـــ ۴۲۳
ریح اور ریاح کا قرآنی فرق۔ صـــ ۹۲۹
رعد کیا ہے؟ صـــ ۹۲۸
نمازی کے لیے عذاب قبر سے رعایت۔ صـــ ۲۰۵

اِتباع کتاب وسنّت

دین کی بنیاد صرف کتاب وسنّت ہے۔ صـــ ۱۰۸
دین کا مدار عقل پر نہیں حکم الٰہی پر ہے۔ صـــ ۳۷۹
قرآن مجید اصول کی رہنمائی کرتا ہے۔ صـــ ۱۰۸
اسلام میں سنّت کا مقام۔ صـــ ۲۰۷
حدیث وحی الٰہی ہے۔ صـــ ۲۰۷
اسلام میں وسعت۔ صـــ ۲۰۸
سنّت اور حدیث ایک ہی چیز ہیں۔ صـــ ۲۰۸
صحابہ کرام سنّت سے استدلال کرتے تھے۔ صـــ ۲۰۸
سنّت پر عمل کرنے کا ثواب جنّت ہے۔ صـــ ۱۸۷
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری جنّت میں لے جانے کی ضامن ہے۔ صـــ ۲۱۲
سنّت نبوی کے انکار پر سزا۔ صـــ ۶۹۰
سنّت کے خلاف عمل ناقابل قبول ہوگا۔ صـــ ۸۸۲
سنّت کے خلاف ایک عالمانہ تحریف۔ صـــ ۸۶۶
منکرین حدیث کے متعلق پیش گوئی۔ صـــ ۲۱۳
کیا تقلید چھوڑنے سے اسلام میں فرق آتا ہے۔ صـــ ۶۸۱
صحابی کا لاعلمی کی بنا کر کسی چیز کو بدعت کہہ دینا۔ صـــ ۸۰۶
شرع میں بدعت حسنہ کوئی چیز نہیں۔ صـــ ۲۱۰
بدعتی اللہ تعالیٰ کے ہاں مردود ہے۔ صـــ ۲۱۱
اسلام میں تعمیری اختلافات کی گنجائش ہے۔ صـــ ۲۱۸
دنیاوی علوم کا نہ ہونا علو شان کے منافی نہیں۔ صـــ ۲۱۵
اسلام کو غرباء سے زیادہ فائدہ پہنچا۔ صـــ ۲۲۱
قرآن کے بیان کردہ محرمات کے علاوہ بھی محرمات ہیں۔ صـــ ۲۱۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وضو سنت سے ثابت ہے جب وضو کی آیت آٹھ سال بعد نازل ہوئی۔ صـ ۳۳۱

نماز کے وظائف حکم الٰہی سے مقرر ہوئے۔ صـ ۵۷۸

اصطلاحات حدیث

مشکوٰۃ المصابیح کے متعلق کچھ باتیں۔ صـ ۱۱۴

متفق علیہ روایات کون سی ہیں۔ صـ ۱۱۴

امام بغوی کی کتاب کا نام۔ صـ ۱۱۶

حدیث قدسی کیا ہے۔ صـ ۱۶۳

جس حدیث پر امام ابو داؤد سکوت فرمائیں وہ قابل حجت ہے۔ صـ ۲۲۴

نسخ کی قسمیں۔ صـ ۲۳۹

مرسل حدیث کا حکم۔ صـ ۵۸۷

آداب وغیرہ

ہر چیز کے افتتاح کا طریقہ۔ صـ ۱۰۶

صحابہ کرام پر آنحضرتؐ کا رعب۔ صـ ۱۲۰

آنحضرتؐ کا بیعت لینے کا طریقہ۔ صـ ۱۲۸

الجھا دینے والے سوالات کرنا منع ہیں۔ صـ ۲۱۸

لالچی آدمی کی مثال۔ صـ ۲۲۹

رہبانیت فطرت سے جنگ ہے۔ صـ ۲۳۲

بری صحبت کا برا اثر ہوتا ہے۔ صـ ۲۸۲

بعذر کھڑے ہو کر پانی پینا جائز ہے۔ صـ ۳۲۹

جنسی گفتگو کے طریقے۔ صـ ۳۴۶

اپنے گناہوں کو نشر نہ کرنا چاہیئے۔ صـ ۴۰۹

شراب ہر گناہ کی چابی ہے۔ صـ ۴۱۱

شیطان طلاق پر بہت خوش ہوتا ہے۔ صـ ۴۵۲

دعا کے آداب۔ صـ ۶۱۷

ذکر و اذکار کے آداب۔ صـ ۳۵۳

قبولیت دعا کے اوقات۔ صـ ۴۶۱

دنیا میں قبولیت میں دیر کی وجہ۔ صـ ۴۶۶

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے وقت اپنی غلامی (عبدیت) کو یاد کرنا۔ صـ ۹۲۲

کفو کیا ہے۔ صـ ۴۲۷

نور سے کیا مراد ہے۔ صـ ۴۵۲

صاع اور مد کی مقدار کتنی ہے۔ صـ ۳۴۳

قلتین پانی کی مقدار کیا ہے۔ صـ ۳۵۹

اغلام بازی قبیح جرم ہے۔ صـ ۲۹۴

عمر رسیدہ آدمی کو دوسروں پر مقدم رکھنا چاہیئے۔ صـ

انسانی فطرت کے دس کام۔ صـ ۳۱۹

مہذب نام رکھنے کی ترغیب۔ صـ ۴۳۸

سلامتی کے طلبگار کا اللہ ضامن ہے۔ صـ ۴۸۷

محبت کا تقاضا خیر خواہی ہے۔ صـ ۶۲۱

مالی جو نیکی کا باعث ہو وہ اللہ کا فضل ہے۔ صـ ۶۲۹

قرآن کی سب سے بڑی آیت۔ صـ ۶۳۵

مشرکین کی مشابہت کے کاموں سے بچنا چاہیئے۔ صـ ۶۷۵

مال کے بغیر بھی صدقہ ہوتا ہے۔ صـ ۴۲۵

آداب مجلس۔ صـ ۸۵۹

تاریخ وجغرافیہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہر نبوت کیسی تھی۔ صـ ۳۵۹
آنحضرتؐ کے اخلاقِ حسنہ۔ صـ ۳۹۱
آنحضرتؐ کی برکت۔ صـ ۴۱۸
حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت۔ صـ ۲۶۳
حضرت صدیقؓ کو خلافت کی سپردگی۔ صـ ۴۲۳
حضرت سعدؓ کی بزرگی۔ صـ ۲۰۴
قبیلہ عبدالقیس کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ۔ صـ ۱۲۶
عثمان بن ابوالعاص کا کارنامہ۔ صـ ۱۶۳
نجد کا معنیٰ ومقام واقسام۔ صـ ۱۲۵
امام بخاریؒ کے حالات صـ ۱۰۹
امام مسلمؒ کے حالات۔ صـ ۱۱۰
امام مالکؒ کے حالات۔ صـ ۱۱۰
امام شافعیؒ کے حالات۔ صـ ۱۱۱
امام احمدؒ بن حنبل کے حالات۔ صـ ۱۱۱
امام ترمذیؒ کے حالات۔ صـ ۱۱۱
امام ابوداودؒ کے حالات۔ صـ ۱۱۱
امام نسائیؒ کے حالات۔ صـ ۱۱۲
امام ابن ماجہؒ کے حالات۔ صـ ۱۱۲
امام دارمیؒ کے حالات۔ صـ ۱۱۲
امام دارقطنیؒ کے حالات صـ ۱۱۲
امام بیہقیؒ کے حالات۔ صـ ۱۱۳
امام رزینؒ کے حالات۔ صـ ۱۱۳
امام بغویؒ کے حالات۔ صـ ۱۱۴
امام تبریزیؒ کے حالات۔ صـ ۱۱۳
علامہ حمیدیؒ کے حالات صـ ۱۱۵
علامہ جزریؒ کے حالات۔ صـ ۱۱۵

علم کے متعلق

علم کی فضیلت۔ صـ ۲۴۳
علم عمل جاریہ ہے۔ صـ ۲۴۶
علم حاصل کرنے کا مقصد۔ صـ ۲۵۵
علماء کی فضیلت۔ صـ ۲۵۱
عالم وعابد کا فرق۔ صـ ۲۶۳
اہل حدیث طلباء کی فضیلت۔ صـ ۲۵۱
اہل حدیثوں کو آنحضرتؐ کی خوشخبری۔ صـ ۲۵۵
قرآن کی تفسیر کا اصول۔ صـ ۲۵۷
قرآنی آیات کو ایک دوسرے کے خلاف ثابت کرنا کفر ہے۔ صـ ۲۵۷
قرآن ایک دوسرے کا مخالف نہیں ہے۔ صـ ۲۵۸
قرآن سات لہجوں پر پڑھا جا سکتا ہے۔ صـ ۲۵۸
تبلیغ کے آداب۔ صـ ۲۴۶
رسولِ اکرمؐ کے وعظ کا طریقہ۔ صـ ۲۴۷
نیکی بتانے والے کا اجر۔ صـ ۲۴۷
تبلیغ کی وجہ سے رسول اللہ کو مقامِ محمود۔ صـ ۲۴۸
تبلیغ کن لوگوں پر فرض ہے۔ صـ ۲۵۹
مبلغ کے فرائض کیا ہیں۔ صـ ۲۶۴
عالم دین کو کونسی صفات کا حامل ہونا چاہیئے۔ صـ ۲۶۴
نااہل عالم کون ہیں۔ صـ ۲۷۰
بے عمل عالم جاہل سے بدتر ہے۔ صـ ۲۷۰
بدترین اور بہترین لوگ کون ہیں۔ صـ ۲۷۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدم کے دو بیٹوں کا واقعہ ۔ صـ ۲۴۹
بدتر آدمی کونسا ہے ۔ صـ ۲۷۰
کتمان حق کی سزا ۔ صـ ۲۵۴
ریاکار عالم کی سزا ۔ صـ ۲۷۲
ریاکاری سے عمل کیوں ناقابل قبول ہوجاتا ہے ۔ صـ ۲۴۵
عالم کب جاہل کہلانے کا مستحق ہوجاتا ہے ۔ صـ ۲۷۴
علم کو بگاڑنے والے کون ہیں ۔ صـ ۲۷۵
علماء کا بگڑجانا قیامت کی نشانی ہے ۔ صـ ۲۷۳
جہلا کا برسرِ اقتدار آنا قیامت کی نشانی ہے ۔ صـ ۲۴۶
علم سے کس طرح فائدہ اُٹھانا چاہیئے ۔ صـ ۲۷۴
انسان ہمیشہ طالب علم رہتا ہے ۔ صـ ۲۶۷
حفاظتِ حدیث کا قدرتی انتظام ۔ صـ ۲۴۱
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب کرنا کبیرہ گناہ ہے ۔ صـ ۲۴۱
فقہ کیا ہے ۔ صـ ۲۵۳
فقیہ کون ہوسکتا ہے ۔ صـ ۲۵۲
محدثین سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں ۔ صـ ۲۴۴
حدیث باسند ہے اور مرویہ فقہ بے سند ۔ صـ ۲۷۲
قرآن وحدیث میں تقلید کا لفظ صرف حیوانات کے لیے بولا گیا ہے ۔ صـ ۲۵۲
دین کے مأخذ (ادلہ اربعہ) کیا ہیں ۔ صـ ۲۶۹
مسنون کاموں کی ترغیب کا ثواب ملتا ہے نہ کہ بدعات کا ۔ صـ ۲۴۸
حق بات جہاں سے ملے لے لو ۔ صـ ۲۵۲
مغالطہ میں ڈالنے والی باتیں کرنا منع ہیں ۔ صـ ۲۶۰
باطنی علم کوئی چیز نہیں ۔ صـ ۲۷۱
حسد اور رشک میں فرق ۔ صـ ۲۴۳
اسلام اجتماعی زندگی کو پسند کرتا ہے ۔ صـ ۲۵۶
مجدد کون ہوتا ہے ۔ صـ ۲۶۱

طہارت وپاکیزگی

طہارت وپاکیزگی کی فضیلت ۔ صـ ۲۷۷
وضو سے گناہوں کی معافی ۔ صـ ۲۷۹
ہمیشہ باوضو رہنا افضل ہے ضروری نہیں ۔ صـ ۳۱۲
معافی صغیرہ گناہوں کی ہوتی ہے ۔ صـ ۲۷۹
امتی قیامت کو وضو کے نشان سے پہچانے جائیں گے ۔ صـ ۲۸۲
وضو نماز کے شرائط سے ہے ۔ صـ ۲۸۳
اعمال کا ایک وزن ہوتا ہے ۔ صـ ۲۸۴
وضو کی ترتیب ۔ صـ ۲۸۰
وضو کی مسنون دعائیں ۔ صـ ۲۸۸
ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنا ۔ صـ ۲۹۰
شبہ سے وضو نہیں ٹوٹتا ۔ صـ ۲۹۲
سلام پھیرنے کے وقت بھی وضو ٹوٹ جائے تو نماز باطل ہوجاتی ہے ۔ صـ ۳۰۰
وضو کن وجوہات سے ٹوٹتا ہے ۔ صـ ۲۸۸
مذی ناقض وضو ہے ۔ صـ ۲۹۰
کیا اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کرنا چاہیئے ۔ صـ ۲۹۱
دودھ پینے سے صرف کلی کرنا کافی ہے ۔ صـ ۲۹۲
کونسی نیند ناقض وضو ہے ۔ صـ ۲۹۴
مسّ ذکر سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ۔ صـ ۲۹۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورت کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا ۔ صـ ۲۹۶

آگ سے پکا ہوا کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا ۔ صـ ۲۹۷

کیا خون بہنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ۔ صـ ۲۹۹

قضائے حاجت کے آداب ۔ صـ ۳۰۰

قضائے حاجت میں منہ کس طرف کرے ۔ صـ ۳۰۱

قضائے حاجت میں داخل ہونے کی دعا ۔ صـ ۳۰۲

پیشاب کے چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنا باعث عذاب قبر ہے ۔ صـ ۳۰۲

وہ قضائے حاجت جو لوگوں کی تکلیف کا باعث ہو لعنت کا سبب ہے ۔ صـ ۳۰۳

پلیدی کے لیے بایاں ہاتھ ہے ۔ صـ ۳۰۳

دایاں ہاتھ اچھے کاموں کے لیے ہے ۔ صـ ۳۰۶

پانی سے استنجا کرنا سنّت ہے ۔ صـ ۳۰۴

استنجا تین ڈھیلوں سے کرنا چاہیئے ۔ صـ ۳۰۵

قضائے حاجت پردہ کی جگہ میں کرنا چاہیئے ۔ صـ ۳۰۴

ناگزیر حوائج میں بھی حیا سے کام لینا چاہیئے ۔ صـ ۳۰۵

غسل خانہ میں پیشاب نہ کرنا چاہیئے ۔ صـ ۳۰۸

بل میں پیشاب نہ کرنا چاہیئے ۔ صـ ۳۰۸

شارع عام جگہوں میں قضائے حاجت نہ کرنا چاہیئے صـ ۳۰۸

ننگے آدمی کو باتیں نہ کرنا چاہیئے ۔ صـ ۳۰۹

استنجا اور وضو کے برتن الگ الگ ہونے چاہیئں صـ ۳۱۰

استنجا اور وضو میں وسوسوں سے بچنا چاہیئے صـ ۳۱۰

بوقت ضرورت برتن میں پیشاب کیا جا سکتا ہے ۔ صـ ۳۱۱

ہڈی وغیرہ سے استنجا نہ کرنا کیونکہ وہ جنوں کی خوراک ہے ۔ صـ ۳۱۵

قضائے حاجت سے فارغ ہونے کی دعا ۔ صـ ۳۱۵

مسواک کرنا سنّت مستحبہ ہے ۔ صـ ۳۱۶

مسواک کا تاکیدی حکم ۔ صـ ۳۱۹

ایک دوسرے کی مسواک استعمال کرنا ۔ صـ ۳۱۸

مسواک سے نماز کی افضلیت ۔ صـ ۳۲۰

ہر نماز کے واسطے مسواک کرنا افضل ہے ۔ صـ ۳۲۰

مسواک کرنا انسانی فطرت کا کام ہے صـ ۳۱۸

وضو

وضو سنّت سے ثابت ہے جب کہ وضو کی آیت آٹھ سال بعد نازل ہوئی ۔ صـ ۳۲۱

وضو کا ثبوت قرآن ، حدیث اور تمام صحابہ سے ملتا ہے ۔ صـ ۳۲۱

وضو کا طریقہ صـ ۳۲۶

وضو بسم اللہ پڑھ کر شروع کرنا چاہیئے ۔ صـ ۳۲۸

وضو سے شیطانی اثر زائل ہو جاتا ہے ۔ صـ ۳۲۷

بیدار ہونے پر ہاتھ دھو کر کسی چیز کو لگانے چاہیئں صـ ۳۲۳

اعضائے وضو کا ایک ایک دفعہ دھوا اور تین تین مرتبہ دھونا صـ ۳۲۴

اعضائے وضو کا تین تین مرتبہ دھونا افضل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ صـ ۳۲۵
اعضائے وضو تین مرتبہ سے زیادہ نہ دھونے چاہئیں صـ ۳۲۶
وضو میں زیادتی نہ کرنا چاہیئے۔ صـ ۳۳۲
وضو میں شیطانی وسوسوں سے بچو۔ صـ ۳۳۲
سارے سر کا مسح کرنا چاہیئے۔ صـ ۳۲۷
وضو میں داڑھی کا خلال کرنا۔ صـ ۳۲۹
کانوں کے مسح کے لیے نیا پانی لینا۔ صـ ۳۳۰
"کان سر میں داخل ہیں" کا مطلب یہ ہے کہ کانوں کا مسح کرو۔ صـ ۳۳۱
انگوٹھی وغیرہ کے نیچے پانی پہنچانا چاہیئے۔ صـ ۳۳۶
وضو میں پاؤں کا دھونا سنّت ثابتہ ہے۔ صـ ۳۳۰
اسباغ الوضو کا مطلب۔ صـ ۳۲۹
وضو کے اعضاء پونچھنے جائز ہیں۔ صـ ۳۳۴
وضو پر وضو کرنا عزیمت ہے۔ صـ ۳۳۵

غسل

غسل کے بارے میں مختلف مذاہب۔ صـ ۳۳۷
غسلِ جنابت میں احتیاط کرنا چاہیئے۔ صـ ۳۴۳
غسلِ جنابت سے پہلے وضو کرنا چاہیئے۔ صـ ۳۴۲
مسنون طریقہ سے غسل کرنے کے بعد وضو کی ضرورت نہیں۔ صـ ۳۴۶
احتلام میں غسل کے شرائط۔ صـ ۳۴۵
الماء من الماء میں نسخ کی بجائے تطبیق موزوں ہے۔ صـ ۳۰۸
الماء من الماء کی تطبیق۔ صـ ۳۴۱
خطمی وغیرہ ملے پانی سے غسل کرنا۔ صـ ۳۴۶
غسل میں پردہ کا انتظام ہونا چاہیئے۔ صـ ۳۴۶
خاوند بیوی کا اکٹھے غسل کرنا۔ صـ ۳۴۴
غسل کے پانی کی کم سے کم مقدار۔ صـ ۳۴۴
غسل کے بعد خوشبو لگانا۔ صـ ۳۴۳
فطری گفتگو کے طریقے۔ صـ ۳۴۶
اگر غسل یا وضو میں کوئی جگہ خشک رہ جائے تو کیا کرے۔ صـ ۳۴۹
جمعہ کے دن غسل کرنا اور اس کی وجہ۔ صـ ۳۸۹
جمعہ کے دن غسل میں احناف کی بے اصولی۔ صـ ۳۸۷
میّت کے غسل کے بعد خود بھی غسل کرنا مستحسن ہے۔ صـ ۳۸۸
حیض اور اس کی پابندیاں۔ صـ ۳۹۰
حائضہ عورت قرآن سُن سکتی ہے۔ صـ ۳۹۲
عورت فطرتاً ناپاک نہیں ہے۔ صـ ۳۹۲
حیض اور استحاضہ کا فرق۔ صـ ۳۹۸
مستحاضہ کے لیے حکم۔ صـ ۳۹۷
مستحاضہ کی نماز کی صورتیں۔ صـ ۳۹۹
غسل کے جنسی فوائد۔ صـ ۳۵۰
جنبی اور حائضہ پر پابندیاں۔ صـ ۳۵۱
جنبی اور حائضہ کے لیے آداب مسجد۔ صـ ۳۷۷
جنبی سے اختلاط۔ صـ ۳۴۹
جنابت حکمی نجاست ہے۔ صـ ۳۴۹
مومن ناپاک نہیں ہوتا۔ صـ ۳۵۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے غسل ۔ ص ۳۵۱
جنسی تعلقات میں تزکیہ و طہارت کا خیال ۔ ص ۳۵۵
رحمت کے فرشتے کے نہ آنے کے اسباب ۔ ص ۳۵۳
ذکر و اذکار کے آداب ۔ ص ۳۵۳

تیمم

تیمم کی شرعی حیثیت ۔ ص ۳۷۹
وضو اور غسل دونوں کا بدل تیمم ہو سکتا ہے۔ ص ۳۸۱
ہر مٹی کی جنس سے تیمم ہو سکتا ہے ۔ ص ۳۸۱
جب تک عذر موجود رہے تیمم ہو سکتا ہے ۔ ص ۳۸۳
تیمم روایتاً ایک ضرب سے زیادہ صحیح ہے ص ۳۸۲
تیمم میں ایک ضرب کی حدیثیں ہی مرفوع ہیں ص ۳۸۵
پٹیوں پر بھی مسح ہو سکتا ہے ۔ ص ۳۸۴
جراب پر مسح کی بحث ۔ ص ۳۷۸
موزہ پر مسح کی مدت اور طریقہ ۔ ص ۳۷۶
باوضو موزے پہنے ہوں تو مسح ہو گا ۔ ص ۳۷۷
موزوں پر مسح خدا کے حکم سے ہے ۔ ص ۳۷۹

دیگر اشیاء کی طہارت

پانی کی طہارت کے اصول اور ائمہ کے مسلک ۔ ص ۳۵۵
پانی کی قلت و کثرت میں ناپاک ہونے کا معیار ص ۳۵۸
بیر بضاعہ کے پانی کی مقدار ص ۳۵۹
پانی کی اصلیت پاک ہے ۔ ص ۳۶۳
سمندر کا پانی اور اس کا مردار ۔ ص ۳۶۱
دھوپ سے گرم پانی کا استعمال ۔ ص ۳۶۴
کیا نبیذ سے وضو ہو سکتا ہے ؟ ص ۳۶۱
بلی کا بچا ہوا پانی پاک ہے ۔ ص ۳۶۱
گدھے کا بچا ہوا پانی ناپاک ہے ص ۳۶۳
ماکول اللحم جانوروں کا بچا ہوا پانی پاک ہے ۔ ص ۳۶۴
نجاست کے دور کرنے کے طریقے ۔ ص ۳۶۴
کتے کے چاٹے ہوئے برتن کو پاک کرنے کا طریقہ ص ۳۶۶
زمین پاک کرنے کا طریقہ ۔ ص ۳۶۷
کپڑا پاک کرنے کا طریقہ ۔ ص ۳۶۸
منی کی پلیدی خفیفہ ہے ۔ ص ۳۶۹
دودھ پیتا بچہ پیشاب کرے تو کیا کرے ۔ ص ۳۶۹
جانوروں کا چمڑا پاک کرنا ۔ ص ۳۶۹
مردار کے چمڑے کو رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے اور اس کا استعمال ۔ ص ۳۷۱، ص ۳۷۲
درندوں کے چمڑے کا استعمال منع ہے ۔ ص ۳۷۱
جوتے کو پاک کرنا ۔ ص ۳۷۰
تہ بند کو کیچڑ وغیرہ سے پاک کرنا ۔ ص ۳۷۱
ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب ۔ ص ۳۷۴

کتاب الصلوٰۃ

صلوٰۃ کے معنی و فوائد ۔ ص ۴۰۵، ص ۴۰۸
نماز کی اہمیت ۔ ص ۴۲۳
نماز کے گناہ معاف ہوتے رہتے ہیں ۔ ص ۴۰۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان الحسنات یذہبن السیئات کا شانِ نزول، صـ ۴۰۹، صـ ۴۰۶

منکر نماز کافر ہے ۔ صـ ۴۲۳

منکر نماز کے لیے فسق کا فتویٰ ۔ صـ ۴۳۸

کیا بے نماز منافق ہے ۔ صـ ۴۰۸

افضل اعمال کون سے ہیں ۔ صـ ۴۰۶

نماز حضورِ قلب سے ادا کرنی چاہیئے ۔ صـ ۴۱۰

نااہل لوگ نماز دیر سے پڑھیں گے ۔ صـ ۴۱۶

نماز کے وقتوں کے حدود ۔ صـ ۴۱۸

اوقاتِ نماز اور حدیث جبریل ؑ ۔ صـ ۴۱۸

اوقاتِ نماز اور مثل سایہ سے مراد ۔ صـ ۴۱۴

عصر کا صحیح وقت ۔ صـ ۴۳۰

ظہر اور عصر کا وقت ۔ صـ ۴۲۱، صـ ۴۳۲

نماز عصر چھوڑنے کا نقصان ۔ صـ ۴۱۸

صلوٰۃ وسطیٰ نماز عصر ہے ۔ صـ ۴۳۹

مغرب کا وقت ۔ صـ ۴۲۴

فجر اوّل وقت پڑھنی چاہیئے ۔ صـ ۴۲۵

فجر کا وقت ۔ صـ ۴۲۹

باجماعت نماز پڑھنے سے اوّل وقت نماز اکیلے پڑھ لینا افضل ہے ۔ صـ ۴۲۵

بغیر عذر کے نماز میں تاخیر نہ کرنا چاہیئے ۔ صـ ۴۲۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اوّل وقت نماز ادا فرماتے ۔ صـ ۴۲۸

دیر سے نماز پڑھنا برے امرا کی علامت ہے صـ ۴۳۴

جس نے وقت میں ایک رکعت پالی اس نے نماز پالی ۔ صـ ۴۳۶، صـ ۴۶۶، صـ ۴۳۴، صـ ۴۲۸، صـ ۸۶۹

بدنی عبادات میں نیابت نہیں ہو سکتی ۔ مالی میں ہو سکتی ہے ۔ صـ ۴۱۸

بھول اور نیند سے نماز ضائع ہو جائے تو گناہ نہیں ہے ۔ صـ ۴۲۷

گرمی میں ظہر کو ٹھنڈا کرنا ۔ صـ ۴۳۲

عشاء کی نماز کی فضیلت ۔ صـ ۴۲۹

فجر اور عصر کی نمازوں کی فضیلت ۔ صـ ۴۳۵

صبح و شام میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں ۔ صـ ۴۳۶

صبح کی نماز کی فضیلت ۔ صـ ۴۳۶

بڑے امام کے پیچھے نماز پڑھ لینی چاہیئے ۔ جماعت نہ توڑنی چاہیئے ۔ صـ ۴۳۳

اذان

اذان مدینہ منورہ میں شروع ہوئی ۔ صـ ۴۴۳

اذان وحی الٰہی سے شروع ہوئی ۔ صـ ۴۴۵

اذان ترجیع کے ساتھ (دوہری اذان) صـ ۴۴۳

اذان اکہری اور دوہری ۔ صـ ۴۴۳

اذان اور اقامت کا فرق ۔ صـ ۴۴۸

اذان میں مسنون تثویب ۔ صـ ۴۵۱

اذان کے علاوہ تثویب کہنا بدعت ہے ۔ صـ ۴۴۷

کیا اقامت مؤذن کہے ۔ صـ ۴۴۸

مؤذن کا مرتبہ ۔ صـ ۴۵۳

مؤذن کے لیے بخشش ۔ صـ ۴۵۸

مؤذن کی ہر شے شہادت دے گی ۔ صـ ۴۵۴

للہ اذان دینے والا جنتی ہے ۔ صـ ۴۵۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اذان سے شیطان بھاگتا ہے ۔ ص ٤٥٣
اذان امن دینے کی علامت ہے ۔ ص ٤٥٦
اذان کا جواب دینے کی فضیلت ۔ ص ٤٥٤
اذان کے بعد دعا کی قبولیت ص ٤٦١
نیکی سے عشق جنّت کا باعث ہے ۔ ص ٤٥٨
اذان پر اُجرت لینا ۔ ص ٤٦٠
اذان کے الفاظ پر یقین رکھنے والا جنّتی ہے ۔ ص ٤٥٩
مؤذن ذمہ دار شخص ہونا چاہیئے ۔ ص ٤٦٩
مؤذن اچھا آدمی ہونا چاہیئے ۔ ص ٤٣٧
سحری کھانے کے لیے اذان ۔ ص ٤٦٤
سحری کی انتہا ۔ ص ٤٦٤
فوت شدہ نماز کے لیے اذان واقامت ۔ ص ٤٦٦
دو آدمی بھی ہوں تو اذان کہیں اور جمعہ وجماعت ادا کریں ۔ ص ٤٦٤
قد قامت الصلوٰة کہنے سے پہلے آدمی کھڑا ہو سکتا ہے ۔ ص ٤٦٦

مساجد

تین مسجدوں کے علاوہ تبرک کا سفر کرنا منع ہے ۔ ص ٤٦٩
قبروں کی طرف سفر کرنا ممنوع ہے ۔ ص ٤٧٤
جن جگہوں میں نماز نہ پڑھنا چاہیئے ۔ ص ٤٦٩
آداب مساجد ۔ ص ٤٦٩
خانہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنا ۔ ص ٤٧٢
ثواب زیادہ ہونے سے فرائض زیادہ ادا نہیں ہوتے ۔ ص ٤٩١
آنحضرت کی سب سے پہلی مسجد قبا ہے ۔ ص ٤٧٤
مسجد نبوی میں جنّت کا باغیچہ ۔ ص ٤٧٤
مسجد میں نمازی اللہ کا مہمان ہوتا ہے ۔ ص ٤٧٥
سات آدمی جن پر عرش کا سایہ ہوگا ۔ ص ٤٧٦
قریب کی مسجد چھوڑ کر دُور کی مسجد میں جا سکتا ہے ۔ ص ٤٧٥
با جماعت نماز سے ستائیس گنا زیادہ ثواب ص ٤٧٦
مسجد کے اندر یا باہر جانے کی دعائیں ۔ ص ٤٧٨
تحیة المسجد اوقات ممنوعہ میں نہ پڑھے ۔ ص ٤٧٨
گمشدہ اشیاء کو مسجد میں تلاش نہ کرنا چاہیئے ص ٤٧٩
بدبودار چیز کھا کر مسجد میں نہ جانا چاہیئے ۔ ص ٤٧٩
کیا مسجد میں تھوکنا جائز ہے ۔ ص ٤٨٠
نمازی کو قبلہ کی طرف نہ تھوکنا چاہیئے ۔ ص ٤٩٤
قبلہ کی طرف تھوکنے والا امامت سے معزول کر دیا گیا ۔ ص ٤٩٤
قبروں کو سجدہ گاہ بنانا شرک اور حرام ہے ۔ ص ٤٨١
جس قبر وغیرہ کو پوجا جائے وہ وثن (بت) ہے ۔ ص ٤٩٦
عورتوں کو قبروں کی زیارت کرنا حرام ہے ۔ ص ٤٩٣
نفل گھر میں پڑھنا افضل ہے ۔ ص ٤٨٢
قبلہ کے لیے بالکل صحیح سمت کرنا ضروری نہیں ہے ۔ ص ٤٨٢
غیر مسلم کے عبادت خانوں کو مسجد بنانا ۔ ص
محلے میں مسجد بنانا ۔ ص ٤٨٣

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسجدوں کو صاف ستھرا رکھنے کا ثواب۔ ص ۴۸۳
مسجدوں کو بارونق کرنے کا ثواب۔ ص ۴۸۴
مسجدوں کی طرف جانے کا ثواب۔ ص ۴۸۴
مسجدیں جنّت کے باغ ہیں۔ ص ۴۸۸
سلامتی کے طلبگار کا اللہ ضامن ہے۔ ص ۴۸۷
حدود کا نفاذ مسجد کے باہر ہونا چاہیئے۔ ص ۴۹۰
مسجد میں بیہودہ گوئی اور شور نہ کرنا چاہیئے۔ ص ۴۹۴
گھاس پر نماز پڑھنا درست ہے۔ ص ۴۹۸
مختلف مساجد کے مختلف مرتبے۔ ص ۵۰۰
مسجد اقصیٰ بھی ابراہیمی تعمیر ہے۔ ص ۵۰۰

ستر

ستر کی حد کیا ہے۔ ص ۵۰۱
ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا طریقہ۔ ص ۵۰۴
دو کپڑوں میں نماز افضل ہے۔ ص ۵۱۰
نقش و نگار والے کپڑے یا جگہ میں نماز نامناسب ہے۔ ص ۵۰۵
صرف قمیص میں نماز کس طرح پڑھے۔ ص ۵۰۶
عورت کی نماز ننگے سر نہیں ہوتی۔ ص ۵۰۷
عورت سر سے پاؤں تک ڈھکی ہو تب اس کی نماز ہوگی۔ ص ۵۰۷
لباس میں تقویٰ اور پردہ دونوں کا لحاظ کرنا چاہیئے۔ ص ۵۰۹
جوتوں سمیت نماز جائز ہے۔ ص ۵۰۸
جوتوں میں نماز پڑھنا فرض و واجب نہیں صرف جائز ہے۔ ص ۵۱۰
ننگے سر نماز کیسی ہے۔ ص ۵۱۱
نمازی کے آگے سترہ ہونا چاہیئے۔ ص ۵۱۲
امام کا سترہ مقتدیوں کا سترہ ہے۔ ص ۵۱۴
سترہ قریب ہونا چاہیئے۔ ص ۵۱۸
نمازی کے آگے سے کتنے فاصلہ سے گذر سکتا ہے۔ ص ۵۱۲
نمازی کے آگے سے گذرنا گناہ کبیرہ ہے۔ ص ۵۱۳
نمازی کے آگے سے گذرنے والا شیطان ہے۔ ص ۵۱۴
کیا کسی کے گذرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ ص ۵۱۷
عورت کے آگے آنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ ص ۵۱۵

نماز پڑھنے کا طریقہ

اطمینان اور تعدیل ارکان کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ ص ۵۲۴
نماز میں ہاتھ کہاں باندھے۔ ص ۵۲۹
کھلے ہاتھوں نماز نہ پڑھنی چاہیئے۔ ص ۵۲۴
نماز میں تکبیرات کا کہنا۔ ص ۵۴۱
نماز میں تکبیرات بلند آواز سے کہنا چاہیئے۔ ص ۵۳۴
نماز کا افتتاح تکبیر تحریمہ سے ہوتا ہے۔ ص ۵۳۳
تکبیر افتتاح میں بار بار رفع یدین نہ کرنا چاہیئے۔ ص ۵۳۹
رفع الیدین کب کرے۔ ص ۵۳۱
رفع الیدین سنت متواترہ ہے۔ ص ۵۲۴
رفع الیدین تمام احادیث کی کتابوں میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود ہے۔ صـ ۵۲۸
ابن مسعودؓ کی روایت عدم رفع یدین کی ضعیف ہے۔ صـ ۵۳۷
لمبے قیام والی نماز افضل ہے۔ صـ ۵۳۱
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ قرادت سورہ فاتحہ سے شروع فرماتے۔ صـ ۵۲۴
حدیث مسی الصلوٰۃ (رفاعہ بن رافع) مانیسر کی بجائے فاقرأ بام القرآن کی حدیث۔ صـ ۵۳۴
جلسہ استراحت سنّت ہے۔ صـ ۵۲۹
آخری تشہد میں تورک سنّت ہے۔ صـ ۵۲۵
نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا ثبوت۔ صـ ۵۳۵
دعا میں ہاتھ اٹھانا۔ صـ ۵۴۵
تکبیر تحریمہ کے بعد خاموشی میں پڑھنے کی دعا۔ صـ ۵۴۰
ضعیف ترین روایت دعائے استفتاح سبحانک اللّٰھم ہے۔ صـ ۵۴۵
سکتہ کر کے مقتدیوں کو قرادت کا موقع دینا چاہیئے۔ صـ ۵۴۶
تعوذ اور سکتہ اولیٰ صرف پہلی رکعت میں ہے۔ صـ ۵۴۶
قرادت مقتدی کے متعلق احناف کی تضاد بیانیاں صـ ۵۴۸
مقتدی کو قرادت فاتحہ ضروری ہے۔ صـ ۵۵۰
مقتدی پر قرادت فرض ہے تبھی تو اس کا بدل فرما دیا۔ صـ ۵۴۲
محققین حنفیہ قرادت فاتحہ خلف الامام کے قائل ہو گئے۔ صـ ۵۴۹
قرادت الامام لہ قرادت کے متعلق۔ صـ ۵۶۹
رسول اللہ اور خلفائے راشدین ہمیشہ قرادت سورہ فاتحہ سے شروع کرتے۔ صـ ۵۲۴، صـ ۵۵۱
روایت اذا قرأ فانصتوا کی حالت۔ صـ ۵۵۳، صـ ۵۷۱
فانتھی الناس حدیث کے لفظ نہیں۔ صـ ۵۶۹
ظہر کی پچھلی رکعتوں میں بھی قرادت کی جا سکتی ہے۔ صـ ۵۵۶
ہر نمازی جتنی چاہے قرادت کرے۔ صـ ۵۵۷
جو نماز ملے وہ پڑھو جو باقی رہ جائے بعد میں پڑھ لو۔ صـ ۴۶۷
مقتدی کے منہ سے اونچی آواز سے آیت پڑھی جائے تو سجدہ سہو نہیں آتا۔ صـ ۵۵۵
بسم اللہ اونچی آواز اور آہستہ آواز دونوں طرح سے درست ہے۔ صـ ۵۶۲
امام اور مقتدی سب کو اونچی آواز سے آمین کہنی چاہیئے۔ صـ ۵۵۱، صـ ۵۶۲
آمین کا معنی و مقصد۔ صـ ۵۶۴
امام اور مقتدی کی الگ الگ نیّت ہو سکتی ہے۔ صـ ۵۶۲
"امام ضامن ہے" کا کیا مطلب ہے۔ صـ ۴۵۷
امام کو مقتدیوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔ صـ ۵۵۹
کھانسی سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ صـ ۵۶۰
بعض نمازوں میں مخصوص سورتیں پڑھنا۔ صـ ۵۹۱
جمعہ کی فجر میں سورۂ سجدہ و دہر پڑھنا۔ صـ ۵۶۱
بڑی سورتیں اور ان کے ٹکڑے سے قرادت کرنا۔ صـ ۵۶۵
ایک سورت دو رکعتوں میں پڑھنا۔ صـ ۵۷۵
ایک سورۃ بار بار پڑھنا۔ صـ ۵۷۵
نمازوں کے ساتھ قرآن پڑھنے میں کوئی پابندی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔ صـ ۵۶۵
نماز میں بعض آیات کے جواب دینا۔ صـ ۵۷۲
آیات کا جواب پڑھنے اور سننے والے دونوں
دیں۔ صـ ۵۷۴
ارکان نماز کے معانی شرعی ہوں گے نہ کہ لغوی۔ صـ ۵۷۷
قیام اور تشہد کے علاوہ ارکان برابر ہوں گے۔ صـ ۵۷۸
نماز کے وظائف حکم الٰہی سے مقرر ہیں۔ صـ ۵۷۹
کیا مقتدی بھی سمع اللہ لمن حمدہ کہے۔ صـ ۵۸۰
قومہ میں دعائیں پڑھنی چاہئیں۔ صـ ۵۸۰
قومہ اور جلسہ میں اعتدال واجب ہے۔ صـ ۵۸۲
رکوع و سجود میں تسبیحات پڑھنا واجب ہیں۔ صـ ۵۸۲
رکوع و سجود میں تسبیحات کی تعداد کتنی ہے۔ صـ ۵۸۲
رکوع و سجود میں ذکر طویل۔ صـ ۵۸۲
امام کے لمبا قیام کرنے پر پابندی ہے۔ صـ ۵۸۳
حدیث مسئی الصلوٰۃ۔ صـ ۵۸۳
نماز کا چور۔ صـ ۵۸۵
سجدہ کرنے کا طریقہ۔ صـ ۵۸۷
ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں۔ صـ ۵۸۸
زیادہ رکعتوں سے تھوڑی اور اطمینان والی نماز
بہتر ہے۔ صـ ۵۸۸
نماز جلدی جلدی نہ پڑھے۔ صـ ۵۹۳
نماز میں اعتدال فرض ہے۔ صـ ۵۹۳
سجدہ کرتے وقت گھٹنے پہلے رکھے اُٹھتے وقت
ہاتھ پہلے اٹھائے۔ صـ ۵۹۱
جلسہ کی دعا۔ صـ ۵۹۲
اقعاء کی صورت میں نہ بیٹھے۔ صـ ۵۹۳
نماز میں ٹیک لگانا منع ہے۔ صـ ۶۰۰
تشہد کے صحیح تر الفاظ۔ صـ ۶۰۰
تشہد میں السلام علی النبی کہنا۔ صـ ۶۰۰
رفع سبابہ کی انگلی شیطان کو چبھتی ہے۔ صـ ۶۰۲
صرف ایک انگلی ہلائے۔ صـ ۶۰۰
کیا سبابہ انگلی کو حرکت دے۔ صـ ۶۰۰
رفع سبابہ کا منکر کیدانی کے سوا کوئی نہیں۔ صـ ۵۹۶
درود شریف کا مقصد و معنی۔ صـ ۶۰۲
درود کے برکات۔ صـ ۶۱۲
درود شریف کے صحیح صیغے۔ صـ ۶۰۲
درود شریف کے وقت آنحضرت کا خیال کیسی
حیثیت رکھتا ہے۔ صـ ۶۰۲
آل کے معنی۔ صـ ۶۰۲
بیویاں آل میں شامل ہیں۔ صـ ۶۰۸
متبع سنت آل میں شامل ہیں۔ صـ ۶۰۲
کیا نماز میں درود واجب ہے۔ صـ ۶۰۲
درود پڑھنے والے آنحضرتؐ کے قریب ہوں
گے۔ صـ ۶۰۹
آنحضرتؐ حاضر نہیں ہوتے بلکہ درود انہیں پہنچایا
جاتا ہے۔ صـ ۶۱۰
آنحضرت کے روح کی واپسی کا مطلب۔ صـ ۶۱۰
درود نہ بھیجنے والا بخیل ہے۔ صـ ۶۱۱
ایک درود کے بدلے دس نیکیاں۔ صـ ۶۱۱
دعا کی قبولیت درود سے ہے۔ صـ ۶۱۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشہد میں دعا اور استعاذہ۔ صـ ۶۱۸
سلام پر نماز کا اختتام۔ صـ ۶۱۸
سلام دو دفعہ کہنا۔ صـ ۶۱۴
سلام کے بعد مقتدیوں کی طرف منہ کرنا۔ صـ ۶۲۰
دائیں طرف سے پھرے یا بائیں طرف سے منہ مقتدیوں کی طرف کرے۔ صـ ۶۲۰
ایک جانب سے ہی نہ پھرا کرے۔ صـ ۶۲۲
امام مقتدیوں اور عورتوں کا خیال رکھے۔ صـ ۶۲۰
فرضوں کے بعد نفل نماز جگہ بدل کر پڑھے۔ صـ ۶۲۴
اجتماعی دعا کا ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ صـ ۶۲۴
نماز کے بعد بلند آواز سے اللہ اکبر کہنا۔ صـ ۶۲۷
مسنون دعاؤں میں اپنی طرف سے اضافہ نہ کرنا چاہیئے۔ صـ ۶۲۷
ذکر خفی و ذکر جلی۔ صـ ۶۲۹
ذلیل عمر سے پناہ مانگنا۔ صـ ۶۳۲
نماز کے بعد ذکر و اذکار کا ثواب۔ صـ ۶۳۲
صبح کے بعد ذکر کی فضیلت۔ صـ ۶۳۶
فرضوں اور نفلوں میں فاصلہ کرنا چاہیئے۔ صـ ۶۳۶
نماز میں باتیں کرنا منع ہیں۔ صـ ۶۳۹
نماز میں پہلے باتیں کر لیتے تھے۔ صـ ۶۳۹
نماز میں کسی طرف جھانکنا منع ہے۔ صـ ۶۴۲
بچے والیوں کے لیے نمونہ کی نماز۔ صـ ۶۴۳
نماز میں موذی کا دفاع کرنا۔ صـ ۶۴۴
امام کی بھول پر مقتدی کا سبحان اللہ کہنا۔ صـ ۶۴۵
مقتدی کا اونچی آواز سے کچھ کہنا۔ صـ ۶۴۶
نماز میں تشبیک نہ کرنا چاہیئے۔ صـ ۶۴۷
شیطان غفلت کے کاموں سے خوش ہوتا ہے۔ صـ ۶۴۸
نماز میں رونا خوش نصیبی ہے۔ صـ ۶۴۸
نیکی میں غبار بھی اجر کا باعث ہے۔ صـ ۶۴۹
جہنمیوں والی شکل۔ صـ ۶۴۹
نماز میں کتنی حرکت کی اجازت ہے۔ صـ ۶۵۰
نماز میں وضو ٹوٹے تو کیا کرے۔ صـ ۶۵۱
نماز کی تکمیل کب ہوگی۔ صـ ۶۵۱
انبیاء سے بھول ہو جاتی ہے۔ صـ ۶۵۱
سجدۂ سہو کیسی کی پیہ ہے۔ صـ ۶۵۹
شک ہونے پر نماز کا شمار کس طرح کرے۔ صـ ۶۵۵
بھولنے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ صـ ۶۵۶
بھول کر نماز کے درمیان باتیں کرنا۔ صـ ۶۵۶
سجدہ سہو سلام سے پہلے اور بعد دونوں طرح جائز ہے۔ صـ ۶۵۵
سجدۂ سہو کے بعد تشہد نہیں پڑھنا چاہیئے۔ صـ ۶۵۹
قرآن شریف میں تلاوت کے پندرہ سجدے ہیں۔ صـ ۶۶۳
سجدہ تلاوت واجب نہیں ہے۔ صـ ۶۶۲
بھیڑ میں سجدہ کیسے کرے۔ صـ ۶۶۱
سورۂ نجم کا سجدہ۔ صـ ۶۶۱
سورۂ ص کا سجدہ۔ صـ ۶۶۲
سورۂ حج میں دو سجدے۔ صـ ۶۶۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سجدہ نہ کرنے والے متکبر کی سزا۔ صٓ ۶۶۶
شکرانے کا سجدہ۔ صٓ ۶۶۶، صٓ ۹۱۴
تکلیف کے وقت سجدۂ صبر۔ صٓ ۹۱۲
طلوع وغروب شمس کے وقت نماز نہ پڑھے۔ صٓ ۶۶۸
خانہ کعبہ اس نہی سے مستثنیٰ ہے۔ صٓ ۶۶۶
نہی کے وقتوں میں جنازہ بھی نہ پڑھے۔ صٓ ۶۶۹
عذر سے نہی کے وقتوں میں فرض ہو سکتے ہیں۔ صٓ ۶۶۹
طلوع اور نصف النہار کا وقت کون سا ہے۔ صٓ ۶۶۹
صبح اور عصر کے بعد قضا سنتیں پڑھی جا سکتی ہیں۔ صٓ ۶۷۱
صبح کی سنت عذر سے بعد بھی پڑھ سکتا ہے۔ صٓ ۶۷۲
جمعہ کے دن نصف النہار کی پابندی نہیں صٓ ۶۷۳
عصر کی نماز کے بعد نماز کی ممانعت۔ صٓ ۶۷۵

جماعت اور اس کی فضیلت

با جماعت نماز کی فضیلت۔ صٓ ۶۷۸
امت محمدیہ کی نشانی با جماعت نماز پڑھنا ہوا کرتی تھی۔ صٓ ۶۸۹
تارک جماعت کو سزا دی جا سکتی ہے۔ صٓ ۶۷۸
با جماعت نماز تمام رات کے قیام سے افضل ہے۔ صٓ ۶۹۰
نماز با جماعت فرض ہے۔ صٓ ۶۸۴
ترک جماعت گمراہی ہے۔ صٓ ۶۸۶
دو آدمی ہوں تو بھی جمعہ و جماعت ادا کریں۔ صٓ ۶۹۰
فرض نماز کھڑی ہو جائے تو پھر اور کوئی نماز نہیں ہوتی۔ صٓ ۶۸۰
سردی اور بارش میں نماز گھر پڑھنے کی اجازت ہے۔ صٓ ۶۷۹
کھانا کھاتے ہوئے اذان ہو جائے تو کھانا کھا کر نماز پڑھے۔ صٓ ۶۸۰
قضائے حاجت کی ضرورت ہو تو فارغ ہو کر نماز پڑھے۔ صٓ ۶۸۰
جو چیز نماز میں اطمینان کے مانع ہو اسے دُور کر کے نماز پڑھے۔ صٓ ۶۸۵
عورتوں کی نماز گھر میں افضل ہے۔ صٓ ۶۸۲
عورتوں کو خوشبو لگا کر باہر نہ جانا چاہیے صٓ ۶۸۳
خائن امام صٓ ۶۸۶
صفوں کو درست کرنا۔ صٓ ۶۹۳
سیدھی صفیں فرشتوں کی صفت ہے۔ صٓ ۶۹۶
صفوں کی درستی نماز حصہ ہے۔ صٓ ۶۹۴
پہلی صف کی فضیلت۔ صٓ ۶۹۵
امام کے پیچھے سمجھ دار لوگ کھڑے ہوں۔ صٓ ۶۹۵
مسجد میں دنیا دار نہ ہو۔ صٓ ۶۹۵
نماز میں فرمانبردار بن کر کھڑے ہونا۔ صٓ ۶۹۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہترین صف کون سی ہے۔ صفحہ ٦٩٦
ایک صف میں سے افضل کون ہے۔ صفحہ ٦٩٦
صفیں درست کر کے اقامت کہنی چاہیئے۔ صفحہ ٦٩٧
صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنا۔ صفحہ ٧٠٠
دو آدمیوں میں سے امام بائیں طرف کھڑا ہو صفحہ ٧٠٢
امام کو اونچی جگہ کھڑا نہ ہونا چاہیئے۔ صفحہ ٧٠٤
صرف تعلیم کے لیے جائز ہے۔ صفحہ ٧٠٥
امام نظر نہ آئے تو بھی اقتدا جائز ہے۔ صفحہ ٧٠٥
بچوں کی الگ صف بنانا۔ صفحہ ٧٠٦
بچے کو پیچھے کر کے اس کی جگہ پر کھڑا ہونا۔ صہ
امامت کے حقدار کے اوصاف۔ صفحہ ٧٠٦
مسافر بغیر اجازت امامت نہ کرائے۔ صفحہ ٧١٠
غلام کی امامت۔ صفحہ ٧١٣
بُرے آدمی کی امامت۔ صفحہ ٧١١
امامت کے متعلق خودساختہ شرائط۔ صفحہ ٧١٢
تین آدمیوں کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ صفحہ ٧١٠
امام سے ناراضگی۔ صفحہ ٧١٠
امام نہ ملنا قیامت کی نشانی ہے۔ صفحہ ٧١١
امام مقتدیوں کا خیال رکھے۔ صفحہ ٧١٥
امام نماز کو درمیان میں ہلکا کر سکتا ہے۔ صفحہ ٧١٦
بوقتِ ضرورت مقتدی بھی نماز توڑ سکتا ہے۔ صفحہ ٧١٦
امام کی غلطی کی وجہ سے مقتدی کا گناہ امام کے ذمہ ہوگا۔ صفحہ ٧١٧
مقتدی امام سے سبقت نہ کریں۔ صفحہ ٧٢١
امام کی اقتدا لازم ہے۔ صفحہ ٧٢٤
اذا صلی قاعداً صلوا قعوداً منسوخ ہے۔ صفحہ ٧٢٢
معذور کو بیٹھ کر نماز پڑھنے سے بھی پورا ثواب ملتا ہے۔ صفحہ ٧١٩
ایک رکعت ملنے سے بھی جماعت کا ثواب مل جاتا ہے۔ صفحہ ٧٢٤
مدرک رکوع والوں کی دلیل۔ صفحہ ٧٢٨
نفل کی اقتدا میں فرض پڑھے جا سکتے ہیں۔ صفحہ ٧٢٨
صبح و شام کی نماز بھی دوبارہ پڑھی جا سکتی ہے۔ صفحہ ٧٣١
دو نمازوں میں پہلی فرض اور دوسری نفل ہو گی۔ صفحہ ٧٣٢
مغرب کی نماز دن کے وتر ہیں۔ صفحہ ٧٣٤

نفل نمازیں

نفل نماز کی فضیلت۔ صفحہ ٥٩٠
دن رات میں بارہ رکعت سنتِ مؤکدہ۔ صفحہ ٦٥٣
جمعہ کے بعد کی سنت۔ صفحہ، صفحہ ٧٤٨
نفل نماز میں وسعت ہے۔ صفحہ ٧٩٣
فجر کی دو سنتوں پر آپ کی مداومت۔ صفحہ ٧٤٠
فجر کی سنت کے بعد باتیں کرنے کا جواز۔ صفحہ ٧٥٠
مغرب سے پہلے دو نفل۔ صفحہ، صفحہ ٧٤٥
ظہر سے پہلے چار سنت کا ثواب۔ صفحہ ٧٤٦
ظہر سے پہلے دو یا چار رکعت۔ صفحہ ٧٤٦

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عصر سے پہلے چار رکعت۔ ص ۷۴۲
مغرب کے بعد چھ رکعت۔ ص ۷۴۲
صلوٰۃ الاوّابین۔ ص ۷۴۳
عشاء کے بعد سنّت۔ ص ۷۴۴
عصر کے بعد سنّت کی قضاء۔ ص ۷۴۵
نوافل گھر میں افضل ہیں۔ ص ۷۴۶
فرضوں کی جگہ تبدیل کر کے نفل پڑھے۔ ص ۷۴۷
صلوٰۃ اللیل کی رکعات۔ ص ۷۵۰
رات کی نماز کا طریقہ۔ ص ۷۵۱
سنّتِ فجر کے بعد دائیں جانب لیٹنا۔ ص ۷۵۱
نفل نماز بڑھاپے کے عذر سے بیٹھ کر پڑھنا۔ ص ۷۵۵
رات کی قراءت جہر اور آہستہ آواز سے کرنا۔ ص ۷۵۷
درمیانی آواز سے قراءت کرنے کا قرآنی حکم۔ ص ۷۵۸
ساری رات ایک ہی آیت کی قراءت۔ ص ۷۵۹
رات کو بار بار سونا اور بار بار اُٹھ کر نماز پڑھنا۔ ص ۷۶۱
بیدار ہوتے ہی اللہ کو یاد کرنا۔ ص ۷۶۵
رات کا قیام شیطانی گرہوں کا علاج ہے۔ ص ۷۶۶
سُست آدمی پر شیطانی اثرات ہوتے ہیں۔ ص ۷۷۰
رات کی نماز کی فضیلت۔ ص ۷۷۳
دائمی نماز۔ ص ۷۷۳
نیکی پر مداومت کرنا چاہیئے۔ ص ۷۷۶
نماز برائی سے روک دیتی ہے۔ ص ۷۷۷
رسول اللہ کا ریاضت میں مشقت اٹھانا۔ ص ۷۷۷
بے عمل آدمی ثواب سے محروم رہتا ہے۔ ص ۷۷۷
مداومت کے عمل سے قیامت تک ثواب ملتا ہے۔ ص ۷۸۱
رسول اللہ کی عمل میں میانہ روی۔ ص ۷۸۱
دین اسلام میں آسانی کی مثالیں۔ ص ۷۸۲
بیٹھ کر نماز پڑھنے کی سہولت۔ ص ۷۸۴
نفلوں کی قضا بھی دی جاتی ہے۔ ص ۷۸۴
نماز میں سکون وراحت کا ملنا۔ ص ۷۸۶
وتر کتنے ہیں اور کیا ہیں۔ ص ۷۸۸
وتر اور تہجد ایک ہی نماز کے دو نام ہیں۔ ص ۷۸۹
وتروں کا وقت ساری رات ہے۔ ص ۷۹۰
وتر سنّت مؤکدہ ہیں۔ ص ۷۹۳، ص ۷۹۸
وتر صرف ایک رکعت ہے۔ ص ۷۳۸، ص ۷۹۳، ص ۷۹۷
وتروں کی نماز دونفلوں سے بہتر ہے۔ ص ۷۹۴
وتروں کی قضا دی جا سکتی ہے۔ ص ۷۹۴
وتروں میں قراءت کی سورتیں۔ ص ۷۹۵
مسئلہ نقض الوتر۔ ص ۷۹۹
کیا وتر کے بعد نفل پڑھ سکتا ہے۔ ص ۷۹۹
اول رات وتر کے بعد دو نفلوں کا ثواب۔ ص ۸۰۰
وتروں کے بعد کی دعا۔ ص ۷۹۷
وتروں میں رکوع کے بعد ہاتھ اٹھا کر قنوت پڑھنا۔ ص ۷۹۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قنوت نازلہ۔ صـ ۸۰۳
قنوت نازلہ صرف رکوع کے بعد ہے۔ صـ ۸۰۵
قنوت نازلہ ہر نماز میں ہو سکتی ہے۔ صـ ۸۰۶
قنوت کا مقام و طریقہ۔ صـ ۸۰۶
تراویح نفل نماز ہے۔ صـ ۸۱۰
تراویح با جماعت کا ثبوت۔ صـ ۸۰۹
رسول اللہ اور خلفائے راشدین کی تراویح صرف آٹھ رکعت تھی۔ صـ ۸۱۱
حضرت عمرؓ کا تراویح کی جماعت کا اہتمام کرنا۔ صـ ۸۱۴
حضرت عمرؓ نے بیس رکعت تراویح کی جماعت کا حکم نہیں دیا۔ صـ ۸۱۴
صحابہ کرام بارہ رکعت تراویح بھی پڑھ لیتے تھے۔ صـ ۸۱۵
پچھلی رات تراویح با جماعت پڑھنا۔ صـ ۸۱۵
نفل گھر میں پڑھنا مسجد نبوی میں پڑھنے سے بھی افضل ہیں۔ صـ ۸۱۲
نصف شعبان کی فضیلت کی حدیث۔ صـ ۸۱۷
نصف شعبان کو محروم رحمت لوگ۔ صـ ۸۱۷
نصف شعبان کی رات کو پڑھنے کی دعائیں۔ صـ ۸۱۷
ضحی کی نماز کی فضیلت۔ صـ ۸۱۶
ضحی کی نماز میں رکعات مقرر نہیں ہیں۔ صـ ۸۱۹، صـ ۸۲۲
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضحی کی نماز پر مداومت نہیں کی۔ صـ ۸۱۸
اشراق اور نماز ضحی الگ الگ ہیں۔ صـ ۸۱۹
تحیۃ الوضو کے نفل۔ صـ ۸۲۴
نماز استخارہ اور اس کے شرائط۔ صـ ۸۲۵
نماز استغفار اور اس کے شرائط۔ صـ ۸۲۵
صلوٰۃ الحاجت۔ صـ ۸۲۵، صـ ۸۲۷
صلوٰۃ تسبیح اور اس میں جلسہ استراحت کا لزوم۔ صـ ۸۲۷
نوافل کے درجات۔ صـ ۸۲۹
ہمیشہ باوضو رہنے کے فوائد۔ صـ ۸۲۷

صلوٰۃ السفر

مسافت سفر و مدت قصر۔ صـ ۸۳۰
پُرامن سفر میں بھی قصر ہے۔ صـ ۸۳۳
کتنی مدت تک قصر کرتا رہے۔ صـ ۸۳۵
سفر میں سنت و نوافل نہیں رہتے۔ صـ ۸۳۵
سفر کی کم از کم مسافت۔ صـ ۸۴۰
سفر میں نوافل کی اجازت۔ صـ ۸۳۸
سفر میں اتمام ممنوع نہیں مفضول ہے۔ صـ ۸۴۰
کیا قصر واجب ہے۔ صـ ۸۴۰
سواری پر نماز پڑھنا۔ صـ ۸۳۹
دو نمازوں کا جمع کرکے پڑھنا۔ صـ ۸۳۶
نماز خوف کتنی رکعت ہے۔ صـ ۸۴۷
نماز خوف کے طریقے۔ صـ ۸۴۳، صـ ۸۴۵، صـ ۸۴۷
ذات الرقاع میں نماز خوف کا طریقہ۔ صـ ۸۴۳
آیت صلوٰۃ الخوف کا وقت نزول۔ صـ ۸۴۷

جمعہ

جمعہ کن لوگوں پر فرض ہے۔ صـ ۸۵۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمعہ چھوڑنے پر گھر جلانے کی وعید۔ ص ۸۵۵
جمعہ کے متعلق خودساختہ شرائط۔ ص ۸۵۴
جمعہ کے دن قبولیت دعا کی ساعت عصر سے مغرب تک ہے۔ ص ۸۴۴
جمعہ کے دن درود کثرت سے پڑھنا چاہیئے۔ ص
جمعہ کے دن کے خیر و برکات۔ ص ۸۴۷
جمعہ کے دن کی فضیلت۔ ص ۸۵۰
جمعہ کے دن کا نام جمعہ کیوں ہے۔ ص ۸۵۰
آیت الیوم اکملت جمعہ کے دن نازل ہوئی۔ ص ۸۵۱
جمعہ کی رات کی فضیلت۔ ص ۸۵۱
جمعہ کے آداب۔ ص ۸۵۸
جمعہ کے خطبہ سے پہلے نفل نماز۔ ص ۸۵۸
جمعہ کے دن ثواب کے کام۔ ص ۸۶۱
سامعین کے لیے باعث تکلیف کام کرنا گناہ ہے۔ ص ۸۶۲
جمعہ میں گوٹھ مار کر بیٹھنا منع ہے۔ ص ۸۶۲
جمعہ کا وقت۔ ص ۹۱۴
جمعہ میں دوسری اذان کا اجراء۔ ص ۸۶۷
وعظ خطبہ میں ہی کرنا چاہیئے۔ ص ۸۶۷
خطبہ جوش سے دینا۔ ص ۸۶۸
خطبہ کے دوران دو رکعت نماز ادا کرنا۔ ص ۸۶۹
خطبہ کھڑے ہو کر دینا چاہیئے۔ ص
خطیب خطبہ کے علاوہ بھی بات کر سکتا ہے۔ ص ۸۷۱
من ادرک رکعۃ" کا مطلب۔ ص ۸۶۹

عیدین

عید کی نماز خطبہ سے پہلے ہے۔ ص ۸۸۰
عید کی نماز بغیر اذان و اقامت کے۔ ص ۸۸۰
عید کی نماز کے آگے پیچھے کوئی نفل نہیں۔ ص ۸۸۰
عید کی نماز میں کون سی عورت نہ جائے۔ ص ۸۸۰
عید میں اشعار پڑھنے کی اجازت۔ ص ۸۸۱
مشرکوں کی عید کے موقعہ پر خوشی کا اظہار منع ہے۔ ص ۸۸۳
عیدین میں تکبیرات کی تعداد۔ ص ۸۸۳، ص ۸۸۴
خطبہ کے وقت ٹیک لگانا۔ ص ۸۸۵
عیدین میں عورتوں کو وعظ۔ ص ۸۸۵
عذر سے عیدین کی نماز مسجد میں پڑھنا۔ ص ۸۸۶
عیدین کا وقت۔ ص ۸۸۷
عیدالاضحٰی کے بعد حجامت بنوانے سے قربانی کا ثواب۔ ص ۹۰۱
قربانی کرنے کا طریقہ۔ ص ۸۸۷
بھیڑ کے جذعہ کی قربانی کا جواز۔ ص ۸۹۳
بکری کا مُسنّۃ ہی ہونا چاہیئے۔ ص ۸۹۳
گائے کی قربانی میں سات شریک۔ ص ۸۹۳
قربانی دینے والا حجامت نہ بنوائے۔ ص ۸۹۳
نقص دار جانور نہ ہونا چاہیئے۔ ص ۸۹۵
قربانی کرنے کا ثواب۔ ص ۸۹۶
قربانی کتنے دن ہو سکتی ہے۔ ص ۸۹۷
مشرکانہ قربانیاں ممنوع ہیں۔ ص ۹۰۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عشرہ ذوالحجہ کی فضیلت۔ ص ۸۹۷

کسوف وخسوف

کسوف وخسوف میں نماز کے مختلف طریقے۔ ص ۹۰۶
گرہن کی نماز جہر قراءت سے۔ ص ۹۰۶
سورج یا چاند کو گرہن کسی دنیاوی حادثہ کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ ص ۹۰۷
خوف ومصائب کے موقعوں پر نماز پڑھنا سنّت ہے۔ ص ۹۰۸
گرہن کے وقت تسبیح وتہلیل کرنا۔ ص ۹۱۰
گرہن کے وقت صدقہ وخیرات کرنا۔ ص ۹۱۰
نماز استسقاء کا طریقہ۔ ص ۹۱۸
مصائب میں دعا مانگنے کا طریقہ۔ ص ۹۱۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست اسماء راویانِ حدیث

حرف الف

ابراہیم بن عبدالرحمٰن العذری

کتاب العلم ع ۲۳۲

ابراہیم بن میسرہ

کتاب الایمان ع ۱۸۰

ابواُسَید الساعدی (مالک بن ربیعہ ساعدی)

کتاب الصلوٰۃ ع ۶۵۵

ابواُمامہ باہلی

کتاب الایمان ع ۲۸، ع ۴۱، ع ۱۷۱

کتاب العلم ع ۲۰۳، ع ۲۶۱ [1]

کتاب الطہارت ع ۳۵۸، ع ۳۸۶

کتاب الصلوٰۃ ع ۶۲۹، ع ۶۸۹، ع ۹۰۹، ع ۱۰۳۵، ع ۱۰۵۶، ع ۱۱۵۹، ع ۱۱۶۳، ع ۱۱۸۱، ع ۱۲۱۴، ع ۶۲۳، ع ۶۷۷، ع ۶۷۸، ع ۱۲۵۴

ابوایوب انصاری (خالد بن زید)

کتاب الطہارت ع ۳۰۹، ع ۳۴۲

کتاب الصلوٰۃ ع ۵۶۵، ع ۱۰۸۸ (عن رجل من اسد ابن خزیمہ) ع ۱۱۰۲، ع ۱۱۹۶

ابوبرزہ اسلمی (نضلہ بن عبید)

کتاب الصلوٰۃ ع ۵۴۴ (عن بسار بن سلامہ)

ابوبصرہ غفاری (جمیل بن بصرہ)

کتاب الصلوٰۃ ع ۹۸۴

ابوبکر صدیق (عبداللہ بن عثمان بن قحافہ)

کتاب الصلوٰۃ ع ۸۸۵، ع ۱۲۳۰ (عن عبداللہ بن ابی بکر) ع ۱۲۵۰ (عن علی)

ابوبکرہ (نفیع بن حارث)

کتاب الطہارت ع ۴۸۰

کتاب الصلوٰۃ ع ۱۰۴۴، ع ۶۰۴، ع ۶۰۸

ابوثعلبۃ الخشنی

کتاب الایمان ع ۱۸۷

ابوجحیفہ (وہب بن عبداللہ السوائی)

کتاب الصلوٰۃ ع ۷۲۱

ابوالجعد الضمری

کتاب الصلوٰۃ ع

ابوجہیم (ابن الصمہ)

کتاب الطہارت ع ۴۹۴، ع ۴۹۰

کتاب الصلوٰۃ ع ۷۲۴

ابوحمید ساعدی

کتاب الصلوٰۃ ع ۷۴۰، ع ۷۵۰، ع ۷۵۹، ع ۸۶۳

[1] ذیلی روایات کا دوہری لکیر لگا کر نمبر اس طرح ع۔ دیا گیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوالحویرث
کتاب الصلوٰۃ ع۱۳۶۵

ابوخزاعہ
کتاب الایمان ع۹۱

ابوالدرداء
کتاب الایمان ع۱۰۶، ع۱۱۲، ع۱۱۶
کتاب العلم ع۲۱۶، ع۲۲۹، ع۲۴۲، ع۲۵۲
کتاب الطہارت۔ ع۲۸۰
کتاب الصلوٰۃ ع۵۳۷، ع۹۴۹، ع۱۰۰۲، ع۱۰۱۴
(عن ام الدرداء) ع۱۲۳۸، ع۱۲۸۶

ابوذر
کتاب الایمان ع۲۴، ع۲۹، ع۱۷۶
کتاب الطہارت ع۴۹۱
کتاب الصلوٰۃ ع۵۳۳، ع۵۵۶، ع۶۶۱، ع۷۰۱، ع۹۱۶، ع۹۳۳، ع۹۸۶، ع۱۱۳۷، ع۱۲۲۴، ع۱۲۳۶، ع۱۲۳۸

ابورافع (مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)
کتاب الایمان ع۱۵۵
کتاب الطہارۃ ع۳۰۲، ع۳۰۳، ع۴۳۷، ع۳۹۹
کتاب الصلوٰۃ ع۱۲۵۲

ابوزہیر النمیری
کتاب الصلوٰۃ ع۷۹۳

ابوسعید خدری
کتاب الایمان ع۱۸، ع۱۲۷، ع۱۶۹
کتاب العلم ع۲۰۴، ع۲۱۱

کتاب الطہارۃ ع۲۹۲، ع۳۳۰، ع۳۷۴، ع۴۰۱، ع۴۲۴، ع۴۴۴، ع۴۹۳، ع۴۹۷
کتاب الصلوٰۃ ع۵۴۷، ع۵۷۳، ع۶۰۹، ع۶۲۵، ع۶۶۲، ع۶۷۳، ع۶۸۵، ع۷۱۴، ع۷۱۶، ع۷۲۵، ع۷۳۳، ع۷۶۴، ع۷۷۶، ع۸۲۱، ع۹۲۵، ع۹۷۷، ع۱۰۲۴، ع۱۰۵۲، ع۱۰۸۰، ع۱۱۴۹، ع۱۱۶۰، ع۱۱۶۹، ع۱۲۰۶، ع۱۲۴۴، ع۱۳۰۵، ع۱۳۴۲، ع۱۳۶۸، ع۱۳۸۲۔

ابوالسمح (خادم النبی صلی اللہ علیہ وسلم)
کتاب الطہارت ع۳۶۴

ابوطلحہ انصاری
کتاب الصلوٰۃ ع۸۷۱

ابوعبداللہ (ابونضرہ عن ابی عبداللہ)
کتاب الایمان ع۱۱۳

ابوعبید (مولیٰ رسول اللہ صلعم)
کتاب الطہارت ع۳۰۳

ابوقتادہ انصاری
کتاب الطہارۃ ع۳۱۴، ع۴۴۷ (عن کبشہ بنت کعب (زوجتہ)
کتاب الصلوٰۃ ع۵۶۰، ع۶۳۸، ع۶۵۶، ع۷۷۵، ع۸۳۰، ع۹۲۴، ع۹۸۲ (عن ابی خبیل) ع۱۰۶۴، ع۱۱۲۶، ع۱۳۹۱

ابولبابہ بن عبدالمنذر (الانصاری المدنی)
کتاب الصلوٰۃ ع۱۲۸۴

ابومالک اشعری

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب الطہارۃ ع۲۶۳
کتاب الصلوٰۃ ع۱۰۴۹، ع۱۱۶۴

ابو محذورہ (المکی المؤذن اوس بن معیر)

کتاب الصلوٰۃ ع۵۹۵، ع۵۹۷، ع۵۹۸

ابو مسعود انصاری (عقبہ بن عمرو)

کتاب العلم ع۲۰
کتاب الصلوٰۃ ع۵۴۱ (عن ابن شہاب) ع۸۲۳
ع۱۰۳۲، ع۱۰۵۱

ابو الملیح (بن اسامہ بن عمیر) خادم النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کتاب الطہارۃ ع۴۶۸، ع۴۶۹

ابو موسیٰ اشعری

کتاب الایمان ع۱۰، ع۲۱، ع۸۵، ع۹۳
ع۹۶، ع۱۴۱، ع۱۴۳
کتاب الطہارت ع۳۱۹، ع۳۴۴ (عن عبد الرحمٰن بن حسنہ)
کتاب الصلوٰۃ ع۵۸۰، ع۷۵۱، ع۷۷۴، ع۱۰۰۰
ع۱۰۱۶، ع۱۲۷۹، ع۱۳۹۹، ع۱۳۵۹ (عن سعید بن العاص)

ابو ہریرہ

کتاب الایمان ع۲، ع۴، ع۹، ع۱۳، ع۱۹
ع۱۹، ع۲۰، ع۳۰، ع۳۵، ع۴۰، ع۴۷، ع۴۸
ع۴۹، ع۵۴، ع۵۷، ع۵۸، ع۵۹، ع۶۰
ع۶۳، ع۶۴، ع۶۹، ع۷۵، ع۸۰، ع۸۲
ع۸۴، ع۸۶، ع۸۷، ع۹۲، ع۱۱۱، ع۱۲۳
ع۱۳۲، ع۱۳۶، ع۱۴۲، ع۱۴۷، ع۱۴۸، ع۱۴۹،
ع۱۵۱، ع۱۵۲، ع۱۵۳، ع۱۶۷، ع۱۷۰، ع۱۷۳
کتاب العلم ع۱۹۱، ع۱۹۳، ع۱۹۴، ع۱۹۵، ع۲۰۵
ع۲۰۸، ع۲۱۲، ع۲۱۴، ع۲۲۱، ع۲۲۶، ع۲۲۸
ع۲۳۰، ع۲۳۱، ع۲۳۸، ع۲۵۵، ع۲۵۹، ع۲۶۳
کتاب الطہارۃ ع۲۶۴، ع۲۶۶، ع۲۷۱، ع۲۷۲
ع۲۸۱، ع۲۸۴، ع۲۸۶، ع۲۹۰، ع۲۹۸، ع۳۱۳
ع۳۱۵، ع۳۲۱، ع۳۲۶، ع۳۳۴، ع۳۴۰
ع۳۴۸، ع۳۶۳، ع۳۶۴، ع۳۷۱، ع۳۷۳، ع۳۹۸
ع۴۰۰، ع۴۱۱، ع۴۱۹، ع۴۴۰، ع۴۴۵، ع۴۵۴
ع۴۵۵، ع۴۶۵، ع۴۹۸، ع۵۰۰، ع۵۰۱
کتاب الصلوٰۃ ع۵۲۲، ع۵۲۳، ع۵۴۷، ع۵۵۷
ع۵۴۴، ع۵۸۱، ع۵۸۳، ع۵۸۴، ع۵۸۹،
ع۶۰۸، ع۶۱۶، ع۶۲۰، ع۶۲۹، ع۶۳۷،
ع۶۳۹، ع۶۴۴، ع۶۴۶، ع۶۴۸، ع۶۵۰
ع۶۵۳، ع۶۵۴، ع۶۵۸، ع۶۶۲، ع۶۶۶،
ع۶۷۸، ع۶۷۹، ع۶۸۵، ع۶۸۷، ع۶۹۰
ع۷۰۳، ع۷۰۴، ع۷۰۹، ع۷۱۲، ع۷۱۵
ع۷۲۶، ع۷۲۹، ع۷۳۵، ع۷۳۸، ع۷۴۸
ع۷۶۰، ع۷۶۱، ع۷۶۷، ع۷۷۱، ع۷۷۳
ع۷۷۴، ع۷۸۵، ع۷۸۷، ع۷۹۷، ع۸۰۰
ع۸۰۲، ع۸۰۵، ع۸۱۹، ع۸۳۷، ع۸۳۹
ع۸۴۰، ع۸۴۴، ع۸۵۶، ع۸۶۴، ع۸۶۸
ع۸۶۹، ع۸۷۰، ع۸۷۶، ع۸۸۳، ع۹۰۴
ع۹۰۸، ع۹۲۱، ع۹۲۳، ع۹۲۵، ع۹۲۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ع۹۳۱، ع۹۴۲، ع۹۴۷، ع۹۵۱، ع۹۶۱
ع۹۸۱، ع۹۸۸، ع۹۸۹، ع۹۹۳، ع۹۹۶
ع۹۹۹، ع۱۰۰۸، ع۱۰۰۹، ع۱۰۲۶، ع۱۰۳۷
ع۱۰۵۶، ع۱۰۶۵، ع۱۰۶۷، ع۱۰۷۲، ع۱۰۷۵
ع۱۰۷۷، ع۱۰۷۹، ع۱۰۸۲، ع۱۰۸۳، ع۱۱۰۰
ع۱۱۰۷، ع۱۱۲۶، ع۱۱۳۴، ع۱۱۳۸، ع۱۱۵۱
ع۱۱۵۵، ع۱۱۶۲، ع۱۱۶۷، ع۱۱۶۸، ع۱۱۷۷
ع۱۱۹۳، ع۱۲۱۵، ع۱۲۲۲، ع۱۲۴۲، ع۱۲۴۶
ع۱۲۵۳، ع۱۲۷۶، ع۱۲۷۷، ع۱۲۷۸، ع۱۲۸۰
ع۱۲۸۲، ع۱۲۸۵، ع۱۲۹۰، ع۱۲۹۷، ع۱۳۰۰
ع۱۳۰۱، ع۱۳۰۲، ع۱۳۰۳، ع۱۳۲۸، ع۱۳۳۵
ع۱۳۴۱، ع۱۳۶۳، ع۱۳۶۴، ع۱۳۸۴، ع۱۳۸۷
ع۱۳۹۳، ع۱۴۲۴، ع۱۴۲۹، ع۱۴۳۰ ـ

ابو واقد لیثی (حارث بن عوف)

کتاب الصلوٰۃ ع۸۸۷ (عن عبید اللہ ان عمر بن الخطاب سأل ابا واقد)

اُبیّ بن کعب

کتاب الایمان ع۱۱۵، ع۱۰۸ (عن ابن دیلمی)
کتاب الطہارۃ ع۳۸۹، ع۴۱۶
کتاب الصلوٰۃ ع۷۱۹، ع۸۷۲، ع۱۰۰۱، ع۱۲۰۰، ع۱۲۰۲
ع۱۴۰۶، ع۱۴۳۲

ازرق بن قیس

کتاب الصلوٰۃ ع۹۱۳

اسامہ بن زید

کتاب الصلوٰۃ ع۶۴۲

کتاب الطہارۃ ع۴۶۸ (عن ابی الملیح)

اسامہ بن عمیر ہذلی (ابو ابی الملیح)

کتاب الایمان ع۱۳۰
کتاب الطہارۃ ع۴۵۷
کتاب الصلوٰۃ ع۱۴۰۳

اسماء بنت عمیس

کتاب الطہارۃ ع۵۲۱

الاعرج (عبد الرحمٰن بن مسلم بن ہرمز)

کتاب الصلوٰۃ ع۱۲۲۹

الاعمش (سلیمان بن مہران)

کتاب العلم ع۲۴۹

امرأۃ من بنی عبد الاشہل

کتاب الطہارۃ ع۴۷۴

اُمیمہ بنت رُقیقہ

کتاب الطہارۃ ع۳۳۶

ام حبیبہ (رملہ بنت ابی سفیان زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

کتاب الصلوٰۃ ع۱۰۹۳، ع۱۱۰۱

ام سلمہ (ہند بنت ابی امیہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

کتاب العلم ع۱۱۷
کتاب الطہارۃ ع۳۰۱، ع۴۰۶، ع۴۳۵، ع۴۶۶
ع۵۱۸،
کتاب الصلوٰۃ ع۵۷۴، ع۶۲۲، ع۷۱۱، ع۸۹۱
ع۹۴۰، ع۱۴۴۳ (عن کریب) ع۱۱۴۴ (عن یعلیٰ بن مملک)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ح۱۱۵۴، ح۱۲۱۱، ح۱۳۷۵

ام سلیم بنت ملحان

کتاب الطہارۃ ح۴۰۲، ح۴۰۲

ام عطیہ (نسیبہ بنت الحارث) انصاریہ

کتاب الصلوٰۃ ح۱۳۴۷

ام فروہ انصاریہ

کتاب الصلوٰۃ ح۵۶۲

ام الفضل لبابہ بنت الحارث ہلالیہ

کتاب الصلوٰۃ ح۹۷۷

ام قیس (بنت محصن اسدیہ)

کتاب الطہارۃ ح۴۶۰

ام ہانی (بنت ابی طالب)

کتاب الطہارۃ ح۴۵۰

کتاب الصلوٰۃ ح۱۲۳۴

ام ہشام بنت حارثہ بن النعمان انصاریہ

کتاب الصلوٰۃ ح۱۳۲۵

انس

کتاب الایمان ح۶، ح۷، ح۱۲، ح۲۳، ح۳۱، ح۴۶، ح۵۳، ح۶۳، ح۷۰، ح۹۵، ح۱۱۹، ح۱۳۸، ح۱۶۵، ح۱۶۶، ح۱۷۲

کتاب العلم ح۲۰۷، ح۲۰۹، ح۲۱۴، ح۱۹۸، ح۲۴۳، ح۲۴۴

کتاب الطہارت ح۲۹۵، ح۳۰۴، ح۳۱۱، ح۳۱۶، ح۳۱۷، ح۳۲۰، ح۳۴۲، ح۳۴۶

ح۳۵۹، ح۳۷۸، ح۳۹۰، ح۴۰۷، ح۴۲۳، ح۴۵۶، ح۵۰۴

کتاب الصلوٰۃ ح۵۲۵، ح۵۴۶، ح۵۴۸، ح۵۴۹، ح۵۵۹، ح۵۷۵، ح۶۱۳، ح۶۲۴، ح۶۶۰، ح۶۷۰، ح۶۹۴، ح۷۰۰، ح۷۰۶، ح۷۴۳، ح۷۷۲، ح۸۱۳، ح۸۱۵، ح۸۳۳، ح۸۶۵، ح۸۸۸، ح۸۹۶، ح۹۱۱، ح۹۱۲، ح۹۳۴، ح۹۳۵، ح۱۰۲۰، ح۱۰۴۲، ح۱۰۴۳، ح۱۰۵۵، ح۱۰۶۳، ح۱۰۷۱، ح۱۰۷۳، ح۱۰۷۸، ح۱۱۱۴، ح۱۱۴۰، ح۱۱۷۲، ح۱۱۷۵، ح۱۲۱۸، ح۱۲۲۰، ح۱۲۴۰، ح۱۲۵۵، ح۱۲۵۸، ح۱۲۶۷، ح۱۲۸۱، ح۱۲۸۹، ح۱۳۱۹، ح۱۳۴۹، ح۱۳۵۵، ح۱۳۶۹، ح۱۴۱۲، ح۱۴۱۳، ح۱۰۲۱، ح۱۰۲۷، ح۱۰۲۸، ح۱۰۳۲، ح۱۰۳۴، ح۱۴۱۵، ح۱۴۲۳

اوس بن اوس

کتاب الصلوٰۃ ح۱۲۸۲، ح۱۳۰۶

حرف الباء

براء بن عازب

کتاب الایمان ح۱۱۸، ح۱۲۴

کتاب الطہارۃ ح۴۷۷

کتاب الصلوٰۃ ح۷۸۱، ح۸۱۴، ح۸۹۰، ح۱۰۲۹، ح۱۰۷۰، ح۱۲۴۴، ح۱۳۱۶، ح۱۳۵۱، ح۱۳۵۴، ح۱۳۶۰، ح۱۳۸۱

بریدہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كتاب الطهارة ح ۲۸۸

بسرة

كتاب الطهارة ح ۲۹۸

بلال

كتاب الصلوٰة ح ۵۹۹، ح ۹۲۹ (عن ابن عمر)

بلال بن حارث

كتاب الايمان ح ۱۶۱

البياضي

كتاب الطهارة ح ۸۰۱

حرف التاء

تميم داری

كتاب الطهارت ح ۳۰۹ (عن عمر بن عبدالعزيز)

حرف الثاء

ثوبان

كتاب الطهارة ح ۲۷۳
كتاب الصلوٰة ح ۸۴۲ (عن معدان بن طلحہ)
ح ۹۰۲، ح ۱۰۰۵، ح ۱۲۱۳

حرف الجيم

جابر

كتاب الايمان ح ۳۴، ح ۶۵، ح ۶۶
ح ۱۲۸، ح ۱۳۱، ح ۱۳۴، ح ۱۳۷، ح ۱۶۸
ح ۱۸۴، ح ۱۸۵

كتاب العلم ح ۲۱۸
كتاب الطهارت ح ۲۷۵، ح ۳۱۸، ح ۳۴۲
ح ۴۴۱، ح ۴۴۹، ح ۴۹۲، ح ۳۹۲ (عن ثابت
بن ابو نعقیہ عن محمد الباقر)
كتاب الصلوٰة ح ۵۲۷، ح ۵۴۵ (عن محمد وابن عمرو
بن حسن بن علی) ح ۶۰۰، ح ۶۱۲، ح ۶۲۴، ح ۶۵۲
ح ۶۵۹، ح ۶۸۳، ح ۷۴۹، ح ۷۶۸، ح ۷۸۰
ح ۸۰۶، ح ۸۵۹، ح ۸۹۷، ح ۹۴۸، ح ۱۰۰۶
ح ۱۰۴۱، ح ۱۰۸۴، ح ۱۰۸۵، ح ۱۱۵۶، ح ۱۱۹۱
ح ۱۲۲۳، ح ۱۲۴۷، ح ۱۲۶۸، ح ۱۲۹۸، ح ۱۳۰۴
ح ۱۳۲۳، ح ۱۳۲۷، ح ۱۳۳۴، ح ۱۳۳۸، ح ۱۳۳۹
ح ۱۳۴۰، ح ۱۳۵۰، ح ۱۳۶۲، ح ۱۳۷۱، ح ۱۳۷۴
ح ۱۳۷۷، ح ۱۴۰۰

جابر بن سمره

كتاب الطهارة ح ۲۸۵
كتاب الصلوٰة ح ۵۷۲، ح ۷۷۷، ح ۷۸۲، ح ۷۹۶
ح ۱۰۲۵، ح ۱۳۲۱، ح ۱۳۳۱، ح ۱۳۴۳

جبیر بن مطعم

كتاب الصلوٰة ح ۷۶۵، ح ۷۷۸، ح ۹۸۰

جریر بن عبداللہ

كتاب العلم ح ۲۰۰

جعفر بن محمد

كتاب الصلوٰة ح ۱۳۵۸

جندب بن سمره

كتاب الصلوٰة ح ۶۶۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب العلم ع ۲۲۰
کتاب الصلوٰۃ ع ۵۸۲، ع ۱۳۵۲، ع ۱۳۸۸

حرف الحاء

حذیفہ ابن الیمان

کتاب الایمان ع ۵۶
کتاب العلم ع ۲۵۸
کتاب الطہارۃ ع ۳۳۷، ع ۳۵۰، ع ۴۸۷
کتاب الصلوٰۃ ع ۸۲۶، ع ۸۲۹ (عن شقیق) ع ۸۴۶
ع ۱۱۱۷، ع ۱۱۳۲، ع ۱۲۴۹

حسان بن عطیہ

کتاب الایمان ع ۱۷۹

الحسن

کتاب العلم ع ۲۳۴، ع ۲۵۴
کتاب الصلوٰۃ ع ۶۹۱، ع ۱۲۲۰

حسن بن علی

کتاب الصلوٰۃ ع ۱۲۰۱

حسن بصری

کتاب العلم ع ۲۳۳

حفص بن عاصم

کتاب الصلوٰۃ ع ۱۲۶۰

الحکم بن سفیان

کتاب الطہارۃ ع ۳۳۵

الحکم بن عمر

کتاب الطہارۃ ع ۳۸۴

حکیم (ابو الاحوص)

کتاب العلم ع ۲۵۱ (عن الاحوص عن ابیہ)

حکیم بن حزام

کتاب الصلوٰۃ ع ۶۸۳

حمنہ بنت جحش

کتاب الطہارت ع ۵۲۰

حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف

کتاب الصلوٰۃ ع ۱۴۱

حرف الخا

خارجہ بن حذافہ

کتاب الصلوٰۃ ع ۱۱۶۸

حرف الدال

دینار

کتاب الطہارۃ ع ۵۱۹ (عن عدی بن ثابت
عن ابیہ عن جدہ دینار)

حرف الراء

رافع بن خدیج

کتاب الایمان ع ۱۴۰
کتاب الصلوٰۃ ع ۵۵۲، ع ۵۶۹، ع ۵۷۰

ربیع بنت معوذ

کتاب الطہارۃ ع ۳۸۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ربیعہ بن کعب

کتاب الصلوٰۃ ع۸۴۱ ، ع۱۱۵۰

ربیعہ الجرشی

کتاب الایمان ع۱۵۴

رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کتاب الطہارۃ ع۲۷۶ (عن شبیب ابن ابی روح)

ع۴۳۹ (عن حمید الحمیری) ع۵۱۴ (عن زید بن اسلم)

کتاب الصلوٰۃ ع۱۲۵۳

رجل من جہینہ

کتاب الصلوٰۃ ع۸۰۷ (عن معاذ بن عبداللہ الجہنی)

رجل من بنی سلیم

کتاب الطہارۃ ع۲۷۷

رفاعہ بن رافع

کتاب الصلوٰۃ ع۵۳م ، ع۸۲۳ ، ع۹۳۰

رویفع بن ثابت انصاری

کتاب الطہارۃ ع۳۲۵

کتاب الصلوٰۃ ع۸۷۹

حرف الزاء

زیاد بن حارث الصدائی

کتاب الصلوٰۃ ع۶۰۱

زیاد بن لبید

کتاب العلم ع۲۶۱

زید بن ارقم

کتاب الطہارت ع۳۳۱

کتاب الصلوٰۃ ع۱۲۳۷ ، ع۱۳۹۱

زید بن اسلم

کتاب الطہارۃ ع۵۱۴

کتاب الصلوٰۃ ع۶۴۰ ، ع۱۱۹۹

زید بن ثابت

کتاب الایمان ع۱۲۲

کتاب العلم ع۲۱۵

کتاب الصلوٰۃ ع۵۹۰ ، ع۵۹۱ ، ع۹۱۴ ،

ع۹۶۳ ، ع۱۲۲۱ ، ع۱۲۲۶

زید بن حارثہ

کتاب الطہارۃ ع۳۳۹

زید بن خالد جہنی

کتاب الطہارۃ ع۳۶۲ (عن ابوسلمہ)

کتاب الصلوٰۃ ع۵۳۴ ، ع۱۱۲۹

زینب امراۃ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہا

کتاب الصلوٰۃ ع۹۹۵

حرف السین

سائب بن خلاد

کتاب الصلوٰۃ ع۶۹۵

سائب بن یزید

کتاب الطہارۃ ع۴۴۲

کتاب الصلوٰۃ ع۶۹۲ ، ع۱۱۱۸ (عن عمرو بن عطاء)

ع۱۲۲۸ ، ع۱۳۲۰

سالم بن ابی الجعد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب الصلوٰۃ ع ۱۱۸۴

سالم بن عبداللہ بن عمر

کتاب الصلوٰۃ ع ۱۰۱۷

سبرۃ بن معبد

کتاب الصلوٰۃ ع ۵۳۰

سخبرۃ الازدی

کتاب العلم ع ۲۱۰

سعد بن عبادۃ

کتاب الصلوٰۃ ع ۱۲۸۴

سعد (بن مالک) بن ابی وقاص

کتاب الایمان ع ۱۴۶

کتاب الصلوٰۃ ع ۲۱۴، ع ۸۸۶ (عن ابنہ عمر) ع ۹۰۵

ع ۱۳۱۰

سعید بن زید

کتاب الطہارۃ ع ۳۷۳

سفیان بن عبداللہ الثقفی

کتاب الایمان ع ۱۴

سلامہ بنت الحر

کتاب الصلوٰۃ ع ۱۰۵۸

سلمان فارسی

کتاب الطہارۃ ع ۳۱۰، ع ۳۴۳

کتاب الصلوٰۃ ع ۵۹۳

سلمۃ بن الاکوع

کتاب الصلوٰۃ ع ۷۰۸

سلمۃ بن المحبق

کتاب الطہارۃ

سمرہ بن جندب

کتاب العلم ع ۱۸۹

کتاب الطہارۃ ع ۴۹۹

کتاب الصلوٰۃ ع ۵۸۸، ع ۶۳۴، ع ۶۶۷، ع ۸۸۷

ع ۹۹۹، ع ۱۰۴۵، ع ۱۲۹۲، ع ۱۳۱۱، ع ۱۴۰۴

سہل بن ابی حثمۃ

کتاب الصلوٰۃ ع ۷۳۰، ع ۱۳۳۷

سہل بن سعد

کتاب الایمان ع ۷۷

کتاب الصلوٰۃ ع ۶۲۵، ع ۶۷۲، ع ۷۴۷، ع ۹۳۷

ع ۱۰۴۷، ع ۱۳۱۸

سودۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کتاب الطہارۃ ع ۲۶۳

سوید بن نعمان

کتاب الطہارۃ ع ۲۸۹

حرف الشین

شداد بن اوس

کتاب الصلوٰۃ ع ۷۱۳، ع ۸۹۷

شقیق

کتاب العلم ع ۱۹۷

حرف الصاد

صفوان بن سلیم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب الصلوٰۃ ع۱۲۹۱

صفوان بن عسّال

کتاب الایمان ع۵۲

کتاب الطہارۃ ع۲۸۱

حرف الطاء

طارق بن اشیم (والد ابی مالک اشجعی)

کتاب الصلوٰۃ ع۱۲۱۹ (عن ابنہ ابو مالک)

طارق بن شہاب

کتاب الصلوٰۃ ع۱۲۹۵

طلحہ بن عبید اللہ

کتاب الایمان ع۱۵

کتاب الصلوٰۃ ع۷۲۳

طلق بن علی

کتاب الطہارت ع۲۹۳، ع۲۹۸

کتاب الصلوٰۃ ع۶۶۷، ع۸۴۹

حرف العین

عائشہ زوجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کتاب الایمان ع۸۰، ع۱۰۲، ع۱۰۴، ع۱۰۷، ع۱۲۱
ع۱۳۳، ع۱۳۹، ع۱۴۴

کتاب العلم ع۲۳۹

کتاب الطہارۃ ع۲۹۹، ع۳۲۲، ع۳۲۳، ع۳۳۳
ع۳۳۸، ع۳۴۷، ع۳۵۱، ع۳۵۳، ع۳۵۵، ع۳۵۶
ع۳۶۰، ع۳۶۱، ع۳۷۱، ع۳۷۹، ع۴۰۳
ع۴۰۵، ع۴۰۹، ع۴۱۰، ع۴۱۳، ع۴۱۴
ع۴۲۱، ع۴۲۴، ع۴۲۶، ع۴۲۹، ع۴۷۱
ع۵۰۱، ع۵۰۵، ع۵۰۶، ع۵۰۷، ع۵۰۸
ع۵۱۵، ع۵۱۶، ع۳۴۹ (عن شریح بن ہانی)
ع۴۰۸ (عن معاذۃ) ع۴۴۸ (عن داؤد بن صالح عن
امہ) ع۴۵۸ (عن سلیمان بن یسار) ع۴۵۹ (عن
اسود وہمام)

کتاب الصلوٰۃ ع۵۵۳، ع۵۵۴، ع۵۶۴
ع۵۹۰، ع۶۳۰، ع۶۶۳، ع۶۶۸، ع۷۰۵
ع۷۱۰، ع۷۲۷، ع۷۳۲، ع۷۳۹، ع۷۶۴
ع۷۹۴، ع۸۱۶، ع۸۱۷، ع۸۳۸، ع۸۸۳
ع۸۹۸، ع۹۰۱، ع۹۲۲، ع۹۴۳، ع۹۴۵
ع۹۷۱، ع۹۹۳، ع۱۰۳۰، ع۱۰۳۸، ع۱۰۴۸
ع۱۰۷۴، ع۱۰۹۷، ع۱۰۹۸، ع۱۱۸۰، ع۱۱۹۰
ع۱۱۱۳، ع۱۱۲۰، ع۱۱۲۱، ع۱۱۲۲، ع۱۱۲۳
ع۱۱۲۵، ع۱۱۳۰، ع۱۱۲۷، ع۱۱۴۶، ع۱۱۵۸
ع۱۱۷۳، ع۱۱۷۴، ع۱۱۷۶، ع۱۱۸۷، ع۱۱۹۲
ع۱۲۱۰، ع۱۲۲۵، ع۱۲۳۱، ع۱۲۴۳، ع۱۲۶۳
ع۱۲۷۰، ع۱۳۴۸، ع۱۳۷۰، ع۱۳۸۶، ع۱۳۹۵
ع۱۳۹۸، ع۱۴۱۴، ع۱۴۲۲، ع۱۴۲۶، ع۱۴۲۷
ع۱۴۳۴

عامر بن عبد اللہ بن زبیر

کتاب الصلوٰۃ ع۱۴۳۶

عبادۃ ابن الصامت

کتاب الایمان ع۱۷، ع۲۵، ع۳۲، ع۸۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب الصلوٰۃ ع ۵۲۸، ع ۵۷۶، ع ۶۷۷، ع ۶۹۹
ع ۱۱۴۵

عباس

کتاب الایمان ع ۸
کتاب الصلوٰۃ ع ۵۶۵

عبدالرحمٰن بن ابزی

کتاب الصلوٰۃ ع ۱۲۰۰، ع ۱۲۰۲

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ

کتاب الصلوٰۃ ع ۸۶۲

عبدالرحمٰن بن حسنہ

کتاب الطہارت ع ۳۴۴

عبدالرحمٰن بن سعد

کتاب الصلوٰۃ ع ۶۰۶

عبدالرحمٰن بن سمرہ

کتاب الصلوٰۃ ع ۱۴۰۲

عبدالرحمٰن بن شبل

کتاب الصلوٰۃ ع ۸۴۷

عبدالرحمٰن بن عائش

کتاب الصلوٰۃ ع ۶۷۵

عبدالرحمٰن بن عودہ

کتاب الصلوٰۃ ع ۸۸۰، ع ۹۵۹

عبدالرحمٰن بن غنم

کتاب الصلوٰۃ ع ۹۱۶

عبداللہ بن ابی اوفیٰ

کتاب الصلوٰۃ ع ۸۰۳، ع ۸۲۰، ع ۱۲۵۱

عبداللہ بن ارقم

کتاب الصلوٰۃ ع ۱۰۰۴

عبداللہ بن ام مکتوم

کتاب الصلوٰۃ ع ۱۰۱۳

عبداللہ بن حنظلہ (غسیل الملائکہ)

کتاب الطہارۃ ع ۳۹۶ (عن محمد بن یحییٰ)

عبداللہ بن زبیر

کتاب الصلوٰۃ ع ۸۵۱، ع ۸۵۵، ع ۹۰۴

عبداللہ بن زید

کتاب الطہارت ع ۳۶۵، ع ۳۶۷، ع ۳۸۲
ع ۳۸۵، ع ۳۹۳
کتاب الصلوٰۃ ع ۱۴۱۱، ع ۱۴۱۶

عبداللہ بن سائب

کتاب الصلوٰۃ ع ۸۸۴، ع ۱۱۰۳

عبداللہ بن سرجس

کتاب الطہارۃ ع ۳۲۸، ع ۴۳۹

عبداللہ بن سلام

کتاب الصلوٰۃ ع ۱۳۰۷

عبداللہ بن الشخیر

کتاب الصلوٰۃ ع ۹۳۸ (عن ابنہ مطرف)

عبداللہ بن شقیق

کتاب الصلوٰۃ ع ۵۳۶

عبداللہ بن الصنابحی

کتاب الطہارۃ ع ۲۷۸
کتاب الصلوٰۃ ع ۹۸۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ

کتاب الصلوٰۃ ع۸۱۰

عبداللہ بن عباس

کتاب الایمان ع۱۶، ع۱۹، ع۴۸، ع۶۷، ع۹۸
ع۱۱۴، ع۱۳۵، ع۱۷۷، ع۱۸۱
کتاب العلم ع۲۰۶، ع۲۱۷، ع۲۱۹، ع۲۳۶
ع۲۴۰، ع۲۴۶
کتاب الطهارة ع۲۸۴، ع۲۸۷، ع۲۹۶، ع۳۰۰
ع۳۱۲، ع۳۶۶، ع۳۷۶، ع۳۸۳، ع۴۰۱، ع۴۰۴
ع۴۲۵، ع۴۶۱، ع۴۶۲، ع۵۱۲، ع۵۱۳، ع۵۲۱
ع۴۳۶، (عن شعبة) ع۵۰۳ (عن عکرمہ)
کتاب الصلوٰۃ ع۵۴۰، ع۵۹۲، ع۶۱۷، ع۶۴۲
ع۶۶۹، ع۶۷۵، ع۶۸۸، ع۷۲۸، ع۷۳۷
ع۷۹۰، ع۸۰۴، ع۸۱۸، ع۸۳۲، ع۸۴۵
ع۸۵۳، ع۸۸۶، ع۹۰۰، ع۹۳۶، ع۹۶۰
ع۹۶۴، ع۹۶۷، ع۹۷۰، ع۹۷۲، ع۹۷۴
ع۱۰۰۰، ع۱۰۱۲، ع۱۰۳۳، ع۱۰۴۰، ع۱۰۵۳
ع۱۰۶۲، ع۱۱۱۰، ع۱۱۱۷، ع۱۱۲۷، ع۱۱۲۸
ع۱۲۱۷، ع۱۲۵۲، ع۱۲۵۹، ع۱۲۶۱، ع۱۲۷۱
ع۱۱۳۵، ع۱۱۴۳، ع۱۱۷۰، ع۱۲۰۰، ع۱۲۰۴
ع۱۲۷۲، ع۱۲۸۸، ع۱۲۹۷، ع۱۳۱۴، ع۱۳۱۵
ع۱۳۴۵، ع۱۳۴۱، ع۱۳۷۶، ع۱۳۸۵، ع۱۳۹۷
ع۱۴۰۱، ع۱۴۱۹، ع۱۴۲۵، ع۱۴۳۱، ع۱۴۳۳

عبداللہ بن عتبہ بن مسعود

کتاب الصلوٰۃ ع۸۱۲

عبداللہ بن حکیم

کتاب الطهارت۔ ع۳۷۰

عبداللہ بن عمر بن خطاب

کتاب الایمان ع۳، ع۱۱، ع۵۱، ع۷۴
ع۸۳، ع۹۷، ع۹۹، ع۱۲۰، ع۱۲۹
ع۱۶۳، ع۱۶۴، ع۱۶۵
کتاب العلم ع۲۱۳، ع۲۴۸، ع۲۵۳ (عن زیاد بن حدیر)
کتاب الطهارة ع۲۷۴، ع۲۸۲، ع۳۰۵، ع۳۰۷
ع۳۰۹، ع۳۵۷، ع۳۹۸، ع۴۲۰، ع۴۲۸،
ع۴۳۳ (عن نافع) ع۴۴۳، ع۴۷۶، ع۳۴۵
(عن مروان الاصغر) ع۳۹۶ (عن محمد بن یحییٰ عن عبید اللہ بن عبداللہ بن عمر)
کتاب الصلوٰۃ ع۵۵۰، ع۵۶۲، ع۵۷۱، ع۵۸۶
ع۵۹۲، ع۵۹۶، ع۶۰۲، ع۶۱۹، ع۶۳۱
ع۶۳۲، ع۶۳۳، ع۶۴۱، ع۶۴۳، ع۶۴۷
ع۶۶۵، ع۶۸۶، ع۶۸۹، ع۷۲۰، ع۷۴۱
ع۹۲۵، ع۹۴۱، ع۹۶۲، ع۹۶۷، ع۹۶۸
ع۹۶۹، ع۹۷۵، ع۹۸۷، ع۹۹۰، ع۹۹۱، ع۹۹۴
ع۷۶۱، ع۸۰۱، ع۸۵۰، ع۸۵۷، ع۸۷۸
ع۹۹۷، ع۱۰۳۶، ع۱۰۵۷، ع۱۰۶۷، ع۱۰۶۹
ع۱۰۹۰، ع۱۰۹۴، ع۱۰۹۵، ع۱۱۰۴، ع۱۱۷۱
ع۱۱۸۵، ع۱۱۸۷، ع۱۱۸۹، ع۱۱۹۰، ع۱۲۶۲
ع۱۲۶۵، ع۱۲۶۹، ع۱۲۹۰، ع۱۳۱۱، ع۱۳۲۹
ع۱۳۴۲، ع۱۳۴۴، ع۱۳۷۳، ع۱۳۹۰، ع۱۴۲۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ع ۱۴۳۵

عبداللہ بن عمرو بن عاص

کتاب الایمان ع ۵، ع ۴۶، ع ۵۰، ع ۸۳، ع ۸۳، ع ۹۰، ع ۱۴۵، ع ۱۶۰ (عن عمرو بن شعیب) ع ۹۲
کتاب العلم ع ۱۸۸، ع ۱۹۶، ع ۲۲۴، ع ۲۲۵، ع ۲۲۲
کتاب الطہارت ع ۳۶۹، ع ۳۹۷، ع ۳۸۷ (عن عمرو بن شعیب)
کتاب الصلوٰۃ ع ۵۳۵، ع ۵۳۸، ع ۶۱۰، ع ۶۲۶، ع ۶۹۷، ع ۹۴۲، ع ۱۱۳۳، ع ۱۱۵۷، ع ۱۱۶۵، ع ۱۲۸۷، ع ۱۲۹۳، ع ۱۳۱۳، ع ۱۳۹۴
(عن عمرو بن شعیب) ع ۶۸۱، ع ۷۱۷

عبداللہ بن مالک بن بحینہ

کتاب الصلوٰۃ ع ۸۳۶، ع ۹۵۵

عبداللہ بن مسعود

کتاب الایمان ع ۴۵، ع ۶۱، ع ۶۸، ع ۷۶، ع ۱۰۵، ع ۱۵۰، ع ۱۵۹، ع ۱۸۲، ع ۱۸۳
کتاب العلم ع ۱۹۲، ع ۲۰۱، ع ۲۱۵، ع ۲۱۶، ع ۲۱۸، ع ۲۴۳، ع ۲۴۷، ع ۲۵۷، ع ۲۶۲، ع ۲۴۵ (عن عون)
کتاب الطہارۃ ع ۳۰۶، ع ۳۴۷، ع ۴۷۵، ع ۳۲۴، ع ۳۴۶ (عن ابی زید) ع ۴۴۶ (عن علقمہ)
کتاب الصلوٰۃ ع ۵۲۴، ع ۵۲۶، ع ۵۳۲، ع ۷۹۷، ع ۸۵۲، ع ۵۵۸، ع ۸۶۱، ع ۸۶۶، ع ۸۶۷، ع ۸۷۴، ع ۸۸۹، ع ۸۹۳، ع ۹۱۹، ع ۹۲۸، ع ۹۵۳، ع ۹۷۳، ع ۹۹۸، ع ۱۰۰۷، ع ۱۰۲۳، ع ۱۰۵۱، ع ۱۱۳۱، ع ۱۱۵۳، ع ۱۱۸۲، ع ۱۲۹۶، ع ۱۳۳۰

عبداللہ بن مغفل

کتاب الطہارۃ ع ۳۲۷، ع ۳۸۸
کتاب الصلوٰۃ ع ۶۱۵، ع ۱۰۹۹

عبداللہ بن سباق

کتاب الصلوٰۃ ع ۱۳۱۵

عثمان بن ابو العاص

کتاب الایمان ع ۷۱
کتاب الصلوٰۃ ع ۶۲۱، ع ۱۰۶۸، ع ۱۱۶۶

عثمان بن عفان

کتاب الایمان ع ۳۳، ع ۳۷، ع ۱۳۵، ع ۱۲۶
کتاب الطہارۃ ع ۲۶۵، ع ۲۶۷، ع ۲۶۸، ع ۳۶۸، ع ۳۷۹، ع ۳۹۴
کتاب الصلوٰۃ ع ۵۷۸ (عن عبیداللہ بن عدی بن خیار) ع ۵۸۵، ع ۶۴۹، ع ۱۰۱۱

عثمان بن مظعون

کتاب الصلوٰۃ ع ۶۷۴

عرباض بن ساریہ

کتاب الایمان ع ۱۵۷، ع ۱۵۸

عطاء بن یسار

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب الطہارۃ ع۴۹۳

کتاب الصلوٰۃ ع۶۹۸، ع۹۴۷، ع۱۳۶۱

عقبہ بن عامر

کتاب الطہارۃ ۔ ع۲۶۹

کتاب الصلوٰۃ ع۶۱۸، ع۷۰۷، ع۷۹۵، ع۸۲۴

ع۹۱۰، ع۹۷۶، ع۹۶۶، ع۱۳۷۲

عقبۃ الجہنی

کتاب الصلوٰۃ ع۱۱۱۵ (عن مرثد بن عبداللہ)

علی بن ابی طالب

کتاب الایمان ع۷۹، ع۹۷، ع۱۱۰

کتاب العلم ع۲۳۵، ع۲۶۰

کتاب الطہارۃ ع۳۸۰ (عن ابی جیرہ) ع۳۸۱

(عن عبد خیر) ع۲۸۳، ع۲۹۱، ع۲۹۳، ع۲۹۹

ع۳۳۲، ع۴۱۲، ع۴۱۷، ع۴۲۷، ع۴۳۰

ع۴۸۶، ع۴۷۸ (عن شریح بن ہانی)

کتاب الصلوٰۃ ۔ ع۵۶۱، ع۵۸۷، ع۵۹۲

ع۷۶۲، ع۸۴۸، ع۸۷۶، ع۹۱۵، ع۱۰۷۶

ع۱۱۰۵، ع۱۱۰۶، ع۱۱۶۴، ع۱۱۹۷، ع۱۲۰۸

ع۱۲۰۳، ع۱۲۳۳، ع۱۲۴۸، ع۱۳۷۹، ع۱۳۸۰

ع۱۳۸۹، ع۱۴۰۱

علی بن الحسین

کتاب الصلوٰۃ ع۷۵۷

علی بن طلق

کتاب الصلوٰۃ ۔ ع۹۴۴ (مکتوب فی النسخ کلہا طلق

بن علی وہو غیر صواب ۔

عمار بن یاسر

کتاب الطہارت ع۳۵۲، ع۴۳۱، ع۴۸۹

ع۴۹۵ ۔

کتاب الصلوٰۃ ۔ ع۸۹۳، ع۱۰۴۶، ع۱۳۲۲

عمارہ بن رویبہ

کتاب الصلوٰۃ ۔ ع۵۷۹، ع۱۳۳۳

عمر بن ابی سلمہ

کتاب الصلوٰۃ ۔ ع۷۰۲، ع۱۰۶۰

عمر بن الخطاب

کتاب الایمان ۔ ع۱، ع۲، ع۱۰۱

کتاب العلم ۔ ع۲۵۰ (عن سفیان) ع۲۵۳

(عن زیاد بن حدیر)

کتاب الطہارت ۔ ع۲۷۰، ع۳۳۴، ع۳۵۳،

ع۴۵۱ (عن یحییٰ بن عبدالرحمٰن ع۲۸۸ (عن بریدہ)

کتاب الصلوٰۃ ع۵۴۲، ع۶۰۵ (عن مالک) ع۶۱۱

ع۸۸۱، ع۹۱۷، ع۱۰۱۵ (عن ابی بکر بن سلیمان)

ع۱۱۱۱، ع۱۱۷۸، ع۲۲۷ (عن عبدالرحمٰن بن القاری)

ع۱۴۲۳ (عن انس)

عمرو بن حریث

کتاب الصلوٰۃ ع۸۳۷، ع۱۳۲۶

عمرو بن حزم

کتاب الطہارت ع۴۳۲ (عن عبداللہ بن ابی بکر

بن محمد بن عمرو بن حزم)

عمرو بن العاص

کتاب الایمان ع۲۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب الصلوٰۃ ۔ ع ۹۶۵

عمرو بن عبسہ

کتاب الایمان ع ۴۲

کتاب الصلوٰۃ ع ۹۴۸، ع ۱۱۶۱

عمرو بن عوف مزنی

کتاب الایمان ۔ ع ۱۶۲، ع ۱۶۲ (عن کثیر بن عبداللہ عن ابیہ عن جدہ)

کتاب الصلوٰۃ ع ۱۳۵۷ (عن کثیر بن عبداللہ عن ابیہ عن جدہ عمرو بن عوف)

عمران بن حصین

کتاب الایمان ع ۸۱

کتاب الطہارہ ع ۴۸۸

کتاب الصلوٰۃ ع ۹۵۶، ع ۹۵۸، ع ۱۱۷۹، ع ۱۱۸۰، ع ۱۲۶۴

عمیر (مولیٰ آبی اللحم)

کتاب الصلوٰۃ ع ۱۴۱۸

عوف بن مالک

کتاب العلم ع ۲۲۵

کتاب الصلوٰۃ ع ۸۲۷

حرف الغین

غضیف بن الحارث الثمالی

کتاب الایمان ع ۱۴۸

حرف الفاء

فاطمہ بنت ابی حبیش

کتاب الطہارۃ ع ۵۱۷ (عن عروہ بن زبیر)

فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

کتاب الصلوٰۃ ع ۶۸۰ (عن فاطمہ بنت الحسین)

الفرافصہ بن عمیر الحنفی

کتاب الصلوٰۃ ع ۸۰۹

فضالہ بن عبید

کتاب الایمان ع ۳۰

کتاب الصلوٰۃ ع ۸۴۳

الفضل ابن عباس

کتاب الصلوٰۃ ع ۴۳۲، ع ۵۴۷

حرف القاف

قاسم بن محمد

کتاب الایمان ع ۴۲

قبیصہ بن وقاص

کتاب الصلوٰۃ ع ۵۷۷

قرہ بن ایاس بن ہلال مزنی

کتاب الصلوٰۃ ع ۶۸۴ (عن ابنہ معاویہ بن قرہ)

قیس بن ابی حازم

کتاب الصلوٰۃ ع ۱۰۶۶

قیس بن الحطیم

کتاب الصلوٰۃ ع ۹۳۷ (عن عدی بن ثابت عن ابیہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن جدہ قیس)

قیس بن عاصم
کتاب الطہارۃ ع ۵۰۲

قیس بن عباد
کتاب الصلوٰۃ ع ۱۰۵۰

قیس بن عمرو
کتاب الصلوٰۃ ع ۹۸۰ (عن محمد بن ابراہیم)

حرف الکاف

کثیر بن قیس
کتاب العلم ع ۲۰۲

کعب الاحبار
کتاب العلم ع ۲۵۰ (عن سفیان قال سال عمر عن کعب)

کتاب الصلوٰۃ ع ۴۳۶

کعب بن عجرہ
کتاب الصلوٰۃ ع ۹۰۷، ع ۹۳۲، ع ۱۱۱۶، ع ۱۳۳۲

کعب بن مالک
کتاب العلم ع ۲۱۳

حرف اللام

لبابہ بنت الحارث
کتاب الطہارت ع ۴۶۴

لقیط بن صبرہ
کتاب الطہارۃ ع ۳۷۵

حرف المیم

مالک بن انس
کتاب الایمان ع ۱۷۷

کتاب الطہارۃ ع ۲۶۴

کتاب الصلوٰۃ ع ۶۹۳، ع ۱۲۷۳

مالک بن حویرث
کتاب الصلوٰۃ ع ۴۳۵، ع ۶۳۶، ع ۶۴۴، ع ۶۴۵، ع ۱۰۵۴، (عن ابی عطیہ)

مجاشع من بنی سلیم
کتاب الصلوٰۃ ع ۱۳۸۳

مجاہد
کتاب الصلوٰۃ ع ۹۶۴

محجن
کتاب الصلوٰۃ ع ۱۰۸۷ (عن ابنہ بسر بن محجن)

محمد بن سیرین
کتاب العلم ع ۲۵۷

محمد بن علی بن حسین (ابو جعفر الباقر)
کتاب الصلوٰۃ ع ۱۴۰۹

محمد بن مسلمہ
کتاب الصلوٰۃ ع ۶۶۹

09377

محمد بن منکدر
کتاب الصلوٰۃ ع ۶۱۸

مخنف بن سلیم
کتاب الصلوٰۃ ع ۱۳۹۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستورد بن شداد

کتاب الطہارت ع ۳۷۷

مسلم بن یسار

کتاب الایمان ع ۸۹

مطر بن عکامس

کتاب الایمان ع ۱۰۳

معاذ بن انس الجہنی

کتاب الایمان ع ۲۸

کتاب الصلوٰۃ ع ۱۲۴۱، ع ۱۳۱۰، ع ۱۳۰۹ (عن ابنہ سہل)

معاذ بن جبل

کتاب الایمان ع ۲۲، ع ۲۷، ع ۳۶، ع ۴۳، ع ۴۴، ع ۵۵، ع ۱۷۵

کتاب الطہارۃ ع ۳۲۹، ع ۳۹۰، ع ۵۱۱

کتاب الصلوٰۃ ع ۵۴۷، ع ۶۷۵، ع ۶۹۶، ع ۸۹۲، ع ۱۰۷۶، ع ۱۱۴۷، ع ۱۲۶۶

معاویہ

کتاب الایمان ع ۱۶۳

کتاب العلم ع ۱۹۰، ع ۲۲۷

کتاب الطہارۃ ع ۲۹۴

کتاب الصلوٰۃ ع ۶۰۷، ع ۶۲۸ (عن علقمہ) ع ۹۸۵

معاویہ بن حکم السلمی

کتاب الصلوٰۃ ع ۹۱۸، ع ۹۲۸

معیقیب

کتاب الصلوٰۃ ع ۹۲۰

مغیرہ بن شعبہ

کتاب العلم ع ۱۸۹

کتاب الطہارۃ ع ۳۷۰، ع ۴۷۹، ع ۴۸۲، ع ۴۸۳، ع ۴۸۴، ع ۴۸۵

کتاب الصلوٰۃ ع ۸۹۵ (عن عطاء الخراسانی) ع ۹۴۳، ع ۹۵۷، ع ۱۲۵۲

مقداد بن الاسود

کتاب الایمان ع ۳۸

کتاب الصلوٰۃ ع ۴۳۱

مقداد بن معدیکرب

کتاب الایمان ع ۱۵۶

کتاب الطہارہ ع ۴۶۷

مکحول

کتاب العلم ع ۲۳۴

کتاب الصلوٰۃ ع ۱۱۱۷

مہاجر بن قنفذ

کتاب الطہارۃ ع ۴۳۴

مورق العجلی

کتاب الصلوٰۃ ع ۱۲۴۵

میمونہ

کتاب الطہارۃ ع ۴۷۲، ع ۵۰۹

کتاب الصلوٰۃ ع ۴۳۵

حرف النون

نافع

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب الایمان ع ١٠٩
کتاب الصلوٰۃ ع ١٢٠٩، ع ١٢٧٥

نعمان بن بشیر
کتاب الصلوٰۃ ـ ع ٥٦٨، ع ٧٨٧، ع ١٠١٩، ع ١٠٣١، ع ١٤٠٧

نعمان بن مرّہ
کتاب الصلوٰۃ ـ ع ٨٣١

نعیم بن ہمار الغلطانی
کتاب الصلوٰۃ ع ١٢٣٨

نواس بن سمعان
کتاب الایمان ع ١٨٢

حرف الہاء

ہلب الطائی (ابوقبیصہ)
کتاب الصلوٰۃ ع ٥٧٢ (عن ابنہ قبیصہ عن ابیہ)

حرف الواو

وائل بن حجر
کتاب الصلوٰۃ ع ٧٥١، ع ٧٤٦، ع ٧٩٢، ع ٨٤٣، ع ٨٥٤

وابصہ بن معبد
کتاب الصلوٰۃ ع ١٠٣٩

واثلہ بن الاسقع
(والد فسیلہ)
کتاب العلم ع ٢٣٧

وہب بن منبہ
کتاب الایمان ع ٣٩

حرف الیاء

یزید بن الاسود
کتاب الصلوٰۃ ع ١٠٨٦

یزید بن عامر
کتاب الصلوٰۃ ع ١٠٨٩

یحییٰ بن سعید
کتاب الصلوٰۃ ع ١٣٠٧

یعلی بن امیہ
کتاب الطہارۃ ع ٤١٥
کتاب الصلوٰۃ ع ١٢٥٧، ع ١٣٢٤

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین۔ والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

"مصابیح السنۃ" یہ کتاب علامہ محی السنۃ ابو محمد حسین بن فراء بغوی[1] کی تالیف ہے۔ جو مشہور و معروف مفسر و محدث اور فقیہ ہیں۔ علامہ بغوی کی تفسیر معالم التنزیل اور حدیث کی کتابیں "الجمع بین الصحیحین" اور "مصابیح السنۃ" اور فقہ الحدیث میں "شرح السنۃ فی فقہ الحدیث" اور "التہذیب" تصنیفات ہیں۔

حدیث کے خصوصی استاذ محمد بن حسین مروزی قاضی خراسان ہیں۔ ان کے علاوہ ابو عبد اللہ عبد الواحد الملیحی ابو الحسن عبد الرحمٰن بن محمد داؤد، ابو بکر یعقوب بن احمد صیرفی اور ابو الحسن علی بن یوسف جوینی وغیرہم سے بھی استفادہ فرمایا۔ اور امام بغوی سے ابو موسیٰ مدینی۔ ابو نجیب سہروردی۔ ابو الفتوح طائی اور ابو منصور حفدہ وغیرہم فیضیاب ہوئے۔

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "مصابیح السنۃ"[2] کے متعلق اسی کتاب کے مقدمہ میں فرماتے ہیں کہ:

"یہ کتاب جس کے الفاظ صدر نبوت سے اور جس کے سنن معدن رسالت سے اور جس کی احادیث سید المرسلین خاتم النبیین سے منقول ہیں۔ یہ اندھیرے میں چراغ ہیں جو تقویٰ کے طاقچہ سے ظہور پذیر ہوئے ہیں جن کو آئمہ حدیث نے اپنی کتابوں میں درج فرمایا ہے تاکہ اللہ کے نیک بندے کتاب اللہ کے بعد سنن مصطفےٰ سے لطف اندوز ہو سکیں اور اللہ تعالیٰ کی بندگی رسول اللہ کے طریقہ کے مطابق کر سکیں اور میں نے محض طوالت کے خوف سے ان کی سندوں کو حذف کر دیا ہے اور ائمہ محدثین پر اعتماد کیا ہے اور صحابی جس سے روایت مروی ہے کا صرف اس جگہ نام لیا ہے جہاں رسول اللہ نے کسی کو خطاب وغیرہ کیا ہے۔ نیز میں نے احادیث کو دو حصّوں میں تقسیم کیا ہے۔

---

[1] بغوی ایک شہر کی طرف نسبت ہے جو بلاد خراسان میں مرو اور ہرات کے درمیان ہے جس کا نام بغ بغشور ہے۔ علامہ موصوف ۵۱۶ھ میں فوت ہوئے اور شہر مرو میں دفن ہوئے

[2] اس کتاب کی متعدد شرحیں لکھی گئی ہیں جن میں سے "تحفۃ الابرار" امام عبد اللہ بن عمر بیضاوی ۶۸۵ھ اور "المیسر" شہاب الدین تورپشتی اور "تنویر المصابیح" مشہور ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحاح اور حسان یعنی صحیح اور حسن۔ صحاح سے مراد وہ حدیثیں ہیں جنکو بخاری، مسلم یا صرف بخاری یا صرف مسلم نے اپنی اپنی جامع میں درج فرمایا ہے۔ اور حسان سے وہ حدیثیں مراد ہیں جن کو امام ابوداؤد و ترمذی وغیرہم محدثین نے بیان فرمایا ہے اور ان میں بھی اکثر صحیح روایات ہی ہیں البتہ جہاں کہیں کوئی ضعیف روایت ہے اس کی طرف میں نے اشارہ کر دیا ہے۔ لیکن منکر اور موضوع[1] روایات لانے سے میں نے اعراض کیا ہے۔" واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔

مشکوٰۃ المصابیح

"مصابیح السنۃ" کتاب پر علامہ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب العمری التبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نفصل اضافہ کر دیا اور اس کی خامیوں کی اصلاح فرما دی ایک تو رواۃ حدیث کے نام بیان فرما دیئے۔ دوسرے جن کتابوں کی روایات تھیں۔ ان کی نشاندہی کر دی تاکہ اس حدیث کی اہمیت واضح ہو جائے۔ اور تیسرا ان مسائل کے متعلق جو احادیث تھیں ان کا تیسری فصل کی صورت میں اضافہ فرما دیا۔ جیسا کہ خود امام صاحب نے مشکوٰۃ کے مقدمہ میں ارشاد فرمایا ہے۔

مشکوٰۃ شریف میں ذیلی روایات ملا کر (یعنی وہ روایات جو وفی روایۃ کے لفظ کے ساتھ دوسری حدیث کے تحت بیان ہوں) کل احادیث ۶۲۸۵ ہیں جن میں ۴۷۷۴ مصابیح السنۃ کی ہیں۔ اور ۱۵۱۱ احادیث کا علامہ تبریزی نے تیسری فصل کی صورت میں اضافہ فرمایا ہے۔

مشکوٰۃ کی شروح تو کافی لکھی گئی ہیں۔ مشہور شرحیں تین ہوئی ہیں۔ سب سے پہلی علامہ حسن محمد طیبی (۷۴۳ھ) کی "الکاشف عن حقائق السنن" دوسری "منہاج المشکوٰۃ" علامہ عبدالعزیز بن محمد بن عبدالعزیز الابھری (۸۹۵ھ) اور تیسری ملا علی قاری (۱۰۱۴ھ) کی "مرقاۃ المفاتیح" ہیں۔

اور اب سب سے آخری اور غالباً "لاہجرۃ بعد الفتح" کی طرح تمام شروح سے بے نیاز کر دینے والی شرح "مرعاۃ المفاتیح" ہے۔ جس کو حضرت مولانا عبیداللہ صاحب مبارکپوری دامت برکاتہم نے مرتب فرمایا اور ایک جلد مکتبۃ السلفیہ لاہور اور اس کی دوسری اور تیسری جلد انڈیا میں چھپ چکی ہے۔ اللہ کرے کہ اس کی بقایا جلدیں بھی جلد چھپ کر تیار ہوں۔ فجزاہم اللہ عن الامہ

---

[1] امام ابوحفص عمر بن علی قزوینی نے چند احادیث کے موضوع ہونے پر نشاندہی کی ہے لیکن علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں ایک رسالہ مرتب کیا ہے جو علامہ ناصر الدین البانی مدظلہ العالی نے مشکوٰۃ کے ساتھ ہی چھپوا کر شائع کیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ تو مشکوٰۃ المصابیح کی عربی شرحیں ہیں۔ اس بے مثال کتاب (جس میں صحیح فقہ الحدیث کی ترجمانی کی گئی ہے) کا اردو میں ترجمہ غزنوی خاندان کا سب سے اچھا تھا اگرچہ اور بھی ترجمے ہیں۔ لیکن ترجمانی کا حق صرف غزنوی ترجمہ میں تھا۔ باقی میں تاویلات رکیکہ اور توجیہات باردہ ایسی ایسی تھیں کہ پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا کہ شاید اس کی تردید لکھی جا رہی ہے۔

برصغیر میں تحریک آزادیٔ فکر

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ البالغہ کے ساتویں مبحث میں فرماتے ہیں کہ قرآن وحدیث کو سمجھنے اور اس سے استدلال کرنے اور اس پر عمل کرنے کے لحاظ سے مستقل طور پر دو مکتبِ فکر ہیں۔ ایک تو اہل حدیث ہیں اور دوسرے اہل الرائے۔ پھر اہل حدیث کے مکتبِ فکر میں امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور تیسری صدی کے محدثین مرتبین صحاح ستہ وغیرہم کو شمار فرمایا ہے اور ان فقہائے حدیث کو مجتہدین امت قرار دیا ہے۔

دوسرے مکتبِ فکر کے سرخیل ابراہیم نخعی اور امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کو کہا ہے۔ پھر دونوں کے اصول استدلال وطریقہ استنباط وتخریج کا موازنہ فرما کر فقہائے اہلحدیث کا طریقہ اختیار کر کے حریت فکر اور وسعتِ نظر کی طرح ڈال دی تاکہ امت سلف صالحین کے منہاج پر گامزن ہو کر اختلافِ فکر کے باوجود عملاً متحد رہ سکے۔

فقہائے محدثین کے مقاصد کو بروئے کار لانے کے لیے حضرت شاہ صاحب نے فقہی اغنیاء سے عہد محدثین کو زندہ کرنے کی تحریک شروع کی۔ جس کی آبیاری ان کے پوتے شاہ اسمٰعیل شہید نے کی اور ان کے فیض یافتگان کی کوششوں سے یہ شجرۂ طیبہ بارآور ہوا۔ یعنی حضرت شاہ اسحٰق صاحب کے تلمیذ حضرت مولانا شیخ الکل سید نذیر حسین رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی نے اس کو درس وتدریس سے پھیلایا۔ اور دوسرے بالواسطہ تلمیذ حضرت مولانا نواب سید ابوالطیب محمد صدیق حسن خاں رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو تالیف وتصنیف سے اکناف عالم تک پہنچایا۔

حضرت نواب صاحب نے صرف کثیر سے احادیث کے ذخیرے اور ان کے تراجم اردو اور فارسی زبان میں اس لیے شائع فرمائے کہ لوگ براہ راست علوم سنت کے انوار سے فیض یاب ہو سکیں۔ حضرت نواب صاحب کی تصانیف وتالیفات تو سینکڑوں تک ہیں۔ حضرت سید نذیر حسین صاحب کے شاگردان رشید میں سے علامہ محمد شمس الحق محدث رحمۃ اللہ علیہ نے عون المعبود شرح ابوداؤد اور مولانا محمد عبدالرحمٰن صاحب مبارکپوری رحمۃ اللہ وبرکاتہ نے تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی اور حضرت مولانا محمد ابوالحسن سیالکوٹی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحمۃ اللہ علیہ نے تیس ۳۰ جلدوں میں فیض الباری شرح اردو صحیح بخاری اور مولانا عبدالاوّل غزنوی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مولانا عبداللہ غزنوی کے صاحبزادے تھے) نے مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ و تحشیہ کیا۔ اور اسے طبع کرایا۔

تو ضیکہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک تجدید و آزادیٔ فکر کو برصغیر کی جماعت اہلحدیث نے علماً و عملاً جاری رکھا جس کا ظہور آج ہر طرف نظر آرہا ہے کاش کہ ولی اللّٰہی خاندان سے منسلک علماء کرام آج شاہ صاحب کی آزادیٔ فکر کو اپنا لیتے تو شاید ہمارے ہاں مذہبی حالت موجودہ صورت حال سے مختلف ہوتی کیونکہ ان میں سے ایک گروہ نے اگرچہ کئی کتب احادیث کو تشریح و تحشیہ سے مزیّن کیا۔ لیکن خدمتِ حدیث کا جو حق تھا وہ ادا نہ کیا۔ بلکہ اپنے بعض پیشرو مؤلفین و شارحین کی طرح اس خدمت کے وقت بھی خاص مقاصد کو سامنے رکھا اور ان مجتہدانہ کتابوں کو شاہ صاحب کے مجوزہ طریقہ کی بجائے اصحاب الرائے کے طریق پر پڑھایا اور تشریح و تحشیہ میں بھی جانبداری سے کام لیا۔ چنانچہ اکثر اخلاقی مسائل میں حاشیہ اور متن میں مخالفت پائی جاتی ہے اور جو حدیث بھی اپنے مسلک کے خلاف ہو اس کو اکثر طور پر تاویل و توجیہ کی نذر کر دیا جاتا ہے اور جو اپنے مسلک کے موافق ہو اس کو تسلیم کر لیا جاتا ہے۔

دوسرے لفظوں میں حدیث مصطفےٰ اور سنّت رسول کو ایک ثانوی حیثیت دی گئی چاہیئے تو یہ تھا کہ ارشادِ نبوی کے سامنے تمام اُمتیوں کے اقوال کو کچھ وقعت نہ دی جاتی۔ لیکن یہاں یہ ہوا کہ سنّتِ رسول وہ قابل قبول ہوئی جس پر فقہ اہل الرائے کی مہر ثبت ہوا اور وہ سنّت رسول جس کو تمام محدثین کرام اور آئمہ ثلاثہ نے متفقہ طور پر قبول کیا ہو اس کو کوئی اہمیت نہ دی۔ حالانکہ اس کو اطاعتِ رسول اور متابعت سنت نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ ایسی حرکت اہل سنّت کہلانے والوں کو زیب نہیں دیتی۔

انہی وجوہات کی بنا پر تراجم کتب حدیث کی اشد ضرورت کے پیش نظر دوستوں میں مشکوٰۃ شریف کے ترجمہ کا خیال پیدا ہوا۔ میرا اپنا یہ خیال تھا کہ غزنوی ترجمہ والی مشکوٰۃ ہی شائع کر دی جائے۔ لیکن کچھ اس کی اردو پرانا ہو چکی تھی۔ نیز اس کے حواشی میں بھی کچھ اضافہ کا خیال تھا۔ انہی خیالاتِ کے زیر اثر میں نے مولانا محمد سلیمان صاحب کیلانی سے مشورہ کر کے یہ دینی خدمت ان کے سپرد کر دی۔

چنانچہ مولانا صاحب نے نہایت عرق ریزی اور محنت سے مشکوٰۃ شریف کے ربع اوّل کا ترجمہ و حاشیہ لکھا۔ ان حواشی کی ترتیب و تہذیب میں تنقیح الرواۃ، اشعۃ اللمعات۔ مرقاۃ المفاتیح، الرحمۃ المہداۃ اور بعض مقامات پر نیل الاوطار اور فتح الباری بھی ان کے سامنے رہیں۔ اس سے حواشی کی قدر و قیمت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان ہی دنوں مجھے معلوم ہوا کہ حضرت الاستاذ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب رحمہ اللہ نے بھی مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ شروع کر رکھا ہے۔ میں نے جا کر عرض خدمت کیا کہ یہ ترجمہ مجھے عنایت فرمایئے تاکہ اس کو شائع کیا جائے۔ آپ نے فرمایا اس کو ایک نظر لفظی صحت کے لیے دیکھ لینا۔ میں نے اس پر نظر ثانی ابھی نہیں کی ہے۔ ساتھ ہی میں نے مولانا محمد سلیمان صاحب کا ترجمہ و حاشیہ بھی حضرت الاستاذ کو دکھایا تو انہوں نے اسے بہت ہی پسند فرمایا۔ بلکہ حکم دیا کہ ان حواشی کا اس میں اضافہ زیادہ مفید ہو جائے گا۔ چنانچہ اسی کے پیش نظر ہم نے حواشی بھی درج کر دیئے۔

کچھ اس کتاب کے متعلق

اس کتاب میں تمام احادیث کی عربی عبارت کو موجود رکھا ہے بلکہ اس پر نمبر بھی لگا دیئے ہیں تاکہ تمام احادیث کا شمار بھی سامنے رہے۔

اس کے نیچے اسی نمبر کے ساتھ ترجمہ احادیث ہے اور ترجمہ خالص حضرت الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ کا درج کیا ہے۔ حتیٰ کہ اس میں کوئی لفظ بھی اپنی طرف سے درج کرنا مناسب نہ سمجھا۔ تاکہ حضرت الاستاذ کے الفاظ من وعن موجود رہیں۔

حواشی بھی کافی حد تک حضرت الاستاذ کے ہیں بلکہ ہر باب کے شروع میں ایک نہایت جامع و مانع بیان بطور دیباچہ حضرت الاستاذ کا ہی ہے اس کے علاوہ آپ کے حواشی تھوڑے ہی تھے۔ اس کمی کو مولانا محمد سلیمان صاحب نے پورا کر دیا ہے۔

میری زیادہ کوشش تو صرف تصحیح کی تھی۔ چنانچہ اس کو بالاستیعاب پڑھ کر تصحیح کی ہے۔ اس کے علاوہ کتاب پڑھنے والوں کی سہولت کے لیے اس کی چار فہرستیں بھی مرتب کی ہیں۔ پہلی فہرست الابواب کتاب کی ہے جیسا کہ تمام احادیث کی کتابوں کے شروع میں درج ہوا کرتی ہے۔ دوسری فہرست احادیث کی ہے یعنی تمام احادیث نمبر شمار کے حساب سے درج کر کے اس کے مضمون کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ نمبر سے دیکھ کر ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ اس حدیث کا مضمون کیا ہے۔ مضمون کی نشاندہی یا تو عربی کے مشہور سے کر دی ہے یا اردو میں مضمون حدیث کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

تیسری فہرست حواشی کی ہے کیونکہ بسا اوقات کئی بابوں میں ایک مضمون کے حواشی آجاتے ہیں۔ ان سب کو ایک ہی عنوان میں اکٹھا کر دیا ہے بلکہ بہت سی ایسی چیزیں جو احادیث کے موضوع سے بھی باہر ہوتی ہیں آجاتی ہیں۔ وہ بھی فہرست میں درج کر دی ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ چوتھی فہرست راویان حدیث کی ہے۔ مثلاً حضرت ابوہریرہ کی حدیث جہاں جہاں جس جس نمبر میں آئی ہے۔ تمام کے صفحات درج کر دیئے ہیں تاکہ تلاش کرنے میں دقت نہ ہو۔

اس کے بعد میں انجمن اہلحدیث سٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ کا نہایت شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت کے لیے پیش کش کی۔ اور حضرت الاستاذ کی اس تاقیامت رہنے والی نیکی میں حصہ لے کر ایسے ثواب میں شریک ہوئے ہو شاید ہم جیسے گنہگاروں کی معافی کے لیے کافی ہو جائے۔

الحمدللہ کہ انجمن مذکورہ دینی امور میں کافی دلچسپی لے رہی ہے ان کے شوق میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ انجمن نے ایک اسلامی مدرسہ جاری کر رکھا ہے۔ جس میں چالیس پچاس بچے قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً انجمن مذکورہ چھوٹے چھوٹے پمفلٹ بھی شائع کرتی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اور ان کے مذہبی شوق میں اضافہ فرمائے۔

اس کے بعد میں اپنے محترم قارئین کرام کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس کتاب کو محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے پیش نظر بالکل خالی الذہن ہو کر مطالعہ فرمائیں۔ کیونکہ انسان کی اخروی نجات صرف ارشادات نبوی پر عمل کرنے سے ہی ہو سکتی ہے۔ ممکن ہے کہ اگر آپ اس محبت کے ماتحت مطالعہ کریں تو آپ کے علاوہ ہمیں بھی اس کا کچھ فائدہ ہو سکے۔ اللھم وفقنا لما تحب وترضی۔ و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

خالد گھرجاکھی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تصدیر

الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی۔

اما بعد: اللہ تعالیٰ نے اس عالم کو پیدا کیا اور اس کی قدرت کاملہ کے نشانات میں یہ بات ہے کہ اس عریض وبسیط دنیا میں کوئی دو شخص ایک جیسے نہیں اور نہ ہی کوئی ایک دوسرے کا متبادل قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان میں اپنی طرز کی خوبیاں اور صفات ہیں جو دوسرے میں موجود نہیں۔

جناب والد محترم حضرت مولانا محمد اسمٰعیل السلفی رحمۃ اللہ علیہ سابق امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث مغربی پاکستان میں ایک خاص صفت اللہ تعالیٰ نے ودیعت فرمائی تھی کہ ان کو اپنا بڑے سے بڑا کام بھی اپنی آنکھوں میں ہیچ دکھائی دیتا تھا جس کا طبعی نتیجہ تھا کہ اپنے کارہائے نمایاں کی کبھی تشہیر نہ فرماتے تھے۔

یہ اسی افتادِ طبع کا نتیجہ تھا کہ شرح سبعہ معلّقہ جو انہوں نے ۱۹۴۲ء میں مکمل فرمائی تھی ان کی فائلوں کی زینت بنی رہی۔ انہوں نے کبھی بھی اپنی اس تالیف نفیس کا ذکر تک نہیں کیا۔ بلکہ ان کے اس جہان سے تشریف لے جانے کے بعد ان کے کاغذات سے برآمد ہوئی۔ ان شاء اللہ اب یہ کتاب ''المکتبۃ السلفیہ'' لاہور کے اہتمام میں چھپے گی۔

اسی قبیل سے ایک نماز کا مسوّدہ ہے جو انہوں نے اپنے آخری ایام میں مکمل کیا۔ اور اسی سلسلہ کی ایک کڑی ''مشکوٰۃ المصابیح'' کا اُردو ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ مشکوٰۃ شریف کے نصف اوّل پر مشتمل ہے۔ اس ترجمہ میں آپ نے ہر باب کے ابتدا میں ایک مبسوط نوٹ تحریر فرمایا ہے۔ جس میں اس مضمون پر وارد ہونے والے اعتراض کا جواب خود بخود آ گیا ہے۔ ضعیف احادیث کے مضامین پر تنقید بھی ہوتی چلی گئی ہے اور باب کی تمام احادیث کا خلاصہ خود بخود ذہن نشین ہوتا چلا گیا ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے ضرورت کے مطابق کہیں کہیں حواشی بھی تحریر فرمائے ہیں جن کے آخر میں آپ کے اسم گرامی کا خود پسند کردہ مخفف (اسم) تحریر کیا گیا ہے۔ مگر مبسوط حواشی کا کام آپ کے شاگرد رشید مولانا محمد سلیمان کیلانی نے سرانجام دیا۔ اللہ ان کو جزائے خیر دے۔

مولانا محمد سلیمان صاحب ایک صاحب علم وفضل نوجوان ہیں۔ طبیعت میں جذبۂ تبلیغ اللہ تعالیٰ نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوب دیا ہے۔ چنانچہ آپ کئی ایک عربی اور فارسی کتابوں کے مترجم ہیں۔ جن میں سے بیشتر علم حدیث سے متعلق ہیں اور کئی ایک کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ والد صاحب مرحوم و مغفور کا زیر نظر مسودہ مولانا موصوف کی تحویل میں ہی تھا کہ حضرت محترم رحمۃ اللہ علیہ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور اس جہان فانی سے تشریف لے گئے۔

آپ کی رحلت کے بعد اس مسودہ کی کتابت و طباعت کا بیڑہ والد بزرگوار کے ایک لائق شاگرد جناب مولانا خالد گھر جاکھی نے اٹھایا جو ادارہ "احیاء السنۃ"، گھر جاکھ کے مہتمم ہیں۔ انہوں نے بصرف زر کثیر اس کی کتابت کرائی۔ کتاب کی افادیت کے اضافہ کے لیے اس کی متعدد فہرستیں بھی بنا رکھیں۔ مگر حالات کی نامساعدت کی وجہ سے کتاب پریس نہ بھیجی جا سکی۔

انجمن اہلحدیث سٹلائٹ ٹاؤن کو جب اس صورتِ حال سے آگاہی ہوئی تو انہوں نے معقول سرمایہ اکٹھا کر کے جلد اوّل کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ اس اشاعت سے جلبِ منفعت ہرگز مقصود نہیں۔ بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی خواہش ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کم از کم قیمت مقرر کرنے کی سعی بلیغ کی گئی ہے (جو لاگت سے بھی کم ہے)

اس طریق سے انجمن موصوف نے اس جذبہ کی روح کو تازہ رکھنے کی کوشش کی ہے۔ جس کے تحت مولانا محمد اسمٰعیل السلفی رحمۃ اللہ علیہ نے مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کی نظامت اور امارت کو چلایا۔

حضرت العلام رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی محاسن و اوصاف کا ایک خوبصورت امتزاج تھی۔ آپ سلف صالحین کا ایک بہترین نمونہ تھے۔ اور سنّت کی پیروی آپ کی زندگی کا مقصد وحید تھا۔ آپ کا ذہن رسا تھا۔ معاملہ فہم اور دور اندیش تھے۔ آپ بڑے مدبّر اور سلجھے ہوئے ذوق کے مالک تھے۔ دل نوازی بے غرضی، فیاضی اور اخلاص کی نعمتوں سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو سرفراز فرمایا تھا۔

آپ نے دین حق پھیلانے اور توحید خالص کو لوگوں کے اذہان میں بٹھانے کا فریضہ اپنے ذمہ لے رکھا تھا۔ بس یہی ایک دُھن تھی جو آپ پر سوار تھی۔ اس راہ کی تمام تکالیف کو آپ نے ہمت اور عزیمت کے ساتھ برداشت کیا۔

آپ نہ صرف پُر جوش خطیب تھے بلکہ قلم کے میدان کے شہسوار بھی تھے۔ آپ سلجھے ہوئے مصنّف تھے۔ آپ سادہ عنوانات کے تحت علم کے دریا بہا دیتے تھے۔ اگر ان کے مطبوعہ مضامین کو اکٹھا کر دیا جائے تو ایک خزینہ لازوال ہو گا۔

آپ کی تاریخ پیدائش اندازاً ۱۸۹۵ء ہے۔ آپ تحصیل وزیر آباد کے ایک گاؤں ڈھونیکے میں پیدا ہوئے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے دادا ئے محترم جناب مولانا محمد ابراہیم صاحب ایک صاحب فن کاتب، ایک صاحب فضیلت عالم اور طبیب حاذق تھے۔ آپ نے تحصیل علم حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی سے کی۔ اسی تعلیم و تربیت کے اثرات تھے جو والد گرامیؒ کی طرف منتقل ہوئے۔

جناب والد گرامی قدر مولانا محمد اسمٰعیل صاحب السلفیؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد (رحمۃ اللہ علیہ) (ہمارے دادا) حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب سے حاصل کی۔ اسی گھریلو ماحول میں ایک باعمل حضرت مولانا عمرالدین صاحب وزیر آبادی سے استفادہ کا بھی موقع آیا۔ آپ نے چھوٹی عمر میں ہی صرف و نحو کی ابتدائی کتب پر عبور حاصل کیا۔ ان ابتدائی کتب کے ساتھ گلستان، بوستاں اور دیگر فارسی کتب بھی پڑھیں۔ اس ابتدائی اور بنیادی تعلیم کے بعد آپ نے حضرت مولانا حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی کی خدمت میں زانوئے تلمذ تہ کیا۔ جناب حافظ صاحب نے بڑی محبت اور شفقت سے آپ کو زیور علم سے آراستہ کیا۔

بارہ تیرہ سال کی عمر میں ہی آپ نے وزیر آباد سے دلی کا رُخ کیا۔ دلی ان دنوں علوم و فنون کا مرکز تھا۔ یہاں پر شاہ ولی اللہ اور ان کی تحریک علمی کے گہرے نقوش تھے۔ آپ نے پھاٹک حبش خاں کے ملحقہ مدرسہ نذیریہ مولانا عبدالمجید عمر پوری اور دوسرے علماء سے علمی جواہر اکٹھے کئے۔

ان دنوں امرتسر میں علمی چرچا تھا اور اکابرین خاندان غزنویہ علوم و فنون کا منبع بن چکے تھے۔ آپ نے امرتسر میں بھی تحصیل علم کی۔ آپ نے مولانا عبدالغفور صاحب اور مولانا عبدالرحیم صاحب سے استفادہ کیا۔ امرتسر میں آپ نے مفتی محمد حسن صاحب (جو قیام پاکستان کے بعد جامعہ اشرفیہ لاہور کے بانی ہوئے) سے فنون کی کتابیں پڑھیں۔ آپ مفتی صاحب موصوف سے بہت متأثر تھے۔ علوم و فنون میں ان کے ذوق صحیح کی بہت تعریف کرتے تھے۔ اور فرماتے کہ مجھ کو فنون میں جتنا درک ہے یہ مفتی صاحب کے طریق تدریس کا فیض ہے۔

ان دنوں ہی مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسر کا بھی طوطی بولتا تھا۔ انہوں نے اشاعت توحید و سنت کی ایک ہمہ گیر مہم شروع کر رکھی تھی۔ والد گرامی اس سے بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ ان اکابر کی ملاقاتوں اور علوم کا اثر تھا کہ آپ نے دینی علوم کے ساتھ ساتھ آزادی وطن کی تحریکوں میں بھی بھرپور حصہ لینا شروع کیا۔ سیاسی راہنماؤں میں حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کو اپنا مقتدیٰ مانتے تھے، اور ان کی سیاسی بصیرت کی تعریف کیا کرتے تھے۔

امرتسر کے بعد آپ سیالکوٹ میں تشریف لائے اور حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بھی کچھ علمی فیض حاصل کیا۔ والد گرامیؒ کا سلسلہ علم سند کے لحاظ سے چوبیس واسطوں سے جناب خیر البشر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔

آپ ۱۹۲۱ء میں بہ معیت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی گوجرانوالہ تشریف لائے۔ اس وقت گوجرانوالہ کی جماعت اہلحدیث چند نفوس پر مشتمل تھی۔ حضرت میر سیالکوٹی نے جماعت کے اراکین سے کہا کہ میں تمہارے سپرد ایک دُرِّ شہوار کرنے آیا ہوں۔ اس کو حفاظت سے رکھنا۔ اس واقعہ کے بعد آپ نے گوجرانوالہ کو وطن بنایا اور اس شہر میں منبر و محراب کی زینت بنے رہے۔ اس نصف صدی میں کئی انقلاب آئے مگر آپ نے جادۂ مستقیم پر رواں دواں چلتے رہے۔ آپ کے پائے عزیمت میں کبھی کوئی لغزش نہیں آئی۔ مرتبہ کی چاہت اور دولت کی طلب آپ کو اپنے مقام سے ہلا نہ سکی۔ اگر کبھی مشاہرہ کی زیادتی کا ذکر آتا تو فرماتے تھے میں اپنے آپ کو منڈی کا مال نہیں بنانا چاہتا۔

گوجرانوالہ کی جامع اہلحدیث میں آپ نے مدرسہ محمدیہ کی تاسیس کی اور یہ مدرسہ نصف صدی تک اہالیان گوجرانوالہ اور مضافات کو علم سے بہرہ ور کرتا رہا۔ اس مدرسہ میں آپ نے خود بھی طلباء کو تعلیم دی اور اس کے ساتھ ہی وقت کے بہترین اساتذہ بھی انتخاب کر کے متعین فرماتے رہے۔ اس مدرسہ سے ہزاروں شاگرد زیور علم سے مزین و آراستہ ہو کر نکلے اور اطراف پاکستان میں توحید و سنت کی اشاعت میں مصروف ہوئے۔ ان میں چند ایک جو کسی حیثیت میں بہت زیادہ معروف و مشہور ہوئے حسب ذیل ہیں۔

مولانا محمد حنیف ندوی صاحب (انہوں نے فلسفہ اسلام کو اپنا موضوع بنایا اور اس پر بہت کچھ اور بہت اچھا لکھا) مولانا حکیم عبداللہ صاحب نصر، مولانا حافظ محمد اسمٰعیل صاحب ذبیح (جو بہترین مقرر و مدرس ثابت ہوئے) مولانا معین الدین لکھوی۔ جن کی سیاسی سوجھ بوجھ اور تقریر مشہور رہی ہے۔ مولانا محمد سلیمان صاحب کیلانی جو تصنیف و تالیف اور تراجم کتب عربی و فارسی میں مشغول ہوئے۔ مولانا خالد صاحب گھر جاکھی جنہوں نے ادارہ "احیاء السنۃ" کی تاسیس اور کئی ایک کتابیں تصنیف کیں۔ اور کئی ایک تراجم کر کے شائع کیں۔ یہ چند ایک بطور مثال ہیں ورنہ والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ کے قابل قدر تلامذہ کی فہرست بہت طویل ہے۔

افسوس کہ جمعیت اہلحدیث گوجرانوالہ نے موسّس کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد اس مدرسہ کو عملاً ختم کر دیا۔ اور گوجرانوالہ مرحوم کے اس فیض جاری کی برکات سے محروم ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ اتنی مصروف زندگی گزارتے تھے کہ حیرت ہوتی ہے کہ آپ ان فرائض سے کیسے عہدہ برا ہوتے تھے۔ آپ اس مسجد کے خطیب تھے۔ پانچوں وقتوں کی نمازوں کے امام تھے۔ آپ نے مدۃ العمر صبح کا درس دیا۔ گوجرانوالہ میں موجود ہوتے اس کا ناغہ شاذونادر ہی ہوا۔ تبلیغی اور تنظیمی سفر پر تشریف لے جاتے تو کوشش یہی فرماتے کہ امکانی حد تک سفر جلدی ختم کریں تاکہ درس قرآن حکیم کے تسلسل میں فرق نہ پڑے۔

اس درس کے بعد شہر کے تجار اور کاروباری لوگوں کی ایک جماعت آپ سے باترجمہ قرآن مجید پڑھتی تھی اور بعدازاں مدرسہ محمدیہ کے اسباق شروع ہوجاتے تھے۔ اس اثنائے مصروفیت میں ہی مضمون نویسی، مقالہ نگاری، خطوط کے جواب اور فتاوی تحریر فرماتے تھے۔ شہر کی سیاسی اور معاشرتی تحریکوں میں حصہ بھی لیا جاتا تھا۔ ملک کی تحریکوں میں پورے انہماک کے ساتھ حصہ لیتے تھے اور حوادثات میں باحسن وجوہ خدمات انجام دیتے تھے۔

تقسیم ملک اور قیام پاکستان کے بعد آپ نے گوجرانوالہ میں مہاجر خاندانوں کو بسانے میں بھرپور حصہ لیا۔ ملک میں پیش آمدہ قدرتی مصائب و آلام کی آمد پر آپ نے جماعتی تنظیم کے تحت امدادی فنڈ جمع کئے اور پھر ان کو حقدار لوگوں تک پہنچایا۔

گوجرانوالہ میں آپ نے تعمیر مساجد میں بھرپور حصہ لیا۔ آپ نے جس وقت اس دنیا کو خیرباد کہا اس وقت آپ نے اس شہر میں اہلحدیث کی پچپنویں مسجد کی تاسیس فرمائی۔

آپ نے مدارس عربیہ کے قیام کی طرف بھی برابر توجہ مبذول رکھی۔ آپ ملک کے دور دراز حصوں میں بھی مدارس عربیہ کا قیام عمل میں لاتے۔ آپ نے اس سلسلہ میں بلتستان کے مدارس کی مدت العمر بھرپور امداد کی اور ان کی نگرانی فرماتے رہے۔

پاکستان کے اسلامی آئین کی تشکیل کے لیے جب کمیٹی بنائی گئی تو اس میں آپ شامل تھے۔ آپ نے آئین کی تشکیل کے لیے ایک خاکہ پیش کیا۔

آپ نے اپنی اسی مصروف زندگی میں سے چند لمحات فرصت تلاش کر کے مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ فرمایا۔ جس کی اشاعت کی سعادت انجمن اہلحدیث سٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ کو حاصل ہو رہی ہے۔ اس عظیم کام کے لیے انجمن کے تمام اراکین قابل مبارکباد ہیں بالخصوص:

جناب عبدالرؤف صاحب ناگی صدر انجمن اہل حدیث سٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

جناب شیخ محمد اسحاق صاحب جنرل سیکرٹری انجمن اہلحدیث " " "

جناب ماسٹر ستار محمد صاحب جائنٹ سیکرٹری " " " "

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب ملک محمد اسمٰعیل صاحب رکن انجمن اہلحدیث سٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ
جناب عبدالمجید صاحب چغتائی " " "
جناب چوہدری محمد حسین صاحب " " "

ان حضرات کے علاوہ تمام وہ حضرات قابل مبارکباد ہیں ۔ جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں درمے ، دامے ، قدمے ، قلمے ، سخنے حصہ لیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ ان کے کاروبار میں برکت کرے اور ہر کار خیر میں حصہ لینے کی مزید توفیق عطا فرمائے ۔

مشکوٰۃ المصابیح کی ترتیب مؤلف نے چونکہ بے حد پسندیدہ ، خاطر خواہ اور مفید رکھی تھی ۔ اس لیے یہ خیال تھا اس میں کوئی لفظی غلطی نہ رہ جائے ۔ چنانچہ اس کی تصحیح میں پوری کوشش کی گئی ہے اگر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو بشری فروگذاشت ہوگی ۔

اس کتاب کی تصحیح یکے بعد دیگرے تین حضرات نے فرمائی ۔ مولانا خالد صاحب گھرجاکھی ۔ مولانا محمد سلیمان صاحب کیلانی محشی کتاب ہذا ۔ جناب پروفیسر غلام احمد صاحب حریری فیصل آبادی ۔ ان حضرات کا شکریہ نہ ادا کرنا ایک بہت بڑی فروگذاشت ہوگی ۔ انہوں نے بڑی محنت اور جانفشانی سے کتابت شدہ کاپیوں کی تصحیح فرمائی ۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

اللھم اغفر لمؤلفہ و لمن سعی فیہ ۔ آمین

پروفیسر محمد بن مولانا محمد اسمٰعیل السلفی رحمۃ اللہ علیہ
سی/۶۲ سٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا

ہر تعریف اللہ کیلئے ہے ہم اس کی حمد کرتے ہیں۔ اسی[1] سے مدد[2] چاہتے ہیں اس سے استغفار[3] کرتے ہیں اپنے نفس[4] کی

[1] **افتتاح کلام کا طریقہ**:۔ مؤلف علام نے اپنی کتاب کو حمد الٰہی کے ساتھ شروع کیا ہے۔ کیونکہ احادیث میں ایسا ہی حکم ہے اور تعمیل ارشاد کے طور پر کہا کہ نَحْمَدُہٗ ہم اس کی حمد بیان کرتے ہیں یہ الفاظ زبان سے تو نکل گئے لیکن فوراً اللہ کی ذات پاک کا تصور اور اپنی کم مائگی کا خیال دل میں آگیا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کی تعریف اور ایک انسان بے بنیان کی زبان ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ وہ جس کی نسبت خود سرور کائنات نے فرمایا اے اللہ میں تیری وہ تعریف بیان ہی نہیں کر سکتا جس تعریف کا تو مستحق ہے اور جس طرح تو نے اپنی تعریف فرمائی ہے سہ اے بروں، زوہم وقال وقیل من :: خاک برفرقِ من وتمثیل من۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ خدا تعالیٰ کی ذاتِ پاک کے متعلق فرماتے ہیں سہ دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار :: کہ پیدا نہ شد تختہ بر کنار :: بہر حال مؤلف نے جب اپنی بساط دیکھی اور خداوند مالک الملک کا تصور سامنے آیا تو کہا کہ ہم تعریف کرنے والے کون ہیں۔

[2] **عبادت کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی استعانت**:۔ ہم تیری ہی مدد سے کچھ تیری تعریف کر سکیں گے سو ہماری مدد فرما۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں سورۂ فاتحہ کے اندر بندوں کی زبان سے فرمایا کہ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ ہم تیری ہی عبادت کریں گے اور تجھ ہی سے مدد مانگیں گے۔ جیسے صرف اللہ کی عبادت کرنی چاہئے اسی طرح صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگنی چاہئے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب مدد مانگو تو صرف اللہ تعالیٰ سے مانگو اور جب سوال کرو تو صرف اللہ تعالیٰ سے کرو۔

[3] **عبادت میں کوتاہیوں کی معافی**:۔ حمد بیان کرنے میں بھی تو بندۂ پر تقصیر سے کئی کوتاہیاں ہو جاتی ہیں جیسے ریا آگیا اور خلوص اٹھ گیا یا پوری تعریف بیان نہ کر سکا تو اس لیے اللہ تعالیٰ سے معافی کا خواستگار ہونا چاہئے۔

[4] **شرارتِ نفس**:۔ اخلاص اور صدق میں کوتاہی صرف نفس کی شرارت اور اتباع ہوائے نفس سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے شیطان اور نفس کی شرارتوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ لینی چاہیے کہ وہ ایک نہایت ہی مضبوط اور محفوظ ترین قلعہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ لوط علیہ السلام پر رحمت فرمائے کہ وہ ایک مضبوط قلعے میں پناہ لیے ہوئے تھے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی پناہ۔ قرآن مجید میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ شیطان اور اس کا قبیلہ تم کو اس طرح دیکھتے ہیں کہ تم ان کو نہیں دیکھ سکتے۔ تو بندہ کو چاہیے کہ وہ اللہ کی پناہ لے کہ اللہ تعالیٰ تو شیطان کو دیکھتے ہیں اور شیطان اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھتا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ شَهَادَةً تَكُوْنُ لِلنَّجَاةِ وَسِيْلَةً وَلِرَفْعِ الدَّرَجَاتِ كَفِيْلَةً وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهُ الَّذِيْ بَعَثَهٗ وَطُرُقُ الْاِيْمَانِ قَدْ عَفَتْ اٰثَارُهَا وَخَبَتْ اَنْوَارُهَا وَوَهَنَتْ اَرْكَانُهَا وَجُهِلَ مَكَانُهَا فَشَيَّدَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَامُهٗ مِنْ مَعَالِمِهَا مَا عَفَا وَشَفٰى مِنَ الْعَلِيْلِ فِيْ تَاْيِيْدِ كَلِمَةِ التَّوْحِيْدِ مَنْ كَانَ عَلٰى شَفَا وَاَوْضَحَ سَبِيْلَ الْهِدَايَةِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّسْلُكَهَا وَاَظْهَرَ كُنُوْزَ السَّعَادَةِ لِمَنْ قَصَدَ اَنْ يَّمْلِكَهَا۔

شرارتوں اور اعمال میں غلط کاریوں سے اس کی پناہ چاہتے ہیں جسکی وہ راہنمائی فرمائے کوئی اسے بھول میں نہیں ڈال سکتا جسے وہ بھول میں چھوڑ دے اس کا کوئی راہنما نہیں میں شہادت[1] دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں یہ ایسی شہادت ہے جو نجات کا ذریعہ ہے اور درجات کی بلندی کی ضامن اور شہادت دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے ہیں اور اس کے رسول جنہیں اسوقت مبعوث فرمایا گیا جبکہ ایمان کے نشانِ راہ[2] مٹ چکے تھے اور ان کی روشنی بجھ[3] چکی تھی اور ان کے ارکان کمزور ہو چکے[4] تھے اور اس کی جگہیں فراموش ہو چکی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مٹے ہوئے آثار کو پختہ فرمایا اور کلمۂ توحید کی تائید فرما کر ان بیماریوں کو صحت بخشی جو تباہی[5] کی آخری سرحدوں تک پہنچ چکے تھے اور جو لوگ ہدایت کی راہوں پر چلنا چاہتے تھے ان کو ہدایت کا واضح راستہ بتا دیا اور ہدایت کے خزانوں کو ان لوگوں پر ظاہر فرمایا جو ان کے مالک ہونا چاہتے تھے۔

---

[1] **شہادتین کی اہمیت:۔** خطبہ کے بعد شہادتین کا ذکر کیا۔ کیونکہ امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ خطبہ جس میں شہادت کا ذکر نہ کیا جائے وہ کٹے ہوئے ہاتھ کی طرح ہے۔

[2] **صراط مستقیم کا میسر آنا بھی اللہ کا فضل و احسان ہے۔** یعنی تلاش بسیار کے باوجود راہِ حق نہیں ملتا تھا۔ حدیث اور تاریخ کی کتابوں میں حضرت سلمان فارسی، ورقہ بن نوفل، زید بن عمرو بن نُفیل، عبد اللہ بن جحش بن رئاب کے واقعات درج ہیں کہ راہِ حق تلاش کرنے میں ان لوگوں نے کتنی دقتیں اٹھائیں لیکن پھر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معبوث ہونے تک ان کو راہِ حق نہ مل سکا۔

[3] **رسالتمآب کی بعثت کے وقت ہر طرف اندھیرا تھا۔** مطلب یہ کہ چاروں کوٹ شرک، فسق، فجور، بدعات اور توہم پرستی کے اندھیرے چھا چکے تھے۔

[4] یعنی دین کے احکام ایک ایک کر کے چھوڑے جا چکے تھے۔

[5] توحید سکھا کر لوگوں کو جہنم کی آگ سے نجات دلائی کہ عذاب الٰہی سے بچنے کی یہی ایک صورت ہے کہ شرک چھوڑ کر آدمی توحید کا قائل ہو جائے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ التَّمَسُّكَ بِهَدْيِهِ لَا يَسْتَتِبُّ إِلَّا بِالْاِقْتِفَاءِ بِمَا صَدَرَ مِنْ مِشْكٰوتِهِ وَالْاِعْتِصَامَ بِحَبْلِ اللّٰهِ لَا يَتِمُّ إِلَّا بِبَيَانِ كَشْفِهِ وَكَانَ كِتَابُ الْمَصَابِيحِ الَّذِي صَنَّفَهُ الْإِمَامُ مُحْيِي السُّنَّةِ قَامِعُ الْبِدْعَةِ أَبُو مُحَمَّدٍ الْحُسَيْنُ بْنُ مَسْعُودٍ الْفَرَّاءُ الْبَغَوِيُّ رَفَعَ اللّٰهُ دَرَجَتَهُ أَجْمَعَ كِتَابٍ صُنِّفَ فِي

اَمَّا بَعْدُ:۔ آنحضرت کی سنت کے ساتھ وابستگی ممکن ہی نہیں جب تک کہ آپ کے انوار کی روشنی کا اتباع نہ کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی رسّی[1] (قرآن مجید) سے پورا پورا تمسک اور استفادہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ آپ اسے کھول کر بیان نہ فرمائیں اور کتاب المصابیح جسے سنت کے زندہ کرنے والے اور بدعت کو مٹانے والے امام ابو محمد حسین بن مسعود فراء بغوی[3] نے تصنیف فرمایا اللہ انکے درجات کو بلند فرمائے اپنے فن کی جامع کتاب تھی یہ کتاب نادر اور مختلف احادیث کیلئے بہترین ضابطہ تھی۔

---

[1] دین کی اصل صرف کتاب و سنت ہے:۔ دین کی اصل یہی دو چیزیں ہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی عدم موجودگی میں اجماع صحابہ اور اس کے نہ ہونے کی صورت میں قیاس۔ اگر قیاس میں اختلاف ہو جائے تو اس کا مرجع پھر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہیں فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں خطبہ فرمایا تو اس میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک تم ان کو مضبوط تھامے رہو گے گمراہ نہ ہو گے ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری سنت۔

[2] قرآن مجید صرف اصول کی راہنمائی کرتا ہے:۔ قرآن مجید اصولی کتاب ہے۔ کلیات احکام اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرما دیئے ہیں لیکن جزئیات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے فرمایا جس طرح تم مجھ کو نماز پڑھتے دیکھتے ہو اسی طرح تم بھی نماز پڑھا کرو۔ عرفات میں ٹھہرنا حج کا رکن ہے اللہ تعالیٰ نے وہاں جانے کا تذکرہ تو فرمایا ہے لیکن وہاں جا کر کیا کرنا ہے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا ہے۔ زکوٰۃ فرض کر دی ہے لیکن نصاب زکوٰۃ اور مقدار زکوٰۃ اور اموال زکوٰۃ کی تعیین یہ سب چیزیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نماز فرض کی ہے لیکن تعداد رکعات اور کیفیت نماز یہ سب سنت رسول اللہ میں بیان کی گئی ہیں۔

[3] امام بغوی کے حالات:۔ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب لکھی اور "اما بعد" کے بعد فرمایا کہ اس کتاب کی حدیثیں مصابیح ہیں (یعنی چراغ ہیں)، تو لوگوں نے اس کتاب کا نام مصابیح رکھ دیا ورنہ خود بغوی نے اپنی کتاب کا نام مصابیح نہیں رکھا تھا۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے حافظ مجتہد تھے۔ ان کی تصانیف میں سے تفسیر معالم التنزیل، مصابیح، اور شرح السنۃ بہت زیادہ مشہور ہوئیں۔ مشہور محدثین اور فقہاء سے استفادہ کیا اور اہل مرو نے آپ سے استفادہ کیا۔ آپ علمائے ربانیین میں سے تھے۔ بڑے عبادت گذار اور قانع آدمی تھے۔ آپ کا باپ فرو (پوستین) بنایا کرتا تھا اس لیے آپ کا نام فراء مشہور ہو گیا یہ فراء نحوی نہیں (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابِہٖ وَاَضْبَطَ لِشَوَارِدِ الْاَحَادِیْثِ وَاَوَابِدِهَا وَلَمَّا سَلَكَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ طَرِیْقَ الْاِخْتِصَارِ وَحَذَفَ الْاَسَانِیْدَ تَکَلَّمَ فِیْہِ بَعْضُ النُّقَّادِ وَاِنْ کَانَ نَقْلُہٗ وَاِنَّہٗ مِنَ الثِّقَاتِ کَالْاِسْنَادِ لٰکِنْ لَیْسَ مَا فِیْہِ اِعْلَامٌ کَالْاِغْفَالِ فَاسْتَخَرْتُ اللہَ وَاسْتَوْفَقْتُ مِنْہُ فَاَعْلَمْتُ مَا اَغْفَلَہٗ فَاَوْدَعْتُ کُلَّ حَدِیْثٍ مِّنْہُ فِیْ مَقَرِّہٖ کَمَا رَوَاہُ الْاَئِمَّۃُ الْمُتْقِنُوْنَ وَالثِّقَاتُ الرَّاسِخُوْنَ مِثْلُ اَبِیْ عَبْدِ اللہِ

لیکن مصنف رحمۃ اللہ نے اختصار کی راہ کو پسند فرماتے ہوئے اس میں سے اسانید کو حذف فرمادیا اس لیے حدیث کے بعض پرکھنے والوں نے اسے معیوب سمجھا۔ گو ایسے ثقہ امام کا نقل کرنا اسناد سے کم نہیں اس کے باوجود ایک جانی پہچانی چیز کا مقام نامعلوم چیز کے برابر نہیں ہو سکتا۔

میں نے استخارہ[۱] کیا اور اللہ سے توفیق چاہی میں نے غیر معلوم احادیث پر نشان کر دیئے (تخریج کر کے حوالے دیدیئے) اور ہر حدیث کو مناسب مقام پر رکھ دیا جسطرح دانشمند ثقہ اور پختہ کار اہل علم نے اسے روایت فرمایا مثلاً ابوعبداللہ[۲] امام محمد بن

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) وہ فراہ اور ہے) ہرات اور مرو کے درمیان ایک بستی ہے جس کا نام بغ ہے اور اس کو بغشور بھی کہتے ہیں اسی میں آپ کی ولادت ہوئی اور اسی نسبت سے آپ کو بغوی کہا جاتا ہے۔ آپ کا انتقال ۵۱۶ھ میں ہوا۔ آپ کی کتاب مصابیح میں تیسری فصل نہیں تھی۔ تیسری فصل کا اضافہ صاحب مشکوٰۃ نے کیا اور مصابیح میں فصل اول اور فصل دوم کے عنوان بھی نہ تھے بلکہ "صحیح حدیثیں" اور "حسن حدیثیں" عنوان رکھے گئے تھے صحیح سے مراد وہ حدیثیں تھیں جو صحیحین میں آئی ہیں اور حسن سے مراد وہ حدیثیں تھیں جو باقی صحاح ستہ میں روایت کی گئی ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] **امام تبریزی کے حالات**:۔ "میں نے" کا قائل محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی ہے۔ آپ ۷۳۷ھ میں مشکوٰۃ کی تکمیل سے فارغ ہوئے۔ مصابیح میں چار ہزار سو چونتیس (ساٹھ) حدیثیں تھیں۔ خطیب نے ان میں تقریباً ڈیڑھ ہزار حدیث کا اضافہ کیا۔ اب مشکوٰۃ میں پانچ ہزار نو سو پنتالیس حدیثیں ہیں۔ مصابیح میں تیسری فصل نہیں تھی یہ اضافہ خطیب نے کیا اور تیسری فصل میں وہ حدیثیں بیان کیں جو صحاح ستہ کے علاوہ اور کتابوں میں درج ہیں اس کے علاوہ صاحب مصابیح نے کسی حدیث کے متعلق نہ تو یہ وضاحت کی کہ یہ حدیث فلاں کتاب میں ہے اور نہ ہی روایت کرنے والے صحابی کا نام لیا۔ صاحب مشکوٰۃ نے تتبع کر کے ہر حدیث کے راوی صحابی کا نام تلاش کر کے لکھ دیا اور کتاب کا حوالہ بھی دیدیا کہ یہ حدیث فلاں کتاب میں درج ہے۔

[۲] **امام بخاری کے حالات**:۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن مغیرہ ہے اور کنیت ابوعبداللہ۔ آپ ۱۳/شوال جمعہ کی رات ۱۹۴ھ کو پیدا ہوئے۔ دس برس کی عمر میں حفظ حدیث کا کام شروع کر دیا تھا اور سولہ برس کی عمر میں عبداللہ بن مبارک اور وکیع کی تصنیفات یاد کر لیں، طلب حدیث میں مختلف ممالک اور امصار کا سفر کیا۔ چھ لاکھ حدیثیں یاد کیں اور اس ذخیرہ میں سے اپنی کتاب صحیح بخاری کو مرتب کیا صحیح بخاری میں بیان کردہ حدیثوں کی صحت کے لیے جو شرائط آپ نے (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُحَمَّدِ بْنِ اِسْمَاعِيْلَ الْبُخَارِيِّ وَاَبِي الْحُسَيْنِ مُسْلِمِ بْنِ الْحَجَّاجِ الْقُشَيْرِيِّ وَاَبِي عَبْدِ اللّٰهِ

اسمٰعیل بخاری، ابوالحسین امام مسلم بن حجاج قشیری اور ابو عبداللہ امام مالک بن انس الاصبحی اور ابو عبداللہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) رکھی ہیں وہ کسی دوسرے نے نہیں رکھیں اسی لیے قرآن کریم کے بعد صحیح ترین کتاب بخاری کو تسلیم کر لیا گیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں منبر اور محراب کے درمیان بیٹھ کر سولہ برس کی مدت میں اپنی کتاب کو مکمل کیا۔ بخاری شریف میں مکرر حدیثوں کو شمار کر کے سات ہزار دو سو پچھتر حدیثیں ہیں اور اگر مکرر حدیثوں کو حذف کر دیا جائے تو تعداد چار ہزار رہے۔ امام بخاری کی یہ کتاب ان کی اپنی زندگی میں اتنی مقبول ہوئی کہ نوے ہزار آدمیوں نے اس کتاب کو خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے امام بخاری کی دقت نظر، صلاحیت اجتہاد، حسن ترتیب اور لطیف نکات کی بنا پر دنیا نے ان کو امام المحدثین کا خطاب دیا ہے امام الائمہ بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کی نرینہ اولاد نہیں تھی۔ آپ کی وفات ۲۵۶ھ کو عید الفطر کے روز ہوئی۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

لہ **امام مسلم کے حالات**:۔ امام مسلم کی کنیت ابوالحسین ہے اور نام نامی مسلم بن حجاج بن مسلم قُشیری ہے۔ قشیر ان کے قبیلہ کا نام ہے۔ نیشاپور کے رہنے والے ہیں آپ کی ولادت ۲۰۴ھ یا ۲۰۶ھ میں ہوئی۔ آپ نے طلب حدیث میں عراق، حجاز شام اور مصر کے سفر کیے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد انہی کا درجہ ہے اور اسی طرح بخاری شریف کے بعد ان کی صحیح کا مقام ہے جس میں بارہ ہزار حدیث ہے جس کو آپ نے ایک لاکھ حدیث میں سے انتخاب کیا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بلا کا حافظہ عطا فرمایا تھا۔ نہایت متقید اور پرہیزگار تھے ۲۶۱ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ سے بلاواسطہ بھی ایک خلقت نے صحیح مسلم کو پڑھا تھا۔

لہ **امام مالک کے حالات**:۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی مالک بن انس بن ابی عامر اصبحی ہے اور کنیت ابوعبداللہ۔ اصبحی اُصبح کی طرف نسبت ہے جو آپ کے اجداد میں سے تھے۔ ۹۳ھ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں۔ امام دار الہجرت، مفتی الحرمین، امیر المومنین فی الحدیث، عالم اہل المدینہ آپ کے لقب ہیں۔ نو سو اساتذہ سے آپ نے علم حاصل کیا۔ آپ کے فضائل میں بہت سے لوگوں نے کتابیں تصنیف کی ہیں۔ آپ کی کتاب کا نام مؤطا اس لیے مشہور ہو گیا کہ آپ نے تالیف کے بعد اس کو ستر فقہا پر پیش کیا۔ سب نے آپ کی موافقت کی۔ مؤطا میں ایک ہزار ستائیس احادیث اور آثار ہیں۔ اس کی صحت کا یہ عالم ہے کہ مؤطا کی تمام مرفوع حدیثیں ایک ایک کر کے بخاری شریف میں آ گئی ہیں۔ آپ سے ایک خلق کثیر نے مؤطا کی سماعت کی ہے۔ آپ چار اماموں میں سے ایک ہیں۔ صاحب مسلک و مذہب ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جب حج کے لیے آئے تو آپ کے حلقۂ درس میں بیٹھے رہے۔ عباسی حکومت کا ارادہ تھا کہ مؤطا میں درج شدہ فقہی مسائل کو خلافت اسلامیہ کا مذہب قرار دیدے لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ لوگوں سے سوچنے سمجھنے کی صلاحیتوں کو چھین لوں۔ آپ نے ستاسی سال کی عمر میں ۱۷۹ھ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ ۔ اللھم اغفر لکاتبہ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ الْاَصْبَحِيِّ وَاَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدِ بْنِ اِدْرِيْسَ الشَّافِعِيِّ وَاَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ اَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ الشَّيْبَانِيِّ وَاَبِيْ عِيْسٰى مُحَمَّدِ بْنِ عِيْسٰى التِّرْمِذِيِّ وَاَبِيْ دَاوٗدَ سُلَيْمَانَ بْنِ الْاَشْعَثِ

امام محمد بن ادریس شافعیؒ اور ابو عبداللہ امام احمد بن حنبلؒ شیبانی اور ابو عیسیٰؒ محمد بن عیسیٰ ترمذی اور ابو داؤد سلیمانؒ بن اشعث السجستانی

ؒ امام شافعی کے حالات :- امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی محمد بن ادریس شافعی ہے اور کنیت ابو عبداللہ۔ ان کے جد اعلیٰ کا نام شافعی تھا اسی نسبت سے شافعی کہلاتے ہیں ۱۵۰ھ میں آپکی ولادت ہوئی۔ بلا کا حافظہ پایا تھا سات برس کی عمر میں قرآن مجید یاد کر لیا اور دس برس کی عمر میں موطا امام مالک یاد ہو گیا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ کثیر التصانیف ہیں۔ اصول دین میں چودہ کتابیں لکھیں اور فروع میں آپ کی کتابیں سو سے بھی زائد ہیں ۲۰۴ھ میں آپ کی وفات ہوئی تاریخ دمشق اور تاریخ اسلام للذہبی میں آپ کے فضائل اور مناقب بہت تفصیل سے لکھے ہیں۔ حافظ ابن حجر نے انکے مناقب میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس کا نام توالی التاسیس فی مناقب محمد بن ادریس رکھا۔ یہ کتاب مصر میں چھپ چکی ہے۔

ؒ امام احمد بن حنبل کے حالات :- آپ کا اسم گرامی احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی ہے اور کنیت ابو عبداللہ شیبانی قبیلہ کی طرف نسبت ہے آپ ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے۔ بغداد کے رہنے والے تھے وہیں انتقال بھی فرمایا۔ چار اماموں میں سے ایک یہ بھی ہیں بہت بڑے فقیہ اور محدث تھے۔ آپ کی جلالتِ شان کے لیے اتنا کافی ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام مسلم، ابو زرعہ، ابو داؤد سجستانی وغیرہ آپ کے شاگرد ہیں اور خود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے آپکی مسند ایک بہت بڑی کتاب ہے جس میں تیس ہزار سے زائد حدیثیں ہیں اور علماء میں مشہور اور متداول ہے اور ماسوائے چند احادیث کے باقی صحیح ہیں یا کچھ نہ کچھ انکی اصل ضرور ہے۔ آپ نے خلق قرآن کے فتنہ میں نہایت استقلال اور ثابت قدمی سے مقابلہ کیا بے حد تکلیفیں اٹھائیں۔ نہایت تنگدستی میں عمر بسر کی انتہا درجہ کے قانع تھے۔ آپکی وفات ۲۴۱ھ میں ہوئی جنازہ پر قریباً آٹھ لاکھ آدمی تھے۔ ساٹھ ہزار مستورات بھی شامل جنازہ تھیں یہ کیفیت دیکھ کر اس دن بیس ہزار یہودی اور عیسائی مسلمان ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

ؒ امام ترمذی کے حالات :- ان کا نام محمد بن عیسیٰ ہے اور کنیت ابو عیسیٰ ۲۰۹ھ میں شہر ترمذ میں پیدا ہوئے جو کہ دریائے جیحون کے کنارے ایک پرانا شہر ہے۔ آپ نے بہت سے لوگوں سے استفادہ کیا خصوصاً امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اور آپ سے بھی ایک خلق کثیر نے روایت کی ہے۔ آپکی کتاب سنن ترمذی اس لحاظ سے بہترین کتاب ہے کہ اسمیں مذاہب اربعہ کو بتفصیل بیان کیا گیا ہے اور ہر حدیث کے متعلق فیصلہ کیا گیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے یا حسن یا غریب اور اس میں جرح و تعدیل بھی ہے اور اسکے آخر میں کتاب العلل کا اضافہ کیا گیا ہے جس میں بہترین فوائد کو جمع کیا گیا ہے۔ اصطلاحات حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ امام ترمذی کی اپنی ایک الگ اصطلاح ہے کہ وہ کسی حدیث کو حسن اور غریب کہہ جاتے ہیں۔ آپنے اپنی کتاب کو علمائے حجاز، عراق اور خراسان پر پیش کیا تو اس کو سب نے پسند کیا آپ نابینا ہو گئے تھے ۲۷۹ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

ؒ امام ابو داؤد کے حالات :- آپ کا نام سلیمان بن اشعث ہے اور کنیت ابو داؤد سیستان کے رہنے (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السِّجِسْتَانِيِّ وَاَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَحْمَدَ بْنِ شُعَيْبٍ النَّسَائِيِّ وَاَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ مَاجَةَ الْقَزْوِيْنِيِّ وَاَبِيْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيِّ وَاَبِي الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ عُمَرَ

اور ابوعبدالرحمن امام احمد بن[1] شعیب النسائی اور ابوعبداللہ امام محمد بن[2] یزید بن ماجہ قزوینی اور ابو محمد عبداللہ بن[3] عبدالرحمن دارمی اور امام ابوالحسن علی بن عمر[4] دارقطنی اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) والے ہیں جو کہ خراسان کا علاقہ ہے آجکل اس علاقہ کو بلوچستان کہا جاتا ہے۔ آپ کی پیدائش ۲۰۲ھ یا ۲۰۳ھ میں ہوئی۔ آپ نے حدیث کی طلب میں مصر، شام، عراق، حجاز اور خراسان کا دورہ کیا۔ ابوداؤد کہتے ہیں کہ میں نے اپنی کتاب کو پانچ لاکھ حدیثوں میں سے انتخاب کیا۔ سنن ابی داؤد میں چار ہزار آٹھ سو حدیثیں ہیں جو اکثر صحیح۔ یا حسن ہیں اور جو ضعیف یا منکر ہیں ان کو ابوداؤد نے بیان کر دیا ہے۔ علامہ منذری نے ابوداؤد کی بعض حدیثوں پر تنقید کی ہے اور کہا ہے کہ جن حدیثوں پر ابوداؤد نے اور میں نے بھی سکوت کیا ہے وہ بالکل صحیح ہیں۔ آپ کی وفات ۲۷۵ھ میں ہوئی۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **امام نسائیؒ کے حالات**۔ آپ کا اسم گرامی احمد بن شعیب ہے اور کنیت ابوعبدالرحمٰن۔ خراسان کے علاقہ میں ایک شہر نساء میں پیدا ہوئے ۲۱۴ھ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کثیر التصنیف ہیں۔ سنن نسائی میں چاروں سنن کی نسبت سب سے کم ضعیف حدیثیں ہیں۔ آپ سے ایک انبوہ کثیر نے استفادہ کیا آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے۔ ۳۰۳ھ میں مکہ مکرمہ میں رحلت فرمائی۔

[2] **امام ابن ماجہ کے حالات**:۔ آپ کا نام محمد بن یزید بن ماجہ ہے اور کنیت ابوعبداللہ۔ قزوین میں پیدا ہوئے جو خراسان کا ایک شہر ہے آپ کی پیدائش ۲۰۹ھ میں ہوئی اور وفات ۲۷۳ھ میں بروز پیر ۲۷/رمضان المبارک کو ہوئی۔ بہت بڑے محدث تھے۔ امام مالکؒ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ ابن ماجہ کی سنن میں چار ہزار حدیثیں ہیں جن میں سے اکثر صحیح ہیں اور ان سے کم حسن اور ان سے کم ضعیف اور چند ایک ایسی حدیثیں بھی ہیں جن کو بعض نے موضوع کہا ہے اور ایک حدیث قزوین کی فضیلت میں ایسی بھی ہے جس کو سب نے بالاتفاق موضوع کہا ہے۔ ابن ماجہ کو اکثر لوگوں نے صحاح ستہ میں چھٹی کتاب شمار کیا ہے اور بعض نے اس کے بدل چھٹی کتاب مؤطا امام مالک کو رکھا ہے اور چند ایک نے چھٹی کتاب دارمی کو رکھا ہے۔

[3] **امام دارمی کے حالات**:۔ آپ کا نام عبداللہ بن عبدالرحمن ہے اور کنیت ابومحمد۔ شہر سمرقند میں ۱۸۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۵۵ھ میں آپکی وفات ہوئی۔ حدیث کے بہت بڑے امام اور حافظ تھے بنوتمیم کی ایک شاخ دارم بن مالک ہے انہی کی نسبت سے آپ دارمی مشہور ہیں۔ ان سے امام مسلم اور امام ترمذی نے بھی روایت کی ہے۔ جہمیہ فرقہ کے رد میں آپ نے بہترین کتابیں تصنیف کی ہیں رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

[4] **امام دارقطنی کے حالات**:۔ آپ کا نام نامی علی بن عمر ہے اور کنیت ابوالحسن۔ بغداد کے ایک مشہور محلہ دارقطن میں ۳۰۵ھ میں پیدا ہوئے اور اسی نسبت سے دارقطنی کہلاتے ہیں حدیث کے حافظ اور علوم حدیث کے بہت بڑے ماہر تھے اور محدثین کا کہنا ہے کہ علم جرح وتعدیل ان پر آکر ختم ہوگیا۔ آپ کے بعد آپ جیسا آدمی پیدا نہ ہو سکا امام بغوی (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدَّارَقُطْنِيِّ وَأَبِي بَكْرٍ أَحْمَدَ بْنِ حُسَيْنٍ الْبَيْهَقِيِّ وَأَبِي الْحَسَنِ رَزِيْنِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْعَبْدَرِيِّ وَ غَيْرِهِمْ وَقَلِيْلٌ مَّا هُوَ وَإِنِّي إِذَا نَسَبْتُ الْحَدِيْثَ إِلَيْهِمْ كَأَنِّي أَسْنَدْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی[۱] اور امام ابوالحسن رزین[۲] بن معاویہ عبدری اور ان کے علاوہ جن[۳] سے میں نے روایت کی ہے بہت ہی کم ہیں۔ جب میں ان اکابر ائمہ کی طرف حدیث کی نسبت[۴] کر دوں تو گویا میں نے آنحضرت تک سند پہنچا دی کیونکہ یہ حضرات خود بھی اس سے فارغ ہو گئے اور ہمیں مستغنی کر دیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) آپ کے استاد ہیں اور امام حاکم صاحب مستدرک آپ کے شاگرد ہیں۔ آپ صاحب سنن ہیں ۳۸۵ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[۱] امام بیہقی کے حالات:۔ آپ کا نام احمد بن حسین ہے اور کنیت ابوبکر۔ نیشاپور کے قریب ایک بیہق نامی شہر میں ۳۸۴ھ میں پیدا ہوئے اسی نسبت سے آپ کو بیہقی کہا جاتا ہے۔ علم حدیث کے پیشوا اور امام تھے۔ آپ کثیر التصانیف ہیں۔ آپکی تصنیفات سترہ ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں۔ آپکی سنن کبریٰ بڑی مشہور کتاب ہے۔ خراسانی لوگ آپ ہی سے استفادہ کرتے رہے امام حاکم کے شاگرد ہیں ۴۵۸ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

[۲] امام رزین کے حالات:۔ آپ کا نام رزین بن معاویہ ہے اور کنیت ابوالحسن۔ قریش کی ایک شاخ بنو عبدالدار کی طرف منسوب ہو کر عبدری کہلاتے ہیں۔ آپ نے "تجرید" نامی ایک تالیف کی جس میں آپ نے پورے صحاح ستہ کی احادیث کو ایک جگہ جمع کر دیا۔ اس کتاب کو بہت زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ لیکن بعض مقامات پر کچھ تسامح ہے علامہ ابن اثیر نے جامع الاصول میں بیان کیا ہے کہ میں نے بعض حدیثیں تجرید میں دیکھی ہیں لیکن صحاح ستہ میں انکا نشان تک نہیں ملتا اور ایسے ہی تیسیر الوصول کے مصنف کا خیال ہے۔ آپ کے سنہ پیدائش کا صحیح طور پر علم نہیں ہو سکا البتہ وفات ۵۲۰ھ کے بعد ہوئی۔

[۳] یعنی جن محدثین کرام کا تذکرہ ہو چکا ہے انکے علاوہ اور محدثین جیسے امام نووی۔ ابن حبان۔ ابن عبدالبر۔ ابن جوزی۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ۱۲

[۴] صاحب مشکوۃ امام تبریزی پر اعتراض کا جواب:۔ "اصطلاحات حدیث" میں بیان ہو چکا ہے کہ صحت حدیث کے مدارج مختلف ہیں سب سے زیادہ صحیح وہ حدیث ہے جسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا اور متفق علیہ ہو۔ پھر وہ جو صرف بخاری شریف میں مذکور ہو پھر وہ جو صرف مسلم شریف میں مذکور ہو پھر وہ جو شیخین کی شروط پر ہو پھر وہ جو امام بخاری کی شرطوں پر ہو پھر وہ جو مسلم کی شرطوں پر ہو۔ یہاں تک تو یہ قول درست ہے کہ جب میں نے حدیث کی نسبت ان حضرات کی طرف کر دی تو گویا حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی۔ ان دونوں کے علاوہ صحاح ستہ کی دوسری چار کتابیں اور ان کے علاوہ وہ کتابیں جن کا حوالہ مشکوۃ شریف میں دیا گیا ہے ان میں ہر قسم کی حدیثیں پائی جاتی ہیں صحیح بھی حسن بھی اور ضعیف بھی اس لیے دوسری کتابوں کا حوالہ دے دینے سے یہ بات درست نہیں ہو سکتی کہ یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی۔ تاوقتیکہ اس کی صحت معلوم نہ ہو جائے یا خود محدث اس کی صحت کی وضاحت (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَسَلَّمَ لِاَنَّهُمْ قَدْ فَرَغُوْا مِنْهُ وَاَغْنَوْنَا عَنْهُ وَسَرَدْتُ الْكُتُبَ وَالْاَبْوَابَ كَمَا سَرَدَهَا وَاقْتَفَيْتُ اَثَرَهٗ فِيْهَا وَقَسَمْتُ كُلَّ بَابٍ غَالِبًا عَلٰى فُصُوْلٍ ثَلٰثَةٍ اَوَّلُهَا مَا اَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ اَوْ اَحَدُهُمَا وَاكْتَفَيْتُ بِهِمَا وَاِنِ اشْتَرَكَ فِيْهِ الْغَيْرُ لِعُلُوِّ دَرَجَتِهِمَا فِى الرِّوَايَةِ وَثَانِيْهَا مَا اَوْرَدَهٗ غَيْرُهُمَا مِنَ الْاَئِمَّةِ الْمَذْكُوْرِيْنَ وَثَالِثُهَا مَا اشْتَمَلَ عَلٰى مَعْنَى الْبَابِ مِنْ مُلْحَقَاتٍ مُّنَاسِبَةٍ مَعَ مُحَافَظَةٍ عَلَى الشَّرِيْعَةِ وَاِنْ كَانَ مَاثُوْرًا عَنِ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ ثُمَّ اِنَّكَ اِنْ فَقَدْتَ حَدِيْثًا فِىْ بَابٍ فَذَالِكَ عَنْ تَكْرِيْرٍ اُسْقِطُهٗ وَاِنْ وَجَدْتَ اٰخَرَ بَعْضُهٗ مَتْرُوْكًا عَلَى اخْتِصَارِهٖ اَوْ مَضْمُوْمًا اِلَيْهِ تَمَامُهٗ فَعَنْ دَاعِىْ اهْتِمَامٍ اَتْرُكُهٗ وَاُلْحِقُهٗ وَاِنْ عَثَرْتَ عَلَى اخْتِلَافٍ فِى الْفَصْلَيْنِ مِنْ ذِكْرِ غَيْرِ الشَّيْخَيْنِ فِى الْاَوَّلِ

میں نے کتابیں[1] اور باب اسی ترتیب سے رکھے جسطرح امام بغوی نے رکھے تھے۔ اس معاملہ میں میں ان کے قدم بقدم چلا ہوں ہر باب کو عموماً میں نے تین فصلوں میں تقسیم کیا۔ پہلی فصل میں بخاری مسلم کی متفقہ یا الگ الگ احادیث مرقوم ہیں۔ اس حدیث کی روایت میں گو اور بھی شریک ہوں میں نے ان دونوں پر کفایت[2] کی کیونکہ فن روایت میں ان کا مقام بہت اونچا ہے اور دوسری فصل میں ان دو کے علاوہ باقی ائمہ کی روایات کا ذکر کیا گیا ہے اور تیسری فصل میں ان کے ہم معنی ملحقات کا ذکر کیا ہے گو یہ ائمہ سلف (صحابہ تابعین) سے منقول ہوں لیکن سابقہ شرط (صحابی کا نام اور تخریج) یہاں بھی پیش نظر رہی ہے۔ پھر اگر تمہیں کوئی حدیث کسی باب میں نہ ملے تو سمجھ لیں کہ میں نے تکرار کی وجہ سے اسے ساقط کیا ہوگا۔ اور اگر کوئی حدیث اصل سے مختصر ہو یا اس میں کچھ اضافہ کیا گیا ہو تو یہ ترک کر دینا یا بڑھانا اسکی اہمیت[3] کی وجہ سے ہوگا اور اگر دونوں فصلوں میں اختلاف ہو پہلی میں صحیحین کے علاوہ اور دوسری میں صحیحین کی حدیث مرقوم ہو تو یقین جانیئے کہ جمع بین الصحیحین

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) نہ کر دے۔ صاحب مشکوٰۃ خطیب تبریزی کا یہ فقرہ اس چیز کا جواب ہے کہ لوگ صاحب مصابیح امام بغوی پر یہ اعتراض کرتے تھے کہ اس نے حدیث کی سند کو حذف کر دیا ہے اور اب بھی یہ اعتراض تو بدستور باقی ہے کہ ماسوائے صحابی کے ذکر کے سند تو اب بھی بیان نہیں کی گئی تو اس کا جواب یہ دیا ہے کہ میں نے تمام حدیثوں کے حوالے دے دیئے ہیں کہ یہ حدیث فلاں کتاب میں ہے اور انہوں نے سندیں ذکر کر دی ہیں تو اب مجھے علیحدہ سند ذکر کرنے کی ضرورت نہیں رہی جو سند دیکھنا چاہے وہ اصل کتاب سے دیکھ لے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] **کتاب مشکوٰۃ کی ترتیب کے متعلق**:۔ کتاب سے مراد وہ عنوان ہوتا ہے جو کہ ایک ہی مضمون کے مختلف ابواب کو شامل ہو مثلاً کتاب الصلوٰۃ میں یہ ابواب شامل ہیں۔ باب مواقیت الصلوٰۃ باب تعجیل الصلوٰۃ وغیرہ کو یا اسی طرح کتاب الایمان تو یہ شامل ہے باب اثبات عذاب القبر باب علامات نفاق اور کبائر اور باب الوسوسہ وغیرہ کو۔

[2] **متفق علیہ حدیث**:۔ جس حدیث کو بخاری اور مسلم ایک ہی صحابی سے روایت کریں وہ حدیث متفق علیہ ہے وہ درجہ میں سب سے بڑھ کر ہے اور اگر صحابی مختلف ہوں تو اسے متفق علیہ نہیں کہتے اور بعض مقام پر بخاری اور مسلم کے ساتھ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَذَكَرَهُمَا فِي الثَّانِي فَاعْلَمْ أَنِّي بَعْدَ تَتَبُّعِي كِتَابَيِ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّحِيحَيْنِ لِلْحُمَيْدِي وَجَامِعِ الْأُصُولِ اعْتَمَدْتُ عَلَى صَحِيحَيِ الشَّيْخَيْنِ وَمَتْنَيْهِمَا وَإِنْ رَأَيْتَ اخْتِلَافًا فِي نَفْسِ الْحَدِيثِ فَذَلِكَ مِنْ تَشَعُّبِ طُرُقِ الْأَحَادِيثِ وَلَعَلِّي مَا اطَّلَعْتُ عَلَى تِلْكَ الرِّوَايَةِ الَّتِي سَلَكَهَا الشَّيْخُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَقَلِيلًا مَا تَجِدُ أَقُولُ مَا وَجَدْتُ هَذِهِ الرِّوَايَةَ فِي كُتُبِ الْأُصُولِ أَوْ وَجَدْتُ خِلَافَهَا فِيهَا فَإِذَا وَقَفْتَ عَلَيْهِ فَانْسِبِ الْقُصُورَ إِلَيَّ لِقِلَّةِ الدِّرَايَةِ لَا إِلَى جَنَابِ الشَّيْخِ رَفَعَ اللَّهُ قَدْرَهُ فِي الدَّارَيْنِ حَاشَا لِلَّهِ مِنْ ذَلِكَ رَحِمَ اللَّهُ مَنْ إِذَا وَقَفَ عَلَى ذَلِكَ نَبَّهَنَا عَلَيْهِ وَأَرْشَدَنَا طَرِيقَ الصَّوَابِ وَلَمْ آلُ جُهْدًا فِي التَّنْقِيرِ وَالتَّفْتِيشِ بِقَدْرِ الْوُسْعِ وَالطَّاقَةِ وَنَقَلْتُ ذَلِكَ الِاخْتِلَافَ كَمَا وَجَدْتُ

حمیدی[۱] اور جامع الاصول[۲] کی پوری چھان بین کے بعد میں نے صحیحین کے متن پر اعتماد کیا ہے اور حدیث کے اصل الفاظ میں اختلاف ہو تو یہ طرق حدیث میں اختلاف کی وجہ سے ہوگا۔ ہوسکتا ہے کہ شیخ نے جو الفاظ ذکر فرمائے ہیں مجھے اس کی اطلاع نہ ہوئی ہو اور ایسا کتنا بہت کم ہوگا کہ مجھے یہ حدیث کتب حدیث میں نہیں ملی یا اس کے خلاف ملی ہے اگر کہیں آپ ایسا ذکر پائیں تو یہ میری کم علمی کی وجہ سے میرا قصور ہوگا اس کی نسبت شیخ رحمہ اللہ کی طرف نہ کی جائے اللہ ان کے مقام کو دونوں جہان میں بلند فرمائے اس نسبت سے اللہ کی پناہ۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جسے اگر علم ہو تو ہمیں اطلاع دیکر ہماری راہنمائی کرے۔ میں نے اپنی استطاعت کے متعلق بحث وتمحیص میں کمی نہیں کی اور روایات میں اختلاف جس طرح پایا لکھ دیا اور جہاں امام نے کسی حدیث

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) اور کتابوں کا نام بھی ذکر کردیا جاتا ہے تو وہ محض ان کی تائید کے لیے ہوتا ہے۔

۵ ترمیم:۔ یعنی اگر ایک لمبی حدیث کا کوئی ٹکڑا کسی باب سے مناسبت رکھتا ہوگا تو صرف اسی کو بیان کروں گا کہیں کہیں مصابیح والے نے کوئی ٹکڑا غیر ضروری سمجھ کر حذف کردیا ہے تو میں کسی اور حیثیت سے اسکو ضروری سمجھ کر بیان کردوں گا اور اگر ایسا نہ ہوگا تو پھر پوری حدیث بیان کروں گا۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) ۱ھ تصحیح:۔ صاحب مصابیح نے پہلی فصل میں صحیحین کی حدیثیں درج کی ہیں اور دوسری میں اور سنن کی لیکن میں نے وہ حدیثیں بھی فصل اول میں ذکر کردی ہیں جو صحاح ستہ کی بقیہ چاروں کتابوں میں مل گئی ہیں اور اگر کوئی ان میں نہیں ملی تو اسکو فصل ثانی میں رکھدیا ہے

۲ھ علامہ حمیدی کے حالات:۔ امام حمیدی کا نام محمد بن ابی نصر فتوح بن عبداللہ حمیدی الازدی الاندلسی ہے ابن حزم اور ابن عبدالبر کے شاگرد ہیں آپ نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو یکجا فرمایا اور اس کا نام جمع بین الصحیحین رکھا آخر بغداد میں اقامت فرمائی اور وہیں ۴۸۸ھ میں انتقال فرمایا۔ (ابن خلکان صفحہ ۴۸۵ ج ۱۔ ابجد العلوم صفحہ ۴۴۱ ج ...

۳ھ علامہ جزری کے حالات:۔ امام جزری کا نام مبارک بن محمد ہے اور کنیت ابوالسعادات اور ابن الاثیر۔ حدیث میں "جامع الاصول" تصنیف فرمائی اس میں اصول ستہ کو جمع فرمایا۔ موصل کے قریب جزیرہ عبدالعزیز بن عمر میں (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا أَشَارَ إِلَيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ غَرِيبٍ أَوْ ضَعِيفٍ أَوْ غَيْرِهِمَا بَيَّنْتُ وَجْهَهُ غَالِبًا وَمَا لَمْ يُشِرْ إِلَيْهِ مِمَّا فِي الْأُصُولِ فَقَدْ قَفَّيْتُهُ فِي تَرْكِهِ إِلَّا فِي مَوَاضِعَ لِغَرَضٍ وَرُبَّمَا تَجِدُ مَوَاضِعَ مُهْمَلَةً وَذَالِكَ حَيْثُ لَمْ أَطَّلِعْ عَلَى رِوَايَةٍ فَتَرَكْتُ الْبَيَاضَ فَإِنْ عَثَرْتَ عَلَيْهِ فَأَلْحِقْهُ بِهِ أَحْسَنَ اللّٰهُ جَزَاءَكَ وَسَمَّيْتُ الْكِتَابَ بِمِشْكٰوةِ الْمَصَابِيحِ وَأَسْأَلُ اللّٰهَ التَّوْفِيقَ وَالْإِعَانَةَ وَالْهِدَايَةَ وَالصِّيَانَةَ وَالتَّيْسِيرَ مَا أَقْصِدُهُ وَأَنْ يَنْفَعَنِي فِي الْحَيٰوةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ وَجَمِيعَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ۔

کو غریب یا ضعیف کہا ہے میں نے عام طور پر اسکی وجہ لکھ دی ہے اور جہاں انہوں نے اس قسم کا (تنقیدی) اشارہ نہیں فرمایا چند جگہوں کے سوا جہاں مصلحت[1] کا تقاضا تھا میں نے بھی شیخ کی اقتدا میں اسی طرح نظر انداز کر دیا (اور حدیث کے متعلق کوئی گفتگو نہیں کی) اور بعض مقامات پر میں نے حدیث کا مخرج ذکر نہیں کیا کیونکہ مجھے اس کے راوی کی اطلاع نہیں ہو سکی اس لیے میں نے وہاں بیاض چھوڑ دیا اگر تمہیں اطلاع مل جائے (جس کتاب میں حدیث ہے) تو اسے وہاں درج کر دو اللہ تمہیں بہتر جزا عطا فرمائے۔ اور میں نے اس کتاب کا نام مشکوۃ المصابیح[2] رکھا میں اللہ تعالیٰ سے توفیق اور مدد چاہتا ہوں اور اس کی راہنمائی کیونکہ غلطی سے بچنے کی آرزو رکھتا ہوں اور اپنے ارادہ میں سہولت کا خواہشمند ہوں اور اس عمل کی وجہ سے اللہ دنیا اور آخرت میں مجھے اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو فائدہ دے اللہ مجھے کافی ہے اور بہتر ذمہ دار ہے اور اللہ عزیز و حکیم[3] کی توفیق کے بغیر نہ نیکی کی جا سکتی ہے نہ برائی سے بچا جا سکتا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) اقامت فرمائی آخر عمر میں آنکھوں سے معذور ہو کر گھر ہی میں مقیم ہو گئے علاج سے گریز کیا تاکہ بعد صحت امراء کے دروازوں پر جانے سے بچے رہیں سنہ ھ میں انتقال فرمایا (ابن خلکان ص ج ۱۔ ابجد العلوم ص ۲۲۱ ج ۲)

یعنی صاحب مصابیح نے اگر کسی حدیث کو اور سند سے لیا اور میں نے اور سند سے تو اس میں اختلاف کا ہو جانا قدرتی چیز ہے ۔

کتب اصول:۔ کتب اصول سے مراد وہ کتابیں ہیں جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے یعنی صحاح ستہ وغیرہ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **احادیث کی تخریج**:۔ بعض احادیث پر صاحب مصابیح نے حدیث کو صحیح سمجھتے ہوئے سکوت فرمایا اور بعد میں کسی نے اس پر تنقید کی اور وہ تنقید صحیح نہ تھی تو میں نے اس حدیث کی تصحیح کر دی تاکہ اس کی صحت ثابت ہو جائے ۔

[2] **امام بغوی کی کتاب کا نام**:۔ امام بغوی نے اپنی کتاب کا نام مصابیح (چراغ) رکھا اور چراغ کے لیے مشکوۃ (طاقچہ) کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ ہوا سے محفوظ رہے اور سمت مطلوب میں روشنی زیادہ ہو جائے ۱۲) لیے میں نے اپنی کتاب کا نام مشکوۃ رکھا اور اس پر جو اعتراض کیے گئے تھے انکو دور کیا اور مناسب اضافوں سے اسکی روشنی زیادہ ہو گئی اور نام سے مناسبت بھی ہو گئی۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱: عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوٰی فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰی دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِ امْرَاَةٍ يَّتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰی مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱: حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ عمل کا مدار نیت[۱] پر ہے ہر آدمی کو وہی ملے گا جو اس نے نیت[۲] کی جس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی رضا جوئی کے لیے ہو تو اس کو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی حاصل ہوگی اور اگر کسی کی ہجرت دنیا کے لیے ہو یا کسی عورت سے نکاح کے لیے تو یہ ہجرت اسی کام کے لیے ہے جس کے لیے اس نے ہجرت کی (بخاری۔ مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ۳ علامہ موصوف نے لاحول ولاقوۃ الا باللہ کے بعد ان دو ناموں کو درج کیا ہے حالانکہ عام طور پر مشہور العلی العظیم ہے اس میں یہ اشارہ ہے کہ دعا میں الفاظ العلی العظیم نہیں ہیں بلکہ العزیز الحکیم ہیں۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱ **اعمال کا دارومدار نیت پر ہے**:۔ اس حدیث کو امام احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم نے بھی اربعین میں ذکر کیا ہے اور بیہقی نے معرفت میں اس کا تذکرہ کیا ہے امام شوکانی نے کہا ہے کہ تمام معتبر کتابوں میں محدثین کرام نے اس حدیث کا تذکرہ کیا ہے ماسوائے امام مالک کے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ حدیث متواتر ہے اور اس پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ حضرت عمر سے روایت کرنے میں علقمہ منفرد ہیں اور علقمہ سے محمد بن ابراہیم سے یحییٰ بن سعید تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس معنی میں اتنی حدیثیں آئی ہیں کہ ان کا شمار کرنا بھی مشکل ہے تو گویا یہ تواتر معنوی ہے لفظی نہیں۔ اس حدیث کو کتاب کی ابتداء میں اس لیے لاتے ہیں کہ حدیث پڑھنے والا اپنی نیت خالص خدا کے لیے کرے کیونکہ اگر دنیا کمانے کی نیت رکھے گا تو ثواب نہیں ہوگا بلکہ ہر کام میں نیت ہی کا اعتبار ہوگا مثلاً ایک آدمی راستہ میں کنواں کھدوائے کہ آتے جاتے اس سے پانی پی لیں تو اس کو ثواب ہوگا اور دوسرا آدمی اس لیے کنواں کھدوائے کہ لوگ اس میں گریں تو اس کو عذاب ہوگا۔ امام بیہقی نے فرمایا کہ یہ حدیث اسلام کا تیسرا حصہ ہے کیونکہ اعمال یا تو دل کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں یا زبان سے اور یا پھر ہاتھ پاؤں سے تو نیت دل کا عمل ہے۔

۲ **نیت کرنے کا شرعی طریقہ**:۔ سابقہ تقریر سے معلوم ہوا کہ نیت دل سے کرنی چاہئے زبان سے اس کے الفاظ ادا نہیں کرنے چاہئیں۔ اگر زبان سے کہہ دیا لیکن دل میں نیت نہ ہوئی تو عمل قبول نہ ہوگا اور اگر دل سے نیت کر لی اور زبان سے نہ کہا تو قبول ہو جائے گا۔ اور زبان سے نیت کرنے کو علماء نے بدعت لکھا ہے جیسا کہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں اور شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ کی شرح اشعۃ اللمعات میں اور علامہ عبدالحی لکھنوی نے اپنی متعدد تصنیفات میں اس کی تصریح کی ہے ۱۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كِتَابُ الْإِيْمَانِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۲ :۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرٰى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ حَتّٰى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِسْلَامِ قَالَ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِيْمَانِ

کتاب' ایمان کا بیان

۲۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ ناگاہ ایک آدمی[1] آیا جس کے کپڑے بہت سفید تھے اور بال بہت سیاہ تھے۔ اس پر سفر کا کوئی اثر نہ تھا۔ نہ ہی ہم اسے پہچانتے[2] تھے وہ آنحضرت کے سامنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں[3] پر رکھ لیے اور کہا اے محمد آپ مجھے اسلام کے متعلق بتائیں (کہ اسلام کیا چیز ہے؟) حضرت نے فرمایا تم شہادت دو کہ اللہ کے سوا عبادت کا کوئی مستحق نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یقیناً اللہ کے پیغمبر ہیں اور نماز کو صحیح طور پر ادا کرو اور اپنے مال کی زکوٰۃ دو اور رمضان کے روزے رکھو بشرط توفیق بیت اللہ کا حج کرو اس نے کہا آپ نے صحیح فرمایا ہمیں تعجب ہوا کہ پوچھتا بھی اور تصدیق[4] بھی کرتا ہے۔ پھر کہا آپ مجھے ایمان کی بابت بتائیں تو

---

[1] حدیث جبریل :۔ یہ حدیث "حدیث جبریل" کے نام سے مشہور ہے اس میں عقیدے اور عبادت کے سب فرائض بیان کر دیئے گئے ہیں ظاہری بھی اور باطنی بھی۔ اس حدیث کو احمد، ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ ابن حبان، ابوعوانہ، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کے روایت کرنے والے مندرجہ ذیل ہیں۔ عمر بن خطاب، ابوہریرہ، ابن عباس، ابومالک، انس، ابن عمر وغیرہم رضی اللہ عنہم۔

[2] یعنی تعجب یہ تھا کہ اگر وہ دور سے آیا ہوتا تو اس پر سفر کے آثار ہوتے تھکاوٹ یا گرد و غبار وغیرہ اور اگر قریب سے آیا ہوتا تو ہم میں سے کوئی اسے جانتا ہوتا۔ [3] نسائی کی روایت میں ہے کہ اس نے آنحضرت کے زانوؤں پر ہاتھ رکھے۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنْ اَمَارَاتِهَا قَالَ اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا وَاَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا قَالَ لِيْ يَا عُمَرُ اَتَدْرِيْ مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهٗ جِبْرَائِيْلُ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَاهُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ مَعَ اخْتِلَافٍ وَفِيْهِ وَاِذَا رَاَيْتَ الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الصُّمَّ الْبُكْمَ مُلُوْكَ الْاَرْضِ فِيْ خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ قَرَاَ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ الْاٰيَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

فرمایا تم اللہ کے وجود پر یقین کرو اور فرشتوں اللہ کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور قیامت پر ایمان لاؤ اور تقدیر[1] کی اچھائی اور برائی پر ایمان لاؤ۔ اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا پھر کہا آپ بتائیں احسان کی حقیقت کیا ہے فرمایا تم اللہ کی اس طرح عبادت کرو کہ تم اسے دیکھ رہے[2] ہو۔ اگر یہ حالت نہ ہو سکے تو یوں سمجھو کہ وہ تمہیں یقیناً دیکھ رہا ہے اس نے کہا آپ مجھے قیامت کے متعلق بتائیں (یعنی قیامت کب ہوگی؟) فرمایا اس کے متعلق میں[3] تم سے زیادہ نہیں جانتا اس نے کہا اس کی نشانیاں بیان فرمائیں فرمایا ماں[4] اپنے مالک کو جنے گی (اولاد ماں پر حکومت کریگی اور والدین کی نافرمان ہوگی) اور تمہیں معلوم ہوگا کہ ننگے پاؤں والے ننگے بدن والے تنگدست بکریاں چرانے والے بڑی عظیم الشان عمارتیں بنوائیں[5] گے پھر وہ آدمی چلا گیا۔ میں تھوڑی[6] دیر وہیں ٹھہرا۔ آنحضرت نے فرمایا عمر جانتے ہو یہ سائل کون تھا میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا یہ جبریل تھے تمہیں دین سکھانے کے لیے تشریف لائے تھے (مسلم) حضرت ابوہریرہ نے یہ حدیث کچھ مختلف لفظوں سے ذکر فرمائی ہے کہ جب تم ننگے پاؤں ننگے بدن والے گنگوں[7] اور بہروں کو زمین کے بادشاہ دیکھو۔ قیامت کا علم ان پانچ چیزوں میں سے ہے جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا پھر پڑھا اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے۔ اور بارش اتارتا ہے الخ (بخاری مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) اسے معلوم ہے تو پوچھتا ہی کیوں ہے اور اگر معلوم نہیں تو تصدیق کیسے کرتا ہے؟ ۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **تقدیر کیا ہے؟**:۔ انسان دنیا میں کچھ اچھے کام کرتا ہے اور کچھ برے اللہ تعالیٰ کو ان اچھے اور برے کاموں کا علم بھی ہے اور اندازہ بھی اسی علم اور اندازے کا نام تقدیر ہے۔ تقدیر کے معنی اندازہ ہی ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو بعض نیکیوں اور برائیوں کا اختیار دے رکھا ہے اور اس کے نتائج کا اس کو علم ہے۔ (راسم)

[2] **بہت زیادہ نیکی یعنی احسان کا مقام**:۔ احسان سے مراد یہاں اخلاص ہے یعنی اس طرح عبادت کرو کہ تم دربار

(باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳:۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴:۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِيْمَانُ بِضْعٌ وَّ سَبْعُوْنَ

۳۔ عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا اسلام کی بنا پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہیں۔ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا حقدار نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے فرمانبردار بندے ہیںؐ اور اس کے پیغمبر۔ نماز قائم کرنا۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔ حج کرنا اور رمضان شریف کے روزے رکھنا (بخاری مسلم)

۴۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا ایمان کی ستر سے کچھ اوپر شاخیں (حصے) ہیں سب سے افضل کلمۂ توحید کا اقرار ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) الٰہی میں حاضر ہوا سے دیکھ رہے ہو ورنہ کم از کم وہ تمہیں ضرور دیکھ رہا ہے۔ عبادت میں یہ بڑا بلند مقام ہے۔ (راسم)

۳؎ **قیامت کا علم کسی کو بھی نہیں**:۔ یعنی تجھے معلوم ہے اور نہ مجھے ہم دونوں اس کے متعلق لاعلمی میں برابر ہیں۔ ابوہریرہؓ کی حدیث میں قرآن مجید کی آیت پڑھ کر اس طرف اشارہ کر دیا ہے۔

۴؎ **علامات قیامت**:۔ یعنی اولاد اپنے ماں باپ سے ایسا سلوک کرے گی جیسے ضرورت کے وقت بچوں کو ڈانٹ ڈپٹ یا مار پیٹ کی جاتی ہے۔ یعنی گستاخی سے پیش آئیں گے یا یہ مطلب ہے کہ لڑائیاں کثرت سے ہوں گی اور لونڈیوں کی اولاد بہت زیادہ بڑھ جائے گی۔

۵؎ یعنی کمینے اور ذلیل لوگ مال و دولت اور حکومت و اقتدار پر قبضہ کر لیں گے اور شریف لوگ ذلیل ہو جائیں گے اور کمینے باعزت۔

۶؎ **صحابہ کرام آپ کے رعب کی وجہ سے آپ سے سوال نہ کرتے تھے**:۔ آنحضرت سے سوال نہ کیا کہ یہ کون تھا صحابہ کرام کی عادت یہی تھی کہ کسی چیز کو نہ پوچھتے جس چیز کا بتلانا ضروری ہوتا اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی بیان فرما دیتے۔ آنحضرت کی ہیبت بڑے بڑے صحابہ کو گفتگو کی اجازت نہ دیتی تھی۔ صحابہ کہتے تھے کہ ہم غنیمت سمجھتے جب کوئی بدو آ کر آنحضرت سے گفتگو کرتا وہ لوگ تہذیب شائستگی اور ادب آداب نہ جانتے تھے بے دھڑک گفتگو کرتے چلے جاتے گفتگو کے دوران کئی کام کی باتیں ہم بھی سن لیا کرتے۔

۷؎ **بدترین حکمران**:۔ کسی مسئلہ پر علمی رنگ میں بحث نہ کر سکیں گے یا اقتدار کی کرسی پر بیٹھ کر حق بات کہنے کی ان کو طاقت نہ ہوگی۔ لوگوں پر ظلم ہوتا دیکھیں گے۔ خلاف شریعت احکام پر عمل ہوتا دیکھیں گے لیکن اس کے خلاف آواز نہ اٹھائیں گے۔ بہرے ہوں گے انکی سلطنت میں بدانتظامی ہوگی۔ شکایت ہوگی تو کہیں شنوائی نہ ہوگی۔

۸؎ **غیب کی کنجیاں جن کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں**:۔ پوری آیت کا ترجمہ اس طرح ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس قیامت کا علم ہے۔ وہی بارش نازل کرتا ہے اور جو ماں کے پیٹ میں ہے وہی جانتا ہے اور کوئی آدمی یہ بھی نہیں (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شُعْبَةً فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْإِيْمَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵:۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ وَلِمُسْلِمٍ قَالَ إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرٌ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ۔

۶:۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ

اور سب سے کم درجہ راستہ سے موذی چیز کا ہٹا دینا اور حیا بھی ایمان کا ایک حصہ ہے (بخاری۔ مسلم)

۵۔ عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (پکا) مسلمان[3] وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان سلامت رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ان تمام چیزوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ اور اسکے رسول نے منع فرمایا ہے یہ بخاری کے لفظ ہیں اور صحیح مسلم میں اس طرح ہے کہ کسی آدمی نے آنحضرت سے دریافت فرمایا کہ کونسا مسلمان بہتر ہے تو حضرت نے فرمایا جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان سلامت رہیں۔

۶۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا کوئی آدمی مومن نہیں ہوسکتا جب تک اسکے دل میں میری محبت ماں، باپ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابق) جانتا کہ کونسی زمین میں مرے گا بیشک اللہ تعالیٰ ہی جاننے والا خبردار ہے (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **کلمہ شہادت کا مطلب:۔** اس حدیث کو امام احمد، ترمذی، نسائی، طبرانی اور ابو یعلیٰ نے بھی روایت کیا ہے۔ امام احمد اور امام ترمذی نے صحیح کہا ہے۔ حضرت محمدؐ کو رسول ماننے کا یہ مطلب ہے کہ آپ جو کچھ بھی فرمائیں اسے درست تسلیم کرے اور پوری طرح ان کی فرمانبرداری کرے اور ایمان میں ہر اس چیز پر ایمان لانا شرط ہے جو قرآن مجید میں بیان کی گئی ہو یا آنحضرت نے فرمائی ہو مثلاً انبیا۔ فرشتوں کتابوں اور تقدیر پر ایمان رکھنا۔

[2] **ایمان کی شاخیں:۔** حضورؐ نے ایمان کی ستر سے اوپر کچھ شاخیں بیان فرمائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان مرکب چیز ہے بسیط نہیں اور مرکب میں کمی بیشی ہوسکتی ہے۔ قرآن کی بہت سی آیات اور کئی احادیث سے ایمان کا بڑھنا گھٹنا معلوم ہوتا ہے اہل حدیث کا یہی مسلک ہے۔ احناف صرف تصدیق اور اقرار کو ایمان کہتے ہیں اور راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا ہاتھ پاؤں کا عمل ہے۔ دل کی تصدیق نہیں حالانکہ حضورؐ نے اس کو بھی ایمان کا ایک حصہ قرار دیا ہے۔

[3] **اسلام کی حقیقت:۔** اسلام کا مادہ سلم ہے جس کے معنی سلامتی کے بھی ہیں۔ تو گویا جب تک مسلمان سے سلامتی اور امن دنیا کو میسر نہ ہو وہ اسلام کیا ہے اور ایمان کیا ہے۔ اس حدیث کو نسائی، ابوداؤد، ترمذی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۷:۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ مَنْ کُنَّ فِیْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ مَنْ کَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَا یُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَمَنْ یَّکْرَهُ اَنْ یَّعُوْدَ فِی الْکُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ کَمَا یَکْرَهُ اَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۸:۔ وَعَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاقَ طَعْمَ الْاِیْمَانِ مَنْ رَضِیَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹:۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَا یَسْمَعُ بِیْ اَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ یَهُوْدِیٌّ وَّلَا نَصْرَانِیٌّ ثُمَّ یَمُوْتُ وَلَمْ یُؤْمِنْ بِالَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِهٖ اِلَّا کَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ[1] نہ ہو (بخاری۔ مسلم)

۷۔ حضرت انس فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں تین خوبیاں پائی جائیں اسکو ایمان کا لطف آگیا[2] جسے اللہ اور اسکے رسول کی محبت دوسری تمام چیزوں سے زیادہ ہو کسی آدمی سے صرف اللہ کے لیے محبت کرے۔ اور کفر سے نجات کے بعد اس میں واپسی کو اتنا ناپسند کرے جیسے آگ میں گرنا (بخاری۔ مسلم)

۸۔ حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا جس آدمی نے اللہ تعالیٰ کو اپنا رب[3]، اسلام کو دین اور آنحضرت کو اپنا رسول مان لیا اس نے ایمان کا پورا مزا پا لیا (مسلم)

۹۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان[4] ہے اس امت سے کوئی یہودی ہو یا نصرانی میرا ذکر نہیں سنے گا اور میری رسالت پر ایمان نہیں لائیگا مگر وہ جہنم کا مستحق ہوگا (مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ۲ ہجرت کا مطلب:۔ ہجرت کا معنی ہے چھوڑنا۔ وطن چھوڑنے سے بہت زیادہ بڑھ کر یہ کا نام ہے کہ آدمی گناہ چھوڑ دے جن کا ارتکاب کسی حالت میں بھی جائز نہیں ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱ رسول اللہؐ کی محبت ایمان کی سب سے بڑی علامت ہے:۔ فطری محبت سے شریعت نے منع نہیں فرمایا جیسے ماں باپ، بہن بھائیوں اور اولاد کی محبت یہ سب جائز ہیں۔ بشرطیکہ ان کے ذریعہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہ ہو۔ اور اگر ان کی محبت میں ان کی معصیت کا ارتکاب کرے تو ایمان سلامت نہ رہے گا۔

۲ پر لطف ایمان کی علامت:۔ خدا تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام پر راضی ہونے کا مطلب (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۔ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَۃٌ لَھُمْ اَجْرَانِ رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِیِّہٖ وَاٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوْکُ اِذَا اَدّٰی حَقَّ اللّٰہِ وَحَقَّ مَوَالِیْہِ وَرَجُلٌ کَانَتْ عِنْدَہٗ اَمَۃٌ یَطَاُھَا فَاَدَّبَھَا فَاَحْسَنَ تَادِیْبَھَا وَعَلَّمَھَا

۱۰۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا تین آدمیوں کو دو اجر ملیں گے (۱) جو آدمی اہل کتاب سے اپنے پیغمبر پر ایمان لائے اور آنحضرت پر بھی ایمان لائے (۲) اور جو غلام اللہ کا حق بھی ادا کرے اور اپنے مالک کا حق بھی ادا کرے کسی آدمی کی مملوکہ ہو جس سے وہ ہمبستری کرتا ہے اسے بہتر ادب سکھائے اور بہترین تعلیم اسکو دے پھر اسے آزاد کر کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) یہ ہے کہ ان کی ہر حال میں ہر رنگ میں فرمانبرداری کرے اور ان کی اطاعت میں اگر کچھ نقصان بھی ہو یا تکلیف بھی پہنچے تو اسے خندہ پیشانی سے برداشت کرے اس حدیث کو احمد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔

۳؎ صفات الٰہی تشبیہ و تاویل سے منزہ ہیں:۔ حدیث میں یدہٖ کے لفظ ہیں جس کے معنی ہیں ہاتھ۔ قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہیں۔ منہ ہے۔ پنڈلی ہے ہم ان الفاظ پر بالکل اسی طرح ایمان رکھتے ہیں۔ بالکل تاویل نہیں کرتے اور نہ ہم تشبیہ کے قائل ہیں کہ خداوند تعالیٰ کے ہاتھ ہماری طرح ہیں حاشا اللہ۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کا راضی ہونا اور ناراض ہونا اور ہنسنا بھی قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہے۔

۴؎ اسلام کے بغیر کوئی دین نجات کی راہ نہیں:۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت تمام شریعتوں کی ناسخ ہے۔ اب کسی اور شریعت پر عمل کر کے نجات حاصل نہیں ہو سکتی۔ ہاں اگر کسی آدمی کو بفرض محال دور دراز مقامات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی اطلاع نہ ملی ہو تو اس کی نجات سابقہ شریعت پر عمل کرنے سے ہو جائے گی۔ امت کی دو قسمیں ہیں امت دعوت اور امت اجابت۔ پہلی قسم میں تمام یہودی عیسائی اور غیر مسلم شامل ہیں جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی دوسری قسم میں وہ لوگ شامل ہیں جنہوں نے آپ کی دعوت کو قبول کیا اس حدیث میں امت سے مراد پہلی قسم کی امت ہے:۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱؎ دوگنے اجر:۔ یعنی ان کی زندگی کے تمام عملوں کے اجر دوسرے لوگوں سے دگنے ہوں گے اگر دوسرے لوگوں کو دس گنا اجر ملے گا تو ان کو بیس گنا ملے گا۔ اگر ان کو سات سو گنا اجر ملے گا تو ان کو چودہ سو گنا ملے گا۔ پہلے آدمی کو اس لیے کہ اس نے دو شریعتوں پر عمل کیا پہلی کے وقت بھی اس کی نیت یہ تھی کہ یہ حق ہے میں ہمیشہ اس پر قائم رہوں گا۔ پھر جب آنحضرت کی شریعت سامنے آگئی تو اس پر ایمان لایا پھر اس پہ عمل کرتا رہا اور آخر تک کیا۔ دوسرے کو اس لیے کہ اس نے دو مالکوں کی اطاعت کی ایک حقیقی مالک کی اور دوسرے مجازی مالک کی اور تیسرے کو اس لیے دگنا اجر ہے کہ لونڈی اسی کی تھی حقوق زوجیت اس کو پہلے بھی حاصل تھے پھر اس نے لونڈی کو علم سکھایا۔ تہذیب سے روشناس کرایا۔ پھر آزاد کر کے اس کی حیثیت عرفی میں بہت کچھ اضافہ کر دیا پھر خود اس سے شادی کر کے اس کو اس گھر کا مالک بنا دیا جس گھر میں وہ صرف ایک خدمت گذار کی حیثیت رکھتی تھی:۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَائَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اِلَّا اَنَّ مُسْلِمًا لَّمْ يَذْكُرْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ۔

۱۲۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِيْ لَهٗ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰهَ

اس سے نکاح کر لے ان سب کے لیے دو دو اجر ہیں (بخاری۔ مسلم)

۱۱۔ عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرتا رہوں جب تک وہ کلمۂ توحید اور میری نبوت کا اقرار نہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں جب وہ ایسا کر لیں تو ان کا مال اور جان محفوظ ہو گا مگر اسلام کے حق سے[1] (بخاری مسلم) مسلم کی روایت میں الا بحق الاسلام کا ذکر نہیں۔

۱۲۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف رخ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے اللہ اور رسول ایسے مسلمان کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں پس اللہ کے عہد کو مت

---

[1] اسلام میں عمل کا اعتبار ظاہر پر ہے۔ اس حدیث کو ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، بیہقی، امام احمد، ابوداؤد، ابن حبان اور دار قطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اسلام کے احکام ظاہر پر ہیں اگر کسی نے ظاہری اسلام قبول کر لیا تو اس سے لڑائی نہیں کی جا سکتی اس کو دنیا میں اسلام کے تمام حقوق حاصل ہونگے اور باطن میں اگر وہ کافر ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسکو سزا دیں گے یہ ظاہری اسلام وہاں کام نہ آئے گا۔ امان میں ذمی اور معاہد کافر شامل ہے اسلام کے حقوق کا یہ مطلب ہے کہ شادی شدہ اگر زنا کرے گا تو سنگسار کیا جائے گا اور اگر کسی کو قتل کرے گا تو قصاص میں قتل کیا جائے گا اور اگر کسی کا مال چوری یا ڈاکہ سے یا کسی ناجائز صورت سے لے لے گا تو اس سے مال لیا جائے گا۔ یعنی وہ مسلمان ہونے کے باوجود اسلامی حدود سے نہیں بچ سکیں گے۔

[2] یہود و نصاریٰ کی نمازیں رکوع نہیں اور ان کا قبلہ علیحدہ ہے۔ دوسرے مشرکین کی عبادت کا طریقہ ہی الگ ہے۔ ہمارے ذبیحہ کا مطلب یہ ہے کہ صرف وہ چیزیں کھائے جو اسلام میں حلال ہیں اور اسی طریقہ سے ذبح کرے جو اسلام نے مقرر کیا ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ان تین کاموں کے ساتھ کوئی عملی یا اعتقادی برائی نہ کرے جس کی وجہ سے اس کا قتل ہونا ضروری ہو جائے جیسے زنا۔ قتل نفس یا ایسے خیالات کا اظہار جو اسلامی تعلیمات کے خلاف ہوں چنانچہ منافقین و ملاحدہ کا قتل ہوتا رہا ہے حالانکہ وہ ان سب چیزوں کے پابند تھے۔ اس حدیث کو نسائی، ترمذی اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِیْ ذِمَّتِہٖ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ۔

۱۳:- وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَتَى اَعْرَابِيٌّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهٗ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَتُؤَدِّيَ الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا اَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا شَيْئًا وَلَا اَنْقُصُ مِنْهُ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۱۴:- وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْ لِّيْ فِي الْاِسْلَامِ قَوْلًا لَا اَسْاَلُ عَنْهُ اَحَدًا بَعْدَكَ وَفِيْ رِوَايَةٍ غَيْرَكَ قَالَ قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۵:- وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ

توڑو (بخاری)

۱۳- حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں ایک بدو آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جسے کر کے میں جنت میں داخل ہو جاؤں حضرتؐ نے فرمایا تم اللہ کی عبادت کرو اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور فرض نماز کو قائم کرو اور مقرر شدہ زکوۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو اس نے کہا مجھے اللہ کی قسم میں نہ اس سے زیادہ کروں گا نہ کم جب وہ چلا گیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا جو شخص کسی جنتی آدمی کو دیکھنا چاہے وہ اس آدمی کو دیکھ لے[1] (بخاری۔ مسلم)

۱۴- سفیان بن عبداللہؓ ثقفی فرماتے ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول مجھے اسلام کے متعلق ایسی بات بتائیں کہ آپکے بعد کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے ایک روایت میں ہے کسی غیر سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے فرمایا اللہ تعالیٰ پر ایمان کا اقرار کر پھر استقامت[2] اس پر جم جاؤ (مسلم)

۱۵- طلحہ بن عبیداللہؓ فرماتے ہیں آنحضرت کے پاس نجد[3] سے ایک آدمی آیا جس کے بال پریشان تھے ہم اسکی آواز کی گنگناہٹ سنتے تھے

[1] **ارکان اسلام ادا کرنے والا جنتی ہے:-** اس حدیث میں حج کا ذکر نہیں ہے۔ اس وقت تک حج فرض نہیں ہوا تھا۔ معلوم ہوا کہ اسلام کے پانچ ارکان ادا کرنے والا جنت میں ضرور جائے گا اگرچہ اس نے گناہ کئے ہوں۔ خداوند تعالیٰ اگر چہ چاہیں تو اس کے گناہ معاف کر کے اس کو ابتدا ہی سے جنت میں داخل کر دیں۔ اور اگر چاہیں تو گناہوں کی سزا دے کر بالآخر جنت میں لے جائیں حقوق العباد معاف نہیں ہوں گے ان کا فکر زیادہ کرنا چاہیے۔

[2] **استقامت کا معنیٰ:-** استقامت کے معنی یہ ہیں کہ توحید الٰہی کو قبول کرنے کے بعد جو تکلیفیں پہنچیں ان کو خندہ پیشانی سے برداشت کرے اور اسلام کو کسی حال میں بھی نہ چھوڑے۔

[3] **نجد کا معنیٰ، مقام اور اقسام:-** نجد کا معنی ہے اونچا علاقہ۔ عرب میں مشہور نجد دو ہیں ایک نجد العراق جو مدینہ منورہ سے مشرق کی طرف ہے اسکے حق میں آنحضرت نے دعا نہیں فرمائی۔ بلکہ اطلاع دی کہ یہاں سے فتنے اٹھیں گے اور دوسرا نجد الیمن ہے (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرَ الرَّأْسِ نَسْمَعُ دَوِيَّ صَوْتِهِ وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُولُ حَتَّى دَنَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ فَقَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّكٰوةَ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا فَقَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ وَاللهِ لَا أَزِيدُ عَلَى هٰذَا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَحَ الرَّجُلُ إِنْ صَدَقَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶:۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى

اور بات سمجھ میں نہیں آتی تھی یہاں تک کہ وہ آنحضرتؐ کے پاس آیا اور اسلام کی بابت پوچھنے لگا آنحضرتؐ نے فرمایا پانچ نمازیں دن اور رات میں اس نے کہا کیا اسکے سوا بھی کوئی چیز مجھ پر لازم ہے فرمایا نہیں مگر نوافل پڑھ سکتے ہو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اور ماہ رمضان کے روزے اس نے کہا اس کے علاوہ مجھ پر کوئی چیز ضروری ہے فرمایا نہیں مگر نفلی روزے رکھ سکتے ہو آنحضرتؐ نے اس کے سامنے زکوۃ کا ذکر فرمایا اس نے پوچھا کیا اس کے سوا بھی مجھ پر کچھ لازم ہے فرمایا نفلی صدقہ کر سکتے ہو وہ آدمی چلا گیا اور کہا واللہ میں اس سے نہ زیادہ کروں گا نہ کم کروں گا آنحضرتؐ نے فرمایا اگر اس نے سچ کہا ہے تو کامیاب ہو گیا[1] (بخاری۔ مسلم)

۱۶۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب قبیلہ عبدالقیس[2] کا وفد[3] آنحضرتؐ کے پاس آیا تو حضرتؐ نے پوچھا یہ کونسا قبیلہ یا کونسا وفد ہے؟ انہوں نے

(حاشیہ صفحہ سابقہ) اس کے لیے آنحضرتؐ نے دعا بھی فرمائی اور ان کی تعریف کی یہاں نجد یمن مراد ہے اور اسی نجد یمن کے عبدالعزیز آل سعود تھے جو آجکل عرب میں برسر اقتدار ہیں اور سعودی حکومت کے بانی ہیں ویسے یہ بنو تمیم سے ہیں حضورؐ نے فرمایا جب مہدی پیدا ہونگے اسوقت حکومت بنو تمیم کی ہوگی۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **نجات کا دارومدار:۔** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نجات فرائض سے ہو جاتی ہے۔ سنن اور نوافل رفع درجات کیلئے بہت ضروری ہیں نفس نجات کا تعلق فرائض سے ہے اور مؤکدہ سنتوں کو ہمیشہ ترک کرنے والے انتہائی بدقسمت ہیں۔ باتفاق سلف صالحین مؤکدہ سنتوں کے تارک کی گواہی مقبول نہیں۔ یہ آدمی ضمام بن ثعلبہ تھا اور بنی سعد کے وفد کا سردار تھا۔ یہ حدیث نسائی اور ابوداؤد میں بھی ہے۔ بخاری میں یہ بھی ہے کہ آنحضرتؐ نے اس کو دین کی تمام باتیں بتائیں اس نے سن کر ان کو قبول کیا۔ دین میں منہیات کا تذکرہ بھی آ گیا۔

[2] عبدالقیس قبیلہ کا نام ہے یہ قبیلہ ربیعہ کے ساتھ تعلق رکھتے تھے۔ ربیعہ بڑا قبیلہ ہے عبدالقیس چھوٹا قبیلہ (اسم)

[3] عبدالقیس کا قبیلہ بحرین کے علاقہ میں آباد تھا۔ شراب سازی ان کا بہت بڑا ذریعہ معاش تھا کچھ لوگ تجارت پیشہ بھی تھے۔ ان کے ایمان لانے کا واقعہ اس طرح ہے کہ منقذ نامی ایک آدمی کچھ سامان تجارت لیکر مدینہ منورہ آیا۔ آنحضرتؐ سے اس کی ملاقات ہوئی آپ نے اسکے (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ الْقَوْمُ اَوْمَنِ الْوَفْدُ قَالُوْا رَبِیْعَۃُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ اَوْ بِالْوَفْدِ غَیْرَ خَزَایَا وَلَا نَدَامٰی قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا لَا نَسْتَطِیْعُ اَنْ نَّاْتِیَکَ اِلَّا فِی الشَّھْرِ الْحَرَامِ وَبَیْنَنَا وَبَیْنَکَ ھٰذَا الْحَیُّ مِنْ کُفَّارِ مُضَرَ فَمُرْنَا بِاَمْرٍ فَصْلٍ نُّخْبِرْ بِہٖ مَنْ وَّرَاءَنَا وَنَدْخُلْ بِہِ الْجَنَّۃَ وَسَاَلُوْہُ عَنِ الْاَشْرِبَۃِ فَاَمَرَھُمْ بِاَرْبَعٍ وَّنَھَاھُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اَمَرَھُمْ بِالْاِیْمَانِ بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ قَالُوا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ

نے کہا حضرت ہم قبیلہ ربیعہ سے ہیں فرمایا آپ کے وفد یا قبیلہ کو مبارک ہو تم کسی شرمندگی اور ذلت کے بغیر آگئے۔ انہوں نے کہا ہم آپ کے پاس صرف حرام مہینوں میں آسکتے ہیں ہمارے اور آپ کے درمیان قبیلہ مُضَر کے غیر مسلم ہیں آپ ہمیں فیصلےؔ کی بات بتادیں تاکہ ہم اپنے پچھلے لوگوں کو بھی بتادیں اور خود بھی جنت میں داخل ہو جائیں اور پینے کے برتنوں کے متعلق دریافت کیا آنحضرتؐ نے انہیں چار باتوں کا حکم کیا اور چار باتوں سے روکا۔ انہیں اللہ واحد پر ایمان لانے کا حکم دیا۔ فرمایا جانتے ہو اللہ واحد پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں فرمایا شہادتؔ دینا کہ صرف اللہ ہی معبود ہے اور محمد صلی اللہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابق) حالات اور رئیسانِ قوم کے نام بنام حالات پوچھے آپکی گفتگو کا منقذ پر بڑا اثر ہوا وہ مسلمان ہوگیا آپ نے اسکو قرآن مجید کی کچھ سورتیں یاد کرائیں اور ایک رقعہ بھی لکھوا دیا جو عبد القیس کے رئیس کے نام تھا اس کا نام مُنْذِر تھا اور مُنْقِذ کا خسر تھا۔ مُنْقِذ نے ابھی وہ رقعہ مُنْذِر کو نہیں دیا تھا کہ منقذ کی بیوی نے ان کو نماز پڑھتے دیکھ کر یہ کیفیت اپنے باپ منذر سے بیان کی کہ معلوم نہیں مُنْقِذ کو کیا ہو گیا ہے ہاتھ منہ دھو کر ایک طرف منہ کر کے کھڑا ہو جاتا ہے کبھی جھکتا ہے کبھی زمین پر گر پڑتا ہے۔ مُنْذِر نے اس سے مل کر پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں اور آنحضرت کا رقعہ بھی اس کو دیا اس پر بھی اسلام کا اثر ہوا وہ بھی مسلمان ہو گیا اور رقعہ سن کر قبیلے کے بہت سے آدمی مسلمان ہو گئے چنانچہ ایک وفد آنحضرت کی خدمت میں آیا جس کی قیادت منذر نے کی اس کی پیشانی پر ایک بہت بڑا زخم کا نشان تھا آپ نے اس کا نام اَشَجّ رکھ دیا۔ حرمت والے چار مہینے ہیں رجب۔ ذی قعد، ذی الحج اور محرم۔ آپ نے چار چیزوں کا حکم دیکر ایک پانچویں چیز بھی بتادی کہ غنیمت سے پانچواں حصہ بیت المال میں دینا اس لیے کہ یہ جنگجو لوگ تھے ان کو اس کی ضرورت تھی یا یہ سمجھ لو کہ زکوۃ ہی کی ایک صورت یہ بھی تھی اس کو داخل کر دیا۔ جن چار چیزوں سے منع کیا وہ سب شراب کے برتن تھے کہ مبادا ان کے استعمال سے دل میں شراب کی یاد تازہ ہو جائے بعد میں جب شراب کی نفرت مسلمانوں کے دل میں بیٹھ گئی تو ان کے استعمال کی اجازت دے دی۔ حنتم کے معنی ہیں لاکھ والے مرتبان۔ دبا کے معنی حلوہ کدو کا خول جس کو اندر سے خالی کر لیا گیا ہو۔ نقیر کے معنی ہیں کہ لکڑی کو اندر سے کرید کر بہت بڑا برتن بنا لینا۔ مزفت لک سے طلا شدہ برتن

یہ حدیث ابو داؤد۔ ترمذی اور نسائی میں بھی ہے۔

لہ پانچویں چیز زیادہ بتادی کیونکہ یہ لوگ کفار میں گھرے ہوئے تھے جنگوں میں ان کو غنیمت حاصل ہوتی جن برتنوں سے انکو روکا تھا وہ شراب کے برتن تھے جب شراب کی عادت جاتی رہی تو ان برتنوں کے استعمال کی اجازت دیدی اس لیے اب یہ حکم منسوخ سمجھنا چاہئے (راسم)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ وَإِقَامُ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءُ الزَّكٰوةِ وَصِيَامُ رَمَضَانَ وَأَنْ تُعْطُوا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ عَنِ الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ وَقَالَ احْفَظُوهُنَّ وَأَخْبِرُوا بِهِنَّ مَنْ وَرَاءَكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهُ لِلْبُخَارِيِّ

١٧۔ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ بَايِعُونِي عَلٰى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوا فِي مَعْرُوفٍ فَمَنْ وَفٰى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَهُوَ إِلَى اللّٰهِ إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَإِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ فَبَايَعْنَاهُ عَلٰى ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٨۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَضْحٰى أَوْ

علیہ وسلم اسکے رسول ہیں۔ نماز قائم کرنا۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔ رمضان کے روزے رکھنا اور مال غنیمت سے پانچواں حصہ بیت المال کو دو اور چار چیزوں سے انکو روک دیا۔ جس برتن میں لاکھ کا روغن لگا ہوا ہو۔ کدو کے بنے ہوئے برتن۔ لکڑی کھود کر جو برتن بنائے گئے ہوں برتنوں پر رال کا روغن کیا گیا ہو فرمایا انکو یاد رکھو اور پچھلے لوگوں کو اسکی اطلاع دیدینا (بخاری، مسلم) یہ لفظ بخاری کے ہیں۔

١٧۔ عبادہ بن صامت فرماتے ہیں آنحضرت نے صحابہ کی ایک جماعت سے بیعت فرمائی جبکہ وہ حضرت کے گرد پیش تھے تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروگے چوری نہیں کروگے زنا نہیں کروگے اولاد کو قتل نہیں کروگے اپنے سامنے بہتان طرازی نہیں کروگے اور معروف باتوں میں نافرمانی نہیں کروگے جو اس عہد کو پورا کرے اسکا اجر اللہ کے ذمے ہے اور جو عہد شکنی کر گذرے اور اس کی سزا اس کو دنیا میں مل گئی تو وہ اس کے لیے کفارہ ہوگی اور جس پر اللہ نے پردہ پوشی فرمادی اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اسے معاف کرے یا سزا دیدے۔ ہم نے ان شرائط پر آپ کی بیعت کرلی (بخاری۔ مسلم)

١٨۔ ابو سعید خدری فرماتے ہیں آنحضرت عید فطر یا اضحی کی نماز کیلئے عیدگاہ میں گئے اور عورتوں کے پاس سے گزرے اور فرمایا اے

له **بیعت لینے کا طریقہ۔** یہ حدیث احمد، ترمذی، نسائی، ابن سعد، ابن جریر اور ابن عساکر میں بھی مختلف الفاظ سے آئی ہے اور طبرانی نے اوسط میں اور ابن عدی نے کامل میں بھی اسکو روایت کیا ہے یہ بالکل وہی شرائط ہیں جو عورتوں کے لیے اللہ تعالی نے سورہ ممتحنہ میں فرمائی ہیں۔ مردوں سے بھی انہی شرائط پر بیعت لی جاتی رہی۔ شرک کے سوا اگر کسی گناہ کا ارتکاب ہو جائے اور حد بھی نہ لگے یا بیماری کی وجہ سے اس کا کفارہ بھی ہو تو اس کا معاملہ خدا تعالی کے سپرد ہے چاہے تو ویسے ہی معاف کردے چاہے تو سزا دیکر بالآخر معاف کردے۔ بندوں کے حق معاف نہیں ہوں گے تاوقتیکہ صاحب حق معاف نہ کرے۔

(باقی حاشیہ نمبر ٢ صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِطْرٍ إِلَى الْمُصَلّٰى فَمَرَّ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَإِنِّي أُرِيتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّدِيْنٍ أَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ إِحْدَاكُنَّ قُلْنَ وَمَا نُقْصَانُ دِيْنِنَا وَعَقْلِنَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ أَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ قُلْنَ بَلٰى قَالَ فَذٰلِكِ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا قَالَ أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ قُلْنَ بَلٰى قَالَ فَذٰلِكِ مِنْ نُقْصَانِ دِيْنِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۹:۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللهُ تَعَالٰى كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ لَنْ يُعِيدَنِي كَمَا بَدَأَنِي وَلَيْسَ أَوَّلُ الْخَلْقِ بِأَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ إِعَادَتِهِ وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ

مستورات کی جماعت صدقہ کرو مجھے دکھایا گیا ہے کہ عورتیں کثرت سے آگ میں ہوں گی۔ عورتوں نے کہا حضرت ایسا کیوں؟ فرمایا تم (آپس میں) لعنت زیادہ کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو دین اور عقل میں نقص کے باوجود تم عقلمند آدمی کو پاگل بنا دیتی ہو عورتوں نے دریافت کیا ہمارے عقل اور دین میں کیا نقص ہے؟ فرمایا کیا عورت کی شہادت مرد سے آدھی نہیں ہوتی انہوں نے کہا ہاں فرمایا یہ تو عقل کا نقصان ہوا اور جب عورت حائضہ ہوتی ہے نہ نماز پڑھتی ہے نہ روزے رکھتی ہے انہوں نے کہا درست ہے فرمایا یہ دین کا نقصان [1] ہے (بخاری۔ مسلم)

۱۹۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ابن آدم نے مجھے جھوٹا کہا اور یہ اس کے لیے مناسب نہ تھا اور اس نے مجھے گالیاں دیں اور یہ مناسب نہ تھا۔ تکذیب کی صورت تو یہ ہے وہ کہتا ہے کہ اللہ نے مجھے پیدا تو کیا ہے لیکن

(حاشیہ صفحہ سابقہ) [2] عورتوں کے زیادہ جہنمی ہونے کی وجہ:۔ یہ حدیث نسائی اور ابن ماجہ میں بھی ہے۔ اس حدیث سے بہت سے مسائل کا استنباط کیا گیا ہے۔ مثلاً عورتوں کا عیدگاہ میں جانا۔ عورتوں کو علیحدہ وعظ سنانا صدقہ سے گناہوں کا مٹ جانا۔ صدقہ وخیرات کی ترغیب دینا خاوند کی ناشکری کا کبیرہ گناہ ہونا۔ اسی طرح لعنت کرنا بھی کبیرہ گناہ ہونا۔ اعمال کی وجہ سے ایمان میں کمی بیشی کا ہونا۔ امام کا اپنی رعیت کو گناہوں سے ڈرانا اور شاگردوں کا استاد سے مسائل دریافت کرنے میں کوئی گناہ نہ ہونا۔ وغیرہ وغیرہ۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] عقل کی کمی دینوی معاملات میں سے ہے جس میں عام طور پر عورتیں دخل نہیں دیتیں نہ ہی کاروبار ان سے متعلق ہے۔ زندگی کا یہ حصہ شرعاً مرد کے پروگرام میں رکھا گیا ہے۔ عورتوں کے معاملات میں عورت کی شہادت فیصلہ کن کہی گئی ہے جیسے حمل، حیض، بکارت وغیرہ امور کیونکہ یہ عورت کا کام ہے مرد کو بظاہر اس میں دخل نہیں ہوتا۔ حیض میں نماز نہ پڑھنا یا روزہ نہ رکھنا اس لحاظ سے تو کمی ہوگی کہ مہینہ میں اتنی نمازیں کم ہو گئیں لیکن چونکہ نماز روزہ اللہ کے حکم سے ہے اس لیے یہ جرم نہیں۔ (اسلم)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وَاَنَا الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ اَلِدْ وَلَمْ اُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لِّیْ کُفُوًا اَحَدٌ وَفِیْ
رِوَایَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَمَّا شَتْمُهٗ اِیَّایَ فَقَوْلُهٗ لِیْ وَلَدٌ وَسُبْحَانِیْ اَنْ اَتَّخِذَ صَاحِبَةً اَوْ وَلَدًا
رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۲۰:۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی یُؤْذِیْنِیْ ابْنُ
اٰدَمَ یَسُبُّ الدَّهْرَ وَاَنَا الدَّهْرُ بِیَدِی الْاَمْرُ اُقَلِّبُ اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۲۱:۔ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحَدٌ
اَصْبَرَ عَلٰی اَذًی یَسْمَعُهٗ مِنَ اللّٰهِ یَدْعُوْنَ لَهُ الْوَلَدَ ثُمَّ یُعَافِیْهِمْ وَیَرْزُقُهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

وہ دقیامت کو مجھے لوٹائے گا نہیں اور پہلی دفعہ پیدا کرنا میرے لیے دوبارہ پیدا کرنے سے آسان نہیں اور گالی اس طرح کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے اور میں اکیلا بے نیاز ہوں نہ میں نے کسی کو جنا اور نہ ہی میں جنا گیا اور نہ ہی میرا کوئی ہمسر ہے اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں ہے گالی یہ ہے کہ میری اولاد ہے اور میں اولاد سے پاک ہوں نہ میری بیوی[1] ہے نہ اولاد (بخاری)

۲۰۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے انسان دکھ دیتا ہے یعنی زمانہ کو گالیاں[2] دیتا ہے اور زمانہ میں ہوں اختیار میرے قبضے میں ہے۔ دن رات کو میں ہی بدلتا ہوں۔ (بخاری۔ مسلم)

۲۱۔ ابوموسیٰؓ اشعری فرماتے ہیں ایذا کی باتیں سن کر اللہ سے زیادہ کوئی صبر نہیں کر سکتا لوگ اللہ کیلئے اولاد ثابت کرتے ہیں اور وہ ان کو صحت دیتا ہے اور رزق[3] دیتا ہے (بخاری۔ مسلم)

---

[1] اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ آدم کے بیٹے سے مراد بعض ہیں مثلاً حشر نشر کے منکر مشرکین اور دہریہ تھے اور اولاد ثابت کرنیوالے یہودی اور عیسائی اور مشرکین ہیں۔ دوسری دفعہ پیدا کرنا آدمیوں کے لحاظ سے خداوند تعالیٰ کیلئے پہلی پیدائش سے آسان تر ہونا چاہیے کیونکہ نقاش ثانی بہتر کشند ز اول لیکن اللہ تعالیٰ کی نسبت سے برابر ہے اسکے لیے نہ پہلے مشکل تھا نہ دوسری دفعہ مشکل ہے۔ گالی وہ ہے جو منسوب الیہ میں نقص پیدا کرے اور یہ الفاظ بیوی اور اولاد خدا تعالیٰ کے لیے نقص ہیں اور یہی گالی ہے۔

[2] **انسان کی نافرمانی خدا کو گالی دینا ہے**۔ یہ حدیث نسائی اور ابوداؤد میں بھی ہے۔ یہاں زمانے کو برا کہنے سے منع فرمایا ہے بعض دوسری احادیث میں زمانے کو اچھے یا برے سے بھی تعبیر فرمایا ہے۔ قرب قیامت کی احادیث میں اس کا ذکر آیا ہے۔ اصل میں نیت کا فرق ہے اگر اہل زمانہ کو ان کی برائیوں اور گناہوں کی وجہ سے برا کہا جائے تو یہ درست اور صحیح ہے اور اگر زمانہ کے حوادث اور واقعات موت، مرض تنگدستی وغیرہ وغیرہ اختیاری کاموں کی وجہ سے برا کہا جائے تو یہ ناجائز ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اختیار سے ہوتے ہیں انسان کو اس میں دخل اور اختیار نہیں۔ (راسم)

[3] **اللہ سب سے زیادہ علم والا ہے**۔ اس حدیث کو امام نسائی نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ (باقی حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۲:۔ وَعَنْ مُعَاذٍ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حِمَارٍ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهٗ إِلَّا مُؤْخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَّا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَلَا أُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۳:۔ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذٌ رَدِيْفُهٗ عَلَى الرَّحْلِ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثَلٰثًا قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ يَّشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ

۲۲۔ حضرت معاذؓ فرماتے ہیں میں گدھے پر حضرت کے پیچھے سوار تھا میرے اور آپ کے درمیان صرف زین کی لکڑی تھی حضرت نے فرمایا معاذ! تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر کیا حق ہے؟ اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق؟ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا اللہ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ جو شخص شرک نہ کرے اسے عذاب نہ کرے۔ میں نے عرض کیا حضرت! میں لوگوں کو اس کی بشارت دے دوں؟ فرمایا بشارت نہ دو وہ اس پر بھروسہ کر لیں گے (بخاری۔ مسلم)

۲۳۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا جبکہ حضرت معاذ ان کے پیچھے سوار تھے اے معاذ! فرمایا حضرت میں حاضر ہوں حاضر ہوں فرمایا اے معاذ! فرمایا حاضر ہوں حاضر ہوں۔ پھر فرمایا اے معاذ! فرمایا میں حاضر ہوں حاضر ہوں تین بار فرمایا پھر حضرت نے فرمایا جو آدمی سچے دل سے ایک دفعہ شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اللہ اس پر آگ کو حرام کر دیتا ہے۔ حضرت معاذ نے فرمایا کیا میں اس کی اطلاع لوگوں کو دیدوں کہ وہ خوش

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) بہت بڑے حوصلے والے ہیں صبور اور حلیم اسکے نام ہیں وہ کافر پر بھی جو اس کیلئے اولاد ثابت کرتا ہے انتقام کی جلدی نہیں کرتا۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) سلہ اللہ تعالیٰ کے حق بندوں پر۔ اس حدیث کو احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، بیہقی اور بزار نے بھی روایت کیا ہے اللہ تعالیٰ کے حقوق سب پر ہیں کہ وہ ہر چیز کا خالق ہے اور مالک و رزاق بھی لیکن اللہ تعالیٰ پر کسی کا کوئی حق نہیں وہ جو چاہے کرے اپنی مخلوق کو جہاں چاہے ٹھکانے لگائے نہ تو ظلم ہوگا اور نہ کوئی اس سے پوچھنے والا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنی رحمت سے اپنے ذمے کچھ حقوق فرض کر لیے ہیں۔ آنحضرت نے حضرت معاذ کو یہ خوشخبری سنانے سے منع کر دیا کہ عام لوگ اس کا صحیح مطلب نہ سمجھ سکیں گے حالانکہ اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرنے میں اپنی غلامی کا پورا تصور بھی موجود ہے اور غلامی کے تصور میں عبادات سب شامل ہیں لیکن جاہل لوگ یہ سمجھ لیں گے کہ بس کلمہ پڑھ کر ہم جنت میں چلے جائیں گے عمل کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ صِدْقًا مِّنْ قَلْبِہٖ اِلَّا حَرَّمَہُ اللّٰہُ عَلَی النَّارِ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَلَا اُخْبِرُ بِہِ النَّاسَ فَیَسْتَبْشِرُوْا قَالَ اِذًا یَّتَّکِلُوْا فَاَخْبَرَ بِھَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِہٖ تَاَثُّمًا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۲۴:۔ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ ثَوْبٌ اَبْیَضُ وَھُوَ نَائِمٌ ثُمَّ اَتَیْتُہٗ وَقَدِ اسْتَیْقَظَ فَقَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰی ذٰلِکَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّۃَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ عَلٰی رَغْمِ اَنْفِ اَبِیْ ذَرٍّ وَکَانَ اَبُوْ ذَرٍّ اِذَا حَدَّثَ بِھٰذَا قَالَ وَاِنْ رَغِمَ اَنْفُ اَبِیْ ذَرٍّ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۲۵:۔ وَعَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ شَھِدَ اَنْ لَّا

ہو جائیں! فرمایا وہ اس پر بھروسہ کر لیں گے معاذ نے اس کی اطلاع موت کے وقت دی گناہ[1] سے بچنے کے لئے (تاکہ حدیث کو چھپا کر گنہگار نہ ہوں) (بخاری۔ مسلم)

۲۴۔ ابوذر فرماتے ہیں میں آنحضرت کے پاس آیا آپ سفید کپڑے میں سو رہے تھے میں پھر آیا تو آپ بیدار ہو چکے تھے۔ فرمایا جو آدمی کلمہ توحید کا اقرار کرے پھر وہ اسی (اقرار) پر فوت ہو جائے وہ یقیناً جنت میں داخل ہوگا میں نے عرض کیا گو وہ زنا اور چوری کرے فرمایا گو وہ زنا اور چوری کرے میں نے کہا گو وہ زنا اور چوری کرے فرمایا گو وہ زنا اور چوری کرے میں نے کہا گو وہ زنا اور چوری کرے فرمایا گو وہ زنا اور چوری کرے ابوذر[2] کی ناک خاک میں مل جائے (یعنی ابوذر گو ناپسند کرے) ابوذر جب حدیث بیان فرماتے تو آنحضرت کا یہ فقرہ ساتھ ہی ذکر فرماتے (بخاری۔ مسلم)

۲۵۔ عبادہ بن صامت فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا جو آدمی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا

---

[1] **مسئلہ چھپانے والا گونگا شیطان ہے**:۔ جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ مجھے ایک ایسے آدمی نے خبر دی جو حضرت معاذ کی وفات کے وقت موجود تھے۔ حضرت معاذ نے فرمایا اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہو کہ تم بھروسہ کر کے عمل چھوڑ دو گے تو میں تم کو یہ حدیث سناتا اور اس لیے سناتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو حق کو جانتا ہو پھر حق بیان نہ کرے تو وہ گونگا شیطان ہے۔ میں گونگا شیطان نہیں بننا چاہتا پھر آپ نے یہ حدیث سنائی اس واقعہ کو امام احمد نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

[2] **موحد بالآخر جنت میں جائیگا**:۔ اس حدیث کو امام احمد، ابن حبان، نسائی، بیہقی، ترمذی اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے جنت میں جانے کا یہ مطلب نہیں کہ اسے کوئی گناہ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اگر خداوند چاہیں تو کسی کو گناہ معاف کر دیں اور اگر چاہیں تو بقدر گناہ سزا دیکر جنت میں داخل کریں۔ مطلب یہ ہے کہ کلمہ گو ہمیشہ کا دوزخی قطعاً نہیں ہے وہ کبھی نہ کبھی جنت میں ضرور جائیگا۔ حضرت ابوذر کو تعجب ہو رہا ہے اور بار بار پوچھ رہے ہیں اور آنحضرت کو کلمہ طیبہ کی عظمت کا علم ہے کہ اس کے مقابل بڑے بڑے گناہ بھی کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ (باقی حاشیہ نمبر ۳ بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ وَأَنَّ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ وَ ابْنُ أَمَتِهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَالْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَقٌّ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۶- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أُبْسُطْ يَمِيْنَكَ فَلْأُبَايِعْكَ فَبَسَطَ يَمِيْنَهُ فَقَبَضْتُ يَدِيْ فَقَالَ مَا لَكَ يَا عَمْرُو قُلْتُ أَرَدْتُّ أَنْ أَشْتَرِطَ قَالَ تَشْتَرِطُ مَاذَا قُلْتُ أَنْ يُّغْفَرَ لِيْ قَالَ أَمَا عَلِمْتَ يَا عَمْرُو أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَ إِنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَإِنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالْحَدِيْثَانِ الْمَرْوِيَّانِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ وَالْآخَرُ الْكِبْرِيَاءُ رِدَائِيْ سَنَذْكُرُهُمَا

کوئی شریک نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور عیسیٰ اس کے بندے اور اسکے رسول ہیں اور اس کی بندی کے لڑکے ہیں اور اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں جسے حضرت مریم کی طرف ڈالا گیا۔ جنت اور جہنم حق ہیں اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اس کے عمل جو بھی ہوں[۱] (بخاری۔ مسلم)

۲۶- عمرو بن عاصؓ فرماتے ہیں آنحضرت کے پاس آیا میں نے عرض کیا آپ ہاتھ پھیلائیں تاکہ میں آپ کی بیعت کروں۔ آپ نے ہاتھ پھیلایا تو میں نے اپنا ہاتھ سمیٹ لیا آپ نے فرمایا عمرو تمہیں کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا ایک شرط کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم کیا شرط کرنا چاہتے ہو میں نے عرض کیا کہ مجھے (سابقہ گناہ) معاف کر دیئے جائیں آپ نے فرمایا عمرو کیا تم نہیں جانتے کہ اسلام، حج اور ہجرت پہلے سب گناہوں کو مٹا دیتے ہیں (مسلم) حضرت ابوہریرہ کی دو حدیثیں[۲] انا اغنی الشرکاء عن الشرك اور الکبریاء

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) [۳] ان احادیث میں اعتقاد کی بنیادی حیثیت کو واضح کیا گیا ہے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ظاہری اعمال سے اعتقاد کو زیادہ اہمیت حاصل ہے عقیدہ درست ہو تو نجات بالآخر یقینی ہے اچھے عمل بھی اچھے عقیدہ سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ عمل کی ضرورت نہیں یا نجات کیلئے اسے کوئی اہمیت حاصل نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ عقیدہ اصل ہے اور عمل فرع عقیدہ درست ہو تو عمل پر خود بخود اثر پڑتا ہے۔ قرآن مجید نے جہاں ایمان کا ذکر فرمایا ہے نیک عملوں کا ذکر بھی اسکے ساتھ ہی کیا ہے بلکہ اعمال صحیح مذہب کے مطابق ایمان کا جزو ہیں۔ (اسم) (حاشیہ صفحہ ہذا)

[۱] **انبیا کی عبدیت پر ایمان لانا ضروری ہے**:۔ اس حدیث کو احمد، نسائی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ اسمیں ایمانیات سب آگئے ہیں عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا کلمہ کہا کیونکہ آپ بغیر باپ کے کلمہ کن سے پیدا ہوئے اور روح اللہ بھی کہا کہ ان کی روح بے واسطہ آئی یا اس لئے کہ انکی پھونک میں روح کی تاثیر تھی کہ مٹی کے پرندے انکی پھونک سے زندہ ہو جاتے اور بیمار تندرست ہو جاتے۔

[۲] **اسلام، حج اور ہجرت سے گناہوں کی معافی**:۔ عمرو بن عاص کی حدیث کو سعید بن منصور نے بھی اپنی سنن میں روایت کیا ہے اسلام، ہجرت اور حج تینوں کے متعلق فرمایا یہ اپنے سے پہلے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ اسلام اپنے سے پہلے تمام گناہوں کو مطلقاً

(باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِی بَابِ الرِّیَاءِ وَالْکِبْرِ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۲۷ :- عَنْ مُعَاذٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ یُّدْخِلُنِی الْجَنَّۃَ وَیُبَاعِدُنِیْ مِنَ النَّارِ قَالَ لَقَدْ سَاَلْتَ عَنْ اَمْرٍ عَظِیْمٍ وَاِنَّہٗ لَیَسِیْرٌ عَلٰی مَنْ یَسَّرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ تَعْبُدُ اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا وَتُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ وَتُؤْتِی الزَّکٰوۃَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَیْتَ ثُمَّ قَالَ اَلَا اَدُلُّکَ

رد ائی باب الریاد والکبیر۔ میں ذکر کی جائیں گی (مصنف مصابیح نے انہیں یہاں ذکر کیا ہے)

دوسری فصل

۲۷۔ حضرت معاذؓ فرماتے ہیں میں نے آنحضرتؐ سے عرض کیا آپ مجھے ایسا عمل بتائیں جو جنت میں داخل کرے اور آگ سے دور کرے فرمایا تم نے بڑی بات دریافت کی لیکن یہ ان لوگوں پر آسان ہے جن کیلئے اللہ آسان کرے۔ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو نماز قائم کرو۔ زکوٰۃ دو اور رمضان میں روزے رکھو اور حج کرو۔ پھر فرمایا میں تمہیں بھلائی کے دروازے

(بقیہ) ختم کر دیتا ہے خواہ وہ حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد۔ اور ہجرت اور حج صرف حقوق اللہ معاف کراتے ہیں حقوق العباد کی ان سے معافی نہیں ملتی صحیح مسلم میں ہے کہ شہید کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں لیکن قرضہ اسکو معاف نہیں ہوتا صاحب مصابیح نے حضرت ابوہریرہ کی یہ دو حدیثیں کہ میں تمام شریکوں سے زیادہ شرکت سے بے نیاز ہوں اور بڑائی میرا لباس ہے یہاں درج کی ہیں لیکن ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ان کو باب الریاء اور کبر میں درج کریں کیونکہ ان کی زیادہ مناسبت انہی ابواب سے ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

لہ نیکی کے دروازے :- یہ حدیث نسائی میں بھی ہے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بھلائی کے دروازے وہ ہیں جن سے بھلائی کے اندر آدمی داخل ہو سکے۔ روزہ دنیا میں گناہوں سے ڈھال ہے گناہ سے بچاتا ہے اور آخرت میں عذاب الٰہی سے ڈھال بن کر بچائے گا۔ تہجد کی نماز بھی منجملہ ان اسباب کے ہے جن سے جہنم کی آگ بجھ جاتی ہیں۔ پوری آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں وہ اپنے رب کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں سو کوئی آدمی نہیں جانتا جو ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک سے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ یہ ان کے عملوں کا بدلہ ہے۔ دین کا سر اسلام ہے یعنی توحید اور رسالت کا اقرار کہ اس کے بغیر اسلام رہ ہی نہیں سکتا جیسا کہ سر کٹ جانے کے بعد انسان کسی صورت میں بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اسلام کا ستون نماز ہے جس طرح خیمہ ستون پر کھڑا ہوتا ہے اس کے بغیر گر جاتا ہے اسی طرح نماز کے بغیر دین قائم نہیں رہ سکتا۔ اونٹ کے جسم میں کوہان سب سے بلند جگہ ہے اسی طرح اسلام کی بلندی جہاد ہے اس کے بغیر اسلام سر بلند نہیں ہوگا۔ زبان کے عمل فیصلہ کن ہیں۔ توحید و رسالت کے اقرار سے نجات ہے یہ بھی زبان کا عمل ہے اور شرکیہ کلمات کہنا غیر اللہ کو پکارنا اور ان سے حاجتیں مانگنا یہ بھی زبان کا عمل ہے جو دوزخ میں لے جانے والا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلٰی اَبْوَابِ الْخَیْرِ اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ وَّالصَّدَقَۃُ تُطْفِئُ الْخَطِیْئَۃَ کَمَا یُطْفِئُ الْمَاۗءُ النَّارَ وَصَلٰوۃُ
الرَّجُلِ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ ثُمَّ تَلَا تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ حَتّٰی بَلَغَ یَعْمَلُوْنَ ثُمَّ قَالَ
اَلَا اَدُلُّکَ بِرَاْسِ الْاَمْرِ وَعَمُوْدِہٖ وَذِرْوَۃِ سَنَامِہٖ قُلْتُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ رَاْسُ الْاَمْرِ
اَلْاِسْلَامُ وَعَمُوْدُہُ الصَّلٰوۃُ وَذِرْوَۃُ سَنَامِہِ الْجِھَادُ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُکَ بِمِلَاکِ ذٰلِکَ کُلِّہٖ
قُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ فَاَخَذَ بِلِسَانِہٖ فَقَالَ کُفَّ عَلَیْکَ ھٰذَا فَقُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَاِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ
بِمَا نَتَکَلَّمُ بِہٖ قَالَ ثَکِلَتْکَ اُمُّکَ یَا مُعَاذُ وَھَلْ یَکُبُّ النَّاسَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ اَوْ عَلٰی
مَنَاخِرِھِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِھِمْ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

۲۸:۔ وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ
لِلّٰہِ وَاَعْطٰی لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ
اَنَسٍ مَعَ تَقْدِیْمٍ وَّتَاْخِیْرٍ وَفِیْہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ اِیْمَانَہٗ۔

۲۹:۔ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ الْحُبُّ فِی اللّٰہِ

بتاؤں روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور آدھی رات کی نماز۔ پھر یہ آیت پڑھی تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُم عَنِ الْمَضَاجِعِ یَعْمَلُوْنَ تک (سجدہ)؎۱ پھر فرمایا کیا میں تم کو اس امر (دین) کے سر، ستون اور چوٹی کا پتہ نہ دوں۔ میں نے عرض کیا حضرت ضرور۔ فرمایا اس کا سر اسلام ہے اس کا ستون نماز ہے اور اس کی چوٹی جہاد ہے پھر فرمایا کیا میں ان سب کی بنیاد تم کو نہ بتاؤں ؟ میں نے عرض کیا اللہ کے نبی ضرور بتائیے۔ حضرت نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا اسے روک لو میں نے عرض کیا باتوں پر بھی گرفت ہوگی فرمایا تمہیں موت آجائے باتیں ہی تو انسان کو منہ کے بل آگ میں گرائیں گی یا فرمایا باتیں ہی انسان کو نتھنوں کے بل گرائیں گی (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

۲۸۔ ابو امامہ رضؓ فرماتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا جو شخص اللہ کیلئے محبت رکھے اسی کیلئے دشمنی کرے اللہ ہی کیلئے دے اور اللہ ہی کیلئے بخل کرے اس نے ایمان کو کامل؎۲ کر لیا (ابوداؤد) ترمذی نے معاذ بن انسؓ سے کسی قدر تقدیم و تاخیر سے روایت کیا اس میں استکمل ایمانہ کے الفاظ ہیں

۲۹۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا سب عملوں سے افضل اللہ کے لیے محبت اور اللہ ہی کی راہ میں

؎۱ پوری آیت اس طرح تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَھُمْ مِّنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ جَزَاۗءً بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (سجدہ) اس آیت میں تہجد، دعا اور صدقہ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ یہ آیت تہجد کے متعلق حدیث کی تائید کرتی ہے۔ (اسم)

؎۲ **کامل مومن کی علامات:**۔ ان چار چیزوں میں اخلاص سب سے زیادہ مشکل ہے جو ان میں خلوص پیدا کر لے گا (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالْبُغْضُ فِي اللهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۳۰:۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى دِمَائِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَزَادَ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ بِرِوَايَةِ فُضَالَةَ وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِيْ طَاعَةِ اللهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوْبَ۔

۳۱:۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَلَّمَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَالَ لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۳۲۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ

بغض ہے (ابوداؤد)

۳۰۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سلامت رہیں اور مومن وہ ہے جس سے لوگ اپنے مال اور جان کے متعلق بیخوف ہوں[1] (ترمذی، نسائی، بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت فضالہ کی روایت سے یہ لفظ زیادہ کیے ہیں مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے اللہ کی اطاعت میں اور مہاجر وہ ہے جو غلطیوں اور گناہوں کو ترک کر دے[2]۔

۳۱۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ہمیں کوئی خطبہ ایسا نہیں دیا جس میں یہ نہ فرمایا ہو کہ جس میں امانت نہیں اسمیں ایمان نہیں جو عہد کا پابند نہیں۔ اس کا دین نہیں[3] (شعب الایمان بیہقی)

تیسری فصل

۳۲۔ عبادہؓ بن صامت فرماتے ہیں میں نے آنحضرت سے سنا فرماتے تھے جو شخص شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) انشاء اللہ اس کا سارا دین خالص ہو جائے گا۔ اور خالص ہو گیا تو مکمل ہو جائے گا۔

[1] **کامل مسلمان کی علامات**:۔ یہ حدیث مستدرک حاکم میں بھی ہے۔ مطلب یہ ہے صحیح اور پورا پورا مسلمان اور مومن تب ہی ہوتا ہے جبکہ اپنی زبان کو لوگوں کے گلہ۔ غیبت اور گالی گلوچ سے محفوظ رکھے اور ہاتھ کو لوگوں کو ایذا دینے۔ مارنے۔ لوٹنے اور چوری کرنے سے محفوظ رکھے ورنہ ایسا آدمی فاسق کہلائے گا۔ کافر نہیں کہلائے گا۔ فاسق مسلمان ہوگا۔

[2] **اصلی مہاجر و مجاہد کون ہے**:۔ دشمن سے جہاد کی نوبت تو کبھی کبھی آتی ہے لیکن نفس اور شیطان سے ہر وقت جہاد کی ضرورت ہے اسی طرح ہجرتِ وطن کی نوبت تو کبھی آئے گی اور ہجرتِ معصیت کی ہر وقت ضرورت ہے تو اصلی مجاہد مجاہد نفس ہے اور اصلی مہاجر گناہ کو چھوڑ دینے والا ہے۔

(بقیہ حاشیہ برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَهِدَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۳:۔ وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۴:۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَانِ مُوْجِبَتَانِ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْمُوْجِبَتَانِ قَالَ مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ وَمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۵:۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا قُعُوْدًا حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَنَا اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ نَفَرٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ اَظْهُرِنَا فَاَبْطَاَ

اور محمد صلعم اس کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ اس پر آگ کو حرام[1] کر دیتے ہیں (مسلم)

۳۳۔ حضرت عثمانؓ سے مروی ہے آنحضرتؐ نے فرمایا جو شخص اس حالت میں مرے کہ اسے یقین ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جنت میں داخل[1] ہوگا (مسلم)

۳۴۔ جابرؓ فرماتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا دو چیزیں واجب کرنے والی ہیں ایک آدمی نے دریافت کیا واجب کرنے کا کیا مطلب ہے فرمایا جو شرک کرتے کرتے مر گیا وہ آگ میں داخل ہوگا اور جسکو موت آئے اور وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ سمجھتا ہو جنت میں داخل[2] ہوگا (مسلم)

۳۵۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں ہم آنحضرتؐ کے پاس بیٹھے تھے اور ہمارے ساتھ ابوبکر حضرت عمر اور صحابہ کی ایک جماعت تھی آنحضرت ہم میں سے اٹھ کر چلے گئے اور بہت دیر کی اور ہمیں خطرہ پیدا ہو گیا کہ حضرت کو کوئی تکلیف نہ پہنچائی جائے ہم گھبرا کر کھڑے ہو گئے میں سب سے پہلے

(بقیہ حاشیہ ۱۲ٰ) ۲ٰ دیندار کی علامات کیا ہیں؟ اس حدیث کو احمد، ابویعلی، بزار، طبرانی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ امانت میں خیانت کرنے سے بڑے بڑے مفاسد پیدا ہوتے ہیں، حرام مال کھانے پر جرأت، لوگوں پر ظلم، خدا تعالیٰ کا نافرمان ایسا آدمی مومن کب ہو سکتا ہے اور معاہدہ کرکے دھوکہ کرنا منافق کی علامت ہے مومن کی نہیں ۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] توحید کو ماننے والا جنتی ہے:۔ اگر صرف کلمہ ہی مراد لیا جائے تو مطلب یہ ہے کہ اس کے لیے خلود فی النار یعنی ہمیشہ دوزخ میں رہنا حرام ہے اور اگر توحید کے مفہوم میں عبادت اور بندگی بھی شامل ہو اور رسالت کے اقرار میں سنت کی پیروی بھی شامل ہو تو ابتداءً ہی اس پر آگ حرام ہوگی ویسے اگر خدا تعالیٰ کسی کو گناہ سرے سے ہی معاف کر دیں تو یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہے۔ اس حدیث کو امام احمد اور ترمذی اور ابو یعلیٰ اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے ۔

[2] نجات صرف توحید پر ہے:۔ اس حدیث کو امام احمد، ابوداؤد، ابویعلی، ابونعیم، ابن ابی شیبہ اور ابوداؤد طیالسی نے روایت کیا ہے۔ مطلب وہی ہے جو اوپر کی حدیث کا ہے ۔ (باقی حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْنَا وَخَشِيْنَا اَنْ يُّقْتَطَعَ دُوْنَنَا وَفَزِعْنَا فَقُمْنَا فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَخَرَجْتُ اَبْتَغِيْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَتَيْتُ حَائِطًا لِّلْاَنْصَارِ لِبَنِي النَّجَّارِ فَدُرْتُ بِهٖ هَلْ اَجِدُ لَهٗ بَابًا فَلَمْ اَجِدْ فَاِذَا رَبِيْعٌ يَّدْخُلُ فِيْ جَوْفِ حَائِطٍ مِّنْ بِئْرٍ خَارِجَةٍ وَالرَّبِيْعُ الْجَدْوَلُ قَالَ فَاحْتَفَزْتُ فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ مَا شَانُكَ قُلْتُ كُنْتَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا فَقُمْتَ فَاَبْطَاْتَ عَلَيْنَا فَخَشِيْنَا اَنْ تُقْتَطَعَ دُوْنَنَا فَفَزِعْنَا فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَاَتَيْتُ هٰذَا الْحَائِطَ فَاحْتَفَزْتُ كَمَا يَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ وَهٰؤُلَاءِ النَّاسُ وَرَائِيْ فَقَالَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ وَاَعْطَانِيْ نَعْلَيْهِ فَقَالَ اذْهَبْ بِنَعْلَيَّ هَاتَيْنِ فَمَنْ لَّقِيَكَ مِنْ وَّرَاءِ هٰذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَكَانَ اَوَّلَ مَنْ لَّقِيْتُ عُمَرُ فَقَالَ مَا هَاتَانِ النَّعْلَانِ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قُلْتُ هَاتَانِ نَعْلَا رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِيْ بِهِمَا مَنْ لَّقِيْتُ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ بَشَّرْتُهٗ بِالْجَنَّةِ فَضَرَبَ عُمَرُ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَخَرَرْتُ لِاِسْتِيْ فَقَالَ ارْجِعْ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَرَجَعْتُ

گھبرایا اور آپ کی تلاش میں نکلا میں انصار کے ایک قبیلہ بنو نجار کے باغ کے پاس آیا میں نے پھر کر اس کے دروازہ کی تلاش کی دروازہ مجھے نہ مل سکا البتہ باہر کے کسی کنوئیں سے نالی باغ میں جارہی تھی میں نالی سے باغ میں داخل ہو گیا اور آنحضرت کے پاس پہنچ گیا حضرت نے پوچھا ابوہریرہ ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں فرمایا تمہارا کیا حال ہے میں نے عرض کیا آپ ہم لوگوں میں تشریف رکھتے تھے آپ تشریف لے آئے اور آپ نے دیر کی ہمیں خطرہ ہوا کہ جناب کو کوئی نقصان پہنچے ہم گھبرائے میں پہلے گھبرا کر اس باغ میں پہنچا اور میں لومڑی کی طرح سکڑا اور داخل ہو گیا) اور لوگ میرے پیچھے پیچھے آرہے ہیں۔ آپ نے (نشانی کیلئے) مجھے اپنی دونوں جوتیاں دیں اور فرمایا یہ دونوں جوتے لے جاؤ اس دیوار سے باہر جو شخص تمہیں ملے توحید کی شہادت دیتا ہو اور اس کے دل میں اس پر یقین ہو اسے جنت کی بشارت دینا سب سے پہلے میں حضرت عمر سے ملا انہوں نے دریافت فرمایا ابوہریرہ یہ دونوں جوتے کیسے ہیں میں نے عرض کیا یہ آنحضرت کے دونوں جوتے ہیں آپ نے مجھے دے کر بھیجا ہے کہ میں جس کو ملوں اور اسے کلمہ توحید پر یقین ہو اور وہ اس کی شہادت دیتا ہو میں اسے جنت کی بشارت دوں حضرت عمر نے مجھے سینے پر مارا میں پیٹھ کے بل گر گیا فرمایا ابوہریرہ واپس جاؤ میں حضرت کے پاس واپس آیا اور میں ہچکیاں لے رہا تھا اور حضرت عمر میرے پیچھے میرے قدموں پر آرہے تھے حضرت نے فرمایا ابوہریرہ تمہیں کیا ہوا میں نے عرض کیا میں حضرت عمر کو ملا میں نے انہیں آپ کا پیغام دیا جس کے لیے جناب نے مجھے بھیجا تھا عمر نے میری چھاتی میں مارا میں پیٹھ کے بل گر گیا اور کہا واپس چلے جاؤ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ۵۳ اس کو امام احمد اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے اور مطلب وہی ہے جو اوپر آرہا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَجْهَشْتُ بِالْبُكَاءِ وَرَكِبَنِي عُمَرُ وَإِذَا هُوَ عَلَى أَثَرِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قُلْتُ لَقِيتُ عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي بَعَثْتَنِي بِهِ فَضَرَبَ بَيْنَ ثَدْيَيَّ ضَرْبَةً خَرَرْتُ لِاسْتِي فَقَالَ ارْجِعْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عُمَرُ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي أَبَعَثْتَ

آنحضرت نے فرمایا عمر! تم نے ایسا کیوں کیا حضرت عمرؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پہ قربان ہوں کیا آپ نے ابوہریرہ کو جوتے دے کر بھیجا کہ جو اسے توحید کا اقرار کرتا ہوا ملے وہ اسے جنت کی بشارت دے حضرت نے فرمایا ہاں حضرت عمر نے کہا ایسا مت کیجئے[1] مجھے خطرہ ہے کہ لوگ بھروسہ[2] کریں گے انہیں ان کی حالت پر

[1] اس حدیث کا ایک شاہد طبرانی نے اوسط میں بیان کیا ہے۔ بنو نجار انصار کا ایک قبیلہ تھا جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبد المطلب کی شادی ہوئی تھی۔ آنحضرت کے والد حضرت عبد اللہ اپنے ننہال کو مدینہ منورہ ملنے آئے ہوئے تھے کہ یہاں ان کا انتقال ہوگیا تھا۔ اس حدیث سے صحابہ کی محبت کا اندازہ ہوتا ہے کہ کس قدر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جاں نثاری پر تیار رہتے تھے کہ جب آپ کو کچھ دیر لگ گئی تو سب صحابہ بے چین ہوگئے اور اٹھ کر تلاش کرنے لگے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوہریرہ کے سینہ پر جو ہاتھ مارا اس کا مطلب ان کو تکلیف دینا نہیں تھا بلکہ ان کو ہشیار اور خبردار کرنا مقصود تھا چونکہ وہ بے خبری میں کھڑے تھے گر پڑے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو بجا سمجھا کہ جو شخص سچے دل سے خدا تعالیٰ کی توحید کا قائل ہو اسے جنت کی خوشخبری ملنی چاہئے لیکن حضرت عمر نے غور کیا کہ آج کل مسلمانوں کے جو حالات ہیں وہ بڑے محنت طلب ہیں جہاد کی بڑی سخت ضرورت ہے اس لیے اگر ان کو یہ سنا دیا گیا کہ صرف توحید و رسالت کے اقرار سے نجات ہو جائیگی تو کئی جاہل لوگ اس کا صحیح مطلب نہ سمجھ سکیں گے اور عمل چھوڑ دیں گے چنانچہ اسی مصلحت کو جب حضرت عمر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے بھی اسے درست تسلیم کیا اور ابوہریرہ کو کہہ دیا کہ چلو رہنے دو یعنی بشارت سنانے کا مقصد تو یہی تھا کہ لوگ خوش ہو جائیں لیکن دوسری طرف احتمال ضرر بہت زیادہ تھا۔ اس حدیث سے کئی مسئلے ثابت ہوئے مثلاً دین کی تبلیغ کرنا کسی دوسرے کو تبلیغ کے لیے بھیجنا۔ تعلق والوں کی جگہ میں بے اجازت چلے جانا۔ مصلحت کے پیش نظر بعض باتوں کو وقتی طور مخفی رکھنا۔ رعیت کا اپنے بادشاہ کے فیصلہ پر رائے زنی کرنا اور اگر رعیت کی بات درست ہو تو بادشاہ کو اپنی رائے کا واپس لے لینا۔

[2] حضرت عمر کا منشا یہ تھا کہ آپ نے توحید کی اہمیت جتانے کے لیے بشارت دی ہے آپکا یہ مقصد نہیں کہ لوگ اعمال خیر ترک کر دیں لیکن اس بشارت سے لوگوں کو مغالطہ ہوگا وہ یہ سمجھیں گے کہ اعمال صالحہ کی نجات کیلئے ضرورت نہیں بس توحید کا اقرار اور شہادت کافی ہے حالانکہ شریعت کا یہ منشا نہیں ہے وہاں ایمان اور عمل دونوں ضروری ہیں اس لیے عوام کو مغالطہ میں ڈالنا مناسب نہیں آنحضرت نے حضرت عمر کی رائے کو صحیح اور مناسب سمجھ کر قبول فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ عوام کے سامنے ایسے مسائل بیان نہیں کرنے چاہئیں جن سے انکو غلطی لگنے کا اندیشہ ہو (اسم)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَبَا هُرَيْرَةَ بِنَعْلَيْكَ مَنْ لَقِيَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ بَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ فَإِنِّي أَخْشٰى أَنْ يَتَّكِلَ النَّاسُ عَلَيْهَا فَخَلِّهِمْ يَعْمَلُونَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَلِّهِمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۶:۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَفَاتِيْحُ الْجَنَّةِ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

۳۷:۔ وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَ حَزِنُوْا عَلَيْهِ حَتّٰى كَادَ بَعْضُهُمْ يُوَسْوِسُ قَالَ عُثْمَانُ وَكُنْتُ مِنْهُمْ فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ مَرَّ عَلَيَّ عُمَرُ وَسَلَّمَ فَلَمْ أَشْعُرْ بِهِ فَاشْتَكٰى عُمَرُ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ثُمَّ أَقْبَلَا حَتّٰى سَلَّمَا عَلَيَّ جَمِيْعًا فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ مَا حَمَلَكَ أَنْ لَا تَرُدَّ عَلٰى أَخِيْكَ عُمَرَ سَلَامَهُ قُلْتُ مَا فَعَلْتُ فَقَالَ عُمَرُ بَلٰى وَاللهِ لَقَدْ فَعَلْتَ قَالَ قُلْتُ وَاللهِ مَا شَعَرْتُ أَنَّكَ مَرَرْتَ وَلَا سَلَّمْتَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ صَدَقَ عُثْمَانُ قَدْ شَغَلَكَ عَنْ ذٰلِكَ أَمْرٌ فَقُلْتُ أَجَلْ قَالَ مَا هُوَ قُلْتُ تَوَفَّى اللهُ تَعَالٰى نَبِيَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

چھوڑ دیں کہ وہ عمل کریں تو آنحضرت نے فرمایا انہیں اپنے حال پر چھوڑ دو (مسلم)

۳۶۔ معاذ بن جبل فرماتے ہیں آنحضرت نے مجھے فرمایا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کی شہادت دینا جنت کے دروازوں کی چابیاں ہیں[1] (احمد)

۳۷۔ حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ بہت سے صحابہ آنحضرت کی وفات کے وقت گھبرائے یہانتک کہ بعض کے دلوں میں کئی قسم کے خیالات آنے لگے حضرت عثمان فرماتے ہیں میں بھی ان (غمزدہ) لوگوں سے تھا میں کسی وقت بیٹھا تھا حضرت عمر گذرے اور سلام کہا لیکن میں نے نہیں سنا حضرت عمر نے اس واقعہ کی شکایت حضرت ابوبکر سے کی وہ دونوں آئے اور مجھے اکٹھے سلام کہا حضرت ابوبکر نے فرمایا تم نے اپنے بھائی عمر کے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا میں نے عرض کیا میں نے ایسا نہیں کیا حضرت عمر نے فرمایا واللہ تم نے ایسا ہی کیا ہے میں نے کہا مجھے تمہارے گذرنے اور سلام کہنے کا علم ہی نہیں حضرت ابوبکر نے فرمایا عثمان صحیح فرماتے ہیں تمہیں کسی دوسرے کام میں مشغولیت ہوگی میں نے عرض کیا ہاں فرمایا وہ کیا مشغولیت تھی میں نے کہا آنحضرت اللہ کے حکم سے فوت ہو گئے اور ہم نے آنحضرت سے اس امر دین، کی نجات کے متعلق کچھ نہیں پوچھا حضرت ابوبکر نے فرمایا میں نے آنحضرت سے اس کے متعلق سوال کیا

---

[1] **نجات کا دارومدار توحید پر ہے:۔** اس حدیث کو امام احمد اور بزار نے بھی روایت ہے۔ لا الٰہ الا اللہ کو جنت کی چابی فرمایا آ وہب بن منبہ کی حدیث میں ہے کہ چابی کے ساتھ دندانے بھی ہوتے ہیں اور جبتک دندانوں کی نوک پلک بالکل صحیح نہ ہوتا لا نہیں کھلتا اسی طرح لا الٰہ الا اللہ کے دندانے نیک اعمال ہیں کہ آدمی اوامر کو بجالائے اور نواہی سے باز رہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَبْلَ اَنْ نَسْأَلَهُ عَنْ نَجَاةِ هٰذَا الْاَمْرِ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ لَقَدْ سَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقُمْتُ اِلَيْهِ وَقُلْتُ لَهُ بِاَبِيْ اَنْتَ اَحَقُّ بِهَا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا نَجَاةُ هٰذَا الْاَمْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَبِلَ مِنِّي الْكَلِمَةَ الَّتِيْ عَرَضْتُ عَلٰى عَمِّيْ فَرَدَّهَا فَهِيَ لَهُ نَجَاةٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۳۸:۔ وَعَنِ الْمِقْدَادِ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَبْقٰى عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ بَيْتُ مَدَرٍ وَّلَا وَبَرٍ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ كَلِمَةَ الْاِسْلَامِ بِعِزِّ عَزِيْزٍ وَذُلِّ ذَلِيْلٍ اِمَّا يُعِزُّهُمُ اللّٰهُ فَيَجْعَلُهُمْ مِنْ اَهْلِهَا اَوْ يُذِلُّهُمْ فَيَدِيْنُوْنَ لَهَا قُلْتُ فَيَكُوْنُ الدِّيْنُ كُلُّهُ لِلّٰهِ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۳۹:۔ وَعَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ قِيْلَ لَهُ اَلَيْسَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لَيْسَ مِفْتَاحٌ اِلَّا وَلَهُ اَسْنَانٌ فَاِنْ جِئْتَ بِمِفْتَاحٍ لَهُ اَسْنَانٌ فُتِحَ لَكَ وَاِلَّا لَمْ يُفْتَحْ لَكَ

کیا تھا میں حضرت ابوبکر کے پاس کھڑا ہوگیا اور عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ ہی اس سوال کے زیادہ حقدار تھے حضرت ابوبکر نے فرمایا میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اس امر کی نجات کیسے ہوگی فرمایا جس شخص نے مجھ سے وہ کلمہ قبول کر لیا جسے میں نے اپنے چچا کے سامنے پیش کیا تھا اور اس نے انکار کر دیا تھا یہی کلمہ اس کی نجات[1] کا سبب[1] ہے (احمد)

۳۸۔ مقداد فرماتے ہیں میں نے آنحضرت سے سنا زمین پر کوئی مٹی کا گھر (مکان) اور اون کا گھر (خیمہ) نہیں رہیگا مگر اسلام اسمیں داخل ہو کر رہیگا کوئی عزت سے مانے یا ذلت سے مگر جو لوگ اسے عزت سے قبول کریں گے وہ اسکے اہل (محافظ) ہونگے یا وہ ذلت کیساتھ اسکی اطاعت کریں گے۔ میں نے کہا فیکون الدین کلہ للہ (یوں سے کا پورا دین اللہ کے لیے ہوگا[2]) (احمد)

۳۹۔ وہب بن منبہؒ سے کہا گیا کیا کلمۂ توحید جنت کی چابی نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں مگر ہر چابی کے دندانے ہوتے ہیں

[1] اس حدیث کو ابو یعلی، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، بیہقی، سعید بن منصور، طبرانی اور بزار نے بھی روایت کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت اتنا بڑا سانحہ تھا کہ بڑے بڑے صحابہ کے ہوش و حواس معطل ہوگئے۔ خود حضرت عمر کی حالت بھی تو اسی طرح ہوگئی تھی کہ تلوار پکڑ کر کہنے لگے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ آنحضرت کا انتقال ہوگیا میں اس کا سر اتار دوں گا پھر صدیق اکبر کے خطبہ سے ہوش و حواس بجا ہوئے عثمان بھی اپنے خیال میں ایسے محو تھے کہ حضرت عمر کے آنے اور سلام کہنے کا ان کو مطلق علم نہ ہوا۔ سوچ یہ رہے تھے کہ اسلام میں نجات کا دارومدار کس بات پر ہے سو حضرت صدیق اکبر نے فرمایا کہ میں نے پوچھ لیا تھا۔ نجات کا دارومدار توحید پر ہے۔

[2] حدیث میں وسوسہ (کہ مبادا دین ختم نہ ہو جائے) اور نجات دو امر قابل غور ہیں بعض کا خیال ہے وسوسہ اسلام کی صداقت میں تھا یہ صحیح نہیں کبار صحابہ کا مقام اس سے کہیں اونچا ہے وہ اسلام کے متعلق بدگمان نہیں ہو سکتے۔ اس سے مراد خیالات ہیں فتنے کے زمانے میں ایسے خیالات دل میں آنا قدرتی چیز ہے مشکل اوقات میں انبیا تک حتی نصر اللہ (اللہ کی مدد کب ہوگی) کہہ دیتے تھے۔ یہ خیالات دین اور اسلام کی صداقت کے متعلق نہیں بلکہ ان مشکلات میں کامیابی کے متعلق تھے جو ہر سلیم الایمان اور سچے مسلمان کے دل میں (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ فِیْ تَرْجَمَۃِ بَابٍ۔

۴۰: وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَحْسَنَ اَحَدُکُمْ اِسْلَامَہٗ فَکُلُّ حَسَنَۃٍ یَّعْمَلُھَا تُکْتَبُ لَہٗ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا اِلٰی سَبْعِمِائَۃِ ضِعْفٍ وَّکُلُّ سَیِّئَۃٍ یَّعْمَلُھَا تُکْتَبُ بِمِثْلِھَا حَتّٰی یَلْقَی اللّٰہَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۴۱: وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا الْاِیْمَانُ قَالَ اِذَا سَرَّتْکَ حَسَنَتُکَ وَسَاءَتْکَ سَیِّئَتُکَ فَاَنْتَ مُؤْمِنٌ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَمَا الْاِثْمُ قَالَ اِذَا

اگر چابی کے دندانے ہونگے[1] تو دروازہ کھل جائے گا ورنہ نہیں کھلے گا (بخاری نے ترجمہ باب میں اس کو روایت کیا ہے)

۴۰۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں جب تم اسلام کو درست کر لو گے تو تمہاری ہر نیکی کی جزا دس گنا سے سات سو گنا تک لکھی جائیگی اور برائی کی پوری لکھی جائے گی یہاں تک کہ (انسان) اللہ سے جا ملے[2] (بخاری، مسلم)

۴۱۔ ابوامامہؓ فرماتے ہیں ایک آدمی نے آنحضرت سے دریافت کیا کہ ایمان کیا چیز ہے فرمایا جب تمہیں تمہاری نیکی اچھی معلوم ہو تو تم صحیح مومن ہو۔ اس نے پوچھا گناہ کیا چیز ہے فرمایا جب تمہارے دل میں کوئی چیز کھٹکے تو اسے چھوڑ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) پیدا ہو سکتے ہیں وہ ان مشکلات سے مخلصی کے متعلق سوچتا ہے کہ ان سے نجات کیسے ہوگی حضرت عثمانؓ کا اس طرح انہا سے سوچنا ایمان کی پختگی کی دلیل ہے حضرت ابوبکرؓ کے جواب سے انکی تسلی ہوگئی کہ ان مشکلات سے کامیاب نجات پانے کا ذریعہ کلمہ توحید یہ پختہ ایمان ہے جو لوگ اس سے صحابہ کے ایمان کی کمزوری سمجھتے ہیں ان کے اپنے ایمان کمزور ہیں۔ (اسم)

۳ اسلام ہر جگہ پہنچے گا:۔ اس حدیث کو حاکم، طبرانی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ یہاں زمین سے مراد عرب کی زمین ہے یا تو لوگ مسلمان ہو جائیں گے اور یا پھر جزیہ دے کر ذلت کی زندگی بسر کریں گے غلبہ صرف خدا کے دین اسلام کا ہوگا۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱ ایمان کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے:۔ اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں موصولاً بھی روایت کیا ہے اور اسی طرح سعید بن منصور نے اپنی سنن میں اس کو بہ سند حسن روایت کیا ہے۔ حدیث کا مطلب اوپر بیان ہو چکا ہے۔ تالا نہ کھلنے کا مطلب یہ ہے کہ اول ہی سے نہ کھلے گا ورنہ بالآخر تو کھل ہی جائے گا۔

۲ ۔ یہ حدیث مسند امام احمد اور بیہقی میں بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت بے غائت ہے کہ کم از کم ایک نیکی کا اجر دس گنا مل جاتا ہے۔ پھر جتنا خلوص، عقیدت اور جوش عمل بڑھتا جائے گا۔ اجر میں اضافہ ہوتا جائے گا سات سو گنا تک بلکہ اس سے بڑھ کر چودہ سو گنا تک اور اس کے بعد اور بھی فضل خداوندی میں گنجائش ہے پھر رمضان شریف میں ہر اجر ستر گنا تک بڑھ جائے گا مثلاً ایک کام کا اجر اگرچہ چودہ سو تک جاتا تھا تو رمضان شریف میں ۹۸۰۰۰ تک بڑھ جائے گا اور اگر یہی نیکی بیت اللہ شریف میں ادا کی جائے گی تو ایک لاکھ گنا اور بڑھ جائیگی۔ الٰہی تیری نوازشوں کے قربان۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَاكَ فِي نَفْسِكَ شَيْءٌ فَدَعْهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۴۲ :۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ مَعَكَ عَلٰى هٰذَا الْاَمْرِ قَالَ حُرٌّ وَعَبْدٌ قُلْتُ مَا الْاِسْلَامُ قَالَ طِيْبُ الْكَلَامِ وَاِطْعَامُ الطَّعَامِ قُلْتُ مَا الْاِيْمَانُ قَالَ الصَّبْرُ وَالسَّمَاحَةُ قُلْتُ اَيُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ قَالَ قُلْتُ اَيُّ الْاِيْمَانِ اَفْضَلُ قَالَ خُلُقٌ حَسَنٌ قَالَ قُلْتُ اَيُّ الصَّلٰوةِ اَفْضَلُ قَالَ طُوْلُ الْقُنُوْتِ قَالَ قُلْتُ اَيُّ الْهِجْرَةِ اَفْضَلُ قَالَ اَنْ تَهْجُرَ مَا كَرِهَ رَبُّكَ قَالَ فَقُلْتُ اَيُّ الْجِهَادِ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ عُقِرَ جَوَادُهٗ وَاُهْرِيْقَ دَمُهٗ قَالَ قُلْتُ اَيُّ السَّاعَةِ اَفْضَلُ قَالَ جَوْفُ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

دو لہ (احمد)

۴۲۔ عمرو بن عبسہؓ فرماتے ہیں میں حضرت کے پاس آیا میں نے عرض کیا آپ کے ساتھ اس امر (دین) میں کون کون ہے فرمایا آزاد اور غلام میں نے کہا اسلام کیا چیز ہے فرمایا اچھی گفتگو اور (مسکین کو) کھانا کھلانا میں نے عرض کیا ایمان کیا چیز ہے فرمایا صبر کرنا اور سخاوت کرنا اس نے کہا کونسا اسلام افضل ہے فرمایا جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان سلامت رہیں میں نے عرض کیا ایمان کونسا افضل ہے فرمایا اچھے اخلاق میں نے پوچھا نماز کونسی افضل ہے فرمایا جس میں قیام لمبا ہو میں نے عرض کیا ہجرت کونسی افضل ہے فرمایا جسے اللہ نے ناپسند کیا اسے ترک کر دو۔ میں نے پوچھا جہاد کونسا افضل ہے فرمایا جو خود بھی شہید ہوا اور اس کا گھوڑا بھی کاٹ دیا گیا میں نے دریافت کیا کونسا وقت افضل ہے فرمایا آخری رات کا درمیانہ حصہ[۲] (احمد)

لہ **ایمان کی نشانیاں کیا ہیں**:۔ اس حدیث کو ابن حبان، بیہقی اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے اور امام حاکم نے ابوموسیٰ سے یہی حدیث روایت کی ہے۔ آنحضرتؐ نے ایمان کی علامت یہ بیان فرمائی کہ اسے نیکی سے محبت ہو اور برائی سے نفرت اور اسی طرح یہ بھی کہ وہ برائی اور بھلائی میں تمیز کر سکے جس طرح زندہ آدمی کا جسم سردی گرمی محسوس کرتا ہے۔ کڑوی۔ میٹھی۔ کسیلی اور نمکین چیزوں میں تمیز کرتا ہے اسی طرح اگر ایمان یعنی روح زندہ ہو تو وہ بھلائی اور برائی میں تمیز کرتا ہے اور نیکی سے خوش ہوتا ہے اور برائی سے نفرت کرتا ہے۔

۲ہ **ہجرت کا معنی کیا ہے**:۔ اس حدیث کو احمد، طبرانی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ ہجرت کئی طرح کی ہے ایک حبشہ کی ہجرت تھی اور یہ وقتی ہجرت تھی کہ جب مسلمانوں کا کوئی ٹھکانا بن جائے تو آجانا۔ دوسری مدینہ کی ہجرت تھی اور یہ زندگی بھر کیلئے تھی اور ایک وہ تھی کہ لوگ دین سیکھنے کیلئے آپکے پاس آتے اور کامل ترین ہجرت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام ناپسندیدہ چیزوں کو آدمی ترک کر دے۔ رات کا آخری چوتھائی خاص رحمت خداوندی کا وقت ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۳:۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ لَقِیَ اللّٰہَ لَا یُشْرِكُ بِہٖ شَیْئًا وَیُصَلِّی الْخَمْسَ وَیَصُوْمُ رَمَضَانَ غُفِرَ لَہٗ قُلْتُ اَفَلَا اُبَشِّرُھُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ دَعْھُمْ یَعْمَلُوْا رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

۴۴:۔ وَعَنْہُ اَنَّہٗ سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اَفْضَلِ الْاِیْمَانِ قَالَ اَنْ تُحِبَّ لِلّٰہِ وَتُبْغِضَ لِلّٰہِ وَتُعْمِلَ لِسَانَكَ فِیْ ذِکْرِ اللّٰہِ قَالَ وَمَاذَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَاَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَتَکْرَہَ لَھُمْ مَا تَکْرَہُ لِنَفْسِكَ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

۴۳۔ معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں میں نے آنحضرت سے سنا فرماتے تھے جو شخص اللہ کو ملے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک سمجھتا ہو اور پانچ نمازیں ادا کرے رمضان کے روزے رکھے اسے بخش دیا جائے گا میں نے عرض کیا میں یہ بشارت لوگوں کو سنا دوں؟ فرمایا ان کو عمل کرنے دو[1] (احمد)

۴۴۔ حضرت معاذؓ فرماتے ہیں میں نے آنحضرت سے دریافت کیا افضل ایمان کونسا ہے فرمایا اللہ کے لیے محبت کرو اللہ ہی کے لیے بغض رکھو اور اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں استعمال کرو میں نے عرض کیا کوئی اور بات یا رسول اللہ فرمایا لوگوں کے لیے وہ چیز پسند کرو جسے اپنے لیے پسند کرتے ہو اور ان کے لیے ناپسند کرو جو اپنے لیے ناپسند کرتے ہو (احمد)

---

[1] اس کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے اس کو طبرانی، ابو نعیم، بیہقی نے بھی روایت کیا اور یہ مضمون بخاری میں بھی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ الْكَبَائِرِ وَعَلَامَاتِ النِّفَاقِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۴۵: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الذَّنْبِ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ اَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ اَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَهَا وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ اَلْاٰيَةَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

کبیرہ گناہ اور نفاق کی علامتیں

فصل اول

۴۵۔ عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسولؐ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کونسا ہے آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی اور کو پکارنا حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے اس نے کہا پھر اسکے بعد کونسا گناہ بڑا ہے آپ نے فرمایا کہ تو اپنی اولاد کو اس ڈر سے مار ڈالے کہ وہ تیرے ساتھ بیٹھ کر کھائیگا اس نے کہا پھر کونسا آپ نے فرمایا پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرنا اللہ تعالےٰ نے اس کی تصدیق فرمائی وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ اور معبود کو نہیں پکارتے اور نہ ہی کسی جان کو قتل کرتے ہیں جسے اللہ نے حرام کیا مگر حق کے ساتھ اور نہ ہی زنا کرتے ہیں الآیہ ۲۵/۶۸ (بخاری۔ مسلم)

لہ۔ ہر ایک معصیت ناپسندیدہ ہے۔ قانون توڑنا بہر حال جرم ہے خواہ بڑا ہو یا چھوٹا۔ اسلام میں گناہ کے مراتب ہیں یہ مراتب نیت یا اثر کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں پھر کبھی تو جرم کی سزا سے گناہ کا کبیرہ ہونا معلوم ہوتا ہے اور کبھی الفاظ کی شدت سے یہی وجہ ہے کہ ائمہ نے ان کی تعداد میں اختلاف کیا ہے بعض نے کسی وجہ کو ملحوظ رکھا اور بعض نے کسی اور کو حالانکہ وہ سب وجوہات معتبر ہیں۔ امام ابن قیم نے اعلام الموقعین میں ایک طویل فہرست مرتب کی ہے جو بہت حد تک جامع فہرست ہے ان کی تعداد ۱۹۰ ہے صلہ ۳۲۲ جلد ۲ مطبوعہ ہند۔

صغیرہ گناہ وہ ہیں جو معمولی نوعیت کے ہیں لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ صغیرہ پر اگر ضد اور اصرار کیا جائے تو وہ کبیرہ ہو جاتا ہے۔

نفاق کی دو قسمیں ہیں عملی اور اعتقادی۔ عملی نفاق تو یہ ہے کہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کیا جائے جھوٹ بولنا، وعدہ توڑنا، امانت میں خیانت کرنا۔ گالی دینا وغیرہ اور اعتقادی نفاق یہ ہے کہ ایمانیات کی تصدیق دل میں نہ ہو۔ اس سے آدمی کافر ہو جاتا ہے بلکہ کفر سے بھی بدتر ہے پہلے نفاق سے آدمی مرتد نہیں ہوتا (راسم)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۶ :- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْكَبَائِرُ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْ رِوَايَةِ اَنَسٍ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ بَدَلَ الْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۴۷ :- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ الرِّبٰوا وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۴۸ :- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزْنِي الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ اِلَيْهِ فِيْهَا اَبْصَارَهُمْ حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَغُلُّ اَحَدُكُمْ حِيْنَ يَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاِيَّاكُمْ اِيَّاكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔
وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلَا يَقْتُلُ حِيْنَ يَقْتُلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ عِكْرِمَةُ قُلْتُ لِابْنِ

۴۶۔ عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا کبیرے گناہ یہ ہیں اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ جان کا قتل کرنا۔ جھوٹی قسم کھانا (بخاری) انس کی روایت میں جھوٹی قسم کی بجائے جھوٹی شہادت کا ذکر فرمایا (بخاری۔ مسلم)

۴۷۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت نے فرمایا سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔ لوگوں نے کہا حضرت وہ کیا چیزیں ہیں فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔ جادو کرنا۔ کسی کو ناحق قتل کرنا۔ سود کھانا۔ یتیم کا مال کھانا۔ لڑائی سے بھاگ جانا پاکباز مومن بے خبر عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانا (بخاری۔ مسلم)

۴۸۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا جب زانی زنا کرتا ہے وہ مومن نہیں ہوتا۔ جب چور چوری کرتا ہے وہ مومن نہیں ہوتا نہ شراب پیتے وقت مومن ہوتا ہے۔ لوٹنے والا جب ایسی چیز لوٹے جس کی طرف لوگ توجہ کریں وہ مومن نہیں ہوتا اور خائن جب خیانت کرتا ہے وہ مومن نہیں ہوتا۔ ان برائیوں سے بچو بچو (بخاری۔ مسلم)
ابن عباسؓ کی روایت میں ہے قاتل جب قتل کرتا ہے وہ مومن نہیں ہوتا۔ عکرمہؓ فرماتے ہیں میں نے ابن عباس سے پوچھا

سلہ یہ حدیث ترمذی۔ نسائی اور مسند امام احمد میں بھی ہے باقی کبیرہ گناہوں کے متعلق خود حدیث میں جو وضاحت کی گئی ہے وہ محتاج تفسیر نہیں۔

سلہ۲ اس حدیث کو ابوداؤد۔ نسائی اور بزار نے بھی روایت کیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَبَّاسٍ كَيْفَ يُنْزَعُ الْإِيْمَانُ مِنْهُ قَالَ هٰكَذَا وَ شَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ ثُمَّ أَخْرَجَهَا فَإِنْ تَابَ عَادَ إِلَيْهِ هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ وَقَالَ أَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ لَا يَكُوْنُ هٰذَا مُؤْمِنًا تَامًّا وَلَا يَكُوْنُ لَهُ نُوْرُ الْإِيْمَانِ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ۔

۴۹:۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ زَادَ مُسْلِمٌ وَإِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ ثُمَّ اتَّفَقَا إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ۔

۵۰ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰى

دان لوگوں سے، ایمان کیسے کھینچا جاتا ہے۔ ابن عباس نے تشبیک کر کے انگلیاں کھول دیں فرمایا اس طرح اگر توبہ کرے تو ایمان اسی طرح واپس لوٹ آتا ہے پھر تشبیک[۱] کی۔ ابو عبداللہ (امام بخاری) فرماتے ہیں یہ (پھر بھی) پورا[۲] مومن نہیں ہوتا نہ ہی اسے ایمان کا نور ملتا ہے۔ یہ بخاری کے لفظ ہیں۔

۴۹۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں منافق کی تین نشانیاں ہیں مسلم کی روایت میں ہے اگرچہ وہ نماز روزہ ادا کرے اور اپنے آپ کو مسلم خیال کرے پھر دونوں نے اتفاق کیا جب بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے وعدہ کرے تو اسکے خلاف کرتا ہے اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت[۳] کرتا ہے۔

۵۰۔ عبداللہ بن عمروؓ فرماتے آنحضرتؐ نے فرمایا چار چیزیں جس آدمی میں ہوں وہ خالص منافق ہوتا ہے جس میں ایک عادت نفاق پائی جائے اس میں اسی قدر نفاق ہوگا یہاں تک کہ اسے ترک کر دے جب اسکے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے اور جب گفتگو

---

[۱] تشبیک۔ ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے میں ڈال دینا۔ (اسم)

[۲] **کبیرے گناہ مومن کی شان نہیں**۔ اس حدیث کے بعض اجزا ابوداؤد، نسائی میں بھی ہیں اور طبرانی اور طبری میں بھی یہ حدیث بیان کی گئی ہے۔ یہ جو فرمایا کہ زانی زنا کے وقت مومن نہیں رہتا اس کے دو مطلب ہیں ایک تو یہ کہ اسکو خبر کے معنی پر محمول کیا جائے اس صورت میں معنی یہی ہوں گے کہ واقعی مومن نہیں رہتا۔ دوسرا یہ کہ خبر بمعنی نہی ہو یعنی یہ کام مومن کی شان کے لائق نہیں ہیں مومن کو ایسے کام نہیں کرنا چاہئیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زانی، چور، ڈاکو، شرابی اور خائن کے ایمان کی نفی کی ہے اسلام کی نفی نہیں فرمائی یہ نہیں کہا کہ وہ مسلمان نہیں رہتا کیونکہ ایمان خاص ہے اور اسلام عام ہے ہر مومن مسلمان ضرور ہے اور ہر مسلمان مومن نہیں ہے۔

[۳] **نفاق کی قسمیں**:۔ یہ حدیث ترمذی۔ نسائی اور طبرانی میں بھی ہے۔ نفاق کی دو قسمیں ہیں نفاق اعتقادی اور نفاق عملی۔ اعتقادی نفاق میں آدمی کے دل میں سرے سے اسلام، خدا اور رسول کی تصدیق ہی نہیں ہوتی اس کے لیے کبھی نجات نہیں ہے ہمیشہ کا جہنمی (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَدَعَهَا إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۱: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَالشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تَعِيْرُ إِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً وَّإِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۵۲: عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ قَالَ يَهُوْدِيٌّ لِصَاحِبِهٖ اِذْهَبْ بِنَا إِلٰى هٰذَا النَّبِيِّ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهٗ لَا تَقُلْ نَبِيٌّ إِنَّهٗ لَوْ سَمِعَكَ لَكَانَ لَهٗ أَرْبَعُ أَعْيُنٍ فَأَتَيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَاهُ عَنْ اٰيَاتٍ بَيِّنَاتٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا

کرے تو جھوٹ بولے اور جب عہد کرے تو دھوکہ دے جب (کسی سے) لڑے تو گالیاں دے [۱] (بخاری، مسلم)

۵۱۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا منافق کی مثال حیران [۲] بکری کی طرح ہے کبھی اس ریوڑ کی طرف کبھی دوسرے ریوڑ کی طرف [۳] (مسلم)

دوسری فصل

۵۲۔ صفوانؓ بن عسّال فرماتے ہیں ایک یہودی نے اپنے ساتھی کو کہا آؤ اس نبی کے پاس چلیں ساتھی نے کہا نبی مت کہو اس نے سن لیا تو اس کی چار آنکھیں ہو جائیں گی (یعنی بہت خوش ہوں گے) وہ دونوں آنحضرت کے پاس آئے اور موسیٰ علیہ السلام کی نو نشانیوں کی بابت دریافت کیا۔ آنحضرت نے فرمایا شرک [۱] نہ کرنا، چوری نہ کرنا۔ زنا نہ کرنا۔ کسی کو ناحق قتل نہ کرنا بے گناہ [۲] کو بادشاہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ہے اور جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں رہے گا۔ عملی نفاق سے آدمی اسلام کے دائرہ سے خارج نہیں ہو جاتا بلکہ یہ فسق و فجور کا دوسرا نام ہے خدا چاہے تو معاف کر دے چاہے تو سزا دیدے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۱؎ **مومن گالی نہیں بکتا**:۔ اس حدیث کو ترمذی۔ نسائی۔ ابوداؤد اور امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ پہلی حدیث میں تین خصلتیں بیان فرمائی تھیں اس میں ایک اور خصلت منافق کی بیان فرمائی کہ جب وہ لڑتا ہے گالی بکتا ہے۔ فجور اصل میں حق سے دور چلے جانے کو کہتے ہیں جس کا مرادی معنی گالی بکنا اور بکواس کرنا ہے۔

۲؎ العائرۃ ای المتردّدۃ (نہایہ، ابن اثیر) دو ریوڑوں میں جو بکری جنسی خواہش کے لیے حیران ہو۔ (اسم)

۳؎ **منافق کی مثال**:۔ یہ حدیث نسائی اور مسند امام احمد میں بھی ہے۔ عائر لغت میں اس بکری کو کہتے ہیں جو نر کی تلاش میں ماری ماری پھر رہی ہو۔ وہ بھی اپنا پیٹ بھرنے کے لیے ادھر اُدھر دوڑتی پھرتی ہے اور منافق بھی اپنی پیٹ پوجا اور دنیاوی منافع کے لیے کبھی کافروں میں شامل ہو جاتا ہے کبھی مسلمانوں میں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا تَمْشُوْا بِبَرِیْءٍ اِلٰی
ذِیْ سُلْطَانٍ لِیَقْتُلَہٗ وَلَا تَسْحَرُوْا وَلَا تَاْکُلُوا الرِّبٰوا وَلَا تَقْذِفُوْا مُحْصَنَۃً وَلَا تُوَلُّوْا لِلْفِرَارِ
یَوْمَ الزَّحْفِ وَعَلَیْکُمْ خَاصَّۃً الْیَھُوْدَ اَنْ لَّا تَعْتَدُوْا فِی السَّبْتِ قَالَ فَقَبَّلَا یَدَیْہِ وَرِجْلَیْہِ وَقَالَا
نَشْھَدُ اَنَّکَ نَبِیٌّ قَالَ فَمَا یَمْنَعُکُمْ اَنْ تَتَّبِعُوْنِیْ قَالَ اِنَّ دَاوٗدَ عَلَیْہِ السَّلَامُ دَعَا رَبَّہٗ اَنْ لَّا یَزَالَ
مِنْ ذُرِّیَّتِہٖ نَبِیٌّ وَاِنَّا نَخَافُ اِنْ تَبِعْنَاکَ اَنْ یَّقْتُلَنَا الْیَھُوْدُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤٗدَ وَالنَّسَائِیُّ۔
۵۳:۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ مِّنْ اَصْلِ الْاِیْمَانِ اَلْکَفُّ
عَمَّنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَا تُکَفِّرْہُ بِذَنْبٍ وَلَا تُخْرِجْہُ مِنَ الْاِسْلَامِ بِعَمَلٍ وَالْجِھَادُ مَاضٍ مُنْذُ
بَعَثَنِیَ اللّٰہُ اِلٰی اَنْ یُّقَاتِلَ اٰخِرُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ الدَّجَّالَ لَا یُبْطِلُہٗ جَوْرُ جَائِرٍ وَّلَا عَدْلُ عَادِلٍ وَ

کے پاس قتل کے جرم میں نہ لیجانا۔ جادو نہ کرنا۔ سود نہ کھانا۔ پاک عورتوں کو تہمت نہ لگانا۔ اور لڑائی کے دن میدان سے نہ بھاگنا۔ اور یہود[1] کے لیے ضروری ہے کہ ہفتے کے دن زیادتی نہ کریں۔ ان دونوں نے آپ کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ[2] دیا اور کہا ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ نبی ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا تمہیں میری اطاعت سے کونسی چیز مانع ہے۔ انہوں نے کہا حضرت داؤد نے دعا کی تھی کہ ان کی اولاد میں ہمیشہ نبی رہے ہمیں خطرہ ہے اگر ہم نے آپ کی پیروی کی تو یہودی ہمیں قتل کر دیں[3] گے (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)۔

۵۳۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے آنحضرت نے فرمایا تین چیزیں اصل ایمان میں داخل ہیں جو شخص کلمہ توحید کا اقرار کرے اس سے رک جانا (اسے کوئی نقصان نہ پہنچائے) کسی گناہ کی وجہ سے اسے کافر نہ سمجھے اور کسی ناجائز عمل کی وجہ سے اسے اسلام سے خارج نہ سمجھے اور جہاد کرنا اور جب سے اللہ نے مجھے مبعوث فرمایا جہاد فرض ہے یہانتک کہ اسی امت کے آخری لوگ دجال سے لڑیں گے

سلہ حدیث میں تو نشانات کے متعلق سوال تھا۔ ہفتہ کے دن کا احترام دسواں ہے یہ یہودیوں کی خصوصیت تھی اسے الگ کر دیا اور زیادہ بتا دیا۔ (راسم)

سلہ تعلیم کے متعلق آنحضرت کی عادت تھی کہ وہ مخاطب کی استعداد کے مطابق ارشاد فرماتے ہیں۔ یہ یہودی سائل تھے جو سوال کا جواب ملنا نے اور آنحضرت کی نبوت کا صاف اقرار کرنے کے باوجود مسلمان نہیں ہوئے اور یہ جو عذر بیان کیا وہ بھی غلط ہے حضرت داؤد کی کوئی دعا آسمانی کتابوں میں موجود نہیں جس کا مطلب یہ ہو کہ پیغمبر ہمیشہ ان کی اولاد سے ہو ایسے لوگوں کے سامنے بوسے کے جواز یا عدم جواز کی بحث بے فائدہ تھی اس لیے آنحضرت نے انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کا احترام یہودیوں اور غیر مسلم قوموں کا طریقہ تھا ایک واقعہ قدم بوسی کا بعض نو مسلموں سے منقول ہے (ابوداؤد۔ ترمذی) پرانے مسلمانوں کی یہ عادت نہیں تھی نہ صحابہ نے آپس میں کبھی ایسا کیا نہ آنحضرت کی خاموشی مصلحت کی بنا پر تھی جیسے حدیبیہ کے دن صحابہ نے آنحضرت کے وضو کا پانی اور تھوک ہاتھوں پر لے لیا یہ وقتی مصلحت تھی پوری عمر کا معمول اور عادت یہ نہ تھی اس لیے اس سے ان امور کے جواز پر استدلال نہ علم کا تقاضا ہے نہ عقلمندی کا۔ (راسم)

(باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْاِیْمَانُ بِالْقَدَرِ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ۔

۵۴:۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا زَنَا الْعَبْدُ خَرَجَ مِنْہُ الْاِیْمَانُ فَکَانَ فَوْقَ رَأْسِہٖ کَالظُّلَّۃِ فَاِذَا خَرَجَ مِنْ ذٰلِکَ الْعَمَلِ رَجَعَ اِلَیْہِ الْاِیْمَانُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ۔

اسے نہ کسی کا انصاف روک سکتا ہے نہ کسی کا ظلم اور تقدیر پہ ایمان لانا[1] (ابوداؤد)

۵۴۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا جب آدمی زنا کرتا ہے تو اس کا ایمان خارج ہو جاتا ہے اور اس کے سر پہ سایہ کی طرح ہو جاتا ہے جب وہ اس (برے) کام سے فارغ ہو جائے تو ایمان لوٹ آتا ہے[1] (ترمذی۔ابوداؤد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) **[۳] دست بوسی یہود کی رسم ہے** اس حدیث کو امام حاکم نے بھی مستدرک میں بیان کیا ہے۔یہود بدبخت نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بالکل پہچان لیا تھا لیکن ضد اور تعصب کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے تھے ماسوائے چند لوگوں کے جیسے حضرت عبداللہ بن سلام یا انکے ساتھی۔یہودیوں نے نبی صلعم کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا۔کسی صحابی سے ثابت نہیں کہ اس نے نبی صلعم کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا ہو حالانکہ صحابہ کرام نبی صلعم کی محبت میں پیش پیش تھے۔معلوم ہوا کہ تعظیم کا یہ طریقہ یہودیوں کا ہے مسلمانوں کا نہیں ہے اور یہ جو یہودیوں نے کہا کہ داؤد علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ ان کی اولاد میں سے کوئی نہ کوئی نبی آتا رہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ نبی آئے گا تو یہودی اس کے ساتھ مل کر طاقت و قوت حاصل کر لیں گے اور پھر ہم کو قتل کر دیں گے کیونکہ ہم نے یہودیت کو چھوڑ دیا ہو گا۔لیکن یہ ان بدبختوں نے داؤد علیہ السلام پہ بہتان لگایا۔داؤد علیہ السلام نے ایسی کوئی دعا نہیں مانگی تھی کیونکہ انہوں نے توریت میں پڑھ لیا تھا کہ آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے وہ یہ دعا کیسے مانگ سکتے تھے۔

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا) **[۱] تقدیر کیا ہے؟** اس حدیث کو امام منذریؒ نے بھی بیان کیا ہے۔کسی گناہ کے سبب سے آدمی پر کفر کا فتوٰی نہیں دیا جا سکتا اس میں خوارج کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ گناہ سے آدمی کافر ہو جاتا ہے آجکل جو کفر کے فتوے جاری کرتے ہیں ان کو غور کرنا چاہیے کہ یہ خارجیوں کی عادت ہے اور کسی گناہ سے آدمی اسلام سے خارج نہیں ہوتا اس میں معتزلہ کا رد ہے وہ کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہ سے آدمی کافر تو نہیں ہوتا لیکن مسلمان بھی نہیں رہتا بلکہ ایک درمیانی کیفیت اختیار کر لیتا ہے نہ مسلمان نہ کافر۔جہاد ہمیشہ جاری رہے گا کبھی منسوخ نہیں ہو گا جن لوگوں نے جہاد کو منسوخ کر دیا وہ حقیقت میں مسلمان نہیں ہیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ گناہ کے ارتکاب سے تو کوئی آدمی کافر نہیں ہوتا لیکن فرض کے انکار یا اسلامی عقائد کے انکار سے آدمی کافر ہو جاتا ہے اگر بادشاہ ظالم ہو تو اس کے ماتحت بھی جہاد کیا جائے گا یا اس کے ڈر سے جہاد کو چھوڑ نہیں دیا جائے گا اور اسی طرح عادل بادشاہ کے زمانہ میں عدل انصاف اور امن کی وجہ سے جہاد کو چھوڑ نہیں دینا چاہیے اور تقدیر پہ ایمان لکھنا کہ جو کچھ ہوا ہے یا ہو رہا ہے یا ہو گا وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے قبضہ اختیار میں تھا اور رہے گا اور اسی تقدیر کے عقیدہ نے جبری اور دلیر بنا دیا تھا کہ ہماری قسمت میں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے وہ ہو کر رہے گا اور جو کچھ نہیں لکھا وہ کسی صورت بھی (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۵۵: عَنْ مُعَاذٍ قَالَ اَوْصَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِعَشْرِ کَلِمَاتٍ قَالَ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَیْئًا وَاِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَا تَعُقَّنَّ وَالِدَیْكَ وَاِنْ اَمَرَاكَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ وَلَا تَتْرُکَنَّ صَلٰوةً مَّکْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَاِنَّ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةً مَّکْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَلَا تَشْرَبَنَّ خَمْرًا فَاِنَّهٗ رَاْسُ کُلِّ فَاحِشَةٍ وَاِیَّاكَ وَالْمَعْصِیَةَ فَاِنَّ بِالْمَعْصِیَةِ حَلَّ سَخَطُ اللّٰهِ وَاِیَّاكَ وَالْفِرَارَ مِنَ الزَّحْفِ وَاِنْ هَلَكَ النَّاسُ وَاِذَا اَصَابَ النَّاسَ مُوْتَانٌ وَّاَنْتَ فِیْهِمْ فَاثْبُتْ وَاَنْفِقْ عَلٰی عِیَالِكَ مِنْ طَوْلِكَ وَلَا تَرْفَعْ عَنْهُمْ عَصَاكَ اَدَبًا وَاَخِفْهُمْ فِی اللّٰهِ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

تیسری فصل

۵۵۔ حضرت معاذؓ فرماتے ہیں مجھے آنحضرت نے دس چیزوں کی وصیت فرمائی۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا گو تجھے قتل کیا جائے یا جلایا جائے اور ماں باپ کی نافرمانی نہ کرنا گو وہ تجھے اپنے اہل و مال سے نکل جانے کا حکم کریں اور فرض نماز کو جان کر کبھی ترک نہ کرنا جو شخص فرضی نماز کو جان کر ترک کرتا ہے اللہ کا ذمہ اس سے ختم ہو گیا اور شراب نہ پینا وہ ہر بے حیائی کی جڑ ہے اور معصیت سے بچو کیونکہ معصیت سے اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے اور لڑائی سے مت بھاگو گو لوگ ہلاک ہو جائیں اور جب لوگوں میں وبا پھیل جائے اور تم وہاں موجود ہو تو ثابت قدم رہو اور اپنی توفیق کے مطابق اپنے اہل و عیال پر خرچ کرو اور ادب کی لاٹھی ان سے مت اٹھاؤ اور انہیں اللہ سے ڈراتے رہو۔ (احمد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) نہیں ہو سکے گا۔ مثلاً میدان جنگ میں اگر ہماری موت لکھی ہے تو ہم اس سے بھاگ نہیں سکتے بہادرانہ طور پر بڑھ کر اس کو لبیک کہو اور اگر یہاں موت نہیں لکھی ہے تو ڈرنے کی کیا ضرورت ہے بہر حال ہر رنگ میں تقدیر کے عقیدہ نے مسلمانوں کو دلیر بنایا لیکن افسوس کہ آجکل ہم لوگ اپنی کم ہمتی اور بزدلی کا بہانہ تقدیر کو بنا رہے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

لہ **اسلام میں توبہ کا مقام**:۔ اس حدیث کو حاکم، بیہقی اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ جب آنحضرت نے فرمایا کہ حیا ایمان کی ایک بہت بڑی شاخ ہے تو زنا جو سراسر بے حیائی ہے وہ بے ایمانی کی ایک شاخ ہو گی۔ اسی لیے فرمایا کہ اس وقت ایمان نکل جاتا ہے لیکن یہ نہ فرمایا کہ نکل کر چلا جاتا ہے بلکہ فرمایا کہ نکل کر اس کے سر پر سائبان کی طرح پھیل جاتا ہے گویا ابھی تک وہ ایمان کے سایہ میں ہے اگر توبہ کرے تو پھر ایمان لوٹ آتا ہے اور اگر پھر زنا ہی میں آگے بڑھتا چلا جائے تو پھر کسی وقت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رخصت ہو جاتا ہے تاوقتیکہ توبہ نہ کرے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

لہ **شرک کی قسمیں**:۔ علامہ منذری نے ترغیب میں فرمایا ہے کہ اس حدیث کو طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٥٦: وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ إِنَّمَا النِّفَاقُ كَانَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَإِنَّمَا هُوَ الْكُفْرُ وَالْإِيْمَانُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

٥٦۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں نفاق آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں تھا۔ لیکن آجکل یا کفر ہے یا ایمان[1] (بخاری)

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) حضرت معاذ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دس چیزوں کی وصیت فرمائی پہلی یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ شرک کی تین قسمیں ہیں شرک فی العلم۔ شرک فی الربوبیت یا شرک فی التصرف۔ شرک فی العبادت۔ شرک فی العلم تو یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو عالم الغیب اور حاضر ناظر سمجھے اور یہ عقیدہ رکھے کہ فلاں نبی یا ولی ہر حال میں مجھ کو دیکھ رہا ہے اور میری پکار کو دور و نزدیک سے سنتا ہے اور شرک فی الربوبیت یہ ہے کہ آدمی یہ سمجھے کہ کوئی آدمی خواہ نبی یا ولی ہو خواہ فرشتہ یا جن میری روزی بڑھا سکتا ہے۔ اولاد دے سکتا ہے۔ مجھ کو ہمیشہ کی خوشحالی اور خوشی دے سکتا ہے یا بیماری سے تندرست کر سکتا ہے اور شرک فی العبادت یہ کہ جس طرح خدا تعالیٰ کے سامنے رکوع سجدہ وغیرہ کر کے عجز و نیاز کا اظہار کرتا ہے اسی طرح کا معاملہ غیر اللہ سے کرے ہو سکتا ہے کہ کمزور ایمان والا ڈر کر کفر کا کلمہ منہ سے کہہ لے لیکن عزیمت یہی ہے کہ جان دیدے لیکن کفر کا کلمہ پھر بھی نہ کہے کسی دنیاوی معاملہ میں ماں باپ کی نافرمانی نہیں کرنی چاہئے خواہ کافر ہی کیوں نہ ہوں لیکن اگر وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کا حکم دیں تو اس وقت ان کی مخالفت کرے۔ لڑائی سے بھاگنا کبیرہ گناہ ہے بشرطیکہ دشمن کی تعداد دگنی ہو یا برابر ہو اور اگر دوگنا سے دشمن کی تعداد زیادہ ہو تو جان بچانے کو بھاگنے کی اجازت ہے لیکن اگر پھر بھی نہ بھاگے اور جان دے دے تو یہ سب سے بہتر ہے۔ اگر کسی جگہ کوئی وبائی مرض مثلاً طاعون یا ہیضہ یا چیچک پھیل جائے تو جو لوگ وہاں موجود ہوں ان کو وہاں بھاگنا منع ہے اور اس کا اتنا ہی گناہ ہے جتنا کہ میدان جنگ سے بھاگنے کا اور جو لوگ وہاں نہ ہوں ان کو اس علاقہ میں آنا منع ہے۔ آخری تین وصیتیں اولاد کی پرورش۔ تعلیم اور تربیت کے متعلق ہیں۔ آدمی کو چاہیے کہ اپنے اہل و عیال کی ضروریات پوری کرنے کے لیے پوری تندہی سے محنت کرے۔ پھر ان کو دین کی تعلیم دلائے اور ان کو ادب سکھائے اس میں پیار اور شفقت کی ضرورت ہو تو اس سے کام لے اور سختی کی ضرورت

(حاشیہ صفحہ ہذا)

ہو تو سختی سے بھی پرہیز کرے۔

[1] یعنی آنحضرت کے زمانہ میں نفاق کا اس قدر فائدہ تھا کہ منافق سے مسلمانوں کا سا سلوک کیا جاتا تھا۔ لیکن اب وہ طریقہ نہیں۔ اب منافق سے کافر کا سا سلوک ہوگا اور ظاہر کلمہ کے اقرار کا لحاظ نہیں ہوگا۔ جب تک اس سے عمل کے لحاظ سے ایمان کی شہادت نہ ملے۔ (راسم)

[2] **منافقوں کے ساتھ سلوک:-** اس حدیث کو امام احمد اور اصحاب سنن اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں منافقوں کی پردہ پوشی کی جاتی تھی اور ان سے مسلمانوں کا سا سلوک کیا جاتا تھا کیونکہ بعض مصلحتوں کا یہی تقاضا تھا لیکن جس کے متعلق اب پتہ چل جائے گا کہ وہ مسلمان نہیں منافق ہے تو اب اس کو قتل بھی کریں گے اور اس پر کافروں کے احکام جاری کریں گے ١٢

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ کبائر

کبیرے گناہوں کی تعداد

کبائر کے باب میں جتنے بھی کبیرے گناہ شمار کیے گئے ہیں۔ ان کی فہرست یہ ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا (اس میں خصوصاً شرک کی وہ قسم نہایت سخت ہے جس میں غیر اللہ کو اپنی امداد کے لیے پکارا جائے جیسا کہ "ندا" کے الفاظ بتا رہے ہیں)

۲۔ اولاد کو قتل کرنا (یہ کئی طرح پر ہوتا تھا۔ عرب لوگ لڑکیوں کو عار سمجھ کر مار ڈالتے تھے۔ لڑکوں کو بعض دفعہ بتوں کی قربان گاہ پر ذبح کر دیا کرتے تھے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ بعض دفعہ خرچ کی تنگی کے خیال سے۔ بچوں کو مار ڈالتے۔ جیسا کہ آجکل بھی آبادی کو گھٹانے کی تجویزیں سوچی جاتی ہیں۔ کہیں برتھ کنٹرول ہے۔ کہیں خاندانی منصوبہ بندی ہے۔ اس کے لیے کہیں مانع حمل ادویات استعمال کرائی جاتی ہیں۔ اور آپریشن کر کے رحم کو ناکارہ کیا جاتا ہے۔ اور یہ بھی اولاد کا قتل ہے کہ ان کی صحیح تربیت نہ کی جائے۔ دنیا میں ان کو ننگ قوم، ننگ وطن بنا دیا جائے اور آخرت میں جہنم کا ایندھن معاذ اللہ)

۳۔ ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرنا (زنا ویسے بھی بدترین فعل ہے۔ لیکن ہمسایہ کی بیوی سے زنا تو اور زیادہ گناہ ہے کیونکہ ہمسائیگی کے حقوق کا تقاضا یہ تھا کہ اپنے ہمسائے کی عزت برباد ہوتی دیکھتا تو اس کی عزت بچانے کی کوشش کرتا لیکن اس نے خود آگے بڑھ برباد کر دی ع جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

۴۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا (بشرطیکہ وہ کفر اور شرک اور معصیت الٰہی کا حکم نہ کریں۔ اگر ایسا کریں گے تو ان کی نافرمانی کرنا فرض ہو جائے گی۔

۵۔ کسی آدمی کو قتل کرنا (یعنی مسلمان یا ذمی کو یا معاہد کو بشرطیکہ اس نے زنا بھی نہ کیا ہو اور کسی کو قتل بھی نہ کیا ہو۔ اور مرتد بھی نہ ہوا ہو۔ اگر زنا کرے گا تو اس پر حد جاری ہوگی۔ اگر کنوارا ہے تو سو درّے اور ایک سال کی جلا وطنی اور اگر شادی شدہ ہو تو سنگسار کیا جائے گا۔ اگر کسی کو قتل کرے گا تو قصاص میں اس کو قتل کیا جائے گا۔ اور اگر مرتد ہو جائے گا تو اس کو ارتداد کے جرم میں قتل کیا جائے گا۔

۶۔ جھوٹی قسم کھانا (کسی ایسے واقعہ پر جو زمانہ ماضی میں گزر چکا ہے خلاف واقعہ پر قسم اٹھا جائے۔ خصوصاً یہ قسم اس وقت اور بھی سخت ہو جاتی ہے جب اس سے دنیاوی منافع حاصل کرنا مقصود ہو۔

۷۔ جھوٹی شہادت دینا (غور کرو کہ جھوٹی شہادت کتنی بُری چیز ہے کہ اس سے بے گناہ لوگ سزا پاتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجرم لوگ سزا سے بچ جاتے ہیں تا کہ ان کو گناہ پر اور جرأت ہو۔ آجکل جو لوگ دو دو روپے لے کر عدالتوں میں جھوٹی گواہی دینے کا پیشہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ ان کو غور کرنا چاہیئے۔

۸۔ جادو کرنا (اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے سنکھیا کہ اس میں مار ڈالنے کی تاثیر اللہ تعالیٰ نے پیدا کر رکھی ہے اور بعض دفعہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو بچانا چاہتا ہے تو سنکھیا کھا لینے کے بعد بھی بچ جاتا ہے۔ اسی طرح جادو میں لڑائی تفریق بے اتفاقی، پریشان حالی کی تاثیر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر یہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ لیکن عموماً اللہ تعالیٰ نے اس میں جو تاثیر رکھی ہے وہ ظاہر ہوتی ہے۔ اسی لیے جادو کرنے والا مرتکب کبیرہ ٹھہرایا گیا)۔

۹۔ سود کھانا (حدیث شریف میں ہے کہ ماں کے ساتھ نکاح کر لینا سود کے ستر حصوں میں سے ایک حصے کے گناہ کے برابر ہے۔ سود دینے والا لینے والا لکھنے والا، شہادت دینے والا سب برابر ہیں کہ جرم کی ترویج میں سب شامل ہیں)۔

۱۰۔ یتیم کا مال کھانا (خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ جو لوگ یتیموں کے مال سے روٹی، کپڑا وغیرہ حاصل کرتے ہیں وہ غور کریں۔

۱۱۔ لڑائی کے دن میدان جنگ سے بھاگ جانا (کیونکہ ایک آدمی کے بھاگنے سے دوسرے بھی بھاگ کھڑے ہوں گے اور پورے لشکر کو شکست ہو جائے گی۔

۱۲۔ پاک دامن مومن بے خبر عورتوں کو زنا کی یا کسی اور گناہ کی تہمت لگا دینا (تہمت مرد پر ہو یا عورت پر گناہ برابر ہے۔ زنا کی تہمت ہو تو اس کی سزا اسی درّے ہے۔ مرد آزاد اور خود مختار ہے۔ عورت کسی کے ماتحت ہوتی ہے۔ خاوند کو شک پڑ جانے سے عورت کی زندگی اجیرن ہو جائے گی اسی لیے عورت کا خاص ذکر کیا)۔

۱۳۔ زنا کرنا (اللہ تعالیٰ نے فرمایا زنا کے قریب بھی نہ جاؤ)۔

۱۴۔ چوری کرنا۔ (خدا تعالیٰ نے اس کی سزا ہاتھ کاٹنا مقرر کی ہے)۔

۱۵۔ شراب پینا (یہ ہر گناہ کی جڑ ہے۔ بدمستی میں انسان سے ہر گناہ ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس کو شیطانی عمل اور گندگی فرمایا ہے۔

۱۶۔ ڈاکہ ڈالنا (چور چھپ کر کسی کا مال لیتا ہے اور ڈاکو زور سے۔ جرم کی نوعیت کے لحاظ سے خدا تعالیٰ نے اس کی چار سزائیں مقرر کی ہیں)۔

۱۷۔ خیانت کرنا (یہ منافق کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸۔ جھوٹ بولنا۔ (یہ بھی منافق کی علامت ہے بلکہ نفاق جھوٹ ہی کا تو نام ہے)۔

۱۹۔ وعدہ خلافی کرنا (یہ بھی نفاق کی علامت ہے)۔

۲۰۔ معاہدہ کر کے دھوکہ کرنا (جیسا کہ حکومتیں آپس میں معاہدے کر کے بے اطلاع فریق ثانی اس کی خلاف ورزی کرتی ہیں)۔

۲۱۔ گالی بکنا (یہ بھی منافق کی علامت ہے)۔

۲۲۔ جماعت اسلام سے الگ ہو جانا۔

۲۳۔ کسی بے گناہ پر مقدمہ چلا کر اس کو مروا ڈالنا)۔

۲۴۔ کسی مسلمان پر کفر کا فتویٰ لگانا یا اس پر لعنت کرنا)۔

۲۵۔ فرض نماز جانتے بوجھتے چھوڑ دینا (یہی دین اسلام کا نشان ہے۔ یہی دین کا ستون ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس دین میں کوئی برکت نہیں جس میں نماز نہ ہو)۔

۲۶۔ جانتے بوجھتے دلیری سے گناہ کرنا (گناہ اتنا مضر نہیں جتنا کہ گناہ پر دلیری مضر ہے۔ سنّت سے محرومی بدقسمتی ہے۔ لیکن سنّت کا انکار یا اس کو معمولی سمجھنا کفر ہے)۔

۲۷۔ بیماری سے بھاگنا۔

۲۸۔ بال بچوں کی ضروریات کو پورا نہ کرنا۔

۲۹۔ ان کی صحیح تربیت نہ کرنا۔

۳۰۔ بچوں کو دینی تعلیم سے محروم رکھنا (فرائض اور واجبات کی تعلیم حاصل کرنا فرض ہے اور اپنے پیشے کے متعلق معلومات حاصل کرنا بھی فرض ہے۔ اس کے علاوہ جو تعلیم ہو وہ مستحب ہے فرض نہیں اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرک میں جہالت کا عذر مقبول نہیں۔ باقی گناہوں میں اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہے۔ چاہے تو سزا دے چاہے تو معاف کر دے۔ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسوسہ کے متعلق ضروری وضاحت

دل کے وسوسے اور اس کے اقسام!

وسوسہ: لغت میں ہتھیاروں کی جھنکار کو کہتے ہیں اور دل کے خیالات اور خطرات کو بھی شیطان کو بھی وسواس کہا جاتا ہے کیونکہ وہ دل میں خیالات پیدا کرتا ہے جن سے نماز میں یکسوئی نہیں رہتی۔ نماز میں خیالات خود پیدا کرنا ناجائز ہے اس سے نماز میں نقص پیدا ہو جاتا ہے اگر بے اختیار خیال آجائیں تو نماز ہو جائیگی لیکن ان کو دور کرنے کی کوشش کرنا چاہئے۔ اگر ایمانیات میں وسوسے شروع ہو جائیں اور طبیعت ان سے نفرت نہ کرے تو یہ زہر مضر ہیں انہی سے نفاق پیدا ہوتا ہے۔ توحید، نبوت، قیامت ایسے عقائد اور ضروریات دین میں اگر شبہ اور وسوسہ پیدا ہو جائے تو ایمان برباد ہو جائیگا۔ نفاق انہی وسوسوں کا دوسرا نام ہے اور انہی شبہات سے منافق حقیقت ایمان سے دور جا پڑتے ہیں۔

عملی چیزوں میں اگر وسوسہ پیدا ہو جائے لیکن اسکے مطابق عمل نہیں ہوا تو یہ شرعاً بے اثر ہوگا۔ مثلاً دل میں خیال آجائے کہ چوری کرے یا کسی کو قتل کرے یا بیوی طلاق دے اور اس خیال کے مطابق عمل کی نوبت نہیں آئی تو ایسے وسوسے شرعاً معاف ہیں اور بے اثر ان پر نہ کوئی نتیجہ مرتب ہوتا ہے اور نہ شرعاً مواخذہ ہے آنحضرت نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِیْ مَا وَسْوَسَتْ بِہٖ صُدُوْرُھَا (بخاری مسلم) امت سے خطرات معاف کر دیئے گئے ہیں۔

خطرات اور وسوسوں پر اور لحاظ سے بھی غور کیا جا سکتا ہے مثلاً نماز میں اللہ کی طرف یکسوئی اور توجہ ہونی چاہئے اگر کوئی خیال آجائے تو آنحضرت نے لاحول یا اعوذ پڑھنے کا حکم فرمایا۔ اب اگر نماز میں کسی بزرگ یا فرشتے یا نبی کا خیال آجائے تو اسکے لیے اعوذ یا لاحول پڑھنا ناگوار ہوگا اگر کسی معمولی اور کم درجے کی چیز کا خیال آجائے تو دفع کرنے میں آسانی ہوگی۔ نماز کی حقیقت کے لحاظ سے پہلی قسم کے خیالات یکسوئی میں زیادہ خلل انداز ہونگے گو ذاتی طور پر یہ خیالات اچھے ہیں معمولی خیالات عبادت میں یکسوئی کے لحاظ سے کم نقصان دہ ہونگے لیکن ذاتی لحاظ سے یہ برے ہوں گے یہ خیالات کا تفاوت اور ان کے نقصان کی حیثیت ہمیشہ نظر میں رہنی چاہیئے تاکہ اپنے اپنے وقت پر ان کی مضرت سے بچ سکے۔

حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ نے اپنے صوفیانہ ملفوظات حضرت اسمٰعیل شہیدؒ اور مولوی عبدالحی صاحبؒ سے لکھوائے یہ ملفوظات صراط مستقیم کے نام سے چھپ چکے ہیں۔ اس میں انہوں نے خیالات کے اسی تفاوت کو بعض مثالوں سے واضح کرنے کی کوشش کی ہے اس سے اصل مسئلہ تو کافی واضح ہو گیا۔ مگر مثالیں خود ایک الجھن بن کر رہ گئیں یہ مثالیں اہل علم کے نزدیک تو کوئی اہمیت نہیں رکھتیں مگر عوام کے لیے وہ ضرور مشکل کا موجب ہو گئیں اور اہل توحید پران کو طعن کے طور پر استعمال کیا گیا۔ پھر اسی طعن کا نشانہ جہالت سے سید اسمٰعیل قرار پا گئے۔ حالانکہ کتاب اصل تصنیف سید احمد شہیدؒ کی ہے۔ حق پرست حضرات کو اصل حقائق پر نظر رکھنی چاہیئے۔ مثالوں کو اصل حقیقت نہیں سمجھنا چاہیئے اور ان بزرگوں کو دعا سے یاد کرنا چاہیئے۔ (راسم)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ فِي الْوَسْوَسَةِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۵۷:۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِیْ مَا وَسْوَسَتْ بِهٖ صُدُوْرُهَا مَالَمْ تَعْمَلْ بِهٖ اَوْ تَتَكَلَّمْ بِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۵۸:۔ وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلُوْهُ اِنَّا نَجِدُ فِیْ اَنْفُسِنَا مَا يَتَعَاظَمُ اَحَدُنَا اَنْ يَّتَكَلَّمَ بِهٖ قَالَ اَوَقَدْ وَجَدْتُمُوْهُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ ذَاكَ صَرِيْحُ الْاِيْمَانِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

باب وسوسہ کے بیان میں

پہلی فصل

۵۷۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا اللہ نے میری امت کو دل کے خیالات معاف فرما دیئے ہیں جب تک وہ ان پر عمل نہ کریں یا زبان سے نہ کہیں[۱] (بخاری۔ مسلم)

۵۸۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں بعض صحابہ آنحضرتؐ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم اپنے دل میں بعض ایسے خیالات محسوس کرتے ہیں جن کا ذکر کرنا ہم ناپسند کرتے ہیں اور برا سمجھتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا کیا تم ایسا محسوس کرتے ہو ہم نے عرض کیا کہ ہاں فرمایا یہ صریح ایمان[۲] ہے[۳] (مسلم)

---

[۱] اس حدیث کو امام احمد، ترمذی، نسائی، ابوداؤد اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ وسوسہ خیال کو کہتے ہیں اسکی دو قسمیں ہیں۔ پہلی یہ کہ خیال آئے اور نکل جائے دل میں نہ ٹھہرے اس کو ہم کہتے ہیں اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ دوسری قسم یہ ہے کہ دل میں خیال آکر پختہ ہو جائے اور آدمی اس پر عمل کرنے کا مصمم ارادہ کرے تو اس کو عزم کہتے ہیں اگر عزم کسی عقیدہ کے متعلق ہو تو آدمی کافر ہو جاتا ہے اور اگر عمل کے متعلق ہو تو اگر خارج میں بھی ظاہر ہو جائے تو اس عزم پر بھی مواخذہ ہو جائے گا اور اگر عملی طور پر ظاہر نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ معاف کر دیں گے۔ (نودی شرح مسلم)

[۲] یعنی برے خیالات اگر دل کو برے محسوس ہوں تو یہ ایمان کی نشانی ہے۔ (اسم)

[۳] برے خیالات کو برا سمجھنا ایمان ہے اس کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے ابن عباس سے اسی طرح ایک حدیث طبرانی میں بھی ہے۔ مثلاً خیال اس طرح کے آئیں کہ شاید خدا تعالیٰ حقیقت میں کوئی نہ ہو۔ شاید جنت دوزخ یہ سب ڈھکوسلے ہوں اور اگر خدا ہے تو وہ کیسے پیدا ہوا تھا۔ اس کو کس نے بنایا تھا۔ ممکن ہے حضرت محمد اللہ کے رسول نہ ہوں وغیرہ وغیرہ نعوذ باللہ منہا۔ تو صحابہ نے جب عرض کیا کہ ہمیں برے خیال آتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ یہ تو خالص ایمان ہے یعنی ایمان ہی نے تو یہ احساس دلایا کہ یہ خیالات برے ہیں ورنہ احساس ہوتا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۹:۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي الشَّيْطَانُ اَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ كَذَا مَنْ خَلَقَ كَذَا حَتّٰى يَقُوْلَ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَاِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۶۰:۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ النَّاسُ يَتَسَاءَلُوْنَ حَتّٰى يُقَالَ هٰذَا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۱:۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهٖ قَرِيْنُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَقَرِيْنُهٗ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ قَالُوْا وَاِيَّاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاِيَّايَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِيْ عَلَيْهِ فَاَسْلَمَ فَلَا يَاْمُرُنِيْ اِلَّا بِخَيْرٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۹۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا شیطان تمہارے پاس آتا ہے اور کہتا ہے یہ کس نے بنایا یہ کس نے بنایا یہاں تک کہ کہہ دیتا ہے کہ خدا کو کس نے بنایا جب یہ خیالات اس حد تک پہنچ جائیں تو اللہ سے پناہ چاہے اور ان خیالات سے رک جائے[1] (بخاری۔ مسلم)

۶۰۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا لوگ ہمیشہ سوال کرتے رہیں گے یہاں تک کہا جائیگا اللہ نے اس مخلوق کو بنایا ہے تو اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے جو شخص اس قسم کے خیالات محسوس کرے تو اسے کہنا چاہئے میں اللہ اور اسکے رسولوں پر ایمان لایا[2] (بخاری۔ مسلم)

۶۱۔ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں تم میں سے ہر آدمی کیساتھ ایک جن (شیطان) مقرر کیا گیا ہے اور ایک فرشتہ صحابہ نے دریافت کیا حضرت آپکے ساتھ بھی ہے فرمایا میرے ساتھ بھی ہے لیکن مجھے اللہ نے اس پر غلبہ دیا ہے[3] میں اس سے سلامت رہتا ہوں وہ بھی مجھے بھلائی کی بات ہی کہتا ہے[4] (مسلم)

---

[1] **برے خیالات سے بچنے کا طریقہ**۔ اس حدیث کو نسائی، ابویعلیٰ، بزار اور امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب ایسا خیال آجائے تو فوراً اپنے خیالات کا سلسلہ توڑ دے اور اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرے کہ وہی شیطان کے شر سے بچا سکتا ہے (نووی۔ کشف۔ مجمع)۔

[2] **برے خیالات سے کیوں کر بچے**۔ یہ حدیث ابوداؤد میں بھی ہے۔ مطلب یہ کہ عقل دوڑانے سے کچھ حاصل نہ ہوگا زور سے یہ کہو کہ میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔ رسول یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قدیم ہے ازلی ہے ابدی ہے غیر مخلوق ہے میں انہی باتوں پر ایمان رکھوں گا۔ ذکر الٰہی میں مشغول ہو جانا اور مجلس اور پہلو کو بدل دینا بھی مفید ہے۔

[3] مقام نبوت تک شیطانی وسوسوں کی رسائی نہیں ہوتی اور نہ ہی پیغمبر کبھی ان خیالات سے متاثر ہوتا ہے۔ (اسم)

[4] **اللہ تعالیٰ انبیاء کو شیطانی شر سے بچاتا ہے**۔ اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس باب میں ابویعلیٰ، طبرانی، سعید بن منصور نے بھی روایتیں بیان کی ہیں۔ شیطان کا نام وسواس اور فرشتے کا نام ملہم ہے۔ حدیث کے لفظ اَسْلَمُ کے معنی ہیں میں شیطان سے محفوظ رہتا ہوں بعض نے اس کو اَسْلَمَ پڑھا ہے اس کے معنی ہیں کہ وہ میرا فرمانبردار ہوگیا ہے مجھے برائی کا حکم کبھی نہیں دیتا (کشف السراج۔ کنز العمال)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۲۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِیْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَی الدَّمِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۶۳۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ مَوْلُوْدٌ اِلَّا یَمَسُّہُ الشَّیْطٰنُ حِیْنَ یُوْلَدُ فَیَسْتَھِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّیْطَانِ غَیْرَ مَرْیَمَ وَابْنِھَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۶۴۔ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صِیَاحُ الْمَوْلُوْدِ حِیْنَ یَقَعُ نَزْغَۃٌ مِنَ الشَّیْطَانِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۶۵۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اِبْلِیْسَ یَضَعُ عَرْشَہٗ عَلَی

۶۲۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا شیطان انسان میں خون کی طرح جاری (اثر انداز) ہوتا ہے[1] (بخاری۔ مسلم)

۶۳۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں ہر انسان کو پیدائش کے وقت شیطان چھیڑتا ہے جس سے وہ چیخ اٹھتا ہے[2] مگر حضرت مریم[3] اور ان کا بیٹا[4] (عیسٰی علیہ السلام) (بخاری۔ مسلم)

۶۴۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا پیدائش کے وقت بچے کا چیخنا شیطان کی ٹھوکر سے ہوتا ہے[5] (بخاری۔ مسلم)

۶۵۔ جابرؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھا دیتا ہے اور اپنے لشکروں کو بھیجدیتا ہے وہ لوگوں کو فتنے میں ڈالتے

---

[1] یعنی شیطان کا اثر غیر محسوس طور پر ہوتا ہے۔ (راسم)

[2] **عصمتِ انبیاء کا مطلب**:۔ اس حدیث کو امام احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ شیطان انسان کو گمراہ کرنے پر کمال قدرت رکھتا ہے اور ہر ایک انسان کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے خواہ کوئی بڑے سے بڑا آدمی ہی کیوں نہ ہو وہ اپنی کوشش ضرور کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کو شیطان کے شر سے بچا لیتے ہیں (فتح الباری)

[3] حین یولد (جب پیدا ہو) سے مراد پوری زندگی بھی ہو سکتی ہے اور پیدائش کا وقت بھی یہاں سے حضرت عیسٰی اور انکی والدہ علیہما السلام کی جزوی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ یہاں دوسرے انبیاء کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ دوسری احادیث سے باقی انبیاء کا محفوظ رہنا بھی ثابت ہے اسی لیے امت نے انبیاء کو معصوم مانا ہے اور آنحضرت صلعم کے متعلق آیا ہے کہ شیطان ان کے سامنے اتنا سیدھا ہو گیا کہ آپ سے کوئی بری بات کر ہی نہیں سکتا یعنی ناصح اور خیر اندیش کی صورت اختیار کر لیتا ہے چھیڑنا نہ چھیڑنا تو دوسری بات ہے۔

[4] **حضرت عیسٰی علیہ السلام کی فضیلت**:۔ عمران کی بیوی نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ اے اللہ میں اس (مریم) کو اور اسکی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ان کو شیطان سے محفوظ رکھا۔ بعض انبیاء کو جزوی فضیلتیں عطا فرمائی گئی ہیں لیکن کلی فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے بعض لوگوں نے اسکی صحت کے متعلق کلام کیا ہے حافظ ابن حجر نے ان کے خوب جواب دیئے ہیں۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمَاءِ ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ يَفْتِنُونَ النَّاسَ فَأَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً يَجِيءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ مَا صَنَعْتَ شَيْئًا قَالَ ثُمَّ يَجِيءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ مَا تَرَكْتُهُ حَتَّى فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ قَالَ فَيُدْنِيهِ مِنْهُ وَيَقُولُ نِعْمَ أَنْتَ قَالَ الْأَعْمَشُ أُرَاهُ قَالَ فَيَلْتَزِمُهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۶:- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ مِنْ أَنْ يَعْبُدَهُ الْمُصَلُّونَ فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَلٰكِنْ فِي التَّحْرِيشِ بَيْنَهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِي

۶۷:- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنِّي أُحَدِّثُ نَفْسِي بِالشَّيْءِ لَأَنْ أَكُونَ حُمَمَةً أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَتَكَلَّمَ بِهِ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي رَدَّ أَمْرَهُ إِلَى الْوَسْوَسَةِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

ہیں شیطان کا سب سے مقرب وہ ہوتا ہے جو سب سے زیادہ فتنہ انگیز ہو ان میں سے ایک آتا ہے اور کہتا ہے میں نے ایسا ایسا کیا شیطان کہتا ہے تم نے کچھ نہیں کیا پھر ایک اور آتا ہے وہ کہتا ہے میں نے فلاں آدمی کو اس وقت چھوڑا جب میں نے اسکی بیوی سے اس کی تفریق کرا دی۔ شیطان اسے قریب بلا لیتا ہے اور کہتا ہے تم بہت اچھے ہو۔ اعمش کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ابلیس اس سے معانقہ کرتا ہے[لہ] (مسلم)

۶۶- حضرت جابرؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا شیطان اس سے بے امید ہے کہ نماز پڑھنے والے (مسلمان) جزیرۂ عرب میں اسکی پرستش کریں لیکن وہ ان کو آپس میں لڑا کر خوش ہوتا ہے[لہ] (مسلم)

دوسری فصل

۶۷- ابن عباسؓ فرماتے ہیں آنحضرت کے پاس ایک آدمی آیا اس نے کہا میرے دل میں ایسے خیال آتے ہیں مجھے جل کر کوئلہ ہو جانا پسند ہے مگر انہیں زبان پر لانا پسند نہیں آنحضرت نے فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ یہ امر صرف وسوسہ ہو کر رہ گیا (ابو داؤد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) **ف بچہ پیدا ہوتے ہی کیوں روتا ہے:** شیطان بچے کی کوکھ میں اپنی انگلی سے ٹھوکہ دیتا ہے جس سے بچہ چلا کر رونے لگتا ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

لہ شیطان کا سب سے بڑا کارنامہ:- اس کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے اور اس کا ایک شاہد طبرانی اور حاکم میں بھی ہے ابن عساکر نے بھی اس مضمون کی ایک حدیث روایت کی ہے مطلب یہ ہے کہ شیطان اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے۔ اسکی حکومت کا مرکز سمندر ہے بعض متصوفین کو جو پانی پر تخت نظر آتا ہے وہ شیطان کا تخت ہوتا ہے نہ کہ رحمان کا۔ شیطان کی نگاہ میں سب سے اہم اور بڑا کام عورت (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۸:- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلشَّیْطَانِ لَمَّۃً بِابْنِ اٰدَمَ وَلِلْمَلَکِ لَمَّۃً فَاَمَّا لَمَّۃُ الشَّیْطَانِ فَاِیْعَادٌ بِالشَّرِّ وَتَکْذِیْبٌ بِالْحَقِّ وَاَمَّا لَمَّۃُ الْمَلَکِ فَاِیْعَادٌ بِالْخَیْرِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْحَقِّ فَمَنْ وَجَدَ ذٰلِکَ فَلْیَعْلَمْ اَنَّہٗ مِنَ اللّٰہِ فَلْیَحْمَدِ اللّٰہَ وَمَنْ وَجَدَ الْاُخْرٰی فَلْیَتَعَوَّذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ثُمَّ قَرَأَ اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ۔

۶۹:- وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَزَالُ النَّاسُ یَتَسَآءَلُوْنَ حَتّٰی یُقَالَ ھٰذَا خَلَقَ اللّٰہُ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰہَ فَاِذَا قَالُوْا ذٰلِکَ فَقُوْلُوْا اَللّٰہُ اَحَدٌ اَللّٰہُ الصَّمَدُ

۶۸- عبداللہ بن مسعود نے فرمایا آنحضرت نے ارشاد فرمایا انسان پر شیطان کا بھی اثر ہوتا ہے اور فرشتے کا بھی۔ شیطان کا اثر (خیال) یہ ہے کہ وہ اس سے برے وعدے کرتا ہے اور سچائی کے جھٹلانے پر آمادہ کرتا ہے اور فرشتے کا اثر یہ ہے کہ وہ خیر کے وعدے کرتا ہے اور حق کی تصدیق پر آمادہ کرتا ہے جو شخص اپنے دل میں ایسے خیالات پائے انہیں اللہ کی طرف سے سمجھے اور اللہ کا شکر کرے اور جو دوسری قسم کے خیالات محسوس کرے وہ شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کرے پھر آپ نے پڑھا شیطان تم کو بھوکوں مرنے سے ڈراتا ہے اور بے حیائی کی باتوں کا حکم کرتا ہے (ترمذی اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۶۹- ابوہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا لوگ ہمیشہ پوچھتے رہیں گے یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ اس مخلوق کو تو اللہ نے پیدا کیا ہے اور اللہ کو کس نے پیدا کیا جب لوگ ایسا کہیں تو تم کہو اللہ ایک ہے بے نیاز ہے نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ خود

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور مرد میں جھگڑا پیدا کر کے طلاق دلوانا ہے۔ اگر طلاق ہو جائے تو بچے مستقل طور پر مصیبت میں مبتلا ہو جائیں۔ مرد کا گھر برباد ہو جائے۔ عورت کی عزت برباد ہو جائے اور در بدر کی ٹھوکریں کھائے اور اگر طلاق دیکر پھر مرد عورت آپس میں تعلقات رکھیں تو ہمیشہ زنا کرتے رہیں اور بچے حرامی پیدا ہوں۔ اعاذنا اللہ منہ (سراج منیر)

سلہ آپس میں لڑانا شیطانی کام ہے:۔ اس حدیث کو امام احمد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ مصلین سے مراد مسلمان ہیں اور شیطان کی پوجا سے مراد بتوں اور غیر اللہ کی پوجا مراد ہے کیونکہ براہ راست تو کوئی آدمی بھی شیطان کو اپنا معبود نہیں بناتا شیطان کے کہنے سے جو غیر اللہ کی عبادت کی جاتی ہے خواہ وہ کسی نبی کی ہو یا ولی کی یا بتوں کی وہ حقیقت میں شیطان کی پوجا ہے شیطان اس بات سے مایوس ہو گیا ہے کہ عرب میں اب بت پرست موحدین پر غالب ہو جائیں گے۔ آنحضرت کی وفات کے بعد جو بعض قائل بت پرستی ہو گئے تھے وہ بھی بت پرست نہ بن سکے۔ اب شیطان کا صرف یہ داؤ ہے کہ لوگوں کو بھڑکا کر لڑا دے ۔ (طیبی)

سلہ برائی کو برائی سمجھنا نیکی ہے:۔ اس حدیث کو امام احمد، نسائی، ابوداؤد طیالسی، طبرانی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے یعنی شیطان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے لوگوں کو بت پرستی میں مبتلا کرتا۔ طرح طرح کی گمراہیاں پیدا کرتا۔ اب اس کا کسی بات

(باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ثُمَّ لِيَتْفُلْ عَنْ يَّسَارِهٖ ثَلٰثًا وَّلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ فِيْ بَابِ خُطْبَةِ يَوْمِ النَّحْرِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۷۰۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَّبْرَحَ النَّاسُ يَتَسَآءَلُوْنَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَلِمُسْلِمٍ قَالَ قَالَ اللّٰهُ

جنا گیا نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے پھر تین دفعہ بائیں طرف تھوک دے اور شیطان رجیم[1] سے اللہ کی پناہ طلب کرے (ابوداؤد) اور عمرو بن احوص کی حدیث یوم النحر کے خطبہ کے باب میں مذکور ہوگی۔

تیسری فصل

۷۰۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا لوگ ہمیشہ پوچھتے رہیں گے کہ اللہ نے ساری مخلوق کو پیدا کیا اللہ کو کس نے پیدا کیا (بخاری) اور مسلم میں ہے آنحضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لوگ ہمیشہ کہتے رہیں گے یہ کیا ہے؟ یہ کیا ہے؟ یہاں

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) پر زور نہیں سوائے اس بات کے کہ وہ کسی کے دل میں وسوسہ ڈالے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد دو باتوں پر کی ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کی کوششوں کو صرف وسوسہ تک محدود رکھا اور کچھ نہیں کر سکا اور وسوسہ جب تک عزم راسخ کی صورت اختیار نہ کرے اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ اس آدمی کے اندر اتنا ایمان موجود ہے کہ وہ اس وسوسہ کی برائی کو اس شدت سے محسوس کر رہا ہے۔ (کنز)

۴ شیطان اور فرشتہ کی تلقین:- اس حدیث کو نسائی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ شیطان تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کی تلقین کرتا ہے اور برائی کی ترغیب دیتا ہے۔ خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے روکتا ہے اور ضرورتیں یاد دلاتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں فلاں کام میں پیسے کی ضرورت ہے لہذا خرچ نہ کرو اور جب کوئی برا کام ہو تو کہتا ہے یہاں ضرور خرچ کرو ورنہ عزت نہ رہے گی شریک طعنہ دینگے اور فرشتہ نیک کاموں کی ترغیب دیتا ہے اور کہتا ہے خدا رازق ہے نیکی کے کام میں خرچ کرو آخرت میں کام آئیگا اور دنیا میں بھی اللہ برکت کریگا اور گناہ بھی بخشے جائیں گے پوری آیت کا ترجمہ اس طرح ہے "شیطان تم کو غربت کا خوف دلاتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے اور اللہ تم کو اپنے فضل اور بخشش کا وعدہ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ فراخی والا جاننے والا ہے۔ (مرقاۃ) (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] شیطانی وسوسوں سے بچنے کا طریقہ:- اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا۔ یعنی یہ خیال آنا کہ اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے یہ شیطان پیدا کرتا ہے گو وہ کسی آدمی کی زبان سے نکلتا ہے جب ایسی بات سنو تو کہو ہم تیرے وسوسہ کو کچھ بھی نہیں سمجھتے اللہ تو قدیمی اور ازلی ابدی ہے لعنت ہے تیرے اس خیال پر پھر بائیں جانب تین دفعہ تھوک دے کیونکہ دل کے بائیں طرف ہونے کی وجہ سے شیطان بھی بائیں طرف رہتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَزَّوَجَلَّ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا يَزَالُونَ يَقُولُونَ مَا كَذَا مَا كَذَا حَتّٰى يَقُولُوا هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ۔

۷۱۔ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ حَالَ بَيْنِي وَبَيْنَ صَلٰوتِي وَبَيْنَ قِرَاءَتِي يَلْبِسُهَا عَلَيَّ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ شَيْطَانٌ يُقَالُ لَهُ خِنْزَبٌ فَإِذَا أَحْسَسْتَهُ فَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ وَاتْفُلْ عَلٰى يَسَارِكَ ثَلٰثًا فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَأَذْهَبَهُ اللّٰهُ عَنِّي رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تک کہیں گے اللہ نے ہر چیز کو پیدا کیا اللہ کو کس نے بنایا۔[۱]

۷۱۔ عثمان بن ابو العاص فرماتے ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول شیطان میری نماز میں حائل ہو جاتا ہے[۲] (خلل ڈالتا ہے) اور میری قرائت میں شبہ ڈالتا ہے۔ حضرت نے فرمایا اس شیطان کا نام خنزب ہے جب تم یہ محسوس کرو تو اس سے اللہ کی پناہ مانگو اور بائیں طرف تین دفعہ تھوک دو میں نے اسطرح کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ تکلیف مجھ سے دور فرما دی (مسلم)

---

[۱] **حدیث قدسی کیا ہے؟:-** اس حدیث کو امام احمد اور ابو عوانہ نے بھی روایت کیا ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے یہی حدیث فصل اول میں بھی گذر چکی ہے۔ جس حدیث میں یہ الفاظ ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ایسی حدیث کو حدیث قدسی کہتے ہیں۔ قرآن مجید اور حدیث قدسی میں یہ فرق ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ بعینہ اللہ تعالیٰ کے ہیں اور جو مفہوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے سمجھا وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور حدیث قدسی میں مفہوم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے ہوتے ہیں۔ اور عام احادیث میں بھی مفہوم اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتا ہے فرق صرف اعتباری ہے جس حدیث میں آپ نے نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر دی وہ حدیث قدسی کہلائی دوسری نہیں۔ (کنز العمال)

[۲] **عثمان بن ابوالعاص کا کارنامہ:-** اس مضمون کی حدیثیں امام احمد، ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے بھی روایت کی ہیں۔ عثمان بن ابو العاص قوم ثقیف سے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر اور فاروق اعظم کی خلافت کے دو سال تک طائف کے حاکم رہے پھر فاروق اعظم نے ان کو تبدیل کر کے عمان اور بحرین بھیج دیا ان کی قوم آنحضرت کے وصال کے بعد مرتد ہونے لگی تو آپ نے ان کو شرم دلائی کہ تم لوگ سب سے پیچھے مسلمان ہوئے اور سب سے پہلے مرتد ہو رہے ہو کچھ شرم کرو تو ان کے کہنے سے قوم مرتد ہونے سے باز آ گئی خنزب کے معنی ہیں۔ گناہوں پر دلیری کرنے والا۔ مطلب یہ ہے کہ شبہات ڈالتا ہے تو شک پڑتے ہیں اس کا علاج نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ شیطان مردود سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو اور بائیں جانب تین دفعہ تھوک دیا کرو۔ گویا یہ تم شیطان کے منہ پر تھوک رہے ہو۔ (نووی)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۷:۔ وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَهٗ فَقَالَ اِنِّیْ اَهِمُ فِیْ صَلٰوتِیْ فَيَكْثُرُ ذٰلِكَ عَلَیَّ فَقَالَ لَهٗ اُمْضِ فِیْ صَلٰوتِكَ فَاِنَّهٗ لَنْ يَّذْهَبَ ذٰلِكَ عَنْكَ حَتّٰی تَنْصَرِفَ وَاَنْتَ تَقُوْلُ مَا اَتْمَمْتُ صَلٰوتِیْ رَوَاهُ مَالِكٌ۔

۴۷۔ قاسم بن محمد فرماتے ہیں ایک آدمی نے ان سے پوچھا کہ مجھے نماز میں وہم ہوتا ہے اور مجھے یہ گراں گزرتا ہے فرمایا نماز جاری رکھو[1] یہ تم سے دور نہیں ہوگا یہاں تک کہ تم نماز سے واپس لوٹو گے تو تم خیال کرو گے کہ تم نے نماز پوری نہیں کی[2] (مالک)

****

[1] گویا وہم کا یہی علاج ہے کہ نماز پر استقامت اور مداومت کی جائے (ا م)

[2] قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم۔ قاسم مدینہ منورہ کے مشہور فقہائے سبعہ میں سے ہیں۔ تابعین میں سے بڑے بلند پایہ کے آدمی ہیں۔ بڑے بڑے اجلہ صحابہ کرام سے ان کی ملاقات ہوئی ہے۔ لیکن زیادہ تر حضرت عائشہ صدیقہ اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ اگر شیطان یہ وسوسہ ڈالے کہ تیری نماز پوری نہیں ہوئی اسے دوبارہ پڑھنا چاہئے تو اس کے اس شبہ کی پرواہ نہ کرنی چاہئے۔ اور اسے کہے کہ اگر تو کہتا ہے کہ نماز پوری نہیں ہوئی تو چلو ٹھیک ہے میں نے نماز پوری نہیں پڑھی۔ لیکن میں اب تیرے کہنے سے لوٹاؤں گا نہیں۔ ہاں اگر حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے رکعات کی تعداد اکثر بھول جانے کی عادت ہوگئی ہو تو اپنے گمان غالب پر نماز پوری کرے اور اگر گمان غالب بھی نہ ہو تو پھر کم تعداد پر یقین کرے مثلاً یہ خیال ہو کہ شاید تین رکعات پڑھی ہیں یا چار تو تین رکعات پر یقین کرے اور چوتھی رکعت اور پڑھ کر یقین سے نماز کی چار رکعات پوری کرے اور پھر آخر تشہد پر سلام سے قبل سہو کے دو سجدے کرے اور سلام پھیر دے یعنی سہو کے سجدوں کے بعد دوبارہ تشہد نہ پڑھے۔ (زرقانی)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ الْاِیْمَانِ بِالْقَدَرِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۷۳: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِیْرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِخَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ قَالَ وَکَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَآءِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۴: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کُلُّ شَیْءٍ بِقَدَرٍ حَتَّی الْعَجْزِ وَالْکَیْسِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۵: وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَّ اٰدَمُ وَمُوْسٰی عِنْدَ

تقدیر پر ایمان کا بیان

پہلی فصل

۷۳۔ عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کی پیدائش سے پچاس ہزار برس پہلے مخلوق کی تقدیروں کو لکھا اور اس کا عرش اس وقت پانی پر تھا[1] (مسلم)

۷۴۔ عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں حضرت نے فرمایا ہر چیز اندازے سے ہے یہانتک کہ نادانی اور عقلمندی بھی[2] (مسلم)

۷۵۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے سامنے (عالم ارواح میں) گفتگو کی جس

---

[1] جبریہ اور قدریہ گمراہ فرقے ہیں۔ یہ حدیث ترمذی احمد اور طبرانی میں بھی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عرش اور پانی کے درمیان کوئی چیز حائل نہ تھی۔ یہ دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کی پہلی مخلوق ہیں۔ البتہ قلم ان سے پہلے پیدا ہو چکا تھا۔ جبریہ کہتے ہیں کہ جس طرح رعشہ کی بیماری والے کے ہاتھ بے اختیار حرکت کرتے رہتے ہیں اسی طرح بندہ کے اعمال بے اختیاری میں اس سے صادر ہوتے رہتے ہیں اور یہ فرقہ بھی گمراہ ہے۔ قدریہ کہتے ہیں کہ بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے اور یہ بھی گمراہ فرقہ ہے صحیح عقیدہ یہ ہے کہ ہر بھلے اور برے کام کا خالق اللہ تعالیٰ ہے لیکن اس کے کرنے نہ کرنے میں اللہ تعالیٰ نے ایک گونہ بندے کو اختیار دے رکھا ہے اور اسی بنا پر اس کو یا اجر ملے گا یا مواخذہ ہوگا (کشف السراج)

[2] تقدیر اللہ تعالیٰ کے علم کا نام ہے۔ اس حدیث کو امام مالک اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو چیز دنیا میں جس رنگ میں ظاہر ہو رہی ہے اسی طرح وہ پہلے سے لکھی جا چکی ہے اور خدا تعالیٰ کو اس کا پہلے ہی سے علم تھا۔ (نووی)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَبِّهِمَا فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰى قَالَ مُوْسٰى اَنْتَ اٰدَمُ الَّذِيْ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُوْحِهٖ وَاَسْجَدَ لَكَ مَلٰٓئِكَتَهٗ وَاَسْكَنَكَ فِيْ جَنَّتِهٖ ثُمَّ اَهْبَطْتَ النَّاسَ بِخَطِيْئَتِكَ اِلَى الْاَرْضِ قَالَ اٰدَمُ اَنْتَ مُوْسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهٖ وَبِكَلَامِهٖ وَاَعْطَاكَ الْاَلْوَاحَ فِيْهَا تِبْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ وَقَرَّبَكَ نَجِيًّا فَبِكَمْ وَجَدْتَ اللّٰهَ كَتَبَ التَّوْرَاةَ قَبْلَ اَنْ اُخْلَقَ قَالَ مُوْسٰى بِاَرْبَعِيْنَ عَامًا قَالَ اٰدَمُ فَهَلْ وَجَدْتَ فِيْهَا وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى قَالَ نَعَمْ قَالَ اَفَتَلُوْمُنِيْ عَلٰٓى اَنْ عَمِلْتُ عَمَلًا كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيَّ اَنْ اَعْمَلَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَنِيْ بِاَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰى رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٧٦: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ

میں آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب رہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا آپ وہی آدم ہیں جسکو اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنی (بابرکت) روح آپ میں پھونکی۔ ملائکہ سے آپکو سجدہ کرایا اور آپ کو جنت دی پھر آپ نے اپنی غلطی سے لوگوں کو زمین پر آتار دیا۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا آپ وہی موسیٰ ہیں جن کو رسالت اور گفتگو کے لیے اللہ تعالیٰ نے انتخاب فرمایا اور تمہیں تختیاں (توراۃ) عنایت کیں جن میں ہر چیز کا بیان تھا اور آپ سے سرگوشیاں فرمائیں تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے کتنی دیر پہلے تورات کو لکھا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا چالیس سال حضرت آدم نے فرمایا کیا تم نے اس میں پڑھا ہے عصٰی اٰدم ربہ فغوی (آدم نے اپنے رب کے حکم کی خلاف ورزی کی اور بھول گیا) فرمایا ہاں حضرت آدم نے فرمایا تم مجھے ایسے کام پر ملامت کرتے ہو جو میری پیدائش سے چالیس سال پہلے لکھا گیا آنحضرت نے فرمایا آدم موسیٰ پر غالب[1] آگئے (مسلم)

٧٦۔ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے ارشاد فرمایا اور آپ صادق ہیں اہل حق نے آپکی تصدیق فرمائی ہے ماں کے

---

[1] **خدا تعالیٰ کی صفات**۔ اس حدیث کو امام احمد اور بخاری نے بھی تھوڑے سے الفاظ کی کمی بیشی سے روایت کیا ہے ان کے علاوہ ترمذی، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ حضرت آدم جب تک عالم اجسام میں رہے گناہ کو اپنی طرف منسوب کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کر دیا اور عالم ارواح میں گناہ کو تقدیر کے سپرد کر رہے ہیں۔ دونوں جہانوں کا فرق مراتب ہے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے مراد قدرت وغیرہ نہیں جیسا کہ قدریہ اور معتزلہ کا قول ہے ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ۔ انگلیاں منہ پنڈلی وغیرہ کا جو ذکر قرآن اور حدیث میں آیا ہے تو ہم ان کو بالکل ظاہر پر محمول کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ منہ انگلیاں ہیں لیکن ہم تشبیہ کے قائل نہیں کہ اسکے ہاتھ وغیرہ ہمارے جیسے یا کسی اور مخلوق کی طرح ہیں بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ جس طرح اسکی شان کے لائق ہے اسی طرح اس کے ہاتھ منہ وغیرہ ہیں۔ "اپنی جنت میں آباد کیا" یہ لفظ ظاہر کر رہے ہیں کہ جس جنت میں آدم علیہ السلام اور حوا کو آباد کیا گیا تھا وہ وہی جنت تھی جو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لیے تیار کر رکھی ہے۔ یہ کوئی دنیا کا باغ نہ تھا۔ (مرقاۃ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمَصْدُوقُ إِنَّ خَلْقَ أَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا نُطْفَةً ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ إِلَيْهِ مَلَكًا بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ عَمَلَهُ وَأَجَلَهُ وَرِزْقَهُ وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ فَوَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۷: وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

پیٹ میں تمہاری پیدائش کی صورت اس طرح ہوتی ہے کہ چالیس دن تک قطرہ آب پھر جما ہوا خون چالیس دن تک پھر گوشت کا ٹکڑا چالیس دن تک پھر اللہ اسکے پاس فرشتہ بھیجتا ہے جو اسکی تقدیر میں چار چیزیں لکھتا ہے۔ اسکے اعمال۔ موت کا وقت رزق کی مقدار اور نیک ہے یا بد پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ اللہ کی قسم جسکے سوا کوئی معبود نہیں تم سے ایک آدمی جنت والوں کیطرح عمل کرتا ہے یہانتک کہ جنت میں اور اس میں ایک ہاتھ کے برابر فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس پر تقدیر کا نوشتہ غالب آجاتا ہے تو وہ جہنمیوں کے کام کرنے شروع کر دیتا ہے اور آگ میں داخل ہو جاتا ہے اور ایک تم سے آگ والوں کے کام کرتا ہے یہاں تک کہ جہنم اور اس میں ایک ہاتھ باقی رہ جاتا ہے تو اس کا نوشتہ آگے آجاتا ہے اور وہ اہل جنت کے کام شروع کر دیتا ہے اور اس میں داخل ہو جاتا ہے[1] (بخاری۔ مسلم)

۷۷۔ سہل بن سعد فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا (بعض وقت) آدمی جہنم والوں کے سے کام کرتا ہے اور وہ جنتی ہوتا ہے اور کبھی جنت والوں کے کام کرتا ہے اور وہ دوزخی ہوتا ہے اعمال کا (یقینی اندازہ) خاتمے پر ہو سکتا ہے[2] (بخاری۔ مسلم)

---

[1] **انسان کو ہر دن زندگی کا آخری دن سمجھنا:۔** اس حدیث کو امام احمد ترمذی، نسائی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ جسم مکمل ہو جانے کے بعد فرشتہ یہ چار باتیں لکھتا ہے اکثر لوگ برائی سے بھلائی کی طرف آکر فوت ہوتے ہیں اور اسکے خلاف کم ہی ہوتا ہے۔ بعض نادان یہ کہتے ہیں کہ جب اعتبار آخر وقت کا ہے تو جوانی میں عیش کر لیں پھر توبہ کر لیں گے یہ شیطان کا اغوا ہے کیا معلوم کہ موت جوانی ہی میں آجائے اور توبہ کی مہلت ہی نہ ملے ۱۲ (نووی) [2] حدیث کا منشا یہ ہے کہ انسان کو اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے جب رجحان برے کاموں کی طرف ہو جائے تو سمجھے کہ جہنم کی طرف جا رہا ہے طبیعت کو روکنے کی کوشش کرے اور اگر رجحان نیکی کی طرف ہو تو خدا کا شکر کرے اور اللہ کی دی ہوئی سمجھ کو اپنے اعمال کے محاسبہ میں استعمال کرتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۸: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دُعِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى جَنَازَةِ صَبِيٍّ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طُوْبٰى لِهٰذَا عُصْفُوْرٌ مِّنْ عَصَافِيْرِ الْجَنَّةِ لَمْ يَعْمَلِ السُّوْءَ وَلَمْ يُدْرِكْهُ فَقَالَ اَوْ غَيْرُ ذٰلِكِ يَا عَائِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ لِلْجَنَّةِ اَهْلًا خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِيْ اَصْلَابِ اٰبَائِهِمْ وَخَلَقَ لِلنَّارِ اَهْلًا خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِيْ اَصْلَابِ اٰبَائِهِمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۹: وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نَتَّكِلُ عَلٰى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ قَالَ اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُّيَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَهٗ اَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ وَاَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَسَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ اَهْلِ الشَّقَاوَةِ ثُمَّ قَرَاَ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى اَلْاٰيَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۸۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں آنحضرت کو انصار کے بچے کے جنازہ پر بلایا گیا۔ میں نے عرض کیا اس کے لیے خوشی ہے یہ تو جنت کی چڑیا ہے اس نے نہ برائی کی نہ برائی کا وقت پایا حضرت نے فرمایا عائشہ اسکے سوا کوئی اور بات کہئے اللہ نے جنت کیلئے اس کے اہل پیدا کیے اور وہ اپنے باپوں کی پشت میں تھے اور آگ والوں کو پیدا کیا جب وہ اپنے باپوں[1] کی پشت میں تھے[2] (مسلم)

۷۹۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا تم میں سے ہر ایک کی جگہ آگ میں بھی لکھی گئی ہے اور جنت میں بھی صحابہ نے کہا حضرت ہم اپنے نوشتہ پر بھروسہ نہ کریں اور عمل چھوڑ دیں فرمایا عمل کرو ہر ایک کے لیے وہی راہ آسان ہوگی جس کیلئے اسے پیدا کیا گیا ہے جو شخص نیک ہے اسکے لیے نیکی کے عمل آسان ہوں گے اور جو شخص بدنصیب ہے اس کے لیے برے عمل آسان ہوں گے۔ پھر یہ آیت پڑھی اَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى[3] الآیہ (بخاری۔ مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ۳؎ نیکی پر غرور نیکی کو برباد کر دیتا ہے۔ اس حدیث کو امام احمد، طبرانی، ابن حبان اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ آدمی کو اپنی نیکی پر مغرور نہ ہونا چاہئے کہ آخر کا حال اللہ کو معلوم ہے اور نہ ہی جرأت کر کے گناہ کرنا چاہیے کہ شاید اسی پر خاتمہ ہو جائے اور جہنم میں چلا جائے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۱؎ نابالغ بچے کہاں جائیں گے؟ اس حدیث کو احمد، نسائی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ مسلمانوں کے نابالغ فوت ہونے والے بچے جنتی ہیں کیونکہ وہ بے گناہ ہیں اور صحیح یہ ہے کہ مشرکوں کے نابالغ بچے بھی جنت میں ہونگے کیونکہ وہ بھی بے گناہ ہیں۔ انصاری کے بچے کو جنتی کہنے سے جو روکا تو اسوقت تک آپکو نابالغ بچوں کے متعلق وحی نہ آئی تھی معلوم ہونے پر آپ نے بتا دیا کہ سب نابالغ فوت ہونے والے بچے جنت میں جائیں گے والحمد للہ علی ذلک۔

۲؎ حضرت عائشہ کا خیال تو صحیح تھا۔ آنحضرت نے قطعی فیصلہ کرنا پسند نہ فرمایا۔

۳؎ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی تقدیر اور اس کے علم کا اندازہ اپنے عمل اور افتاد طبع سے کیا جا سکتا ہے اگر انسان صدقہ (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۰- وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ
آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا اَدْرَكَ ذٰلِكَ لَامَحَالَةَ فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ وَالنَّفْسُ
تَمَنّٰى وَتَشْتَهِیْ وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ وَيُكَذِّبُهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
وَفِیْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ كُتِبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَصِيْبُهُ مِنَ الزِّنَا مُدْرِكٌ ذٰلِكَ لَامَحَالَةَ
اَلْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ وَالْاُذُنَانِ زِنَاهُمَا الْاِسْتِمَاعُ وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ وَالْيَدُ زِنَاهُ الْبَطْشُ
وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطٰى وَالْقَلْبُ يَهْوٰى وَيَتَمَنّٰى وَيُصَدِّقُ ذٰلِكَ الْفَرْجُ وَيُكَذِّبُهُ۔
۸۱- وَعَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ مُزَيْنَةَ قَالَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ مَا يَعْمَلُ
النَّاسُ الْيَوْمَ وَيَكْدَحُوْنَ فِيْهِ اَشَیْءٌ قُضِیَ عَلَيْهِمْ وَمَضٰى فِيْهِمْ مِنْ قَدَرٍ سَبَقَ اَوْ فِيْمَا

۸۰- حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا اللہ نے آدمی کیلئے زنا کا حصہ لکھ دیا ہے جسے وہ ضرور پا ئیگا۔ آنکھ کا زنا دیکھنا ہے زبان کا زنا بولنا۔ دل اس کی خواہش اور آرزو کرتا ہے اور شرم گاہ اسکی تصدیق کرتا ہے یا اسے جھٹلا دیتا ہے (بخاری۔ مسلم)
اور مسلم کی روایت میں ہے کہ ابن آدم کا حصہ زنا کاری سے لکھا گیا ہے جسے وہ ضرور پائے گا آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے کانوں کا زنا فحش باتوں کا سننا ہے زبان کا زنا فحش باتیں کرنا ہے ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے پاؤں کا زنا چلنا۔ دل اس کی خواہش اور آرزو کرتا ہے شرمگاہ یا اس کی تکذیب کرتا ہے یا تصدیق[لہ]۔
۸۱- عمران بن حُصینؓ سے مروی ہے قبیلہ مُزَینہ کے دو آدمیوں نے کہا یا رسول اللہ آپ ارشاد فرمائیں کہ آجکل لوگ جو کچھ کرتے ہیں اور اس کے لیے محنت کرتے ہیں اسکا فیصلہ ہو چکا ہے اور آج سے قبل تقدیر میں لکھا جا چکا ہے یا یہ سب آئندہ ہوگا جیسے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کرے اپنے معاملات میں احتیاط سے کام لے بھلی باتوں سے اسکے دل میں یقین پیدا ہو تو اس کیلئے اللہ تعالیٰ نیکی کی راہ آسان کر دیتے ہیں اور اگر اسکے خلاف ہو تو اسکے لیے مشکلات یعنی جہنم کی راہ آسان ہو گی اور یہی قرآن مجید کی آیت کا مطلب ہے گویا اس مسئلہ میں قرآن و حدیث دونوں متفق ہیں۔ (راسم)

کہ نیک اعمال بجالانا ہی تقدیر ہے۔ اس حدیث کو کچھ تغیر و تبدل سے ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان، اور ابویعلیٰ، ابوداؤد طیالسی، بیہقی اور ابن ابی عاصم نے بھی روایت کیا ہے۔ حُسنیٰ سے مراد کلمہ طیبہ ہے۔ صحابہ نے خیال کیا کہ جب تقدیر مقدر ہو چکی ہے تو اب عمل کرنے سے کیا فائدہ تو آنحضرت نے فرمایا تم صحیح نہیں سمجھے۔ عمل تقدیر کے منافی نہیں بلکہ اس کا مؤید ہے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں سبب کو مسبب سے مربوط کیا ہے آنکھ دیکھنے کا سبب ہے۔ پانی پینا پیاس دور کرنے کا سبب ہے کھانا بھوک دور کرنے کا۔ اسی طرح نیک عمل جنت کا سبب ہیں تو برے اعمال دوزخ کا۔ رزق گو مقدر ہے لیکن کسب اس کا سبب ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

لہ مبادیات گناہ سے بچنا بھی ضروری ہے۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ زنا کے (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَتَنَقَّلُوْنَ بِهٖ مِمَّا اَتَاهُمْ بِهٖ نَبِيُّهُمْ وَثَبَتَتِ الْحُجَّةُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لَا بَلْ شَيْئٌ قُضِيَ عَلَيْهِمْ وَمَضٰى فِيْهِمْ وَتَصْدِيْقُ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٨٢ :۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ رَجُلٌ شَابٌّ وَّاَنَا اَخَافُ عَلٰى نَفْسِيَ الْعَنَتَ وَلَا اَجِدُ مَا اَتَزَوَّجُ بِهِ النِّسَاءَ كَاَنَّهٗ يَسْتَاذِنُهٗ فِي الْاِخْتِصَاءِ قَالَ فَسَكَتَ عَنِّيْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَسَكَتَ عَنِّيْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَسَكَتَ عَنِّيْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا اَنْتَ لَاقٍ فَاخْتَصِ عَلٰى ذٰلِكَ اَوْذَرْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

٨٣ :۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ قُلُوْبَ

آنحضرت ان کے پاس آئے اور ان پر حجت قائم کی فرمایا نہیں اسکا فیصلہ ہوچکا اور یہ چیز ان میں گذر چکی اور اس کی تصدیق اللہ کی کتاب میں ہے وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا (نفس اور جس نے اسے درست کیا اسکی قسم اور جس نے اسے نیکی اور برائی کا الہام کیا[1] (مسلم)

٨٢ - ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں میں نے آنحضرت سے عرض کیا میں جوان ہوں مجھے اپنے نفس پر زنا کا خطرہ ہے اور مجھے نکاح کی توفیق نہیں خیال یہ تھا کہ آنحضرت خصی ہونے کی اجازت دیدیں آپ چپ ہوگئے میں نے پھر عرض کیا آپ خاموش ہوگئے پھر گذارش کی آپ خاموش رہے میں نے پھر عرض کیا آپ نے فرمایا تمہارے اعمال کے متعلق قلم خشک ہوچکا ہے چاہتے ہو تو خصی ہو جاؤ یا اسے ترک کردو[2] (بخاری)

٨٣ - عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا تمام انسانوں کے دل ایک دل کی طرح اللہ کی دو انگلیوں میں ہیں اللہ تعالے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) حصے سے مراد مقدمات زنا ہیں اگر اصلی زنا سے بچ گیا تو یہ معاف ہوجائیں گے ورنہ ان پر بھی مواخذہ ہوگا۔ لیکن اکثر مقدمات کے بعد آدمی نہیں بچ سکتا لہذا ان سے بھی پرہیز لازمی ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **تقدیر میں انسانی اختیارات کا مقام**:۔ اس حدیث کو امام احمد، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن مردویہ نے بھی روایت کیا ہے سوال دو ہیں پہلا یہ کہ تقدیر پہلے سے لکھی ہوئی ہے یا اب پیغمبر اپنے ساتھ لایا ہے دوسرا یہ کہ ہم اپنے اعمال میں مجبور ہیں یا مختار؟ تو آنحضرت نے فرمایا۔ تقدیر پہلے سے مقدر ہے اور انسان اعمال میں مختار ہے اور انکے نتیجے میں مجبور سنکھیا نہ کھانے کا اختیار ہے۔ لیکن کھانے کے بعد مرنے میں مجبور رہے ١٢

[2] اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ قلم خشک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو ہونا تھا ہوچکا۔ خصی ہونے سے کچھ نہ بنے گا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَنِیْ اٰدَمَ کُلَّهَا بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ کَقَلْبٍ وَّاحِدٍ یُصَرِّفُهٗ کَیْفَ یَشَاءُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰی طَاعَتِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۴: وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ اِلَّا یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ یُهَوِّدَانِهٖ اَوْ یُنَصِّرَانِهٖ اَوْ یُمَجِّسَانِهٖ کَمَا تُنْتَجُ الْبَهِیْمَةُ بَهِیْمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِیْهَا مِنْ جَدْعَاءَ ثُمَّ یَقُوْلُ فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

جس طرح چاہے انہیں پھیرتا ہے پھر فرمایا اے دلوں کے پھیرنے والے[1] خدا ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت شعاری کی طرف پھیر دے[2] (مسلم)

۸۴۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا ہر ایک بچہ صحیح فطرت (حق کے قبول کرنے اور اس پر چلنے کی صلاحیت) پر پیدا کیا جاتا ہے پھر اسکے ماں باپ اسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں جسطرح جانور صحیح سالم پیدا ہوتا ہے اسکا کوئی عضو تم کٹا ہوا محسوس نہیں کرتے پھر یہ آیت پڑھی فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ (اللہ کی پیدائش جس پر اس نے انسان کو پیدا کیا اس کی پیدائش میں کوئی تبدیلی نہیں یہی دین حق ہے)[3] (بخاری۔ مسلم)

---

[1] جہانتک خدا تعالیٰ کے اختیار اور تصرف کا تعلق ہے وہ ٹھیک اسی طرح ہے جیسے حدیث میں ارشاد ہوا اور جہانتک اس کے قانون کا تعلق ہے وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا نہ ہی کسی کو جہنم کی راہ پر ڈالتا ہے اسی لیے آنحضرت نے دعا کی تلقین فرمائی کہ اسے سیدھے راستہ پر چلنے کی توفیق دے (دائم)

[2] **بنی آدم کے دل خدا کے ہاتھ میں ہیں**۔ اس حدیث کو امام احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اس باب میں حاکم اور ابن جریر نے بھی روایات ذکر کی ہیں۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بنی آدم کے قلوب کو پوری طرح اپنے قبضہ اور تصرف میں رکھے ہوئے ہیں جیسے کوئی چیز ہاتھ میں پکڑ رکھی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے دو ہاتھ ہیں اور دونوں دائیں ہیں۔ اور انگلیاں بھی ہیں۔ معتزلہ نے جو ہاتھ کی تاویل قدرت سے کی ہے یہ غلط ہے کیونکہ قدرت کا تثنیہ نہیں ہوتا۔ (نووی۔ کشف)

[3] **انسان پیدائشی طور پر مسلمان ہے**۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس میں اسلام قبول کرنے کی پوری استعداد ہوتی ہے اگر اسی حالت میں مر جائے تو جنتی ہے۔ بعد میں خارجی اثرات یعنی ماحول اور ماں باپ کی تربیت سے یہودی۔ عیسائی یا مجوسی بنتا ہے۔ جیسے جانور کا بچہ پورا پیدا ہوتا ہے کان دم وغیرہ بعد میں کاٹ دیتے ہیں۔ اسی طرح کفر کا نقص بھی بعد میں پیدا ہوتا ہے۔

[4] وہ ایسے مزاج پر پیدا کیا جاتا ہے جو دین حق کو قبول کرنے کیلئے آمادہ ہوتا ہے۔ وقت کی رسوم آباؤ اجداد کی تقلید، ماحول کے

(باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۵ ۔ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِ کَلِمَاتٍ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنَامُ وَلَا یَنْبَغِیْ لَہٗ اَنْ یَّنَامَ یَخْفِضُ الْقِسْطَ وَیَرْفَعُہٗ وَیُرْفَعُ اِلَیْہِ عَمَلُ اللَّیْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّھَارِ وَعَمَلُ النَّھَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّیْلِ حِجَابُہُ النُّوْرُ لَوْ کَشَفَہٗ لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْھِہٖ مَا انْتَھٰی اِلَیْہِ بَصَرُہٗ مِنْ خَلْقِہٖ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۸۶ ۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدُ اللّٰہِ مَلْاٰی لَا تَغِیْضُھَا نَفَقَۃٌ سَحَّاءُ اللَّیْلَ وَالنَّھَارَ اَرَاَیْتُمْ مَا اَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ فَاِنَّہٗ لَمْ یَغِضْ مَا فِیْ یَدِہٖ وَکَانَ عَرْشُہٗ عَلَی الْمَاءِ وَبِیَدِہِ الْمِیْزَانُ یَخْفِضُ وَیَرْفَعُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ فِیْ رِوَایَۃٍ لِمُسْلِمٍ

۸۵ ۔ ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے لوگوں میں کھڑے ہو کر ہم سے پانچ باتوں کا ذکر فرمایا۔ فرمایا اللہ نہ سوتا ہے نہ اسے سونا چاہیے وہ ترازو نیچے کرتا ہے اور اسے اونچا کرتا ہے۔ رات کے عمل دن سے پہلے اس کے پاس پہنچ جاتے ہیں اور دن کے عمل رات سے پہلے۔ اس کے سامنے نور کے پردے ہیں اگر وہ اس پردے کو اٹھا دے تو اس کی چمک جہاں تک پہنچے مخلوق کو جلا کر رکھ دے[۱] [۲] (مسلم)

۸۶ ۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں حضرت نے فرمایا اللہ کے ہاتھ بھرے ہوئے ہیں دن رات خرچ کرنے سے ان میں کمی نہیں آتی۔ تم جانتے ہو کہ جب سے اس نے آسمان اور زمین پیدا کیے اس پر کس قدر خرچ ہوا لیکن اسکے خزانہ میں کوئی کمی نہیں ہوئی اس کا عرش پانی پر تھا اس کے ہاتھ میں ترازو ہے جسے وہ نیچے اور اوپر کرتا ہے (بخاری۔ مسلم) مسلم کی روایت میں ہے اللہ کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اثرات طبیعت پر چھا کر اسکی اس خصوصیت کو مغلوب کر لیتے ہیں۔ انسان کا فرض ہے کہ اپنے گردو پیش سے اس قدر متاثر نہ ہو کہ اس سے یہ فطرت اور مزاج ہی بدل جائے۔ (اسم)

(حاشیہ صفحہ ہٰذا)

[۱] اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہیں ۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ ترازو کو نیچا اور بلند کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کسی کا رزق فراخ کیا اور کسی کا تنگ کر دیا۔ کسی کو اطاعت کے سبب عزت بخشی اور کسی کو گناہ کے سبب ذلیل کیا۔ دن کے عمل رات آنے سے پہلے اور رات کے عمل دن آنے سے پہلے چلے جاتے کا مطلب یہ ہے کہ اعمال بہت جلد چلے جاتے ہیں۔ حجاب اصل میں تو اجسام کے لیے ہوتا ہے لیکن یہاں تمثیل کے طور پر سمجھانے کے لیے ایسے الفاظ استعمال فرمائے مقصد صرف یہ ہے کہ ذات باری تعالیٰ کو دیکھا نہیں جا سکتا۔ البتہ قرآن مجید اور حدیث شریف سے یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رویت آخرت میں مومنوں کو ضرور ہوگی۔ حد نگاہ سے مراد تمام کائنات ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی نظر تمام مخلوقات کو محیط ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ آسمانوں کے اوپر عرش پر ہیں۔ تمام سلف صالحین کا یہی عقیدہ چلا آیا ہے کہ خداوند تعالیٰ عرش پر ہیں آسمانوں سے اوپر اس کی کیفیت کسی کو معلوم نہیں اور اس کا انکار کفر ہے ۱۲ (نووی)

[۲] یعنی یہ دنیوی اجسام تجلیات الٰہیہ کے متحمل نہیں ہو سکتے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَمِينُ اللهِ مَلْأَى قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ مَلْآنُ سَحَّاءُ لَا يَغِيضُهَا شَيْءٌ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ۔

۸۷:۔ وَعَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِينَ قَالَ اللهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيُ

۸۸:عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللهُ الْقَلَمُ فَقَالَ لَهُ اكْتُبْ قَالَ مَا أَكْتُبُ قَالَ اكْتُبِ الْقَدَرَ فَكَتَبَ مَا كَانَ وَمَا هُوَ

ہے۔ ابن نُمیر فرماتے ہیں اس کے ہاتھ بھرے ہوئے ہیں شب و روز خرچ کرنے سے اسکے خزانہ[1] میں کوئی چیز کم نہیں ہوتی۔

۸۷۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرت سے مشرکین کی اولاد کے متعلق پوچھا گیا فرمایا ان کے اعمال کے متعلق اللہ تعالیٰ بہتر[2] جانتا ہے (بخاری۔ مسلم)

دوسری فصل

۸۸۔ عبادہؓ بن صامت فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم پیدا فرمایا پھر فرمایا کہ لکھو[3] اس نے کہا کیا لکھوں فرمایا تقدیر لکھو اس نے جو ہو چکا تھا اور جو آئندہ ہونے والا ہے سب لکھ دیا (ترمذی) اور کہا اس حدیث کی

---

[1] **اللہ تعالیٰ کی سخاوت کا بیان:**۔ اس حدیث کو امام احمد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابوداؤد اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ سحاء کے معنی ہیں گرانا۔ انڈیلنا۔ مطلب یہ ہے کہ دن رات سخاوت کرتا ہے اور دن رات خرچ کرنا بھی اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں پیدا کرتا اور یہ کیفیت برابر اس دن سے چلی آرہی ہے کہ جب سے زمین آسمان پیدا ہوئے ہیں۔ ابن نُمیر امام مسلم کے استاد ہیں ان کی روایت میں مَلْأٰی کی بجائے مَلْآن کے لفظ ہیں لیکن لغت کے لحاظ سے مَلْأٰی کے لفظ زیادہ صحیح ہیں۔ (نووی۔ کشف)

[2] **مشرکوں کے نابالغ بچے بھی جنتی ہیں:**۔ اس حدیث کو نسائی اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ اس وقت فرمایا تھا جب کہ ابھی مشرکوں کی اولاد کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع نہیں آئی تھی۔ بعد میں اطلاع مل گئی کہ وہ بھی جنت میں ہوں گے جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی حدیث میں ہے جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں ان کے گرد چھوٹے بچے دیکھے۔ لوگوں نے سوال کیا۔ کیا مشرکوں کی اولاد بھی آپ نے وہاں دیکھی؟ تو آپ نے فرمایا ہاں مشرکوں کی اولاد بھی (نووی۔ کشف)

[3] **تقدیر اللہ تعالیٰ کے علم کا نام ہے:**۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اور اس مضمون کی حدیث امام احمد اور طبرانی نے بھی نقل کی ہے۔ ابن جریر۔ ابویعلیٰ۔ سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے بھی مختلف الفاظ سے اس مضمون کو نقل کیا ہے۔ خدا کا قلم سے تحریر کروا دینا لوگوں پر جبر کرنے کے لیے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے علم محیط کی اطلاع کے لیے ہے۔ (لمعات)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کَائِنٌ اِلَی الْاَبَدِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ اِسْنَادًا۔

۸۹:۔ وَعَنْ مُسْلِمِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ سُئِلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ مِنْ ظُھُوْرِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ الْاٰیَۃَ قَالَ عُمَرُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُسْئَلُ عَنْھَا فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ ثُمَّ مَسَحَ ظَھْرَہٗ بِیَمِیْنِہٖ فَاسْتَخْرَجَ مِنْہُ ذُرِّیَّۃً فَقَالَ خَلَقْتُ ھٰؤُلَاءِ لِلْجَنَّۃِ وَبِعَمَلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ یَعْمَلُوْنَ ثُمَّ مَسَحَ ظَھْرَہٗ فَاسْتَخْرَجَ مِنْہُ ذُرِّیَّۃً فَقَالَ خَلَقْتُ ھٰؤُلَاءِ لِلنَّارِ وَبِعَمَلِ اَھْلِ النَّارِ یَعْمَلُوْنَ فَقَالَ رَجُلٌ فَفِیْمَ الْعَمَلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ اِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلْجَنَّۃِ اِسْتَعْمَلَہٗ بِعَمَلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ حَتّٰی یَمُوْتَ عَلٰی عَمَلٍ مِّنْ اَعْمَالِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَیُدْخِلَہٗ بِہِ الْجَنَّۃَ وَاِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلنَّارِ اِسْتَعْمَلَہٗ بِعَمَلِ اَھْلِ النَّارِ حَتّٰی یَمُوْتَ عَلٰی عَمَلٍ مِّنْ اَعْمَالِ اَھْلِ النَّارِ فَیُدْخِلَہٗ بِہِ النَّارَ رَوَاہُ مَالِکٌ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ۔

سند غریب ہے۔

۸۹۔ مسلم بن یسارؒ فرماتے ہیں حضرت عمرؓ سے اس آیت کے متعلق پوچھا اِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ مِنْ ظُھُوْرِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو پیدا کیا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں نے سنا آنحضرت سے اسکی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا اور اسکی پشت پر دایاں ہاتھ پھیرا اور اس سے کچھ مخلوق پیدا کی اور فرمایا میں نے ان کو جنت کے لیے پیدا کیا اور ان کے عمل اہل جنت ہی کی طرح ہوں گے پھر ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور اس سے کچھ اولاد نکالی اور فرمایا میں نے ان کو آگ کے لیے پیدا کیا اور یہ آگ والوں کی طرح عمل کریں گے ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر عمل سے کیا فائدہ؟ آنحضرت نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی آدمی کو جنت کیلئے پیدا کرتا ہے تو اسے جنت ہی کے کاموں میں لگا دیتا ہے یہانتک کہ اسکی موت آجاتی ہے اور وہ جنت کے کام کررہا ہوا اور جنت میں داخل ہو جاتے اور جب کسی کو آگ کیلئے پیدا کرتا ہے تو اسے اہل نار کے کاموں میں لگا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ کسی جہنم ہی کے کام میں مرجاتا ہے اور اسے آگ میں داخل کردیا جاتا ہے (مالک ترمذی۔ ابوداؤد)

لہ عالم ارواح عہد الست کا بیان :۔ اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے منذری کہتے کہ اس کی سند میں انقطاع ہے کیونکہ مسلم بن یسار کی ملاقات حضرت عمرؓ سے ثابت نہیں۔ مالک، احمد اور حاکم نے اسکی متصل سند بھی بیان کی ہے اور حاکم نے اس کو مسلم کی شرط پر بتایا ہے اسکو ابن ابی حاتم۔ ابن جریر۔ عبد بن حمید۔ ابن مردویہ۔ بیہقی۔ ابن حبان اور امام بخاری نے تاریخ میں اور ضیاء نے مختارہ میں بھی روایت کیا ہے۔ یہ روز الست کا واقعہ ہے۔ پہلے آدم کی پشت پر ہاتھ پھیرا تو ان کی اولاد نکلی پھر اولاد پر ہاتھ پھیرا تو ان کی اولاد نکلی۔ پھر ان سے سوال کیا گیا میں رباقی بر صفحہ آئندہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۰: وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ يَدَيْهِ كِتَابَانِ فَقَالَ أَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَانِ الْكِتَابَانِ قُلْنَا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَّا أَنْ تُخْبِرَنَا فَقَالَ لِلَّذِيْ فِيْ يَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ فِيْهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَسْمَاءُ اٰبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ أُجْمِلَ عَلٰى اٰخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيْهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا ثُمَّ قَالَ لِلَّذِيْ فِيْ شِمَالِهِ هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ فِيْهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ النَّارِ وَأَسْمَاءُ اٰبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ أُجْمِلَ عَلٰى اٰخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيْهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا فَقَالَ أَصْحَابُهُ فَفِيْمَ الْعَمَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ كَانَ أَمْرٌ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ فَقَالَ سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا فَإِنَّ صَاحِبَ الْجَنَّةِ يُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ عَمِلَ أَيَّ عَمَلٍ وَإِنَّ صَاحِبَ النَّارِ يُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ وَإِنْ عَمِلَ أَيَّ عَمَلٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ فَنَبَذَهُمَا ثُمَّ قَالَ فَرَغَ رَبُّكُمْ مِنَ الْعِبَادِ فَرِيْقٌ فِي

۹۰۔ عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں آپ (ایک دن) نکلے اور آپ کے ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں فرمایا کیا تم جانتے ہو ان دونوں کتابوں میں کیا ہے ہم نے عرض کیا کہ نہیں یہ تو آپ کے بتانے سے معلوم ہوگا فرمایا یہ سیدھے ہاتھ کی کتاب رب العالمین کی طرف سے ہے اس میں اہل جنت کے نام ہیں اور ان کے بزرگوں اور قبیلوں کے اور اس کے آخر میں خلاصہ کر دیا گیا ہے نہ ان میں کچھ بڑھایا جائے گا نہ کم کیا جائیگا پھر بائیں ہاتھ کی کتاب کے متعلق فرمایا یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے ہے اس میں آگ والوں کے نام ہیں اور ان کے باپوں اور قبیلوں کے اور آخر میں خلاصہ کر دیا گیا ہے اس میں کبھی کچھ نہ کم کیا جائیگا نہ زیادہ صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول پھر عمل کی کیا ضرورت ہے اگر اس معاملہ سے فراغت ہو چکی ہے فرمایا مضبوط رہو اور اللہ کا قرب حاصل کرو کیونکہ اہل جنت کا خاتمہ اہل جنت کے اعمال پر ہوگا (شروع میں) گو وہ کوئی کام کرے اور اہل نار کا خاتمہ جہنم والوں کے کاموں پر ہوگا گو وہ (ابتدا میں) کوئی کام کرے پھر آپ نے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا اور دونوں کتابیں پھینک دیں اور فرمایا تمہارا رب

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) تمہارا رب نہیں ہوں تو سب نے کہا کیوں نہیں آپ ہمارے رب ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ عہد اس لیے لے لیا گیا کہ قیامت کو تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہم بے خبری میں مارے گئے ہم کو تو اسکی اطلاع ہی نہ تھی۔ اب آپ کہیں گے کہ ہمیں تو یاد نہیں کہ کب عہد ہوا تھا۔ اس کو مثال سے سمجھو جب ہم پیدا ہوئے تھے تو ہمیں کسی لفظ کا پتہ نہ تھا لیکن یہ یقینی ہے کہ ہم کو کسی نے بتایا ضرور تھا۔ اسی طرح گو ہمیں عہد کا وقت اور جگہ تو یاد نہیں لیکن انسان کی جبین نیاز میں یہ جو سجدہ کرنے کی تڑپ ہے یہ کس نے پیدا کی۔ دنیا کا ہر آدمی خواہ یہودی ہو یا عیسائی مشرک ہو یا مجوسی۔ مسلمان ہو یا ہندو سب ہی سجدہ کرتے ہیں اور اپنے خیال میں ہر ایک خدا تعالیٰ ہی کو سجدہ کرتا ہے گو وہ غلط طریقہ سے سجدہ کرے بہر حال یہ بندگی اور عبودیت کا جذبہ پتہ دیتا ہے کہ کسی نے ہم سے بندگی کا عہد ضرور لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی عہد کو یاد کروایا ہے۔ کوشش کرنی چاہئے کہ موت کسی نیک کام پر آئے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب کہ آدمی ہر وقت نیک کام کرے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْجَنَّۃِ وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

۹۱۔ وَعَنْ اَبِیْ خِزَامَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ رُقًی نَسْتَرْقِیْھَا وَدَوَاءً نَتَدَاوٰی بِہٖ وَتُقَاۃً نَتَّقِیْھَا ھَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰہِ شَیْئًا قَالَ ھِیَ مِنْ قَدَرِ اللّٰہِ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

بندوں سے فارغ ہوگیا۔ایک فریق جنت میں ہوگا اور ایک فریق جہنم میں ہوگا[۱] (ترمذی)

۹۱۔ابوخزامہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت سے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ فرمائیں کہ ہم دم کراتے ہیں یا علاج کراتے ہیں اور جن چیزوں کے ساتھ ہم اپنا بچاؤ کرتے ہیں کیا یہ اللہ کی تقدیر روک دیتی ہیں فرمایا یہ اسباب خود تقدیر میں[۳] شامل ہیں[۴] (احمد، ترمذی۔ابن ماجہ)۔

ل نوشتہ تقدیر کے صحیفے:۔امام ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا اور امام احمد نے حسن نسائی نے بھی اسے روایت کیا ہے اور اس مضمون کی حدیثیں طبرانی۔ابن جریر اور دارقطنی میں بھی ہیں۔ظاہر الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کتابیں حسی اور ظاہری تھیں صحابہ کو وہ کتابیں تو دکھائیں لیکن ان کے مضمون کو تفصیلی طور پر بیان نہیں فرمایا صرف اتنا کہا کہ اس کتاب میں جنتی لوگوں کی فہرست ہے اور اس میں دوزخی لوگوں کی اور ان کی جمع بندی کر دی گئی ہے۔بعض نے کہا یہ کتابیں ظاہری نہ تھیں آنحضرت نے بطور تمثیل فرمایا۔پھینک دیا کا مطلب یہ ہے کہ اپنے ہاتھوں کو پیٹھ پیچھے لے جا کر جھٹک دیا (مرقاۃ۔لمعات)

ﷺ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ انسان کی سوچ بچار اور اس کے اعمال کی ابتداء اور انتہا سب اللہ کو معلوم ہے اور وہ اس سے فارغ ہو چکا اب اسکے علم میں کسی نئی چیز کا اضافہ ناممکن ہے جو ہو رہا ہے اسکے علم کے موافق ہو رہا ہے۔گویا مخلوق کا اختیار بھی اللہ کے اختیار میں ہے۔(اسم)

۳ تعویذات کے جواز کے شرائط:۔تعویذات اور منتر اور علاج معالجہ کے متعلق اصولی طور پر یہ سمجھ لینا چاہئے کہ یہ چیزیں حقیقی مؤثر نہیں ہیں۔حقیقی مؤثر صرف اللہ تعالیٰ ہے۔عزیمت تو یہ ہے کہ آدمی ان چیزوں سے بھی پرہیز کرے اور صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے کہ وہ جس طرح اسباب سے چیزیں فراہم کر سکتا ہے بغیر اسباب بھی کر سکتا ہے تو ان چیزوں کا ہونا نہ ہونا برابر ہے لیکن اگر آدمی اتنے بلند مقام پر نہ پہنچ سکے تو علاج معالجہ اور تعویذ منتر کی اجازت ہے بشرطیکہ تعویذ اور منتر میں قرآن مجید کی کوئی آیت یا حدیث شریف کی کوئی دعا ہو اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ جادو یا بیہودہ بکواس ہو تو بالکل حرام اور ناجائز ہے۔جن احادیث میں تعویذ اور منتر کی ممانعت آئی ہے اس جگہ یہی ناجائز تعویذ اور منتر مراد ہیں۔یہ چیزیں بھی اللہ کی تقدیر سے ہیں۔مطلب یہ ہے کہ دنیا عالم اسباب ہے ہر بیماری کا علاج اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے اس سے فائدہ اٹھاؤ۔اس حدیث کو حاکم اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔(کشف)

۴ یعنی اللہ تعالیٰ نے جہاں کسی امر کا فیصلہ فرمایا ہے اس کے اسباب کا بھی فیصلہ کر دیا ہے اور یہ ساری چیزیں اسباب ہی کی قسم سے ہیں انسان کو جس قدر اختیار دیا گیا اس نے آوارگی کی صورت نہیں اختیار کی بلکہ یہ اختیار بھی مشیت الٰہی کے تابع ہے (وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ تمہارا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۲:۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَنَازَعُ فِی الْقَدَرِ فَغَضِبَ حَتّٰی احْمَرَّ وَجْهُهٗ حَتّٰی کَاَنَّمَا فُقِئَ فِیْ وَجْنَتَیْهِ حَبُّ الرُّمَّانِ فَقَالَ اَبِهٰذَا اُمِرْتُمْ اَمْ بِهٰذَا اُرْسِلْتُ اِلَیْکُمْ اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ حِیْنَ تَنَازَعُوْا فِیْ هٰذَا الْاَمْرِ عَزَمْتُ عَلَیْکُمْ عَزَمْتُ عَلَیْکُمْ اَلَّا تَنَازَعُوْا فِیْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهٗ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ۔

۹۳:۔ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ مِنْ قَبْضَةٍ قَبَضَهَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَرْضِ فَجَاءَ بَنُوْ اٰدَمَ عَلٰی قَدْرِ الْاَرْضِ مِنْهُمُ الْاَحْمَرُ وَالْاَبْیَضُ وَالْاَسْوَدُ وَبَیْنَ ذٰلِكَ وَالسَّهْلُ وَالْحَزْنُ وَالْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاؤدَ

۹۴:۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ

۹۲۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں ایک دن حضرت ہمارے پاس آئے اور ہم تقدیر میں بحث کر رہے تھے۔ آپ اس قدر ناراض ہوئے کہ چہرہ سرخ ہو گیا۔ جیسے انار کا دانہ آپ کے منہ پر نچوڑا گیا فرمایا کیا تمہیں یہ حکم کیا گیا ہے یا میں یہی چیز دیکر تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں تم سے پہلے لوگ اسی لیے تباہ ہوئے کہ وہ اس مسئلہ میں جھگڑتے تھے میں تمہیں بار بار تاکید کرتا ہوں کہ اس میں بحث[1] مت کرو (ترمذی) ابن ماجہ نے اسے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا۔

۹۳۔ ابوموسیٰؓ فرماتے ہیں میں نے آنحضرت سے سنا فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے آدم کو ایک مٹھی (بھر) مٹی سے پیدا کیا جسے تمام زمین سے لیا گیا تھا۔ اب آدم کی اولاد زمین کے اندازے پر پیدا ہوئی کوئی سرخ کوئی سفید اور کوئی سیاہ اور کوئی اسکے درمیان اور نرم اور سخت اور خبیث اور[3] پاکیزہ (احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد)

۹۴۔ عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت سے سنا اللہ نے مخلوق کو اندھیرے میں پیدا کیا پھر ان پر اپنا نور ڈالا جس کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) مشیت اور اختیار مشیت الٰہی کے تابع ہے نہ اس میں جبر ہے نہ آوارگی۔ (اسم)

[1] **مسئلہ تقدیر میں بحث کی ممانعت**:۔ اس حدیث کا ایک شاہد مستدرک حاکم میں بھی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تقدیر پر بغیر بحث کے ایمان لاؤ اور یہ ضروریات دین سے ہے اصل کام یہ نہیں کہ تقدیر کے غوامض پر بحث کی جائے۔ نبی کا اصل کام تبلیغ ہے اور امت کا کام اطاعت و فرمانبرداری ۱۲ (کنز) [2] گویا اختیار بھی اللہ ہی کے قبضہ میں ہے اسباب اور مسببات دونوں اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں (اسم)

[3] **انسانی تخلیق میں تفاوت کی وجہ**۔ یہ حدیث مستدرک حاکم اور بیہقی میں بھی ہے۔ خداوند تعالیٰ نے عزرائیل کو حکم دیا کہ مٹی لاؤ۔ وہ زمین کی تمام قسموں سے تھوڑی تھوڑی مٹی لے گئے پھر مخلوق اپنے اصل کے مطابق پیدا ہوئی جو نرم زمین سے پیدا ہوا وہ نرم طبیعت ہوا جو سرخ مٹی سے پیدا ہوا وہ سرخ رنگ کا بنا اور جو سیاہ سے بنا سیاہ رنگ بنا وعلیٰ ہذا القیاس۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خَلَقَ خَلْقَهٗ فِيْ ظُلْمَةٍ فَاَلْقٰى عَلَيْهِمْ مِنْ نُّوْرِهٖ فَمَنْ اَصَابَهٗ مِنْ ذٰلِكَ اِهْتَدٰى وَمَنْ اَخْطَاهُ ضَلَّ فَلِذٰلِكَ اَقُوْلُ جَفَّ الْقَلَمُ عَلٰى عِلْمِ اللّٰهِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

۹۵:۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اٰمَنَّا بِكَ وَبِمَا جِئْتَ بِهٖ فَهَلْ تَخَافُ عَلَيْنَا قَالَ نَعَمْ اِنَّ الْقُلُوْبَ بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ يُقَلِّبُهَا كَيْفَ يَشَاءُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۹۶:۔ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْقَلْبِ كَرِيْشَةٍ بِاَرْضٍ فَلَاةٍ يُقَلِّبُهَا الرِّيَاحُ ظَهْرًا لِبَطْنٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۹۷:۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِاَرْبَعٍ ... وَالْبَعْثِ بَعْدَ

یہ نور مل گیا اس نے ہدایت پائی اور جسے نہ مل سکا وہ گمراہ ہوگیا اسی لیے میں کہتا ہوں قلم اللہ کے علم پر خشک ہوگیا[۱] (احمد۔ ترمذی)

۹۵۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں آنحضرت اکثر فرمایا کرتے تھے اے اللہ دلوں کو بدلنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ہم آپ اور آپکی وحی پر ایمان لائے پھر کیا آپ کو ہمارے متعلق کوئی خطرہ ہے فرمایا ہاں دل اللہ کی دو انگلیوں میں ہے۔ اسے جیسے چاہے بدل دے[۲]۔ (ترمذی ابن ماجہ)

۹۶۔ ابوموسیٰ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا۔ دل ایک پر کی طرح ہے میدان میں ہوائیں اسے اُلٹا سیدھا بدلتی رہتی ہیں[۳] (احمد)

۹۷۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب تک چار چیزوں پر ایمان نہ لاؤ۔ تم سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا۔ شہادت[۴]

---

۱ نور ہدایت کا فیضان:۔ اس حدیث کو حاکم، طبرانی، ابن جریر اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ اندھیرے سے مراد نفس امارہ کی تاریکی ہے اور نور سے مراد ایمان۔ معرفت، اطاعت اور احسان کا نور ہے مطلب یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے نور (قرآن، حدیث) میں تامل کرے گا وہ ہدایت پائے گا اور جو غور نہ کرے گا وہ گمراہی میں رہے گا۔ (لمعات۔ کشف)

۲ تمام اختیارات کا مالک صرف اللہ ہے:۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تمام بنی آدم خدا تعالیٰ کی قدرت اور تصرف کے بالکلیہ ماتحت ہیں اس کے قبضہ سے باہر نہیں جا سکتے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ تو معصوم ہیں کیا آپ کی تعلیم پر ایمان لانے کے بعد بھی آپ کو ہم پر خوف ہے کہ ہم گمراہ نہ ہوجائیں آپ نے اس کا یہی جواب دیا کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے۔ (کشف)

۳ انسان کے دل کی مثال:۔ اس حدیث کو ابن ماجہ، طبرانی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جیسے پرندے کا پر جنگل میں ہواؤں کے زور سے الٹا سیدھا ہوتا رہتا ہے اسی طرح دنیا کے میدان میں جب خواہشات نفسانی اور اغواء شیطانی کے جھکڑ چلتے ہیں تو دلوں کی یہی کیفیت ہوجاتی ہے کبھی نیکی سے برائی کی طرف مائل ہوتے ہیں اور کبھی برائی سے نیکی کی طرف جھکتے ہیں۔ (لمعات)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمَوْتِ وَيُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۹۸:۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِنْفَانِ مِنْ أُمَّتِي لَيْسَ لَهُمَا فِي الْإِسْلَامِ نَصِيبٌ الْمُرْجِئَةُ وَالْقَدَرِيَّةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ۔

۹۹:۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَكُونُ فِي أُمَّتِي خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَذٰلِكَ فِي الْمُكَذِّبِينَ بِالْقَدَرِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ رَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ۔

دے۔ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ موت پر یقین کرے سے موت کے بعد اٹھنے پر یقین کرے۔ سے اور تقدیر پر یقین رکھے[1] (ترمذی ابن ماجہ)

۹۸۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ میری امت میں دو قسم کے آدمی ہیں۔ جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ مُرجیہ[2]۔ (انسان کو مجبور اور بے اختیار سمجھنے والے) قدریہ[2] (تقدیر اور علم الٰہی کے منکر)[2] (ترمذی) اور اس نے کہا یہ حدیث غریب ہے[3]

۹۹۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ میں نے آنحضرتؐ سے سنا فرماتے تھے۔ میری امت کے کچھ لوگ زمین میں دھنس جائیں گے اور بعض کی شکلیں بدل جائیں گی۔ یہ سزا تقدیر کو جھٹلانے والوں کی ہے[4]۔ (ابوداؤد ترمذی)

سلہ تقدیر پر ایمان لانا فرض ہے:۔ اس حدیث کو امام احمد اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جیسے دوسرے ارکان پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہے اور جس طرح توحید اور رسالت کے انکار سے آدمی کافر ہو جاتا ہے اسی طرح تقدیر کا منکر بھی کافر ہے۔ موت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ ایمان رکھے کہ موت تقدیر الٰہی سے آتی ہے نہ کہ فساد مزاج سے جیسے دہریہ اور نیچری لوگوں کا خیال ہے۔۔ (کشف)

سلہ فرقہ مرجیہ اور فرقہ قدریہ:۔ اس حدیث کو احمد، نسائی، ابن ماجہ اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ مُرجیہ وہ فرقہ ہے جو کہتے ہیں اعمال ایمان کے لیے ضروری نہیں ہیں بعض نے اس سے مراد جبریہ فرقہ لیا ہے ان کا یہ عقیدہ ہے کہ انسان کے اعمال اپنے اختیار سے نہیں ہیں بلکہ انسان کی طرف ان کی نسبت ایسے ہی ہے جیسے جمادات کی طرف نسبت کی جاتی ہے مثلاً پتھر کا لڑھکنا، درخت کی شاخوں کا حرکت کرنا وغیرہ ایسے ہی انسان اپنے اعمال میں مجبور ہے لہٰذا اس کے اعمال پر جزاء و سزا مرتب نہیں ہونی چاہئے اور ان کے برعکس قدریہ فرقہ ہے وہ کہتے ہیں تقدیر کوئی چیز نہیں بلکہ انسان اپنے اعمال کا خود خالق ہے۔ خدا تعالیٰ نے پہلے سے کوئی تقدیر مقدر نہیں کی ہے۔

سلہ ان الفاظ کا ظاہر مطلب تو یہ ہے کہ یہ دونوں فرقے مسلمان نہیں۔ قدریہ میں معتزلہ اور روافض بھی شامل ہیں ان کا بھی یہی خیال ہے لیکن بعض ائمہ نے اس حدیث کو تشدید پر محمول کیا ہے روافض اور معتزلہ میں کئی فرقے ہیں اس لیے علی الاطلاق تکفیر درست نہیں ائمہ حدیث نے اس کی سند پر بھی گفتگو کی ہے۔ ضعیف تو یقیناً ہے بعض نے اسے موضوع بھی کہا ہے واللہ اعلم۔ (اسم)

سلہ قدریہ وجبریہ فاسق ہیں یا کافر؟:۔ قدریہ اور جبریہ کے متعلق جو کفر کے الفاظ آپ نے فرمائے ہیں یہ بطور تغلیظ ہیں (باقی صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۰:- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْقَدَرِيَّةُ مَجُوْسُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ وَاِنْ مَاتُوْا فَلَا تَشْهَدُوْهُمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۰۱:- وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُجَالِسُوْا اَهْلَ الْقَدَرِ وَلَا تُفَاتِحُوْهُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۰۲:- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةٌ لَعَنْتُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَكُلُّ نَبِيٍّ يُجَابُ اَلزَّائِدُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَالْمُكَذِّبُ بِقَدَرِ اللّٰهِ وَالْمُتَسَلِّطُ بِالْجَبَرُوْتِ لِيُعِزَّ مَنْ اَذَلَّهُ اللّٰهُ وَيُذِلَّ مَنْ اَعَزَّهُ اللّٰهُ وَالْمُسْتَحِلُّ لِحَرَمِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِتْرَتِيْ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِيْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَدْخَلِ وَرَزِيْنٌ فِيْ كِتَابِهٖ۔

۱۰۰- اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فرقہ قدریہ اس امت کے مجوس ہیں[1] اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی بیمار پرسی نہ کرو۔ اور اگر مر جائیں۔ تو ان کے کفن ودفن اور جنازہ میں مت جاؤ (اسکو احمد اور ابوداودؒ نے روایت کیا)

۱۰۱ حضرت عمرؓ فرماتے تھے۔ میں نے آنحضرت سے سُنا۔ فرماتے تھے۔ تقدیر کے منکروں کے پاس نہ بیٹھو اور نہ ہی ان کو پہلے سلام کہو[2]۔ [3] (ابوداود)

۱۰۲- حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ چھ آدمیوں پر میں نے بھی لعنت کی ہے۔ اور اللہ بھی ان پر لعنت بھیجتا ہے۔ اور ہر نبی کی دعا مقبول ہے [1] جو اللہ کی کتاب میں بڑھائے۔ [2] تقدیر کی تکذیب کرے [3] جو شخص جبرًا قبضہ کر کے عزت والوں کو ذلیل کرے۔ اور ذلیل لوگوں کو آبرومند کرے [4] جو اللہ کے حرام کو حلال کرے۔ (یعنی بیت اللہ کی بے حرمتی کرے [5] جو میری اولاد میں سے حرام کو حلال کرے [6] میری سنت کو ترک کرے[4]۔ (مدخل بیہقی رزین)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) حقیقی کافر نہیں بلکہ فاسق ہیں بعض ائمہ نے حقیقی کفر مراد لیا ہے پھر ان میں یہ اختلاف بھی ہے کہ یہ کفر تاویلی ہے یا ارتدادی۔ معتزلہ اور روافض بھی انہی میں شامل ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **قدریہ کے دو خدا:**۔ مجوسی وہ فرقہ ہے جو دو خدا مانتے ہیں ایک خالق خیر اور اس کو یزداں کہتے ہیں اور دوسرا خالق شر اور اسکو اہرمن کہتے ہیں اور قدریہ بندے کو افعال کا خالق کہتے ہیں لہذا ان کے نزدیک بھی بہت سے خالق بن گئے اور ان میں بھی مماثلت ہے۔

[2] **بدعقیدہ لوگوں سے تعلق نہ رکھو:**۔ اس کو احمد اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اس کا اور پہلی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ان گمراہ فرقوں سے میل ملاپ نہ رکھو ان سے تعاون نہ کرو اس سے دین میں کمزوری آئیگی انکی صحبت سے بداعتقادی سیکھو گے ورنہ دینی غیرت تو ضرور کمزور ہو جائیگی۔

[3] حدیث میں یہاں لاتفاتحوھم آیا ہے اسکے معنی ہیں انکے پاس فیصلے لے جانا یا ان سے بحث کا آغاز کرنا اور یہ سب معنی صحیح ہیں۔ نہایہ (اسم)

[4] **یہ گناہ لعنت کا سبب ہیں:**۔ اس کو حاکم، ابن حبان اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے اور اس میں (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۳۔ وَعَنْ مَطَرِ بْنِ عُكَامِسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَضَى اللّٰهُ لِعَبْدٍ أَنْ يَّمُوْتَ بِأَرْضٍ جَعَلَ لَهٗ إِلَيْهَا حَاجَةً رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

۱۰۴۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَرَارِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ مِنْ اٰبَائِهِمْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِلَا عَمَلٍ قَالَ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ قُلْتُ فَذَرَارِيُّ الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ مِنْ اٰبَائِهِمْ قُلْتُ بِلَا عَمَلٍ قَالَ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

۱۰۵۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَائِدَةُ وَالْمَوْؤُدَةُ فِي النَّارِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

۱۰۳۔ مطر بن عکامس فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی آدمی کے متعلق کسی خاص مقام پر مرنے کا فیصلہ فرماتا ہے۔ تو اس کے لیے وہاں کوئی ضرورت پیدا کر دیتا ہے[1]۔ (احمد ترمذی)

۱۰۴۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت اہل ایمان کے بچوں کا کیا حال ہوگا۔ فرمایا وہ اپنے باپوں کے ساتھ ہوں گے۔ میں نے عرض کیا۔ کیا عملوں کے بغیر فرمایا۔ یہ اللہ جانتا ہے۔ وہ کیا عمل کرتے۔ میں نے عرض کیا۔ مشرکوں کی اولادوں کا حال۔ فرمایا وہ بھی اپنے باپوں کے ساتھ ہوں گے۔ میں نے عرض کیا۔ عمل کے بغیر فرمایا۔ یہ اللہ ہی کو معلوم ہے۔ وہ کیا کرتے[2][3]۔ (ابوداؤد)

۱۰۵۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ جو عورت زندہ بچے کو دفن کرے۔ اور جس کے لیے یہ کام کرے۔ دونوں آگ میں جائیں گی[4]۔ (ابوداؤد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) مال غنیمت میں خیانت کرنے والے کا بھی ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں الفاظ بڑھا دے یا ایسے معنی بیان کرے جو قرآن کے مخالف ہوں۔ بزور حکومت کرنیوالا لوگوں کی مرضی کے خلاف جبراً ان پر حکومت کرے ایسے لوگ نیکوں کے دشمن اور فاسقوں کے یار دوست ہوں گے۔ حرم میں جو کام منع ہیں انکا ارتکاب کرے۔ مثلاً درخت کاٹنا۔ شکار کرنا کسی کو تنگ کرنا وغیرہ۔ نبی صلعم کی آل کو تنگ کرنا لعنت پیغمبر کا باعث ہے اور آل میں متبعین بھی شامل ہیں اگر نسبی تعلق اور اتباع دونوں ہوں تو نور علی نور ہے۔ سنت کو اگر سستی سے ترک کرے تو گنہگار ہے کافر نہیں اور اگر ہلکا سمجھ کر ترک کرے تو کافر ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **موت کے لیے کام بہانہ بنتا ہے:** ۔ یہ حدیث حاکم میں بھی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنے کام کو وہاں جاتا ہے اور وہاں اس کی موت ہو جاتی ہے۔

[2] **نابالغ بچوں کا مقام:** ۔ اسکو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ مشرکوں کی اولاد دنیاوی احکام میں اپنے باپ داداکے ماتحت ہے آخرت میں سب بچے جنت میں جائیں گے۔ آنحضرت نے سفارش کی جو قبول ہوئی۔

[3] حدیث کا مطلب دنیوی معاملات سے ہے یعنی کفن دفن اور باقی تعلقات میں بچے اپنے ماں باپ کے حکم میں ہونگے۔ اخروی نجات کے لحاظ سے علماء میں اختلاف ہے کہ بچے جنت میں جائیں گے یا جہنم میں۔ صحیح مذہب یہ ہے کہ بچے نجات پائیں گے ماں باپ کا مذہب (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۰۶:۔ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ فَرَغَ اِلٰی کُلِّ عَبْدٍ مِّنْ خَلْقِہٖ مِنْ خَمْسٍ مِّنْ اَجَلِہٖ وَعَمَلِہٖ وَمَضْجَعِہٖ وَاَثَرِہٖ وَرِزْقِہٖ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

۱۰۷:۔ وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ تَکَلَّمَ فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الْقَدَرِ سُئِلَ عَنْہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ لَّمْ یَتَکَلَّمْ فِیْہِ لَمْ یُسْئَلْ عَنْہُ رَوَاہُ اِبْنُ مَاجَۃَ۔

۱۰۸:۔ وَعَنِ ابْنِ الدَّیْلَمِیِّ قَالَ اَتَیْتُ اُبَیَّ بْنَ کَعْبٍ فَقُلْتُ لَہٗ قَدْ وَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ شَیْءٌ مِّنَ الْقَدَرِ فَحَدِّثْنِیْ لَعَلَّ اللّٰہَ اَنْ یُّذْھِبَہٗ مِنْ قَلْبِیْ فَقَالَ لَوْ اَنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ عَذَّبَ اَھْلَ سَمٰوٰتِہٖ

تیسری فصل

۱۰۶۔ ابو دردا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اللہ ہر آدمی کے متعلق پانچ کاموں سے فارغ ہو گیا۔ موت اور عمل۔ اقامت گاہ اور چلنے پھرنے کی جگہ اور رزق۔[1] (احمد)

۱۰۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا جو آدمی تقدیر کے متعلق[2] گفتگو کریگا۔ اسکی بابت اس سے قیامت کے دن پوچھا جائے گا۔ جو اس مسئلہ میں کلام نہیں کرے گا۔ اسے نہیں پوچھا جائے گا (ابن ماجہ)

۱۰۸۔ ابن دیلمی فرماتے ہیں۔ میں اُبَیّ بن کعب کے پاس آیا۔ اور میں نے ان سے کہا۔ میرے دل میں تقدیر کے متعلق کچھ شبہات ہو گئے ہیں۔ آپ کوئی حدیث بیان فرمائیں۔ شائد اللہ ان شبہات کو میرے دل سے دور کر دے انہوں نے فرمایا کہ اگر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) چاہے کچھ ہی ہو۔ (اسم)

۵ زندہ درگور کرنے والا:۔ دفن کرنیوالی اس لیے جہنم میں جائیں گی کہ اس نے خون ناحق کیا اور موؤدہ سے مراد وہ عورت ہے جس کے حکم سے قتل کی گئی یعنی جننے والی ماں۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] تقدیر کی قسمیں:۔ تقدیر دو قسم کی ہے مُبرم اور مُعلّق۔ معلق وہ ہے جو اسباب سے وابستہ ہو۔ اسباب کی تبدیلی سے اس میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔ مبرم میں تبدیلی نہیں ہوتی اور یہاں یہی تقدیر مراد ہے۔ یہ حدیث طبرانی میں بھی ہے۔

[2] تقدیر کے معاملہ میں بحث نہ کرنا چاہیئے:۔ اس حدیث کو دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تقدیر میں بحث کرنے کا فائدہ کچھ نہیں کیونکہ بحث کرنے سے اس کی سمجھ تو آئے گی نہیں کیونکہ انسانی عقل بہت ناقص ہے البتہ شبہات میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ضرور ہے اس کے علاوہ وہ تمہاری کوشش سے بدل نہیں جائے گی لہٰذا اس بحث میں پڑنا فضول ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کا حکم تو یہی ہے کہ اس پر ایمان لاؤ اور جو اصل کام تمہارے کرنے کا ہے وہ صرف یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاَھْلَ اَرْضِہٖ عَذَّبَھُمْ وَھُوَ غَیْرُ ظَالِمٍ لَّھُمْ وَلَوْ رَحِمَھُمْ کَانَتْ رَحْمَتُہٗ خَیْرًا لَّھُمْ مِّنْ اَعْمَالِھِمْ وَلَوْ اَنْفَقْتَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَا قَبِلَہُ اللّٰہُ مِنْکَ حَتّٰی تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ وَتَعْلَمَ اَنَّ مَا اَصَابَکَ لَمْ یَکُنْ لِیُخْطِئَکَ وَاِنَّ مَا اَخْطَاَکَ لَمْ یَکُنْ لِیُصِیْبَکَ وَلَوْ مُتَّ عَلٰی غَیْرِ ھٰذَا لَدَخَلْتَ النَّارَ قَالَ ثُمَّ اَتَیْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِکَ قَالَ ثُمَّ اَتَیْتُ حُذَیْفَۃَ بْنَ الْیَمَانِ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ اَتَیْتُ زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَحَدَّثَنِیْ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِکَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

۱۰۹:۔ وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّ رَجُلًا اَتَی ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ اِنَّ فُلَانًا یُقْرِئُ عَلَیْکَ السَّلَامَ فَقَالَ اِنَّہٗ بَلَغَنِیْ اَنَّہٗ قَدْ اَحْدَثَ فَاِنْ کَانَ قَدْ اَحْدَثَ فَلَا تُقْرِئْہُ مِنِّی السَّلَامَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ اَوْ فِیْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ خَسْفٌ وَّمَسْخٌ اَوْ قَذْفٌ فِیْ اَھْلِ الْقَدَرِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَۃَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ۔

اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کے سب رہنے والوں کو عذاب کرے۔ تو وہ ظالم نہیں ہوگا۔ اگر وہ ان سب پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ تو یہ رحمت انکے اعمال سے بہتر۔ اور اگر تم احد پہاڑ کی برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کر دو۔ جب تک تقدیر پر ایمان نہ ہو اللہ اسے قبول نہیں کریگا۔ اور تم یہ یقین کرو کہ جو تکلیف تمہیں پہنچی ہے۔ اس سے تم کبھی نہیں بچ سکتے تھے۔ اور جس مصیبت سے تم بچ گئے۔ وہ تمہیں کبھی نہیں پہنچ سکتی تھی۔ اور اگر تم اس (عقیدہ) کے خلاف مرو گے۔ تو آگ میں جاؤ گے۔ پھر میں عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آیا۔ انہوں نے بھی یہی فرمایا پھر حذیفہؓ بن یمان سے ملا انہوں نے بھی یہی فرمایا۔ پھر زید بن ثابت کے پاس آیا۔ تو انہوں نے آنحضرتؐ سے یہی نقل فرمایا (احمد ابوداؤد ابن ماجہ)

۱۰۹۔ نافع فرماتے ہیں۔ ایک آدمی عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آیا۔ اور کہا فلاں آدمی آپکو سلام کہتے تھے۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ بدعتی ہو گیا ہے۔ اور اگر یہ صحیح ہے۔ تو اسے میرا سلام مت کہنا۔ میں نے آنحضرتؐ سے سُنا ہے۔ کہ میری امت میں بعض لوگ زمین میں دھنس جائیں گے۔ بعض کی شکلیں بدل جائیں گی۔ اور بعض پر پتھر پڑیں گے۔ اور یہ سب (عذاب) اہل قدر کو ہوں گے۔[۱] (ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ) ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

---

[۱] **تقدیر پر ایمان لائے بغیر نجات نہیں**:۔ اس حدیث کو ابن حبان دارقطنی، طبرانی، ابویعلیٰ، ابن جریر، بیہقی۔ ابوداؤد الطیالسی اور عبد بن حُمید نے بھی روایت کیا ہے۔ ابی بن کعب بڑے پایہ کے صحابی ہیں پہلے یہودی تھے تورات کے بہت بڑے عالم تھے۔ مطلب یہ ہے کہ جب تک تقدیر پر ایمان درست نہ ہو اسوقت تک نجات ناممکن ہے آدمی کو چاہئے کہ اپنے آپ کو تقدیر کے حوالے کر دے اور اپنی کوشش (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۰: وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَأَلَتْ خَدِيجَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَلَدَيْنِ مَاتَا لَهَا
فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمَا فِي النَّارِ قَالَ فَلَمَّا رَأَى الْكَرَاهَةَ
فِي وَجْهِهَا قَالَ لَوْ رَأَيْتِ مَكَانَهُمَا لَأَبْغَضْتِهِمَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ فَوَلَدِي مِنْكَ قَالَ
فِي الْجَنَّةِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمُؤْمِنِينَ وَأَوْلَادَهُمْ فِي الْجَنَّةِ
وَإِنَّ الْمُشْرِكِينَ وَأَوْلَادَهُمْ فِي النَّارِ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِينَ
آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

۱۱۰۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ حضرت خدیجہؓ نے آنحضرت سے دو لڑکوں کی بابت دریافت فرمایا۔ جو زمانہ جاہلیت میں فوت ہو گئے تھے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ وہ آگ میں جائیں گے۔ آنحضرت نے جب حضرت خدیجہ کے چہرے پر کراہت کے آثار دیکھے تو فرمایا۔ اگر تم ان کی جگہ دیکھو۔ تو تم ان کو ناپسند کرو گی۔ حضرت خدیجہ نے دریافت فرمایا۔ اور جو اولاد آپ کی پشت سے پیدا ہوئی ہے۔ فرمایا۔ وہ جنت میں ہو گی۔ پھر آنحضرت نے فرمایا۔ مومن اور ان کی اولاد جنت میں ہو گی۔ مشرک اور ان کی اولاد آگ میں ہو گی۔ پھر حضرت نے یہ آیت پڑھی۔ والذین امنوا واتبعتھم ذریتھم (مومنوں کی اولاد ان کے تابع ہو گی۔ (احمد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور تدبیر پر بھروسہ نہ کرے کیونکہ جو کچھ کہ اس کو نفع یا نقصان اس کی قسمت میں لکھا ہے وہ بہر حال اسکو پہنچ کر رہیگا اسکو کوئی ہٹا نہیں سکتا۔

۲؎ بدعتی کو سلام نہ کہنا چاہیئے:۔ اس حدیث میں نئی باتوں سے مراد انکار تقدیر ہے لیکن لفظ ایسے فرمائے جو ہر بدعت کو شامل ہوں۔ صحیح حدیث میں ہے کہ جس نے بدعتی آدمی کی عزت کی اس نے اسلام کو گرانے پر مدد دی۔ دوسری حدیث میں ہے جو دین میں ایسی بات نکالے جو اس میں نہیں ہے تو وہ کام یا وہ آدمی مردود ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بدعتی لوگوں سے اسلام کے حقوق بھی چھن جاتے ہیں مثلاً سلام نہ کہنا اور بیمار ہو جائے تو عیادت نہ کرنا مر جائے تو جنازہ نہ پڑھنا۔ خسف کے معنی ہیں زمین میں غرق ہونا اور مسخ کے معنی ہیں شکل کا بدل جانا مثلاً بندر یا سور ہو جانا اور قذف کے معنی ہیں پتھروں کی بارش ہونا۔ یہ سب طرح کے عذاب منکرین تقدیر پر آئیں گے (حاشیہ صفحہ سابقہ)

۱؎ حضرت خدیجہ نے اپنے پہلے خاوند کے دو بچوں کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں ہیں اور جو دو بچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھے یعنی حضرت قاسم اور عبداللہ رضی اللہ عنہما ان کے متعلق جب پوچھا تو فرمایا وہ جنت میں ہیں۔ پہلے یہی صورت تھی بعد میں آنحضرت نے مشرکوں کے نابالغ بچوں کے لیے سفارش کی جو اللہ نے قبول فرمائی پھر آپ نے فرمایا کہ اب مشرکوں کے نابالغ بچے بھی جنت میں ہیں۔ فالحمد للہ علی ذلک۔ مومنوں کے متعلق خدا تعالیٰ کی رحمت عجیب طرح مظاہرہ کرتی ہے۔ بچے اگر بچپن میں فوت ہو جائیں تو وہ سفارشی ہوں گے اور اگر بالغ ہو جائیں تو انکی عبادت سے ماں باپ کو فائدہ پہنچتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب آدمی فوت ہو جاتا ہے تو اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین طرح کے عمل ان میں ایک یہ بھی ہے کہ نیک اولاد ماں باپ کے لیے دعا کرے۔ مسند امام احمد میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جنت میں نیک (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۱: وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ مَسَحَ
ظَهْرَهٗ فَسَقَطَ عَنْ ظَهْرِهٖ كُلُّ نَسَمَةٍ هُوَ خَالِقُهَا مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَجَعَلَ بَيْنَ عَيْنَيْ
كُلِّ اِنْسَانٍ مِّنْهُمْ وَبِيْصًا مِّنْ نُّوْرٍ ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلٰى اٰدَمَ فَقَالَ اَیْ رَبِّ مَنْ هٰؤُلَآءِ فَقَالَ
ذُرِّيَّتُكَ فَرَاٰى رَجُلًا مِّنْهُمْ فَاَعْجَبَهٗ وَبِيْصُ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ قَالَ اَیْ رَبِّ مَنْ هٰذَا قَالَ
دَاوٗدُ فَقَالَ اَیْ رَبِّ كَمْ جَعَلْتَ عُمْرَهٗ قَالَ سِتِّيْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ زِدْهُ مِنْ عُمْرِیْ
اَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا انْقَضٰى عُمْرُ اٰدَمَ اِلَّا اَرْبَعِيْنَ
جَآءَهٗ مَلَكُ الْمَوْتِ فَقَالَ اَوَلَمْ يَبْقَ مِنْ عُمْرِیْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ اَوَلَمْ تُعْطِهَا ابْنَكَ
دَاوٗدَ فَجَحَدَ اٰدَمُ فَجَحَدَتْ ذُرِّيَّتُهٗ وَنَسِيَ اٰدَمُ فَاَكَلَ مِنَ الشَّجَرَةِ فَنَسِيَتْ ذُرِّيَّتُهٗ وَ

۱۱۱۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو پیدا کیا تو انکی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ تو ان کی پشت سے وہ تمام روحیں نکلیں۔ جن کو قیامت تک ان کی اولاد سے پیدا ہونا تھا۔ اور ہر ایک کی آنکھوں میں نور کا ایک نشان لگا دیا۔ پھر انہیں آدم علیہ السلام کے سامنے پیش کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے دریافت فرمایا۔ یا اللہ یہ کون ہیں فرمایا تمہاری
۴ داؤد ہے حضرت آدم نے پوچھا۔ اس کی عمر کتنی ہے۔ فرمایا ساٹھ سال۔ فرمایا۔ میری عمر سے چالیس سال اس کو دیدیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب آدم کی عمر چالیس سال باقی رہ گئی۔ تو ملک الموت آ گئے۔ حضرت آدم نے فرمایا۔ ابھی تو چالیس سال میری عمر سے باقی ہیں کہا کیا تم نے اپنے بیٹے داؤد کو نہیں دیدی تھی۔ حضرت آدم نے انکار کر دیا۔ اب انکار کی عادت ان کی اولاد میں جاری ہو گئی۔[۱]

تمہاری اولاد ہے حضرت آدمؑ کو ایک نورانی شخص کا نشان بہت پسند آیا حضرت آدمؑ نے فرمایا یا اللہ یہ کون ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) آدمی کا درجہ بلند فرماتے ہیں تو وہ پوچھتا ہے کہ یا الٰہی یہ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تیرے بیٹے نے تیرے لیے استغفار کی دعا کی ہے اور اسکی سند صحیح ہے۔ (ابن کثیر)

۲؎ نابالغ بچوں کا انجام:۔ غیر مسلم بچوں کے متعلق اہل علم میں اختلاف ہے بعض کا خیال ہے کہ وہ عمل کے بغیر جنت میں جائیں گے بعض نے فرمایا قیامت میں ان کا امتحان ہو گا کامیاب جنت میں جائیں گے ناکام جہنم میں جائیں گے بعض نے اسی حدیث کے مطابق فرمایا وہ ماں باپ کے ساتھ جہنم میں ہونگے آخری صورت بے انصافی کی ہے اصول کے مطابق نابالغ شرائع کا مخاطب ہی نہیں تو اسے سزا کیوں دی جائے ان احادیث کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ دنیوی احکام میں والدین کے تابع ہوں گے یا بشرط زندگی وعمل ماں باپ کے تابع ہوتے پہلا مذہب صحیح معلوم ہوتا ہے بچے کفار کے ہوں یا مسلمانوں کے وہ جنت میں جائیں گے کیونکہ آنحضرت کے ارشاد کے مطابق ان کی پیدائش فطرت سلیم پر ہے گو انہوں نے عمل نہیں کیے کفار کے ہاں ان کی پیدائش ان کا اختیار نہیں۔ رحمت کا تقاضا یہی ہے کہ انہیں معاف کیا جائے دوسری صورت بھی درست معلوم نہیں ہوتی کیونکہ قیامت دار الجزاء ہے دار العمل نہیں اس لیے اس مقام پر امتحان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (راسخ) (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱؎ تقدیر پہلے سے مقرر ہو چکی ہے:۔ اس حدیث کو امام احمد، حاکم اور ابن ابی حاتم نے بھی روایت کیا ہے۔ اس مضمون کی حدیث عبد اللہ بن عباس سے امام احمد، طبرانی، ابوداؤد طیالسی، ابن سعد اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور ابو یعلیٰ اور ابن عساکر (باقی برصفحہ آئندہ)

www.KitaboSunnat.com

خَطَاءُ اٰدَمَ وَخَطَاٰتُ ذُرِّيَّتِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۱۱۱۲۔ وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ حِيْنَ خَلَقَهٗ فَضَرَبَ كَتِفَهُ الْيُمْنٰى فَاَخْرَجَ ذُرِّيَّةً بَيْضَاءَ كَاَنَّهُمُ الذَّرُّ وَضَرَبَ كَتِفَهُ الْيُسْرٰى فَاَخْرَجَ ذُرِّيَّةً سَوْدَاءَ كَاَنَّهُمُ الْحُمَمُ فَقَالَ لِلَّذِي فِي يَمِيْنِهٖ اِلَى الْجَنَّةِ وَلَا اُبَالِي وَقَالَ لِلَّذِي فِي كَتِفِهِ الْيُسْرٰى اِلَى النَّارِ وَلَا اُبَالِي رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۱۱۱۳۔ وَعَنْ اَبِي نَضْرَةَ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهٗ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ دَخَلَ عَلَيْهِ اَصْحَابُهٗ يَعُوْدُوْنَهٗ وَهُوَ يَبْكِيْ فَقَالُوْا لَهٗ مَا يُبْكِيْكَ اَلَمْ يَقُلْ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْ مِنْ شَارِبِكَ ثُمَّ اَقِرَّهٗ حَتّٰى تَلْقَانِيْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَبَضَ بِيَمِيْنِهٖ قَبْضَةً وَّاُخْرٰى

آدم نے بھول کر درخت کا پھل کھایا۔ انکی اولاد بھی بھولنے لگی۔ آدم نے خطا کی۔ اور انکی اولاد بھی خطا کار ہو گئی۔ (ترمذی)

۱۱۱۲۔ ابو درداؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ تو آپ کے دائیں کندھے کو مارا اور اس سے سفید رنگ کی چیونٹیوں کی طرح اولاد پیدا ہوئی۔ پھر ان کے بائیں کندھے کو مارا۔ تو کوئلے کی طرح سیاہ رنگ اولاد اس سے نکلی پھر دائیں جانب کے متعلق فرمایا۔ یہ جنتی ہیں۔ اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ بائیں جانب والوں کے متعلق فرمایا یہ آگ میں جائیں گے۔ اور مجھے کوئی پروا نہیں[1] (احمد)

۱۱۱۳۔ ابونضرہؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت کے صحابہ سے ایک صاحب کا نام ابو عبداللہ تھا۔ ان کے دوست ان کے پاس بیمار پرسی کیلئے آئے۔ تو وہ رو رہے تھے۔ ساتھیوں نے کہا آپ کیوں روتے ہیں۔ کیا آپ سے آنحضرت نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ اپنی لبوں[2] کو کتراؤ۔ اور اس پر استقامت (اور ہمیشگی) کرو۔ یہاں تک کہ تم مجھے آملو انہوں نے فرمایا۔ کیوں نہیں۔ لیکن میں نے

آدم علیہ السلام نے انکار اپنی جبلت کی (بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) نے بھی ابوہریرہؓ سے نقل کی ہے۔ نسمہ کے معنی روح ہیں۔ دبیص کے معنی چمک۔ وجہ سے کیا۔ اور آدم علیہ السلام کا نسیان وہ تھا جو کہ آپ نے بھول کر درخت کا پھل کھا لیا تھا۔ اس حدیث میں بھی دلیل ہے کہ تقدیر پہلے سے مقرر ہو چکی ہے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ حرص اور انکار اور نسیان انسان کی فطرت ہے ہاں مگر جسے اللہ بچائے وہ محفوظ رہے گا اس کے علاوہ اور کوئی نہیں بچ سکتا۔ (مرقاۃ)

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] اللہ تعالیٰ مختار مطلق ہیں۔ اس حدیث کو طبرانی اور ابن عساکر نے بھی روایت کیا ہے اس سے یہ پتہ چلا کہ فی نفسہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں۔ اور نہ کوئی واجب کر سکتا ہے۔ البتہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی ذات پر خود عدل و انصاف اور نیک اعمال پر جنت دینے کو اپنے اوپر واجب کیا ہے۔

(باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِالْیَدِ الْاُخْرٰی وَقَالَ ھٰذِہٖ لِھٰذِہٖ وَھٰذِہٖ لِھٰذِہٖ وَلَا اُبَالِیْ وَلَا اَدْرِیْ فِیْ اَیِّ الْقَبْضَتَیْنِ اَنَا رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

۱۱۴۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَخَذَ اللّٰہُ الْمِیْثَاقَ مِنْ ظَھْرِ اٰدَمَ بِنَعْمَانَ یَعْنِیْ عَرَفَۃَ فَاَخْرَجَ مِنْ صُلْبِہٖ کُلَّ ذُرِّیَّۃٍ ذَرَاَھَا فَنَثَرَھُمْ بَیْنَ یَدَیْہِ کَالذَّرِّ ثُمَّ کَلَّمَھُمْ قُبُلًا قَالَ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی شَھِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِنَّا کُنَّا عَنْ ھٰذَا غَافِلِیْنَ اَوْ تَقُوْلُوْا اِنَّمَا اَشْرَکَ اٰبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَکُنَّا ذُرِّیَّۃً مِنْ بَعْدِھِمْ اَفَتُھْلِکُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

آنحضرت سے سنا ہے۔ فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک مٹھی دائیں ہاتھ میں لی۔ اور ایک مٹھی بائیں ہاتھ میں۔ اور فرمایا یہ جنت کیلئے اور یہ جہنم کے لیے اور مجھے کچھ پرواہ نہیں (ابوعبداللہ نے کہا)۔ مجھے معلوم نہیں۔ میں کس مٹھی میں ہوں[1] (احمد)

۱۱۴۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے میدان عرفہ میں نعمان پہاڑ کے پاس حضرت آدم کی اولاد سے عہد لیا۔ اس طرح کہ آپ کی پشت سے تمام اولاد کو نکالا۔ جسے قیامت تک پیدا کرنا تھا۔ اور انہیں حضرت آدم کے سامنے چیونٹیوں کی طرح پھیلا دیا۔ پھر ان سے رودررو بات کی۔ فرمایا۔ کیا میں تمہارا رب نہیں؟ انہوں نے کہا۔ کیوں نہیں۔ ہم گواہ ہیں۔ تاکہ تم قیامت کے دن یہ نہ کہہ سکو۔ کہ ہم اس سے غافل تھے۔ یا یوں کہو۔ کہ شرک تو ہمارے بزرگوں نے کیا تھا۔ ان کے بعد ہم ان کی اولاد تھے۔ کیا تم باطل پرستوں کی وجہ سے ہمیں ہلاک کرتے ہو۔[1] (احمد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) [2] لبیں کترانا سنت ہے اگر آپ اس پر استقامت سے عمل کریں تو جنت میں آنحضرت کی رفاقت نصیب ہوتی ہے کس قدر سنتیں لوگ ضائع کر رہے ہیں ان کے ادا کرنے پر اہل سنت سے لڑتے اور فساد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو سنت پر عمل کرنے کی توفیق دے اور فساد کرنے والوں کو ہدایت فرمائے سنت کا ہمیشہ ترک کرنا انسان کو بے دین بنا دیتا ہے۔ (راسم) (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **سنت پر عمل کرنے کا ثواب جنت ہے**:۔ احمد کی اس سند کے حدیث حسن کے راوی ہیں اس باب میں مسلم نے ابوعبداللہ سے روایت کی ہے۔ احمد ابوداؤد اور ترمذی میں اس کا ایک شاہد عبدالرحمٰن بن قتادہ سے مروی ہے اور ابویعلیٰ نے حضرت انس سے روایت کی ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ابوعبداللہ جب رونے لگے تو ساتھیوں نے کہا آپ کیوں روتے ہیں کیا آپ کو وہ بشارت یاد نہیں کہ آنحضرت نے آپ سے فرمایا تھا کہ اپنی لبیں کٹاتے رہنا یہاں تک کہ تم مجھ کو حوض کوثر پر یا بہشت میں تو آنحضرت کی ملاقات تب ہی تو ہو گی جبکہ آپ کا خاتمہ اسلام پر ہو گا تو گویا آپ کو تو جنت کی بشارت مل چکی ہے آپ کیوں روتے ہیں اس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ یہ بشارت تو صحیح ہے لیکن خدا تعالیٰ کی بے نیازی کا کیا پتہ ہے کہ میرے حق میں کیا فیصلہ ہو جائے۔ ممکن ہے ابوعبداللہ شدت خوف میں اس بشارت کو بھی بھول چکے ہوں اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلا کہ ایک ہی سنت پر مداومت کرنے کا اجر یہ ہے کہ خاتمہ بالخیر ہو جائے اور تمام سنتوں پر عمل کرنے والے کا کیا کہنا اور تارک سنت کے لیے اس میں درس عبرت ہے اور خصوصاً وہ آدمی جو تمام سنتوں کا تارک ہو۔ (حاشیہ صفحہ ہذا بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۵- وَعَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ فِیْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ قَالَ جَمَعَهُمْ فَجَعَلَهُمْ اَزْوَاجًا ثُمَّ صَوَّرَهُمْ فَاسْتَنْطَقَهُمْ فَتَكَلَّمُوْا ثُمَّ اَخَذَ عَلَیْهِمُ الْعَهْدَ وَالْمِیْثَاقَ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ فَاِنِّیْ اُشْهِدُ عَلَیْكُمُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَالْاَرَضِیْنَ السَّبْعَ وَاُشْهِدُ عَلَیْكُمْ اَبَاكُمْ اٰدَمَ اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَمْ نَعْلَمْ بِهٰذَا اِعْلَمُوْا اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ غَیْرِیْ وَلَا رَبَّ غَیْرِیْ وَلَا تُشْرِكُوْا بِیْ شَیْئًا اِنِّیْ سَاُرْسِلُ اِلَیْكُمْ رُسُلِیْ یُذَكِّرُوْنَكُمْ عَهْدِیْ وَمِیْثَاقِیْ وَاُنْزِلُ عَلَیْكُمْ كُتُبِیْ قَالُوْا شَهِدْنَا بِاَنَّكَ رَبُّنَا وَاِلٰهُنَا لَا رَبَّ لَنَا غَیْرُكَ وَلَا اِلٰهَ لَنَا غَیْرُكَ فَاَقَرُّوْا بِذٰلِكَ وَرَفَعَ عَلَیْهِ اٰدَمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ فَرَاَی الْغَنِیَّ وَالْفَقِیْرَ وَحَسَنَ الصُّوْرَةِ وَدُوْنَ ذٰلِكَ فَقَالَ رَبِّ لَوْلَا سَوَّیْتَ بَیْنَ عِبَادِكَ قَالَ اِنِّیْ اَحْبَبْتُ اَنْ اُشْكَرَ وَرَاَی الْاَنْبِیَاءَ فِیْهِمْ مِثْلَ السُّرُجِ عَلَیْهِمُ النُّوْرُ خُصُّوْا

۱۱۵- اُبی بن کعبؓ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ (رجب اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکال کر ان سے وعدہ لیا) فرمایا انکو جمع کیا۔ اور جوڑے جوڑے بنا دیا۔ پھر انکو صورت دی۔ اور بولنے کے لیے کہا۔ انہوں نے کلام کیا۔ پھر ان سے پختہ وعدہ لیا اور انہیں خود گواہ بنایا۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ فرمایا۔ میں تم پر سات آسمان اور سات زمینوں کو گواہ بناتا ہوں۔ اور تمہارے باپ حضرت آدم کو گواہ کرتا ہوں۔ تاکہ تم قیامت کے دن یہ نہ کہو کہ ہمیں معلوم نہ تھا۔ جان لو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں نہ ہی میرے سوا کوئی رب ہے۔ نہ ہی میرے ساتھ کسی کو شریک کرو۔ میں تمہارے پاس رسول بھیجوں گا وہ تمہیں میرا وعدہ یاد دلائیں گے میں تم پر اپنی کتابیں اتاروں گا۔ انہوں نے کہا۔ ہم گواہ ہیں۔ تو ہے ہمارا رب اور ہمارا معبود۔ تیرے سوا نہ کوئی رب ہے۔ نہ معبود۔ انہوں نے اسکا اقرار کیا۔ پھر آدم علیہ السلام کو سامنے کیا گیا۔ وہ دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے غنی اور فقیر کو دیکھا خوش وضع اور بد وضع کو دیکھا۔ تو فرمایا میرے رب۔ تو نے اپنے بندوں کو برابر کیوں نہیں بنایا۔ فرمایا مجھے پسند ہے۔ کہ میرا شکر کیا جائے۔ اور انبیاء علیہم السلام ان میں چراغوں کی طرح تھے ان پر نور تھا۔ ان سے نبوت اور رسالت کے متعلق ایک خاص وعدہ لیا گیا۔ وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) **سے الست کا عہد کیا ہے؟**:- اس حدیث کو نسائی، حاکم، بیہقی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے بھی روایت کیا ہے۔ نعمان عرفات کے قریب ایک پہاڑ ہے اور ایک گاؤں کا نام بھی ہے۔ اس حدیث سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کی اولاد کو اس کی پیٹھ سے نکالا اور جنت اور دوزخ میں تمیز کی۔ اس وقت ان سے شہادت کا تذکرہ صرف ابن عباس اور ابن عمر کی حدیثوں میں ہے اور یہ دونوں حدیثیں موقوف ہیں مرفوع نہیں اور جو مرفوع ہیں ان میں اس شہادت کا ذکر نہیں ہے اسی لیے اکثر سلف نے کہا ہے کہ اس سے مراد توحید کی فطری شہادت ہے کیونکہ شہادت کبھی قولی ہوتی ہے اور کبھی حالی۔ (ابن کثیر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِمِيثَاقٍ آخَرَ فِي الرِّسَالَةِ وَالنُّبُوَّةِ وَهُوَ قَوْلُهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ إِلَى قَوْلِهِ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ كَانَ فِي تِلْكَ الْأَرْوَاحِ فَأَرْسَلَهُ إِلَى مَرْيَمَ عَلَيْهَا السَّلَامُ فَحَدَّثَ عَنْ أُبَيٍّ أَنَّهُ دَخَلَ مِنْ فِيهَا رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

۱۱۶۔ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَتَذَاكَرُ مَا يَكُونُ إِذْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعْتُمْ بِجَبَلٍ زَالَ عَنْ مَكَانِهِ فَصَدِّقُوهُ وَإِذَا سَمِعْتُمْ بِرَجُلٍ تَغَيَّرَ عَنْ خُلُقِهِ فَلَا تُصَدِّقُوا بِهِ فَإِنَّهُ يَصِيرُ إِلَى مَا جُبِلَ عَلَيْهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

۱۱۷۔ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَا يَزَالُ يُصِيبُكَ فِي كُلِّ عَامٍ وَجَعٌ مِنَ الشَّاةِ

ـــــ النبیین میثاقھم ومنک ومن نوح وابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ ابن مریم) جب ہم نے نبیوں سے وعدہ لیا اور تم سے اور نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم علیہم السلام سے) حضرت عیسیٰ ان ارواح میں تھے انہیں حضرت مریمؑ کے پاس بھیج دیا۔ ابی رضی سے مروی ہے۔ کہ وہ ان کے منہ سے داخل ہوئے[1] (احمد)

۱۱۶۔ ابودرداؓ فرماتے ہیں۔ ایک دن ہم آنحضرت کے پاس آئندہ ہونے والی باتوں کا ذکر کر رہے تھے۔ ناگہاں حضرت نے ارشاد فرمایا۔ جب تم سنو پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ گیا تو مان لو۔ اور جب یہ سنو کہ کسی انسان کی طبیعت بدل گئی۔ تو اس کی تصدیق مت کرو وہ یقیناً اپنی جبلت کی طرف جائے گا[2] (احمد)

۱۱۷۔ حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا۔ اے اللہ کے رسول آپ کو ہر سال زہریلی بکری کی وجہ سے درد ہوتا ہے۔ فرمایا میرے حق میں

---

[1] انبیاء سے کیا وعدہ لیا تھا:۔ اس حدیث کو حاکم، ابن ابی حاتم، ابن جریر اور ابن مردویہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ عہد اس لیے لے لیا کہ قیامت کو مشرک یہ عذر نہ کر سکیں کہ شرک کی رسمیں تو ہمارے پہلے باپ دادا نے ایجاد کی تھیں ہم ان کے پیچھے چلتے آئے اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔ الگ الگ قسمیں بنا دیں کوئی امیر کوئی غریب۔ انبیاء علیہم السلام سے جو عہد لیا گیا تھا وہ یہ تھا کہ اگر تمہاری زندگی میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئیں تو تم پر لازم ہوگا کہ ان کی مدد کرو اور ان پر ایمان لاؤ۔ جیسا کہ دوسری حدیثوں میں اس کی وضاحت ہے۔ آپ نے فرمایا اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو میری پیروی کے بغیر کوئی چارہ نہ ہوتا اور لیلۃ المعراج میں نبیوں کی امامت بھی اس پر دلالت کرتی ہے۔ (کتاب الروح)

[2] پیدائشی عادات نہیں بدلتیں:۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جبلی خصلتیں نہیں بدلتیں مثلاً اگر کسی کو عقلمند پیدا کیا ہے تو وہ عقلمند ہی رہے گا اور جس کو نادان پیدا کیا ہے وہ عقلمند نہیں بن سکے گا اور بعض عادتیں کسبی ہوتی ہیں ان میں تبدیلی ہو جاتی ہے مثلاً کوئی آدمی پہلے بے دین تھا اب دیندار ہو گیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمَسْمُوْمَةِ الَّتِیْ اَکَلْتَ قَالَ مَا اَصَابَنِیْ شَیْئٌ مِنْھَا اِلَّا وَھُوَ مَکْتُوْبٌ عَلَیَّ وَاٰدَمُ فِیْ طِیْنَتِہٖ رَوَاہُ اِبْنُ مَاجَۃَ۔

یہ تکلیف اس وقت لکھی گئی۔ جب آدم علیہ السلام کیچڑ کی صورت میں تھے۔[1] (ابن ماجہ)

[1] رسول اللہ صلعم کو زہر دیا گیا تھا:۔ امام بیہقی نے حضرت ابوہرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک یہودی عورت زینب نے زہر آلود بکری کا گوشت کھلایا۔ اس سے جب پوچھا گیا کہ تو نے ایسا کیوں کیا تو کہنے لگی کہ میں جانتی تھی کہ اگر تم نبی ہو گے تو اللہ تعالےٰ تم کو بچا لیں گے اور اگر نبی نہیں ہو تو اللہ تعالےٰ ہم کو تم سے نجات دیدے گا۔ بعض مغازی میں ہے کہ اس نے کہا مجھ کو معلوم ہو گیا ہے کہ آپ نبی ہیں پھر وہ مسلمان ہو گئی۔ آنحضرت نے اس کو معاف کر دیا۔ بہرحال نبی صلعم کا جواب یہ تھا کہ تقدیر پہلے سے مقدر ہو چکی ہے اور تقدیر کے موافق ہونا تھا ۱۲ (فتح الباری)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ اِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ

اس زندگی میں ہمارے گردوپیش جو ہو رہا ہے اس کا علم کچھ تو ہمیں حواس کی معرفت ہوتا ہے۔ اور کچھ نظر اور استدلال کی وجہ سے اس علم اور اس کے ذرائع کا ہمیں ایک حد تک یقین ہے مگر بعض دفعہ اس یقین کو واقعات اور دلائل نے غلط ثابت کیا ہے۔ نظر کی غلطیاں ظاہر ہیں۔ اکثر چیزوں کی پہچان میں نظر کی غلطی کا بارہا تجربہ ہوا۔ اشیاء کے حجم میں نظر نے غلطی کی۔ قوت سمع کی غلطی کی مثالیں روزمرہ اس کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ کہ اس کا انکار مشکل ہے۔ اسی طرح شم ذوق اور لمس میں غلطی کے امکانات سمع اور بصر سے کہیں زیادہ ہیں۔ مقاصد اور دل کی باتوں کے ادا کرنے کا واحد ذریعہ زبان ہے ہزار ضبط و احتیاط کے باوجود اس کی لغزشیں ضرب المثل ہو رہی ہیں۔ عقل اور عقلاء کا جو حال دنیا میں ہے اسے کون نہیں جانتا۔ دنیا میں گنتی کی دو چار چیزیں ہوں گی۔ جن پر یہ حضرات علماء اور نظار متفق ہو گئے ہوں۔ فلاسفہ متکلمین نے عقل کی روشنی میں کیا کچھ نہیں کیا۔ عقل و دانش کے سمندر بہا دیئے مگر شاید ہی کسی مسئلہ پر پوری طرح متفق ہوئے ہوں۔ بعض شعراء کا قول بہت ہی صحیح ہے کہ موت کے سوا عقلاء کسی چیز پر متفق نہیں ہوئے اور اس کی حقیقت میں بھی عقلاء کا پھر اختلاف ہے کہ قبض روح کی نوعیت کیا ہے۔

اس کے باوجود اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہمارے علم کا انحصار ان ہی ناقص اسباب و ذرائع پر ہے اور ہمارے علوم معلومات میں یقین کی جو تھوڑی بہت مقدار موجود ہے وہ ان اسباب و ذرائع کی ہوتی ہے۔ شریعت نے ان ذرائع پر اعتماد کیا ہے۔ دنیا کے معاملات و مقدمات کا فیصلہ اسی اعتبار پر ہے۔ مقدمات جھگڑے اور شہادتیں ان ہی اسباب پر منحصر ہیں۔ کائنات کا کاروبار نقائص کے باوجود ان اسباب ہی سے چل رہا ہے۔ ظن، شک، وہم یقین ان حواس کی کارکردگی کے مختلف مدارج ہیں۔ اور ان مدارج پر علم اور عمل کی دنیا چل رہی ہے معلوم ہے کہ ان حواس نے کہیں غلطی کی ٹھوکر کھائی تو اس غلطی کی اصلاح اور اس ٹھوکر کا علاج بھی ان اسباب و ذرائع ہی سے کیا گیا۔ اور حق و باطل میں امتیاز کے لیے ان سے بہتر کوئی آلہ دنیا آج تک ایجاد نہیں کر سکی۔

عالم برزخ

رہا اس زندگی کے بعد کا مرحلہ قبر ہو یا قیامت جنت یا دوزخ اعراف یا پلصراط میزان ہو یا دنیائے مثال یہاں ان حواس کا بھی چنداں دخل نہیں نہ وہاں حوادث کو نہ آنکھیں دیکھ سکتی ہیں نہ کان سن سکتے ہیں نہ ذوق و لمس و قوت شامہ کی وہاں تک رسائی ہے۔ عقل کی قوتیں وہاں پر کالعدم ہو جاتی ہیں۔ علوم۔ وہاں اوہام کا درجہ رکھتے ہیں۔ وہاں جو کچھ ہے۔ اس کا دارومدار سمع پر ہے نقل کی صحت پر سارا انحصار ہے۔ طاقت اور ہمت کا وہاں دخل نہیں یہاں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم کا واحد ذریعہ نبوّۃ ہے۔
عذاب قبر بھی اسی دنیا کا مسئلہ ہے۔ قرآن اور سنّت میں جو کچھ آگیا۔ اس پر مزید اضافہ کی گنجائش ہی نہیں۔ اجتہاد و عقل کیلئے کوئی راہ نہیں جو اس دہان بیکار عقل مطلقاً عاجز وہ ایک حقیقت ہے محض خواب نہیں مگر اس کے سمجھنے میں عالم خواب سے کچھ نہ کچھ مدد ملتی ہے۔ نیند موت وحیات کے درمیان ایک حالت ہے اس کے بعض خواص موت سے قریب ہیں اور بعض کوائف زندگی سے ملتے ہیں۔ اسی طرح قبر اس زندگی اور اخروی زندگی میں ایک برزخ ہے اور وہاں دونوں زندگیوں کے کوائف کا اجمالی سا علم ہوتا ہے۔ گذشتہ زندگی کی غلطیاں ذہن پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اس کے نتائج کی تلخیوں کا تصوّر برزخ میں تکلیف کا موجب ہوتا ہے۔ جسم کے ذرّات اور روح بدستور یوم الحساب تک اسی دُکھ کو محسوس کرتی ہے۔ آخری فیصلہ تو یوم الحساب ہی کو ہوگا۔ مگر غلط کاری اور اطاعت شعاری کے خفیف سے اثرات قبر کے برزخ میں بھی نمایاں ہوتے ہیں۔ دنیوی قانون کے مجرموں پر بھی یہ کیفیت طاری ہوتی ہے۔ مفروریوں یا حوالات میں جرم اور اس کے نتائج کا تصوّر ذہن سے محو نہیں ہوتا۔ اس کی اذیت نیند اور بیداری دونوں حالات میں ذہن پر اثر انداز ہوتی ہے یہ حالت عذاب قبر سے بہت حد تک مشابہ ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے انسانی طبع کے لحاظ سے جو برزخ کے حالات کی قریباً چار قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ ان کی تقسیم کا انحصار قوۃ ملکی اور بہیمی کے تفاوت پر ہے ان قوی کا دنیوی زندگی میں انسانی مزاج پر جس قدر اثر ہوتا ہے۔ اس کے نتائج کا ظہور برزخ میں بھی ہوتا ہے۔

انسان کے جسم کی ترکیب میں جو حیثیت عناصر کو دنیا میں حاصل ہے۔ قریباً وہی حیثیت ان قوی کو جسم اور روح پر برزخ میں ہوتی ہے۔ بعض عناصر کے غلبہ یا کمی کا اثر انسان کے جسم پر جس طرح نیند اور بیداری میں ہوتا ہے۔ مختلف خواب اور خیالات عناصر کی کیفیت سے متاثر ہوتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح برزخ کی غنودگی میں قوۃ ملکی اور بہیمی کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ برزخ میں مسرّت یا غم سے انسان کا جسم اور روح متاثر ہوتے ہیں۔

علم رویاء میں یہ حالات بیشتر اسی وقت تک جسم و روح پر اثر انداز رہتے ہیں جب تک یہ حالت بدل نہ جائے اسی طرح برزخ کے حالات کا سرور یا الم کی تلخی انسانی مزاج پر طاری رہتی ہے جب تک یہ برزخی حالت بدل کر دوسری حالت سامنے نہ آجائے۔ برزخ میں یہ حالات ہر انسان کو انفراداً متاثر کرتے ہیں۔ حشر میں یہ حالات اجتماعی حساب اور مجازات کی صورت اختیار کریں گے ان نظائر پر غور کرنے سے اکثر شبہات جو بعض کج رو طبائع میں پیدا ہوتے ہیں صاف ہو جاتے ہیں گویا انسان پر تین قسم کے حالات گذرتے ہیں۔ عنصری زندگی جسے اس دنیا کی زندگی کہنا چاہیئے برزخی زندگی جسے بعد الموت کی حالت سے تعبیر کرنا چاہیئے اور حیات اخروی جو یوم الحساب کو جنت یا دوزخ میں انسان پر طاری ہوگی۔ یہ دونوں زندگیاں سمعی ہیں۔ ان کے کوائف اور حالات پر اس تفصیل سے گفتگو کی جا سکتی ہے جس طرح ہم ایک عنصری زندگی پر گفتگو کر سکتے ہیں۔ اگر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن وسنت میں ان دونوں زندگیوں کا تذکرہ صراحتہً نہ ہوتا تو اس پر شاید اتنی گفتگو کبھی نہ ہو سکتی جس قدر ہم اس وقت کر رہے ہیں۔ احادیث میں تو اس کا تذکرہ کسی قدر صراحت اور تفصیل سے ملتا ہے۔ لیکن قرآن میں بھی اس کا ذکر کافی صراحت سے پایا گیا ہے۔ عنصری زندگی میں نہ شبہ ہے نہ کوئی بحث قیامت اور عذاب وثواب کو اسلامی عقیدہ میں جو اہمیت حاصل ہے اور ان کے شبہات کا تفصیلاً جائزہ لیا ہے اس پر دلائل دیئے ہیں۔ اس لیے بدعتی فرقوں نے بھی اس پر بحث کی ضرورت نہیں سمجھی۔ بلکہ اسے قبول کیا ہے۔ مگر برزخی ذکر کو اجمالاً آیا ہے۔ اس لیے اکثر اہلِ بدعت نے عذابِ قبر یا برزخی زندگی اور مختلف کوائف میں شبہات کا اظہار کیا ہے اور مجادلانہ گفتگو کی ہے۔

قرآن حکیم نے فرعون اور اس کی آل کے غرق کا ذکر فرما کر ارشاد فرمایا: اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ۔

(آلِ فرعون کو صبح اور شام آگ پر پیش کیا جاتا ہے۔ اور قیامت کے دن ان کو دائمی طور پر آگ میں داخل کر دیا جائے) یہاں یوم القیامت سے پہلے صبح اور شام آلِ فرعون کی آگ پر پیشی کا ذکر کیا ہے یہ بداہتاً عالم برزخ اور قبر ہی ہو سکتا ہے، اور یہ عرض یقیناً بے مقصد نہیں بلکہ ان کے اعمال کا نتیجہ ہے اس آیت سے ظاہر ہے کہ قبر میں بھی انسان کو اپنے اعمال کی خفیف سی سزا ملتی ہے۔ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمُ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ۔

(تم دیکھو گے جب ظالم موت کی بیقراریوں میں ہوں گے۔ اور فرشتے ہاتھ پھیلا رہے ہیں تاکہ ان کی روحوں کو قبض کر لیا جائے۔ آج تم کو ذلیل کن عذاب دیا جائے گا۔ اليوم میں جس عذاب کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ قیامت سے پہلے ہے۔ قبر کے برزخ ہی میں ہو سکتا ہے۔

اس قسم کی اور بہت سی آیات ہیں۔ جن میں اس عذاب اور اس برزخ کا ثبوت ملتا ہے اور احادیث میں تو یہ موضوع اس کثرت اور صراحت سے آیا ہے کہ کسی دیانتدار آدمی کے لیے اس سے انکار کی گنجائش نہیں قبر سے مراد برزخ ہے اس میں مجرموں کو عذاب ہوگا۔ وہ قبر کے گڑھے میں دفن ہو یا اسے کوئی جانور کھا جائے وہی اس کی قبر ہوگی۔ جس صورت میں بھی وہ عذاب یا خوشی کو محسوس کرے گا۔ قبر سے مراد گڑھا ہی نہیں بلکہ موت کے بعد جو ٹھکانہ ملا ہے وہ قبر ہے اور وہیں انسان کو عذاب یا خوشی کا احساس ہوگا۔ اس کو عذابِ قبر یا برزخی زندگی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہ زندگی اسلامی نصوص کے لحاظ سے یقینی ہے۔ علمائے سلف سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔ عذابِ قبر کی احادیث معناً متواتر ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۱۸:۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ إِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ يَشْهَدُ اَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ نَزَلَتْ فِيْ عَذَابِ الْقَبْرِ يُقَالُ لَهُ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ وَنَبِيِّيْ مُحَمَّدٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۹:۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِيْ قَبْرِهٖ وَتَوَلّٰى عَنْهُ اَصْحَابُهٗ اِنَّهٗ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ اَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ

پہلی فصل

۱۱۸۔ براءؓ بن عازب فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ مسلمان کو جب قبر میں پوچھا جائے گا۔ تو وہ شہادت دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور آنحضرتؐ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے یہی مراد ہے یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ۔ (اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو (توحید کی) پختہ بات پر قائم رکھے گا۔ دنیا میں اور آخرت میں ایک روایت میں آنحضرت سے مروی ہے۔ کہ آیت یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ عذاب قبر کے متعلق نازل ہوئی۔ اس (میت) سے پوچھا جائے گا۔ تیرا رب کون ہے۔ وہ کہے گا۔ میرا رب اللہ ہے اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں[1] (بخاری مسلم)

۱۱۹۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ جب انسان کو قبر میں رکھا جاتا ہے۔ اور اس کے ساتھی واپس چلے جاتے ہیں۔ تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ اسے بٹھا کر دریافت کرتے ہیں۔ تم اس شخص[2]

---

[1] قبر سے کیا مراد ہے؟ اس حدیث کو امام احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ قبر سے مراد عالم برزخ ہے۔ مٹی کا گڑھا مراد نہیں۔ کئی آدمی جل جاتے ہیں کئی ڈوب جاتے ہیں کئی لوگوں کو درندے کھا جاتے ہیں وہ جہاں بھی ہیں وہی ان کی قبر ہے۔ میت سے تین چیزوں کا سوال ہوتا ہے۔ تیرا رب کون ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ تیرا دین کون سا ہے؟ کلمہ طیبہ میں تینوں چیزوں کا جواب موجود ہے۔ آخرت میں ثابت قدم رکھنا تو اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن کو تینوں سوالوں کے صحیح جواب یاد کرا دیتے ہیں اور کافر اور منافق کو ان کے جواب بھول جاتے ہیں اور دنیا میں ثابت قدمی یہ ہے کہ مومن دنیا میں اسی عقیدہ پر زندہ رہتا ہے اور اسی پر اس کی موت ہوتی ہے خواہ دنیا میں اسے کتنی بھی تکلیفیں پہنچیں وہ توحید کا عقیدہ نہیں چھوڑتا کہ یہ عقیدہ اس کا اصل سرمایہ ہے باقی اعمال کی حیثیت منافع کی ہے (ابن کثیر)

[2] یہاں یہ ہٰذا الرجل سے بعض کم فہم لوگوں کو غلطی لگی وہ خیال کرتے ہیں کہ حق اسے اشارہ آنحضرت کے (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

جسم پاک کی طرف ہے جو بذات خود یا مثالی طور پر قبر میں موجود ہوں گے۔ پھر وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ آنحضرت بذات خود ہر جگہ موجود ہیں یہ خیال بالکل ہی جہالت پر مبنی ہے۔ بالفرض حضرت قبر میں موجود ہوں بھی تو ہر جگہ کیسے موجود ہوئے۔ زیادہ سے زیادہ ہر قبر میں موجود ہوں گے۔ اگر مثالی جسم مراد ہو تو پھر حضرت بذات خود موجود نہ رہے بلکہ ان کی مثال اور شبیہ موجود ہوئی۔

دوم۔ ھٰذَا کے لیے یہ بھی ضروری نہیں کہ جس کی طرف ھٰذَا کا اشارہ ہو وہ پاس ہی موجود ہو۔ قرآن مجید میں اس کی مثالیں اکثر ملتی ہیں ملائکہ جب حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو ہلاک کرنے کے لیے تشریف لائے تو پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے انہوں نے آمد کا سبب پوچھا تو فرشتوں نے کہا اِنَّا مُهْلِكُوٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ (۲۹-۳۱) اب یہ تو معلوم ہے کہ حضرت لوط سدوم کی بستیوں میں رہتے تھے اور حضرت ابراہیم فلسطین میں اور یہ بھی معلوم ہے کہ سدوم سامنے نہیں تھا بلکہ حضرت ابراہیم اور ملائکہ کے ذہن میں تھا۔

اسی طرح الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ میں ذلک کا اشارہ قرآن مجید کی طرف ہے اور معلوم ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت سارا قرآن ابھی نازل بھی نہیں ہوا تھا۔

نیز جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں زندہ موجود تھے اس وقت جو مسلم یا غیر مسلم فوت ہوتے تھے ان سے یہ سوال کیے کیا جاتا تھا۔ آپ تو کبھی برزخ کی سیر کے لیے تشریف نہیں لے گئے۔ بلکہ ہمیشہ مدینہ منورہ میں اقامت فرما رہے۔

ویسے بھی اگر ہر جگہ حاضر ناظر ہونا کوئی ضروری امر ہوتا تو اس کی ضرورت آنحضرت فداہ روحی کو اس دینوی زندگی میں زیادہ تھی تاکہ کفار اشرار کی شرارت آنحضرت کی نظر میں رہے اور صحابہ کی تربیت میں ان کا پورا پورا احتساب فرما سکیں۔ لیکن یہ بالکل صاف معلوم ہے کہ آنحضرت کو اس وقت یہ خصوصیت حاصل نہ تھی۔ ورنہ ہجرت کی ضرورت ہی نہ ہوتی۔ کیونکہ ہجرت کے بعد بھی آنحضرت کو مکہ میں حاضر ناظر ہونا چاہئے اور پھر کفار کی تکلیف کا امکان بھی بدستور موجود رہے گا پھر ہجرت سے فائدہ ؟ نہ تو آنحضرت کو آرام ملا نہ کفار شرارتوں سے رک سکے۔ غار ثور کا واقعہ آنحضرت کی تلاش۔ کفار کی تگ ودو حضرت ابوبکر کی معیت یہ محض افسانے ہوں گے کیونکہ آنحضرت تو بدستور مکہ میں حاضر ناظر ہوں گے اور پھر اہل مدینہ کا انتظار بھی بے فائدہ ہوگا۔ کیونکہ اس عقیدہ کی بنا پر آنحضرت کو مدینہ منورہ ہی میں حاضر و ناظر ہونا چاہئے تھا۔

حُدَیبیہ کی صلح آنحضرت کی زندگی بلکہ اسلام کی تاریخ کے اہم واقعات میں سے ہے اور معلوم ہے کہ بیعت الرضوان حضرت عثمان کی شہادت کے مفروضہ پر لی گئی تھی لیکن اگر آنحضرت اس وقت مکہ میں بھی حاضر و ناظر ہوں تو بیعت الرضوان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی حضرت عثمان کی شہادت کے متعلق غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے۔ بلکہ اگر آنحضرت غیب دان ہی ہوں تب بھی یہ واقعہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ (اسم)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَیَقُوْلُ اَشْھَدُ اَنَّہٗ عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ فَیُقَالُ لَہٗ اُنْظُرْ اِلٰی مَقْعَدِکَ مِنَ النَّارِ قَدْ اَبْدَلَکَ اللّٰہُ بِہٖ مَقْعَدًا مِّنَ الْجَنَّۃِ فَیَرَاھُمَا جَمِیْعًا وَاَمَّا الْمُنَافِقُ وَالْکَافِرُ فَیُقَالُ لَہٗ مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ اَقُوْلُ مَا یَقُوْلُ النَّاسُ فَیُقَالُ لَہٗ لَا دَرَیْتَ وَلَا تَلَیْتَ وَیُضْرَبُ بِمَطَارِقَ مِنْ حَدِیْدٍ ضَرْبَۃً فَیَصِیْحُ صَیْحَۃً یَسْمَعُھَا مَنْ یَّلِیْہِ غَیْرَ الثَّقَلَیْنِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَلَفْظُہٗ لِلْبُخَارِیِّ ۔

(محمد صلعم) کے متعلق کیا کہا کرتے تھے۔ مومن کہے گا۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اسے کہا جائے گا۔ تم اپنی جگہ آگ میں دیکھ لو۔ جسے اللہ تعالیٰ نے جنت میں بدل دیا ہے۔ (مومن) دونوں جگہوں کو دیکھے گا۔ منافق اور کافر سے پوچھا جائے گا۔ تم اس[ل] آدمی (محمد صلعم) کے متعلق کیا کہا کرتے تھے۔ وہ کہے گا۔ مجھے علم نہیں۔ لوگ جو کچھ کہا کرتے تھے۔ میں وہی کچھ کہا کرتا تھا۔ اسے کہا جائے گا۔ نہ تم نے کچھ جانا۔ نہ ہی تم نے پڑھا۔ اور اسے لوہے کے گرزوں سے مارا جائے گا۔ اور وہ چلائے گا۔ اسکی آواز جنوں اور انسانوں کے علاوہ قریب کی سب چیزیں سنتی ہیں (بخاری مسلم)

[ل] **ہذا اسم اشارہ حاضر چیز کے لئے مخصوص نہیں:**۔ اس حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند میں اور اصحاب سنن نے بھی اپنی اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے "اس آدمی" کے متعلق کیا کہتا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ "اس بندہ" کے متعلق پوچھا جاتا ہے۔ بعض لوگوں کو لفظ ھذا سے "اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی" ہے انہوں نے اس سے یہ استدلال کیا ہے کہ آنحضرت ہر قبر میں موجود ہوتے ہوں گے تب ہی تو میت سے "اس آدمی" کے الفاظ سے سوال ہوتا ہوگا۔ لیکن وہ حضرات یہ نہ سمجھ سکے کہ لفظ ھذا سے صرف حسی اور ظاہری چیزوں ہی کی طرف اشارہ نہیں ہوتا بلکہ معنوی۔ عقلی اور حاضر فی الذہن چیزوں کی طرف بھی لفظ ھذا سے اشارہ کیا جاتا ہے۔ صحیح بخاری میں ابوسفیان کا اور ہرقل کا وہ مکالمہ تین چار مقامات پر مفصل منقول ہے جس میں ہرقل نے ابوسفیان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوال کیے تھے۔ ان سوالات سے پہلے ہرقل ابوسفیان سے کہتا ہے اِنِّیْ سَائِلُکَ عَنْ ھٰذَا الرَّجُلِ (میں تم سے "اس آدمی" کے متعلق چند ایک سوالات کرنا چاہتا ہوں) اب یہ تو معلوم ہے کہ آنحضرت اس وقت مدینہ میں تھے شام کے علاقہ میں نہیں تھے۔ لیکن چونکہ ابوسفیان اور ہرقل کے ذہن میں موجود تھے لہٰذا لفظ ھذا سے اشارہ کر دیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت مقداد کو پانی کی تلاش میں بھیجا ان کو ایک عورت پانی کی مشکیں اونٹ پر بار کر کے لے جاتی ہوئی ملی۔ انہوں نے کہا ہمارے ساتھ چل وہ پوچھنے لگی کہاں تو انہوں نے جواب دیا الی ھذا الرجل (اس آدمی کے پاس) قرآن مجید میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب حضرت اسمعیل اور ان کی والدہ علیہما السلام کو خانہ کعبہ کے قریب بٹھا دیا اس وقت یہاں کوئی آبادی نہ تھی۔ پھر حضرت ابراہیم مانگنے لگے۔ یا اللہ اسمٰعیل کی اولاد سے اپنی ایک فرمانبردار جماعت پیدا کر (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهٗ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ اِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَمِنْ اَهْلِ النَّارِ فَيُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۱۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ يَهُوْدِيَّةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَذَكَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَهَا اَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَاَلَتْ عَائِشَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ

۱۲۰۔ عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب کوئی آدمی تم سے فوت ہوتا ہے۔ تو اس کی جگہ صبح وشام اس کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ جنت میں ہو یا آگ میں اور اسے کہا جاتا ہے۔ یہ تمہاری جگہ ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تمہیں اٹھا کر قیامت کے دن وہاں لے جائے[۱] (بخاری مسلم)

۱۲۱۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ ایک یہودی عورت میرے پاس آئی۔ اور عذاب قبر کا ذکر کیا۔ اور (حضرت عائشہؓ) سے کہا تمہیں اللہ عذاب قبر سے پناہ دے۔ حضرت عائشہؓ نے اس کی بابت آنحضرتؐ سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ عذاب قبر حق ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کہ یہاں شہر آباد ہو جائے ان کو پھلوں کا رزق نصیب ہو اور پھر عرض کیا دیا اللہ تو اس شہر کو امن والا بنا دے) حالانکہ اس وقت وہاں شہر کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ صرف ذہن میں حاضر تھا لہٰذا لفظ ھذا سے اشارہ کر دیا گیا۔ چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر مومن کے ذہن میں حاضر ہیں اس لیے لفظ ھذا سے اشارہ کر دیا گیا۔ یہ مطلب بالکل نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ صاحب لمعات اور قسطلانی کو لفظ ھذا سے ایک شبہ پیدا ہوا وہ یہ کہ شاید قبر میں آنحضرت کی شبیہ کو پیش کیا جاتا ہو۔ اللہ انہیں معاف کرے انہوں نے ایک ظنی احتمال پیدا کر کے نبی صلعم کے حاضر ناظر ہونے کے فتنہ کا دروازہ کھول دیا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[۱] **قبر کی راحت وعذاب آخرت سے الگ ہے:**۔ اس حدیث کو احمد، ترمذی، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مالک اور ابوداؤد طیالسی نے بھی روایت کیا ہے کافر اور منافق کو قبر میں عذاب ہوتا ہے اور مومن مطیع کو راحت نصیب ہوتی ہے اس عذاب اور راحت کی دو دو قسمیں ہیں ایک تو وہ جو قبر ہی سے تعلق رکھتی مثلاً عذاب میں سانپ بچھو کا کاٹنا، قبر کی تنگی اور گرزوں کی مار اور راحت میں قبر کا فراخ ہونا روشن ہونا۔ قبر میں جنت کی خوشبو اور ہوا کا آنا وغیرہ اور دوسری قسم بیرونی ہے مثلاً کافر کے لیے صبح وشام جہنم کا معائنہ کہ اس سے اس کی ہر وقت خوفزدہ اور پریشان رہتا ہے کہ آگے چل کر قبر سے بھی زیادہ سخت سزا سے دوچار ہونا ہے اور مومن کے لیے صبح وشام جنت کا معائنہ اور اس تصور سے اس کو ہر وقت خوشی نصیب ہوتی ہے کہ آئندہ اس سے بھی زیادہ خوشی نصیب ہوگی۔ مومن فاسق سوالات کے جوابات ٹھیک دیتا ہے اور عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے۔ بعض کو کچھ سزا بھی ملتی ہے اور ہر حالت میں فاسق قبر میں راحتوں سے محروم رہتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَ نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ صَلّٰى صَلٰوةً اِلَّا تَعَوَّذَ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۲۔ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَائِطٍ لِبَنِي النَّجَّارِ عَلٰى بَغْلَةٍ لَهٗ وَنَحْنُ مَعَهٗ اِذْ حَادَتْ بِهٖ فَكَادَتْ تُلْقِيْهِ وَاِذَا اَقْبُرٌ سِتَّةٌ اَوْ خَمْسَةٌ فَقَالَ مَنْ يَعْرِفُ اَصْحَابَ هٰذِهِ الْاَقْبُرِ قَالَ رَجُلٌ اَنَا قَالَ فَمَتٰى مَاتُوْا قَالَ فِي الشِّرْكِ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهِ الْاُمَّةَ تُبْتَلٰى فِيْ قُبُوْرِهَا فَلَوْلَا اَنْ لَا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِيْ

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ میں نے اس کے بعد ہمیشہ آنحضرت کو دیکھا۔ وہ عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے[1]۔ (بخاری مسلم)

۱۲۲۔ زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت ایک دن بنو نجار کے باغ میں اپنی خچر پر سوار تھے۔ اور ہم آپ کے ہمرکاب تھے۔ ناگہاں طور پر خچر کودنے لگا۔ خطرہ تھا۔ کہ حضرت کو گرا نہ دے۔ وہاں پانچ یا چھ قبریں تھیں۔ حضرت نے فرمایا۔ ان اہل قبور کو کوئی جانتا ہے۔ ایک آدمی نے کہا۔ میں جانتا ہوں۔ حضرت نے پوچھا۔ یہ کب فوت ہوئے تھے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ شرک ہی میں ان پر موت آئی تھی۔ حضرت نے فرمایا یہ قوم اپنی قبروں میں آزمائی جا رہی ہے۔ اگر یہ خطرہ نہ ہوتا۔ کہ تم دفن کرنا ترک کر دو گے۔ تو میں دعا کرتا۔

[1] آنحضرتؐ کو عذاب قبر کی اطلاع وحی سے ہوئی:۔ اس حدیث کو نسائی نے روایت کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ میں آخری عمر میں عذاب قبر کی اطلاع دی گئی تھی پہلے آپ کو اس کا علم نہ تھا۔ چنانچہ امام احمد نے اپنی مسند میں حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت کے سامنے ایک یہودی عورت نے عذاب قبر کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا تو یہودیوں کی قبر میں عذاب ہوتا ہوگا اور تو کسی کو نہیں ہوتا اور پھر فرمایا قیامت سے پہلے کوئی عذاب نہیں ہے۔ لیکن اس کے کچھ مدت بعد ہی ایک دن دوپہر کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا کر باہر نکلے اور فرمایا عذاب قبر سے پناہ مانگو۔ آپ سے سوال کیا گیا اس کے متعلق آپ کی طرف کوئی وحی آگئی ہے تو آپ نے فرمایا ہاں وحی آگئی ہے۔ اس کے بعد آپ نے ہر نماز کے بعد عذاب قبر سے پناہ مانگنا شروع کر دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہؓ کے پاس یہودی عورت نے جو عذاب قبر کا تذکرہ کیا وہ ان دنوں کی بات ہے کہ جب ابھی تک آں حضرت نے حضرت عائشہؓ کو عذاب قبر کی اطلاع نہیں دی تھی۔ مشرکوں کی پانچ یا چھ قبروں میں عذاب کا مشاہدہ بھی اس کے بعد ہوا۔ البتہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت سعد بن معاذ کو جب دفن کیا گیا تو ایک دفعہ قبر مل گئی اور آنحضرت اور پھر صحابہ نے تسبیحات کہنی شروع کر دیں اور پھر قبر کھل گئی۔ تو یہ قبر کا اس طرح آپ کو ملنا تھا جیسے دیر کے بعد آنے والے بیٹے کو ماں ملتی ہے۔ اور یہ واقعہ قتل بنو قریظہ کے بعد کا ہے یعنی ۵ھ ہجری کا۔ اس لیے جنگ احزاب ۵ھ میں ہوئی اور بنو قریظہ کا معاملہ اس کے بعد کا ہے جنگ احزاب ہی میں آپ کو وہ تیر لگا تھا جس سے آپ کی شہادت ہوئی۔ تو اس وقت قبر کے مل جانے سے آپ کو عذاب قبر کا شبہ ضرور ہوا۔ لیکن چونکہ صراحۃً وحی نہ آئی تھی لہٰذا آپ نے عذاب قبر کے متعلق کچھ نہ فرمایا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَسْمَعُ مِنْہُ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْہِہٖ فَقَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ فِتْنَۃِ الدَّجَّالِ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ فِتْنَۃِ الدَّجَّالِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۲۳:- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اُقْبِرَ الْمَیِّتُ اَتَاہُ مَلَکَانِ اَسْوَدَانِ اَزْرَقَانِ یُقَالُ لِاَحَدِھِمَا الْمُنْکَرُ وَلِلْاٰخَرِ النَّکِیْرُ فَیَقُوْلَانِ مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ ھُوَ عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ فَیَقُوْلَانِ قَدْ کُنَّا نَعْلَمُ اَنَّکَ تَقُوْلُ ھٰذَا ثُمَّ یُفْسَحُ فِیْ قَبْرِہٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فِیْ سَبْعِیْنَ ثُمَّ یُنَوَّرُ لَہٗ فِیْہِ ثُمَّ یُقَالُ لَہٗ نَمْ فَیَقُوْلُ اَرْجِعُ اِلٰی اَھْلِیْ فَاُخْبِرُھُمْ فَیَقُوْلَانِ نَمْ کَنَوْمَۃِ الْعَرُوْسِ الَّذِیْ لَا یُوْقِظُہٗ اِلَّا

کہ اللہ تعالیٰ تمہیں قبر کا عذاب سنا دے۔ جس طرح میں سن رہا ہوں۔ پھر ہماری طرف توجہ فرمائی۔ اور فرمایا۔ آگ کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔ لوگوں نے کہا۔ ہم آگ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں فرمایا قبر کے عذاب سے پناہ مانگو لوگوں نے کہا ہم عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں فرمایا ظاہر اور باطن فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگو لوگوں نے کہا ہم ظاہر اور باطن فتنوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں فرمایا دجّال کے فتنہ سے اللہ کی پناہ مانگو لوگوں نے کہا ہم دجال کے فتنہ سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں[1] (مسلم)

دوسری فصل

۱۲۳- حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب میت کو دفن کیا جائے۔ تو اسکے پاس دو فرشتے آتے ہیں جن کا رنگ سیاہ اور آنکھیں بھوری ہوتی ہیں۔ ایک کا نام منکر ہے۔ اور دوسرے کا نام نکیر وہ پوچھتے ہیں۔ تم اس آدمی کے متعلق کیا کہا کرتے تھے۔ اگر میت مومن ہو تو جواب دیگا کہ وہ اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں۔ شہادت دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمد صلعم اس کے خادم اور اس کے رسول ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ ہمیں معلوم تھا۔ تم یہی کہو گے۔ پھر اس کی قبر ستر گز مربع کھول دی جاتی ہے۔ پھر اس میں روشنی کر دی جاتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے۔ سو جا۔ میت خواہش کرتی ہے۔ کہ میں گھر والوں کو اس کامیابی کی اطلاع دے آؤں۔ وہ

---

[1] **عذاب قبر کو مخفی رکھنے کی مصلحت**:۔ اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ مشرکوں کی قبریں تھیں جن کو عذاب ہو رہا تھا۔ جن اور انسان ان کی چیخوں کو نہیں سن سکتے اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے پردہ ڈال رکھا ہے تاکہ ایمان بالغیب رہے اور دنیا کا کاروبار بھی معطل نہ ہو۔ جن اور انسان کے علاوہ ہر چیز کافر اور منافق کی چیخ و پکار سنتی ہے اسی لیے آنحضرت کا خچر بھی بدک گیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَحَبُّ أَهْلِهِ إِلَيْهِ حَتَّى يَبْعَثَهُ اللهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذَالِكَ وَإِنْ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ قَوْلًا فَقُلْتُ مِثْلَهُ لَا أَدْرِي فَيَقُولَانِ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُولُ ذٰلِكَ فَيُقَالُ لِلْأَرْضِ الْتَئِمِي عَلَيْهِ فَتَلْتَئِمُ عَلَيْهِ فَتَخْتَلِفُ أَضْلَاعُهُ فَلَا يَزَالُ فِيهَا مُعَذَّبًا حَتَّى يَبْعَثَهُ اللهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذٰلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ -

۱۲۴ :- وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ لَهُ مَنْ رَبُّكَ فَيَقُولُ رَبِّيَ اللهُ فَيَقُولَانِ لَهُ مَا دِينُكَ فَيَقُولُ دِينِيَ الْإِسْلَامُ فَيَقُولَانِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ فَيَقُولُ هُوَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولَانِ لَهُ وَمَا يُدْرِيكَ فَيَقُولُ قَرَأْتُ كِتَابَ اللهِ فَآمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ فَذَالِكَ قَوْلُهُ يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الْآيَةَ قَالَ فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ صَدَقَ

فرماتے ہیں۔ دلہن کی طرح سو جا جسے گھر کا عزیز ترین آدمی ہی جگا سکتا ہے یہاں تک کہ وہ قیامت کے دن اسی آرام گاہ سے اٹھے گا۔ اور اگر میت منافق ہو تو کہے گا میں نے لوگوں کو اسکے متعلق کوئی بات کرتے سنا تھا میں نے بھی ویسے ہی کہہ دیا۔ مجھے صحیح طور پر کوئی علم نہیں فرشتے کہیں گے ہمیں یہ معلوم تھا۔ تم یہی کہو گے۔ پھر زمین کو حکم دیا جائے گا۔ وہ اسے اس طرح دبا دے گی۔ کہ اس کی پسلیاں دونوں جانب نکل جائیں گی۔ اسے ہمیشہ اسی طرح عذاب ہوتا رہے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے اس جگہ سے اٹھائے گا۔[1] (ترمذی)

۱۲۴۔ براء بن عازبؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ میت کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ اور اسے بٹھا دیتے ہیں۔ اس سے پوچھتے ہیں۔ تیرا رب کون ہے۔ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ پھر وہ پوچھتے ہیں۔ تمہارا دین کیا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔ پھر وہ دریافت کرتے ہیں۔ یہ کون آدمی تھے۔ جو تم میں بھیجے گئے۔ وہ کہتا ہے۔ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا ہے۔ وہ میت کہتا ہے۔ میں نے اللہ کی کتاب پڑھی۔ اس پر ایمان لایا۔ اور اس کی تصدیق کی۔ اللہ کے ارشاد يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (اللہ ایمان والوں کو صحیح اور مضبوط بات پر قائم رکھتا ہے)

---

[1] اس کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ابوداؤد نے براء بن روایت کیا ہے۔ فرشتے مہیب شکل میں اس لیے آتے ہیں کہ کافر اور منافق گھبرا جائیں اور صحیح جواب نہ دے سکیں۔ مومن دنیا میں بھی خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرتا تھا وہاں بھی ان سے نہ ڈرے گا۔ منکر اور نکیر دونوں کے معنی ہیں۔ بے پہچان اور اجنبی۔ مومن کو کہتے ہیں ہمیں معلوم تھا کہ تو صحیح جواب دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بتا دیا ہوتا ہے اور پھر مومن کی شکل و صورت پہ خیر فانی اطمینان دیکھ کر ان کو اور بھی پختہ یقین ہو جاتا ہے۔ انسان کو جب خوشی نصیب ہوتی ہے تو وہ سب سے پہلے گھر والوں کو اس کی خوشخبری سنانا چاہتا ہے۔ دلہن جب سسرال میں آتی ہے تو اس کے ذمہ گھر کا کوئی کام نہیں ہوتا پہلے میکے میں وہ کچھ کام کرتی رہتی ہے اسی طرح مومن دنیا میں تو محنت اور کام کرتا رہتا ہے لیکن عالم برزخ میں جا کر اس کی تمام ذمہ داریاں ختم ہو جاتی ہیں اور بے فکری کا دور آ جاتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَبْدِیْ فَافْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَاَلْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى الْجَنَّةِ فَيُفْتَحُ قَالَ فَيَاْتِيْهِ مِنْ رَوْحِهَا وَطِيْبِهَا وَيُفْسَحُ لَهٗ فِيْهَا مَدَّ بَصَرِهٖ وَاَمَّا الْكَافِرُ فَذَكَرَ مَوْتَهٗ قَالَ وَيُعَادُ رُوْحُهٗ فِىْ جَسَدِهٖ فَيَاْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِىْ فَيُنَادِىْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَاءِ اَنْ كَذَبَ فَافْرِشُوْهُ مِنَ النَّارِ وَاَلْبِسُوْهُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى النَّارِ قَالَ فَيَاْتِيْهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُوْمِهَا قَالَ وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰى تَخْتَلِفَ اَضْلَاعُهٗ ثُمَّ يُقَيَّضُ لَهٗ اَعْمٰى اَصَمُّ مَعَهٗ مِرْزَبَّةٌ مِّنْ حَدِيْدٍ لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَابًا فَيَضْرِبُهٗ بِهَا ضَرْبَةً يَسْمَعُهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اِلَّا الثَّقَلَيْنِ فَيَصِيْرُ تُرَابًا ثُمَّ يُعَادُ فِيْهِ الرُّوْحُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗد

(اس وقت) آسمان سے آواز آتی ہے۔ میرے بندے نے سچ کہا ہے۔ اسے جنت سے بستر اور جنت ہی سے لباس دے دو۔ اور اس کے لیے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اسے وہاں سے ہوا اور خوشبو آتی ہے اور جہاں تک اس کی نظر جاتی ہے۔ قبر کھلی کر دی جاتی ہے۔ اور کافر کی موت کا ذکر فرمایا۔ کہ اس کی روح اس جسم میں لوٹائی جاتی ہے۔ اور دو فرشتے آکر اسے بٹھا دیتے ہیں۔ اور پوچھتے ہیں۔ تمہارا رب کون ہے۔ وہ کہتا ہے۔ افسوس میں تو نہیں جانتا اور دریافت کرتے ہیں تمہارا دین کیا تھا۔ وہ کہتا ہے۔ افسوس میں نہیں جانتا۔ وہ پوچھتے ہیں۔ یہ جو آدمی تم میں بھیجے گئے۔ کون تھے۔ وہ کہتا ہے افسوس میں نہیں جانتا۔ آسمان سے آواز آتی ہے۔ یہ جھوٹ بولتا ہے۔ اسے آگ کا بستر اور آگ ہی کا لباس پہنا دو۔ اور آگ کی طرف اس کا ایک دروازہ کھول دو۔ اسے اس کی گرمی اور لو پہنچتی رہتی ہے۔ اور اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف داخل ہو جاتی ہیں۔ ایک اندھا بہرا فرشتہ جس کے پاس لوہے کا گرز ہوتا ہے۔ اس پر مقرر کر دیا جاتا ہے۔ اگر وہ پہاڑ کو مارا جائے۔ تو وہ مٹی ہو جاتا ہے۔ وہ اسے مارتا ہے۔ جس کی آواز مشرق و مغرب میں انسان اور جنوں کے سوا سب چیزیں سنتی ہیں وہ مٹی ہو جاتا ہے۔ پھر اس میں روح لوٹائی جاتی ہے[1] (احمد ابوداؤد)

[1] قبر میں اندھا بہرہ فرشتہ کیوں مقرر ہوتا ہے:۔ اس حدیث کو نسائی، ابن ماجہ، حاکم، ابن خزیمہ، بیہقی، ابوعوانہ اور ابن مندہ نے بھی روایت کیا ہے اور اس کا شاہد مسند امام احمد، نسائی، ابن جریر اور بیہقی میں بھی ہے۔ جو آدمی قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی کتاب جانے گا وہ سب سے پہلے تو حضرت محمد رسول اللہ پر ایمان لائے گا (صلی اللہ علیہ وسلم) آواز دینے والا خواہ خود خداوند تعالیٰ ہوں یا خداوند تعالیٰ کے حکم سے کوئی فرشتہ ندا کرے۔ ہاہ ہاہ ایک کلمہ ہے جو عرب لوگ حیرت اور دہشت کے وقت بولتے ہیں اس کا معنی آہ آہ ہے۔ کافر اور منافق کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا اس پر آواز آتی ہے کہ یہ جھوٹا ہے اس لیے کہ دین کا آوازہ تو مشرق سے لے کر مغرب تک پہنچ گیا یہ جو کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا یہ جھوٹ ہے جانتا ہے لیکن ایمان نہیں لایا۔ فرشتہ اندھا بہرہ اس لیے مقرر کیا جاتا ہے کہ نہ وہ اس کی حالت کو دیکھے نہ چیخیں سنے اور نہ اسے اس پر رحم آئے۔ (تنقیح)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۵:۔ وَعَنْ عُثْمَانَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا وَقَفَ عَلٰى قَبْرٍ بَكٰى حَتّٰى يَبُلَّ لِحْيَتَهٗ فَقِيْلَ لَهٗ تُذْكَرُ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَلَا تَبْكِيْ وَتَبْكِيْ مِنْ هٰذَا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْقَبْرَ اَوَّلُ مَنْزِلٍ مِّنْ مَّنَازِلِ الْاٰخِرَةِ فَاِنْ نَّجٰى مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَيْسَرُ مِنْهُ وَاِنْ لَّمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَشَدُّ مِنْهُ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَاَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ اِلَّا وَالْقَبْرُ اَفْظَعُ مِنْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

۱۲۶:۔ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ ثُمَّ سَلُوْا لَهٗ بِالتَّثْبِيْتِ فَاِنَّهُ الْاٰنَ يُسْاَلُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۲۵۔ حضرت عثمانؓ سے منقول ہے۔ جب وہ کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو روتے یہاں تک کہ انکی ڈاڑھی تر ہو جاتی۔ ان سے کہا گیا آپ جنت اور دوزخ کے ذکر سے نہیں روتے۔ اور اس (قبر) کے ذکر سے روتے ہیں۔ فرمایا۔ حضرت فرماتے تھے۔ قبر آخرت کی منزلوں سے پہلی منزل ہے۔ اگر اس سے نجات ہو گئی۔ تو اس کے بعد آسانی ہے۔ اور اگر اس سے نجات نہ ہو سکی۔ تو جو اس کے بعد ہے۔ وہ بہت ہی مشکل ہے۔ اور فرمایا۔ حضرت فرماتے تھے۔ کہ (برزخ) کے مناظر میں قبر کا عذاب سب سے زیادہ خطرناک[1] ہے۔ ترمذی ابن ماجہ ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

۱۲۶۔ حضرت عثمانؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت جب میت کے دفن سے فارغ ہوتے۔ تو ٹھہر جاتے۔ اور فرماتے اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو۔ اور اس کے لیے ثابت قدم رہنے کی دعا کرو۔ اب اس سے سوال کیا جائے گا[2]۔ (ابوداؤد)

---

[1] آخرت کی منزلوں سے پہلی منزل قبر ہے:۔ اس کو حاکم نے روایت کر کے صحیح کہا ہے۔ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کے لیے جنت کا فرش بچھا دیا گیا۔ جنت کی خوشبو اور ٹھنڈی ہوائیں آنے لگیں تو اس کو معلوم ہو گیا کہ اب آخرت میں اس سے زیادہ آرام ہو گا اور جس کو قبر میں عذاب شروع ہو گیا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ آئندہ میرا اس سے بھی برا حال ہے۔ افظع کا معنی ہے گھبرا دینے والا۔ بھیانک۔ (مرقاۃ)

[ع] حدیث نمبر ۱۲۴ میں انتہائے نظر تک قبر میں توسیع کا ذکر ہے اور حدیث ۱۲۳ میں ستر گز توسیع کا ذکر آیا ہے اصل مقصد کسی مقدار کا تعین نہیں بلکہ بقدر ضرورت وسعت مقصود ہے۔ نیز یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ توسیع اس دنیا اور اس میں نہیں ہوتی۔ یہاں تو قبر کے ساتھ قبر ہوتی ہے یہ توسیع برزخ کے عالم اور قبر کی دنیا میں کی جاتی ہے جسے اس دنیا کی نظریں محسوس ہی نہیں کر سکتیں یہی حال جنت اور دوزخ کی طرف دروازوں کا ہے جنہیں ہماری نظریں معلوم نہیں کر سکتیں یہ اس دنیا کی باتیں ہیں جہاں کا علم آنحضرت کو بھی اللہ تعالیٰ کے بتانے سے ہوا۔ آپ نے ہمیں بتایا ورنہ ہم اسے کبھی نہ جان سکتے اب ہم آنحضرت کی تعلیم سے اس پر یقین رکھتے ہیں۔ واللہ اعلم وا سلم)

[2] زندہ لوگوں کی دعا سے مردہ کو فائدہ ہوتا ہے:۔ اس حدیث کو حاکم اور بزار نے بھی روایت کیا ہے۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۷:- وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُسَلَّطُ عَلَی الْکَافِرِ فِیْ قَبْرِہٖ تِسْعَۃٌ وَّتِسْعُوْنَ تِنِّیْنًا یَنْہَسُہٗ وَتَلْدَغُہٗ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَۃُ لَوْ اَنَّ تِنِّیْنًا مِّنْہَا نَفَخَ فِی الْاَرْضِ مَا اَنْبَتَتْ خَضِرًا رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ نَحْوَہٗ وَقَالَ سَبْعُوْنَ بَدَلَ تِسْعَۃٌ وَّتِسْعُوْنَ ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۲۸:- عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ حِیْنَ تُوُفِّیَ فَلَمَّا صَلّٰی عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَوُضِعَ فِیْ قَبْرِہٖ وَسُوِّیَ عَلَیْہِ سَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَبَّحْنَا طَوِیْلًا ثُمَّ کَبَّرَ فَکَبَّرْنَا فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لِمَ سَبَّحْتَ ثُمَّ کَبَّرْتَ قَالَ لَقَدْ تَضَایَقَ عَلٰی ھٰذَا الْعَبْدِ الصَّالِحِ قَبْرُہٗ حَتّٰی فَرَّجَہُ اللّٰہُ عَنْہُ رَوَاہُ اَحْمَدُ ۔

۱۲۷:- ابو سعیدؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کافر کی قبر میں ننانوے سانپ مسلط کیے جاتے ہیں جو اسے قیامت تک کاٹتے اور ڈستے رہتے ہیں۔ اگر ان سے ایک سانپ زمین پر پھونک مار دے۔ تو زمین میں سبزی اگنا بند ہو جائے[۱][۲] (دارمی) ترمذی کی روایت میں ننانوے کی جگہ ستر کا ذکر آیا ہے۔

تیسری فصل

۱۲۸:- حضرت جابرؓ فرماتے ہیں ہم آنحضرت کے ساتھ سعد بن معاذ کے پاس گئے۔ جب وہ فوت ہوئے۔ آنحضرت نے جب ان پر نماز جنازہ ادا فرمائی۔ اور انہیں دفن فرما کر ان پر مٹی ڈالی گئی تو آنحضرت نے تسبیح کہی۔ اور ہم بھی آپ کے ساتھ دیر تک تسبیح کہتے رہے۔ پھر آپ نے تکبیر کہی۔ ہم بھی تکبیر کہتے رہے۔ آنحضرت سے کہا گیا۔ اے اللہ کے رسول آپ نے ان پر تسبیح و تکبیر کیوں فرمائی۔ آپ نے فرمایا۔ اس نیک آدمی پر اس کی قبر تنگ ہو گئی۔ یہاں تک کہ اللہ نے اسے کشادہ کر دیا[۳]۔ (احمد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زندہ مسلمان کی دعاؤں سے مردہ مسلمان کو فائدہ پہنچتا ہے۔ صحیح مسلک اہل سنت اہل حدیث کا یہی ہے۔ سنت ہے کہ آدمی قبر پر کھڑے ہو کر میت کے لیے استغفار بھی کرے اور اللہ تعالیٰ سے اس کی ثابت قدمی کے لیے دعا بھی کرے۔ البتہ آج کل جو یہ بدعت جاری ہو گئی ہے کہ قبر پر کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ اے فلاں کہہ دو میرا رب اللہ ہے میرا نبی محمد ہے اور میرا دین اسلام ہے۔ اس تلقین کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[۱] ممکن ہے خاص گنتی مقصود ہی نہ ہو بلکہ کثرت مراد ہو اور ہو سکتا ہے کہ مختلف آدمیوں کے لحاظ سے یہ تعداد کم و بیش ہوتی رہتی ہو اللھم احفظنا من فتنۃ القبر و سوء المنقلب فیہا۔ (اسم)

[۲] کافر کی قبر میں سانپوں کا آنا:- اس حدیث کو احمد اور ابن حبان نے بھی حسن سند سے روایت کیا ہے (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۹:۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذَا الَّذِیْ تَحَرَّکَ لَہُ الْعَرْشُ وَفُتِحَتْ لَہٗ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَشَھِدَہٗ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ لَقَدْ ضُمَّ ضَمَّۃً ثُمَّ فُرِّجَ عَنْہُ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ۔

۱۳۰:۔ وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطِیْبًا فَذَکَرَ فِتْنَۃَ الْقَبْرِ الَّتِیْ یُفْتَنُ فِیْھَا الْمَرْءُ فَلَمَّا ذَکَرَ ذٰلِکَ ضَجَّ الْمُسْلِمُوْنَ ضَجَّۃً رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ھٰکَذَا وَزَادَ النَّسَائِیُّ حَالَتْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ اَنْ اَفْھَمَ کَلَامَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا سَکَنَتْ ضَجَّتُھُمْ قُلْتُ لِرَجُلٍ قَرِیْبٍ مِّنِّیْ اَیْ بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ مَاذَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اٰخِرِ قَوْلِہٖ قَالَ قَالَ قَدْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّکُمْ تُفْتَنُوْنَ فِی الْقُبُوْرِ قَرِیْبًا مِّنْ فِتْنَۃِ الدَّجَّالِ۔

۱۲۹۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اس شخص سعدؓ بن معاذ کے لیے اللہ تعالیٰ کا عرش ہل گیا۔ اور آسمان کے تمام دروازے کھول دیے گئے۔ اور ستر ہزار فرشتے اس کی موت پر بھی حاضر ہوئے۔ اسے قبر میں ایک دفعہ زور سے دبالیا پھر اسے کھول دیا گیا۔[1] (نسائی)

۱۳۰۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر فرماتی ہیں۔ آنحضرت خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے۔ تو آپ نے قبر کے فتنے کا ذکر فرمایا۔ جس میں انسان آزمایا جاتا ہے۔ جب آپ نے اس کا ذکر فرمایا۔ تو مسلمان چیخ اُٹھے۔ بخاری۔ نسائی نے زیادہ کہا کہ شور حائل ہو گیا۔ میں آپ کا کلام نہ سمجھ سکی۔ جب یہ شور ختم گیا۔ تو میں نے اپنے قریب کے آدمی سے کہا۔ اللہ تمہیں برکت دے۔ آپ نے آخر میں کیا فرمایا تھا۔ اس نے کہا۔ آپ نے فرمایا تھا۔ کہ تم قبروں میں دجال کے فتنے کے قریب قریب آزمائے جاؤ گے۔[2]

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور عدد کی تخصیص توقیفی ہے اس میں عقل کو کوئی دخل نہیں ہے۔

سے اللہ مومن کو عذاب قبر سے بچاتا ہے:۔ اس حدیث کو ابن سعد، حکیم ترمذی اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ قبر کا تنگ ہونا اور میت کو دبانا دو طرح سے ہوتا ہے۔ کافر و منافق کو بطور عذاب دباتی ہے کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں داخل ہو جاتی ہیں اور مومن مخلص کو پیار کی وجہ سے دباتی ہے جیسے کہ ماں اپنے بچے کو سینہ لگا کر دبائے اور پیار کرے آنحضرت کو سعد کی وفات تک اس کا علم نہ تھا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا اگر کوئی آدمی قبر کے عذاب سے نجات پاسکتا تو وہ حضرت سعد بن معاذ ہوتے بعد میں آپ نے فرمایا کہ مومن کو قبر میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ (تنقیح)

(حاشیہ صفحہ ہذا) **لہ حضرت سعد کی بزرگی و فضیلت:**۔ اس حدیث کو حاکم اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ طبرانی نے اس کے ہم معنی حدیث روایت کی ہے۔ حضرت سعد بڑے پایہ کے صحابی ہیں۔ جنگ احزاب میں آپ زخمی ہوئے تھے۔ بنو قریظہ کے حلیف تھے۔ بنو قریظہ کا خیال تھا کہ ممکن ہے سعد ہماری کچھ طرفداری کریں گے۔ ان کو اپنا حکم تسلیم کر لیا۔ حضرت سعد نے فرمایا کہ میرا فیصلہ یہ ہے کہ ان کے جوانوں کو قتل کر دیا جائے۔ ان کا مال تقسیم کر دیا جائے ان کے بچے اور عورتیں لونڈی اور غلام بنا لیے جائیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا فیصلہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۱:۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أُدْخِلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ مُثِّلَتْ لَهُ الشَّمْسُ عِنْدَ غُرُوْبِهَا فَيَجْلِسُ يَمْسَحُ عَيْنَيْهِ وَيَقُوْلُ دَعُوْنِيْ أُصَلِّيْ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

۱۳۲:۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمَيِّتَ يَصِيْرُ إِلَى الْقَبْرِ فَيَجْلِسُ الرَّجُلُ فِيْ قَبْرِهٖ غَيْرَ فَزِعٍ وَّلَا مَشْغُوْبٍ ثُمَّ يُقَالُ فِيْمَ كُنْتَ فَيَقُوْلُ كُنْتُ فِي الْإِسْلَامِ فَيُقَالُ مَا هٰذَا الرَّجُلُ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ جَاءَنَا بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَصَدَّقْنَاهُ فَيُقَالُ لَهٗ هَلْ رَأَيْتَ اللّٰهَ فَيَقُوْلُ مَا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ أَنْ يَّرَى اللّٰهَ فَيُفْرَجُ لَهٗ

۱۳۱۔ حضرت جابرؓ آنحضرت سے روایت فرماتے ہیں۔ جب میت قبر میں داخل کی جاتی ہے۔ تو اسے سورج کے غروب کی صورت دکھائی جاتی ہے۔ وہ بیٹھ کر آنکھیں ملتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ مجھے نماز ادا کرنے دو[1]۔ (ابن ماجہ)

۱۳۲۔ ابوہریرہؓ آنحضرت سے فرماتے ہیں۔ میت اپنی قبر کی طرف جاتی ہے۔ وہ خوف اور گھبراہٹ کے بغیر قبر میں بیٹھ جاتا ہے پھر اسے کہا جاتا ہے۔ تم کس شغل میں تھے۔ وہ کہتا ہے۔ میں اسلام کے کاموں میں مشغول تھا۔ پھر کہا جاتا ہے۔ یہ آدمی کون تھے۔ وہ کہتا ہے محمد اللہ کے رسول اللہ کی طرف سے کھلے دلائل لیکر ہماری طرف آئے۔ ہم نے آپکی تصدیق کی۔ پھر اسے کہا جاتا ہے۔ کیا تم نے اللہ کو دیکھا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ اللہ کو دیکھنا کسی کیلئے جائز نہیں۔ (دنیا میں) اس کے لیے ایک (سوراخ) آگ کی طرف کھولا جاتا ہے۔ وہ دیکھتا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) سنا تو فرمایا اے سعد تو نے وہ کیا ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اب مجھ پر سات آسمانوں کے اوپر سے نازل فرمایا ہے۔ اسکے بعد حضرت سعد کی وفات ہو گئی۔

[2] عذاب قبر سے بچنے کی دعاء۔ اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دجال کا فتنہ بہت بڑا ہے۔ جس سے ہر نبی نے اپنی امت کو ڈرایا۔ اور فرمایا کہ میں تم کو دجال کی ایسی نشانی بتاؤں گا کہ وہ نشانی کسی نبی نے بھی اپنی امت کو نہیں بتائی ہے۔ وہ ایک آنکھ سے کانا ہو گا۔ اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہو گا۔ اتنی صاف نشانیاں ہونے کے باوجود بہت سے لوگ اس کو خدا کہنے لگیں گے قریبًا اتنا ہی بڑا فتنہ قبر میں بھی ہوتا ہے۔ دجال کے فتنہ سے بچنے کے لیے سورہ کہف کی تلاوت کرنی چاہئے اور قبر کے فتنہ سے بچنے کے لیے اعوذ باللہ من عذاب القبر پڑھنا چاہئے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] نمازی کے لیے عذاب قبر کی رعایت:۔ اس کو ابن حبان اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ منکر اور نکیر کو جواب دینے کے بعد کہے گا کہ مجھے چھوڑ دو کہ میں نماز پڑھ لوں۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ سوال (جواب سے پہلے ہی کہہ دیتا ہے ان کو یہی سوال کافی ہو جاتا ہے۔ پھر وہ سوال ہی نہیں کرتے۔ کیونکہ اسی بات سے ان کو پتہ چل جاتا ہے کہ یہ مومن ہے۔ اگر مومن نہ ہوتا تو نماز کی پابندی کیسے کرتا ۱۲ (رحمۃ المہداۃ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فُرْجَةٌ قِبَلَ النَّارِ فَيَنْظُرُ إِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيُقَالُ لَهُ انْظُرْ إِلَى مَا وَقَاكَ اللّٰهُ ثُمَّ يُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ الْجَنَّةِ فَيَنْظُرُ إِلَى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيهَا فَيُقَالُ لَهُ هٰذَا مَقْعَدُكَ عَلَى الْيَقِينِ كُنْتَ وَعَلَيْهِ مُتَّ وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيُجْلَسُ الرَّجُلُ السُّوْءُ فِي قَبْرِهٖ فَزِعًا مَشْغُوبًا فَيُقَالُ لَهُ فِيمَ كُنْتَ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي فَيُقَالُ مَا هٰذَا الرَّجُلُ فَيَقُولُ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ قَوْلًا فَقُلْتُهُ فَيُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ الْجَنَّةِ فَيَنْظُرُ إِلَى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيهَا فَيُقَالُ لَهُ انْظُرْ إِلَى مَا صُرِفَ عَنْكَ ثُمَّ يُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ إِلَى النَّارِ فَيَنْظُرُ إِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيُقَالُ لَهُ هٰذَا مَقْعَدُكَ عَلَى الشَّكِّ كُنْتَ وَعَلَيْهِ مُتَّ وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

ہے۔کہ اس کے بعض بعض کو کھا رہے ہیں۔اسے کہا جاتا ہے۔دیکھو۔جس چیز سے تم کو اللہ نے بچا لیا ہے۔پھر ایک (سوراخ) جنت کی طرف کھول دیا جاتا ہے۔وہ اس کی تازگی اور اس میں جو کچھ موجود ہے۔اسے دیکھتا ہے۔اسے کہا جاتا ہے۔یہ تمہارا بسیرا ہے تم یقین پر زندہ رہے اسی پر فوت ہوئے اور اسی پر اگر خدا نے چاہا تو اٹھو گے اور برا آدمی قبر میں گھبرایا ہوا پریشان اور حیران ہو کر بیٹھتا ہے اسے کہا جاتا ہے تم کس کام میں لگے رہے وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا اسے کہا جاتا ہے یہ کون آدمی تھے (یعنی آنحضرت صلعم) وہ کہے گا میں نے لوگوں کو کچھ کہتے سنا وہی میں نے بھی کہہ دیا۔ اس کے لیے جنت کی طرف ایک سوراخ کھول دیا جاتا ہے۔ وہ اس کی تازگی اور جو کچھ اس میں ہے اسے دیکھتا ہے پھر اسے کہا جاتا ہے دیکھو جس چیز سے اللہ نے تمہیں محروم کر دیا پھر اس کے لیے جہنم کی طرف سوراخ کھول دیا جاتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ اس کے بعض حصے بعض کو کھا رہے ہیں اسے کہا جاتا ہے یہ تمہارا ٹھکانا ہے تم شک میں زندہ رہے شک پر مرے اور اگر اللہ نے چاہا تو اسی پر اٹھو گے[1] (ابن ماجہ)

---

[1] **منافق کی طرح تقلیدی ایمان قبول نہیں ہوگا**:۔یہ حدیث مسند امام احمد۔ابوداؤد، حاکم اور ابن خزیمہ میں حضرت براء سے مروی ہے اور احمد۔ابوداؤد اور نسائی میں حضرت انس سے۔مومن کو قبر میں کسی قسم کی گھبراہٹ اور خوف نہیں ہوتا البتہ کافر اور منافق کو گھبراہٹ خوف اور دہشت سب کچھ ہوتا ہے۔مومن کو دوزخ اس لیے دکھایا جاتا ہے کہ اسے پتہ چل جائے کہ اس پر اللہ تعالیٰ نے کتنا بڑا احسان کیا ہے وہ کیسی بری جگہ تھی جس سے اس کو اللہ تعالیٰ نے بچا لیا ہے تاکہ اس میں شکر گذاری کا جذبہ اور بڑھ جائے اور کافر کو جنت اس لیے دکھائی جاتی ہے کہ اس کو حسرت و افسوس اور زیادہ ہو جائے کہ کیسی اچھی جگہ تھی جو اس سے چھن گئی۔منافق منکر اور نکیر کے سوالوں کے جوابات میں کہتا ہے کہ جو کچھ لوگ کہتے تھے میں بھی وہی کہتا تھا۔لیکن اب مجھے یاد نہیں آرہا۔تو اس سے معلوم ہوا کہ تقلیدی ایمان مقبول نہیں اور نہ اس سے نجات مل سکتی ہے جب تک کہ آدمی سوچ سمجھ کر ایمان نہ لائے جیسا کہ حدیث براء بن عازب (۱۲۴) میں پہلے گذر چکا ہے کہ فرشتے اس کو کہتے ہیں کہ نہ تو نے خود پڑھا اور نہ سن کر سمجھنے کی کوشش کی۔بس محض طوطے کی طرح ایک بات کہتا رہا جیسا کسی نے سنا دیا بس اسی کو کافی سمجھ لیا اور پھر ایسے ایمان کا نتیجہ ذلت اور رسوائی مار پیٹ کے سوا اور کچھ نہیں مسلمان کو چاہئے کہ حتی الامکان اسلام کو سمجھنے کی کوشش کرے۔بہتر تو یہ ہے کہ خود پڑھے اور اگر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ الْاِعْتِصَامِ بِالْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ

کتاب اللہ اور سنت کو مضبوط پکڑنے کا بیان

کتاب سے مراد قرآن عزیز ہے۔ جسے آنحضرت پر نازل فرمایا گیا۔ سنت سے مراد آنحضرت کی زندگی کا وہ طریق ہے۔ جسے آنحضرت نے دین سمجھ کر رائج فرمایا قرآن عزیز کو اگر ایک جامع اور مکمل قانون کی حیثیت سے دیکھا جائے۔ تو سنت اس کی عملی توضیحات کا دوسرا نام ہے۔ ایک حکیم یا دانشور اپنی خداداد عقل سے سوچ کر دنیا کے سامنے ان کی بہتری کے لیے ایک نظریہ یا قانون پیش کر سکتا ہے۔ جو اس پر عمل کرے۔ اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ لیکن دنیا مجبور نہیں کہ اس نظریہ کو قبول کرے۔ بلکہ وہ حکیم یا دانشور خود بھی اس پر عمل نہ کرے۔ تو کوئی اسے مجبور نہیں کر سکتا۔ نہ ہی اس کے سر پر یہ ذمہ داری ڈالی جاتی ہے کہ وہ دنیا کو اس نظریہ پر چلنے کی دعوت دے۔ لیکن پیغمبر کا مقام اس سے مختلف ہے۔ وہ دنیا کو جو کچھ دیتا ہے۔ سب سے پہلے خود اس پر عمل کرتا ہے اور حسب ارشاد خداوندی یُزَکِّیْھِمْ (الجمعہ) اپنے رفقاء میں ایسے معاشرہ کی بنیاد رکھتا ہے۔ جو عملاً اس کی پاکیزگی کی پابندی کرتے ہیں وہ ان کی سیرتوں پر احتساب کی نگاہ ڈالتا ہے۔ اپنا اسوہ اسی طریق پر پیش فرماتا ہے۔ کہ وہ اس کی پیروی اور اتباع کریں اور اپنے نفوس کو پاک کریں۔ پیغمبر کا وظیفہ یہ ہے۔ کہ وہ اپنے اتباع میں پاکیزہ سیرت پیدا کرے۔ اس کے گردو پیش ایسے لوگ جمع ہوں۔ جو حال اور مستقبل کے لیے ایک نمونے کا کام دیں۔ معلوم ہے کہ یہ ایک فلاسفر یا حکیم کا وظیفہ نہیں۔

ظاہر ہے۔ کہ پیغمبر کی سنت کو اگر واجب الاتباع نہ سمجھا جائے۔ حکماً اسے لازم نہ کہا جائے۔ تو نہ سیرت بنتی ہے۔ نہ معاشرہ تعمیر ہوتا ہے نہ تزکیہ کی کوئی عملی صورت پیش آتی ہے۔ نہ ہی پیغمبر کے مقام کو عملاً ایک دانشور اور فلاسفر سے کوئی امتیاز حاصل ہوتا ہے۔

۱۔ سنت اور معمولات نبوی احادیث کا ماخذ ہیں۔ اور ان کے دفاتر سے آنحضرت کے اقوال و افعال اور سنت کو اخذ کیا جا سکتا ہے آنحضرت کے سکوت اور اجتہادات کو بھی یہی مقام اور اہمیت حاصل ہے۔ اس لیے آئمہ حدیث نے اپنی مصطلحات میں سنت اور حدیث کے امتیاز کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ وہ ان دونوں لفظوں کا استعمال ترادف اور ہم معنی طور پر بھی فرماتے ہیں۔ اور الگ الگ بھی مگر جہاں تک حجیت اور وجوب اتباع کا تعلق ہے۔ وہ حدیث اور سنت کو برابر سمجھتے ہیں۔

۲۔ قرآن مجید آنحضرت پر نازل ہوتا تھا۔ صحابہ سنتے پڑھتے۔ یاد کرتے تھے۔ بقدر ضرورت لکھتے تھے۔ اور آنحضرت کی طرف رجوع فرماتے۔ اور مشکل مقامات کو سمجھتے۔ لیکن احادیث کے دفاتر میں کہیں یہ پتہ نہیں ملتا۔ کہ صحابہ میں سے کسی نے آنحضرت سے کبھی یہ حوالہ دریافت فرمایا۔ ہو کہ آپ کے یہ ارشادات قرآن کی کون سی آیت سے ماخوذ ہیں۔ بلکہ آنحضرت کے ارشادات ان کی سیرت طیبہ اور پاکیزہ افعال اور کسی کام پر آپ کی خاموشی کو وہ لوگ اسی احترام سے سنتے اور قبول کرتے تھے۔ جس احترام سے قرآن حکیم کو سنتے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مانتے تھے۔ تاریخ اسلام میں بھی اس قسم کی کوئی شہادت نہیں ملتی۔ جس میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کا مطالبہ کیا گیا ہو۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ آنحضرت کے ارشادات اور اعمال کی اس وقت آپ کے رفقاء پر کیا اہمیت تھی۔ یقیناً وہ اسے حجت سمجھتے تھے۔ اپنے اختلافات میں اس سے استدلال کرتے تھے۔

۴۔ صحابہ میں بعض کا یہ ذوق ضرور تھا کہ سنت کے ماخذ کا از خود قرآن مجید سے خیال رکھتے تھے۔ اس سے اس وحدت کی تائید ہوتی تھی۔ جو آنحضرت کی تعلیمات کو ارشادات ربانی سے تھی وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى (نجم) مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ سے بھی اسی حقیقت کا اظہار مقصود ہے۔ یہ ذوق حضرت ابوہریرہ حضرت عبد اللہ بن عباس میں زیادہ نمایاں تھا۔ سنت سے بالاستقلال استدلال اور اس پر اعتماد یہ تمام صحابہ میں مشترک ہے۔

سنت اور حدیث۔ آئمہ حدیث تو اکثر سنت اور حدیث کو مرادف استعمال فرماتے۔ فقہاء حنفیہ اور بعض آئمہ حدیث بھی حدیث کا اطلاق آنحضرت کے اقوال پر فرماتے ہیں۔ اور سنت آنحضرت کے اعمال پر لیکن اس وقت بعض نکتہ در حضرات نے ایک تیسری اصطلاح ایجاد فرمائی ہے وہ سنت کا لفظ ان اعمال پر بولتے ہیں۔ جو متواتر اور متوارث طور پر امت میں رائج ہوں۔ اس تعریف کے مطابق سنت کا دائرہ تنگ ہو جاتا ہے۔ اسے اگر سنت نہ کہا جائے۔ تو ان اعمال کی اہمیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ شریعت میں ثبوت کے بعد تواتر اور توارث سے خود ہی ایسی اہمیت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے عمل میں قوت اور استحکام پیدا ہوتا ہے۔ اس گروہ نے تو شرعاً ثبوت کی ضرورت بھی نہیں سمجھی۔ مگر اس قید کی ضرورت یہی ہے کیونکہ بدعات بھی کافی اور عام ہیں۔ ان پر صدیاں گذر چکی ہیں عام لوگ انکی فرائض اور سنن سے بھی زیادہ پابندی کرتے ہیں۔ گو یہ محض رواج ہے تاہم ان حضرات کی تعریف کے مطابق یہ سب سنن ہوں گی۔ مگر معلوم ہے۔ کہ ان مروج امور سے اگر بدعات کو خارج کر دیا جائے۔ تو نماز کے اذکار وضو کے نواقض روزہ کے بعض آداب وغیرہ چند اعمال کے سوا تمام اعمال نبوی سنت سے خارج ہو جائیں گے۔ اور سنت اور مستحبات متروک قرار پائیں گے۔ رمضان کے علاوہ نفلی روزے۔ اسی تعریف کے مطابق سنت سے نکل جائیں گے۔

اسلام کی وسعت۔ قرآن حکیم سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کی تعلیمات زندگی کے تمام گوشوں پر حاوی ہیں۔ اسلام صرف مدارس اور مساجد تک محدود نہیں۔ بلکہ ایوان حکومت سے مساجد اور معابد کی چٹائیوں تک اس کی ہدایات موجود ہیں۔ آنحضرت کی راہنمائی سے ہی اسلام زندگی کے تمام گوشوں پر حاوی ہوا۔ تجارت معیشت سیاست تمدن اخلاق جہاد حرب سب پر اسلام کا احسان ہے۔ اور یہ تمام گوشے سنت کی راہنمائی سے معمور ہیں۔ اگر سنت کے مفہوم میں یہ انقباض گوارا کر لیا جائے۔ تو یہ تمام گوشے اسلام کی راہنمائی سے محروم ہو جائیں گے۔ قرآن کے حکم میں دشواریاں رونما ہوں گی مجتہدین کے ہاتھ میں قرآن عزیز ایک کھیل ہو کر رہ جائے گا۔ منکرین حدیث کی تفاسیر ایک نظر دیکھئے۔ وہ بے چارے کس قدر پریشان ہیں۔ ہر مجتہد دور کی کوڑی لاتا ہے۔ اس کے لیے اسکے رفیق اعتراضات کی بوچھاڑ کرتے ہیں۔ اجتہاد کی ساری کوششیں وہیں واپس ہو جاتی ہیں۔ جہاں سے وہ ظاہر ہوتی تھیں۔ گذشتہ چند سال کے عرصہ میں ان بے چاروں نے قرآن کی تفسیر و تشریح میں نبوت کی راہنمائی سے مستغنی ہو کر کافی محنت کی۔ مگر اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت تک اس کا نتیجہ بجز پریشانی کچھ بھی برآمد نہیں ہوا۔ یہ حضرات خود بھی کسی متعین راستہ پر متفق نہیں ہو سکے۔ نماز اب تک سمجھ میں نہیں آئی زکوٰۃ کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا رمضان المبارک ہنوز محل نزاع ہے۔ حج سمجھ میں نہیں آ رہا۔ طواف کی حقیقت نہیں کھلی حجر اسود اور سیاہ پتھروں کا وہ تاریخی مکان جسے بیت اللہ کہا جاتا ہے۔ ان حضرات کی سمجھ میں نہیں آسکا۔ حقیقت پسندانہ طور پر ہاتھ پاؤں مارنے کے باوجود یہ حضرات مطمئن نہیں ہو سکے۔ اس لیے سنت کے متعلق سابقہ اصطلاح کی تبدیلی اس کے مفہوم میں تنگی اور انقباض اسلام کی وسعت کے لیے محض پریشانی کا موجب ہوا۔

اس انقباض میں وسعت کی کوشش۔ محض قرآن عزیز پر انحصار اور سنت کے مفہوم میں اسی انقباض سے جو دقت پیدا ہوئی۔ اس سے یہ حضرات بھی بےخبر نہیں۔ اور یہ احساس روز بروز بڑھ رہا ہے۔ چنانچہ "ادارہ ثقافت اسلامیہ" کے ایک بہت بڑے ستون نے روزنامہ امروز (۸) مارچ ۱۹۵۸ء میں ایک مضمون لکھا۔ جس کا عنوان تھا "دائرہ اجتہاد کی وسعتیں" اس کے بعد چند اقتباسات پر غور فرمائیے۔ فرماتے ہیں "لہذا اگر ہم کہیں۔ کہ گیسوئے۔ قدرت کبھی انسانی ذوق جمال و آرائش کی منت پذیریوں سے آزاد نہیں ہوا تو ذرہ بھر مبالغہ نہیں۔ مذہب بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں۔ یہاں بھی فیضان وحی اور الہام کے ساتھ انسان کی تعبیر و ترجمانی نے اسے کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ اس اقتباس سے مضمون نگار یہ ظاہر فرمانا چاہتے ہیں کہ انسان کی ترجمانی اور تعبیر کا فیضان وحی والہام کے بالکل مساوی ہے۔ وحی والہام کی راہنمائی پر ادارہ ثقافت کا یہ ترجمان مطمئن نہیں بلکہ علم کے یہ دونوں سرچشمے برابر کی اہمیت رکھتے ہیں۔

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اسلامی نقطہ نظر سے وحی والہام کے یہ معنی قطعی انسب نہیں۔ کہ فکر و اجتہاد کی تگ و تاز پر پابندیاں عاید کر دی گئی ہیں۔ یا یہ کہ علم و ادراک کے ان دو سرچشموں میں کوئی حقیقی منافات پائی جاتی ہے۔ اس اقتباس میں یہ ظاہر فرمایا گیا ہے کہ کتاب و سنت یا وحی والہام کو حق نہیں پہنچتا۔ کہ وہ کسی مرحلہ پر نظر و اجتہاد کی راہ روک کر کھڑے ہو سکیں بلکہ اجتہادوں کے سمندر جب طغیانی پر آئیں۔ تو وحی والہام کو ان کی راہ سے ہٹ جانا چاہیے۔ اور ان طغیانیوں کے لیے راستہ صاف کر دینا چاہیئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۳۳ ۔ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۳۴ ۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

پہلی فصل

۱۳۳۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی نئی چیز[1] پیدا کرے۔ جو اس میں نہیں۔ تو وہ مردود[2] ہے (بخاری مسلم)

۱۳۴۔ جابرؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا۔ اللہ کی تعریف کے بعد سب سے بہتر کلام اللہ کی کتاب ہے۔ اور بہترین طریقہ آنحضرت کا طریقہ ہے۔ اور بدعت سب سے برا کام ہے۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے[3]۔ (مسلم)

---

[1] اس حدیث سے بدعت کی تعریف معلوم ہوتی ہے حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دین میں کوئی نئی چیز پیدا کرنے کا کسی کو حق نہیں۔ دنیا کے معاملات اور معلومات میں جو روز بروز اضافہ ہو رہا ہے یہ اس میں شامل نہیں کیونکہ یہ چیزیں امر دین سے نہیں ہیں۔ لباس، خوراک، عادات میں روز بروز نئی نئی چیزوں کا اضافہ ہو رہا ہے اس میں کوئی قباحت نہیں لیکن دین اور اجر سمجھ کر جو چیز پہلے اسلام میں نہیں اگر بڑھالی جائے تو وہ بدعت ہوگی ما لیس منہ کا یہ مطلب ہے کہ اسلامی روایات میں اس کی سند نہ ملے نہ لفظاً نہ استنباط کے طور پر صحابہ کے اعمال چونکہ آنحضرت کی روش اور عادت سے ماخوذ ہیں اس لیے گو وہ بصراحت سنت میں شامل نہیں تو بھی سنت صحابہ سمجھ کر ان پر عمل درست ہوگا اور اگر سنت نبوی سے متعارض نہ ہوں تو وہ درست ہی ہوں گے انہیں بدعت کہنا غلط ہے بدعت کی تعریف کے لیے موافقات اور اعتصام شاطبی اور سید شاہ شہید کی کتاب الفیاح الحق کی طرف رجوع کریں۔ (اسم)

[2] **بدعتی کی عزت نہ کرنی چاہیئے**:۔ اس حدیث کو ابوداؤد۔ ابن ماجہ، ابویعلی۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے کتاب سے مراد قرآن مجید ہے اور سنت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول، فعل اور تقریر مراد ہے۔ تقریر کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چیز کو اپنی آنکھوں سے دیکھا لیکن اس سے منع نہ فرمایا۔ نئی بات سے مراد یہ ہے کہ کتاب وسنت میں اس کے لیے کوئی سند نہ ہو۔ ظاہر سند ہو یا خفی۔ لفظی ہو یا استنباطی۔ ایسی چیز خود بھی مردود ہے اور ایسی چیز کا پیدا کرنے والا بھی مردود ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی بدعتی آدمی کو جگہ دے۔ پناہ دے یا اس کی عزت کرے اس نے اسلام کو گرانے پر مدد دی۔ (رحمۃ المہداۃ)

[3] **شریعت میں بدعت حسنہ کوئی چیز نہیں**:۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اما بعد کا (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۵ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبْغَضُ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ ثَلٰثَۃٌ مُلْحِدٌ فِی الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃَ الْجَاھِلِیَّۃِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ بِغَیْرِ حَقٍّ لِیُھْرِیْقَ دَمَہٗ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ۔

۱۳۵- ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا اللہ کے نزدیک تین آدمی سب سے زیادہ قابل نفرت ہیں۔ [1] حرم مکہ میں بے دینی کرنے والا [2] اور اسلام میں کفر کے راہیں تلاش کرنے والا [3] اور مومن کا ناحق خون کرنے والا [4] (بخاری)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ترجمہ ہے اُس کے بعد" یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا۔ حمد وثنا کے بعد۔ بدعت کے معنی نیا کام یا نئی چیز۔ اس لحاظ سے ہر نئی چیز بدعت ہے۔ یہاں یہ بدعت مراد نہیں ہے۔ بلکہ شرعی بدعت مراد ہے۔ بدعت شرعی وہ ہے کہ جس کے لیے شریعت میں کوئی سند نہ ہو۔ نہ جلی نہ خفی۔ ایسی ہر بدعت گمراہی ہے۔ بعض لوگوں نے بدعت کی دو قسمیں بیان کی ہیں ایک بدعت حسنہ اور دوسری بدعت سیئہ۔ بدعت حسنہ اس کو کہا ہے جس کے لیے شریعت میں سند تو ہو لیکن موجودہ صورت میں اس کی شکل قرن اول میں نہ ہو مثلاً حضرت عمر کا تراویح کی جماعت کو بدعت حسنہ کہنا۔ حقیقت میں یہ سرے سے بدعت ہے ہی نہیں۔ کیونکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کی نماز پڑھی۔ جماعت کرائی۔ صرف اتنا فرق ہوا کہ حضرت عمر نے بالالتزام کا انتظام کر دیا۔ یہ بدعت نہیں ہے اس پر بدعت کا لفظ لغوی طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ حقیقی شرعی بدعت وہی ہے جس کے لیے شریعت میں کوئی سند نہ ہو۔ یہ بہرحال گمراہی ہے اس میں حسنہ اور سیئہ کی تفریق نہیں ہے۔ (رحمۃ المہداۃ)

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا)

[1] **بدعتی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیوں مردود ہے:۔** حرم میں الحاد کے ارادہ پر بھی سزا ہے۔ حرم سے باہر صرف ارادہ پر مواخذہ نہیں ہے۔ اسلام میں جاہلیت کا طریقہ چاہنے والے سے مراد بدعتی ہے کہ جس چیز کو چھوڑ دینے کا اسلام نے حکم دیا ہے وہ اس کی اشاعت چاہتا ہے تو اس میں بدعات کا پیدا کرنا بھی شامل ہے اور اسی مناسبت سے صاحب مشکوٰۃ اس حدیث کو اس باب میں لائے ہیں۔ جاننا چاہئے کہ بدعت شریعت کی نگاہ میں اتنی بُری اس لیے ہے کہ بدعتی آدمی جب کوئی بدعت پیدا کر کے اس کو دین کا جزو بنا دیتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ دین میں پہلے اتنی کمی تھی جو اب میں نے پوری کر دی ہے یعنی یہ ایک ایسی بات تھی جس کا خیال نہ تو خدا تعالیٰ کو آیا اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اب میں اس کمی کو پورا کر رہا ہوں۔ اولاً تو یہ الزام ایک بدترین الزام ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ میں نے آج کے دن تمہارا دین مکمل کر دیا اور بدعتی کہتا ہے کہ یہ غلط ہے دین کب مکمل ہوا تھا اس میں تو یہ کسر رہ گئی تھی جو میں اب پوری کر رہا ہوں۔ دوسری یہ بات بھی فوراً سمجھ میں آجاتی ہے کہ بدعتی کا طرز عمل یہ بتاتا ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ کو حق ہے کہ کچھ اوامر اور نواہی مقرر کرے یا جس طرح رسول کو حق ہے کہ بعض چیزوں کو حلال یا حرام کرے ویسے ہی مجھے بھی حق ہے کہ دین کے نام سے اوامر اور نواہی جاری کروں اور حرام وحلال کی حدیں مقرر کروں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۶:۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰی قِیْلَ وَمَنْ اَبٰی قَالَ مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۳۷:۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَتْ مَلٰئِکَةٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَھُوَ نَائِمٌ فَقَالُوْا اِنَّ لِصَاحِبِکُمْ ھٰذَا مَثَلًا فَاضْرِبُوْا لَهٗ مَثَلًا قَالَ بَعْضُھُمْ اِنَّهٗ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُھُمْ اِنَّ الْعَیْنَ

۱۳۶۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی۔ لیکن جس نے انکار کیا۔ (وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا) آپ سے دریافت کیا گیا۔ انکار کرنے والا کون ہے۔ فرمایا۔ جس نے میری فرمانبرداری کی۔ وہ جنت میں داخل ہوا۔ اور جس نے میری نافرمانی کی۔ اس نے انکار کیا۔ بخاری۔

۱۳۷۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ کچھ فرشتے آنحضرت کے پاس آئے۔ اور آپ سو رہے تھے۔ انہوں نے کہا۔ تمہارے اس ساتھی (آنحضرت صلعم) کی ایک مثال ہے۔ اسکے پاس اسے بیان کرو۔ بعض نے کہا وہ تو سو رہے ہیں۔ بعض نے کہا۔ آنکھیں تو واقعی

لہ **رسول کی اطاعت جنت کی ضامن ہے**:۔ اس حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند میں اور امام حاکم نے مستدرک میں بھی روایت کیا ہے اور اس کا ایک شاہد طبرانی میں بھی ہے۔ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت اور جہنم کا دارومدار اپنی فرمانبرداری اور نافرمانی پر رکھا ہے یعنی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانبردار ہے وہ جنتی ہے اور جو ان کا نافرمان ہے وہ جہنمی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور آپ کی نافرمانی عین اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی فرمایا وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (اور جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا تعالیٰ ہی کی اطاعت کی) در سورہ نجم میں فرمایا وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (رسول اپنی مرضی سے بولتا ہی نہیں وہ جو کچھ بھی کہتا ہے وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی وحی ہوتی ہے) اور نافرمانی کے متعلق فرمایا وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا (اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ صاف صاف گمراہ ہو گیا۔) اور واقعی گمراہی کا نتیجہ جہنم ہے۔

اس حدیث میں ایک مخفی اور پوشیدہ سی خوشخبری بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نافرمانی کرنے والوں کو اپنی امت سے خارج نہیں کیا ان کو امت ہی میں شمار کیا ہے۔ اور گنہگار مومن سے جو جنت کی نفی کی ہے وہ مطلقاً نفی نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگ ابتدا ہی سے جنت میں نہ جائیں گے بلکہ اپنے گناہوں کی سزا پاکر پھر جنت میں جائیں گے جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے کہ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّةَ (جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھ لیا وہ ضرور جنت میں جائے گا) تو اس حدیث کا بھی یہی مطلب ہے کہ وہ آدمی کسی نہ کسی وقت ضرور جنت میں داخل ہو جائے گا۔ یعنی اپنے گناہوں کی سزا پا کر آخر میں ضرور جنت میں چلا جائے گا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوْا مَثَلُهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى دَارًا وَجَعَلَ فِيْهَا مَأْدُبَةً وَبَعَثَ دَاعِيًا فَمَنْ اَجَابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ وَاَكَلَ مِنَ الْمَأْدُبَةِ وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ يَاْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ فَقَالُوْا اَوِّلُوْهَا لَهُ يَفْقَهْهَا قَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوا الدَّارُ الْجَنَّةُ وَالدَّاعِيْ مُحَمَّدٌ فَمَنْ اَطَاعَ مُحَمَّدًا فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصٰى مُحَمَّدًا فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمُحَمَّدٌ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۳۸۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ جَاءَ ثَلٰثَةُ رَهْطٍ اِلٰى اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْاَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اُخْبِرُوْا بِهَا كَاَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا فَقَالُوْا اَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ فَقَالَ اَحَدُهُمْ اَمَّا اَنَا فَاُصَلِّي اللَّيْلَ اَبَدًا وَقَالَ الْاٰخَرُ اَنَا اَصُوْمُ النَّهَارَ اَبَدًا وَلَا اُفْطِرُ وَقَالَ الْاٰخَرُ اَنَا

سوتی ہیں۔ لیکن دل بیدار ہے۔ پھر انہوں نے کہا۔ انکی مثال ایسی ہے۔ جیسے کسی نے مکان بنایا۔ اور اس میں ایک دعوت کی۔ اور ایک بلانے والا بھیجا۔ جس نے بلانے والے کی بات مان لی۔ وہ مکان میں داخل ہوگا۔ دعوت میں شامل ہو کر کھائیگا۔ جس نے داعی کی بات نہ مانی۔ نہ مکان میں داخل ہوا۔ نہ ہی کھانا کھایا۔ پھر فرشتوں نے کہا۔ اس کا مطلب بیان کرو۔ تاکہ حضرت سمجھ جائیں بعض نے کہا۔ وہ تو سو رہے ہیں۔ بعض نے کہا آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتا ہے۔ پھر کہا۔ گھر سے مراد جنت ہے۔ داعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جس نے آنحضرت کی اطاعت کی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ اور جس نے آنحضرت کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ آنحضرت (سچے اور جھوٹے) لوگوں میں فرق کرنے والے ہیں[1]۔ (بخاری)

۱۳۸۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے تین آدمی ازواج مطہرات کے پاس آئے۔ اور آنحضرت کی عبادت کے متعلق پوچھا۔ جب انہیں بتایا گیا۔ تو گویا انہوں نے اسے بہت کم سمجھا۔ انہوں نے کہا۔ ہمارا آنحضرت سے کیا مقابلہ ہے۔ آنحضرت کو اللہ تعالیٰ نے پہلی اور پچھلی ساری لغزشیں معاف فرمائیں۔ ایک نے ان سے کہا۔ میں ہمیشہ رات کو نماز پڑھوں گا۔ دوسرے نے کہا۔ میں ہمیشہ دن کو روزہ رکھوں گا۔ اور کبھی افطار نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا۔ میں عورتوں سے بالکل الگ رہوں گا۔ اور کبھی نکاح نہیں کرونگا۔

---

[1] آنحضرت کی آنکھ سوتی اور دل جاگتا۔ اس باب میں امام احمد اور ترمذی، ابن خزیمہ اور طبرانی نے بھی روایات بیان کی ہیں۔ یہ آنے والے حضرت جبرئیل اور میکائیل تھے۔ اور یہ جو فرمایا کہ آنحضرت کی "آنکھ سوتی ہے اور دل جاگتا ہے" یہ ہر وقت کی کیفیت نہ ہوتی تھی ورنہ لیلۃ التعریس میں اگر دل جاگتا ہوتا تو نماز قضا نہ ہوتی وقت پر اٹھ کھڑے ہوتے۔ گھر سے مراد جنت ہے کھانے سے مراد جنت کی نعمتیں اور محمد فرق کرنے والے ہیں کافر اور مومن میں۔ مطیع اور عاصی میں۔ حق اور باطل میں۔ کفر اور ایمان میں۔ توحید اور شرک میں وغیرہ وغیرہ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ اَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقَاكُمْ لَهٗ لٰكِنِّيْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّيْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۹:۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَرَخَّصَ فِيْهِ فَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُوْنَ عَنِ الشَّيْءِ اَصْنَعُهٗ فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَاَشَدُّهُمْ خَشْيَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

آنحضرت نے جب یہ سُنا تو ان کے پاس آئے۔ فرمایا تم لوگوں نے ایسے ایسے کہا ہے۔ خبردار یقین جانو۔ میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں۔ اور اس کی نافرمانی سے بچتا ہوں۔ لیکن میں روزہ رکھتا ہوں۔ اور افطار بھی کرتا ہوں۔ رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں۔ اور سوتا بھی ہوں۔ اور بیویوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ جو شخص میری سنت سے نفرت کرے۔ وہ میرے ساتھیوں[۱] سے نہیں[۲]۔ (بخاری مسلم)

۱۳۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض کام کیے۔ اور ان کے متعلق اجازت فرمائی۔ بعض لوگوں نے ان سے پرہیز کیا۔ آنحضرت کو اس کی اطلاع ہوئی۔ آپ نے خطبہ دیا۔ اور اللہ کی حمد فرمائی۔ پھر فرمایا۔ ان لوگوں کا کیا حال ہے جو اس کام سے پرہیز کرتے ہیں۔ جسے میں کرتا ہوں۔ خدا کی قسم اللہ کی مرضی کو ان سے زیادہ جانتا ہوں۔ اور مجھے ان کی بہ نسبت خدا کا زیادہ ڈر ہے[۳]۔ (بخاری مسلم)

---

[۱] اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی کام بظاہر کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو اعتماد اس کی ظاہری شکل پر نہ ہوگا بلکہ ضرورت یہ ہے کہ سنت سے اس کا ثبوت ملے ورنہ بظاہر کتنا ہی خوبصورت کیوں نہ ہو اس کی اللہ کے نزدیک کوئی قیمت نہیں نماز۔ روزہ۔ تہجد کس قدر اچھے اعمال ہیں مگر ان میں غلو کر کے جب ان کو ایسی شکل دیدی گئی جو سنت میں ثابت نہیں تو انہیں رد کر دیا گیا۔ (راسم)

[۲] **مسنون امور میں افراط و تفریط گناہ کبیرہ ہے**:۔ اس کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ رَهط تین سے لیکر دس تک مردوں کے لیے بولا جاتا ہے۔ یہ تین آدمی حضرت علی۔ عثمان بن مظعون اور عبداللہ بن رواحہ تھے رضی اللہ عنہم۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب نیکی میں بھی افراط تفریط ہو جائے تو وہ بھی ناپسندیدہ ہے۔ اگر یہ عقیدہ ہو کہ میرا عمل راجح ہے اور سنت کا کام مرجوح ہے تو اس سے آدمی کافر ہو جاتا ہے اور اگر یہ عقیدہ نہ ہو تو کافر نہ ہوگا اسے تارک سنت کہیں گے۔

[۳] **جو کام آنحضرت کریں اس سے پرہیز کرنا گناہ ہے**:۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ آنحضرت نے جو کام کیا اور جسے بعض لوگوں نے تقویٰ کے خلاف سمجھا وہ سفر میں روزہ افطار کرنا اور روزہ میں بیوی کا بوسہ لینا تھا۔ جس کام کی آنحضرت نے رخصت دی

(باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴۰ - وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خُدَيْجٍ قَالَ قَدِمَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يُؤَبِّرُوْنَ النَّخْلَ فَقَالَ مَا تَصْنَعُوْنَ قَالُوْا كُنَّا نَصْنَعُهٗ قَالَ لَعَلَّكُمْ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوْا كَانَ خَيْرًا فَتَرَكُوْهُ فَنَقَصَتْ قَالَ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِّنْ اَمْرِ دِيْنِكُمْ فَخُذُوْا بِهٖ وَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِّنْ رَّاْيِيْ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۱ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ كَمَثَلِ رَجُلٍ اَتٰى قَوْمًا فَقَالَ يَا قَوْمِ اِنِّيْ رَاَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ وَاِنِّيْ اَنَا النَّذِيْرُ الْعُرْيَانُ فَالنَّجَاءَ

۱۴۰ - رافع بن خدیجؓ نے فرمایا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے - تو وہ لوگ کھجوروں کی تابیر (درخت کی تمام شاخوں کو کاٹ دینا) کرتے تھے - آنحضرت نے فرمایا تم لوگ کیا کرتے ہو - لوگوں نے جواب دیا - ہم ہمیشہ ایسا ہی کرتے ہیں فرمایا شائد تم ایسا نہ کرو تو تمہارے لیے بہتر ہو - لوگوں نے تابیر کرنا چھوڑ دیا - توان کا پھل کم ہوگیا - تو صحابہ نے آنحضرت سے اس کا ذکر کیا - آپ نے فرمایا میں انسان ہوں - جب میں تم کو کسی دین کی بات کا حکم کروں - تو اسے لے لو - اور جب میں تم کو اپنی رائے سے حکم کروں - تو صرف[۱] انسان ہوں[۲] - (مسلم)

۱۴۱ - ابوموسیٰؓ فرماتے ہیں - آنحضرتؐ نے فرمایا - اور اس چیز کی مثال جسے مجھے دیکر بھیجا گیا ہے ایسی ہے جیسے کوئی آدمی کسی قوم کے پاس آیا - اور کہا - اے قوم - میں نے ایک لشکر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے - اور میں کھلا نذیر ہوں - اس لیے تم بچ جاؤ - ایک گروہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہو اس سے پرہیز کرنا کبیرہ گناہ ہے اس لیے کہ وہ سمجھتا ہے کہ جو کام میں کر رہا ہوں اس میں آنحضرت کے عمل کی نسبت زیادہ تقوی ہے بعض نے اس کو کفر کہا ہے (فتح)

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[۱] اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت کی اطاعت صرف دینی امور میں واجب ہے دنیوی امور میں واجب نہیں ہے دنیوی امور اپنے عرف اور صوابدید کے مطابق فیصل ہونگے ایسے معاملات میں آنحضرت کے ارشادات کی حیثیت صرف مشورہ کی ہے اسکی پابندی ضروری نہیں - اور نہ ہی اسکا خلاف معصیت ہے - دنیا کے معاملات میں اگر آنحضرت کوئی صریح حکم دیدیں تو اس کی پابندی ضروری ہی ہوگی وہ اس اجازت سے مستثنیٰ ہوگا - اسم

[۲] دنیاوی علوم کا نہ ہونا علوشان کے منافی نہیں : - اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے - کھجوریں نر اور مادہ ہیں عربی لوگ نر کھجور کا گابھا مادہ کھجور پر ڈالتے آپ نے سوچا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ پیدا کرنا چاہے گا وہ ہو ہی جائے گا - اس عمل کی ضرورت نہیں - تجربہ نے بتایا کہ عالم اسباب میں اس کی تاثیر ہے - اس سے پتہ چلا کہ دنیوی امور میں نبی کے اجتہاد میں بھی غلطی کا امکان ہوتا ہے - اگر وحی سے آپ حکمًا کچھ نہ فرماتے تو صحابہ اس میں مشورہ بھی دیتے اور بعض دفعہ اختیار کی صورت میں انکار بھی کر لیتے - بدر میں جنگ کے میدان کے انتخاب میں حباب بن منذر نے آپ کی رائے کے خلاف مشورہ دیا اور آپ نے اس کو صحیح سمجھ کر قبول فرمالیا - حضرت بریرہ کو جب نکاح کا اختیار دیا گیا تو اس نے آپ کے مشورہ سے انکار کر دیا -

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النَّجَاءَ فَاَطَاعَهٗ طَائِفَةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ فَاَدْلَجُوْا فَانْطَلَقُوْا عَلٰى مَهْلِهِمْ فَنَجَوْا وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ فَاَصْبَحُوْا مَكَانَهُمْ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَاَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ اَطَاعَنِيْ فَاتَّبَعَ مَاجِئْتُ بِهٖ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِيْ وَكَذَّبَ مَاجِئْتُ بِهٖ مِنَ الْحَقِّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۲:۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِيْ كَمَثَلِ رَجُلٍ اِسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهَا جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِيْ تَقَعُ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيْهَا وَجَعَلَ يَحْجُزُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهٗ فَيَتَقَحَّمْنَ فِيْهَا فَاَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَاَنْتُمْ تَقَحَّمُوْنَ فِيْهَا هٰذِهٖ رِوَايَةُ الْبُخَارِيِّ وَلِمُسْلِمٍ نَحْوُهَا وَقَالَ فِيْ اٰخِرِهَا قَالَ فَذٰلِكَ مَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ اَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ هَلُمَّ عَنِ النَّارِ هَلُمَّ عَنِ النَّارِ فَتَغْلِبُوْنِيْ تَقَحَّمُوْنَ فِيْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

نے قوم میں سے اس کی بات قبول کرلی۔ اور منہ اندھیرے آرام سے چلے گئے۔ انہوں نے نجات پائی۔ ایک گروہ نے اسے جھٹلایا۔ وہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہے۔ صبح ہوئی لشکر نے حملہ کر دیا۔ ان کو ہلاک اور برباد کر دیا۔ یہ اس کی مثال ہے۔ جس نے میری بات مان لی۔ اور جو کچھ میں لایا ہوں۔ اس کی پیروی کی۔ اور اس کی مثال جس نے میری نافرمانی کی۔ اور جو کچھ میں لایا ہوں۔ اس کو جھٹلایا[1]۔ بخاری مسلم۔

۱۴۲۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا میری مثال ایسی ہے۔ جیسے کسی نے آگ جلائی۔ جب اس کا گرد و پیش روشن ہوگیا۔ تو پروانے اس میں گرنے شروع ہوئے۔ اور وہ آدمی انہیں روکنے لگا۔ اور وہ اس پر غالب ہونے لگے۔ اور بزور گرنے لگے۔ میں تمہیں کمر سے پکڑ کر آگ میں گرنے سے بچاتا ہوں۔ اور تم بزور اس میں گر رہے[2] ہو۔ (بخاری) مسلم میں بھی ہے اس کے آخر میں فرمایا۔ میری اور تمہاری مثال یہ ہے۔ کہ میں تمہیں کمر سے پکڑتا ہوں کہ آگ سے ہٹ جاؤ مگر تم بزور اس میں داخل ہوتے ہو۔ (بخاری مسلم)

---

[1] **دعوت نبوی کی ایک مثال**:۔ اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ ننگا ڈرانے والے کا مطلب یہ ہے کہ کھلا کھلا ڈرانے والا۔ عرب لوگ جب اپنی قوم کو کسی خوفناک لشکر یا دشمن سے خبردار کرنا چاہتے تھے تو اپنے کپڑے اتار کر ننگے ہو جاتے اور کپڑے ہلا ہلا کر قوم کو آگاہ کرتے جاتے چیختے جاتے۔ اس کے بعد یہ مثال بن گئی۔

[2] **دعوت نبوت کی دوسری مثال**:۔ اس حدیث کو امام احمد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ جس طرح آگ پر پتنگے گرتے ہیں اسی طرح دوزخ میں انسان گرنے لگے تو آنحضرت تشریف لائے۔ آپ نے لوگوں کو دوزخ سے بچایا مطلب یہ ہے کہ پوری کوشش کر کے ان کو بچانے کی فکر کر رہے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

١٤٣ - وَعَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللهُ بِهِ مِنَ الْهُدَى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ الْغَيْثِ الْكَثِيرِ أَصَابَ أَرْضًا فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَيِّبَةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ فَأَنْبَتَتِ الْكَلَأَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيرَ وَكَانَتْ مِنْهَا أَجَادِبُ أَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوا وَسَقَوْا وَزَرَعُوا وَأَصَابَ مِنْهَا طَائِفَةً أُخْرَى إِنَّمَا هِيَ قِيعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ كَلَأً فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِي دِينِ اللهِ وَنَفَعَهُ بِمَا بَعَثَنِي اللهُ بِهِ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذَلِكَ رَأْسًا وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللهِ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٤٤ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَلَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ وَقَرَأَ إِلَى وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَأَيْتِ وَعِنْدَ مُسْلِمٍ رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ

۱۴۳ - حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے جو ہدایت اور علم دیکر مبعوث فرمایا۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے بہت بڑی بارش زمین پر برسی۔ زمین کے بعض ٹکڑے بہت عمدہ تھے۔ اس نے پانی کو قبول کیا۔ اس سے بہت سی گھاس اور سبزیاں پیدا ہوئیں۔ اور بعض ٹکڑے سخت تھے۔ جن میں پانی جمع ہوگیا۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو فائدہ پہنچایا لوگوں نے پیا۔ کھیتی باڑی کی ایک دوسرے ٹکڑے کو بھی یہ بارش پہنچی۔ یہ چٹیل میدان تھا۔ نہ اس نے پانی روکا۔ نہ گھاس پیدا ہوئی یہ اس کی مثال ہے جس نے اللہ کے دین میں سمجھ پیدا کی اور اسے میری بعثت سے فائدہ پہنچا۔ اس نے سیکھا۔ اور سکھایا۔ اور اس کی مثال جس نے اس کی طرف سر اٹھا کر نہیں دیکھا۔ اور اس نے اللہ کی ہدایت کو قبول نہ کیا۔ جو مجھے دے کر بھیجا گیا۔[1]

(بخاری مسلم)

۱۴۴ - حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ آنحضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ الی أُولُوا الْأَلْبَابِ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب تو دیکھے۔ اور مسلم کی روایت میں ہے۔ جب تم دیکھو ان لوگوں کو جو متشابہات کی پیروی کرتے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں۔ جن کا نام اللہ نے (اہل زیغ)

[1] دوسروں کے کام آنے والے کی فضیلت۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے علماء کی بہت بڑی فضیلت ثابت ہوئی۔ عالم کی مثال ہے اچھی زمین کی جس نے بے شمار طرح کے پھل۔ درخت۔ میوے۔ ترکاریاں۔ سبزیاں اگا رکھی ہیں کہ لوگ اس سے ہر طرح کا فائدہ اٹھا رہے ہیں اور وہ خود بھی فوائد حاصل کر رہے ہیں۔ عالم بے عمل کی مثال نشیبی زمین کی ہے جس نے پانی روک لیا۔ لوگ آکر اس سے پانی پیتے ہیں۔ جانوروں کو پلاتے ہیں۔ یہ مثال ہے بے عمل عالم کی کہ وہ خود تو کوئی فائدہ حاصل نہیں کرتا لیکن دنیا اس سے فائدہ اٹھا رہی ہے لوگ مسائل دریافت کرتے ہیں۔ اور چٹیل میدان میں نہ کچھ اگتا ہے نہ اس میں پانی ٹھہرتا ہے یہ مثال ہے جاہل بے عمل کی۔ (مرقاۃ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَأُولٰئِكَ الَّذِينَ سَمَّاهُمُ اللّٰهُ فَاحْذَرُوهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۵۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ هَجَّرْتُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَسَمِعَ أَصْوَاتَ رَجُلَيْنِ اخْتَلَفَا فِي آيَةٍ فَخَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرَفُ فِي وَجْهِهِ الْغَضَبُ فَقَالَ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِاخْتِلَافِهِمْ فِي الْكِتٰبِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۶۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِينَ فِي الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُحَرَّمْ عَلَى النَّاسِ فَحُرِّمَ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

رکھا ہے۔ان سے بچو[1]۔ بخاری مسلم۔

۱۴۵۔ عبداللہ بن عمر نے فرمایا۔ میں ایک دن صبح سویرے آنحضرت کے پاس گیا۔ آپ نے دو آدمیوں کی آواز سُنی۔ وہ ایک آیت میں جھگڑ رہے تھے۔ آنحضرت ہمارے پاس آئے۔ اور آپ کے چہرہ مبارک پر غصے کے آثار تھے۔ آپ نے فرمایا۔ تم سے پہلے لوگ اسی سے ہلاک ہوئے۔ کہ اللہ کی کتاب میں اختلاف کرتے تھے[2]۔ مسلم۔

۱۴۶۔ سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ مسلمانوں میں وہ آدمی سب سے زیادہ مجرم ہے۔ جس کے سوال کی وجہ سے کوئی حلال چیز حرام ہو گئی[3]۔ بخاری مسلم۔

---

[1] **کجرو لوگوں سے بچنا چاہیئے :۔** اس حدیث کو امام احمد، ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے قرآن مجید کی آیتیں دو قسم کی ہیں مُحکم اور مُتشابہ ان کی تعریف میں مختلف اقوال ہیں اور صحیح یہ ہے کہ محکم آیت وہ ہے جس کے الفاظ کے معانی مختلف اور متعدد نہ ہوں یعنی اس کے معنی واضح ہوں اور اس کی اپنے مفہوم پر دلالت ظاہر ہو خواہ بذات خود یا باعتبار دوسرے قرائن سے اور متشابہ وہ ہے جو اس کے خلاف ہو۔ پھر بعض نے متشابہ صرف حروف مقطعات کو گنا ہے باقی آیات کو محکم کہا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ اور بھی بعض آیات متشابہ ہیں۔ متشابہ آیتوں کی پیروی کرنے والوں کا نام اللہ تعالیٰ نے "کجرو" رکھا ہے حدیث سے ایسے کجرو لوگوں کی مجالست اور مخالطت ناجائز ثابت ہوئی۔ (رحمۃ۔ ابن کثیر)

[2] **اسلام میں صرف تعمیری اختلاف ہے :۔** اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ ممنوع اختلاف وہ ہے جو شک میں ڈالے اور اگر اظہار حق کے لیے اختلاف ہو تو اس کی ممانعت نہیں ہے وہ تو صحابہ کرام میں بھی تھا اور ائمہ ہدیٰ میں بھی اور آج تک یہ اختلاف چلتا ہی آیا ہے۔

[3] **الجھانے والے سوالات کرنے منع ہیں :۔** اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ ممنوع سوال وہ ہے کہ محض تکلف اور سرکشی کے لیے سوال کیا جائے جیسے کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے گائے کے متعلق پے درپے سوالات (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴۷:- وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ یَاْتُوْنَکُمْ مِّنَ الْاَحَادِیْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاهُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۸:- وَعَنْهُ قَالَ کَانَ اَهْلُ الْکِتَابِ یَقْرَءُوْنَ التَّوْرٰةَ بِالْعِبْرَانِیَّةِ وَیُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِیَّةِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوْا اَهْلَ الْکِتَابِ وَلَا تُکَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَیْنَا اَلْاٰیَةَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۴۹:- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَفٰی بِالْمَرْءِ کَذِبًا اَنْ یُّحَدِّثَ

۱۴۷- حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ آخر زمانہ میں جھوٹے دجال ہوں گے۔ وہ تم سے ایسی حدیثیں بیان کریں گے۔ جو نہ تم نے سنی نہ تمہارے بزرگوں نے تم ان سے بچو۔ وہ تمہیں گمراہ نہ کر سکیں[1]۔ مسلم۔

۱۴۸- حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ کہ اہل کتاب تورات کو عبرانی زبان میں پڑھتے۔ اور مسلمانوں کے لیے اسکی تفسیر عربی میں کرتے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اہل کتاب کو نہ سچا کہو۔ نہ جھوٹا۔ اور کہو ہم اللہ پر ایمان لائے۔ اور جو چیز ہم پر اتاری گئی[2]۔ بخاری۔

۱۴۹- ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات بیان کرنا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کیے تھے۔ اگر کوئی کسی ضرورت کے مطابق یا واقع شدہ صورت کے متعلق وضاحت کے لیے مسئلہ پوچھے تو وہ منع نہیں ہے بلکہ اس کو اجر ملے گا کہ لوگوں کو اس کے سبب سے ایک مسئلہ کا علم ہو گیا۔ (رحمۃ۔ تیسیر) (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **رسول اللہ پر افترا کو جائز سمجھنا کفر ہے:-** اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح کے مقدمہ میں اور امام احمد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے کے بیان میں اس کو بیان کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جانتے ہوئے جھوٹ بولنا خواہ بیداری کے متعلق ہو یا خواب کے متعلق ہو بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے۔ یہاں تک کہ بعض علماء نے ایسے آدمی کے کفر کا فتویٰ بھی دیا ہے۔ لیکن جمہور اس کو فاسق کہتے ہیں کافر نہیں کہتے۔ ہاں اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے کو جائز اور حلال جانے تو بالاتفاق سب کے نزدیک کافر ہے۔ (فتح الباری)

[2] **اہل کتاب کی تصدیق و تکذیب نہ کرو:-** اس باب میں احمد۔ ابن ابی شیبہ اور بزار نے بھی حضرت جابر سے حدیث بیان کی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے اپنی طرف سے تورات انجیل میں کافی تبدیلی کر دی ہے۔ ممکن ہے کہ وہ جو کچھ بیان کر رہے ہیں وہ ان کی اپنی تحریف کا حصہ ہو اس لیے ان کو سچا نہ جانو اور تورات چونکہ اصل کتاب ہے ممکن ہے وہ بات صحیح ہی ہو اس لیے ان کو جھوٹا بھی نہ کہو البتہ اخبار مصدقہ اور اخبار امم سابقہ کے متعلق سوال کرنا منع نہیں ہے منع وہ سوال ہے جس میں کوئی نفع نہ ہو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِکُلِّ مَا سَمِعَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۰:۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَّبِیٍّ بَعَثَہُ اللّٰہُ فِیْ اُمَّتِہٖ قَبْلِیْ اِلَّا کَانَ لَہٗ فِیْ اُمَّتِہٖ حَوَارِیُّوْنَ وَاَصْحَابٌ یَّاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِہٖ وَیَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِہٖ ثُمَّ اِنَّھَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِھِمْ خُلُوْفٌ یَّقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ وَیَفْعَلُوْنَ مَا لَا یُؤْمَرُوْنَ فَمَنْ جَاھَدَھُمْ بِیَدِہٖ فَھُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاھَدَھُمْ بِلِسَانِہٖ فَھُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاھَدَھُمْ بِقَلْبِہٖ فَھُوَ مُؤْمِنٌ وَلَیْسَ وَرَاءَ ذٰلِکَ مِنَ الْاِیْمَانِ حَبَّۃُ خَرْدَلٍ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۱:۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ دَعَا اِلٰی ھُدًی کَانَ لَہٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَہٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْئًا وَمَنْ دَعَا اِلٰی ضَلَالَۃٍ کَانَ عَلَیْہِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَہٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ اٰثَامِھِمْ

شروع کر دے[۱] (مسلم)

۱۵۰- عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ہر نبی کی امت میں حواری ہوتے ہیں۔ اور اس کے ساتھی جو اس کی سنت کو لیتے ہیں۔ اور اس کے حکموں کی اقتداء کرتے ہیں۔ ان کے بعد ایسے لوگ ہوں گے۔ جو کہتے ہیں۔ کرتے نہیں اور جو کرتے ہیں اس کا ان کو حکم نہیں کیا گیا۔ جو ان کے ساتھ ہاتھ سے جہاد کرے۔ وہ بھی مومن ہے۔ جو زبان سے جہاد کرے۔ وہ بھی مومن ہے اور جو دل سے جہاد کرے۔ وہ بھی مومن ہے۔ اس کے سوا ذرہ برابر کسی کا ایمان نہیں[۲]۔ مسلم

۱۵۱- ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص ہدایت دے۔ اس کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا۔ جس قدر اجر اس کی پیروی کرنے والے کو ملے گا۔ ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ جو شخص گمراہی کی دعوت دے اس کو اسی قدر گناہ ہوگا۔ جس قدر گناہ اس

---

[۱] بات کرنے میں احتیاط کرنا چاہئے:۔ اس حدیث کو حاکم اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ آدمی عادتاً سچ اور جھوٹ سب کچھ ہی سنتا رہتا ہے اگر سب کو بیان کرے تو اس میں کئی جھوٹی باتوں کی روایت کر جائے گا۔ اس لیے تحقیق کے بغیر کسی بات کی روایت نہیں کرنی چاہئے۔

[۲] اعلیٰ ایمان کی علامت:۔ ایمان کا سب سے اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ برائی کو اپنے زور اور طاقت سے ختم کر دے اور مصلحت اندیشی کا بالکل خیال نہ کرے۔ حقیقت میں اسلام انہی لوگوں کی مساعی جمیلہ سے پھیلا ہے اور عام درجہ یہ ہے کہ نہی عن المنکر اور امر بالمعروف کرے اور سب سے کمزور ایمان یہ ہے کہ ہاتھ اور زبان سے کچھ بھی نہ کرے لیکن دل میں نیکی کی محبت اور برائی کی نفرت موجود ہو اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے اور اگر یہ احساس بھی نہ ہو تو سمجھو کہ دل مر چکا ہے۔ ایمان بالکل ختم ہو چکا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَيْئًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۲:۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَءَ الْاِسْلَامُ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ كَمَا بَدَأَ فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۳:۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاِيْمَانَ لَيَأْرِزُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ اِلٰى جُحْرِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ذَرُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ فِيْ كِتَابِ الْمَنَاسِكِ وَحَدِيْثَيْ مُعَاوِيَةَ وَجَابِرٍ لَا يَزَالُ مِنْ اُمَّتِيْ وَلَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِيْ فِيْ بَابِ ثَوَابِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

کی پیروی کرنے والے کو ملے گا۔ اس سے ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔[1] (مسلم)

۱۵۲۔ اور انہی سے روایت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اسلام ابتدا میں بے پہچان تھا[2]۔ اور عنقریب اسی طرف لوٹے گا بے پہچان لوگوں کے لیے خوشی ہے۔ کہ اسلام ابتدا میں اور انتہا میں ان کا مرہون احسان ہے[3]۔ (مسلم)

۱۵۳۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ایمان مدینہ کی طرف اس طرح سکڑ کر چلا جائیگا۔ جیسے سانپ سکڑ کر اپنی سوراخ میں جاتا ہے[4]۔ متفق علیہ۔ عنقریب ابوہریرہ کی حدیث ذرونی ما ترکتکم کا ذکر کتاب المناسک میں آئے گا۔ اور معاویہؓ اور جابرؓ کی دو حدیثیں لا یزال من امتی اور لا یزال طائفۃ من امتی باب ثواب ہذا الامۃ میں مذکور ہوں گی۔ انشاء اللہ۔

---

[1] **نیکی پھیلانے کا ثواب**:۔ اس حدیث کو احمد، ابوداؤد، ترمذی۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نیکی کی ترغیب دینے والے کو بھی نیکی کرنے والے کے برابر اجر ملے گا۔ نیکی کرنے والے کے اجر میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ اس کو عمل کرنے کا ثواب ملے گا اور ترغیب دینے والے کو ترغیب دینے کا۔ بہر حال حدیث میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ترغیب دی گئی ہے۔

[2] غربت سے مراد سفر اور ہجرت ہے ابتداء اسلام میں بھی مسلمانوں کو ہجرت کی ضرورت پڑی اور مہاجر ہی اسلام کی سربلندی کا موجب ہوئے آخر زمانے میں بھی مصائب اور تکالیف کی وجہ سے ہجرت کی ضرورت محسوس ہوگی اور ان قربانیوں ہی سے اسلام سربلند ہوگا اس لیے غرباء کے لیے خوشی ہے کہ اول اور آخر انہوں نے اسلام کی خدمت کی اور اسے سہارا دیا۔ (اسم)

[3] **اسلام کو غرباء سے زیادہ فائدہ پہنچا**:۔ اس حدیث کو ابن ماجہ، ترمذی اور طبرانی نے بھی روایت کیا۔ ابن ماجہ نے انس اور طبرانی نے کبیر میں سلمان اور سہل بن سعد اور ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ابتداء میں مسلمان غریب بھی تھے اور تھوڑے بھی اور آخر میں بھی یہی حال ہو جائے گا۔ سو وہ لوگ مبارک ہیں جو ایسے حالات میں بھی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر قائم رہیں گے ۱۲

[4] حدیث میں پیشگوئی ہے کہ آخر زمانہ میں جب دنیا شر و فساد اور بے دینی و فسق و فجور سے بھر جائے گی۔ سرزمین حجاز میں اسلام (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّانِي

۱۵۴:۔ عَنْ رَبِيْعَةَ الْجُرَشِيِّ قَالَ أُتِيَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيْلَ لَهٗ لِتَنَمْ عَيْنُكَ وَلْتَسْمَعْ أُذُنُكَ وَيَعْقِلْ قَلْبُكَ قَالَ فَنَامَتْ عَيْنَايَ وَسَمِعَتْ أُذُنَايَ وَعَقَلَ قَلْبِي قَالَ فَقِيْلَ لِي سَيِّدٌ بَنٰى دَارًا فَصَنَعَ فِيْهَا مَأْدُبَةً وَأَرْسَلَ دَاعِيًا فَمَنْ أَجَابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ وَأَكَلَ مِنَ الْمَأْدُبَةِ وَرَضِيَ عَنْهُ السَّيِّدُ وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ وَسَخِطَ عَلَيْهِ السَّيِّدُ قَالَ فَاللّٰهُ سَيِّدٌ وَمُحَمَّدٌ الدَّاعِي وَالدَّارُ

دوسری فصل

۱۵۴۔ ربیعہ جرشی رضؓ سے مروی ہے۔ کہ ایک آنے والا آپ کے پاس آیا اور کہا آپ کی آنکھیں سو جائیں۔ اور آپ کے کان سنتے رہیں۔ اور دل سمجھتا رہے۔ آپ نے فرمایا۔ میری آنکھیں سو گئیں۔ کان سنتے رہے۔ اور دل سمجھنے لگا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ مجھے کہا گیا کہ کسی آقا نے مکان بنایا۔ اور اس میں دعوت کی۔ اور ایک بلانے والا بھیجا۔ جس نے داعی کی بات مان لی۔ وہ مکان میں داخل ہوا۔ اور دعوت سے کھایا اور آقا اس سے خوش ہوگیا۔ اور جس نے داعی کی بات قبول نہ کی۔ نہ وہ مکان میں داخل ہوا۔ نہ ہی اسے کھانا ملا۔ اور آقا اس پر ناراض ہوا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ آقا تو اللہ تعالیٰ ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کے آثار نمایاں ہوں گے۔ سکڑنے سے معلوم ہوتا ہے کسی وقت اس زمین میں بھی شرک وفسق وفجور کفر ونفاق کا دور دورہ ہوگا جیسے آج سے چند سال قبل سرزمین حجاز میں شرک اور بدعت ایسی لعنتیں حجاز میں موجود تھیں آل سعود کے ورود کی وجہ سے شرک کے معابد میں بہت زیادہ کمی ہوئی۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دے کہ کم از کم سرزمین حجاز کو ایک نمونے کا خطہ بنائیں جہاں سے صحیح اور خالص اسلام کی طرف راہنمائی ہو سکے۔ (راسم)

۵۵ مدینۃ الرسول فتنہ سے محفوظ رہے گا :۔ اس حدیث کو احمد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ سانپ کے دشمن بہت ہوتے ہیں وہ نہایت تیز دوڑتا ہے اور بہت سمٹ کر بل میں گھس جاتا ہے اور بل سے اس کا نکالنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کے اس زمانہ میں دشمن بہت ہوں گے۔ وہ مدینہ منورہ کی طرف بھاگیں گے جیسے کہ ابتدا میں مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی اور مدینہ چونکہ دجال وغیرہ کے شر سے بھی محفوظ ہوگا اس لیے مسلمانوں کو یہاں سے نکالنے والی کوئی طاقت نہ ہوگی۔ اس میں اشارہ ہے کہ کچھ لوگ قیامت کے قریب بھی دین حق پر قائم رہیں گے۔

۵۶ یعنی مصابیح والے نے ان حدیثوں کو یہاں ذکر کیا ہے اور ہم ان کو وہاں ذکر کریں گے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْاِسْلَامُ وَالْمَأْدُبَةُ الْجَنَّةُ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

۱۵۵:۔ وَعَنْ رَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ مُتَّكِئًا عَلٰى اَرِيْكَتِهٖ يَاْتِيْهِ الْاَمْرُ مِنْ اَمْرِيْ مِمَّا اَمَرْتُ بِهٖ اَوْنَهَيْتُ عَنْهُ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ مَا وَجَدْنَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ اتَّبَعْنَاهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ۔

کے داعی ہیں۔ اور اسلام مکان ہے۔ اور جنت دعوت ہے[1]۔ (دارمی)

۱۵۵۔ ابورافعؓ سے مروی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ نہ پاؤں میں تم سے کسی آدمی کو اپنی چارپائی پر ٹیک لگائے ہوئے۔ اس کے پاس میرے احکام سے کوئی حکم آئے۔ جس کا میں نے حکم دیا ہو۔ یا اس سے روکا ہو۔ اور وہ کہدے میں نہیں جانتا۔ ہم جو قرآن میں پائیں گے۔ اس کی اتباع[2] کریں گے[3]۔ (احمد۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ دلائل النبوت بیہقی)

---

[1] اس حدیث کو طبرانی۔ ابن جریر اور حاکم نے بھی روایت کیا اور حدیث کا مطلب پہلی فصل میں گذر چکا ہے۔

[2] **منکرین حدیث کے متعلق پیشگوئی**:۔ ترمذی احمد اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔ بعض نے اس حدیث کو سفیان عن ابن المنکدر عن رسول اللہ سے روایت کیا۔ نمبر ۱۵۶ اور ۱۵۷ میں بھی یہی مضمون مشترکہ طور پر بیان کیا گیا ہے۔ کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ دین کی پوری تعلیم حاصل کرنے سے سستی کریں گے اور حدیث سے روگردانی کریں گے اور کہیں گے کہ جو قرآن مجید میں ہے وہی صحیح ہے۔ انکی پہچان میں دو چیزیں بیان فرمائیں ایک تو یہ لوگ شکم سیر ہوں گے یعنی دولتمند۔ حدیث سے گریز زیادہ تر امیر لوگ کریں گے۔ کیونکہ حدیث قرآن کے احکام کی تعیین کرتی ہے اور مقید اور پابند بناتی ہے اس لیے وہ دین سے آزاد ہونے کے لیے سب سے پہلے حدیث سے انکار کریں گے تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ دوسری صفت تکیہ لگانے کی فرمائی ہے۔ اس کا مصداق بھی زیادہ تر امیر لوگ ہی ہوتے ہیں۔ لیکن اس میں اس خاص شخص کی طرف بھی اشارہ ہے جس نے ابتدا میں انکار حدیث کی تحریک چلائی یہ عبداللہ چکڑالوی تھا۔ پہلے حدیث کی حجیت کا قائل تھا۔ بعد میں منکر ہو کر حدیث کے خلاف تحریک چلائی۔ یہ شخص لاہور میں رہتا تھا۔ چٹو ٹپو بلی نے اپنا اصطبل اس کو دیا اسی اصطبل میں یہ تحریک چلی۔ عبداللہ چونکہ کبڑا تھا تکیے کے سہارے کے بغیر بیٹھ نہیں سکتا تھا۔ یہ حدیثیں پیشگوئیاں ہیں انہی احادیث سے حدیث کی حجت ثابت ہوجاتی ہے اگر حدیث وحی نہ ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کیسے معلوم ہو جاتا کہ آخر زمانہ میں ایک ایسا شخص تحریک انکار حدیث شروع کریگا قرآن اور حدیث میں فرق صرف یہ ہے کہ قرآن وحی جلی ہے اور حدیث وحی خفی اور خود قرآن پاک نے حدیث کی حجیت کو ان الفاظ میں تسلیم کیا ہے وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔

[3] چارپائی پر ٹیک لگانے سے مراد تکبر اور سستی ہے یعنی متکبر اور کم کوش لوگ حدیث پر محنت کریں گے اور اسے ضبط نہیں کریں گے اور محنت کی بجائے انکار کردیں گے۔ ہمارے ملک میں انکار حدیث کی بدعت مولوی عبداللہ چکڑالوی نے پیدا کی۔ وہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۵۶:- وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ أَلَا يُوشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلَى أَرِيكَتِهِ يَقُولُ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ فَمَا وَجَدْتُّمْ فِيهِ مِنْ حَلَالٍ فَأَحِلُّوهُ وَمَا وَجَدْتُّمْ فِيهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوهُ وَإِنَّمَا حَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا حَرَّمَ اللّٰهُ أَلَا لَا يَحِلُّ لَكُمُ الْحِمَارُ الْأَهْلِيُّ وَلَا كُلُّ ذِي نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَلَا لُقَطَةُ مُعَاهِدٍ إِلَّا أَنْ يَسْتَغْنِيَ عَنْهَا صَاحِبُهَا وَمَنْ نَزَلَ بِقَوْمٍ فَعَلَيْهِمْ أَنْ يَقْرُوهُ فَإِنْ لَمْ يَقْرُوهُ فَلَهُ أَنْ يُعْقِبَهُمْ بِمِثْلِ قِرَاهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَى الدَّارِمِيُّ نَحْوَهُ وَكَذَا ابْنُ مَاجَةَ إِلَى قَوْلِهِ كَمَا حَرَّمَ اللّٰهُ۔

۱۵۷:- وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيَحْسَبُ أَحَدُكُمْ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيكَتِهِ يَظُنُّ أَنَّ اللّٰهَ لَمْ يُحَرِّمْ شَيْئًا إِلَّا مَا فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ أَلَا

۱۵۶- مقدام بن معدی کرب فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ہوشیار رہو۔ مجھے قرآن بھی دیا گیا ہے۔ اور اسکی مثل اس کے ساتھ اور عنقریب ایک آدمی سیر ہو کر اپنی چارپائی پر ٹیک لگائے ہوئے کہے گا۔ قرآن کو مضبوط پکڑو اس میں جو حلال ہو۔ اسے حلال سمجھو جو حرام ہو۔ اسے حرام سمجھو۔ آنحضرت نے جو کچھ حرام فرمایا۔ وہ اللہ کے حرام ہی کی طرح ہے۔ خبردار گھریلو گدھے اور کچلیاں رکھنے والے درندے حلال نہیں ہیں۔ اور معاہد کی گری ہوئی چیز (بشرطیکہ معمولی نہ ہو) حلال نہیں۔ جو شخص کسی قوم کے پاس جائے ان پر اس کی دعوت کرنا ضروری ہے۔ اگر دعوت نہ کرے۔ تو اسے حق ہے۔ کہ بقدر دعوت ان سے وصول کرے (ابوداؤد۔ دارمی۔ ابن ماجہ "کما حرم" تک)

۱۵۷- عرباض بن ساریہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے (خطبہ میں) کھڑے ہو کر فرمایا۔ کیا تم میں سے کوئی آدمی یہ خیال کر سکتا ہے کہ اللہ نے اس قرآن کے علاوہ کوئی چیز حرام نہیں فرمائی۔ خبردار رہو۔ میں نے حکم کیا۔ نصیحت کی۔ بعض چیزوں سے روکا۔ وہ قرآن ہی کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اپاہج تھا اس کی ٹانگیں خراب تھیں چل پھر نہیں سکتا تھا۔ آنحضرت نے معلوم ہوتا ہے پیشگوئی میں اس کی شکل اور حلیہ بتا دیا واقعی وہ ظالم اسی حلیہ کا تھا اس کے بعد جو لوگ انکار حدیث کی تحریک کو چلا رہے ہیں وہ سب عموماً جاہل اور متکبر ہیں کسی نے بھی حدیث کو فن کے طور پر حاصل نہیں کیا۔ (اسم)

(حاشیہ صفحہ ہذا)

لہ امام ابوداؤد ضعیف حدیث پر خاموش نہیں رہتے:۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے ابوداؤد نے اس پر سکوت کیا ہے اور وہ اسی حدیث پر سکوت کرتے ہیں جو احتجاج کے قابل ہو امام احمد نے اسکو حسن اور بیل نے صحیح کہا ہے۔ حاکم نے اس کو مختصر بیان کیا ہے۔

سلہ قرآن کے علاوہ حدیث سے بھی محرمات ثابت ہیں:۔ اس حدیث کو بیہقی، احمد اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث میں اور اوپر کی حدیث میں چند احکام ایسے ذکر کیے ہیں جو قرآن مجید میں نہیں ہیں اور یہ اس چیز کی مثال ہیں ذکر کیے ہیں (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ قَدْ اَمَرْتُ وَوَعَظْتُ وَنَھَیْتُ عَنْ اَشْیَاءَ اِنَّھَا لَمِثْلُ الْقُرْاٰنِ اَوْ اَکْثَرُ وَاِنَّ اللّٰہَ لَمْ یُحِلَّ لَکُمْ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ اَھْلِ الْکِتَابِ اِلَّا بِاِذْنٍ وَّلَا ضَرْبَ نِسَائِھِمْ وَلَا اَکْلَ ثِمَارِھِمْ اِذَا اَعْطَوْکُمُ الَّذِیْ عَلَیْھِمْ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَفِیْ اِسْنَادِہٖ اَشْعَثُ بْنُ شُعْبَۃَ الْمِصِّیْصِیُّ قَدْ تُکُلِّمَ فِیْہِ۔

۱۵۸ - وَعَنْہُ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْھِہٖ فَوَعَظَنَا مَوْعِظَۃً بَلِیْغَۃً ذَرَفَتْ مِنْھَا الْعُیُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنْھَا الْقُلُوْبُ فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَاَنَّ ھٰذِہٖ مَوْعِظَۃُ مُوَدِّعٍ فَاَوْصِنَا فَقَالَ اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ وَاِنْ کَانَ عَبْدًا حَبَشِیًّا فَاِنَّہٗ مَنْ یَّعِشْ مِنْکُمْ بَعْدِیْ فَسَیَرٰی اخْتِلَافًا کَثِیْرًا فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ تَمَسَّکُوْا بِھَا وَعَضُّوْا عَلَیْھَا بِالنَّوَاجِذِ وَاِیَّاکُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ کُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَّکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ رَوَاہُ اَحْمَدُ

طرح ہے۔ بلکہ اس سے کس قدر زیادہ اور اللہ نے اہل کتاب کے گھروں میں (بلا اجازت) داخل ہونے کی تمہیں اجازت نہیں دی نہ ان کی عورتوں کو مارنا درست ہے۔ نہ ان کے پھلوں کو لینا جب تک تم کو وہ جزیہ ادا کرتے رہیں۔ جو ان کے ذمہ ہے (ابوداؤد) اس کی سند میں اشعث بن شعبہ مصیصی ضعیف ہے۔

۱۵۸۔ عرباض بن ساریہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے ہمیں ایک دن نماز پڑھائی۔ اور ہماری طرف توجہ فرما کر عجیب وعظ فرمایا۔ جس سے آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ دل ڈر گئے۔ ایک آدمی نے کہا آج کا وعظ تو وداعی وعظ معلوم ہوتا ہے۔ آپ ہمیں اور وصیت فرماویں فرمایا۔ میں تمہیں اللہ کے ڈر کی وصیت کرتا ہوں۔ اور تمہارا امیر حبشی غلام بھی ہو تو اس کی بات سنو۔ اور اس کی اطاعت کرو۔ جو تم سے زندہ رہے گا۔ وہ بہت سے اختلاف دیکھے گا۔ تم میرے اور خلفائے راشدین کے طریق کے پابند رہو۔ جو ہدایت پر ہیں۔ اسے مضبوط پکڑو۔ اور دانتوں سے اسے تھامے رکھو۔ اور نئے کاموں سے بچو۔ دین میں ہر نیا کام بدعت ہے۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے[1]۔ (احمد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کہ مجھ کو قرآن بھی دیا گیا ہے اور اس کے مثل اور بھی احکام دیئے گئے ہیں۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **کیا خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرنا واجب ہے:** ۔ اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ خلفائے راشدین کی سنت اگر قرآن مجید کی کسی آیت یا حدیث صحیح کے مخالف نہ ہو تو اس پر عمل کرنا واجب ہے اور اگر اس کے خلاف ثابت ہو جائے تو اس کو ترک کر دیا جائے گا۔ مثلاً حضرت عمرؓ نے حج تمتع سے انکار کیا اور حدیث سے ثابت ہے تو حضرت عمرؓ کے اس قول کو ترک کر دیا جائے گا۔ بدعت کے لغوی معنی ہیں "نئی چیز" لیکن اصطلاح شریعت میں بدعت وہ کام ہے جس کا اصل جلی یا خفی قرآن و حدیث اور اجماع صحابہ میں نہ ہو اور ایسی ہر بدعت گمراہی ہے اور حضرت عمرؓ کا تراویح کی نماز کو بدعت حسنہ کہنا یہ شرعی بدعت نہیں ہے کیونکہ اس کا اصل حدیث شریف میں موجود ہے۔ آپ نے یہاں بدعت کا لفظ لغوی طور پر استعمال فرمایا یعنی اچھی جدت ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ اِلَّا اَنَّھُمَا لَمْ یَذْکُرَا الصَّلٰوۃَ۔

۱۵۹۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطًّا ثُمَّ قَالَ ھٰذَا سَبِیْلُ اللّٰہِ ثُمَّ خَطَّ خُطُوْطًا عَنْ یَّمِیْنِہٖ وَعَنْ شِمَالِہٖ وَقَالَ ھٰذِہٖ سُبُلٌ عَلٰی کُلِّ سَبِیْلٍ مِّنْھَا شَیْطَانٌ یَّدْعُوْا اِلَیْہِ وَقَرَأَ وَاِنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ الْاٰیَۃَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ۔

ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ) دونوں نے حدیث میں نماز کا ذکر نہیں کیا۔

۱۵۹۔ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ایک خط کھینچا۔ اور فرمایا یہ اللہ کی راہ ہے۔ پھر اس کے دائیں اور بائیں طرف اور خط کھینچے۔ اور فرمایا۔ یہ اور راہیں ہیں۔ ان میں ہر ایک راستہ[1] پر شیطان اس کی طرف بلاتا ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی اِنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ (یہ میری سیدھی راہ ہے۔ اس کی اطاعت کرو[2]) احمد۔ نسائی۔ دارمی۔

---

[1] بعض احادیث میں چار خطوط کا ذکر ہے (ابن ماجہ) دین کے دو حصے ہیں عقاید اور اعمال۔ بعض علماء نے ان خطوط سے مراد وہی اختلاف لیا ہے جو عقائد میں ظاہر ہوا۔ ان فرقوں کی تعداد تہتر تک انہوں نے ذکر فرمائی۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ الطالبین میں ان کا ذکر فرمایا ہے۔ امام شاطبی کی اعتصام اور غزالی کی فیصلۃ التفرقہ کے حواشی میں بھی ان گروہوں کا ذکر آیا ہے اور بعض کا خیال ہے کہ تفرق بدعملی کی وجہ سے ہے۔ ان کے نزدیک تمام معاصی اور فسق و فجور ان خطوط سے تعبیر ہیں اور عدد معین نہیں بلکہ اس سے مراد کثرت ہے۔ (اسم)

[2] **کیا اسلام میں اختلاف کی گنجائش ہے؟** اس حدیث کو امام حاکم نے اپنی مستدرک میں اور عبد بن حمید۔ بزار۔ ابن المنذر۔ ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے بھی روایت کیا ہے۔ آپ نے ایک خط تو سیدھا کھینچا اور ٹیڑھے خطوط کی تعداد مختلف احادیث میں مختلف آئی ہے اور ممکن ہے کہ آپ نے مختلف موقعوں پر لکیریں کم و بیش کھینچی ہوں بعض میں چار کی تعداد ہے تو اس صورت میں یہ اس طرف اشارہ ہو گا کہ دین کے دو حصے ہیں عقیدہ اور عمل اور پھر ہر ایک میں دو قسم کی گمراہیاں ہیں افراط اور تفریط تو یہ چار قسم کی گمراہیاں ہو گئیں اور بعض احادیث میں ان خطوط کی تعداد سات آئی ہے کہ سات خطوط دائیں طرف کھینچے اور سات بائیں طرف۔ سیدھا خط تو خدا تعالیٰ کا رستہ ہے اور ٹیڑھے خط شیطانی راستے ہیں۔ ہر فرقہ اپنی جگہ یہی سمجھتا ہے کہ ہم سیدھے راستے پر ہیں اور باقی گمراہ ہیں لہٰذا اس کی وضاحت ایک اور حدیث میں کر دی گئی کہ یہ راستہ وہ ہے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں اور اب یہ پتہ کرنا ہے کہ آنحضرت اور صحابہ کی راہ کون سی راہ تھی۔ وہ یہ تھی کہ وحی جلی یعنی قرآن مجید کو سب سے مقدم سمجھا جائے اس کے بعد وحی خفی کو یعنی حدیث شریف کو اور اس کے بعد صحابہ کے اجماع کو اور اس کے بعد اجتہاد و قیاس کو۔ جیسا کہ اس کی وضاحت حضرت معاذ کی حدیث میں کی گئی ہے آنحضرت جب حضرت معاذ کو گورنر بنا کر یمن روانہ کرنے لگے تو ان سے پوچھا فیصلے کس طرح کرو گے تو حضرت معاذ نے عرض کیا اللہ کی کتاب کے مطابق تو آپ نے

(باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۶۰:۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِہٖ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ وَقَالَ النَّوَوِیُّ فِیْ اَرْبَعِیْنِہٖ ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ رَوَیْنَاہُ فِیْ کِتَابِ الْحُجَّۃِ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

۱۶۱:۔ وَعَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْیٰی سُنَّۃً مِّنْ سُنَّتِیْ قَدْ اُمِیْتَتْ بَعْدِیْ فَاِنَّ لَہٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ اُجُوْرِ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْئًا وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَۃَ ضَلَالَۃٍ لَا یَرْضَاھَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ کَانَ عَلَیْہِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ عَمِلَ بِھَا لَا یَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ اَوْزَارِھِمْ شَیْئًا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ عَنْ کَثِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ۔

۱۶۲:۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الدِّیْنَ لَیَاْرِزُ اِلَی الْحِجَازِ کَمَا تَاْرِزُ الْحَیَّۃُ اِلٰی جُحْرِھَا وَلَیَعْقِلَنَّ الدِّیْنُ مِنَ الْحِجَازِ مَعْقِلَ الْاُرْوِیَّۃِ

۱۶۰۔ عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی آدمی مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک اسکی خواہش میری وحی کے تابع نہ ہو۔ (شرح السنہ امام نووی اربعین میں فرماتے ہیں۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ ہم نے اسے کتاب الحجت میں صحیح سند سے ذکر کیا ہے [۱]

۱۶۱۔ بلال بن حارث مزنی فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص میری کسی سنت کو زندہ کرے۔ جسے میرے بعد مٹا دیا گیا اسے اتنا اجر ملے گا۔ جس قدر اس پر تمام عمل کرنے والوں کو ملے گا۔ اور ان کے اجروں میں کوئی کمی نہیں کی جائیگی۔ اور جو شخص دین میں کوئی نئی بدعت و گمراہی ایجاد کرے۔ جسے اللہ اور رسول پسند نہیں فرماتے۔ اسے اتنا گناہ ہوگا۔ جس قدر اس پر تمام عمل کرنے والوں کو ہوگا۔ اور اس میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ ترمذی۔ ابن ماجہ کثیر بن عبداللہ بن عمر سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے [۲]۔

۱۶۲۔ عمرو بن عوف فرماتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا۔ دین حجاز کی طرف اس طرح سکڑ جائیگا جس طرح سانپ اپنے سوراخ کی طرف سکڑتا ہے۔ دین حجاز میں اس طرح سکونت اختیار کرے گا جس طرح پہاڑی بکرا پہاڑ کی چوٹی پر جاگزین ہوتا ہے۔ ابتدا میں دین

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) فرمایا اگر اس سے کوئی مسئلہ معلوم نہ ہوا تو پھر؟ تو کہا پھر آپ کی حدیث سے۔ فرمایا اگر یہاں سے بھی نہ ملا تو پھر؟ کہا پھر میں اجتہاد سے کام لوں گا۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[۱] متبع سنت اولیائے کرام ہیں:۔ اس حدیث کو ابو نصر نے ابانہ میں اور ترمذی اور خطیب نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مومن کو چاہیے کہ اعتقاد، قول، فعل اور عمل میں ہر لحاظ سے نبی صلعم کے تابع فرمان ہو جائے اور خوشی سے (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ رَاسِ الْجَبَلِ اِنَّ الدِّیْنَ بَدَأَ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ کَمَا بَدَأَ فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ وَھُمُ الَّذِیْنَ یُصْلِحُوْنَ مَا اَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِیْ مِنْ سُنَّتِیْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

۱۶۳۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَاْتِیَنَّ عَلٰی اُمَّتِیْ کَمَا اَتٰی عَلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰی اِنْ کَانَ مِنْھُمْ مَنْ اَتٰی اُمَّہٗ عَلَانِیَۃً لَکَانَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ یَصْنَعُ ذٰلِکَ وَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَفِیْ رِوَایَۃِ اَحْمَدَ وَاَبِیْ دَاوٗدَ عَنْ مُعَاوِیَۃَ ثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِی النَّارِ وَوَاحِدَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ وَھِیَ الْجَمَاعَۃُ وَاِنَّہٗ سَیَخْرُجُ فِیْ اُمَّتِیْ اَقْوَامٌ تَتَجَارٰی بِھِمْ تِلْکَ الْاَھْوَاءُ کَمَا یَتَجَارَی الْکَلْبُ بِصَاحِبِہٖ لَا یَبْقٰی

غریب الوطن تھا۔ اور عنقریب وہ اسی طرح ہو جائیگا۔ جیسے وہ پہلے تھا۔ غرباء کے لئے خوشخبری ہے۔ غریب وہ لوگ ہیں۔ جو میرے بعد میری بگڑی ہوئی سنت کو بناتے ہیں[له]۔ ترمذی۔

۱۶۳۔ عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ میری امت پر ایسا وقت آئیگا۔ جیسے بنی اسرائیل پر آیا۔ جس طرح جوتا جوتے سے برابر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل سے اگر کسی نے اپنی ماں سے علانیہ بدکاری کی ہوگی۔ تو میری امت کے لوگ بھی ایسا ہی کریں گے۔ اور بنی اسرائیل بہتر[۷۲] فرقوں میں بٹ گئے۔ اور میری امت تہتر[۷۳] فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ اور ایک کے سوا سب آگ میں جائیں گے۔ لوگوں نے دریافت کیا۔ اے اللہ کے رسول وہ کون ہیں۔ فرمایا۔ جو میرے اور میرے صحابہ کے طریق پر ہیں۔ ترمذی۔ احمد اور ابوداؤد میں حضرت معاویہ سے اسطرح مروی ہے۔ بہتر[۷۲] آگ میں ہونگے۔ اور ایک جنت میں اور یہ جماعت ہیں اور عنقریب میری امت سے ایسی قومیں ظاہر ہوں گی۔ جن میں (نفسانی) خواہشات اس طرح سرایت کریں گی۔ جیسے دیوانے کتے کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اطاعت کرے یہ کیفیت اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ نفس کدورت سے پاک و صاف نہ ہو جائے اور یہ اولیاء اللہ کا مقام ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[له] اس کی سند میں کثیر بن عبداللہ ضعیف ہے لیکن اس کی تائید ابوہریرہ کی حدیث سے ہو جاتی ہے جو صحیح مسلم میں ہے۔

[له] **محدثین کرام کا مقام و مرتبہ:۔** امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ اس حدیث میں غریب ان لوگوں کو کہا جو سنت کی اصلاح میں اپنی عمریں صرف کریں گے۔ ہماری زبان میں غریب مفلس کو کہتے ہیں اور عربی میں غریب مسافر آدمی کو کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ان محدثین کرام کا دنیا سے تو کوئی تعلق نہ ہوگا نہ اسکو وہ لوگ اپنا گھر سمجھیں گے بلکہ مسافروں کی طرح دنیا سے اجنبی رہ کر چلے جائیں گے۔ انکی زندگی کا مقصد حدیث کی خدمت ہوگا۔ یہی انکا اوڑھنا بچھونا ہوگا اور یہی ان کی ابتدا اور انتہا۔ اے مہربان مالک ہم کو بھی اپنی رحمت سے انہی لوگوں میں شامل فرما۔ آمین۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْهُ عِرْقٌ وَّلَا مَفْصَلٌ اِلَّا دَخَلَهٗ۔

۱۶۴۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ اُمَّتِيْ اَوْ قَالَ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلٰى ضَلَالَةٍ وَّيَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۱۶۵۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ۔

زہر کاٹے ہوئے آدمی کی رگوں میں جاری ہوتا ہے کوئی جوڑ اور رگ اس کے اثر سے خالی نہیں رہتا۔[۱]

۱۶۴۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اللہ میری امت کو یا آنحضرت کی امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا۔ اور جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اور جو جماعت میں سے الگ ہوگا۔ وہ جہنم میں بھی الگ ہی ڈالا جائے گا۔[۲] (ترمذی)

۱۶۵۔ ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا بڑی جماعت کی پیروی کرو۔ جو آدمی اس جماعت سے الگ ہوا۔ وہ آگ میں بھی علیحدہ ہی ڈالا جائے گا۔[۳][۴] (ابن ماجہ نے انسؓ سے)

---

[۱] **لالچی اور حریص آدمی کی مثال**:۔ مطلب یہ ہے کہ جیسے بنی اسرائیل نے خواہشات نفسانی کے سبب سے انبیاء کی مخالفت کی تھی میری امت بھی اسی طرح میری نافرمانی کرے گی۔ ماں سے سگی ماں مراد نہیں بلکہ باپ کی منکوحہ مراد ہے کیونکہ سگی ماں سے کوئی ایسا فعل نہیں کرتا کہ مانع طبعی اور شرعی دونوں موجود ہیں اور امت سے مراد اہل قبلہ ہیں۔ جن فرقوں کی بداعتقادی کفر تک نہیں پہنچی وہ بالآخر جہنم سے نکل آئیں گے حریص اور لالچی کے لیے باؤلے کتے کی مثال فرمائی۔ باؤلے کتے کی کچھ خصوصیات ہیں۔ بے تحاشا دوڑتا ہے۔ ہر ایک کو کاٹتا ہے۔ پانی سے دور بھاگتا ہے اور کہیں جنگل میں مرجاتا ہے۔ حریص بھی دنیا کمانے کے لیے ہر وقت دوڑتا ہے۔ ہر آدمی اس کے ظلم کا شکار ہوتا ہے کسی سے سود لیا اور کسی سے رشوت کسی کا غبن کیا اور کسی کی چوری۔ رحمت کے پانی (قرآن و حدیث) سے دور بھاگتا ہے اور گمراہی کے جنگل میں مرتا ہے۔

[۲] **اجماع امت سے کیا مراد ہے؟**:۔ اس کا ایک راوی سلیمان بن سفیان مدنی ضعیف ہے لیکن حاکم نے اس کا شاہد ابن عباس سے نقل کیا ہے ابن جریر اور حکیم ترمذی کے یہ الفاظ ہیں کہ "بڑی جماعت کی پیروی کرو" اور بڑی جماعت سے مراد صحابہ کرام اور خیرالقرون کی اکثریت مراد ہے یا اہل علم ورنہ جہلا کی بھیڑ اور اکثریت کوئی معنی نہیں رکھتی۔ اختلافی مسائل میں اہل علم اور مجتہدین امت کی اکثریت کو ملحوظ رکھو اس حدیث سے علماء امت کے اجماع کی حجیت ثابت ہوتی ہے کیونکہ ساری امت کبھی گمراہی پر متفق نہیں ہوسکتی۔

[۳] **سواد اعظم کے فیصلے کی حیثیت**:۔ یعنی آدمی کو ہمیشہ یہ خیال کرنا چاہئے کہ صلحا امت کی اکثریت نے جو سمجھا ہے وہی صحیح ہے۔ اگرچہ سمجھ میں نہ آئے تو بھی جماعت سے علیحدہ نہ ہو۔ ممکن ہے وہ خود غلطی کر رہا ہو اور اس طرح علیحدہ ہو کر جہنم میں گر جائے۔

[۴] ان احادیث میں جماعت اور سواد اعظم کا ذکر آیا ہے بعض حضرات نے تمام اختلافی مسائل میں اس کو معیار کی حیثیت دیدی۔ گویا ان کی رائے میں جس طرف اکثریت ہو جائے وہی مسئلہ صحیح اور حق ہے حالانکہ شارع نے اکثریت کو حق و باطل کا معیار کبھی قرار نہیں دیا۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۶۶:- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا بُنَیَّ اِنْ قَدَرْتَ اَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِیَ وَلَیْسَ فِیْ قَلْبِکَ غِشٌّ لِاَحَدٍ فَافْعَلْ ثُمَّ قَالَ یَا بُنَیَّ وَذٰلِکَ مِنْ سُنَّتِیْ وَمَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

۱۶۷:- وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَہٗ اَجْرُ مِائَۃِ شَہِیْدٍ رَوَاہُ عہ اَلْبَیْھَقِیُّ فِیْ کِتَابِ الزُّھْدِ لَہٗ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔

۱۶۶- حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اے بیٹا۔ اگر ہو سکے۔ کہ تم صبح اور شام اپنے دل میں کسی کیلئے کینہ نہ رکھو تو ایسا کرو۔ پھر فرمایا۔ اے بیٹا۔ یہ میری سنت ہے۔ جس نے میری سنت سے محبت کی۔ اس نے مجھ سے محبت کی۔ اور جس نے مجھ سے محبت کی۔ وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا[له]۔ ترمذی۔

۱۶۷- حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص میری سنت پر ایسے وقت میں مضبوطی سے عمل کرے۔ جب امت فساد پر آمادہ ہو[له] تو اس کو سو[له] شہید کا اجر ملے گا۔ کتاب الزہد بیہقی[له] - ابن عباس۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) واقعہ کربلا میں اکثریت حق کے مخالفوں کی تھی۔ آغاز نبوت اور اواخر میں بھی عددی اکثریت اہل باطل کی تھی اکثر زمانوں میں اکثریت باطل کو رہی۔ اصل صورت یہ ہے کہ جن مسائل کی قرآن اور سنت میں صراحت موجود ہے وہاں اکثریت و اقلیت سب کو حق کے تابع ہونا ہوگا اور نصوص شرعیہ کی پابندی سب پر لازم ہوگی اور جہاں کسی مسئلہ کا انحصار انسانی آراء پر ہو جس طرح انتخاب امیر یا بعض شورائی امور ایسے معاملات میں اقلیت کو اکثریت کی رائے قبول کر لینی چاہئے گو وہ اپنی رائے کو صحیح سمجھتا ہو۔ دنیوی امور میں بھی یہی حال ہے اقلیت کو اکثریت کے سامنے ہتھیار ڈال دینے چاہئیں اور جماعت کی رائے کو انفرادی رائے پر ترجیح دینی چاہئے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امت اپنے اجتماعی فیصلوں میں معصوم ہے اس اجتماعیت میں مجتہد اور غیر مجتہد برابر ہیں مجتہد غلطی کر سکتا ہے لیکن امت کے اجتماعی فیصلے غلط نہیں ہو سکتے اکثر محدثین نے ان احادیث کو انتخاب امیر کے ابواب میں ذکر فرمایا ہے ۔ (راسم) (حاشیہ صفحہ ہذا)

له **جنت میں آنحضرتؐ کی رفاقت کا نسخہ**:۔ اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے دل میں کھوٹ رکھنا اور داؤ پیچ سے خالص نظر آنا یہی تو منافقت ہے انبیاء اور مومن اس سے پاک ہوتے ہیں۔ سنت سے پیار اور محبت کتنی عمدہ چیز ہے کہ اس سے آنحضرت کی ہمسائیگی نصیب ہوتی ہے۔ انتہائی بدقسمتی ہے کہ انسان حدیث کو چھوڑ کر لوگوں کے اقوال کی جستجو میں رہے اور اس سے ہزار درجہ بدقسمتی یہ ہے کہ انسان حدیث کو ٹھکرانے کیلئے خود ساختہ طرح طرح کے اصول بنائے اور انکار حدیث کے لئے خاص اور عام، مجاز اور حقیقت کے چور دروازے رکھے۔

سله امت کے بگاڑ اور فساد کا یہی مطلب ہے کہ وہ سنت پر عمل کے بجائے سنت پر عمل کرنے والوں سے لڑنا شروع کر دے۔ (راسم)

سله اس حدیث میں صاحب مشکوٰۃ نے بیاض چھوڑ دیا تھا ان کو معلوم نہ ہو سکا کہ مصنف مصابیح نے یہ حدیث کہاں سے تخریج فرمائی ہے میرک شاہ نے مندرجہ مخرج تحریر فرما کر بیاض کو پورا کر دیا۔ (راسم)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۶۸:۱۔ وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ اَتَاهُ عُمَرُ فَقَالَ اِنَّا نَسْمَعُ اَحَادِیْثَ مِنْ یَهُوْدَ تُعْجِبُنَا اَفَتَرٰی اَنْ نَکْتُبَ بَعْضَهَا فَقَالَ اَمُتَهَوِّکُوْنَ اَنْتُمْ کَمَا تَهَوَّکَتِ الْیَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی لَقَدْ جِئْتُکُمْ بِهَا بَیْضَآءَ نَقِیَّةً وَلَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا مَّا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِیْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

۱۶۹:۱۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَکَلَ طَیِّبًا وَّعَمِلَ فِیْ سُنَّةٍ وَّاَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَهٗ دَخَلَ الْجَنَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا الْیَوْمَ لَکَثِیْرٌ فِی النَّاسِ قَالَ وَسَیَکُوْنُ فِیْ قُرُوْنٍ بَعْدِیْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

۱۷۰:۱۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّکُمْ فِیْ زَمَانٍ مَّنْ تَرَکَ مِنْکُمْ عُشْرَ مَا اُمِرَ بِهٖ هَلَکَ ثُمَّ یَاْتِیْ زَمَانٌ مَنْ عَمِلَ مِنْهُمْ بِعُشْرِ مَا اُمِرَ بِهٖ نَجَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

۱۶۸۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب حضرت عمران کے پاس آئے۔ اور کہا کہ ہم یہود سے بعض باتیں سنتے ہیں۔ جو ہمیں پسند آتی ہیں۔ کیا آپ اجازت دیتے ہیں۔ ہم ان سے بعض باتیں لکھ لیں۔ حضرت نے فرمایا۔ کیا تم بھی یہود و نصاریٰ کی طرح پریشان ہو۔ تمہارے پاس سفید اور صاف دین لایا ہوں۔ اگر حضرت موسیٰ بھی زندہ ہوتے۔ تو انہیں بھی میری اطاعت کے سوا چارہ نہ ہوتا[1]۔ احمد شعب الایمان۔ بیہقی۔

۱۶۹۔ ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو حلال کھائے۔ اور سنت کے مطابق عمل کرے اور لوگ اسکے شر سے بے خوف ہوں۔ وہ جنت میں داخل ہو گا۔ ایک آدمی نے کہا۔ حضرت آج کل تو ایسے آدمی بہت ہیں۔ فرمایا ایسے حالات کئی صدیاں میرے بعد ہوں گے[2]۔ ترمذی۔

۱۷۰۔ ابوہریرہ سے روایت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تم ایسے زمانہ میں ہو۔ اگر اللہ کے احکام کا دسواں حصہ بھی ترک کر دو۔ تو تباہ ہو جاؤ گے۔ اسکے بعد ایک زمانہ آئے گا۔ اگر کوئی دین کے دسویں حصہ پر بھی عمل کرے گا۔ تو نجات پا جائے گا۔ ترمذی۔

[1] ہدایات نبوی کو چھوڑنا پریشانی کا سبب ہے:۔ اس حدیث کو ابن ماجہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل اپنے نبیوں کی تعلیم کو چھوڑ کر درویشوں اور مولویوں کی باتوں کے پیچھے لگ گئے تھے کیا اسی طرح اب تم بھی اپنے نبی کی تعلیم چھوڑ کر دوسروں کے پیچھے جانا چاہتے ہو۔ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو وہ بھی میری پیروی کرتے یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ الآیۃ۔

[2] اس امت میں ہمیشہ بھلائی رہے گی:۔ اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ حضور کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ میری امت سے خیر کبھی منقطع نہ ہو گی پہلوں پچھلوں میں کمی بیشی تو ضرور ہے لیکن نفی اثبات کی نسبت نہیں ہے۔ (باقی حاشیہ صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۷۱: وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ ھُدًی کَانُوْا عَلَیْہِ اِلَّا اُوْتُوا الْجَدَلَ ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا ضَرَبُوْہُ لَکَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ ھُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

۱۷۲: وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ لَا تُشَدِّدُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ فَیُشَدِّدَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ فَاِنَّ قَوْمًا شَدَّدُوْا عَلٰی اَنْفُسِھِمْ فَشَدَّدَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ فَتِلْکَ بَقَایَاھُمْ فِی الصَّوَامِعِ وَالدِّیَارِ رَھْبَانِیَّۃَ اِبْتَدَعُوْھَا مَا کَتَبْنٰھَا عَلَیْھِمْ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۷۱- ابوامامہؓ فرماتے ہیں۔ کوئی قوم ہدایت کے بعد گمراہ نہیں ہوتی۔ مگر ان میں جھگڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ پھر آنحضرت نے یہ آیت پڑھی مَا ضَرَبُوْہُ لَکَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ ھُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ۔ (وہ تم سے جھگڑے کی مثالیں بیان کرتے ہیں۔ اور یہ قوم جھگڑے کی خوگر ہے[ل]۔ احمد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔

۱۷۲- حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ اپنی جانوں پر سختی نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ بھی تم پر سختی فرمائے گا۔ ایک قوم نے اپنی جانوں پر تشدد کیا۔ اللہ نے بھی ان پر تشدد فرمایا۔ آج بھی ان کا بقیہ گرجوں اور ان کی عبادت گاہوں میں موجود ہے۔ رہبانیت[ت] کی راہیں ان لوگوں نے بدعت کے طور پر بنالی ہیں۔ ہم نے ان پر اسے فرض[ت] نہیں کیا تھا۔ ابوداؤد۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ۳ متاخرین امت کے لیے رعایت:۔ صحابہ کے وقت دین میں کوئی الجھن نہیں تھی جب کسی مسئلہ میں دقت پیش آئی آنحضرت سے پوچھ لیا اور کسی قسم کا شبہ نہ رہا لیکن آج سینکڑوں احتمال ہیں شاید یہ حدیث ضعیف ہو۔ ممکن ہے راوی نے مطلب غلط سمجھا ہو۔ شاید کسی وضاع کی کارستانی ہو بہر حال بہت سے شبہات ہیں۔ حدیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ رعایت مستحب اور سنت امور کے متعلق ہے ورنہ فرائض میں تو کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

ل قرآن وحدیث میں ٹکراؤ پیدا کرنا گمراہی ہے:۔ اس کو حاکم۔ ابن جریر۔ ابن ابی حاتم۔ سعید بن منصور۔ عبد بن حُمید۔ ابن منذر طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ قرآن کو قرآن سے یا حدیث کو قرآن سے یا حدیث کو حدیث سے ٹکرا کر دین میں باطل کو رواج دینا اور دین حق میں شبہے پیدا کرنا گمراہ لوگوں کا کام ہے ان لوگوں میں عمل کی جتنی کمی ہوتی جاتی ہے اتنا ہی جھگڑا زیادہ ہوتا جاتا ہے۔

۲ رہبانیت سے مراد ایسی بدعات ہیں جسے دین بنایا گیا جس میں بظاہر اچھائی معلوم ہوتی ہے یعنی نفس پر سختی معلوم ہوتی ہے مثلاً چلہ کشی، نکاح نہ کرنا ہمیشہ روزے سے رکھنا، شرمگاہ کاٹ دینا۔ بعض اعضاء کو بیکار کر دینا، زبان بند رکھنا، بستیاں چھوڑ کر جنگلوں میں آباد ہو جانا، ٹاٹ وغیرہ پہننا ننگے پاؤں چلنا، ننگے بدن رہنا یہ رہبانیت ہے۔ ایسا تشدد کسی دین میں ضروری نہیں لوگوں نے اپنی طرف سے بنا لیا بظاہر اس میں زہد معلوم ہوتا ہے لیکن یہ بدعت ہے۔ (راسم)

۳ رہبانیت فطرت کے خلاف ہے:۔ یہ حدیث طبرانی اور بیہقی میں بھی ہے اس کو ابو یعلیٰ نے بھی روایت (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

١٧٣- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ الْقُرْآنُ عَلَى خَمْسَةِ أَوْجُهٍ حَلَالٍ وَحَرَامٍ وَمُحْكَمٍ وَمُتَشَابِهٍ وَأَمْثَالٍ فَأَحِلُّوا الْحَلَالَ وَحَرِّمُوا الْحَرَامَ وَاعْمَلُوا بِالْمُحْكَمِ وَآمِنُوا بِالْمُتَشَابِهِ وَاعْتَبِرُوا بِالْأَمْثَالِ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيحِ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ وَلَفْظُهُ فَاعْمَلُوا بِالْحَلَالِ وَاجْتَنِبُوا الْحَرَامَ وَاتَّبِعُوا الْمُحْكَمَ۔

١٧٤- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَمْرُ ثَلَاثَةٌ أَمْرٌ بَيِّنٌ رُشْدُهُ فَاتَّبِعْهُ وَأَمْرٌ بَيِّنٌ غَيُّهُ فَاجْتَنِبْهُ وَأَمْرٌ اخْتُلِفَ فِيهِ فَكِلْهُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

١٧٣- ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا قرآن مجید پانچ قسموں پر نازل ہوا۔ حلال۔ حرام۔ محکم۔ متشابہ اور مثالیں۔ حلال کو حلال سمجھیں۔ اور حرام کو حرام جانو۔ محکم پر عمل کرو۔ اور متشابہ پر یقین کرو۔ اور مثالوں سے نصیحت حاصل کرو۔ یہ مصابیح کے لفظ ہیں۔ شعب الایمان میں بیہقی نے اس طرح فرمایا۔ حلال پر عمل کرو۔ اور حرام سے بچو۔ اور محکم کی پیروی[1] کرو[2]۔

١٧٤- ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ حکم تین قسم کے ہیں۔ بعض میں نیکی ظاہر ہے۔ اس کی اتباع کرو۔ اور بعض میں گمراہی ظاہر ہے اس سے پرہیز کرو۔ بعض میں اختلاف ہے۔ اسے اللہ کے سپرد کرو[3]۔ احمد۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اپنی جانوں پر عبادت شاقہ واجب کر کے مشقت نہ ڈالو مثلاً ہمیشہ کا روزہ رکھنا یا ساری رات قیام کرنا یا دنیا سے الگ تھلگ رہنا۔ ایسے ہی پہلے یہ انہوں نے رہبانیت ایجاد کی تھی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تجرد کی زندگی چند دن تک چلی بالآخر زنا کی کثرت ہو گئی ترک دنیا کی بجائے۔ دنیا طلبی اور زر پرستی آ گئی طبیعت میں پہلے جتنی نرمی تھی اب سختی ہو گئی علیٰ ہذا القیاس غیر فطری چیزوں کا ردعمل ہمیشہ خطرناک ہوتا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱ **محکم اور متشابہ سے کیا مراد ہے:۔** اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ محکم وہ آیتیں ہیں جن کے معنی میں کوئی اشتباہ نہ ہو جیسے اقیموا الصلوٰۃ۔ متشابہ وہ ہیں جن کے معنی میں کئی احتمال ہوں۔ امثال سے مراد گذشتہ قوموں کے واقعات ہیں۔

۲ محکم وہ آیات ہیں جن کا مطلب واضح ہو۔ متشابہ وہ آیات ہیں جن کے متعدد معنی ہو سکتے ہیں ان کے وہی معنی صحیح ہوں گے جو محکم کے خلاف نہ ہو بلکہ محکم سے اس کی تائید ہو۔ (راسم)

۳ **متشابہات سے بچنا تقویٰ ہے:۔** اس حدیث کو طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ کام تین طرح کے ہیں ایک وہ جن کی بھلائی کھلی ہوتی ہے مثلاً نماز پڑھنا روزہ رکھنا وغیرہ دوسرے وہ جن کی برائی ظاہر ہے۔ مثلاً کافروں کی رسموں کی پیروی کرنا اور کچھ چیزیں درمیانی ہیں جن کی حلت اور حرمت اور بھلائی برائی واضح نہیں ان کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرو۔ جاننا چاہئے کہ چیزوں میں اصل حلت ہے۔ حرام صرف وہ چیزیں ہوں گی جن کی حرمت قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہو۔ متشبہات سے پرہیز کرنا تقویٰ ہے فتویٰ نہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۷۵ - عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّیْطَانَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ کَذِئْبِ الْغَنَمِ یَاْخُذُ الشَّاذَّةَ وَالْقَاصِیَةَ وَالنَّاحِیَةَ وَاِیَّاکُمْ وَالشِّعَابَ وَعَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۱۷۶ - وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ۔

۱۷۷ - وَعَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا کِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ رَوَاهُ فِی الْمُؤَطَّا۔

تیسری فصل

۱۷۵ - معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ شیطان انسان کے لیے بھیڑیا ہے۔ جیسے بکریوں کے لیے اکیلی دور جانیوالی اور ایک طرف رہنے والی کو پکڑ لیتا ہے۔ تم گھاٹیوں[1] سے بچو۔ آئمۃ المسلمین اور جماعت کو لازم پکڑو۔ احمد۔

۱۷۶ - ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص جماعت سے ایک بالشت کے برابر الگ ہوا۔ اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے اتار دی۔ احمد۔ ابوداؤد۔

۱۷۷ - مالک بن انس رضی اللہ عنہ مرسل حدیث میں فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ میں نے تم لوگوں میں دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ جب تک تم ان کو تھامے رکھو گے۔ گمراہ نہیں ہوگے۔ اللہ کی کتاب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت۔ موطا۔

---

[1] **جماعت سے الگ ہوا تو شیطان کے قابو آیا**۔ اس حدیث کو طبرانی اور عبد الرزاق نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جیسے بھیڑیا اکیلی بکری پر حملہ کر کے اس کو چیر پھاڑ جاتا ہے ویسے ہی انسان بھی شیطان کا شکار ہو جاتا ہے۔ جو علمائے حق کی جماعت سے نکل جائے اور عام لوگوں سے علیحدہ ہو جائے وہ شیطان کے قبضہ میں جاتا ہے۔ ریوڑ میں بکریوں کی حفاظت کا انتظام زیادہ ہوتا ہے کیونکہ مالک ان کی حفاظت کا انتظام کرتا ہے۔ اور پھر مالک آوازیں دے دیکر بکریوں کو بھیڑیئے سے بچاتا ہے پھر لاٹھی یا کتا وغیرہ بھی بھیڑیئے کا مقابلہ کرنے کے لیے ساتھ رکھتا ہے۔ اسی طرح علمائے حق آوازیں دے دیکر شیطان کے مکر سے لوگوں کو آگاہ کرتے رہتے ہیں اور شیطانی تدابیر کا مقابلہ کرتے ہیں ان سے علیحدہ نہ ہونا چاہئے ورنہ شیطان قابو کرے گا۔

[2] **گھاٹیوں سے بچنے** کا یہ مطلب ہے کہ کتاب وسنت کی واضح راہ کو ترک کر کے تاویل اور پیچیدار راہوں میں چلا جائے عامۃ المسلمین عموماً تاویل اور جوڑ توڑ سے بچتے ہیں۔ قرآن اور سنت کے سیدھے سادے معنی پر ان کو یقین ہوتا ہے۔ جماعت سے مراد جہلاء کا ہجوم اور بھیڑ نہیں بلکہ اہل علم اور اہل تحقیق کی جماعت مراد ہے جو قرآن اور حدیث کا سیدھا اور سادا مفہوم سمجھ کر اس پر عمل کرتے ہیں۔ (راسخ) (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۷۸۔ وَعَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ الثُّمَالِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً إِلَّا رُفِعَ مِثْلُهَا مِنَ السُّنَّةِ فَتَمَسُّكٌ بِسُنَّةٍ خَيْرٌ مِّنْ إِحْدَاثِ بِدْعَةٍ رَوَاهُ أَحْمَدُ

۱۷۹۔ وَعَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلَى هَدْمِ الْإِسْلَامِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ مُرْسَلًا۔

۱۷۸۔ غُضیف بن حارث ثمالی فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جس قدر کوئی قوم بدعات کرتی ہے۔ اسی قدر ان سے سنت اٹھ جاتی ہے۔ اس لیے سنت کی پابندی بدعتیں نکالنے سے بہتر ہے[۱]۔ (احمد)

۱۷۹۔ ابراہیم بن میسرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص بدعتی کی عزت کرے۔ اس نے اسلام کے فناء کرنے میں مدد کی[۲]۔ شعب الایمان بیہقی مرسل۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) **سلہ دین کی بنیاد کتاب وسنت پر ہے:۔** اس حدیث کو حاکم اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ دین کا اصل ماخذ یہی دو چیزیں ہیں۔ اگر ان سے کوئی چیز نہ مل سکے تو پھر اجماع صحابہ اور اگر وہاں سے بھی کوئی چیز نہ مل سکے تو پھر قیاس ہے۔ اجماع صحابہ آج تک قرآن وسنت کے خلاف ثابت نہیں ہوا۔ البتہ قیاس صحیح بھی ہو سکتا ہے اور غلط بھی۔ اگر غلط ثابت ہو جائے تو چھوڑ دینا چاہئے اور دین کا اصل قرآن اور حدیث ہی کو سمجھنا چاہئے۔ ان لوگوں پر نہایت ہی افسوس ہے جو احادیث کے مقابلہ میں قیاس کو ترجیح دیتے ہیں اور احادیث کو چھوڑ دیتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ضعیف حدیث بھی قیاس سے مقدم ہے اور اب ان کی پیروی کا دعویٰ کرنے والے خبر احاد کو بھی چھوڑ دیتے ہیں اور قیاس پر عمل کر لیتے ہیں اگرچہ وہ خبر واحد صحیح ہی کیوں نہ ہو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

سلہ بدعتی کے گمراہ ہونے کی وجہ:۔ اس کو بزار، طبرانی اور سعید بن منصور نے بھی روایت کیا ہے۔ جاننا چاہئے کہ شریعت کی نگاہ میں بدعت انتہائی بری چیز ہے۔ اس کی اصل یہ ہے کہ جو بدبخت بدعت پیدا کرتا ہے اور اسے دین کا جزو بتاتا ہے وہ حقیقت میں یہ دعویٰ کرتا ہے کہ دین میں اس چیز کی ابھی کسر تھی خدا تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے کہ میں نے آج تمہارا دین پورا کر دیا ہے لیکن بدعتی کہتا ہے کہ نہیں ابھی اس میں فلاں کمی ہے فلاں کمی ہے اور دوسرا اعتراض نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ہوتا ہے کہ وہ بھی دین کو نامکمل چھوڑ کر چلے گئے اور لازمی نتیجہ کے طور پر یہ چیز بھی معلوم ہو جاتی ہے کہ بدعتی آدمی یہ سمجھتا ہے کہ جس طرح خدا اور رسول کو حق پہنچتا ہے کہ وہ حکم دیں اور دنیا اسے تسلیم کرے اسی طرح مجھے بھی حق ہے کہ میں حکم دوں اور دنیا اسے تسلیم کرے گویا خود خدائی کا منصب اختیار کرتا ہے۔

سلہ بدعتی کی تعظیم کرنا کیوں منع ہے؟:۔ اس کی مثل ایک حدیث ابونعیم نے حلیہ میں اور طبرانی نے کبیر میں روایت کی ہے۔ بدعتی کی تعظیم سے سنت کی توہین ہوگی اور سنت ہی سے اسلام کی قوت ہے وہ جاتی رہے گی تو اسلام بھی ختم ہو جائے گا اور اسی طرح اگر متبع سنت کی تعظیم کی جائے گی تو دین قائم ہوگا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸۰:۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ تَعَلَّمَ كِتَابَ اللهِ ثُمَّ اتَّبَعَ مَا فِيهِ هَدَاهُ اللهُ مِنَ الضَّلَالَةِ فِي الدُّنْيَا وَوَقَاهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ سُوْءَ الْحِسَابِ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ مَنِ اقْتَدٰى بِكِتَابِ اللهِ لَا يَضِلُّ فِي الدُّنْيَا وَلَا يَشْقٰى فِي الْاٰخِرَةِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى رَوَاهُ رَزِيْنٌ۔

۱۸۱۔ وَعَنْ حَسَّانَ قَالَ مَا ابْتَدَعَ قَوْمٌ بِدْعَةً فِيْ دِيْنِهِمْ اِلَّا نَزَعَ اللهُ مِنْ سُنَّتِهِمْ مِثْلَهَا ثُمَّ لَا يُعِيْدُهَا اِلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

۱۸۲:۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ضَرَبَ اللهُ مَثَلًا صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا وَعَنْ جَنْبَتَيِ الصِّرَاطِ سُوْرَانِ فِيْهِمَا اَبْوَابٌ مُّفَتَّحَةٌ وَعَلَى الْاَبْوَابِ سُتُوْرٌ مُّرْخَاةٌ وَعِنْدَ رَاْسِ الصِّرَاطِ دَاعٍ يَقُوْلُ اسْتَقِيْمُوْا عَلَى الصِّرَاطِ وَلَا تَعْوَجُّوْا وَفَوْقَ

۱۸۰۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ جو آدمی قرآن پڑھے۔ پھر اس کی پیروی کرے۔ اللہ تعالیٰ دنیا میں اسے گمراہی سے نجات دے گا اور قیامت کے دن حساب کی تکلیف سے بچائے گا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ جو شخص کتاب اللہ کی اقتداء کرے۔ وہ دنیا میں گمراہ نہیں ہوگا۔ اور نہ ہی آخرت میں اسے بدنصیبی سے سابقہ پڑے گا۔ پھر یہ آیت پڑھی فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى (جو میری ہدایت کی اتباع کرے نہ وہ گمراہ ہوگا۔ اور نہ شقی)[1]۔ رزین۔

۱۸۱۔ حسان فرماتے ہیں جو قوم بدعت ایجاد کرے اسی قدر سنت ان سے چھین لی جاتی ہے پھر قیامت تک وہ سنت ان میں واپس نہیں کی جاتی[2] (دارمی)

۱۸۲۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے صراط مستقیم کی مثال بیان فرمائی۔ کہ اس کے دونوں طرف دو دیواریں ہیں۔ جن میں کھلے ہوئے دروازے ہیں۔ ان دروازوں پر پردے لٹکے ہوئے ہیں۔ اور سیدھے راہ کے سر پر ایک داعی ہے۔ جو کہہ رہا ہے سیدھے چلو۔ اور ٹیڑھے مت چلو۔ اور اس داعی کے اوپر ایک اور داعی ہے۔ جب کوئی آدمی ان دروازوں کو کھولنے کا ارادہ کرے۔

---

[1] **کتاب اللہ کی اقتداء گمراہی سے بچاتی ہے:**۔ اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور طبرانی نے اوسط اور کبیر دونوں میں روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو اعتقادات اور عبادات میں اللہ کی کتاب کی پیروی کرے گا وہ گمراہی میں نہیں پڑے گا اور جو گمراہ نہ ہوگا وہ ہدایت پر رہے گا اور جو ہدایت پر ہوگا وہ برے حساب سے محفوظ رہے گا۔

[2] **بدعتی کو توبہ نصیب نہیں ہوتی:**۔ اس حدیث کو احمد، طبرانی اور سعید بن منصور نے بھی روایت کیا ہے جب سنت کی خلاف ورزی ہوگی تو بدعت بنے گی۔ بدعت آئے گی تو سنت اکھڑے گی۔ جب درخت جڑوں سمیت ایک دفعہ اکھڑ جائے تو پھر اپنی جگہ پر کھڑا نہیں ہو سکتا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِكَ دَاعٍ يَدْعُو كُلَّمَا هَمَّ عَبْدٌ أَنْ يَفْتَحَ شَيْئًا مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ قَالَ وَيْحَكَ لَا تَفْتَحْهُ فَإِنَّكَ إِنْ تَفْتَحْهُ تَلِجْهُ ثُمَّ فَسَّرَهُ فَأَخْبَرَ إِنَّ الصِّرَاطَ هُوَ الْإِسْلَامُ وَإِنَّ الْأَبْوَابَ الْمُفَتَّحَةَ مَحَارِمُ اللّٰهِ وَإِنَّ السُّتُورَ الْمُرْخَاةَ حُدُودُ اللّٰهِ وَإِنَّ الدَّاعِيَ عَلٰى رَأْسِ الصِّرَاطِ وَهُوَ الْقُرْآنُ وَإِنَّ الدَّاعِيَ مِنْ فَوْقِهِ هُوَ وَاعِظُ اللّٰهِ فِي قَلْبِ كُلِّ مُؤْمِنٍ رَوَاهُ رَزِينٌ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ وَكَذَا التِّرْمِذِيُّ عَنْهُ إِلَّا أَنَّهُ ذَكَرَ أَخْصَرَ مِنْهُ۔

۱۸۳: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ مَنْ كَانَ مُسْتَنًّا فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ فَإِنَّ الْحَيَّ لَا تُؤْمَنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ أُولٰئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا أَفْضَلَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَأَبَرَّهَا قُلُوبًا وَأَعْمَقَهَا عِلْمًا وَأَقَلَّهَا تَكَلُّفًا اخْتَارَهُمُ اللّٰهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهِ وَلِإِقَامَةِ دِينِهِ فَاعْرِفُوا لَهُمْ فَضْلَهُمْ وَاتَّبِعُوهُمْ عَلٰى أَثَرِهِمْ وَتَمَسَّكُوا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ أَخْلَاقِهِمْ وَ

وہ کہتا ہے۔ تم پر افسوس ہے۔ اسے مت کھولو۔ تم نے اسے کھولا۔ تو اس میں داخل ہو جاؤ گے۔ پھر اس مثال کی تشریح فرمائی۔ فرمایا سیدھا راستہ تو اسلام ہے۔ کھلے ہوئے دروازے اللہ کے محارم ہیں اور لٹکے ہوئے پردے اللہ کی حدیں ہیں۔ راستہ کے سر پر داعی قرآن ہے۔ اور اس کے اوپر ہر مومن کے دل میں اللہ کا واعظ ہے[۱]۔ رزین۔ احمد۔ شعب الایمان بیہقی نواس بن سمعان سے اور ترمذی نے اسی سے مگر وہ مختصر ہے۔

۱۸۳- ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جو شخص کسی کی راہ پر چلنا چاہے۔ اسے ان لوگوں کی پیروی کرنا چاہئے۔ جو فوت ہو چکے۔ کیونکہ زندہ فتنے سے محفوظ نہیں۔ اور وہ لوگ آنحضرت کے صحابہ ہیں وہ اس امت میں سب سے افضل تھے۔ ان کے دل نیک تھے۔ ان کا علم بہت عمیق تھا۔ ان میں تکلفات بہت کم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی رفاقت کیلئے انہیں پسند فرمایا۔ اور دین کی اقامت کے لیے ان کی فضیلت کو سمجھو۔ ان کے آثار کی پیروی کرو۔ اور جہاں تک ہو سکے۔ ان کے عادات اور اخلاق کو مضبوط پکڑو۔ وہ

---

[۱] **ضمیر کی ملامت بھی خدا کی طرف سے ہے:** ۔ اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اور اسے نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ حدود اللہ سے احکام الٰہی مراد ہیں اور یہی پردے ہیں۔ جب یہ پردے اٹھ جائیں تو آدمی حرام میں داخل ہو جائے گا۔ مومن کے دل میں۔ اللہ کا واعظ یہ فرشتہ کا نیک الہام ہے کہ مومن کے دل میں نیکی کی خواہش پیدا کرتا ہے اور فرشتہ کے الہام کو قرآن کی دعوت سے اس لیے مقدم رکھا ہے کہ قرآن مجید سے تو اس آدمی کو ہدایت نصیب ہوگی جو اس کو دیکھے یا سنے گا اور اگر کوئی آدمی اس کی طرف توجہ ہی نہ کرے گا۔ تو قرآن مجید سے اس کو کب ہدایت نصیب ہوگی اور فرشتہ کا الہام دل میں نیکی کی رغبت پیدا کرتا ہے اور رغبت کے بعد قرآن کی جانب توجہ مبذول ہوتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سِيَرِهِمْ فَإِنَّهُمْ كَانُوا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيمِ رَوَاهُ رَزِيْنٌ۔

۱۸۴:۔ وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنُسْخَةٍ مِنَ التَّوْرَاةِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذِهٖ نُسْخَةٌ مِنَ التَّوْرَاةِ فَسَكَتَ فَجَعَلَ يَقْرَءُ وَوَجْهُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَيَّرُ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ ثَكِلَتْكَ الثَّوَاكِلُ مَا تَرَى مَا بِوَجْهِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ عُمَرُ إِلَى وَجْهِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُولِهٖ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ بَدَا لَكُمْ مُوسٰى

یقیناً مستحکم ہدایت[1] پر تھے۔[2] (رزین)

۱۸۴۔ جابرؓ فرماتے ہیں۔ حضرت عمرؓ آنحضرت کے پاس تورات کا ایک نسخہ لائے۔ اور عرض کیا۔ کہ حضرت یہ تورات ہے۔ آنحضرت خاموش رہے۔ حضرت عمر نے اسے پڑھنا شروع کیا۔ اور آنحضرت کے چہرہ مبارک کا رنگ بدلنا شروع ہوا۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا۔ نہیں گم کرنے والی عورتیں گم کردیں۔ کیا تم آنحضرت کے چہرے کی طرف نہیں دیکھتے۔ تب حضرت عمر نے آنحضرت کی طرف دیکھا اور کہا۔ میں اللہ اور اس کے رسول کے غضب سے پناہ چاہتا ہوں۔ ہم اللہ کی ربوبیت پر راضی ہیں۔ اور اسلام کو دین مانتے ہیں۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر خوش ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ مجھے اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اگر موسیٰ علیہ السلام ظاہر ہو جائیں۔ اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی اطاعت کرنے لگو تو گمراہ ہو جاؤ اور اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے

---

[1] **اسلام میں تقلید شخصی نہیں ہے:** ۔ اس کو طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنے زمانہ میں یہ تابعین سے فرمایا کہ زندوں کی پیروی کی بجائے ان کی پیروی کرو جو فوت ہو چکے ہیں یعنی صحابہ کرام۔ پھر ان کی صفتیں بیان فرمائیں کہ انکا علم گہرا تھا۔ دل نیک تھے اور تکلف سے پاک تھے۔ قرآن مجید میں ہے کہ ان لوگوں کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے انتخاب فرمایا اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا پر نظر ڈالی تو آنحضرت کے دل کو سب سے زیادہ روشن اور پاکیزہ دیکھا تو ان کو نبوت کے لیے انتخاب کیا اور انکے بعد صحابہ کے دلوں کو پاکیزہ اور صاف پایا تو ان کو اپنے نبی کی صحبت کے لیے انتخاب فرمایا۔ علم کی گہرائی کا یہ عالم تھا کہ باریک سے باریک فرق کو بھی ملحوظ رکھتے انہوں نے بڑے غو[ر] سے آنحضرت کے اقوال و افعال اور حرکات و سکنات کو ملاحظہ کیا تھا۔ نہایت بے تکلف تھے جو مسئلہ معلوم ہوتا بتا دیتے ورنہ صاف کہہ دیتے مجھے معلوم نہیں تم فلاں آدمی سے جاکر پوچھ لو۔

[2] اس اثر کا مطلب یہ ہے کہ اولاً انسان کو دلیل کی پیروی کرنا چاہئے اور اگر کسی انسان کی ضرورت محسوس ہو تو بلا تعیین صحابہ کی پیروی کرنا چاہئے زندہ آدمی غلطی سے محفوظ نہیں ہوتا بھول سکتا ہے اس سے ظاہر ہے کہ شخصی تقلید کا اسلام میں کوئی مقام نہیں ہے۔ (راسم)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاتَّبَعْتُمُوْهُ وَتَرَكْتُمُوْنِيْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ وَلَوْ كَانَ حَيًّا وَاَدْرَكَ نُبُوَّتِيْ لَاتَّبَعَنِيْ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

۱۸۵:۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَامِيْ لَا يَنْسَخُ كَلَامَ اللّٰهِ وَكَلَامُ اللّٰهِ يَنْسَخُ كَلَامِيْ وَكَلَامُ اللّٰهِ يَنْسَخُ بَعْضُهٗ بَعْضًا۔

۱۸۶:۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَادِيْثَنَا يَنْسَخُ بَعْضُهَا بَعْضًا كَنَسْخِ الْقُرْاٰنِ۔

۱۸۷:۔ وَعَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ

اور میری نبوت کا زمانہ پا لیتے۔ تو میری ہی اطاعت فرماتے۔[۱] دارمی۔

۱۸۵۔ اور انہی سے روایت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا میرا کلام اللہ کے کلام کو منسوخ نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا کلام میرے کلام کو منسوخ کر سکتا ہے۔ اور اللہ کے کلام کا بعض بعض کو منسوخ کر دیتا ہے۔[۲]

۱۸۶۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا۔ ہماری باتیں بعض بعض کو قرآن کی طرح منسوخ کر سکتی ہیں۔[۳]

۱۸۷۔ ابو ثعلبہ خشنی سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرائض معین فرمائے۔ انہیں ضائع نہ ہونے دو اور

---

[۱] اطاعت رسول کے بغیر نجات نہیں:۔ اس حدیث کو ابن حبان اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت منسوخ ہو گئی ان کی نبوت کا زمانہ ختم ہو چکا ان کی کتاب میں تحریف اور تبدیلی کر دی گئی۔ ایسی صورت میں آج اگر موسیٰ علیہ السلام خود بھی ہوں تو ان کو بھی آنحضرت کی پیروی کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ ایک آدمی کسی زمانہ میں گورنر رہ چکا ہو اور اب دوسرا گورنر مقرر ہو تو سابقہ گورنر اب ایک شہری کی حیثیت رکھتا ہے وہ موجودہ گورنر کی اگر نافرمانی کرے گا تو قانون اس کا بھی محاسبہ کرے گا اور قانون اور ساری طاقت موجودہ گورنر کی حمایت کریں گے۔

[۲] نسخ کی اقسام:۔ نسخ کے معنی ہیں احکام میں تبدیلی۔ یعنی بعض مصلحتوں کی بنا پر حکم میں تبدیلی کر دینا اس کو ایک مثال سے سمجھو ایک مریض کے لیے حکیم نے ایک نسخہ تجویز کر کے علاج شروع کیا جائے مریض کی حالت تبدیل ہوئی تو نسخہ میں بھی تبدیلی کر دی گئی۔ اسی طرح قوموں کے حالات سے احکام میں بھی تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ نسخ چار طرح پر ہے قرآن کی آیت سے آیت کا منسوخ ہونا۔ حدیث کا حدیث سے نسخ۔ قرآن کا حدیث سے نسخ اور قرآن سے حدیث کا نسخ۔ اس میں سے تیسری صورت منع ہے باقی سب جائز ہیں۔

[۳] حدیث آپس میں ناسخ و منسوخ ہو سکتی ہے:۔ سند کے لحاظ سے یہ حدیث اور اوپر کی حدیث دونوں ضعیف ہیں۔ احتجاج کے لائق نہیں۔ پہلی کی سند میں جبرون بن واقد افریقی ہے اور وہ حدیثیں وضع کرنے میں متہم ہے اور اس حدیث کی سند میں محمد بن حارث انتہائی ضعیف راوی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَيِّعُوهَا وَحَرَّمَ حُرُمَاتٍ فَلَا تَنْتَهِكُوهَا وَحَدَّ حُدُودًا فَلَا تَعْتَدُوهَا وَسَكَتَ عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ غَيْرِ نِسْيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوا عَنْهَا رَوَى الْأَحَادِيثَ الثَّلٰثَةَ الدَّارَقُطْنِيُّ -

کچھ چیزیں حرام فرمائیں۔ ان کے قریب مت جاؤ۔ اور کچھ حدیں مقرر فرمائیں۔ ان سے آگے مت گذرو۔ بعض چیزوں کے متعلق سکوت فرمایا۔ لیکن بھولا نہیں۔ ان کے متعلق بحث مت کرو[1] (تینوں احادیث دار قطنی نے روایت کیں)

[1] الجھاؤ سے پرہیز کرنا چاہئے :۔ نوویؒ نے اربعین میں کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اس کے علاوہ اس کو دار قطنی، طبرانی، ابو نُعیم، بیہقی، بزار اور ابن بخاد نے بھی روایت کیا ہے۔ حاصل معنی یہ ہے کہ جو واقعات نہ ہوئے ہوں ان کے متعلق خواہ مخواہ سوال کرتے رہنا اور جس چیز سے خاموشی اختیار کی گئی ہے اس میں بحث کرنا دونوں چیزوں کا انجام عدم اطاعت ہے اور اس اختلاف کی طرف لے جاتا ہے جو ہلاک کر دینے والا ہے حق یہ ہے کہ ان دونوں چیزوں سے پرہیز کیا جائے ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كِتَابُ الْعِلْمِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

١٨٨۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَةً وَحَدِّثُوْا عَنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّءْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

١٨٩۔ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ وَالْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَدَّثَ عَنِّيْ بِحَدِيْثٍ يُّرٰى اَنَّهٗ كَذِبٌ فَهُوَ اَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

علم کے بیان میں

پہلی فصل

۱۸۸۔ عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا میری طرف سے ایک آیت بھی ملے تو اسے آگے پہنچاؤ اور بنی اسرائیل سے حدیث بیان کرو اس میں کچھ حرج نہیں اور جو شخص جان کر مجھ پر جھوٹ بولے اسے اپنی جگہ آگ میں سمجھنی چاہیئے[۱] (بخاری)

۱۸۹۔ سُمرہ بن جُندُب اور مُغیرہ بن شُعبہ سے مروی ہے۔ان دونوں نے کہا۔آنحضرت نے فرمایا۔جو مجھ سے حدیث بیان کرے اور اسے معلوم ہو۔کہ یہ جھوٹ ہے۔وہ جھوٹوں[۲] سے ایک ہے[۳]۔مسلم۔

---

[۱] **رسول اللہ کی طرف جھوٹ منسوب کرنا کفر ہے:۔** اس حدیث کو امام احمد، نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔بنی اسرائیل کے تاریخی واقعات بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں اس لیے کہ ان سے کسی امر یا نہی کا تعلق نہیں البتہ احکام اوامر و نواہی ان سے نقل کرنا منع ہے کیونکہ وہ شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جان بوجھ کر جھوٹ بولنا بڑا کبیرہ گناہ ہے۔بعض نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے والا کافر ہے خواہ وہ کہ آنحضرت کی مخالفت میں جھوٹ بولے یا ان کی موافقت میں مثلاً بعض لوگ کہتے ہیں کہ عبادت کی ترغیب دینے کے لیے اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے لیا جائے تو کیا حرج ہے۔یہ بھی بالکل غلط ہے یہ بھی کبیرہ گناہ ہے۔

[۲] **حدیث کی حفاظت کا انتظام:۔** اس حدیث کو احمد ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے ایک جھوٹا تو وہ ہے جس نے جھوٹ بنایا اور دوسرا جھوٹا وہ ہے جو اس کو جھوٹ جانتے ہوئے بھی اس کو بیان کرتا ہے اور جب جھوٹ کا ظن نہ ہو

(باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹۰:۔ وَعَنْ مُعَاوِیَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ وَاِنَّمَآ اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰہُ یُعْطِیْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۹۱:۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلنَّاسُ مَعَادِنُ کَمَعَادِنِ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ خِیَارُھُمْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ خِیَارُھُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقُھُوْا رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۹۰۔ معاویہؓ سے روایت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے۔ اسے دین میں سمجھ عطا فرماتا ہے۔ میں (علم) تقسیم کرتا ہوں۔ اللہ دیتا ہے[1]۔ بخاری مسلم۔

۱۹۱۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ انسانی (طبائع) کان کی طرح ہیں۔ جس طرح سونا اور چاندی جو لوگ کفر میں اچھے تھے۔ وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں۔ جب وہ دین میں تفقہ پیدا کریں[2]۔ مسلم

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) تو اس میں کوئی حرج نہیں اور شریعت ہی کی حفاظت کے لیے محدثین رحمہم اللہ نے سند کو لازمی قرار دیا اور احادیث کی سندوں پر سخت تنقید فرمائی اور فرمایا محدثین نے کہ سند دین سے ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] محدثین سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں:۔ اس حدیث کو احمد، ابن ماجہ۔ ابو یعلیٰ اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہاں فقہ سے مراد حدیث ہے اور فقیہ سے مراد محدث حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو آدمی اسلام کے قواعد نہ سیکھے وہ بھلائیوں سے محروم رہتا ہے اور حدیث میں یہ بھی دلالت ہے کہ تفقہ فی الدین کسی چیز نہیں بلکہ یہ اس آدمی کو ملتی ہے جس کا سینہ اللہ تعالیٰ کھول دیں۔ چنانچہ طبرانی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کبیر میں روایت کیا ہے یہ امت ہمیشہ اللہ کے دین پر قائم رہے گی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آجائے جو ان کی مخالفت کرے گا وہ ان کو نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تفقہ فی الدین قیامت تک باقی رہے گا۔ یعنی اجتہاد کا دروازہ بند نہیں ہوگا۔ جیسا کہ بعض لوگوں نے سمجھ رکھا ہے۔

ے کاذبین تثنیہ اور جمع دونوں طرح مروی ہے۔ تثنیہ ہو تو اس سے مراد مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی ہیں ان دونوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ یعنی وہ بھی ان دو جھوٹوں جیسا ہی ہے اور اگر جمع کا صیغہ ہو تو یہ مطلب ہوگا کہ وہ دنیا کے جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے (اسم)

[2] لوگوں کے اخلاق مختلف ہوتے ہیں:۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ جس طرح پہاڑوں کی کانیں مختلف ہوتی ہیں کہیں سونے چاندی اور ہیرے جواہرات کی کانیں ہوتی ہیں اور کہیں ادنیٰ دھاتوں کی کانیں نکلتی ہیں اسی طرح لوگوں میں اخلاق پیدائشی چیزیں ہیں۔ بعض کے اخلاق نہایت قیمتی ہوتے ہیں اور بعض کے بڑی گھٹیا قسم کے۔ اچھے اخلاق والے بھی دین کی سمجھ کے بغیر اعلیٰ شرف حاصل نہیں کر سکتے جیسا کہ ہیرے بھی تراش خراش کے بعد ہی قیمت پاتے ہیں۔ علم اخلاق کو صاف کرتا ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹۲:۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ اِلَّا فِی اثْنَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَسَلَّطَہٗ عَلٰی ھَلَکَتِہٖ فِی الْحَقِّ وَرَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ الْحِکْمَۃَ فَھُوَ یَقْضِیْ بِھَا وَیُعَلِّمُھَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۹۳:۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْہُ عَمَلُہٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَۃٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَۃٍ جَارِیَۃٍ اَوْ عِلْمٍ یُّنْتَفَعُ بِہٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَّدْعُوْ لَہٗ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۹۴:۔ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ کُرْبَۃً

۱۹۲- ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ رشک کرنا دو باتوں میں درست ہے۔ ۱ ایک آدمی کو اللہ نے مال دیا۔ اور حق کی راہ میں اس مال کو خرچ کرنے کی اسے توفیق دی۔ ۲ ایک آدمی کو اللہ نے حکمت (و دانش) عطا فرمائی۔ وہ اس کی روشنی میں فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو تعلیم دیتا ہے[1]۔ بخاری مسلم۔

۱۹۳- ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب انسان مرتا ہے۔ اس کے عمل اس سے قطع ہو جاتے ہیں۔ مگر تین عمل جاری رہتے ہیں۔ ۱ صدقہ جاریہ ۲ علم جس سے استفادہ کیا جائے ۳ نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے[2] مسلم۔

۱۹۴- ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص کسی مسلمان سے کوئی تکلیف دور کرے۔ اللہ تعالیٰ اس سے قیامت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور جلا بخشتا ہے جیسے کہ اچھی دھاتیں بھی بھٹی میں ڈالنے سے پہلے میل کچیل سے آلودہ ہوتی ہے اور پاک و صاف ہو کر استعمال کے قابل ہوتی ہیں اور قیمت پاتی ہیں۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **حسد اور رشک کے معنی کا فرق**:۔ اس حدیث کو نسائی، ابن ماجہ ترمذی اور ابونعیم نے بھی روایت کیا ہے یہاں حسد سے مراد غبطہ ہے جس کا دوسرا نام رشک ہے۔ حسد یہ ہے کہ آدمی کسی کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر جل جائے اور آرزو کرے کہ اس کے پاس یہ نعمت نہ رہے یہ منع ہے۔ غبطہ یہ ہے کہ کسی کے پاس کوئی نعمت دیکھے تو یہ کہے کہ کاش مجھے بھی یہ نعمت ملے اور یہ جائز ہے۔

[2] **عالم کی فضیلت**:۔ اس حدیث کو ابوداؤد۔ نسائی۔ ترمذی اور بخاری نے ادب المفرد میں روایت کیا ہے۔ آدمی کے موت سے عمل منقطع ہو گئے اور ثواب بھی ختم ہو گیا۔ کیونکہ جب تک کرتا تھا پاتا تھا اب نہیں کرتا تو نہیں پائے گا۔ مگر یہ تین طرح کے کام جیسے کوئی سرائے بنا جائے۔ ہسپتال یا مدرسہ یا مسجد بنا جائے یہ مالی صدقہ جاریہ ہے یا پھر کوئی تصنیف کر جائے جس سے لوگ علم دین حاصل کریں یا کسی کو دین کا علم پڑھا جائے جب تک اس کے علم سے دنیا والوں کو فائدہ پہنچے گا اس کو ثواب ملتا رہے گا۔ یا پھر نیک اولاد چھوڑ جائے جو اس کے لیے نیک دعا کرے یہ عملی تربیت ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۹۵: وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَى عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعْمَتَهُ فَعَرَفَهَا فَقَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتُشْهِدْتُ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنْ يُقَالَ جَرِيءٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ

کی تکلیفیں دور کرے گا۔ جو شخص کسی تنگدست کے لیے آسانی مہیا کر دے۔ اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت میں اس کے بدلے سہولتیں فراہم فرمائیں گے۔ جو شخص کسی مسلمان کی عیب پوشی کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے عیوب پر پردہ ڈالے گا۔ اللہ تعالیٰ انسان کی مدد فرماتا ہے۔ جب تک انسان اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرتا ہے۔ جو کسی راستہ میں علم کی تلاش کے لیے نکلے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی راہ آسان کر دیتا ہے۔ جب تک کوئی قوم کسی اللہ کے گھر میں اللہ کی کتاب کے درس اور تلاوت کے لئے جمع ہوتی ہے۔ ان پر تسکین نازل ہوتی ہے۔ رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے۔ فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے قریبی فرشتوں میں فرماتے ہیں۔ اور جس کے عمل دیر کریں گے۔ نسب اس کی اعانت میں جلدی نہیں کر سکے گی۔ (مسلم)

۱۹۵۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ قیامت کے دن سب سے پہلے شہید کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اسے لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کا پتہ دے گا۔ جو اس پر دنیا میں فرمائی گئی تھیں۔ وہ ان نعمتوں کو پہچانے گا۔ پھر اللہ تعالےٰ فرمائے گا۔ تم نے کیا عمل کیا۔ وہ کہے گا۔ میں تمہاری راہ میں اس قدر لڑا کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تم غلط کہتے ہو تم اس لیے لڑے۔ کہ لوگ تمہیں بہادر کہیں۔ سو کہہ دیا گیا۔ پھر حکم کیا جائے گا۔ اسے منہ کے بل کھینچ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر

لہ **طلب علم کی ترغیب**:۔ اس حدیث کو ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ نسائی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں مسلمانوں کی حاجتیں پوری کرنے کی فضیلت اور علم، مال اور معاونت سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچانے اور طلب علم میں چلنے اور تلاوت قرآن کے لیے مسجدوں میں اکٹھے ہونے کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جس کے عمل ناقص ہوں گے اس کو نسب کا شرف فائدہ نہ دے سکے گا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَأْتُ فِيْكَ الْقُرْآنَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ إِنَّكَ عَالِمٌ وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِئٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهِ حَتّٰى أُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيْلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيْهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيْهَا لَكَ قَالَ كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَادٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ بِهِ عَلٰى وَجْهِهِ ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۹۶:۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوْسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَ

جس آدمی نے علم پڑھا۔ اور پڑھایا۔ اور قرآن پڑھا۔ اسے لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کا پتہ دے گا۔ اور پہچانے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نے کیا عمل کیا۔ وہ کہے گا میں نے علم پڑھا۔ اور پڑھایا۔ اور تیری راہ میں قرآن پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا تم نے غلط کہا۔ تم نے اس لئے پڑھا۔ کہ تمہیں عالم کہا جائے۔ اور تم نے قرآن اس لئے پڑھا۔ کہ تمہیں قاری کہا جائے۔ اور یہ تمہیں کہہ دیا گیا۔ پھر حکم کیا جائے گا۔ اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے وسعت دی۔ اسے مختلف اقسام کے تمام مال عنایت کیے گئے۔ اسے لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں جتلائے گا۔ اور انہیں پہچانے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ تم نے ان نعمتوں میں کیا کام کیا۔ وہ کہے گا۔ میں نے ان تمام راہوں میں خرچ کیا۔ جن میں خرچ کرنا آپ کو پسند تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تم غلط کہتے ہو[1]۔ تم نے اس لئے خرچ کیا۔ کہ لوگ تمہیں سخی کہیں سو کہا گیا۔ پھر حکم ہو گا۔ اور منہ کے بل کھینچ کر اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ مسلم۔

۱۹۶۔ عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اللہ علم بندوں کے سینوں سے نہیں کھینچے گا۔ مگر علماء کی موت سے قبض فرمائے گا۔ یہاں تک کہ کسی عالم کو باقی نہیں رکھے گا۔ تو لوگ جہلاء کو اپنا رئیس بنائیں گے۔ ان سے پوچھا جائے گا۔ وہ علم کے بغیر

---

[1] **ریا کاری کا عمل کیوں قبول نہیں**:۔ اس حدیث کو ترمذی ابن حبان نسائی اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عمل خواہ کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو جب تک اس میں نیت کا اخلاص نہ ہو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ قبول نہیں ہوتا نمود و نمائش سے عمل ضائع ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ایک آدمی اگر زید کے گھر جا کر اس کا کوئی کام کرے تو اجرت بھی وہیں سے اسے لینی چاہئے یہ تو نہیں ہو سکتا کہ کام تو زید کا کرے اور اجرت عمرو سے مانگے اسی طرح جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے کام کیا وہ تو اللہ تعالیٰ سے مزدوری پانے کا حقدار ہے اور جس نے کام تو کیا ہو دنیا کو خوش کرنے کے لیے اور آفرین حاصل کرنے کے لیے لیکن ثواب کی

(باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَضَلُّوْا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۹۷۔ وَعَنْ شَقِیْقٍ قَالَ کَانَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ یُذَکِّرُ النَّاسَ فِیْ کُلِّ خَمِیْسٍ فَقَالَ لَہٗ رَجُلٌ یَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَوَدِدْتُ اَنَّکَ ذَکَّرْتَنَا فِیْ کُلِّ یَوْمٍ قَالَ اَمَا اِنَّہٗ یَمْنَعُنِیْ مِنْ ذٰلِکَ اَنِّیْ اَکْرَہُ اَنْ اُمِلَّکُمْ وَاِنِّیْ اَتَخَوَّلُکُمْ بِالْمَوْعِظَۃِ کَمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَخَوَّلُنَا بِھَا مَخَافَۃَ السَّاٰمَۃِ عَلَیْنَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

فتویٰ دیں گے۔ خود بھی گمراہ ہوں گے۔ اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے[1]۔ بخاری مسلم۔

۱۹۷۔ شقیقؓ فرماتے ہیں۔ عبداللہ بن مسعودؓ ہر جمعرات کو وعظ کیا کرتے تھے۔ ایک آدمی نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن میں چاہتا ہوں۔ کہ آپ ہمیں روزانہ وعظ فرمایا کریں۔ فرمایا مجھے اس سے یہی امر مانع ہے کہ میں آپ کو اکتا دوں۔ میں وعظ و نصیحت سے آپ کی خبر گیری کرتا ہوں جس طرح آنحضرت ہماری خبر گیری فرمایا کرتے تھے اس خطرہ سے کہ ہم اکتا نہ جائیں[2]۔ بخاری مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) توقع اللہ تعالیٰ سے رکھے تو یہ بالکل باطل ہے اللہ تعالیٰ ایسے عمل سے دستبردار ہو جاتے ہیں جس سے خدا تعالیٰ اور بندوں دونوں کو خوش کرنا مقصود ہو۔ قرآن پاک میں ہے وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **جہلا کا برسر اقتدار آنا علامت قیامت ہے**:۔ اس حدیث کو ترمذی۔ ابن ماجہ۔ نسائی اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد حجۃ الوداع میں فرمایا۔ آپ نے فرمایا علم کے ختم ہونے سے پہلے پہلے سیکھ لو تو ایک اعرابی نے کہا کہ علم کیسے اٹھ جائے گا آپ نے فرمایا کہ علماء کے فوت ہو جانے سے۔ اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلوں کو رئیس بنانے سے منع فرمایا ہے اور اطلاع فرمائی ہے کہ آخر زمانہ میں جاہل لوگ برسر اقتدار ہوں گے یہاں جاہل سے مراد دینی علوم سے جاہل ہیں ورنہ عام دنیا کے علوم سے وہ واقف ہوں گے جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے کہ برسر اقتدار طبقہ دیسے بڑی بڑی ڈگریاں رکھتا ہے لیکن اسلام سے بالکل ناواقف اور بے خبر ہے۔

[2] **تبلیغ کے آداب**:۔ اس حدیث کو ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ تبلیغ اور وعظ نہایت ضروری اور بڑی اہم چیز ہے لیکن اس کے لیے کچھ شرائط ہیں اور اسی طرح مبلغ کے لیے بھی کچھ احکام فرمائے ہیں۔ مبلغ کے لیے یہ احکام ہیں کہ تبلیغ کے وقت نہایت عقلمندی سے کام لے چبھتا ہوا انداز اختیار نہ کرے اور پیرایۂ بیان دلنشین ہو نہایت ہی اچھی مثالیں اور واقعات پیش کر کے مضمون کو واضح کرے اور اگر کوئی منکر یا مخالف سامنے ہو اور بحث مباحثہ کی ضرورت پیش آجائے تو ایسا طریق اختیار کرے کہ مقابل اس کی باتوں کو سننے اور قبول کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ ان تمام باتوں کے ...... باوجود اگر کبھی خدانخواستہ تبلیغ کے موقعہ پر مخالفوں کی طرف سے کچھ تکلیف پہنچے تو صبر کرے اور لوگوں کو ہر وقت مانوس کرنے کی کوشش کرے متنفر نہ کرے۔

وعظ اور نصیحت کے لیے یہ شرائط ہیں کہ جگہ اور موقع محل کو دیکھا جائے۔ مثلاً بازار میں کھڑے ہو کر آنے جانے والوں کو وعظ سنانا بے جا اور بے محل ہے اور پھر جس طرح کا وقت ہو اس کے مطابق وعظ کہا جائے۔ مثلاً شادی اور بیاہ کے موقعہ پر کفن دفن (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹۸:۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ اَعَادَهَا ثَلٰثًا حَتّٰى تُفْهَمَ عَنْهُ وَاِذَا اَتٰى عَلٰى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلٰثًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۱۹۹:۔ وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّهٗ اُبْدِعَ بِيْ فَاحْمِلْنِيْ فَقَالَ مَا عِنْدِيْ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا اَدُلُّهٗ عَلٰى مَنْ يَحْمِلُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَلَّ عَلٰى خَيْرٍ فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۰۰:۔ وَعَنْ جَرِيْرٍ قَالَ كُنَّا فِيْ صَدْرِ النَّهَارِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۹۸۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت جب گفتگو (وعظ وغیرہ) فرماتے۔ تو ایک بات تین دفعہ دہراتے۔ تاکہ آپ کی بات سمجھ لی جائے۔ اور جب کسی کے پاس آتے۔ تو تین دفعہ سلام کہتے۔[1] (بخاری)

۱۹۹۔ ابو مسعود انصاریؓ فرماتے ہیں۔ ایک آدمی آنحضرت کے پاس آیا۔ اور کہا کہ میری سواری بے کار ہو گئی ہے۔ آپ مجھے سواری عنایت فرما دیں۔ آپ نے فرمایا۔ میرے پاس تو کوئی چیز نہیں۔ ایک آدمی نے کہا۔ حضرت میں ایسے آدمی کا پتہ دیتا ہوں جو اسے سواری دے دے گا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص کسی بھلائی کا پتہ دے۔ اسے اتنا ہی اجر ملتا ہے۔ جس قدر بھلائی کرنے والے کو ملتا ہے۔[2] (مسلم)

۲۰۰۔ جریرؓ فرماتے ہیں۔ ہم شروع دن میں آنحضرت کے پاس تھے۔ ایک قوم آئی۔ ننگے بدن پر کمل یا عبا پہنے ہوئے تھے۔ گلے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کے مسائل بیان کرنے لگے تو یہ بالکل بے جا ہے اس وقت شادی کے متعلقہ احکام بیان کیے جائیں غم کے وقت غم سے متعلقہ احکام بتائے جائیں۔ پھر جب لوگ وعظ سننے پر آمادہ ہوں تب ان کو وعظ سنایا جائے اور یہ بھی ملحوظ رہنا چاہیے کہ طبیعتیں اکتا نہ جائیں۔ زیادہ دیر تک وعظ نہ کہے اور ہر وقت یا ہر روز وعظ نہ کہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **رسول اللہ کے وعظ کا طریقہ:**۔ اس حدیث کو احمد۔ ترمذی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وعظ کے ہر جملہ کو تین تین مرتبہ بیان نہیں فرمایا کرتے تھے بلکہ جہاں کچھ ابہام یا اشکال ہوتا تو واضح کرنے کے لیے دہرا دیا کرتے تھے۔ تین بار سلام کا مطلب یہ ہے کہ پہلا سلام اجازت کے لیے ہوتا۔ دوسرا داخلہ کے لیے اور تیسرا واپسی کے لیے اور اگر کوئی آواز نہ آتی تو تین بار سلام کہہ کر واپس آجاتے یعنی تین بار آواز نہ دی سلام کہہ دیا جس میں دعا بھی ہو گئی اور طلب اذان بھی

[2] **نیکی کا راستہ بتانے والے کا اجر:**۔ اس حدیث کو احمد، ابو داؤد، ترمذی، ابن حبان اور بزار نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں بھلائی پر کسی کو آمادہ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور فرمایا کہ ترغیب دینے والے کو کام کرنے والے کے برابر اجر ملتا ہے۔ کیونکہ اس عمل کے وقوع میں دو آدمی شریک ہیں ایک تو آمادہ کرنے والا اور دوسرا کام کرنے والا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَجَاءَهُ قَوْمٌ عُرَاةٌ مُجْتَابِي النِّمَارِ أَوِ الْعَبَاءِ مُتَقَلِّدِي السُّيُوفِ عَامَّتُهُمْ مِنْ مُضَرَ بَلْ كُلُّهُمْ مِنْ مُضَرَ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا رَأَى بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ وَأَقَامَ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا وَالْآيَةَ الَّتِي فِي الْحَشْرِ اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِنْ دِينَارِهِ مِنْ دِرْهَمِهِ مِنْ ثَوْبِهِ مِنْ صَاعِ بُرِّهِ مِنْ صَاعِ تَمْرِهِ حَتَّى قَالَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بِصُرَّةٍ كَادَتْ كَفُّهُ تَعْجِزُ عَنْهَا بَلْ قَدْ عَجَزَتْ ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ حَتَّى رَأَيْتُ

میں تلواریں لٹکائے ہوئے تھے۔ اکثر بلکہ سب ہی قبیلہ مُضر کے تھے۔ ان کی فاقہ کشی سے آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ آپ گھر سے باہر تشریف لائے۔ پھر بلال کو حکم دیا۔ انہوں نے اذان و اقامت کہی۔ اور آپ نے نماز پڑھائی۔ پھر خطبہ دیا۔ پھر فرمایا

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا الْآيَةَ (اے لوگو اللہ سے ڈرو۔ جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔ اور اسی جنس سے عورتوں کو پیدا کیا) اور سورہ حشر کی آیت اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ - (اللہ سے ڈرو۔ اور ہر آدمی سوچے۔ کہ اس نے کل کیلئے کیا کیا) لوگوں نے درہم و دینار کپڑے اور گندم اور کھجوروں کا صدقہ کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کھجور کے ٹکڑے کا صدقہ کرو۔ ایک انصاری ایک تھیلی اٹھا کر لایا۔ جس کے اٹھانے سے اس کے ہاتھ کمزور ہو رہے تھے۔ پھر لوگ پیسے لانے لگے[1]۔ یہاں تک کہ میں نے

---

[1] **مسنون کام کی ترغیب کا ثواب ہے بدعت کا نہیں**:۔ اس حدیث کو نسائی۔ ابن ماجہ، ترمذی اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اچھی باتوں کے لیے لوگوں کو ترغیب دینے کا اتنا بڑا اجر ملتا ہے کہ پھر جتنے بھی لوگ اس پر عمل کریں گے ان سب کے برابر اس اکیلے کو ثواب ملے گا۔ لیکن یہ ثواب ان چیزوں میں ملے گا جن کی اصل کتاب و سنت میں موجود ہو اور صرف وہی باتیں اچھی ہیں باقی سب چیزیں بری ہیں خواہ بظاہر ان کی شکل و صورت کتنی ہی خوشنما کیوں نہ ہو کیونکہ وہی تو بدعت کہلاتی ہیں ان میں اجر تو کجا الٹا بوجھ ہے۔ ان لوگوں کا افلاس اور تنگ دستی دیکھ کر آپ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا۔ اس کے دو سبب تھے ایک تو آپ رحمۃ للعالمین تھے۔ طبعًا ہر آدمی کے درد سے آپ تڑپ اٹھتے اور دوسرا سبب یہ تھا کہ مُضری قبائل آپ کے دور کے رشتہ دار بھی تھے۔ پہلے تو اپنے گھروں میں پیغام بھیجا جب وہاں سے کوئی چیز نہ مل سکی تو نماز ظہر کا وقت ہو رہا تھا۔ حضرت بلال کو حکم دیا کہ اذان کہیں۔ جب آدمی اکٹھے ہو گئے تو نماز کے بعد ان سے صدقہ کی اپیل کی۔ سورہ نساء کی آیت پڑھی اور بتایا کہ بنی آدم ہونے کے لحاظ سے یہ بھی آپ کے بھائی ہیں ان کی امداد کرو اور پھر جب انصاری نے صدقہ میں پہل کی تو بتایا کہ اب جتنے لوگ بھی صدقہ لاتے جائیں گے اس انصاری کو سب کے برابر اجر ملتا جائے گا۔ اور اب اسی حساب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كومين من طعام وثياب حتى رأيت وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم يتهلل كأنه مذهبة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سن في الإسلام سنة حسنة فله أجرها وأجر من عمل بها من بعده من غير أن ينقص من أجورهم شيء ومن سن في الإسلام سنة سيئة كان عليه وزرها ووزر من عمل بها من بعده من غير أن ينقص من أوزارهم شيء. رواه مسلم

۲۰۱: - وعن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقتل نفس ظلما إلا كان على ابن آدم الأول كفل من دمها لأنه أول من سن القتل. متفق عليه وسنذكر حديث معاوية لا يزال من أمتي في باب ثواب هذه الأمة إن شاء الله تعالى -

---

کھانے اور کپڑوں کے دو انبار دیکھے۔ اور میں نے دیکھا کہ آنحضرت کا چہرہ سونے کی طرح چمک رہا تھا پھر فرمایا جو آدمی اسلام میں اچھا طریقہ شروع کرے۔ اس کے لیے اپنا بھی اجر ہے۔ اور جو شخص اس کے بعد اس پر عمل کرے اس کا بھی اجر ہوگا۔ اس کے بغیر کہ کسی کے اجر سے کچھ کم کیا جائے۔ جو آدمی اسلام میں برا طریقہ شروع کرے۔ اس پر اس کا گناہ بھی ہوگا۔ اور جو اس پر اس کے بعد عمل کرے۔ اس کا جرم بھی اسی پر اور اس کے جرم میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ مسلم

۲۰۱- ابن مسعودؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کوئی جان ظلم سے قتل کی جائے۔ تو حضرت آدم کے پہلے فرزند[1] پر اس اس کے خون کا کچھ حصہ پڑ جاتا ہے کیونکہ اس نے پہلے پہل قتل کی سنت ایجاد کی۔ بخاری مسلم (حضرت معاویہ کی روایت کہ وہ حدیث عنقریب باب ثواب ہذہ الامۃ میں مرقوم ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے مرتبہ اور درجہ کا خیال کرنا چاہیئے کہ اس وقت دنیا میں جو بھی خیر و برکت، نیکی و تقویٰ، شرافت و پرہیزگاری موجود ہے سب انہی کی بدولت ہے تو دنیا میں جتنے بھی لوگ نیک کام کر رہے ہیں ان سب کے برابر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علیحدہ اجر مل رہا ہے اور پھر آپ کے ذاتی اعمال ساری دنیا کے اعمال سے زائد ہیں یہی معنی ہے اس حدیث کا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں ساری دنیا کے برابر تولنے کے بعد کہا گیا کہ اگر ساری دنیا بھی ایک پلڑے میں رکھ دی جائے اور دوسرے پلڑے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رکھ دیا جائے تو یہی بوجھل اور وزنی ہوں گے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **آدم کے دو بیٹوں میں قتل کا واقعہ:** اس حدیث کو ترمذی نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے ہاں جب بھی ولادت ہوتی تو جوڑا بچے پیدا ہوتے ایک لڑکی اور دوسرا لڑکا۔ پہلے بطن کے بچوں کا نکاح پچھلے بطن کے بچوں سے ہو جاتا۔ قابیل کے ساتھ جو لڑکی پیدا ہوئی اس کا نام اقلیما تھا۔ یہ بڑی خوبصورت لڑکی تھی آدم علیہ السلام نے جب اس لڑکی کا نکاح ہابیل سے کرنا چاہا تو قابیل نے کہا کہ میں اپنے ساتھ والی لڑکی سے خود نکاح کروں گا۔ ہابیل کو نہیں کرنے دوں گا تو آدم علیہ السلام نے فرمایا یہ منع ہے بہت رقابت اور حسد کی بنا پر قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا۔ گویا دنیا میں پہلا قتل ناحق ایک عورت کی وجہ سے ہوا۔ اب جو بھی دنیا میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۲۰۲- عَنْ کَثِیْرِ ابْنِ قَیْسٍ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا مَعَ اَبِی الدَّرْدَاءِ فِیْ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَجَاءَہٗ رَجُلٌ فَقَالَ یَا اَبَا الدَّرْدَاءِ اِنِّیْ جِئْتُکَ مِنْ مَدِیْنَۃِ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِحَدِیْثٍ بَلَغَنِیْ اَنَّکَ تُحَدِّثُہٗ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا جِئْتُ لِحَاجَۃٍ قَالَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ سَلَکَ طَرِیْقًا یَطْلُبُ فِیْہِ عِلْمًا سَلَکَ اللّٰہُ بِہٖ طَرِیْقًا مِنْ طُرُقِ الْجَنَّۃِ وَاِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَھَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَاِنَّ الْعَالِمَ لَیَسْتَغْفِرُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالْحِیْتَانُ فِیْ جَوْفِ الْمَاءِ وَاِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ عَلٰی سَائِرِ الْکَوَاکِبِ وَاِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ وَاِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِیْنَارًا وَّلَا دِرْھَمًا وَاِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَہٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ وَسَمَّاہُ التِّرْمِذِیُّ قَیْسَ بْنَ کَثِیْرٍ۔

دوسری فصل

۲۰۲- کثیر بن قیس فرماتے ہیں۔ میں دمشق کی مسجد میں حضرت ابودرداء کے پاس بیٹھا تھا۔ ان کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا۔ اے ابودردا۔ میں آپ کے پاس مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آیا ہوں مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ آپ آنحضرت سے ایک حدیث نقل فرماتے ہیں مجھے اس حدیث کے سننے کے سوا اور یہاں کوئی کام نہیں۔ ابودرداء نے کہا۔ میں نے آنحضرت سے سنا ہے۔ جو آدمی علم کی طلب کے لیے سفر کرے۔ اللہ اس کے لیے جنت کی راہ کھول دیتا ہے۔ اور فرشتے طالب علم کی رضا کے لیے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ اور پورے عالم کے لئے آسمان اور زمین کی ہر چیز دعائے رحمت و استغفار کرتی ہے۔ اور مچھلیاں پانی کی تہ میں اور عالم کو عابد پر اس قدر فضیلت حاصل ہے۔ جس طرح بدر کو تمام ستاروں پر اور علماء نبیوں کے وارث ہیں اور انبیاء کی وراثت سونا اور چاندی نہیں۔ وہ علم ہے جو وراثت میں چھوڑتے ہیں۔ جس نے اسے لے لیا۔ اسے بہت بڑا حصہ مل گیا۔ (احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ دارمی۔ ترمذی) نے راوی کا نام قیس بن کثیر بیان کیا ہے۔[1]

---

[1] **علمائے حق کی فضیلت:**۔ اس حدیث کی سند میں اختلاف ہے یہاں پہلا راوی کثیر بن قیس بیان کیا گیا ہے اور ترمذی میں قیس بن کثیر ہے اور بعض لوگوں نے عاصم بن رجاء اور کثیر بن قیس کے درمیان داؤد بن جمیل کا واسطہ نقل کیا ہے اور ترمذی نے کہا یہ زیادہ صحیح ہے۔ علاوہ ازیں یہ حدیث بیہقی اور ابن حبان میں بھی ہے۔ اس حدیث میں اس آدمی کی فضیلت بیان کی گئی ہے جو اپنے اوقات کا اکثر حصہ طلب علم میں گذارے۔ حضرت ابو الدرداء نے جب اس آدمی سے سنا کہ صرف حدیث سننے کے لیے آتا (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۰۳:۔ وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ الْبَاهِلِیِّ قَالَ ذُکِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ اَحَدُھُمَا عَابِدٌ وَالْاٰخَرُ عَالِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِیْ عَلٰی اَدْنَاکُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَآئِکَتَہٗ وَاَھْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتَّی النَّمْلَۃَ فِیْ جُحْرِھَا وَحَتَّی الْحُوْتَ لَیُصَلُّوْنَ عَلٰی مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَیْرَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاہُ الدَّارِمِیُّ عَنْ مَکْحُوْلٍ مُرْسَلًا وَلَمْ یَذْکُرْ رَجُلَانِ وَقَالَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِیْ عَلٰی اَدْنَاکُمْ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا وَسَرَدَ الْحَدِیْثَ اِلٰی اٰخِرِہٖ۔

۲۰۴:۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ النَّاسَ لَکُمْ تَبَعٌ وَاِنَّ رِجَالًا یَاْتُوْنَکُمْ مِنْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ یَتَفَقَّھُوْنَ فِی الدِّیْنِ فَاِذَا اَتَوْکُمْ فَاسْتَوْصُوْا بِھِمْ خَیْرًا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

۲۰۳۔ ابو امامہ باہلی فرماتے ہیں۔ آنحضرت کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا۔ ایک عالم تھا۔ دوسرا عابد حضرت نے فرمایا عالم کو عابد پر اس قدر فضیلت ہے۔ جیسے مجھ کو امت کے معمولی آدمی پر پھر آنحضرت نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے اور آسمان اور زمین کی تمام مخلوق اور چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں اور مچھلیاں اہل علم کے لیے دعا کرتی ہیں۔ ترمذی اور دارمی مکحول سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ دو آدمیوں کا ذکر نہیں اور فرمایا عالم کو عابد پر اتنی فضیلت ہے۔ جیسے مجھے تم میں سے ایک معمولی آدمی پر پھر یہ آیت پڑھی اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا اور علماء ہی اللہ سے ڈرتے ہیں[1]۔ پھر باقی حدیث کا ذکر کیا۔

۲۰۴۔ ابو سعید خدری سے روایت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ لوگ تمہارے تابع ہیں اور بہت سے مختلف اطراف سے دین کے علم کی طلب کے لئے تمہارے پاس آئیں گے۔ جب وہ تمہارے پاس آئیں۔ تو ان کے ساتھ تم لوگ بہتر سے بہتر سلوک کرنا[2]۔ ترمذی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) سفر کر کے آیا ہوں تو اس کو خوش کرنے کے لیے آنحضرت کی یہ حدیث بھی سنا دی اور ممکن ہے کہ وہ یہی حدیث سننے کے لیے آیا ہو یا وہ حدیث کوئی اور ہو لیکن اس کا یہاں تذکرہ نہیں۔ مچھلیوں کا ذکر خاص طور پر کیا کیونکہ یہ زمین کی مخلوقات میں سے نہیں ہیں اس سے یہ اشارہ کرنا مقصود ہے کہ دنیا میں جو بارشیں وغیرہ برستی ہیں اور رحمت خداوندی کا نزول ہوتا ہے وہ بھی اہل حق علماء کی برکت سے ہوتا ہے

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] **علمائے حق کی فضیلت**:۔ اس حدیث کو بزار نے بھی روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے اس کو غریب حسن اور صحیح کہا ہے اور اس حدیث کا بھی وہی مطلب ہے جو پہلی حدیث کا تھا۔

[2] **اہل حدیث طلباء کی فضیلت**:۔ اس حدیث کا معنی واضح ہے اس میں اساتذہ کو حکم دیا گیا ہے کہ دین (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۰۵۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْحَكِیْمِ فَحَیْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَاِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْفَضْلِ الرَّاوِیْ یُضَعَّفُ فِی الْحَدِیْثِ۔

۲۰۶۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقِیْهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۲۰۷۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ وَوَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَیْرِ اَهْلِهٖ كَمُقَلِّدِ الْخَنَازِیْرِ الْجَوَاهِرَ وَاللُّؤْلُؤَ وَالذَّهَبَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ رَوَی الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ اِلٰی قَوْلِهٖ مُسْلِمٍ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ

۲۰۵۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ حکمت کی بات حکیم کی گم شدہ چیز ہے۔ جہاں اسے ملے۔ وہی اس کا حقدار ہے[۱]۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔ ابراہیم بن فضل راوی اس میں ضعیف ہے۔

۲۰۶۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ عقلمند عالم ایک شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ سخت ہے[۲]۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔

۲۰۷۔ حضرت انس فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ علم کا طلب کرنا۔ ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔ اور نالائق آدمی کو علم پڑھنا ایسا ہے۔ جیسے ہیرے جواہرات اور سونے کا ہار خنزیر کے گلے میں ڈال[۳] دیا جائے[۴]۔ ابن ماجہ شعب الایمان بیہقی میں صرف لفظ مسلم

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) کے طالب علموں کی عزت کیا کریں اور یہ اسی طرح کا حکم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ جب یہ غریب اور نادار مسلمان آپ کی خدمت میں آیا کریں تو آپ خود ان کو سلام کہا کریں۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ حدیث سند کے لحاظ سے ضعیف ہے کیونکہ اس کا ایک راوی عمارہ بن جوین ضعیف ہے لیکن اسکی تائید ابن ماجہ کی حدیث سے ہو جاتی ہے اور وہ حسن ہے

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] حق بات جہاں سے ملے لے لو:۔ اس حدیث کو ابن حبان و ابن عساکر، بزار اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے "جہاں اس کو پالے وہ اس کا زیادہ حقدار ہے" مطلب یہ ہے کہ اگر بات صحیح ہو تو یہ نہ دیکھا جائے کہ کہنے والا حقیر یا کم علم ہے اس کو ضرور لے لو اور اسی طرح اگر بات غلط ہو تو یہ نہ دیکھا جائے کہ کہنے والا بہت بڑا عالم ہے بلکہ اس کو چھوڑ دو اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی مجتہد کا اجتہاد غلط ثابت ہو جائے تو اس کو چھوڑ دینا چاہئے۔

[۲] فقیہ کون ہو سکتا ہے:۔ اس کو بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ احمد اور ابن حبان میں اس کے شاہد موجود ہیں۔ عابد کی نیکی اسی کی ذات تک محدود ہے دوسرے کو اس سے کوئی فائدہ نہیں لیکن عالم کا فائدہ متعدی ہے وہ ایک دنیا کو اپنے ہمراہ لے کر جنت میں جاتا ہے یہاں فقیہ سے مراد کتاب وسنت کا عالم ہے۔ مروجہ فقیہ مراد نہیں کیونکہ یہ فقیہ تو اس وقت موجود نہ تھے۔

[۳] قرآن وسنت میں تقلید کا لفظ حیوانوں کے لیے ہے:۔ اگر کئی ایک ضعیف طرق جمع ہو جائیں (باقی بر صفحہ آئندہ)

www.KitaboSunnat.com

مَتْنُہٗ مَشْھُوْرٌ وَاِسْنَادُہٗ ضَعِیْفٌ وَقَدْ رُوِیَ مِنْ اَوْجُہٍ کُلُّھَا ضَعِیْفٌ۔

۲۰۸:- وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ لَا یَجْتَمِعَانِ فِیْ مُنَافِقٍ حُسْنُ سَمْتٍ وَلَا فِقْہٌ فِی الدِّیْنِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

۲۰۹:- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَھُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ حَتّٰی یَرْجِعَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

تک ہے۔ اور کہا اس حدیث کا متن تو مشہور ہے۔ اور اس کی سند کے تمام طریقے ضعیف ہیں۔

۲۰۸۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ دو عادتیں منافق میں اکٹھی نہیں ہوتیں۔ اچھے اخلاق۔ اور دین میں سمجھ[1]۔ ترمذی

۲۰۹۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص علم کی طلب میں گھر سے نکلے۔ وہ مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے یہاں تک کہ وہ واپس گھر آجائے۔ ترمذی۔ دارمی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) تو بعض کو بعض سے تقویت ہوجاتی ہے اور اس حدیث کے معنی کی تائید قرآن مجید کی آیت سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَۃٍ مِّنْھُمْ طَآئِفَۃٌ لِّیَتَفَقَّھُوْا فِی الدِّیْنِ ۔ پھر علم کی دو قسمیں ہیں ایک دنیا کا علم اور دوسرا دین کا۔ دنیا کا علم حسب ضرورت سیکھے خدا تعالیٰ کو یہ بھی پسند ہے پھر دین کا علم دو قسم ہے۔ فرائض، واجبات اور نواہی کا علم یہ فرض ہے اور دوسرا مستحبات، نوافل اور اباحت کا علم اس کا سیکھنا فرض کفایہ ہے۔ نااہل کو علم نہیں سکھانا چاہیئے مثلاً جاہلوں کے آگے تصوف یا الٰہیات کی تاریکیاں بیان کرے گا تو نفع سے نقصان بڑھ جائے گا۔ خدا کی شان ہے کہ تقلید کا لفظ جہاں بھی قرآن یا حدیث میں آیا ہے حیوانوں کے لیے استعمال ہوا اور اب انسانوں نے اس لفظ کو اپنے لیے پسند کر لیا ہے۔

ان تمام احادیث کا حاصل یہ ہے کہ نیکی اور صلاحیت دو قسم کی ہے ایک وہ جس کا اثر نیکی کرنے والے کی ذات تک محدود ہو دوسرے تک نہ پہنچے دوسری وہ جس کا اثر دوسروں پر پڑے اور لوگ بھی اس سے مستفید ہوں۔ عالم شیطان کی شرارتوں کا توڑ جانتا ہے اس کی اصلاح کے لیے اس میں استعداد ہے اس سے لوگ متاثر ہوتے ہیں اس سے شیطان کے مقاصد کو نقصان پہنچتا ہے اور حق کو فائدہ۔ عابد اپنی اصلاح کرتا ہے اس کا فائدہ اس کی اپنی ذات تک ہے۔ دوسروں کو اس سے کوئی فائدہ نہیں یہ صلاحیت صرف اس کی ذات تک محدود ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] فقہ کا کیا مطلب ہے:۔ معلوم ہوا کہ منافق میں ان صفات میں سے ایک صفت تو پائی جاتی ہے دونوں اکٹھی نہیں پائی جاتیں اور فقہ یہ ہے کہ دل میں دین کی سمجھ پیدا ہو پھر اس کے مطابق قول و فعل ہو اور دل میں خوف خدا و تقویٰ پیدا ہو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۱۰:- وَعَنْ سَخْبَرَةَ الْأَزْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ كَانَ كَفَّارَةً لِّمَا مَضٰى رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ ضَعِيْفُ الْإِسْنَادِ وَأَبُوْ دَاوُدَ الرَّاوِيْ يُضَعَّفُ۔

۲۱۱:- وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَّشْبَعَ الْمُؤْمِنُ مِنْ خَيْرٍ يَّسْمَعُهٗ حَتّٰى يَكُوْنَ مُنْتَهَاهُ الْجَنَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۲۱۲:- وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهٗ ثُمَّ كَتَمَهٗ أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ أَنَسٍ۔

۲۱۳:- وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ أَوْ لِيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ أَوْ يَصْرِفَ بِهٖ وُجُوْهَ النَّاسِ إِلَيْهِ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ۔

۲۱۰- سخبرہ ازدیؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص علم کی طلب میں نکلے یہ اس کے گذشتہ گناہوں کا کفارہ ہوگا[1] ترمذی دارمی۔ ترمذی نے کہا۔ اس کی سند میں ابوداؤد راوی ضعیف ہے۔

۲۱۱- ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ مومن کی طبیعت علم کی باتیں سننے سے سیر نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ اس کا منتہیٰ جنت ہو جاتا ہے۔ ترمذی

۲۱۲- ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جس سے علم کی بات دریافت کی جائے۔ جسے وہ جانتا ہو۔ اور وہ اسے چھپائے اسے قیامت[2] کے دن آگ (دوزخ) کی لگام دی جائے گی۔ احمد۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ حضرت انس سے۔

۲۱۳- کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص اس لیے علم سیکھے تاکہ علماء پر فخر کرے۔ اور بیوقوف لوگوں سے جھگڑے یا لوگوں کی توجہ اپنی طرف پھیرے۔ اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا۔ ترمذی ابن ماجہ ابن عمر سے۔

---

[1] **طالب حق عالم کا خاتمہ بالخیر ہوتا ہے:**۔ اس کو ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں بیان کیا ہے اس کے کچھ شواہدات طبرانی میں بھی ہیں۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ جو طلب حق کے لیے علم حاصل کرتا ہے اور اسی شغل تعلیم و تعلم میں اس کی موت ہو جائے تو انشاء اللہ اس کا خاتمہ اچھا ہوگا

[2] **کتمان حق کی سزا:**۔ اس حدیث کو حاکم نسائی اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ سزا گناہ کے مطابق ملتی ہے چونکہ اس شخص نے بیان کرنے کے وقت اپنے منہ کو لگام دیکر خاموشی اختیار کر لی تھی لہٰذا قیامت کو اس کے منہ میں آگ لگام دیدی جائیگی۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جو حق بات کو چھپا کر خاموش رہے وہ حقیقت میں گونگا شیطان ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۱۴:۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللهِ لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَعْنِي رِيحَهَا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُودَاؤدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۲۱۵:۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَضَّرَ اللهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِي فَحَفِظَهَا وَوَعَاهَا وَأَدَّاهَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرُ فَقِيهٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ ثَلٰثٌ لَا يَغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ وَالنَّصِيحَةُ لِلْمُسْلِمِينَ وَلُزُومُ جَمَاعَتِهِمْ فَإِنَّ دَعْوَتَهُمْ تُحِيطُ مِنْ وَرَائِهِمْ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَدْخَلِ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُودَاؤدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ إِلَّا أَنَّ التِّرْمِذِيَّ وَأَبَا دَاؤدَ لَمْ يَذْكُرَا ثَلٰثٌ لَا يَغِلُّ عَلَيْهِنَّ إِلَى اٰخِرِهٖ۔

۲۱۴- ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو علم اللہ کی رضامندی کے لیے سیکھنا چاہیئے۔ کوئی شخص اسے دنیا حاصل کرنے کے لیے سیکھے تو جنت کی خوشبو (ہوا) نہ پا سکے گا[1]۔ احمد۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔

۲۱۵- ابن مسعودؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش رکھے۔ جو میری بات سن کر اسے یاد رکھے۔ اور ادا کرے۔ بہت سے فقہ کے جاننے والے فقیہ نہیں ہوتے اور بہت اہل علم ایسے لوگوں تک علم پہنچاتے ہیں۔ جو ان سے زیادہ سمجھدار ہوتے ہیں۔ تین چیزوں میں مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا۔ ۱ اللہ کے لیے خالص عمل ۲ عامۃ المسلمین کی خیر خواہی ۳ اور ان کی جماعت کا ساتھ دینا۔ کیونکہ ان کی دعوت پورے ماحول پر حاوی ہوتی ہے[2]۔ (شافعی بیہقی مدخل میں احمد۔ ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ) دارمی زید بن ثابت سے ترمذی اور ابوداؤد کی روایت میں ثلث لا یغل الخ کے لفظ نہیں ہیں۔

---

[1] **علم حاصل کرنے کا مقصد:۔** اس حدیث کو ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ دینی علوم کے حاصل کرنے میں صرف نیت خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی ہونی چاہئے اور پھر اگر اس سے دنیوی فوائد بھی حاصل ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر نیت ہی دنیوی فوائد کے حصول کی ایسا عالم بدترین انسان ہے یہ جنت میں کبھی نہ جائے گا اور دنیوی علوم دنیوی فوائد حاصل کرنے کے لیے پڑھنا جائز ہے۔ بشرطیکہ ان علوم کو حاصل کرنا شریعت میں منع نہ ہو مثلاً نجوم اور سحر اور راگ رنگ کے علوم۔

[2] **اہلحدیثوں کو آنحضرت کی خوشخبری:۔** اس حدیث کو نسائی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ محدثین کرام کے حق میں آنحضرت کی یہ دعا کتنی برکتوں کی حامل ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ اگر حدیث کا حاصل کرنے میں اور کوئی بھی اجر نہ ملتا صرف آنحضرت کی یہ دعا ہی ہوتی تو یہ بھی اس کا بہت بڑا معاوضہ تھا۔ چہ جائیکہ محدثین کرام کے لیے اللہ تعالیٰ نے بیشمار دینی و دنیوی منافع تیار کر رکھے ہیں۔ نیز اس حدیث سے روایت بالالفاظ کی ترغیب بھی نکلتی ہے۔ روایت بالمعنی کو محدثین نے دینی ضرورت کی بنا (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۱۶:- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى لَهُ مِنْ سَامِعٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ۔

۲۱۷:- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّقُوا الْحَدِيْثَ عَنِّيْ اِلَّا مَا عَلِمْتُمْ فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَجَابِرٍ وَلَمْ يَذْكُرْ اِتَّقُوا الْحَدِيْثَ عَنِّيْ اِلَّا مَا عَلِمْتُمْ۔

۲۱۶- ابن مسعود فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس آدمی کو خوش رکھے۔ جس نے ہم سے کچھ سنا۔ پھر جیسے سُنا۔ اسی طرح پہنچا دیا۔ بہت سے لوگ جن کو (علم) پہنچایا گیا۔ (شاگرد) اسے سننے والے (استاد) سے زیادہ محفوظ رکھتے ہیں[1]۔ ترمذی۔ ابن ماجہ لیکن دارمی ابو درداء سے

۲۱۷- ابن عباس سے مروی ہے۔ مجھ سے حدیث بیان کرنے میں پرہیز کرو۔ جب تک یقین نہ ہو۔ کیونکہ جو شخص مجھ پر عمداً جھوٹ بولے۔ اسے اپنی جگہ جہنم میں بنانی چاہیئے[2]۔ (ترمذی) ابن ماجہ نے اس کو ابن مسعودؓ اور جابرؓ سے روایت کیا ہے۔ اور اتقوا الحدیث عنی الخ کا ذکر نہیں کیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) پر جائز رکھا ہے لیکن افضل بہرحال روایت باللفظ ہے۔ مسلمانوں کی دعا ہر اس مسلمان کو پہنچتی ہے جو جماعت سے وابستہ رہے۔ جماعت سے علیحدہ ہو جانے والا مسلمانوں کی دعاؤں سے بے نصیب رہتا ہے۔

۳ حدیث میں جماعتی زندگی کی ترغیب دی گئی ہے اور لزوم جماعت کا حکم فرمایا ہے التزام با جماعت کا حکم تمام مسلمانوں کو محیط ہے۔ اسلام انفرادی زندگی کو پسند نہیں کرتا جو بھی نظام دین کی خدمت کے لیے بنایا جائے اس کا ساتھ دینا چاہیے اس کی مخالفت سے بچنا چاہیے اور اس کے ساتھ ممکن طور پر تعاون کرنا چاہیئے جب تک کہ اس نظام میں کفر کی حمایت نہ ہو۔ (راہم) (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱ **روایت باللفظ افضل ہے**:- اس حدیث کو احمد، ابوداؤد اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں روایت باللفظ کی وجہ بتلا دی ہے کہ بعض دفعہ حدیث سننے والا اس کے صحیح مطلب کو نہیں سمجھ سکتا اور کوئی دوسرا جو اس سے زیادہ عقلمند ہوتا ہے وہ انہی الفاظ سے حدیث کا مطلب سمجھ لیتا ہے اور اگر کسی نے روایت کا مفہوم اپنی دانست کے موافق اپنے الفاظ میں بیان کر دیا تو ہو سکتا ہے کہ اس کے معنی متعین کرنے میں اس سے غلطی سرزد ہو جائے۔

۲ **آنحضرت پر جھوٹ باندھنا کفر ہے**:- اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جان بوجھ کر جھوٹ بولنا کبیرہ گناہ ہے۔ بلکہ بعض کے نزدیک کفر ہے۔ نبی صلعم کے الفاظ یقینی طور پر یاد ہوں یا کم از کم ظن غالب ہو (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۱۸:- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْاٰنِ بِرَأْيِهٖ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ وَفِي رِوَايَةٍ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْاٰنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۲۱۹:- وَعَنْ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْاٰنِ بِرَأْيِهٖ فَاَصَابَ فَقَدْ اَخْطَاَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤدَ۔

۲۲۰:- وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمِرَاءُ فِي الْقُرْاٰنِ كُفْرٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ -

---

۲۱۸- اور انہی سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو قرآن میں اپنی رائے سے کہے۔ اسے اپنی جگہ جہنم میں بنانی چاہیے۔ ایک روایت میں ہے جو شخص علم کے بغیر قرآن کی تفسیر کرے۔ اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنانا چاہیے[1]۔ ترمذی۔

۲۱۹- حضرت جُندُب فرماتے ہیں۔ جو شخص قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرے۔ وہ صحیح بھی ہو جائے۔ تو بھی اس نے غلطی کی[2]۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔

۲۲۰- حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ قرآن میں جھگڑنا کفر ہے[3]۔ (احمد۔ ابوداؤد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ان کی نسبت کرنا جائز ہے ورنہ نہیں ۱۲ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] قرآن کی تفسیر کا اصول:۔ اس کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے قرآن پاک کے الفاظ کے انتخاب میں اللہ تعالیٰ نے ہزاروں مصلحتیں رکھی ہیں۔ مفصل مطلب اگلی حدیث میں آرہا ہے۔

[2] قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے نہ کرے:۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ یعنی سب سے بڑا گناہ تو یہی ہے کہ آدمی بغیر کسی دلیل کے قرآن مجید کی تفسیر کرنے میں بے باک ہو جائے۔ مشہور مقولہ ہے "کلام الملوک ملوک الکلام" بادشاہوں کا کلام کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے۔ قرآن پاک کے ایک ایک لفظ میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار مصلحتیں رکھی ہیں ان باریکیوں کی تہ تک کبھی انسان نہیں پہنچ سکتا اگر کسی آیت کی تفسیر خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کر دی ہو یا خود قرآن مجید میں اس کی مراد واضح کر دی گئی ہو تو فہو المراد ورنہ اس کی تفسیر کے لیے صحابہ کرام اور سلف صالحین کے اقوال۔ ناسخ منسوخ کی پہچان۔ علم تاریخ نزول آیات اور صرف ونحو کے علوم کا جاننا لازمی چیز ہے پھر بھی آدمی یہ نہ سمجھے کہ جو کچھ میں نے سمجھ لیا ہے یہ بہرحال صحیح ہے۔ نہیں اس میں ہر وقت غلطی کا امکان ہے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ یا الٰہی میری زبان اور قلم پر حق بات جاری کر دے ۱۲۔

[3] قرآنی آیات کو ایک دوسرے کے خلاف کہنا کفر ہے:۔ اس حدیث کو ابن حبان، حاکم اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ قرآن کی بعض آیتوں کو بعض آیتوں کے خلاف بتانا کرنا کفر ہے کیونکہ اس سے اپنے دل میں بھی اور سننے والے کے (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۲۱:۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمًا يَتَدَارَءُوْنَ فِي الْقُرْاٰنِ فَقَالَ اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِهٰذَا ضَرَبُوْا كِتَابَ اللّٰهِ بَعْضَهٗ بِبَعْضٍ وَاِنَّمَا نَزَلَ كِتَابُ اللّٰهِ يُصَدِّقُ بَعْضُهٗ بَعْضًا فَلَا تُكَذِّبُوْا بَعْضَهٗ بِبَعْضٍ فَمَا عَلِمْتُمْ مِنْهُ فَقُوْلُوْا وَمَا جَهِلْتُمْ فَكِلُوْهُ اِلٰى عَالِمِهٖ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۲۲۲:۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ لِكُلِّ اٰيَةٍ مِّنْهَا ظَهْرٌ وَّبَطْنٌ وَلِكُلِّ حَدٍّ مُّطَّلَعٌ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ۔

۲۲۱۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ اور اپنے دادا سے روایت فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ایک قوم کو سنا۔ وہ قرآن میں جھگڑ رہے تھے۔ فرمایا تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ وہ اللہ کی کتاب کے بعض حصوں کو بعض سے ٹکراتے۔ حالانکہ اللہ کی کتاب کے بعض حصے بعض کی تصدیق کرتے تھے۔ اس لیے اللہ کی کتاب کے بعض حصوں کو تکذیب کا ذریعہ نہ بناؤ۔ جو کچھ تمہیں معلوم ہو۔ اسے بیان کرو۔ اور جو معلوم نہ ہو اسے کسی جاننے والے کے سپرد کردو[1]۔ احمد۔ ابن ماجہ۔

۲۲۲۔ ابن مسعود فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ قرآن سات لغت پر نازل کیا گیا۔ ہر آیت کا ایک ظاہر ہے۔ ایک باطن اور ہر انتہا کے لیے ایک مقام ہے[2][3] شرح السنہ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) دل میں بھی شکوک پیدا ہوتے ہیں۔ پھر آدمی متشابہات کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس سے طبیعت انکار کی طرف مائل ہو جاتی ہے اور اسی کو یہاں کفر سے تعبیر کیا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **قرآن ایک دوسرے کا مخالف نہیں:۔** اس حدیث کو بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اس کا ایک قوی شاہد طبرانی میں بھی ہے۔ آدمی کو چاہیے کہ اگر بعض آیات کی نسبت کچھ شکوک و شبہات پیدا ہوں تو صدق دل سے کسی اہل علم کی طرف رجوع کرے۔ آیتوں کو آپس میں ٹکرانے کی کوشش نہ کرے کیونکہ ان میں تطبیق ممکن ہے اور قرآن مجید کی کوئی آیت کسی دوسری آیت کے مخالف نہیں بلکہ اس کی مؤید ہے کمی فہم کے سبب اگر سمجھ نہ آئے تو عالموں سے پوچھے۔

[2] **قرآن سات لہجوں سے پڑھا جا سکتا ہے:۔** اس کو احمد، طبرانی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ سات حروف سے سات لغات مراد ہیں جو عرب میں مشہور تھیں۔ لغت قریش[1]۔ طے[2]۔ ہوازن[3]۔ اہل یمن[4]۔ ثقیف[5]۔ ہذیل[6] اور بنو تمیم[7] یا اس سے سات قراءتیں مراد ہیں جیسے کہ قراء سبعہ کی قراءتیں مشہور ہیں۔ ظہر سے مراد قرآن کے الفاظ ہیں اور بطن سے مراد معانی اور ہر حرف کے لیے تلاوت اور تفسیر میں ایک حد ہے تلاوت کی حد تو یہ ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ سے تجاوز نہ کرے اور تفسیر کی حد یہ ہے کہ سماعی چیزوں سے آگے نہ بڑھے اور مطلع سے مراد اس کا ثواب یا عذاب ہے۔

[3] حرف سے مراد یہاں لغت ہے یعنی قرآن مجید کی عربیت میں فصحاء عرب سے سات قبیلوں کی زبان اور محاورات (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۲۳:۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعِلْمُ ثَلٰثَةٌ اٰيَةٌ مُّحْكَمَةٌ اَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ اَوْ فَرِيْضَةٌ عَادِلَةٌ وَمَا كَانَ سِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ فَضْلٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۲۲۴:۔ وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُصُّ اِلَّا اَمِيْرٌ اَوْ مَامُوْرٌ اَوْ مُخْتَالٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ وَفِيْ رِوَايَتِهٖ اَوْ مُرَاءٍ بَدَلَ اَوْ مُخْتَالٍ۔

۲۲۳۔ عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ علم تین ہیں۔ آیت محکم[1] (جس کا مطلب صاف ہے۔ اس میں تاویل کی گنجائش نہیں اس کا مقصد واضح ہے۔) آنحضرت کی سنت ثابت (جو آنحضرت سے صحیح طور پر ثابت ہے۔ اصول محدثین کے مطابق عقل اور لغت کی روشنی میں اس کا ثبوت موجود ہے[2] اور ایسے فرائض جن کی بنا عدل پر ہے۔ (یعنی امت مرحومہ نے اسے اجماعی طور پر قبول کر لیا ہے یا پھر عمل اور توازن کے مختلف نظائر سے حکم معلوم کر لیا گیا۔ جہاں کوئی علت پائی گئی۔ اس کا حکم بھی پایا گیا۔ اس حدیث میں ادلہ اربعہ کتاب و سنت اجماع اور قیاس کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔) اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ فضول[1] ہے۔

۲۲۴۔ عوف بن مالک اشجعی سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ نہیں وعظ کہتا۔ مگر امیر یا جسے امیر حکم کرے۔ یا متکبر[2] آدمی[3] ابوداؤد مگر دارمی نے اسے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا ہے۔ اور ایک روایت میں مختال کی جگہ مراء ریا کار کا لفظ مذکور ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ ہر زبان میں مختلف لحاظ ہوتے ہیں اور لب و لہجہ کا فرق پایا جاتا ہے ان میں جو عام اور متعارف اور بول چال میں آسان ہوں وہی فصیح اور بلیغ سمجھے جاتے ہیں یہی حال عربی زبان کا ہے قرآن عزیز کے لب و لہجہ میں ان قبائل کا لحاظ رکھا گیا جو فصیح اور بلیغ ہیں ظہر اور بطن کا مطلب یہ ہے کہ بعض آیات کے مطالب ظاہر ہیں ان میں کچھ پیچ اور تاویل نہیں بعض میں کسی قدر خفا ہے اس میں دقت نظر کی ضرورت ہے۔ ان مقاصد پر ہر شخص حاوی نہیں ہو سکتا بلکہ ان مقاصد کی ایک حد اور انتہا ہے وہاں انسانی کوششیں ختم ہو جاتی ہیں اس سے آگے زیغ، کجروی اور تحریف کی راہیں کھل جاتی ہیں اس سے پرہیز کرنا ضروری ہے (نہایہ ابن اثیر) (راسم) (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **دین کا ماخذ کیا ہے؟** :۔ یعنی علم تین ہیں۔ آیت محکم قرآن مجید۔ سنت محفوظ (جس کی سند اور متن صحیح سلامت ہو) یعنی حدیث۔ فریضۂ عادلہ سے مراد قیاس اور اجتہاد ہے۔ صحابہ کا اجماع بھی اصل میں قیاس اور اجتہاد کے ماتحت آ گیا۔ یہی چیزیں دین کا ماخذ ہیں۔ لیکن فرق مراتب ضرور ہے۔ قرآن حدیث پر مقدم ہے اور حدیث قیاس اور اجتہاد پر۔

[2] مطلب یہ ہے کہ وعظ اس شخص کو کہنا چاہئے جو ذمہ دار ہو غیر ذمہ دار آدمی اگر وعظ کہے تو یہ تکبر کی علامت ہے۔ (راسم)

[3] **تبلیغ کن لوگوں پر فرض ہے؟** :۔ یہ حدیث احمد اور ابن ماجہ میں بھی ہے۔ یہاں قصہ سے مراد وعظ و نصیحت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وعظ کہنا امیر قوم کا کام ہے کیونکہ وہ ملکی مصلحتوں کو جانتا ہے یا پھر وہ کسی نیک اور متقی آدمی کو وعظ کا حکم دے تو وہ وعظ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٢٢٥:۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اُفْتِیَ بِغَیْرِ عِلْمٍ کَانَ اِثْمُهٗ عَلٰی مَنْ اَفْتَاهُ وَمَنْ اَشَارَ عَلٰی اَخِیْهِ بِاَمْرٍ یَعْلَمُ اَنَّ الرُّشْدَ فِیْ غَیْرِهٖ فَقَدْ خَانَهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

٢٢٦:۔ وَعَنْ مُعَاوِیَةَ قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الْاُغْلُوْطَاتِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

٢٢٧:۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَالْقُرْاٰنَ وَعَلِّمُوا النَّاسَ فَاِنِّیْ مَقْبُوْضٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

٢٢٨:۔ وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَشَخَصَ بِبَصَرِهٖ اِلَی السَّمَاءِ ثُمَّ قَالَ هٰذَا اَوَانُ یُخْتَلَسُ فِیْهِ الْعِلْمُ مِنَ النَّاسِ حَتّٰی لَا یَقْدِرُوْا مِنْهُ عَلٰی شَیْءٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

٢٢٩:۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رِوَایَةً یُوْشِكُ اَنْ یَّضْرِبَ النَّاسُ اَکْبَادَ الْاِبِلِ یَطْلُبُوْنَ الْعِلْمَ فَلَا یَجِدُوْنَ اَحَدًا اَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ الْمَدِیْنَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَفِیْ جَامِعِهٖ قَالَ ابْنُ

٢٢٥- ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا جس شخص کو فتویٰ دیا جائے۔ اور اسے علم نہ ہو۔ اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا۔ اور جو شخص اپنے کسی عزیز کو ایسی بات کہے۔ جس کے متعلق اسے معلوم ہے۔ کہ اس میں بھلائی نہیں ہے۔ تو اس نے خیانت کی۔ ابوداؤد۔

٢٢٦- حضرتؓ معاویہ سے مروی۔ آنحضرت نے مغالطہ آمیز باتوں سے[1] منع فرمایا۔ ابوداؤد۔

٢٢٧- حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ علم میراث اور قرآن کو سیکھو۔ میں عنقریب قبض کیا جاؤں گا۔ ترمذی۔

٢٢٨- حضرت ابودرداؓ فرماتے ہیں۔ ہم آنحضرت کے پاس تھے۔ آپ نے آسمان کی طرف تاک کر دیکھا۔ اور فرمایا۔ اس وقت لوگوں سے علم چھین[1] لیا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ اس سے کسی چیز پر بھی قدرت نہیں رکھ سکیں گے۔ ترمذی۔

٢٢٩- حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ فرمایا۔ عنقریب لوگ علم کی طلب میں اونٹوں پر لمبے سفر کریں گے۔ مدینہ منورہ کے عالم سے ان کو کوئی زیادہ عالم نہیں ملے گا۔ ترمذی۔ ابن عُیَینہ فرماتے ہیں اس سے مراد امام مالک[2] ہیں۔ عبدالرزاق کا بھی یہی خیال ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کے اور ان کے علاوہ جو از خود مسند ارشاد پر بیٹھ جاتا ہے وہ متکبر ہے جسے علمی نمائش مقصود ہے۔ اگر حکومت اسلام کی تبلیغ میں کوشاں ہو تو پھر از خود وعظ کہنا منع ہے اور اگر تبلیغی نظام معطل ہو تو پھر ہر دردمند کو اجازت ہے کہ جو کچھ اس سے ہو سکے کرے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] اغلوطات سے مراد ایسی گفتگو ہے جس سے متکلم اپنے مخاطب کو غلطی میں ڈال دے اور ایسے الفاظ کہے جس میں گریز کی راہ باقی رہے۔ (راسم)

(باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عُیَیْنَۃَ اَنَّہٗ مَالِکُ ابْنُ اَنَسٍ وَمِثْلُہٗ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسٰی وَسَمِعْتُ ابْنَ عُیَیْنَۃَ اَنَّہٗ قَالَ ھُوَالْعُمَرِیُّ الزَّاھِدُ وَاسْمُہٗ عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ۔

۲۳۰۔ وَعَنْہُ فِیْمَا اَعْلَمُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَّنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

اسحق بن موسٰی فرماتے ہیں۔ میں نے ابن عُیینہ سے سنا۔ اس سے مراد عبدالعزیز بن عبداللہ العمری الزاہد ہیں۔

۲۳۰۔ اور انہی سے روایت ہے فرمایا جہاں تک مجھے علم ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایسے آدمی کو بھیجے گا جو دین کی تجدید کرے گا۔[1] (ابوداؤد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) **[۲] اغلوطات منع ہیں:۔** اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ خواہ مخواہ اپنا علم وفضل جتانے کے لیے کسی سے کوئی مشکل سوال کرے جس سے اس کا جواب نہ بن پڑے یہ منع ہے کیونکہ اس سے فائدہ تو ہوتا نہیں شر اور فتنہ ضرور پیدا ہوتا ہے۔

[۳] اس حدیث میں یا تو حضرت کے انتقال کی خبر ہے۔ یعنی آنحضرت کے انتقال سے وحی کا علم ختم ہو جائے گا یا مستقبل کے متعلق پیشگوئی ہے یعنی ایک وقت آئے گا جس میں امت سے علم سلب کر لیا جائے گا۔ آنحضرت نے اسے کشف یا الہام سے بتایا (راسم)

[۴] امام مالک کے متعلق پیشگوئی:۔ اس حدیث کو طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ ابن عیینہ سے مختلف روایتیں ہیں کبھی تو آپ نے کہا یہ امام مالک تھے اور کبھی حضرت عمر کے پوتے عبدالعزیز کو بتایا۔ یہ مختلف زبانوں کے لحاظ سے ہے اکثر علماء نے اس پیشگوئی کا مصداق امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہی کو بتایا ہے بہر حال آنحضرت کی پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوئی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ میں حدیث کے سب سے بڑے عالم تھے یہ پیشگوئی تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ کے لیے تھی ورنہ بعد میں تو مختلف شہروں میں بڑے عالم خدا تعالیٰ نے ان سے بھی بڑھ کر پیدا کئے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[۱] مجدد کون ہوتا ہے؟:۔ اس حدیث کو حاکم اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کی سند صحیح ہے۔ ہر صدی کے بعد مجدد کا پیدا ہونا اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے کہ جب سنت مٹتی ہے اور بدعت پھیلتی ہے بیدینی آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کسی عالم کو ہمت عطا کرتے ہیں وہ از سر نو دین کی تعلیم کو تازہ کرتا ہے۔ مجدد نبی نہیں ہوتا اور نہ ہی نبیوں کی طرح اس کا تقرر ہوتا ہے اور نہ ہی مجدد کے انکار سے کوئی کافر ہو جاتا ہے۔ مجدد ایک شخص بھی ہو سکتا ہے اور ایک جماعت بھی۔

[۲] تجدید کا مطلب یہ ہے کہ دین میں بدعات عام ہو جائیں گی لوگ اسلام اور دین کو اپنی حسب منشا بنا لیں گے پھر کوئی اللہ کا بندہ پیدا ہو گا جو ان بدعات کو مٹا دے گا۔ مجدد اپنے وقت کا دور اندیش عالم ہوتا ہے جو فتنوں کی اصلاح کرتا ہے بدعات کو مٹاتا ہے اسے نہ تجدید کے دعویٰ کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ ہی امت پر ضروری ہے کہ اسے مجدد سمجھے اس کا مقصد صرف اصلاح ہوتا ہے۔ یہ بیک وقت مختلف علاقوں میں کئی ایک ہو سکتے ہیں۔ ہماری اس صدی کے مجدد حضرت شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۳۱:- وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعُذْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُوْلُهٗ يَنْفُوْنَ عَنْهُ تَحْرِيْفَ الْغَالِيْنَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِيْنَ وَتَاوِيْلَ الْجَاهِلِيْنَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْمَدْخَلِ مُرْسَلًا وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ جَابِرٍ فَاِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ فِيْ بَابِ التَّيَمُّمِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۲۳۲:- عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَاءَهٗ

۲۳۱- ابراہیم بن عبدالرحمٰن العذری فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اس علم کو ہر خلف سے اس کا ہم پایہ اخذ کرے گا غلو کرنے والوں کی تعریف اور جھوٹ بولنے والوں کی غلط نسبت اور مؤولین کی جہالت اور لاعلمی کی اسی سے نفی کریں[1] گے۔ (مدخل میں بیہقی بقیہ بن ولید سے وہ معان بن رفاعہ سے روایت فرماتے ہیں۔ وہ ابراہیم بن عبدالرحمٰن عذری سے حضرت جابر کی حدیث کا ذکر عنقریب باب التیمم میں آئے گا انشاءاللہ تعالیٰ

تیسری فصل

۲۳۲- حسن سے مرسلاً مروی۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جسے اس حالت میں موت آئے۔ کہ وہ اسلام کو زندہ اور سربلند کرنے کیلئے علم

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور نواب صدیق الحسن صاحب ہیں۔ میاں صاحب نے تدریس کے ذریعہ بدعات کو مٹایا تو نواب صاحب نے اپنی تصنیف و تالیف سے۔ رحمہما اللہ رحمۃ واسعۃ (راسم) (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **مجدد کی کیا کیا صفات ہوتی ہیں:**۔ اس حدیث کو ترمذی۔ ابن عدی۔ ابونصر۔ ابونعیم۔ ابن عساکر اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں علماء راسخین کی تعریف فرمائی ہے کہ وہ دین اسلام میں رواج پانے والی غالی لوگوں کی تحریف اور باطل پرستوں کے جھوٹ اور جاہلوں کی تاویلوں سے اسلام کو پاک وصاف کر کے پھر قرآن وسنت کی طرف لوگوں کو دعوت دیں گے۔ شروع سے ہوتا چلا آیا ہے کہ عوام عجوبہ پسند اور قصے کہانیوں کے دلدادہ ہوتے ہیں اور قرآن وحدیث ان کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ علماء حق یہ کام کریں گے کہ واہیات چیزوں سے لوگوں کی توجہ ہٹا کر اصل دین کی طرف لائیں گے۔ مجدد کی حدیث کے بعد معاً اس حدیث کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مجددین کی یہ صفات ہوتی ہیں کہ لوگوں کو قرآن وسنت کی دعوت دیتے ہیں اور بدعات کو ختم کرتے ہیں۔ نہ یہ کہ لوگوں سے قرآن وسنت کو چھڑا کر اپنے الہام لوگوں کو سنانے لگیں۔ ایسے لوگ مجدد نہیں ہوتے بلکہ دنیا کے ظالم ترین اور نفتی آدمی ہوتے ہیں۔ یہ بھی یاد رہنا چاہئے کہ جس طرح انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا جاتا ہے اس طرح مجدد کی تقرری نہیں ہوتی اور نہ ہی مجدد اپنی مجددیت کا دعویٰ کرتا ہے اور نہ اس کا انکار کرنے والا فاسق یا کافر ہوتا ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمَوْتُ وَهُوَ يَطْلُبُ الْعِلْمَ لِيُحْيِيَ بِهِ الْإِسْلَامَ فَبَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّينَ دَرَجَةٌ وَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

۲۳۳:۔ وَعَنْهُ مُرْسَلًا قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلَيْنِ كَانَا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ أَحَدُهُمَا كَانَ عَالِمًا يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ ثُمَّ يَجْلِسُ فَيُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَيْرَ وَالْآخَرُ يَصُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ أَيُّهُمَا أَفْضَلُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ هٰذَا الْعَالِمِ الَّذِي يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ ثُمَّ يَجْلِسُ فَيُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَيْرَ عَلَى الْعَابِدِ الَّذِي يَصُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ كَفَضْلِي عَلٰى أَدْنَاكُمْ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

کو طلب کر رہا ہو۔ جنت میں انبیاء علیہم السلام اور اس کے درمیان صرف ایک درجہ[1] کا فرق ہو گا۔ دارمی۔

۲۳۳۔ اور انہی سے مرسلاً مروی ہے۔ آنحضرت سے پوچھا گیا۔ کہ بنی اسرائیل میں دو آدمی تھے۔ ایک فرضی نماز ادا کرنے کے بعد لوگوں کو علم پڑھاتا۔ دوسرا دن کو روزہ رکھتا۔ رات کو قیام کرتا۔ ان دونوں سے افضل کون ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو عالم فرضی نماز پڑھنے کے لوگوں کو پڑھاتا ہے۔ اس کو عابد پر جو دن کو روزہ رکھتا ہے۔ رات کو قیام کرتا ہے۔ اتنی فضیلت ہے۔ جیسے مجھے تم میں سے معمولی آدمی پر[2]۔ دارمی۔

---

[1] **حضرت ابوبکر کی فضیلت:**۔ اس حدیث کو طبرانی نے بھی اوسط میں روایت کیا ہے۔ اس کے جتنے بھی طرق بیان کیے جاتے ہیں سب ضعیف ہیں اتنے ضعیف کہ یہ حدیث احتجاج کے لائق نہیں ہے۔ ویسے دین کی تبلیغ نبیوں کا کام ہے جو عالم بھی یہ کام کرے گا وہ بہرحال نبی کا وارث ہے اور انبیاء کی حقیقت میں یہی وراثت ہے۔ اور چونکہ نبی اصل ہے اور علمائے حق نبی کی فرع ہیں لہٰذا انبیاء کے بعد علماء صالحین ہی کا مقام ہے اور علماء حق میں سے بہترین عالم صدیق ہے اور صدیق اکبر علی الاطلاق حضرت ابوبکر صدیق ہیں رضی اللہ عنہ۔ یہی وجہ ہے کہ امت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ انبیاء کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقام ہے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوبکر نے اپنے مال اور اپنی صحبت سے سب سے زیادہ مجھ پر احسان کیا ہے۔ اور فرمایا کہ جتنے بھی لوگوں نے میرے ساتھ کوئی سلوک کیا میں ان کا معاوضہ دے چکا ہوں لیکن ابوبکر کے احسان کا بدلہ اللہ تعالیٰ ہی ان کو دے گا میں نہیں دے سکتا اور ان کے علاوہ انکی فضیلت میں اور بھی بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔

[2] **عالم وعابد کا کتنا فرق ہے؟:**۔ اس کو بزار اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ایک ادنیٰ صحابی کی نسبت آپس میں کیا ہو سکتی ہے؟ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ یہی فرق عالم اور عابد کا ہے بشرطیکہ دونوں اہل حق ہوں ورنہ جو ریاکار ہو گا وہ صاف جہنمی ہے۔ عابد اپنی نجات کی فکر کرتا ہے اور عالم ایک دنیا کو بچانے کی فکر کرتا ہے اسی لیے ان کے درجے میں اتنا فرق ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۳۴:۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ الْفَقِيْهُ فِي الدِّيْنِ اِنِ احْتِيْجَ اِلَيْهِ نَفَعَ وَاِنِ اسْتُغْنِيَ عَنْهُ اَغْنٰى نَفْسَهٗ رَوَاهُ رَزِيْنٌ۔

۲۳۵:۔ وَعَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ حَدِّثِ النَّاسَ كُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَاِنْ اَبَيْتَ فَمَرَّتَيْنِ فَاِنْ اَكْثَرْتَ فَثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَلَا تُمِلَّ النَّاسَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَلَا اُلْفِيَنَّكَ تَاْتِي الْقَوْمَ وَهُمْ فِي حَدِيْثٍ مِّنْ حَدِيْثِهِمْ فَتَقُصُّ عَلَيْهِمْ فَتَقْطَعُ عَلَيْهِمْ حَدِيْثَهُمْ فَتُمِلُّهُمْ وَلٰكِنْ اَنْصِتْ فَاِذَا اَمَرُوْكَ فَحَدِّثْهُمْ وَهُمْ يَشْتَهُوْنَهٗ وَانْظُرِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَاءِ فَاجْتَنِبْهُ فَاِنِّي عَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَهٗ لَا يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۲۳۶:۔ وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ فَاَدْرَكَهٗ كَانَ لَهٗ كِفْلَانِ مِنَ الْاَجْرِ فَاِنْ لَّمْ يُدْرِكْهُ كَانَ لَهٗ كِفْلٌ مِّنَ الْاَجْرِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

۲۳۴۔ حضرت علی سے روایت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ عالم اور فقیہ آدمی بہت بہتر ہے۔ اگر اس سے کسی کو کوئی ضرورت پڑے تو وہ اسے فائدہ دیتا ہے۔ اور اگر اس سے بے نیازی کا سلوک کیا جائے تو وہ بھی مستغنی ہوتا ہے (رزین)

۲۳۵۔ عکرمہ فرماتے ہیں۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ جمعہ میں ایک دفعہ حدیث بیان کرو۔ اگر آپ اس سے انکار کریں۔ تو دو دفعہ اگر اس سے بھی زیادہ ضرورت محسوس ہو تو تین دفعہ لوگوں کو قرآن سے بددل مت کرو۔ میں یہ پسند نہیں کرتا۔ کہ تم لوگوں کے پاس جاؤ جبکہ وہ ذاتی گفتگو کر رہے ہوں۔ تم ان میں وعظ کہنا شروع کرو۔ اور انکی گفتگو کو قطع کر دو۔ اور ان میں بددلی پیدا کر دو۔ بلکہ خاموش بیٹھو۔ جب وہ وعظ کی خواہش کریں تو اس وقت تک ان کے سامنے وعظ کہو۔ جب تک وہ اس کی خواہش کریں۔ اور دعا میں مقفّٰی الفاظ سے بچو میں نے آنحضرت اور صحابہ کو دیکھا ہے۔ وہ ایسا نہیں کرتے تھے۔ بخاری

۲۳۶۔ واثلہ بن اسقع فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو آدمی علم کی طلب کرے۔ اور اسے پالے۔ تو اسے دوہرا اجر ملے گا۔ اور اگر کوشش کے باوجود اسے علم نہ حاصل ہو سکے۔ تو اسے ایک اجر ملے گا۔ دارمی

لہ عالم کی صفات کیا ہیں؟:۔ اس کو ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے عالم کو چاہئے کہ دین کی خدمت اللہ کے لیے کرے لوگوں سے طمع نہ رکھے اگر لوگ اس سے مسئلہ پوچھنے کے لیے آئیں تو ان کو بتائے ورنہ اپنے کام میں لگا رہے۔

لہ مبلغ کے فرائض کیا ہیں:۔ اس حدیث کو احمد اور ابو یعلیٰ نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ مبلغ کا فرض ہے کہ وہ موقع اور محل دیکھے جب لوگوں کی پوری توجہ دیکھے اس وقت وعظ و نصیحت کرے ایسا نہ ہو کہ لوگوں کی توجہ اپنی باتوں کی طرف ہو اور مبلغ خواہ مخواہ ان کو مسئلے سنانے کی کوشش کرے تو اس بے توجہی سے دین کا استخفاف ہوگا پھر یہ بھی خیال رکھے کہ ہر روز وعظ نہ کہے۔ اور وعظ لمبا (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۳۷:۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهٖ وَحَسَنَاتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ عِلْمًا عَلَّمَهٗ وَنَشَرَهٗ وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهٗ اَوْمُصْحَفًا وَرَّثَهٗ اَوْمَسْجِدًا بَنَاهُ اَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيْلِ بَنَاهُ اَوْنَهْرًا اَجْرَاهُ اَوْصَدَقَةً اَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهٖ فِیْ صِحَّتِهٖ وَحَيٰوتِهٖ تَلْحَقُهٗ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهٖ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ ۔

۲۳۸:۔ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَوْحٰى اِلَیَّ اَنَّهٗ مَنْ سَلَكَ مَسْلَكًا فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ سَهَّلْتُ لَهٗ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ وَمَنْ سَلَبْتُ كَرِيْمَتَيْهِ اَثَبْتُهٗ عَلَيْهِمَا الْجَنَّةَ وَفَضْلٌ فِیْ عِلْمٍ خَيْرٌ مِّنْ فَضْلٍ فِیْ عِبَادَةٍ

۲۳۷۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ انسان کو موت کے بعد اس کی نیکیوں میں سے جو چیز مل سکتی ہے وہ اسکا علم ہے جسے اس نے سیکھا۔ اور سکھایا۔ یا نیک اولاد یا قرآن جسے وراثت میں چھوڑے۔ یا مسجد بنائے۔ یا سرائے جو مسافروں کے لیے بنائی گئی ہو۔ یا نہر تعمیر کی جائے۔ یا صدقہ جسے اس نے اپنی صحت اور زندگی میں دیا ہو۔ یہ سب چیزیں موت کے بعد اس کے لیے مفید ہوں گی[1]۔ ابن ماجہ شعب الایمان بیہقی۔

۲۳۸۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ میں نے آنحضرت سے سنا فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی۔ جو شخص علم کے لیے سفر کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی راہ آسان کر دیتا ہے۔ جس کی میں آنکھیں لے لیتا ہوں۔ میں اس کا اجر جنت کی صورت میں دیتا ہوں۔ اور علم میں فضیلت عبادت کی فضیلت سے بہتر ہے۔ اور دین میں چوٹی کی بات پرہیزگاری ہے[2]۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) نہ کے ہاں قرآن مجید کا روزانہ درس اس سے مستثنیٰ ہے۔ ؟

[3] تحصیل علم کی کوشش کا ثواب ؟۔ اس حدیث کو طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے اگر علم حاصل ہو گیا تو دو اجر مل گئے ایک علم حاصل کرنے کا اور دوسرا مشقت کا اور اگر علم حاصل نہ ہو سکا تو مشقت کا اجر اس کو مل جائے گا جیسا کہ مجتہد کے لیے ہے کہ مجتہد کا اجتہاد درست ہو گیا تو اس کو دو اجر ملتے ہیں ایک اجتہاد کا اور دوسرا اجتہاد کی درستی کا اور اگر اجتہاد درست نہ ہوا تو اجتہاد کرنے کا ایک اجر بہرحال اس کو حاصل ہو گا۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] اعمال جاریہ کیا ہیں ؟۔ اس کو ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے اصول یہ ہے کہ ہر وہ کام جس کا فائدہ آدمی کی موت کے بعد بھی لوگوں کو پہنچتا رہے اس کا اجر بھی مرنے کے بعد اس کو ملتا رہتا ہے خواہ وہ عمل مالی ہو یا علمی یا جسمانی۔

[2] اس حدیث کی اصل مسلم میں بھی ہے اور مطلب پہلی فصل میں بیان ہو چکا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمِلَاكُ الدِّيْنِ الْوَرَعُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ۔

۲۳۹:- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ خَيْرٌ مِنْ اِحْيَائِهَا رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

۲۴۰:- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَجْلِسَيْنِ فِي مَسْجِدِهٖ فَقَالَ كِلَاهُمَا عَلٰى خَيْرٍ وَاَحَدُهُمَا اَفْضَلُ مِنْ صَاحِبِهٖ اَمَّا هٰؤُلَاءِ فَيَدْعُوْنَ اللّٰهَ وَيَرْغَبُوْنَ اِلَيْهِ فَاِنْ شَاءَ اَعْطَاهُمْ وَاِنْ شَاءَ مَنَعَهُمْ وَاَمَّا هٰؤُلَاءِ فَيَتَعَلَّمُوْنَ الْفِقْهَ اَوِ الْعِلْمَ وَيُعَلِّمُوْنَ الْجَاهِلَ فَهُمْ اَفْضَلُ وَاِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِمْ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

۲۴۱:- وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَدُّ الْعِلْمِ الَّذِيْ اِذَا بَلَغَهُ الرَّجُلُ كَانَ فَقِيْهًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَفِظَ عَلٰى اُمَّتِيْ اَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا فِيْ اَمْرِ دِيْنِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ فَقِيْهًا وَكُنْتُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شَافِعًا وَّشَهِيْدًا

شعب الایمان بیہقی۔

۲۳۹- ابن عباسؓ فرماتے تھے۔ رات کو ایک گھنٹہ درس ساری رات بیدار رہنے سے افضل ہے۔ دارمی

۲۴۰- عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت اپنی مسجد میں دو مجلسوں کے پاس گذرے۔ فرمایا۔ دونوں بہتر ہیں۔ لیکن ایک دوسری سے افضل ہے۔ یہ لوگ دعا کر رہے ہیں۔ اللہ کی طرف توجہ دے رہے ہیں۔ اللہ چاہے تو ان کی دعائیں قبول فرمائے۔ یا روک دے اور یہ لوگ فقہ اور علم سیکھ رہے ہیں۔ جاہلوں کو سکھلائیں گے۔ یہ افضل ہیں۔ میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ پھر ان میں بیٹھ گئے[لہ] دارمی

۲۴۱- حضرت ابودرداءؓ نے فرمایا۔ آنحضرت سے پوچھا گیا۔ فقیہ کے لیے کس قدر علم کی ضرورت ہے فرمایا۔ جو شخص دینی مسائل میں چالیس احادیث میری امت سے حفظ کرے۔ اللہ تعالیٰ اسے فقیہ بنائے گا۔ میں قیامت کے دن اس کے لیے شفاعت بھی کروں گا۔ اور شہادت بھی دوں گا۔

لہ **عالم و عابد کے ثواب کا فرق**:۔ اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں حضرت حذیفہ سے مرفوعاً بیان کیا ہے جس طرح دنیا میں کام مختلف ہیں اور ان کی اجرتیں مختلف ہیں مثلاً کسی کام سے شام کو دو تین روپے ملتے ہیں اور کسی کام سے روزانہ آٹھ دس روپے مل جاتے ہیں اور کسی کام سے روزانہ سینکڑوں روپے مل جاتے ہیں اسی طرح دین کی مختلف عبادتیں بھی ہیں۔ کسی سے تھوڑا ثواب ملتا ہے کسی سے اس سے زیادہ کسی سے بہت زیادہ۔ رات کی نماز جبکہ لوگ سو رہے ہوں کتنا بڑا درجہ رکھتی ہے۔ لیکن علم کا پڑھنا پڑھانا اس سے سینکڑوں گنا زیادہ اجر رکھتا ہے جو نسبت عالم اور عابد کی ہے وہی نسبت رات کو عبادت کرنے اور پڑھنے پڑھانے کی ہے۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۴۲: وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَنْ اَجْوَدُ جُوْدًا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَجْوَدُ جُوْدًا ثُمَّ اَنَا اَجْوَدُ بَنِيْ اٰدَمَ وَاَجْوَدُهُمْ مِنْ بَعْدِيْ رَجُلٌ عَلِمَ عِلْمًا فَنَشَرَهٗ يَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمِيْرًا وَحْدَهٗ اَوْ قَالَ اُمَّةً وَّاحِدَةً۔

۲۴۳: وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْهُوْمَانِ لَا يَشْبَعَانِ مَنْهُوْمٌ فِي الْعِلْمِ لَا يَشْبَعُ مِنْهُ وَمَنْهُوْمٌ فِي الدُّنْيَا لَا يَشْبَعُ مِنْهَا رَوَى الْبَيْهَقِيُّ الْاَحَادِيْثَ الثَّلٰثَةَ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَقَالَ قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ فِيْ حَدِيْثِ اَبِي الدَّرْدَاءِ هٰذَا مَتْنٌ مَشْهُوْرٌ

۲۴۲۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تم جانتے ہو۔ سب سے زیادہ سخی کون ہے۔ لوگوں نے کہا۔ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ سخی ہے۔ پھر میں تمام بنی آدم سے زیادہ سخی ہوں۔ اور میرے بعد سب سے زیادہ سخی وہ ہے۔ جس نے علم سیکھا۔ اور پھیلایا۔ قیامت کے دن وہ اکیلا ہی امیر ہوگا۔ یا امت[ل] ہوگا۔

۲۴۳۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا دو حریص سیر نہیں ہوتے۔ علم کا حریص علم سے سیر نہیں ہوتا اور دنیا کا حریص دنیا سے سیر نہیں ہوتا[ل] یہ تینوں احادیث بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کی ہیں۔ امام احمد نے ابو درداء کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ؎ آدمی عالم کب بنتا ہے؟:۔ اس حدیث کے بہت سے طُرق ہیں اور سب کے سب کمزور ہیں اور تمام کو ملحوظ رکھ کر بھی حافظ ابن حجر نے اس کو حسن لغیرہ کا درجہ دیا ہے۔ حفظ کے معنی میں علما نے اختلاف کیا ہے بعض نے کہا ہے کہ چالیس حدیثیں لوگوں تک پہنچا دے اگرچہ اس کو خود حفظ نہ ہوں بلکہ کسی حدیث کی کتاب سے نقل کر کے لوگوں تک پہنچا دے اسی بنا پر بہت سے لوگوں نے چالیس حدیثیں لکھ لکھ کر لوگوں تک پہنچائی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی اور شفاعت آخرت کو نصیب ہو جائے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) ؎ عالم دین کا مرتبہ و مقام:۔ اس حدیث کو ابو یعلیٰ نے بھی روایت کیا ہے اس کے معنی کو احمد، بزّار اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح بادشاہ کسی کے تابع نہیں ہوتا بلکہ ہزاروں لاکھوں اس کے نوکر چاکر ہوتے ہیں اسی طرح علم کو پھیلانے والا خواہ درس و تدریس سے پھیلائے یا وعظ و نصیحت سے یا تصنیف تالیف سے قیامت کے دن بادشاہ ہوگا اور اس کے علم سے استفادہ کرنے والے اس کے ساتھ بہ حیثیت خادم ہوں گے۔

؎ انسان ہمیشہ طالب علم ہی رہتا ہے:۔ اس حدیث کو بزار، طبرانی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ علم اور دنیا کے حریص کبھی سیر نہیں ہوتے خواہ اس کا علم کتنا ہی کیوں نہ ہو جائے وہ اور حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہے گا اسی طرح دنیا کا مال بھی خواہ کسی کے پاس کتنا ہی جمع کیوں نہ ہو جائے وہ اور دولت حاصل کرنے کی فکر میں رہتا ہے اور مرتے دم تک ان کی حرص دم بدم بڑھتی ہی جاتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيمَا بَيْنَ النَّاسِ وَلَيْسَ لَهُ إِسْنَادٌ صَحِيحٌ ۔

۲۴۴:۔ وَعَنْ عَوْنٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ مَنْهُومَانِ لَا يَشْبَعَانِ صَاحِبُ الْعِلْمِ وَصَاحِبُ الدُّنْيَا وَلَا يَسْتَوِيَانِ أَمَّا صَاحِبُ الْعِلْمِ فَيَزْدَادُ رِضًى لِلرَّحْمٰنِ وَأَمَّا صَاحِبُ الدُّنْيَا فَيَتَمَادَى فِي الطُّغْيَانِ ثُمَّ قَرَأَ عَبْدُ اللّٰهِ كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَطْغٰى أَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى قَالَ وَقَالَ الْاٰخَرُ إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ ۔

۲۴۵:۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُنَاسًا مِنْ أُمَّتِي سَيَتَفَقَّهُونَ فِي الدِّينِ وَيَقْرَءُونَ الْقُرْاٰنَ يَقُولُونَ نَأْتِي الْأُمَرَاءَ فَنُصِيبُ مِنْ دُنْيَاهُمْ وَنَعْتَزِلُهُمْ بِدِينِنَا وَلَا يَكُونُ ذٰلِكَ كَمَا لَا يُجْتَنٰى مِنَ الْقَتَادِ إِلَّا الشَّوْكُ كَذٰلِكَ لَا يُجْتَنٰى مِنْ قُرْبِهِمْ إِلَّا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ كَأَنَّهُ يَعْنِي الْخَطَايَا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ۔

حدیث کے متعلق فرمایا اس حدیث کا متن تو مشہور ہے مگر اس کی سند کوئی صحیح نہیں۔

۲۴۴۔ عون فرماتے ہیں عبداللہ بن مسعود نے کہا۔ دو حریص سیر نہیں ہوتے۔ عالم اور دنیادار اور نہ ہی یہ برابر ہوتے ہیں۔ عالم تو اللہ کی رضامندی میں ترقی کرتا رہتا ہے۔ اور دنیادار کی سرکشی میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ پھر حضرت عبداللہ نے یہ آیت پڑھی كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَطْغٰى ۔ أَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى۔ انسان جب غنی ہوتا ہے۔ تو سرکش ہو جاتا ہے۔ اور دوسرے کے متعلق فرمایا إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا[1] (اللہ کی خشیت علماء کے حصہ ہی میں آئی ہے۔) دارمی۔

۲۴۵۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔ میری امت کے لوگ عنقریب دین میں سمجھ پیدا کریں گے۔ اور قرآن پڑھیں گے۔ اور کہیں گے۔ ہم امراء کے پاس جا کر ان کی دنیا سے فائدہ حاصل کریں گے۔ اور اپنا دین ان سے بچا لیں گے۔ اور ایسا نہیں ہو سکے گا۔ اور کانٹوں کے درخت سے کانٹوں کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اسی طرح ان کے قرب سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ محمد بن صباح فرماتے ان کی مراد یہ تھی۔ کہ گناہ کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا[2]" ابن ماجہ۔

---

[1] عالم آدمی ہمیشہ علم کی جستجو میں رہتا ہے:۔ اس کو طبرانی اور ابن ابی حاتم نے بھی روایت کیا ہے اور مطلب اوپر کی حدیث میں بیان ہو چکا ہے۔

[2] عالم دین کو کونسی صفات حاصل کرنا چاہیئے:۔ اس حدیث کو ابن عساکر نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ جیسے خاردار جھاڑی یا درخت کے پاس کوئی جائے تو کانٹوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا اسی طرح دین کی سمجھ اور امراء کا قرب دونوں اکٹھے نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کے قرب سے دین میں مداہنت ضرور پیدا ہوگی اور اسلام یقیناً مجروح ہوگا اگر اسلام کو بچانا ہے تو امیروں کی صحبت سے بچنا چاہیئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۴۶: وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْعِلْمِ صَانُوا الْعِلْمَ وَوَضَعُوْهُ عِنْدَ اَهْلِهٖ لَسَادُوْا بِهٖ اَهْلَ زَمَانِهِمْ وَلٰكِنَّهُمْ بَذَلُوْهُ لِاَهْلِ الدُّنْيَا لِيَنَالُوْا بِهٖ مِنْ دُنْيَاهُمْ فَهَانُوْا عَلَيْهِمْ سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ هَمًّا وَّاحِدًا هَمَّ اٰخِرَتِهٖ كَفَاهُ اللّٰهُ هَمَّ دُنْيَاهُ وَمَنْ تَشَعَّبَتْ بِهِ الْهُمُوْمُ اَحْوَالَ الدُّنْيَا لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ فِيْ اَيِّ اَوْدِيَتِهَا هَلَكَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِنْ قَوْلِهٖ مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ اِلٰى اٰخِرِهٖ۔

۲۴۷: وَعَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰفَةُ الْعِلْمِ النِّسْيَانُ وَاِضَاعَتُهٗ اَنْ تُحَدِّثَ بِهٖ غَيْرَ اَهْلِهٖ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ مُرْسَلًا۔

۲۴۸: وَعَنْ سُفْيَانَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِكَعْبٍ مَنْ اَرْبَابُ الْعِلْمِ قَالَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ بِمَا يَعْلَمُوْنَ قَالَ فَمَا اَخْرَجَ الْعِلْمَ مِنْ قُلُوْبِ الْعُلَمَاءِ قَالَ

۲۴۶- عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔ اگر اہلِ علم علم کو بچاتے۔ اور اسے اہل لوگوں تک پہنچاتے۔ تو وہ اپنے زمانہ کے سردار ہوتے۔ لیکن انہوں نے اسے دنیاداروں کے پاس صرف کیا تاکہ ان سے دنیا حاصل کریں۔ وہ ان کی نظروں میں ذلیل ہو گئے میں نے آپ کے پیغمبر اسلام سے سنا۔ جو شخص تمام غموں کو ایک ہی تصور کرے۔ یعنی آخرت کا غم اللہ تعالیٰ اسے دنیا کے غموں سے خود کفایت کرتا ہے۔ اور جس شخص کے تفکرات دنیا کے حالات میں بکھر جائیں۔ اللہ تعالیٰ کو کچھ پرواہ نہیں۔ وہ دنیا کے کونسے جنگل میں جا کر ہلاک[1] ہو جائے۔ (ابن ماجہ) بیہقی نے شعب الایمان میں بروایت عبد اللہ بن عمر من جعل الھموم سے آخر حدیث تک روایت کیا ہے۔

۲۴۷- حضرت اعمش[2] فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ بھول جانا علم کے لیے ایک آفت ہے۔ اور نااہل کے پاس علم کا تذکرہ اس کی بربادی ہے۔ دارمی۔ مرسل۔

۲۴۸- سفیان[3] فرماتے ہیں۔ حضرت عمر نے کعب احبار سے دریافت فرمایا۔ اہل علم کون ہیں۔ فرمایا جو اپنے علم کے مطابق عمل کرتے ہیں

---

[1] امام بخاری کی فضیلت:۔ اس حدیث کو ابن عساکر اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر اہل علم دولتمندوں کے دروازوں پر نہ جائیں تو اپنے زمانہ کے سردار ہوں لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر علم سیکھیں جب علماء امیروں کے دروازوں پر جانے لگے تو علم ذلیل ہو گیا۔ اللہ تعالےٰ امام بخاری پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں جب بادشاہ نے کہا کہ میرے بچوں کو آکر علم پڑھایا کرو تو آپ نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں حدیث کو ذلیل نہیں کرنا چاہتا اگر ضرورت ہے تو حلقۂ درس میں آجایا کریں اور اسطرح کی صلحاء امت میں کئی مثالیں ہیں

(باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلطَّمَعُ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

۲۴۹:۔ وَعَنِ الْاَحْوَصِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشَّرِّ فَقَالَ لَا تَسْأَلُوْنِيْ عَنِ الشَّرِّ وَسَلُوْنِيْ عَنِ الْخَيْرِ يَقُوْلُهَا ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ اَلَا اِنَّ شَرَّ الشَّرِّ شِرَارُ الْعُلَمَاءِ وَاِنَّ خَيْرَ الْخَيْرِ خِيَارُ الْعُلَمَاءِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

۲۵۰:۔ وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ اِنَّ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَالِمٌ لَا يُنْتَفَعُ بِعِلْمِهٖ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

فرمایا۔ علماء کے دلوں سے علم کونسی چیز نکال دیتی ہے۔ فرمایا طمع[۱]۔ دارمی

۲۴۹- احوص بن حکیمؒ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں۔ ایک آدمی نے آنحضرت سے شر کی بابت پوچھا۔ فرمایا مجھ سے شر کے متعلق مت پوچھو۔ بلکہ خیر کی بابت پوچھو۔ یہ تین دفعہ فرمایا۔ پھر فرمایا۔ بروں سے برے علمائے سوء ہیں۔ اور اچھوں سے اچھے علماء خیر ہیں[۲]۔ دارمی

۲۵۰- ابو درداءؓ فرماتے ہیں۔ قیامت کے دن مقام کے لحاظ سے بہت برا اللہ کے نزدیک وہ عالم ہے جس کے علم سے فائدہ نہ اٹھایا جائے[۳]۔ دارمی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۲ نا اہل عالم کون لوگ ہیں:۔ اس کو ابن ابی شیبہ، خطیب اور ابن عساکر نے بھی روایت کیا ہے۔ نا اہل سے مراد وہ لوگ ہیں جو علم کے مطابق عمل نہ کریں۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۱ بے عمل عالم جاہل سے بدتر ہے:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام بے عمل عالم کو عالم ہی نہیں سمجھتے تھے علم ایک روشنی ہے اور جو روشنی سے فائدہ نہ اٹھائے پھر وہ کیا اندھا اور کیا نابینا برابر ہے اسی طرح علم کا مقصد اس حدیث کے مطابق عمل ہے اگر عمل نہیں ہے تو کیا عالم اور کیا جاہل۔

۲ بدترین لوگ اور بہترین لوگ:۔ اس حدیث کو ابو نعیم اور بزار نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ سوال کرنے والے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے سوال کا انداز برا معلوم ہوا کہ صرف برائی کے متعلق پوچھا چاہئیے تو یہ تھا کہ بھلائی اور برائی دونوں کے متعلق پوچھتے اور اگر ایک ہی چیز پوچھنی تھی تو بھلائی کے متعلق پوچھتے پھر آپ نے بھلائی اور برائی دونوں بیان کر دیں سب سے بڑی برائی برے عالم کی برائی ہے اور سب سے اچھی بھلائی نیک عالم کی بھلائی ہے۔ کیونکہ علماء کا وجود بنی نوع انسان میں ہمیشہ دل کی طرح ہے اگر دل نیک ہو تو سارا جسم نیک ہو جاتا ہے اگر دل برا ہو تو سارا جسم برا بن جاتا ہے اسی طرح عالم اگر نیک ہو جائے تو پورا ماحول بدل کر نیک بنا دے گا اور اگر عالم برا ہو جائے تو پورے ماحول کو برائی، بدعات اور کفر سے بھر دے گا۔

۳ بدتر آدمی کونسا ہے:۔ دین کا علم تو اس لیے سیکھا جاتا ہے کہ اس پہ عمل کر کے نجات اخروی حاصل کی جائے اگر عمل نہ کیا تو نجات سے محروم رہا اور اللہ تعالیٰ کی حجت چونکہ اس پر پوری ہو چکی ہے کہ اس لیے سیکھا جاتا ہے اس لیے اس کا عذاب جاہل (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۵۱: وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ فَعِلْمٌ فِي الْقَلْبِ فَذَاكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ وَعِلْمٌ عَلَى اللِّسَانِ فَذَالِكَ حُجَّةُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

۲۵۲: وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِعَائَيْنِ فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهُ فِيْكُمْ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهُ قُطِعَ هٰذَا الْبُلْعُوْمُ يَعْنِيْ مَجْرَى الطَّعَامِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۲۵۳: وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ فَاِنَّ مِنَ الْعِلْمِ اَنْ تَقُوْلَ لِمَا لَا تَعْلَمُ اللّٰهُ اَعْلَمُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِنَبِيِّهٖ قُلْ مَا

۲۵۱- حضرت حسن سے مروی ہے۔ علم دو قسم پر ہے۔ دل[1] کا علم یہ دراصل مفید ہے۔ اور زبان[2] کا علم یہ انسان پر اللہ کی حجت ہے۔ (دارمی)

۲۵۲- ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت سے علم کے دو برتن یاد کئے۔ ایک کو میں نے آپ لوگوں میں پھیلا دیا۔ اگر دوسرے کو پھیلا دوں۔ تو یہ گردن کاٹ[1] دی جائے[2]۔ بخاری

۲۵۳- حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے۔ فرمایا۔ اے لوگو جو مسئلہ تم جانتے ہو۔ اسے بیان کرو۔ اور جو نہیں جانتا اسے کہہ دینا چاہئے اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں جو تم نہیں جانتے۔ اسے اللہ کے سپرد کرنا یہ بھی علم ہے۔ اللہ نے اپنے نبی سے فرمایا۔ میں اس پر تم سے

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گذشتہ) آدمی سے بہت زیادہ سخت ہوگا۔ اس سے تو اس کے لیے یہی بہتر تھا کہ دنیا کا علم حاصل کرکے دنیا تو کما لیتا۔ دین کے علم سے دنیا بھی صحیح طور پر نہیں کمائی جاسکتی۔ (حاشیہ صفحہ ہٰذا)

[1] باطنی علم کوئی چیز نہیں ہے۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ دو طرح کے علم ہیں ایک تو شریعت کا علم جس سے اوامر اور نواہی کا تعلق ہے اسے تو ابوہریرہ لوگوں میں بیان کرتے رہے اور دوسرا علم جو حضرت ابوہریرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا وہ برے امراء کی صفات کے متعلق تھا جو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلائے تھے اور آپ نے بطور پیشگوئی فرمائے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے ان فتنوں سے محفوظ رکھنا کیونکہ فتنوں کا زمانہ قریب ہی بتایا گیا تھا بعض لوگوں نے اس سے ایک علم مخفی کی سند لی ہے کہ شریعت ایک ظاہر اور ایک باطن ہے اور علماء کرام نے ان کے اس خیال کی تردید کی ہے۔

[2] علم کی دوسری قسم اہل بدعت اور ظالم بادشاہوں کے متعلق پیشگوئیاں تھیں جن کا تذکرہ غالباً آنحضرت نے حضرت ابوہریرہ سے فرمایا جس کا ذکر فتنہ کے ڈر سے علانیہ مناسب نہ سمجھا گیا ویسے بھی یہ کوئی دین کی بات نہ تھی جسے چھپانا حرام سمجھا جاتا اس لیے ابوہریرہ نے علانیۃً ان کا ذکر نہیں فرمایا۔ (اسم)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۵۴:۔ وَعَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ إِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِيْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَأْخُذُوْنَ دِيْنَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۵۵:۔ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْقُرَّاءِ اِسْتَقِيْمُوْا فَقَدْ سَبَقْتُمْ سَبْقًا بَعِيْدًا وَإِنْ أَخَذْتُمْ يَمِيْنًا وَشِمَالًا لَقَدْ ضَلَلْتُمْ ضَلَالًا بَعِيْدًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۲۵۶:۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا جُبُّ الْحُزْنِ قَالَ وَادٍ فِيْ جَهَنَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ كُلَّ يَوْمٍ أَرْبَعَمِائَةِ مَرَّةٍ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ يَدْخُلُهَا قَالَ الْقُرَّاءُ الْمُرَاءُوْنَ بِأَعْمَالِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَكَذَا ابْنُ مَاجَةَ وَزَادَ فِيْهِ وَإِنَّ مِنْ أَبْغَضِ الْقُرَّاءِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى الَّذِيْنَ يَزُوْرُوْنَ الْأُمَرَاءَ قَالَ الْمُحَارِبِيُّ يَعْنِي الْجَوَرَةَ۔

کوئی اجرت نہیں مانگتا۔ اور نہ ہی مجھے تکلف کی عادت ہے۔ بخاری۔ مسلم۔

۲۵۴۔ ابن سیرینؒ فرماتے ہیں۔ یہ علم دین ہے۔ تمہیں سوچنا چاہیئے۔ کہ تم دین کن لوگوں سے سیکھتے ہو[1]۔ مسلم۔

۲۵۵۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا۔ اے قاریوں کی جماعت! پختہ رہو۔ تم بہت آگے جا چکے ہو۔ اگر تم نے دائیں بائیں ہونا شروع کیا، تو تم کہیں دور جا پڑو گے۔ بخاری۔

۲۵۶۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ "جب الحزن" سے اللہ کی پناہ مانگو۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یا حضرت جُبُّ الحزن کیا ہے۔ فرمایا جہنم میں ایک وادی ہے۔ جس سے جہنم روزانہ چار سو دفعہ پناہ مانگتی ہے۔ آپ سے پوچھا گیا۔ اس میں کون لوگ داخل ہونگے۔ فرمایا۔ عالم جن کے اعمال میں ریاکاری ہے۔ (ترمذی) ابن ماجہ نے یہ الفاظ زیادہ فرمائے ہیں۔ اللہ کے نزدیک وہ علماء سب سے زیادہ ناپسند ہیں جو ظالم امراء کی زیارت[2] کریں۔ محاربی نے کہا۔ اس سے مراد ظالم امیر ہیں۔

---

[1] حدیث باسند ہے اور مروجہ فقہ بے سند:۔ اس اثر کو حاکم ابن عدی اور ابو نصر نے بھی ابانہ میں ذکر کیا ہے جب تک نیک لوگ تھے سند کو کوئی نہیں پوچھتا تھا۔ جب اہل بدعت پیدا ہونے لگے تو محدثین کرام نے کہا اس کی سند بیان کرو تاکہ ہم دیکھ لیں کہ حدیث کن لوگوں کے ذریعہ سے آرہی ہے اگر سند میں اہلسنت ہوتے تو ان کی حدیث قبول کر لی جاتی اور اگر اہل بدعت ہوتے تو چھوڑ دی جاتی۔ زمانہ کی نیرنگیاں ہیں کہ حدیث کی سند موجود ہے پھر بھی اس پر عمل نہ کرنے کے لیے ہزار بہانے مل جاتے ہیں۔ اور دوسری طرف اقوال ائمہ مجتہدان لیے جاتے ہیں اور وہ بھی اس صورت میں کہ فقہ کی قدیم ترین کتاب اور امام ابو حنیفہ میں چار پانچ سو سال کا عرصہ ہے اور سند کوئی نہیں۔

[2] ریاکار عالم کی سزا:۔ اس حدیث کو ترمذی نے غریب کہا اور منذری نے ضعیف کہا ہے۔ لیکن اس کی تائید اور (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۵۷ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا اسْمُهُ وَلَا يَبْقَى مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا رَسْمُهُ مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِيَ خَرَابٌ مِنَ الْهُدَى عُلَمَاؤُهُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَفِيهِمْ تَعُودُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ ۔

۲۵۸ - وَعَنْ زِيَادِ بْنِ لَبِيدٍ قَالَ ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَقَالَ ذَاكَ عِنْدَ أَوَانِ ذَهَابِ الْعِلْمِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَذْهَبُ الْعِلْمُ وَنَحْنُ نَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَنُقْرِئُهُ أَبْنَاءَنَا وَيُقْرِئُهُ أَبْنَاؤُنَا أَبْنَاءَهُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَقَالَ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ زِيَادُ إِنْ كُنْتُ لَأُرَاكَ مِنْ أَفْقَهِ رَجُلٍ بِالْمَدِينَةِ أَوَلَيْسَ هٰذِهِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى يَقْرَءُونَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ لَا يَعْمَلُونَ بِشَيْءٍ مِمَّا فِيهِمَا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْهُ

---

۲۵۷ - حضرت علیؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ لوگوں پر عنقریب ایسا وقت آئے گا۔ جب اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا۔ اور قرآن بھی صرف رسم ہی رہ جائے گا۔ ان کی مسجدیں آباد ہوں گی۔ مگر وہ ہدایت کے لحاظ سے برباد ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین لوگ ہونگے۔ انہیں سے فتنہ پیدا ہوگا۔ اور انہیں میں سما جائے گا۔[1] شعب الایمان بیہقی۔

۲۵۸ - زیاد بن لبیدؓ فرماتے ہیں۔ کسی وقت آنحضرت نے فرمایا "یہ علم کے چلے جانے کا وقت ہوگا" میں نے عرض کیا۔ حضرت علم کیسے جاتا رہے گا۔ جبکہ ہم قرآن پڑھ رہے ہیں۔ اپنی اولاد کو پڑھا رہے ہیں۔ اور ہماری اولادیں قیامت تک اپنی اولادوں کو پڑھاتی جائیں گی۔ فرمایا۔ زیاد تمہاری ماں تمہیں گم کردے۔ میں تمہیں مدینہ میں بڑا دانشمند سمجھتا تھا کیا یہ یہود و نصاریٰ تورات اور انجیل

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بہت سی صحیح حدیثوں سے ہوتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مجھے تم پر سب سے زیادہ خوف چھوٹے شرک یعنی ریا کا ہے" جب الحزن کے معنی۔ ہاں غم کا کنواں۔ نالے کی گہرائی چونکہ بہت زیادہ ہے اس لیے اس کو کنوئیں کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ عالم اور ریاکار عابد یہ دونوں اس میں ہوں گے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **قیامت کی نشانی یعنی فتنۂ علماء:** اس حدیث کو ابن عدی نے کامل میں روایت کیا ہے اور اس کے شاہد مستدرک حاکم، ابوداؤد اور احمد میں بھی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ آج قرآن مجید کے صرف الفاظ پڑھ لینے کو کافی سمجھا جاتا ہے اور ترجمہ کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی۔ اسی طرح اسلام بھی برائے نام رہ گیا ہے۔ مسلمانوں کے کام نہیں نام ضرور مسلمانوں کے ہیں۔ مسجدیں بے رونق ہیں اور سینما گھر آباد۔ قرآن وسنت کی صدائیں جہاں پہلے محراب و منبر سے بلند ہوتی تھیں اب انہی محراب و منبر سے بدعات کو سند جواز عطا ہوتی ہے فالی اللہ المشتکی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نَحْوَهُ وَكَذَا الدَّارِمِيُّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ۔

۲۵۹:۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ وَعَلِّمُوهُ النَّاسَ تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوهُ النَّاسَ تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَعَلِّمُوهُ النَّاسَ فَإِنِّي امْرُءٌ مَقْبُوضٌ وَالْعِلْمُ سَيُنْقَبِضُ وَيَظْهَرُ الْفِتَنُ حَتَّى يَخْتَلِفَ اثْنَانِ فِي فَرِيضَةٍ لَا يَجِدَانِ أَحَدًا يَفْصِلُ بَيْنَهُمَا رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ ۔

۲۶۰:۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ عِلْمٍ لَا يُنْتَفَعُ بِهِ كَمَثَلِ كَنْزٍ لَا يُنْفَقُ مِنْهُ فِي سَبِيلِ اللهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ ۔

نہیں پڑھتے، لیکن اس کے مقاصد کو نہیں جانتے[1]۔ احمد۔ ابن ماجہ ترمذی مگر دارمی نے ابوامامہ سے روایت فرمایا۔

۲۵۹۔ ابن مسعود فرماتے ہیں۔ مجھے آنحضرت نے فرمایا۔ علم سیکھو۔ اور لوگوں کو سکھاؤ۔ فرائض سیکھو۔ اور لوگوں کو سکھاؤ۔ اور قرآن سیکھو۔ اور سکھاؤ۔ میں جلدی قبض کیا جاؤں گا۔ اور علم عنقریب کم ہونا شروع ہوگا۔ فتنے ظاہر ہوں گے۔ یہاں تک کہ دو آدمی ایک فرض میں اختلاف کریں گے۔ ان کو کوئی فیصلہ کرنے والا نہیں ملے گا[2]۔ دارمی۔ دارقطنی۔

۲۶۰۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا جس علم سے فائدہ نہ اٹھایا جائے وہ اس خزانے کی طرح ہے جس سے اللہ کی راہ میں کچھ خرچ نہ کیا جائے[3] (احمد۔ دارمی)

---

[1] **عالم کب جاہل کہلانے کا مستحق ہوتا ہے:۔** اس حدیث کو حاکم، ابوداؤد اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ جیسے یہود و نصاریٰ کتابوں کا علم رکھتے ہیں اور عمل نہیں کرتے تو ان کو یہ علم فائدہ مند نہیں ہے اسی طرح تم بھی اگر اس کے حصول کے بعد عمل کرو گے تو علم رہے گا ورنہ علم بھی چلا جائے گا۔

[2] **تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب:۔** اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کے متعلق عجیب ترتیب رکھی ہے۔ پہلے مطلق تعلیم کی ترغیب دلائی اور پھر شریعت کے علوم میں سے علم فرائض (میراث) کا خصوصی ذکر فرمایا کہ یہ علم زیادہ مشکل ہے اور اتنا ہی ضروری بھی ہے۔ بعض نے فرائض سے مراد فرض اور واجب احکام کا علم مراد لیا ہے اور پھر عموماً سارے قرآن مجید کی تعلیم کی طرف توجہ دلائی کہ اس میں دنیا بھر کے تمام علوم اجمالی طور پر مذکور ہیں صاحب قصیدہ آمالی نے کیا ہی خوب کہا ہے وکل العلم فی القرآن لکن تقاصر عنہ افہام الرجال اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہی خوب فرمایا تھا وکل الصید فی جوف الفرا۔

[3] **علم سے کس طرح فائدہ اٹھائے:۔** اس حدیث کو بزار اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ تشبیہ صرف اس بات میں ہے کہ روپے کو خرچ نہ کیا جائے تو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا ایسے ہی اس علم سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا جس سے خرچ نہ کیا جائے۔ ورنہ ہر لحاظ سے تشبیہ مقصود نہیں کیونکہ ظاہر ہے کہ دولت خرچ کرنے سے کم ہوتی ہے اور علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔ علم سے نفع کی دو صورتیں (باقی برصفحہ آئندہ)

www.KitaboSunnat.com

۲۶۱:- وَعَنْ زِيَادِ بْنِ حُدَيْرٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ هَلْ تَعْرِفُ مَا يَهْدِمُ الْإِسْلَامَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ يَهْدِمُهُ زَلَّةُ الْعَالِمِ وَجِدَالُ الْمُنَافِقِ بِالْكِتَابِ وَحُكْمُ الْأَئِمَّةِ الْمُضِلِّيْنَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

۲۶۱- زیاد بن حدیر فرماتے ہیں مجھے حضرت عمرؓ نے فرمایا تم جانتے ہو اسلام کو کون سی چیز مٹاتی ہے میں نے عرض کیا نہیں فرمایا عالم کی لغزش اسے مٹا دیتی ہے اور منافق کا جھگڑا کتاب اللہ میں اور گمراہ بادشاہوں کا حکم[1] (دارمی)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہیں ایک خود اس پر عمل کرنا اور دوسرا لوگوں کو پڑھانا۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] علم کو بگاڑنے والے کون لوگ ہیں:۔ اس حدیث کو ابن عبد البر اور نصر مقدسی اور ابن بخار نے بھی روایت کیا ہے اور حضرت عمر کا یہ قول اس حدیث سے ماخوذ ہے۔ جس کو امام احمد۔ بزار۔ ابو یعلیٰ اور ابن سعد نے روایت کیا ہے کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علم والے منافق سے بچو۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے وَهَلْ أَفْسَدَ الدِّيْنَ إِلَّا الْمُلُوْكُ وَأَحْبَارُ سُوْءٍ وَرُهْبَانُهَا (کہ دین کو برے عالموں، درویشوں اور بادشاہوں نے برباد کیا ہے) کیونکہ یہ لوگ اپنے اپنے حلقہ میں مقتدا ہوتے ہیں۔ اگر یہ لوگ برے اعمال کریں گے تو اور لوگ بھی ان کی دیکھا دیکھی اسلام سے روگردان ہو جائیں گے اور اگر یہ لوگ اسلام کے پابند رہیں گے تو اور لوگ بھی اسلام کی پابندی کریں گے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب الطہارۃ

عبادت کی قبولیت کے لیے پاک ہونا ضروری ہے۔ طہارت کی متعدد صورتیں ہیں۔ اعتقاد کا درست ہونا۔ مشرک اور بدعتی کا ذہن پلید ہوتا ہے۔ اس کو نہ خدا پر یقین ہوتا ہے۔ نہ آنحضرت پر صحیح اعتقاد۔ اللہ تعالیٰ پر اس کو بھروسہ نہیں۔ وہ اپنی ضرورتوں کے لیے فقیروں بزرگوں اور قبروں درختوں پر زیادہ یقین رکھتا ہے۔ اس کو مخلوق سے وہی محبت ہوتی ہے۔ جو اللہ سے ہونی چاہیئے وہ غیروں سے اسی طرح ڈرتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے۔ نذر۔ نیاز۔ دعا۔ سجود۔ خشیت۔ انابت۔ جو اللہ کی خصوصیات ہیں۔ ان میں سب مخلوقات کو شریک سمجھتا ہے۔ متعارف اور عادی اسباب کے علاوہ بھی وہ مخلوق کو متصرف اور با اختیار سمجھتا ہے۔ یہ یقیناً شرک ہے۔ جب تک اس سے ذہن صاف اور ایمان درست نہ ہو عبادت قبول نہیں ہوتی۔ آنحضرت کی بعثت سے پہلے اہل مکہ حج کرتے تھے۔ بیت اللہ میں عبادت بجالاتے تھے۔ حجاج کی خدمت کرتے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے۔ مگر اس کے باوجود اسلام نے انہیں مسلمان تسلیم نہیں کیا۔ ان کی عبادت کو بیکار سمجھا۔ ان کی عبادت کو بے فائدہ تصور کیا۔ اسی قسم کی برائیاں آج بھی مخلوق میں رائج ہیں۔ مسلمان کہلانے والے مخلوق کے ساتھ وہی کچھ کرتے ہیں۔ جو اس وقت کے مشرک بتوں سے کرتے تھے۔ ایسی توحید کچھ مفید معلوم نہیں ہوتی۔ قبروں کو سجدے ہو رہے ہیں۔ بزرگوں کے نام کی نذریں دی جا رہی ہیں۔ اللہ کے سوا غیروں کو صبح اور شام پکارا جاتا ہے۔ بزرگوں اور ان کی خانقاہوں سے مدد مانگی جاتی ہے۔ التجائیں کی جاتی ہیں۔ یہ شرک ہے۔ اس کی موجودگی میں عبادت مفید نہیں۔

۲۔ آنحضرت دین کامل لیکر آئے۔ آپ کے بعد دین میں نہ کچھ بڑھایا جا سکتا ہے۔ نہ کم کیا جا سکتا ہے۔ بدعت کا مطلب یہ ہے کہ دین میں کوئی چیز اپنی طرف سے بڑھائی جائے۔ اس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ آنحضرت سے دین میں کمی رہ گئی۔ جسے کسی اور نے پورا کر دیا ہے بدعتی دراصل آنحضرت پر نبوت کے اختتام کا ذہنی طور پر منکر ہے اس لیے وہ شرعی احکام میں اضافہ کا منتظر رہتا ہے۔ اس گندگی کے ہوتے ہوئے عبادت مقبول نہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا ہ بدعتی کے نہ فرض مقبول ہیں۔ نہ نوافل۔

۳۔ بدن پر کوئی پلیدی موجود ہو تو عبادت قبول نہیں ہوگی۔ پیشاب پاخانہ اور اس قسم کی دوسری پلید چیزیں طہارت کے منافی ہیں۔ عبادت کے وقت بدن کا ان سے صاف ہونا ضروری ہے ورنہ نماز ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔

۴۔ بے وضو یا جنبی ہونا بھی طہارت کے منافی ہے۔ گو بظاہر بدن پر کوئی گندگی یا پلیدی نہیں لگی ہوتی۔ لیکن شارع نے اسے پلیدی سمجھا ہے۔ اسے حکمی نجاست فرمایا ہے۔ اس لیے وضو کے بغیر بھی نماز نہیں ہوتی۔ اور غسل جنابت کے بغیر بھی نماز نہیں ہوگی۔ اعتقادی نجاست کا ذکر ابتدائی ابواب میں کسی قدر آگیا ہے پیش نظر ابواب میں حقیقی اور حکمی نجاستوں کا ذکر آگیا ہے۔ ہر مسلمان کیلئے ان مسائل کا سمجھنا ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔ ورنہ عبادت درست نہیں ہوگی۔ اور بلا وجہ ان شرائط کی خلاف ورزی کرے۔ تو نماز ضائع ہو جائے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۲۶۲ عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاُ الْمِیْزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاٰنِ اَوْ تَمْلَاُ مَا بَیْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالصَّلٰوۃُ نُوْرٌ وَالصَّدَقَۃُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِیَآءٌ وَالْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَّكَ اَوْ عَلَیْكَ كُلُّ النَّاسِ یَغْدُوْ فَبَائِعٌ نَفْسَهٗ فَمُعْتِقُهَا اَوْ مُوْبِقُهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ تَمْلَاٰنِ مَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَمْ اَجِدْ هٰذِهِ الرِّوَایَةَ فِی الصَّحِیْحَیْنِ وَلَا فِیْ كِتَابِ الْحُمَیْدِیِّ وَلَا فِی الْجَامِعِ وَلٰكِنْ ذَكَرَهَا الدَّارِمِیُّ بَدَلَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ۔

۲۶۳۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰی

پہلی فصل

۲۶۲۔ ابومالک اشعری سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ پاک رہنا آدھا ایمان ہے۔ الحمد للہ (اللہ تعالیٰ کیلئے حمد ہے۔) میزان کو بھر دیتا ہے۔ سبحان اللہ۔ (اللہ پاک ہے۔ والحمد للہ اللہ کے لیے حمد ہے۔) یہ دونوں کلمے یا ہر ایک کلمہ آسمان اور زمین کے مابین کو بھر دیتا ہے نماز روشنی ہے۔ اور صدقہ (ایمان) کی دلیل ہے۔ اور صبر (قیامت کے دن) روشنی کا موجب ہوگا۔ اور قرآن یا تو تمہاری نجات کی دلیل ہوگا۔ یا تمہارے خلاف ہوگا ہر آدمی صبح اپنے آپ کو فروخت کر دیتا ہے[1]۔ یا وہ اسے آزاد کر دیتا ہے۔ یا ہلاک کر دیتا ہے[2]۔ (مسلم) ایک روایت میں ہے۔ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر آسمان اور زمین کی فضاء کو بھر دیتے ہیں۔

۲۶۳۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کیا میں تم کو ایسی چیز بتاؤں۔ جس سے گناہ مٹ جائیں۔ اور درجات بلند ہوں۔ لوگو

---

[1] بیچنے کا مطلب یہ ہے کہ صبح وہ کچھ نہ کچھ کرتا ہے اور اس کا نتیجہ نجات ہے یا بربادی۔ (اسم)

[2] طہارت کی فضیلت :۔ اس حدیث کو احمد۔ نسائی۔ ترمذی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ وضو آدھا ایمان ہے۔ بعض نے ایمان سے مراد نماز لی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَكُمْ اور نماز چونکہ وضو کے بغیر قبول نہیں ہوتی اس لیے آدھی نماز وضو ہے اور بعض نے ایمان سے حقیقی ایمان مراد لیا ہے۔ ایمان لانے سے چونکہ پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں صغیرے بھی اور کبیرے بھی اور وضو کرنے سے صغیرے گناہ معاف ہو جاتے ہیں تو آدھے گناہ اس سے بھی معاف ہو گئے اس لیے ایمان کا نصف وضو ہو گیا تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر کا اجر بیان فرمایا کہ اگر ان کے اجر کی ظاہری اور جسمانی شکل ہو تو تمام آسمان اور زمین اور فضا ان سے بھر جائے۔ نماز اس لیے نور ہے کہ اس سے قبر میں روشنی ہوتی ہے قیامت کو ان کے چہرے نورانی ہوں گے اور نمازیوں کے آگے اور دائیں نور چلتا ہوگا۔ صدقہ دلیل ہے مومن کے سچا مومن ہونے کی کہ اپنا عزیز مال خدا کے لیے قربان کر دیا اور مال کے مصرف کے لیے دلیل ہوگا کہ صاحب مال (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ قَالُوا بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ إِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطٰى إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ وَفِي حَدِيْثِ مَالِكِ ابْنِ اَنَسٍ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ ثَلٰثًا۔

۲۶۴۔ وَعَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۶۵۔ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّاَ الْعَبْدُ

نے عرض کیا۔ حضرت کیوں نہیں۔ فرمایا۔ وضو کو تکلیف کے اوقات میں مکمل کرنا اور مسجد کی طرف زیادہ قدم اٹھانا۔ (دور سے جانا یا بار بار جانا) اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ یہی رباط ہے[1] (جس کی طرف قرآن حکیم نے درابطو سے اشارہ کیا ہے) حضرت انس کی روایت میں رباط کا لفظ دو دفعہ آیا ہے۔ مسلم اور ترمذی میں تین دفعہ۔

۲۶۴۔ حضرت عثمانؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا۔ اس کے تمام گناہ اس کے جسم سے[2] نکل گئے یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی۔ بخاری مسلم۔ یعنی چھوٹے بڑے سب گناہ معاف ہو گئے۔

۲۶۵۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں، آنحضرت نے فرمایا۔ جب مسلم یا مومن وضو کرتا ہے۔ اور منہ دھوتا ہے تو منہ کے تمام گناہ جنکی طرف

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) نے خدا کی راہ میں مال خرچ کیا۔ صبر روشنی ہے۔ صبر کی تین قسمیں ہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت پر صبر کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی نواہی سے صبر کرنا۔ مصیبتوں اور تکلیفوں پر صبر کرنا۔ یہ چونکہ ایمان ہے اور ایمان نور ہے۔ لہٰذا صبر بھی نور ہے۔ اگر قرآن پر عمل کیا تو قرآن تیرے لیے شہادت دے گا اور اگر اس پر عمل نہ کیا تو یہ تجھ پر حجت ہوگا تیرے خلاف گواہی دے گا۔ ہر آدمی اپنی جان کو بیچ رہا ہے اگر اپنی جان بیچ کر دنیا حاصل کر لی اور دین چھوڑ دیا تو اس نے اپنے آپ کو ہلاک کر لیا اور اگر دنیا چھوڑ کر دین حاصل کر لیا تو عذاب الٰہی سے بچ گیا۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] رباط کی حقیقت کیا ہے؟: اس حدیث کو احمد، نسائی۔ ترمذی۔ مالک اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے تکلیف پر وضو یہ کہ بیماری یا سردی کے دنوں میں تین تین بار اعضاء دھوئے اور پانی کو ہر جگہ پہنچائے وضو کی کوئی جگہ خالی یا خشک نہ رہ جائے اگر مسجد سے گھر دور ہو تو بھی جماعت میں آکر شامل ہو ہر قدم کے بدلے اس کو نیکی ملے گی نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھے رہنا یا اگر باہر بھی جائے تو نماز کا خیال رکھے۔ رباط کے لغوی معنی ہیں سرحد اسلام پر فوجی ساز و سامان اور گھوڑے مہیا کر کے ہر وقت تیار رہنا اور یہ ظاہری دشمن کے لیے ہے اور باطنی دشمن (شیطان) کے لیے نماز کی پابندی رباط ہے۔

[2] وضو سے صغیرے گناہ معاف ہو جاتے ہیں:۔ اس کو احمد۔ ابن ماجہ اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ تمام گناہوں سے مراد تمام صغیرے گناہ ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الْمُسْلِمُ أَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۶۶:۔ وَعَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنِ امْرِءٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلٰوةٌ مَكْتُوبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهَا وَخُشُوعَهَا وَرُكُوعَهَا إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ مَا لَمْ يُؤْتِ كَبِيرَةً وَذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۶۷:۔ وَعَنْهُ أَنَّهُ تَوَضَّأَ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ ثَلٰثًا ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرٰى إِلَى

اس نے آنکھوں سے دیکھا تھا۔ پانی یا پانی کے آخری قطروں کے ساتھ نکل جاتے ہیں۔ اور جب ہاتھ دھوتا ہے۔ تو ہاتھوں کے تمام گناہ جو اس نے اپنے ہاتھوں سے کئے تھے۔ پانی سے یا پانی کے آخری قطرہ سے نکل جاتے ہیں۔ اور جب پاؤں دھوتا ہے۔ تو تمام گناہ جن کی طرف وہ پاؤں سے چلا تھا پانی یا اسکے آخری قطروں کیساتھ بہہ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ گناہوں سے صاف ہو جاتا ہے[1]۔ مسلم

۲۶۶۔ حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کوئی مسلمان جب فرضی نماز کیلئے حاضر ہوتا ہے۔ اس کا وضو اچھی طرح کرے۔ اور خشوع سے ادا کرے۔ وہ تمام پہلے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔ جب تک وہ کوئی کبیرہ گناہ نہ کرے۔ اور ہمیشہ ایسا[2] ہوتا رہتا ہے مسلم۔

۲۶۷۔ حضرت عثمانؓ سے مروی ہے۔ آپ نے وضو کیا۔ تو ہاتھوں پر تین دفعہ پانی ڈالا۔ پھر کلی کی۔ اور ناک میں پانی ڈالا۔ پھر تین دفعہ منہ دھویا۔ پھر داہنا ہاتھ کہنیوں تک تین دفعہ دھویا۔ پھر بایاں ہاتھ اسی طرح تین دفعہ دھویا۔ اور پھر سر پر مسح کیا۔ پھر دایاں اور بایاں پاؤں

---

[1] **وضوء سے گناہوں کی معافی:**۔ اس حدیث کو مالک۔ نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ ترمذی نے کہا حسن صحیح ہے اور شافعی نے بھی روایت کیا ہے۔ گناہوں سے نکل جانے سے مراد یہ ہے کہ معاف ہو جاتے ہیں ہاتھ دھونے سے ہاتھوں کے گناہ معاف ہو گئے چہرہ دھونے سے زبان، آنکھ اور کانوں کے گناہ معاف ہو گئے۔ سر کا مسح کرنے سے دماغ کے فاسد خیالات کے گناہ معاف ہو گئے اور پاؤں دھونے سے گناہ کی طرف چل کر جانے کے گناہ معاف ہو گئے۔

[2] **معافی صغیرے گناہوں کی ہوتی ہے**:۔ اچھی طرح وضو کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وضو کے اعضاء میں سے کوئی جگہ خشک نہ رہ جائے۔ خشوع یہ ہے کہ دل خدا تعالیٰ کی جناب میں پوری توجہ سے حاضر ہو نماز میں خلاف ادب نماز کوئی حرکت نہ کرے نظر سجدہ کی جگہ پر رہے نماز کے آداب۔ مستحبات۔ نوافل، واجبات اور فرائض کو اچھی طرح ادا کرے۔ رکوع کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ یہود و نصاریٰ کی عام نمازوں (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِلَى الْمِرْفَقِ ثَلٰثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَاسِهٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى ثَلٰثًا ثُمَّ الْيُسْرٰى ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ نَحْوَ وُضُوْئِىْ هٰذَا ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ نَحْوَ وُضُوْئِىْ هٰذَا ثُمَّ يُصَلِّىْ رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهٗ فِيْهِمَا بِشَيْءٍ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهٗ لِلْبُخَارِىِّ۔

۲۶۸: وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّاُ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّىْ رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلًا عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَوَجْهِهٖ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

دونوں تین دفعہ دھوئے۔ پھر فرمایا میں نے آنحضرت کو اسی طرح وضو فرماتے دیکھا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ جو شخص میرے وضو کی طرح وضو کرے۔ اور نماز کی طرح نماز ادا کرے۔ اور اس میں اپنے دل سے باتیں نہ کرے۔ اس کے سابقہ سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ بخاری مسلم لفظ بخاری کے ہیں۔

۲۶۸۔ عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں۔ جو اچھی طرح وضو کرے۔ پھر دو رکعت نماز پوری توجہ سے پڑھے۔ مگر اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ مسلم۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) میں رکوع نہیں ہے یہ رکوع صرف مسلمانوں کی نماز میں ہے۔ یہ نماز پہلے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ صغیرہ گناہ تو وضو سے معاف ہو جاتے ہیں اور کبیرہ گناہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں۔ نمازوں سے یا جمعہ سے کون سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ بعض علما نے کہا ہے کہ اگر صغیرہ گناہ باقی نہ ہوں تو کبیرہ گناہوں میں تخفیف ہو جاتی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ کبیرے گناہ نمازوں سے معاف نہیں ہوتے۔ صغیرہ گناہ اگر ہوں تو معاف ہو جائیں گے اور اگر نہ ہوں تو اس کے درجات بلند ہو جائیں گے لیکن زیادہ صحیح قول اول ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

ـــله **وضو کی ترتیب**:۔ اس حدیث کو ابوداؤد۔ نسائی۔ دارقطنی اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ وضو کے ابتدا میں بھی ہاتھ دھونے چاہئیں۔ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا اور پھر ناک صاف کرنا۔ امام احمد کے نزدیک غسل اور وضو دونوں میں واجب ہیں اور امام مالک و شافعی کے نزدیک دونوں میں سنت اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک وضو میں سنت اور غسل میں فرض ہیں اور اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ منہ اور ناک کی دو حیثیتیں ہیں۔ اگر منہ کو بند کر لیا جائے تو اس کی حیثیت اندر کی ہے اور کھولا جائے تو اس کی حیثیت باہر کی ہے پہلی صورت کو جن لوگوں نے ملحوظ رکھا انہوں نے فرضیت کا انکار کیا اور جنہوں نے دوسری صورت کو ملحوظ رکھا انہوں نے فرض کہا۔

ـــ۲ـــه **وضو کی مسنون دعائیں**:۔ اس حدیث کو احمد ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ ابن خزیمہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے یہ۔ یہ اور اس کے بعد کی حضرت عمرؓ کی حدیث دراصل ایک ہی حدیث ہیں۔ جب عقبہ بن عامر آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ الفاظ فرما رہے تھے اور اس سے پہلے کے الفاظ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کر دیے ہیں جو کہ عقبہ بن عامر نے نہیں سنے تھے وضو میں بعض لوگوں نے بہت سی دعائیں (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۶۹:۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ یَتَوَضَّأُ فَیُبْلِغُ اَوْ فَیُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ یَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَفِیْ رِوَایَةٍ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِیَةُ یَدْخُلُ مِنْ اَیِّهَا شَاءَ هٰكَذَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِیْ صَحِیْحِهٖ وَالْحُمَیْدِیُّ فِیْ اَفْرَادِ مُسْلِمٍ وَكَذَا ابْنُ الْاَثِیْرِ فِیْ جَامِعِ الْاُصُوْلِ وَذَكَرَ الشَّیْخُ مُحْیِ الدِّیْنِ النَّوَوِیُّ فِیْ اٰخِرِ حَدِیْثِ مُسْلِمٍ عَلٰی مَا رَوَیْنَاهُ وَزَادَ التِّرْمِذِیُّ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ وَالْحَدِیْثُ الَّذِیْ رَوَاهُ مُحْیِ السُّنَّةِ فِی الصِّحَاحِ مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ اِلٰی اٰخِرِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ فِیْ جَامِعِهٖ بِعَیْنِهٖ اِلَّا كَلِمَةَ اَشْهَدُ قَبْلَ اَنَّ مُحَمَّدًا۔

۲۷۰:۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمَّتِیْ یُدْعَوْنَ

۲۶۹۔ حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تم سے جو بھی وضو کرے۔ اور پوری طرح مکمل وضو کرے۔ پھر کہے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (میں شہادت دیتا ہوں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں میں شہادت دیتا ہوں۔ کہ محمد صلعم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں) اور ایک روایت میں وحدہ لا شریك له کے لفظ زیادہ آئے ہیں۔ مگر اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ جس سے چاہے جنت میں داخل ہو (مسلم حمیدی جامع الاصول) نووی نے آخر حدیث مسلم و ترمذی نے یہ الفاظ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ (اے اللہ بنا مجھ کو توبہ کرنے والوں سے اور پاک رہنے والوں سے) زیادہ کیے ہیں۔ اور جس حدیث کو محی السنت نے صحاح میں ذکر کیا ہے۔ جس شخص نے وضو کیا۔ اور اچھا وضو کیا۔ اسے ترمذی نے جامع میں بعینہٖ ذکر کیا ہے۔ لیکن ان محمدًا سے پہلے اشهد کا ذکر نہیں فرمایا۔

۲۷۰۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ میری امت کو قیامت کے دن بلایا جائے گا۔ ان کی پیشانی اور اعضائے وضوء

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) بنائی ہیں وہ سب دعائیں ایجاد بندہ ہیں صرف ایک دعا آنحضرتؐ سے وضو کے دوران ثابت ہے اور ایک دعا بعد وضو ثابت ہے اور بس۔ آنحضرت جب وضو کرتے ہوئے پاؤں دھونے پر آتے تو یہ دعا پڑھتے رَبِّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَ وَسِّعْ لِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ، اور جب وضو سے فارغ ہو جاتے تو یہ دعا پڑھتے جو اوپر حدیث میں مذکور ہے۔ اس حدیث سے اور اس سے پہلے کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وضو کے بعد کم از کم دو نفل ضرور پڑھ لینے چاہئیں یہ نفل تحیۃ الوضو کہلاتے ہیں اگر زیادہ ہوں تو بہتر ہے ورنہ کم از کم دو تو ہوں۔ حضرت بلال کو آنحضرت نے جنت میں اپنے آگے دیکھا تو وہ انہی نفلوں کی بدولت وہاں پہنچے تھے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يُّطِيْلَ غُرَّتَهٗ فَلْيَفْعَلْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۷۱: وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوْءُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۲۷۲: عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَقِيْمُوْا وَلَنْ تُحْصُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ خَيْرَ اَعْمَالِكُمُ الصَّلٰوةُ وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوْءِ اِلَّا مُؤْمِنٌ رَوَاهُ مَالِكٌ وَاَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

سفید ہوں گے۔ جو شخص اس سفیدی کو لمبا کرنا چاہے۔ تو کرے[1]۔ بخاری مسلم۔

۲۷۱۔ ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ مومن کا زیور وہاں تک پہنچے گا۔ جہاں تک اس کا وضو پہنچے گا۔ مسلم۔

دوسری فصل

۲۷۲۔ حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ سیدھی راہ پر چلو۔ تم قطعاً اس کی طاقت نہیں رکھتے اور یقین جانو۔ نماز تمہارے بہترین اعمال سے ہے۔ اور وضو کی محافظت مومن ہی کر سکتا ہے[2]۔ مالک احمد ابن ماجہ دارمی۔

---

[1] امتی قیامت کو وضو سے معلوم ہوں گے:۔ اس حدیث کا مضمون اور اس کے بعد کی حدیث کا مضمون ایک ہی ہے۔ دوسری حدیث کو ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے۔ گھوڑے کی پیشانی کی سفیدی کو غرّہ کہا جاتا ہے اور ہاتھ پاؤں کی سفیدی کو تحجیل۔ مطلب یہ ہے کہ مومنوں کے اعضاء وضو کے سبب سے نورانی ہوں گے۔ دوسری حدیث میں اسی کو زیور کہا گیا ہے۔ حدیث سے اس بات کی ترغیب نکلتی ہے کہ وضو کے اعضاء کو مقدار واجب سے زیادہ دھونا مستحب ہے۔ مثلاً ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونا فرض ہے تو ہاتھوں کو کندھوں تک دھو لیا جائے اور پاؤں کو ٹخنوں تک دھونا فرض ہے تو ان کو گھٹنوں تک دھو لے۔ یعنی اعضائے وضو کو مقدار واجب سے زیادہ نہ دھولے اس کی تو اجازت ہے لیکن یہ نہیں کیا جا سکتا کہ تین دفعہ سے زیادہ مرتبہ دھوئے۔ مثلاً چار یا پانچ مرتبہ تاکہ نور زیادہ روشن ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میری امت کی علامت یہ ہوگی کہ ان کے ہاتھ پاؤں اور منہ وضو کے آثار سے روشن ہوں گے و اللہ ہی بہتر جانے کہ جو لوگ نماز نہیں پڑھتے اور وضو نہیں کرتے ان کی کیا علامت ہوگی اور وہ لوگ امت میں بھی شمار ہو سکیں گے یا نہیں ہر مسلمان کو کوشش کرنی چاہئے کہ نمازیں پابندی کے ساتھ ادا ہو سکیں۔

[2] باوضو آدمی شیطان سے محفوظ رہتا ہے:۔ اس حدیث کو ابن ماجہ، طبرانی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ دین پر استقامت بڑا مشکل کام ہے اسی لیے بعد میں فرمایا کہ تم اس کی طاقت نہ رکھو گے تو اگر سارے اسلام پر استقامت نہیں رکھ سکتے تو اس کے (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۷۳:۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ عَلٰی طُھْرٍ کُتِبَ لَہٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۲۷۴:۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ الصَّلٰوۃُ وَمِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّھُوْرُ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

۲۷۳۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص وضو پر وضو کرے۔ اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں[1]۔ ترمذی۔

تیسری فصل

۲۷۴۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ نماز جنت کی چابی ہے۔ اور نماز کی چابی وضو ہے[2]۔ احمد۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بعض پر تو ضرور رکھو مثلاً نماز پر جو دین کا سب سے بڑا رکن ہے اور نماز کی استقامت کے لیے وضو نہایت ضروری ہے لہذا وضو کی حفاظت کرو۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے کہا ہے کہ ہمیشہ باوضو رہنا شیطان سے محفوظ رہنے کا سب سے بڑا سبب ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) **[1] وضو پر وضو کرنا نیکی کا سبب ہے:**۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن زیاد افریقی ہے اس کے مختلف فیہ ہونے کی وجہ سے بعض نے اس حدیث کو ضعیف کہا لیکن اس کے معنی کی تائید قرآن پاک کی آیت سے ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِھَا، وضو پر وضو کرنا اس صورت میں تو بالاتفاق مستحب ہے جبکہ پہلے وضو سے کچھ نفل پڑھ چکا ہو اور اگر اس سے کوئی نماز نہ پڑھی ہو تو پھر بعض کے نزدیک دوسرا وضو کرنا مکروہ ہے کیونکہ بے جا اسراف ہے۔ اگر پہلے وضو سے کچھ نماز پڑھ لی ہو تو دوسرا وضو گویا دوسری نماز کے لیے کیا گیا یعنی ہر نماز کے لیے تازہ وضو کیا اور یہ پسندیدہ فعل ہے۔

[2] نماز کے شرائط کیا ہیں:۔ اس حدیث کو طبرانی، بزاز، بیہقی اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ وضو نماز کی کنجی ہے کیونکہ اس کے بغیر نماز شروع نہیں کی جا سکتی۔ یعنی یہ شرائط نماز میں سے ہے اور نماز کے شرائط یہ ہیں جگہ پاک ہونا[1]۔ لباس[2] پاک ہونا۔ جسم[3] پاک ہونا (اس میں وضو اور غسل دونوں شامل ہیں) نماز[4] کا وقت ہونا۔ ستر[5] عورت۔ قبلہ[6] رخ ہونا۔ نیت[7] کرنا (لیکن نیت زبان سے ادا کرنا اور الفاظ پڑھنا کہیں سے بھی ثابت نہیں ہے۔ نیت کا تعلق دل سے ہے) اور نماز جنت کی کنجی ہے کیونکہ وہی کفر اور ایمان میں فارق ہے۔ یہی علامت اسلام ہے۔ یہی دین کا ستون ہے۔ جان اور مال کے محفوظ ہونے کے لیے قرآن مجید میں شہادتین کے بعد نماز اور زکوٰۃ کو بھی شرط قرار دیا ہے اور حدیث سے بھی اس شرط کا پتہ چلتا ہے۔ لہذا اس کے بغیر جنت نہیں مل سکتی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۷۵: وَعَنْ شَبِيْبِ بْنِ أَبِيْ رَوْحٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلٰوةَ الصُّبْحِ فَقَرَأَ الرُّوْمَ فَالْتَبَسَ عَلَيْهِ فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يُصَلُّوْنَ مَعَنَا لَا يُحْسِنُوْنَ الطُّهُوْرَ وَإِنَّمَا يَلْبِسُ عَلَيْنَا الْقُرْاٰنَ أُولٰئِكَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

۲۷۶: وَعَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ قَالَ عَدَّهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَدِيْ أَوْ فِيْ يَدِهٖ قَالَ التَّسْبِيْحُ نِصْفُ الْمِيْزَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ يَمْلَؤُهُ وَالتَّكْبِيْرُ يَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَالصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ وَالطُّهُوْرُ نِصْفُ الْإِيْمَانِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۲۷۵۔ شبیب بن روح آنحضرت کے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت نے صبح کی نماز میں سورہ روم پڑھی۔ آپ بھول گئے۔ جب آپ نماز ادا فرما چکے۔ تو فرمایا۔ ان لوگوں کا کیا حال ہے۔ جو ہمارے ساتھ نماز میں شریک ہوتے ہیں۔ اور وضو صحیح طور پر نہیں کرتے۔ انہی کی وجہ سے قرآن میں شبہ پڑجاتا ہے [۱][۲]۔

۲۷۶۔ بنی سُلیم کے ایک آدمی سے مروی ہے۔ آنحضرت نے یہ (مندرجہ) باتیں میرے ہاتھ پر یا اپنے ہاتھ پر شمار کیں۔ فرمایا تسبیح سے آدھی میزان بھر جاتی ہے۔ اور الحمد للہ سے پوری میزان بھر جاتی ہے۔ اور تکبیر سے آسمان اور زمین کی درمیانی فضاء معمور ہو جاتی ہے۔ روزے میں صبر کا نصف حصہ پایا جاتا ہے۔ اور وضو آدھا ایمان ہے [۳]۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

۱؎ **بری صحبت کا برا اثر**:۔ اس حدیث کو احمد، طبرانی اور عبدالرزاق، ابونعیم، بغوی اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ صحبت کی تاثیر ضرور ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اس بلند مرتبہ کے ایک آدمی کے صرف آداب وضو سے غفلت اختیار کرنے سے متاثر ہو گئے تو دوسرا کون ہے جو متاثر نہ ہوگا اور پھر یہ وہ آدمی تھا جس نے وضو اچھی طرح نہیں کیا تھا اس کا اتنا اثر ہوا تو فاسقوں اور فاجروں کی صحبت کیا رنگ لاتی ہوگی۔

۲؎ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قرب و جوار کی وجہ سے بعض اعمال کا اثر ایک دوسرے پر پڑتا ہے وضو کی خرابی کا اثر امام کی قراءت پر پڑا اس سے اثر صحبت کا بھی پتہ چلتا ہے۔ اس لیے اہل بدعت، مشرکین اور فاسقین فاجرین کی صحبت سے بچنا چاہئے اس سے اخلاق برباد ہو جاتے ہیں۔ انسان بدعملی کا عادی ہو جاتا ہے اور شرک سے رغبت ہو جاتی ہے۔ (اسم)

۳؎ **اعمال کا وزن ہوتا ہے**:۔ اس حدیث کا مضمون بخاری اور مسلم میں بھی ہے۔ حدیث اور قرآن دونوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اعمال حسی وزن قیامت کو تولا جائے گا۔ معتزلہ وزن اعمال کے منکر ہیں۔ قرآن و حدیث ان کے خلاف شاہد عدل ہیں۔ باقی حدیث کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۷۷: وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ الصُّنَابِحِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ فَمَضْمَضَ خَرَجَتِ الْخَطَایَا مِنْ فِیْہِ وَاِذَا اسْتَنْثَرَ خَرَجَتِ الْخَطَایَا مِنْ اَنْفِہٖ وَاِذَا غَسَلَ وَجْھَہٗ خَرَجَتِ الْخَطَایَا مِنْ وَجْھِہٖ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَشْفَارِ عَیْنَیْہِ فَاِذَا غَسَلَ یَدَیْہِ خَرَجَتِ الْخَطَایَا مِنْ یَدَیْہِ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِ یَدَیْہِ فَاِذَا مَسَحَ بِرَاْسِہٖ خَرَجَتِ الْخَطَایَا مِنْ رَاْسِہٖ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ اُذُنَیْہِ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَیْہِ خَرَجَتِ الْخَطَایَا مِنْ رِجْلَیْہِ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ اَظْفَارِ رِجْلَیْہِ ثُمَّ کَانَ مَشْیُہٗ اِلَی الْمَسْجِدِ وَصَلٰوتُہٗ نَافِلَۃً لَّہٗ رَوَاہُ مَالِکٌ وَالنَّسَائِیُّ۔

۲۷۸: وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَی الْمَقْبُرَۃَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ وَدِدْتُ اَنَّا قَدْ رَاَیْنَا اِخْوَانَنَا قَالُوْا اَوَلَسْنَا اِخْوَانَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَنْتُمْ اَصْحَابِیْ وَاِخْوَانُنَا الَّذِیْنَ لَمْ یَاْتُوْا بَعْدُ فَقَالُوْا کَیْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَّمْ یَاْتِ بَعْدُ مِنْ اُمَّتِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ اَرَاَیْتَ لَوْ اَنَّ

۲۷۷۔ حضرت عبداللہ صنابحی فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب کوئی مومن وضو کرتا ہے۔ تو کلی سے اس کے منہ کے تمام گناہ گر جاتے ہیں۔ اور جب کوئی ناک جھاڑتا ہے۔ تو ناک کے تمام گناہ گر جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ آنکھوں کی پلکوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں جب ہاتھ دھوتا ہے۔ تو اس کے ہاتھوں سے تمام گناہ نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔ اور جب سر پر مسح کرتا ہے تو اس کے سر سے گناہ نکل جاتے ہیں۔ یہانتک کہ کانوں سے بھی جب پاؤں دھوتا ہے۔ تو اس کے پاؤں سے بھی گناہ نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ پاؤں کے ناخنوں سے نکل جاتے ہیں۔ اس کے بعد اس کا نماز کے لیے جانا اور نماز پڑھنا اس کے لیے زائد[1] چیز رہ جاتا ہے۔ مالک نسائی۔

۲۷۸۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت ایک قبرستان میں تشریف لے گئے۔ اور فرمایا اے ایمان والوں کے گھر۔ تم پر سلامتی ہو۔ اگر اللہ نے چاہا۔ تو ہم تم سے ملنے والے ہیں۔ میں نے پسند کیا۔ کہ میں اپنے بھائیوں کو دیکھوں۔ صحابہ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں۔ فرمایا تم تو میرے ساتھی ہو۔ بھائی وہ لوگ ہیں۔ جو اب تک نہیں آئے صحابہ نے دریافت فرمایا۔ اے اللہ کے رسول امت کے جو لوگ اب تک نہیں آئے۔ آپ انہیں کیسے پہچانیں گے۔ فرمایا بتاؤ ایک آدمی کے پاس ایک گھوڑا ہے۔ جسکی پیشانی

[1] نیک اعمال رفع درجات کا سبب ہیں ۱۔ اس حدیث کو ابن ماجہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ زائد عبادت کا مطلب یہ ہے کہ صغیرہ گناہ تو سارے وضو سے معاف ہو گئے۔ اب مسجد کی طرف چل کر جانا اور نماز پڑھنا گناہوں کے کفارہ سے زیادہ ہے۔ اب یہ یا تو رفع درجات کے لیے ہوں گے۔ یا پھر کبائر کی تخفیف کے لیے۔ حدیث کا باقی مضمون پہلے بیان ہو چکا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَجُلًا لَهُ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَيْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ اَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ قَالُوْا بَلٰى
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاِنَّهُمْ يَاْتُوْنَ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ وَاَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ
رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۷۹:۔ وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ
يُّؤْذَنُ لَهُ بِالسُّجُوْدِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يُّؤْذَنُ لَهُ اَنْ يَّرْفَعَ رَاْسَهُ فَاَنْظُرُ اِلٰى مَا بَيْنَ يَدَيَّ
فَاَعْرِفُ اُمَّتِيْ مِنْ بَيْنِ الْاُمَمِ وَمِنْ خَلْفِيْ مِثْلُ ذٰلِكَ وَعَنْ يَّمِيْنِيْ مِثْلُ ذٰلِكَ وَعَنْ شِمَالِيْ
مِثْلُ ذٰلِكَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَعْرِفُ اُمَّتَكَ مِنْ بَيْنِ الْاُمَمِ فِيْمَا بَيْنَ نُوْحٍ

اور پاؤں سفید ہیں۔ اور سیاہ گھوڑوں میں کھڑا ہے۔ کیا وہ اپنے گھوڑے کو نہیں پہچانے گا۔ صحابہ نے عرض کیا۔ حضرت یقیناً پہچان لے گا
فرمایا۔ میری امت کی پیشانی اور پاؤں وضوء کی وجہ سے قیامت کے دن سفید ہوں گے۔ اور میں بطور میزبان حوض پر کھڑا ہوں گا[لہ]۔ مسلم۔

۲۷۹۔ ابودرداءؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ قیامت کے دن مجھے سب سے پہلے سجدہ کے لیے بلایا جائے گا۔ اور مجھے سب
سے پہلے سر اٹھانے کی اجازت ہوگی۔ میں اپنے سامنے دیکھوں گا۔ اور تمام امتوں سے اپنی امت کو پہچان لوں گا۔ اپنے پیچھے دائیں
اور بائیں بھی اسی طرح دیکھوں گا۔ ایک آدمی نے دریافت کیا۔ آپ اپنی امت کو حضرت نوح سے لیکر اپنی امت تک کسطرح پہچانیں گے۔
فرمایا۔ وضو کی وجہ سے ان کے ہاتھ پاؤں اور منہ سفید ہوں گے۔ انکے سوا باقی امتوں سے کسی کی ایسی شکل نہیں ہوگی۔ میں ان کو اس لیے

لہ **مشفق پیغمبر نے امتیوں کو اپنا بھائی فرمایا:۔** حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوالدرداء کی حدیثیں ایک ہی مضمون کی ہیں۔ ابوالدرداءؓ کی حدیث سند کے لحاظ سے ضعیف ہے کیونکہ اس میں ابن لہیعہ راوی کمزور ہے لیکن اس حدیث کو احمد اور طبرانی نے بھی اچھی سند سے روایت کیا ہے اور پھر یہی حضرت ابوہریرہ کی حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ بہرحال حضرت ابوالدرداء کی حدیث قابل استناد ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے ان افراد کو جو آپ کے سامنے موجود نہیں تھے اپنے بھائی فرمایا ہے زہے قسمت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بھائی ہوں۔ کچھ لوگ بھائی کے لفظ کو خلاف ادب سمجھتے ہیں۔ جب قرآن و حدیث میں انبیاءؑ کو امتوں کے بھائی فرمایا گیا ہے تو پھر یہ لفظ خلاف ادب کیسے ہو گیا۔ صحابہ کرام نے سوال کیا کہ آپ نے دنیا میں تو ان کو دیکھا نہیں آپ ان کو آخرت میں کیسے پہچانیں گے تو آپ نے فرمایا میں ان کو ان کے نورانی ہاتھ پاؤں اور چہرے سے پہچان لوں گا۔ وضو کے سبب سے ان کے وضو کے اعضاء نورانی ہوں گے۔ دوسری علامت میری امت کی یہ ہوگی کہ ان کے اعمال نامے اُن کے دائیں ہاتھ میں ہوں گے۔ حضرت عائشہ نے آپ سے سوال کیا کیا آپ قیامت کو اپنے گھر والوں کو یاد رکھیں گے تو جواب دیا کہ تین وقت بڑے نازک ہوں گے اس وقت گھر والوں کی بجائے امت کی طرف توجہ ہوگی۔ اور وہ وقت یہ ہیں۔ اعمال تولنے کے وقت۔ پل صراط سے گذرتے وقت اعمال نامے ملنے کے وقت۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِلٰی اُمَّتِكَ قَالَ هُمْ غُرٌّ مُحَجَّلُوْنَ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ لَيْسَ اَحَدٌ كَذٰلِكَ غَيْرُهُمْ وَاَعْرِفُهُمْ اَنَّهُمْ يُؤْتَوْنَ كُتُبَهُمْ بِاَيْمَانِهِمْ وَاَعْرِفُهُمْ تَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ ذُرِّيَّتُهُمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

بھی پہچان لوں گا۔ کہ ان کے اعمال نامے ان کے دائیں ہاتھ میں ہوں گے۔ اور یوں بھی پہچانوں گا۔ کہ ان کی اولاد ان کے آگے دوڑ رہی ہوگی۔ احمد۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ مَا يُوْجِبُ الْوُضُوْءَ

نماز کے لیے وضو ضروری ہے۔ طہارت کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ عذر کی وجہ سے طہارت نہ ہو سکے۔ تو تیمم اس کی جگہ کام دے سکتا ہے۔ ہر نماز کے لیے طہارت ضروری ہے۔ وضو کے نواقض میں ائمہ مختلف ہیں۔ پیشاب اور پاخانہ کی راہ سے اگر کوئی چیز نکلے۔ تو بالاتفاق وضو ٹوٹ جائے گا۔

آگ پکی سے وضوء حنابلہ کا خیال ہے کہ آگ کی پکی چیز کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ جمہور صحابہ اور ائمہ اس کے خلاف ہیں۔ جن احادیث میں گوشت وغیرہ کے استعمال سے وضوء کا ذکر آیا۔ اس سے مراد لغوی وضوء ہے۔ ان چیزوں میں چونکہ چکناہٹ اور دسومت پائی جاتی ہے۔ اس لئے کلی کرنا اور ہاتھ صاف کرنا مناسب ہے۔ تاکہ منہ میں نماز کے وقت کسی چیز کا مزہ نہ ہو۔ بعض ایسی احادیث کو منسوخ کہتے ہیں۔ نسخ کے لیے ضروری ہے کہ ناسخ منسوخ سے متاخر ہو۔ اور یہاں حتمی طور پر ثابت کرنا مشکل ہے۔ حضرت جابر کا ارشاد ہے۔ كَانَ اٰخِرُ الْاَمْرَيْنِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْكُ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ (سنن وابن حبان) آنحضرت کا آخری فعل یہ تھا۔ کہ آپ آگ کی پکی ہوئی چیز کے استعمال سے وضوء نہیں فرماتے تھے۔ نسخ اصطلاحاً گو ثابت نہ ہو لیکن وضو کا وجوب قطعی اور یقینی نہیں رہتا۔ اختیاری ہے۔ اگر کرنا چاہے تو کرے۔ حازمی نے امام ابو عثمان دارمی سے نقل فرمایا ہے۔

لَمَّا رَأَيْنَا هٰذِهِ الْاَحَادِيْثَ قَدِ اخْتَلَفَ فِيْهَا عَلَى النَّبِيِّ صلعم وَاخْتُلِفَ فِيْهِمْ ذَكَرْنَا هُمْ مِنَ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ وَلَمْ نَقِفْ عَلَى النَّاسِخِ مِنْهَا فَنَظَرْنَا اِلٰى مَا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ وَالْاَعْلَامُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صلعم نَاخَذْنَا بِاِجْمَاعِهِمْ فِي الرُّخْصَةِ فِيْهِ (الاعتبار للحازمی)

القبلۃ والمساس۔ بوسے اور مساس میں بھی اختلاف ہے۔ حضرت عمر عبداللہ بن عمر ابوہریرہ ابن عباس زہری ابن مسیب مجاہد کا خیال ہے کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ حضرت علی ابن مسعود حسن بصری فرماتے ہیں۔ وضو نہیں ٹوٹتا۔ یہی مسلک صحیح معلوم ہوتا ہے شرم گاہ واقعی جسم کا ایک حصہ ہے۔ اور جسم کے بعض حصوں سے اس کا مساس ناگزیر ہے۔ مس سے مراد صرف ہاتھ کا مس مراد لینا درست نہیں اس کا کوئی خاص حکم شرعی اعتبار سے اسی طرح میاں بیوی کے تعلقات میں مساس ناگزیر ہے۔ اور اس پر وضوء وغیرہ کا لازم ہونا مالایطاق تکلیف ہے لغتہً مساس تو رات دن میں بیسیوں دفعہ ہوتا ہے۔ آیت لٰمَسْتُمُ النِّسَاءَ میں صحابہ کے اقوال مختلف ہیں عبداللہ بن عمر اور حضرت عمر اس سے عام لمس سمجھتے ہیں۔ ابن عباس اس سے مجامعہ مراد لیتے ہیں۔ ضرورت کے لحاظ سے حضرت ابن عباس ہی کا قول راجح معلوم ہوتا ہے۔ اگر لمس تقبیل بارادہ مجامعت ہو تو وضوء کا ٹوٹنا صحیح معلوم ہوتا ہے۔ اور نقض وضو کی احادیث کو اسی مفہوم پر محمول سمجھنا چاہیے۔ مطلق لمس و تقبیل اس سے مستثنیٰ ہونے چاہئیں۔ اور احادیث جواز کو اس محل پر محمول کیا جائے۔ تو اکثر احادیث اور آثار میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ طلق بن علی کی روایت پر بعض ائمہ نے کلام کیا ہے۔ بعض نے اسے بسرہ کی حدیث سے منسوخ کیا ہے۔ نسخ کا ثبوت تو مشکل ہے۔ اور طلق بن علی کی تصحیح بھی ائمہ حدیث سے مروی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علی بن مدینی فرماتے ہیں وہ بُسرہ کی روایت سے احسن ہے۔ طحاوی اسے مستقیم الاسناد اور صحیح فرماتے ہیں۔ طبرانی ابن حبان اور ابن حزم بھی اسے صحیح فرماتے ہیں ایسے مسائل میں جہاں دلائل دونوں طرف موجود ہوں۔ صحیح راہ یہ ہے۔ کہ اپنی صوابدید پر عمل کرے۔ اور دوسرے پر طعن نہ کرے۔ اجماع صحابہ کی حجیت پر تو سوچا جا سکتا ہے۔ جب صحابہ خود مختلف ہوں تو انفرادًا ان کے اقوال کی حجیت محل نظر ہے۔

قے نکسیر وغیرہ: قی نکسیر اور قلس کو بعض آئمہ نے ناقص فرمایا ہے۔ اس میں حضرت عائشہؓ سے حدیث مروی ہے۔ اس کی سند میں اسماعیل بن عیاش راوی ضعیف ہیں۔ اور ان کی روایت اہل حجاز سے خاص طور پر ضعیف ہے۔ اکثر حفاظ حدیث نے اسے مرسل کہا ہے مرسل آئمہ حدیث کے نزدیک قطعًا قابل حجت نہیں۔ غرض اس حدیث کے تمام طرق ضعیف ہیں۔ اس لیے صحیح یہ ہے۔ کہ ان میں کوئی چیز ناقص نہیں ہے۔

خون سیال: بعض آئمہ نے خون کو ناقص وضو کہا ہے۔ اس کے لیے بھی کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں ہوئی۔ بلکہ اس کے خلاف ثابت ہے۔ حضرت عمر کو جب خنجر لگا۔ تو آپ خون میں لت پت تھے۔ آپ نے اسی حالت میں نماز ادا فرمائی عبّاد بن بشیر کو نماز میں تیر لگا۔ وہ بدستور نماز پڑھتے رہے۔

نیند: نیند میں اگر وجود ڈھیلا ہو جائے۔ لیٹ کر یا ٹیک لگا کر سوئے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ ہلکی سی غنودگی ہو۔ یا بیٹھے بیٹھے اونگھ آجائے تو ایسی خفیف نیند ناقص نہیں ہوگی۔ بوجھل اور بے ہوشی کی نیند میں غالب ظن ہوتا ہے۔ کہ ہوا خارج ہو۔ اس لیے ایسی نیند وضو کو توڑ دے گی۔

آخر میں ہم شاہ ولی اللہ کا قول نقل کرتے ہیں۔ نقض وضو کے معاملہ میں وہ قول فیصل ہوگا۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نواقض وضو کو تین حصوں میں تقسیم فرمایا ہے۔ اول متفق علیہ۔ اس ضمن میں پیشاب پاخانہ ہوا کا نکلنا مذی نوم ثقیل دوم مختلف فیہ اس ضمن میں شرمگاہ اور عورت کو چھونے اسی ضمن میں خون قی اور قہقہ کا بھی ذکر فرمایا۔ شاہ صاحب کے نزدیک کوئی واضح نص نہیں احتیاط یہ ہے کہ وضو کر لیا جائے وَ الا صَحّ اِنَّ مَنِ احْتَاطَ فَقَدِ اسْتَبْرَءَ لِدِیْنِهٖ وَعِرْضِهٖ وَ مَنْ لا فَلا سَبِیْل عَلَیْهِ فِی صَرَاحِ الشَّرِیْعَةِ، تیسری قسم مشتبہ جس میں دلائل نہ صحیح ہیں نہ واضح اس ضمن میں آگ کی پکی چیز اونٹ کے گوشت کا ذکر فرمایا ہے۔ اور کوئی اہمیت نہیں دی نیز اس باب میں روایات اس قدر ضعیف ہیں۔ کہ ان پر کوئی اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اس میں صرف احتیاط ہے۔ کوئی بیّن دلیل نہیں وَ قَدْ اَجْمَعَ الْفُقَهَاءُ مِنَ الصَّحَابَةِ وَ التَّابِعِیْنَ عَلٰی تَرْکِهٖ

(حجۃ اللہ ج ۱ ص ۱۴۱)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۲۸۰:۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰی یَتَوَضَّأَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۲۸۱:۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةٌ بِغَیْرِ طُهُوْرٍ وَّلَا صَدَقَةٌ مِّنْ غُلُوْلٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۸۲:۔ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ کُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَکُنْتُ اَسْتَحْیِیْ اَنْ اَسْأَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِمَکَانِ ابْنَتِهٖ فَاَمَرْتُ الْمِقْدَادَ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ یَغْسِلُ ذَکَرَهٗ وَیَتَوَضَّأُ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

پہلی فصل

۲۸۰۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا جس کا وضو نہ ہو۔ اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ جب تک وضو نہ کرے[1]۔ بخاری مسلم۔

۲۸۱۔ ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ وضو کے بغیر نماز منظور نہیں ہوتی۔ اور چوری کے مال سے صدقہ قبول نہیں کیا جاتا[2]۔ مسلم۔

۲۸۲۔ حضرت علیؓ سے مروی ہے۔ کہ مجھے مذی کثرت سے آتی تھی۔ اس کے متعلق آنحضرت کے دریافت کرنے میں مجھے شرم سی محسوس ہوتی تھی کیونکہ حضرت فاطمہؓ میرے نکاح میں تھیں۔ میں نے مقداد سے کہا۔ اس نے آنحضرت سے دریافت کیا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ استنجا کے بعد وضو کرے[3]۔ بخاری مسلم۔

---

[1] اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ چونکہ وضو نماز کے لیے شرط ہے اس لیے بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی۔

[2] **ایک وضو سے کئی نمازیں جائز ہیں**:۔ اس حدیث کو امام احمد اور تمام اہلِ سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ ترمذی نے کہا اس باب کی تمام حدیثوں میں سے یہ حدیث زیادہ صحیح ہے۔ علماء میں اختلاف ہے کہ آیا وضو ہر محدث کے لیے فرض ہے یا ہر اس آدمی کے لیے جو نماز پڑھنا چاہے یعنی کیا ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنا ضروری ہے یا ایک ہی وضو سے کئی ایک نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں پہلے ہر نماز کے لیے نیا وضو ضروری تھا۔ جنگ احزاب میں آنحضرت نے ایک ہی وضو سے کئی ایک نمازیں پڑھیں اور فرمایا جب تک وضو نہ ٹوٹے اس سے نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں۔

[3] **مذی ناقض وضو ہے**:۔ اس حدیث کو نسائی، احمد، ابن حبان اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے مذی ناقض وضو ہے اس سے غسل واجب نہیں ہوتا۔ جمہور کا یہ مذہب ہے کہ مذی نکلنے کی جگہ کو دھونا ضروری ہے لیکن بعض حنبلی اور مالکی اس چیز کے قائل ہیں کہ شرمگاہ کے ساتھ خصیوں کو دھونا بھی ضروری ہے کیونکہ ابوداؤد کی روایت میں اسی طرح آیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۸۳:- وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ تَوَضَّؤُا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ قَالَ الشَّیْخُ الْاِمَامُ الْاَجَلُّ مُحْیِ السُّنَّةِ رَحِمَهُ اللّٰهُ هٰذَا مَنْسُوْخٌ بِحَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَکَلَ کَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّاْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۲۸۴:- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَتَوَضَّاُ مِنْ لُحُوْمِ الْغَنَمِ قَالَ اِنْ شِئْتَ فَتَوَضَّاْ وَاِنْ شِئْتَ فَلَا تَتَوَضَّاْ قَالَ اَنَتَوَضَّاُ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ قَالَ نَعَمْ فَتَوَضَّاْ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ قَالَ اُصَلِّیْ فِیْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَالَ نَعَمْ قَالَ اُصَلِّیْ فِیْ مَبَارِکِ الْاِبِلِ قَالَ لَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۸۵:- وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَجَدَ اَحَدُکُمْ

۲۸۳- ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت سے سنا۔ آگ کی پکی ہوئی سے وضو کرو۔ مسلم۔ امام محی السنت بغوی فرماتے ہیں۔ یہ حدیث حضرت ابن عباسؓ کی حدیث کی وجہ سے منسوخ ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں آنحضرت نے بکری کے کندھے کا گوشت کھایا۔ نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔ بخاری مسلم۔

۲۸۴- جابر بن سمرۃؓ فرماتے ہیں۔ ایک آدمی نے آنحضرت سے دریافت کیا۔ کیا ہم بکری کے گوشت سے وضو کریں۔ فرمایا تمہاری مرضی ہے۔ وضو کرو یا نہ کرو۔ پھر پوچھا۔ اونٹوں کے گوشت سے وضو کریں۔ فرمایا اونٹ کے گوشت سے وضو کرو۔ اس نے کہا۔ کیا بکریوں کے باڑے (نشستگاہ) میں نماز پڑھوں۔ فرمایا ہاں۔ اس نے کہا اونٹوں کے باڑے (نشستگاہ) میں نماز پڑھوں فرمایا نہیں[۱]۔ مسلم۔

۲۸۵- حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب تم سے کوئی اپنے پیٹ میں کچھ محسوس کرے۔ اور اسے شبہ ہو کہ

---

[۱] "اونٹ کے گوشت سے وضو" کا مطلب :- اس حدیث کو ابن ماجہ، ابوداؤد، ترمذی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ امام احمد بن حنبل کا مذہب یہ ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے باقی سب نے کہا کہ وضو نہیں ٹوٹتا۔ اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھنے سے اس لیے منع فرمایا کہ نماز پڑھنے میں کسی اونٹ کے شتر غمزے سے ہلاک نہ ہو جائے اور بکریوں کے باڑہ میں چونکہ یہ خطرہ نہیں اس لیے وہاں اجازت دے دی۔ اور بکریوں کے باڑہ میں نماز پڑھنے کا یہ مطلب نہیں کہ ان کی مینگنیوں میں پیشاب وغیرہ پر نماز پڑھ لے بلکہ مطلب یہ ہے کہ باڑہ میں کوئی تخت پوش یا جائے نماز بچھا کر نماز پڑھ لی جائے۔ اور یہاں وضو سے مراد اصطلاحی وضو نہیں جس سے نماز پڑھی جاتی ہے بلکہ وضو سے مراد ہاتھ دھونا اور کلی کرنا ہے اور اس کی وجہ بھی دوسری حدیث میں واضح کر دی گئی ہے کہ اونٹ کے گوشت میں چکناہٹ زیادہ ہوتی ہے جس سے منہ میں نماز کے دوران زبان پھرتی رہے گی اور توجہ پوری طرح نماز میں نہ رہ سکے گی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِي بَطْنِهٖ شَيْئًا فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ أَخَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ أَمْ لَا فَلَا يَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيْحًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۸۶:۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا فَمَضْمَضَ وَقَالَ إِنَّ لَهٗ دَسَمًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۲۸۷:۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الصَّلَوٰةَ يَوْمَ الْفَتْحِ بِوُضُوْءٍ وَّاحِدٍ وَّمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ لَقَدْ صَنَعْتَ الْيَوْمَ شَيْئًا لَّمْ تَكُنْ تَصْنَعُهٗ فَقَالَ عَمْدًا صَنَعْتُهٗ يَا عُمَرُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۲۸۸:۔ وَعَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ أَنَّهٗ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتّٰى إِذَا كَانُوْا بِالصَّهْبَاءِ وَهِيَ مِنْ أَدْنٰى خَيْبَرَ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا بِالْأَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِالسَّوِيْقِ فَأَمَرَ بِهٖ فَثُرِّيَ فَأَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَكَلْنَا ثُمَّ قَامَ إِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

پیٹ سے کچھ نکلا ہے یا نہیں، وہ محض شبہ کی بنا پر مسجد سے نہ نکلے۔ جب تک وہ آواز نہ سنے یا اسے بدبو نہ آجائے[1] (مسلم)

۲۸۶۔ عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے دودھ پیا۔ اور کلی کی اور فرمایا۔ اس میں چکناہٹ ہوتی ہے[2]۔ (بخاری۔ مسلم)

۲۸۷۔ بریدہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے غزوہ فتح کے دن ایک وضوء سے کئی نمازیں پڑھیں اور موزوں پر مسح کیا۔ حضرت عمر نے آپ سے عرض کیا۔ آپ نے آج ایک ایسا کام کیا۔ جو اس سے پہلے کبھی نہیں کیا تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے عمر میں نے یہ جان بوجھ کر کیا ہے[3]۔ مسلم۔

۲۸۸۔ سوید بن نعمانؓ فرماتے ہیں۔ کہ وہ خیبر کے سال آنحضرت کے ساتھ نکلے۔ یہاں تک کہ وہ خیبر کے قریب مقام صہبا میں پہنچے۔ نماز پڑھی، پھر کھانا منگوایا۔ تو صرف ستو ہی آپ کے پیش کئے گئے۔ آپ نے حکم فرمایا۔ ستو بھگو دئے گئے۔ آپ نے بھی کھائے۔ اور ہم نے بھی۔ پھر مغرب کی نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ آپ نے کلی کی۔ اور ہم نے بھی۔ پھر نماز پڑھی اور دوبارہ وضو نہیں کیا[4]۔ بخاری۔

---

[1] شبہ کی بنا پر کوئی کام نہ کرنا چاہیئے:۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ محض شبے کی وجہ سے دوبارہ وضو نہیں کرنا چاہیے جب تک وضو کے ٹوٹ جانے کا یقین نہ ہو جائے نماز چھوڑ کر باہر نہ جائے اس حدیث سے یہ اصول ثابت ہوا کہ ہر چیز اپنے حال پر باقی رہتی ہے جب تک کہ اس کے خلاف ثابت نہ ہو جائے۔

[2] دودھ پینے کے بعد کلی کرنا چاہیئے:۔ اس حدیث کو پوری ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ چکناہٹ کی وجہ کلی کر لینا چاہیئے اور ہر وہ چیز جس میں چکناہٹ ہو اس کے کھانے کے بعد کلی کرنا مستحب ہے۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۲۸۹:۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا وُضُوْءَ اِلَّا مِنْ صَوْتٍ اَوْ رِیْحٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ۔

۲۹۰:۔ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَذِیِّ فَقَالَ مِنَ الْمَذِیِّ الْوُضُوْءُ وَمِنَ الْمَنِیِّ الْغُسْلُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

۲۹۱:۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ وَتَحْرِیْمُهَا التَّکْبِیْرُ وَتَحْلِیْلُهَا التَّسْلِیْمُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْهُ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ۔

دوسری فصل

۲۸۹۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ آواز اور بدبو کے بغیر وضو واجب نہیں ہوتا۔[1] (احمد ترمذی)

۲۹۰۔ حضرت علیؓ سے مروی ہے۔ میں نے آنحضرت سے مذی کی بابت پوچھا۔ فرمایا مذی سے وضو کرنا ضروری ہے۔ اور منی سے غسل کرنا ضروری ہے[2]۔ ترمذی۔

۲۹۱۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ وضو نماز کی چابی ہے۔ تکبیر سے دنیا کی باتیں حرام ہو جاتی ہیں۔ اور سلام سے حلال ہو جاتی ہیں[3]۔ ابوداؤد ترمذی دارمی مگر ابن ماجہ نے حضرت علی اور ابوسعید دونوں سے روایت کیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ۳؎ اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۴؎ **چکناہٹ سے کلی کر لینا چاہیئے**:۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور نسائی نے بھی۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں گذر چکا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا تو کلی کی اور فرمایا اس میں چکناہٹ ہے اور اس حدیث میں ذکر کیا گیا ہے کہ آپ نے ستو کھا کر نیا وضو نہیں کیا۔ اس لیے اس میں چکناہٹ نہیں تھی۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱؎ **بغیر آواز یا بدبو کے وضو نہیں ٹوٹتا**:۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خواہ مخواہ کے شکوک اور شبہات اپنے دل میں پیدا کر کے وضو ٹوٹ جانے کا گمان نہیں کر لینا چاہیئے جب تک ہوا خارج ہونے کی آواز نہ سنی جائے یا ہوا خارج ہونے کی بدبو نہ آئے وضو نہیں ٹوٹتا اور نہ ہی نیا وضو کرنا چاہیئے۔

۲؎ **مذی سے غسل واجب نہیں ہوتا**:۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ پہلی فصل میں اس کے متعلق کچھ بیان گذر چکا ہے۔ اس سے غسل واجب نہیں ہوتا صرف وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور شرم گاہ کو دھونا لازمی ہو جاتا ہے اور حنابلہ اور مالکیہ کے بعض علماء کے نزدیک خصیتین کا دھونا بھی ضروری ہے۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۹۲:۔ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ طَلْقٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَسَا أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِي أَعْجَازِهِنَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ۔

۲۹۳:۔ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا الْعَيْنَانِ وِكَاءُ السَّهِ فَإِذَا نَامَتِ الْعَيْنُ إِسْتَطْلَقَ الْوِكَاءُ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

۲۹۴:۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِكَاءُ السَّهِ الْعَيْنَانِ فَمَنْ

۲۹۲۔ علی بن طلق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب بلا آواز ہوا خارج ہو تو وضو کرو۔ اور عورتوں سے پیٹھ میں مجامعت نہ کرو[1]۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔

۲۹۳۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ دونوں آنکھیں پیٹھ کا تسمہ ہیں جب آنکھیں سو جائیں تسمہ کھل جاتا ہے[2]۔ دارمی۔

۲۹۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ آنکھیں پیٹھ کا تسمہ ہیں۔ جو شخص سو جائے اسے وضو کرنا چاہیئے۔ ابوداؤد

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) [3] **تکبیر تحریمہ اور سلام نماز کے فرض ہیں**:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جیسے ابتدا میں تکبیر تحریمہ فرض ہے ایسے ہی آخر میں سلام پھیرنا بھی فرض ہے۔ تکبیر تحریمہ اس کو اس لیے کہا جاتا ہے کہ پہلے جو کام اس کو نماز سے باہر کر لیتے جائز تھے اب تکبیر تحریمہ کے بعد اس پر حرام ہو گئے۔ مثلاً اِدھر اُدھر دیکھنا۔ کسی سے بات کرنا۔ ہاتھ پاؤں کو حرکت دینا وغیرہ وغیرہ اور سلام کے بعد وہ تمام پابندیاں جو اس پر نماز میں عائد ہوتی تھیں ختم ہو گئی ہیں۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل تینوں کا مذہب یہ ہے کہ سلام کہہ کر دائیں بائیں منہ پھیرنا فرض ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک فقہی اصطلاح کے مطابق واجب ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **اغلام بازی بدترین جرم ہے**:۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوا کے خارج ہونے کا ذکر کیا جو کہ وضو کو توڑنے والی ہے تو اس کے ساتھ ہی اس چیز کو بھی بیان کر دیا جو اس سے زیادہ شدید تر ہے قباحت میں بھی اور طہارت کے توڑنے میں بھی اور وہ ہے عورتوں سے دبر میں مجامعت کرنا۔ حدیث میں اس آدمی پر لعنت آئی ہے جو عورت سے دبر میں بدفعلی کرے۔ یہ تو اپنی عورت کے متعلق ہے اور اگر کوئی آدمی کسی اجنبی عورت یا کسی لڑکے یا مرد سے ایسا فعل کرے تو اس کو قتل کر دینا چاہیے۔ اگر مفعول بہ مجبور ہو تو اس کو معافی ہے اور اگر کوئی آدمی رضا و رغبت سے اس کام میں شامل ہو تو اس کو بھی قتل کر دینا چاہیے۔ اور اگر اپنی عورت سے یہ فعل کرے تو اس کی سزا قتل نہیں ہے۔ قیامت کے روز جو سزا مناسب سمجھیں گے اس کو دیں گے۔ اسی طرح عورت سے حیض کی حالت میں مجامعت کرنا بھی جرم ہے۔ دنیا میں اس کی سزا ایک دینار کا صدقہ دینا ضروری ہے اور آخرت کی سزا اس کے علاوہ ہے۔

[2] **کون سی نیند ناقض وضو ہے؟**:۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو احمد اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے اور اگلی حدیث جو حضرت علی سے مروی ہے اس کو بھی ابن ماجہ اور احمد نے روایت کیا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے امیر معاویہ اور حضرت علی کی (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نَامَ فَلْيَتَوَضَّأْ رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ قَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ مُحْيِي السُّنَّةِ رَحِمَهُ اللّٰهُ هٰذَا فِي غَيْرِ الْقَاعِدِ لِمَا صَحَّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَاءَ حَتّٰى تَخْفِقَ رُؤُوْسُهُمْ ثُمَّ يُصَلُّوْنَ وَلَا يَتَوَضَّأُوْنَ رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ إِلَّا أَنَّهُ ذَكَرَ فِيْهِ يَنَامُوْنَ بَدَلَ يَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَاءَ حَتّٰى تَخْفِقَ رُؤُوْسُهُمْ۔

۲۹۵:۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْوُضُوْءَ عَلٰى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُودَاوُدَ۔

۲۹۶:۔ وَعَنْ بُسْرَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ رَوَاهُ مَالِكٌ وَأَحْمَدُ وَأَبُودَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

امام محی السنہ فرماتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ بیٹھنے کے بغیر سوئے۔ کیونکہ حضرت انس سے صحیح طور پر مروی ہے۔ کہ آنحضرت کے صحابہ عشاء کی نماز کے لیے اس قدر انتظار فرماتے۔ کہ ان کے سر جھک جاتے۔ پھر وہ نماز پڑھتے اور وضوء نہ کرتے۔ ابوداؤد ترمذی لیکن ترمذی نے فینتظرون کی جگہ ینامون ذکر فرمایا۔

۲۹۵۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ وضو اس شخص پر ضروری ہے۔ جو لیٹ کر سوئے۔ جب آدمی لیٹ جائے تو اعضاء ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔ ترمذی ابوداؤد۔

۲۹۶۔ بُسرۃؓ فرماتی ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب تم سے کوئی اپنی شرم گاہ کو ہاتھ لگائے تو وضو کرے۔ مالک۔ احمد۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ دارمی۔ ابن ماجہ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) حدیثوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا حضرت علی کی حدیث زیادہ قوی ہے بہ نسبت امیر معاویہ کی حدیث کے اور ابو حاتم نے دونوں حدیثوں کو ضعیف کہا ہے اور منذری نے دونوں کو حسن کہا ہے۔ حضرت علی کی حدیث میں تو وضین بن عطاء ہے جس کو بعض نے ضعیف کہا ہے اور بعض نے اس کی توثیق کی ہے اور اسی طرح معاویہ کی حدیث میں ابوبکر بن ابی مریم ہے اس کا بھی یہی حال ہے بہرحال یہ دونوں حدیثیں قابل حجت ہیں۔ دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ نیند میں وضو ٹوٹنے کا پتہ نہیں چلتا اس لیے نیند کو وضو ٹوٹنے کے قائم مقام رکھ لیا گیا کہ شاید نیند میں وضو ٹوٹ ہی گیا ہو اسی طرح امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ نیند بذات خود ناقض وضو نہیں بلکہ مَظِنَّۃ نقض ہونے کی وجہ سے اسے ناقض وضو سمجھا گیا ہے اور اگر نیند کی کوئی ایسی حالت ہو جس میں وضو ٹوٹنے کا احتمال نہ ہو مثلاً بیٹھے بیٹھے سو جانا کہ ایسی صورت میں چونکہ دُبر کے پٹھے ڈھیلے نہیں ہوتے اس لیے اس نیند کو ناقض وضو نہیں سمجھا گیا ہے بلکہ وہ نیند ناقض وضو ہے جس میں آدمی لیٹ کر سو جائے۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۹۷:۔ وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مَسِّ الرَّجُلِ ذَكَرَهُ بَعْدَ مَا يَتَوَضَّاءُ وَهَلْ هُوَ اِلَّا بَضْعَةٌ مِنْهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهٗ وَقَالَ الشَّيْخُ الْاِمَامُ مُحْيِ السُّنَّةِ هٰذَا مَنْسُوْخٌ لِاَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَسْلَمَ بَعْدَ قُدُوْمِ طَلْقٍ وَقَدْ رَوَى اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَفْضٰى اَحَدُكُمْ بِيَدِهٖ اِلٰى ذَكَرِهٖ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا شَيْءٌ فَلْيَتَوَضَّاءْ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ عَنْ بُسْرَةَ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا شَيْءٌ۔

۲۹۸:۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ بَعْضَ اَزْوَاجِهٖ ثُمَّ يُصَلِّيْ وَلَا يَتَوَضَّاءُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ

۲۹۷۔ طلق بن علیؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت سے وضوء کے بعد شرم گاہ کو مس کرنے کے متعلق پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ وہ تمہارے جسم کا ٹکڑا ہی تو ہے۔ ابوداؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ ترمذی فرماتے ہیں۔ امام بغوی فرماتے ہیں۔ یہ حدیث منسوخ ہے۔ کیونکہ ابوہریرہ طلق کی آمد کے بعد مسلمان ہوئے۔ اور ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ جب تم سے کوئی اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگائے۔ اور ان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو۔ تو اسے وضو کر لینا چاہیئے۔ شافعی۔ دارقطنی۔ نسائی نے بُسرہ سے نقل کیا ہے۔ مگر اس میں یہ فقرہ نہیں۔ کہ ان دونوں میں پردہ نہ ہو۔

۲۹۸۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ آنحضرت اپنی بعض بیویوں کا بوسہ لیتے۔ پھر نماز پڑھتے۔ اور وضو نہ کرتے[1]۔ ابوداؤد ترمذی۔ نسائی ابن ماجہ۔ ترمذی فرماتے ہیں عروہ اور ابراہیم تیمی کی سند سے آئمہ حدیث کے نزدیک عائشہ سے کسی طرح بھی صحیح نہیں

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) لہ مسّ ذکر سے وضو ٹوٹ جاتا ہے:۔ اس کے ساتھ ہی آگے طلق بن علی کی حدیث آرہی ہے۔ مصنف نے کہا کہ طلق بن علی کی حدیث منسوخ ہے۔ اس کے منسوخ ہونے کا دعویٰ ابن حبان، طبرانی اور حازمی نے کیا ہے۔ بیہقی نے کہا کہ بُسرہؓ اور طلق بن علی کی حدیثوں میں کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے۔ طلق کی حدیث کی سند کے ایک راوی کو شیخین اپنی صحیح میں نہیں لائے اور بُسرہ کی سند کے تمام راوی شیخین کے راوی ہیں اس کے علاوہ ابوہریرہ طلق کے بعد اسلام لائے ہیں اور وہ بھی ستر کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جانے کی حدیث بیان کرتے ہیں۔ بعض نے دونوں حدیثوں میں یوں تطبیق دی ہے کہ اگر بے پردہ ہاتھ لگائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور پردہ سے لگائے تو نہیں ٹوٹتا اور بعض نے تطبیق کی یہ صورت بیان کی ہے کہ اگر شہوت سے ہاتھ لگائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور بغیر شہوت کے ہاتھ لگائے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ بعض نے تطبیق کی اور صورتیں بھی بیان کی ہیں جن کو بیان کرنا غیر ضروری ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] عورت کو صرف چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کے کئی طرق (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترمذی لا یحتج عندنا اصحابنا بحال اسناد عروۃ عن عائشۃ وایضاً اسناد ابراہیم التیمی عنہا وقال ابوداؤد ھذا مرسل وابراہیم التیمی لم یسمع عن عائشۃ

۲۹۹۔ وعن ابن عباس قال اکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتفا ثم مسح یدہ بمسح کان تحتہ ثم قام فصلی رواہ ابوداؤد وابن ماجۃ۔

۳۰۰۔ وعن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت قربت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم جنبا مشویا فاکل منہ ثم قام الی الصلوۃ ولم یتوضا رواہ احمد۔

ہو سکتی۔ ابوداؤد فرماتے ہیں۔ یہ حدیث مرسل ہے۔ ابراہیم تیمی نے حضرت عائشہ سے نہیں سنا۔

۲۹۹۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے کندھے کا گوشت کھایا۔ اور ہاتھوں کو ایک ٹاٹ پر مل لیا۔ پھر کھڑے ہو کر نماز ادا فرمائی۔ ابوداؤد وابن ماجہ۔

۳۰۰۔ ام سلمہ فرماتی ہیں۔ حضرت کے سامنے پہلو کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا گیا۔ آپ نے تناول فرمایا۔ پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ اور وضو نہیں کیا[1]۔ احمد۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہیں لیکن سب کے سب ضعیف ہیں ہاں بعض ان میں سے ایسے ہیں کہ بعض محدثین نے ان کو حجت کے قابل تسلیم کیا ہے اس کے بالمقابل حضرت عبداللہ بن عمر عمر بن الخطاب اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کے آثار ہیں کہ عورت کو ہاتھ لگانے یعنی صرف چھو لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ لیکن وہ بہر حال موقوف آثار ہیں مرفوع حدیث کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں اور اس کے علاوہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ملامسکی تعریف میں وہاں جماع مراد لیا ہے۔ بلاشبہ حضرت ابن عباس کو اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے قرآن کا فہم عطا کیا تھا اور ان کی تفسیر کو دوسری تفسیروں پر ترجیح ہے اس کے علاوہ صحیحین میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز پڑھتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قدم رسول اکرم اور قبلہ کے درمیان ہوتے آپ سجدہ میں جاتے تو ان کو چھوتے حضرت عائشہ پاؤں سمیٹ لیتیں پھر جب سجدہ کر لیتے تو آپ اپنے پاؤں پھیلا لیتیں۔ ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو مطلقاً چھو لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ بعض نے اس طرح تطبیق دی ہے کہ اگر شہوت سے چھوئے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر بغیر شہوت کے ہو تو نہیں ٹوٹتا۔ بعض نے کہا ہے کہ اگر عورت کو چھونے سے مذی خارج ہو جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ ورنہ نہیں اور قرآن مجید کی رو سے حضرت عبداللہ بن عباس کا قول درست معلوم ہوتا ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] آگ سے پکا ہوا کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا: علمائے کرام میں ایک اختلافی مسئلہ یہ بھی رہا ہے کہ آیا آگ کی پکی ہوئی چیز سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں۔ چنانچہ پہلے حدیثیں گذر چکی ہیں کہ اَلْوُضُوْءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ (یعنی آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث اس کے خلاف ہے۔ چنانچہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۳۰۱:۔ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ اَشْهَدُ لَقَدْ كُنْتُ اَشْوِیْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَطْنَ الشَّاةِ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۰۲:۔ وَعَنْهُ قَالَ اُهْدِيَتْ لَهٗ شَاةٌ فَجَعَلَهَا فِی الْقِدْرِ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا اَبَا رَافِعٍ فَقَالَ شَاةٌ اُهْدِيَتْ لَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَطَبَخْتُهَا فِی الْقِدْرِ قَالَ نَاوِلْنِی الذِّرَاعَ يَا اَبَا رَافِعٍ فَنَاوَلْتُهُ الذِّرَاعَ ثُمَّ قَالَ نَاوِلْنِی الذِّرَاعَ الْاٰخَرَ فَنَاوَلْتُهُ الذِّرَاعَ الْاٰخَرَ ثُمَّ قَالَ نَاوِلْنِی الذِّرَاعَ الْاٰخَرَ فَقَالَ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا لِلشَّاةِ ذِرَاعَانِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَمَا اِنَّكَ لَوْ سَكَتَّ لَنَاوَلْتَنِیْ ذِرَاعًا فَذِرَاعًا مَا سَكَتَّ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَمَضْمَضَ فَاهُ وَغَسَلَ اَطْرَافَ اَصَابِعِهٖ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى ثُمَّ

تیسری فصل

۳۰۱۔ ابورافع فرماتے ہیں۔ میں شہادت دیتا ہوں۔ میں نے آپ کے لیے بکری کے پیٹ کا گوشت بھونا۔ اور آنحضرت نے کھایا۔ پھر آپ نے نماز پڑھی اور وضوء نہیں کیا۔ مسلم۔

۳۰۲۔ ابورافع سے مروی ہے کہ مجھے ایک بکری ہدیہ کے طور پر دی گئی۔ میں نے اسے ہنڈیا میں ڈال دیا۔ آنحضرت تشریف لائے اور دریافت فرمایا ابورافع یہ کیا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ بکری ہے ہمیں ہدیہ کے طور پر ملی ہے میں نے اسے پکایا ہے۔ حضرت نے فرمایا مجھے اس کا ایک بازو دو۔ میں نے دیدیا۔ فرمایا۔ دوسرا بازو بھی دے دو۔ میں نے دوسرا بازو بھی دیدیا۔ پھر فرمایا۔ ایک اور بازو لاؤ۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت بکری کے دو ہی تو بازو ہوتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر تم چپ رہتے۔ تو تم مجھے بازو کے بعد بازو دیتے جاتے۔ جب تک تم خاموش رہتے۔ پھر آپ نے پانی منگایا۔ منہ میں کلی کی اور انگلیوں کے اطراف کو دھودیا۔ پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ پھر ان کی طرف لوٹے۔ ان کے پاس ٹھنڈا گوشت موجود تھا۔ آپ نے کھایا۔ پھر مسجد میں داخل ہوئے۔ اور نماز ادا فرمائی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) محدثین آگ سے پکی ہوئی چیز کے کھالینے سے وضو کے ٹوٹ جانے کی حدیث کے منسوخ ہونے کے قائل رہے ہیں کیونکہ خلفائے راشدین اور دوسرے صحابہ کرام اور بعد کے علماء کرام اس حدیث کے منسوخ ہونے کے قائل رہے ہیں اور بعض نے بکری کے گوشت سے وضو کرنے کو تو منسوخ تسلیم کرلیا ہے لیکن باقی چیزوں میں تسلیم نہیں کرتے۔ اور بعض نے یہاں وضو سے مراد اصطلاحی وضو نہیں لیا یعنی جس وضو سے نماز پڑھی جاتی ہے وہ وضو یہاں مراد نہیں۔ بلکہ لغوی وضو مراد لیا ہے یعنی ہاتھ اور منہ کو صاف کرنا مراد لیا ہے۔ تو اس صورت میں نسخ اور تطبیق کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ لیکن یہ سراسر تکلف معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ چکنا ہٹ کے لیے تو ہاتھ اور منہ کے صاف کرنے کی توجیہ سمجھ میں آتی ہے لیکن چکنا ہٹ نہ ہو تو پھر منہ اور ہاتھ کے صاف کرنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَادَ اِلَيْهِمْ فَوَجَدَ عِنْدَهُمْ لَحْمًا بَارِدًا فَاَكَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً رَوَاهُ اَحْمَدُ وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدٍ اِلَّا اَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ اِلَى اٰخِرِهٖ۔

۳۰۳:۔ وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ اَنَا وَاُبَيٌّ وَاَبُوْ طَلْحَةَ جُلُوْسًا فَاَكَلْنَا لَحْمًا وَّخُبْزًا ثُمَّ دَعَوْتُ بِوَضُوْءٍ فَقَالَا لِمَ تَتَوَضَّاُ قُلْتُ لِهٰذَا الطَّعَامِ الَّذِيْ اَكَلْنَا فَقَالَا اَتَتَوَضَّاُ مِنَ الطَّيِّبَاتِ لَمْ يَتَوَضَّاْ مِنْهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۳۰۴:۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ قُبْلَةُ الرَّجُلِ اِمْرَاَتَهٗ وَجَسُّهَا بِيَدِهٖ مِنَ الْمُلَامَسَةِ وَمَنْ قَبَّلَ اِمْرَاَتَهٗ وَجَسَّهَا بِيَدِهٖ فَعَلَيْهِ الْوُضُوْءُ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ۔

۳۰۵:۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ يَقُوْلُ مِنْ قُبْلَةِ الرَّجُلِ امْرَاَتَهُ الْوُضُوْءُ رَوَاهُ مَالِكٌ

۳۰۶:۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِنَّ الْقُبْلَةَ مِنَ اللَّمْسِ فَتَوَضَّئُوْا مِنْهَا۔

۳۰۷:۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوُضُوْءُ مِنْ كُلِّ دَمٍ سَائِلٍ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ وَلَا رَاٰهُ وَيَزِيْدُ بْنُ خَالِدٍ وَيَزِيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ مَجْهُوْلَانِ۔

اور پانی کو ہاتھ تک نہ لگایا احمد۔ اور دارمی نے ابوعُبیدؓ سے روایت کیا ہے۔ لیکن ثم دعاء بماء سے آخر حدیث تک ذکر نہیں کیا۔

۳۰۳۔ حضرت انس فرماتے ہیں۔ میں اور اُبیؓ اور ابوطلحہ بیٹھے تھے۔ ہم نے گوشت اور روٹی کھائی۔ پھر میں نے پانی منگایا۔ ان دونوں نے کہا۔ تم وضو کیوں کرتے ہو۔ میں نے کہا۔ اس کھانے کی وجہ سے انہوں نے کہا۔ کیا تم پاک چیزوں سے وضوء کرتے ہو۔ آنحضرت نے اس سے وضو نہیں فرمایا۔ اور وہ تم سے بہتر تھے۔ احمد۔

۳۰۴۔ ابن عمرؓ فرماتے۔ عورت کا بوسہ اور اسے ہاتھ لگانا ملامسہ میں شامل ہے۔ جو اپنی اہلیہ کا بوسہ لے۔ یا اسے ہاتھ لگائے۔ اس پر وضو کرنا ضروری ہے۔ مالک شافعی۔

۳۰۵۔ ابن مسعودؓ فرماتے عورت کے بوسہ سے وضو کرنا ضروری ہے۔ مالک۔

۳۰۶۔ ابن عمرؓ فرماتے۔ حضرت عمر فرماتے تھے۔ بوسہ لمس میں داخل ہے۔ اس سے وضوء کرو۔ دار قطنی۔

۳۰۷۔ عمر بن عبد العزیز تمیم داری سے روایت فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ وضوء ضروری ہے۔ ہر بہنے والے خون سے[1] دار قطنی امام دار قطنی فرماتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز نے تمیم داری سے نہیں سنا ہے اور نہ ہی اسے دیکھا ہے اور یزید بن خالد اور یزید بن محمد دونوں ضعیف راوی ہیں

[1] کیا خون ناقض وضو ہے؟۔ وضو کو توڑنے والی چیزوں میں سے خون کو بھی شمار کیا جاتا ہے کہ اگر جسم سے دم سائل یعنی روانی (بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ اٰدَابِ الْخَلَاءِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

باب آداب الخلاء قضائے حاجت کے آداب

پہلی فصل

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بہنے والا خون نکل آئے اور کسی جگہ سے نکل کر بہنے لگے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اس کی سند میں یہ حدیث پیش کی جاتی ہے جس کو امام دار قطنی نے روایت کیا ہے۔ سب سے پہلے تو خود محدث کی رائے اس کے متعلق سن لینی چاہیے کہ اول تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے تمیم داری کو نہ تو دیکھا ہے اور نہ ان سے کچھ سنا ہے گویا حدیث مرسل ہے اس کے علاوہ نچلی سند میں اس کے دو راوی یزید بن خالد اور یزید بن محمد دونوں مجہول ہیں۔ اس کی تائید میں دار قطنی کی ایک اور حدیث کو پیش کیا جاتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خون کے ایک یا دو قطروں سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ہاں اگر بہنے لگے تو پھر ٹوٹ جاتا ہے۔ سو اس کی سند بھی ضعیف ہے کیونکہ اس میں محمد بن فضل بن عطیہ ہے اور وہ عند المحدثین متروک الحدیث ہے۔ بعض نے نکسیر کی حدیث کو بھی اس کی تائید میں پیش کیا ہے اس کے دو طرق ہیں۔ صحیح تو موقوف ہے اور مرفوع ضعیف ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ کی مرفوع حدیث کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف کہا ہے۔ اس باب کی تمام حدیثیں چونکہ ضعیف تھیں اور ان کے ضعف کا جب جبر بھی نہ ہو سکا تو اس مسئلہ میں اختلاف پیدا ہو گیا۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تو ہر بہنے والے خون کو ناقض وضو سمجھتے ہیں خواہ وہ نکسیر کا خون ہو یا کوئی اور۔

اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نکسیر کے خون کو ناقض وضو احتیاطاً قرار دیتے ہیں کیونکہ خود امام احمد نے نکسیر والی حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

اور امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ خون کو ناقض وضو نہیں سمجھتے خواہ وہ نکسیر کا خون ہو یا کوئی اور البتہ عورت کا ماہواری یا نفاس یا استحاضہ کا خون ناقض وضو ہے۔ اسی طرح ان کے نزدیک اگر کسی زخم یا پھوڑے سے پیپ نکلے تو بھی ان کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹتا اور صحیح چیز یہی معلوم ہوتی ہے کہ خون ناقض وضو نہیں ہے کیونکہ میدان جنگ میں صحابہ کرام زخمی بھی ہوتے تھے خون بھی بہتا رہتا تھا اور نمازیں بھی پڑھتے رہتے تھے۔ کتنی ہی جنگیں لڑی گئیں اور کتنے صحابہ کرام زخمی ہوئے کتنے لوگوں کا خون بہ نکلا لیکن وضو ٹوٹنے کا مسئلہ کبھی پیدا نہ ہوا کسی جنگ میں خون سے وضو ٹوٹنے کا مسئلہ اگر کہیں ہو تو اسے منظر عام پر لانا چاہئے۔ صحیح احادیث سے جو کچھ ثابت ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ عورت و مرد کے قبل و دبر سے جو کچھ نکلے وہ یقیناً ناقض وضو ہے اور اس کے علاوہ جو پید جی ہے نکسیر تے، رعاف وغیرہ وہ صحیح احادیث سے ثابت نہیں ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۰۸:۔ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَۃَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْھَا وَلٰکِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ قَالَ الشَّیْخُ الْاِمَامُ مُحْیِ السُّنَّۃِ رَحِمَہُ اللّٰہُ ھٰذَا الْحَدِیْثُ فِی الصَّحْرَاءِ وَاَمَّا فِی الْبُنْیَانِ فَلَا بَأْسَ لِمَا رُوِیَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اِرْتَقَیْتُ فَوْقَ بَیْتِ حَفْصَۃَ لِبَعْضِ حَاجَتِیْ فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْضِیْ حَاجَتَہٗ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَۃِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۳۰۹:۔ وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ نَھَانَا یَعْنِیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۳۰۸۔ ابوایوب انصاریؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب تم پاخانہ کے لئے جاؤ۔ نہ قبلہ کی طرف منہ کرو۔ نہ پیٹھ کرو۔ بلکہ مشرق کی طرف منہ کرو۔ یا مغرب کی طرف بخاری مسلم۔ امام بغوی فرماتے ہیں۔ حدیث جنگل کے متعلق ہے۔ آبادیوں میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ عبداللہ بن عمر سے مروی ہے۔ کہ میں حضرت حفصہ کے مکان کی چھت پر کسی ضرورت کے لیے گیا۔ میں نے آنحضرت کو دیکھا۔ شام کی طرف رخ اور قبلہ کی طرف پیٹھ کرکے قضائے حاجت فرما رہے تھے[1] بخاری مسلم۔

۳۰۹۔ حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں۔ پیشاب اور پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف رخ کرنے۔ دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے اور تین پتھروں

---

[1] قضائے حاجت کے وقت منہ کس طرف کرے؟۔ اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے اور صحابہ کی بھی ایک جماعت اس کو آنحضرت سے روایت کرتی ہے۔ لیکن مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرو۔ یہ حکم ان لوگوں کو ہے جن کو قبلہ جانب جنوب یا جانب شمال پڑتا ہو وہ پاخانہ پیشاب کے وقت اپنا منہ یا تو مشرق کی طرف کریں یا مغرب کی طرف اور جن کو قبلہ مشرق یا مغرب کی طرف پڑتا ہو وہ قضائے حاجت کے وقت اپنا منہ یا شمال کو کریں یا جنوب کو بہرحال مقصد یہ ہے کہ پاخانہ پیشاب کرتے وقت منہ یا پیٹھ قبلہ کی طرف نہ ہو۔ دوسرا مسئلہ جو یہاں بیان ہوا ہے وہ یہ ہے کہ یہ حکم جنگل یا کھلی فضا میں ہے جہاں پردہ سامنے نہ ہو اگر پردہ ہو تو پھر قبلہ کی طرف پیٹھ یا منہ کرنا منع نہیں ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث بیان ہو چکی ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ اگر قرآن مجید سامنے کھلا ہوا ہو اور ایک آدمی اس سے اونچا بیٹھے تو اسے بے ادبی سمجھا جاتا ہے لیکن اگر آدمی مکان کی چھت پر چلا جائے اور نیچے کمرے میں قرآن مجید اور حدیث شریف کے نسخے پڑے ہوئے ہوں تو اس کو کوئی آدمی بے ادبی نہیں سمجھتا۔ بالکل یہی صورت یہاں بھی ہے۔

[2] جو مقامات قبلہ سے شمال یا جنوب کی طرف واقع ہیں ان کو قضائے حاجت کے وقت رخ یا مشرق کی طرف کرنا چاہئے یا مغرب کی طرف۔ مدینہ منورہ چونکہ بیت اللہ سے شمال کی طرف ہے اس لیے اہل مدینہ کا قبلہ جنوب کی طرف ہوگا جن شہروں کا محل وقوع اس طرح ہے یہ حکم ان کے لیے ہے کہ وہ مشرق یا مغرب کی طرف رخ کریں۔ (ناسم)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَنْ نَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ اَوْ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِيْنِ اَوْ اَنْ نَسْتَنْجِيَ بِاَقَلَّ مِنْ ثَلٰثَةِ اَحْجَارٍ اَوْ اَنْ نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيْعٍ اَوْ بِعَظْمٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۱۰:۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۱۱:۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنَ الْبَوْلِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ اَخَذَ جَرِيْدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِيْ كُلِّ قَبْرٍ وَّاحِدَةً قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا فَقَالَ لَعَلَّهُ اَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

سے کم کے ساتھ اور لید اور ہڈی کے ساتھ استنجا کرنے سے آنحضرت نے ہمیں منع فرمایا ہے۔ مسلم۔[1]

۳۱۰۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے۔ تو فرماتے اللهم انی اعوذبك من الخبث و الخبائث (اے اللہ میں نر اور مادہ جنوں کی خباثت سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔[2]) بخاری مسلم۔

۳۱۱۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت دو قبروں کے قریب سے گذرے۔ اور فرمایا ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ یہ عذاب کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں۔ ایک پیشاب کے وقت پردہ نہیں کرتا تھا۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ یہ پیشاب سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ اور دوسرا چغلی کھاتا تھا۔ پھر ایک تازہ ٹہنی لے کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ اور ہر قبر میں ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا۔ لوگوں نے عرض کیا حضرت آپ نے ایسا کیوں کیا۔ فرمایا جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہ ہوں۔ شاید اللہ تعالیٰ ان کو کچھ تخفیف فرمادے۔[3] بخاری مسلم۔

---

[1] آداب قضائے حاجت:۔ اس حدیث کو امام احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ تین ڈھیلوں سے کم ڈھیلے طہارت میں ناکافی ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ ہڈی جنوں کا کھانا ہے اور مینگنی ان کے جانوروں کا چارہ ہے جیسے کہ امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا ہے۔

[2] قضائے حاجت کی دعا:۔ اس حدیث کو بھی امام احمد اور اہل سنن نے روایت کیا ہے۔ یہ دعا باآواز بلند پڑھے اگر ٹٹی خانہ بنا ہوا ہو تو اس کے اندر داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھے اور اگر کھلی جگہ ہو مثلاً جنگل وغیرہ تو پھر کپڑا اٹھانے سے پہلے یہ دعا پڑھے۔

[3] پیشاب سے پرہیز نہ کرنا عذاب قبر کا سبب ہے:۔ اس حدیث کو امام احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ حدیث میں جو "پرہیز نہیں کرتا تھا۔ اور پردہ نہیں کرتا تھا" کے الفاظ آئے ہیں ان دونوں کا ایک ہی مطلب مراد لیا گیا ہے یعنی پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کی کوشش نہیں کرتا تھا۔ اس حدیث سے پتہ چلا کہ انسان کا پیشاب نجاست غلیظہ ہے اور اس سے بچنا واجب ہے۔ پیشاب (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۱۲:۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّقُوا اللَّاعِنَيْنِ قَالُوْا وَمَا اللَّاعِنَانِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِیْ يَتَخَلّٰى فِیْ طَرِيْقِ النَّاسِ اَوْ فِیْ ظِلِّهِمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۱۳:۔ وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا شَرِبَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِی الْاِنَاءِ وَاِذَا اَتَى الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهٗ بِيَمِيْنِهٖ وَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِيْنِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۱۴:۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۱۲۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ دو لعنت کی چیزوں سے بچو۔ صحابہ نے دریافت فرمایا۔ حضرت لعنت کے دو سبب کیا کیا ہیں کہا شاہ راہ اور سایہ میں پاخانہ کرنا۔ مسلم[1]

۳۱۳۔ ابوقتادہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب کوئی تم میں سے پانی پیئے۔ تو برتن میں سانس نہ لے۔ اور جب پاخانہ میں جائے تو سیدھا ہاتھ شرم گاہ کو نہ لگائے[2] بخاری مسلم۔

۳۱۴۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص وضوء کرے۔ اسے ناک جھاڑنا چاہیئے۔ جو شخص استنجا کرے۔ اسے ڈھیلا طاق کرنا چاہیئے[3]

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) سے پرہیز نہ کرنا اور چغل خوری کرنا کبیرے گناہ ہیں اور یہ جو فرمایا ہے کہ کسی بڑی بات میں سزا نہیں مٹے جا رہے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ان سے بچنا کوئی بڑی بات نہ تھی نہایت آسان کام تھا۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **شارع عام پر پاخانہ کرنا باعث لعنت ہے:۔** اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اور سایہ سے مراد وہ سایہ ہے جہاں عام طور پر آدمی دوپہر کو آرام کرتے ہوں مثلاً کوئی چھپر یا بڑا درخت جو آبادی کے بالکل قریب ہو اور راستہ سے مراد وہ راستہ ہے جو شارع عام ہو مثلاً گلی یا سڑک یا بازار وغیرہ اور وہ راستے اس سے مستثنیٰ ہیں جن پر کبھی کبھی کسی کا گذر ہو۔ کیونکہ یہ بلوہ عام نہیں ہے۔

[2] **پلیدیوں کے لیے بایاں ہاتھ ہے:۔** اس حدیث کو امام احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں دلالت ہے کہ دائیں ہاتھ سے شرم گاہ کو چھونا حرام ہے اور پیتے وقت برتن میں سانس لینا بھی حرام ہے۔ جمہور اس نہی کو نہی تنزیہی پر محمول کرتے ہیں۔

[3] **کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے:۔** اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے ماسوائے ترمذی کے۔ استنشاق کے معنی ہیں ناک میں پانی ڈالنا اور استنثار کے معنی ہیں ناک کو پانی ڈالنے کے بعد صاف کرنا۔ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا بعض علماء کے نزدیک واجب ہے اور بعض کے نزدیک نہیں جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۱۵- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَاَحْمِلُ اَنَا وَغُلَامٌ اِدَاوَةً مِّنْ مَّاءٍ وَّعَنَزَةً يَسْتَنْجِيْ بِالْمَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۳۱۶- عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ خَاتَمَهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَقَالَ اَبُوْدَاوٗدَ هٰذَا حَدِيْثٌ مُّنْكَرٌ وَفِيْ رِوَايَتِهٖ وَضَعَ بَدَلَ نَزَعَ۔

۳۱۷- وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ الْبَرَازَ انْطَلَقَ حَتّٰى لَا يَرَاهُ اَحَدٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۳۱۸- وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَاَرَادَ

۳۱۵- حضرت انسؓ فرماتے۔ آنحضرت جب بیت الخلاء میں جاتے۔ تو میں اور ایک اور لڑکا پانی کا لوٹا اور ایک چھوٹا نیزہ اٹھا لیتے۔ آپ پانی سے استنجا کرتے[1] بخاری مسلم۔

دوسری فصل

۳۱۶- حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت جب بیت الخلاء میں جاتے تو انگوٹھی اتار دیتے[2] (ابوداؤد ونسائی ترمذی نے کہا- یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ابوداؤد کہتے ہیں۔ یہ حدیث منکر ہے۔ اور روایت میں نزع (اتارا) کی جگہ وضع وتارا) فرمایا ہے۔

۳۱۷- جابرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت جب جنگل جاتے۔ تو دور چلے جاتے۔ یہاں تک کہ کوئی آپ کو دیکھ نہ پاتا[3]۔ ابوداؤد۔

۳۱۸- ابوموسیٰ فرماتے ہیں۔ میں ایک دن آنحضرت کے ساتھ تھا۔ آپ نے پیشاب ارادہ فرمایا۔ تو دیوار کی بنیاد کے پاس ایک نرم

---

[1] پانی سے استنجا کرنا سنت ہے۔ اس کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ سوائے ترمذی کے۔ حدیث میں دلالت ہے کہ پانی سے استنجاء کرنا ثابت ہے امام مالک اس کا انکار کرتے ہیں اور اس باب کی صحیح حدیثیں ان کے خلاف حجت ہیں۔

[2] اللہ تعالیٰ کے نام کی عزت کرنا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جن چیزوں میں اللہ تعالیٰ یا اس کے پیغمبروں کے نام ہوں یا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا کلام ہو ان کو گندی اور ناپاک جگہوں میں نہیں لے جانا چاہئے۔

[3] قضائے حاجت پردہ میں کرنا چاہئے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کی سند ضعیف ہے لیکن اس کی تائید بہت سی حدیثوں سے ہو جاتی ہے جیسا کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ جب وہ قضائے حاجت کو جاتے تو بہت دور چلے جاتے۔ اس کو نسائی، ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَنْ يَبُولَ فَأَتَى دَمِثًا فِي أَصْلِ جِدَارٍ فَبَالَ ثُمَّ قَالَ إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَبُولَ فَلْيَرْتَدْ لِبَوْلِهِ رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ۔

۳۱۹:۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ الْحَاجَةَ لَمْ يَرْفَعْ ثَوْبَهُ حَتَّى يَدْنُوَ مِنَ الْأَرْضِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُودَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ۔

۳۲۰:۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهِ أُعَلِّمُكُمْ إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا وَأَمَرَ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ وَنَهَى عَنِ الرَّوْثِ وَالرِّمَّةِ وَنَهَى أَنْ يَسْتَطِيبَ الرَّجُلُ بِيَمِينِهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

جگہ دیکھی۔ اور پیشاب کیا۔ پھر فرمایا۔ جب کوئی تم میں سے پیشاب کرنا چاہے۔ تو ایسی جگہ تلاش کرے[1]۔ ابوداؤد۔

۳۱۹۔ حضرت انس فرماتے ہیں۔ جب حضرت قضائے حاجت کے لیے جاتے۔ تو جب تک زمین کے قریب نہ جاتے (بدن) سے کپڑا نہ اٹھاتے[2]۔ ترمذی۔ ابوداؤد دارمی۔

۳۲۰۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا میں تمہارے لیے باپ کی طرح ہوں۔ میں تمہیں سکھاتا ہوں۔ جب تم پاخانے کے لیے جاؤ۔ تو نہ قبلہ کی طرف رخ کرو۔ نہ پیٹھ۔ اور تین پتھروں سے (ڈھیلا) کرنے کا حکم دیا۔ اور لید اور ہڈی اور دائیں ہاتھ کے استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے[3]۔

---

[1] پیشاب کے چھینٹوں سے پرہیز کرے:۔ اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے اسی لیے نووی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے لیکن اس کی تائید ان حدیثوں سے ہو جاتی ہے جن میں کہا گیا ہے کہ پیشاب سے پرہیز کرو۔

[2] ناگزیر حوائج میں بھی حیا سے کام لے:۔ اس کو ترمذی عن الاعمش عن انس روایت کیا ہے اور ابوداؤد نے اعمش عن رجل عن ابن عمر نے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے ابن عمر کی روایت کی طرف بھی اشارہ کیا ہے اور یہ دونوں حدیثیں مرسل ہیں کیونکہ اعمش نے نہ تو انس سے سنا ہے اور نہ اور کسی صحابی سے اور مرسل کے حجت ہونے میں مشہور اختلاف ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت میں حیا اور شرم بہت غالب تھا۔ اور انبیاء علیہم السلام میں حیا بہت زیادہ غالب ہوتا ہے اسی لیے آپ زمین سے قریب ہو کر پردہ اٹھاتے اور یہی حکم آپ نے اپنی امت کو بھی دیا۔

[3] پلید چیزوں سے طہارت نہ کی جائے:۔ اس حدیث کو ابوداؤد، نسائی، ابن حبان احمد اور شافعی نے بھی روایت کیا ہے اور مسلم نے بھی اس کو مختصر روایت کیا ہے۔ باقی حدیث کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۲۱:۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيُمْنٰى لِطُهُوْرِهٖ وَطَعَامِهٖ وَكَانَتْ يَدُهُ الْيُسْرٰى لِخَلَائِهٖ وَمَا كَانَ مِنْ اَذًى رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۳۲۲:۔ وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَهَبَ اَحَدُكُمْ اِلَى الْغَائِطِ فَلْيَذْهَبْ مَعَهٗ بِثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ يَسْتَطِيْبُ بِهِنَّ فَاِنَّهَا تُجْزِئُ عَنْهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِىُّ وَالدَّارِمِىُّ۔

۳۲۳:۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْتَنْجُوْا

۳۲۱۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں آنحضرت کا دایاں ہاتھ وضوء اور کھانے کے لئے تھا۔ اور بایاں ہاتھ پاخانہ اور ناپاک کاموں کے لئے تھا[1]۔ ابوداؤد۔

۳۲۲۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب تم پاخانہ کے لئے جاؤ۔ تو ہمراہ تین پتھر لے جاؤ۔ ان سے استنجاء کرو۔ یہ تمہارے لیے کافی ہیں[2]۔ احمد۔ ابوداؤد دارمی۔ نسائی۔

۳۲۳۔ ابن مسعودؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ لید اور ہڈی کے ساتھ ڈھیلا مت کرو۔ وہ تمہارے جن بھائیوں کی خوراک ہے[3]۔

[1] اچھے کاموں کے لیے دایاں ہاتھ ہے:۔ یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ ابراہیم بن یزید نخعی کا حضرت عائشہ سے سماع ثابت نہیں ہے لیکن اسی معنی میں اسود نے عائشہ سے بھی روایت کی ہے۔ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ ہر وہ کام جو برکت والا یا اچھا ہو وہ دائیں ہاتھ سے کیا جائے یا دائیں طرف سے شروع کیا جائے مثلاً وضو کے اعضاء پہلے دائیں طرف کے دھوئے جائیں کنگھی کرتے وقت پہلے دائیں طرف سے کی جائے۔ جوتا پہنتے وقت پہلے دائیں پاؤں میں پہنے۔ قرآن مجید یا حدیث شریف اور دوسری اچھی کتابیں دائیں ہاتھ میں پکڑے کسی کو کوئی چیز دے تو دائیں ہاتھ سے دے اگر کوئی چیز کسی سے پکڑے تو دائیں ہاتھ سے پکڑے۔ کھائے پئے تو دائیں ہاتھ سے کھائے پئے۔ اور جتنے گندے کام ہیں وہ بائیں ہاتھ سے کرے مثلاً ناک صاف کرنا۔ استنجاء کرنا اور اسی طرح کے اور بھی دوسرے کام۔

[2] استنجا تین ڈھیلوں سے کرنا چاہیئے:۔ اس حدیث کو دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے امام شافعی، احمد اور اہلحدیث کا یہی مذہب ہے کہ استنجاء کے لیے کم از کم تین ڈھیلے ضرور ہونے چاہئیں لیکن احناف کے نزدیک تین ڈھیلے ہونا ضروری نہیں۔ طحاوی نے اپنے مذہب کی تائید میں عبداللہ بن مسعود کا وہ اثر نقل کیا ہے جس میں ہے کہ عبداللہ بن مسعود کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ڈھیلے لانے کا حکم دیا وہ دو ڈھیلے لے آئے اور ایک لید آپ نے دونوں ڈھیلے تو لے لیے اور لید کو پھینک دیا۔ استدلال یہ ہے کہ اگر تین ہی لازمی ہوتے تو آپ ابن مسعود کو دوبارہ حکم دیتے کہ تیسرا بھی لاؤ لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا معلوم ہوا کہ تین ڈھیلے لازمی نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تیسرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تلاش کر لیا تھا جیسا کہ احمد اور دارقطنی کی روایت میں اس کی تصریح ہے۔

[3] ان چیزوں سے استنجا نہ کرے:۔ لید، گوبر، ہڈی اور کوئلہ سے استنجاء کرنا منع ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِالرَّوْثِ وَلَا بِالْعِظَامِ فَإِنَّهَا زَادُ إِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجِنِّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ زَادُ إِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجِنِّ۔

۳۲۴:۔ وَعَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رُوَيْفِعُ لَعَلَّ الْحَيٰوةَ سَتَطُولُ بِكَ بَعْدِي فَأَخْبِرِ النَّاسَ أَنَّ مَنْ عَقَدَ لِحْيَتَهُ أَوْ تَقَلَّدَ وَتَرًا أَوِ اسْتَنْجٰى بِرَجِيعِ دَابَّةٍ أَوْ عَظْمٍ فَإِنَّ مُحَمَّدًا مِنْهُ بَرِيءٌ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

۳۲۵:۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اكْتَحَلَ فَلْيُوتِرْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ وَمَنْ أَكَلَ فَمَا تَخَلَّلَ فَلْيَلْفِظْ وَمَا لَاكَ بِلِسَانِهِ فَلْيَبْتَلِعْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ وَمَنْ أَتَى الْغَائِطَ فَلْيَسْتَتِرْ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ إِلَّا أَنْ يَجْمَعَ كَثِيبًا مِنْ رَمْلٍ فَلْيَسْتَدْبِرْهُ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَلْعَبُ بِمَقَاعِدِ بَنِي آدَمَ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

ترمذی نسائی لیکن نسائی نے لفظ زاد اخوانکم من الجن کا ذکر نہیں فرمایا۔

۳۲۴۔ رُوَیفعؓ بن ثابت فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اے رویفع شاید میرے بعد تیری عمر لمبی ہو۔ تم لوگوں کو بتا دینا کہ جو شخص داڑھی کو گرہ لگائے۔ یا گلے میں تانت ڈالے۔ یا جانور کی لید یا ہڈی سے استنجاء کرے۔ حقیقت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بیزار ہیں[۱]۔ ابوداؤد۔

۳۲۵۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو آدمی سرمہ لگائے۔ اسے چاہیئے کہ طاق لگائے۔ جس نے ایسا کیا۔ بہتر ہے۔ ورنہ کوئی حرج نہیں۔ جو ڈھیلا کرے۔ وتر کرے۔ اگر کرے تو بہتر ہے۔ ورنہ کوئی حرج نہیں۔ جو کوئی چیز کھائے۔ خلال سے جو اس کے دانتوں سے نکلے۔ اسے پھینک دے۔ اور جو اس کی زبان کے ساتھ نکلے۔ اسے نگل جائے۔ جس نے ایسا کیا۔ بہتر ہے ورنہ کوئی حرج نہیں۔ اور جو آدمی قضائے حاجت کے لیے جائے۔ اسے پردہ کرنا چاہیئے۔ اور کوئی چیز نہ ملے تو ریت کا ڈھیر اکٹھا کر کے اس کی طرف پیٹھ کرے بلاشبہ شیطان انسانی مقصد کو کھیل بناتا ہے۔ جو شخص ایسا کرے اچھا ہے۔ ورنہ کوئی حرج نہیں[۲]۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ دارمی۔

---

[۱] **ان باتوں سے پرہیز کرو**:۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی سند حسن سے روایت کیا ہے ڈاڑھی کو عربی لوگ گرہ لگا کر گھنگھریالے بال بناتے تھے اور فخر سے ایسا کرتے تھے۔ تعویذ اگر قرآن حدیث سے ہوں تو ان کا گلے میں ڈالنا منع نہیں ہے اگر خلاف شرع کلام ہو تو اس کا لٹکانا جائز نہیں۔

[۲] **آداب قضائے حاجت**:۔ اس حدیث کو ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اس کی سند کا دارومدار ابوسعید حبرانی پر ہے۔ بعض نے اس کو صحابی کہا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے اور اس کے بعد کا راوی حُصَین حُبرانی ہے اور وہ مجہول ہے لیکن (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۲۶:۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِيْ مُسْتَحَمِّهٖ ثُمَّ يَغْتَسِلَ فِيْهِ اَوْ يَتَوَضَّاُ فِيْهِ فَاِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ اِلَّا اَنَّهُمَا لَمْ يَذْكُرَا ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيْهِ اَوْ يَتَوَضَّاُ فِيْهِ۔

۳۲۷:۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِيْ جُحْرٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

۳۲۸:۔ وَعَنْ مُعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثَةَ الْبَرَازَ فِي الْمَوَارِدِ وَقَارِعَةِ الطَّرِيْقِ وَالظِّلِّ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۳۲۶۔ عبداللہ بن مُغَفَّلؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا کوئی شخص اپنے غسل خانہ میں پیشاب نہ کرے۔ پھر اس میں غسل کرے۔ یا وضو کرے۔ زیادہ وسوسے اسی سے ہوتے ہیں[1]۔ (ابوداؤد ترمذی نسائی۔ لیکن ان دونوں نے ثم یغتسل اور یتوضا فیہ ذکر نہیں کیا)

۳۲۷۔ عبداللہ بن سَرجسؓ فرماتے ہیں۔ کسی سوراخ میں پیشاب مت کرو[2]۔ ابوداؤد نسائی۔

۳۲۸۔ حضرت معاذؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ لعنت کی تین جگہوں سے بچو۔ گھاٹ پر پاخانہ کرنا۔ شاہراہ اور سایہ میں قضائے حاجت کرنا[3]۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے جس سے اس کی جہالت رفع ہوگئی ہے۔ ابوداؤد نے کہا ہے کہ ابوسعید حبرانی اصل میں ابوسعید الخیر ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے تو ابوسعید الخیر بالاتفاق صحابی ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قضائے حاجت کے لیے پردہ کی تلاش کرنی چاہئے۔ نہ ہو تو کسی ٹیلہ کی اوٹ میں چلا جائے اگر وہ بھی نہ ہو تو ویسے ہی اتنی مٹی کی ڈھیری لگائے کہ اس سے کچھ اوٹ ہو سکے۔ سرمہ طاق لگانے کا مطلب یہ ہے کہ اگر چاہے تو ایک سلائی آنکھ میں لگائے یا تین یا پانچ۔ دو یا چار یا چھ نہ لگائے۔ چونکہ قضائے حاجت کے وقت انسان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خاموش ہو جاتا ہے اور شیطان آجاتا ہے تو بنی آدم کو طرح طرح کے مفاسد میں مبتلا کر دیتا ہے۔ (رح شید - غزنوی)

[1] **غسل خانہ میں پیشاب کرنا منع ہے**:۔ اس حدیث کو ابن ماجہ، حاکم، ابن حبان اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ پہلے ایک جگہ پیشاب کرنا پھر اسی جگہ غسل کرنا منع ہے۔ کیونکہ جب اس پیشاب پر پانی پڑے گا تو خواہ مخواہ چھینٹے پڑ کر اس کے جسم کو پلید کریں گے۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ حکم ان حماموں میں ہے جن میں پانی کھڑا رہتا ہے اگر پانی وہاں کھڑا نہ ہوتا ہو تو پھر منع نہیں ہے۔

[2] **بل میں پیشاب نہ کرنا چاہئے**:۔ اس حدیث کو احمد اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ممکن ہے اس بل میں کوئی زہریلا جانور مثلاً سانپ یا بچھو وغیرہ ہو جو نکل کر اس کو ڈس لے یا اگر کوئی دوسرا کیڑا ہوگا تو اس کو خواہ مخواہ کی تکلیف ہوگی۔

[3] **شارع عام پر قضائے حاجت نہ کرے**:۔ ان تینوں مقامات پر چونکہ لوگوں کی آمد و رفت عام رہتی ہے ان کو تکلیف (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۲۹:۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَخْرُجُ الرَّجُلَانِ یَضْرِبَانِ الْغَائِطَ کَاشِفَیْنِ عَنْ عَوْرَتِہِمَا یَتَحَدَّثَانِ فَاِنَّ اللّٰہَ یَمْقُتُ عَلٰی ذٰلِکَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

۳۳۰:۔ وَعَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ ہٰذِہِ الْحُشُوْشَ مُحْتَضَرَۃٌ فَاِذَا اَتٰی اَحَدُکُمُ الْخَلَاءَ فَلْیَقُلْ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

۳۳۱:۔ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَتْرُ مَا بَیْنَ اَعْیُنِ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِیْ اٰدَمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُہُمُ الْخَلَاءَ اَنْ یَّقُوْلَ بِسْمِ اللّٰہِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ہٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَاِسْنَادُہٗ لَیْسَ بِقَوِیٍّ۔

۳۳۲:۔ وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ

۳۲۹۔ ابوسعیدؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اگر دو آدمی قضائے حاجت کے لیے نکلیں۔ وہ جب ننگے ہوں۔ تو آپس میں باتیں نہ کریں اللہ تعالیٰ اس حرکت سے ناراض ہوتا ہے[1]۔ احمد۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ

۳۳۰۔ زید بن ارقمؓ سے روایت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ان پاخانوں میں شیطان حاضر کئے جاتے ہیں۔ جب کوئی تم میں سے کوئی پاخانہ کے لیے آئے تو کہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَ الْخَبَائِثِ (اے اللہ نر اور مادہ خبیثوں سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔) ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔

۳۳۱۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ آدمیوں کی شرمگاہوں اور جنوں کی آنکھوں کے درمیان ایک پردہ یہ ہے۔ کہ جب آدمی بیت الخلاء میں جائے۔ تو بسم اللہ کہے۔ ترمذی اور کہا۔ کہ یہ حدیث غریب ہے۔ اور اسکی اسناد میں ضعف ہے۔

۳۳۲۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت جب پاخانہ سے نکلے۔ تو غفرانک فرماتے[2] (اے اللہ میں تیری

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) پہنچے گی تو خواہ مخواہ گالی دیں گے برا بھلا کہیں گے مسلمان آدمی کو چاہئے کہ ایسی جگہوں پر پاخانہ پھر کر گالی نہ لے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)[1] ننگا آدمی کلام نہ کرے۔ اس حدیث سے شرمگاہ کا ڈھانپنا واجب ثابت ہوتا ہے اور اسی طرح اس حال میں ترک کلام بھی واجب ہے۔

[2] قضائے حاجت سے فراغت کی دعاء۔ اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ حاکم۔ ابوحاتم اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ پاخانہ پیشاب سے فارغ ہو کر بخشش کی دعا کرتے کہ یا الٰہی جیسے تو نے مجھ پر احسان فرما کر اس گندگی کو مجھ سے دور فرمایا ہے۔ جو اگر دور نہ ہوتی تو میں ہلاک ہو جاتا۔ اسی طرح اپنے فضل و کرم سے آخرت میں بھی بخشش فرما کر ہلاکت سے بچا لینا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ غُفْرَانَكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

۳۳۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى الْخَلَاءَ أَتَيْتُهُ بِمَاءٍ فِي تَوْرٍ أَوْ رَكْوَةٍ فَاسْتَنْجَى ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِإِنَاءٍ آخَرَ فَتَوَضَّأَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَى الدَّارِمِيُّ وَالنَّسَائِيُّ مَعْنَاهُ۔

۳۳۴:۔ وَعَنِ الْحَكَمِ بْنِ سُفْيَانَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَالَ تَوَضَّأَ وَنَضَحَ فَرْجَهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

۳۳۵:۔ وَعَنْ أُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ قَالَتْ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَحٌ مِنْ عَيْدَانٍ تَحْتَ سَرِيرِهِ يَبُولُ فِيهِ بِاللَّيْلِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ

بخشش چاہتا ہوں۔

۳۳۳۔ابوہریرہؓ فرماتے۔آنحضرت جب بیت الخلاء میں جاتے۔میں آپ کے لیے پانی پہنچاتا۔پیالہ میں یا چھاگل میں۔آپ استنجاء فرماتے۔پھر اپنا ہاتھ زمین پر ملتے۔پھر میں آپ کے لیے برتن میں اور پانی لاتا۔آپ وضوء فرماتے۔[1] ابوداؤد۔نسائی۔دارمی۔لیکن نسائی اور دارمی میں مطلب موجود ہے۔

۳۳۴۔حکمؓ بن سفیان فرماتے ہیں۔آنحضرت جب وضوء کرتے۔تو شرم گاہ پر پانی کے چھینٹے لگاتے۔[2][3] ابوداؤد نسائی۔

۳۳۵۔اُمیمہؓ بنت رُقیقہ فرماتی ہیں۔آنحضرت کا ایک لکڑی کا پیالہ ان کی چارپائی کے نیچے رہتا تھا جس میں رات کو پیشاب کرتے[4] ابوداؤد۔نسائی۔

[1] **استنجا اور وضو کے الگ الگ برتن:**۔اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔استنجاء سے فارغ ہو کر ہاتھوں کو زمین پر رگڑنا سنت ہے تاکہ گندگی اور بو اچھی طرح صاف ہو جائے۔اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر استنجاء اور وضو کے لیے علیحدہ علیحدہ برتن ہوں تو مستحب ہے اور اگر نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

[2] **استنجا اور وضو میں وسوسوں سے بچو:**۔اس حدیث کو امام ترمذی نے ضعیف کہا ہے لیکن اس باب میں زید بن حارثہ کی روایت کو احمد اور حاکم نے نقل کیا ہے اور حاکم کی سند کے تمام راوی اچھے ہیں اس لیے یہ حدیث قابل احتجاج ہے۔شرم گاہ پر پانی کپڑے کے اوپر ہی سے چھڑک دیتے اور حکمت اس میں یہ تھی کہ شرم گاہ پانی سے ٹھنڈی ہو جائے اور کوئی قطرہ وغیرہ نہ نکلے کیونکہ ٹھنڈک کی وجہ سے شرم گاہ میں استرخاء پیدا ہو جاتا ہے اور اگر بالفرض نکلے بھی تو پانی کے چھڑکاؤ سے یہ پتہ ہی نہ چل سکے کہ یہ تری قطرہ کی ہے یا پانی چھڑکنے کی تو اس طریقے سے وساوس کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔اور اس طرح نماز کی تکمیل میں اس سے مدد مل سکے گی۔

[3] استنجاء سے پہلے بھی ہاتھوں کو خوب اچھی طرح صاف کر لینا چاہیے اور بعد بھی۔پہلے اس لیے کہ مبادا کوئی ایسی چیز ہاتھوں (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۳۶:۔ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ رَاٰنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبُوْلُ قَائِمًا فَقَالَ يَا عُمَرُ لَا تَبُلْ قَائِمًا فَمَا بُلْتُ قَائِمًا بَعْدُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ قَالَ الشَّيْخُ الْاِمَامُ مُحْيِ السُّنَّةِ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَدْ صَحَّ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ اَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ قِيْلَ كَانَ ذٰلِكَ بِعُذْرٍ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۳۳۷:۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكُمْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۳۶۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں مجھے آنحضرت نے دیکھا۔ میں کھڑے ہو کر پیشاب کر رہا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ عمر کھڑے ہو کر پیشاب مت کرو۔ میں نے اس کے بعد کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ امام محی السنہ فرماتے ہیں۔ حضرت حذیفہؓ سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔ کہ آنحضرت ایک قوم کے کوڑے کی جگہ کے پاس آئے اور آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا[1]۔ بخاری مسلم کہا گیا ہے۔ یہ عذر کی وجہ سے تھا۔

تیسری فصل

۳۳۷۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ فرمایا۔ جو یہ بیان کرے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کو نہ لگی ہو جو شرمگاہ کو تکلیف پہنچائے۔ مثلاً مرچ وغیرہ یا اور کوئی ایسی ہی چیز اور بعد میں اس لیے کہ ہاتھ اچھی طرح صاف ہو جائیں اور شرمگاہ پر پانی کے چھینٹے دینے سے مقصد صرف شکوک و شبہات کا دروازہ بند کرنا ہے تاکہ آدمی پوری دلجمعی کے ساتھ نماز میں مشغول رہ سکے۔ (راسم)

۲ بوقت ضرورت برتن میں پیشاب کرنا: ۔ اس حدیث کو حاکم اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ رات کو لحاف سے اٹھ کر سردی کے دنوں میں باہر نکلنے سے سردی لگ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ لہٰذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کے لیے ایک پیالہ رکھ کر بتا دیا کہ اس طرح کر لیا کرو۔ امام شوکانی نے دو اثر نقل کیے ہیں کہ مغالطہ سے ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب پی لیا تھا۔ جب تک وہ زندہ رہا اس کے بدن سے خوشبو آتی رہی اور اس کے بعد بھی کئی پشت تک اس کی نسل سے بھی خوشبو آتی رہی۔ (نیل)

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] معذور کھڑا ہو کر پیشاب کر سکتا ہے: ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر عادت مبارک یہی تھی کہ آپ بیٹھ کر پیشاب کیا کرتے تھے اور وہ جو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ میں نے آنحضرت کو ایک قوم کے گھورے پر کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا ہے وہ عذر کی وجہ سے تھا۔ اور عذر بھی دوہرا تھا ایک تو یہ کہ آپ کے گھٹنے کے نیچے پھوڑا تھا اور بیٹھنے سے معذور تھے۔ دوسرا یہ کہ بارش ہو چکی تھی اور نیچے گندگی بھیلی ہوئی تھی آپ بیٹھ نہ سکے تو کھڑے ہو کر پیشاب کر لیا۔ بہر حال اصول یہی ہے کہ پیشاب بیٹھ کر کیا جائے کوئی عذر ہو تو الگ بات ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَانَ يَبُوْلُ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقُوْهُ مَا كَانَ يَبُوْلُ اِلَّا قَاعِدًا (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ)۔

۳۳۸:۔ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ جِبْرَائِيْلَ اَتَاهُ فِيْ اَوَّلِ مَا اُوْحِيَ اِلَيْهِ فَعَلَّمَهُ الْوُضُوْءَ وَالصَّلٰوةَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْوُضُوْءِ اَخَذَ غُرْفَةً مِّنَ الْمَاءِ فَنَضَحَ بِهَا فَرْجَهُ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارَقُطْنِيُّ)۔

۳۳۹:۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَنِيْ جِبْرَائِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِذَا تَوَضَّأْتَ فَانْتَضِحْ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَعْنِي الْبُخَارِيَّ يَقُوْلُ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْهَاشِمِيُّ الرَّاوِيْ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ)

۳۴۰:۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ بَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عُمَرُ خَلْفَهُ بِكُوْزٍ مِّنْ مَّاءٍ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا عُمَرُ فَقَالَ مَاءٌ تَتَوَضَّأُ بِهِ قَالَ مَا اُمِرْتُ كُلَّمَا بُلْتُ اَنْ اَتَوَضَّأَ وَلَوْ فَعَلْتُ لَكَانَتْ سُنَّةً (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ)۔

اس کی تصدیق نہ کرنا۔ آپ ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کرتے تھے۔ احمد۔ نسائی ترمذی۔

۳۳۸۔ زید بن حارثہؓ آنحضرت سے روایت فرماتے ہیں۔ کہ آغاز وحی میں جبرائیل آپ کے پاس آئے آپ کو وضوء سکھایا۔ اور نماز سکھائی۔ جب وضوء سے فارغ ہوئے۔ تو ایک چلو پانی لے کر شرمگاہ پر چھڑک دیا۔ احمد۔ دارقطنی۔

۳۳۹۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا جبرائیل میرے پاس آئے۔ اور فرمایا۔ جب آپ وضوء کریں۔ تو (شرمگاہ) پر پانی چھڑکیں[۱]۔ ترمذی اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔ اور فرمایا میں نے محمد بن اسمٰعیل بخاری سے سنا۔ فرماتے تھے۔ حسن بن علی ہاشمی راوی منکر الحدیث ہے۔

۳۴۰۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ آنحضرت نے پیشاب کیا۔ تو حضرت عمران کے پیچھے پانی کا لوٹا لے کر کھڑے ہو گئے آپ نے دریافت فرمایا۔ عمر یہ کیا ہے۔ فرمایا۔ آپ اس پانی سے وضوء فرمادیں گے۔ فرمایا۔ مجھے یہ حکم نہیں۔ کہ جب پیشاب کروں تو وضوء کروں اور اگر میں ایسا کروں۔ تو سنت ہو جائے[۲] گی۔ ابوداؤد ابن ماجہ۔

---

[۱] شرم گاہ پر پانی چھڑکنا مستحب ہے۔ ضروری نہیں۔ (راسم)

[۲] ہمیشہ باوضو رہنا افضل ہے ضروری نہیں:۔ مرقاۃ میں ملا علی قاری نے کہا ہے اس کی سند حسن ہے اور اس کی تائید حضرت عائشہ کی وہ حدیث کرتی ہے۔ جس کو احمد اور اہل سنن نے ماسوائے نسائی کے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے خواہ آپ باوضو ہوتے یا بے وضوء۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت ہمیشہ باوضو رہنے کو پسند کیا کرتے تھے بلکہ آپ صحابہ کو بھی ترغیب دیتے کہ باوضو رہا کرو اور وضوء پر وضوء کی ترغیب بھی دیتے لیکن یہاں جو جواب نبی صلعم نے حضرت عمر کو دیا ہے کہ ہر وقت باوضو (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۴۱ :- وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ وَجَابِرٍ وَاَنَسٍ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰیَةَ لَمَّا نَزَلَتْ فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَثْنٰی عَلَیْکُمْ فِی الطُّهُوْرِ فَمَا طُهُوْرُکُمْ قَالُوْا نَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ وَنَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَنَسْتَنْجِیْ بِالْمَاءِ فَقَالَ فَهُوَ ذَاكَ فَعَلَیْکُمُوْهُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

۳۴۲ :- وَعَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ بَعْضُ الْمُشْرِکِیْنَ وَهُوَ یَسْتَهْزِئُ اِنِّیْ لَاَرٰی صَاحِبَکُمْ یُعَلِّمُکُمْ حَتَّی الْخِرَاءَةَ قُلْتُ اَجَلْ اَمَرَنَا اَنْ لَّا نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ وَلَا نَسْتَنْجِیَ بِاَیْمَانِنَا وَلَا نَکْتَفِیَ بِدُوْنِ ثَلٰثَةِ اَحْجَارٍ لَیْسَ فِیْهَا رَجِیْعٌ وَلَا عَظْمٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاَحْمَدُ وَاللَّفْظُ لَهٗ۔

۳۴۳ :- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَسَنَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

۳۴۱- ابوایوبؓ وجابرؓ اور حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ o (اس میں ایسے لوگ ہیں۔ جو پاکیزگی پسند کرتے ہیں۔ اور اللہ پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ تو آنحضرت نے فرمایا۔ اے انصار اللہ نے پاکیزگی میں تمہاری تعریف کی ہے۔ یہ تمہاری پاکیزگی کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہم نماز کے لیے وضو کرتے ہیں۔ جنابت سے غسل کرتے ہیں۔ اور پانی سے استنجاء کرتے ہیں[1]۔ فرمایا۔ یہی بات ہے۔ اس کی پابندی کرنا۔ (ابن ماجہ)

۳۴۲- سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں۔ بعض مشرکین نے استہزا کے طور پر کہا۔ میرا خیال ہے۔ کہ تمہارا پیغمبر تمہیں ہر چیز کی تعلیم دیتا ہے۔ یہاں تک کہ قضائے حاجت بھی سکھاتا ہے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ آپ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ کہ ہم قضائے حاجت کے وقت قبلے کی طرف رخ نہ کریں۔ دائیں ہاتھ سے استنجا نہ کریں۔ اور صفائی میں تین ڈھیلوں سے کم استعمال نہ کریں۔ لیکن اس میں لید اور ہڈی نہ ہو۔ مسلم احمد اور لفظ احمد کے ہیں۔

۳۴۳- عبدالرحمٰن بن حسنہؓ نے فرمایا۔ آنحضرت ہماری طرف تشریف لائے۔ آپ کے ہاتھ میں ڈھال تھی۔ آپ نے اسے رکھا۔ پھر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) رہنا ضروری نہیں اور اگر میں ہر وقت باوضو رہوں تو امت کے لیے بھی ہر وقت باوضو رہنا سنت ہو جائے گا۔ امت کی سہولت کے لیے بعض اوقات آپ نے خلاف اولیٰ بھی کیا ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] استنجا میں پانی استعمال کرنا افضل ہے:- اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی حدیث ابوہریرہ سے روایت کی ہے۔ یہاں انصار کی جماعت سے مراد اہل قبا ہیں جیسا کہ بعض روایتوں میں اس کی صراحت کی گئی ہے اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ پانی سے استنجاء کرنا نہ صرف صحیح ہے بلکہ افضل ہے اور اس باب میں قرآن کی آیت نازل ہوئی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَسَلَّمَ وَفِي يَدِهِ الدَّرَقَةُ فَوَضَعَهَا ثُمَّ جَلَسَ فَبَالَ إِلَيْهَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ اُنْظُرُوا إِلَيْهِ يَبُوْلُ كَمَا تَبُوْلُ الْمَرْأَةُ فَسَمِعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَيْحَكَ أَمَا عَلِمْتَ مَا أَصَابَ صَاحِبَ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ كَانُوْا إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَوْلُ قَرَضُوْهُ بِالْمَقَارِيْضِ فَنَهَاهُمْ فَعُذِّبَ فِيْ قَبْرِهِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ عَنْهُ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى۔

۳۴۴: وَعَنْ مَرْوَانَ الْأَصْفَرِ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ثُمَّ جَلَسَ يَبُوْلُ إِلَيْهَا فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَلَيْسَ قَدْ نُهِيَ عَنْ هٰذَا قَالَ بَلْ إِنَّمَا نُهِيَ عَنْ ذٰلِكَ فِي الْفَضَاءِ فَإِذَا كَانَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ شَيْءٌ يَسْتُرُكَ فَلَا بَأْسَ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ۔

۳۴۵: وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذٰى وَعَافَانِيْ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

آپ بیٹھ گئے۔ اور اس کی طرف رُخ[1] کرکے پیشاب کیا۔ بعض لوگوں نے کہا۔ دیکھو یہ عورت کی طرح پیشاب کرتے ہیں۔ آپ نے یہ سن لیا۔ اور فرمایا تم پر افسوس ہے۔ کیا تم نہیں جانتے۔ کہ بنی اسرائیل کو کیا تکلیف پہنچی۔ جب ان کے کپڑوں کو پیشاب لگتا تو اسے قینچی سے کاٹ ڈالتے صاحب بنی اسرائیل نے ان کو روکا۔ تو اسے قبر میں عذاب دیا گیا۔ ابوداؤد و ابن ماجہ۔ لیکن نسائی نے ابوموسیٰ سے بھی روایت فرمایا ہے۔

۳۴۴۔ مروان اصفرؒ سے مروی ہے۔ میں نے ابن عمرؓ کو دیکھا۔ انہوں نے اپنی سواری قبلہ کے سامنے بٹھا دی۔ پھر اس کی طرف رُخ کرکے پیشاب کرنا شروع کیا۔ میں نے کہا۔ اے ابوعبدالرحمٰن کیا اس سے روک نہیں دیا گیا۔ فرمایا یہ صحیح ہے۔ لیکن یہ فضاء میں روکا گیا ہے۔ جب تمہارے اور قبلہ کے درمیان کوئی پردہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ ابوداؤد۔

۳۴۵۔ حضرت انسؓ نے فرمایا۔ آنحضرت جب بیت الخلاء سے نکلتے تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذٰى وَعَافَانِيْ سب تعریف اللہ کے لیے ہے۔ جس نے تکلیف کو دور کیا۔ اور مجھے صحت عطا فرمائی[1]۔ ابن ماجہ۔

---

[1] حوائج ضروریہ میں بھی حیا کو ملحوظ رکھنا چاہئیے:۔ اس حدیث کو حاکم اور احمد نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔ آنحضرت کو اس طرح شرم و حیا سے پیشاب کرتے دیکھ کر کسی نے آوازہ کسا تو آپ نے فرمایا بنی اسرائیل کو ایک آدمی نے بدن چھیلنے اور کپڑا کترنے سے منع کیا تو اسے عذاب ہوا حالانکہ وہ حکم سزا کے طور پر ان پر خلاف فطرت تھا اور یہ شرم و حیا تو عین فطرت کے مطابق ہے اگر تم اس پر اعتراض کرو گے تو کیا تم کو عذاب نہ ہوگا۔ (باقی حاشیہ برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۴۶: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ وَفْدُ الْجِنِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنْهَ اُمَّتَكَ اَنْ يَّسْتَنْجُوْا بِعَظْمٍ اَوْ رَوْثَةٍ اَوْ حُمَمَةٍ فَاِنَّ اللهَ جَعَلَ لَنَا فِيْهَا رِزْقًا فَنَهَانَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۳۴۶۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا۔ جب جنوں کا وفد آنحضرتؐ کے پاس آیا۔ تو انہوں نے کہا۔ حضرت اپنی امت کو منع فرمائیے یہ ہڈی لید اور یا کوئلے سے استنجا نہ کریں۔ اللہ نے ہمارے لیے اس میں رزق رکھا ہے۔ آپ نے اس سے ہمیں روک دیا۔ ابوداؤد۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۲؎ **قضائے حاجت سے فارغ ہونے کی دعا:** ۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور سیوطی نے اس کو صحیح کہا ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاخانہ اور پیشاب کے خارج ہو جانے پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے کہ یہ کتنی موذی چیزیں تھیں اگر خارج نہ ہوتیں تو وبال جان بن جاتیں۔ ایک حدیث میں اس طرح آیا ہے کہ آپ یہ دعا بھی پڑھا کرتے تھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّيْ مَا يُؤْذِيْنِيْ وَاَبْقٰى عَلَيَّ مَا يَنْفَعُنِيْ ۔ یعنی سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کو ہیں جو وہ چیز مجھ سے لے گیا جو اگر میرے اندر رہتی تو مجھ کو تکلیف دیتی اور اس چیز کو میرے اندر باقی رکھا جو مجھے نفع دے) خدا تعالیٰ بے نیاز ہے اور بندہ ہر وقت کا محتاج خدا تعالیٰ کے بے شمار احسانات میں سے ایک احسان یہ بھی ہے کہ پاخانہ پیشاب بسہولت خارج ہو جائے۔ اس نعمت کا احساس اس وقت ہوتا ہے جب پاخانہ یا پیشاب بند ہو جائے۔ تکلیف جسمانی کے علاوہ ہزاروں روپے بھی خرچ ہو جاتے ہیں اس وقت اس نعمت کا پورا پورا احساس ہوتا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱؎ **جنوں کی خوراک کیا ہے؟:** ۔ ہڈی جنوں کی خوراک ہے اور لید ان کے جانوروں کی اور کوئلے کا استعمال روشنی کرنے کے لیے یا آگ جلانے کے لیے ہوتا ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہڈی بذات خود جنوں کی خوراک نہیں کیونکہ وہ لطیف اجسام ہیں اور ہڈی ایک کثیف جسم ہے یہ ان کی خوراک کیسے بن سکتی ہے۔ جس طرح ہمیں بعض غیر مرئی چیزوں کی خوشبو یا بدبو آتی ہے جس طرح فضا میں بخارات اٹھتے معلوم ہوتے ہیں اسی طرح کی ایک غیر مرئی سی چیز از قسم بخارات ہڈی پر پیدا ہوتی ہے یہی چیز جنوں کی خوراک ہے۔ اور اسی طرح لید پر کچھ غیر مرئی سی چیز پیدا ہوتی ہے یہ جنوں کے جانوروں کی خوراک بنتی ہے۔ جنوں کی خدمات سرانجام دینے کے اللہ تعالیٰ نے کچھ جانور بھی پیدا کیے ہیں بالکل اسی طرح جیسے انسانوں کی خدمات کے لیے جانور پیدا کئے گئے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنوں کے جانور بھی غیر مرئی ہیں اور ان کی تخلیق آگ کے شعلے سے ہوتی ہے۔

اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ ناپاک، گندی، اور حرام خوراک جانوروں کو بھی نہ دینی چاہئے۔ دراصل خوراک کا مسئلہ شریعت کی نگاہ میں بڑا اہم ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جو گوشت پوست حرام کی خوراک سے پیدا ہو وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ بلکہ اس کا بہترین ٹھکانا جہنم ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایک آدمی بڑا دور دراز کا سفر کر کے خانہ کعبہ پہنچتا ہے اور غلاف کعبہ پکڑ کر یا رب یا رب کہہ کر دعائیں کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی دعائیں کیسے قبول کرے کہ اس کا کھانا حرام ہے پینا حرام ہے اور لباس حرام کا ہے۔ تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حرام خور کبھی مستجاب الدعوات نہیں ہو سکتا۔ مسلمان آدمی کو چاہئے کہ اپنی اور اپنے بال بچوں کی خوراک کا دھیان رکھے کہ کہیں حرام طریقہ سے تو نہیں آ رہی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ السِّوَاكِ

اسلام میں پاکیزگی کی اہمیت معلوم ہے۔ بدن کپڑے دل ہر ہر چیز پاک ہونی چاہیے۔ پیٹ میں جو کچھ جاتا ہے۔ منہ کی راہ سے جاتا ہے۔ دانتوں سے ہر چیز چبائی جاتی ہے۔ منہ میں کوئی چیز دیر تک رہی۔ تو سڑ جانے کا خطرہ ہے اس لیے مسواک کی تاکید فرمائی۔ اس سے منہ صاف ہوتا ہے۔ دانتوں کے سوراخ صاف ہوتے ہیں۔ اس کا اثر اعضاء ہضم پر بھی پڑتا ہے۔ اس لیے یہ پاکیزگی نہ صرف عبادت وضو کے لیے مناسب ہے۔ بلکہ صحت کے لیے بھی مفید ہے۔ شرعاً مسواک کرنا مسنون ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۳۴۷:۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ بِتَاْخِيْرِ الْعِشَاءِ وَبِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۳۴۸:۔ وَعَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ بِاَیِّ شَیْءٍ كَانَ يَبْدَاُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهٗ قَالَتْ بِالسِّوَاكِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

۳۴۹:۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَاِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ وَالسِّوَاكُ وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ وَقَصُّ الْاَظْفَارِ وَغَسْلُ

پہلی فصل

۳۴۷۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ میں امت کے لیے مشکل نہ سمجھتا۔ تو میں ان کو حکم دیتا۔ کہ عشاء کی نماز کو دیر سے پڑھیں اور ہر نماز کے ساتھ مسواک کریں [1]۔ بخاری مسلم

۳۴۸۔ شریح بن ہانی فرماتے۔ میں نے حضرت عائشہ سے دریافت کیا۔ آنحضرت جب گھر تشریف لاتے۔ تو سب سے پہلے کیا کام کرتے فرمایا مسواک کرتے مسلم

۳۴۹۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا فطرت کی دس باتیں ہیں۔ (۱) لبیں کترانا (۲) ڈاڑھی بڑھانا (۳) مسواک کرنا (۴) ناک میں پانی ڈالنا (۵) ناخن کترانا (۶) اور انگلیوں کے جوڑ دھونا (۷) بغلوں کے بال اکھاڑنا (۸) زیر ناف مونڈانا (۹) استنجا کرنا۔ راوی کہتا

---

[1] مسواک کرنا سنت مستحسنہ ہے :۔ اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ ابن مندہ نے کہا کہ اس کی سند کی صحت پر اجماع ہو چکا ہے۔ نووی نے کہا کہ بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے کہ امام بخاری نے مسواک کرنے کی حدیث کو روایت نہیں کیا ہے حالانکہ بخاری میں مالک عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرۃ کی حدیث موجود ہے۔ حدیث میں اس پر دلالت ہے کہ مسواک واجب نہیں ہے بلکہ سنت ہے اس لیے کہ مشقت کے سبب سے جس چیز کی نفی مقصود ہے وہ وجوب ہے اور جب وجوب کی نفی ہوگئی تو باقی استحباب تو لازماً رہ جائے گا۔ ویسے مسواک خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کو نہایت پسند ہے۔ صرف لوگوں کی تکلیف کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْبَرَاجِمِ وَنَتْفُ الْإِبْطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ يَعْنِي الْإِسْتِنْجَاءَ قَالَ الرَّاوِيُّ وَنَسِيْتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمَضَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رِوَايَةٍ الْخِتَانُ بَدَلَ إِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ لَمْ أَجِدْ هٰذِهِ الرِّوَايَةَ فِي الصَّحِيْحَيْنِ وَلَا فِي كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ وَلٰكِنْ ذَكَرَهَا صَاحِبُ الْجَامِعِ وَكَذَا الْخَطَّابِيُّ فِي مَعَالِمِ السُّنَنِ عَنْ أَبِي دَاوُدَ بِرِوَايَةِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِي

۳۵۰: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ فِي صَحِيْحِهِ بِلَا إِسْنَادٍ۔

۳۵۱: وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِيْنَ الْحَيَاءُ وَيُرْوَى الْخِتَانُ وَالتَّعَطُّرُ وَالسِّوَاكُ وَالنِّكَاحُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

ہے کہ مجھے دسویں بات بھول گئی ہے۔ غالباً وہ کلی کرنا ہے[1]۔ مسلم۔ ایک روایت میں ڈاڑھی کی جگہ ختنہ کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ روایت نہ صحیحین میں ہے۔ نہ حمیدی کی کتاب میں۔ لیکن جامع الاصول میں اس کا ذکر آیا ہے۔ اور حافظ خطابی نے عمار بن یاسر کی روایت سے اس کا ذکر فرمایا ہے۔

دوسری فصل

۳۵۰۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے آنحضرت نے فرمایا۔ مسواک منہ کو پاک کرتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا سبب ہے۔ شافعی۔ احمد دارمی۔ نسائی بخاری تعلیقاً۔

۳۵۱۔ ابوایوبؓ فرماتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ چار چیزیں انبیاء کی سنت ہیں۔ حیا بعض روایت میں اس کی جگہ ختنے کا ذکر فرمایا ہے۔ (۲) عطر لگانا۔ (۳) مسواک کرنا۔ (۴) نکاح کرنا۔ ترمذی۔

وجہ سے اسے واجب نہیں کیا گیا۔ اس کی مثال بالکل اسی طرح ہے کہ عشاء کی نماز کو تہائی یا آدھی رات تک تاخیر کر کے پڑھنا خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کو پسند ہے۔ لیکن لوگوں کی تکلیف کی وجہ سے ان کو اتنی تاخیر کرنے کا حکم نہیں دیا گیا اور آنحضرت دین میں آسانی کو بہت پسند فرماتے۔ فرمایا ''الدین یسر'' دین آسان ہے اور مبلغین کو تاکید فرماتے کہ یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا، آسانی سے کام لو تنگی نہ کرو۔

[1] انسانی فطرت کی دس خصلتیں:۔ اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اور بخاری نے اس حدیث کو بیان نہیں کیا۔ مصنف کا حق تو یہ تھا کہ اس حدیث کو فصل اول میں بیان نہ کرتا۔ لبیں کا ٹنا بالاتفاق سنت ہے اور اسی طرح ڈاڑھی کا ایک بالشت بھر بڑھانا بھی بالاتفاق سنت ہے اور مسواک کے متعلق پہلے بھی گذر چکا ہے اور وضو میں ناک میں پانی ڈالنے کے بیان میں بھی مسواک کے متعلق ذکر ہو گا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۵۲:- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْقُدُ مِنْ لَيْلٍ وَلَا نَهَارٍ فَيَسْتَيْقِظُ إِلَّا يَتَسَوَّكُ قَبْلَ أَنْ يَتَوَضَّأَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوُدَ -

۳۵۳:- وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ فَيُعْطِيْنِي السِّوَاكَ لِأَغْسِلَهُ فَأَبْدَأُ بِهِ فَأَسْتَاكُ ثُمَّ أَغْسِلُهُ وَأَدْفَعُهُ إِلَيْهِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ -

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۳۵۴:- عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرَانِي فِي الْمَنَامِ أَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ فَجَاءَنِي رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْأَصْغَرَ مِنْهُمَا

۳۵۲- حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ فرماتی ہیں۔ آنحضرت دن یا رات کو جب سوکر جاگتے وضو سے پہلے مسواک کرتے احمد ابوداؤد۔

۳۵۳- حضرت عائشہ سے روایت ہے۔ آنحضرت مسواک کر کے مجھے دیتے۔ کہ میں مسواک کو دھودوں۔ میں پہلے خود مسواک کر لیتی۔ پھر دھوکر آپ کو واپس کر دیتی[1]۔ ابوداؤد۔

تیسری فصل

۳۵۴- ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ میں نے خواب میں دیکھا۔ میں مسواک کر رہا ہوں۔ میرے پاس دو آدمی آئے۔ ایک دوسرے سے بڑا تھا۔ میں نے مسواک چھوٹے کو دے دی۔ مجھے کہا گیا۔ کہ بڑے کو دو۔ میں نے مسواک دونوں میں سے بڑے کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ناخنوں کا کاٹنا بھی بالاتفاق سنت ہے اور پوروں کا دھونا بھی سنت ہے بغلوں کے بالوں کا اکھاڑنا افضل ہے لیکن اگر انہیں مونڈ دیا جائے یا بال صفا پاؤڈر سے انہیں صاف کر دیا جائے تو بھی جائز ہے۔ موئے زیر ناف عورت اور مرد دونوں کو مونڈنا سنت ہے خواہ انہیں اکھاڑ دیا جائے یا بال صفا پاؤڈر سے صاف کر دیا جائے اور استنجا پانی سے کرنا یہ بھی سنت ہے۔ ان باتوں کو فطرت اس لیے کہا ہے کہ ہر نبی کی شریعت میں یہ سنتیں بہ حیثیت سنت قائم رہی ہیں اور شروع سے لے کر آخر تک رہی ہیں تو گویا یہ جبلی اور فطری چیزیں ہیں۔ ان کے خلاف کرنا گویا انسانی فطرت سے بغاوت اور سرکشی کے مترادف ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **ایک دوسرے کی مسواک استعمال کرنا:**- میرک شاہ نے کہا ہے کہ اس کی سند اچھی ہے کیونکہ امام ابوداؤد نے یہ قاعدہ مقرر کر رکھا ہے کہ جس حدیث پر سکوت اختیار کریں یعنی جرح نہ کریں وہ حدیث احتجاج اور استناد کے قابل ضرور ہوتی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی کو دوسرے کی مسواک استعمال کر لینا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت اپنے مرد کی یا مرد اپنی عورت کی جھوٹی چیز کھا پی سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری بیماری میں مسواک دیکھی تو مسواک لینے کو دل چاہا۔ لیکن چونکہ طبیعت بہت زیادہ کمزور تھی اس لیے اس کو چبا نہ سکے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے اپنے منہ میں چبا کر آپ کو پکڑا دی اور آپ مسواک کرنے لگے۔ حضرت عائشہ پہلے خود مسواک اس لیے کر لیتیں کہ آنحضرت کا لعاب دہن ان کے منہ میں آجاتے اور آپ اس سے برکت حاصل کریں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَقِيْلَ لِي كَبِّرْ فَدَفَعْتُهُ إِلَى الْأَكْبَرِ مِنْهُمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۳۵۵:۔ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا جَاءَنِي جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَطُّ إِلَّا أَمَرَنِي بِالسِّوَاكِ لَقَدْ خَشِيْتُ أَنْ أُحْفِيَ مُقَدَّمَ فِيَّ رَوَاهُ أَحْمَدُ ۔

۳۵۶:۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ أَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي السِّوَاكِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

۳۵۷:۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَنُّ وَعِنْدَهُ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ فَأُوْحِيَ إِلَيْهِ فِي فَضْلِ السِّوَاكِ أَنْ كَبِّرْ أَعْطِ السِّوَاكَ أَكْبَرَهُمَا رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ ۔

۳۵۸:۔ وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَفْضُلُ الصَّلٰوةُ الَّتِي

دے دوں۔ (بخاری۔ مسلم)

۳۵۵-ابوامامہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جبریل جب بھی میرے پاس آئے۔ مجھے مسواک کا حکم دیا میں ڈر گیا کہ میں کہیں منہ کی اگلی جانب چھیل ہی نہ دوں[۲]۔ (احمد)

۳۵۶-حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا میں نے تمہیں مسواک کے لیے بہت دفعہ کہا۔ بخاری۔

۳۵۷-حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ آنحضرت نے ایک دفعہ مسواک کی۔ آپ کے پاس دو آدمی آئے۔ ایک دوسرے سے بڑا تھا۔ اللہ نے مسواک کی فضیلت کا ذکر فرمایا۔ اور آپ کے پاس دو آدمی تھے۔ فرمایا مسواک بڑے کو دو۔ ابوداؤد۔

۳۵۸-حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا۔ جس نماز کے لیے مسواک کیا جائے۔ اسے دوسری نماز

---

[۱] **عمر رسیدہ آدمی کو مقدم رکھنا چاہیئے:**۔ اس کو احمد بیہقی اور ابو عوانہ نے بھی روایت کیا ہے۔ حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ بڑے آدمی کو پہلے چیز دینی چاہیئے مثلاً کھانے یا پینے کی چیز یا مسواک یا آگے چلنے میں عمر کے لحاظ سے بڑے آدمی کی رعایت کرنی اگر آدمی فاسق یا کافر نہ ہو تو بوڑھے کی شرم خدا تعالیٰ بھی کرتے ہیں۔

[۲] **مسواک کا تاکیدی حکم:**۔ میرک شاہ نے کہا اس کی سند اچھی ہے اور طبرانی نے اس حدیث کو بعینہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں اس کا یہ مطلب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل کی تاکید سے اس کثرت سے مسواک استعمال کرنا شروع کر دیا کہ مسوڑھوں کے چھل جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ اور اتنی ہی تاکید آپ نے اپنی امت کو کی جیسا کہ اگلی حدیث میں اس کی تصریح ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُسْتَاكُ لَهَا عَلَى الصَّلٰوةِ الَّتِي لَا يُسْتَاكُ لَهَا سَبْعِيْنَ ضِعْفًا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ۔

۳۵۹: - وَعَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَلَاَخَّرْتُ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ قَالَ فَكَانَ زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ يَشْهَدُ الصَّلَوٰتِ فِي الْمَسْجِدِ وَسِوَاكُهُ عَلٰى اُذُنِهٖ مَوْضِعَ الْقَلَمِ مِنْ اُذُنِ الْكَاتِبِ لَا يَقُوْمُ اِلَى الصَّلٰوةِ اِلَّا اسْتَنَّ ثُمَّ رَدَّهُ اِلٰى مَوْضِعِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ اِلَّا اَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ وَلَاَخَّرْتُ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

پر ستر گنا زیادہ اجر ہے۔ بیہقی شعب الایمان۔

۳۵۹- ابو سلمہؓ زید بن خالد جہنی سے روایت کرتے ہیں فرمایا۔ میں نے آنحضرت سے سنا۔ فرماتے تھے۔ اگر میں امت پر مشکل نہ جانتا۔ تو میں انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ اور حکم دیتا۔ کہ عشاء کی نماز تہائی رات تک موخر کریں۔ زید بن خالد مسجد میں نماز کے لیے تشریف لاتے۔ تو کاتب کی طرح ان کا مسواک ان کے کانوں پر ہوتا۔ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے۔ تو مسواک کر لیتے۔ پھر اسے اپنی جگہ پر رکھ لیتے۔ ترمذی ابوداؤد۔ مگر اس میں عشاء کے تہائی رات تک موخر کرنے کا ذکر نہیں۔ ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابوداؤد۔ لیکن اس نے تاخیر عشاء کا ذکر نہیں فرمایا۔

لہ **مسواک سے نماز کی افضلیت**:۔ اس حدیث کو بزار نے بھی روایت کیا ہے اور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں اور اس حدیث کو حاکم نے صحیح کہا ہے کہ مسلم کی شرط پر ہے یعنی وہ نماز جس کے وضو میں مسواک کیا جائے اس نماز سے ستر درجہ بہتر ہے جس میں مسواک نہ کیا ہو۔

لہ **ہر نماز کے لیے مسواک کرنا افضل ہے**:۔ اس حدیث کو احمد اور ابو یعلی نے بھی ام حبیبہؓ سے روایت کیا ہے اور ان کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ زید بن خالد مسواک کو اس لیے کانوں پر رکھا کرتے تھے کہ وضو کرتے وقت مسواک میں سستی اور ذہول نہ ہو اور آدمی فوری طور پر مسواک کرے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وضو کرتے وقت تو مسواک کی سنیت ثابت ہے ہی اگر ہر نماز سے پہلے مسواک کرلے تو یہ سب سے بہتر ہے مثلاً ظہر کے وضو میں مسواک کیا اور سنتیں پڑھ لیں۔ فرضوں سے پہلے پھر مسواک کرلے اور آخری سنتوں سے پہلے پھر مسواک کرلے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ سُنَنِ الْوُضُوْءِ

وضوء کے طریقے[1]

سُنَن سنت کی جمع ہے۔ سنت کے معنی ہیں طریقہ۔ آنحضرت کے وضوء میں تنوع تھا۔ مختلف طریقوں سے حضرت وضو فرماتے یہاں ان کے طریقوں کا بیان کرنا مقصود ہے۔ سنت کے مشہور معنی بیان کرنا مراد نہیں۔ بلکہ وضوء کے فرائض واجبات سب ہی بیان ہوں گے۔ جس طرح آنحضرت نے یہ اداء فرمائے۔ ان کا بھی تذکرہ آئے گا۔ وضوء میں تکمیل کی تاکید فرمائی گئی ہے اس میں دو چیزوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اول ایسے مقامات جہاں پانی سرسری طور پر نہیں پہنچ سکتا۔ وہاں احتیاط سے پانی پہنچائے انگلیوں کے جوڑ (براجم) ایسے اعضاء جہاں خلال کرنا ضروری ہے۔ دوم نظافت اور پاکیزگی کا خیال رکھئے۔ بعض اعضاء کو بتکرار دھوئے پاکیزگی سے ایمان اخلاص جلد حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے ان امور کا وضوء میں خیال رکھنا ضروری ہے۔ عجلت میں اعضاء کے بعض حصے خشک رہ جاتے ہیں۔ یہ تکمیل طہارت کے منافی ہے۔ پانی کے خرچ میں احتیاط کے ساتھ اعضاء کی نظافت اور غسل میں استیعاب اور استقصاء ضروری ہے۔

وضوء کی ترتیب اور اس کی ضرورت میں خشک سی بحث اہل علم میں موجود ہے۔ جہاں تک اس کی عملی صورت کا تعلق ہے مدۃ العمر میں شاید آنحضرت سے ایک دفعہ بھی بلا ترتیب وضوء ثابت نہیں ہوا۔ اس لیے صحیح یہی ہے۔ ترتیب ضروری ہے اور یہ بحث بالکل بے مقصد ہے۔

وضوء کا ذکر سورہ مائدہ میں ہے۔ سورہ مائدہ ۶ ہجری میں نازل ہوئی۔ اور نماز معراج کی رات کو ۱۲ھ نبوت میں فرض ہوئی۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ اسی دن صبح کو جبرئیل نے آنحضرت کو وضوء سکھایا۔ گویا سورہ مائدہ کے نزول سے آٹھ سال پہلے عملاً وضوء اسلام میں موجود تھا۔ اور آنحضرت اور صحابہ کا علی الادام معمول گویا اصل مسئلہ (وضوء) سنت سے ثابت ہوا۔ انبیاء امت نے سالہا سال تک بالالتزام اس پر عمل کیا۔ اور طویل عرصہ کے بعد قرآن نے سنت کی تائید فرمائی۔ اُوْتِیْتُ الْقُرْآنَ وَ مِثْلَهٗ مَعَهٗ کا مطلب اس سے واضح ہو جاتا ہے۔ اثبات احکام میں آنحضرت کے اعمال اور ارشادات اسی قدر موثر ہیں۔ جس قدر قرآن عزیز کی نصوص بلکہ سنت کو اکثر احکام میں تقدم حاصل ہے۔ قرآن نے مناسب وقت پر سنت کے احکام کی تائید فرما دی۔

وضوء سے پہلے دل میں نیت اور بسم اللہ کا ذکر محدثانہ طریق پر صحت سے ثابت نہیں۔ لیکن شارع کے ادب اور شریعت کے مزاج سے ظاہر ہے۔ کہ ہر عمل کے لیے نیت ضروری ہے۔ اور اچھے کام سے پہلے اللہ کا نام لینا دستور کے طور پر متعارف ہے۔ اس لیے ان معروفات عامہ سے وضوء کو مستثنیٰ نہیں کیا جا سکتا۔

پاؤں کا دھونا احادیث میں صراحت سے آیا۔ قرآن عزیز میں اس کی صراحت حسب قراءتِ مشہور معلوم ہے۔ آئمہ سنت میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی اختلاف نہیں پایا گیا۔ اس لیے شیعہ کے اختلاف کو یہاں کوئی اہمیت حاصل نہیں۔ ان کی روش ان مسائل میں دلائل سے زیادہ صحابہ سے عصبیت پر مبنی ہے عافانا اللہ من ذلک (راسم)

ے یہاں سنت سے مراد اصطلاحی سنت نہیں ہے۔ کیونکہ اصطلاحی سنت وہ ہے جس کا ثبوت نص قرآن سے نہ ہو اور وضو کا ثبوت نص قرآن سے بھی ثابت ہے اور سنت متواترہ سے بھی اور پھر وضو کے بعض ارکان بھی قرآن مجید سے بہ نص صریح ثابت ہیں مثلاً چہرہ کا دھونا۔ ہاتھوں کا کہنیوں تک دھونا اور سر کا مسح کرنا اور پاؤں کا دھونا جنہیں اصطلاح میں فرائض وضو کہا جاتا ہے یہاں سنت سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ تمام اقوال و افعال مراد ہیں جو آپ وضو کے دوران میں کرتے یا کہتے تھے خواہ وہ افعال یا اقوال فی نفسہ فرض ہوں یا واجب یا سنت یا مستحب۔

اس کے علاوہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کے اعضاء ایک ایک مرتبہ بھی دھوئے اور دو دو مرتبہ بھی اور تین تین دفعہ بھی۔ وضو عملاً کر کے بھی دکھایا اور زبان سے بھی اس کی تعلیم فرمائی اور صحابہ کے عمل کو بھی ملاحظہ فرمایا۔ گویا وضو ایک ایسا عمل ہے جو قرآن سے بھی ثابت ہے اور سنت سے بھی اور پھر اس میں سب طرح کی سنت موجود ہے قولی بھی اور فعلی بھی اور تقریری بھی۔ اور جہاں کہیں کسی صحابی کے وضو میں کچھ نقص دیکھا اس کی اصلاح بھی فرما دی مثلاً ایک صحابی نے وضو کیا اور پاؤں میں تھوڑی سی جگہ خشک رہ گئی تو آپ نے فرمایا وَیْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ۔ اور اسباغ وضو (وضو اچھی طرح کرنے) کی تاکید فرمائی۔ اس باب میں وضو کے متعلق سب احکام، کیفیات وغیرہ بیان ہوں گی یعنی یہاں سنت سے مراد لغوی معنی ہیں کہ وضو کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۳۶۰:- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ مِنْ نَوْمِهٖ فَلَا یَغْمِسْ یَدَهٗ فِی الْاِنَاءِ حَتّٰی یَغْسِلَهَا ثَلٰثًا فَاِنَّهٗ لَا یَدْرِیْ اَیْنَ بَاتَتْ یَدُهٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۳۶۱:- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ مِّنْ مَّنَامِهٖ فَتَوَضَّاَ فَلْیَسْتَنْثِرْ ثَلٰثًا فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَبِیْتُ عَلٰی خَیْشُوْمِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

پہلی فصل

۳۶۰- حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا۔ جب کوئی نیند سے بیدار ہو تو ہاتھ برتن میں نہ ڈالے۔ جب تک اسے تین دفعہ دھو نہ لے۔ کیونکہ وہ نہیں جانتا۔ کہ رات میں اس کا ہاتھ کہاں کہاں استعمال ہوتا رہا[1]۔ بخاری مسلم۔

۳۶۱- حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب کوئی تم میں سے سو کر جاگے۔ اور وضوء کرے۔ اسے چاہیئے کہ تین دفعہ ناک جھاڑے۔ کیونکہ شیطان اس کی ناک پر رات گذارتا ہے[2][3]۔ بخاری مسلم۔

---

[1] **بیدار ہونے پر ہاتھ دھو کر کسی چیز کو لگائے**:- اس حدیث کو محدثین کی ایک پوری جماعت نے روایت کیا ہے۔ ہاتھ دھونے کی تعداد یہاں بیان نہیں کی گئی ہے۔ بہتر یہی ہے کہ تین بار دھوئے۔ جمہور نے ہر نیند کے بعد ہاتھوں کو دھونا مستحب کہا ہے لیکن امام احمد اس کو رات کی نیند سے خاص کرتے ہیں کیونکہ ترمذی میں اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ مِنَ اللَّیْلِ کے لفظ ہیں۔ پھر برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے دھونا جمہور کے نزدیک سنت ہے لیکن امام احمد بن حنبل اس کے واجب ہونے کے قائل ہیں لیکن جمہور کے مذہب کی تائید امام بخاری کے اس قول سے ہوتی ہے کہ حضرت ابن عمر اور براء بن عازب نے جنبی ہونے کی صورت میں اپنے ہاتھوں کو دھونے سے پہلے برتن میں ڈال لیا تھا۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں کہا ہے کہ اگر ہاتھوں کو کوئی اور گندگی نہ لگی ہوئی ہو تو محض جنابت کی وجہ سے مومن کا جسم پلید نہیں ہوتا۔

[2] **شیطان ناک پر رات گذارتا ہے**:- اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ استنشاق یہ ہے کہ ہوا کے ساتھ پانی کو ناک میں اوپر چڑھایا جائے اور استنثار یہ ہے کہ اس پانی کو زور سے باہر نکالا جائے تاکہ اس کے ساتھ ناک کا گندہ اور غلیظ مواد بھی خارج ہو جائے شیطان ناک پر اس لیے گذارتا ہے کہ جب یہ بیدار ہو تو ناک کے راستہ اندر داخل ہو کر وسوسہ ڈالوں اور استنثار سے اس کو روک دیا جاتا ہے شیطان کا ناک پر رات کا گذارنا حقیقت ہے لیکن اس کی کیفیت کو ہم نہیں سمجھ سکتے ایسی چیزوں پر ایمان ضرور لانا چاہیئے لیکن ان کی کیفیت کو اللہ تعالےٰ کے سپرد کر دینا چاہیئے۔

[3] **ناک پر رات گذارنے کا مطلب یہ ہے کہ دیر تک سوئے رہنے کی وجہ سے ناک میں گندگی جمع ہو جاتی ہے جس** (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۶۲:- وَقِيْلَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ فَدَعَا بِوَضُوْءٍ فَأَفْرَغَ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهٗ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهٖ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلٰى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتّٰى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ بَدَأَ مِنْهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالنَّسَائِيُّ وَلِأَبِيْ دَاوُدَ نَحْوَهٗ ذَكَرَهٗ صَاحِبُ الْجَامِعِ۔

۳۶۳:- وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ قِيْلَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ تَوَضَّأْ لَنَا وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِإِنَاءٍ فَأَكْفَأَ مِنْهُ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلٰثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهٗ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَّاحِدَةٍ فَفَعَلَ ذٰلِكَ

۳۶۲- عبداللہ بن زید بن عاصم سے کہا گیا۔ آنحضرت کیسے وضوء فرماتے تھے۔ انہوں نے پانی منگایا۔ اور ہاتھوں پر پانی ڈالا دو دو دفعہ پانی ڈالا۔ پھر تین دفعہ کلی کی اور تین دفعہ ناک صاف کیا پھر تین دفعہ منہ دھویا۔ دونوں ہاتھ کہنیوں تک دو دو دفعہ دھوئے۔ پھر دونوں ہاتھ سے سر پر مسح فرمایا۔ اور ہاتھوں کو اگلی طرف سے پیچھے لے گئے۔ اور پچھلی طرف سے آگے لے آئے۔ یعنی سر کی اگلی طرف سے گدی تک لے گئے۔ پھر لوٹا کر وہیں لے آئے جہاں سے مسح شروع کیا تھا۔ پھر پاؤں دھوئے۔ مالک نسائی ابوداؤد جامع الاصول۔

۳۶۳۔ بخاریؒ اور مسلم میں ہے۔ عبداللہ بن زید کو کہا گیا۔ ہمارے لیے آنحضرت کا وضوء کریں۔ انہوں نے ایک برتن منگایا۔ اور دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ اور انہیں تین دفعہ دھویا۔ پھر برتن میں ہاتھ ڈال کر پانی نکالا۔ اور ایک ہی چلو سے ناک اور منہ میں تین دفعہ پانی ڈالا۔ اور تین دفعہ ایسا ہی کیا۔ پھر ہاتھ ڈال کر پانی نکالا۔ اور تین دفعہ منہ دھویا۔ پھر پانی نکالا اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک دو مرتبہ دھوئے۔ پھر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) سے سستی سی پیدا ہونا یقینی اور فساد ذہن اور قوت فکریہ میں خرابی کا امکان زیادہ ہو جاتا ہے ایسے حالت میں شیطان کو اثر ڈالنے میں مدد ملتی ہے اور ذکر و فکر سے روکنا بڑا آسان ہو جاتا ہے یبیت علی خیشومہ کا یہی نشا ہے کہ وہ قوت فکر پر قابض ہو جاتا ہے حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۲۴ ج ۱، (راسم)

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا)

لہ اعضائے وضو کو ایک ایک دو دو تین تین دفعہ دھونا:- اس کو ایک جماعت نے ملتے جلتے الفاظ سے روایت کیا ہے۔ وضو میں اعضاء کو ایک ایک دفعہ دھونا فرض ہے۔ دو دو مرتبہ دھونا اچھا ہے اور تین تین دفعہ دھونا تو بہت ہی اچھا ہے اور یہ آخری حد ہے اگر کوئی اس سے بھی زیادہ مرتبہ دھوئے تو بالاتفاق مکروہ ہے اور ناپسندیدہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو میں اسراف نہ کرو اگرچہ تم جاری نہر پر بیٹھے ہو۔ ہاں سر کا مسح بالاتفاق صرف ایک ہی مرتبہ ہے اس میں تکرار نہیں ہے کیونکہ کسی روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت نے یا کسی صحابی نے سر کا مسح دو یا تین بار کیا ہو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثَلٰثًا ثُمَّ اَدْخَلَ یَدَہٗ فَاسْتَخْرَجَھَا فَغَسَلَ وَجْھَہٗ ثَلٰثًا ثُمَّ اَدْخَلَ یَدَہٗ فَاسْتَخْرَجَھَا فَغَسَلَ یَدَیْہِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ مَرَّتَیْنِ مَرَّتَیْنِ ثُمَّ اَدْخَلَ یَدَہٗ فَاسْتَخْرَجَھُمَا فَمَسَحَ بِرَاْسِہٖ فَاَقْبَلَ بِیَدَیْہِ وَاَدْبَرَ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَیْہِ اِلَی الْکَعْبَیْنِ ثُمَّ قَالَ ھٰکَذَا کَانَ وُضُوْءُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَاَقْبَلَ بِھِمَا وَاَدْبَرَ بَدَاَ بِمُقَدَّمِ رَاْسِہٖ ثُمَّ ذَھَبَ بِھِمَا اِلٰی قَفَاہُ ثُمَّ رَدَّھُمَا حَتّٰی رَجَعَ اِلَی الْمَکَانِ الَّذِیْ بَدَاَ مِنْہُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلٰثًا بِثَلٰثِ غَرَفَاتٍ مِّنْ مَّاءٍ وَفِیْ اُخْرٰی فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَمِنْ کَفَّۃٍ وَّاحِدَۃٍ فَفَعَلَ ذٰلِکَ ثَلٰثًا وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّلْبُخَارِیِّ فَمَسَحَ رَاْسَہٗ فَاَقْبَلَ بِھِمَا وَاَدْبَرَ مَرَّۃً وَّاحِدَۃً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَیْہِ اِلَی الْکَعْبَیْنِ وَفِیْ اُخْرٰی لَہٗ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ مِّنْ غُرْفَۃٍ وَّاحِدَۃٍ۔

پانی نکالا۔ اور سر پر مسح کیا۔ ہاتھوں کو اگلی طرف سے پیچھے لے گئے۔ پھر گھٹنوں تک پاؤں دھوڈالے۔ پھر فرمایا۔ آنحضرت کا وضوء اسی طرح تھا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ ہاتھوں کو آگے سے پیچھے لے گئے۔ اور پیچھے سے اگلی طرف یعنی شروع کرکے گدی تک لے گئے۔ پھر وہیں لے آئے۔ جہاں سے شروع فرمایا تھا۔ اور پاؤں دھوڈالے[1]۔ ایک روایت میں ہے۔ کلی کی تین دفعہ ناک میں پانی ڈالا۔ ناک جھاڑی۔ اور یہ تین الگ الگ چلوؤں سے کیا۔ ایک اور روایت میں ہے۔ کلی کی اور ناک میں پانی ایک ہتھیلی سے ڈالا۔ یہ تین دفعہ کیا۔ بخاری کی ایک روایت میں ہے۔ سر پر مسح کیا ایک دفعہ دونوں ہاتھ آگے سے پیچھے لے گئے۔ اور پیچھے سے آگے لائے۔ پھر گھٹنوں تک پاؤں دھوئے۔ ایک روایت میں ہے۔ ایک ہی چلو سے کلی کی۔ اور ناک میں تین دفعہ پانی ڈالا۔

---

[1] **وضو کرنے کا طریقہ:۔** یہ حدیث اپنے مضمون اور مختلف طرق کے لحاظ سے بڑی مفصل ہے اس میں حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو کرکے دکھایا ہے۔ اس میں استنجاء کا ذکر نہیں ہے کیونکہ کرکے دکھانے کی چیز نہیں اس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ آدمی پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو اچھی طرح مٹی سے صاف کرلے پھر استنجاء کرے پھر ہاتھوں کو مٹی سے صاف کرے۔ پہلے ہاتھوں کو مٹی سے صاف کرنا اس لیے ضروری ہے کہ شاید ہاتھوں کو کوئی ایسی چیز لگی ہو جو اس نازک مقام کو تکلیف پہنچائے اور بعد میں صاف کرنا اس لیے ضروری ہے کہ صفائی اچھی طرح ہو جائے۔ سر کے مسح کی اصلی صورت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو پانی سے تر کرلے اس کے بعد انگوٹھے اور ساتھ والی انگلی کو چھوڑ کر باقی تین انگلیوں سے سر کے دائیں بائیں اطراف کا مسح کرکے آگے سے شروع کرکے پیچھے کی طرف لے جائے اور پھر دونوں ہتھیلیوں سے سر کی پچھلی طرف سے شروع کرکے آگے کی طرف سر کے درمیان کا مسح کرے اور انگوٹھے اور ساتھ والی انگلی سے کانوں کا مسح کرے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۶۴:۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً مَّرَّةً لَمْ يَزِدْ عَلٰى هٰذَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۳۶۵:۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۳۶۶:۔ وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ تَوَضَّأَ بِالْمَقَاعِدِ فَقَالَ اَلَا اُرِيْكُمْ وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّأَ ثَلٰثًا ثَلٰثًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۶۷:۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَجَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّكَّةَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِمَاءٍ بِالطَّرِيْقِ تَعَجَّلَ قَوْمٌ عِنْدَ الْعَصْرِ فَتَوَضَّأُوْا وَهُمْ عُجَّالٌ فَانْتَهَيْنَا اِلَيْهِمْ وَاَعْقَابُهُمْ تَلُوْحُ لَمْ يَمَسَّهَا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۶۴۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ایک ایک دفعہ وضو کیا[1]۔ اس سے زیادہ نہیں کیا۔ صحیح بخاری۔

۳۶۵۔ عبداللہ بن زیدؓ فرماتے ہیں۔ یقیناً آنحضرت نے دو دو دفعہ وضو کیا۔ بخاری۔

۳۶۶۔ حضرت عثمانؓ نے مقاعد میں وضوء کیا۔ فرمایا میں تمہیں آنحضرت کا وضوء دکھاؤں۔ پھر آپ نے اعضاء کو تین تین دفعہ دھویا۔ مسلم۔

۳۶۷۔ عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا۔ ہم آنحضرت کے ساتھ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ واپس آئے۔ یہاں تک کہ ہم راستہ میں ایک پانی پر پہنچے۔ بعض لوگوں نے عصر کی نماز کے لیے جلدی کی۔ اور جلدی ہی میں وضوء کیا۔ ہم جب ان کے پاس پہنچے۔ تو ان کی ایڑیاں خشک تھیں چمک رہی تھیں۔ ان کو پانی نہیں پہنچ سکا تھا۔ آپ نے فرمایا ایڑیوں کیلئے آگ کی وجہ سے ویل ہے[2] وضوء پوری طرح کرو۔

---

[1] **وضو میں اعضاء کا تین دفعہ دھونا بہتر ہے:**۔ مسلم کے سوا اس حدیث کو ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ صحیح حدیثوں میں ایک ایک اور دو دو اور تین تین مرتبہ وضو کرنے کا ذکر آیا ہے اور پھر بعض اعضاء کا تین دفعہ دھونا اور بعض کا دو دفعہ اور بعض کا ایک دفعہ اس باب کی حدیثوں کا حاصل یہ ہے کہ تین دفعہ دھونا یہ کمال کا مرتبہ ہے اور ایک مرتبہ دھونا کفایت کرتا ہے۔ اس لیے کہ اگر دو دفعہ یا تین دفعہ دھونا واجب ہوتا تو آپ ایک دفعہ پر اقتصاد نہ کرتے۔ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ ایک دفعہ کا دھونا فرض ہے اور تین دفعہ دھونا سنت ہے۔ بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ تین تین بار اعضاء کا دھونا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور ایک ایک بار دھونا فرض ہے اور دو دو مرتبہ دھونا افضل ہے۔

[2] **پاؤں کا دھونا فرض ہے:**۔ اس مضمون کی بہت سی صحیح حدیثیں ہیں۔ بخاری اور مسلم میں ابوہریرہ کی حدیث اور ابن ماجہ میں جابر کی حدیث اور احمد و دارقطنی میں عبداللہ بن حارث کی حدیث یہ سب حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ پاؤں کا دھونا فرض ہے اور دھونا (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۶۸:۔ وَعَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى الْخُفَّيْنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۶۹:۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ فِي طُهُوْرِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَتَنَعُّلِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِي

۳۷۰:۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَبِسْتُمْ وَإِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَءُوْا بِأَيَامِنِكُمْ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوُدَ۔

۳۷۱:۔ وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وُضُوءَ لِمَنْ

۳۶۸۔ مغیرہ بن شعبہؓ نے فرمایا۔ آنحضرت نے وضوء کیا۔ سر کے اگلے حصے اور پگڑی اور موزوں پر مسح کیا۔[له]

۳۶۹۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ فرمایا جہاں تک ممکن ہو۔ آنحضرت تمام کاموں میں سیدھی طرف سے کام شروع کرنا پسند فرماتے تھے۔ وضوء کرنے کنگھی کرنے اور جوتا پہننے میں اس کا خیال رکھتے۔ بخاری مسلم۔

دوسری فصل

۳۷۰۔ حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب تم کوئی چیز پہنو۔ یا وضوء کرو۔ تو دائیں جانب سے شروع کرو۔ احمد ابوداؤد۔

۳۷۱۔ سعید بن زید فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص (وضوء کے شروع) میں اللہ کا نام نہ لے اس کا وضو نہیں[له]۔ ترمذی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بھی اس طرح کہ ٹخنوں سے نیچے نیچے ناخن برابر جگہ بھی خشک نہ رہے۔ ان حدیثوں میں ان لوگوں کا رد ہے جو پاؤں کے مسح کے قائل ہیں جیسے شیعہ وغیرہ۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

له سارے سر کا مسح کرنا چاہیئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مُغیرہ بن شعبہ کی اس حدیث کو روایت نہیں کیا ہے۔ لیکن بخاری میں عمرو بن اُمیہ ضمری کی حدیث موجود ہے جس میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے اپنی پگڑی اور موزوں پر مسح کیا اور یہ حدیث مسلم میں نہیں ہے۔ علامہ ابن حزم نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پگڑی پر مسح کیا کرتے تھے اور اس میں موزوں پر مسح کرنے کی طرح کوئی وقت مقرر نہیں کیا بلکہ ہر وقت جائز ہے اور جیسے موزوں کے مسح میں طہارت پر پہننا شرط ہے پگڑی کے مسح میں یہ شرط بھی نہیں ہے۔ اور آنحضرت نے ہمیشہ سارے سر کا مسح کیا ہے۔ کبھی بھی بعض حصہ سر کا مسح نہیں کیا اور جب بھی کبھی ایسا کیا تو باقی مسح پگڑی پر کر لیا۔ اگر پگڑی محنک ہو تو سارا مسح پگڑی پر بھی کیا جا سکتا ہے اور اگر محنک نہ ہو تو پھر سارا مسح سر پر کرنا چاہیئے۔ (تحقیق یہ ہے کہ پگڑی کو حلق کے نیچے سے لا کر باندھا جائے جسے ہندی میں ڈاٹھا کہا جاتا ہے) بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ وَزَادَ وَفِيْ اَوَّلِهٖ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّا وُضُوْءَ لَهٗ۔

۳۷۲:۔ وَعَنْ لَقِيْطِ بْنِ صَبِرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْوُضُوْءِ قَالَ اَسْبِغِ الْوُضُوْءَ وَخَلِّلْ بَيْنَ الْاَصَابِعِ وَبَالِغْ فِي الْاِسْتِنْشَاقِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ صَائِمًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ اِلٰى قَوْلِهٖ بَيْنَ الْاَصَابِعِ۔

۳۷۳:۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّاْتَ فَخَلِّلْ اَصَابِعَ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهٗ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

۳۷۴:۔ وَعَنِ الْمُسْتَوْرِدِ ابْنِ شَدَّادٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا

ابن ماجہ لیکن احمد اور ابوداؤد نے ابوہریرہ سے روایت کیا۔ اور دارمی نے ابوسعید خدری سے وہ اپنے باپ سے۔

۳۷۲۔ لقیط بن صبرہ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول مجھے وضوء کی بابت فرمائیں۔ فرمایا وضوء کی تکمیل کرو۔ اور ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرو۔ اور ناک میں اچھی طرح پانی ڈالو۔ اگر روزہ ہو تو احتیاط مناسب ہے۔ ابوداؤد ترمذی نسائی لیکن ابن ماجہ اور دارمی میں انگلیوں کے خلال تک مذکور ہے[1]۔

۳۷۳۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب تم وضوء کرو۔ تو ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرو۔ ترمذی ابن ماجہ ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

۳۷۴۔ مستورد ابن شداد نے فرمایا۔ میں نے آنحضرت کو دیکھا۔ جب آپ وضوء فرماتے۔ تو اپنی چھوٹی انگلی سے پاؤں کی انگلیوں کو ملتے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) [2] وضو بسم اللہ پڑھ کر شروع کرے:۔ اس باب میں کچھ حدیثیں حسن ہیں اور کچھ صحیح جو صحیح ہیں وہ صریح نہیں ہیں اور جو صریح ہیں وہ حسن ہیں۔ بہر حال بسم اللہ پڑھنے کا اصل ضرور موجود ہے۔ امام احمد اس کے وجوب کے قائل ہیں اور باقی ائمہ ثلاثہ بسم اللہ پڑھنے کو سنت کہتے ہیں۔ اگر بالفرض یہ حدیثیں نہ بھی ہوتیں تو بھی اس کا سنت ہونا ثابت ہوتا کیونکہ آنحضرت ہر اچھے کام کو بسم اللہ سے شروع کرتے اور فرماتے جس کام کو بسم اللہ سے شروع نہ کیا جائے اس میں برکت نہیں ہوتی۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] اسباغ الوضو کیا ہے؟:۔ اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی، بغوی اور قطان نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ نووی نے کہا کہ لقیط بن صبرہ کی حدیث کی تمام سندیں صحیح ہیں حدیث میں دلالت ہے کہ وضو پوری طرح کرنا چاہئے اور انگلیوں میں خلال کرنا چاہئے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا چاہئے بشرطیکہ روزہ دار نہ ہو کیونکہ اس صورت میں پانی کے اندر جانے کا خطرہ رہتا ہے ایسا نہ ہو کہ اس کا روزہ ٹوٹ جائے۔ اسباغ الوضوء کا معنی یہ ہے کہ اس کے فرائض اور سنتیں پوری کرے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَوَضَّأَ يَدْلُكُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ بِخِنْصَرِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۳۷۵:۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ أَخَذَ كَفًّا مِّنْ مَّاءٍ فَأَدْخَلَهٗ تَحْتَ حَنَكِهٖ فَخَلَّلَ بِهٖ لِحْيَتَهٗ وَقَالَ هٰكَذَا أَمَرَنِيْ رَبِّيْ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۳۷۶:۔ وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُخَلِّلُ لِحْيَتَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔

۳۷۷:۔ وَعَنْ أَبِيْ حَيَّةَ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا تَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ حَتّٰى أَنْقَاهُمَا ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلٰثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلٰثًا وَغَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلٰثًا وَذِرَاعَيْهِ ثَلٰثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهٖ مَرَّةً ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَأَخَذَ فَضْلَ طَهُوْرِهٖ فَشَرِبَهٗ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ أَحْبَبْتُ أَنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ كَانَ طُهُوْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ۔

ترمذی ابوداؤد۔ ابن ماجہ

۳۷۵۔ حضرت انس نے فرمایا۔ آنحضرت جب وضو فرماتے۔ ایک ہاتھ میں پانی لے کر ٹھوڑی کے نیچے داخل کرتے۔ اور اپنی ڈاڑھی کا خلال فرماتے۔ اور فرمایا میرے اللہ نے اسی طرح حکم فرمایا ہے[1]۔ ابوداؤد۔

۳۷۶۔ حضرت عثمان فرماتے ہیں آنحضرت ڈاڑھی کا خلال فرمایا کرتے تھے۔ ترمذی دارمی۔

۳۷۷۔ ابوحیہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت علی کو دیکھا۔ آپ نے وضو کیا۔ پہلے ہاتھوں کو اچھی طرح صاف کیا۔ پھر تین دفعہ کلی کی اور تین دفعہ ناک میں پانی ڈالا۔ تین دفعہ منہ دھویا۔ اور تین ہی دفعہ بازو دھوئے۔ اور ایک دفعہ مسح کیا۔ پھر گھٹنوں تک پاؤں دھوئے پھر کھڑے ہو کر وضوء سے بچا ہوا پانی نوش فرمایا۔ پھر فرمایا۔ میں نے مناسب سمجھا تمہیں بتاؤں آنحضرت کس طرح وضوء فرماتے تھے[2]۔ ترمذی نسائی۔

---

[1] **وضو میں ڈاڑھی کا خلال کرنا**:۔ حضرت انس کی اس حدیث میں ولید بن زروان راوی مجہول ہے اس کے اور بھی کئی طرق ہیں جن میں سے بعض کو حاکم اور ابن قطان نے صحیح کہا ہے اس سے سند کی جہالت تو رفع ہو گئی اس مضمون کی ایک حدیث امام احمد نے حضرت عائشہ سے بھی روایت کی ہے اور اس سے آگے والی حضرت عثمان کی حدیث کو ابن خزیمہ، حاکم، دار قطنی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے ان حدیثوں سے ڈاڑھی کا خلال ثابت ہوتا ہے باقی اس کے وجوب اور عدم وجوب میں بہت اختلاف ہے۔

[2] **کھڑے ہو کر پانی پینا جائز ہے**:۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ حدیث کے معنی پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ وضو سے بچا ہوا پانی پینا سنت ہے کیونکہ اس پانی سے ایک عبادت ادا کی گئی ہے یعنی اس سے وضو کیا گیا ہے تو اس پانی میں برکت ہو گی اور اس پانی کو کھڑے ہو کر پینا بھی سنت ہے۔ پانی پینے میں سنت یہ ہے کہ آدمی بیٹھ کر پانی پیئے۔ لیکن زمزم کا پانی (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۷۸:۔ وَعَنْ عَبْدِ خَيْرٍ قَالَ نَحْنُ جُلُوْسٌ نَنْظُرُ اِلٰى عَلِيٍّ حِيْنَ تَوَضَّأَ فَاَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى فَمَلَأَ فَمَهُ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَنَثَرَ بِيَدِهِ الْيُسْرٰى فَعَلَ هٰذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى طُهُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهٰذَا طُهُوْرُهُ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

۳۷۹:۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَّاحِدٍ فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلٰثًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

۳۸۰:۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ وَاُذُنَيْهِ بَاطِنِهِمَا بِالسَّبَّاحَتَيْنِ وَظَاهِرِهِمَا بِاِبْهَامَيْهِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

۳۷۸۔ عبد خیر فرماتے ہیں۔ ہم بیٹھے حضرت علی کو وضو فرماتے دیکھ رہے تھے۔ آپ نے دایاں ہاتھ پانی میں ڈالا۔ منہ کو بھر کر کلی کی۔ ناک میں پانی ڈالا۔ اور اسے بائیں ہاتھ سے جھاڑا۔ تین دفعہ اسی طرح کیا۔ پھر فرمایا۔ جسے پسند ہو کہ آنحضرت کا وضو دیکھے تو وہ یہی ہے۔

۳۷۹۔ عبداللہ بن زید سے مروی ہے فرمایا۔ میں نے آنحضرت کو دیکھا۔ ایک ہاتھ سے منہ اور ناک میں تین دفعہ پانی ڈالا۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔

۳۸۰۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ آنحضرت نے سر اور کانوں کے اندر کی جانب دونوں تسبیح کی انگلیوں سے مسح فرمایا۔ اور باہر کی جانب[1] انگشت سے۔ نسائی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور وضو سے بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا سنت ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کرنے کے بعد اس لیے کھڑے ہو کر پانی پیا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ کھڑے ہو کر پانی پی لینا بھی جائز ہے یعنی ایسا آپ نے تعلیم کے لیے کیا۔ جیسا کہ سفر میں روزہ رکھنے سے جب بعض صحابہ کو تکلیف ہوئی تو آپ نے اونٹ پر کھڑے ہو کر عصر کے وقت پانی کا پیالہ لوگوں کو دکھا کر پی لیا اور مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ سفر میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور اگر رکھ بھی لیا جائے اور بعد میں تکلیف محسوس ہو تو بلا تکلف کھول لینا چاہیئے۔ اسی طرح یہاں بھی آپ نے تعلیم کے لیے کھڑے ہو کر پانی پیا۔ لیکن یہ توجیہ کوئی اچھی توجیہ نہیں ہے۔ جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہو جائے وہی درست ہے۔ جہاں بیٹھ کر پانی پیا ہے وہاں بیٹھ کر پینا سنت ہے اور جہاں کھڑے ہو کر پیا ہے وہاں کھڑے ہو کر پینا سنت ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] کانوں کے مسح کے لیے نیا پانی لینا چاہیئے۔ حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث کا مضمون صحیح بخاری میں بھی ہے اور اس سے مراد عبداللہ بن زید کی وضو کے باب والی حدیث ہے جس کو شیخین نے روایت کیا ہے جو پہلے بیان ہو چکی ہے کانوں کے مسح (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۸۱:- وَعَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ اَنَّهَا رَاَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَمَسَحَ رَأْسَهٗ مَا اَقْبَلَ مِنْهُ وَمَا اَدْبَرَ وَصُدْغَيْهِ وَاُذُنَيْهِ مَرَّةً وَّاحِدَةً وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّهٗ تَوَضَّأَ فَاَدْخَلَ اِصْبَعَيْهِ فِيْ جُحْرَيْ اُذُنَيْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ الرِّوَايَةَ الْاُوْلٰى وَاَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ الثَّانِيَةَ۔

۳۸۲:- وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَاَنَّهٗ مَسَحَ رَأْسَهٗ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلِ يَدَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ مَعَ زَوَائِدَ۔

۳۸۳:- وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ ذَكَرَ وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَكَانَ

۳۸۱- ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں آنحضرت کو وضوء فرماتے دیکھا۔ آپ نے سر کی اگلی اور پچھلی جانب اور دونوں کنپٹی اور دونوں کانوں[1] پر ایک دفعہ مسح کیا۔ ایک روایت میں ہے۔ آپ نے وضوء کیا۔ اور اپنی دونوں انگلیاں کانوں کے سوراخوں میں داخل کیں۔ پہلی روایت ابو داؤد ترمذی اور دوسری روایت احمد ابن ماجہ میں ہے۔

۳۸۲- عبداللہ بن زید نے آنحضرت کو وضوء فرماتے دیکھا۔ آپ نے سر کا مسح پانی سے کیا۔ یہ پانی ہاتھوں کے سابقہ پانی کے علاوہ[1] تھا۔ ترمذی بمع زیادہ۔

۳۸۳- ابو امامہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وضوء کا ذکر فرمایا۔ آپ آنکھوں کے گوشے میں مسح فرماتے اور کہتے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کے لیے نیا پانی لینے میں اختلاف ہے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ان کے لیے نیا پانی نہ لیا جائے اس لیے کہ وہ سر کا ایک حصہ ہیں اور سر کے لیے چونکہ پانی ایک ہی دفعہ لینا مسنون ہے اس لیے کانوں کے لیے نیا پانی نہ لیا جائے۔ باقی ائمہ ثلثہ رحمہم اللہ کے نزدیک کانوں کے مسح کے لیے نیا پانی لینا سنت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ صحیح ہے کہ کان سر ہی میں اُگے ہوئے ہیں لیکن بہر حال وہ ایک الگ عضو ہیں اس لیے ان کے مسح کے لیے پانی بھی علیحدہ لینا چاہئے۔

[1] **کانوں کا مسح کرنے کا طریقہ:۔** حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو ابن خزیمہ نے صحیح کہا ہے اور اس کے بعد آنے والی ربیع کی حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور ربیع کی سند میں عبداللہ بن عقیل کے متعلق محدثین میں کچھ گفتگو ہے لیکن احمد اور نسائی نے اس کی توثیق کی ہے۔ ابن عباس اور ربیع کی حدیث میں کانوں کے لیے نیا پانی لینے کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ جن لوگوں نے کانوں کے لیے نیا پانی لینا ضروری خیال نہیں کیا انہوں نے انہی حدیثوں سے سند لی ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **کانوں کے مسح کے لیے نیا پانی لے:۔** یہ عبداللہ بن زید بن عاصم انصاری ہیں بعض نے ان کو عبداللہ بن زید بن عبدربہ سمجھ لیا ہے جن کی حدیث اذان کے بیان میں گذر چکی ہے۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ آج عمل اسی حدیث پر ہے اکثر اہل علم نیا پانی لینے کے قائل ہیں یعنی کانوں کے مسح کے لیے اس تری پر اکتفا نہ کرے جو سر کے مسح سے بچ گئی ہو بلکہ نیا پانی لے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَمْسَحُ الْمَأْقَيْنِ وَقَالَ الْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَذَكَرَا قَالَ حَمَّادٌ لَا أَدْرِي الْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ مِنْ قَوْلِ أَبِيْ أُمَامَةَ أَمْ مِنْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۳۸۴:۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُهٗ عَنِ الْوُضُوْءِ فَأَرَاهُ ثَلٰثًا ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا الْوُضُوْءُ فَمَنْ زَادَ عَلٰى هٰذَا فَقَدْ أَسَاءَ وَتَعَدّٰى وَظَلَمَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوٰى أَبُوْدَاوُدَ مَعْنَاهُ۔

۳۸۵:۔ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ أَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَهٗ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْقَصْرَ الْأَبْيَضَ عَنْ يَمِيْنِ الْجَنَّةِ قَالَ أَيْ بُنَيَّ سَلِ اللهَ الْجَنَّةَ وَتَعَوَّذْ بِهٖ مِنَ النَّارِ

کان سر کا حصہ ہے[1] ابن ماجہ ابوداؤد ترمذی اور ان دونوں نے یہ ذکر کیا۔ میں نہیں جانتا۔ الاذنان من الراس ابوامامہ کا قول ہے۔ یا آنحضرت کا ارشاد[2]۔

۳۸۴۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت فرماتے ہیں۔ ایک بدوی آنحضرت کے پاس آیا۔ اور وضوء کے متعلق دریافت کیا۔ آپ نے اسے تین تین دفعہ اعضاء دھو کر بتایا۔ پھر فرمایا۔ وضو اسی طرح ہے۔ جو اس سے زیادہ دفعہ دھوئے۔ اس نے برا کیا۔ زیادتی کی اور ظلم کیا[3]۔ نسائی ابن ماجہ ابوداؤد نے اس کا معنی روایت کیا۔

۳۸۵۔ عبداللہ بن مغفل نے بیٹے کو سنا۔ وہ دعا مانگتے تھے۔ اے اللہ میں مانگتا ہوں۔ سفید محل جنت کی دائیں طرف حضرت عبداللہ نے فرمایا۔ بیٹا اللہ سے صرف جنت مانگو۔ اور آگ سے پناہ طلب کرو۔ میں نے حضرت سے

[1] کان سر میں داخل ہیں، کا مطلب ،، ماق آنکھ کے اس گوشہ کو کہتے ہیں جو ناک کی طرف ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ آنکھوں کو مل رہے تھے تاکہ چیپڑ وغیرہ اچھی طرح دور ہو جائے اس سے یہ بیان کرنا بھی مقصود ہے کہ آنکھیں منہ میں شامل ہیں ان کو دھونا چاہئے اور کان سر میں داخل ہیں اس لیے ان کا مسح کرنا چاہیے۔

[2] مطلب یہ ہے کہ کانوں کے مسح کے لیے نیا پانی لینے کی ضرورت نہیں اگر لے لے تو منع نہیں جیسا کہ امام شافعی کا مذہب ہے۔

[3] وضو میں اعضاء تین مرتبہ سے زیادہ نہ دھوئے ،، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تلخیص میں کہا ہے کہ اس حدیث کو ابوداؤد، نسائی ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے بھی مختلف صحیح طریقوں سے روایت کیا ہے۔ جن میں سے بعض میں مضمون مطول ہے اور بعض میں مختصر اور ان متواتر الفاظ سے ایسے آدمی کی مذمت کی گئی ہے جو تین بار سے زیادہ وضو کے اعضاء کو دھوئے۔ کیونکہ اس نے خواہ مخواہ پانی تلف کیا اور وقت برباد کیا تین دفعہ سے زیادہ اعضا کو دھونا نیکی نہیں بلکہ گناہ ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّهُ سَيَكُونُ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ قَوْمٌ يَعْتَدُونَ فِي الطُّهُورِ وَالدُّعَاءِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۳۸۶ :- وَعَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِلْوُضُوءِ شَيْطَانًا يُقَالُ لَهُ الْوَلْهَانُ فَاتَّقُوا وَسْوَاسَ الْمَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ لِأَنَّا لَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَسْنَدَهُ

سنا۔ فرماتے تھے۔ میری امت میں عنقریب ایسے لوگ ہوں گے۔ جو وضو اور دعا میں حد سے زیادہ گذر جائیں گے[1]۔ احمد ابوداؤد ابن ماجہ۔

۳۸۶ - ابی بن کعب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ وضوء کا ایک خاص شیطان ہے۔ جسے ولہان[3] کہا جاتا ہے۔ پانی کے وسوسوں سے بچو[4]۔ ترمذی۔ ابن ماجہ ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ اہل حدیث کی نظر میں اس کی سند قوی نہیں۔ کیونکہ خارجہ کے سوا کسی نے اسے مسندًا بیان نہیں کیا۔ اور خارجہ اصحاب

---

[1] وضو میں زیادتی نہ کرنا چاہیئے:۔ اس حدیث پر ابوداؤد نے سکوت کیا ہے گویا ان کے نزدیک یہ حدیث حجت کے لائق ہے اور ابن ماجہ میں وضو کے لفظ نہیں ہیں جن کا بیان کرنا یہاں مقصود ہے۔ لہٰذا بہتر تھا کہ مؤلف اس حدیث کے حوالہ میں ابن ماجہ کا نام نہ لیتے۔ تورپشتی نے کہا کہ صحابی نے اپنے بیٹے پر اس مسئلہ میں انکار کیا اور اس کی دعا کو اعتداء فی الدعا یعنی دعائیں زیادتی فرمایا کیونکہ اس میں حد ادب کا ترک ہے۔

[2] وضو میں زیادتی یہ ہے کہ تین تین مرتبہ سے زیادہ دھوئے اور دعا میں زیادتی یہ ہے کہ ایسی دعا کرے جو اس کے لائق نہیں مثلاً یہ کہے کہ یا اللہ مجھے نبی بنا دے یا دعا میں بے ادبی یا گستاخی کا لہجہ اختیار کرے یا حد سے زیادہ بلند آواز سے دعا کرے۔

[3] ولہ کا معنی حیران ہونا ہے ولہان مبالغہ کا صیغہ ہے جس کے معنی بہت حیران کرنے کے ہیں یہ شیطان وضو میں مغالطہ ڈال کر حیران کر دیتا ہے اس لیے اسے ولہان کہا گیا ہے۔ (راسخ)

[4] وضو میں شیطانی وسوسوں سے بچو:۔ امام ترمذی نے کہا ہے کہ اس مضمون کی کوئی حدیث صحیح نہیں ہے ماسوائے اس حدیث کے کہ جس میں آیا ہے کہ جس نے تین دفعہ سے زیادہ اعضاء کو دھویا اس نے ظلم کیا۔ برا کیا اور زیادتی کی اور اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مُد سے وضو کر لیا کرتے تھے اور اس سے زیادہ تبذیر ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین تو معلوم ہوا کہ تبذیر کے ساتھ شیطان کا کچھ نہ کچھ تعلق ضرور ہے اور مبذر شیطان کا بھائی ہے اس لیے کہ شیطان کا کام یہ ہے کہ بنی آدم کو تباہ و برباد کرے اور فضول خرچی کرنے والا بھی ناجائز رسوم کی ایجاد کر کے لوگوں کو برباد کرتا ہے اسی مناسبت نے ان کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا۔ ولہان کا معنی ہے لوگوں کو حیرت میں ڈالنے والا وہ لوگوں کو وسوسہ ڈال کر پریشان کرتا ہے کہ شاید وہاں پانی نہ پہنچا ہو شاید ابھی تین بار نہ ہوا ہو سو ایسے وسوسوں سے بچتے رہو اور سنت کے مطابق (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غَيْرَ خَارِجَةَ وَهُوَ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَصْحَابِنَا.

۳۸۷:۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ مَسَحَ وَجْهَهُ بِطَرَفِ ثَوْبِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۳۸۸:۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِرْقَةٌ يُنَشِّفُ بِهَا أَعْضَاءَهُ بَعْدَ الْوُضُوْءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ بِالْقَائِمِ وَأَبُوْ مُعَاذٍ الرَّاوِيْ ضَعِيْفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيْثِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۳۸۹:۔ عَنْ ثَابِتِ ابْنِ أَبِيْ صَفِيَّةَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِيْ جَعْفَرٍ هُوَ مُحَمَّدٌ الْبَاقِرُ حَدَّثَكَ جَابِرٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً وَمَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

اہلحدیث کی نگاہ میں قوی نہیں ہے۔ ترمذی

۳۸۷۔معاذ بن جبل فرماتے ہیں۔میں نے آنحضرت کو دیکھا۔جب وضوء فرماتے تو کپڑے کے کونے سے منہ صاف فرمالیتے۔

۳۸۸۔حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔آنحضرت کے پاس کپڑے کا ایک ٹکڑا تھا۔جس سے وضوء کے بعد اعضاء خشک فرماتے تھے۔ترمذی اور کہا یہ حدیث قابل حجت نہیں۔ابو معاذ اہل حدیث کے نزدیک ثقہ نہیں۔

تیسری فصل

۳۸۹۔ثابت بن ابی صفیہ فرماتے ہیں۔میں نے امام باقر سے کہا۔کیا آپ سے حضرت جابر نے یہ حدیث بیان فرمائی۔کہ آنحضرت نے وضوء ایک ایک دفعہ بھی کیا ہے۔اور دو دو دفعہ اور تین تین دفعہ بھی انہوں نے فرمایا۔ہاں۔ترمذی ابن ماجہ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) تین دفعہ وضو کر لو اور پوری طرح مطمئن ہو جاؤ۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

لـہ وضو کے اعضاء پونچھنے جائز ہیں:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اور اس سے پہلی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث دونوں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ وضو کے بعد رومال استعمال کرنا جائز ہے اور بعض علماء نے اس کو مکروہ سمجھا ہے اور وجہ کراہت یہ بیان کی ہے کہ وضو کے پانی کو قیامت کے روز نیکیوں کے پلڑے میں رکھ کر تولا جائے گا تو اس پانی کو رومال سے صاف کر کے خواہ اپنا اپنا وزن کیوں کم کریں۔ سند کے لحاظ سے کوئی حدیث بھی رومال استعمال کرنے کے باب میں صحیح ثابت نہیں ہے واللہ اعلم بالصواب

اللھم اغفر لکاتبہ فانہ محتاج الی عفوک العظیم واحسانک القدیم ومغفرتک العمیم وانت الجواد الملک البر الرؤف الرحیم۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۹۰: وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَقَالَ هُوَ نُورٌ عَلَى نُورٍ۔

۳۹۱: وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ ثَلٰثًا ثَلٰثًا وَقَالَ هٰذَا وُضُوْئِيْ وَوُضُوْءُ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِيْ وَوُضُوْءُ إِبْرَاهِيْمَ رَوَاهُمَا رَزِيْنٌ وَالنَّوَوِيُّ ضَعَّفَ الثَّانِيَ فِيْ شَرْحِ مُسْلِمٍ۔

۳۹۲: وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلٰوةٍ وَكَانَ أَحَدُنَا يَكْفِيْهِ الْوُضُوْءُ مَا لَمْ يُحْدِثْ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

۳۹۰- عبداللہ بن زید نے فرمایا کہ آنحضرت نے دو دو دفعہ وضوء فرمایا۔ اور کہا یہ نور علی نور ہے۔

۳۹۱- حضرت عثمانؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے تین تین دفعہ وضوء فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا۔ میرا اور پہلے انبیاء علیہ السلام کا یہی وضوء ہے۔ اور یہی حضرت ابراہیم کا وضوء تھا۔ دونوں احادیث رزین نے روایت کیں۔ اور دوسرے کو امام نووی نے مسلم کی شرح میں ضعیف قرار دیا ہے۔

۳۹۲- حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت ہر نماز کے لیے وضوء فرماتے۔ اور ہمارے لیے جب تک وضوء ٹوٹ نہ جائے۔ ایک وضوء[لہ] کافی ہے۔ دارمی

لہ وضو پر وضوء عزیمت ہے۔ حضرت انس کی حدیث اور اس سے اگلی محمد بن یحییٰ کی حدیثوں کا ماحصل یہ ہے کہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنا خواہ پہلے وضو ہو ایک عزیمت ہے اور ایک وضو کے ساتھ کئی نمازیں پڑھ لینے کی اجازت ہے حضرت بریدہؓ کی حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرتؐ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرتے تھے (مسلم) جب فتح مکہ کا دن آیا تو آپ نے ایک ہی وضو سے کئی نمازیں پڑھیں حضرت عمرؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ نے آج ایک ایسا کام کیا ہے جو آپ پہلے نہیں کیا کرتے تھے تو آپ نے فرمایا میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے یعنی یہ بتانے کے لیے کہ ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں بس آنحضرتؐ کا ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنا اور متعدد نمازوں کے لیے ایک ہی وضو پر اکتفا کرنا دونوں طرح ثابت ہے۔ غسیل الملائکہ، حضرت خنظلہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا لقب ہے۔ حضرت خنظلہ جنبی تھے۔ غسل کرنے لگے تھے سر کی ایک جانب دھوئی تھی کہ جنگ احد کے لیے آنحضرتؐ کے منادی کی آواز کانوں میں پہنچی اسی وقت اور اسی حالت میں اٹھ بیٹھے اور جنگ احد میں شہید ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے دیکھا کہ فرشتے ان کو غسل دے رہے ہیں ان کی بیوی سے اس کی وجہ پوچھی کیونکہ شہید کے لیے تو غسل نہیں ہے تو ان کی بیوی نے اصل وجہ بتائی تو ان کا لقب غسیل الملائکہ مشہور ہو گیا حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اجتہاد کیا کہ وضو کا ہر نماز کیلئے فرض ہونا تو اگرچہ منسوخ ہو گیا ہے تاہم طاقت والے کے لیے اس کا استحباب باقی ہے اسی لیے آپ عمر بھر کے لیے ہر نماز کے لیے نیا وضو کرتے رہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۹۳:۔ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ قَالَ قُلْتُ لِعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَرَأَيْتَ وُضُوْءَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ لِكُلِّ صَلٰوةٍ طَاهِرًا كَانَ أَوْ غَيْرَ طَاهِرٍ عَمَّنْ أَخَذَهُ فَقَالَ حَدَّثَتْهُ أَسْمَاءُ بِنْتُ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي عَامِرِ الْغَسِيْلِ حَدَّثَهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أُمِرَ بِالْوُضُوْءِ لِكُلِّ صَلٰوةٍ طَاهِرًا كَانَ أَوْ غَيْرَ طَاهِرٍ فَلَمَّا شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرَ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَّوُضِعَ عَنْهُ الْوُضُوْءُ إِلَّا مِنْ حَدَثٍ قَالَ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَرٰى أَنَّ بِهٖ قُوَّةً عَلٰى ذٰلِكَ فَفَعَلَهُ حَتّٰى مَاتَ رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

۳۹۴:۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِسَعْدٍ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ مَا هٰذَا السَّرَفُ يَا سَعْدُ قَالَ أَفِي الْوُضُوْءِ سَرَفٌ قَالَ نَعَمْ وَإِنْ كُنْتَ عَلٰى نَهْرٍ جَارٍ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۳۹۵:۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ وَذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ فَإِنَّهُ يُطَهِّرُ جَسَدَهُ كُلَّهُ وَمَنْ تَوَضَّأَ وَلَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ لَمْ يُطَهِّرْ إِلَّا مَوْضِعَ الْوُضُوْءِ۔

۳۹۳۔ عبداللہ بن یحیی بن حبان فرماتے ہیں۔ میں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر سے کہا۔ کہ عبداللہ بن عمر ہر نماز کے لیے وضو فرماتے ہیں۔ پہلے وضو ہو یا نہ ہو۔ انہوں نے یہ کہاں سے لیا ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ اسماء بنت زید بن خطاب نے ان کو بتایا تھا۔ کہ عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر غسیل نے ان سے بیان کیا۔ کہ آنحضرت کو ہر نماز کے لیے وضوء کا حکم فرمایا گیا تھا۔ بے وضو ہوں۔ یا وضوء سے جب آپ کو اس کا دکھ محسوس ہوا۔ تو ہر نماز کے لیے آپ کو مسواک کا حکم فرمایا گیا۔ اور اگر حدث (وضوء ٹوٹنا) نہ ہو تو معاف فرمادیا گیا۔ حضرت عبداللہ اپنے آپ میں قوت محسوس فرماتے تھے۔ آپ نے اپنے انتقال تک اس پر عمل فرمایا۔ احمد

۳۹۴۔ عبداللہ رضؓ بن عمرو بن عاص فرماتے ہیں۔ آنحضرت ایک دن سعد کے پاس سے گذرے اور سعد وضوء فرما رہے تھے آپ نے فرمایا۔ سعد یہ اسراف کیوں ہو رہا ہے۔ سعدؓ نے کہا۔ حضرت وضوء میں بھی اسراف ہوتا ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ اگرچہ تم نہر پر بیٹھے ہو[1] احمد ابن ماجہ۔

۳۹۵۔ ابوہریرہؓ ابن مسعود اور ابن عمر سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص وضوء کرے۔ اور اللہ کا نام لے۔ اس نے اپنا پورا جسم پاک کر لیا۔ اور جس نے اللہ کا نام نہیں لیا[2]۔ اس نے صرف وضوء کے اعضاء پاک کیئے۔

---

[1] مرقاۃ میں کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے۔ اس کی تائید "فمن زاد علی ہذا" والی حدیث سے ہوتی ہے اور اس کا مطلب (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۹۶ :- وَعَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّاَ وُضُوْءَ الصَّلٰوۃِ حَرَّکَ خَاتَمَہٗ فِیْ اِصْبَعِہٖ رَوَاھُمَا الدَّارَقُطْنِیُّ وَرَوٰی ابْنُ مَاجَۃَ الْاَخِیْرَ۔

۳۹۶- ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت جب نماز کے لیے وضوء فرماتے۔ تو انگوٹھی کو انگشت پر ہلا لیتے[1]۔ دونوں حدیثیں دار قطنی میں ہیں لیکن ابن ماجہ میں آخری روایت موجود ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بھی فمن زاد والی حدیث کے تحت گذر چکا ہے۔

[2] یعنی پانی کی کمی بیشی کا سوال نہیں بلکہ اصل چیز یہ ہے کہ حد شرعی کو ملحوظ رکھا جائے۔

[3] **وضوء سے پہلے بسم اللہ پڑھنا سنت ہے**:۔ وضو شروع کرنے سے پہلے سنت ہے کہ آدمی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وضوء سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کو واجب قرار دیتے ہیں اور ان کی دلیل وہ حدیث ہے جو فصل دوم میں سعید بن زید کی روایت سے گذر چکی ہے کہ جس آدمی نے وضوء سے پہلے بسم اللہ نہ پڑھی اس کا وضو نہیں ہے اور باقی ائمہ ثلاثہ کے نزدیک بسم اللہ پڑھنا سنت ہے اور ان کی دلیل بھی حضرت ابوہریرہ کی حدیث ہے۔ جاننا چاہئے کہ وضوء سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کے متعلق جتنی بھی حدیثیں آئی ہیں ان کے متعلق بزار نے کہا ہے کہ ان میں سے ایک بھی صحیح نہیں ہے حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ تمام حدیثوں کو اگر سامنے رکھا جائے تو اتنا ضرور پتہ چلتا ہے کہ ان کا کچھ نہ کچھ اصل ضرور ہے۔ ابن سید الناس نے ترمذی کی شرح میں کہا ہے کہ اس باب میں کچھ صحیح حدیثیں بھی ہیں لیکن وہ صریح نہیں ہیں اور کچھ صریح تو ہیں لیکن صحیح نہیں ہیں۔　　(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **انگوٹھی کے نیچے بھی پانی پہنچانا چاہئے**:۔ مرقاۃ میں کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے اس کی سند میں معمر اور اس کا باپ عبد اللہ دونوں ضعیف ہیں۔ امام بخاری نے اس کو ابن سیرین سے تعلیقاً روایت کیا ہے اور ابن ابی شیبہ نے اس کو موصولاً کہا ہے اور اس پر خاموشی اختیار کی ہے۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ ابن ابی شیبہ صرف اسی حدیث پر خاموش رہتے ہیں جو حجت کے لائق ہو حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی حلقہ وغیرہ مثلاً انگوٹھی یا کڑے یا کنگن یا بالیاں وغیرہ پہنی ہوئی ہوں تو ان کو حرکت دینی چاہئے تاکہ ان کے نیچے سے بھی میل کچیل نکل جائے اور وہ جگہ بھی بھیگ جائے اور کوئی جگہ خشک نہ رہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ الْغُسْلِ

پاکیزگی اور ستھرا رہنا اسلام میں بہت ہی پسند فعل ہے ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطہرین اللہ تعالیٰ بہت توبہ کرنے والوں اور زیادہ ستھرا رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ آیت میں ستھرا رہنے کو توبہ کے برابر مرتبہ دیا گیا ہے۔

شریعت میں طہارت کی تین قسمیں ہیں حدث سے طہارت یعنی ایسی گندگی جسے شریعت نے گندگی شمار فرمایا ہو۔ جیسے حیض جنابت بے وضوء ہونا ان صورتوں میں گو جسم یا اس کے بعض حصوں پر ظاہراً کوئی پلیدی نہ ہو۔ تاہم غسل یا وضوء کے ذریعہ سے پاک ہونا شرعاً ضروری ہے۔

جسم کپڑے یا مکان پر کوئی گندگی لگی ہو۔ تو اسے صاف کرنا اسے دور کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے۔ کہ اسے پاک پانی سے دھویا جائے۔ اور وہ گندگی دور کردی جائے۔

جو گندگیاں جسم ہی سے پیدا ہوتی ہیں۔ میل ناخن زیر ناف بغلوں وغیرہ کے بال ان کی پاکیزگی کے لیے جو صورت اسلام نے مقرر فرمائی ہے۔ اس طرح انہیں پاک کرنا چاہئے۔

حدث کی پہلی صورت میں گو بظاہر جسم پر کوئی گندگی معلوم نہیں ہوتی۔ لیکن پاک روحیں اور قدسی طبائع اس حالت کو ناپسند کرتی ہیں۔ اور انہیں ایسی حالت سے نفرت ہوتی ہے۔ اور اس سے خلاصی کو طہارت سمجھتے ہیں۔ مثلاً جنابت سے غسل تمام آسمانی مذاہب میں معمول بہ ہے۔

بعض خاص حالات میں پورے غسل کی جگہ تیمم ضروری ہے۔ ان حالات اور ان کی اصلاح کی صورت کا یقین شارع علیہ السلام کی مرضی پر موقوف ہے۔ چنانچہ جنابت کی تمام صورتوں اور حیض کے لیے غسل واجب فرمایا۔ اور اس کے علاوہ حدث کی صورتوں میں وضوء کو مقرر فرمایا۔

اگر کوئی جرمی پلیدی جسم کے ساتھ لگی ہو تو اسے دھو دینے کی ہدایت فرمائی۔

ناخن اور بال وغیرہ مناسب وقت پر اتارنا ضروری ہے۔ اگر جسم پر میل وغیرہ ہو تو پسند فرمایا۔ کہ اسے دھو دیا جائے یا غسل کر لیا جائے مگر اس میں کوئی چیز فرض نہیں۔

مجامعت بلا انزال میں علماء کے یہاں اختلاف پایا جاتا ہے جمہور ائمہ کا خیال ہے۔ کہ جماع کسی بھی صورت میں ہو۔ اس سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔ حدیث اِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْاَرْبَعِ الخ جمہور کی دلیل ہے۔ اور احتیاط بھی اسی میں ہے۔ کہ غسل کر لیا جائے۔

بعض اہل علم کا خیال ہے کہ مجامعت بدون انزال میں غسل فرض نہیں۔ وہ حدیث اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ، سے استدلال فرماتے ہیں۔ خواب کے متعلق شارع نے اس علت کو واضح فرمایا ہے۔ اور غسل کی علت اور مدار رطوبت کو قرار دیا ہے۔ اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ظاہر ہے۔ کہ غسل میں اصل اہمیت رطوبت اور بلال کو حاصل ہے حدیث الماء من الماء میں خواب کا ذکر ہی نہیں۔ اس لیے دلیل کے لحاظ سے یہ مسلک زیادہ صحیح ہے۔ حضرت عثمان حضرت علی طلحہ زبیرابی بن کعب اور ابوایوب انصاریؓ سے مروی ہے۔ کہ اذا جامع امرأتہ ولم یمن قالوا یتوضاء کما یتوضاء للصلوٰۃ ویغسل ذکرہ۔ یعنی جماع سے مادہ کا خروج نہ ہو تو نماز کی طرح وضوء کرو۔ اور استنجا کرے۔ امام بخاری اور بعض ائمہ حدیث نے اسی مسلک کو پسند فرمایا ہے۔ دلائل پر غور کے بعد جس راہ پر طبیعت مطمئن ہو۔ اس پر عمل[1] کیا جائے۔ (اسم)

[1] حضرت الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ نے اس نوٹ کو نامکمل چھوڑ رکھا تھا۔ احقر نے آپ کو توجہ دلائی تو فرمایا ہاں یہ نوٹ واقعی نامکمل ہے اسے میرے پاس چھوڑ جائیں میں اسے مکمل کر دوں گا۔ چنانچہ مسودہ ان کے سپرد کر دیا گیا لیکن اس کے بعد آپ نے داعئ اجل کو لبیک کہا اور یہ نوٹ آپ مکمل نہ کر سکے۔ چنانچہ اب اس کی تکمیل اس عاجز کے ذمہ آپڑی۔ میں یہاں وہی کچھ درج کر رہا ہوں جو آپ نے زبانی فرمایا تھا (محمد سلیمان)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق جو آپ نے یہ فرمایا ہے کہ یہ ان کا "پسندیدہ مسلک ہے" "یہ" "پسندیدگی" صرف روایت کی حد تک ہے یعنی یہ مسلک جن صحابہ کرام سے منقول ہے اس کی روایات کے راوی ثقہ ہیں ورنہ خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث (اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ) کو بخاری شریف میں تین جگہ لائے ہیں اور اس کے باوجود خود ان کا اپنا قول یہ ہے کہ "وَالْغُسْلُ اَحْوَطُ" یعنی احتیاط غسل ہی میں ہے اور کسی ایک جگہ میں بھی آپ نے جماع بدون انزال کی صورت میں عدم فرضیت غسل کو پسند نہیں فرمایا۔ ہاں یہ ضرور کہا ہے کہ اس حدیث کی سند اچھی ہے اور اس کو اپنی صحیح میں بیان بھی کیا ہے۔ باقی رہا مذکورہ بالا صحابہ کرام کا مسلک کہ انہوں نے اس مسلک کو کیوں پسند کیا تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان صحابہ کرام کو اسلام کی ابتدائی رخصت (اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ) کا علم تو ہوا لیکن اس حدیث کی ناسخ اِذَا جَلَسَ بَیْنَ شُعَبِھَا الْاَرْبَعِ، الحدیث کا علم ان کی شرائط کے مطابق نہ ہو سکا کیونکہ یہ حضرات تثبت فی الحدیث میں متشدد تھے۔ پہلے یہی حکم تھا بعد میں احتلام کے لیے تو یہی حکم رہا اور مجامعت کے لیے حکم بدل گیا اور اسلام میں اس کی کئی ایک مثالیں موجود ہیں مثلاً ابتدا میں نماز فرض صرف دو رکعت تھی لیکن بعد میں مسافر کے لئے تو یہی حکم رہا اور مقیم کے لیے ظہر۔ عصر اور عشاء کی چار رکعت کر دی گئیں اور اسی طرح نکاح متعہ کی کچھ عرصہ تک اجازت رہی لیکن بعد میں اس نکاح کو حرام کر دیا گیا اور حضرت عبداللہ بن عباس کو اس حرمت کی اطلاع نہ ہو سکی سو جس طرح ساری امت کے خلاف حضرت ابن عباس کا قول حجت نہیں اسی طرح اس مسئلہ (غسل) میں ائمہ اربعہ اور جمہور امت کے خلاف ان حضرات کا قول حجت نہیں اور جن لوگوں نے ان حضرات کے خلاف گستاخانہ الفاظ استعمال کیے ہیں ان کو اپنے ایمان کی خیر منانا چاہئے کہ یہ جلیل القدر صحابہ کرام ہیں ان کی گستاخی رائیگاں نہیں جائے گی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۳۹۷:۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ اَحَدُکُمْ بَیْنَ شُعَبِهَا الْاَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ وَاِنْ لَّمْ یُنْزِلْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۳۹۸:۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ قَالَ الشَّیْخُ الْاِمَامُ مُحْیِ السُّنَّةِ رَحِمَهُ اللّٰهُ هٰذَا مَنْسُوْخٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ فِی الْاِحْتِلَامِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَلَمْ اَجِدْهُ فِی الصَّحِیْحَیْنِ۔

۳۹۹:۔ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَتْ اُمُّ سُلَیْمٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیِیْ مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَی الْمَرْاَةِ مِنْ غُسْلٍ اِذَا احْتَلَمَتْ قَالَ نَعَمْ اِذَا رَاَتِ الْمَاءَ فَغَطَّتْ اُمُّ سَلَمَةَ وَجْهَهَا وَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوَ تَحْتَلِمُ الْمَرْاَةُ قَالَ نَعَمْ

پہلی فصل

۳۹۷۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب (انسان) بیٹھے ہوں چار شاخوں میں (دو ہاتھ دو پاؤں) پھر کوشش کرے تو غسل واجب ہو گیا۔ گو انزال نہ ہو۔ بخاری مسلم۔

۳۹۸۔ ابو سعیدؓ خدری فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ پانی پانی سے[1] ہے۔ (یعنی غسل کا پانی منی کے پانی کی وجہ سے استعمال کرنا واجب ہوگا مسلم۔ بغوی فرماتے ہیں۔ یہ حدیث منسوخ ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ یہ حدیث احتلام کے متعلق ہے ترمذی۔ اور امام بغوی فرماتے ہیں۔ یہ حدیث صحیحین میں مجھے نہیں ملی۔

۳۹۹۔ ام سلمہؓ سے مروی ہے۔ ام سُلیم نے کہا۔ حضرت۔ اللہ حق بات سے نہیں شرماتا جب عورت کو احتلام ہو جائے۔ تو اس پر نہانا ضروری ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر پانی (منی نظر آئے۔ تو غسل ضروری ہے۔ حضرت ام سلمہ نے (شرم سے) منہ ڈھانپ لیا۔ اور فرمایا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے۔ فرمایا ہاں۔ تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں۔ اولاد میں مشابہت[2] کہاں سے آتی ہے۔

---

[1] الماء من الماء میں تطبیق موزوں ہے :۔ اس مضمون پر ہم شروع باب میں مختصر نوٹ لکھ آئے ہیں حدیث اذا جلس بین شعبہا الاربع ، بالاتفاق صحیح ہے الماء من الماء والی حدیث گو صحیح ہے مگر اس قدر صحیح نہیں جیسے پہلی اس لیے احتیاط بھی اسی میں ہے اور وسعت بھی سی سے ظاہر ہے۔ اب جس مسلک پر کوئی عمل کر لے درست ہے دلائل دونوں طرف موجود ہیں۔ باقی رہا اس کے نسخ کا دعویٰ کرنا تو وہ صحیح نہیں ہے اس کے لیے تاریخی لحاظ سے کوئی یقینی ثبوت ملنا ضروری ہے اور وہ نہیں ہے ومن ادعی فعلیه البیان (راز)

(باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ مُسْلِمٌ بِرِوَايَةِ أُمِّ سُلَيْمٍ إِنَّ مَاءَ الرَّجُلِ غَلِيْظٌ أَبْيَضُ وَمَاءَ الْمَرْأَةِ رَقِيْقٌ أَصْفَرُ فَمِنْ أَيِّهِمَا عَلَا أَوْ سَبَقَ يَكُوْنُ مِنْهُ الشَّبَهُ۔

۴۰۰۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ يُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِي الْمَاءِ فَيُخَلِّلُ بِهَا أُصُوْلَ شَعْرِهِ ثُمَّ يَصُبُّ عَلٰى رَأْسِهِ ثَلٰثَ غُرَفَاتٍ بِيَدَيْهِ ثُمَّ يُفِيْضُ الْمَاءَ عَلٰى جِلْدِهِ كُلِّهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهُمَا الْإِنَاءَ ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِيْنِهِ عَلٰى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ۔

بخاری مسلم۔ مسلم نے ام سلیم کی روایت سے یہ اضافہ فرمایا ہے کہ آدمی کا پانی گاڑھا سفید ہوتا ہے۔ اور عورت کا پانی پتلا اور زرد ہوتا ہے۔ جو بھی غالب ہو۔ یا پہلے خارج ہو۔ اسی کی مشابہت غالب ہوتی ہے۔

۴۰۰۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ جب آنحضرت جنابت سے غسل فرماتے۔ پہلے ہاتھ دھوتے۔ پھر نماز کی طرح وضو فرماتے۔ پھر انگلیاں پانی میں داخل فرماتے۔ اور ان سے بالوں کی جڑوں کا خلال فرماتے۔ پھر سر پر دونوں ہاتھوں سے تین دفعہ پانی ڈالتے۔ پھر سارے بدن پر پانی ڈالتے۔ بخاری مسلم۔ مسلم میں ہے۔ برتن میں ڈالنے سے پہلے دونوں ہاتھ دھوتے۔ پھر دائیں ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالتے۔ اور استنجا کرتے۔ پھر وضو[1] فرماتے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) [2] الماء من الماء کی تطبیق:۔ شروع اسلام میں رعایت تھی کہ اگر انزال ہو یعنی منی خارج ہو تب تو غسل فرض ہوتا تھا اور اگر عورت و مرد جماعت کریں اور انزال نہ ہو تو غسل فرض نہ ہوتا تھا۔ بعد میں یہ حکم آیا کہ جب مرد عورت سے جماعت شروع کر دے تو غسل فرض ہو گیا خواہ انزال ہو یا نہ ہو اور غسل فرض ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ مرد کی شرمگاہ کا سر عورت کے اندام نہانی میں غائب ہو جائے تو غسل فرض ہے اور احتلام کے لیے وہی شرط رہی کہ اگر انزال ہو تو غسل فرض ہے ورنہ نہیں۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **غسل جنابت سے پہلے وضو کرے:**۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ممکن ہے غسل سے پہلے پورا وضو کرنا ایک مستقل سنت ہو۔ حضرت عائشہ کی یہ حدیث اور ابن عباس کی ساتھ والی حدیث یہ دونوں غسل کی کیفیت کو تفصیل سے بیان کرتی ہیں۔ حضرت میمونہ کی حدیث میں پردے کا بیان بر سبیل تذکرہ ہے اور یعلی بن امیہ کی حدیث میں جو ابو داؤد اور نسائی میں مروی ہے بصیغۂ امر پردے کا حکم دیا گیا ہے۔ غسل کے وضو میں سر کے مسح کا ذکر نہیں ہے ماسوائے اس بات کے کہ میمونہ نے کہا ہے کہ آپ نماز جیسا وضو کرتے تھے اور اس وضو میں مسح بھی ہے۔ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ غسل کرنے سے پہلے جب وضو کرے تو اس میں پاؤں نہ دھوئے (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۰۱:۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَتْ مَيْمُونَةُ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا فَسَتَرْتُهُ بِثَوْبٍ وَصَبَّ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ صَبَّ بِيَمِيْنِهِ عَلٰى شِمَالِهِ فَغَسَلَ فَرْجَهُ فَضَرَبَ بِيَدِهِ الْاَرْضَ فَمَسَحَهَا ثُمَّ غَسَلَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ ثُمَّ صَبَّ عَلٰى رَاْسِهِ وَاَفَاضَ عَلٰى جَسَدِهٖ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ فَنَاوَلْتُهُ ثَوْبًا فَلَمْ يَاْخُذْهُ فَانْطَلَقَ وَهُوَ يَنْفُضُ يَدَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهُ لِلْبُخَارِيِّ۔

۴۰۲:۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ سَاَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيْضِ فَاَمَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ ثُمَّ قَالَ خُذِيْ فِرْصَةً مِّنْ مِّسْكٍ فَتَطَهَّرِيْ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ اَتَطَهَّرُ بِهَا فَقَالَ تَطَهَّرِيْ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ اَتَطَهَّرُ بِهَا قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ تَطَهَّرِيْ بِهَا فَاجْتَذَبْتُهَا اِلَيَّ فَقُلْتُ تَتَبَّعِيْ بِهَا اَثَرَ الدَّمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۰۱۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا۔ حضرت میمونہ فرماتی ہیں۔ میں نے آنحضرت کے لیے غسل کا پانی رکھا۔ اور آپ کو کپڑے سے پردہ کیا۔ آپ نے اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ اور دھویا۔ پھر دائیں ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالا۔ اور شرمگاہ کو دھویا۔ پھر ہاتھ زمین پر ملا۔ اور اسے دھویا۔ پھر سر پر اور سارے جسم پر پانی ڈالا۔ پھر اس جگہ سے الگ ہو کر پاؤں دھوئے۔ میں نے آپ کو کپڑا دیا۔ آپ نے نہ لیا۔ اور ہاتھ کے ساتھ بدن سے پانی صاف کرتے ہوئے چلے گئے۔ بخاری مسلم۔

۴۰۲۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ ایک انصاری عورت نے آنحضرت سے حیض سے غسل کی بابت دریافت کیا۔ آپ نے اسے غسل کا طریقہ بتایا پھر فرمایا۔ ایک روئی کا پھوندا جسے کستوری لگی ہوئے لو۔ اور اس سے طہارت کرو۔ اس نے کہا۔ کیسے طہارت کروں آپ نے فرمایا۔ طہارت کرو۔ اس نے کہا کیسے طہارت کروں۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ پاک ہے۔ اس سے طہارت کرو۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ میں نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا۔ اور کہا۔ جہاں سے خون نکلتا ہے۔ اسے وہاںؒ رکھو۔ (بخاری۔ مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور غسل سے فارغ ہو کر پھر پاؤں دھوئے اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ وضو میں بھی پاؤں کو دھوئے اور غسل کے بعد بھی دھوئے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے بعض نے کہا ہے کہ اگر جگہ صاف ہو مثلاً فرش لگا ہوا ہو جہاں پانی نہ ٹھہرتا ہو یا کوئی تختہ وغیرہ ہو تو پاؤں کو وضو کے ساتھ ہی غسل سے پہلے دھولے اور اگر ایسی محفوظ جگہ نہ ہو تو پھر غسل کے بعد پاؤں کو دھوئے۔ باقی رہا رومال یا کپڑے سے جسم کو خشک کرنے کے متعلق اختلاف تو وہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

لہ **غسل کے بعد خوشبو لگانا**۔ پہلے آپ نے اس عورت کو غسل کا طریق بتایا جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے بعد ازاں اس کو کستوری کی خوشبو اپنے پاس رکھنے یا گھس کر کپڑے پر لگانے کی ترغیب دلائی تاکہ بدبو کی جگہ جسم سے خوشبو آنے لگے۔ یہ مستحب ہے اگر ہو سکے تو بہت بہتر ہے ورنہ کوئی ضروری نہیں ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۰۳:۔ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اِمْرَأَۃٌ اَشُدُّ ضُفُرَ رَاْسِیْ اَفَاَنْقُضُہٗ لِغُسْلِ الْجَنَابَۃِ فَقَالَ لَا اِنَّمَا یَکْفِیْکِ اَنْ تَحْثِیْ عَلٰی رَاْسِکِ ثَلٰثَ حَثَیَاتٍ ثُمَّ تُفِیْضِیْنَ عَلَیْکِ الْمَاءَ فَتَطْهُرِیْنَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۴۰۴:۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ وَیَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ اِلٰی خَمْسَۃِ اَمْدَادٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۴۰۵:۔ وَعَنْ مُعَاذَۃَ قَالَتْ قَالَتْ عَائِشَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ فَیُبَادِرُنِیْ حَتّٰی اَقُوْلَ دَعْ لِیْ دَعْ لِیْ قَالَتْ وَھُمَا جُنُبَانِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۴۰۳۔ اُم سلمہؓ فرماتی ہیں۔ میں نے کہا۔ اے اللہ کے رسول میں سر کے بال سخت گوندھتی ہوں۔ کیا میں غسل جنابت کے لیے انہیں کھول دیا کروں۔ فرمایا نہیں تمہارے لیے کافی ہے۔ کہ سر پر تین دفعہ پانی ڈال کر پھر باقی جسم پر پانی ڈال لو۔ اور پاک ہو جاؤ[1] مسلم۔

۴۰۴۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت ایک مُد پانی سے وضوء فرماتے تھے۔ اور غسل ایک صاع سے پانچ مد تک[2] بخاری مسلم

۴۰۵۔ معاذؒ فرماتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن سے غسل کرتے جو درمیان رکھا ہوتا۔ آپ غسل میں مجھ سے جلدی فرماتے مجھے کہنا پڑتا۔ میرے لیے بھی پانی رہنے دیجئے۔ اور وہ دونوں جنبی ہوتے[3]۔ بخاری مسلم۔

---

[1] **غسل جنابت میں سخت احتیاط چاہئے:۔** اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سوا سب محدثین نے بیان کیا ہے۔ عموم بلوٰی کے لیے کچھ رعائتیں دی ہی جاتی ہیں انہی میں سے ایک یہ بھی ہے۔ جنابت کے غسل میں فرض ہے کہ ایک ایک بال تک بھیگ جائے اگر ایک بال بھی خشک رہ گیا تو غسل جنابت نہیں ہوا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ کیا مجھے اپنے سر کے بال کھولنے چاہئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اتنا کافی ہے کہ تین لپ بھر کر سر پر ڈال لو پھر جو بھیگ گیا بھیگ گیا اور اگر پھر بھی کوئی بال خشک بھی رہ گیا تو معافی کی امید ہے۔ لیکن یہ اس وقت ہے کہ بالوں کی جڑیں بھیگ جانے کا احتمال ہو اور اگر ایسا نہ ہو مثلاً بالوں کو گوند لگی ہو تو ایسی صورت میں بالوں کو کھولنا ضروری ہے۔ ورنہ غسل جنابت ادا نہیں ہوگا۔

[2] **صاع اور مد کی مقدار کیا ہے:۔** صاع اور مد دونوں پیمانے کے نام ہیں مد آج کے حساب سے گیارہ چھٹانک ہوتا ہے اور صاع ۴۴ چھٹانک یعنی پونے تین سیر۔ پیمانوں کی مقدار میں اختلاف ہے۔ مختلف اوقات میں حکومتیں اپنی ضروریات کے لیے ایسا کرتی رہیں۔ اسی لیے آج اس کا اثر موجود ہے۔ مدینہ منورہ میں صاع مستند طور پر آ رہا ہے اس کی مقدار یہی ہے اس سے زیادہ نہیں۔ (اسم)

[3] **خاوند بیوی کا اکٹھے غسل کر لینا:۔** اکٹھے بیٹھ کر میاں بیوی کا غسل کرنا۔ بعض حلقوں میں اس پر تعجب ہوتا ہے در اصل ان عادات کا تعلق ہر ملک کے معاشرہ سے ہے۔ آج مغربی ممالک میں جو آزادی یا آوارگی ہم دیکھتے ہیں یہ اپنی جگہ غلط ہو یا صحیح (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۴۰۶: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَلَ وَلَا يَذْكُرُ احْتِلَامًا قَالَ يَغْتَسِلُ وَعَنِ الرَّجُلِ الَّذِيْ يَرَى اَنَّهُ قَدِ احْتَلَمَ وَلَا يَجِدُ بَلَلًا قَالَ لَا غُسْلَ عَلَيْهِ قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ تَرَى ذٰلِكَ غُسْلٌ قَالَ اِنَّ النِّسَاءَ شَقَائِقُ الرِّجَالِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَرَوَى الدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ اِلٰى قَوْلِهٖ لَا غُسْلَ عَلَيْهِ۔

۴۰۷: وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ وَجَبَ الْغُسْلُ فَعَلْتُهُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاغْتَسَلْنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

دوسری فصل

۴۰۶۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ آنحضرت سے پوچھا گیا۔ کہ ایک آدمی نے کپڑے پر نمی کے آثار پائے۔ لیکن اسے خواب یاد نہ ہوا۔ فرمایا اسے غسل کرنا چاہیئے۔ اور ایک آدمی کو خواب تو یاد ہے۔ مگر اس کے کپڑوں پر نمی کا نشان نہیں فرمایا۔ اس پر غسل ضروری نہیں تو اس پر حضرت ام سلیمؓ نے کہا۔ اگر عورت ایسا دیکھے۔ تو اس پر بھی غسل فرض ہوگا۔ فرمایا ہاں۔ عورتیں شریعت میں مردوں کی فرع ہیں۔ ترمذی ابوداؤد۔ لیکن دارمی اور ابن ماجہ میں یہ حدیث لاغسل علیہ تک ہے۔

۴۰۷۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب شرمگاہ عورت کی شرمگاہ میں داخل ہو جائے۔ تو غسل واجب ہو جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور میں نے اس تعلق کے بعد غسل کیا[1]۔ ترمذی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) لیکن وہاں کے سب لوگ بدمعاش نہیں ہیں۔ عرب معاشرہ میں بھی میاں بیوی کے تعلقات میں ازبس بے تکلفی تھی مگر یہ کسی عیاشی پر مبنی نہ تھی بلکہ ایک عادت ہو چکی تھی۔ (راسم)

تمہ۔ بخاری میں قُبُلًا دُبُرِیْ کے الفاظ نہیں ہیں اور یہ لفظ نسائی میں موجود ہیں۔ ان تمام چیزوں میں سے جن پر حدیث دلالت کرتی ہے یہ بھی ہے کہ عورت اور مرد اکٹھے ایک ہی برتن سے غسل اور وضو کر سکتے ہیں حضرت عائشہ کا یہ کہنا کہ میں کہا کرتی تھی میرے لیے بھی پانی چھوڑ دو ایسا تھوڑا پانی ہونے کی وجہ سے ہوتا۔ اس سے پہلی حدیث میں گذر چکا ہے کہ حضور ایک مُد سے وضو کر لیا کرتے تھے اور چار مد یا پانچ مد سے غسل کر لیا کرتے تھے۔ مُد ایک رطل اور ثلث رطل ہے یعنی ہمارے حساب سے قریباً گیارہ چھٹانک پانی اور غسل کے لیے پانچ مدینی قریباً ساڑھے تین سیر پانی استعمال کیا کرتے تھے اس سے زیادہ پانی نہ استعمال کیا جائے۔ اس سے زیادہ پانی استعمال کرنے کو بعض نے مکروہ لکھا ہے اور بعض نے حرام۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] احتلام میں غسل کی شرط۔ اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے ... مسند میں عبداللہ بن عمر عمری (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَابْنُ مَاجَۃَ۔

۴۰۸:۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَحْتَ کُلِّ شَعْرَۃٍ جَنَابَۃٌ فَاغْسِلُوا الشَّعْرَ وَاَنْقُوا الْبَشَرَۃَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَالْحَارِثُ اِبْنُ وَجِیْہٍ الرَّاوِیْ وَھُوَ لَیْسَ بِذَالِکَ۔

۴۰۹:۔ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَکَ مَوْضِعَ شَعْرَۃٍ مِّنْ جَنَابَۃٍ لَّمْ یَغْسِلْھَا فُعِلَ بِھَا کَذَا وَکَذَا مِنَ النَّارِ قَالَ عَلِیٌّ فَمِنْ ثَمَّ عَادَیْتُ رَاْسِیْ فَمِنْ ثَمَّ عَادَیْتُ رَاْسِیْ فَمِنْ ثَمَّ عَادَیْتُ رَاْسِیْ ثَلٰثًا رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِیُّ اِلَّا اَنَّھُمَا لَمْ یُکَرِّرَا فَمِنْ ثَمَّ عَادَیْتُ رَاْسِیْ۔

ابن ماجہ۔

۴۰۸۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ہر بال کے نیچے جنابت ہے۔ بالوں کو دھو ڈالو۔ اور چمڑے کو صاف کرو ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ اور حارث بن وجیہ بڑھاپے کی وجہ سے ضعیف ہیں۔

۴۰۹۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو آدمی جنابت کے غسل میں ایک بال کے برابر جگہ عمدًا نہ دھوئے۔ آگ میں اسے ایسے ایسے جلایا جائے گا۔ حضرت علی نے فرمایا۔ اسی لیے میں نے اپنے سر سے دشمنی کی۔ یہ فقرہ تین دفعہ فرمایا[1]۔ یعنی سر منڈا ڈالا۔ ابوداؤد۔ احمد دارمی نے من ثم عادیت راسی کو مکرر ذکر نہیں فرمایا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) روایت میں منفرد ہے۔ ابن ماجہ اور نسائی نے اس کو ضعیف کہا ہے اور احمد اور یحییٰ بن معین نے اس کو ثقہ کہا ہے۔ حدیث میں اس چیز کی دلیل ہے کہ غسل منی کے ساتھ متعلق ہے اگر سوتے میں خواب دیکھا سب کچھ ہوا لیکن صبح کو بستر پہ تری نہیں دیکھی گئی نہ کوئی کپڑا بھیگا ہوا ہے تو اس پر کوئی غسل نہیں ہے اور اگر خواب وغیرہ تو یاد نہیں لیکن کپڑا بھیگا ہوا ہے تو غسل فرض ہے خواہ مرد ہو یا عورت۔

[2] فطری گفتگو کے طریقے:۔ عقد نکاح کے بعد میاں بیوی میں اس اجتماعی تعلق کا پایا جانا قدرتی اور فطری امر ہے اولاد کی پیدائش اور اسی ضمن کی تقریبات اس کی زندہ شہادت ہیں۔ مگر بعض خاندان اور کنبے باہم گفتگو میں اس کا ذکر کھلے طور پر کرتے بعض ہچکچا کر یہ اپنی اپنی عادات ہیں معاشرہ میں جس قدر محبت اور حسن ہو اسی قدر ان باتوں کا حجاب کم ہوتا جاتا ہے بیوقوف اور غیر مانوس معاشرے اسے بے حجابی پر محمول کرتے ہیں یہ غلط ہے۔ (راسم) (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] غسل جنابت میں احتیاط:۔ اس حدیث کا اور اس سے پہلی حضرت ابوہریرہ کی حدیث کا دارومدار عطاء بن سائب اور حارث بن وجیہ پر ہے آخر عمر میں دونوں کا حافظہ اچھا نہیں رہا تھا لیکن ابن حجر نے کہا ہے۔ حماد بن سلمہ نے عطاء بن سائب سے اختلاط حافظہ سے قبل سنا تھا لہٰذا یہ حدیث اسناد کے قابل ہے حضرت علی نے جو فرمایا کہ اسی لیے میں نے اپنے سر سے دشمنی کر رکھی ہے مطلب یہ ہے کہ میں اسی لیے اپنے سر کے بال منڈا رکھتا ہوں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۱۰:۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۴۱۱:۔ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ رَأْسَهٗ بِالْخِطْمِيِّ وَهُوَ جُنُبٌ يَجْتَزِئُ بِذٰلِكَ وَلَا يَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَاءَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۴۱۲:۔ وَعَنْ يَعْلٰى قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَغْتَسِلُ بِالْبَرَازِ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ سِتِّيْرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالتَّسَتُّرَ فَاِذَا اغْتَسَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَفِيْ رِوَايَتِهٖ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ سِتِّيْرٌ فَاِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يَغْتَسِلَ فَلْيَتَوَارَ بِشَيْءٍ۔

۴۱۰۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ آنحضرت غسل کے بعد وضو نہیں کرتے تھے[۱] (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

۴۱۱۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت سر دھوتے وقت خطمی پر کفایت فرماتے۔ اور مزید پانی نہ ڈالتے[۲]۔ ابوداؤد۔

۴۱۲۔ حضرت یعلیٰؓ فرماتے۔ آنحضرت نے ایک آدمی کو میدان میں غسل فرماتے دیکھا۔ سو منبر پر کھڑے ہو کر اللہ کی حمد وثنا کی اور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ حیاء کرنے والا پردہ پوش ہے۔ حیاء اور پردہ پوشی کو پسند فرماتا ہے۔ جب تم غسل کرو۔ تو پردہ کرو۔ ابوداؤد۔ لیکن نسائی کی روایت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ پردہ پوشی کو پسند کرتا ہے۔ جب تم سے کوئی غسل کا ارادہ کرے تو اسے کسی چیز کی اوٹ کر لینی چاہیئے[۳]۔

---

[۱] **مسنون غسل کے بعد وضو کی ضرورت نہیں:**۔ اس حدیث کو احمد اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور ان کی سندیں اچھی ہیں۔ ابوبکر ابن عربی نے کہا ہے کہ امت میں سے کسی نے بھی اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کیا ہے کہ غسل جنابت کے تحت وضو نیت کرنے ہی سے ہو جاتا ہے اور بعد میں علیحدہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

[۲] **خطمی ملے پانی سے غسل کرنا:**۔ اس حدیث کو احمد اور طبرانی اور بزار نے بھی روایت کیا ہے۔ مجمع الزوائد میں کہا ہے کہ بزار کی سند حسن ہے۔ جس طرح ادھر کئی آدمی آملہ کو جوش دے کر اس سے سر کو دھو لیتے ہیں اسی طرح عرب میں خطمی کو پانی میں جوش دے کر اس سے سر کو دھو لیا کرتے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطمی سے سر کو دھو لیتے تو اس کے بعد غسل کرتے وقت نیا پانی پھر سر پر نہ ڈالتے اسی خطمی کے پانی کو کافی سمجھتے۔

[۳] **غسل پردہ میں کرنا چاہیئے:**۔ اس حدیث کے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں ابوداؤد کا اس پر سکوت فرمانا واضح کرتا ہے کہ یہ حدیث حجت کے لائق ہے اور اس کی تائید وہ حدیث بھی کرتی ہے جس کو مسلم نے ام ہانی سے روایت کیا ہے کہ میں فتح مکہ کے دن آنحضرت کے پاس گئی آپ اس وقت غسل فرما رہے تھے اور حضرت فاطمہ نے پردہ کر رکھا تھا۔ بہز بن حکیم کی روایت میں ہے کہ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کر مگر اپنی (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۴۱۳:۔ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ اِنَّمَا كَانَ الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ رُخْصَةً فِي اَوَّلِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ نُهِيَ عَنْهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ۔

۴۱۴:۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّي اغْتَسَلْتُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَصَلَّيْتُ الْفَجْرَ فَرَاَيْتُ قَدْرَ مَوْضِعِ الظُّفُرِ لَمْ يُصِبْهُ الْمَاءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتَ مَسَحْتَ عَلَيْهِ بِيَدِكَ اَجْزَاكَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

۴۱۵:۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَتِ الصَّلٰوةُ خَمْسِيْنَ وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَغَسْلُ الْبَوْلِ مِنَ الثَّوْبِ سَبْعَ مَرَّاتٍ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْاَلُ حَتّٰى جُعِلَتِ الصَّلٰوةُ خَمْسًا وَغُسْلُ الْجَنَابَةِ مَرَّةً وَغَسْلُ الثَّوْبِ مِنَ الْبَوْلِ مَرَّةً رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

تیسری فصل

۴۱۳۔ اُبَیّ بن کعبؓ فرماتے ہیں۔ الماء من الماء، منی کے نکلنے سے غسل واجب ہوتا ہے یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا۔ پھر اس سے منع فرمادیا گیا۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ دارمی۔

۴۱۴۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ایک آدمی آنحضرت کے پاس آیا۔ اور کہا میں نے جنابت سے غسل کے بعد میں نماز فجر ادا کرلی۔ تو مجھے معلوم ہوا کہ ناخن کے برابر جگہ خشک رہ گئی۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تم اس پر گیلا ہاتھ پھیر دیتے تو کافی تھا[1]۔ ابن ماجہ۔

۴۱۵۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ (شروع میں) نمازیں پچاس فرض تھیں۔ اور جنابت سے غسل سات دفعہ کپڑے سے پیشاب بھی سات دفعہ دھونا ضروری تھا۔ آنحضرت اس میں کمی کے لیے کوشش فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ نمازیں پانچ کردی گئیں۔ اور کپڑے کا دھونا اور جنابت کا غسل ایک دفعہ کردیا گیا۔ ابوداؤد۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اپنی عورت سے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اگر میں کسی جگہ اکیلا ہوں تو پھر؟ آپ نے فرمایا اللہ سب سے زیادہ حقدار ہے کہ تو اس سے شرم کرے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] اگر غسل یا وضو میں کوئی جگہ خشک رہ جائے:۔ اس کے راوی سب ثقہ ہیں۔ اگر آدمی غسل میں سے بعض اعضاء کو چھوڑ دے تو اس کو از سر نو تمام غسل کرنا پڑے گا اور بعض حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ صرف متروکہ اعضاء کو دھولیا جائے اور یہ حدیث بھی اسی کی تائید کرتی ہے اس سے ایک اور مسئلہ میں بھی اختلاف پیدا ہوا یعنی وضو میں موالات (پے درپے) کا ہونا یعنی جن کے نزدیک سارا وضو پے درپے ہے وہ پے درپے وضو کے اعضاء دھونے کے قائل ہیں اور جو ایک ہی متروکہ عضو کو دھونے کے قائل ہیں ان کے نزدیک موالات فرض نہیں۔ (باقی برصفحہ آئندہ)

(باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ مُخَالَطَةِ الْجُنُبِ وَمَا يُبَاحُ لَهٗ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۴۱۶ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَقِيَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا جُنُبٌ فَاَخَذَ بِيَدِیْ فَمَشَيْتُ مَعَهٗ حَتّٰى قَعَدَ فَانْسَلَلْتُ فَاَتَيْتُ الرَّحْلَ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ اَيْنَ كُنْتَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ لَهٗ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیْ وَلِمُسْلِمٍ مَعْنَاهُ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهٖ فَقُلْتُ لَهٗ لَقَدْ لَقِيْتَنِیْ وَاَنَا جُنُبٌ فَكَرِهْتُ اَنْ اُجَالِسَكَ حَتّٰى اَغْتَسِلَ وَكَذَا الْبُخَارِیُّ فِیْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى -

جنبی کو میل جول کہاں تک درست ہے

پہلی فصل

۴۱۶ - ابوہریرہؓ فرماتے ہیں ۔ مجھے آنحضرت ملے ۔ میں جنبی تھا ۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا ۔ میں حضرت کے ہمراہ چلتا رہا ۔ یہاں تک کہ آپ بیٹھ گئے ۔ میں موقع پا کر کھسک گیا ۔ اپنے ڈیرے پر آ کر میں نے غسل کیا ۔ میں پھر گیا ۔ حضرت تشریف فرما تھے ۔ حضرت نے فرمایا ۔ ابوہریرہؓ کہاں گئے تھے ۔ میں نے اپنا عذر بتایا ۔ فرمایا ۔ اللہ پاک ہے ۔ مومن پلید نہیں ہوتا ۔ یہ بخاری کے لفظ ہیں ۔ مسلم میں اس کا معنی موجود ہے ۔ اس میں قلت لہ (میں نے اپنا عذر بیان کیا) کے بعد یہ اضافہ کیا ہے ۔ آپ مجھے ملے ۔ میں جنبی تھا ۔ میں نے غسل سے پیشتر آپ کے پاس بیٹھنا ناپسند کیا ۔ بخاری کی دوسری روایت میں اسی طرح ہے ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) لہ نبی صلعم کی شفاعت سے رعائتیں :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے اتنی رعائتیں مل گئیں فللہ الحمد

(حاشیہ صفحہ ہذا) لہ جنبی آدمی سے اختلاط :۔ اس حدیث کو ایک جماعت نے روایت کیا ہے اور اس باب میں حذیفہ بن یمانؓ کی حدیث بھی ہے جس کو بخاری اور ترمذی کے سوا ایک جماعت نے روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مومن ہر حال میں پاک ہے ۔ زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی ۔ زندگی میں بالاتفاق اور مرنے کے بعد اکثر کے نزدیک اور زندگی میں خواہ وہ جنبی ہو یا نہ ہو پاک ہے ۔ جنابت حکمی پلیدی ہے حسی اور عینی نہیں جنبی مسلمان سے معانقہ کرنا ۔ گفتگو کرنا ۔ اس کے جسم سے جسم کا لگ جانا اس کا جھوٹا پانی یا کھانا کھا پی لینا سب ٹھیک ہے ۔ اسی طرح اس کا پسینہ بھی پاک ہے ۔ ویسے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جنبی قرآن مجید نہ پڑھے ۔ نماز نہ پڑھے ۔ مسجد میں نہ جائے اور اسی طرح حیض اور نفاس والی عورت بھی ان چیزوں سے مجتنب رہے ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۱۷:- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ تُصِيْبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۱۸:- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ جُنُبًا فَاَرَادَ اَنْ يَّاْكُلَ اَوْ يَنَامَ تَوَضَّأَ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۱۹:- وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰى اَحَدُكُمْ اَهْلَهٗ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يَّعُوْدَ فَلْيَتَوَضَّأْ بَيْنَهُمَا وُضُوْءًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۱۷- ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے آنحضرت سے ذکر فرمایا۔ وہ رات اکثر جنبی ہو جاتے ہیں[۱]۔ فرمایا۔ وضوء اور استنجا کرکے سو جاؤ[۲]۔ بخاری مسلم۔

۴۱۸- حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ آنحضرت جنابت کی حالت میں اگر کھانے یا سونے کا ارادہ فرمالیتے۔ تو نماز کی طرح وضوء فرما لیتے بخاری مسلم۔

۴۱۹- حضرت ابو سعیدؓ نے کہا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تم سے کوئی اپنے اہل کے پاس پھر دوبارہ جانا چاہے تو اسے دونوں دفعہ کے درمیان وضوء کر لینا[۳] چاہیئے۔ مسلم۔

---

[۱] **جنابت حکمی نجاست ہے**۔ جنابت شرعاً پلیدی ہے۔ پلید چیز سے پرہیز فطرۃً ضروری ہے۔ ملنے جلنے سے پلیدی ایک دوسرے تک پہنچ سکتی ہے۔ جرمی نجاست میں تو یہ بالکل ظاہر ہے حکمی نجاست کا بھی یہی حکم ہے یا کچھ اور اس سے مختلف اسی وضاحت کے لیے یہ باب منعقد کیا گیا ہے کہ حکمی پلیدی اس لحاظ سے جرمی پلیدی سے مختلف ہے اس میں باہم اختلاط سے پلیدی متعدی نہیں ہوتی۔ (راسخ)

[۲] بہتر ہے کہ جنبی غسل کرکے کھائے پئے اور سوئے اگر ایسا نہ کرے تو پھر بہتر ہے کہ وضو کرے اور کوئی چیز کھانی پینی چاہے تو کھا پی لے اور سونا چاہے تو سو جائے اور اگر اتنا بھی نہ کرے اور کھا پی لے یا سو جائے تو جائز ہے۔ بعض نے وضو سے ہاتھ دھونا مراد لیے ہیں لیکن حضرت عائشہؓ کی حدیث میں ہے کہ آپ نماز جیسا وضو کرتے جو صرف ہاتھ دھونے کی نفی کرتی ہے۔

[۳] **غسل کے فوائد کیا ہیں؟**۔ اگر غسل کرے تو سب سے بہتر ہے اور اگر غسل نہ کرے صرف وضو کرلے تو یہ بھی جائز ہے اور اگر وضو بھی نہ کرے اور دوبارہ بیوی کے پاس چلا جائے تو یہ بھی منع نہیں ہے۔ لیکن غسل کر لینے سے طاقت بڑھ جاتی ہے اور کمزوری نہیں ہوتی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۲۰ :- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَائِهٖ بِغُسْلٍ وَّاحِدٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۲۱ :- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى كُلِّ اَحْيَانِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَحَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ سَنَذْكُرُهٗ فِيْ كِتَابِ الْاَطْعِمَةِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۴۲۲ :- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اغْتَسَلَ بَعْضُ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَفْنَةٍ فَاَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَتَوَضَّاَ مِنْهُ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ جُنُبًا فَقَالَ اِنَّ الْمَاءَ لَا يُجْنِبُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى الدَّارِمِيُّ نَحْوَهٗ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْهُ عَنْ مَيْمُوْنَةَ بِلَفْظِ الْمَصَابِيْحِ۔

۴۲۰۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت کبھی سب بیویوں کے پاس پھرتے۔ اور ایک ہی دفعہ غسل[1] فرما لیتے۔ مسلم۔

۴۲۱۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت تمام حالات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے۔ مسلم۔ اور ابن عباس کی حدیث کا ذکر کتاب الاطعمہ میں آئے گا۔ انشاء اللہ۔

دوسری فصل

۴۲۲۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ آنحضرت کی بعض بیویوں نے ایک بڑے برتن میں غسل فرمایا۔ جب حضرت نے اس سے وضو کا ارادہ فرمایا۔ تو بیوی نے کہا۔ حضرت میں تو جنبی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ پانی جنبی نہیں[2] ہوتا۔ ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ دارمی شرح السنہ میں ابن عباس سے بواسطہ میمونہ ذکر فرمایا۔

---

[1] کئی دفعہ مجامعت کے بعد ایک ہی غسل :۔ آپ نے کبھی کبھی ایسا بھی کیا تاکہ جواز ثابت ہو جائے۔ یہ دورہ حضور کی بیویوں کی رضامندی سے ہوتا تھا۔ بعض دفعہ آپ اس دورہ کے درمیان وضو کرتے جاتے اور بعض دفعہ وضو بھی نہ کرتے۔ اور اس کی وجہ صرف جواز ثابت کرنا ہوتا ورنہ پسندیدہ کام یہی ہے کہ وضو کرے اور غسل اس سے بھی بہتر ہے۔

[2] ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے غسل :۔ اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے بچے ہوئے پانی سے مرد غسل نہ کرے اور بعض حدیثوں سے اسکی اباحت ثابت ہوتی ہے حافظ ابن حجرؒ نے کہا کہ ان میں تطبیق کی یہ صورت ہے کہ نہی کو نہی تنزیہی پر محمول کیا جائے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۲۳:۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ يَسْتَدْفِئُ بِي قَبْلَ أَنْ أَغْتَسِلَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ وَفِي شَرْحِ السُّنَّةِ بِلَفْظِ الْمَصَابِيحِ۔

۴۲۴:۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنَ الْخَلَاءِ فَيُقْرِئُنَا الْقُرْآنَ وَيَأْكُلُ مَعَنَا اللَّحْمَ وَلَمْ يَكُنْ يَحْجُبُهُ أَوْ يَحْجُزُهُ عَنِ الْقُرْآنِ شَيْءٌ لَيْسَ الْجَنَابَةَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهُ۔

۴۲۵:۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْرَأِ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۴۲۶:۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجِّهُوا هٰذِهِ الْبُيُوتَ

۴۲۳۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ آنحضرت جنابت سے غسل فرماتے۔ پھر میرے پاس گرمی حاصل فرماتے۔ میں نے ابھی غسل نہ کیا ہوتا[۱]۔ ابن ماجہ ترمذی شرح سنہ بلفظ المصابیح۔

۴۲۴۔ حضرت علیؓ فرماتے۔ آنحضرت جب بیت الخلاء سے نکلتے۔ تو ہمیں قرآن پڑھاتے۔ اور ہمارے ساتھ گوشت تناول فرماتے۔ اور جنابت کے علاوہ آپ کو قرآن پڑھنے سے کوئی چیز مانع نہ ہوتی[۲]۔ ابوداؤد نسائی ابن ماجہ۔

۴۲۵۔ ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ حائضہ اور جنبی قرآن بالکل نہ پڑھیں ترمذی۔

۴۲۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گھروں کے دروازے

---

[۱] مومن ناپاک نہیں ہوتا:۔ ترمذی نے کہا اسکی سند میں کوئی نقص نہیں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور تابعین میں سے اکثر کا یہ قول ہے کہ اگر سردیوں کے دنوں میں مرد غسل کر کے عورت کے ساتھ بستر میں آکر لیٹ جائے تاکہ اس کی حرارت کے ساتھ اپنے جسم کو گرمی پہنچائے اور عورت نے ابھی غسل نہ کیا ہو یعنی ابھی جنبی ہو تو مرد اس کے ساتھ لیٹ کر حرارت حاصل کر سکتا ہے اور حدیث المومن لا ینجس اس کی تائید کرتی ہے جو پہلے گذر چکی ہے۔

[۲] جنبی پر کیا کیا پابندی ہے؟:۔ اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور کہا ہے حسن صحیح ہے۔ جنبی مرد یا عورت اور حائضہ یا نفاس والی عورت پر تین پابندیاں ہیں۔ قرآن[۱] مجید نہ پڑھیں۔ مسجد[۲] میں نہ جائیں۔ نماز[۳] نہ پڑھیں اور قرآن مجید کو ہاتھ بھی نہ لگائیں۔ یہ حقیقت میں پہلی پابندی میں شامل ہے۔ اس کے علاوہ کھانا پینا یا ذکر الٰہی کرنا۔ مراقبہ کرنا۔ دعائیں کرنا۔ ہر حالت میں یہ کام مرد اور عورت کر سکتے ہیں۔ حائضہ عورت یا نفاس والی عورت اگر معلمہ ہو بچوں اور بچیوں کو قرآن مجید پڑھاتی ہو تو وہ ان کو ایک ایک حرف کر کے پڑھا سکتی ہے۔ پوری آیت اکٹھی نہ پڑھے۔ اور نہ قرآن مجید کو ہاتھ لگائے۔ اسی طرح اگر حائضہ یا نفاس والی قرآن مجید یاد کر رہی ہو اور منزل کے (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنِ الْمَسْجِدِ فَاِنِّی لَا اُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَلَا جُنُبٍ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۴۲۷: وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِکَۃُ بَیْتًا فِیْہِ صُوْرَۃٌ وَلَا کَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ۔

۴۲۸: وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَۃٌ لَا تَقْرَبُھُمُ الْمَلَائِکَۃُ جِیْفَۃُ الْکَافِرِ وَالْمُتَضَمِّخُ بِالْخَلُوْقِ وَالْجُنُبُ اِلَّا اَنْ یَّتَوَضَّأَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

مسجد سے پھیر لو۔ میں حائض اور جنبی کے لیے مسجد کو حلال نہیں کرتا[1]۔ ابوداؤد۔

۴۲۷۔ حضرت علیؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جس گھر میں تصویر یا کتا۔ یا جنبی ہو اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں داخل ہوتے[2]۔ ابوداؤد نسائی۔

۴۲۸۔ عمار بن یاسرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ رحمت کے فرشتے تین آدمیوں کے قریب بھی نہیں جاتے۔ کافر[1] کی لاش خلوق[2] عورتوں کی خوشبو لگانے والا۔ اور جنبی[3] بلا وضوء[4] ابوداؤد۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بھول جانے کا خطرہ ہو تو الفاظ زبان سے ادا نہ کرے دل میں ان کو دہراتی جائے تو یہ جائز ہے (حاشیہ صفحہ ہذا)

لہ **جنبی کے لئے آداب مسجد**:۔ جنبی یا نفاس والی یا حائضہ اگر مسجد سے باہر ہوں تو مسجد کے اندر نہ جائیں اور اگر مسجد کے اندر سے ہو کر راستہ نکلتا ہو تو بھی مسجد سے نہ گذریں لیکن اگر مسجد ہی میں سوتے ہوئے احتلام ہو کر آدمی جنبی ہو جائے یا عورت کو مسجد ہی میں حیض آجائے تو اس کی صورت یہ ہے کہ وہیں بیٹھے بیٹھے مسجد کے صحن یا چٹائی پر تیمم کرے اور پھر مسجد سے باہر نکل آئے۔

سلہ **کس جنبی کے گھر فرشتے نہیں آتے**:۔ اس جنبی سے مراد وہ جنبی ہے جو غسل جنابت کے ترک کی عادت بنالے یا دیدہ دانستہ بلا عذر خواہ مخواہ دیر کرے۔

سلہ **رحمت کے فرشتوں کے نہ آنے کا سبب**:۔ اس سے پہلی حضرت علی کی حدیث اور اس حدیث یعنی دونوں حدیثوں میں جنبی کا ذکر آیا ہے۔ یہاں جنبی سے مراد وہ جنبی ہے جس نے نہ تو وضو کیا ہو اور نہ غسل اتنی دیر کہ نماز کا وقت نکل جائے اور ایسا شخص سستی کی وجہ سے ہو کوئی مانع شرعی نہ ہو اور مانع شرعی دو چیزیں ہیں یا تو پانی دستیاب نہ ہو یا اتنا تھوڑا ہو کہ اگر وضو کرلے تو پیاسا مرنے کا اندیشہ ہو اور یا پھر آدمی بیمار ہو کہ پانی استعمال نہ کر سکتا ہو یعنی پانی کے استعمال سے موت کا اندیشہ ہو یا کسی عضو کے تلف اور ناکارہ ہونے کا گمان غالب ہو یا کسی زخم کے خراب ہونے کا۔ ہو یا بیماری کے لمبا ہو جانے کا خوف ہو تو ایسی تمام صورتوں میں تیمم کر سکتا ہے اور فرشتوں سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں ورنہ کراماً کاتبین اور حفاظت کرنے والے فرشتے تو ہر وقت آدمی کے ساتھ رہتے ہیں کسی وقت بھی جدا نہیں ہوتے۔ اور کتے سے مراد وہ کتا ہے جو محض شوق کی وجہ سے رکھ لیا جائے ورنہ اگر شکار کرنے کے لیے کتا رکھے یا گھر یا کھیت یا مویشی کی حفاظت کے لیے کتا رکھے تو شرعاً اس کی اجازت ہے ایسی اغراض کے لیے صحابہ سے بھی کتے رکھنے اور تصویر کی بحث باب التصاویر میں آئے گی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۲۹ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَنَّ فِی الْکِتَابِ الَّذِیْ کَتَبَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَنْ لَّا یَمَسَّ الْقُرْاٰنَ اِلَّا طَاهِرٌ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالدَّارَقُطْنِیُّ۔

۴۳۰ - وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ اِنْطَلَقْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِیْ حَاجَةٍ فَقَضَی ابْنُ عُمَرَ حَاجَتَهٗ وَکَانَ مِنْ حَدِیْثِهٖ یَوْمَئِذٍ اَنْ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ فِیْ سِکَّةٍ مِّنَ السِّکَكِ فَلَقِیَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ خَرَجَ مِنْ غَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ فَسَلَّمَ عَلَیْهِ فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیْهِ حَتّٰی اِذَا کَادَ الرَّجُلُ اَنْ یَّتَوَارٰی فِی السِّکَّةِ ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِیَدَیْهِ عَلَی الْحَائِطِ وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ ثُمَّ ضَرَبَ ضَرْبَةً اُخْرٰی فَمَسَحَ ذِرَاعَیْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَی الرَّجُلِ السَّلَامَ وَقَالَ اِنَّهٗ لَمْ یَمْنَعْنِیْ اَنْ اَرُدَّ عَلَیْكَ السَّلَامَ اِلَّا اَنِّیْ لَمْ اَکُنْ عَلٰی طُهْرٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۴۲۹- عبداللہ بن ابوبکرؓ بن محمد بن عمرو بن حزم نے فرمایا۔ جو خط آنحضرت نے عمرو بن حزم کو لکھا۔ اس میں یہ ارشاد تھا۔ قرآن کو صرف پاک لوگ مساس کریں۔ مالک دار قطنی۔

۴۳۰- نافع فرماتے ہیں میں عبداللہ بن عمر کے ساتھ ان کی ایک ضرورت کے لیے گیا۔ جب انہوں نے اپنی ضرورت پوری فرمالی۔ تو اس دن انہوں نے ایک حدیث سنائی۔ فرمایا۔ ایک آدمی مدینہ کی بعض جگہوں سے گذرا۔ اور آنحضرت سے ملا۔ آنحضرت پیشاب پاخانہ سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ اس آدمی نے حضرت کو سلام کہا۔ آپ نے سلام کا جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ وہ آدمی قریب کوچے میں چھپ گیا۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دیوار پر مارے۔ اور انہیں اپنے منہ پر ملا۔ پھر دوسری دفعہ مار کر بازوؤں پر مسح فرمایا۔ پھر اس آدمی کو سلام کا جواب دیا۔ فرمایا۔ سلام کے جواب میں مجھے کوئی مانع نہ تھا۔ صرف میں پاک اور باوضوء نہ تھا۔ ابوداؤد۔

لہ **ذکر و اذکار کے آداب**:۔ حضرت نافع کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جو حدیث سنائی کہ ایک آدمی کسی بازار سے گذر رہا تھا وہ مہاجر بن قنفذ کی حدیث ہے جو اس کے بعد آ رہی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجر کو فرمایا کہ میں نے ناپاکی کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر پسند نہ کیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ السلام علیکم یا وعلیکم السلام میں سلام کا لفظ آتا ہے اور سلام اللہ تعالیٰ کا نام ہے گو بعد میں بطور دعا استعمال ہونے لگا۔ لیکن آپ نے اصل کا اعتبار کر کے بے وضو خدا تعالیٰ کا نام لینا پسند نہ کیا۔ اس سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث گذر چکی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کر لیا کرتے تھے اور حضرت علی کی حدیث بھی پہلے گذر چکی ہے کہ جنابت کے سوا آپ ہر حالت میں قرآن مجید پڑھ لیا کرتے تھے تو دونوں قسم کی حدیثوں میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ آپ طبعاً عزیمت پسند تھے آپ کی طبیعت نے یہ بھی گوارا نہ کیا کہ سلام کا جواب بے وضو دیا جائے اور اسی عزیمت کی ترغیب آپ صحابہ کرام کو بھی دیتے لیکن یہ تو مسلمہ چیز ہے کہ تقویٰ اور چیز ہے (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۳۱: - وَعَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ اَنَّهٗ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبُوْلُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ حَتّٰى تَوَضَّأَ ثُمَّ اعْتَذَرَ اِلَيْهِ وَقَالَ اِنِّىْ كَرِهْتُ اَنْ اَذْكُرَ اللّٰهَ اِلَّا عَلٰى طُهْرٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَرَوَى النَّسَائِيُّ اِلٰى قَوْلِهٖ حَتّٰى تَوَضَّأَ وَقَالَ فَلَمَّا تَوَضَّأَ رَدَّ عَلَيْهِ -

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۳۳۲: - عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجْنِبُ ثُمَّ يَنَامُ ثُمَّ يَنْتَبِهُ ثُمَّ يَنَامُ رَوَاهُ اَحْمَدُ -

۳۳۳: - وَعَنْ شُعْبَةَ قَالَ اِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يُفْرِغُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى سَبْعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ يَغْسِلُ فَرْجَهٗ فَنَسِيَ مَرَّةً كَمْ اَفْرَغَ فَسَاَلَنِىْ فَقُلْتُ لَا اَدْرِىْ فَقَالَ لَا اُمَّ لَكَ وَمَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَدْرِىَ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ يُفِيْضُ عَلٰى جِلْدِهِ الْمَاءَ ثُمَّ يَقُوْلُ هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَطَهَّرُ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ -

---

۳۳۱ - مہاجر بن قُنْفُذ فرماتے ہیں۔ وہ آنحضرت کے پاس آئے۔ اور آپ پیشاب کر رہے تھے۔ میں نے سلام کیا۔ آپ نے جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ آپ نے وضوء فرمایا۔ اور معذرت کی۔ کہ طہارت کے بغیر مجھے اللہ کا ذکر کرنا پسند ہے۔ ابوداؤد۔ لیکن نسائی نے وضو تک حدیث ذکر فرمائی۔ اور کہا جب آپ نے وضوء کر لیا۔ تو سلام کا جواب دے دیا۔

تیسری فصل

۳۳۲ - حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا۔ آنحضرت جنبی ہوتے۔ سو جاتے۔ پھر جاگتے پھر سو جاتے۔ (احمد)

۳۳۳ - شعبہؒ فرماتے ہیں۔ ابن عباس جب جنابت سے غسل فرماتے۔ دائیں ہاتھ سے بائیں پر سات[1] دفعہ پانی ڈالتے۔ پھر استنجا فرماتے۔ ایک دفعہ حضرت بھول گئے کہ آپ نے کتنی دفعہ پانی ڈالا۔ تو مجھ سے پوچھا میں نے عرض کیا مجھے معلوم نہیں۔ فرمایا۔ تیری ماں نہ رہے۔ تم نے کیوں نہیں جانا۔ پھر آپ نماز کی طرح وضوء فرماتے۔ پھر سارے جسم پر پانی بہاتے۔ پھر فرماتے آنحضرت اسی طرح طہارت فرمایا کرتے تھے۔ ابوداؤد۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور فتویٰ اور چیز کیونکہ تقویٰ انفرادی چیز ہے اور انتہائی بلندی ہے اور فتویٰ جماعتی قانون ہے اور انتہائی نیچے کا مقام ہے اور بیان جواز کے لیے آپ نے خلاف عزیمت بے وضو ہونے کی حالت میں قرآن مجید بھی پڑھا ہے اور ذکر الٰہی بھی کیا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] جنابت میں تین دفعہ ہاتھ دھونا۔ دوسری حدیثوں میں آیا ہے کہ تین دفعہ ہاتھ دھوتے تھے اس میں سات مرتبہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۳۴:۔ وَعَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلٰى نِسَائِهِ يَغْتَسِلُ عِنْدَ هٰذِهٖ وَعِنْدَ هٰذِهٖ قَالَ فَقُلْتُ لَهٗ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا تَجْعَلُهٗ غُسْلًا وَاحِدًا اٰخِرًا قَالَ هٰذَا أَزْكٰى وَأَطْيَبُ وَأَطْهَرُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوٗدَ۔

۴۳۵:۔ وَعَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ طَهُوْرِ الْمَرْأَةِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَزَادَ أَوْ قَالَ بِسُؤْرِهَا وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۴۳۶:۔ وَعَنْ حُمَيْدٍ الْحِمْيَرِيِّ قَالَ لَقِيْتُ رَجُلًا صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَ سِنِيْنَ كَمَا صَحِبَهٗ أَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ

۴۳۴۔ ابورافع نے فرمایا۔ آنحضرت ایک دن تمام بیویوں کے پاس پھرے۔ اور ہر ایک کے پاس غسل فرمایا۔ میں نے عرض کیا آپ اسے آخر میں ایک ہی غسل کر لیتے۔ فرمایا یہ بہت پاکیزہ بہت پسندیدہ[له] اور بہت ستھرا ہے۔

۴۳۵۔ حکم بن عمروؓ نے فرمایا۔ آنحضرت نے منع فرمایا۔ کہ کوئی آدمی عورت کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے وضوء کرے۔ ابوداؤد ابن ماجہ ترمذی نے زیادہ کہا۔ نہ ہی اس کے جوٹھے پانی سے وضوء درست ہے۔" اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۴۳۶۔ حمید حمیری نے فرمایا۔ میں آنحضرت کے صحابہ سے ایک آدمی کو ملا۔ جو حضرت ابوہریرہ کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چار سال تک رہا تھا۔ اس نے کہا۔ آنحضرت نے منع فرمایا کہ عورت مرد کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) آیا یہ کوئی خاص وجہ تھی ورنہ آپ کا معمول تین ہی دفعہ کا تھا۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

له **جنسی تعلقات میں طہارت کا لحاظ**:۔ ہماری زندگی میں یہ پہلو عموماً پوشیدہ رہتا ہے آنحضرت اپنی زندگی کے اس پہلو کو عموماً بہ قدر ضرورت نمایاں کرتے تاکہ لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں اور اس پر عمل کریں اسی لیے اسے چھپانے کی کوشش نہیں فرمائی۔ (اسم)

سله پہلے گذر چکا ہے کہ آنحضرت بعض دفعہ اپنی بیویوں کے پاس ایک ہی غسل سے چلے جاتے۔ پھر بعض دفعہ آپ درمیان میں وضو کر لیتے اور بعض دفعہ وہ بھی نہ کیا اور یہاں ابورافع نے جب سوال کیا تو ان کو یہ جواب دیا کہ یہ زیادہ ستھرا ہے پاک ہے طیب ہے۔ عزیمت اور تقوی یہی ہے جو اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے لیکن بیان جواز اور فتوی کی سطح پر آپ نے وہ بھی کیا ہے یا یوں کہہ کر وہ فتوی تھا اور یہ تقوی ہے۔ جاننا چاہئے کہ اطہر طہارت سے ہے جس کے معنی ہیں ظاہری اور حسی صفائی اور اطیب اور ازکی تطییب اور تزکیہ سے ہیں جس کے معنی ہیں باطنی صفائی یعنی اخلاق کی صفائی اللھم اغفر لکاتبہ ولمن سعی فیہ ولوالدیھم ولجمیع المومنین والمومنات۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَغْتَسِلَ الْمَرْأَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ أَوْ يَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ زَادَ مُسَدَّدٌ وَلْيَغْتَرِفَا جَمِيعًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَزَادَ أَحْمَدُ فِي أَوَّلِهِ نَهَى أَنْ يَمْتَشِطَ أَحَدُنَا كُلَّ يَوْمٍ أَوْ يَبُولَ فِي مُغْتَسَلِهِ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ۔

یا مرد عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے۔ مُسدّد نے زیادہ کہا کہ دونوں اکٹھا پانی لے لیں ابو داؤد نسائی احمد نے اس کے شروع میں یہ لفظ بڑھائے۔ آپ نے منع فرمایا۔ کہ ہم ہر روز کنگھی کریں یا غسل خانہ میں پیشاب کریں۔ ابن ماجہ عبدالرحمٰن بن سَرجِس۔

بَابُ أَحْكَامِ الْمِيَاهِ

پانی کے احکام

پلیدی سے پرہیز اور اجتناب انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ اور اگر نجاست کہیں پائی جائے۔ تو اس کا ازالہ بھی بالکل فطری امر ہے۔ پانی میں قدرت نے یہ خوبی رکھی ہے کہ وہ گندگی کو زائل کرتا ہے۔ پلیدی کو دور کرتا ہے۔ انسانی زندگی میں پانی کو جس قدر دخل ہے وہ معلوم ہے باقی چیزوں کو اس سے دوسرے مرتبہ پر ازالہ نجاست میں دخل ہے۔ سیال چیزیں تو اور بھی بہت ہیں۔ مگر پلیدی کو دور کرنے کے لیے پانی سے زیادہ کوئی چیز موثر نہیں۔ اس لیے پانی کے احکام کو شریعت میں خاص اہمیت حاصل ہے جس کی وضاحت ذیل کی ہدایات سے ہوتی ہے۔

(۱) بہنے والا پانی پاک ہے۔ اس پر نجاست کا کوئی اثر نہیں۔

(۲) کثیر المقدار پانی کا بھی یہی حکم ہے۔ اس پر نجاست کوئی اثر نہیں کرتی۔

(۳) برتنوں میں پانی ڈھانپ کر رکھنا چاہیئے۔ تاکہ کوئی نجاست اس پر اثر انداز نہ ہو۔

(۴) پانی جاری ہو یا کھڑا ہو اس میں پیشاب کرنا غسل کرنا کسی قسم کی گندگی کا موقع پیدا کرنا شرعاً منع ہے۔ کیونکہ اس سے گو بالفعل پلیدی کا اثر ظاہر نہ ہو۔ مگر انجام اور نتیجہ ضرور ہو سکتا ہے۔ کہ یہ پانی خراب اور پلید ہو جائے۔

(۵) گندگی کے مواقع کو پانی سے دور رکھنا چاہیئے۔ تاکہ غیر شعوری طور پر بھی پانی میں گرنے نہ پائے۔

(۶) تھوڑے اور زیادہ پانی میں شارع نے قُلَّتَین کو حد فاصل قرار دیا۔ شائد کوئی برتن اس سے بڑا نہ مل سکے یا جوہڑ اس سے چھوٹا نہ ہو۔ اس لیے پانی کے خزانوں (کنواں چشمہ نالے) اور برتنوں میں قُلّہ درمیانہ مقام ہے۔ اس لیے حدیث نے اسے حد فاصل قرار دیا ہے۔ اور یہ حدیث ان شبہات کے باوجود جو بعض علماء نے اس کے خلاف پیدا فرمائے۔ متن اور سند کے لحاظ سے صحیح ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۷) حدیث قُلَّتَین پر اعتراض کرنے والے اہل علم کو ضرورت محسوس ہوئی کہ قلیل اور کثیر میں کوئی حد فاصل مقرر فرمائیں۔ متاخرین احناف نے اس کے لیے عشر فی عشر کو حد فاصل مقرر فرمایا۔ اسی طرح تحصیل طہارت کے لیے بھی بعض حدیں مقرر فرمائیں مگر سنت صحیح میں۔ اس کی کوئی شہادت نہیں ملتی۔ شاہ ولی اللہ نے فرمایا وَقَدْ اَطَالَ الْقَوْمُ فِیْ فُرُوْعِ مَوْتِ الْحَیَوَانِ فِی الْبِئْرِ وَالْعَشْرِ وَالْمَاءِ الْجَارِیْ وَلَیْسَ فِیْ کُلِّ ذٰلِکَ حَدِیْثٌ عَنِ النَّبِیِّ صلعم اَلْبَتَّۃَ (حجۃ اللہ البالغۃ ج ا ص ۱۴۷)

(۸) برتنوں کی طہارت آسان ہے۔ اگر نجاست گرے۔ تو پانی گرا دیا۔ برتن صاف کر لیا۔ لیکن پانی کے خزانوں کا ڈھانپنا ممکن ہے نہ پلیدی سے بچانا اس لیے فرمایا۔ اولاً پہلے تو وہ پلید نہیں ہوتے۔ کیونکہ پانی خود پاک ہے۔ اَلْمَاءُ طَهُوْرٌ لَا یُنَجِّسُهٗ شَیْءٌ اِلَّا مَا غَلَبَ عَلٰی طَعْمِهٖ اَوْ رِیْحِهٖ اَوْ لَوْنِهٖ (ترمذی) پانی پر نجاست اثر نہیں کرتی۔ لیکن جب پلیدی کی وجہ سے اس کا رنگ بو مزہ بدل جائے۔ تو پھر یقیناً وہ پلید ہوگا۔

(۹) پلید پانی کو پاک کرنے کی ایک ہی صورت ہے۔ کہ اسے اس قدر صاف کیا جائے۔ کہ اس کے یہ اوصاف یعنی رنگ وبو مزا درست ہو جائے۔ بعض علماء نے خاص جانوروں کے لیے پانی کی خاص مقدار نکالنا ضروری سمجھا ہے۔ یہ شرعی تقرر نہیں۔ نہ اس میں کوئی مرفوع۔ صحیح حدیث آئی ہے۔ بعض آثار منقول ہیں۔ وہ بھی غیر صحیح ان سے مقصود نظافت اور نزاہت ہے اور بس۔ اور اندازے شریعت اور دین نہیں کہلا سکتے۔

مذاہب ائمہ پانی کے مسئلہ میں امام مالک پانی کو علی الاطلاق پاک سمجھتے ہیں۔ قلیل اور کثیر میں کوئی حد فاصل نہیں سمجھتے۔ کوئیں اور تالاب کی طہارت اور نجاست میں ایک حکم سمجھتے ہیں۔ اگر اوصاف ثلثہ بدل جائیں۔ تو پاکیزگی کے لیے ان اوصاف کی درستگی ضروری سمجھتے ہیں۔ امام شافعی قلیل اور کثیر میں قُلَّتَین کو حد فاصل سمجھتے ہیں۔ قُلَّتَین سے کم ہو تو نجاست کے معمولی اثر سے بھی اس پر نجاست کا حکم لگایا جا سکتا ہے۔ تالاب اور کوئیں میں کوئی فرق نہیں۔ طہارت اور نجاست کا انحصار پانی کی مقدار پر ہے۔ قُلَّتَین اور اس سے زیادہ ماء کثیر ہے۔ اس کی نجاست میں اوصاف ثلثہ کی تبدیلی اثر انداز ہوگی۔ اور طہارت کے لیے ان اوصاف کی درستگی ضروری ہے۔

ائمہ حدیث ماء کثیر کی تحدید میں بعض موالک کے ہم آہنگ ہیں اور بعض شوافع کے ہمنوا تالاب اور کوئیں میں فرق نہیں سمجھتے طہارت میں ڈول وغیرہ پسند نہیں کرتے۔ اگر نجاست ہو جائے۔ تو اوصاف ثلثہ کی درستگی ضروری سمجھتے ہیں۔

احناف کرام کوئیں اور تالاب میں فرق سمجھتے ہیں کہ کنواں معمولی نجاست سے پلید ہو جاتا ہے۔ تالاب اگر عشر در عشر ہو تو اوصاف ثلثہ جب تک نہ بدلیں۔ پلید نہیں ہوتا۔ اس مقدار سے کم ہو تو ادنیٰ نجاست سے پلید ہو جائے گا۔ ان کے ہاں پانی کے مقدار کی بجائے پانی کے پیمانہ سے پلیدی کا تعلق ہے۔ اگر نجاست گرنے سے پلید ہو جائے تو خاص صورتوں میں معین مقدار سے ڈول نکالے جائیں گے۔ احناف کا مسلک پانی کے معاملہ میں بہت حد تک سینہ زوری پر مبنی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۴۳۷: عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِی الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِیْ لَا يَجْرِیْ ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ لَا يَغْتَسِلُ اَحَدُكُمْ فِی الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ قَالُوْا كَيْفَ يَفْعَلُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ يَتَنَاوَلُهُ تَنَاوُلًا۔

۴۳۸: وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّبَالَ فِی الْمَاءِ الرَّاكِدِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

پہلی فصل

۴۳۷۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کھڑا پانی جو چل نہیں رہا۔ اس میں کوئی تم میں سے پیشاب نہ کرے۔ پھر اس میں غسل کرے۔ بخاری مسلم اور مسلم کی ایک روایت میں ہے۔ تم میں سے کوئی بحالت جنابت کھڑے پانی میں غسل نہ کرے۔ لوگوں نے پوچھا۔ اے ابوہریرہ پھر کیسے کرے۔ فرمایا الگ پانی لے کر غسل کرےلے۔

۴۳۸۔ حضرت جابرؓ نے فرمایا۔ آنحضرت نے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ مسلم۔

لے **ناپاک ہونے میں پانی کی مقدار کیا ہے؟**: یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور اس حدیث کو ایک جماعت نے روایت کیا ہے جاننا چاہئے کہ پانی اصل میں پاک ہے اس پر پلیدی کا حکم اس وقت لگایا جائے گا جبکہ کوئی عارض لاحق ہو اس کے لیے شریعت نے کچھ قاعدے کچھ قانون اور کچھ حدود مقرر کی ہیں۔ اگر پانی دو قلہ (قلہ کی تشریح آگے آرہی ہے) سے زیادہ ہو تو اس میں اگر پلیدی گر پڑے تو وہ اس وقت تک پلید نہیں ہوگا جب تک کہ اس کا رنگ یا بو یا مزہ نہ بدل جائے اگر پلیدی کی وجہ سے رنگ یا بو یا مزہ بدل جائے تو پانی پلید ہو جائے گا اور اگر پانی دو قلہ سے کم ہو تو وہ پلید چیز کے پڑنے سے پلید ہو جائے گا خواہ اس کا رنگ یا بو یا مزہ نہ بھی بدلے (علمائے احناف نے پانی کی کمی بیشی کے لیے کچھ اور ہی پیمانے مقرر کیے ہیں یعنی ایسا تالاب یا حوض جس کا طول عرض دس ہاتھ ہو اور پانی اس میں اتنا ہو کہ اگر اس سے چلو بھرا جائے تو زمین ننگی نہ ہو ان کا احادیث میں کوئی نشان تک نہیں ملتا) پھر اگر پانی زیادہ بھی ہو اور جاری بھی ہو تو اس میں پیشاب کرنا منع نہیں ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ پانی میں پیشاب نہ کیا جائے اور اگر پانی تھوڑا ہو اور جاری ہو تو شافعیہ کے نزدیک اس میں پیشاب کرنا مکروہ ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ حرام ہے اور اگر پانی زیادہ ہو اور کھڑا ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے اور اگر پانی تھوڑا بھی ہو اور کھڑا بھی ہو تو اس میں بالاتفاق پیشاب کرنا حرام ہے اور اس میں جنبی کا غسل کرنا بھی بالاتفاق حرام ہے اور ان دونوں صورتوں میں پانی پلید ہو جائے گا۔ ہاں اگر پانی کی مقدار زیادہ ہو تو پھر پانی پلید نہیں ہوگا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۳۹:- وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ ذَهَبَتْ بِيْ خَالَتِيْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِيْ وَجِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِيْ وَدَعَا لِيْ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْئِهِ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۴۴۰:- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَاءِ يَكُوْنُ فِي الْفَلَاةِ مِنَ الْأَرْضِ وَمَا يَنُوْبُهُ مِنَ الدَّوَابِّ وَالسِّبَاعِ فَقَالَ إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِيْ أُخْرٰى لِأَبِيْ دَاوٗدَ فَإِنَّهٗ لَا يَنْجُسُ۔

۴۳۹- سائب بن یزیدؓ نے فرمایا۔ میری خالہ مجھے آنحضرت کے پاس لے گئی۔ اور کہا اے اللہ کے رسول میری بہن کے بیٹے کو درد ہے آپ نے میری سر پر ہاتھ پھیرا۔ اور میرے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ پھر آپ نے وضوء فرمایا۔ اور میں نے آپ کے وضوء کا پانی پیا۔ پھر میں آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ میں نے مہر نبوت کو آپ کے دونوں کندھوں میں کبوتر کے انڈے کی طرح[1] دیکھا۔

دوسری فصل

۴۴۰- ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت سے جنگل میں پانی اور اس سے جانوروں اور درندوں کے بار بار پینے کے متعلق پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ اگر پانی کی مقدار دو مٹکے ہو تو اس پر پلیدی کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ احمد ابوداؤد ترمذی نسائی دارمی ابن ماجہ ابوداؤد کی ایک روایت میں آیا ہے۔ وہ پانی پلید[2] نہیں ہوتا[3]۔

---

[1] مہر نبوت کیسی تھی؟:- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان کبوتر کے انڈے جتنی گول ایک جگہ تھی جس میں مو کے تھے چونکہ پہلی کتابوں میں آپ کی یہ مہر نبی کی پہچان کے لیے بطور نشان بیان کی گئی تھی اس لیے اس کو مہر نبوت کہا گیا۔

[2] قلتین کے پانی کی مقدار:- قلہ بڑے مٹکہ کو کہتے ہیں جو کہ قریبًا اڑھائی مشک کا ہوتا تھا دو مٹکے قریبًا پانچ مشک پانی ہمارے حساب سے قریبًا ساڑھے چھ من پانی بنتا ہے۔ یہ زیادہ پانی کی مقدار ہے اور وہ جو دس ہاتھ مربعہ جگہ میں اتنا پانی ہونا بیان کیا گیا ہے کہ اگر ہاتھ سے اس سے پانی لیا جائے تو زمین ننگی نہ ہو اس کا حدیث میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔

[3] قلہ مٹکے کو کہتے ہیں۔ عرب میں جو برتن استعمال ہوتے تھے ان میں قلہ سب سے بڑا برتن تھا۔ یہ مٹکے مقام ہجر میں بنتے تھے۔ تخمینًا دو قلہ میں پانچ مشک پانی سما سکتا تھا۔ یہ اندازے عام طور پر عرفی ہوتے ہیں تولوں اور ماشوں کا تعین اس میں نہیں ہوتا۔ فقہاء رحمہم اللہ نے پانی پاک کرنے کے لیے ڈول کا ذکر فرمایا اور یہ معلوم ہے کہ ڈول کی مقدار عرفی ہی ہو سکتی ہے اس لیے قلتین (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۴۱:۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَتَوَضَّأُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَۃَ وَھِیَ بِئْرٌ یُلْقٰی فِیْھَا الْحِیَضُ وَلُحُوْمُ الْکِلَابِ وَالنَّتْنُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَاءَ طَھُوْرٌ لَا یُنَجِّسُہٗ شَیْءٌ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِیُّ

۴۴۲:۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا نَرْکَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِیْلَ مِنَ الْمَاءِ فَاِنْ تَوَضَّأْنَا بِہٖ عَطِشْنَا اَفَنَتَوَضَّأُ بِمَاءِ الْبَحْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھُوَ الطَّھُوْرُ مَاؤُہٗ وَالْحِلُّ مَیْتَتُہٗ رَوَاہُ مَالِکٌ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ

۴۴۳:۔ وَعَنْ اَبِیْ زَیْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ

۴۴۱۔ ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت سے بئر بُضاعۃ کے متعلق پوچھا گیا۔ کہ ہم اس سے وضوء کریں۔ اور اس کنوئیں میں حیض کے کپڑے کتوں کا گوشت اور گندی چیزیں گرائی جاتی ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ پانی پاک ہے۔ اسے کوئی چیز پلید نہیں کرتی۔[1] احمد ترمذی ابوداؤد نسائی۔

۴۴۲۔ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا۔ ایک آدمی نے آنحضرت سے دریافت کیا۔ اے اللہ کے رسول ہم سمندر کا سفر کرتے ہیں۔ اور اپنے ساتھ تھوڑا سا میٹھا پانی لے لیتے ہیں۔ اگر ہم اس سے وضو کریں۔ تو پیاسے رہتے ہیں۔ کیا ہم سمندر کے پانی سے وضوء کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس کا پانی پاک ہے۔ اور اس میں مرنے والے جانور حلال ہیں[2]۔ مالک ترمذی ابوداؤد نسائی ابن ماجہ دارمی۔

۴۴۳۔ ابوزیدؓ عبداللہ بن مسعود سے روایت فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے جنوں کی رات

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کی مقدار پر شبہ کرنا بحث کا معقول طریقہ نہیں۔ حدیث کی سند پر بحث کا یہ مقام نہیں ہے۔ ائمہ حدیث نے اسے صحیح فرمایا ہے۔ یحیٰی بن معین نے اسے جید الاسناد کہا ہے۔ بیہقی نے کہا صحیح موصول ہے۔ دارقطنی، ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے ابن مندہ نے اسے علی شرط مسلم کہا ہے اس کی سند اور متن پر جس قدر اعتراضات کیے گئے ہیں سب مدفوع ہیں (عون المعبود ج ۱ صـ۲۴)۔ (اسم)

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] **بیر بضاعہ میں پانی کی مقدار:** بیر بضاعہ مشہور کنواں ہے۔ مدینہ منورہ میں اب بھی موجود ہے اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ پانی کی طہارت یا نجاست کا تعلق پانی کی مقدار سے متعلق ہے ظرف سے متعلق نہیں بعض حضرات اس کنوئیں کو جاری سمجھتے ہیں ابوداؤد فرماتے ہیں

سَئَلْتُ قَیِّمَ بِئْرِ بُضَاعَۃَ عَنْ عُمْقِھَا قَالَ اَکْثَرُ مَا یَکُوْنُ فِیْھَا الْمَاءُ اِلَی الْعَانَۃِ فَاِذَا نَقَصَ قَالَ دُوْنَ الْعَوْرَۃِ قَالَ اَبُوْدَاؤدَ قَدَّرْتُ اَنَا بِئْرَ بُضَاعَۃَ بِرِدَائِیْ مَدَدْتُّہٗ عَلَیْھَا ثُمَّ ذَرَعْتُہٗ فَاِذَا عَرْضُھَا سِتَّۃُ اَذْرُعٍ،

(ابوداؤد ج ۱ صـ۲۵) اس کنوئیں کی گہرائی قریباً کمر تک تھیں اور اس کا عرض چھ ہاتھ تھا اور اس کی بنائیں کبھی تبدیل نہیں ہوتی تھیں۔ (اسم)

[2] بیر بُضاعہ مدینہ منورہ کا ایک کنواں تھا۔ ایسی جگہ میں واقع تھا کہ دونالوں کی ڈھلوان اس طرف تھی جب بارش ہوتی تو ر باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَهُ لَيْلَةَ الْجِنِّ مَا فِي إِدَاوَتِكَ قَالَ قُلْتُ نَبِيذٌ قَالَ تَمْرَةٌ طَيِّبَةٌ وَمَاءٌ طَهُورٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَزَادَ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ أَبُو زَيْدٍ مَجْهُولٌ وَصَحَّ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ لَمْ أَكُنْ لَيْلَةَ الْجِنِّ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۴۴:- وَعَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَتْ تَحْتَ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَكَبَتْ لَهُ وَضُوءًا فَجَاءَتْ هِرَّةٌ تَشْرَبُ مِنْهُ فَأَصْغَى لَهَا الْإِنَاءَ حَتَّى شَرِبَتْ قَالَتْ كَبْشَةُ فَرَآنِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ أَتَعْجَبِينَ يَا ابْنَةَ أَخِي قَالَتْ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ إِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ

دریافت فرمایا۔ تمہاری چھاگل میں کیا ہے میں نے عرض کیا نبیذ ہے۔ آپ نے فرمایا کھجور بھی پاک اور پانی بھی پاک ہے۔ ابوداؤد۔ لیکن احمد اور ترمذی نے زیادہ کہا آپ نے اس سے وضو فرمایا۔ ترمذی فرماتے ہیں۔ ابوزید مجہول ہے۔ اور علقمہ سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔ لیلۃ الجن میں میں حضرت کے ساتھ نہ تھا۔ مسلم۔

۴۴۴۔ کبشہ رضؓ کعب بن مالک کی بیٹی اور ابوقتادہ کی اہلیہ فرماتی ہیں کہ ابوقتادہ اپنے گھر داخل ہوئے تو میں نے انہیں وضوء کے لیے پانی دیا۔ بلی آئی اور وہ اس سے پینے لگی۔ ابوقتادہ نے اس کے لیے برتن جھکا دیا۔ یہاں تک کہ اس نے سیر ہو کر پی لیا۔ کبشہ فرماتی ہیں۔ ابوقتادہ نے مجھے دیکھا۔ میں اسے تعجب سے دیکھ رہی تھی۔ فرمایا۔ میرے بھائی کی بیٹی تم تعجب کرتی ہو۔ میں نے کہا۔ ہاں فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یہ پلید نہیں۔ یہ تم پر پھرنے والے جانوروں سے ہیں۔[۱]

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) نالوں کے پانی کا رخ اس طرف ہوتا اور پانی کنویں میں آ گرتا۔ تو چونکہ جنگل میں مرداروں کے گوشت، گندے چیتھڑے اور گندگی وغیرہ ہوتی ہے وہ لازماً بہہ کر اس کنویں میں گرتی ہوگی تو اس مضمون کو سائل نے ان الفاظ سے تعبیر کیا کہ اس میں لوگ گندگی ڈالتے ہیں۔ ورنہ معاذاللہ مسلمان اتنے بداخلاق نہیں ہوتے کہ پینے کے پانی میں ایسی چیزیں ڈالیں تو چونکہ پانی طبعاً پاک ہے اور کنویں کا پانی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں آب کثیر ہے کہ وہ جاری بھی رہتا ہے اور زیادہ بھی ہوتا ہے تو آپ نے جواب دیا کہ پانی پاک ہے اس کو کوئی چیز پلید نہیں کر سکتی مگر جبکہ اس کا رنگ یا مزہ یا بو بدل جائے۔

[۳] دریا کے مردار سے کونسا جانور مراد ہے۔ دریا یا سمندر کا مردہ حلال ہے اس مردہ سے پانی کا وہ جانور مراد ہے جو پانی سے باہر نکلے تو مر جائے اور وہ صرف مچھلی ہے امام ابوحنیفہ کا یہی مذہب ہے اور امام شافعی کے نزدیک پانی کا جانور وہ ہے جو پانی میں زندہ رہ سکے تو اس تعریف کے مطابق امام شافعی کے نزدیک سب دریائی جانور حلال ہیں مثلاً مچھلی۔ آبی کتا۔ آبی سانپ آبی سور وغیرہ اگر آبی جانور پانی میں خود بخود مر جائے تو جب تک اس میں بدبو نہ پیدا ہو وہ حلال ہے۔

(باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَوِ الطَّوَّافَاتِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَاَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

۴۴۵ :۔ وَعَنْ دَاوٗدَ بْنِ صَالِحِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اُمِّهٖ اَنَّ مَوْلَاتَهَا اَرْسَلَتْهَا بِهَرِيْسَةٍ اِلٰى عَائِشَةَ قَالَتْ فَوَجَدْتُهَا تُصَلِّيْ فَاَشَارَتْ اِلَيَّ اَنْ ضَعِيْهَا فَجَاءَتْ هِرَّةٌ فَاَكَلَتْ مِنْهَا فَلَمَّا انْصَرَفَتْ عَائِشَةُ مِنْ صَلٰوتِهَا اَكَلَتْ مِنْ حَيْثُ اَكَلَتِ الْهِرَّةُ فَقَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ اِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ وَاِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّاُ بِفَضْلِهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۴۴۶ :۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَتَوَضَّاُ بِمَا اَفْضَلَتِ الْحُمُرُ قَالَ نَعَمْ وَبِمَا اَفْضَلَتِ السِّبَاعُ كُلُّهَا رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ۔

مالک احمد ترمذی ابوداؤد نسائی ابن ماجہ دارمی۔

۴۴۵۔ داؤد بن صالح بن دینار اپنی والدہ سے روایت فرماتے ہیں۔ کہ اس کی آزاد کنندہ نے اسے ہریس دیکر حضرت عائشہ کے پاس بھیجا۔ اور وہ نماز پڑھ رہی تھیں انہوں نے اشارے سے کہا کہ اسے رکھ دو۔ بلی آئی۔ اس نے کچھ حصہ کھا لیا۔ جب حضرت عائشہ نماز سے فارغ ہوئیں۔ تو جہاں سے بلی نے کھایا تھا۔ وہاں سے کھانا شروع کر دیا۔ اور فرمایا۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ پلید نہیں وہ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے۔

۴۴۶۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت سے پوچھا گیا۔ کیا ہم گدھے کے جوٹھے پانی سے وضوء کر لیں۔ فرمایا ہاں تمام درندوں کے جوٹھے پانی سے[1] بھی (شرح السنہ)

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) سلہ کیا نبیذ سے وضوء ہو سکتا ہے ؟ :۔ علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا ہے کہ علمائے سلف متفقہ طور پر اس حدیث کے ضعف کے قائل ہیں اور بفرض محال اگر یہ صحیح بھی ہو تو بھی یہ منسوخ ہے کیونکہ یہ واقعہ مکہ کا ہے اور آیت تیمم مدینہ میں نازل ہوئی جمہور نے کہا ہے کہ نبیذ سے وضو جائز نہیں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نبیذ سے وضو کے قائل تھے لیکن قاضی خاں نے اپنے فتاوی میں تصریح کی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے جمہور کے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا۔

سلہ بلی کا جوٹھا پاک ہے :۔ بلی کا جوٹھا پاک ہے یہ بطور استحسان ہے ورنہ اصول یہ ہے کہ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا جوٹھا پانی پاک ہے اور جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا ان کا جوٹھا پلید ہے اور اگر جنگل میں کسی چھوٹے تالاب پر درندے پانی پیتے ہوں تو آنکھ سے ان کو پانی پیتا دیکھے تو اس سے پینا منع ہے اگر خود نہ دیکھے تو پینا جائز ہے۔　(حاشیہ صفحہ ہذا)

سلہ گدھے کا جوٹھا ناپاک نہیں :۔ اصول یہ ہے کہ حرام جانوروں کا جھوٹا پانی بھی ناپاک ہے اور ان کا پسینہ بھی ناپاک ہے گدھا چونکہ پالتو جانور ہے اسے ہر وقت کسی نہ کسی برتن میں پانی بھی پلانا پڑتا ہے اس کے پسینے سے بچنا بھی بڑا (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۴۷- وَعَنْ اُمِّ هَانِیٍٔ قَالَتْ اِغْتَسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ وَمَيْمُوْنَةُ فِيْ قَصْعَةٍ فِيْهَا اَثَرُ الْعَجِيْنِ رَوَاهُ النَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۴۴۸- عَنْ يَحْيٰى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ اِنَّ عُمَرَ خَرَجَ فِيْ رَكْبٍ فِيْهِمْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ حَتّٰى وَرَدُوْا حَوْضًا فَقَالَ عَمْرٌو يَا صَاحِبَ الْحَوْضِ هَلْ تَرِدُ حَوْضَكَ السِّبَاعُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَا صَاحِبَ الْحَوْضِ لَا تُخْبِرْنَا فَاِنَّا نَرِدُ عَلَى السِّبَاعِ وَتَرِدُ عَلَيْنَا رَوَاهُ مَالِكٌ وَزَادَ رَزِيْنٌ قَالَ زَادَ بَعْضُ الرُّوَاةِ فِيْ قَوْلِ عُمَرَ وَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ

۴۴۷- ام ہانیؓ فرماتی ہیں۔ آنحضرت اور حضرت نے ایک بڑے پیالے میں غسل فرمایا۔ جس میں آٹے کے نشان[1] تھے (نسائی۔ ابن ماجہ۔)

دوسری فصل

۴۴۸- یحییٰ بن عبدالرحمٰنؒ فرماتے ہیں۔ حضرت عمر چند سواروں کے ساتھ سفر میں نکلے۔ ان میں عمرو بن عاصؓ بھی تھے۔ یہاں تک کہ یہ سب ایک حوض پر پہنچے۔ عمرو بن عاص نے حوض کے مالک سے پوچھا۔ کیا تمہارے حوض سے درندے بھی پانی پیتے ہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا۔ اے صاحب حوض یہ مت بتانا۔ ہم درندوں پر وارد ہوتے ہیں۔ اور وہ ہم پر وارد ہوتے ہیں۔ (یعنی ہم بلا تفتیش ایک دوسرے کا جوٹھا پیتے ہیں) مالک رزین نے زیادہ کہا۔ کہ بعض راویوں نے حضرت عمر کے قول میں اضافہ کیا۔ کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے۔ وہ اپنا حصہ اپنے پیٹ میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) مشکل ہے لہذا شریعت نے اس کے متعلق بھی یہ خاص رعایت دی ہے کہ اس کا جھوٹا پانی اور پسینہ پلید نہیں رکھا جیسا کہ اس سے پہلی حدیث میں بلی کے جھوٹے کو پاک رکھا ہے اور اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ یہ ہر وقت گھروں میں پھرنے والی ہے اس سے اشیاءِ خوردنی کو بچانا ناممکن ہے اگر اس کے منہ ڈالنے سے چیزیں پلید اور حرام ہونے لگیں تو انسان پر زندگی وبال بن جائے۔ ہاں۔ دوسرے درندوں کے متعلق جو فرمایا وہ جنگل کے بڑے تالابوں کے متعلق ہے جیسا کہ آگے کی دو حدیثوں سے معلوم ہو رہا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] پانی کی اصلیت پاک ہے:۔ اگر جنبی آدمی پانی لینے کی غرض سے کسی پانی میں ہاتھ ڈالے تو وہ پانی اس سے مستعمل نہیں ہو جائے گا اور اگر جنابت دور کرنے کی غرض سے پانی میں ہاتھ ڈالے تو پانی مستعمل نہیں ہو جائے گا۔ پانی خود بھی پاک ہے اور پلید چیزوں کو پاک کرنے والا بھی ہے۔ لیکن مستعمل پانی خود تو پاک ہے لیکن دوسری چیزوں کو پاک نہیں کرتا اور یہ تقسیم صرف تنزیہی طور پر ہے کہ اسے دوبارہ استعمال نہ کیا جائے ورنہ پہلے گذر چکا ہے کہ ان الماء لا یجنب (پانی پلید نہیں ہوتا) ہاں عورت اور مرد اکٹھے ایک ہی برتن سے پانی لیکر غسل کر لیں تو یہ جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ اس حدیث میں اور دوسری احادیث میں بھی اس کی تصریح (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَهَا مَا اَخَذَتْ فِیْ بُطُوْنِهَا وَمَا بَقِیَ فَهُوَ لَنَا طَهُوْرٌ وَشَرَابٌ۔

۴۴۹:۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْحِیَاضِ الَّتِیْ بَیْنَ مَکَّةَ وَالْمَدِیْنَةِ تَرِدُهَا السِّبَاعُ وَالْکِلَابُ وَالْحُمُرُ عَنِ الطُّهْرِ مِنْهَا فَقَالَ لَهَا مَا حَمَلَتْ فِیْ بُطُوْنِهَا وَلَنَا مَا غَبَرَ طَهُوْرٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

۴۵۰:۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَا تَغْتَسِلُوْا بِالْمَاءِ الْمُشَمَّسِ فَاِنَّهُ یُوْرِثُ الْبَرَصَ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِیُّ۔

لے گئے جو بچ گیا۔ وہ ہمارے لیے پاک ہے۔ اور پینے میں کار آمد ہے۔[1]

۴۴۹۔ ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت سے حوضوں کی بابت دریافت کیا گیا۔ جو مکہ اور مدینہ کے درمیان راستہ ہیں واقع ہیں۔ ان سے درندے کتے اور گدھے پیتے ہیں۔ کیا ان سے طہارت درست ہے۔ فرمایا وہ اپنا حصہ پیٹ میں لے گئے جو بچا ہے۔ ہمارے لیے پاک ہے۔ ابن ماجہ۔

۴۵۰۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ دھوپ کے گرم پانی سے وضو مت کرو۔ وہ برص پھلبہری پیدا کرتا ہے۔[2][3] دار قطنی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) آ رہی ہے۔ اللهم اغفر وارحم لکاتبه ولمن سعى فیه۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **ماکول اللحم جانوروں کا جوٹھا پاک ہے:۔** جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا جوٹھا پانی پاک ہے اور جو حرام ہیں ان کا جوٹھا پانی ناپاک ہے سوائے گدھے اور بلی کے بشرطیکہ برتن میں بھرا پانی تھوڑا ہو لیکن تالابوں وغیرہ کا پانی درندوں کے پینے سے بھی ناپاک نہیں ہوتا۔

[2] **دھوپ سے گرم پانی کا استعمال:۔** فاروق اعظم نے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ سورج کی دھوپ سے پانی گرم کر کے یا جو ویسے ہی گرم ہو چکا ہو یعنی دھوپ میں پڑا رہنے کی وجہ سے پہلے ہی گرم ہو تو اس سے وضو نہیں کرنا چاہئے۔ حضرت عمر کے اس قول کی سند متفقہ طور پر ضعیف ہے۔ لیکن اسی مضمون کا ایک قول حضرت عائشہ سے طبرانی نے نقل کیا ہے اس کی سند میں محمد بن مروان اسدی ہے وہ بھی متفقہ طور پر ضعیف ہے۔ امام شافعی حضرت عمر کے اس قول کو ایک اور سند سے بھی لائے ہیں اس کے راوی ثقہ ہیں۔ بہر حال اگر یہ قول ثابت بھی ہو جائے تو ایک صحابی کا اثر ہے۔ مرفوع حدیث نہیں ہے۔ اسی لیے امام مالک امام ابوحنیفہ اور امام احمد ایسے پانی کے استعمال کو مکروہ نہیں سمجھتے اور امام شافعی ایسے پانی کے استعمال کو مکروہ سمجھتے ہیں بہر حال ایسے پانی کے استعمال کی عادت اچھی نہیں ہے

[3] پانی اگر آگ سے گرم ہو تو اس کے استعمال میں نہ شرعاً حرج ہے نہ طبی طور پر کوئی نقصان اگر دھوپ سے گرم ہو کتب طب سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا استعمال مضر ہے اثر کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ نہی شرعاً نہیں بلکہ صحت کے نقطۂ نظر سے منع فرمایا ہے اس قسم کی عقلی اور تجربی روایات کو حکماً مرفوع بھی نہیں کہا جا سکتا۔ (راسم)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ تَطْهِيْرِ النَّجَاسَاتِ

پلیدی کو پاک کرنا

بعض چیزیں عادتاً پلید ہیں۔ معاشرہ ان کی نجاست پر متفق ہے۔ جیسے پیشاب پاخانہ خون بعض چیزوں کے متعلق شارع علیہ السلام نے حکم دیا ہے۔ کہ یہ پلید ہیں۔ جیسے شراب منی وغیرہ منی میں عادتاً اس قدر تنفر پایا جاتا ہے۔ اور اس استقذار کو شارع علیہ السلام نے بھی ملحوظ رکھا ہے۔ اس لیے اسے دھونے کا حکم فرمایا ہے۔ ان چیزوں میں سے کپڑے یا بدن پر اگر کوئی چیز لگ جائے۔ تو اسے دھو دینا چاہیئے۔ اس کے جرم کا دور ہونا طہارت ہے۔ اس کی مختلف صورتیں شارع نے بیان ہیں۔

پیشاب پاخانہ اس قدر دھویا جائے۔ کہ کپڑے وغیرہ پر اس کا کوئی نشان باقی نہ رہے۔ منی کا جرم خشک اور موٹا ہو تو اسے اتار دینا چاہیئے۔ بعض ائمہ اسے کافی سمجھتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ اتارنے کے بعد اسے دھو دیا جائے۔ خون کی بھی یہی صورت ہے اگر زمین کو پاک کرنا مقصود ہو تو اس کی ایک صورت یہ ہے۔ کہ اس پر بہت سا پانی ڈال کر نجاست کا ازالہ کر دیا جائے۔ چمڑے یا جوتوں کو زمین پر رگڑ دینا ہی کافی ہے۔

چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ مٹی لگا کر خشک کر دیا جائے۔ تو بھی پاک ہو جاتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۴۵۱: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا شَرِبَ الْکَلْبُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِکُمْ فَلْیَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ طُهُوْرُ اِنَاءِ اَحَدِکُمْ اِذَا وَلَغَ فِیْهِ الْکَلْبُ اَنْ یَّغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ اُوْلٰهُنَّ بِالتُّرَابِ۔

۴۵۲: وَعَنْهُ قَالَ قَامَ اَعْرَابِیٌّ فَبَالَ فِی الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَهُ النَّاسُ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهُ وَهَرِیْقُوْا عَلٰی بَوْلِهٖ سَجْلًا مِّنْ مَّاءٍ اَوْ ذَنُوْبًا مِّنْ مَّاءٍ فَاِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُیَسِّرِیْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِیْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۴۵۳: وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ فِی الْمَسْجِدِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ فَقَامَ یَبُوْلُ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَهْ مَهْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزْرِمُوْهُ دَعُوْهُ فَتَرَکُوْهُ حَتّٰی بَالَ ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَعَاهُ

پہلی فصل

۴۵۱- ابوہریرہؓ سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا۔ جب کتا تمہارے برتن میں پی لے۔ تو اس برتن کو سات دفعہ دھونا چاہیئے۔ بخاری مسلم۔ مسلم کی روایت میں ہے۔ جب کتا تمہارے برتن چاٹ جائے تو وہ سات دفعہ دھونے سے پاک ہوگا۔ پہلی دفعہ مٹی[1] سے دھویا جائے۔

۴۵۲- ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ ایک بدو نے مسجد میں کھڑے ہو کر پیشاب کر دیا۔ لوگوں نے اسے پکڑ لیا۔ آپ نے فرمایا۔ اسے چھوڑ دو۔ اور اس کے پیشاب پر پانی کا ایک ڈول ڈال دو۔ (راوی کو شک ہے۔ کہ آنحضرت نے سجلا فرمایا یا ذنوبا فرمایا) کیونکہ تم آسانی کے لیے بھیجے گئے ہو۔ مشکل میں ڈالنے کے لیے نہیں بھیجے گئے (بخاری مسلم)

۴۵۳- حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ ہم کسی وقت مسجد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ ایک بدو آیا۔ اس نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ صحابہ نے اسے بار بار روکا۔ آنحضرت نے فرمایا اسے چھوڑ دو مت روکو۔ صحابہ نے اسے چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ وہ پیشاب سے فارغ ہو گیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلا کر فرمایا۔ یہ

---

[1] کتے کے جوٹھے برتن کو پاک کرنا۔ اس کو ترمذی کے سوا ایک جماعت نے روایت کیا ہے اور اسی مضمون کی ایک حدیث بخاری اور ترمذی کے سوا ایک جماعت نے عبداللہ بن مغفل سے بھی روایت کی ہے۔ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ اگر کتا کسی برتن میں سے پانی وغیرہ یا کھانا چاٹ جائے تو برتن کو سات مرتبہ دھونا چاہیئے اور پہلی بار مٹی سے اس کو مانجھ لینا چاہیئے تینوں امام اس پر متفق ہیں اور حنفیہ نہ تو سات مرتبہ دھونے کے قائل ہیں اور نہ مٹی سے مانجھنے کے وہ اس کے مقابل حضرت ابوہریرہ کا ایک اثر نقل کرتے ہیں (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَقَالَ لَہٗ اِنَّ ھٰذِہِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَیْءٍ مِّنْ ھٰذَا الْبَوْلِ وَالْقَذَرِ وَاِنَّمَا ھِیَ لِذِکْرِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃِ وَقِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ اَوْکَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاَمَرَ رَجُلًا مِّنَ الْقَوْمِ فَجَاءَ بِدَلْوٍ مِّنْ مَّاءٍ فَشَنَّہٗ عَلَیْہِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۴۵۴ :- وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ سَاَلَتْ اِمْرَاَۃٌ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَاَیْتَ اِحْدَانَا اِذَا اَصَابَ ثَوْبَھَا الدَّمُ مِنَ الْحَیْضَۃِ کَیْفَ تَصْنَعُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَصَابَ ثَوْبَ اِحْدَاکُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَیْضَۃِ فَلْتَقْرُصْہُ ثُمَّ لِتَنْضَحْہُ بِمَاءٍ ثُمَّ لِتُصَلِّ فِیْہِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

یہ مسجدیں پیشاب اور گندگی کے لیے مناسب جگہ نہیں۔ یہ اللہ کے ذکر نماز اور قرآن پڑھنے کے لیے بنائی گئی ہیں۔ یا اور اسی قسم کے کلمات فرمائے۔ اور جماعت سے ایک آدمی کو حکم فرمایا۔ وہ پانی کا ڈول لے آیا۔ وہ اس پر ڈال دیا۔[1] بخاری مسلم۔

۴۵۴۔ اسماء بنت ابی بکرؓ نے فرمایا۔ ایک عورت نے آنحضرت سے سوال کیا۔ کہ حضرت جب ہم میں سے کسی کے کپڑے کو خون لگ جائے۔ تو وہ کیا کرے۔ فرمایا جب تمہارے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے۔ تو اسے مل دے۔ پھر دھو دے۔ پھر اس میں نماز پڑھے۔[2] بخاری مسلم۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کہ آپ نے فرمایا کتے کے جوٹھے برتن کو تین مرتبہ دھونا چاہیئے یہ قول صحیح اور مرفوع حدیث کا مقابل نہیں ہو سکتا علاوہ ازیں ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت ابوہریرہ نے سات مرتبہ دھونے کا فتوی دیا ہے (نیل) (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **زمین پاک کرنے کا طریقہ**:- اس حدیث کو ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے حدیث میں اس پر دلالت ہے کہ اگر زمین پر سیال پلیدی ہو تو اس پر پانی بہا دینے سے زمین پاک ہو جاتی ہے۔ حنفیہ نے کہا ہے کہ مٹی کو کھود کر باہر پھینک دینا چاہیئے لیکن اس کی کوئی دلیل نہیں ہے اور اس کی دلیل میں جو الفاظ نقل کیے گئے ہیں کہ آپ نے اس کو کھود دینے کا حکم دیا امام ابوحاتم نے کہا ہے کہ اس کا کوئی اصل نہیں ہے اور پانی بہا دینے سے جو پلیدی پھیل جائے گی اگر اس سے پانی کا رنگ یا بو یا مزہ نہ بدلے گا تو اس پانی کے چھینٹے پڑنے سے نہ کپڑا پلید ہوگا اور نہ جسم۔

[2] **کپڑا پاک کرنے کا طریقہ**:- اس حدیث کو جماعت نے ذکر کیا ہے۔ حدیث میں اس پر دلالت ہے کہ نجاستیں صرف پانی کے ساتھ زائل ہوتی ہیں اور جمہور کا یہی مذہب ہے اور امام ابوحنیفہ اور ابویوسف نے کہا ہے کہ ہر سیال چیز سے نجاستیں دور ہو جاتی ہیں اور اس کی کوئی دلیل نہیں اگر پلید کپڑے کو پانی سے دھویا اور اس پلیدی کا نشان نہ گیا تو کوئی حرج نہیں ہے کپڑا پاک ہو گیا اگرچہ کپڑا ابھی گیلا ہو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۵۵:۔ وَعَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَۃَ عَنِ الْمَنِیِّ یُصِیْبُ الثَّوْبَ فَقَالَتْ
کُنْتُ اَغْسِلُہٗ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَخْرُجُ اِلَی الصَّلٰوۃِ وَاَثَرُ
الْغَسْلِ فِیْ ثَوْبِہٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۴۵۶:۔ وَعَنِ الْاَسْوَدِ وَھَمَّامٍ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کُنْتُ اَفْرُکُ الْمَنِیَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَبِرِوَایَۃِ عَلْقَمَۃَ وَالْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَۃَ نَحْوَہٗ
وَفِیْہِ ثُمَّ یُصَلِّیْ فِیْہِ۔

۴۵۷:۔ وَعَنْ اُمِّ قَیْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ اَنَّھَا اَتَتْ بِابْنٍ لَّھَا صَغِیْرٍ لَّمْ یَاْکُلِ الطَّعَامَ اِلٰی
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَجْلَسَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجْرِہٖ فَبَالَ
عَلٰی ثَوْبِہٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَہٗ وَلَمْ یَغْسِلْہُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۴۵۵۔ سلیمان بن یسارؒ نے فرمایا۔ میں نے حضرت عائشہ سے منی کی بابت دریافت کیا۔ جب وہ کپڑے پر لگ جائے حضرت عائشہ
نے فرمایا۔ میں اسے آپ کے کپڑے سے دھویا کرتی تھی۔ آپ نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔ اور دھونے کے نشان کپڑے میں
موجود ہوتے۔[۱] بخاری مسلم۔

۴۵۶۔ اسود اور ھمام آنحضرت سے روایت فرماتے ہیں۔ میں حضرت کے کپڑے سے منی کو کرید دیتی تھی۔ مسلم۔ علقمہ اور
اسود حضرت عائشہ سے اسی طرح روایت فرماتے ہیں۔ اور اس میں یہ لفظ ہیں۔ پھر آپ اس میں نماز پڑھتے۔

۴۵۷۔ ام قیسؓ محصن کی بیٹی اپنا چھوٹا لڑکا لے کر آنحضرت کی خدمت میں آئی۔ جو ابھی کھاتا نہیں تھا۔ آپ نے اسے گود میں بٹھا
لیا۔ اس نے حضرت کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا۔ آپ نے پانی منگا کر اس پر چھڑک دیا۔ اور دھونے کی ضرورت نہ سمجھی[۲] بخاری مسلم۔

۱؎ منی کی پلیدی تنزیہی ہے :۔ اس حدیث کو جماعت نے ذکر کیا ہے اس چیز میں اختلاف ہے کہ منی اصل میں پاک ہے
یا پلید۔ بعض کہتے ہیں کہ بلغم کی تھوک اور ناک کے سینڈھ کی طرح یہ ایک گندگی ضرور ہے لیکن پلید نہیں اس کو دھونا نظافت کے لیے
ہے کیونکہ یہ انسانوں کا اصل ہے جس میں انبیاء اور اولیاء بھی شامل ہیں تو اس کو اگر پلید سمجھ لیا جائے تو انسان کی اصل پلید ٹھہرے
گی اور دوسرے فریق نے ان حدیثوں سے استدلال کیا ہے جن میں منی کے دھونے کا ذکر آیا ہے اور پہلے فریق نے ان احادیث سے
استدلال کیا ہے جن میں منی کو کھرچ دینے کا ذکر آیا ہے۔ علامہ شوکانی نے فریقین کے دلائل پر بحث کی ہے اور فیصلہ یہ دیا ہے کہ
منی کے پلید ہونے کو ترجیح ہے لیکن اس کو کھرچ دینے سے کپڑا ضرور پاک ہو جائے گا۔ اگر منی خشک ہو تو کھرچ دینا کافی ہے اور اگر
تر ہو یا رقیق ہو جو کپڑے میں سرایت کر چکی ہو تو اس کو دھونا چاہئے۔ بعض نے کہا ہے کہ دھونا بہر حال افضل ہے۔

۲؎ دودھ پیتا لڑکا پیشاب کرے تو کیا کرے :۔ اس حدیث کو جماعت نے روایت کیا ہے۔ احمد۔ ترمذی (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۵۸ :- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۵۹ :- وَعَنْهُ قَالَ تُصُدِّقَ عَلٰى مَوْلَاةٍ لِمَيْمُوْنَةَ بِشَاةٍ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَّا أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا فَدَبَغْتُمُوْهُ فَانْتَفَعْتُمْ بِهٖ فَقَالُوْا إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ إِنَّمَا حُرِمَ أَكْلُهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۶۰ :- وَعَنْ سَوْدَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَاتَتْ لَنَا شَاةٌ فَدَبَغْنَا مَسْكَهَا ثُمَّ مَا زِلْنَا نَنْبِذُ فِيْهِ حَتّٰى صَارَ شَنًّا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۴۵۸- ابن عباسؓ نے فرمایا۔ میں نے آنحضرت سے سنا۔ چمڑا رنگ دیا جائے۔ تو پاک ہو جاتا ہے[لے]۔ مسلم۔

۴۵۹- ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ حضرت میمونہ کی لونڈی کو ایک بکری بطور صدقہ دی گئی اور وہ بکری مرگئی۔ آنحضرت وہاں سے گذرے اور فرمایا تم اس کا چمڑا اتار کر رنگ لیتے۔ اور اس سے فائدہ اٹھاتے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یہ تو مردار ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ صرف اس کا کھانا حرام ہے بخاری مسلم۔

۴۶۰- حضرت سودہؓ آنحضرت کے حرم محترم سے مروی ہے۔ فرمایا۔ ہماری ایک بکری مرگئی۔ ہم نے اس کا چمڑا رنگ لیا۔ ہم اس میں ہمیشہ نبیذ ڈالتے رہے یہاں تک کہ وہ پرانی ہوگئی۔ بخاری۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت علی سے بسند حسن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ چھوٹے دودھ پینے والے لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑک دیا جائے اور لڑکی کے پیشاب کو دھویا جائے اور اسی طرح لبابہ بنت حارث کی حدیث میں بھی آیا ہے کہ لڑکی کے پیشاب کو دھویا جائے اور لڑکے کے پیشاب پر پانی کے چھینٹے دیئے جائیں لیکن یہ فرق جب تک ہے کہ بچہ روٹی نہ کھاتا ہو جب روٹی کھانے لگے تو پھر لڑکی اور لڑکے کے پیشاب میں فرق نہیں ہے تینوں اماموں کا یہی مذہب ہے لیکن حنفیہ لڑکے کے پیشاب کو بھی دھونے کے قائل ہیں اور یہ حدیثیں ان کے خلاف حجت ہیں۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

لے **جانوروں کے چمڑہ کی پاکیزگی** :- حلال جانور کا چمڑہ جس کو اللہ کا نام لیکر ذبح کیا گیا ہو ہر حالت میں پاک ہے خواہ کچا ہو خواہ رنگا ہوا۔ حلال جانور جو مرگیا ہو اسکا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے پھر دباغت (رنگ) کی دو قسمیں ہیں ایک تو سورج سے خشک کیا ہوا اور دوسرا چونے اور کیکر کی چھال سے رنگا ہوا۔ پہلی قسم کا چمڑا جب تک خشک رہے گا پاک ہے جب تر ہو جائے گا یعنی بھیگ جائے گا تو اس میں پلیدی پھر عود کر آئے گی اور دوسری قسم کا چمڑا بھیگنے سے بھی پاک ہی رہے گا پلید نہیں ہوگا۔ حنفیہ کے نزدیک خنزیر اور آدمی کا چمڑا رنگنے سے بھی پاک نہیں ہوتا اور شافعیہ نے کتے کو بھی اس میں شامل کیا ہے۔ حنفیہ کتے کا چمڑا رنگا ہوا پاک سمجھتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۴۶۱: عَنْ لُبَابَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ كَانَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ فِي حَجْرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ فَقُلْتُ الْبَسْ ثَوْبًا وَأَعْطِنِي إِزَارَكَ حَتَّى أَغْسِلَهُ قَالَ إِنَّمَا يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْأُنْثَى وَيُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الذَّكَرِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِي رِوَايَةٍ لِأَبِي دَاوُدَ وَالنَّسَائِيِّ عَنْ أَبِي السَّمْحِ قَالَ يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْجَارِيَةِ وَيُرَشُّ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ۔

۴۶۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَطِئَ أَحَدُكُمْ بِنَعْلِهِ الْأَذَى فَإِنَّ التُّرَابَ لَهُ طَهُورٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَلِابْنِ مَاجَةَ مَعْنَاهُ۔

۴۶۳: وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ لَهَا امْرَأَةٌ إِنِّي أُطِيلُ ذَيْلِي وَأَمْشِي فِي الْمَكَانِ الْقَذِرِ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطَهِّرُهُ مَا بَعْدَهُ رَوَاهُ مَالِكٌ وَأَحْمَدُ وَ

دوسری فصل

۴۶۱۔ لُبابہؓ بنت حارث نے فرمایا۔ حضرت حسین نبی کریم کی گود میں تھے۔ انہوں نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ میں نے عرض کیا آپ دوسرا کپڑا پہن کر تہبند مجھے دے دیں۔ میں اسے دھو ڈالوں۔ فرمایا۔ لڑکی کا پیشاب دھویا جاتا ہے۔ اور لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑک دیا جاتا ہے۔ (احمد ابوداؤد۔

۴۶۲۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا جب تم سے کوئی اپنے جوتے سے گندگی کو لتاڑے تو اس[1] کی طہارت مٹی سے ہوگی۔ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ بالمعنی)

۴۶۳۔ حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا۔ مجھے ایک عورت نے کہا۔ میں اپنا دامن بہت لمبا رکھتی ہوں۔ اور گندی جگہوں میں چلنا ہوتا ہے ام سلمہ فرماتی ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اس کے بعد کی جگہ اسے پاک کر دیتی ہے[2] (مالک۔ احمد۔ ترمذی

۱؎ **جوتے کو پاک کرنے کا طریقہ:۔** حافظ ابن حجر نے کہا اس کی سند حسن ہے اس حدیث کو حاکم بیہقی اور بزار نے بھی روایت کیا ہے اور اس مضمون میں احمد نے ابوسعید سے اور حاکم نے انس سے بھی روایت کی ہے۔ ان حدیثوں سے پتہ چلتا ہے کہ جوتے کو اگر پلیدی لگی ہوئی ہو تو اسے دھونے کی ضرورت نہیں بلکہ اس کو زمین پر رگڑ دینا کافی ہے امام ابوحنیفہ اور احمد اسی کے قائل ہیں۔

۲؎ **تہبند کو کیچڑ وغیرہ گندگی سے پاک کرنا:۔** اس عورت کا نام حمیدہ تھا۔ اس حدیث کو ابن شیبہ اور شافعی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ کہ اگر گندی جگہ سے عورت گذرے تہبند کو گندگی لگ جائے پھر اس کے بعد پاک جگہ پر بھی وہ چلے اور تہبند کو پاک مٹی بھی لگ جائے تو خشک ہونے پر اس کپڑے سے اگر مٹی کو جھاڑ دیا جائے تو وہ کپڑا پاک ہوگا اس کو دھونے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس میں (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاؤُدَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ الْمَرْأَةُ أُمُّ وَلَدٍ لِإِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ۔

۴۶۴:۔ وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ جُلُوْدِ السِّبَاعِ وَالرُّكُوْبِ عَلَيْهَا رَوَاهُ أَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

۴۶۵:۔ وَعَنْ أَبِي الْمَلِيْحِ ابْنِ أُسَامَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ جُلُوْدِ السِّبَاعِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَزَادَ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ أَنْ تُفْتَرَشَ۔

۴۶۶:۔ وَعَنْ أَبِي الْمَلِيْحِ أَنَّهُ كَرِهَ ثَمَنَ جُلُوْدِ السِّبَاعِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۴۶۷:۔ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ قَالَ أَتَانَا كِتَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا

ابوداؤد۔ دارمی۔ دارمی نے کہا یہ عورت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف کی ام ولد تھی۔

۴۶۴۔ مقدام بن معدی کرب نے فرمایا۔ آں حضرت نے درندوں کے چمڑے پہننے اور ان پر سوار ہونے سے منع[1] فرمایا ہے۔

۴۶۵۔ ابوالملیح بن اسامہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے درندوں کے چمڑے کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔ (احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ لیکن ترمذی اور دارمی نے زیادہ فرمایا کہ ان کا فرش نہ بنایا جائے۔

۴۶۶۔ ابوالملیح درندوں کے چمڑے کی قیمت کو مکروہ سمجھتے تھے۔ (بیاض) (ترمذی)

۴۶۷۔ عبداللہ بن عکیم نے فرمایا۔ ہمارے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خط آیا۔ کہ مردار کے چمڑے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) عورتوں کو بہت زیادہ تکلیف ہوگی۔ اس لیے شریعت نے اس کو معاف کر دیا ہے۔ یاد رہے کہ یہ اس گندگی کے متعلق ہے جو عورت کے تہبند کو ٹخنوں سے نیچے بالشت بھر تہبند لٹکانے کی وجہ سے لگ جائے۔ عام گندگی کے متعلق نہیں ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **درندوں کے چمڑے کا استعمال منع ہے**:۔ درندوں کے چمڑوں کے متعلق یہاں تین حدیثیں لائی گئی ہیں۔ مقدام بن معدیکرب کی سند میں بقیہ بن ولید ہے اس میں گفتگو مشہور ہے ابوالملیح کی حدیث مرسل ہے اور اس کا اثر صحیح ہے۔ ان حدیثوں کا یہ مطلب نہیں ہے کہ درندوں کے چمڑے دباغت سے پاک نہیں ہوتے۔ پاک تو ہو جاتے ہیں لیکن ان کا استعمال منع ہے جیسا کہ سونے چاندی کے برتن پلید نہیں لیکن ان کو استعمال کرنا ان میں کھانا پینا منع ہے۔ اسی طرح درندوں کے چمڑوں کو پہننا یا ان کو بچھا کر ان کے اوپر بیٹھنا یا زین پر لگا کر اوپر سواری کرنا منع ہے کیونکہ یہ متکبرین کی عادت تھی۔ اس سے فخر اور غرور کرنا اور نمائش کرنا مقصود ہوتا تھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَنْتَفِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَّلَا عَصَبٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

۴۶۸:۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَنْ يُّسْتَمْتَعَ بِجُلُوْدِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَتْ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّأَبُوْدَاوُدَ۔

۴۶۹:۔ وَعَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَ مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِجَالٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يَجُرُّوْنَ شَاةً لَّهُمْ مِثْلَ الْحِمَارِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا قَالُوْا إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطَهِّرُهَا الْمَاءُ وَالْقَرَظُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوُدَ۔

۴۷۰:۔ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ فِيْ

اور اس کے پٹھوں سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا جائے۔[۱] (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

۴۶۸۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے حکم فرمایا کہ مردار کا چمڑا رنگ کر اس سے فائدہ اٹھایا جائے (مالک ابوداؤد)

۴۶۹۔ حضرت میمونہؓ نے فرمایا۔ آنحضرت کے پاس سے قریش کے کچھ آدمی گذرے۔ وہ گدھے کے برابر ایک بکری کو کھینچ لے جا رہے تھے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اگر تم اس کا چمڑا اتار لیتے۔ لوگوں نے کہا۔ حضرت یہ تو مردار ہے۔ فرمایا پانی اور کیکر کے سکڑے اسے پاک کر دیتے ہیں احمد ابوداؤد)

۴۷۰۔ سلمہ بن محبق سے مروی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں ایک گھر والوں کے پاس آئے۔ اچانک

---

[۱] مردار کے چمڑے کا استعمال:۔ عبداللہ بن عکیم کی حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مردار کے چمڑے اور پٹھے سے فائدہ اٹھانا منع ہے۔ بعض نے اس میں یہ شرط لگائی ہے کہ دباغت سے پہلے ان سے فائدہ اٹھانا منع ہے اور اگر یہ شرط نہ کی جائے تو یہ حدیث صحیح حدیثوں کے معارض نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ حدیث مرسل ہے اور مضطرب بھی صحیح۔ یہی ہے کہ دباغت کے بعد مردار کے چمڑہ اور پٹھوں سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے جیسا کہ دوسری احادیث سے صراحتاً معلوم ہوتا ہے۔

[۲] دباغت سے پہلے مردار کا چمڑا فروخت کرنا یا استعمال کرنا منع ہے۔ دباغت کے بعد جائز ہے۔ اگر کوئی حیوان مر جائے اور ابھی اس کے جسم سے چمڑا نہ اتارا گیا ہو تو اسے کسی غیر مسلم کے ہاتھ فروخت کر سکتا ہے یہ جو ممانعت ہے وہ اس صورت میں ہے کہ خریدار کو معلوم ہی نہ ہو کہ یہ چمڑا مردار کا ہے یا ذبح کیے ہوئے جانور کا۔ مردار کا چمڑا جب رنگ لیا جائے یا اسے دھوپ میں خشک کر لیا جائے تو پھر بھی بہتر یہ ہے کہ اس میں خشک چیزیں رکھی جائیں۔ پانی وغیرہ کے لیے اس کی مشک نہ بنائے لیکن یہ استحباباً ہے اور پھر یہ حدیث بھی معلول ہے۔ (راسم)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غَزْوَةِ تَبُوْكَ عَلٰی اَهْلِ بَيْتٍ فَاِذَا قِرْبَةٌ مُّعَلَّقَةٌ فَسَاَلَ الْمَاءَ فَقَالُوْا لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ دِبَاغُهَا طُهُوْرُهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۴۷۱: عَنِ امْرَاَةٍ مِّنْ بَنِيْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لَنَا طَرِيْقًا اِلَى الْمَسْجِدِ مُنْتِنَةً فَكَيْفَ نَفْعَلُ اِذَا مُطِرْنَا قَالَتْ فَقَالَ اَلَيْسَ بَعْدَهَا طَرِيْقٌ هِيَ اَطْيَبُ مِنْهَا قُلْتُ بَلٰی قَالَ فَهٰذِهٖ بِهٰذِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۴۷۲: وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَتَوَضَّاُ مِنَ الْمَوْطِئِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

وہاں ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا۔ آپ نے ان سے پانی مانگا۔ لوگوں نے کہا یہ تو مردار ہے۔ فرمایا اس کا رنگ ہی اس کی پاکیزگی ہے۔[1] (احمد ابوداؤد)

تیسری فصل

۴۷۱۔ قبیلہ بنی الاشہل کی ایک عورت نے کہا میں نے عرض کیا۔ حضرت ہمارا مسجد کی طرف راستہ گندا ہے۔ بارش کے دنوں میں ہم کیا کریں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا اس کے بعد صاف اور ستھرا رستہ نہیں۔ فرمایا ہاں۔ فرمایا یہ اس کے عوض ہے۔ (ابوداؤد)

۴۷۲۔ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا۔ ہم آنحضرت کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے۔ گندگی لتاڑنے سے ہم وضوء نہیں کرتے تھے۔[2] (ترمذی)

---

[1] مردار کا چمڑا رنگنے سے پاک ہوجاتا ہے:۔ اس حدیث کو احمد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ دار قطنی نے کہا اس کی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ امام نووی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے حضرت سلمہ بن مُحبّق اور میمونہ کی دونوں حدیثوں کو امام نووی نے حسن کہا ہے۔ مردار کا چمڑا رنگ دینے سے بالاتفاق سب کے نزدیک پاک ہوجاتا ہے اس کو ہر طرح استعمال کیا جاسکتا ہے صرف امام مالک یہ کہتے ہیں کہ مردار کا چمڑا رنگ دینے سے پاک تو ہوجاتا ہے لیکن اس میں سیال چیزیں نہ ڈالی جائیں مثلاً پانی، شربت سرکہ وغیرہ اور خشک چیزوں میں بے کھٹکے استعمال کرسکتے ہیں۔

[2] پاؤں میں گندگی لگے تو کیا کرے:۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی باوضو ہو اور ننگے پاؤں سے مسجد میں آجائے تو اس کو پاؤں دھونے کی ضرورت نہیں بشرطیکہ کوئی حسی نجاست لگی ہوئی نظر نہ آئے۔ اگر نجاست خشک ہو اور جرم دار ہو تو بالاتفاق زمین پر رگڑنے سے پاک ہوجاتی ہے اگر نجاست جرم دار ہو اور تر ہو تو بھی قریباً بالاتفاق رگڑنے سے پاک ہوجاتی ہے اور اگر نجاست سیال (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۷۳ :۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَتِ الْكِلَابُ تُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي الْمَسْجِدِ فِي زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرُشُّوْنَ شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۴۷۴ :۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا بَأْسَ بِبَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهٗ وَفِي رِوَايَةِ جَابِرٍ قَالَ مَا أُكِلَ لَحْمُهٗ فَلَا بَأْسَ بِبَوْلِهٖ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالدَّارَقُطْنِيُّ۔

۴۷۳۔ عبداللہ بن عمر نے فرمایا۔ آنحضرت کے زمانہ میں کتے مسجد نبوی میں آتے جاتے تھے اور پانی وغیرہ نہیں چھڑکتے تھے۔[1] (بخاری)

۴۷۴۔ حضرت براءؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ماکول اللحم کے پیشاب میں کوئی حرج نہیں۔ ایک روایت میں حضرت جابر سے مروی ہے۔ جس جانور کا گوشت کھایا جائے۔ اس کے بول میں کوئی حرج نہیں۔[2] (احمد دار قطنی)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہو مثلاً پیشاب یا شراب وغیرہ تو صرف دھونے سے پاک ہوتی ہے۔ اس حدیث کو حاکم نے صحیح کہا ہے اور طبرانی نے بھی اسکو روایت کیا ہے ہیثمی نے کہا اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اس سے پہلی حدیث جو ایک انصاری عورت سے مروی ہے صحیح ہے کیونکہ صحابی کی جہالت میں حدیث کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اور عبداللہ بن مسعود کی حدیث بھی پہلی دو حدیثوں کو تقویت دیتی ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **زمین کی پاکیزگی**۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اس میں دلیل ہے کہ زمین پر اگر نجاست گرے اور سورج یا ہوا سے خشک ہو جائے اور اس نجاست کا اثر جاتا رہے تو زمین پاک ہو جاتی ہے بشرطیکہ ظاہری نجاست نہ ہو۔ (راسم)

[2] **ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب پاک ہے**۔ اس حدیث کی سند میں عمرو بن حُصَین عُقَیلی اور یحییٰ بن علا ابوالعمر والبجلی دونوں ضعیف ہیں یہ حدیث خود تو احتجاج کے قابل نہیں لیکن اس کی تائید اس حدیث سے ہو جاتی ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عُکَل اور عُرَینہ کے بعض آدمیوں کو کہا تھا کہ اونٹوں کا دودھ اور پیشاب ملا کر پئیں کیونکہ وہ استسقاء کے مریض تھے۔ اور حرام اور ناپاک چیز علاج میں بھی کھانا درست نہیں ہے۔ لہذا امام مالک امام احمد اور حنفیہ میں سے امام محمد اور بعض شافعیہ نے کہا ہے کہ جن جانوروں کا گوشت کھانا جائز ہے ان کا پیشاب پاک ہے۔ پلید نہیں ہے اور باقی ائمہ نے اس کو نجاست خفیفہ (ہلکی نجاست) شمار کیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

موزوں پر مسح کا بیان

۱۔ وضوء کا مقصد ظاہری اعضاء کی تطہیر ہے۔ جو اعضاء ننگے رہیں۔ ان پر میل کچیل کا امکان ہوتا ہے ان کا دھونا ضروری ہے۔ پاؤں پر موزے اور جراب پہننے کا رواج عرب میں عام تھا۔ آج کل بھی جراب کثرت سے پہنا جاتا ہے۔ اس لیے اعضاء میں خفا اور پوشیدگی ہو جاتی ہے۔ اور معلوم ہے۔ کہ اعضاء باطنہ کا دھونا شرعاً وضوء میں ضروری نہیں ہے۔ جوراب اور موزوں کے استعمال سے پاؤں باطنی اعضاء سے مشابہہ ہو جاتا ہے اس لیے اس پر مسح کی اجازت شریعت کے بالکل موافق ہے۔

۲۔ پہننے اور اتارنے کی تکلیف کے پیش نظر ۲۴ گھنٹے حضر میں تین دن اور رات سفر میں مسح کی اجازت دی بعض اہل علم نے جوراب کے موٹے پتلے ہونے کو بھی مسح کے جواز اور عدم جواز میں موثر سمجھا ہے اتارنے اور پہننے کی تکلیف مسح کی اجازت میں صحیح اثر انداز معلوم ہوتی ہے۔ دولابی نے الاسماء والکنیٰ ۱: ۱۸۱ میں ذکر فرمایا ہے۔ حَدَّثَنَا الْاَزْرَقُ بْنُ قَيْسٍ رَأَيْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اَحْدَثَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ عَلٰى جَوْرَبَيْنِ مِنْ صُوْفٍ فَقُلْتُ اَتَمْسَحُ عَلَيْهِمَا فَقَالَ اِنَّهُمَا خُفَّانِ وَلٰكِنَّهُمَا مِنْ صُوْفٍ وَهٰذَا اِسْنَادٌ جَيِّدٌ۔

(ترمذی مطبوعہ مصر حاشیہ احمد شاکر) اس میں حضرت انس نے صوف کی جرابوں کو یعنی موزہ سے تعبیر فرمایا ہے۔

۳۔ مسح کے لیے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ جوراب یا موزہ وضو کر کے پہنا جائے۔ گویا ان کی طہارت محفوظ ہے۔ اور ظاہر گندگی پاؤں پر اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ اگر بلا وضوء استعمال کیا جائے تو مسح درست نہیں ہوتا۔

۴۔ مسح موزہ کے اوپر کیا جائے گا۔ اور یہ مسح غسل کے قائم مقام ہوگا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ اگر دین انسانی رائے پر مبنی ہوتا۔ تو مسح موزوں کے نیچے مشروع ہوتا۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے فرمایا۔ عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ مسح اوپر کی جانب کیا جائے۔ کیونکہ موزہ کی نچلی جانب میل اور گندگی سے متاثر ہو سکتی ہے۔ لیکن حضرت نہیں چاہتے تھے کہ دین عقل پرستوں کے مباحث کا آماجگاہ بنے۔

۵۔ صحابہ سے حضرت علیؓ۔ ابن مسعودؓ۔ براء بن عازبؓ۔ انس بن مالکؓ۔ ابو امامہؓ۔ سہیل بن سعدؓ۔ عمرو بن حریثؓ۔ حضرت عمرؓ اور ابن عباسؓ جرابوں پر مسح فرماتے تھے۔ (ابوداؤد) ترمذی کے بعض نسخوں میں حضرت امام ابوحنیفہ سے روایت ہے۔ کہ آپ نے مرض الموت میں جورابوں پر مسح فرمایا۔

۶۔ موزوں پر مسح آنحضرت سے بتواتر ثابت ہے آئمہ سنت اس پر متفق ہیں۔ شیعہ اور منکرین سنت کے سوا اسلامی فرقوں سے اس کا کسی نے انکار نہیں کیا۔ مصالح شرعیہ کا تقاضا بھی یہی ہے کہ یہ رخصت موجود رہے محلّی ابن حزم ۸۴/۸۵ ج ۲ میں یہ بحث مبسوط موجود ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۴۷۵: عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ سَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ جَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيمِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۴۷۶:- وَعَنِ الْمُغِيرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوكَ قَالَ الْمُغِيرَةُ فَتَبَرَّزَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ الْغَائِطِ فَحَمَلْتُ مَعَهُ إِدَاوَةً قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَمَّا رَجَعَ أَخَذْتُ أُهَرِيقُ عَلَى يَدَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِّنْ صُوفٍ ذَهَبَ يَحْسِرُ عَنْ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ كُمُّ الْجُبَّةِ فَأَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ وَأَلْقَى الْجُبَّةَ عَلَى مَنْكِبَيْهِ وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثُمَّ مَسَحَ

پہلی فصل

۴۷۵- شریح بن ہانی نے فرمایا۔ میں نے حضرت علی سے موزوں پر مسح کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا تین دن اور رات مسافر کے لیے اور ایک رات اور ایک دن مقیم کے لیے[۱] (مسلم)

۴۷۶- مغیرہ بن شعبہ سے مروی ہے وہ آنحضرت کے ساتھ غزوہ تبوک میں گئے۔ مغیرہ نے فرمایا۔ آنحضرت قضائے حاجت کے لیے باہر گئے۔ میں نماز فجر سے پہلے آپ کے ساتھ لوٹا اٹھا کر گیا۔ جب آپ واپس تشریف لائے تو میں نے آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ آپ نے اپنا منہ اور ہاتھ دھوئے آپ صوف کا جبہ پہنے ہوئے تھے۔ آپ نے بازو ننگے کرنے کی کوشش فرمائی۔ لیکن جبّے کی آستینیں تنگ تھیں۔ آپ نے بازو نیچے سے نکال لیے جُبہ کندھوں پر ڈال لیا۔ اور بازو دھوئے۔ اور سر کے اگلے حصے اور پگڑی پر مسح کیا۔ پھر میں جھکا کہ آپ کے موزے اتاروں آپ نے فرمایا۔ انہیں

---

[۱] **موزہ پر مسح کی مدت اور طریقہ**۔ موزہ پر مسح کرنا سنت صحیحہ صریحہ سے ثابت ہے۔ موزہ کے مسح کی روایت کو متواتر کہا گیا ہے۔ قریباً اسّی صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مسح موزہ کی حدیثیں روایت کی ہیں جن میں عشرہ مبشرہ بھی ہیں۔ اس حدیث کو احمد، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ مسافر کے لیے تین دن رات کی مدت اور مقیم کے لیے ایک دن رات کی مدت مقرر فرمائی ہے صحیح حدیثوں سے یہی ثابت ہے اور جمہور کا یہی مذہب ہے لیکن کچھ آدمی اس مدت مسح کے قائل نہیں ہیں وہ کہتے ہیں ...... کہ جب تک چاہے مسح کرتا جائے لیکن یہ بالکل غلط ہے صحیح وہی ہے جو جمہور کا مذہب ہے موزہ کے مسح کی مدت اس وقت سے شمار کی جائے گی جس وقت اسکا وضو ٹوٹے گا مثلاً ایک آدمی نے ظہر کے وقت وضو کرکے موزے پہنے اور وضو عشا کو جاکر ٹوٹا تو مدت مسح عشا سے شروع ہوگی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِنَاصِيَتِهٖ وَعَلَى الْعِمَامَةِ ثُمَّ اَهْوَيْتُ لِاَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ دَعْهُمَا فَاِنِّىْ اَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا ثُمَّ رَكِبَ وَرَكِبْتُ فَانْتَهَيْنَا اِلَى الْقَوْمِ وَقَدْ قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ وَيُصَلِّىْ بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَقَدْ رَكَعَ بِهِمْ رَكْعَةً فَلَمَّا اَحَسَّ بِالنَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ يَتَاَخَّرُ فَاَوْمٰى اِلَيْهِ فَاَدْرَكَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ مَعَهٗ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْتُ مَعَهٗ فَرَكَعْنَا الرَّكْعَةَ الَّتِىْ سَبَقَتْنَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِىْ

۷۷۴: عَنْ اَبِىْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ رَخَّصَ لِلْمُسَافِرِ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ وَلَيَالِيْهِنَّ وَلِلْمُقِيْمِ يَوْمًا وَّلَيْلَةً اِذَا تَطَهَّرَ فَلَبِسَ خُفَّيْهِ اَنْ يَّمْسَحَ عَلَيْهِمَا رَوَاهُ

رہنے دو میں نے انہیں وضوء سے پہنا ہے۔ آپ نے ان پر مسح کیا۔ پھر آپ سوار ہوئے۔ اور میں بھی آپ کے ساتھ ساتھ سوار ہوا۔ اور ہم قوم کے پاس پہنچے۔ عبدالرحمٰن بن عوف ان کو نماز پڑھا رہے تھے۔ اور وہ ایک رکعت پڑھا چکے تھے۔ جب انہوں نے آنحضرت کی آمد محسوس کی۔ تو پیچھے ہٹ گئے۔ آپ نے اشارہ فرمایا۔ کہ ٹھہرو آپ نے ایک رکعت اس کے ساتھ پڑھی۔ جب انہوں نے سلام پھیرا۔ تو آپ کھڑے ہو گئے۔ اور میں بھی کھڑا ہو گیا اور وہ رکعت پڑھی۔ جو ہم سے پہلے پڑھی جا چکی تھی[1]۔ (مسلم)

دوسری فصل

۷۷۴۔ حضرت ابوبکرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے مسافر کو تین دن اور تین راتیں اور مقیم کو ایک دن اور رات مسح کی اجازت دی۔ جب وہ طہارت کے بعد موزے پہنے[2]۔ تو اسے ان پر مسح کرنے کی اجازت ہے۔ (سنن اثرم ابن خزیمہ

---

[1] باوضو موزہ پہنا ہو تب مسح ہو گا:۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ ابن ابی شیبہ میں یہی روایت حضرت عمر فاروق سے مروی ہے اور ابوداؤد میں حضرت علی رضی اللہ عنہا سے۔ اس حدیث سے کئی مسئلے ثابت ہوئے ایک یہ کہ موزہ پر مسح کرنا اس وقت جائز ہے جبکہ اس کو طہارت پر پہنا ہو امام احمد اور شافعی کا یہی مذہب ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ فاضل کی نماز مفضول کے پیچھے ہو جاتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ امامت کے لیے امام کے معصوم ہونے کی شرط نہیں جیسا کہ شیعہ کہتے ہیں۔ یہ بھی پتہ چلا کہ اگر کوئی آدمی کسی کو وضو کرواتے تو جائز ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر امام کوئی رکعت پڑھ چکا ہو اور بعد میں آنے والا اس کو اس وقت اٹھ کر پڑھے گا جبکہ امام دونوں طرف سلام پھیر لے۔ زہے نصیب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے کہ یہ اس لحاظ سے دنیا کے یگانہ آدمی ہیں کہ جن کی امامت میں نبی نے نماز پڑھی اور نبی بھی وہ جو تمام نبیوں کے سردار ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری بیماری میں آنحضرت کے حکم سے حضرت ابوبکر امامت کراتے رہے ایک دفعہ آنحضرت بیماری ہی کی حالت میں مسجد میں تشریف لائے۔ ابوبکر نماز پڑھا رہے تھے۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاثرم فی سننہ وابن خزیمۃ والدارقطنی وقال الخطابی ھو صحیح الاسناد ھکذا فی المنتقی۔

۴۷۸: وعن صفوان ابن عسال قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یامرنا اذا کنا سفرا ان لا ننزع خفافنا ثلثۃ ایام ولیالیھن الا من جنابۃ ولکن من غائط او بول ونوم رواہ الترمذی والنسائی۔

۴۷۹: وعن المغیرۃ بن شعبۃ قال وضات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوۃ تبوک فمسح اعلی الخف واسفلہ رواہ ابوداود والترمذی وابن ماجۃ وقال الترمذی ھذا حدیث معلول وسالت ابا زرعۃ ومحمدا یعنی البخاری عن ھذا الحدیث فقالا لیس بصحیح وکذا ضعفہ ابوداود۔

۴۸۰: وعنہ انہ قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یمسح علی الخفین علی ظاھرھما رواہ الترمذی وابوداود۔

دارقطنی خطابی نے کہا۔اس کی سند صحیح ہے۔منتقی میں اسی طرح ہے۔

۴۷۸۔ صفوان بن عسال نے فرمایا۔آنحضرت ہمیں حکم دیتے تھے۔اگر ہم مسافر ہوں تو تین دن اور رات تک موزے نہ اتاریں۔مگر جنابت کی وجہ سے لیکن پیشاب پاخانے اور نیند سے اتارنے کی ضرورت[1] نہیں۔

۴۷۹۔ مغیرہ بن شعبہؓ نے فرمایا میں نے آنحضرت کو غزوہ تبوک میں وضوء کرایا۔آپ نے موزہ کے اوپر[2] اور نیچے دونوں طرف مسح کیا۔ابوداؤد ترمذی۔ابن ماجہ۔ترمذی نے فرمایا۔یہ حدیث ضعیف ہے۔میں نے ابوزرعہ اور محمد بن اسمٰعیل بخاری سے اس حدیث کے متعلق دریافت فرمایا۔دونوں نے کہا یہ صحیح نہیں۔اسی طرح ابوداؤد نے اسے ضعیف کہا ہے۔

۴۸۰۔ حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں۔میں نے آنحضرت کو موزوں کے اوپر مسح کرتے دیکھا[3]۔(ترمذی ابوداؤد۔ابن ماجہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) آنحضرت نے حضرت ابوبکر کو اشارہ کیا کہ نماز پڑھاتے چلو لیکن ابوبکر پیچھے ہٹ آئے پھر آپ نے خود نماز پڑھائی۔

سے امام ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے اور ابن خزیمہ اور شافعی نے صحیح کہا ہے۔منتقی حافظ عبدالسلام تقی الدین ابن تیمیہ حنبلی کی کتاب ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) سلہ اس کو خطابی نے صحیح کہا ہے اور ترمذی امام بخاری سے اس کو حسن نقل کرتے ہیں۔جنابت سے موزے اتارنے پڑیں گے خواہ ابھی مدت مسح باقی ہو ہاں اگر پیشاب پاخانہ یا ہوا سے وضو ٹوٹ جائے تو اس کے لیے مسح ہے۔موزے اتارنے کی ضرورت نہیں۔

سلہ امام شافعی نے اسے ضعیف کہا ہے اور ابوداؤد نے اسے منقطع بھی کہا ہے اور ضعیف بھی کیونکہ اس کے ایک راوی ثور کا اپنے استاذ رجاء سے سماع نہیں ہے۔(راسم)

سلہ امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۸۱:۔ وَعَنْهُ قَالَ تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۴۸۲:۔ عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ مَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَسِيْتَ قَالَ بَلْ أَنْتَ نَسِيْتَ بِهٰذَا أَمَرَنِيْ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوُدَ۔

۴۸۳:۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَوْكَانَ الدِّيْنُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ أَسْفَلُ الْخُفِّ أَوْلٰى بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلَاهُ وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلٰى ظَاهِرِ خُفَّيْهِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَلِلدَّارِمِيِّ مَعْنَاهُ۔

۴۸۱۔ حضرت مغیرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے وضوء فرمایا۔ اور جرابوں[1] اور جوتوں پر مسح کیا۔ (احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

تیسری فصل

۴۸۲۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح کیا۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت آپ بھول گئے۔ فرمایا۔ بلکہ تم بھول گئے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے[2]

۴۸۲۔ حضرت علی نے فرمایا۔ اگر دین کا مدار رائے پر ہوتا تو موزوں کے نیچے مسح اوپر کرنے سے بہتر ہوتا۔ میں

[1] جرابوں پر مسح کرنا ثابت ہے:۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے لیکن نووی نے کہا کہ یہ حدیث منکر ہے ہاں اس کی تائید اور حدیثوں سے ہو جاتی ہے اسی لیے امت کے اکثر اہل علم نے جراب پر مسح جائز رکھا ہے امام شافعی نے کہا کہ ان جرابوں پہ مسح جائز ہے جن کے ساتھ آگے پیچھے چمڑا لگا ہوا ہو۔ بعض علماء نے کہا کہ جوتوں پر مسح اس وقت جائز ہے جبکہ ان کی جرابوں کے اوپر پہن رکھا ہو باقی صحابہ کرام اور علماء کی ایک کثیر جماعت مطلق جرابوں پر مسح کی قائل ہے سوتی ہوں یا اونی پتلی ہوں یا موٹی نئی ہوں یا پرانی بشرطیکہ وہ اتنی پھٹی ہوئی نہ ہوں کہ اس سے پاؤں کی تین انگلیاں باہر نکل سکیں۔

[2] موزوں پر مسح خدا کے حکم سے ہے:۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے جو یہ کہا کہ آپ بھول گئے ہیں یہ اس لیے کہا کہ پہلے حضرت مغیرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں پر مسح کرتے نہ دیکھا تھا تو آنحضرت نے فرمایا کہ میں نہیں بھولا تم بھول رہے ہو موزوں پر مسح کرنا جائز ہے بشرطیکہ طہارت پر یعنی وضو کر کے پہنے ہوں اور مدت مسح کو ملحوظ رکھا جائے یعنی مقیم کے لیے ایک دن رات اور مسافر کے لیے تین دن رات اور لفظ ہذا کا اشارہ مسح کی طرف ہے یعنی مجھے اللہ تعالیٰ نے مسح کرنے ہی کا حکم دیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے آنحضرت کو دیکھا۔ موزوں کے اوپر مسح فرماتے تھے۔[۱]

[۱] دین کا مدار عقل پر نہیں حکم الٰہی پر ہے:۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تلخیص میں کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ مسح موزہ کی اوپر کی طرف مشروع ہے نیچے نہیں اور اکثر علماء کے نزدیک یہی صحیح ہے۔ دین کی بنیاد قرآن اور حدیث پر ہے اور اجتہاد اور استنباط کی اس وقت ضرورت ہوتی ہے جب کہ قرآن اور حدیث سے کوئی واضح چیز نہ مل سکے۔ اور قرآن و سنت کو چھوڑ کر قیاس اور رائے پر عمل کرنا سراسر بیہودگی اور گمراہی ہے اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو اس سے بچائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرنے کے لیے ایسا فرمایا اور اس کے علاوہ شریعت مطہرہ میں اس کی اور بھی کئی ایک مثالیں ہیں جن کو علمائے کرام نے بیان کر دیا ہے مثلاً یہ کہ اگر یہ تقاضائے عقل دیکھا جائے تو وراثت میں سے لڑکی کو لڑکے کی نسبت دگنا حصہ ملنا چاہئے کیونکہ لڑکا کما کر بھی دولت پیدا کر سکتا ہے اور لڑکی اس معاملہ میں معذور ہے۔ لیکن شریعت کا فیصلہ یہی ہے کہ لڑکی کو لڑکے کی نسبت آدھا حصہ ملے۔ اور قریباً یہی کیفیت حجر اسود کے بوسہ کی بھی ہے کہ مومن آدمی جب بتوں۔ پتھروں اور ماسوی اللہ ہر چیز کو چھوڑ چکا تو اس کے بعد کسی پتھر کا احترام اور اس بوسہ وغیرہ عقل کب قبول کر سکتی ہے لیکن حکم کی تعمیل میں سب کچھ کرنا ہے حضرت عمرؓ نے اسی طرف اشارہ فرمایا تھا کہ تو ایک پتھر ہے جو نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان اگر آنحضرت نے تجھ کو بوسہ نہ دیا ہوتا تو میں بھی نہ دیتا۔

بَابُ التَّیَمُّمِ

دین کے کاموں میں آسانی اور سہولت عموماً ملحوظ رکھی گئی ہے۔ خصوصاً جب کوئی مسئلہ استطاعت سے باہر ہو تو اس کا بدل آسان اور سہل رکھ دیا گیا ہے۔ جس میں آسانی ہو۔ شریعت کے اکثر کاموں میں یہ اصول کارفرما ہے۔ قیام۔ رکوع۔ سجود۔ بیماری یا کسی عذر کی وجہ سے اگر نہ ہو سکے تو بیٹھے لیٹے یا اشارے سے یہ فرائض ادا ہو سکتے ہیں۔ نماز خوف میں بھی یہی اصول پیش نظر رہا ہے۔

سفر میں پانی نہ ملے۔ یا بیماری کی وجہ سے پانی کا استعمال ممکن نہ ہو تو وضوء اور غسل دونوں کی جگہ تیمم رکھا گیا ہے یہ شارع علیہ السلام کی طرف سے آسانی ہے۔

تیمم میں اصل مقصد چونکہ سہولت ہے۔ اس لیے اس میں اختصار پیش نظر رکھا گیا ہے۔ تمام اعضاء وضو پر تیمم میں مٹی کا استعمال نہیں کیا جاتا۔ نہ ہی غسل کی جگہ تمرغ اور لیٹنا فرض فرمایا گیا۔ بلکہ صرف اعضاء مخصوصہ منہ اور ہاتھوں پر مٹی سے مسح کیا گیا۔

تیمم میں احادیث سے دو طریق معلوم ہوتے ہیں۔ (۱) ایک ضرب ہتھیلیاں اور منہ پر تیمم کرنا۔ (۲) دو ضرب اور منہ اور دونوں بازوؤں پر مٹی کا استعمال کیا جائے۔ محدثین کے طریق پر سند کے لحاظ سے بھی پہلا طریق زیادہ صحیح ہے۔ اور اصول اختصار کے لحاظ سے بھی پہلا طریق زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ اس میں اختصار زیادہ ہے۔ ویسے دونوں صورتیں آنحضرت سے منقول ہیں۔ بخاری میں حضرت عمارؓ سے مروی ہے۔ دوسری عبداللہ بن عمرؓ سے (دارقطنی)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۴۸۴: عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُضِّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلٰثٍ جُعِلَتْ صُفُوْفُنَا كَصُفُوْفِ الْمَلَائِكَةِ وَجُعِلَتْ لَنَا الْاَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُوْرًا اِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۴۸۵: وَعَنْ عِمْرَانَ قَالَ كُنَّا فِيْ سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ صَلٰوتِهٖ اِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُعْتَزِلٍ لَمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ يَا فُلَانُ اَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ اَصَابَتْنِيْ جَنَابَةٌ وَّلَا مَاءَ قَالَ عَلَيْكُمْ بِالصَّعِيْدِ فَاِنَّهٗ يَكْفِيْكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

پہلی فصل

۴۸۴۔ حضرت حذیفہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ہمیں لوگوں پر تین چیزوں میں فضیلت عنایت کی گئی ہے ہماری صفوں کو فرشتوں کی صفیں قرار دیا گیا ہے۔ اور تمام زمین ہمارے لیے مسجد قرار دی گئی ہے۔ اور اگر پانی نہ ملے تو اس کی مٹی کو طہور[1] اور وضوء قرار دیا گیا (مسلم)

۴۸۵۔ عمران فرماتے ہیں ہم آنحضرت کے ساتھ ایک سفر کر رہے تھے۔ آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو اچانک ایک آدمی الگ بیٹھا تھا۔ جس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ اسے فلاں تمہیں قوم کے ساتھ نماز ادا کرنے سے کس نے منع کیا ہے۔ اس نے کہا میں جنبی ہوں اور پانی نہیں ملا۔ فرمایا تم مٹی کا استعمال کرو۔ وہ تمہارے لیے کافی ہے[2]۔ (بخاری۔ مسلم)

---

[1] مٹی کی ہر جنس سے تیمم ہو سکتا ہے۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اس مضمون کی ابو ہریرہ کی حدیث مسلم اور ترمذی میں اور جابر کی حدیث صحیحین اور نسائی میں بھی ہے اور صحیحین کی حدیث کے عموم الفاظ سے زمین کے تمام اجزاء سے تیمم کے جواز کا استدلال کیا گیا ہے کیونکہ اس کے الفاظ ایما اور رکت عموم صیغہ پر دلالت کرتے ہیں تو اس کے تحت داخل ہے کہ جو آدمی مٹی نہ پائے اور اس کے علاوہ کوئی ایسی چیز پالے جو مٹی کی جنس سے ہو تو اس سے تیمم کر سکتا ہے اور حدیث میں اس پر بھی دلالت ہے کہ تیمم حدث کو اسی طرح رفع کرتا ہے جس طرح وضو رفع حدث کرتا ہے۔ (نیل)

[2] تیمم وضو اور غسل دونوں کے لیے ہو سکتا ہے۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اس میں دلیل ہے کہ پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم مشروع ہے اور اس میں حدث اصغر و اکبر یعنی جنابت وغیر جنابت کا کوئی فرق نہیں اور اس پر تمام امت کا اجماع ہے ابتدا میں فاروق اعظم، ابن مسعود اور ابراہیم نخعی جنابت کے لیے تیمم کو کافی نہیں سمجھتے تھے بعد از ان حضرت عمر فاروق (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۸۶: وَعَنْ عَمَّارٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ اِنِّیْ اَجْنَبْتُ فَلَمْ اُصِبِ الْمَآءَ فَقَالَ عَمَّارٌ لِعُمَرَ اَمَا تَذْكُرُ اَنَّا كُنَّا فِیْ سَفَرٍ اَنَا وَاَنْتَ فَاَمَّا اَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ وَاَمَّا اَنَا فَتَمَعَّكْتُ فَصَلَّيْتُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ هٰكَذَا فَضَرَبَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَفَّيْهِ الْاَرْضَ وَنَفَخَ فِيْهِمَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ وَكَفَّيْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَلِمُسْلِمٍ نَحْوُهٗ وَفِيْهِ قَالَ اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ اَنْ تَضْرِبَ بِيَدَيْكَ الْاَرْضَ ثُمَّ تَنْفُخَ ثُمَّ تَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَكَ وَكَفَّيْكَ۔

۴۸۷: وَعَنْ اَبِی الْجُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ قَالَ مَرَرْتُ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبُوْلُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَیَّ حَتّٰى قَامَ اِلٰى جِدَارٍ فَحَتَّهٗ

۴۸۶۔ حضرت عمارؓ فرماتے ہیں۔ حضرت عمر کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا۔ میں جنبی ہوں۔ مجھے پانی نہیں ملا۔ حضرت عمار نے حضرت عمر سے کہا کیا آپ کو یاد نہیں۔ میں اور آپ ایک سفر میں تھے۔ آپ نے تو نماز نہ پڑھی لیکن میں جانور کی طرح لیٹ گیا اور نماز پڑھ لی۔ میں نے آنحضرت سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا۔ تمہارے لیے ایسا کرنا کافی تھا۔ سو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے۔ اور ان میں پھونکا۔ اور پھر ان سے منہ اور ہتھیلیوں پر مسح کیا۔ (بخاری مسلم لیکن مسلم میں یہ لفظ ہیں۔ تمہارے لئے اسی قدر کافی تھا۔ کہ تم اپنے ہاتھ زمین پر مارو۔ پھر ان میں پھونکو۔ پھر انہیں منہ اور ہتھیلیوں پر مل دو۔[1]

۴۸۷۔ ابوجہیم بن حارث بن صمہ نے فرمایا۔ میں آنحضرت کے پاس سے گذرا۔ آپ پیشاب کر رہے تھے۔ میں نے سلام کہا۔ آپ نے سلام کا جواب نہیں دیا۔ یہاں تک کہ ایک دیوار کے پاس کھڑے ہو گئے۔ اور اسے اپنی لاٹھی سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور حضرت عبداللہ نے اس سے رجوع کر لیا کیونکہ ان کو جنابت کیلئے تیمم کی صحیح حدیثیں پہنچ گئیں۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] ایک ضرب سے تیمم روایتاً افضل ہے۔ اس حدیث کو ترمذی کے سوا اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ تیمم کے لیے صرف ایک ہی ضرب ہے۔ امام شوکانی نے کہا کہ تیمم کے باب میں حضرت عمار کی حدیث اصل ہے کیونکہ صحیحین کی حدیث سے زیادہ معتبر کوئی اور حدیث نہیں ہے اور اس میں صرف ایک ہی ضرب ہے۔ اس کے علاوہ اس میں ہاتھوں کا صرف ہتھیلیوں تک مسح آیا ہے۔ کہنیوں تک مسح کرنے میں اور نصف بازو کا مسح کرنے میں جتنی بھی حدیثیں آئی ہیں ان سب میں کافی گفتگو ہے اور کوئی بھی ان میں سے صحیح ثابت نہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِعَصًا كَانَتْ مَعَهُ ثُمَّ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى الْجِدَارِ فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَىَّ وَلَمْ أَجِدْ هٰذِهِ الرِّوَايَةَ فِي الصَّحِيحَيْنِ وَلَا فِي كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ وَلٰكِنْ ذَكَرَهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۴۸۸: عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الصَّعِيدَ الطَّيِّبَ وَضُوءُ الْمُسْلِمِ وَإِنْ لَّمْ يَجِدِ الْمَاءَ عَشْرَ سِنِيْنَ فَإِذَا وَجَدَ الْمَاءَ فَلْيَمَسَّهُ بَشَرَتَهُ فَإِنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَرَوَى النَّسَائِيُّ نَحْوَهُ إِلٰى قَوْلِهِ عَشْرَ سِنِيْنَ۔

۴۸۹: وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجْنَا فِي سَفَرٍ فَأَصَابَ رَجُلًا مِّنَّا حَجَرٌ فَشَجَّهُ فِي رَأْسِهِ فَاحْتَلَمَ فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ هَلْ تَجِدُوْنَ لِي رُخْصَةً فِي التَّيَمُّمِ قَالُوا مَا نَجِدُ لَكَ رُخْصَةً

کریدا۔ پھر اپنے ہاتھ دیوار پر رکھے۔ اور اپنے منہ اور بازوؤں پر مسح کیا۔ پھر میرے سلام کا جواب دیا[1]۔ یہ روایت مجھے صحیحین میں نہیں ملی۔ اور نہ حافظ حمیدی کی کتاب میں لیکن اسے شرح السنہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور کہا۔ یہ حسن ہے۔

دوسری فصل

۴۸۸۔ حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پاک مٹی مسلمان کا وضوء ہے۔ اگرچہ اسے دس سال تک پانی نہ ملے۔ جب پانی مل جائے۔ تو اس سے بدن پر استعمال کرے۔ یہ بہتر ہے[2] (احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد) لیکن نسائی نے عشر سنین تک ذکر کیا ہے۔

۴۸۹۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے۔ ہم ایک سفر میں نکلے ہم میں سے ایک آدمی کو پتھر لگا۔ اور اس کے سر میں زخم ہو گیا۔ اور اسے احتلام ہو گیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا مجھے تیمم کی اجازت ہے۔ انہوں نے کہا ہمارے

---

[1] ہر وقت باوضو رہنا مستحب ہے: یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حدث اصغر میں بھی ذکر الٰہی مکروہ ہے اور اس کے معارض صحیح حدیثیں گذر چکی ہیں اس کا زیادہ سے زیادہ یہی مطلب لیا جا سکتا ہے کہ طہارت ہو تو بہتر ہے یعنی نہی تنزیہی ہے تحریمی نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر وقت وضو سے رہنا مستحب ہے۔

[2] جب تک پانی نہ ملے تیمم کرتا جائے: اس کو ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے ترمذی نے حسن صحیح اور حاکم نے صحیح کہا ہے۔ دس سال سے لمبی مدت مراد ہے عدد معین نہیں اس حدیث سے بعض نے استدلال کیا ہے کہ اگر نماز (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاَنْتَ تَقْدِرُ عَلَى الْمَاءِ فَاغْتَسَلَ فَمَاتَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُخْبِرَ بِذٰلِكَ قَالَ قَتَلُوْهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ أَلَا سَأَلُوْا إِذْ لَمْ يَعْلَمُوْا فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْهِ أَنْ يَتَيَمَّمَ وَيَعْصِبَ عَلَى جُرْحِهِ خِرْقَةً ثُمَّ يَمْسَحَ عَلَيْهَا وَيَغْسِلَ سَائِرَ جَسَدِهِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔

۴۹۰: وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجَ رَجُلَانِ فِيْ سَفَرٍ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ وَلَيْسَ مَعَهُمَا مَاءٌ فَتَيَمَّمَا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَصَلَّيَا ثُمَّ وَجَدَا الْمَاءَ فِي الْوَقْتِ فَأَعَادَ أَحَدُهُمَا الصَّلٰوةَ بِوُضُوْءٍ وَلَمْ يُعِدِ الْاٰخَرُ ثُمَّ أَتَيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَا ذٰلِكَ فَقَالَ لِلَّذِيْ لَمْ يُعِدْ أَصَبْتَ السُّنَّةَ وَأَجْزَأَتْكَ صَلٰوتُكَ وَقَالَ لِلَّذِيْ تَوَضَّأَ وَأَعَادَ لَكَ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ وَرَوٰى

خیال میں تمہیں تیمم کی اجازت نہیں۔ تمہیں پانی مل سکتا ہے۔ اس نے غسل کیا اس حادثہ سے اس کی موت ہوگئی۔ جب ہم واپس آنحضرت کے پاس آئے۔ آپ کو اس واقعہ کی اطلاع دی گئی تو فرمایا خدا ان کو ہلاک کرے۔ ان لوگوں نے اسے مار ڈالا۔ جب مسئلہ معلوم نہ تھا۔ تو پوچھ کیوں نہ لیا۔ نہ جاننے کا علاج دریافت کر لینا ہے۔ اسے تیمم کافی تھا۔ اور اپنے زخم پر پٹی باندھ کر اس[1] پر مسح کرتا۔ اور باقی جسم کو دھو لیتا (ابوداؤد) ابن ماجہ نے بواسطہ عطا بن ابی رباح ابن عباس سے روایت کیا ہے۔

۴۹۰۔ ابوسعید خدری فرماتے ہیں دو آدمی سفر میں نکلے۔ پس نماز کا وقت آگیا۔ اور ان کے پاس پانی نہیں تھا انہوں نے پاک مٹی سے تیمم کیا۔ اور نماز پڑھی۔ پھر وقت میں پانی مل گیا۔ ایک نے وضوء کر کے نماز دوبارہ پڑھ لی۔ اور دوسرے نے اعادہ نہ کیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے اس کا ذکر فرمایا۔ جس نے نماز کا اعادہ نہیں کیا تھا۔ اسے کہا۔ تم نے سنت پر عمل کیا۔ اور تمہاری نماز ہوگئی۔ جس نے وضوء کر کے نماز لوٹائی تھی۔ فرمایا۔ تمہیں دو اجر ملیں گے[2] (ابوداؤد۔ دارمی) لیکن نسائی اور ابوداؤد نے

(حاشیہ صفحہ ہذا)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) سے فارغ ہونے سے پہلے پانی مل جائے تو نماز لوٹا لے اور یہ اعادہ استحباباً ہے وجوباً نہیں۔

[1] اس حدیث کو دارقطنی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور ضعیف کہا ہے۔ لیکن اس کے کچھ اور طرق بھی ہیں جن سے اس کو تقویت ملتی ہے اس سے پٹیوں پر مسح کرنے کا جواز ثابت ہوتا ہے اور آدمی کے لیے وعید ہے جو بغیر علم فتویٰ دے خصوصاً جبکہ کسی کی جان کا مسئلہ ہو۔

[2] اس حدیث کو ابن سکن نے موصولاً عمرو بن حارث اور عمیرہ بن ابی ناجیہ سے روایت کیا ہے اور اس کا ایک شاہد ابن سکن (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النَّسَائِیُّ نَحْوَهُ وَقَدْ رَوٰی هُوَ وَاَبُوْدَاؤُدَ اَیْضًا عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ مُّرْسَلًا۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۴۹۱: عَنْ اَبِی الْجُهَیْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ قَالَ اَقْبَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَّحْوِ بِئْرِ جَمَلٍ فَلَقِیَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَیْهِ فَلَمْ یَرُدَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَقْبَلَ عَلَی الْجِدَارِ فَمَسَحَ بِوَجْهِهٖ وَیَدَیْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۴۹۲: عَنْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ اَنَّهُ کَانَ یُحَدِّثُ اَنَّهُمْ تَمَسَّحُوْا وَهُمْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّعِیْدِ لِصَلٰوةِ الْفَجْرِ فَضَرَبُوْا بِاَکُفِّهِمُ الصَّعِیْدَ ثُمَّ مَسَحُوْا بِوُجُوْهِهِمْ مَسْحَةً وَّاحِدَةً ثُمَّ عَادُوْا فَضَرَبُوْا بِاَکُفِّهِمُ الصَّعِیْدَ مَرَّةً اُخْرٰی فَمَسَحُوْا بِاَیْدِیْهِمْ کُلِّهَا اِلَی الْمَنَاکِبِ وَالْاٰبَاطِ مِنْ بُطُوْنِ اَیْدِیْهِمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ۔

عطاء بن یسار سے مرسل روایت کیا ہے۔

تیسری فصل

۴۹۱۔ ابوالجہیم بن حارث بن صمہ سے مروی ہے۔ آنحضرت بیر جمل کی طرف سے آئے۔ ایک آدمی آپ کو ملا اور اس نے سلام کہا۔ آپ نے جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ آپ ایک دیوار کی طرف متوجہ ہوئے۔ مٹی سے منہ اور ہتھیلیوں پر مسح کیا۔ اور اس کے سلام کا جواب دیا۔ (بخاری مسلم)

۴۹۲۔ عمار بن یاسر فرماتے تھے۔ وہ ایک دفعہ آنحضرت کے ساتھ تھے۔ انہوں نے صبح کی نماز کے لیے مٹی کا استعمال کیا۔ ہتھیلیاں زمین پر ماریں۔ اور منہ پر ایک دفعہ مسح کیا۔ پھر ہاتھ زمین پر مارے۔ اور ہاتھوں پر بغلوں اور کندھوں تک مسح فرمایا[1]۔ (ابوداؤد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر نماز سے فارغ ہونے کے بعد پانی مل جائے تو نماز دوبارہ نہیں پڑھنی چاہیے۔ ائمہ اربعہ کا یہی مذہب ہے۔ ہاں اگر تیمم کیا اور نماز پڑھنے سے پہلے پانی مل گیا تو بالاتفاق تیمم ٹوٹ گیا اب وضو کر کے نماز پڑھے اور دوبارہ نماز پڑھنے والے کو جو یہ کہا کہ تمہیں دگنا اجر ملے گا یہ دوبارہ نماز پڑھنے کا اجر نہیں بلکہ ایک اجر نماز کا ہے اور دوسرا غلط اجتہاد کا۔ کیونکہ غلط اجتہاد پر بھی مجتہد کو ایک اجر ملتا ہے

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] تیمم میں ایک ضرب کی حدیثیں ہی مرفوع ہیں۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا ہے کہ تیمم کی کیفیت میں جتنی بھی حدیثیں آئی ہیں ان میں سے صرف دو حدیثیں صحیح ہیں ایک ابوالجہیم کی حدیث اور دوسری حضرت عمار کی حدیث ان کے علاوہ جتنی بھی حدیثیں ہیں وہ یا تو ضعیف ہیں یا ان کے رفع میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ مرفوع نہیں ہیں۔ ابوجہیم کی حدیث میں تو مطلقاً ہاتھوں کا ذکر ہے اور عمار کی حدیث میں صرف ہتھیلیوں کا ذکر ہے اس کے علاوہ کہنیوں اور نصف بازو اور کندھوں تک کی حدیثوں میں بڑی لمبی چوڑی بحث ہے۔ اور زمانہ کے لحاظ سے عمار کی حدیث سب سے آخری ہے لہٰذا یہ پہلی حدیثوں کی ناسخ ہے۔ اور ہاتھوں کا مسح صرف ہتھیلیوں تک ہے (فتح الباری)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ الْغُسْلِ الْمَسْنُوْنِ

مسنون غسل کا بیان

ٹھنڈک اور صفائی کے لئے غسل کرنا انسانی طبیعت کا تقاضا ہے۔ یہ ضرورت پر موقوف ہے۔ اس لیے شارع نے اس کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں فرمایا۔ جب ضرورت ہو غسل کر لیا جائے۔ اس میں اس قدر ہدایت فرمائی کہ پانی احتیاط سے خرچ کیا جائے۔ ضرورت سے زیادہ سے صرف نہ ہو۔

بعض مواقع پر غسل ضروری سمجھا۔ بعض جگہ مسنون اور مستحب سمجھا۔ یہاں پر مسنون کا لفظ طریقہ نبوی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ یہ فرض واجب مستحب سب کو شامل ہے۔ باب میں غسل کی مختلف اقسام مذکور ہیں۔ (۱) جمعہ کا غسل۔ (۲) میت کے غسل کے بعد غسل۔ (۳) غسل جنابت (۴) غسل حجامت۔ (۵) غسل اسلام ان میں جنابت کے سوا غسل کی کوئی قسم بھی فرض نہیں۔ اس کے علاوہ حیض اور نفاس سے پاک ہونے پر بھی غسل کرنا فرض ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۴۹۳:۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا جَاءَ اَحَدُکُمُ الْجُمُعَۃَ فَلْیَغْتَسِلْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۴۹۴:۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غُسْلُ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُحْتَلِمٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۴۹۵:۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَقٌّ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ یَّغْتَسِلَ فِیْ کُلِّ سَبْعَۃِ اَیَّامٍ یَوْمًا یَغْسِلُ فِیْہِ رَأْسَہٗ وَجَسَدَہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

پہلی فصل

۴۹۳۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب کوئی تم سے جمعہ کی نماز کے لیے آئے۔ تو اسے غسل[1] کرنا چاہئے (بخاری مسلم)

۴۹۴۔ ابوسعید خدری فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جمعہ کے دن غسل کرنا[2] ہر بالغ پر[3] ضروری ہے (بخاری مسلم)

۴۹۵۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ہر مسلمان پر ہفتہ میں ایک دفعہ غسل کرنا ضروری ہے۔ ایک دن سر اور جسم کو دھو ڈالے[4] (بخاری مسلم)

---

[1] اس حدیث کو ابوداؤد کے علاوہ جماعت نے روایت کیا ہے اس کے طرق بہت ہیں حافظ ابن حجر نے کہا کہ میں نے اس کے راوی شمار کیے تو ایک سو بیس نکلے۔ حدیث جمعے کے غسل کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہے اس کے وجوب اور عدم وجوب میں اختلاف ہے۔ جمہور نے کہا ہے کہ جمعہ کا غسل مستحب ہے۔

[2] جمعہ کا غسل اور احناف کی بے اصولی:۔ اسکو جماعت نے روایت کیا ہے یہاں وجوب کے لفظ سے تاکید مراد ہے نہ کہ حقیقتاً وجوب کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غسل کو ان چیزوں سے ملایا ہے جو یقیناً واجب نہیں ہیں مثلاً مسواک کرنا اور خوشبو لگانا وغیرہ حنفی بھی ان کے وجوب کے قائل نہیں ہیں۔ تعجب یہ ہے کہ یہی لفظ جب وتر دوں کے متعلق بولے گئے تو احناف نے انہیں واجب کہا اور یہی لفظ جمعہ کے غسل کے لیے آئے تو اس کے وجوب کے قائل نہیں ہوتے تلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ۔

[3] یہاں واجب کا لفظ اصطلاحی معنی میں استعمال نہیں ہوا آنحضرت کے سامنے یہ اصطلاحات وضع ہی نہیں ہوئی تھیں۔ یہاں وجوب سے مراد ایک گونہ تاکید ہے۔ (اسم)

[4] یہ حدیث ان لوگوں کی دلیل ہے جو جمعے کے غسل کو واجب کہتے ہیں اس مضمون کی براء کی روایت ترمذی میں اور ابن عمر کی روایت صحیحین میں بھی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّانِی

۴۹۶: عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ اَفْضَلُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ۔

۴۹۷: وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَّلَ مَیِّتًا فَلْیَغْتَسِلْ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَزَادَ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَمَنْ حَمَلَهٗ فَلْیَتَوَضَّأْ۔

۴۹۸: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَغْتَسِلُ مِنْ اَرْبَعٍ مِّنَ الْجَنَابَةِ وَیَوْمَ الْجُمُعَةِ وَمِنَ الْحِجَامَةِ وَمِنْ غُسْلِ الْمَیِّتِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

دوسری فصل

۴۹۶۔ سُمرہ بن جُندُب فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جمعہ کے دن اگر صرف وضوء کرے۔ تو بہتر اور اچھا ہے لیکن اگر غسل کرے تو غسل افضل ہے[1]۔ (احمد۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی دارمی۔)

۴۹۷۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو آدمی میّت کو غسل دے۔ اسے خود بھی غسل کر لینا چاہیے (ابن ماجہ احمد ترمذی۔ ابوداؤد نے زیادہ کہا۔ جو شخص میت کو اٹھائے اسے چاہیئے کہ وضو کرے[2]۔

۴۹۸۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ آنحضرت چار چیزوں سے غسل فرمایا کرتے تھے۔ جنابت[3]۔ جمعہ کے[3] دن۔ حجامت[3] سے اور میت[3] کے غسل سے[3] (ابوداؤد)

---

[1] اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور ابن ماجہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ یہ حدیث ان لوگوں کی دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ جمعہ کا غسل واجب نہیں ہے۔

[2] میت کے نہلانے سے غسل مستحسن ہے۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ہے۔ امام ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اور نووی نے ترمذی کی تحسین کا انکار کیا ہے۔ ابوداؤد نے کہا یہ حدیث اب منسوخ ہو چکی ہے پہلے یہی حکم تھا اور بعض علماء نے اس غسل کو استحباب پر محمول کیا ہے یعنی اگر کوئی غسل کر لے تو بہت اچھا ہے اور اگر نہ کرے تو کوئی حرج نہیں ہے اس کے متعلق اگلی حضرت عائشہ کی حدیث میں بھی تاکید ہے۔

[3] اس حدیث کو احمد دارقطنی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ غسل جنابت تو فرض ہے۔ سینگی لگوانے کے غسل میں اختلاف ہے اور باقی سنت ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۹۹: وَعَنْ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ اَنَّهٗ اَسْلَمَ فَاَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّغْتَسِلَ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۵۰۰: عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ اِنَّ نَاسًا مِنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ جَاءُوْا فَقَالُوْا يَا ابْنَ عَبَّاسٍ اَتَرَى الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبًا قَالَ لَا وَلٰكِنَّهٗ اَطْهَرُ وَخَيْرٌ لِّمَنِ اغْتَسَلَ وَمَنْ لَّمْ يَغْتَسِلْ فَلَيْسَ عَلَيْهِ بِوَاجِبٍ وَسَاُخْبِرُكُمْ كَيْفَ بَدْءُ الْغُسْلِ كَانَ النَّاسُ مَجْهُوْدِيْنَ يَلْبَسُوْنَ الصُّوْفَ وَيَعْمَلُوْنَ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ وَكَانَ مَسْجِدُهُمْ ضَيِّقًا مُقَارِبَ السَّقْفِ اِنَّمَا هُوَ عَرِيْشٌ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَوْمٍ حَارٍّ وَعَرِقَ النَّاسُ فِيْ ذٰلِكَ الصُّوْفِ حَتّٰى ثَارَتْ مِنْهُمْ رِيَاحٌ اٰذٰى بِذٰلِكَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَلَمَّا وَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الرِّيَاحَ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِذَا كَانَ هٰذَا الْيَوْمُ فَاغْتَسِلُوْا وَلْيَمَسَّ اَحَدُكُمْ اَفْضَلَ مَا يَجِدُ

۴۹۹۔ قیس بن عاصم جب مسلمان ہوئے۔ تو آپ نے ان کو حکم فرمایا۔ کہ وہ پانی میں بیری کے پتے ڈال کر غسل کرے[1] (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی)

تیسری فصل

۵۰۰۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ عراق سے کچھ آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ اور سوال کیا۔ کہ کیا آپ جمعہ کے دن کا غسل واجب سمجھتے ہیں۔ فرمایا نہیں۔ لیکن وہ بہتر ہے۔ اس میں پاکیزگی ہے۔ اگر وہ غسل نہ کرے۔ تو اس پر یہ واجب نہیں۔ اور میں تمہیں بتاؤں گا۔ کہ یہ غسل کس طرح شروع ہوا۔ لوگ تنگ دست تھے۔ اور محنت کرتے تھے اون کے کپڑے پہنتے تھے۔ اور پیٹھ پر بوجھ اٹھاتے اور مسجد تنگ تھی۔ اور اس کی چھت نیچی تھی۔ وہ صرف ایک چھپر سا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت گرمیوں میں نماز کے لیے نکلے۔ اور صفوں میں لوگوں کو بہت پسینہ آیا مسجد میں بو پھیل گئی۔ جس سے آپس میں ایذا پہنچی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا۔ تو حضرت نے فرمایا۔ لوگو اس دن میں ضرور غسل کرو اور جو تیل یا خوشبو اچھے سے اچھا مل سکے۔ اسے

[1] اس کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ ابن سکن نے اس کو صحیح کہا اور ترمذی نے حسن کہا ہے اور ابوداؤد اور منذری نے اس پر سکوت اختیار کیا ہے۔ تو مسلم کے لیے غسل مشروع ہے۔ ہاں اس کے واجب یا مستحب ہونے میں اختلاف ہے۔ ترجیح استحباب کو ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ دُهْنِهٖ وَطِيْبِهٖ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ثُمَّ جَاءَ اللّٰهُ بِالْخَيْرِ وَلَبِسُوْا غَيْرَ الصُّوْفِ وَكُفُوا الْعَمَلَ وَوُسِّعَ مَسْجِدُهُمْ وَذَهَبَ بَعْضُ الَّذِيْ كَانَ يُؤْذِيْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا مِنَ الْعَرَقِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

بَابُ الْحَيْضِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۵۰۱۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اِنَّ الْيَهُوْدَ كَانُوْا اِذَا حَاضَتِ الْمَرْاَةُ فِيْهِمْ لَمْ يُوَاكِلُوْهَا وَلَمْ يُجَامِعُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ فَسَاَلَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ الْاٰيَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

استعمال کرو۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے وسعت فرمادی اور لوگ اون کے بغیر کپڑے پہننے لگے۔ اور کام کاج میں بھی کافی سہولت ہوگئی۔ اور مسجد بھی وسیع ہوگئی اور پسینہ جاتا رہا جس سے ایک دوسرے کو ایذا پہنچتی تھی۔

پہلی فصل

۵۰۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب عورت کو حیض آتا۔ تو یہودی نہ اس کے ساتھ کھاتے پیتے نہ گھر میں اکٹھے رہتے۔ صحابہ نے اس کی بابت آنحضرت سے دریافت فرمایا۔ تو آیت یسئلونک عن المحیض نازل ہوئی۔ آنحضرت نے فرمایا۔ مجامعت کے سوا ہر تعلق درست ہے۔ جب یہود کو یہ اطلاع پہنچی۔ تو انہوں نے کہا۔

لہ جمعہ کے غسل کی وجہ:۔ اس حدیث کو طحاوی نے بھی روایت کیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے اس کا ایک شاہد بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابتدائی مدنی دور میں مسجد تنگ تھی چھت بہت نیچی تھی۔ لوگ غربت وافلاس میں تھے محنت مزدوری کرتے تھے ان کے کپڑے میلے کچیلے ہوتے۔ پسینہ آتا اور لوگوں کو بدبو کی وجہ سے تکلیف ہوتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو لازمی طور پر جمعہ کے روز غسل کرنے۔ کپڑے بدلنے اور خوشبو لگانے کا حکم دیا تاکہ لوگوں کو پسینہ کی وجہ سے بدبو نہ آئے۔ پھر اس کے بعد مسجد وسیع بھی ہوگئی اور اونچی بھی اور لوگ بھی دولتمند ہوگئے۔ لباس ویسے ہی صاف ستھرا رکھنے لگے۔ بدبو ختم ہوگئی تو پھر جمعہ کے دن غسل کرنا واجب تو نہ رہا البتہ سنت رہا اور اب بہتر یہ ہے کہ غسل کر لیا جائے اور اگر نہ کرے تو بھی کوئی ضروری نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے غسل کے وجوب کی علت بیان کر کے بتایا کہ اب چونکہ وہ علت نہیں رہی لہٰذا معلول بھی نہ رہا۔ اگر کسی جگہ اب بھی ایسے حالات ہوں تو وہاں اب بھی غسل واجب ہوگا۔

سلہ حیض اور اس کی پابندیاں:۔ یہ خون ہر ماہ عورتوں کو مخصوص دنوں میں آتا ہے۔ رحم کے فضلات اس (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِصْنَعُوْا کُلَّ شَیْئٍ اِلَّا النِّکَاحَ فَبَلَغَ ذٰلِکَ الْیَھُوْدَ فَقَالُوْا مَا یُرِیْدُ ھٰذَا الرَّجُلُ اَنْ یَّدَعَ مِنْ اَمْرِنَا شَیْئًا اِلَّا خَالَفَنَا فِیْہِ فَجَاءَ اُسَیْدُ بْنُ حُضَیْرٍ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ فَقَالَا یَا رَسُوْلَ اللہِ اِنَّ الْیَھُوْدَ تَقُوْلُ کَذَا وَکَذَا اَفَلَا نُجَامِعُھُنَّ فَتَغَیَّرَ وَجْہُ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنْ قَدْ وَجَدَ عَلَیْھِمَا فَخَرَجَا فَاسْتَقْبَلَھُمَا ھَدِیَّۃٌ مِّنْ لَّبَنٍ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلَ فِیْ اٰثَارِھِمَا فَسَقَاھُمَا فَعَرَفَا اَنَّہٗ لَمْ یَجِدْ عَلَیْھِمَا رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

کہ یہ شخص ہماری ہر بات میں مخالفت کرتا ہے۔ اُسید بن حُضیر اور عباد بن بشر نے آپ کے پاس یہودی اس گفتگو کا ذکر کیا۔ اور کہا کہ کیا ہم (ان ایام میں ان سے) مجامعت بھی نہ کریں۔ آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ ہم نے خیال کیا۔ کہ حضرت ان پر ناراض ہیں وہ دونوں وہاں سے چلے گئے۔ ان کو راستے میں دودھ کا ہدیہ ملا۔ جو حضرت کے پاس بھیجا گیا تھا۔ آپ نے ان دونوں کے پیچھے آدمی بھیجا۔ اور ان کو دودھ پلایا۔ تو معلوم ہوا کہ ان پر ناراض نہیں[1] تھے۔ (مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کے ساتھ نکلتے ہیں۔ اگر صحت اچھی ہو تو یہ خون باقاعدہ آتا ہے۔ ان ایام میں نماز معاف[2] ہے روزے دوسرے وقت میں قضا کرنے چاہئیں۔ میاں بیوی میں مقاربت ممنوع ہے اس کے سوا ملنے جلنے اور گھر میں اکٹھے رہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ عورتوں کو تین قسم کے خون آتے ہیں۔ حیض[1]۔ استحاضہ[2]۔ نفاس[3]۔ استحاضہ بیماری سے آتا ہے اور نفاس پیدائش کے بعد۔ حیض اور نفاس کا ایک ہی حکم ہے۔ استحاضہ میں نماز روزہ اور باہم مقاربت کی اجازت ہے یعنی اس کا حکم طہر کا حکم ہے۔ (امم)

[2] حائضہ کو نماز ایام حیض تک معاف ہے۔ سوائے خارجیوں کے حائضہ پر ایام حیض کی نمازوں کی قضا کا کوئی بھی قائل نہیں اور خارجی بالاتفاق اسلام سے خارج ہیں۔ یہودی لوگ ان ایام میں عورت کو الگ کر دیتے اور نہایت ردی حالت میں رکھتے۔ اس کی خوراک کے برتن الگ رکھتے۔ لیکن اسلام نے عورت پر احسان فرمایا اور بتایا کہ عورت سے مباشرت نہ کی جائے اس کے علاوہ اس سے تعلقات رکھے جا سکتے ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **آنحضرت کے اخلاق حسنہ:۔** امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سوا اس حدیث کو جماعت نے روایت کیا ہے حدیث میں دو[2] حکموں کی صراحت ہے۔ جماع کی حرمت اور اس کے ماسوا[1] کی حلت پہلی چیز تو باتفاق امت حرام ہے اور جو آدمی حرمت اور حیض کو جانتے ہوئے صحبت کرے تو اس نے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا اس پر توبہ کرنا لازم ہے اور کفارے کے وجوب میں اختلاف ہے۔ دوسری قسم پھر دو قسموں پر ہے ایک یہ کہ ناف سے اوپر اور گھٹنوں کے نیچے کے جسم سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانا سو یہ سب کے نزدیک حلال ہے اور دوسرا یہ کہ ناف سے نیچے اور گھٹنوں سے اوپر جماع کے علاوہ اور کسی قسم کا فائدہ اٹھانا اس کو بعض نے جائز رکھا ہے اور بعض نے حرام کہا ہے۔ اس حدیث سے بظاہر جماع کے علاوہ ہر چیز کی اجازت معلوم ہوتی ہے۔ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر نے یہ آیت سننے کے بعد خیال کیا کہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۰۲:۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ وَكِلَانَا جُنُبٌ وَكَانَ يَأْمُرُنِي فَأَتَّزِرُ فَيُبَاشِرُنِي وَأَنَا حَائِضٌ وَكَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ إِلَيَّ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۰۳:۔ وَعَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَشْرَبُ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ فَيَشْرَبُ وَأَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۰۴:۔ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ

۵۰۲۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ کہ میں اور آنحضرت ایک برتن میں غسل کرتے۔ اور ہم جنبی ہوتے۔ اور مجھے آپ حکم فرماتے میں تہبند باندھ لیتی۔ آپ ایام حیض میں میرے پاس لیٹ جاتے۔ اور اعتکاف میں مسجد سے سر باہر نکالتے۔ اور میں اسے دھو دیتی۔ اور میں حائضہ ہوتی۔[1] (بخاری مسلم)

۵۰۳۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ میں ایام حیض میں پانی پی کر (برتن) آنحضرت کو دے دیتی۔ آپ میرے منہ کی جگہ منہ لگا کر پی لیتے۔ اور میں اسی حالت میں ہڈی سے گوشت نوچتی۔ اور پھر آپ کو دے دیتی۔ آپ وہیں سے گوشت نوچتے جہاں سے میں نے نوچا ہوتا۔[2] (مسلم)

۵۰۴۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ ایام حیض میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں ٹیک لگا لیتے۔ اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) شاید یہ نہی تحریمی نہ ہو اور یہود کی مخالفت اس کی تعمیل سے زیادہ درجہ رکھتی ہو۔ جب انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا کہ قرآن مجید کی آیت سننے کے بعد پھر بھی یہ کچھ پوچھتے ہیں۔ لیکن ان سے ناراض نہیں ہوئے اور ان کے کلام کو ضرور ناپسند کیا ہے۔ فداہ ابی و امی۔ آنحضرت کے اخلاق حسنہ میں یہ چیز نمایاں حیثیت رکھتی ہے کہ آپ نے کبھی کسی گناہ گار کو نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھا اور نہ کبھی ناراض ہوئے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] اس قسم کی حدیثیں حضرت ام سلمہ اور میمونہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر ایک بڑے برتن میں پانی لے کر عورت اور مرد اکٹھے غسل کریں یعنی مرد بھی اس میں سے پانی لیتا جائے اور عورت بھی تو جائز ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حائضہ عورت سے ناف کے اوپر اوپر فائدہ لینا جائز ہے منع نہیں ہے۔

[2] عورت فطرتاً ناپاک نہیں ہے:۔ اس کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے چونکہ یہود حائضہ عورت کو پلید سمجھتے تھے اور ان کے ساتھ کھانے پینے کو جائز نہیں جانتے تھے اور حیض کو نجاست حقی سمجھ کر عورت کو پلید جانتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کی مخالفت کی حائضہ عورت کے ساتھ جسم کا لگانا ان کے ساتھ کھانا پینا سب جائز قرار دیا اور عمل کر کے دکھایا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٥٠٥ :- وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

٥٠٦ :- وَعَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي مِرْطٍ بَعْضُهُ عَلَيَّ وَبَعْضُهُ عَلَيْهِ وَأَنَا حَائِضٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

٥٠٧ :- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَتَى حَائِضًا أَوْ امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا أَوْ كَاهِنًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ

قرآن پڑھتے۔[1] (بخاری مسلم)

٥٠٥۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ مجھے مسجد سے چٹائی دے دو۔ میں نے عرض کیا میں حائضہ ہوں فرمایا حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں[2] (مسلم)

٥٠٦۔ حضرت میمونہؓ نے فرمایا۔ آنحضرت ایک چادر میں نماز ادا فرماتے۔ جس کا کچھ حصہ آپ نے لیا ہوتا۔ اور کچھ حصہ مجھ پر ہوتا۔ اور میں ایام حیض میں ہوتی۔[3] (صحیح بخاری۔ مسلم)

دوسری فصل

٥٠٧۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو عورت کے پاس ایام حیض میں آئے۔ یا دبر میں بدفعلی کرے۔ یا کاہن کے پاس جائے۔ اس نے اس دین کا انکار کر لیا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا گیا (ترمذی۔

---

[1] حائضہ قرآن سن سکتی ہے:۔ ترمذی کے سوا اس کو جماعت نے روایت کیا ہے ابن دقیق العید نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے کہ چونکہ حائضہ کو قرآن کا پڑھنا منع ہے گمان ہوتا تھا کہ شاید اس کی ران پر یا گود میں سر رکھ کر بھی قرآن کا پڑھنا پڑھانا منع ہوگا اس کی وضاحت کر دی کہ حائضہ عورت کی پلیدی حکمی ہے حسی طور پر وہ پاک ہے۔

[2] بخاریؒ کے سوا اس حدیث کو جماعت نے روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ عورت ایام حیض میں مسجد میں تو نہیں داخل ہو سکتی لیکن اپنا ہاتھ بڑھا کر اس میں سے کوئی چیز پکڑ سکتی ہے۔

[3] حائضہ کی پلیدی حکمی ہے حسی نہیں:۔ یہ حدیث اس لیے لائی گئی ہے کہ اگر ایک کپڑے کا کچھ حصہ نمازی پر ہو اور کچھ حصہ گندگی پر پڑا ہوا ہو تو نماز نہیں ہوتی اگر حائضہ عورت بھی پلید ہوتی تو کپڑے کا کچھ حصہ اس پر رکھ کر نماز پڑھنا درست نہ ہوتا چونکہ یہ جائز ہے لہذا یہ ثابت ہوا کہ حائضہ عورت پلید نہیں ہے۔

(باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَفِي رِوَايَتِهِمَا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ لَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيثَ إِلَّا مِنْ حَكِيمٍ الْأَثْرَمِ عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ -

۵۰۸ :- وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا يَحِلُّ لِي مِنْ امْرَأَتِي وَهِيَ حَائِضٌ قَالَ مَا فَوْقَ الْإِزَارِ وَالتَّعَفُّفُ عَنْ ذٰلِكَ أَفْضَلُ رَوَاهُ رَزِينٌ وَقَالَ مُحْيِ السُّنَّةِ إِسْنَادُهُ لَيْسَ بِقَوِيٍّ -

۵۰۹ :- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَقَعَ الرَّجُلُ بِأَهْلِهِ وَهِيَ حَائِضٌ فَلْيَتَصَدَّقْ بِنِصْفِ دِينَارٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ -

۵۱۰ :- وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ دَمًا أَحْمَرَ فَدِينَارٌ

ابن ماجہ دارمی لیکن ان دونوں میں یہ لفظ زیادہ ہیں۔ اور وہ کاہن کی تصدیق کرے تو اس نے کفر کیا۔ ترمذی فرماتے ہیں۔ ہمیں یہ حدیث صرف حکیم الاثرم کے واسطہ سے پہنچی۔ وہ ابوتمیمہ سے روایت فرماتے ہیں۔ اور وہ ابوہریرہ سے۔

۵۰۸۔ معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت سے دریافت کیا۔ حیض کے ایام میں میرے لئے میری بیوی سے کیا چیز حلال ہے۔ فرمایا تہبند سے اوپر اور اس سے بچنا بہتر ہے[1]۔ (رزین محی السنت فرماتے ہیں۔ اس کی سند صحیح نہیں)

۵۰۹۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب کوئی حیض کی حالت میں ہم بستری کرے۔ تو اسے نصف دینار صدقہ کرنا چاہیئے[2]۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ دارمی۔ ابن ماجہ)

۵۱۰۔ ابن عباسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں۔ اگر خون سرخ ہو تو ایک دینار صدقہ کریگا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ۴ یہ حدیث سند کے لحاظ سے ضعیف ہے۔ لیکن نسائی اور ابن مدینی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو شخص ان کاموں کو حلال سمجھ کر ان کا ارتکاب کرے وہ کافر ہے اور جو حرام جان کر ارتکاب کرے وہ فاسق ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱ اس کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اور ضعیف کہا ہے یہ حدیث پہلی صحیح حدیثوں کے مخالف نہیں ہے بچنا بہتر اس لیے ہے کہ مبادا آدمی مباشرت کر بیٹھے۔

۲ دینار ساڑھے دس ماشہ سونے کا ہوتا ہے اس کا حساب سونے کی قیمت کے حساب سے کر لیا جائے۔ بعض نے کہا ہے کہ اس کا کفارہ صرف توبہ ہے اور بعض نے کفارہ ادا کرنا واجب کہا ہے اور بعض نے مستحب اور احتیاط اس میں ہے کہ توبہ بھی کرے اور کفارہ بھی ادا کرے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَإِذَا كَانَ دَمًا أَصْفَرَ فَنِصْفُ دِينَارٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۵۱۱:۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يَحِلُّ لِي مِنِ امْرَأَتِي وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشُدُّ عَلَيْهَا إِزَارَهَا ثُمَّ شَأْنُكَ بِأَعْلَاهَا رَوَاهُ مَالِكٌ وَالدَّارِمِيُّ مُرْسَلًا۔

۵۱۲:۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ إِذَا حِضْتُ نَزَلْتُ عَنِ الْمِثَالِ عَلَى الْحَصِيرِ فَلَمْ يَقْرَبْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ نَدْنُ مِنْهُ حَتَّى نَطْهُرَ رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ

اگر زرد ہو تو نصف دینار[1] (ترمذی)

تیسری فصل

۵۱۱۔ زید بن اسلم فرماتے ہیں۔ ایک آدمی نے آنحضرت سے دریافت فرمایا۔ کہ حیض کی حالت میں میری بیوی سے کیا کچھ حلال ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اس کا تہبند مضبوط باندھ دو۔ پھر اوپر کے حصے میں آپ کو اختیار ہے۔ (مالک دارمی نے مرسل روایت کیا ہے۔

۵۱۲۔ حضرت عائشہ نے فرمایا۔ جب میں حائضہ ہوتی۔ تو میں بستر سے چٹائی پر اتر جاتی۔ اور جب تک ہم پاک نہ ہو جاتیں آنحضرت کے قریب نہ جاتیں[2]۔ (ابوداؤد)

---

[1] یہ حدیث سند اور متن دونوں کے لحاظ سے مضطرب ہے۔ سند کا اضطراب تو یہ ہے کہ امام نسائی نے اس کو کبھی مرفوع روایت کیا ہے اور کبھی موقوف اور مرسل طریقوں سے روایت کیا ہے اور متن کا اضطراب یہ ہے کہ راوی شک کی بنا پر کبھی تو ایک دینار صدقہ کرنے کو کہتا ہے اور کبھی نصف دینار اور اسی طرح کبھی تو یہ کہتا ہے کہ دینار صدقہ کرے اور اس طرح کہتا ہے کہ اگر دینار نہ ملے تو نصف دینار صدقہ کرے اور کبھی اس طرح بیان کرتا ہے کہ اگر حیض کا خون سرخ رنگ ہو یعنی حیض ابھی نزدوں پر ہو تو ایک دینار صدقہ کرے اور اگر حیض آخری ایام میں ہو یعنی خون کا رنگ زرد ہو چکا ہو تو پھر نصف دینار صدقہ کرے۔

[2] **قرآن و حدیث میں جنسی تعلقات استعارۃً ہیں:**۔ اس حدیث کا مطلب بیان کرنے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض نے تو اس کا یہی مطلب مراد لیا ہے کہ قریب جانے سے مراد جماع کے علاوہ مقاربت ہے یعنی حائضہ عورت کے جسم کے ساتھ مرد کے جسم کا کوئی حصہ لگ جائے تو اس صورت میں اس کا مطلب صحیح سابقہ حدیثوں کے مخالف پڑتا ہے لہٰذا وہ ان حدیثوں کی بنا پر اس حدیث کو منسوخ سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چونکہ حائضہ عورت کی پلیدی حکمی ہے حسی نہیں لہٰذا یہ حدیث کسی طرح بھی اپنے معنی کے لحاظ سے صحیح نہیں ہے۔ اور دوسرے گروہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث منسوخ نہیں ہے بلکہ یہاں قریب جانے سے مراد جماع ہے۔ جیسا کہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ الْمُسْتَحَاضَۃِ

مستحاضہ کا بیان

یہ خون رحم کی رگوں سے جاری ہوتا ہے۔ غیر طبعی خون ہے۔ بیماری کی وجہ سے جاری ہو جاتا ہے اس میں نماز روزہ ترک کرنے کی اجازت نہیں۔ اس میں ہر نماز کے لئے غسل کیا جائے تو بہتر ہے۔ ورنہ ہر دو نمازوں کے لیے غسل کیا جائے نوٹنا سب ہے۔ آنحضرت نے اسے پسند فرمایا۔ اور نماز فجر کے لئے الگ غسل کر لیا جائے۔ ورنہ عام تندرستوں کی طرح اگر تبھی غسل کیا جائے تو نماز ہو جائے گی۔

مستحاضہ کو اگر ایام حیض معلوم ہوں تو اس عادت کے مطابق نماز وغیرہ امور میں ایام حیض کا اشتنا ہو جانا چاہئیے۔ اگر عادت نہ معلوم ہو تو خون کے رنگ سے بھی ایام حیض کا علم ہو سکتا ہے اگر یہ بھی کسی وجہ سے ممکن نہ ہو تو ہر ماہ تخمینا پانچ یا چھ دن مستحاضہ نماز وغیرہ ترک کر دے۔ یہ اندازہ ایام حیض کے لیے مفروضہ کے طور پر ہوگا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) قرآن مجید میں آیا ہے ولا تقربوھن (اور ان کے نزدیک نہ جاؤ) یہاں قربت سے مراد جماع ہے۔ جیسا کہ ان لوگوں پر مخفی نہیں ہے جو قرآن اور حدیث کے انداز بیان سے کچھ بھی واقفیت رکھتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معنی کو ادا کرنے کے لیے نہایت مہذبانہ الفاظ استعمال کیے ہیں۔ مثلاً مساس، قربت وغیرہ ہاں قرآن مجید میں صرف ایک جگہ دخلتم بھن کے لفظ استعمال کیے ہیں اور اس میں "خلوت صحیحہ" کے معنی کا احتمال ہے اور دوسرا احتمال بھی ہے اور وہاں چونکہ محرمات ابدیہ کا ذکر تھا لہذا ناگزیر حالت میں یہ لفظ استعمال کیے گئے اور حدیث میں بعض عزا اسلمی کا واقعہ صریح الفاظ میں مذکور ہے۔ کیونکہ وہاں ایک آدمی کی جان کا معاملہ تھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۵۱۳ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ اَبِيْ حُبَيْشٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اِمْرَاَةٌ اُسْتَحَاضُ فَلَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالَ لَا اِنَّمَا ذٰلِكَ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِحَيْضٍ فَاِذَا اَقْبَلَتْ حَيْضَتُكِ فَدَعِي الصَّلٰوةَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْسِلِيْ عَنْكِ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۵۱۴ : عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ اَبِيْ حُبَيْشٍ اَنَّهَا كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ دَمُ الْحَيْضِ فَاِنَّهُ دَمٌ اَسْوَدُ يُعْرَفُ فَاِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَاَمْسِكِيْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِذَا كَانَ الْاٰخَرُ فَتَوَضَّئِيْ فَصَلِّيْ فَاِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ

پہلی فصل

۵۱۳۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ فاطمہ حبیشؓ کی بیٹی آنحضرت کے پاس آئی اور کہا اے اللہ کے رسول مجھے خون استحاضہ آتا ہے۔ سو میں اس سے پاک نہیں ہوتی۔ کیا میں نماز چھوڑ دوں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ یہ ایک رگ کا خون ہے۔ حیض نہیں جب تمہارے ایام حیض آجائیں۔ تو نماز چھوڑ دو۔ جب وہ نکل جائیں۔ تو خون صاف کر کے نماز شروع کرو۔[1] (بخاری مسلم)

دوسری فصل

۵۱۴۔ عروہؓ بن زبیر فاطمہ بنت ابی حبیش سے بیان فرماتے ہیں۔ کہ انہیں استحاضہ آتا تھا۔ اسے آنحضرت نے فرمایا حیض کا خون سیاہ ہوتا ہے۔ جب یہ آنے لگے تو نماز سے رک جاؤ۔ جب دوسرا خون آنے لگے تو وضو کرو۔ نماز پڑھو۔ کیونکہ یہ رگ کا خون ہے۔[2]

---

[1] **متحاضہ کے لیے حکم**:۔ اس حدیث کو ابن ماجہ کے سوا جماعت نے روایت کیا ہے۔ عورت کے رحم میں ایک رگ ہوتی ہے جس کا نام عاذل ہے بعض دفعہ وہ پھٹ جاتی ہے تو اس سے شرمگاہ کے ذریعے خون باہر آنے لگتا ہے وہ خون استحاضہ کہلاتا ہے اور جو دن رحم سے آتا ہے وہ حیض کہلاتا ہے اور جو خون بچہ پیدا ہونے کے بعد جاری ہو وہ نفاس کا خون کہلاتا ہے حیض اور نفاس کا حکم یہ ہے کہ ان میں عورت نماز روزہ ادا نہ کرے پھر جب یہ دن گذر جائیں تو روزہ کی قضا کرے اور نمازیں ان دنوں کی معاف ہیں اور استحاضہ کا حکم یہ ہے کہ عورت نماز روزہ بھی ادا کرے اور اس سے صحبت کرنی بھی جائز ہے۔ اس حدیث میں اس عورت کا حکم بیان ہوا ہے جس کو پہلے سے حیض آتا ہو اور اپنے حیض کے دن اس کو یاد ہوں وہ ان دنوں میں نماز روزہ چھوڑ دے اور باقی استحاضہ کے دنوں میں نماز روزہ ادا کرتی رہے۔

[2] **حیض و استحاضہ کا فرق**:۔ اگر کسی عورت کو پہلی دفعہ حیض آیا ہو اور ساتھ ہی استحاضہ بھی شروع ہو جائے یا حیض پہلی مرتبہ تو نہیں آیا لیکن اس عورت کو اپنے حیض کے دن بھول گئے ہیں تو ایسی عورتوں کے لیے یہ نشانی ہے کہ حیض کا خون گاڑھا اور سیاہ رنگ کا (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ۔

۵۱۵:۔ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ اِنَّ اِمْرَاَۃً کَانَتْ تُھْرَاقُ الدَّمَ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَتْ لَھَا اُمُّ سَلَمَۃَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِتَنْظُرْ عَدَدَ اللَّیَالِیْ وَالْاَیَّامِ الَّتِیْ کَانَتْ تَحِیْضُھُنَّ مِنَ الشَّھْرِ قَبْلَ اَنْ یُّصِیْبَھَا الَّذِیْ اَصَابَھَا فَلْتَتْرُکِ الصَّلٰوۃَ قَدْرَ ذٰلِکَ مِنَ الشَّھْرِ فَاِذَا خَلَّفَتْ ذٰلِکَ فَلْتَغْتَسِلْ ثُمَّ لِتَسْتَثْفِرْ بِثَوْبٍ ثُمَّ لِتُصَلِّ رَوَاہُ مَالِکٌ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِیُّ وَرَوَی النَّسَائِیُّ مَعْنَاہُ

۵۱۶:۔ وَعَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ یَحْیَی بْنُ مَعِیْنٍ جَدُّ عَدِیٍّ اِسْمُہٗ دِیْنَارٌ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ فِی الْمُسْتَحَاضَۃِ تَدَعُ الصَّلٰوۃَ اَیَّامَ اَقْرَائِھَا الَّتِیْ کَانَتْ تَحِیْضُ فِیْھَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَتَوَضَّأُ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ وَتَصُوْمُ وَتُصَلِّیْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ۔

(ابوداؤد۔ نسائی)

کا خون آتا تھا۔ اس کے متعلق حضرت ام

۵۱۵۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں۔ آنحضرت کے وقت ایک عورت کو (استحاضہ) کا خون آتا تھا۔ ان کا خیال رکھو۔ اس اندازہ کے مطابق مہینہ میں

سلمہ نے آنحضرت سے پوچھا تو آپ نے فرمایا۔ جن ایام میں اسے حیض آتا تھا۔ ان کا خیال رکھو۔ اس اندازہ کے مطابق مہینہ میں

نماز چھوڑ دے۔ جب یہ ایام گذر جائیں۔ تو غسل کرے۔ اور کپڑے کا لنگوٹ باندھے۔ پھر نماز پڑھے[1]۔ (مالک۔ ابوداؤد۔ دارمی۔

نسائیؒ نے اس معنی کا ذکر کیا ہے)

۵۱۶۔ عدی بن ثابت اپنے باپ سے اور وہ عدی کے دادا سے روایت فرماتے ہیں۔ (یحیٰی بن معین نے فرمایا۔ ان کے

دادا کا نام دینار تھا۔ وہ آنحضرت سے بیان فرماتے ہیں۔ آپ نے مستحاضہ کے متعلق فرمایا۔ کہ ایام حیض میں نماز ترک کر دے۔

پھر وہ غسل کرے۔ اور ہر نماز کے لیے وضو کرے۔ اور روزہ رکھے اور نماز پڑھے[2]۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہوتا ہے۔ جب خون کی رنگت ایسی ہو تو عورت نماز روزہ چھوڑ دے اور جب دوسرا خون ہو تو نماز روزہ شروع کر دے وہ اس کے طہر کے دن ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ہٰذا)

[1] یہ حدیث بڑی مشہور ہے۔ لیکن یہ سند کے لحاظ سے منقطع ہے۔ کیونکہ سلیمان بن یسار کا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سماع ثابت نہیں ہے۔ لیکن ایک اور طریقہ سے یہ حدیث متصل السند بھی ہے اور اس کا مضمون پہلے بیان ہو چکا ہے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

[2] اس حدیث کی سند میں ابوالیقظان راوی ضعیف ہے لیکن مستحاضہ پر ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنا واجب ہے کیونکہ اس کی تائید فاطمہ بنت حُبَیْش کی حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ ہر نماز کے لیے وضو علیحدہ علیحدہ کر اس کو امام بخاری (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۱۷ :- وَعَنْ حَمْنَۃَ بِنْتِ جَحْشٍ قَالَتْ كُنْتُ أُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيْرَةً
شَدِيْدَةً فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْتَفْتِيْهِ وَأُخْبِرُهُ فَوَجَدْتُهُ فِيْ
بَيْتِ أُخْتِيْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيْرَةً
شَدِيْدَةً فَمَا تَأْمُرُنِيْ فِيْهَا قَدْ مَنَعَتْنِي الصَّلٰوةَ وَالصِّيَامَ قَالَ أَنْعَتُ لَكِ الْكُرْسُفَ
فَإِنَّهُ يُذْهِبُ الدَّمَ قَالَتْ هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَتَلَجَّمِيْ قَالَتْ هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ
قَالَ فَاتَّخِذِيْ ثَوْبًا قَالَتْ هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ إِنَّمَا أَثُجُّ ثَجًّا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ سَآمُرُكِ بِأَمْرَيْنِ أَيَّهُمَا صَنَعْتِ أَجْزَأَ عَنْكِ مِنَ الْآخَرِ وَإِنْ قَوِيْتِ عَلَيْهِمَا
فَأَنْتِ أَعْلَمُ قَالَ لَهَا إِنَّمَا هٰذِهٖ رَكْضَةٌ مِّنْ رَكَضَاتِ الشَّيْطَانِ فَتَحَيَّضِيْ
سِتَّةَ أَيَّامٍ أَوْ سَبْعَةَ أَيَّامٍ فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ ثُمَّ اغْتَسِلِيْ حَتّٰى إِذَا رَأَيْتِ أَنَّكِ
قَدْ طَهُرْتِ وَاسْتَنْقَأْتِ فَصَلِّيْ ثَلَاثًا وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً أَوْ أَرْبَعًا وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً
وَأَيَّامَهَا وَصُوْمِيْ فَإِنَّ ذٰلِكَ يُجْزِئُكِ وَكَذٰلِكِ فَافْعَلِيْ كُلَّ شَهْرٍ كَمَا
تَحِيْضُ النِّسَاءُ وَكَمَا يَطْهُرْنَ مِيْقَاتَ حَيْضِهِنَّ وَطُهْرِهِنَّ وَإِنْ قَوِيْتِ
عَلٰى أَنْ تُؤَخِّرِيْنَ الظُّهْرَ وَتُعَجِّلِيْنَ الْعَصْرَ فَتَغْتَسِلِيْنَ وَتَجْمَعِيْنَ بَيْنَ

۵۰۷- حمنہ بنت جحش ؓ سے مروی ہے۔ مجھے بہت استحاضہ ہوتا تھا۔ میں آں حضرت کے پاس اس کی اطلاع اور اس کے متعلق پوچھنے کے لیے آئی میں نے انہیں اپنی بہن زینب بنت جحش کے گھر پایا۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت مجھے بہت سخت استحاضہ ہوتا ہے۔ میرے لیے کیا حکم ہے۔ مجھے اس تکلیف نے نماز اور روزے سے روک دیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میں تمہیں روئی کے استعمال کا مشورہ دیتا ہوں۔ اس سے خون جذب ہو جائے گا۔ میں نے عرض کیا۔ وہ اس سے بہت زیادہ ہے۔ فرمایا لگام کی طرح لنگوٹ باندھ دو۔ اس نے کہا وہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ فرمایا پھر کپڑا باندھ دو۔ اس نے کہا وہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ وہ فوارے کی طرح زور سے نکلتا ہے۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں دو باتیں بتاتا ہوں ہر ایک بات دوسری سے کفایت کرے گی۔ اور اگر تم دونوں کام کر سکو تو تمہاری مرضی۔ فرمایا یہ ایک شیطانی حرکت ہے تم چھ سات دن تو اللہ کے علم میں حیض شمار کر لو۔ یہاں تک کہ تمہیں اپنی طہارت اور صفائی کا یقین ہو جائے تو ۲۳ یا ۲۴ دن رات نماز پڑھو۔ اور روزہ رکھو۔ تمہارے لیے کافی ہے اسی طرح ہر ماہ عورتوں کی طرح اپنے حیض اور طہارت کا اندازہ کرو۔ اور اگر ہو سکے تو ظہر کو موخر کرو۔ اور عصر کو پہلے کرو۔ دونوں نمازوں کے لئے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے اور امام مسلم نے اسکو عمدا حذف کر دیا ہے کیونکہ اسکے بعض راوی متفرد ہیں۔ لیکن حافظ ابن حجر نے اسکو فتح الباری میں کئی طریقوں سے ثابت کیا ہے اور ابن حبان اور امام حاکم نے بھی اس کو صحیح کہا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصَّلٰوتَیْنِ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَتُؤَخِّرِیْنَ الْمَغْرِبَ وَتُعَجِّلِیْنَ الْعِشَاءَ ثُمَّ تَغْتَسِلِیْنَ وَتَجْمَعِیْنَ بَیْنَ الصَّلٰوتَیْنِ فَافْعَلِیْ وَتَغْتَسِلِیْنَ مَعَ الْفَجْرِ فَافْعَلِیْ وَصُوْمِیْ اِنْ قَدَرْتِ عَلٰی ذٰلِکَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا اَعْجَبُ الْاَمْرَیْنِ اِلَیَّ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ.

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

غسل کر کے دو نمازیں جمع کرو۔ اور مغرب کو مؤخر کرو۔ اور عشاء کو جلدی کرو۔ پھر غسل کر کے دونوں نمازیں جمع کرو۔ اگر ایسا کر سکو تو کرو[1] اور فجر کی نماز کے لیے الگ غسل کرو۔ اور اگر روزہ کی طاقت ہو تو وہ بھی رکھ لو۔ آنحضرت نے فرمایا۔ یہ دونوں سے مجھے زیادہ پسند[2] ہے۔

تیسری فصل

[1] مستحاضہ کی نماز کی صورتیں، خطابی نے کہا ہے کہ بعض علماء نے اس حدیث پر فتوی نہیں دیا ہے کیونکہ اس کی سند میں عبداللہ بن محمد بن عقیل مختلف فیہ ہے لیکن ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور اسی طرح امام بخاری نے بھی اس کو حسن کہا ہے اور امام احمد نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔ رکضہ کے معنی ہیں لات مارنا۔ ظاہر ہے کہ استحاضہ کا خون ایک بیماری ہے۔ شیطان کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان نے تیری بیماری میں تجھ پر تیرے ایام حیض مشتبہ کر کے تجھ کو دینی طور پر نقصان پہنچایا ہے تیئس یا چوبیس دن نماز پڑھنا اس کو اس لیے کہا کہ حمنہ ایک عادت والی عورت تھی لیکن یہ اس کو یقین سے یاد نہیں رہا تھا کہ چھ دن حیض آیا کرتا تھا یا سات دن تو آپ نے اس کو اسی شک کی بنا پر تیئس دن یا چوبیس دن نماز پڑھنے کو کہا یعنی اپنے غالب گمان پر عمل کر اگر زیادہ خیال چھ دن کی طرف ہو تو چوبیس دن نماز پڑھ اور اگر سات روز کی طرف غالب خیال ہو تو تیئس روز نماز پڑھ۔ مستحاضہ کے نماز پڑھنے کی تین صورتیں ہیں۔ پہلی یہ کہ ہر نماز کے لیے وضو بھی کرے اور غسل بھی یہ امر جائز ہے۔ لیکن بوجہ تکلیف پسندیدہ نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ظہر اور عصر ایک غسل کر کے اکٹھی پڑھ لے اور مغرب اور عشاء کے لیے ایک غسل کر لے اور فجر کے لیے ایک غسل کرے۔ یہ صورت زیادہ پسندیدہ ہے بشرطیکہ مستحاضہ کی جسمانی طاقت اس کو برداشت کر سکے اور تیسری صورت یہ ہے کہ ہر نماز کے لیے علیحدہ وضو کر لیا کرے اور غسل صرف حیض سے پاک ہونے کا کرے اس کے بعد وضو کرتی جائے اگر جسمانی حالت کمزور ہو تو ایسا ہی کرنا چاہیئے۔

[2] رکضۃ دولتی کو کہتے ہیں۔ اس بیماری میں شیطان وسوسہ ڈالتا ہے۔ عبادت سے روکتا ہے ان خیالات سے دل پر اثر پڑتا ہے۔ شبہات پیدا ہوتے ہیں اسے رکضۃ فرمایا ہے فی علم اللہ کا یہ مطلب ہے کہ یہ اندازہ ہے حقیقت تو اللہ کو معلوم ہے ہم نے اس علم کا یہ اندازہ کر لیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۱۸: عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَیْسٍ قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ فَاطِمَۃَ بِنْتَ اَبِیْ حُبَیْشٍ اُسْتُحِیْضَتْ مُنْذُ کَذَا وَکَذَا فَلَمْ تُصَلِّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللّٰہِ اِنَّ ھٰذَا مِنَ الشَّیْطَانِ لِتَجْلِسْ فِیْ مِرْکَنٍ فَاِذَا رَاَتْ صُفَارَۃً فَوْقَ الْمَاءِ فَلْتَغْتَسِلْ لِلظُّھْرِ وَالْعَصْرِ غُسْلًا وَّاحِدًا وَّتَغْتَسِلْ لِلْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ غُسْلًا وَّاحِدًا وَّتَغْتَسِلْ لِلْفَجْرِ غُسْلًا وَّاحِدًا وَّتَوَضَّأُ فِیْ مَا بَیْنَ ذٰلِكَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ رَوٰی مُجَاھِدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَمَّا اشْتَدَّ عَلَیْھَا الْغُسْلُ اَمَرَھَا اَنْ تَجْمَعَ بَیْنَ الصَّلَاتَیْنِ۔

۵۱۸- اسماء بنت عُمَیس رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ میں نے آنحضرت سے عرض کیا کہ فاطمہ بنت ابی حُبَیش کو اتنی مدت سے استحاضہ آرہا ہے۔ اور وہ نماز نہیں پڑھتی۔ آنحضرت نے فرمایا۔ سبحان اللہ یہ تو شیطان کی شرارت ہے۔ اسے ایک لگن میں بیٹھنا چاہئے جب پانی زرد ہو جائے۔ تو ظہر اور عصر کے لیے ایک غسل کرے اور مغرب اور عشاء کے لیے ایک غسل اور فجر کے لیے ایک غسل اور اس کے درمیان ہر نماز کے لیے وضوء کرے۔ (ابوداؤد) مجاہد ابن عباس سے فرماتے ہیں۔ جب اسے غسل سے تکلیف ہو تو اسے حکم فرمایا۔ کہ دو نمازیں جمع کرے[1] (ابوداؤد)

---

[1] اس حدیث کو امام منذری نے حسن کہا ہے ٹب میں بیٹھنے کا مطلب یہ ہے کہ جب مستحاضہ عورت پانی میں بیٹھے گی تو اگر پانی کے اوپر کچھ سیاہی سی نظر آئے تو سمجھ لینا چاہئے کہ یہ خون حیض کا ہے اور اگر پانی کی سطح پر کچھ زردی سی معلوم ہو تو جان لینا چاہئے کہ یہ خون استحاضہ کا ہے۔ اس حدیث میں رات اور دن میں تین بار غسل کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور جس روایت میں ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا حکم دیا ہے امام بیہقی نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ واجب تو ہر نماز کے لیے صرف وضو ہے اور مستحب یہ ہے کہ ظہر اور عصر کے لیے ایک غسل کرے اور مغرب اور عشاء کے لیے ایک غسل اور فجر کے لیے ایک غسل بشرطیکہ اس کو طاقت ہو۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب الصلوٰۃ

نماز اسلام کا رکن ہے۔ عبادات میں اس کا مقام بہت بلند ہے اس کا اثر قلب پر بہت نمایاں ہوتا ہے۔ اس کی تعبدی حیثیت بہت نمایاں ہے اور اصلاح نفس میں اس کا فائدہ ظاہر ہے۔ اسی لیے شارع علیہ السلام نے اس کی فضیلت اوقات شروط ارکان آداب نوافل وغیرہ امور کی طرف خاص توجہ فرمائی۔ توجہ کا یہ مقام باقی عبادات کو حاصل نہیں ہوا۔ اسے دین کے شعائر اور نمایاں علامات میں شمار کیا گیا۔

نماز کا قریباً یہی طریق یہود اور نصاریٰ اور آل اسماعیل میں موجود اور مروج تھا۔ اوقات اور آداب کی یہ صورت بھی تقریباً ان میں موجود تھی۔ اور ان میں اکثر اسے عبادت کے طور پر جانتے اور سمجھتے تھے۔ شارع جل وعلا شانہ نے ان کی ان رسوم و عادات کو احکام میں ملحوظ رکھا۔ اور قریباً وہی اوقات مقرر فرمائے جو ان میں مشہور اور متعارف تھے اور ان کے جمہور ان پر متفق تھے۔ البتہ ان سے بعض موزے اور جوتوں سمیت نماز کو ناپسند کرتے تھے۔ غالباً یہ رواج ان میں اس لیے پھیلا کہ موسیٰ علیہ السلام کو وادی طویٰ میں جوتے اتارنے کا حکم فرمایا گیا۔ (حالانکہ اس کی اصل وجہ یہ تھی۔ کہ وہ جوتے پاک نہیں تھے)

اس قسم کی تحریفات اور غلو آمیز بدعات میں ان کی مخالفت فرمائی۔ تاکہ مسلمان ان سے ممتاز اور الگ رہیں مجوس آفتاب کے طلوع اور غروب کے وقت آفتاب کی پرستش کرتے۔ ان اوقات کو بالکلیہ ترک کر دیا گیا۔ ان اوقات میں نماز کی اجازت ہی نہیں فرمائی گئی۔ تاکہ مسلمان ان سے الگ رہیں۔

نماز کی فرضیت کے لیے بلوغت کا بھی انتظار نہیں فرمایا گیا۔ بلکہ سات سال کی عمر میں جوں ہی شعور کی پہلی قسط انسان کو عطا ہوئی۔ فطرت نے بلوغت کی طرف پہلا قدم اٹھایا۔ اسے نماز کی تلقین فرمائی۔ تاکہ یہیں سے قوت ملکی سے ربط پیدا اور ابدی سعادت سے حصہ ملے۔ دس سال کے بعد یہ شعور اور نمایاں ہوا۔ تو نماز کی تلقین نے تاکید اور تادیب کی صورت اختیار کر لی۔ یہ صرف نماز کی خصوصیت ہے۔ باقی تمام عبادات کامل بلوغت سن رشد کے بعد ہی فرض ہوتے ہیں۔ اسی عمر میں انسان نفع اور نقصان سوچنے کے قابل ہوتا ہے۔ دوست اور دشمن میں بقدر ضرورت تمیز کر سکتا ہے اس کے عام حالات میں تمیز کر سکتا ہے۔ اس لیے عام حالات میں پندرہ سال کی عمر معین فرمائی گئی ہے احتلام زیر ناف کے بال اگنا اس کے مشہور اور عام علامات ہیں۔

نماز چونکہ خالق اور مخلوق میں ربط کا بہترین ذریعہ ہے۔ حیوانی اور شہوانی پستیوں سے نکلنے کا پاکیزہ وسیلہ ہے۔ اس لیے بلوغ اوّل کے ساتھ اس کا حکم فرما دیا گیا۔ مواخذہ اور تادیب کے لحاظ سے اسے باقی امور کے ساتھ بلوغ کامل پر معلق فرما دیا گیا۔ مواخذہ اور اس کی تاکید دس سال سے شروع فرمائی گئی۔ کیونکہ یہ عمر دونوں بلوغ میں ایک برزخ کی حیثیت رکھتا ہے۔

پاکیزگی اور طہارت کے لحاظ سے اسے نہر سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جو کسی مکان کے سامنے ہو۔ اور صاحب مکان اس سے پانچ دفعہ اور روزانہ غسل کرے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ پانچ نمازوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت نے فرمایا۔ پانچ نمازیں اور جمعہ جمعہ تک اور رمضان آئندہ رمضان تک گناہوں کا کفارا ہو جاتے ہیں۔ اگر انسان کبائر سے پرہیز کرے۔ نماز اگر خشوع سے صحیح طور پر ادا کی جائے۔ تو طبعا رجحان نیکی اور تقوی کی طرف ہو جاتا ہے اسی حقیقت کے پیش نظر قرآن عزیز نے فرمایا۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔ نماز بے حیائی اور خلاف دستور کاموں سے روکتی ہے۔ نماز کی اسی خصوصیت کے پیش نظر آنحضرت نے فرمایا۔ نماز کا ترک انسان اور کفر میں حد فاصل ہے۔ یہ اسلام کا ایک ایسا نشان ہے جب یہ مفقود ہو جائے تو اسلام کا فقدان اس کا منطقی نتیجہ ہے۔ نماز تسلیم و انقیاد کا صحیح نشان ہے۔ جب یہ نہ پائی جائے۔ تو اسلام اور انقیاد کا وجود باقی نہیں رہے گا۔

نماز ایسی عبادت ہے۔ جس کے متعلق آنحضرت نے مکمل ہدایات دی ہیں۔ ائمہ حدیث نے اس کے احکام کو مختلف ابواب اور فصول میں ذکر فرمایا۔ اس کی کوئی جز قیاسی نہیں۔ نہ ہی اس میں کم و بیش کرنے کا حق حاصل ہے۔ اوقات اذکار کے الفاظ اور مقامات سب طے شدہ ہیں۔ رکعات و ارکان آداب و شرائط منہیات کوئی چیز ایسی نہیں جسے آنے والوں کی رائے پر چھوڑ دیا گیا ہو۔ کوئی قوت حاکمہ اس میں مداخلت نہیں کر سکتی نہ ہی آج تک تیرہ سو سال میں آئمہ سنت کو اسی میں تبدیلی کا خیال پیدا ہوا۔

اس دور جہل میں جب کہ یورپ میں تعلیمات نے ایمان اور اعتقاد کو متزلزل کر دیا ہے۔ اعمال صالحہ سے طبائع روز بروز غیر مانوس ہو رہی ہیں۔ بعض جہلاء نے حدیث کی حجت کا انکار کیا۔ اور نماز میں ترمیم شروع کی۔ تاکہ اسے قرآن سے کشید کر سکیں مگر اس پچاس سال میں وہ اس طرح ناکام ہوئے جس کی نظیر شاید ہی پائی جا سکے۔ صرف قرآن سے نماز کی اتنی صورتیں تخریج کی گئیں۔ کہ ان کا باہمی اختلاف شرمناک صورت اختیار کرنے لگا۔ طریق استدلال اس قدر بدنما ہے کہ اس پر علم اور عقل سرنگوں ہے۔ حدیث سے یہ حضرات اس لیے بھاگے تھے۔ کہ اس کے اختلافات میں لاعلمی کی وجہ سے تطبیق نہیں دے سکے تھے۔ قرآن نے انہیں اس قدر ننگا کیا۔ کہ اب دہریت کے سوا ان حضرات کے لیے کوئی موزوں مقام نہیں۔ جہاں ان کی آوارگی کو سکون مل سکے۔ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۵۱۹:۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلصَّلٰوتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَۃُ اِلَی الْجُمُعَۃِ وَرَمَضَانُ اِلٰی رَمَضَانَ مُکَفِّرَاتٌ لِّمَا بَیْنَھُنَّ اِذَا اجْتُنِبَتِ الْکَبَائِرُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۵۲۰:۔ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَاَیْتُمْ لَوْ اَنَّ نَھْرًا بِبَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ فِیْہِ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسًا ھَلْ یَبْقٰی مِنْ دَرَنِہٖ شَیْءٌ قَالُوْا لَا یَبْقٰی مِنْ دَرَنِہٖ شَیْءٌ قَالَ فَذٰلِکَ مَثَلُ الصَّلٰوتِ الْخَمْسِ یَمْحُو اللّٰہُ بِھِنَّ الْخَطَایَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

پہلی فصل

۵۱۹۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا۔ پانچ نمازیں اور جمعہ دوسرے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک درمیانی گناہوں کا کفارہ ہیں۔ اگر کبائر سے پرہیز کی جائے۔[1] (مسلم)

۵۲۰۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر ہو۔ جس میں روزانہ پانچ دفعہ غسل کرے۔ کیا اس کے بدن پر میل رہ سکے گی۔ صحابہ نے عرض کیا۔ اس کے بدن پر میل نہیں رہ سکتی فرمایا پانچ نمازوں کی یہی مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔[2] (بخاری مسلم)

---

[1] **نماز کا معنی و فوائد:۔** صلوٰۃ کا لفظ صلیٰ سے مشتق ہے اور صلیٰ کے اصلی معنی ہیں ٹیڑھی لکڑی کو آگ کی حرارت دے کر سیدھا کرنا۔ انسان میں بھی خواہشات نفسانی سے ایک طرح کا ٹیڑھا پن ہوتا ہے اس کو ربانی عظمت و ہیبت کی حرارت دیکر اس سے سیدھا کیا جاتا ہے اسی لیے اس کو صلوٰۃ کہتے ہیں اور جیسے کسی چیز کو آگ میں ڈالنے سے اس کی میل کچیل دور ہو جاتی اسی طرح نمازیں بھی گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہیں۔ چھوٹے موٹے گناہ تو اس سے خود بخود بخشے جاتے ہیں بڑے گناہوں کے لیے توبہ اور رحمت خداوندی کی ضرورت ہے اور نماز انابت الی اللہ اور جذب رحمت کا بڑا سبب ہے اس لیے بالواسطہ بھی نماز ہی سے معاف ہوتے ہیں۔

[2] **نمازی کے گناہ معاف ہوتے ہیں:۔** اس کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اسی مضمون کی جابر کی حدیث مسلم میں بھی ہے اس میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ کے کفارہ کی مثال دے کر سمجھایا ہے کہ جس طرح پانچ مرتبہ دن رات میں غسل کرنے سے کوئی کسی قسم کی میل کچیل نہیں رہ جاتی اسی طرح پانچ نمازیں پڑھنے والے کے گناہ باقی نہیں رہتے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۵۲۱:- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَنَّ رَجُلًا اَصَابَ مِنْ اِمْرَأَةٍ قُبْلَةً فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلِيْ هٰذَا قَالَ لِجَمِيْعِ اُمَّتِيْ كُلِّهِمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ اُمَّتِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۲۲:- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْهُ عَلَيَّ قَالَ وَلَمْ يَسْاَلْهُ عَنْهُ وَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ قَامَ الرَّجُلُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْ فِيَّ كِتَابَ اللّٰهِ قَالَ اَلَيْسَ قَدْ صَلَّيْتَ مَعَنَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ ذَنْبَكَ اَوْ حَدَّكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۲۱- ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ ایک آدمی نے ایک عورت کا بوسہ لیا۔ آنحضرت کے پاس آکر اس کی اطلاع دی۔ اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ (دن کی دونوں اطراف میں نمازیں پڑھو۔ اور رات کے کچھ حصوں میں بے شک نیکیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں) اس آدمی نے کہا۔ حضرت یہ میرے لیے خاص ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میری ساری امت کے لیے اور ایک روایت میں فرمایا۔ میری امت سے جو اس پر عمل کرے[۱]۔ (بخاری مسلم)

۵۲۲- حضرت انسؓ سے مروی ہے ایک آدمی آیا۔ اور اس نے کہا۔ اے اللہ کے رسول میں حد کو پہنچ چکا ہوں۔ آپ اسے مجھ پر قائم فرمائیں۔ آپ نے اس سے کچھ دریافت نہ فرمایا۔ اور نماز کا وقت آگیا۔ اور اس نے آپ کے ساتھ نماز با جماعت پڑھی جب آپ نماز پڑھ چکے۔ وہ آدمی کھڑا ہو گیا۔ اور کہا۔ حضرت میں حد کو پہنچ چکا ہوں۔ آپ مجھ پر اللہ کی کتاب کو قائم کریں۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز نہیں ادا کی اس نے کہا۔ ہاں تو آپ نے فرمایا اللہ نے تجھے معاف کیا یا تیری حد معاف فرما دی[۲]۔ (بخاری مسلم)

---

[۱] اس حدیث کو ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس آدمی کا نام ابوالیسر تھا۔ انصاری تھا۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ نمازیں گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہیں۔

[۲] ان الحسنات الآیہ کا شان نزول:- اس سے پہلی حدیث میں بھی اسی طرح کا واقعہ گذر چکا ہے ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت نے فرمایا انتظار کرو پھر عصر کی نماز کا وقت ہو گیا اس نے نماز پڑھی تو یہ آیت اتری کہ نیکیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں دن کے کناروں سے مراد صبح اور ظہر اور عصر کی نمازیں ہیں اور زلفا من اللیل سے مراد مغرب اور عشاء کی نمازیں ہیں یعنی اس آیت میں پانچوں نمازوں کا ذکر ہے باقی بر صفحہ آئندہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۲۳:۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ قَالَ الصَّلٰوةُ بِوَقْتِهَا قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهٗ لَزَادَنِي مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۲۴:۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِي

۵۲۵:۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ

۵۲۳۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت سے دریافت کیا۔ اللہ تعالیٰ کو کون سے عمل زیادہ پسند ہیں۔ فرمایا بروقت نماز میں نے عرض کیا۔ پھر کونسا فرمایا۔ ماں باپ سے اچھا سلوک کرنا میں نے پوچھا پھر کون سا فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد۔ آپ نے مجھے یہ باتیں بتائیں۔ اگر میں آپ سے زیادہ دریافت کرتا تو مجھے زیادہ بتاتے[1] (بخاری مسلم)

۵۲۴۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا (مسلمان) آدمی اور کفر میں فرق صرف نماز ہے[2]۔ (ترک نماز سے کفر لازم ہوگا۔ (مسلم)

دوسری فصل

۵۲۵۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پانچ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) نمازوں کا بیان ہے۔ ابوالیسر کا واقعہ اس طرح ہوا کہ ایک عورت اس سے کھجوریں لینے آئی شیطان نے اس کے دل میں برا خیال ڈالا کہنے لگا میرے گھر میں اس سے بہت اچھی کھجوریں ہیں اگر وہ لینا چاہو تو چل کر دیکھ لو وہ عورت اس کے گھر آ گئی تو اس نے اس سے بوس وکنار شروع کیا اس نے کہا اللہ سے ڈر تو پھر وہ آنحضرت کی خدمت میں آ گیا اور حضرت انس کی حدیث میں جو یہ لفظ ہیں کہ میں نے ایسا گناہ کیا ہے جس پر حد ہے تو آنحضرت کو بذریعہ وحی معلوم ہو گیا تھا کہ اس نے حد والا گناہ نہیں کیا جیسا کہ منذری نے ترغیب میں اس کی تصریح کی ہے اگر واقعی حد والا گناہ ہوتا تو یقیناً اس پر حد قائم ہوتی۔　　(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **افضل الاعمال کیا ہیں؟**:۔ اس حدیث کو ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ افضل اعمال میں اختلاف ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ موقع اور محل کی نسبت سے بہت سے اعمال افضل اعمال ہیں مثلاً اگر دشمن سر پر بیٹھا ہو تو جہاد افضل ہوگا اگر حالات پرسکون ہوں تو نماز اس سے افضل ہوگی۔

[2] اعمال کی فضیلت میں مختلف احادیث آئی ہیں بعض میں کسی کو افضل فرمایا بعض میں کسی اور کو دراصل یہ اختلاف سوال اور اوقات کے اختلاف کی وجہ سے ہے جس طرح سائل نے سوال کیا یا جس وقت جو عمل افضل تھا آنحضرت نے ذکر فرمایا مثلاً عبادات (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ أَحْسَنَ وُضُوءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَأَتَمَّ رُكُوعَهُنَّ وَخُشُوعَهُنَّ كَانَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَرَوَى مَالِكٌ وَالنَّسَائِيُّ نَحْوَهُ۔

٥٢٦:- وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوا خَمْسَكُمْ وَصُومُوا شَهْرَكُمْ وَأَدُّوا زَكٰوةَ أَمْوَالِكُمْ وَأَطِيعُوا ذَا أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

٥٢٧:- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

نمازیں اللہ نے فرض فرمائیں۔ جو وضو اچھا کرے۔ اور وقت پر ادا کرے۔ اور رکوع اور خشوع پوری طرح کرے۔ اللہ تعالےٰ کا اس سے وعدہ ہے کہ اسے معاف فرمادے۔ جو ایسا نہ کرے۔ اللہ کا اس سے وعدہ نہیں چاہے اسے معاف فرمادے اور چاہے اسے عذاب فرمادے[1]۔ (احمد۔ ابوداؤد۔ مالک نسائی)

۵۲۶۔ ابو امامہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تم اپنی پانچ نمازیں پڑھو۔ اور ماہ رمضان کے روزے رکھو۔ اور اپنے مال کی زکوٰۃ دو۔ اور اپنے امیر کی اطاعت کرو۔ اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے[2]۔ (احمد۔ ترمذی)

۵۲۷۔ عمرو بن شعیبؓ اپنے دادا اور وہ ان کے دادا سے بیان فرماتے ہیں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) میں نماز افضل ہے ابتداءِ اسلام میں جہاد افضل تھا اور اب بھی بعض حالات میں بعض کو بعض پر فضیلت ہو سکتی ہے ان وجوہ سے ان احادیث میں تطبیق ممکن ہے۔ (راسم)

[3] **منکر نماز کافر ہے**:۔ اس کو ابوداؤد و ترمذی نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اگر کوئی آدمی نماز کی فرضیت کا انکار کر کے نماز چھوڑے تو وہ بالاتفاق کافر ہے اور اگر فرضیت کا قائل ہو اور سستی کی وجہ سے چھوڑے تو امام مالک، شافعی اور جمہور کے نزدیک وہ کافر نہ ہوگا۔ حضرت علی امام احمد، اسحٰق بن راہویہ اور عبداللہ بن مبارک اس کو بھی کافر کہتے ہیں۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] اس حدیث کو ابن ماجہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بے نماز حقیقی کافر نہیں کیونکہ ترک نماز کے باوجود اسے مغفرت کی امید دلائی ہے! ایسے موقع پر کفر کا لفظ تغلیظاً آیا ہے یا یعنی کفران نعمت تفصیل حافظ ابن قیم کی کتاب الصلوٰۃ میں ملے گی۔ (راسم)

[2] اس کو ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اس میں حج کا ذکر نہیں کیونکہ اس وقت تک حج فرض نہ ہوا تھا۔ امام احمد نے تمیم داری سے سند حسن سے روایت کیا ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اگر اس سے نجات ہوگئی تو دوسرا حساب بھی ہوگا ورنہ نہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرُوْا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِيْنَ وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَكَذَا رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْهُ وَفِي الْمَصَابِيْحِ عَنْ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ۔

۵۲۸:۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَهْدُ الَّذِيْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلٰوةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۵۲۹:۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنِّيْ عَالَجْتُ امْرَأَةً فِيْ أَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَإِنِّيْ أَصَبْتُ مِنْهَا مَا دُوْنَ أَنْ أَمَسَّهَا فَأَنَا هٰذَا فَاقْضِ فِيَّ مَا شِئْتَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَقَدْ سَتَرَكَ اللهُ لَوْ سَتَرْتَ عَلٰى نَفْسِكَ قَالَ وَلَمْ يَرُدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ شَيْئًا وَقَامَ

نے فرمایا۔ بچے جب سات سال کے ہوں۔ تو ان کو نماز کا حکم دو۔ جب دس سال کے ہوں تو انہیں اس پر سزا دو۔ اور انہیں (اس وقت) بستروں میں[1] الگ کرو (ابوداؤد شرح السنہ لیکن مصابیح میں یہ سبرہ بن معبد سے مروی ہے۔

۵۲۸۔ بریدہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ہم اور ہمارے مخالفین (اہل کفر) میں عہد نماز کا ہے۔ جس نے اسے ترک کیا[2] اس نے کفر کیا۔ (احمد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

تیسری فصل

۵۲۹۔ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے کہا۔ مدینہ کے ایک کنارے میں ایک عورت سے ملا ہوں۔ مجامعت کے علاوہ میں نے اس سے سب کچھ کیا ہے۔ میں یہ موجود ہوں۔ آپ جو چاہیں فیصلہ دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر وہ پردہ ڈالا تھا۔ کاش تم بھی پردہ رکھتے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ اور وہ آدمی چلا گیا

---

[1] اس کو حاکم، ابن حبان اور بقیہ اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور مضمون واضح ہے۔

[2] کیا بے نماز منافق ہیں؟۔ اس کو ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور نسائی اور عراقی نے اس کو صحیح کہا ہے حدیث کا مطلب یہ ہے کہ منافقین کو جو ہم کافروں سے علیحدہ کرتے ہیں اور ان کو قتل نہیں کرتے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بظاہر نمازوں میں شامل ہوتے ہیں اور مسلمانوں کے سے کام کرتے ہیں اگر وہ نماز پڑھنا چھوڑ دیں تو ہم ان کو کافروں کے برابر سمجھیں اور ان سے جہاد کریں کیونکہ پھر وہ اور کافر برابر ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الرَّجُلُ فَانْطَلَقَ فَاتْبَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا فَدَعَاهُ وَتَلَا عَلَيْهِ هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ يَا نَبِيَّ اللهِ هٰذَا لَهُ خَاصَّةً فَقَالَ بَلْ لِلنَّاسِ كَافَّةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۳۰ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَاءِ وَالْوَرَقُ يَتَهَافَتُ فَاَخَذَ بِغُصْنَيْنِ مِنْ شَجَرَةٍ قَالَ فَجَعَلَ ذٰلِكَ الْوَرَقُ يَتَهَافَتُ قَالَ فَقَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَيُصَلِّي الصَّلٰوةَ يُرِيْدُ بِهَا وَجْهَ اللهِ فَتَهَافَتُ عَنْهُ ذُنُوْبُهُ كَمَا تَهَافَتُ هٰذَا الْوَرَقُ عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

آپ نے اس کے پیچھے آدمی بھیج کر بلایا۔ اور اس پر یہ آیت پڑھی وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَالِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِيْنَ نماز قائم کرو۔ دن کے دو طرفوں اور رات کے بعض حصے میں نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ یہ قبول کرنے والوں کے لیے نصیحت ہے۔ اور قوم سے ایک آدمی نے کہا۔ حضرت یہ اس آدمی کی خصوصیت ہے۔ یا سب لوگوں کے لیے فرمایا۔ یہ سب لوگوں کے لیے ہے[1] (مسلم)

۵۳۰۔ حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت سردیوں میں باہر نکلے۔ اور درختوں کے پتے گر رہے تھے۔ آپ نے ایک درخت کی دو ٹہنیاں پکڑ کر ہلائیں اور ان کے پتے گرنے لگے۔ فرمایا اے ابوذر۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت میں حاضر خدمت ہوں۔ فرمایا۔ مسلمان نماز پڑھتا ہے۔ اور اس کا ارادہ صرف اللہ کی رضا ہوتا ہے۔ اس کے گناہ اس طرح گرتے ہیں۔ جیسے اس درخت کے پتے گرتے ہیں[2]۔ (احمد)

---

[1] **اپنے گناہوں کو نشر نہ کرنا چاہئے:۔** جہاں تک ہوسکے اپنے گناہ کی پردہ پوشی کرنا چاہئے۔ گناہ کرنا ایک گناہ ہے اور اس کو بیان کرتے پھرنا دوسرا گناہ ہے کیونکہ اس طرح مسلمانوں میں بے حیائی پھیلے گی۔ حضور خاموش اس لیے رہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آجائے تو اس کو بتاؤں۔ علامہ ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ واقعہ ابوالیسر کے واقعہ سے الگ واقعہ ہے اور تعدد واقعہ سے آیت کا مکرر اترنا لازم نہیں آتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تاریخی لحاظ سے یہ واقعہ پہلے کا ہے اور وہ بعد کا۔

[2] **نمازی کے لئے عام معافی:۔** احمد کی سند کے راوی اچھے ہیں اور اس مضمون کی حدیثیں احمد اور ابن حبان میں بھی سند حسن سے مروی ہیں اس کا ایک بڑا شاہد مسلم میں عقبہ بن عامر کی حدیث ہے اور عقبہ کی حدیث کو ابوداؤد۔ نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ نبی صلعم نے خزاں کے موسم میں درخت کی ٹہنی کو پکڑ کر زور سے جھٹکے دیئے تو بیشمار پتے گرنے لگے جیسا کہ عموماً

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۳۱ :- وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى سَجْدَتَيْنِ لَا يَسْهُو فِيْهِمَا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۵۳۲ :- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ ذَكَرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهٗ نُوْرًا وَّبُرْهَانًا وَّنَجَاةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ لَّمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَّهٗ نُوْرًا وَّلَا بُرْهَانًا وَّلَا نَجَاةً وَّكَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَاُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

۵۳۳ :- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِّنَ الْاَعْمَالِ تَرْكُهٗ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلٰوةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

---

۵۳۱ - زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص دو رکعت نماز ادا کرے۔ اور اس میں بھولے نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے سب گناہ معاف فرما دیتے ہیں[1]۔ (احمد)

۵۳۲ - عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ آنحضرت سے بیان فرماتے ہیں۔ آپ نے ایک دن نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ جو اس پر نگہداشت کرے۔ وہ اس کے لیے نور اور دلیل ہوگی۔ اور قیامت کے دن نجات کا ذریعہ ہوگی۔ اور جو شخص اس کی نگہداشت نہ کرے۔ نہ اس کے لیے روشنی ہوگی۔ نہ دلیل نہ ذریعہ نجات۔ اور وہ قیامت کے دن قارون۔ فرعون۔ اور ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا[2]۔ (احمد۔ دارمی۔ شعب الایمان۔ بیہقی)

۵۳۳ - عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت کے صحابہ کسی عمل کے ترک کو نماز کے سوا کفر نہیں سمجھتے تھے[3] (ترمذی)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ایسا ہوتا ہے اسی طرح نماز سے بیشمار گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ صغیرہ سب معاف ہوتے ہیں اور کبیروں میں تخفیف ہوجاتی ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] **نماز حضور قلب سے پڑھے**۔ اس حدیث کو حاکم اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے احمد کی سند کے راوی حسن کے راوی ہیں۔ ان میں نہ بھولنے کا مطلب یہ ہے کہ اول تو نیت خالص رکھنے میں نہ بھولے اور پھر توجہ سے پڑھے ایسا نہ ہو کہ بھول بھول جائے۔

[2] **محافظت صلوۃ** یہ ہے کہ نماز کے تمام آداب۔ مستحبات۔ سنن، واجبات اور فرائض کی رعایت بخوبی کرے اور جو ایسا نہ کرے گا تو اس کی سزا یہ ہے کہ قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا پھر اس کا کیا حال ہوگا جو سرے سے نماز ہی نہ پڑھے معیت سے ہمیشہ کی معیت مراد نہیں بلکہ وقتی معیت مراد ہے کہ کچھ عرصہ تو ان کے ساتھ رہے گا۔ قارون فرعون کا وزیر خزانہ تھا جو اپنی دولت سمیت زمین میں غرق ہوگیا۔ ہامان فرعون کا وزیر اور ہمنوا تھا اور ابی بن خلف مشرک تھا اور نبی صلعم کا بدترین دشمن تھا۔

[3] **منکر نماز کے لیے قتل کا فتویٰ**۔ اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اگر ترک نماز انکار کی وجہ سے کرے تو بالکل کافر ہے اگر سستی کی بناپر کرے تو بعض کے نزدیک کافر ہے اور بعض کے نزدیک نہیں (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۳۴: وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ اَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَیْئًا وَاِنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَا تَتْرُكْ صَلٰوةً مَّكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَاِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

۵۳۴- ابودرداءؓ فرماتے ہیں۔ مجھے میرے خلیل آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ اگرچہ تمہیں قتل کیا جائے۔ یا جلایا جائے۔ اور فرضی نماز کو جان بوجھ کر کبھی نہ ترک کرنا۔ جو اسے جان بوجھ کر چھوڑے گا اللہ تعالیٰ کا ذمہ اس سے اٹھ گیا۔ اور شراب مت پینا۔ کہ وہ ہر برائی کی چابی ہے[1]۔ (ابن ماجہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) جیساکہ پہلے گذر چکا ہے بعض نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ تارک نماز کے ساتھ کافر کا سا معاملہ کیا جائے گا اور وہ یہ کہ اس کو قتل کیا جائے گا اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] شراب ہر گناہ کی چابی ہے:۔ حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ اس کی سند میں ضعیف ہے اور اس کو حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے اور احمد اور بیہقی نے اور طریق سے اس کو روایت کیا ہے اور اس میں انقطاع ہے اور طبرانی نے عبادہ بن صامت سے اور معاذ بن جبل سے روایت کیا ہے لیکن وہ سندیں بھی قوی نہیں بہرحال کثرت طرق نے اس کو تقویت دی ہے۔ شراب اس لیے ہر برائی کی جڑ ہے کہ اس سے عقل جاتی رہتی ہے اور جب عقل جاتی رہے تو پھر آدمی سے ہر گناہ ہو سکتا ہے اسی لیے اس کو گناہ کی چابی فرمایا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ الْمَوَاقِيْتِ

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ط (اہل ایمان پر نماز مخصوص اوقات میں فرض ہے، معلوم ہے کہ نماز کی پوری حقیقت میں عبادت اور عجز مضمر ہے۔ قیام۔ رکوع۔ سجود۔ قومہ۔ جلسہ اذکار قرات ہر چیز سے معمور ہے۔ اس سے ملکی صفات میں نشوونما ہوتی ہے۔ روحانی راحتیں اس سے حاصل ہوتی ہیں۔ انسان ملاء اعلیٰ سے قریب ہوتا ہے۔ حظیرۃ القدس سے اس کی مناسبت پیدا ہوتی ہے۔

ایسی عبادات کا جس قدر التزام اور کثرت ہو اسی قدر قلب پر اثر زیادہ ہوگا۔ ہمیشگی اور باقاعدگی سے دل کے کوائف زیادہ متاثر ہوتے ہیں مشہور ہے۔ کہ عادات طبعیہ ثانیہ کی صورت اختیار کر جاتی ہیں۔

اس زندگی میں یہ تو ممکن نہیں۔ کہ اسباب معاشی سے قطع تعلق کر کے پورا وقت عبادت میں صرف کرے انسان مجبور ہے۔ کہ ماحول کے مطابق معاش کے لیے کوشش کرے۔ وقت دے شارع نے بھی ترغیب دی۔ کہ کسب معاش کے لیے اسباب وذرائع کا استعمال کر لیا جائے۔

اس لیے حکمت اور دانشمندی کا تقاضا یہی ہے۔ کہ عبادت اور کسب معاش کے اسباب میں وقت اس طرح تقسیم ہو۔ کہ اللہ کے ساتھ تعلق بھی ٹوٹنے نہ پائے۔ اور ضرورت زندگی میں انسان اپنے اقرباء اور ملت پر بوجھ نہ بنے اسلام نے اوقات نماز کی تقسیم میں یہی حکمت پیش نظر رکھی ہے۔

صبح کی نماز سے سورج کے زوال تک لمبا عرصہ طلب معاش اور کاروبار کے لیے دیا۔ رات کے سکون کے بعد اعضاء میں آمادگی مزاج میں انتعاش موجود ہوتا ہے۔ قوی میں نشاط اور انگیز موجود ہوتی ہے۔ چار پانچ گھڑیاں مسلسل کام کر کے ضروریات کے متعلق ایک حد تک مطمئن ہو جاتا ہے۔ سورج جب نصف النہار سے جھکا اس کی تمازت میں ذرا کمی ہوئی دیر تک کام کرنے کی وجہ سے طبیعت کس قدر مائل بہ سکون ہوتی ہے اس وقت پہلی نماز کا وقت رکھ دیا۔ اس سے آرام سکون اور عبادت تینوں مقصد حاصل ہوں گے۔ سورج کے زوال کے بعد رات کے اندھیرے تک تھوڑے تھوڑے وقفوں سے عصر مغرب اور عشاء کے اوقات متعین فرمائے جس سے حق تعالیٰ کے ساتھ تعلق کا تسلسل بھی قائم رہتا ہے۔ اور زندگی کی ضروریات وکسب معاش کے لیے وقت بھی مل جاتا ہے ان اوقات میں رحمت کا نزول اور ملائکہ کی آمد ورفت شروع ہو جاتی ہے اس کے ساتھ ہی انسانی اعمال بھی اگر پیش ہو جائیں تو قبولیت کی امید بہت زیادہ ہو سکتی ہے۔ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ اللَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْھُوْدًا۔

آیت میں تین اوقات کا صراحتہً ذکر آیا۔ سورج کا زوال۔ رات کا اندھیرا اور فجر ابتداء اسلام میں یہی تین اوقات تھے۔ جو نماز کے لیے پسند فرمائے گئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پھر پہلے دونوں وقت دو حصوں میں بانٹ دیے گئے۔ظہر اور عصر ایک وقت میں اور مغرب اور عشاء اور فجر دونوں سے الگ ہوگئی۔احادیث میں تو ان پانچ نمازوں کی صراحت ہے قرآن عزیز میں صراحت تو نہیں۔مگر اس کے لئے کچھ اشارات ملتے ہیں۔جن سے معلوم ہوتا ہے۔کہ اب نمازیں پانچ ہیں حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَوٰةِ الْوُسْطٰى اس میں صلوات کا لفظ جمع ہے اور پانچویں کو وسط فرمایا ہے۔تین سے ایک نکل جائے تو جمع سے تعبیر میں مجاز ہی لینا پڑے گا اور وسطی ایسے وقت آئے گی۔جسے فرض کرنا مقتضائے حکمۃ کے خلاف ہے ہر رات کے نصف گذرنے پر وسطی آئے گی۔اسے فرض کرنا۔وقت کے لحاظ سے لایطاق تکلیف ہوگی۔اس وقت نماز فرض کرنا حکمت دینی کے مخالف ہے۔قرآن عزیز میں ظہر۔عصر۔مغرب۔عشاء فجر کے نام اوقات کی تعین کے بغیر آئے ہیں۔قرآن کے اسلوب بیان کے مطابق اجمالاً تین اور پانچ اوقات دونوں کا ذکر آیا ہے۔

ضرورت کے وقت نماز جمع کی جاسکتی ہے۔گو بعض آئمہ نے اس میں اختلاف فرمایا ہے۔مگر صحیح یہی ہے۔کہ جمع درست ہے۔لیکن کسی عذر سے ہونی چاہئے۔بلا عذر اوقات کی تبدیلی بھلی نہیں معلوم ہوتی۔اس میں سابقہ تین اوقات کی حکمت پائی جاتی ہے۔نہ عصر جمع ہوسکتی ہے۔مغرب اور عشاء جمع ہوسکتی ہے۔عصر مغرب یا عشاء فجر کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتیں۔اس لیے کہ ان اوقات میں تناسب نہیں۔اور دو نمازیں جمع کرنا بلاوجہ درست نہیں۔ورنہ اوقات کی تعین کا کچھ فائدہ نہیں رہے گا۔ہر نماز کے لیے وسیع وقت رکھا گیا۔تاکہ عذر کی وجہ سے نماز ضائع نہ ہو۔بلکہ کسی قدر تاخیر سے پڑھ لے اور جماعت بھی ہوسکے لوگ مسجد وغیرہ میں آکر نماز ادا کرسکیں۔آنحضرت نے ابتدائے وقت کو افضل فرمایا۔اوسط کو رحمت اور آخر وقت کو ادا فرض کے لیے کافی سمجھا۔یہ وسعت انسانی طبیعت کے لحاظ سے بھی معتبر ہوگی ضرورتاً آخر وقت بھی ادا کے لیے جائز تصور کیا جاسکتا ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ہمیشہ اول وقت نماز پڑھتے رہے ہیں۔حضرت عائشہؓ کی حدیث میں ہے آنحضرتؐ نے اپنی ساری زندگی میں دو دفعہ سے زیادہ آخر وقت میں نماز نہیں پڑھی اور وہ بھی صرف بیان جواز کے لیے ورنہ آپ دوسروں کو بھی ہمیشہ ابتدائے وقت میں نماز پڑھنے کی ترغیب دیتے رہے ایک آدمی نے سوال کیا سب سے بہتر عمل کون سا ہے تو آپ نے فرمایا اول وقت نماز ادا کرنا اور آخر وقت کی بھی مومن کے لیے ایک حد ہے ورنہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ منافق آدمی بیٹھا رہتا ہے جب سورج غروب ہونے کے قریب ہوتا ہے تو اٹھ کر چار ٹکریں مار لیتا ہے۔یہ منافق کی نماز ہے۔ اس کے علاوہ تنگ وقت میں جلدی جلدی نماز پڑھنے میں خشوع خضوع تو نہیں پیدا ہوسکتا جو کہ نماز کی جان اور روح ہے گویا تنگ وقت کی نماز عملی طور پر بیکار ہوتی ہے صرف اتنی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے اور خدا تعالیٰ کے مواخذہ سے بچ گیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۵۳۵: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقْتُ الظُّهْرِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُوْلِهٖ مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَغِبِ الشَّفَقُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ الْاَوْسَطِ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَاَمْسِكْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

پہلی فصل

۵۳۵۔ عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ظہر کا وقت سورج کے زوال سے (اس وقت تک ہوگا) جب ایک آدمی کا سایہ اس کی مثل ہو جائے۔ اور عصر کی نماز کا وقت نہ ہو اور عصر کا (آخری وقت) جب تک سورج زرد نہ ہو جائے۔ اور مغرب کی نماز کا وقت جب تک سرخی غائب نہ ہو جائے۔ اور عشاء کا وقت رات کے درمیانی نصف تک اور صبح کی نماز کا وقت طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ہے جب آفتاب نکلنا شروع ہو جائے تو ٹھہر جائے۔ نماز سے رک جائے۔ کیونکہ وہ شیطان کے سینگوں[1] میں طلوع ہوتا ہے[2] (مسلم)

[1] نمازوں کے اوقات :۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث میں ظہر کا آخری وقت ایک مثل تک ہے تینوں اماموں اور جمہور اور صاحبین اور باقی سب امت کا اسی پر اتفاق ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے دو مثل کی ایک روایت آئی ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک بھی اس مسئلہ میں فتوی امام صاحب کے قول پر نہیں ہے بلکہ صاحبین کے قول پر ہے کہ ایک مثل تک ظہر کا آخری وقت ہے۔ شفق سے مشہور معنی شام کی سرخی ہے جمہور کا یہی مذہب ہے۔ آئمہ ثلاثہ اسی کے قائل ہیں اور شرح وقایہ کے قول کے مطابق امام ابوحنیفہ سے بھی ایک روایت میں یہی معنی منقول ہیں اور دوسری روایت میں سرخی کے بعد جو سفیدی سی رہ جاتی ہے اس کا نام شفق ہے لیکن اہل لغت پہلے قول کی تائید کرتے ہیں۔ سورج کے شیطان کے سینگوں میں نکلنے کا یہ مطلب ہے کہ اس وقت شیطان سورج کے سامنے آکر کھڑا ہو جاتا ہے تاکہ سورج کو پوجنے والے جب اس کو سجدہ کریں تو ساتھ ہی اس کو بھی ہو جائے اور پھر علیحدہ ہو جاتا ہے اور دوپہر کو بھی چونکہ سورج کو پوجا جاتا ہے کہ وہ اس کے عروج کا وقت ہے پھر شیطان اس کے ساتھ ہو جاتا ہے تاکہ سورج کو پوجنے والوں کے سجدوں میں وہ بھی حصہ دار بنے اور پھر علیحدہ ہو جاتا ہے اور غروب کے وقت بھی چونکہ اس کی پوجا ہوتی ہے وہ پھر اس کے ساتھ آکر شامل ہو جاتا ہے

[2] سورج بعض علاقوں میں سیدھا سر کے اوپر سے گذرتا ہے اور بعض علاقوں میں خم کھا کر گذرتا ہے اور موسم کے لحاظ سے بھی اس کی رفتار میں یہ فرق ظاہر ہوتا ہے۔ گرمی میں وہ سر کے قریب سے گذرتا ہے اور سردیوں میں ایک طرف زیادہ خم کھا کر گذرتا ہے (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۳۶: وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ اِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ لَهٗ صَلِّ مَعَنَا هٰذَيْنِ يَعْنِي الْيَوْمَيْنِ فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ اَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الظُّهْرَ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الْمَغْرِبَ حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الْعِشَاءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الْفَجْرَ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَلَمَّا اَنْ كَانَ الْيَوْمُ الثَّانِيْ اَمَرَهٗ فَاَبْرَدَ بِالظُّهْرِ فَاَبْرَدَ بِهَا فَاَنْعَمَ اَنْ يُّبْرِدَ بِهَا وَصَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ اَخَّرَهَا فَوْقَ الَّذِيْ كَانَ وَصَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ اَنْ يَّغِيْبَ الشَّفَقُ وَصَلَّى الْعِشَاءَ بَعْدَمَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ وَصَلَّى الْفَجْرَ فَاَسْفَرَ بِهَا ثُمَّ قَالَ اَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ الرَّجُلُ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَقْتُ صَلٰوتِكُمْ بَيْنَ مَا رَاَيْتُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۳۶۔ حضرت بُریدہؓ سے مروی ہے۔ ایک آدمی نے آنحضرت سے نماز کے وقت کی بابت دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا ہمارے ساتھ دو دن نمازیں پڑھو۔ جب سورج ڈھل گیا۔ تو بلال کو حکم دیا۔ اس نے اذان کہی پھر ظہر کے لیے اقامت کہی۔ پھر آپ نے حکم فرمایا۔ اس نے عصر کی اقامت کہی۔ اور ابھی سورج اونچا سفید اور صاف تھا۔ پھر اسے حکم فرمایا۔ اس نے مغرب کی اقامت کہی جب سورج غائب ہو گیا۔ پھر اسے حکم فرمایا۔ اس نے عشاء کے لیے اقامت کہی۔ جب شفق غائب ہو گئی۔ پھر اسے حکم فرمایا۔ اس نے فجر کی اقامت کہی جب فجر ظاہر ہوئی۔ جب دوسرا دن ہوا۔ تو بلال کو حکم فرمایا کہ ظہر میں دیر کرے۔ اس نے اس میں اچھی طرح دیر کی۔ اور عصر اس وقت پڑھی جب سورج اونچا تھا۔ لیکن پہلے سے کافی موخر کیا۔ اور مغرب کی نماز سرخی غائب ہونے سے پہلے پڑھی۔ اور عشاء کی نماز تہائی رات گذرنے سے پہلے ادا فرمائی اور فجر کی نماز پڑھی۔ اور اسے بہت روشنی دکھائی دی۔ پھر فرمایا۔ نمازوں کے وقت کے متعلق پوچھنے والا کہاں ہے۔ اس آدمی نے کہا حضرت میں ہوں فرمایا۔ تمہاری نماز کا وقت ان دو وقتوں کے درمیان ہے۔ جو تم نے دیکھا (مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ان دونوں موسموں میں سایہ کا حساب الگ الگ ہوتا ہے جن ممالک سے سورج خم کے بغیر گذرتا ہے وہاں دوپہر کے وقت جب سورج سر پر ہو تو ہر چیز کا سایہ اس کے قدموں میں ہوتا ہے ظاہر نہیں ہوتا اسی طرح گرمی کے موسم میں چونکہ سورج سر کے قریب ہوتا ہے اس لیے سایہ کم ہوتا ہے کیونکہ سورج کی رفتار میں خم اور انحراف کی وجہ سے کچھ نہ کچھ سایہ عین دوپہر کے وقت بھی ہوتا ہے سردیوں میں جیسے جیسے خم بڑھتا ہے سایہ بھی زیادہ ہوتا جاتا ہے اسے سایہ اصلی کہا جاتا ہے زوال کے بعد اس میں اور اضافہ ہوتا ہے اس لیے مثل کا حساب کرنے کے وقت یہ سایہ منہا کر دیا جائے گا اسے علیحدہ کرنے کے بعد جو سایہ ہو گا مثل یا دو مثل اسی سے شمار ہو گا۔ آنحضرت ظہر کا وقت زوال سے شروع فرماتے اور ایک مثل تک پڑھتے۔ (راسم)

(باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۵۳۷:۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَّنِیْ جِبْرَائِیْلُ عِنْدَ الْبَیْتِ مَرَّتَیْنِ فَصَلّٰی بِیَ الظُّھْرَ حِیْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَکَانَتْ قَدْرَ الشِّرَاکِ وَصَلّٰی بِیَ الْعَصْرَ حِیْنَ صَارَ ظِلُّ کُلِّ شَیْءٍ مِثْلَہٗ وَصَلّٰی بِیَ الْمَغْرِبَ حِیْنَ اَفْطَرَ الصَّائِمُ وَصَلّٰی بِیَ الْعِشَاءَ حِیْنَ غَابَ الشَّفَقُ وَصَلّٰی بِیَ الْفَجْرَ حِیْنَ حَرُمَ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ عَلَی الصَّائِمِ فَلَمَّا کَانَ الْغَدُ صَلّٰی بِیَ الظُّھْرَ حِیْنَ کَانَ ظِلُّہٗ مِثْلَہٗ وَصَلّٰی بِیَ الْعَصْرَ حِیْنَ کَانَ ظِلُّہٗ مِثْلَیْہِ وَصَلّٰی بِیَ الْمَغْرِبَ حِیْنَ اَفْطَرَ الصَّائِمُ وَصَلّٰی بِیَ الْعِشَاءَ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ وَصَلّٰی بِیَ الْفَجْرَ فَاَسْفَرَ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَیَّ فَقَالَ یَا

دوسری فصل

۵۳۷- ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جبرائیل نے بیت اللہ کے پاس مجھے دو دفعہ نماز پڑھائی۔ جب سورج ایک تسمہ کے برابر ڈھلا۔ تو مجھے ظہر کی نماز پڑھائی۔ اور جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا۔ تو مجھے عصر کی نماز پڑھائی۔ اور افطار کے وقت مغرب کی نماز پڑھائی اور عشاء کی نماز سرخی غائب ہونے پر پڑھائی اور صبح کی نماز جب روزہ دار پر کھانا حرام ہو۔ دوسرے دن مجھے ظہر اس وقت پڑھائی۔ جب سایہ پورا مثل ہو گیا۔ اور اس دن عصر اس وقت پڑھائی۔ جب سایہ دو مثل ہو گیا۔ اور مغرب اس وقت پڑھائی جب روزہ دار افطار کرتا ہے اور عشاء کی نماز تہائی رات گئے تک پڑھائی۔ اور فجر کی نماز صبح کھلنے کے بعد پڑھائی۔ پھر میری طرف دیکھا۔ اور فرمایا۔ اے

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) سلہ نماز کے وقتوں کے حدود:- یہ بُریدہ بن حُصَیب ہیں۔ اس حدیث کو بخاری کے سوا جماعت نے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے اور اس مضمون میں ابوموسیٰ کی حدیث احمد۔ مسلم۔ ابوداؤد اور نسائی میں بھی ہے۔ جبریل کی حدیث میں مغرب دونوں دن ایک ہی وقت پڑھی گئی ہے اور اس حدیث میں مغرب کے دو الگ الگ وقت مقرر کیے گئے ہیں اور یہی صحیح ہے کیونکہ جبریل کا واقعہ مکہ میں ہوا اور یہ واقعہ مدینہ منورہ کا ہے مؤخر ہونے کی وجہ سے ترجیح اسی کو رہے گی۔ دوسرے دن ظہر کو ٹھنڈا کیا۔ ٹھنڈا کرنے کی حد جابر کی حدیث میں بیان کر دی گئی ہے کہ زیادہ سے زیادہ یہ کہ ایک مثل ہو جائے اور جابر کی حدیث محدثین کے نزدیک اوقات نماز کے بیان میں سب سے زیادہ صحیح حدیث ہے اور عصر کی نماز میں زیادہ سے زیادہ تاخیر یہ ہے کہ سایہ دو مثل تک ہو جائے جیسا کہ جابر کی حدیث میں اس کی تصریح ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُحَمَّدُ هٰذَا وَقْتُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ وَالْوَقْتُ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۵۳۸۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ أَخَّرَ الْعَصْرَ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ أَمَا إِنَّ جِبْرَائِيْلَ قَدْ نَزَلَ فَصَلّٰى أَمَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ اِعْلَمْ مَا تَقُوْلُ يَا عُرْوَةُ فَقَالَ سَمِعْتُ بَشِيْرَ بْنَ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نَزَلَ جِبْرِيْلُ فَأَمَّنِيْ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ يَحْسُبُ بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوٰتٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

محمدؐ یہ آپ سے پہلے نبیوں کے وقت ہیں۔ اور وقت ان دونوں کے درمیان ہے[1]۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

تیسری فصل

۵۳۸۔ ابن شہاب (زہری) سے روایت ہے۔ کہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے کسی قدر نماز کو موخر کیا۔ حضرت عروہ نے ان سے کہا۔ کہ یقیناً جبرائیل اترے۔ اور انہوں نے آنحضرت کو نماز پڑھائی۔ عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا۔ تم کیا کہہ رہے ہو۔ ہوش کرو! عروہ نے کہا۔ میں نے بشیر ابن مسعود سے سنا۔ وہ ابومسعود سے بیان فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت سے سنا۔ فرماتے تھے۔ جبریل اترے اور مجھے امامت کرائی۔ اور میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر پڑھی۔ پھر پڑھی۔ پھر پڑھی۔ پانچ دفعہ اپنی انگلیوں پر گنا[2]۔ (بخاری۔ مسلم)

---

[1] **اوقات نماز میں حدیث جبریل**:۔ اس حدیث کو ابن خزیمہ، دارقطنی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اس کی سند میں بعض راوی ایسے ہیں جن کے متعلق بعض محدثین نے گفتگو کی ہے۔ لیکن ابن عبدالبر نے اس کو صحیح کہا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اس کی سند میں گفتگو کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ امام مالک اور کچھ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ ایک مثل سایہ ہو جانے کے بعد چار رکعت کا بقدر ایسا وقت ہے جو ظہر اور عصر کا مشترک وقت ہے لیکن امام شافعی اور امت کے اکثر افراد اس بات کے قائل ہیں کہ ظہر اور عصر کے درمیان کوئی وقت مشترک نہیں ہے جب ظہر کا وقت ختم ہوا تو اسی وقت عصر کا وقت شروع ہو گیا۔ جتنی بھی صحیح احادیث ہیں ان میں ظہر کا آخری وقت ایک مثل تک ہی بیان کیا گیا ہے اور عصر کا ایک مثل سے لیکر دو مثل تک ہے جو آدمی ظہر کی نماز دو مثل تک پڑھے صحیح روایت کے مطابق ان کی نماز نہ ہوئی بلکہ قضا ہو گئی لہذا ابتدا وقت میں ظہر پڑھ لینی چاہئے تاکہ آدمی شبہ سے محفوظ رہے۔

[2] **نااہل لوگ نمازیں دیر سے پڑھیں گے**:۔ حافظ ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ عروہ نے عبدالعزیز کو یہ حدیث اس وقت (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۳۹:- وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى عُمَّالِهِ أَنَّ أَهَمَّ أُمُوْرِكُمْ عِنْدِي الصَّلٰوةُ مَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا وَحَفِظَ دِيْنَهُ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا أَضْيَعُ ثُمَّ كَتَبَ أَنْ صَلُّوا الظُّهْرَ إِنْ كَانَ الْفَيْءُ ذِرَاعًا إِلَى أَنْ يَكُوْنَ ظِلُّ أَحَدِكُمْ مِثْلَهُ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ قَدْرَ مَا يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فَرْسَخَيْنِ أَوْ ثَلٰثَةً قَبْلَ مَغِيْبِ الشَّمْسِ وَالْمَغْرِبَ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ إِذَا غَابَ الشَّفَقُ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ وَالصُّبْحَ وَالنُّجُوْمُ بَادِيَةٌ مُشْتَبِكَةٌ رَوَاهُ مَالِكٌ۔

۵۴۰:- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ قَدْرُ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۳۹- حضرت عمر بن خطابؓ نے اپنے گورنروں کو لکھا۔ میرے نزدیک تمہارے سب کاموں سے نماز زیادہ اہم ہے جس نے اس کی حفاظت کی اور اسے محفوظ رکھا۔ اس نے اپنے دین کی حفاظت کی۔ اور جس نے اسے ضائع کیا۔ وہ باقی کاموں کو ضائع کرنے میں زیادہ دلیر ہوگا۔ پھر لکھا۔ ظہر کی نماز اس وقت پڑھو۔ جب سایہ ایک ہاتھ کے برابر ہو۔ یہاں تک کہ تم سے ہر ایک کا سایہ اس کے برابر ہو جائے اور عصر اس وقت پڑھو۔ جب سورج اونچا سفید اور صاف ہو۔ سوار دو فرسنگ۔ (۶ میل)، یا تین فرسنگ (۹ میل)، غروب سے پہلے جا سکے۔ اور مغرب جب سورج غروب ہو جائے۔ اور عشاء جب سرخی غائب ہو۔ تہائی رات تک جو سوئے۔ خدا کرے۔ اس کی آنکھیں نہ سو سکیں۔ (تین بار فرمایا) اور صبح جب ستاروں کا جمگھٹا ہو[1] (مالک)

۵۴۰- ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ گرمیوں میں آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) سنائی جب کہ وہ ولید بن عبد الملک کی طرف سے مدینہ منورہ کے گورنر تھے اور بنی امیہ جب نمازوں کو دیر سے پڑھنے لگے تو عروہ نے ان کو اول وقت نماز پڑھنے کی حدیث سنائی تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے کہا عروہ جانتے ہو کیا کہہ رہے ہو یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ لگا کر حدیث بیان کرنا بہت بڑی ذمہ داری ہے کیا تم کو اس کی سند کا علم ہے تو عروہ نے اس کی سند بیان کر دی اور بنی امیہ کے نمازوں کو دیر سے پڑھنے کی پیش گوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے بیان کر دی تھی۔ چنانچہ ابوذر کی حدیث جو مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں ہے اس میں کہا ہے کہ تو اس وقت کیا کرے گا جبکہ ایسے امیر مقرر ہوں گے جو نمازوں کو اول وقت سے دیر کر کے پڑھیں گے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] اس کی تائید حضرت جابر کی وہ حدیث کرتی ہے جس کو شیخین نے روایت کیا ہے کہ آپ ظہر دوپہر کے وقت پڑھا کرتے تھے اور عصر جبکہ سورج صاف اور بلند ہوتا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلظُّهْرَ فِي الصَّيْفِ ثَلٰثَةَ اَقْدَامٍ اِلٰى خَمْسَةِ اَقْدَامٍ وَفِي الشِّتَاءِ خَمْسَةَ اَقْدَامٍ اِلٰى سَبْعَةِ اَقْدَامٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

کی نماز ظہر کا اندازہ تین قدم سے پانچ قدم تک تھا۔ اور سردیوں میں پانچ سے سات قدم تک[1] (ابوداؤد و نسائی) (یعنی سایہ اصلی کے علاوہ)

---

[1] **نماز عصر کا وقت:** اس حدیث پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت اختیار کیا ہے یعنی یہ حدیث ان کے نزدیک احتجاج کے قابل ہے کیونکہ ابوداؤد اور منذری نے صراحت کی ہے کہ ہم صرف اسی حدیث پر سکوت کریں گے جو حجت کے قابل ہوگی ورنہ ہم اس کی حیثیت کو ضرور بیان کر دیں گے۔ اور اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور اس کے راوی حسن کے راوی ہیں۔

اصلی سایہ ہر علاقہ میں مختلف ہوتا ہے کیونکہ جہاں شعاعیں سیدھی پڑیں گی وہاں اصلی سایہ کم ہوگا اور جہاں آڑی ترچھی پڑیں گی وہاں سایہ زیادہ ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کی اس حدیث میں جس سایہ کا ذکر ہے وہ حرمین شریفین کا ہے اور یہ جو ظہر اور عصر کا وقت بیان کیا گیا ہے یہ اصلی سایہ سمیت ہے اور قدم کی پیمائش آدمی کے قد کا ساتواں حصہ ہے اور یہاں قدم سے مراد پاؤں ہے نہ کہ وہ فاصلہ جو سفر کرتے وقت دو قدموں کے درمیان ہوتا ہے۔ سردیوں میں سات قدم سایہ ایک مثل ہوگا حالانکہ سردیوں میں ظہر کی نماز جلدی پڑھی جاتی ہے اور گرمیوں میں دیر سے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ سردیوں میں اصلی سایہ بہت زیادہ لمبا ہو جاتا ہے اور گرمیوں میں کم ہوتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ تَعْجِيْلِ الصَّلٰوةِ

نماز اسلام کے ارکان میں سے ہے نماز کے اوقات میں وسعت رکھی گئی ہے۔ اس کی ابتدا ہے اور انتہا بھی پہلے آخر درمیانی وقت میں نماز درست ہے۔ نیک کاموں میں تاخیر اور دیر پسندیدہ فعل نہیں۔ اس باب کا مطلب یہ ہے۔ کہ نماز اول وقت میں ادا کی جائے۔ عصر کی نماز میں دیر کو آنحضرت نے خاص طور پر ناپسند فرمایا ہے۔ صبح کی نماز آپ اندھیرے میں پڑھتے۔ لیکن صبح کھل چکی ہوتی۔ ظہر کی گرمیوں میں کسی قدر دیر سے خصوصاً جہاں سایہ وغیرہ کا انتظام نہ ہوتا یا سفر کی صورت ہوتی۔ اسی کو ابراد سے تعبیر فرمایا ہے۔ البتہ عشاء کی نماز میں تاخیر پسند فرماتے۔ بلا ضرورت عشاء کے بعد گفتگو کو نہ پسند فرماتے۔ تاکہ عشاء کے بعد سو جائے اور صبح کی نماز میں صحیح وقت پر شریک ہو سکے۔

نماز ضائع ہو جانے کی صورت میں بعض لوگوں نے ایک حیلہ تراشا ہے۔ وہ نماز کے بدل میں کچھ غلہ بطور صدقہ دیتے ہیں۔ یا قرآن مجید اور کچھ نقدی آپس میں ایک دوسرے کو ہبہ کرتے ہیں۔ آخر میں یہ ہبہ امام مسجد کو مل جاتا ہے۔ یہ حیلہ بالکل غلط ہے۔ میت کو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ مال ضائع ہو جاتا ہے اور یہ شریعت کے ساتھ ایک مذاق ہے۔ ؎

اللہم احفظنا۔

؎ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى (کہ انسان کو صرف وہی کچھ ملے گا جو اس نے کمائی کی ہوگی) اور حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَمَلُهٗ (کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کے عمل ختم ہو جاتے ہیں) قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ کسی آدمی کی عبادت کسی دوسرے آدمی کے کام نہیں آئے گی اب اس سے مستثنیٰ کی وہی صورت پیدا ہو سکے گی جس کو شریعت بیان کردے اور کتاب و سنت پر نگاہ ڈالنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مالی عبادات میں تو دوسرے آدمی کی طرف سے نیابت ہو سکتی ہے۔ زبانی اور بدنی عبادات میں نیابت قطعاً نہیں ہے۔ مثلاً کوئی آدمی کسی دوسرے کی طرف سے کلمہ توحید ادا نہیں کر سکتا اگر ایسا ہو سکتا تو تمام صحابہ اپنے کفار لواحقین کی طرف سے کلمہ پڑھ کر ان کو مسلمان بنا دیتے حالانکہ ایسا نہیں ہوا اور اسی طرح عبادات میں بھی نیابت نہیں۔ شریعت میں یہ ثابت نہیں کہ کسی آدمی نے کسی دوسرے کی طرف سے نماز فرض ادا کی ورنہ تمام بڑے لوگ چھوٹوں پر اپنی نمازیں ڈال دیتے ہاں مالی عبادات میں نیابت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عباس کی زکوٰۃ میں ادا کروں گا۔ شبرمہ کی طرف سے اس کے بھائی نے حج کیا آنحضرت نے فرمایا پہلے اپنا حج کر دو پھر شبرمہ کی طرف سے حج کرو یاد رکھنا چاہئیے حج مرکب عبادت ہے مالی اور بدنی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۵۴۱۔ عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَاَبِيْ عَلٰى اَبِيْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ فَقَالَ لَهٗ اَبِيْ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْمَكْتُوْبَةَ فَقَالَ كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيْرَ الَّتِيْ تَدْعُوْنَهَا الْاُوْلٰى حِيْنَ تَدْحَضُ الشَّمْسُ وَيُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَرْجِعُ اَحَدُنَا اِلٰى رَحْلِهٖ فِيْ اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَنَسِيْتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ وَكَانَ يَسْتَحِبُّ اَنْ يُؤَخِّرَ الْعِشَاءَ الَّتِيْ تَدْعُوْنَهَا الْعَتَمَةَ وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا وَكَانَ يَنْفَتِلُ مِنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ حِيْنَ يَعْرِفُ الرَّجُلُ جَلِيْسَهٗ وَيَقْرَأُ بِالسِّتِّيْنَ اِلَى الْمِائَةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَلَا يُبَالِيْ بِتَاْخِيْرِ الْعِشَاءِ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَلَا يُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

پہلی فصل

۵۴۱۔ سیار بن سلامہ فرماتے ہیں۔ میں اور میرے والد ابوبرزہ اسلمی کے پاس گئے۔ میرے والد نے کہا۔ آنحضرت فرضی نماز کیسے اداء فرماتے تھے۔ فرمایا۔ دوپہر کی نماز جسے تم پہلی نماز کہتے ہو۔ اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا۔ اور عصر پڑھنے کے بعد ہم اپنے گھر واپس آتے (اور مکان) مدینہ کی دوسری جانب ہوتا۔ اور ابھی سورج صاف ہوتا۔ (دھوپ کا رنگ نہ بدلتا) اور مغرب کے متعلق انہوں نے جو کچھ فرمایا۔ مجھے بھول گیا۔ اور عشاء کی نماز جسے تم عتمہ[1] کہتے ہو۔ اسے دیر سے پڑھنا پسند فرماتے تھے اور اس سے پہلے سونا ناپسند فرماتے۔ اور عشاء کے بعد باتیں کرنا مکروہ سمجھتے۔ اور صبح کی نماز سے جب واپس آتے۔ تو آدمی اپنے ساتھی کو پہچان سکتا۔ اور صبح کی نماز میں ساٹھ سے سو آیت تک کے درمیان پڑھتے۔ اور ایک روایت میں ہے عشاء کی نماز تہائی رات تک دیر کی پرواہ نہ کرتے اور اس سے پیشتر سونا اور اس کے بعد باتیں کرنا ناپسند فرماتے[2]۔ (بخاری مسلم)

---

[1] عتمہ اونٹوں کا دودھ نکالنے کو کہتے ہیں عشاء کو اسی لیے عتمہ کہا گیا ہے۔ (راسم)

[2] **ظہر اور عصر کا بہتر وقت**:۔ اس کو ترمذی کے سوا جماعت نے روایت کیا ہے ظہر کو دوپہر کی نماز اس لیے کہا کہ دوپہر کے بالکل متصل سورج ڈھلتے ہی اس کا وقت شروع ہو جاتا ہے یعنی ہجیر۔ اولی اور ظہر تینوں ظہر ہی کے نام ہیں یہاں جو فرمایا ہے کہ سورج ڈھلتے ہی نماز پڑھتے معلوم ہے کہ یہ سردیوں کے موسم ہیں ورنہ گرمیوں میں کچھ دیر کی جاتی ہے اور عصر کی نماز کے متعلق انس کی وہ حدیث جس کو ترمذی کے سوا جماعت نے روایت کیا ہے پتہ دیتی ہے کہ عصر کی نماز کے بعد کوئی جانے والا عوالی تک بھی چلا جاتا تو ابھی سورج صاف ہوتا اور عوالی کا زیادہ سے زیادہ بُعد آٹھ میل ہے اور کم سے کم دو میل۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۴۲:- وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ صَلٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَالْمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتْ وَالْعِشَاءَ إِذَا أَكْثَرَ النَّاسُ عَجَّلَ وَإِذَا قَلُّوْا أَخَّرَ وَالصُّبْحَ بِغَلَسٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۴۳:- وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالظَّهَائِرِ سَجَدْنَا عَلٰى ثِيَابِنَا اتِّقَاءَ الْحَرِّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهٗ لِلْبُخَارِيِّ۔

۵۴۴:- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ بِالظُّهْرِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ وَاشْتَكَتِ النَّارُ إِلٰى رَبِّهَا فَقَالَتْ رَبِّ أَكَلَ بَعْضِيْ بَعْضًا فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ أَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ وَأَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الزَّمْهَرِيْرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ فَأَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ فَمِنْ سَمُوْمِهَا وَأَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْبَرْدِ فَمِنْ زَمْهَرِيْرِهَا۔

۵۴۲- محمد بن عمرو بن حسن بن علی نے فرمایا۔ ہم نے جابر بن عبد اللہ سے آنحضرت کی نماز کے متعلق دریافت کیا۔ فرمایا ظہر ڈھلی دوپہر کے وقت ادا فرماتے۔ اور عصر جب سورج پوری تابانی میں ہوتا۔ اور مغرب جب سورج غروب ہو جاتا اور عشاء کی نماز اگر لوگ زیادہ جمع ہو جاتے تو جلدی پڑھ لیتے۔ اگر کم ہوتے تو تاخیر فرماتے۔ اور صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھتے۔ (بخاری مسلم)[1]

۵۴۳- حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ جب آپ کے پیچھے نماز ادا کرتے۔ تو گرمی سے بچنے کے لیے کپڑے پر سجدہ کرتے (بخاری مسلم) اور یہ لفظ بخاری کے ہیں۔

۵۴۴- حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ جب گرمی سخت ہو تو نماز کو ٹھنڈا کرو۔ اور صحیح بخاری میں ابو سعید سے مروی ہے۔ کہ ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہوتی ہے۔ اور آگ نے اللہ کے پاس شکایت کی۔ کہ اے اللہ میرے بعض حصوں نے بعض کو کھا لیا۔ اللہ نے اسے دو سانس لینے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ ایک سردی میں۔ دوسرا گرمی میں گرمی اور سردی کی شدت اسی وجہ سے ہے (بخاری مسلم۔ صحیح بخاری میں ہے۔ تم جس قدر زیادہ گرمی یا سردی محسوس کرتے ہو۔ سو اس کی گرمی اور سردی کی وجہ سے ہے۔[2]

---

[1] اس کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ سورج کی زندگی کی تشریح خیثمہ کی حدیث میں یہ ہے کہ اس کی تپش محسوس ہو اس کو ابوداؤد نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔ حدیث کے معنی پہلے گذر چکے ہیں۔ (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۵۴۵:۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی الْعَصْرَ وَ الشَّمْسُ مُرْتَفِعَۃٌ حَیَّۃٌ فَیَذْھَبُ الذَّاھِبُ اِلَی الْعَوَالِیْ فَیَاْتِیْھِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَۃٌ وَبَعْضُ الْعَوَالِیْ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ عَلٰی اَرْبَعَۃِ اَمْیَالٍ اَوْنَحْوِہٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۵۴۶:۔ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تِلْکَ صَلٰوۃُ الْمُنَافِقِ یَجْلِسُ یَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰی اِذَا اصْفَرَّتْ وَکَانَتْ بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ اَرْبَعًا لَّا یَذْکُرُ اللّٰہَ فِیْھَا اِلَّا قَلِیْلًا رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۵۴۷:۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَّذِیْ تَفُوْتُہٗ صَلٰوۃُ الْعَصْرِ فَکَاَنَّمَا وُتِرَ اَھْلَہٗ وَمَالَہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۵۴۵۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت عصر کی نماز پڑھتے۔ اور سورج ابھی صاف اونچا ہوتا۔ اور جانے والا مدینہ کی ملحقہ بستیوں میں پہنچ جاتا۔ اور سورج ابھی اونچا ہوتا۔ اور (بعض عوالی ملحقہ بستیاں) مدینہ سے چار میل کے فاصلہ پر ہوتیں۔ (بخاری مسلم)

۵۴۶۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ یہ منافق کی نماز ہے۔ بیٹھ کر سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب وہ زرد ہو جائے اور شیطان کے سینگوں میں چلا جائے۔ کھڑے ہو کر کوے کی طرح چار چونچیں لگاتا ہے۔ اس میں اللہ کا ذکر تک نہیں ہوتا۔[سلہ] (مسلم)

۵۴۷۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جس شخص کی عصر کی نماز ضائع ہو گئی۔ یوں سمجھو کہ اس کا گھر بار سب لٹ گیا۔[سلہ] (بخاری مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) سلہ اس سے معلوم ہوا کہ نمازی اپنے کپڑے پر سجدہ کر سکتا ہے۔ جمہور کا یہی مذہب ہے امام شافعی نے اس کا انکار کیا ہے۔

سلہ دنیا میں گرمی جہنم کی وجہ سے ہے۔ جہنم کے سانس سے مراد اس کی لو کی گرمی ہے مطلب یہ ہے کہ اگرچہ اول وقت نماز پڑھنا افضل ہے لیکن گرمی کی شدت میں چونکہ پوری طرح خشوع خضوع نہیں ہو سکتا اس لیے اسے ذرا ٹھنڈا کر لینے کا حکم دیا۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

سلہ منافق کی نماز:۔ اس حدیث کو ابن ماجہ اور بخاری کے علاوہ جماعت نے روایت کیا ہے۔ یہاں نماز سے مراد عصر کی نماز ہے اور اس کے عمداً بلا عذر دیر سے پڑھنے والے کو آنحضرت نے منافق کہا ہے یہ تغلیظ کے طور پر ہے یعنی یہ منافقوں کا سا کام ہے عصر کی نماز کو اس لیے خاص کیا کہ وہ کاروباری مشاغل کا وقت ہے۔

سلہ اس حدیث کو مالک، ابوداؤد، ترمذی، نسائی ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا۔ مطلب یہ ہے کہ عصر کی نماز میں کوتاہی کرنا اتنا ہی بڑا دینی حادثہ ہے جتنا کہ دنیا میں یہ حادثہ ہے کہ کسی کا مال اور اولاد سب برباد ہو جائیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۴۸ :- وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

۵۴۹ :- وَعَنْ رَافِعِ ابْنِ خَدِيْجٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْصَرِفُ اَحَدُنَا وَاِنَّهُ لَيُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۵۵۰ :- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ الْعَتَمَةَ فِيْمَا بَيْنَ اَنْ يَّغِيْبَ الشَّفَقُ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْاَوَّلِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۵۵۱ :- وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَتَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

---

۵۴۸ ۔ بریدہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جس نے عصر کی نماز ترک کردی۔ اس کے اعمال برباد ہوگئے[1] (بخاری)

۵۴۹ ۔ رافع بن خدیجؓ فرماتے ہیں۔ ہم آنحضرت کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کرتے۔ پھر ہم واپس جاتے۔ تو اپنا تیر گرنے کی جگہ دیکھ لیتے[2]۔ (بخاری مسلم)

۵۵۰ ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے فرمایا۔ عشاء کی نماز سرخی غائب ہونے سے لیکر پہلی رات کی تہائی کے درمیان تک پڑھا کرتے تھے[3] (بخاری مسلم)

۵۵۱ ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ آنحضرت صبح کی نماز پڑھتے۔ عورتیں کپڑا لپیٹ کر واپس ہوتیں۔ اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہ جاسکتیں[4]۔ (بخاری مسلم)

---

[1] **نماز عصر چھوڑنے کا نقصان**:۔ اس کو نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے " اس کے عمل ضائع ہوگئے " کے دو معنی ہیں ایک تو حبط شے یہ ہے کہ بالکلیہ اس کو ختم کردیا جائے جیسے کفر ایمان کو یا ایمان کفر بالکلیہ ختم کردیتا ہے اور ایک حبط وقتی ہے کہ وہ عمل وقت پر کام نہ آئے مثلاً نیکیاں تول میں ہلکی ہوگئیں تو اس وقت جنت کا داخلہ رک گیا پھر جنت میں جائے گا تو ان کا اجر اس وقت ملے گا۔

[2] **نماز مغرب کا وقت**:۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ مغرب کی نماز سورج غروب ہوتے ہی فوری طور پر پڑھ لینی چاہیے۔ شیعہ جو دیر سے پڑھتے ہیں اس کی اصل نہیں اور سرخی تک آنحضرت نے مغرب کی نماز پڑھی وہ صرف بیان وقت کے لیے تھی معمول بہ نہیں تھی۔

[3] اس باب میں احمد ابن ماجہ اور ترمذی نے ابوہریرہ سے حدیث بیان کی ہے اور اس کو صحیح کہا ہے اور احمد مسلم اور نسائی نے جابر سے بیان کی ہے مطلب یہ ہے کہ عشا کا وقت شفق غائب ہونے سے لے کر تہائی رات یا آدھی رات تک ہے۔ آدھی رات تک کی روایتیں بہت زیادہ ہیں۔

(باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۵۲:۔ وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَيْدَ ابْنَ ثَابِتٍ تَسَحَّرَا فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ سُحُوْرِهِمَا قَامَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَصَلّٰى قُلْنَا لِاَنَسٍ كَمْ كَانَ بَيْنَ فَرَاغِهِمَا مِنْ سُحُوْرِهِمَا وَدُخُوْلِهِمَا فِي الصَّلٰوةِ قَالَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ الرَّجُلُ خَمْسِيْنَ اٰيَةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۵۵۳:۔ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ اَنْتَ اِذَا كَانَتْ عَلَيْكَ اُمَرَاءُ يُمِيْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اَوْ يُؤَخِّرُوْنَهَا عَنْ وَقْتِهَا قُلْتُ فَمَا تَاْمُرُنِيْ قَالَ صَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا فَاِنْ اَدْرَكْتَهَا مَعَهُمْ فَصَلِّ فَاِنَّهَا لَكَ نَافِلَةٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۵۴:۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الصُّبْحَ وَمَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الْعَصْرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۵۲۔ قتادہؓ حضرت انس سے روایت فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت اور زید بن ثابت جب سحری کے کھانے سے فارغ ہوئے۔ تو آپ نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ اور نماز پڑھی۔ ہم نے حضرت انس سے دریافت کیا۔ کہ سحری سے فراغت اور نماز کے درمیان کتنا فرق تھا۔ فرمایا اس قدر کہ انسان پچاس آیتیں پڑھ سکے۔ (بخاری)

۵۵۳۔ ابوذرؓ فرماتے ہیں۔ مجھے آنحضرت نے فرمایا۔ تمہارا کیا حال ہو گا۔ جب تم پر ایسے امیر ہوں گے۔ جو نماز ضائع کریں گے۔ یا اسے اپنے وقت سے موخر کر دیں گے۔ میں نے عرض کیا۔ جناب مجھے کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا تم نماز اپنے وقت پر پڑھو اگر تم ان کے ساتھ نماز پالو۔ تو پڑھ لو۔ یہ تمہارے لیے نفلی نماز ہو گی۔[لہ] (مسلم)

۵۵۴۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ جس نے آفتاب کے طلوع سے پہلے صبح کی ایک رکعت پالی۔ اس نے صبح کی نماز پالی اور جو عصر کی ایک رکعت آفتاب کے غروب سے پہلے پالے۔ اس نے عصر کی نماز پالی (بخاری مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) فجر اول وقت پڑھنی چاہیئے۔ اس حدیث کو جماعت نے اور انس کی حدیث کو نسائی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے ان حدیثوں سے صبح کی نماز کا اول وقت پڑھنا۔ عورتوں کا مسجد میں جانا اور چادروں سے پردہ کرنا ثابت ہوتا ہے طلوع فجر کے بعد دیر نہ چاہیئے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) لہ باجماعت نماز سے اول وقت پڑھنا بہتر ہے۔ اس حدیث کو ترمذی نسائی ابن ماجہ اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ جماعت سے نماز پڑھنے کے اجر سے تنگ وقت میں نماز پڑھنے کا گناہ زیادہ ہے۔ لہذا اگر ایسا ہو کہ یا تو جماعت چھوڑو یا مکروہ وقت میں نماز پڑھو تو اس وقت جماعت کو چھوڑ دینا بہتر ہے۔ اکیلا نماز پڑھ لے اور افضل وقت میں پڑھ لے۔

لہ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ نماز میں وقت کی پابندی جماعت کی پابندی سے افضل ہے جماعت کے لیے نماز کا وقت (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۵۵۵:۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَدْرَكَ اَحَدُكُمْ سَجْدَةً مِّنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلٰوتَهٗ وَاِذَا اَدْرَكَ سَجْدَةً مِّنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلْيُتِمَّ صَلٰوتَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۵۵۶:۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَّسِيَ صَلٰوةً اَوْنَامَ عَنْهَا فَكَفَّارَتُهَا اَنْ يُّصَلِّيَهَا اِذَا ذَكَرَهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا كَفَّارَةَ لَهَا اِلَّا ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۵۷:۔ وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيْطٌ اِنَّمَا التَّفْرِيْطُ فِي الْيَقْظَةِ فَاِذَا نَسِيَ اَحَدُكُمْ صَلٰوةً اَوْ نَامَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا اِذَا ذَكَرَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۵۵۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب تم سے کوئی ایک رکعت عصر کی آفتاب کے غروب سے پہلے پالے۔ تو باقی نماز پوری کرے۔ اور جب صبح کی نماز سے ایک رکعت آفتاب کے طلوع سے پہلے پالے۔ تو باقی نماز پوری کرے[1] (بخاری)

۵۵۶۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص نماز بھول جائے۔ یا سو جائے۔ اس کا کفارہ یہ ہے۔ کہ جب یاد آئے اسی وقت ادا کرے۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کے سوا اس کا کوئی کفارہ نہیں[2]۔

۵۵۷۔ ابوقتادہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ سو جانے میں کوئی گناہ نہیں بیداری میں نماز ضائع کرنا گناہ ہے۔ جب تم میں سے کوئی بھول جائے۔ یا سو جائے۔ جب یاد آئے نماز پڑھ لے[3]۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اقم الصلوٰۃ لذکری۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) خراب نہیں کرنا چاہیے اور پہلی نماز فرضی ہوگی اور دوسری نفلی نیز اس صورت میں وقت اور جماعت دونوں کا اجر مل جائیگا۔ (راسم)

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] وقت میں ایک رکعت پالی تو نماز پالی:۔ ۵۵۰ اور ۵۵۸ نمبر کی حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ اگر نماز وقت میں شروع ہو جائے اس کے بعد آفتاب نکل آئے یا غروب ہو جائے تو اس کا نماز پر اثر نہیں پڑے گا صبح بھی ہو جائے گی اور عصر بھی احناف کا خیال ہے کہ عصر کی نماز تو ہو جائے گی لیکن صبح کی نماز نہیں ہوگی کیونکہ صبح کا آخری وقت کمزور ہے یہ چونکہ محض قیاس ہے اس لیے یہ حدیث احناف کے خلاف حجت ہے (راسم)

[2] رسم اسقاط صرف رسم ہے:۔ نماز اگرچہ کبھی بھول یا کسی عذر سے ضائع ہو جائے تو جب یاد آئے ادا کر لینا چاہیے اس کا اجر وقتی نماز کی طرح ہوگا اس کے سوا اس کا کوئی کفارہ نہیں بعض میت کی طرف سے فی نماز کچھ غلہ دیتے ہیں بعض قرآن اس کے سر پر پھیرتے ہیں اور کچھ پیسے اس کے ساتھ دیتے ہیں اسے اسقاط کہتے ہیں یعنی اس حیلہ سے نماز اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گی یہ بالکل بے معنی ہے یہ حدیث صراحۃً اس کے خلاف ہے۔ (راسم)

[3] نیند اور بھول سے نماز قضا ہو تو گناہ نہیں:۔ اس کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اور نسائی اور ابن ماجہ نے (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۵۵۸: عَنْ عَلِیٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا عَلِیُّ ثَلٰثٌ لَا تُؤَخِّرْھَا الصَّلٰوۃُ اِذَا اَتَتْ وَالْجَنَازَۃُ اِذَا حَضَرَتْ وَالْاَیِّمُ اِذَا وَجَدْتَ لَھَا کُفُوًا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

۵۵۹: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْوَقْتُ الْاَوَّلُ مِنَ الصَّلٰوۃِ رِضْوَانُ اللّٰہِ وَالْوَقْتُ الْاٰخِرُ عَفْوُ اللّٰہِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

۵۶۰: وَعَنْ اُمِّ فَرْوَۃَ قَالَتْ سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ الصَّلٰوۃُ لِاَوَّلِ وَقْتِھَا رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ لَا یُرْوَی الْحَدِیْثُ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِیِّ وَھُوَ لَیْسَ بِالْقَوِیِّ عِنْدَ اَھْلِ الْحَدِیْثِ۔

دوسری فصل

۵۵۸۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اے علی تین کام ہیں۔ ان میں دیر مت کرو۔ نماز کا جب وقت ہو جائے۔ اور جنازہ جب تیار ہو جائے۔ جوان عورت کے لیے جب ہمسر خاوند مل جائے[1] (ترمذی)

۵۵۹۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ نماز میں اول وقت میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے۔ آخری وقت معافی کا سبب ہے۔

۵۶۰۔ ام فروہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت سے پوچھا گیا۔ کون سا عمل افضل ہے۔ فرمایا۔ نماز اول وقت میں[2] (احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد) امام ترمذی فرماتے ہیں۔ یہ حدیث صرف عبداللہ بن عمر عمری سے مروی ہے۔ اور وہ اہل حدیث کے نزدیک قوی نہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اس کا کچھ حصہ بیان کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ فوت ہو جانے والی نماز جب یاد آجائے یا سویا ہوا جاگ اٹھے تو اسی وقت پڑھ لے اس کو اتنا ہی اجر ملے گا جتنا کہ اس وقت پر پڑھنے کا ملنا چاہیے تھا کیونکہ ان دونوں چیزوں میں اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] کفو کیا ہے ؟:۔ اس حدیث کو ابن ماجہ، حاکم اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کی سند متصل نہیں ہے علاوہ ازیں سعید بن عبداللہ جہنی مجہول بھی ہے۔ کفو کے لیے اسلام۔ آزادی۔ شرافت۔ نسب اور ذریعہ معاش میں برابری لازم ہے یعنی عورت اور مرد ان چیزوں میں برابر کی حیثیت رکھتے ہوں۔

[2] بغیر عذر نماز میں تاخیر نہ کرنا چاہیئے:۔ ام فروہ اور ابن عمر کی حدیثوں میں عبداللہ بن عمر عمری ہے جس کے متعلق محدثین میں اختلاف ہے لیکن دوسری بہت سی حدیثوں سے اس کی تائید ہو جاتی ہے باقی رہیں وہ حدیثیں جن میں عشاء کی تاخیر اور صبح کا اسفار اور ظہر کا ابراد مذکور ہے تو وہ اول وقت کے عموم سے تخصیص ہے اور خاص اور عام میں کوئی معارضہ نہیں ہوتا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۶۱:۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً لِوَقْتِهَا الْآخِرِ مَرَّتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۵۶۲:۔ وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ أُمَّتِي بِخَيْرٍ أَوْ قَالَ عَلَى الْفِطْرَةِ مَا لَمْ يُؤَخِّرُوا الْمَغْرِبَ إِلَى أَنْ تَشْتَبِكَ النُّجُومُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنِ الْعَبَّاسِ۔

۵۶۳:۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُؤَخِّرُوا الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفِهٖ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۵۶۴:۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتِمُوا بِهٰذِهِ الصَّلٰوةِ فَإِنَّكُمْ قَدْ فُضِّلْتُمْ بِهَا عَلَى سَائِرِ الْأُمَمِ وَلَمْ تُصَلِّهَا أُمَّةٌ قَبْلَكُمْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

۵۶۱۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت نے دو دفعہ کے سوا نماز کبھی آخر وقت میں نہیں پڑھی یہاں تک کہ اللہ نے ان کو قبض فرمالیا[۱] (ترمذی)

۵۶۲۔ ابوایوبؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ میری امت ہمیشہ خیر سے رہے گی یا فرمایا فطرت پر قائم رہے گی۔ جب تک مغرب کی نماز کو اس قدر دیر سے نہ پڑھیں گے۔ کہ ستارے کثرت سے نکل آئیں[۲]۔ (ابوداؤد)

۵۶۳۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اگر میں امت پر مشکل نہ جانتا۔ تو میں ان کو حکم دیتا۔ کہ عشاء کی نماز کو تہائی یا نصف رات تک تاخیر کریں[۳]۔ (احمد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ)

۵۶۴۔ معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ عشاء کی نماز دیر سے پڑھو۔ تم کو اس کی وجہ سے فضیلت دی گئی ہے۔ اور کسی امت نے تم سے پہلے یہ نماز (اس وقت) نہیں پڑھی۔ (ابوداؤد)

---

[۱] نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اول وقت میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور جب بھی تاخیر کی ہے تو بیان جواز کے لئے کی ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر ہمیشہ اول وقت میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ (مرقاۃ)

[۲] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک ہمیشہ مغرب کی نماز اول وقت پڑھنے کی تھی ہاں غیرا تعلیم کے لیے دیر کی ہو تو الگ بات ہے۔

[۳] عشاء کا مختار وقت وہ ہے جبکہ تیسری رات کا چاند غروب ہو جائے تہائی یا آدھی رات تک اس کا وقت زیادہ فضیلت حاصل کرتا جاتا ہے اور جواز اور مجبوری کا وقت طلوع صبح تک ہے۔ (باقی حاشیہ صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۶۵:۔ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ اَنَا اَعْلَمُ بِوَقْتِ هٰذِهِ الصَّلٰوةِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْهَا لِسُقُوْطِ الْقَمَرِ لِثَالِثَةٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ۔

۵۶۶:۔ وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خُدَيْجٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ وَلَيْسَ عِنْدَ النَّسَائِيِّ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ۔

۵۶۵۔ نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں۔ میں نماز عشاء کا وقت تم سب سے بہتر جانتا ہوں۔ آنحضرت چاند کی تیسری تاریخ کو غروب قمر کے وقت پڑھا کرتے تھے[1]۔ (ابوداؤد۔ دارمی)

۵۶۶۔ رافع بن خدیجؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ فجر کو کھلنے دو۔ اس میں بہت زیادہ[2] اجر ہے[3]۔ (ترمذی۔ ابوداؤد دارمی۔ لیکن نسائی میں فانہ اعظم اجرا نہیں ہے)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) سکہ **نماز عشاء کی فضیلت**:۔ اس کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا اور اس پر سکوت کیا اور اس باب میں عبداللہ بن عمر کی حدیث مسلم، نسائی اور ابوداؤد میں بھی ہے۔ یہ نماز پہلی امتوں پر فرض نہیں تھی البتہ پہلے انبیاء اس کو نفل کی حیثیت سے پڑھا کرتے تھے جیسے کہ آنحضرت پر تہجد کی نماز ایک زائد نماز تھی لیکن امت پر یہ نماز فرض یا واجب نہیں ہے بلکہ سنت ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] اس حدیث کو ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ تیسری رات کا چاند سورج غروب ہونے کے دو گھنٹے بعد عام طور پر غروب ہوتا ہے یہ آنحضرت کا معمول بہ وقت تھا کبھی اس میں تاخیر بھی ہو جاتی اور کبھی اس سے پہلے بھی پڑھ لیتے۔

[2] **نماز فجر کا صحیح وقت**:۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا کہ اس کو بہت سے لوگوں نے صحیح کہا ہے۔ امام طحاوی نے غلس کی حدیثوں میں اور اس حدیث میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ ابتدا غلس میں کرے اور انتہا اسفار میں اور اس تطبیق کو بہت سے علماء نے پسند کیا ہے اور بعض نے اسفار سے متبین صبح مراد لیا ہے یعنی اتنی سویرے صبح کی نماز نہ پڑھی جائے کہ صبح ہونے ہی میں شک باقی رہ جائے۔ اسفار کے بعد پھر اصفرار ہے جب کہ سرخی ظاہر ہونے لگے آجکل عام طور پر لوگ سرخی پھیل جانے کے بعد نماز پڑھتے ہیں جو کسی طرح بھی صحیح نہیں عون المعبود میں ہے کہ آپ نے یہ حکم چاندنی راتوں میں دیا تھا کیونکہ چاند کی روشنی میں صبح جلدی ظاہر نہیں ہوتی تو آپ نے فرمایا صبح ظاہر ہو جانے دیا کرو۔

[3] اسفار کے معنی یہ ہیں کہ صبح کا سپیدی کھل جائے اور کوئی شبہ نہ رہے اور یہ غلس کے خلاف نہیں اسفار کے باوجود غلس ہو سکتا ہے۔ ہمارے ملک میں اس وقت نماز پڑھتے ہیں جب مشرق کی طرف زردی پھیل جائے یہ اصفار بالصاد کا مفہوم ہے اسفار بالسین کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں کہ صبح صاف ہو جائے اس میں شبہ نہ رہے۔ زردی کے وقت نماز بالکل مکروہ ہے۔ (راسم)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۵۶۷:۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خُدَيْجٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تُنْحَرُ الْجَزُورُ فَتُقْسَمُ عَشْرَ قِسَمٍ ثُمَّ تُطْبَخُ فَنَاْكُلُ لَحْمًا نَضِيجًا قَبْلَ مَغِيبِ الشَّمْسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۶۸:۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ مَكَثْنَا ذَاتَ لَيْلَةٍ نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ فَخَرَجَ اِلَيْنَا حِيْنَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ اَوْ بَعْدَهٗ فَلَا نَدْرِيْ اَشَيْءٌ شَغَلَهٗ فِيْ اَهْلِهٖ اَوْ غَيْرُ ذٰلِكَ فَقَالَ حِيْنَ خَرَجَ اِنَّكُمْ تَنْتَظِرُوْنَ صَلٰوةً مَّا يَنْتَظِرُهَا اَهْلُ دِيْنٍ غَيْرُكُمْ وَلَوْلَا اَنْ يَّثْقُلَ عَلٰى اُمَّتِيْ لَصَلَّيْتُ بِهِمْ هٰذِهِ السَّاعَةَ ثُمَّ اَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَلّٰى رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۶۹:۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ

تیسری فصل

۵۶۷۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہم آنحضرت کے ساتھ عصر کی نماز پڑھتے تھے۔ پھر اونٹ ذبح کر کے اس کے دس حصے کیے جاتے۔ پھر پکایا جاتا۔ اور سورج غروب ہونے سے پہلے پکا ہوا گوشت کھا لیتے[لہ]۔ (بخاری مسلم)

۵۶۸۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہم ایک رات نماز عشاء کے لیے آنحضرت کے انتظار میں ٹھہرے رہے۔ آپ تہائی رات گذرے یا اس سے کچھ دیر بعد تشریف لائے۔ یہ معلوم نہیں۔ کہ گھر میں کوئی مشغلہ تھا۔ یا کوئی اور کام آپ جب تشریف لائے۔ تو فرمایا۔ تم اس نماز کے لیے انتظار کر رہے ہو۔ دوسرے مذہب کے لوگوں سے کوئی اس وقت اس کا انتظار نہیں کر رہا۔ اگر امت پر یہ وقت بھاری نہ ہوتا۔ تو میں ان کو اس وقت نماز پڑھاتا۔ پھر موذن کو حکم دیا۔ اس نے اقامت کہی اور نماز پڑھی۔

۵۶۹۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سارے

لہ نماز عصر کا وقت:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مثل کے بعد عصر کی نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ کیوں کہ اتنا زیادہ کام دلالت کرتا ہے کہ آپ بہت سویرے عصر کی نماز پڑھتے ہوں گے آئمہ ثلاثہ اور صاحبین اور ایک روایت میں خود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی روایت ہے کہ ایک مثل کے بعد عصر کی نماز پڑھ لینی چاہیئے بعض نے اس کا اندازہ ربع نہار کیا ہے یعنی جب چوتھائی حصہ دن کا باقی رہ جائے تو عصر کی نماز پڑھ لینی چاہیئے۔ (مرقاۃ ملا علی القاری)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصَّلَوٰتِ نَحْوًا مِّنْ صَلَوٰتِكُمْ وَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَتَمَةَ بَعْدَ صَلَوٰتِكُمْ شَيْئًا وَكَانَ يُخَفِّفُ الصَّلٰوةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۷۰:۔ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْعَتَمَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ حَتّٰى مَضٰى نَحْوٌ مِّنْ شَطْرِ اللَّيْلِ فَقَالَ خُذُوْا مَقَاعِدَكُمْ فَأَخَذْنَا مَقَاعِدَنَا فَقَالَ إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَأَخَذُوْا مَضَاجِعَهُمْ وَإِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوْا فِيْ صَلٰوةٍ مَّا انْتَظَرْتُمُ الصَّلٰوةَ وَلَوْلَا ضَعْفُ الضَّعِيْفِ وَسُقْمُ السَّقِيْمِ لَأَخَّرْتُ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ إِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ[۲]۔

۵۷۱:۔ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ تَعْجِيْلًا لِّلظُّهْرِ مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ أَشَدُّ تَعْجِيْلًا لِّلْعَصْرِ مِنْهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

نمازیں تمہاری طرح پڑھتے تھے۔ اور عشاء کی نماز تم سے ذرا دیر میں ادا فرماتے۔ اور نماز ہلکی پڑھتے[۱]۔ (مسلم)

۵۷۰۔ ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں ہم نے آنحضرت کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی۔ آپ نہ تشریف لائے۔ یہاں تک کہ نصف شب گذر گئی۔ فرمایا اپنی جگہ بیٹھے رہو۔ ہم اپنی جگہوں پر بیٹھے رہے۔ فرمایا لوگ نماز پڑھ چکے۔ اور اپنے بستروں چلے گئے۔ اور تم نے جس قدر انتظار کیا۔ تم نماز میں رہے۔ اگر کمزور کی کمزوری اور بیمار کی بیماری کا خیال نہ ہوتا۔ تو میں اس نماز کو نصف رات تک دیر کر دیتا (ابوداؤد۔ نسائی)

۵۷۱۔ حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت تم سے ظہر سویرے پڑھتے۔ اور تم حضرت سے عصر سویرے پڑھتے ہو[۳]۔ (احمد۔ ترمذی)

---

[۱] اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عشاء میں تاخیر مستحب ہے۔ البتہ اگر کوئی ضرورت ہو یا آدمی جلدی اکٹھے ہو جائیں تو جلدی بھی پڑھ سکتے ہیں۔

[۲] اس حدیث کو احمد، ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نصف رات تک عشاء کی تاخیر قولاً و فعلاً ثابت ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ آدمی جب تک جماعت کے انتظار میں بیٹھا رہے وہ نماز ہی کے حکم میں ہے اور ثواب بھی اسی طرح

[۳] **ظہر اور عصر کا وقت**:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک حدیث ترمذی میں ان الفاظ سے آئی ہے کہ رسول اللہ صلعم سے زیادہ جلدی ظہر کی نماز پڑھتے ہوئے میں نے کسی کو نہیں دیکھا اور اسی طرح ابوبکر اور عمر سے بھی ترمذی نے کہا حضرت عائشہ کی حدیث حسن ہے۔ عصر کی نماز اول وقت پڑھنا آنحضرت کا معمول تھا۔ تاخیر کی جو ایک آدھ روایت آئی ہے وہ وقت بیان کرنے کے لیے ہے سورج کی زردی کے بعد عمداً نماز پڑھنے والا منافق ہے اور سوئے ہوئے اور بھولنے والے کے لیے سورج غروب ہونے تک وقت ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۷۲۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ الْحَرُّ اَبْرَدَ بِالصَّلٰوةِ وَاِذَا كَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

۵۷۳۔ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ عَلَيْكُمْ بَعْدِيْ اُمَرَاءُ يَشْغَلُهُمْ اَشْيَاءُ عَنِ الصَّلٰوةِ بِوَقْتِهَا حَتّٰى يَذْهَبَ وَقْتُهَا فَصَلُّوا الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُصَلِّيْ مَعَهُمْ قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۵۷۴۔ وَعَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ عَلَيْكُمْ اُمَرَاءُ مِنْ بَعْدِيْ يُؤَخِّرُوْنَ الصَّلٰوةَ فَهِيَ لَكُمْ وَهِيَ عَلَيْهِمْ فَصَلُّوْا مَعَهُمْ مَا صَلَّوُا الْقِبْلَةَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۵۷۲۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ گرمی کے موسم میں حضرت نماز (ظہر) دیر سے پڑھتے۔ اور سردی کے موسم میں سویرے پڑھتے[۱] (نسائی)

۵۷۳۔ حضرت عبادہؓ بن صامت سے مروی ہے۔ آنحضرت نے مجھے فرمایا۔ میرے بعد تم پر ایسے بادشاہ ہوں گے۔ جنہیں کام کاج وقت پر نماز پڑھنے سے باز رکھے گا یہاں تک کہ نماز کا وقت گذر جائے گا۔ تم نماز صحیح وقت پر پڑھ لو۔ ایک شخص نے کہا۔ میں بھی ان کے ساتھ پڑھ لوں[۲]۔ فرمایا۔ ہاں[۳]۔ (ابوداؤد)

۵۷۴۔ قبیصہ بن وقاص روایت کرتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ میرے بعد تم پر ایسے امراء ہوں گے۔ جو نماز دیر سے پڑھیں گے۔ یہ تمہارے لیے مفید ہے۔ اور ان پر اس کا بوجھ ہے۔ پس جب تک قبلہ رو نماز پڑھیں۔ ان کے ساتھ نماز پڑھو (ابوداؤد)

---

[۱] گرمی میں ظہر کو ٹھنڈا کرنا:۔ گرمی کے دنوں میں ظہر کو ٹھنڈا کرنے کا حکم استحباب کے لیے ہے یہی جمہور کا قول ہے کتنی دیر ٹھنڈا کرے؟ بعض نے جسم کا چوتھائی سایہ کہا بعض نے تہائی اور بعض نے نصف لیکن اصلی سایہ کے سوا بعض نے تطبیق یوں دی ہے کہ ٹھنڈا کرنے کی رخصت ہے اور جلدی پڑھنا افضل ہے۔

[۲] ایسی ہی ایک روایت حضرت ابوذر سے مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ میں بھی آئی ہے۔ اس کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔

[۳] دیر سے نماز پڑھنا برے امراء کی علامت ہے:۔ آنحضرت کی یہ پیشگوئی صحیح نکلی خلفاء بنی امیہ کی عادت تھی کہ وہ نمازوں میں دیر کرتے تھے صحابہ کو یہ عادت ناپسند تھی وہ نماز اول وقت پڑھ لیتے اگر موقعہ ملتا تو امراء کے ساتھ ادا کر لیتے دوسری نماز نفل سمجھ لیتے اب تک بنی امیہ کی سنت پر عمل ہو رہا ہے اکثر احناف نماز خراب کر دیتے ہیں عصر تو عموماً ایسے وقت میں پڑھی جاتی ہے جسے حضرت نے منافقوں کی نماز فرمایا ہے۔ (راسم)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۷۵:۔ وَعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى عُثْمَانَ وَهُوَ مَحْصُوْرٌ فَقَالَ إِنَّكَ إِمَامُ عَامَّةٍ وَنَزَلَ بِكَ مَا تَرٰى وَيُصَلِّيْ لَنَا إِمَامُ فِتْنَةٍ وَنَتَحَرَّجُ فَقَالَ الصَّلٰوةُ أَحْسَنُ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ فَإِذَا أَحْسَنَ النَّاسُ فَأَحْسِنْ مَعَهُمْ وَإِذَا أَسَاءُوْا فَاجْتَنِبْ إِسَاءَتَهُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۵۷۵۔ عبید اللہ بن عدی بن خیار محاصرہ کے دنوں میں۔ حضرت عثمان کے پاس گئے۔ فرمایا۔ تم عامۃ المسلمین کے امام ہو اور آپ پر جو مصیبت ہے وہ معلوم ہے۔ اور ہمیں فتنہ پرور امام نماز پڑھاتے ہیں اور ہم اسے ناپسند کرتے ہیں۔ فرمایا نماز لوگوں کے اعمال سے بہتر عمل ہے۔ جب لوگ اچھا کام کریں۔ تو اچھے میں ان کے شریک ہو جاؤ اور جب برائی کریں تو برائی سے الگ رہو۔[1] (بخاری)

[1] بُرے امام کے پیچھے وقتی نماز پڑھ لے :۔ عبید اللہ بن عدی مشہور تابعی ہیں بعض نے ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے کیونکہ ان کی ولادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوئی تھی۔ حضرت عثمان عبید اللہ کے ماں کی طرف سے رشتہ دار تھے امام فتنہ کنانہ بن بشر مصری تھا اس سے معلوم ہوا کہ جماعت چھوڑنے سے یہ بہتر ہے کہ اس آدمی کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے جس کے پیچھے نماز پڑھنے کو دل نہ چاہتا ہو بشرطیکہ بدعقیدہ نہ ہو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ فَضَائِلِ الصَّلٰوۃِ

قرآن عزیز نے اعمال خیر کو بہت اہمیت دی ہے۔ علماء حق نے اعمال کو ایمان کا جزو سمجھا ہے۔ نماز کا مرتبہ حسنات میں سب سے بڑا ہے۔ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ نیکیاں برائیوں کو ختم کردیتی ہیں۔ نماز در اصل عبادات کا مجموعہ ہے۔ تلاوت ذکر دعا۔ رکوع۔ سجود قومہ جلسہ یہ مختلف قسم کی عبادات نماز میں جمع کردی گئی ہیں۔ یہ عبادات تمام انبیاء اور ان کی امتوں میں مروج تھی۔ اس میں جسم اور روح دونوں کی پاکیزگی اور نظافت رکھ دی گئی ہے۔ کپڑے اور جگہ کی طہارت اس میں ضروری ہے۔ اس قدر نظافتوں کا اثر یقیناً روح کو نظیف اور پاک کرسکتا ہے۔ نماز کامل اسلام کا بڑا اہم شعار ہے آنحضرت نے فرمایا۔ بَیْنَ الْعَبْدِ وَ بَیْنَ الْکُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوۃِ کفر اور انسان میں نماز[ع] کا فرق ہے مومن بے نماز نہیں ہوسکتا۔ کافر کو اس کی پرواہ نہیں ہوتی۔ اتنی عظیم الشان عبادت جو مختلف قسم کی عبادات کا مجموعہ ہو۔ ہر قسم کی پاکیزگی جس میں ملحوظ رکھی گئی ہو۔ جس میں شعائر و علامات جمع کردیے گئے ہوں۔ جب اسے ترک کیا جائے تو اس کا نتیجہ یہی ہوسکتا ہے۔ کہ اسلام ناپید ہو۔ پاکیزگی مفقود ہو۔ خیر و برکت ختم ہوجائے۔ یہی کفر کا بنیادی اثر ہے۔

ع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے علاوہ خود قرآن مجید کی کئی ایک آیتوں میں اس طرف اشارہ موجود ہے کہ نہ تو بے نماز کیلئے دنیوی امن ہے نہ اخروی۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ میں فرمایا۔ فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَخَلُّوْا سَبِیْلَهُمْ (یعنی اگر وہ توبہ کریں اور نماز کی پابندی کریں اور زکوۃ ادا کریں تو پھر ان کو کچھ نہ کہو) اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ نماز کی پابندی نہ کریں تو ان کے لیے پناہ نہیں ہے ان کو قتل کیا جائے گا اور سورہ مریم میں اللہ تعالیٰ نے چند ایک نبیوں اور مریم صدیقہ کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا یُظْلَمُوْنَ شَیْـًٔا۔ (پھر ان کے بعد ان کے نالائق جانشین اٹھے ان لوگوں نے نمازوں کو ضائع کردیا اور خواہشات کی پیروی کی سو یہ لوگ عنقریب جہنم میں داخل ہوں گے ہاں جو آدمی توبہ کر جائے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے تو یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر کچھ ظلم نہ ہوگا) یہاں بے نماز کے توبہ اور از سر نو ایمان لانے کی شرط لگائی گئی ہے اس آیت سے بہت سے علماء نے استدلال کیا ہے کہ تارک نماز حقیقی کافر ہے کیونکہ اس پر ایمان لانے کی شرط لگائی ہے اگر وہ مومن رہتا تو پھر دوبارہ ایمان لانے کی ضرورت نہ تھی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۵۷۶: عَنْ عُمَارَةَ بْنِ رُوَیْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَنْ یَّلِجَ النَّارَ اَحَدٌ صَلّٰی قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِھَا یَعْنِی الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۵۷۷۔ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّی الْبَرْدَیْنِ دَخَلَ الْجَنَّۃَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۵۷۸: وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَعَاقَبُوْنَ فِیْکُمْ مَلٰٓئِکَۃٌ بِاللَّیْلِ وَمَلٰٓئِکَۃٌ بِالنَّھَارِ وَیَجْتَمِعُوْنَ فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَصَلٰوۃِ الْعَصْرِ

پہلی فصل

۵۷۶۔ عمارہ بن رُوَیبہ فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت سے سنا۔ فرماتے تھے۔ جو شخص آفتاب کے طلوع اور غروب سے پہلے نماز پڑھے وہ کبھی آگ میں داخل نہیں ہوگا۔ یعنی فجر اور عصر کی نماز[1] (مسلم)[2]

۵۷۷۔ ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو آدمی دو ٹھنڈی نمازیں ادا کرے وہ جنت میں داخل ہوگا[3] (بخاری مسلم)

۵۷۸۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات اور دن کے فرشتے فجر اور عصر کی نماز

---

[1] **فجر اور عصر کی نمازوں کی فضیلت**:۔ حدیث کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ عصر کی نماز شغل کی وجہ سے اور صبح کی نماز نیند اور آرام کی وجہ سے زیادہ مشکل معلوم ہوتی ہے جو شخص ان کو بروقت ادا کر سکتا ہے وہ باقی نمازیں بھی ضائع نہیں کرے گا اس لیے آنحضرت نے جنت کی بشارت دی اس کا یہ مطلب نہیں کہ دو ادا کرے تو باقی معاف ہو جاتی ہیں۔ (اسم)

[2] اس کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ ان دو نمازوں کو اس لیے خاص کیا ہے کہ صبح کا وقت نیند کا وقت ہوتا ہے اور عصر کے وقت کام کاج کی مشغولیت بہت زیادہ ہوتی ہے اور پھر جو ان نمازوں پر بھی محافظت کرے گا وہ دوسری نمازوں پر تو بہت زیادہ محافظت کرے گا۔ اس لیے بھی ان وقتوں کو خاص کیا ہے کہ اس وقت فرشتے اپنی ڈیوٹی بدلتے ہیں اور یہ جو فرمایا کہ وہ آگ میں نہیں جائیگا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہمیشہ کا دوزخی نہیں ہے ضرور کسی نہ کسی وقت جنت میں داخل ہو جائے گا۔

[3] **فجر اور عصر کی نمازیں بڑی اہم ہیں**:۔ اس مضمون کی بہت سی حدیثیں بہت سے صحابہ سے مروی ہیں صحیحین میں بھی اور ان کے علاوہ اور کتابوں میں بھی۔ شرح السنۃ میں کہا ہے کہ ٹھنڈی نمازوں سے مراد صبح اور عصر کی نمازیں ہیں اور بعض نے صبح اور عشاء کی نمازیں مراد لی ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۷۹:۔ وَعَنْ جُنْدُبٍ الْقَسْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى صَلٰوةَ الصُّبْحِ فَهُوَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ فَإِنَّهُ مَنْ يَطْلُبْهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ يُدْرِكْهُ ثُمَّ يَكُبَّهُ عَلٰى وَجْهِهِ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ بَعْضِ نُسَخِ الْمَصَابِيْحِ الْقُشَيْرِيِّ بَدَلَ الْقَسْرِيِّ۔

۵۸۰:۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا وَلَوْ

ہیں۔ پھر جو تم میں رات رہے۔ وہ آسمان پر چڑھ جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان سے دریافت فرماتا ہے۔ حالانکہ اسے ان سے خود زیادہ علم ہے۔ تم نے میرے بندوں کو کیسے چھوڑا۔ وہ کہتے ہیں۔ ہم نے ان کو نماز پڑھتے چھوڑا ہے۔ اور جب ہم گئے تھے۔ اس وقت بھی نماز پڑھ رہے تھے۔[۱] (بخاری مسلم)

۵۷۹۔ جندبؓ قسری سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو صبح کی نماز پڑھے۔ وہ اللہ کے ذمہ میں ہے۔ سو اللہ اپنے ذمہ کی بابت کوئی چیز طلب نہ فرمائے اللہ تعالیٰ جس کو اپنے ذمہ کے لیے طلب کرے گا۔ پھر اسے منہ کے بل جہنم کی آگ میں ڈالا جائے گا[۲] (مسلم) مصابیح کے بعض نسخوں میں قسری کی بجائے قشیری ہے۔

۵۸۰۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اگر لوگ جان لیں۔ کہ اذان اور پہلی صف میں کس قدر اجر ہے پھر وہ اسے قرعہ اندازی کے سوا نہ پا سکیں۔ تو وہ قرعہ اندازی کریں گے۔

---

[۱] **صبح و شام کی نمازوں میں فرشتوں کی آمد۔** اس حدیث کو نسائی اور ابن خزیمہ نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے اس لیے پوچھتے ہیں کہ ان کو بندوں کے نیک اعمال کی شہادت بار بار دینی پڑے وہ شہادت جو عینی اور حقیقی ہے اور یہ تمام شہادتیں اس ایک شہادت کا جواب ہیں جو انہوں نے ایک بار شہادت دی تھی کہ اتجعل فيها من يفسد فيها ويسفك الدماء (کہ وہ زمین میں فساد کرے گا اور خون گرائے گا) اور یہ شہادت قیاسی اور بے اصل تھی۔

[۲] **صبح کی نماز کی فضیلت:۔** اس کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور اس باب میں ابن ماجہ نے ابوبکرہ سے اور طبرانی نے کبیر اور اوسط میں ابو مالک اشجعی سے بھی روایت کی ہے۔ اس کا مطلب دو طرح بیان کیا گیا ہے ایک تو یہ کہ جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہے اس کو مت ستاؤ ورنہ خداوند تعالیٰ نے جو اس سے عہد کر رکھا تھا اس کو تم نے توڑا ہے تو اللہ تعالیٰ تم کو اس کی سزا دے گا یا یہ مطلب ہے کہ تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ کا عہد نماز کی وجہ سے ہے اگر نماز چھوڑ دو گے تو اللہ تم کو سزا دے گا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۸۱:۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ صَلٰوةٌ أَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۸۲:۔ وَعَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۸۳:۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْلِبَنَّكُمُ الْأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلٰوتِكُمُ الْمَغْرِبِ قَالَ وَتَقُولُ الْأَعْرَابُ هِيَ الْعِشَاءُ وَقَالَ لَا يَغْلِبَنَّكُمُ الْأَعْرَابُ

اور اگر وہ جان لیں کہ ظہر کی نماز سویرے پڑھنے میں کتنا اجر ہے تو اس کے لیے وہ دوڑیں۔ اور اگر وہ جانیں کہ عشاء کی نماز اور صبح میں کس قدر اجر ہے۔ تو ان کے لیے گھٹنوں کے بل چل کر آئیں[۱] (بخاری مسلم)

۵۸۱۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ منافقین پر عشاء اور صبح سے کوئی نماز زیادہ بھاری نہیں۔ اور اگر وہ ان کے ثواب کو جان لیں۔ تو گھٹنوں کے بل چل کر بھی آئیں۔ (بخاری مسلم)

۵۸۲۔ حضرت عثمانؓ سے روایت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص عشاء کی نماز با جماعت ادا کرے۔ اسے نصف شب قیام کا ثواب ملے گا۔ اور جو شخص صبح کی نماز با جماعت ادا کرے۔ گویا اس نے تمام رات قیام کیا[۲]۔ (مسلم)

۵۸۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بدوی[۳] مغرب کی نماز کے نام میں تم پر غالب نہ آجائیں۔ کیونکہ وہ اسے عشاء کہتے ہیں۔ اور عشاء کی نماز کے نام میں بھی وہ تم پر غالب نہ آجائیں۔

---

[۱] اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔

[۲] اس حدیث کو ابوداؤد، ترمذی اور مالک نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابن خزیمہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو آدمی عشاء کی نماز باجماعت ادا کرے تو اس کو نصف شب کے قیام کا ثواب ملتا ہے اور اگر صبح کی نماز بھی جماعت سے پڑھے تو ساری رات کے قیام کا ثواب اس کو ملے گا۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ عشاء کی نماز جماعت سے پڑھنے کا ثواب نصف رات کے قیام کا ہے اور صبح کی نماز جماعت سے پڑھنے کا ثواب ساری رات کے قیام کے برابر ہے۔

[۳] حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بول چال ہمیشہ فصیح زبان میں ہونی چاہیئے گنواروں کی زبان بولنا فصاحت کے منافی ہے اس لیے اس سے پرہیز کے لیے فرمایا۔ (راسم)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلٰی اِسْمِ صَلٰوتِکُمُ الْعِشَاءِ فَاِنَّھَا فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ الْعِشَاءُ فَاِنَّھَا تُعْتِمُ بِحِلَابِ الْاِبِلِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۵۸۴: وَعَنْ عَلِیٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمَ الْخَنْدَقِ حَبَسُوْنَا عَنْ صَلٰوۃِ الْوُسْطٰی صَلٰوۃِ الْعَصْرِ مَلَاَ اللّٰہُ بُیُوْتَھُمْ وَقُبُوْرَھُمْ نَارًا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۵۸۵: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَسَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃُ الْوُسْطٰی صَلٰوۃُ الْعَصْرِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

اس کا نام اللہ کی کتاب میں عشاء ہے۔ اسے اونٹوں کا دودھ نکالنے کے وقت تک دیر سے پڑھتے ہیں، بدو اسے اس لیے عتمہ کہتے ہیں[1]۔ مسلم)

۵۸۴۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے خندق کے دن فرمایا۔ کفار نے ہمیں وسطی یعنی عصر کی نماز سے روک دیا خدا ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے[2]۔ (بخاری مسلم)

دوسری فصل

۵۸۵۔ عبداللہ بن مسعود اور سمرہ بن جندب سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ صلوٰۃ الوسطی سے مراد عصر[3] کی نماز ہے (ترمذی)

---

[1] مہذب ناموں کی ترغیب :۔ اس حدیث کو احمد، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ بدو لوگ مغرب کی نماز کو عشاء کی نماز کہتے ہیں کیونکہ عشی کا لغوی معنی دن کا پچھلا حصہ ہے مغرب چونکہ دن کے پچھلے حصے کے آخر پر آتی ہے اس لیے اس کو عشاء کہہ دیتے اور عشاء کی نماز کو بدو عتمہ کا لغوی معنی اندھیرا ہے وہ دودھ دوہتے اندھیرا کر دیتے تو اس نماز کا نام انہوں نے عتمہ رکھ لیا۔ آپ نے فرمایا تم ان نمازوں کے یہ نام نہ رکھ لینا بلکہ کتاب وسنت کے مطابق ان کے نام لیا کرنا۔

[2] نماز کی اہمیت :۔ اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے مسند امام احمد میں ہے کہ بعض صحابہ نے کہا صلوٰۃ صبح صلوٰۃ وسطی ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں صلوٰۃ وسطی عصر کی نماز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی اس طرح لعنت نہ کی تھی۔ حتی کہ جب طائف میں چند شریروں نے آپ پر پتھر بھی برسائے تو اس دن بھی بد دعا نہ دی تھی۔ لیکن جب نماز قضا ہوگئی تو اس رحمت مجسم کے منہ سے بھی بے اختیار بددعا نکل گئی اس سے نماز کی عظمت کا اندازہ کرنا چاہیئے۔

[3] صلوٰۃ وسطی صلوٰۃ عصر ہے :۔ درمیانی نماز کونسی ہے اس میں صحابہ کے آثار مختلف ہیں۔ زید بن ثابت اور حضرت عائشہ نے کہا ظہر کی نماز صلوٰۃ وسطی ہے۔ عبداللہ بن عباس اور حضرت علی نے کہا کہ صبح کی نماز صلوٰۃ وسطی ہے۔ اصل یہ ہے کہ یہ سب (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۸۶:۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا قَالَ تَشْهَدُهٗ مَلٰٓئِكَةُ اللَّیْلِ وَمَلٰٓئِكَةُ النَّهَارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۵۸۷:۔ عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَعَائِشَةَ قَالَا الصَّلٰوةُ الْوُسْطٰی صَلٰوةُ الظُّهْرِ رَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ زَیْدٍ وَالتِّرْمِذِیُّ عَنْهُمَا تَعْلِیْقًا۔

۵۸۸:۔ وَعَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَلَمْ یَكُنْ یُصَلِّیْ صَلٰوةً اَشَدَّ عَلٰی اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا فَنَزَلَتْ حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی وَقَالَ اِنَّ قَبْلَهَا صَلٰوتَیْنِ وَبَعْدَهَا صَلٰوتَیْنِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ۔

۵۸۶۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا۔ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا فرمایا اس میں رات اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ (ترمذی)

تیسری فصل

۵۸۷۔ زید بن ثابتؓ اور حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ کہ صلوۃ الوسطی سے ظہر کی نماز مراد ہے[1]۔ (مالک نے زید سے اور ترمذی نے دونوں سے تعلیقاً روایت کیا ہے)

۵۸۸۔ زید بن ثابتؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت ظہر کی نماز سویرے پڑھا کرتے تھے۔ اور صحابہ پر کوئی نماز اس سے زیادہ سخت نہ تھی۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی (ساری نمازوں پر حفاظت کرو خاص کر درمیانی نماز پر) اور زید بن ثابت نے کہا۔ اس سے پہلے بھی دو نمازیں ہیں۔ اور اس کے بعد بھی[2] (احمد۔ ابوداؤد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) آثار احادیث صحیحہ مرفوعہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ احادیث صحیحہ مرفوعہ میں نماز وسطی عصر کی نماز ہے۔ ابن مسعود کی حدیث مسلم میں ہے اور سمرہ کی حدیث کو ترمذی نے روایت کرکے حسن کہا ہے۔ حضرت ابوہریرہ کی حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ زید بن ثابت کی حدیث کو بخاری نے اپنی تاریخ میں اور نسائی نے بھی ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے۔ بہرحال اگر ان میں سے کوئی قول صحت کے ساتھ معلوم بھی ہو جائے تو وہ موقوف ہے جو صحیح حدیث کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور صحیح یہی ہے کہ صلوۃ وسطی عصر کی نماز ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] یہ صحابی کا اثر ہے اور اس سے پہلے ۵۸۸ میں مرفوعاً آنحضرت سے مذکور ہے کہ صلوۃ الوسطی سے عصر کی نماز مراد ہے اس میں حسن سمرہ سے روایت کرتے ہیں حسن کے سمرہ سے سماع میں اختلاف ہے علی بن مدینی کہتے ہیں کہ یہ سماع ثابت اور صحیح ہے اسلیے (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۸۹: وَعَنْ مَالِكٍ بَلَغَهٗ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَا يَقُوْلَانِ الصَّلٰوةُ الْوُسْطٰى صَلٰوةُ الصُّبْحِ رَوَاهُ فِي الْمُوَطَّأِ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ تَعْلِيْقًا۔

۵۹۰: وَعَنْ سَلْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ غَدَا اِلٰى صَلٰوةِ الصُّبْحِ غَدَا بِرَايَةِ الْاِيْمَانِ وَمَنْ غَدَا اِلَى السُّوْقِ غَدَا بِرَايَةِ اِبْلِيْسَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

۵۸۹۔امام مالک کو حضرت علی اور ابن عباس کی بابت معلوم ہوا۔ کہ وہ صلوٰۃ الوسطیٰ سے صبح کی نماز مراد لیتے تھے۔ موطا ترمذی نے ابن عباس اور ابن عمر سے تعلیقاً روایت کیا۔

۵۹۰۔سلمان فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص صبح کی نماز کے لیے گیا۔ وہ ایمان کا جھنڈا اٹھا کر گیا۔ اور جو بازار کی طرف گیا۔ وہ ابلیس کا جھنڈا لے کر گیا[۱] (ابن ماجہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) صحیح حدیث کو ترجیح ہوگی۔ (اسم)

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[۲] ۵۹۱ اور ۵۹۲ یہ بھی زید بن ثابت کا اثر ہے موقوع حدیث نہیں۔ (اسم)

[۱] ابن ماجہ کی سند کے راوی حسن کے راوی ہیں اور جندب بن عبد اللہ کی مسلم والی حدیث جو پہلے ذکر ہو چکی ہے اس کی تائید کرتی ہے اس میں صبح کی نماز کی فضیلت بیان ہوئی ہے کہ جو آدمی صبح سویرے سے اٹھ کر نماز پڑھے اور پھر کاروبار میں مصروف ہو تو اس نے ایمان کا جھنڈا اٹھایا اور شیطان سے برسرِ پیکار رہا اور جس نے نماز نہ پڑھی اور سویرے سویرے بازار کو چلا گیا اس نے شیطان کا جھنڈا اٹھایا اور خدا کے لشکر سے نکل گیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ الْاَذَانِ

نماز صحیح قول کے مطابق سنہ ۱۲ نبوی میں معراج کی رات کو فرض ہوئی۔ اس کے بعد سنہ ۱۳ نبوت میں آنحضرت نے ہجرت فرمائی۔ مکہ معظمہ میں جماعت کا کوئی انتظام نہ تھا۔ مخالفت زیادہ تھی۔ حرم میں آنحضرت آزادی سے نماز نہیں ادا کر سکتے تھے۔ نماز کی فرضیت کے بعد جبریل کی امامت کا ذکر تو آتا ہے۔ لیکن بیت اللہ میں باقاعدہ جماعت کا ذکر نہیں ملتا۔ اس لئے ظاہر ہے کہ اس وقت اذان کی ضرورت ہی نہیں تھی۔

ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں ضرورت ہوئی۔ کہ نماز اکٹھی پڑھی جاوے۔ یہاں آتے ہی مسجد کی تعمیر فرمائی تھی۔ مخالفت کے باوجود جماعت اور نماز میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی۔ اس لیے یہاں اجتماع میں رکاوٹ نہ تھی۔ جگہ موجود تھی۔ وقت پر جمع ہونے کے لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی اطلاع کی صورت سوچی جائے۔

اس ضمن میں تین تجویزیں پیش ہوئیں۔ مجوس کی طرح آگ جلائی جائے یہود کی طرح سینگ بجایا جائے عیسائیوں کی طرح ناقوس بجایا جائے۔ اس میں قباحت یہ تھی۔ کہ یہ دوسری غیر مسلم قوموں کی نقالی تھی۔ جو ایک زندہ قوم کے لیے موت کے مرادف ہے۔ آنحضرت اور خلفاء رحمہم اللہ ہمیشہ دوسری قوموں کی نقالی سے بچتے۔ فوجوں کو جو ہدایات بھیجی جاتی تھیں ان میں بھی یہ اصول پیش نظر رہتا۔ اس لیے یہ سب چیزیں ناپسند کر دی گئیں۔ اور مجلس کسی فیصلہ کے بغیر ہی ختم ہو گئی۔

اس اثنا میں عبد اللہ بن زید نے خواب دیکھا۔ جس میں ایک شخص اذان اور اقامت کہہ رہا ہے۔ انہوں نے آنحضرت سے ذکر فرمایا۔ آپ نے اسے پسند فرمایا۔ اس قسم کے خواب حضرت عمر اور بعض دوسرے صحابہ نے دیکھے۔ ابن ہشام کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ آنحضرت کو بذریعہ وحی بھی اذان بتائی گئی۔ آنحضرت نے اسے منظور فرمایا۔ عبد اللہ بن زید کو حکم دیا۔ کہ وہ حضرت بلال کو یہ کلمات سکھا دیں۔

اسلام کے مزاج کے لحاظ سے یہ کلمات مناسب تھے۔ اللہ تعالیٰ کی برتری کا ذکر وحدانیت اور رسالت پر موکد شہادت اس کے بعد صلوٰۃ اور اس کے نتیجہ فلاح اور کامیابی کے لیے چار آوازیں دے کر اللہ کی توحید اور برتری پر اذان ختم کر دی گئی۔ گویا اسلام کے مقاصد کی تبلیغ اس میں پوری طرح آگئی تھی۔

اس لیے اذان کو اسلام کے شعائر سے شمار فرمایا۔ دار الحرب اور دار الاسلام میں یہی مابہ الامتیاز ہے۔ اگر نماز صبح میں کسی بستی سے اذان کی آواز نہ آتی تو اسلامی لشکر ایسی بستیوں پر حملہ کر دیتے اسے لوٹ لیتے۔

حضرت بلال دوہری اذان کہتے۔ شہادتوں کو چار دفعہ دہراتے۔ ایک دفعہ ذرا ہلکی آواز دوسری دفعہ اونچی اور اقامت میں شہادتیں ایک ایک دفعہ کہتے۔ شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں۔ و للاذان طرق اصحہا طریقۃ بلال فکان الاذان علی عہد رسول اللہ مثنیٰ مثنیٰ مرتین والاقامۃ مرۃ مرۃ۔ حجۃ اللہ ص۱۰۲ ج۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اذان ہیں حضرت بلال کا طریقہ صحیح تھا۔ آنحضرت کے زمانہ میں اذان دو دفعہ ہوتی۔ اور اقامت ایک دفعہ ہوتی حضرت ابو محذورہ اذان اور اقامت دونوں یکساں کہتے۔ شرعاً دونوں امر جائز ہیں مصالح شرعیہ کے ساتھ حضرت بلال کی اذان زیادہ موافق ہے۔ گو اذان سے مقصد بظاہر اطلاع اور اعلان ہی ہے لیکن اس کا مطلب اللہ کا خوف اور اس کی طرف آنا ہے۔
اسی لیے شیطان اس سے بھاگتا ہے۔ اسے طبعاً اس مقدس اعلان سے نفرت ہے اذان[1] کا مزاج ابلیسی مزاج کے خلاف ہے۔ جب اذان سنتا ہے تو اس کی پیٹھ سے ہیبت کی وجہ سے غیر مانوس آوازیں نکلتی ہیں۔

---

[1] امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم کی شرح میں کہا ہے کہ لغتہً اذان کے معنی ہیں اطلاع دینا اور خبردار کرنا اور شریعت کی اصطلاح میں اذان کا معنی ہے کہ لوگوں کو اطلاع کی جائے کہ نماز کا وقت آگیا ہے اور اس کے مخصوص الفاظ کو بلند آواز سے کہے امام شوکانی نے نیل میں اسی طرح کہا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۵۹۱: عَنْ اَنَسٍ قَالَ ذَكَرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوسَ فَذَكَرُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى فَاُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ يُّوْتِرَ الْاِقَامَةَ قَالَ اِسْمٰعِيْلُ فَذَكَرْتُهٗ لِاَيُّوْبَ فَقَالَ اِلَّا الْاِقَامَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۵۹۲: وَعَنْ اَبِیْ مَحْذُوْرَةَ قَالَ اَلْقٰى عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّاْذِيْنَ هُوَ بِنَفْسِهٖ فَقَالَ قُلِ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

پہلی فصل

۵۹۱۔ حضرت انس سے مروی ہے کہ لوگوں نے آگ اور ناقوس اور یہود نصاریٰ (کی اذان) کا ذکر کیا پس بلال کو حکم کیا گیا۔ کہ اذان شفعہ دو دو دفعہ کہیں۔ اور اقامت وتر کہیں۔ اسماعیل کہتے ہیں میں نے اس کا ذکر ایوب سے کیا انہوں نے فرمایا قد قامت الصلوٰۃ دو دفعہ کہتے تھے[1]۔ (بخاری۔ مسلم)

۵۹۲۔ ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود[2] مجھے اذان بتائی۔ فرمایا کہو اللہ اکبر (۴ دفعہ) اشہد ان لا الٰہ الا اللہ (دو دفعہ) پھر اشہد ان محمداً رسول اللہ۔

---

[1] اذان مدینہ میں شروع ہوئی:۔ اس حدیث کو اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی۔ ابن ماجہ اور نسائی میں الا الاقامۃ کے لفظ نہیں ہیں اور نسائی میں یہ الفاظ بھی نہیں ہیں کہ بلال کو حکم دیا آخر تک۔ اس بات میں اختلاف ہے کہ اذان کب شروع ہوئی۔ بعض نے کہا کہ نماز کی فرضیت کے ساتھ ہی اذان بھی شروع ہوگئی اور اس مضمون کی کوئی صحیح حدیث نہیں ملتی اور بعض نے کہا کہ جب مسلمان مدینہ منورہ میں آئے اس وقت اذان شروع ہوئی اور یہی صحیح ہے۔ ابتدا میں بہت سی تجویزیں پیش ہوئیں بعض نے کہا کہ ہم ناقوس بجایا کریں (ناقوس میں ایک بڑی لکڑی کو چھوٹی لکڑی پر مار کر آواز پیدا کرتے تھے) اور بعض نے کہا کہ یہود کی طرح نرسنگا بجایا کریں۔ حضرت عمر نے کہا کہ کوئی آدمی یہ کیوں نہ کہہ دیا کرے الصلوٰۃ جامعۃ۔ نماز کی جماعت ہو رہی ہے۔ یہ آواز گلیوں میں پھر کر دے آیا کرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلال اٹھو اور نماز کے لیے آواز دے یہ سب سے زیادہ صحیح روایت ہے جو اس باب میں آئی ہے۔ اذان کے کلمے دو دو بار کہے جائیں اور کلمہ توحید ایک بار جیسا کہ حضرت عبداللہ بن زید کی روایت میں ہے اور ابتداء میں اللہ اکبر چار مرتبہ کہا جائے اور اقامت (تکبیر) میں کلمات ایک ایک دفعہ کہے جائیں۔ شروع میں تکبیر کے الفاظ دو مرتبہ ہوں اور اقامت کے الفاظ (یعنی قد قامت الصلوٰۃ) دو بار کہے جائیں بعض حدیثوں میں اقامت کے الفاظ دو دو بار بھی بیان ہوئے ہیں اور وہ روائتیں احتجاج کے قابل تو ضرور ہیں لیکن صحیح ترین روایات کی کثرت اسی طرف ہے کہ اقامت میں کلمات صرف ایک ایک بار کہے جائیں سوائے کلمہ قد قامت الصلوٰۃ کے کہ وہ بہر حال دو مرتبہ ہے اور کسی بھی ضعیف یا صحیح حدیث میں اس کا ایک مرتبہ کہنا ثابت نہیں ہے۔

(باقی حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) **۱ ترجیع کے ساتھ اذان** :۔ اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ مسلم کے اکثر طرق میں اذان کے شروع میں اللہ اکبر دو مرتبہ ہے۔ قاضی عیاض نے کہا کہ مسلم کے بعض راویوں نے ابتدا میں تکبیر چار مرتبہ ذکر کی ہے اور بغوی ابن اثیر اور بیہقی نے بھی اسی کی تائید کی ہے۔ انہوں نے مسلم کی طرف چار مرتبہ تکبیر کہنے کی نسبت کی ہے حافظ ابن حجر نے ابن قطان سے حکایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ مسلم کی بعض روایات میں تکبیر چار مرتبہ ہے اور اسی کو صحیح سمجھنا چاہئیے۔ ابن قطان نے کہا ہے کہ صحیح یہی ہے کہ تکبیر چار مرتبہ ہے اور اسی طرح سے اذان کے کلمات انیس بنتے ہیں جیسے کہ دوسری روایت میں ابو محذورہ سے منقول ہے جس کو احمد اور اہل سنن نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ دوبارہ کہو اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ یہی وہ ترجیع ہے جس کے جمہور قائل ہیں اور امام شافعی اور امام احمد کا یہی مذہب ہے ابن سید الناس نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب۔ عبداللہ بن عمر۔ انس۔ حسن بصری۔ زہری۔ اوزاعی۔ اسحاق۔ ابو ثور۔ یحییٰ اور ابن مندہ کا بھی یہی مذہب ہے اور سوائے حنفیوں کے اس کا انکار کسی نے بھی نہیں کیا۔

اہل حدیث کا مسلک یہ ہے کہ وہ اذان ترجیع کے ساتھ بھی جائز سمجھتے ہیں اور بغیر ترجیع کے بھی۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اگر اذان ترجیع کے ساتھ ہو تو اقامت (تکبیر) دوہری ہونی چاہئیے اور اگر اذان بغیر ترجیع کے ہو تو اقامت (تکبیر) کے کلمات ایک ایک مرتبہ ہونے چاہئیے۔ سوائے قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے

برادران احناف نے عجیب طرح کا رویہ اختیار کر رکھا ہے کہ جن حدیثوں میں اذان دو بار آئی ہے ان میں اقامت ایک ایک بار آئی ہے اور جن میں اذان ترجیع کے ساتھ آئی ہے ان میں اقامت دو دو بار آئی ہے۔ احناف نے اذان تو ان حدیثوں سے لے لی ہے جن میں اذان دو دو بار کہنی چاہئیے اور ان حدیثوں کا پچھلا حصہ چھوڑ دیا۔ جس میں اقامت کا ایک ایک مرتبہ ذکر ہے اور اقامت (تکبیر) ان حدیثوں سے لے لی جن میں اذان ترجیع کے ساتھ ہے ان حدیثوں کا پہلا حصہ چھوڑ دیا۔ سوال یہ ہے کہ اگر یہ حدیثیں حجت کے قابل ہیں تو ان کے دوسرے حصے کیوں حجت کے قابل نہیں ہیں یہ صریحا بے انصافی ہے۔ بلا شبہ وہ حدیثیں بھی صحیح ہیں جن میں اذان ترجیع کے ساتھ آئی ہے اور اقامت دو دو بار اور یہ سب سے زیادہ بھی ہیں اور صحیح بھی اور وہ حدیثیں بھی صحیح ہیں جن میں اذان دو بار ہے اور اقامت ایک ایک بار لیکن ایسی کوئی حدیث نہیں ہے جس میں اذان بھی دو دو بار آئی ہو اور تکبیر بھی دو دو بار اس کا ثبوت برادران احناف کے ذمہ ہے۔ پھر اس پر ستم یہ ہے کہ ابو محذورہ کی حدیث کے متعلق کہہ دیا جاتا ہے کہ چونکہ ابو محذورہ نے شہادتین کے کلمے بلند آواز سے نہیں کہے تھے اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دوبارہ کہلوایا۔ حالانکہ یہ توجیہ بالکل غلط ہے۔

ابو محذورہ یہ کہتے ہیں کہ مجھ کو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان سکھلائی اور اس میں حکماً فرمایا۔ کہ شہادتین میں پہلی مرتبہ آواز نیچی رکھو اور پھر جب دوبارہ شہادتین کے کلمات کہلوائے تو پھر فرمایا کہ اب ان کو اونچی آواز سے کہو۔ بعض نے کہا ہے کہ شہادتین کے کلمے تعلیم کے لیے چار مرتبہ کہلوائے کہ ان کو اچھی طرح یاد ہو جائیں تو یہ چیز اس سے بھی زیادہ کمزور ہے۔ تعلیم کے لیے کہا دوسرے (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ تَعُوْدُ فَتَقُوْلُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۵۹۳: عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ الْأَذَانُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَالْإِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ـ (۲ دفعہ) پھر أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ (۲ دفعہ) پھر ---------- یعنی پھر دوبارہ یہ کلمات (شہادتین) دو دو دفعہ کہیں حی علی الصلوۃ نماز کے لیے آؤ۔ (۲ دفعہ حی علی الفلاح دو دفعہ کامیابی کے لئے آؤ) اللہ اکبر دو دو دفعہ، لا الہ الا اللہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ (مسلم)

دوسری فصل

۵۹۳۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ اذان آنحضرت کے وقت دو دو دفعہ تھی۔ اور اقامت ایک ایک دفعہ لیکن قد قامت الصلوۃ نماز تیار ہے[1]۔ دو دفعہ فرمایا (ابوداؤد۔ نسائی۔ دارمی)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کلمات میں یہ احتمال نہیں تھا کہ شاید ان کو بھول نہ جائیں اور پھر دوہرا کر ان کو او اکروا دیا جائے۔

اور پھر ابو محذورہ نے خود بیان فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پہلے بیس آدمیوں سے اذان کہلوائی یہ اکیسویں آدمی تھے۔ ان کا آواز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند آگیا تو ان کو موذن مقرر کر دیا اس حدیث کو دارمی نے متصل سند سے روایت کیا ہے۔ کیا بیس آدمیوں کی اذان ہو جانے کے بعد بھی یہ احتمال باقی رہ جاتا ہے کہ ان کو شہادتین کے کلمات بھول نہ جائیں۔ پھر ابو محذورہ کی دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت نے ان کو اذان میں انیس کلمے بتائے اور اقامت کے سترہ اور یہ انیس کلمے ترجیع کے ساتھ ہی بنتے ہیں۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ معاملہ کسی انسان کو خاموش کرانے کا نہیں معاملہ خدا تعالیٰ سے ہے یہ سوچو کہ کیا خداوند کو یہ جواب دے کر مطمئن کر لوگے اور اگر ایسا نہ کر سکو تو اپنی فکر کر لو۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] اکہری اور دوہری اذان:۔ اس حدیث کو ابن حبان۔ حاکم اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے اس کی سند میں ابو جعفر موذن ہے۔ ابن حبان نے کہا اس کا نام محمد بن مسلم بن مہران ہے باقی حدیث کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۹۴:۔ وَعَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْأَذَانَ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً وَالْإِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۵۹۵:۔ وَعَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ عَلِّمْنِي سُنَّةَ الْأَذَانِ قَالَ فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهِ قَالَ تَقُولُ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ تَرْفَعُ بِهَا صَوْتَكَ ثُمَّ تَقُولُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ تَخْفِضُ بِهَا صَوْتَكَ ثُمَّ تَرْفَعُ صَوْتَكَ بِالشَّهَادَةِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ فَإِنْ كَانَ صَلٰوةُ الصُّبْحِ قُلْتَ الصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ الصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ۔

۵۹۴۔ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے انہیں اذان کے انیس (19) کلمات سکھائے۔ اور اقامت کے سترہ کلمات[1] (احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ دارمی۔ ابن ماجہ)

۵۹۵۔ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت مجھے آپ اذان کا طریق سکھائیں فرمایا۔ آپ نے میری پیشانی پر پیار دیا۔ فرمایا اَللّٰہُ اَکْبَرُ (۴ دفعہ) اونچی آواز سے کہو پھر اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (۲ دو دفعہ) اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ (میں گواہ ہوں۔ کہ آنحضرت اللہ کے سچے رسول ہیں۔ ہلکی آواز سے پھر اشهد ان لا اله الا الله (دو دفعہ) میں گواہ ہوں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اشهد ان محمدا رسول الله (میں گواہ ہوں۔ محمد) دو دفعہ اونچی آواز سے پھر (۲ دفعہ) حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح (کامیابی کی طرف آؤ) ۲ دفعہ اگر صبح کی نماز ہو تو اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ نماز نیند سے بہتر ہے۔ (دو دفعہ) ۲ دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ (۲ دفعہ) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ[2] (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) (ابوداؤد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) زمانہ میں دونوں طرح اذان کہی جاتی رہی ہے۔ یہ صورت بھی صحیح ہے لیکن اسمیں بھی اقامت ایک ایک بار ہے سوائے قدقامت الصلوۃ کے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] امام ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے امام بیہقی نے اس پر کچھ جرح کی ہے لیکن ابن دقیق العید نے ان اعتراضوں کے شافی جواب دیکر اس حدیث کی صحت کو ثابت کیا ہے پہلے چار کلمے تکبیر کے اور شہادتین ترجیع کے ساتھ کہ ان میں سے ہر ایک چار چار بار ہو گئے اور حیعلتین کے چار کلمے اور پھر تکبیر کے دو کلمے اور توحید کا ایک کلمہ یہ انیس کلمے ہوئے اور اقامت میں ترجیع (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۵۹۶:۔ وَعَنْ بِلَالٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُثَوِّبَنَّ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ اِلَّا فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ اَبُوْ اِسْرَائِيْلَ الرَّاوِيْ لَيْسَ هُوَ بِذَالِكَ الْقَوِيِّ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ۔

۵۹۷:۔ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ اِذَا اَذَّنْتَ فَتَرَسَّلْ وَاِذَا اَقَمْتَ فَاحْدُرْ وَاجْعَلْ بَيْنَ اَذَانِكَ وَاِقَامَتِكَ قَدْرَ مَا يَفْرُغُ الْاٰكِلُ مِنْ اَكْلِهٖ وَالشَّارِبُ مِنْ شُرْبِهٖ وَالْمُعْتَصِرُ اِذَا دَخَلَ لِقَضَاءِ حَاجَتِهٖ وَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْمُنْعِمِ وَاِسْنَادُهٗ مَجْهُوْلٌ۔

۵۹۶۔ حضرت بلالؓ فرماتے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کسی نماز میں فجر کے سوا تثویب[1] مت کہو (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ ترمذی فرماتے ہیں اس حدیث میں ابو اسرائیل راوی اہل حدیث کے نزدیک ضعیف ہے۔

۵۹۷۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے بلال کو حکم دیا۔ جب تم اذان کہو تو ٹھہر ٹھہر کر کہو۔ اور اقامت جلدی کہو۔ اور اذان اور اقامت میں اتنا فرق ضرور رکھو کہ کھانے والا کھانے سے فارغ ہو جائے۔ اور پینے والا پی جائے اور قضائے حاجت[2] کے لیے جانے والا اپنی ضرورت سے فارغ ہو جائے۔ اور جب تک مجھے دیکھو نہ لو۔ نماز کے لیے قیام مت کرو[3]۔ (ترمذی فرماتے ہیں۔ یہ حدیث صرف عبدالمنعم کے طریق سے مروی ہے۔ اور اس کی سند مجہول ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کے چار کلمے کم ہو گئے اور دو کلمے قدقامت الصلوۃ کے اور بڑھ گئے اس طرح اذان کے انیس کلمے ہوئے اور تکبیر کے سترہ کلمے۔

[2] "الصلوۃ خیر من النوم" کا معنی یہ ہے کہ نماز سونے سے بہتر ہے یعنی نماز کی لذت نیند کی لذت سے بہتر ہے اس کو تثویب کہتے ہیں جس کی وضاحت اگلی حدیث میں آرہی ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] تثویب بدعت ہے:۔ تثویب الصلوۃ خیر من النوم کہنا ہے۔ تثویب کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ ضروری کلمات کے بعد ایک غیر ضروری کلمہ کہنا چونکہ اذان کے کلمات تو ختم ہو گئے۔ صبح کی اذان میں یہ ایک کلمہ دو مرتبہ زائد کہا گیا۔ محاورہ ہے ثَوَّبَ الْمُصَلِّيْ۔ نمازی نے فرضوں کے بعد نفل نماز ادا کی یہ کلمہ اور کوئی کلمہ صبح کی اذان کے علاوہ کسی اور وقت نہ کہا جائے۔ جیسا کہ آج کل رواج ہو رہا ہے کہ اگر نمازی کچھ دیر کریں تو الصلوۃ الصلوۃ پکارنے لگتے ہیں یا آج کل اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کے الفاظ بطور تثویب کہے جانے لگے ہیں یہ سب بدعت ہیں ان کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

[3] اذان اور اقامت کہنے میں فرق:۔ اس کی سند میں عمرو بن واقد ہے۔ دار قطنی نے کہا وہ متروک ہے۔ ابن عدی نے کہا ہے کہ ضعیف ہے لیکن اس کے کچھ اور بھی شاہد ہیں۔ سنت یہ ہے کہ اذان کے کلمات بلند آواز سے ٹھہر ٹھہر کر ادا کیے جائیں کیونکہ ان سے مقصود لوگوں کو دعوت دینا ہے اور اقامت جلدی جلدی اور آہستہ آواز سے ہونی چاہیے کیونکہ مقصد نماز کا کھڑا کرنا ہے نہ کہ لوگوں کو بلانا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۹۸:۔ وَعَنْ زِیَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصُّدَائِیِّ قَالَ أَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَنْ أُؤَذِّنَ فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ فَأَذَّنْتُ فَأَرَادَ بِلَالٌ أَنْ یُّقِیْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَخَا صُدَاءٍ قَدْ أَذَّنَ وَمَنْ أَذَّنَ فَھُوَ یُقِیْمُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَأَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۵۹۹:۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ الْمُسْلِمُوْنَ حِیْنَ قَدِمُوا الْمَدِیْنَۃَ یَجْتَمِعُوْنَ فَیَتَحَیَّنُوْنَ لِلصَّلٰوۃِ وَلَیْسَ یُنَادِیْ بِھَا أَحَدٌ فَتَکَلَّمُوْا یَوْمًا فِیْ ذٰلِکَ فَقَالَ بَعْضُھُمْ اِتَّخِذُوْا مِثْلَ نَاقُوْسِ النَّصَارٰی وَقَالَ بَعْضُھُمْ قَرْنًا مِثْلَ قَرْنِ الْیَھُوْدِ فَقَالَ عُمَرُ أَوَلَا تَبْعَثُوْنَ رَجُلًا یُنَادِیْ بِالصَّلٰوۃِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلٰوۃِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۵۹۸۔ زیاد بن حارث صُدائی فرماتے ہیں مجھے آنحضرت نے حکم دیا۔ کہ فجر کی نماز کے لیے اذان کہو۔ میں نے اذان کہی اور حضرت بلال نے تکبیر کا ارادہ کیا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ قبیلہ صداء کے آدمی نے اذان کہی تھی۔ اور جو اذان کہے۔ اقامت بھی وہی کہے گا۔[1] (ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

تیسری فصل

۵۹۹۔ ابن عمر فرماتے ہیں۔ مسلمان جب مدینہ منورہ میں آئے۔ تو وہ جمع ہوتے اور نماز کے وقت کا انتظار کرتے۔ اور منادی کوئی نہیں کرتا تھا۔ ایک روز اس معاملہ میں سب نے گفتگو کی۔ بعض نے رائے دی۔ کہ نصاریٰ کی طرح ناقوس بجایا جائے۔ بعض نے کہا۔ یہودی کی طرح سینگ بجایا جائے۔ حضرت عمر نے فرمایا۔ کسی آدمی کو بھیج دو۔ کہ وہ اذان کہدے تو آنحضرت نے بلال کو حکم دیا۔ کہ اٹھ کر نماز کے لیے اذان کہہ دو۔[2] (بخاری مسلم)

---

[1] **کیا اقامت موذن ہی کہے؟**:۔ اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن زیاد افریقی ضعیف ہے اکثر اہل علم کے نزدیک عمل اسی پر ہے کہ جو اذان کہے وہی اقامت کہے لیکن علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی آدمی اذان کہے اور اقامت کوئی دوسرا آدمی کہدے تو یہ جائز ہے۔ بہتر کونسا طرز عمل ہے؟ اس میں اختلاف ہے اکثریت اسی طرف ہے کہ ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ خواہ موذن اقامت کہے یا کوئی اور کہے برابر ہیں اور ان لوگوں کی دلیل عبداللہ بن زید کی حدیث ہے جس کو احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے کہ بلال اقامت کہنے لگے تو میں نے کہا تکبیر کہنے کا ارادہ تو میں کر رہا تھا تو آنحضرت نے فرمایا تو تو ہی اقامت کہہ لے تو پھر انہوں نے اقامت کہی اور بعض نے موذن کی اقامت کو ترجیح دی ہے۔ البتہ اگر امام خود اقامت کہہ دے تو اس کا حق موذن سے بھی زیادہ ہے کیونکہ آگے حدیث آئے گی کہ (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٦٠٠- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهٖ قَالَ لَمَّا أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاقُوْسِ يُعْمَلُ لِيُضْرَبَ بِهٖ لِلنَّاسِ لِجَمْعِ الصَّلٰوةِ طَافَ بِيْ وَأَنَا نَائِمٌ رَجُلٌ يَحْمِلُ نَاقُوْسًا فِيْ يَدِهٖ فَقُلْتُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ أَتَبِيْعُ النَّاقُوْسَ قَالَ وَمَا تَصْنَعُ بِهٖ قُلْتُ نَدْعُوْ بِهٖ إِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ أَفَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ مِّنْ ذٰلِكَ فَقُلْتُ لَهٗ بَلٰى قَالَ فَقَالَ تَقُوْلُ اللّٰهُ أَكْبَرُ إِلٰى آخِرِهٖ وَكَذَا الْإِقَامَةَ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهٗ بِمَا رَأَيْتُ فَقَالَ إِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٌّ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَأَلْقِ عَلَيْهِ مَا رَأَيْتَ فَلْيُؤَذِّنْ بِهٖ فَإِنَّهٗ أَنْدٰى صَوْتًا مِّنْكَ فَقُمْتُ مَعَ بِلَالٍ فَجَعَلْتُ أُلْقِيْهِ عَلَيْهِ وَيُؤَذِّنُ بِهٖ فَقَالَ فَسَمِعَ بِذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ فِيْ بَيْتِهٖ فَخَرَجَ يَجُرُّ رِدَاءَهٗ يَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ مَا أُرِيَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ إِلَّا أَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرِ الْإِقَامَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ لٰكِنَّهٗ لَمْ يُصَرِّحْ قِصَّةَ النَّاقُوْسِ۔

٦٠٠- عبداللہ بن زید بن عبد ربہ فرماتے ہیں۔ جب آنحضرت نے باجماعت نماز کے لیے ناقوس کا حکم فرمایا۔ مجھے خواب میں ایک آدمی ملا۔ جو ہاتھ میں ناقوس اٹھائے ہوئے تھا۔ میں نے اسے کہا۔ اللہ کے بندے ناقوس بیچتے ہو۔ اس نے کہا تم اسے لے کر کیا کرو گے۔ میں نے کہا ہم اس کے ساتھ نماز کے لیے لوگوں کو بلائیں گے۔ اس نے کہا۔ میں تم کو اس سے بہتر طریقہ بتاتا ہوں۔ میں نے کہا ہاں اس نے کہا۔ اذان کہو۔ (اللہ اکبر آخر تک) اور اقامت بھی اسی طرح میں صبح کے وقت آنحضرت کے پاس آیا۔ اور اپنی خواب کا ذکر کیا آپ نے فرمایا۔ انشاء اللہ یہ خواب صحیح ہے۔ تم اٹھو اور بلال کو بتاؤ وہ ان کلمات کے ساتھ اذان کہے۔ اس کی آواز تم سے اونچی ہے میں کھڑے ہو کر بلال کو بتاتا گیا۔ اور وہ اذان کہتے گئے۔ حضرت عمرؓ نے جب یہ سنا وہ گھر میں تھے۔ وہ اپنا کپڑا کھینچتے ہوئے نکلے۔ اور فرمایا اے اللہ کے رسول مجھے اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے۔ میں نے بھی ایسے ہی دیکھا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اللہ کے لئے حمد ہے (ابوداؤد۔ دارمی۔ ابن ماجہ نے اقامت کا ذکر نہیں کیا۔ ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔ لیکن اس نے ناقوس کا ذکر نہیں فرمایا)[1]

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) موذن اذان کا زیادہ حقدار ہے اور امام اقامت کا زیادہ حقدار ہے

[52] اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور حدیث کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] اذان وحی الٰہی سے شروع ہوئی ہے۔ اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد نے محمد بن اسحٰق کے طریق سے روایت کیا (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۰۱:۔ وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِصَلٰوۃِ الصُّبْحِ فَکَانَ لَا یَمُرُّ بِرَجُلٍ اِلَّا نَادَاہُ بِالصَّلٰوۃِ اَوْحَرَّکَہٗ بِرِجْلِہٖ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۶۰۲:۔ وَعَنْ مَالِکٍ بَلَغَہٗ اَنَّ الْمُؤَذِّنَ جَاءَ عُمَرَ یُؤْذِنُہٗ لِصَلٰوۃِ الصُّبْحِ فَوَجَدَہٗ نَائِمًا فَقَالَ الصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ فَاَمَرَہٗ عُمَرُ اَنْ یَّجْعَلَھَا فِیْ نِدَاءِ الصُّبْحِ رَوَاہُ فِی الْمُوَطَّا۔

۶۰۱۔ ابوبکرہؓ فرماتے ہیں۔ میں آنحضرت کے ساتھ صبح کی نماز کے لیے نکلا۔ آنحضرت جس شخص کے پاس سے گذرتے اسے آواز دیتے۔ یا اس کو اپنے پاؤں کے ساتھ ہلاتے[1]۔ (ابوداؤد)

۶۰۲۔ امام مالک کو معلوم ہوا۔ کہ موذن حضرت عمرؓ کے پاس صبح کی نماز کے لئے آئے حضرت عمر سو رہے تھے۔ موذن نے کہا۔ (اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔) (نماز نیند سے بہتر ہے) حضرت عمر نے اسے حکم کیا۔ کہ اسے صبح کی نماز میں کہو[2]۔ (موطا)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ہے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اذان عبداللہ بن زید کے خواب سے شروع ہوئی اور غیر انبیاء کے خواب پر احکام شریعت کی بنیاد نہیں رکھی جاتی۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی پہلے آچکی تھی۔ بعد ازاں عبداللہ بن زید نے اگر خواب بیان کیا اور بعد ازاں حضرت عمر بن خطاب آگئے۔ عبدالرزاق اور ابوداؤد نے مراسیل میں عُبید بن عمیر لیثی سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر نے جب اذان کا خواب دیکھا تو حضرت عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دینے کے لیے آئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ سے پہلے وحی آچکی ہے اذان مشروعیت پر تو سب کا اتفاق ہے وجوب میں اختلاف ہے۔ اول اذان میں چار دفعہ تکبیر کہنا اور شہادتین میں ترجیع کرنا یہ ثقہ راوی کی روایت ہے جو بالاتفاق مقبول ہے خصوصاً جبکہ وہ کسی صحیح حدیث کے خلاف بھی نہیں۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] اس حدیث کو ابوداؤد اور بیہقی نے باب الاضطجاع بعد رکعتی الفجر میں روایت کیا ہے۔ حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ جاگنے والا سوئے ہوئے آدمی کو نماز کے لیے جگا دے اس کی تائید عبداللہ بن مسعود کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس کو ترمذی کے سوا جماعت نے روایت کیا ہے کہ بلال اس لیے اذان دیتے ہیں کہ کھڑے لوگ جائیں اور سونے والے اٹھ بیٹھیں۔

[2] مسنون تثویب کیا ہے؟ ۔ اس حدیث کو دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ حضرت بلال کی حدیث پہلے گذر چکی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا تھا کہ صبح کی اذان میں تثویب کیا کرو یعنی الصلوۃ خیر من النوم کہا کرو اور اسی طرح ابومحذورہ کو بھی تثویب کا حکم دیا تھا اور وہ مکہ مکرمہ میں موذن مقرر کیے گئے تھے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ کلمہ حضرت عمر نے صبح کی اذان میں اضافہ کیا ہے بلکہ حضرت عمر نے موذن پر اعتراض کیا جبکہ وہ ان کے پاس آکر کہنے لگا کہ الصلوۃ خیر من النوم تو آپ نے فرمایا اس کو صبح کی اذان میں کہا کرو یہاں اذان سے خارج میرے پاس آکر تم نے یہ کلمہ کیوں کہا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۰۳: ـ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ مُؤَذِّنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِلَالًا اَنْ يَّجْعَلَ اِصْبَعَيْهِ فِيْ اُذُنَيْهِ قَالَ اِنَّهٗ اَرْفَعُ لِصَوْتِكَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

۶۰۳- عبدالرحمٰن بن سعد بن عمار بن سعد جو کہ آنحضرت کے موذن تھے۔ فرماتے ہیں۔ مجھے میرے باپ نے اپنے باپ سے اور اس نے اپنے دادا سے روایت کیا۔ آنحضرت نے بلال کو حکم دیا۔ کہ اپنی انگلیاں (اذان کے وقت) کانوں میں داخل کرے فرمایا اس سے تمہاری اذان اونچی ہو جائے گی[1]۔ (ابن ماجہ)

---

[1] اس حدیث کو ترمذی نے ابو جُحَیفہ سے روایت کیا ہے اور حسن صحیح کہا ہے اور اہل علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے۔ اور ابو جحیفہ کا نام وہب سوائی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ فَضْلِ الْاَذَانِ وَاِجَابَۃِ الْمُؤَذِّنِ

نماز اسلام کا رکن ہے۔ اور نیک عمل اذان اس نیک کام کے لئے دعوت ہے۔ اور دعوت بھی ایسی جس میں اسلام کے بنیادی اصولوں کا اعلان ہے۔ توحید نبوت اور صفات کی منادی ہے۔ اس میں فضیلت ہونی چاہیئے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ قیامت کے دن موذنوں کی گردنیں لمبی ہوں گی۔ یہ خوبصورتی کی طرف اشارہ ہے۔ بقدر مناسب گردن کی لمبائی خوبصورتی کی دلیل ہے۔ ایک گڈریا جب اکیلا جنگل میں اذان دے کر نماز ادا کرتا ہے۔ تو اس کا آسمان پر تذکرہ فرمایا جاتا ہے۔ کہ اس نے یہ کام میرے خوف سے کیا میں نے اسے جنت میں مقام عنایت فرمایا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی۔

بعض احادیث میں ذکر ہے کہ شیطان اذان کی آواز سن کر بھاگتا ہے۔ بعض میں ہے کہ شیطان کی پیٹھ سے بدبودار ہوائیں نکلتی ہیں مقصد یہ ہے کہ شیطان توحید کی آواز اور مسلمانوں کی اجتماعی عبادت سے گھبراتا ہے۔ اسی گھبراہٹ اور اضطراب سے یہ ہوائیں نکلتی ہیں اور یہ حقیقتاً ممکن ہے کیونکہ پیدائشی طور پر جن کھاتے پیتے ہیں ان کی پیٹھ سے ہوائیں نکلنا ممکن ہے اس میں کوئی استبعاد[1] نہیں ہے (راسم)

---

[1] اسی طرح دوسرے عوارضات بھی جو انسانوں کو لاحق ہوتے ہیں جنوں میں بھی ہیں مثلاً غمی، خوشی، رونا، ہنسنا وغیرہ حدیث میں ہے کہ جب مومن آدمی نماز ادا کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہے تو شیطان واویلا کرتا ہے اور روتا ہے کہ آدم کو سجدہ کا حکم ہوا تو اس نے سجدہ کیا اور خدا تعالیٰ کی رحمت کا مستحق ہو گیا اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا تو میں نے انکار کر دیا اور مردود بارگاہ الٰہی ہو گیا۔ اسی طرح حدیث میں آیا ہے کہ شیطان اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے پھر اپنے لشکر کو روانہ کرتا ہے کہ وہ لوگوں کو گمراہ کریں پھر جب وہ واپس آتے ہیں تو ان سے پوچھتا ہے کہ تم نے کیا کیا اور تم نے کیا کیا جب وہ بتاتے ہیں کہ میں نے فلاں کام کیا میں نے فلاں کام کیا تو وہ کہتا ہے تم نے کچھ نہیں کیا۔

شیطان طلاق ہونے پر بہت خوش ہوتا ہے

پھر ایک کہتا ہے کہ میں ایک میاں بیوی کے پاس گیا اور ان میں لڑائی کروائی اور جب تک ان میں طلاق نہ ہو گئی میں نے ان کو نہ چھوڑا تو شیطان اس سے بڑا خوش ہوتا ہے اور اٹھ کر اس کو گلے لگا لیتا ہے اور کہتا ہے کہ تو نے واقعی بڑا کام کیا ہے اور تو میرا حقیقی فرزند ہے علیٰ ہذا القیاس دوسرے عوارضات بھی حدیث سے ثابت ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۶۰۴: عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۰۵: وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ اَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهٗ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّاذِيْنَ فَاِذَا قُضِيَ النِّدَاءُ اَقْبَلَ حَتّٰى اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ اَدْبَرَ حَتّٰى اِذَا قُضِيَ التَّثْوِيْبُ اَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهٖ يَقُوْلُ اُذْكُرْ كَذَا اُذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ لَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

پہلی فصل

۶۰۴۔ حضرت معاویہؓ سے مروی ہے۔ میں نے آنحضرت سے سنا کہ قیامت کے دن موذنوں کی گردنیں سب سے لمبی[1] ہوں گی۔ (مسلم)

۶۰۵۔ ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب نماز کے لیے اذان کہی جائے۔ تو شیطان بھاگ جاتا ہے۔ اور اس کی پیٹھ سے آواز نکلتی ہے۔ جب تک اذان سنتا ہے۔ جب اذان ختم ہو جائے تو آ جاتا ہے۔ جب اقامت کہی جائے تو پھر بھاگ جاتا ہے۔ جب اقامت ہو چکے تو آ جاتا ہے۔ اور انسان کے دل میں خطرات (وسوسے) ڈالتا ہے۔ کہتا ہے یہ یاد کرو۔ جو اسے یاد نہ تھا۔ یہاں تک کہ آدمی نہیں جانتا ہے کہ اس نے کس قدر نماز پڑھی[2]۔ (بخاری مسلم)

---

[1] **موذن کا مرتبہ کیا ہے؟**:۔ اس حدیث کو احمد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور اس باب میں ابوہریرہ اور ابن زبیر کی حدیثیں بھی مروی ہیں جن کو ابن حبان نے روایت کیا ہے ابوہریرہ کی حدیث کے یہ الفاظ ہیں کہ موذن لوگ قیامت کے دن اپنی لمبی گردنوں کی وجہ سے پہچانے جائیں گے یہ عمل کی جزا بالمثل ہے موذن چونکہ خدا تعالیٰ کا نام بلند کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ ان کی گردنیں بلند فرمائیں گے بشرطیکہ انہوں نے اذانیں خدا تعالیٰ سے ثواب کی امید پر کہی ہوں اور دنیاوی اجرت نہ لی ہو۔

[2] **اذان سے شیطان بھاگتا ہے**:۔ اس کو مالک، ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جتنا ہو سکے اذان میں آواز بلند کرنا چاہئے تاکہ شیطان دور سے دور چلا جائے اور مسلم کی جابر کی حدیث میں ہے کہ اتنی دور چلا جاتا ہے جتنا کہ مدینہ اور روحا کے درمیان فاصلہ ہے اور ان کا درمیانی فاصلہ چھتیس میل ہے اور یہاں تثویب سے مراد اقامت ہے جیسا کہ مسلم کی روایت میں اس کی صراحت ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۰۶:۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۶۰۷:۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهٗ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا يَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَأَرْجُوْ أَنْ أَكُوْنَ أَنَا هُوَ فَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۰۶۔ ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ موذن کی آواز کوئی جن انسان یا کوئی دوسری چیز نہیں سنتی مگر اس کے لیے قیامت کے دن شہادت دے گی۔[1] (بخاری)

۶۰۷۔ عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب تم موذن کو سنو تو اسی طرح کہو جیسے موذن کہتا ہے۔ پھر مجھ پر صلوٰۃ بھیجو۔ کیونکہ جو آدمی مجھ پر ایک دفعہ صلوٰۃ پڑھے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ صلوٰۃ بھیجے گا۔ پھر اللہ سے میرے لیے وسیلے کا سوال کرو۔ یہ جنت میں ایک مقام ہے۔ جو اللہ کے بندوں سے صرف ایک ہی آدمی کو ملے گا۔ اور مجھے امید ہے۔ وہ میں ہی ہوں جو شخص میرے لیے وسیلہ کی دعا کرے اس کے لیے شفاعت حلال ہو چکی[2] (مسلم)

---

[1] **موذن کی شہادت ہر چیز دے گی:**۔ اس حدیث کو احمد نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور اس باب میں براء بن عازب کی حدیث بھی ہے جس کو احمد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ شے سے مراد جمادات۔ حیوانات اور نباتات ہیں۔ شرعاً اور عقلاً یہ ناممکن نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں میں بھی ادراک و ہوش رکھی ہوئی ہو اور قیامت کو اللہ تعالیٰ ان کو بولنے کی اجازت اور قوت عطا فرما دیں۔ حدیث میں دلالت ہے کہ اذان میں آواز بلند سے بلند ہونا چاہئے۔

[2] **اذان کا جواب دینے کی فضیلت:**۔ اس کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے ظاہر یہ ہے کہ اگر کوئی شخص موذن کی اذان کہتا ہوا دیکھے اور اس کے کلمات نہ سن سکے دور ہونے کی وجہ سے یا بہرہ ہونے کی وجہ سے تو اس پر جواب دینا لازمی نہیں۔ حیعلتین کا جواب جمہور کے نزدیک لاحول ولاقوۃ الا باللہ ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کے بعد آرہا ہے۔ وسیلہ جنت میں ایک نہایت ہی بلند مقام ہے جس میں خدا تعالیٰ کا قرب بہت زیادہ ہوگا اذان کے جواب دینے والے اور وسیلہ کی دعا کرنے والے کے لیے اگر شفاعت حلال ہوگی تو دوسرے مجرم کہاں جائیں گے حالانکہ حدیث میں ہے کہ میری شفاعت گنہگاروں کے لیے ہوگی اور کبیرہ گناہوں کے متعلق ہوگی تو اس کا جواب یہ ہے کہ شفاعتیں بہت قسم کی ہیں بعض کے لیے شفاعت دخول جنت کے لیے ہوگی اور بعض کے لیے رفع درجات کے لیے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۰۸۔ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ فَقَالَ اَحَدُکُمْ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ثُمَّ قَالَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قَالَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ثُمَّ قَالَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ قَالَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ثُمَّ قَالَ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ثُمَّ قَالَ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ قَالَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ثُمَّ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مِنْ قَلْبِہٖ دَخَلَ الْجَنَّۃَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۶۰۹۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِیْنَ یَسْمَعُ النِّدَاءَ اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۶۰۸۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب موذن اللہ اکبر کہے۔ اور تم بھی اللہ اکبر کہو۔ جب وہ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے۔ اور تم بھی اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ کہو۔ پھر وہ اشھد ان محمدا رسول اللہ کہے۔ تم بھی اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ کہو۔ اور موذن جب حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہے اور تم سے سننے والا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ کہے (نہ نیکی کی ہمت ہے نہ برائی سے بچنے کی طاقت ہے۔ مگر اللہ کی توفیق سے۔ پھر موذن حی علی الفلاح کہے (تم سے سننے والا لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہے پھر اذان کہنے والا اللہ اکبر اللہ اکبر کہے۔ سننے والا بھی یہی کہے پھر دلی عقیدت سے موذن لا الہ الا اللہ کہے (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) وہی جنت میں داخل ہوگا۔[1] (مسلم)

۶۰۹۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص اذان کہے اور جو شخص اذان سنے۔ اور یہ دعا پڑھے۔ اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوۃ القائمۃ ات محمدن الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محمودن الذی وعدتہ اے اللہ اس کامل آواز اور قائم ہونے والی کے رب دیجئے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلہ اور انہیں مقام محمود میں بھیجئے۔ جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ مگر میری شفاعت اس کیلئے واجب ہوگی۔[2]

---

[1] اس حدیث کو نسائی اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اور حضرت عمر جیسی حدیث بخاری نے امیر معاویہ سے بھی روایت کی ہے اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ کا یہ معنی ہے کہ گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت اللہ ہی کی توفیق سے ہے اور حدیث کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔

[2] اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اور مسلم میں مقام محمود کے لفظ نہیں ہیں اور اس حدیث کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۱۰:۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُغِيْرُ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ وَكَانَ يَسْتَمِعُ الْاَذَانَ فَاِنْ سَمِعَ اَذَانًا اَمْسَكَ وَاِلَّا اَغَارَ فَسَمِعَ رَجُلًا يَقُوْلُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْفِطْرَةِ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجْتَ مِنَ النَّارِ فَنَظَرُوْا اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ رَاعِيْ مِعْزًى رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۱۱:۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا غُفِرَ لَهٗ ذَنْبُهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۱۰۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت طلوع فجر کے وقت حملہ کرتے تھے۔ اذان کی طرف کان لگاتے۔ اگر اذان کی آواز سنتے۔ تو حملہ سے رک جاتے۔ ورنہ (بستی) پر حملہ کر دیتے۔ ایک دفعہ حضرت نے سنا۔ ایک آدمی اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ رہا تھا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ یہ فطرت پر ہے۔ پھر فرمایا۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ آنحضرت نے فرمایا تم آگ سے نکل گئے۔ لوگوں نے دیکھا۔ تو وہ بکریوں کا ایک گڈریا[1] تھا۔

۶۱۱۔ سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا جو آدمی موذن کی آواز سنے اور یہ دعا پڑھے۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدًا عبدہٗ ورسولہ رضیت باللہ ربا و بمحمد رسولا و بالاسلام دینا (اس پر گواہ ہوں۔ کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا حق نہیں رکھتا ہے۔ آنحضرت اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اللہ کے رب ہونے پر خوش ہوں۔ اور آنحضرت کی رسالت اور اسلام کے دین ہونے پر خوش ہوں۔ اس سے اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے[2]۔ (مسلم)

[1] اذان امن دینے کی علامت ہے:۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے خون ماننے کا ثبوت لیا ہے اس حدیث کو احمد۔ ابو داؤد۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خون کے معاملات میں بہت زیادہ احتیاط کرنی چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف اذان سننے سے حملہ روک دیتے تھے۔ حالانکہ ممکن ہے کہ حقیقت اس کے برخلاف ہو یعنی انہوں نے اذان نمائشی طور پر کہی ہو اور وہ حقیقت میں مسلمان نہ ہوں۔ تکبیر کہنے پر فرمایا تو فطرت پر ہے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے سوا کوئی بھی تکبیر نہیں کہتا۔ یہاں فطرت سے مراد اسلام ہے۔

[2] اس حدیث کو ترمذی نسائی۔ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اسکو ترمذی اور نسائی نے صحیح اور حسن کہا ہے اس (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۶۱۲۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ کُلِّ اَذَانَیْنِ صَلٰوۃٌ بَیْنَ کُلِّ اَذَانَیْنِ صَلٰوۃٌ ثُمَّ قَالَ فِی الثَّالِثَۃِ لِمَنْ شَاءَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۶۱۳: عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاِمَامُ ضَامِنٌ وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ اَللّٰھُمَّ اَرْشِدِ الْاَئِمَّۃَ وَاغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِیْنَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالشَّافِعِیُّ وَفِیْ اُخْرٰی لَہٗ بِلَفْظِ الْمَصَابِیْحِ۔

۶۱۴: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَذَّنَ

۶۱۲۔ عبداللہ بن مُغفّلؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ دونوں اذانوں (اذان اور تکبیر) کے درمیان نماز ہے۔ دو اذانوں میں نماز ہے۔ تیسری دفعہ فرمایا جو شخص چاہے[1]۔ (بخاری مسلم)

دوسری فصل

۶۱۳۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ امام ضامن ہے[2] اور موذن امین ہے۔ اے اللہ اماموں کو ہدایت دے۔ اور موذن کو معاف فرما[3]۔ (احمد۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ شافعی اور شافعی کی دوسری روایت میں وہی الفاظ ہیں۔ جو مصابیح میں ہیں)

۶۱۴۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص ثواب کی نیت سے سات سال اذان کہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) حدیث سے معلوم ہوا کہ اذان اور تکبیر کے درمیان دعا قبول ہوتی ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ یہاں دو اذانوں سے مراد اذان اور اقامت ہے کیونکہ اقامت کو بھی اذان کہہ دیا جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ اذان اور تکبیر کے درمیان کچھ نفلی نماز پڑھنی چاہئے خواہ دو رکعت ہی ہو۔

[2] الامام ضامن کا مطلب کیا ہے:۔ اس کو ابن حبان اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ امام کو نماز اچھی طرح پڑھانی چاہئے کیونکہ وہ لوگوں کی نماز کا ذمہ دار ہے اور موذن وقت کا امانتدار ہے اسے چاہئے کہ اذان وقت پر کہے اگر وقت کو ضائع کر کے اذان کہے گا تو اس کا گناہ اس کی گردن پر ہوگا۔

[3] امام کے ضامن ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نماز کی صحت اس کے فرائض و نوافل اور سنن کی حفاظت امام کے ذمہ ہے اور بروقت اذان کہنا یہ امانت موذن کے سپرد ہے عمداً غلطی سے ان کو پرہیز کرنا چاہئے اور اگر انسانی فطرت کی بنا پر غلطی ہو جائے تو اس کے لیے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے۔ (راسم)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سَبْعَ سِنِيْنَ مُحْتَسِبًا كُتِبَ لَهٗ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۶۱۵:۔ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْجَبُ رَبُّكَ مِنْ رَاعِيْ غَنَمٍ فِيْ رَأْسِ شَظِيَّةٍ لِّلْجَبَلِ يُؤَذِّنُ بِالصَّلٰوةِ وَيُصَلِّيْ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اُنْظُرُوْا اِلٰى عَبْدِيْ هٰذَا يُؤَذِّنُ وَيُقِيْمُ الصَّلٰوةَ يَخَافُ مِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ وَاَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

۶۱۶۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ عَلٰى كُثْبَانِ الْمِسْكِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَبْدٌ اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوْلَاهُ وَرَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَهُمْ بِهٖ رَاضُوْنَ وَرَجُلٌ يُّنَادِيْ بِالصَّلَوٰتِ الْخَمْسِ كُلَّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

اس کے لئے آگ سے نجات لکھی جاتی ہے[1]۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

۶۱۵۔ عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تیرا رب گڈریے سے خوش ہوتا ہے۔ جو پہاڑ کی چوٹی پر اذان دیتا ہے اور نماز ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے اس بندے کو دیکھو۔ اذان دیتا ہے۔ نماز پڑھتا ہے مجھ سے ڈرتا ہے میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا۔ اور اسے جنت میں داخل کر دیا[2]۔ (ابوداؤد۔ نسائی)

۶۱۶۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تین آدمی قیامت کے دن کستوری کے ڈھیروں پر ہوں گے۔ (غلام جو اللہ کا بھی حق ادا کرے۔ اور اپنے آقا کا حق بھی۔ (۲) جو آدمی کسی قوم کی امامت کرائے۔ اور وہ اس پر خوش ہوں (۳) اور جو صبح شام پانچ نمازوں کے لیے اذان کہے[3]۔ (ترمذی اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔)

---

[1] اللہ اذان دینے والا جنتی ہے :۔ اس کی سند میں جابر بن یزید جعفی ضعیف ہے لیکن اس کی تائید ابن ماجہ اور حاکم میں ابن عمر کی حدیث سے ہوتی ہے کہ جو آدمی بارہ سال تک اذان کہے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے اور سات سال اور بارہ سال کے عدد کی حکمت اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانے۔

[2] نیکی سے محبت جنت کا سبب ہے :۔ اس کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور اسکے راوی ثقہ ہیں۔ پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہو کر اذان کہنا آواز کو اور زیادہ دور پہنچائے گا اور چونکہ وہاں اور آدمی تو ہے نہیں اس سے چرواہے کا شوق معلوم ہوتا ہے۔

[3] اس کی سند میں عثمان بن عمیر راوی ضعیف ہے لیکن طبرانی نے اس کو اوسط اور صغیر میں ایسی سند سے روایت کیا ہے جس میں نقص نہیں ہے۔ امام کے علم۔ تقویٰ اور پرہیزگاری پر خوش ہوں کیونکہ اس کی نماز کی درستی سے ہی ان کی نمازیں بھی درست ہوں گی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۱۷:۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤَذِّنُ یُغْفَرُ لَهٗ مَدٰی صَوْتِهٖ وَیَشْهَدُ لَهٗ كُلُّ رَطْبٍ وَّیَابِسٍ وَشَاهِدُ الصَّلٰوةِ یُكْتَبُ لَهٗ خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ صَلٰوةً وَّیُكَفَّرُ عَنْهُ مَا بَیْنَهُمَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَی النَّسَائِیُّ اِلٰی قَوْلِهٖ كُلِّ رَطْبٍ وَّیَابِسٍ وَقَالَ وَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ صَلّٰی۔

۶۱۸:۔ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اجْعَلْنِیْ اِمَامَ قَوْمِیْ قَالَ اَنْتَ اِمَامُهُمْ وَاقْتَدِ بِاَضْعَفِهِمْ وَاتَّخِذْ مُؤَذِّنًا لَا یَاْخُذُ عَلٰی اَذَانِهٖ اَجْرًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِیُّ۔

۶۱۹:۔ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

۶۱۷۔ ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے کہا موذن کے لیے اس کی آواز کے موافق بخشش کی جاتی ہے۔ اور ہر خشک اور تر چیز اس کے لیے شہادت دیتی ہے۔ اور نماز کے لیے حاضر ہونے والے کے لیے پچیس نمازوں کا اجر لکھا جاتا ہے اور دو نمازوں کے درمیان اس نے جو گناہ کئے ہوں۔ معاف کئے جاتے ہیں۔ (احمد۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ نسائی نے رطب و یابس تک روایت کیا ہے اور فرمایا۔ موذن کو نمازیوں کے برابر اجر ملتا ہےلہ۔

۶۱۸۔ عثمان بن ابی العاصؓ فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت سے عرض کیا۔ مجھے اپنی قوم کا امام مقرر فرما دیں۔ فرمایا ان کے امام ہو اور ان میں کمزور کے مطابق اقتداء کر۔ اور ایسا موذن مقرر کر جو اذان پر اجرت نہ لےلہ (احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی)

۶۱۹۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

لہ **موذن کے لیے بخشش کا وعدہ:**۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر بالفرض موذن کے اتنے گناہ ہوں کہ اس کے اذان کہنے کی جگہ سے لیکر جہاں تک اس کی اذان کی آواز پہنچتی ہے وہاں تک ساری فضا اس کے گناہوں سے بھر جائے تو بھی اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیں گے۔ جیسے چیزوں کی شہادت سے بعض لوگ ذلیل ہوں گے تو اسی طرح بعض لوگ عزت بھی پائیں گے۔

لہ **اذان پر اجرت لینا مکروہ ہے:**۔ اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور حاکم نے صحیح کہا ہے۔ خطابی نے کہا موذن کا اذان پر مزدوری لینا مکروہ ہے۔ اکثر علماء کا یہی مذہب ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ابومحذورہ کو اذان کہنے پر ایک تھیلہ دیا تھا جس میں کچھ چاندی تھی۔ علماء نے اس کی تطبیق یوں دی ہے اجرت نہ لینا مستحب ہے واجب نہیں یعنی اذان کی مزدوری لینا حرام نہیں مکروہ ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ابتداء اسلام میں اجازت تھی لیکن بعد میں اجرت لینے کی ممانعت کر دی گئی کیونکہ عثمان بن ابوالعاص کی حدیث بعد کی ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ جب ابومحذورہ کو آنحضرت نے تھیلی دی تھی اس وقت ابھی عثمان مسلمان بھی نہیں ہوئے تھے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَسَلَّمَ اَنْ اَقُوْلَ عِنْدَ اَذَانِ الْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ هٰذَا اِقْبَالُ لَيْلِكَ وَاِدْبَارُ نَهَارِكَ وَاَصْوَاتُ دُعَاتِكَ فَاغْفِرْ لِيْ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ۔

۶۲۰:۔ وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَوْ بَعْضِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ بِلَالًا اَخَذَ فِي الْاِقَامَةِ فَلَمَّا اَنْ قَالَ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا وَقَالَ فِيْ سَائِرِ الْاِقَامَةِ كَنَحْوِ حَدِيْثِ عُمَرَ فِي الْاَذَانِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ۔

۶۲۱:۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُرَدُّ الدُّعَاءُ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

۶۲۲:۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَانِ

نے سکھایا۔ کہ مغرب کی اذان کے وقت یہ دعا پڑھو۔ اللھم ھذا اقبال لیلك وادبار نھارك واصوات دعاتك فاغفر لی ۔ اے اللہ یہ تیری رات کے آنے کا وقت ہے۔ اور تیرے دن کی واپسی کا وقت اور تیرے لئے پکارنے والوں کی آوازیں سو مجھے معاف کر دے[1] (ابوداؤد۔ دعوات کبیر۔ بیہقی)

۶۲۰۔ ابوامامہؓ یا بعض صحابہ سے مروی ہے۔ فرمایا۔ بلال نے اقامت شروع کی۔ جب قد قامت الصلوۃ (بے شک نماز تیار ہے۔) کہا آنحضرت نے فرمایا۔ اقامھا اللہ وادامھا۔ اللہ اسے قائم اور دائم رکھے۔ اور باقی اقامت میں اذان کی طرح فرماتے رہے۔ جیسے حضرت عمر کی روایت میں آیا ہے[2]۔ (ابوداؤد)

۶۲۱۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا۔ اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی[3]۔ (ابوداؤد و ترمذی)

۶۲۲۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دو دعائیں

---

[1] اس حدیث کو ترمذی نے بھی دعوات میں ذکر کیا ہے اور حاکم نے مستدرک میں ایک[a] طریق سے اسے روایت کیا ہے۔ یہ دعا مغرب کی اذان کے بعد پڑھنی چاہیئے۔

[2] تکبیر (اقامت) کے کلمات کا جواب اسی طرح دینا چاہیئے جس طرح اقامت کہنے والا کہے مگر قد قامت الصلوۃ کے جواب میں اقامھا اللہ وادامھا۔ کہے اس کا معنی ہے اللہ اس کو ہمیشہ قائم و دائم رکھے۔

[3] اذان کے بعد دعا کی قبولیت:۔ اس حدیث کو احمد۔ نسائی۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے حسن کہا ہے۔ اذان اور اقامت کے درمیان دعا ضرور قبول ہوتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ آدمی قطع رحمی اور ظلم اور گناہ کرنے کی دعا نہ کرے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لَا تُرَدَّانِ اَوْ قَلَّمَا تُرَدَّانِ الدُّعَاءُ عِنْدَ النِّدَاءِ وَعِنْدَ الْبَاسِ حِيْنَ يُلْحِمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَفِىْ رِوَايَةٍ وَتَحْتَ الْمَطَرِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِىُّ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ وَتَحْتَ الْمَطَرِ۔

۶۲۳:۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْمُؤَذِّنِيْنَ يَفْضُلُوْنَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ كَمَا يَقُوْلُوْنَ فَاِذَا انْتَهَيْتَ فَسَلْ تُعْطَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۶۲۴:۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الشَّيْطَانَ اِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصَّلٰوةِ ذَهَبَ حَتّٰى يَكُوْنَ مَكَانَ الرَّوْحَاءِ قَالَ الرَّاوِىْ وَالرَّوْحَاءُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ عَلٰى سِتَّةٍ وَّثَلٰثِيْنَ مِيْلًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

رد نہیں کی جاتیں۔ یا کم رد کی جاتی ہیں۔ اذان کے وقت دعا اور لڑائی کے وقت جب دونوں لشکر مل رہے ہوں[1]۔ اور ایک روایت میں ہے۔ اور بارش کے نیچے (ابوداؤد۔ دارمی۔ لیکن دارمی نے تحت المطر کا ذکر نہیں کیا۔

۶۲۳۔ عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے۔ ایک آدمی نے کہا۔ اے اللہ کے رسول موذن ہم سے بڑھ جاتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تم بھی ویسے کہو۔ جیسے وہ کہتے ہیں۔ جب ختم کرو تو جو سوال کرو تمہیں[2] دیا جائے گا (ابوداؤد)

پہلی فصل

۶۲۴۔ جابرؓ فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت سے سنا۔ فرماتے تھے۔ شیطان جب اذان سنتا ہے۔ تو روحا تک بھاگ جاتا ہے۔ راوی نے کہا۔ روحا مدینے سے ۳۶ میل پر ہے[3]۔ (مسلم)

---

[1] بارش کے وقت دعا کی قبولیت۔ اس حدیث کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور حاکم نے روایت کر کے صحیح کہا اور مالک نے اس کو موقوفاً روایت کیا۔ ظاہر یہ ہے کہ بارش میں کھڑے ہو کر دعا کرے۔ بعض نے کہا کہ بارش ہوتے وقت کی دعا بھی قبول ہوتی ہے کیونکہ وہ رحمت اور برکت اترنے کا وقت ہے۔

[2] اس کو نسائی نے عمل الیوم واللیلہ میں روایت کیا ہے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور ابوداؤد نے اس پر سکوت کیا ہے یعنی موذن لوگ تو اجر میں ہم سے بہت بڑھ گئے تو آپ نے فرمایا تم بھی اسی طرح کہتے جاؤ جس طرح موذن کہتا ہے مگر حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کے وقت لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہو تو تم کو بھی وہی اجر مل جائے گا جو موذن کو ملے گا۔

[3] اس حدیث کا تذکرہ فصل اول میں ہو چکا ہے جہاں کہ ابوہریرہ کی حدیث پر بحث ہوئی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۲۵: وَعَنْ عَلْقَمَۃَ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ اِنِّیْ لَعِنْدَ مُعَاوِیَۃَ اِذْ اَذَّنَ مُؤَذِّنُہٗ فَقَالَ مُعَاوِیَۃُ کَمَا قَالَ مُؤَذِّنُہٗ حَتّٰی اِذَا قَالَ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ قَالَ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ فَلَمَّا قَالَ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَالَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَقَالَ بَعْدَ ذٰلِکَ مَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِکَ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

۶۲۶: وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَامَ بِلَالٌ یُّنَادِیْ فَلَمَّا سَکَتَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ مِثْلَ ھٰذَا یَقِیْنًا دَخَلَ الْجَنَّۃَ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ۔

۶۲۷: وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ یَتَشَھَّدُ قَالَ وَاَنَا وَاَنَا رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ۔

۶۲۵۔ علقمہ بن وقاص رضی فرماتے ہیں۔ میں امیر معاویہ کے پاس تھا۔ ان کے موذن نے اذان کہی۔ حضرت معاویہ بھی ایسے ہی کہتے رہے جس طرح موذن نے کہا۔ یہاں تک کہ اس نے حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح کہا حضرت معاویہ نے لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہا۔ اس کے بعد اسی طرح کہا جس طرح موذن نے کہا تھا۔ پھر فرمایا میں نے یہ آنحضرت سے سنا ہے[1] (احمد)

۶۲۶۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ ہم آنحضرت کے ساتھ تھے۔ بلال اذان کے لیے کھڑے ہوئے۔ جب وہ خاموش ہوگئے۔ تو آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص اس کی طرح یقین سے کہے گا۔ وہ جنت میں داخل ہوگا[2]۔ (نسائی)

۶۲۷۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت جب موذن کو سنتے کہ شہادت کے کلمات کہہ رہا ہے۔ فرماتے انا۔ انا۔ یعنی میں بھی شہادت دیتا ہوں[3]۔ (ابوداؤد)

---

[1] اس کو نسائی اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے اور معاویہ کی حدیث کی اصل بخاری میں بھی ہے اور مسلم نے اس کو عمر بن خطاب کی روایت سے نقل کیا ہے جو پہلی فصل میں گذر چکی ہے۔

[2] اذان کے الفاظ پر یقین رکھنے والا جنتی ہے:۔ اس کو ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اس میں موذن کے کمال فضل کا ثبوت ہے کیونکہ اس کے جواب دینے والے کو جنت کی بشارت ہے تو موذن کو تو بطریق اولیٰ جنت کی بشارت ہے۔ یہ کلمے کہے خواہ اذان میں خود کہے یا جواب میں کہے یا ویسے ہی خلوص دل سے کہے۔

[3] رسول اپنی رسالت کی خود بھی شہادت دے:۔ یعنی جب موذن اذان میں شہادتین کے کلمے کہتا تو رسول اللہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۶۲۸- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَذَّنَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَكُتِبَ لَهُ بِتَاذِيْنِهِ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ سِتُّوْنَ حَسَنَةً وَبِكُلِّ اِقَامَةٍ ثَلٰثُوْنَ حَسَنَةً۔

۶۲۹- وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا نُؤْمَرُ بِالدُّعَاءِ عِنْدَ اَذَانِ الْمَغْرِبِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيْرِ۔

۶۲۸- ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص بارہ سال اذان دے۔ اس کے لیے جنت واجب ہے اور اس کی اذان کے سبب اس کے لیے روزانہ ساٹھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور ہر اقامت کے سبب تیس[1] نیکیاں۔

۶۲۹- حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں مغرب کی اذان کے وقت ہمیں دعا کا حکم دیا جاتا[2] (دعوات کبیر بیہقی)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جیسے تو اللہ کی توحید کی شہادت دیتا ہے میں بھی دے رہا ہوں اور جیسے تو شہادت دیتا ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں میں بھی شہادت دیتا ہوں۔ امیر معاویہ کی حدیث میں گذر چکا ہے کہ آپ شہادتین کے جواب میں اسی طرح کلمے ادا فرماتے اور عائشہؓ کی حدیث میں ہے کہ آپ فرماتے میں بھی۔ شاید کبھی اس طرح کہتے ہوں اور کبھی اس طرح اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ بھی اپنی رسالت کی گواہی دینے کے مکلف تھے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] اس حدیث کا مطلب دوسری فصل میں گذر چکا ہے۔

[2] مغرب کی اذان کے بعد کی ایک دعا۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ہر اذان کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اور مغرب کی اذان کے بعد زیادہ تاکید ہے اور اس سے وہ دعا مراد ہے جو ام سلمہ کی حدیث میں دوسری فصل میں گذر چکی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابٌ فِيْهِ فَصْلَانِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۶۳۰: عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ بِلَالًا يُنَادِيْ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ قَالَ وَكَانَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ رَجُلًا اَعْمٰى لَا يُنَادِيْ حَتّٰى يُقَالَ لَهٗ اَصْبَحْتَ اَصْبَحْتَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۳۱: وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعَنَّكُمْ مِنْ سُحُوْرِكُمْ اَذَانُ بِلَالٍ وَلَا الْفَجْرُ الْمُسْتَطِيْلُ وَلٰكِنِ الْفَجْرُ الْمُسْتَطِيْرُ فِي الْاُفُقِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَلَفْظُهٗ لِلتِّرْمِذِيِّ۔

اذان کے متعلق باب

پہلی فصل

۶۳۰۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ بلال رات کو اذان کہتا ہے۔ تم کھاؤ پیو[1] یہاں تک کہ ام مکتوم اذان کہے۔ اور ابن ام مکتوم نابینا تھے۔ جب تک انہیں نہ بتلاتے کہ صبح ہوگئی۔ وہ اذان نہیں کہتے تھے۔ (بخاری مسلم)

۶۳۱۔ سمرہ بن جندب سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ سحری کے کھانے سے تمہیں نہ تو بلال کی آواز سے رکنا چاہیئے اور نہ ہی صبح کاذب کی وجہ سے بلکہ اس فجر صبح صادق کی وجہ سے جو کناروں میں پھیل جاتی ہے[2]۔ (صبح صادق) مسلم لفظ ترمذی کے ہیں)

---

[1] سحری کھانے کی اذان:۔ اس حدیث کو ترمذی۔ نسائی اور احمد نے بھی روایت کیا ہے اور مسلم کی روایت میں ہے کہ دونوں اذانوں میں اتنا ہی فاصلہ ہوتا کہ حضرت بلال اترتے اور حضرت عبداللہ بن ام مکتوم اذان کہنے کے لیے چڑھ جاتے اور امام نووی نے اس کی شرح میں کہا ہے کہ علماء کا قول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت بلال صبح صادق سے پہلے اذان کہتے اور اذان کے بعد دعا پڑھتے پھر فجر کا انتظار کرتے جب فجر قریب ہوتی تو اتر کر حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کو خبر دیتے پھر وہ وضو کرتے اور مینار پر چڑھ جاتے۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ ایک ہی مسجد میں دو موذن رکھے جا سکتے ہیں بعض شافعیہ نے کہا ہے کہ چار موذنوں سے زیادہ موذن رکھنا مکروہ ہے اور اس میں دلیل ہے کہ نابینا کو موذن رکھنا جائز ہے جبکہ اس کے ساتھ کوئی ایسا آدمی ہو جو اس کو اوقات کی اطلاع دیدے۔

[2] سحری کی انتہا کیا ہے؟:۔ اس کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ صبح کاذب میں تہجد کی نماز پڑھنا اور روزہ دار کو کھانا پینا جائز ہے اور صبح کی نماز پڑھنا منع ہے اور صبح صادق کے بعد فجر کی نماز پڑھنا جائز ہے اور تہجد کی نماز اور روزہ دار کو کھانا پینا منع ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۳۲:۔ وَعَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَ ابْنُ عَمٍّ لِّي فَقَالَ اِذَا سَافَرْتُمَا فَاَذِّنَا وَاَقِيْمَا وَلْيَؤُمَّكُمَا اَكْبَرُكُمَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۶۳۳:۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ وَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ اَحَدُكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۳۴:۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَفَلَ مِنْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ سَارَ لَيْلَةً حَتّٰى اِذَا اَدْرَكَهُ الْكَرٰى عَرَّسَ وَقَالَ لِبِلَالٍ اِكْلَاْ لَنَا اللَّيْلَ فَصَلّٰى بِلَالٌ مَا قُدِّرَ لَهٗ وَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ فَلَمَّا تَقَارَبَ الْفَجْرُ اسْتَنَدَ بِلَالٌ اِلٰى رَاحِلَتِهٖ مُوَجِّهَ الْفَجْرِ فَغَلَبَتْ بِلَالًا عَيْنَاهُ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ اِلٰى رَاحِلَتِهٖ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا بِلَالٌ وَ

۶۳۲۔ مالک بن حویرث فرماتے ہیں۔ میں اور میرا چچازاد بھائی آنحضرت کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا۔ جب تم سفر کرو۔ تو اذان اور اقامت کہو تم سے بڑا اور معمر آدمی امامت کرائے[1]۔ (بخاری مسلم)

۶۳۳۔ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ہم کو فرمایا۔ اس طرح نماز پڑھو۔ جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ جب نماز میں حاضر ہو تو تم میں سے ایک آدمی اذان کہے۔ اور تم میں سے بڑا آدمی امامت کرائے۔ (بخاری مسلم)

۶۳۴۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت جب خیبر کی لڑائی سے واپس آئے۔ تو تمام رات چلتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کو نیند آ گئی۔ آپ منزل پر اترے۔ اور حضرت بلال سے فرمایا۔ آج رات تم پہرہ دو۔ بلال جہاں تک ہو سکا نماز پڑھتے رہے۔ آنحضرت اور باقی صحابہ سو گئے۔ جب صبح قریب ہوئی۔ تو بلال رضی اللہ عنہ اپنے کجاوے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ اور آپ کا منہ فجر کی طرف تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر نیند غالب آ گئی۔ اور وہ کجاوہ سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے نہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور باقی

---

[1] دو آدمی بھی جمعہ جماعت ادا کریں:۔ مالک بن حویرث کی پہلی حدیث کو جماعت نے روایت کیا ہے اور دوسری کو بخاری نے اور مسلم میں صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ کے الفاظ نہیں ہیں۔ اذان میں بڑے کی یا زیادہ عالم کی یا بڑے قاری کی شرط نہیں ہے بلکہ اس میں آزادی ہے جو چاہے اذان کہہ دے اور مستحب ہے کہ بلند آواز اور خوش آواز آدمی اذان کہے اور دوسرے اس کا جواب دیں اور اس حدیث میں یہ بھی دلیل ہے کہ دو آدمیوں کی جماعت ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر یہی باب باندھا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا أَحَدٌ مِّنْ أَصْحَابِهٖ حَتّٰى ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَهُمْ اسْتِيْقَاظًا فَفَزِعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْ بِلَالُ فَقَالَ بِلَالٌ أَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِي أَخَذَ بِنَفْسِكَ قَالَ اقْتَادُوْا فَاقْتَادُوْا رَوَاحِلَهُمْ شَيْئًا ثُمَّ تَوَضَّأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ الصَّلٰوةَ فَصَلّٰى بِهِمُ الصُّبْحَ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ قَالَ مَنْ نَسِيَ الصَّلٰوةَ فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۳۵: وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِي قَدْ خَرَجْتُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

صحابہ یہاں تک کہ دھوپ نکل آئی آنحضرت سب سے پہلے جاگے۔ اور گھبرائے۔ اور فرمایا۔ اے بلال حضرت بلال نے فرمایا۔ مجھے بھی اس چیز نے پکڑ لیا۔ جس نے آپ پر گرفت کی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ چلو۔ لوگوں نے اپنی سواریوں کو تھوڑی دور تک چلایا۔ پھر آپ نے وضوء فرمایا اور بلال کو حکم دیا۔ انہوں نے اقامت کہی آپ نے ان کو صبح کی نماز پڑھائی۔ جب نماز ہو چکی۔ فرمایا جو شخص نماز بھول جائے اسے جب یاد آئے پڑھ لے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اقم الصلوٰۃ لذکری میری یاد کے لیے نماز قائم کرو[1] (مسلم)

۶۳۵۔ ابوقتادہؓ سے روایت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب نماز تیار ہو جائے۔ تو مت کھڑے رہو۔ یہاں تک کہ مجھے دیکھ لو کہ میں آگیا ہوں[2]۔ (بخاری مسلم)

---

[1] **فوت شدہ نماز کے لیے اذان و اقامت:**۔ اس حدیث کو ابوداؤد ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ نماز نہیں پڑھی جاگنے کے بعد اپنی سواریوں کو ہانکا پھر وضو کیا پھر حضرت بلال نے اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھائی۔ علماء نے اس کی تاویل میں اختلاف کیا ہے بعض نے کہا تاکہ سورج اچھی طرح بلند ہو جائے اور مکروہ وقت نکل جائے اس لیے کہ فوت شدہ نمازیں اوقات مکروہہ میں ادا نہیں کی جاتیں اور بعض نے کہا یہ صحیح نہیں ہے سونے والے اور بھولنے والے کی نماز فوت نہیں ہوتی بلکہ اس کا وہی وقت ہے جبکہ وہ جاگے یا یاد کرے اور پھر اسی دن کی نماز تو اوقات مکروہہ میں بھی پڑھی جاتی ہے اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ اس جگہ پر غفلت طاری ہوئی یعنی اس علاقہ پر شیطانی تصرف ہوا تو اس سے آگے جا کر نماز پڑھی۔ بظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اذان نہیں کہلوائی لیکن صاحب ہدایہ نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے لیلۃ التعریس میں اذان اور اقامت سے نماز پڑھی۔ ابن تیمیہؒ نے فوت شدہ نماز کے لیے منتقیٰ میں اذان اور اقامت کہنے کا باب باندھا ہے اور ابوداؤد کی روایت لائے ہیں جس میں اذان اور اقامت کا ذکر ہے امام شوکانی نے کہا فوت شدہ نماز میں اذان اور اقامت کہنا مستحب ہے۔ (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۶۳۶:۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَأْتُوهَا تَسْعَوْنَ وَأْتُوهَا تَمْشُونَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ يَعْمِدُ إِلَى الصَّلٰوةِ فَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ وَهٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِي۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۶۳۷:۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ عَرَّسَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً بِطَرِيقِ مَكَّةَ وَوَكَّلَ بِلَالًا أَنْ يُوقِظَهُمْ لِلصَّلٰوةِ فَرَقَدَ بِلَالٌ وَرَقَدُوا حَتَّى اسْتَيْقَظُوا وَقَدْ طَلَعَتْ عَلَيْهِمُ الشَّمْسُ فَاسْتَيْقَظَ الْقَوْمُ فَقَدْ فَزِعُوا فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْكَبُوا حَتَّى يَخْرُجُوا مِنْ ذٰلِكَ الْوَادِي وَقَالَ

۶۳۶۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب نماز کھڑی ہو جائے تو دوڑ کر مت آؤ۔ آرام سے چل کر آؤ۔ اور تسکین اور اطمینان کی پابندی کرو۔ جس قدر نماز مل جائے۔ اسے پڑھ لو اور جو فوت ہو جائے اسے پورا کر لو۔ (بخاری مسلم) مسلم کی روایت میں ہے۔ تم جب نماز کی انتظار کرتے ہو تو تم نماز ہی میں ہو۔ اس باب میں دوسری فصل نہیں ہے۔

تیسری فصل

۶۳۷۔ زید بن اسلمؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت مکہ مکرمہ کی راہ میں ایک رات اترے۔ اور بلال کے سپرد کیا۔ کہ انہیں نماز کے لیے بیدار کرے۔ بلال اور سب ساتھی سو گئے۔ جب بیدار ہوئے۔ تو سورج طلوع ہو چکا تھا لوگ گھبرائے ہوئے جاگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو سوار ہونے کا حکم دیا۔ کہ اس میدان سے نکل جائیں کیوں کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۲ؔ قد قامت الصلوۃ کہنے سے پہلے کھڑا ہونا:۔ اس حدیث کو ابن ماجہ کے سوا تمام اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ جمہور کا یہ مذہب ہے کہ مقتدی نماز کیلئے اس وقت اٹھیں جبکہ امام کو دیکھ لیں اور اس میں دلیل ہے کہ جب امام اپنے گھر میں اقامت کی آواز سن رہا ہو تو اس کے باہر نکلنے سے پہلے بھی اقامت شروع کی جاسکتی ہے اور جابر بن سمرہ کی حدیث میں ہے کہ بلال نبی صلعم کے نکلنے کے بعد اقامت کہا کرتے تھے اور تطبیق یہ ہے کہ آپ دیکھتے رہتے جب نبی صلعم حجرہ سے برآمد ہوتے اسی وقت اقامت کہہ دیتے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱ؔ نماز جتنی ملے پڑھو باقی بعد میں پڑھ لو:۔ اس حدیث کو ترمذی کے سوا جماعت نے روایت کیا ہے علماء نے لکھا ہے کہ آدمی کی بیوقوفی کی علامت یہ ہے کہ دوڑ کر نماز میں شامل ہو اگر جماعت میں شامل ہونے کی اتنی ہی خواہش ہے تو پہلے سے تیاری کر کے آئے کہ اس کی کوئی رکعت ضائع نہ ہو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ هٰذَا وَادٍ بِهِ شَيْطَانٌ فَرَكِبُوْا حَتّٰى خَرَجُوْا مِنْ ذٰلِكَ الْوَادِيْ ثُمَّ أَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّنْزِلُوْا وَأَنْ يَّتَوَضَّؤُوْا وَأَمَرَ بِلَالًا أَنْ يُّنَادِيَ لِلصَّلٰوةِ أَوْ يُقِيْمَ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ رَأٰى مِنْ فَزَعِهِمْ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ أَرْوَاحَنَا وَلَوْ شَاءَ لَرَدَّهَا إِلَيْنَا فِيْ حِيْنٍ غَيْرِ هٰذَا فَإِذَا رَقَدَ أَحَدُكُمْ عَنِ الصَّلٰوةِ أَوْ نَسِيَهَا ثُمَّ فَزِعَ إِلَيْهَا فَلْيُصَلِّهَا كَمَا كَانَ يُصَلِّيْهَا فِيْ وَقْتِهَا ثُمَّ الْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ فَقَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ أَتٰى بِلَالًا وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ فَأَضْجَعَهُ ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يُهَدِّئُهُ كَمَا يُهَدَّأُ الصَّبِيُّ حَتّٰى نَامَ ثُمَّ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا فَأَخْبَرَ بِلَالٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ الَّذِيْ أَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

رَوَاهُ مَالِكٌ مُرْسَلًا۔

اس وادی میں شیطان ہے۔ لوگ سوار ہو کر اس وادی سے نکل گئے پھر آنحضرت نے انہیں اترنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا وضوء کر لیں۔ اور بلال کو حکم دیا۔ کہ نماز کے لیے اذان یا اقامت کہیں۔ آنحضرت نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پھر آپ لوٹے اور لوگوں میں گھبراہٹ محسوس فرمائی۔ آپ نے فرمایا۔ اے لوگو۔ اللہ نے ہماری روحوں کو قبض فرمایا۔ اور اگر وہ چاہتا۔ تو کسی دوسرے وقت انہیں رد فرماتا۔ جب کوئی تم میں سے سو جائے۔ یا اسے نماز بھول جائے۔ پھر بیدار ہو تو اسی طرح اسے ادا کرے۔ جس طرح وقت میں ادا کرتا تھا۔ پھر آنحضرت نے حضرت ابوبکر کی طرف توجہ فرمائی۔ اور فرمایا۔ بلال نماز پڑھ رہے تھے۔ شیطان ان کے پاس آیا۔ انہیں لٹا دیا۔ پھر اسے تھپکی دیتا رہا۔ جس طرح بچے کو تھپکی دے کر سلایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ سو گئے۔ پھر حضرت نے بلال کو بلایا۔ بلال نے اسی طرح خبر دی جس طرح آپ نے حضرت ابوبکر کو بتلایا تھا۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا میں گواہ ہوں۔ آپ اللہ کے رسول ہیں (مالک نے مرسل روایت فرمایا)

؎ یہ حدیث فصل اول میں ابوہریرہ کی روایت سے گذر چکی ہے۔ چند مقامات میں اختلاف روایت ہے۔ زید بن اسلم کی اس حدیث میں ہے کہ ہم مکہ کے راستہ میں تھے اور ابوہریرہ کی حدیث میں ہے کہ ہم خیبر کی جنگ سے واپس) مدینہ کو آ رہے تھے "وہ مکہ کے راستہ میں تھے" یہ راوی کا وہم ہے۔ صحیح یہی ہے کہ آپ خیبر سے آ رہے تھے خیبر مدینہ منورہ سے تین منزل کے فاصلہ پر ہے ۷ھ ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دس دن سے زیادہ محاصرہ کر کے فتح کیا۔ زید بن اسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت بلال نے نماز کے لیے اذان کہی اور (ابوہریرہ کی حدیث میں ہے کہ اقامت کہی اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ اذان اور اقامت دونوں کہیں اور یہی صحیح ہے اور یہ معلوم ہے کہ عدم ذکر سے شے لازم (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۳۸:- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ مُعَلَّقَتَانِ فِیْ اَعْنَاقِ الْمُؤَذِّنِیْنَ لِلْمُسْلِمِیْنَ صِیَامُھُمْ وَصَلٰوتُھُمْ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ۔

۶۳۸-ابن عمرؓ نے فرمایا۔ دو خصلتیں موذنوں کی گردنوں میں لٹکی ہوئی ہیں۔ مسلمانوں کی نماز اور ان کے روزے۔[1] (ابن ماجہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) نہیں آتا۔ باقی حدیث کے معنی پہلی فصل میں گذر چکے ہیں۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **مؤذن کی ذمہ واری:**- ابن ماجہ کی سند میں ضعف ہے۔ لیکن اس کے کچھ شواہد ہیں جن سے اس کو تقویت پہنچتی ہے۔ بعض نے اس کو حسن بغیرہ کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ موذنوں کو ہوشیار رہنا چاہئے کہ وہ مسلمانوں کے روزہ اور نماز کے ذمہ دار ہیں۔ جب صبح کی اذان دیر سے کہی تو روزہ میں نقص ہو گیا اور اگر صبح ہونے سے پہلے اذان کہہ دے اور کوئی آدمی صبح کی نماز پڑھ لے تو اس کی نماز نہیں ہو گی اور ان دونوں چیزوں کی ذمہ واری موذن پر ہو گی اور اسی طرح اگر سورج غروب ہونے سے پہلے اذان کہہ دے گا تو روزہ دار کا روزہ فاسد ہو جائے گا اور اس کی ذمہ واری موذن پر ہو گی اور اگر دیر سے اذان کہے گا تو روزہ مکروہ ہو گا اور اس کی ذمہ واری بھی اس پر ہو گی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلٰوۃِ

مسجد اسلام کے نشانات سے ہے۔ آنحضرت جب سرحدی علاقوں کا دورہ فرماتے یا سرحدوں کی حفاظت کے لئے فوجی دستے روانہ فرماتے۔ تو جس گاؤں سے اذان کی آواز آتی یا مسجد موجود ہوتی۔ اس پر یورش نہیں فرماتے تھے حضرت فرماتے تھے۔ جہاں تم مسجد دیکھو یا اذان کی آواز سنو تو کسی کو قتل مت کرو۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جس شخص کا دل مسجد کے ساتھ وابستہ ہو اس کے لیے جنت کی شہادت دو۔ نیز فرمایا جو شخص مسجد بنائے۔ اللہ اس کے لیے جنت میں گھر بناتا ہے۔ نیز فرمایا جو شخص صبح و شام مسجد میں جائے اللہ تعالیٰ صبح شام جنت میں اس کی مہمانی فرماتے ہیں۔

عبادت اللہ کے قرب کا ذریعہ ہے۔ جو جگہ عبادت کے لیے مقرر کی جائے۔ وہ یقیناً افضل ہوگی۔ وہ بھی قرب الٰہی کا ذریعہ ہوگی۔ آنحضرت نے مساجد کو جنت کے باغوں سے تعبیر فرمایا ہے۔ فرمایا جب تم جنت کے باغوں سے گذرو۔ تو اس میں چرو۔ چرنے کا مطلب عبادت ہے۔ یعنی جب مسجد میں آؤ تو اللہ کا ذکر کرو۔

مسجد میں شور کرنا۔ بلا ضرورت دنیا کی باتیں کرنا۔ ممنوع ہے۔ سودا سلف کی باتیں گندے شعر پڑھنا منع ہے آنحضرت نے فرمایا۔ انما ھی لذکر اللہ والصلوٰۃ (یہ مساجد اللہ کے ذکر اور نماز کے لیے بنائی گئی ہیں۔)

ایک حدیث میں ہے۔ جب کوئی آدمی مسجد میں داخل ہو تو اسے دو رکعت نوافل ادا کرنے چاہئیں یہ نوافل تحیۃ المسجد ہیں۔ اس سے مسجد کا احترام بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اور عبادت اور ذکر الٰہی کی طرف رغبت بھی۔

آنحضرت نے فرمایا۔ اسلام میں ساری زمین مسجد ہے۔ ہر جگہ نماز درست ہے۔ لیکن جہاں گندگی ڈالی جائے ۱؎ قبرستان اور ۳؎ ذبح خانہ ۴؎ راستہ کے درمیان ۵؎ حمام میں ۶؎ اور جہاں اونٹ بیٹھتے ہوں ۷؎ اور بیت اللہ کی چھت پر اور عذاب کی سرزمین جہاں کوئی قوم عذاب الٰہی سے تباہ ہو جائے نماز درست نہیں۔ اس کی وجہ ظاہر ہے۔ بعض مقامات گندے ہوتے ہیں۔ نماز پاک جگہ پر ہونی چاہیئے۔ بعض جگہ خیالات منتشر ہونے کا کھٹکا ہوتا ہے بعض شرک کے مواقع ہیں مثلاً اگر قبرستان میں قبریں موجود ہوں تو قبر پرستی سے مشابہت ہوگی جو اسلام میں اسی طرح ممنوع ہے۔ جیسے بت پرستی اگر قبروں کا نشان موجود نہ ہو تو نماز درست ہے۔ کیونکہ وہ مقبرہ نہیں۔ بیت اللہ کی چھت پر نماز بیت اللہ کے احترام کے منافی ہے۔ عذاب کی سرزمین اللہ کے غضب کا مقام ہے۔

تین مسجدیں

آنحضرتؐ کا ارشاد ہے تین مسجدوں کے سوا زیارت گاہ کے طور پر اور کہیں سفر نہ کیا جائے۔ سیر و سیاحت درست ہے۔ تجارت جہاد ہجرت کے لیے سفر درست ہے لیکن اجر و ثواب کے ارادہ سے ان مساجد کے علاوہ نہ کسی قبر کی زیارت کے لیے جانا چاہیئے نہ کسی پہاڑ اور درخت کی زیارت کے لیے یہ سفر حج کے مشابہ ہے۔ یہ صرف تین مسجدوں کے لیے اجازت دی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئی ہے۔ مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصٰی۔ مسجد حرام آل اسمٰعیل کی مرکزی عبادت گاہ ہے۔ مسجد نبوی کو آنحضرتؐ کی وجہ سے مرکزیت اور شرف حاصل ہوا۔ مسجد اقصٰی انبیاء بنی اسرائیل کا مرکز ہے۔ اس کے علاوہ دوسری کوئی جگہ ایسی نہیں جسے ان مساجد کے برابر شرف اور مرکزیت حاصل ہو۔ اس لیے ان کے علاوہ تعبدی سفر کو روک دیا گیا۔ حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ اہل کفر جاہلیت کے زمانہ میں زیارت گاہوں پر برکت حاصل کرنے کے لیے جایا کرتے تھے اور اسی میں بہت سی خرابیاں ہیں اور احکام الٰہیہ کی تحریف۔ آنحضرت نے اس سے اس لیے روک دیا کہ دین کے شعائر میں خبط اور خلط واقع نہ ہو جائے اور یہی طریقے اللہ کے سوا غیر کی عبادت کا ذریعہ نہ بن جائیں شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک قبر اور کسی بزرگ کی عبادت گاہ اور طور پہاڑ وغیرہ سب اسی نہی میں داخل ہیں اھ (حجۃ اللہ البالغہ صـ۱۵۳ جلد ۱۔) یہ فضیلت ان مسجدوں کے لیے خاص ہے کیونکہ جو حیثیت ان مساجد کو حاصل ہے باقی مساجد کو حاصل نہیں۔

آداب مساجد۔ مسجد کو پاک رکھنا چاہئے نہ اس میں گندگی ڈالی جائے نہ کوڑا کرکٹ بلکہ اسے صاف کرتے رہنا چاہئے۔ مسجد میں بدبودار چیزیں نہ رکھی جائیں۔ بدبودار چیز استعمال کرنے کے بعد مسجد میں داخل ہونا ناجائز ہے۔ پیاز لہسن مولی وغیرہ جن کے استعمال سے منہ سے بو آتی ہے مسجد کے آداب کے منافی ہیں۔ حقہ کی بو ان سب چیزوں سے زیادہ ہوتی ہے اس لیے حقہ استعمال کرنے کے بعد جب تک بدبو دور نہ ہو جائے مسجد میں آنا منع ہے۔

مسجد کی آبادی عمارت کی خوبصورتی سے نہیں مسجد کی آبادی نمازیوں کی کثرت اور مسجد کو ستھرا رکھنے سے ہوتی ہے زیادہ ٹیپ ٹاپ پر زور دینا اور نماز سے گریز کرنا اچھا فعل نہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۶۳۹: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ دَعَا فِيْ نَوَاحِيْهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ حَتّٰى خَرَجَ مِنْهُ فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِيْ قُبُلِ الْكَعْبَةِ وَقَالَ هٰذِهِ الْقِبْلَةُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْهُ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ۔

۶۴۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ هُوَ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَّعُثْمَانُ اَبْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِيُّ وَبِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ فَاَغْلَقَهَا عَلَيْهِ وَمَكَثَ فِيْهَا فَسَاَلْتُ بِلَالًا حِيْنَ خَرَجَ مَاذَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ جَعَلَ عَمُوْدًا عَنْ يَّسَارِهٖ وَعَمُوْدَيْنِ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَثَلٰثَةَ اَعْمِدَةٍ وَّرَاءَهٗ وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلٰى سِتَّةِ اَعْمِدَةٍ ثُمَّ صَلّٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

پہلی فصل

۶۳۹۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ جب آنحضرت بیت اللہ میں داخل ہوئے تو اس کے تمام کناروں میں دعا فرمائی۔ اور نماز نہیں پڑھی۔ جب باہر نکلے تو دو رکعت نماز قبلہ کے سامنے پڑھی۔ اور فرمایا یہ قبلہ ہے[لہ] (بخاری مسلم نے بواسطہ ابن عباس اسامہ بن زید سے روایت کیا ہے۔)

۶۴۰۔ عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں۔ آنحضرت اسامہ بن زید اور عثمان بن طلحہ حجبی اور حضرت بلال کعبہ میں داخل ہوئے اور دروازہ بند کر دیا۔ اور اندر ٹھہرے جب حضرت باہر نکلے۔ تو میں نے حضرت بلال سے دریافت کیا۔ کہ آنحضرت نے کیا کیا۔ بلال نے کہا۔ آپ نے ایک ستون بائیں جانب کیا۔ اور دو عمود دائیں جانب کئے اور تین ستون پیٹھ کی طرف ان ایام میں بیت اللہ کے چھ ستون تھے۔ پھر آپ نے نماز پڑھی[لہ]۔ (بخاری مسلم)

[لہ] **خانہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنا**:۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خانہ کعبہ کے چھ ستون تھے لیکن آج کل تین ہیں علماء کرام کا اتفاق ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر نفل پڑھنا جائز ہے اور فرضوں میں اختلاف ہے جمہور کا مذہب یہ ہے کہ فرض پڑھنے بھی جائز ہیں لیکن امام مالک اور احمد اس کے قائل نہیں۔ بلال کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ میں نماز پڑھی ہے اور ابن عباس اور اسامہ کی حدیث میں ہے کہ آپ نے خانہ کعبہ کے اندر نماز نہیں پڑھی۔ ابن عباس تو اس وقت موجود ہی نہ تھے اور اسامہ رضؓ میں دوڑ گئے تھے اس لیے ان کو پتہ نہ چلا لیکن حضرت بلال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے لہٰذا انہی کی روایت کو ترجیح ہے اور طبرانی نے حضرت اسامہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خانہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنا نقل کیا ہے انہوں نے جب اور صحابہ سے سنا کہ آپ نے اندر نماز پڑھی ہے تو آپ نے بھی پھر یہی بیان کیا۔ (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۶۴۱ :- وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةٌ فِیْ مَسْجِدِیْ هٰذَا خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِیْمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۶۴۲ :- وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَمَسْجِدِیْ هٰذَا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۶۴۱- حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ میری اس مسجد میں نماز ہزار نماز سے بہتر ہے۔ باقی مساجد میں سے مسجد حرام کے سوا[۱] (بخاری مسلم)

۶۴۲- ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تین مساجد کے سوا زیارت کے لیے سفر نہ کیا جائے۔ مسجد حرام اور مسجد اقصٰی اور میری مسجد[۲] (بخاری مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۲؎ حدیث نمبر ۶۴۲ اور ۶۴۳ میں اختلاف ہے ابن عباس فرماتے ہیں حضرت نے بیت اللہ میں نماز نہیں پڑھی حضرت بلال فرماتے ہیں آپ نے نماز پڑھی اس میں ترجیح حضرت بلال کی روایت کو ہے کیونکہ حضرت بلال آپ کے ساتھ اندر گئے ان کو واقعہ کا صحیح علم ہے دوم حضرت ابن عباس آپ کے ساتھ اندر نہیں گئے ان کا خیال سماعی ہے سوم ابن عباس اس وقت بہت چھوٹے تھے معلوم ہوتا ہے کہ دروازہ بند کرنے کے بعد اندر اندھیرا ہو گیا اسامہ کسی دوسرے کونے کے ساتھ لگ گئے بلال خادم تھے ان کو حضرت کے ساتھ رہنا تھا ان کو توجہ لازمی تھی اس لیے ان کی روایت کو ترجیح ہوگی۔ (اسم) میرا خیال ہے کہ دو واقعات ہیں فتح مکہ میں بیت اللہ کے اندر نماز نہیں پڑھی اور حجۃ الوداع میں پڑھی

۱؎ اضافہ صرف اجر و ثواب میں ہوتا ہے۔ اداء فرائض میں نہیں :- اس حدیث کو ترمذی۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور مسلم سے یہی حدیث ابن عمر سے نقل کی ہے مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنے کا اجر ایک لاکھ نماز کے برابر ملتا ہے اور مسجد اقصٰی میں پانچ سو نمازوں کا اجر ملتا ہے اور مسجد نبوی میں ایک ہزار نماز کا زائد اجر ملتا ہے یعنی مسجد اقصٰی سے ایک ہزار درجہ زیادہ یعنی پچاس ہزار نماز کا اجر جیسا کہ ایک روایت میں اس کی صراحت بھی ہے۔ لیکن یہ اجر کے لحاظ سے ہے ورنہ نماز ایک ہی ادا ہوگی یہ نہیں کہ آدمی اس کے بعد ایک لاکھ نماز چھوڑ دینے کا مجاز ہو جائے گا اور یہ صرف نماز تک ہی محدود نہیں بلکہ وہاں ہر نیکی کا اجر اسی حساب سے بڑھے گا اور بعض علماء نے کہا ہے کہ وہاں گناہ کرنے کی سزا بھی اسی حساب سے بڑھ جاتی ہے۔

۲؎ قبروں کی طرف سفر کرنا ممنوع ہے :- اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ ان تین مسجدوں کے علاوہ کسی مقام کو متبرک سمجھ کر اس کی طرف سفر کرنا منع ہے۔ چنانچہ اصحاب سنن نے روایت کیا ہے کہ ابوہریرہ کوہ طور کی زیارت کو گئے جب ابو نضرہ غفاری کو اس کا پتہ چلا تو آپ نے ان پر شدید انکار کیا اور کہا کہ اگر مجھے پہلے پتہ چل جاتا تو تم کبھی (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۴۳:- وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِیْ عَلٰی حَوْضِیْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۶۴۴:- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْتِیْ مَسْجِدَ قُبَاءَ کُلَّ سَبْتٍ مَاشِیًا وَّرَاکِبًا وَّیُصَلِّیْ فِیْهِ رَکْعَتَیْنِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۶۴۵:- وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۴۶:- وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَنٰی لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰهُ لَهٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۶۴۳۔ ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ میرے گھر اور منبر کے درمیان جنت کے باغوں سے ایک باغ ہے میرا منبر حوض پر ہوگا۔[۱] (بخاری مسلم)

۶۴۴۔ عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت مسجد قبا میں تشریف لاتے۔ کبھی پیدل کبھی سوار ہو کر اور دو رکعت[۲] نماز پڑھتے۔ (بخاری مسلم)

۶۴۵۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ شہروں میں سے مسجدیں اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہیں۔ اور بازار بہت زیادہ ناپسند[۳] (مسلم)

۶۴۶۔ حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص اللہ کیلئے مسجد بنائے اللہ اس کے لیے جنت میں گھر بناتے ہیں۔[۴] (بخاری مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کو طور پر نہ جاتے ویسے کسی کام کے لیے کہیں جانا منع نہیں ہے مثلاً تجارت کے لیے یا علم حاصل کرنے کے لیے یا اور کسی کام کے لیے آج کل جو عرسوں اور قبروں پر سفر کر کے جاتے ہیں وہ اس حدیث کو غور سے دیکھیں۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[۱] **مسجد نبوی میں جنت کا باغیچہ:۔** علماء نے کہا ہے کہ منبر اور قبر شریف کے درمیان کا ٹکڑا قیامت کے دن اسی طرح فردوس اعلیٰ میں اٹھا لیا جائے گا اور دوسرے ٹکڑوں کی طرح یہ ٹکڑا معدوم نہیں ہوگا۔

[۲] **آنحضرت کی پہلی مسجد مسجد قبا ہے:۔** اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ قبا مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے یہی پہلی مسجد ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعمیر کیا تھا۔ اس کی فضیلت قرآن مجید میں بیان ہوئی ہے آپ انصار کے حالات کا پتہ لیتے اور حسب دستور پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے اور یہ مسجد بنی عمرو بن عوف اور مدینہ کی مسجد ہے اس میں جانا پہلی حدیث کے خلاف نہیں کیونکہ یہاں سفر نہ تھا۔

[۳] اس کو ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ مسجدیں اس لیے پیاری ہیں کہ یہاں نماز، تلاوت، درود، ذکر الٰہی ہوتا ہے (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۴۷: ـ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَدَا اِلَی الْمَسْجِدِ اَوْرَاحَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهٗ نُزُلَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا اَوْرَاحَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۶۴۸: ـ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْظَمُ النَّاسِ اَجْرًا فِی الصَّلٰوةِ اَبْعَدُهُمْ فَاَبْعَدُهُمْ مَمْشًی وَالَّذِیْ یَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ حَتّٰی یُصَلِّیَهَا مَعَ الْاِمَامِ اَعْظَمُ اَجْرًا مِّنَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ ثُمَّ یَنَامُ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۶۴۹: ـ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ خَلَتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَاَرَادَ بَنُوْ سَلِمَةَ اَنْ یَّنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمْ بَلَغَنِیْ اَنَّكُمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ قَالُوْا نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ اَرَدْنَا ذٰلِكَ فَقَالَ یَا بَنِیْ سَلِمَةَ دِیَارَكُمْ تُكْتَبْ اٰثَارُكُمْ دِیَارَكُمْ تُكْتَبْ اٰثَارُكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۴۷۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ جو شخص صبح اور شام مسجد میں جائے ہر صبح اور شام اللہ اس کی مہمانی کا سامان جنت میں تیار فرماتے ہیں[1]۔ (بخاری مسلم)

۶۴۸۔ ابوموسیٰؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جتنی دور مسافت سے انسان مسجد میں آئے اسی قدر زیادہ اجر کا مستحق ہوتا ہے۔ اور جو آدمی نماز کا انتظار کرے۔ اور امام کے ساتھ پڑھے اس کا اجر اس سے کہیں زیادہ ہے۔ کہ اکیلے پڑھ کر سو جائے[2]۔ (بخاری مسلم)

۶۴۹۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ مسجد کے قریب کچھ گھر خالی ہو گئے۔ قبیلہ بنو سلمہ نے ارادہ کیا۔ کہ مسجد کے قریب تبدیل ہو جائیں۔ آنحضرت کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا۔ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ آپ حضرات مسجد کے قریب آنا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا۔ خیال تو یہی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اے بنو سلمہ اپنے گھروں میں ٹھہرو۔ تمہارے قدم لکھے جائیں گے۔ اپنے گھروں میں قیام کیا کرو۔ تمہارے قدم شمار ہوں گے۔ تمہیں تمہارے چلنے کا اجر ملے گا (مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور بازار اس لیے برے ہیں کہ وہاں جھوٹ، بکواس، ماپ تول میں کمی بیشی، بددیانتی وغیرہ سب کچھ ہی ہوتا ہے۔

سے اس مضمون کی ایک حدیث ابن ماجہ میں جابر سے ابن حبان میں عمرو بن خطاب سے۔ ترمذی میں انس سے مروی ہے مسجد چھوٹی ہو یا بڑی بیاجر ملیگا۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] نمازی اللہ تعالیٰ کا مہمان ہوتا ہے۔ یہ حدیث احمد اور ابوداؤد میں کعب بن عجرہ سے بھی مروی ہے مطلب یہ ہے کہ مسجد خانہ خدا ہے۔ کوئی کسی کے گھر جائے تو وہ مہمان کی ضیافت کرتا ہے اسی طرح جو خدا کے گھر جاتے ہیں وہ بھی مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں۔

[2] دور کی مسجد میں بھی جانا چاہیئے۔ اس باب میں ابوہریرہ کی حدیث احمد۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ اور حاکم میں اور (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۵۰: وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَاَ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰى يَعُوْدَ اِلَيْهِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۵۱: وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِی الْجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلٰى صَلٰوتِهٖ فِیْ بَيْتِهٖ وَفِیْ سُوْقِهٖ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ ضِعْفًا وَذٰلِكَ اَنَّهٗ اِذَا تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهٗ اِلَّا الصَّلٰوةُ لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً

۶۵۰- ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ سات آدمیوں کو اللہ اپنے سایہ میں جگہ دے گا۔ جب کہ اس کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا (۱) انصاف پسند بادشاہ اور جوان آدمی جسے اللہ کی عبادت کا خیال ہے۔ (۳) جس آدمی کا دل مسجد سے وابستہ ہے جب نکلے پھر واپس آجائے وہ آدمی جو اللہ کے لیے محبت رکھتے ہیں۔ اسی پر جمع ہوتے اور اسی پر الگ ہوتے ہیں۔ اور جس آدمی نے اللہ کو خلوت میں یاد کیا۔ اور اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ (۶) اور جس آدمی کو کسی خوبصورت اور خاندانی عورت نے برائی کے لیے بلایا۔ اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ مجھے اللہ کا ڈر ہے (۷) اور جس آدمی نے پوشید صدقہ کیا۔ بائیں ہاتھ کو معلوم نہیں۔ دائیں نے کیا خرچ کیا۔[1] (بخاری مسلم)

۶۵۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ باجماعت نماز کا اجر گھر کی نماز اور بازار کی نماز سے پچیس گنا زیادہ ہوتا ہے۔ اور یہ اس طرح کہ جب انسان وضوء کرے۔ اور اچھی طرح وضوء کرے۔ اور مسجد میں صرف نماز کی نیت سے جائے وہ جو

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) جابرؓ کی مسلم میں بھی ہے اور ابن ماجہ میں انس اور ابن عباس کی حدیث کا یہی مضمون ہے۔ قرآن مجید میں بھی ہے وَ نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَ اٰثَارَهُمْ بعض علماء نے کہا ہے کہ قریب کی مسجد چھوڑ کر دور کی مسجد میں جانا افضل ہے لیکن یہ تب ہے کہ وہ مسجد ویران نہ ہو ورنہ محلہ کی مسجد کا زیادہ حق ہے ہاں اگر قریبی مسجد کا امام بدعتی ہو تو پھر دور چلا جائے۔ دور کی مسجد میں اجر اس لیے زیادہ ملتا ہے کہ دور جانے والے کو مشقت زیادہ ہوتی ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] اس حدیث کو ترمذی اور نسائی نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو کئی جگہ بیان کیا ہے اور اس مضمون کی ایک حدیث ترمذی میں ابو سعید خدری سے بھی مروی ہے اور ابن ماجہ۔ ابن خزیمہ۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی اس کو (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اِلَّا رُفِعَتْ لَہٗ بِھَا دَرَجَۃٌ وَّحُطَّ عَنْہُ بِھَا خَطِیْئَۃٌ فَاِذَا صَلّٰی لَمْ تَزَلِ الْمَلٰئِکَۃُ تُصَلِّیْ عَلَیْہِ مَا دَامَ فِیْ مُصَلَّاہُ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ وَلَا یَزَالُ اَحَدُکُمْ فِیْ صَلٰوۃٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلٰوۃَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ کَانَتِ الصَّلٰوۃُ تَحْبِسُہٗ وَزَادَ فِیْ دُعَاءِ الْمَلٰئِکَۃِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ اَللّٰھُمَّ تُبْ عَلَیْہِ مَا لَمْ یُؤْذِ فِیْہِ مَا لَمْ یُحْدِثْ فِیْہِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۶۵۲:۔ وَعَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَقُلْ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَاِذَا خَرَجَ فَلْیَقُلْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

قدم اٹھائے گا۔ اس کے عوض اس کا درجہ بلند ہوگا۔ اور گناہ معاف ہوگا۔ اور جب نماز پڑھے تو جب تک نماز کی جگہ میں بیٹھا رہے۔ فرشتے اس پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں۔ اے اللہ اس پر رحمت کر۔ اس کو معاف فرما دے۔ اور جب تک تم نماز کا انتظار کرتے ہو۔ تو تم نماز ہی میں ہوتے ہو۔ ایک روایت میں ہے۔ جب مسجد میں آئے۔ تو نماز ہی اسے روکے ہوئے ہو۔ اور فرشتوں کی دعا میں یہ لفظ زیادہ فرمائے۔ اے اللہ اسے معاف فرما۔ اے اللہ اس کی توبہ قبول فرما۔ جب تک کسی کو دکھ نہ دے۔ اور بے وضو نہ ہو۔ (بخاری مسلم)

۶۵۲۔ ابو اُسید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے اللھم افتح لی ابواب رحمتک (اے اللہ میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ اور جب نکلے تو یہ دعا پڑھے اللھم انی اسئلک من فضلک (اے اللہ میں تیرا فضل چاہتا ہوں)۔ مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے اور یہاں سائے سے مراد عرش کا سایہ ہے جیسا کہ سعید بن منصور نے سلمان فارسی سے روایت کیا ہے باقی حدیث کا مطلب بالکل واضح ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

لہ باجماعت نماز کا ستائیس گنا ثواب:۔ اس حدیث کو ابو داؤد۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس مضمون کی ایک حدیث امام مالک نے ابن عمر سے روایت کی ہے اور اسی طرح بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ نسائی نے بھی ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ جماعت کی نماز دوسری نماز پر ستائیس درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ جہری نمازوں میں ستائیس حصے اجر زیادہ ملتا ہے اور سری میں پچیس حصے۔

سلہ مسجد میں جانے اور آنے کی دعاء۔ اس کو احمد، نسائی، ابو داؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ نمازی کو چاہئے کہ مسجد جاتے وقت اور مسجد سے نکلتے وقت دعا کے ساتھ نبی صلعم پر درود اور سلام بھی پڑھے جیسا کہ ابو اسید کی ابو داؤد کی روایت میں ہے اور فاطمۃ الزہراء کی حدیث میں بسم اللہ بھی آئی ہے جس کو احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے وہ حدیث منقطع ہے (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۵۳: وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَّجْلِسَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۵۴: وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ اِلَّا نَهَارًا فِي الضُّحٰى فَاِذَا قَدِمَ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۵۵: وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَّنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ لَا رَدَّهَا اللّٰهُ عَلَيْكَ فَاِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۵۳- ابوقتادہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھے[1]۔ (بخاری مسلم)

۶۵۴- کعب بن مالکؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت سفر سے ہمیشہ دن کو چاشت کے وقت واپس آتے۔ اور سب سے پہلے مسجد میں تشریف لاتے۔ اور دو رکعت نماز پڑھتے۔ اور بیٹھ جاتے[2]۔ (بخاری مسلم)

۶۵۵- ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب تم کسی کو سنو کہ وہ کوئی گم شدہ چیز مسجد میں تلاش کر رہا ہے تو اسے کہو خدا تمہیں یہ چیز واپس نہ دے۔ مسجدیں اس کام کے لیے نہیں بنائی گئیں[3]۔ (مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کیونکہ فاطمہ بنت حسین نے حضرت فاطمۃ الزہراؓ کو نہیں پایا اور اس کی سند میں لیث بن سلیم ہے جس کے متعلق محدثین میں مشہور گفتگو ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **تحیۃ المسجد اوقات مکروہہ میں نہ پڑھے:۔** اس کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ تحیۃ المسجد کی دو رکعت سنت ہیں اور قاضی عیاض نے داؤد ظاہری اور ان کے اصحاب سے وجوب نقل کیا ہے۔ حدیث میں دلالت ہے کہ جب بھی آئے تو دو رکعت پڑھ لے خواہ اوقات مکروہہ ہوں یا نہ ہوں اور اس میں اختلاف ہے بہتر یہ ہے کہ اوقات مکروہہ میں مسجد میں نہ آئے۔

[2] اس کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ نووی نے کہا یہ نفل سفر سے آنے کے ہیں تحیۃ المسجد نہیں لیکن تحیۃ المسجد انہی دو رکعتوں میں ادا ہو جائیں گے۔

[3] **گم شدہ اشیاء مسجد میں تلاش کرنا:۔** اس حدیث کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مسجد میں اگر گم شدہ جانور یا کسی اور چیز کے متعلق پوچھا منع ہے کیونکہ اس سے لوگوں کی توجہ ذکر الٰہی سے ہٹ جائے گی اور آہستہ آہستہ باتوں کا میدان زیادہ وسیع ہوتا جائے گا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۵۶۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَکَلَ مِنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ الْمُنْتِنَۃِ فَلَا یَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَاِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ تَتَاَذّٰی مِمَّا یَتَاَذّٰی مِنْہُ الْاِنْسُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۶۵۷۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْبُزَاقُ فِی الْمَسْجِدِ خَطِیْئَۃٌ وَکَفَّارَتُھَا دَفْنُھَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۶۵۶۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص ان بدبودار سبزیوں کو استعمال کرے۔ وہ ہماری مسجدوں کے قریب نہ آئے۔ جس چیز سے انسانوں کو تکلیف پہنچے۔ فرشتے بھی اس سے ایذاء محسوس کرتے ہیں[1]۔ (بخاری مسلم)

۶۵۷۔ انس فرماتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا مسجد میں تھوکنا گناہ ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے دفن کر دے[2]۔ (بخاری مسلم)

[1] بدبو چیز کھا کر مسجد میں نہ جانا:- اس باب میں بہت سے صحابہ کرام سے احادیث مروی ہیں صحیحین میں بھی اور حدیث کی دوسری کتابوں میں بھی۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ پیاز اور لہسن کھانا جائز ہے پکا کر بھی اور کچا بھی بشرطیکہ اس کا مسجد میں جانے کا ارادہ نہ ہو۔ مسجدوں میں جانے کے وقت ان کو کچا نہ کھانا چاہئے کیونکہ ان کی بدبو سے لوگوں اور فرشتوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔ علماء نے مسجد پر قیاس کر کے جنازہ گاہ اور عید گاہ کو بھی اس میں شامل کیا ہے۔

عـــ۵ اگر چیز کسی دوسری جگہ گم ہوئی ہو تو اس کی تلاش کے لیے مسجد میں ہنگامہ کرنا منع ہے یہ بے ضرورت گفتگو ہے مساجد کا ادب اس کے منافی ہے اگر چیز مسجد ہی میں گم ہوئی ہو یا ممکن ہو کہ مسجد میں تذکرہ کرنے سے چیز مل جائے گی تو ایسی صورت میں مسجد میں یہ تذکرہ ممنوع نہیں۔ (راسخ)

[2] کیا مسجد میں تھوکنا جائز ہے؟:- اس حدیث کو ابوداؤد۔ ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مسجد میں تھوکنا گناہ ہے جبکہ اس کو دفن نہ کیا جائے اور اگر دفن کر دیا جائے تو گناہ نہیں ہے اور اسی مضمون کی ایک حدیث احمد اور طبرانی میں حسن سند سے مروی ہے اور یہی مضمون ابوذر کی حدیث میں بھی ہے جس کو ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے اور ابوہریرہؓ کی حدیث میں کچھ زائد مضمون بھی ہے اور اس باب میں انس کی حدیث شیخین نے اور جابر کی حدیث ابوداؤد میں بھی آئی ہے۔ قبلہ رخ تھوکنا بھی گناہ ہے خواہ آدمی نماز میں ہو یا نہ ہو اور پھر خواہ مسجد میں ہو یا مسجد سے باہر اور اسی طرح نمازی کو اپنے سامنے نہیں تھوکنا چاہئے کیونکہ ایک تو وہ قبلہ رخ ہوگا اور دوسرا وہ خدا تعالیٰ سے مناجات کر رہا ہے اور اللہ کی رحمت اس کے سامنے کھڑی ہے دائیں طرف نیکیاں لکھنے والا فرشتہ ہے لہٰذا اس کی عزت کی جائے۔ مسجد میں تھوکنا اس وقت ہے کہ مسجد کا فرش کچا ہو اور ریت وغیرہ ہو جیسا کہ عام طور پر عرب میں ہے اس صورت میں وہ دفن ہو جائے گی اور اگر مسجد کا فرش پختہ ہو تو ہرگز نہ تھوکے بلکہ کپڑے میں لے لے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۵۸: وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَیَّ اَعْمَالُ اُمَّتِیْ حَسَنُھَا وَسَیِّئُھَا فَوَجَدْتُّ فِیْ مَحَاسِنِ اَعْمَالِھَا الْاَذٰی یُمَاطُ عَنِ الطَّرِیْقِ وَوَجَدْتُّ فِیْ مَسَاوِیْ اَعْمَالِھَا النُّخَاعَۃَ تَکُوْنُ فِی الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۶۵۹: وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَلَا یَبْصُقْ اَمَامَہٗ فَاِنَّہٗ یُنَاجِی اللّٰہَ مَادَامَ فِیْ مُصَلَّاہُ وَلَا عَنْ یَّمِیْنِہٖ فَاِنَّ عَنْ یَّمِیْنِہٖ مَلَکًا وَّلْیَبْصُقْ عَنْ یَّسَارِہٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِہِ الْیُسْرٰی مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۶۶۰: وَعَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ مَرَضِہِ الَّذِیْ لَمْ یَقُمْ مِنْہُ لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآئِھِمْ مَسَاجِدَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

---

۶۵۸ ابوذرؓ فرماتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ مجھ پر امت کے اچھے اور برے عمل پیش کئے گئے۔ دکھ دینے والی چیز راستہ سے ہٹا دینا میں نے اس کے اچھے عملوں میں دیکھا۔ اور اس کے برے اعمال میں یہ بھی تھا کہ مسجد میں تھوک کر دفن نہ کیا جائے۔ (مسلم)

۶۵۹۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی مسجد میں کھڑا ہو تو منہ کے سامنے نہ تھوکے۔ کیونکہ وہ جب تک نماز میں ہو۔ اللہ سے باتیں کرتا ہے۔ اور دائیں طرف بھی نہ تھوکے۔ کیونکہ دائیں طرف فرشتے ہوتے ہیں۔ بائیں طرف یا پاؤں کے نیچے تھوک کر دفن کر دے ابوسعید کی روایت میں ہے بائیں قدم کے نیچے تھوکے۔ (بخاری مسلم)

۶۶۰۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ آنحضرتؐ نے اپنی آخری بیماری میں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ یہود اور نصاری پر لعنت کرے ان لوگوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں[1] بنا لیا۔ (بخاری مسلم)

---

[1] قبروں کو سجدہ گاہ بنانا حرام ہے۔ مسجدیں بنانے کا یہ مطلب ہے کہ قبر کی طرف سجدہ کیا جائے یہ حرام اور شرک ہے بعض جگہ ایسا دیکھا گیا ہے کہ مسجد اس طرح بنائی گئی کہ قبر سامنے ہے مسجد کے دروازے کھلیں تو قبر سامنے ہو یہ بھی ناجائز ہے بلکہ بعض حنابلہ تو قبرستان کی مسجد میں نماز ہی درست نہیں سمجھتے۔ (اسم)

[2] اس باب میں ابن عباس کی حدیث ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور مسلم میں بھی ہے اور اس میں اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کرے ان پر چراغ جلانے والوں پر خدا لعنت کرے۔ یہود و نصاری انبیاء اور نیک لوگوں کی (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۶۱- وَعَنْ جُنْدُبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلَا وَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوْا يَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِيَاءِهِمْ وَصَالِحِيْهِمْ مَسَاجِدَ اَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ اِنِّيْ اَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۶۶۲- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ مِّنْ صَلٰوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۶۶۳- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۶۶۱- حضرت جندبؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ یقین جانو کہ تم سے پہلے لوگ اپنے نبیوں اور نیک لوگوں کی قبروں کو مسجدیں بنا لیتے تھے۔ تم قبروں کو مسجدیں مت بنانا۔ تمہیں اس سے روکتا ہوں۔ (مسلم)

۶۶۲- ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو۔ اور انہیں قبریں مت بناؤ[1]۔ (بخاری مسلم)

دوسری فصل

۶۶۳- ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے[2]۔ (ترمذی)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) قبروں کو سجدہ کیا کرتے تھے اور یہ شرک جلی ہے اور بعض نیک لوگوں اور نبیوں کی قبروں کے پاس نماز پڑھنے کو زیادہ پسند کرتے تھے کہ اس میں دونوں چیزیں ہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور انبیاء اور صلحاء کی تعظیم اور اس میں بھی شرک کی بو پائی جاتی ہے اسی لیے علماء نے کہا ہے کہ نہ تو قبر کے سامنے نماز پڑھی جائے اور نہ اس کے پاس مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ام سلمہ اور ام حبیبہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حبشہ کے ایک گرجا گھر کا ذکر کیا جس میں تصویریں تھیں تو آپ نے فرمایا ان لوگوں کا دستور تھا کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی فوت ہو جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا دیتے اور اس میں ان کی تصویریں بناتے اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ تم قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ ان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔ مسجدیں بنانے کا مطلب یہی ہے کہ جو کام مسجد میں کرنے چاہئیں وہ ان کی قبروں پر کرتے تھے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے:**۔ گھروں کو قبریں بنانے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح قبروں میں نماز اور عبادت منع ہے اسی طرح گھروں کو بھی نماز اور عبادت سے محروم نہ رکھو بلکہ فرض نماز کے علاوہ باقی نمازیں گھر میں پڑھنا بہتر ہے ایک تو ریا کا خطرہ نہیں رہتا۔ دوسرا گھروں میں رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ فرشتے اترتے ہیں۔ شیطان بھاگتا ہے۔ اس حدیث کو ترمذی، نسائی، ابو داؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔

[2] **قبلہ کے لیے بالکل صحیح سمت ہونا ضروری نہیں:**۔ اس کو حاکم نے مستدرک میں اور ابن ماجہ نے بھی (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۶۴- وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ خَرَجْنَا وَفْدًا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْنَاهُ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ وَأَخْبَرْنَاهُ أَنَّ بِأَرْضِنَا بِيعَةً لَنَا فَاسْتَوْهَبْنَاهُ مِنْ فَضْلِ طَهُورِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وَتَمَضْمَضَ ثُمَّ صَبَّهُ لَنَا فِي إِدَاوَةٍ وَأَمَرَنَا فَقَالَ اخْرُجُوا فَإِذَا أَتَيْتُمْ أَرْضَكُمْ فَاكْسِرُوا بِيعَتَكُمْ وَانْضَحُوا مَكَانَهَا بِهٰذَا الْمَاءِ وَاتَّخِذُوهَا مَسْجِدًا قُلْنَا إِنَّ الْبَلَدَ بَعِيدٌ وَالْحَرَّ شَدِيدٌ وَالْمَاءَ يُنْشَفُ فَقَالَ مُدُّوهُ مِنَ الْمَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَزِيدُهُ إِلَّا طِيبًا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

۶۶۵- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فِي الدُّورِ وَأَنْ يُنَظَّفَ وَيُطَيَّبَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۶۶۴- طلق بن علیؓ فرماتے ہیں۔ ہم ایک وفد کی صورت میں آنحضرت کے پاس گئے ہم نے آپ سے بیعت کی اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ اور ہم نے آپ کو بتایا کہ ہمارے وطن میں ہمارا ایک گرجا ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ آپ اپنے وضوء سے بچا ہوا پانی دے دیں۔ آپ نے پانی منگایا اور وضو کیا۔ اور کلی کی۔ پھر اسے ہمارے برتن میں ڈال دیا۔ اور ہمیں جانے کی اجازت دی۔ اور فرمایا جب اپنے وطن میں پہنچو۔ تو گرجا توڑ دو۔ اور اس کی زمین پر یہ پانی بہا دو۔ اور اسے مسجد بنا لو۔ ہم نے عرض کیا۔ ہمارا شہر بہت دور ہے۔ اور موسم سخت گرم ہے۔ پانی خشک ہو جائے گا۔ فرمایا۔ اس میں اور پانی ملا لینا پانی کی طہارت میں اس سے اضافہ ہو گا[1] (نسائی)

۶۶۵- حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ آنحضرت نے گھروں میں مسجدیں بنانے کا حکم دیا۔ اور فرمایا انہیں پاک اور صاف رکھو[2] (ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) روایت کیا ہے۔ ذہبی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مدینہ منورہ والوں کو فرمایا کیونکہ ان کا قبلہ جنوب کو پڑتا ہے تو مشرق اور مغرب کے درمیان جنوب ہو گا۔ اسی طرح ہمارا قبلہ مغرب کی طرف ہے تو یہ شمال اور جنوب کے درمیان پڑے گا۔ مطلب یہ ہے کہ خاص خانہ کعبہ کی طرف نماز میں منہ کرنا چونکہ ناممکن ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس میں فراخی کر کے ساری سمت کو قبلہ بنا دیا ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] غیر مسلم کے عبادت خانوں کو مسجد بنانا:۔ ابن حبان نے اس کو اپنی صحیح میں اور طبرانی نے کبیر اور اوسط میں اس کو روایت کیا ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ غیر مسلم لوگوں کے عبادت خانوں کو گرا کر وہاں مسجد بنائی جا سکتی ہے۔ طلق بن علی کا وفد ۹ھ میں حضور کی خدمت میں پہنچا یعنی عام الوفود میں اس میں یہ بھی ہے کہ بزرگوں کے وضو کا پانی برکت کے لیے لینا جائز ہے۔

[2] محلے کی مسجد بنانا:۔ اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے مرسلاً روایت اور کہا ہے (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۶۶۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اُمِرْتُ بِتَشْیِیْدِ الْمَسَاجِدِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَتُزَخْرِفُنَّھَا کَمَا زَخْرَفَتِ الْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ۔

۶۶۷۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَۃِ اَنْ یَّتَبَاھَی النَّاسُ فِی الْمَسَاجِدِ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

۶۶۸۔ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَیَّ اُجُوْرُ اُمَّتِیْ حَتَّی الْقَذَاۃُ یُخْرِجُھَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَعُرِضَتْ عَلَیَّ ذُنُوْبُ اُمَّتِیْ فَلَمْ اَرَ ذَنْبًا اَعْظَمَ مِنْ سُوْرَۃٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ اَوْ اٰیَۃٍ اُوْتِیْھَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِیَھَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ۔

۶۶۶۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ مجھے مسجدیں چونے گچ کرنے کا حکم نہیں فرمایا گیا۔ ابن عباس فرماتے ہیں تم یہود اور نصاریٰ کی طرح مسجدوں کو خوبصورت بناؤ گے[1]۔ (ابوداؤد)

۶۶۷۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا یہ قیامت کے نشانات سے ہے۔ لوگ مسجدوں کی تعمیر میں فخر کریں گے[1]۔ (ابوداؤد۔ نسائی۔ دارمی۔ ابن ماجہ)

۶۶۸۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ مجھ پر میری امت کے اجر پیش کئے گئے۔ یہاں تک کہ مسجد سے کوڑا کرکٹ نکالنا۔ ان میں موجود تھا۔ اور امت کے گناہ بھی میرے سامنے پیش کئے گئے۔ ان میں سب سے بڑا گناہ یہ تھا۔ کہ انسان قرآن کی کوئی آیت یاد کر کے بھول جائے[2]۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کہ یہ پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ مطلب یہ ہے کہ محلہ میں ایک مسجد بنا لیا کرو کہ اس میں سب مل کر نماز پڑھ لیا کریں اور جماعت کا ثواب حاصل کر سکیں کیونکہ جامع مسجد میں جو دور ہو گی وہاں ہر ایک کا ہر طرف سے پہنچنا مشکل ہوتا ہے اور ان کو پاک رکھنا اور خوشبودار کرنا اس لیے ہے کہ لوگوں اور فرشتوں کو تکلیف نہ ہو۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] قرب قیامت کی نشانی:۔ اس کو نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ابوداؤد اور منذری نے اس پر سکوت کیا ہے ابن حبان نے کہا ہے کہ اس کے راوی صحیح ہیں حدیث میں دلالت ہے کہ مسجدوں کو صاف و سادہ رکھنا چاہیے ان کی عمارت پر زیادہ خرچ نہ کیا جائے اور ابن عباس کے قول کو جو اس حدیث کے آخر میں ہے ابن حبان نے بھی موقوفاً روایت کیا ہے معنی یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ جب عمل سے محروم ہو گئے تو مسجدیں بڑی شاندار بنانے لگے اسی طرح تم جب اخلاص اور عمل خیر سے محروم ہو جاؤ گے تو تم (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۶۹:- وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشِّرِ الْمَشَّائِيْنَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَّاَنَسٍ۔

۶۷۰:- وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَيْتُمُ الرَّجُلَ يَتَعَاهَدُ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوْا لَهٗ بِالْاِيْمَانِ فَاِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

۶۶۹- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اندھیرے میں مسجد کی طرف جانیوالوں کو قیامت کے دن پورے نور کی بشارت دو[لہ]۔ (ترمذی۔ ابوداؤد) اور ابن ماجہ نے سہل بن سعد اور حضرت انس سے روایت فرمایا۔

۶۷۰- ابوسعید خدری رضی فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ مسجد پہنچنے کی بہت فکر رکھتا ہے تو شہادت دو کہ یہ مومن ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مسجد کی آبادی کی فکر صرف مومن ہی کرتے ہیں۔ جن کا آخرت پر ایمان ہے[لکہ]۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ دارمی)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بھی شاندار مسجدیں بناؤ گے۔

سلہ اس کو ترمذی کے سوا اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کو ابن خزیمہ نے صحیح کہا ہے اور بخاری نے اس کو انس سے تعلیقاً روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مسجدیں بڑی شاندار بنائیں گے اور ان کو آباد نہیں کریں گے۔ نمازی تھوڑے سے ہوں گے اور نقش ونگار زیادہ۔

سلہ **مسجدوں کو صاف رکھنے کا ثواب**:- یہ بھی ایک نیکی ہے کہ آدمی مسجد سے ایک تنکا پکڑ کر باہر پھینک دے گویا اس نے اللہ کے گھر کو گندگی سے صاف کیا اور جس نے ایک تنکا لاکر پھینک دیا تو گویا اس نے اللہ کے گھر میں گندگی پھیلائی۔ قرآن مجید کی سورت یا آیت کو بھلا دینا کبیرہ گناہ ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے ایک نعمت دی تھی اس نے اس نعمت کی ناشکری کی۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

سلہ **مسجد کی طرف جانے کا ثواب**:- ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اس میں اسمٰعیل بن سلیمان منفرد ہے اور حاکم نے اس حدیث کو سہل سے شیخین کی شرط پر روایت کیا ہے اور اس مضمون میں ایک حدیث ابوالدرداء کی ابن حبان میں بھی ہے اور طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کی ہے۔ پورے نور کی خوشخبری یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے یَسْعٰی نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا۔ (یعنی جب مومن آدمی دنیا میں نماز کے لیے اندھیروں میں چلتے تھے تو اس کا بدلہ قیامت کو ان کو یہ ملے گا کہ ان کو پورا نور عطا ہوگا۔

سلہ **مسجد کو بارونق کرنے کا ثواب**:- ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے اور اس کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کو مستدرک میں روایت کرکے صحیح کہا ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ جو آدمی مسجد (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۷۱:- وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ لَنَا فِي الْاِخْتِصَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَصٰى وَلَا اخْتَصٰى اِنَّ خِصَاءَ اُمَّتِي الصِّيَامُ فَقَالَ ائْذَنْ لَنَا فِي السِّيَاحَةِ قَالَ اِنَّ سِيَاحَةَ اُمَّتِي الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ ائْذَنْ لَنَا فِي التَّرَهُّبِ فَقَالَ اِنَّ تَرَهُّبَ اُمَّتِي الْجُلُوْسُ فِي الْمَسَاجِدِ اِنْتِظَارَ الصَّلٰوةِ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ -

۶۷۲:- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِشٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فِي اَحْسَنِ صُوْرَةٍ قَالَ فِيْمَا يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى قُلْتُ اَنْتَ اَعْلَمُ قَالَ فَوَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَتَلَا وَكَذٰلِكَ نُرِيْ اِبْرَاهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ

۶۷۱- عثمانؓ بن مظعون فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت سے خصی ہونے[1] کی اجازت طلب فرمائی۔ آنحضرت نے فرمایا جو کسی کو خصی کرے یا خود خصی ہو۔ وہ ہم سے نہیں۔ میری امت میں روزے رکھنے سے خصی ہونے کا مقصد پورا ہو جاتا ہے میں نے عرض کیا۔ مجھے سیاحت کی اجازت فرمادیں۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا میری امت کے لیے سیاحت ہے میں نے عرض کیا۔ مجھے راہب بننے کی اجازت مرحمت فرمادیں۔ آپ نے فرمایا۔ مسجد میں بیٹھ کر انتظار میری امت کی رہبانیت ہے۔[1] (شرح السنہ)

۶۷۲- عبدالرحمٰنؓ بن عائش فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ میں نے (خواب) میں اللہ تعالیٰ کو بہترین صورت میں دیکھا پس فرمایا۔ اوپر کی جماعتیں (فرشتے) کس چیز میں بحث کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ اور آپ خوب جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا۔ مجھے اپنی چھاتی میں اس کی ٹھنڈک محسوس ہوئی جو کچھ آسمان اور زمین میں تھا۔ میں نے جان لیا۔ آپ نے یہ آیت پڑھی۔ اسی طرح دکھائی ہم نے حضرت ابراہیم السلام کو بادشاہت آسمان اور زمین

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) میں بیٹھا رہے وہاں علم حاصل کرے۔ مسجد کو پاک صاف کرے۔ جھاڑو دے تو اس کے ایمان کی شہادت دینی چاہیئے کہ وہ مومن ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ۔ انما یعمر مساجد اللہ من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر -

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] اسلام میں رہبانیت نہیں ہے :- خصی ہونے سے اس لیے روکا کہ یہ نسل کو ختم کرنا ہے اور گوشہ نشینی اس لیے منع ہے کہ اس سے دنیا کا کاروبار بالکل معطل ہو جاتا ہے اور سیاحت سے اس لیے منع فرمایا کہ یہ ایک بیکار چیز ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں مصنف نے شرح السنۃ میں اس حدیث کی جو سند بیان کی ہے اس میں گفتگو ہے البتہ جن حدیثوں میں نماز کے انتظار کی فضیلت بیان کی گئی ہے وہ اس کی مؤید ہیں اور حدیث کا مطلب بقدر ضرورت اس سے پہلی حدیث کے تحت بیان ہو چکا ہے۔ [1] خصی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قوۃ مردمی کو بالکل فنا کر دے اسکی اجازت نہیں اسلام کا مطلب یہ ہے کہ انسان قانون کے مطابق چلنے کی عادت سیکھے فطری قوت کو فنا کر دینا کوئی خوبی نہیں ضبط اور قانون الٰہی کی پابندی میں ہے (م ر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یَکُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ مُرْسَلًا وَالتِّرْمِذِیُّ نَحْوَہٗ عَنْہُ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَزَادَ فِیْہِ قَالَ یَا مُحَمَّدُ ھَلْ تَدْرِیْ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی قُلْتُ نَعَمْ فِی الْکَفَّارَاتِ وَالْکَفَّارَاتُ الْمُکْثُ فِی الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ وَالْمَشْیُ عَلَی الْاَقْدَامِ اِلَی الْجَمَاعَاتِ وَاِبْلَاغُ الْوُضُوْءِ فِی الْمَکَارِہِ وَمَنْ فَعَلَ ذٰلِکَ عَاشَ بِخَیْرٍ وَمَاتَ بِخَیْرٍ وَکَانَ مِنْ خَطِیْئَتِہٖ کَیَوْمَ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِذَا صَلَّیْتَ فَقُلِ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَتَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاکِیْنِ فَاِذَا اَرَدْتَّ بِعِبَادِکَ فِتْنَۃً فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْکَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ قَالَ وَالدَّرَجَاتُ اِفْشَاءُ السَّلَامِ وَاِطْعَامُ الطَّعَامِ وَالصَّلٰوۃُ بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ وَلَفْظُ ھٰذَا الْحَدِیْثِ کَمَا فِی الْمَصَابِیْحِ لَمْ اَجِدْ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِلَّا فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ

کی تاکہ اسے یقین آجائے۔ (دارمی مرسل) لیکن ترمذی نے اسی طرح ابن عباس معاذ بن جبل سے روایت کیا۔ اور زیادہ کہا۔ اللہ نے فرمایا۔ اے محمد تم جانتے ہو۔ اوپر کی جماعت کس بات میں جھگڑ رہی ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں کفارات میں (ایسے اعمال جن سے گناہ معاف ہوتے ہیں) اور کفارات (کیا ہیں) مسجدوں میں نماز کے لیے ٹھہرنا۔ اور جماعت کے لیے چل کر جانا۔ اور تکلیف کے وقت پوری طرح وضوء کرنا۔ اور جو ایسا کرے۔ اس کی زندگی بھی بہتر ہے۔ اور موت بھی بہتر اور گناہوں سے اسی طرح پاک ہوتا ہے۔ جیسے آج اسے ماں نے جنا۔ اور فرمایا۔ اے محمد جب تم نماز اداء کرو تو یہ دعا پڑھو اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَتَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاکِیْنِ فَاِذَا اَرَدْتَّ بِعِبَادِکَ فِتْنَۃً فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْکَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ (اے اللہ میں سوال کرتا ہوں۔ اچھے کام کرنے کا اور برے کاموں کو ترک کرنے کا اور مسکینوں سے محبت کا اور جب تو اپنے بندوں کو کسی آزمائش میں ڈالنا چاہے تو مجھے آزمائش کے بغیر اپنی طرف قبض فرمالے)۔ اور درجات یہ ہیں سلام کو عام کرنا اور کھانا کھلانا اور جب لوگ سو رہے ہوں تو رات کو نماز ادا کرنا اور حدیث کے یہ لفظ عبد الرحمن سے شرح السنۃ کے سوا مجھے کسی کتاب میں نہیں ملے[1]۔

---

[1] صفات الٰہی کو بے کیف ماننا چاہیے:۔ اس حدیث کو مصنف نے شرح السنۃ میں اپنی سند سے عبد الرحمن بن عائش سے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے اس کو روایت کر کے کہا ہے کہ معاذ کی حدیث اس سے زیادہ صحیح ہے کیونکہ عبد الرحمن بن عائش صحابی نہیں ہیں۔ تو اس صورت میں یہ حدیث مرسل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے لیے اس حدیث میں صورت اور ہاتھ کا لفظ استعمال ہوا ہے اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ ان صفات کو بلا چوں وچرا تسلیم کیا جائے نہ تو انکار کیا جائے اور نہ تاویل اور صفات کی کیفیت کو (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۷۳- وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَۃٌ کُلُّھُمْ ضَامِنٌ عَلَی اللّٰہِ رَجُلٌ خَرَجَ غَازِیًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَھُوَ ضَامِنٌ عَلَی اللّٰہِ حَتّٰی یَتَوَفَّاہُ فَیُدْخِلَہُ الْجَنَّۃَ اَوْ یَرُدَّہٗ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِیْمَۃٍ وَرَجُلٌ رَاحَ اِلَی الْمَسْجِدِ فَھُوَ ضَامِنٌ عَلَی اللّٰہِ وَرَجُلٌ دَخَلَ بَیْتَہٗ بِسَلَامٍ فَھُوَ ضَامِنٌ عَلَی اللّٰہِ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ۔

۶۷۴- وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ مِنْ بَیْتِہٖ مُتَطَھِّرًا اِلٰی صَلٰوۃٍ مَّکْتُوْبَۃٍ فَاَجْرُہٗ کَاَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ وَمَنْ خَرَجَ اِلٰی تَسْبِیْحِ الضُّحٰی لَا یُنْصِبُہٗ اِلَّا اِیَّاہُ فَاَجْرُہٗ کَاَجْرِ الْمُعْتَمِرِ وَصَلٰوۃٌ عَلٰی اَثَرِ صَلٰوۃٍ لَّا لَغْوَ بَیْنَھُمَا کِتَابٌ فِیْ عِلِّیِّیْنَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ۔

۶۷۳- ابوامامہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تین آدمیوں کے متعلق اللہ ضامن ہے۔ جو آدمی اللہ کی راہ میں غزا کے لیے نکلے۔ اللہ ضامن ہے۔ کہ اسے موت کے بعد جنت میں داخل فرمائے یا ثواب اور غنیمت سمیت اپنے گھر واپس کرے۔ (۲) اور جو آدمی مسجد کی طرف جائے۔ اللہ اس کا ضامن ہے۔ (۳) جو شخص اپنے گھر میں سلام کہہ کر داخل ہو۔ اللہ اس کی سلامتی کا ضامن ہے[1]۔ (ابوداؤد)

۶۷۴- ابوامامہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا جو شخص اپنے گھر سے وضوء کرکے فرضی نماز کے لیے نکلے اس کو اس قدر اجر ہے۔ جیسے احرام سے حج کے لیے جاتا ہے۔ جو شخص چاشت کے لیے گھر سے نکلے۔ اس کے سوا اسے کوئی مطلب نہ ہو اسے عمرہ کرنے کا اجر ملے گا۔ اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز دونوں کے درمیان لغو باتیں نہ کرے۔ یہ عمل علیین میں لکھا جاتا ہے[2]۔ (احمد ابوداؤد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اللہ تعالیٰ کے سپرد کرے کہ جس طرح اس کی ذات پاک کے لائق ہے اسی طرح اس کی صورت ہے جس طرح اس کی شان کے لائق ہے اسی طرح اس کے ہاتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بے کیف اور بے مثل ہاتھ رکھنے سے زمین و آسمان کی جو چیز سامنے آگئی یہ اس کے ہاتھ کی برکت تھی اور یہ کیفیت ہمیشہ کے لیے نہیں وہی بلکہ وقتی تھی کیونکہ اس کے بعد صدہا واقعات ایسے آئے کہ آنحضرت کو ان کا خود بخود علم نہ ہوسکا۔ باقی حدیث کا مضمون واضح ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] سلامتی کے طلبگار کا اللہ ضامن ہے:۔ اس حدیث کو بخاری، مسلم اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ان تینوں آدمیوں کے اجر کو اللہ تعالیٰ کسی حال میں بھی ضائع نہیں کرے گا۔ رجل دخل بیتہ بسلام کے دو مطلب ہوسکتے ہیں۔ ایک یہ کہ اپنے گھر والوں کو السلام علیکم کہہ کر گھر میں داخل ہو اور دوسرا یہ کہ گھر میں سلامت رہنے کی (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۷۵:۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ الْمَسَاجِدُ قِيْلَ وَمَا الرَّتْعُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔

۶۷۶:۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتَى الْمَسْجِدَ لِشَيْءٍ فَهُوَ حَظُّهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ۔

۶۷۵۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب تم جنت کے باغوں میں گذرو۔ تو ان میں چرو۔ پوچھا گیا۔ جنت کے باغ کیا ہیں۔ فرمایا مسجدیں پوچھا گیا۔ چرنے کا کیا مطلب ہے۔ فرمایا سبحان اللہ و الحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ اللہ پاک ہے۔ سب تعریف اللہ کے لیے ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اللہ سب سے بڑا ہے[۵۱]۔ (ترمذی)

۶۷۶۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جس کام کے لیے کوئی شخص مسجد میں آئے۔ (آخرت میں) اسے وہی کچھ ملے گا[۵۲]۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) نیت سے داخل ہو جائے یعنی بدعات اور فتن وغیرہ سے اپنے دین کو بچانے کے لیے لوگوں سے علیحدہ ہو جائے۔

۵۰ گھر سے وضو کر کے جانے کی فضیلت:۔ اس کی سند میں قاسم ابو عبدالرحمٰن ضعیف ہے اور طبرانی نے کبیر میں حضرت سلمان سے ایک حدیث دو سندوں سے روایت کی ہے وہ اس کی تائید کرتی ہے کہ جو شخص اپنے گھر میں اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد میں آئے تو وہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے والا ہے اور صاحب خانہ کا حق ہے کہ اپنے زائر کی عزت کرے اس کو بیہقی نے بھی صحیح سند سے موقوف روایت کیا ہے جس طرح محرم حاجی کا اجر کسی صورت میں بھی کم نہیں ہوتا اسی طرح اس کے اجر میں بھی کمی نہیں ہوتی اور ضحی کو تسبیح سے تعبیر کیا کہ جیسے ذکر اذکار فرض نہیں ہے ویسے ہی یہ نماز بھی فرض واجب نہیں ہے۔ علیین ایک دفتر ہے جس میں اعلیٰ درجہ کے مومنین کے اعمال کا اندراج ہوتا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۵۱ مسجدیں جنت کے باغ ہیں:۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے لیکن اس کی تائید ابوہریرہ اور ابو سعید کی روایت کرتی ہے جس کو مسلم نے روایت کیا ہے اور مسجدوں کو جنت کے باغ اس لیے کہا کہ انشاء اللہ مسجدوں ہی سے جنت کے باغ ملیں گے اور تسبیح۔ تحمید۔ تہلیل اور تکبیر یہ جنت کے پھل ہیں کہ انشاء اللہ وہاں انہی کی برکت سے جنت کے پھل ملیں گے۔

۵۲ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے:۔ اس کی سند میں عثمان بن ابو العاتکہ دمشقی ہے۔ یحییٰ۔ نسائی نے تو اس کو ضعیف کہا ہے امام احمد نے اس کی توثیق کی ہے اور اس کی تائید انما الاعمال بالنیات والی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مسجد میں آنے سے پہلے نیت ٹھیک کر لینی چاہئے۔ اگر نیک کام کی نیت کرے گا تو اسی کا اجر اس کو ملے گا مثلاً کوئی نماز کے لیے آیا (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۶۷۷: وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ عَنْ جَدَّتِهَا فَاطِمَةَ الْكُبْرٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ صَلَّى عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَإِذَا خَرَجَ صَلَّى عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ فَضْلِكَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِيْ رِوَايَتِهِمَا قَالَتْ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَكَذَا إِذَا خَرَجَ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ بَدَلَ صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ الْحُسَيْنِ لَمْ تُدْرِكْ فَاطِمَةَ الْكُبْرٰى.

۶۷۸: وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَنَاشُدِ الْأَشْعَارِ فِي الْمَسْجِدِ وَعَنِ الْبَيْعِ وَالْاِشْتِرَاءِ فِيْهِ وَأَنْ يَّتَحَلَّقَ النَّاسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فِي الْمَسْجِدِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

۶۷۷۔ فاطمہؓ بنت حسین حضرت فاطمۃ الکبریٰ سے روایت فرماتی ہیں۔ کہ جب آنحضرت مسجد میں تشریف لاتے تو درود شریف و سلام پڑھتے۔ اور فرماتے رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اے اللہ مجھے بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ اور جب مسجد سے نکلتے تو صلوٰۃ اور سلام کہتے اور فرماتے رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ فَضْلِكَ اے اللہ میرے گناہ معاف کر اور اپنے فضل کے دروازے مجھ پر کھول دے۔ (ترمذی۔ احمد ابن ماجہ اور ان دونوں میں مروی ہے کہ جب مسجد میں داخل ہوتے یا نکلتے فرماتے بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ میں اللہ کے نام کی برکت سے (مسجد میں آیا ہوں) اور اللہ کے رسول پر سلام ہو) یہ دعا درود اور سلام کی جگہ فرماتے (ترمذی فرماتے ہیں۔ اس کی سند متصل نہیں۔ فاطمہ بنت حسین نے حضرت فاطمہ کبریٰ کا زمانہ نہیں پایا[1]۔

۶۷۸۔ عمرؓ بن شعیبؓ اپنے باپ سے وہ ان کے دادا سے روایت فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے مسجد میں شعر پڑھنے سے منع فرمایا۔ اور اس میں خرید و فروخت کرنے سے اور جمعہ کے دن نماز سے پہلے حلقے بنا کر بیٹھنے سے[2] (ابوداؤد۔ ترمذی)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کوئی اعتکاف کی نیت سے آیا کوئی پڑھنے کے لیے آیا کوئی پڑھانے کیلئے آیا اور بعض ایسے بدبخت ہوتے ہیں جو بدنیت لیکر مسجد میں آتے ہیں مثلاً کوئی جوتا چرانے کیلئے آجائے یا کوئی ڈائری نویس آجائے یا طہارت خانوں میں مٹی کرنے آتے تو ان کو مسجد کی طرف چل کر آنے کا اجر نہیں ملے گا بلکہ الٹا گناہ ہوگا۔ (حاشیہ صفحہ ہذا) [1] اس حدیث کا مطلب ابو اسید کی حدیث کے تحت گذر چکا ہے۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۷۹:۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَيْتُمْ مَنْ يَّبِيْعُ اَوْ يَبْتَاعُ فِى الْمَسْجِدِ فَقُوْلُوْا لَا اَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ وَاِذَا رَاَيْتُمْ مَنْ يَّنْشُدُ فِيْهِ ضَالَّةً فَقُوْلُوْا لَا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔

۶۸۰:۔ وَعَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّسْتَقَادَ فِى الْمَسْجِدِ وَاَنْ يُّنْشَدَ فِيْهِ الْاَشْعَارُ وَاَنْ تُقَامَ فِيْهِ الْحُدُوْدُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ فِىْ سُنَنِهٖ وَصَاحِبُ جَامِعِ الْاُصُوْلِ فِيْهِ عَنْ حَكِيْمٍ وَفِى الْمَصَابِيْحِ عَنْ جَابِرٍ۔

۶۸۱:۔ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ يَعْنِى الْبَصَلَ وَالثُّوْمَ وَقَالَ مَنْ اَكَلَهُمَا فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا وَقَالَ اِنْ كُنْتُمْ لَا بُدَّ اٰكِلِيْهِمَا فَاَمِيْتُوْهُمَا طَبْخًا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ۔

۶۷۹۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب کسی کو مسجد میں خرید و فروخت کرتا دیکھو تو اسے کہو اللہ تیری تجارت میں فائدہ نہ کرے۔ اور جب دیکھو کہ مسجد میں کوئی گمشدہ چیز تلاش کر رہا ہے۔ تو اسے کہہ دو۔ کہ خدا کرے تجھے نہ ملے[1]۔ (ترمذی)

۶۸۰۔ حکیمؓ بن حزام فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے مسجد میں قصاص لینے اور شعر پڑھنے اور حدیں قائم کرنے سے منع فرمایا (ابوداؤد۔ جامع الاصول) حکیم بن حزام سے اور مصابیح میں جابر سے[2]۔

۶۸۱۔ معاویہؓ بن قُرّہ اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ان دو درختوں (پیاز اور تھوم) سے منع فرمایا۔ اور فرمایا جو ان دونوں کو کھائے۔ وہ ہماری مسجد کے قریب نہ جائے۔ اور اگر ان کا کھانا ضروری ہو تو پکا کر انکی بدبو کو مار دیا جائے[3]۔ (ابوداؤد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) [2] آداب مساجد کیا کیا ہیں ؟:۔ اس مضمون کی ایک حدیث بُریدہ سے مسلم، نسائی اور ابن ماجہ میں بھی ہے اور ابوہریرہ کی مسلم میں ہے۔ مسجد میں اچھے اشعار پڑھنے کی اجازت ہے اور برے اشعار پڑھنے کی ممانعت ہے۔ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ مسجد میں خرید و فروخت مکروہ ہے لیکن اگر کوئی کرے تو وہ بیع صحیح ہوگی اس کا توڑنا جائز نہیں ہے اور مسجد میں نماز سے پہلے جمعہ کے روز حلقے بنا کر بیٹھنا جمہور کے نزدیک مکروہ ہے کیونکہ اس سے صفوں میں انتشار پیدا ہوتا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] اس حدیث کو نسائی نے بھی عمل الیوم واللیلہ میں روایت کیا ہے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اور حدیث کے معنی پہلے بیان ہو چکے ہیں۔

[2] حد مسجد سے باہر لگانا چاہیے :۔ اس حدیث کو احمد۔ حاکم اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں عبداللہ بن مہاجر ضعیف ہے۔ لیکن کثرت طرق کی بنا پر حافظ ابن حجر نے اس کو تلخیص میں لاباس بہ فرمایا۔ حدیث میں دلیل ہے کہ مسجد میں حدیں قائم کرنا مثلاً زنا، شراب، چوری اور قذف کی حد لگانا حرام ہے اور اسی طرح کسی سے مسجد میں قصاص لینا مثلاً قتل کے بدلے قتل کرنا منع ہے کیونکہ مسجدیں ان کاموں (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۶۸۲:۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاَرْضُ کُلُّھَا مَسْجِدٌ اِلَّا الْمَقْبُرَۃَ وَالْحَمَّامَ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ۔

۶۸۳:۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّصَلّٰی فِیْ سَبْعَۃِ مَوَاطِنَ فِی الْمَزْبَلَۃِ وَالْمَجْزَرَۃِ وَالْمَقْبُرَۃِ وَقَارِعَۃِ الطَّرِیْقِ وَفِی الْحَمَّامِ وَفِیْ مَعَاطِنِ الْاِبِلِ وَفَوْقَ ظَھْرِ بَیْتِ اللّٰہِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

۶۸۴:۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا فِیْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَلَا تُصَلُّوْا فِیْ اَعْطَانِ الْاِبِلِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

۶۸۲۔ ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ قبرستان اور حمام کے سوا ساری زمین مسجد ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

۶۸۳۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے سات مقامات میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ (۱) لید پھینکنے کی جگہ (۲) ذبح خانہ (۳) قبرستان (۴) شاہراہ کے درمیان (۵) حمام (۶) اونٹ بیٹھنے کی جگہ (۷) بیت اللہ کی چھت پر (ترمذی۔ ابن ماجہ)

۶۸۴۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھو۔ اور اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ میں نماز مت پڑھو۔ (ترمذی)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کے لیے نہیں بنائی جاتیں۔

سلہ بدبودار چیز کھا کر مسجد میں نہ آئے:۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور ابوداؤد اور منذری نے اس پر سکوت کیا ہے یعنی یہ حدیث استدلال کے قابل ہے اور اس کی تائید جابر کی حدیث سے ہوتی ہے۔ جو پہلی فصل میں گذر چکی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی بدبودار چیز کھا پی کر مسجد میں نہیں آنا چاہیئے خواہ پیاز لہسن ہو یا حقہ سگرٹ یا اور کوئی بدبودار چیز اور یا پھر ان کی بدبو کو دور کر دیا جائے پکا کر یا کلی وغیرہ کر کے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

لہ کن جگہوں میں نماز پڑھنا منع ہے:۔ اس حدیث کے وصل اور ارسال میں اختلاف ہے۔ دار قطنی اور بیہقی نے اس کو مرسل کہا ہے۔ دوسرے فریق نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ واصل اگر ثقہ ہو تو وہ مقبول ہے بہرحال مقبرہ اور حمام دوسری تمام زمین سے مستثنیٰ ہیں قبرستان میں تو حکم یہ ہے کہ نماز منع ہے خواہ قبر کے اوپر ہو یا قبروں کے درمیان اور پھر قبرستان خواہ مسلمانوں کا ہو خواہ کافروں کا کیوں کہ اس میں کم از کم غیر اللہ کی تعظیم کا امکان تو ضرور ہے اور حمام میں اس لیے منع ہے کہ وہاں گندگی ہوتی ہے اور امام احمد بن حنبل نے عموم حدیث سے دلیل پکڑ فرمایا ہے کہ اگر حمام میں گندگی نہ بھی ہو تو بھی وہاں نماز منع ہے اور اسی طرح بیت اللہ کی چھت پر نماز پڑھنا بھی منع ہے۔ ابن عمر کی حدیث کو ابن سکن اور امام الحرمین نے صحیح کہا ہے لیکن اسکی سند میں بہرحال گفتگو ہے اگر یہ حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو یہ حدیث بھی مخصص ہوگی اس عام کی جو آپ نے فرمایا ہے کہ میرے لیے روئے زمین مسجد بنادی گئی ہے مگر یہ مذکورہ جگہیں اس سے مستثنیٰ ہیں ان میں نماز نہ پڑھنی چاہیئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۸۵ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ۔

۶۸۶ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ اِنَّ حَبْرًا مِّنَ الْيَهُوْدِ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْبِقَاعِ خَيْرٌ فَسَكَتَ عَنْهُ وَقَالَ اَسْكُتُ حَتّٰى يَجِيْئَ جِبْرِيْلُ فَسَكَتَ وَجَاءَ جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَاَلَ فَقَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلٰكِنْ اَسْاَلُ رَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ثُمَّ قَالَ جِبْرَائِيْلُ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ دَنَوْتُ مِنَ اللّٰهِ دُنُوًّا مَا دَنَوْتُ مِنْهُ قَطُّ قَالَ وَكَيْفَ كَانَ يَا جِبْرَائِيْلُ قَالَ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ حِجَابٍ مِّنْ نُّوْرٍ فَقَالَ شَرُّ الْبِقَاعِ اَسْوَاقُهَا وَخَيْرُ الْبِقَاعِ مَسَاجِدُهَا رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ عَنِ ابْنِ عُمَرَ۔

---

۶۸۵ - ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی۔ جو قبروں کی زیارت کے لیے جائیں۔ اور ان لوگوں پر جو ان پر مسجدیں بنائیں۔ اور چراغ جلائیں[1] (ابوداؤد۔ ترمذی)

۶۸۶ - ابوامامہؓ فرماتے ہیں۔ ایک یہودی عالم نے آنحضرت سے دریافت کیا۔ کونسی جگہ بہتر ہے۔ آنحضرت خاموش ہوگئے اور فرمایا جب تک جبرائیل نہ آجائے میں خاموش رہوں گا وہ خاموش ہوگیا۔ جبرائیل آگئے آنحضرت نے ان سے دریافت فرمایا جبرائیل نے کہا۔ مجھے سائل سے زیادہ علم نہیں۔ لیکن میں اللہ تعالیٰ سے دریافت کروں گا۔ جبرائیل نے کہا۔ آج اللہ تعالیٰ سے اس قدر قریب ہوا۔ جس قدر آگے کبھی نہیں گیا۔ حضرت نے فرمایا۔ جبرائیل کیسے ہوا۔ فرمایا میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان نور کے ستر ہزار پردے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ بدترین جگہ بازار ہے۔ اور بہترین جگہ مسجد ہے[2]۔ (ابن حبان)

---

[1] **عورتوں کو قبروں کی زیارت ممنوع ہے:** - اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اہل علم کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ عورتوں کا اب بھی قبروں کی زیارت کو جانا مکروہ ہے اور ایک جماعت نے کہا ہے کہ جب آنحضرت نے زیارت قبور کی اجازت فرمائی تو اس عموم میں عورتیں بھی آگئیں بہر حال اگر ان کے رونے پیٹنے اور جزع فزع کرنے کا خطرہ نہ ہو تو ان کو اجازت ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی مُثلہ شدہ لاش پر آنے سے روک دیا لیکن جب انہوں نے آنحضرت کو یقین دلا دیا کہ میں صبر سے کام لوں گی اور جزع فزع نہ کروں گی تو پھر آپ نے ان کو اجازت دیدی اور اگر ان کی بے صبری اور رونے پیٹنے کا خطرہ ہو تو ان کو قبروں پر نہ جانا چاہیے اور نہ ہی ان کو جانے کی اجازت ہونی چاہیے۔

ع - صحیح مسلک یہ ہے کہ اب بھی عورتوں کو قبروں پر جانے کی اجازت نہیں کیونکہ ان کا ایمان کمزور ہوتا ہے اور اگر دل بھی کمزور ہو تو پھر میت پر جانے کی بھی اجازت نہ ہوگی اور اگر دل کمزور نہ ہو تو پھر میت پر جانے کی اجازت ہوگی۔

(باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۶۸۷:۔عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ جَاءَ مَسْجِدِیْ هٰذَا لَمْ یَأْتِ اِلَّا لِخَیْرٍ یَتَعَلَّمُهٗ اَوْ یُعَلِّمُهٗ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَمَنْ جَاءَ لِغَیْرِ ذٰلِكَ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ یَنْظُرُ اِلٰی مَتَاعِ غَیْرِهٖ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

۶۸۸:۔وَعَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یَکُوْنُ حَدِیْثُهُمْ فِیْ مَسَاجِدِهِمْ فِیْ اَمْرِ دُنْیَاهُمْ فَلَا تُجَالِسُوْهُمْ فَلَیْسَ لِلّٰهِ فِیْهِمْ حَاجَةٌ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

دوسری فصل

۶۸۷۔ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔میں نے آنحضرت سے سنا فرماتے تھے۔جو میری اس مسجد میں آئے اور اس کا مقصد علم سیکھنے اور سکھانے کے سوا کچھ نہ ہو۔اس کا مرتبہ مجاہد فی سبیل اللہ کے برابر ہے۔اور جو اس کے سوا کسی اور کام کے لیے آئے۔وہ اس آدمی کی طرح ہے۔جو دوسرے کے سامان کو تاک رہا ہو۔(ابن ماجہ۔شعب الایمان بیہقی)

۶۸۸۔حسنؒ سے مرسل مروی ہے۔آنحضرت نے فرمایا۔لوگوں پر ایسا وقت آئے گا۔مسجد میں ان کی گفتگو دنیا ہی کے کاموں میں ہوگی۔تم ان کے پاس مت بیٹھو۔کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں سے کوئی سروکار نہیں ؎۔(شعب الایمان بیہقی)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ؎۲ حدیث وحی الٰہی ہے۔اس مضمون کی جبیر بن مطعم کی ایک حدیث احمد، بزار، ابویعلی اور حاکم میں بھی ہے۔امام نوویؒ نے مسلم کی شرح میں فرمایا ہے کہ حجاب (پردہ) عموماً اجسام کے لیے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہیں اور یہاں مراد اس کی رویت سے مانع ہے اور یہ آگ اور نور دونوں چیزیں ہیں جو بوجہ اپنی شعاعوں کے نظر کو خیرہ کر دیتی ہیں باقی حدیث کا مضمون پہلی فصل میں ابوہریرہ کی حدیث میں گذر چکا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

؎۱ بے عملی قیامت کو پشیمانی کا باعث ہوگی۔اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی اگر مسجد میں نماز پڑھنے لگے اور دوسرا بالکل چپ چاپ آکر بیٹھ جائے تو قیامت کے دن جب نمازی کو اس کا اجر ملے گا تو یہ بیٹھ رہنے والا اس کے ثواب کو اس طرح حسرت سے دیکھے گا جیسے کوئی غریب آدمی کسی دولت مند کی دولت کو حسرت کی نگاہوں سے دیکھتا ہے۔

؎۲ مسجد میں بیہودہ گوئی نہ ہونی چاہیئے۔یہ حدیث مرسل اور موصول دونوں طریقوں سے آئی ہے مطلب یہ ہے کہ مسجد میں بیہودہ گفتگو کرنی منع ہے ورنہ آنحضرت کی اکثر مجلس مسجد ہی میں ہوا کرتی تھی۔ابویعلی نے حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ آنحضرت سے مسجد میں اشعار پڑھنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا شعر بھی کلام ہے جو اچھے ہیں ان کے پڑھنے میں کوئی (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۸۹:۔ وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كُنْتُ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِيْ رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَإِذَا هُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ اذْهَبْ فَأْتِنِيْ بِهٰذَيْنِ فَجِئْتُهُ بِهِمَا فَقَالَ مِمَّنْ أَنْتُمَا أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا قَالَا مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَأَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۶۹۰:۔ وَعَنْ مَالِكٍ قَالَ بَنٰى عُمَرُ رَحَبَةً فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ تُسَمَّى الْبُطَيْحَاءَ وَقَالَ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ أَنْ يَلْغَطَ أَوْ يُنْشِدَ شِعْرًا أَوْ يَرْفَعَ صَوْتَهُ فَلْيَخْرُجْ إِلٰى هٰذِهِ الرَّحَبَةِ رَوَاهُ فِي الْمُوَطَّأِ۔

۶۹۱:۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ حَتّٰى رُئِيَ فِيْ وَجْهِهِ فَقَامَ فَحَكَّهُ بِيَدِهِ فَقَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ

۶۸۹۔ سائبؓ بن یزید فرماتے ہیں۔ میں مسجد میں سو رہا تھا۔ ایک آدمی نے کنکر مارا۔ میں نے جب دیکھا تو حضرت عمرؓ تھے۔ آپ نے فرمایا۔ جاؤ ان دو آدمیوں کو لے آؤ۔ میں ان کو آپ کے پاس لے آیا۔ حضرت عمر نے دریافت فرمایا۔ تم کون ہو تم کہاں سے آئے ہو۔ انہوں نے کہا۔ ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ فرمایا۔ اگر تمہارا قیام مدینہ میں ہوتا۔ تو میں تمہیں ضرور سزا دیتا۔ تم آنحضرت کی مسجد میں شور کر رہے ہو[۱]۔ (بخاری)

۶۹۰۔ امام مالک فرماتے ہیں۔ حضرت عمر نے مسجد کے ایک کونے میں ایک میدان بنایا۔ جسے بُطَیحا کہتے تھے۔ فرمایا جو شخص شور کرنا چاہے۔ یا شعر پڑھنا چاہے۔ یا اونچی آواز کرنا چاہے۔ وہ اس میدان کے اندر چلا جائے[۲]۔ (موطا)

۶۹۱۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے قبلہ کی طرف تھوک دیکھا۔ آپ کو سخت ناگوار گذرا۔ اس لیے ناگواری کا اثر آپکے چہرہ مبارک پر دیکھا گیا۔ آپ نے کھڑے ہو کر اسے اپنے ہاتھ سے کھرچ دیا۔ فرمایا جب تم نماز میں کھڑے ہوتے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) مضائقہ نہیں اور جو برے ہوں ان کو نہ پڑھنا چاہیے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[۱] مسجدوں میں شور کرنا منع ہے:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں یہی ہوتا تھا کہ مسجد میں سکوت ہوتا تھا نہایت خاموشی سے صحابہ بیٹھتے تھے لیکن کبھی کبھی کوئی اونچی آواز سے گفتگو بھی ہو جاتی کہ رسول اللہ صلعم بھی اس کو سن لیتے اور اس پر بھی آپ ان کو منع نہ فرماتے۔

[۲] مسجد میں عام باتیں منع ہیں:۔ ابن عبد البر نے ایک علیحدہ کتاب اس مضمون میں تصنیف کی کہ مسجد میں عام دنیاوی باتیں نہیں ہونی چاہئیں خصوصاً جبکہ لوگ نماز بھی پڑھ رہے ہوں اور اس میں انہوں نے مرسل۔ منقطع۔ معضل ہر قسم کی حدیثیں جمع کیں جن کی تعداد اکسٹھ تک پہنچتی ہے بہرحال مسجد میں بے ضرورت باتیں نہ کرنا چاہئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِي الصَّلٰوةِ فَإِنَّمَا يُنَاجِي رَبَّهٗ وَإِنَّ رَبَّهٗ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَلَا يَبْزُقَنَّ أَحَدُكُمْ قِبَلَ قِبْلَتِهٖ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهٖ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ ثُمَّ أَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهٖ فَبَصَقَ فِيهِ ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَقَالَ أَوْ يَفْعَلُ هٰكَذَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۶۹۲: وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ خَلَّادٍ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ رَجُلًا أَمَّ قَوْمًا فَبَصَقَ فِي الْقِبْلَةِ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْمِهٖ حِينَ فَرَغَ لَا يُصَلِّي لَكُمْ فَأَرَادَ بَعْدَ

ہو تو اپنے رب سے راز و نیاز کی باتیں کرتے ہو۔ اور اس کا رب اس کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے سو تم میں سے کوئی قبلہ کی طرف نہ تھوکے۔ لیکن بائیں جانب یا پاؤں کے نیچے تھوک سکتا ہے۔ پھر چادر کے ایک کونے میں تھوک کر اسے آپس میں مل دیا کرے اور فرمایا۔ یا پھر اسی طرح کر دے[1] (بخاری)

۶۹۲۔ سائب بن خلاد فرماتے ہیں۔ ایک آدمی ایک قوم کا امام تھا۔ اس نے قبلہ کی طرف تھوکا۔ اور آنحضرت دیکھ رہے تھے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے۔ تو آپ نے اس کی قوم سے کہا۔ آئندہ یہ امامت نہ کرائے[2]۔ اس کے بعد اس نے نماز پڑھانے کا ارادہ کیا

---

[1] نمازی کو قبلہ کی طرف تھوکنا منع ہے:۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ بخاری کی سند میں حمید عن انس کے الفاظ ہیں یعنی حمید کے جو تدلیس ہے عنعنہ کے ساتھ روایت کی ہے۔ جو قابل اعتبار نہیں ہوتی لیکن عبدالرحمٰن نے حمید کے انس سے سماع کی تصریح کر دی ہے جس سے تدلیس کی علت رفع ہو گئی۔ قبلہ میں تھوک دیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس دیوار پر آپ نے تھوک دیکھی جو قبلہ کی جانب تھی تو آپ کے چہرہ پر غضب کے آثار ظاہر ہوئے۔ نسائی کی روایت میں ہے کہ آپ اسقدر ناراض ہوئے کہ آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ بخاری کے ادب المفرد میں ہے کہ آپ نے تمام مسجد والوں کو ڈانٹ پلائی۔ رب سے مناجات کا مطلب یہ ہے کہ بندہ تو حقیقی معنی میں رب سے مناجات کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مناجات کا مطلب یہ ہے کہ بندہ کی اصلی توجہ تو رب کی طرف ہوتی ہے اور بائیں جانب تھوکنے کا یہ مطلب ہے کہ اگر مسجد میں نماز نہیں پڑھ رہا ہے بلکہ کسی اور جگہ میں نماز پڑھ رہا ہے تو اپنی بائیں جانب تھوک لے اور اگر مسجد میں نماز ادا کر رہا ہو تو پھر کپڑے میں تھوک کر مل دے اور کوئی صورت نہیں۔

[2] قبلہ رخ تھوکنے والا امامت کے لائق نہیں:۔ اس کو ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ابو داؤد اور منذری نے اس پر سکوت کیا ہے اور اس کا ایک شاہد عبداللہ بن عمر کی حدیث ہے جس کو طبرانی نے حسن سند سے روایت کیا ہے۔ جب وہ آدمی نماز سے فارغ ہوا تو آپ نے اتنی ناراضگی فرمائی کہ اس سے کلام کرنا بھی آپ نے گوارا نہ کیا بلکہ لوگوں کو فرمایا کہ اس کو اپنا امام نہ رکھو۔ خدا اور اس کے رسول کو تکلیف دینے کا یہ مطلب ہے کہ تو نے ایسا کام کیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول پسند نہیں کرتے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِكَ اَنْ يُصَلِّيَ لَهُمْ فَمَنَعُوْهُ فَاَخْبَرُوْهُ بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نَعَمْ وَحَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّكَ قَدْ اٰذَيْتَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ۔

۶۹۳۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ اُحْتُبِسَ عَنَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ عَنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى كِدْنَا نَتَرَاءٰى عَيْنَ الشَّمْسِ فَخَرَجَ سَرِيْعًا فَثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَجَوَّزَ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلَمَّا سَلَّمَ دَعَا بِصَوْتِهٖ فَقَالَ لَنَا عَلٰى مَصَافِّكُمْ كَمَا اَنْتُمْ ثُمَّ انْفَتَلَ اِلَيْنَا ثُمَّ قَالَ اَمَا اِنِّيْ سَاُحَدِّثُكُمْ مَا حَبَسَنِيْ عَنْكُمُ الْغَدَاةَ اِنِّيْ قُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَوَضَّأْتُ وَصَلَّيْتُ مَا قُدِّرَ لِيْ فَنَعَسْتُ فِيْ صَلٰوتِيْ حَتَّى اسْتَثْقَلْتُ فَاِذَا اَنَا بِرَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ قَالَ فِيْمَا يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى قُلْتُ لَا اَدْرِيْ قَالَهَا ثَلٰثًا قَالَ فَرَاَيْتُهٗ وَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتّٰى وَجَدْتُّ بَرْدَ اَنَامِلِهٖ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَتَجَلّٰى لِيْ كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ قَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ

ان لوگوں نے اسے روکا۔ اور آنحضرت کے فرمان کی اطلاع دی۔ اس نے آنحضرت سے دریافت کیا آنحضرت نے اثبات میں جواب دیا (اور صحابی نے کہا) میرا خیال ہے آپ نے فرمایا تم نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دی ہے۔ (ابوداؤد)

۶۹۳۔ معاذ بن جبل فرماتے ہیں آنحضرت ایک دن صبح کی نماز سے رک گئے۔ یہاں تک کہ طلوع آفتاب کے آثار نظر آنے لگے آپ جلدی سے نکلے۔ اقامت[1] کہی گئی آپ نے مختصر سی نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو بلند آواز سے فرمایا اپنی اپنی نشستگاہوں پر بیٹھے رہو۔ پھر ہماری طرف رخ کیا اور فرمایا میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ آج صبح کی نماز سے کیوں رُک گیا۔ میں رات کو اٹھا۔ میں نے وضو کیا جس قدر مقدر تھا میں نے نماز پڑھی۔ پھر میں نماز میں سوگیا۔ یہاں تک کہ میرا جسم بوجھل ہوگیا۔ اچانک حق تعالیٰ وہاں بہترین صورت میں موجود تھے۔ اللہ نے فرمایا اے محمد میں نے عرض کیا میں حاضر ہوں فرمایا اوپر کے لوگ کیا گفتگو کر رہے ہیں میں نے عرض کیا مجھے معلوم نہیں تین دفعہ یہی فرمایا حضرت نے فرمایا میں نے دیکھا کہ حق تعالیٰ نے اپنا مبارک ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنی چھاتی میں محسوس کی میرے سامنے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی پھر فرمایا اے محمد میں نے عرض کیا اے میرے رب میں حاضر ہوں فرمایا فرشتے

---

[1] اقامت اصلی تثویب ہے۔ دوسری فصل میں عبدالرحمٰن بن عائش کی حدیث کے تحت معاذ بن جبل کی حدیث کا تذکرہ ہوچکا ہے اور یہ صحیح حدیث دلالت کرتی ہے کہ یہ واقعہ خواب کا تھا۔ بیداری کا نہ تھا جیسا کہ بعض لوگوں نے خیال کیا ہے اور (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْأَعْلٰى قُلْتُ فِي الْكَفَّارَاتِ قَالَ وَمَا هُنَّ قُلْتُ مَشْيُ الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ وَالْجُلُوسُ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَإِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ حِيْنَ الْكَرِيْهَاتِ قَالَ ثُمَّ فِيْمَ قُلْتُ فِي الدَّرَجَاتِ قَالَ وَمَا هُنَّ قُلْتُ إِطْعَامُ الطَّعَامِ وَلِيْنُ الْكَلَامِ وَالصَّلٰوةُ وَالنَّاسُ نِيَامٌ قَالَ سَلْ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي وَإِذَا أَرَدْتَّ فِتْنَةً فِي قَوْمٍ فَتَوَفَّنِي غَيْرَ مَفْتُوْنٍ وَأَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُّقَرِّبُنِي إِلٰى حُبِّكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا حَقٌّ فَادْرُسُوْهَا ثُمَّ تَعَلَّمُوْهَا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمٰعِيْلَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

کس معاملہ میں گفتگو کر رہے ہیں میں نے عرض کیا کفارات میں (جو عمل گناہ کو مٹا دیتے ہیں) حق تعالیٰ نے فرمایا وہ کیا ہیں۔ میں نے عرض کیا مسجدوں کی طرف پیدل جانا اور نماز کے بعد مسجدوں میں بیٹھنا۔ اور تکلیف کے وقتوں میں پوری طرح وضوء کرنا فرمایا پھر فرمایا کس چیز میں گفتگو کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا درجات میں فرمایا وہ کیا ہیں میں نے عرض کیا (۱) کھانا کھلانا (۲) اور نرمی سے گفتگو کرنا (۳) اور رات کو نماز پڑھنا۔ جب لوگ سو رہے ہوں۔ فرمایا حق تعالیٰ نے آپ کچھ مانگ لیں میں نے عرض کیا۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي وَإِذَا أَرَدْتَّ فِتْنَةً فِي قَوْمٍ فَتَوَفَّنِي غَيْرَ مَفْتُوْنٍ وَأَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُّقَرِّبُنِي إِلٰى حُبِّكَ اے اللہ میں توفیق چاہتا ہوں آپ سے نیک کام کرنے کی برے کاموں سے بچنے کی مسکینوں سے محبت کی۔ اور آپ مجھے بخش دیں اور مجھ پر رحم فرمائیں اور جب آپ کسی کو آزمانا چاہیں تو مجھے آزمائش کے بغیر موت دیدے۔ اے اللہ میں تیری محبت چاہتا ہوں اور ان لوگوں کی محبت جو تجھ سے محبت کریں اور ایسے اعمال سے محبت جو مجھے تیری محبت کے قریب کر دیں۔ آنحضرت نے فرمایا یہ صحیح ہے اسے یاد کرو اور پڑھاؤ (احمد ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور میں نے محمد بن اسمٰعیل (امام بخاری) سے دریافت کیا انہوں نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) تثویب کا معنی اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ اقامت کا نام تثویب ہے اور وہ جو اذان سے پہلے درود پڑھتے ہیں وہ تثویب نہیں۔

سلہ یہ جوہر چیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہوئی تھی یہ وقتی تھی۔ جب خداوند تعالیٰ نے اپنا بے کیف ہاتھ اٹھا لیا تو وہ کیفیت بھی نہ رہی اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے بعد بھی بہت سے واقعات ایسے ظہور پذیر ہوئے جن میں آنحضرت کو اس کا انجام معلوم نہ ہو سکا ان میں سے بعض کی تصریح قرآن مجید میں ہے اور بعض کی حدیث شریف میں اگر یہ چیز ہمیشہ رہتی تو ہرگز ایسا نہ ہوتا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۹۴۔ وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ قَالَ فَإِذَا قَالَ ذٰلِكَ قَالَ الشَّيْطَانُ حُفِظَ مِنِّيْ سَائِرَ الْيَوْمِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ۔

۶۹۵۔ وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِيْ وَثَنًا يُعْبَدُ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَاءِهِمْ مَسَاجِدَ رَوَاهُ مَالِكٌ مُرْسَلًا۔

۶۹۴۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص نے فرمایا آنحضرت جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے اعوذ باللہ العظیم وبوجہہ الکریم وسلطانہ القدیم من الشیطن الرجیم (میں اللہ کی عظمت سے پناہ لیتا ہوں اور اس کی ذات کی کرامت سے پناہ چاہتا ہوں اس کی قدیم سلطنت سے پناہ لیتا ہوں شیطان مردود سے) آنحضرت نے فرمایا جب یہ دعا کہے تو شیطان کہتا ہے دن کا باقی حصہ مجھ سے محفوظ رہا[1] (ابوداؤد)

۶۹۵۔ عطا بن یسار فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا کہ لوگ اسے پوجیں۔ ان لوگوں پر اللہ کا بہت غضب ہوا جن لوگوں نے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنایا[2] (مالک مرسل)

---

[1] ابوداؤد اور منذری نے اس پر سکوت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث احتجاج اور استدلال کے قابل ہے اور اس حدیث کو جامع صغیر کے شارح نے حسن کہا ہے اور مسجد میں داخل ہونے اور مسجد سے نکلنے کی دعا پہلے ذکر ہو چکی ہے۔ اس دعا کے ساتھ اس دعا کو بھی شامل کر لینا چاہیے اور حاکم نے مستدرک میں شروط شیخین پر یہ الفاظ بھی روایت کئے ہیں کہ جب تو مسجد میں داخل ہو تو کہو السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔ اور تمام دن کا مطلب یہ ہے کہ باقی دن اور اس پر رات کو بھی قیاس کر لینا چاہیے اور یا پھر یوم سے مطلق وقت مراد لیا جاوے۔

[2] ابن عبدالبر نے کہا کہ اس میں تو کسی کا اختلاف نہیں کہ امام مالک نے اس کو مرسل روایت کیا ہے۔ لیکن بزار نے اس کو ابوسعید خدری سے مسند روایت کیا ہے۔ اور اس باب میں ابوہریرہ کی ایک حدیث احمد اور ابو یعلی میں بھی ہے۔ حضور نے دعا مانگی کہ یا الٰہی میری قبر بھی میرے بعد بت نہ بن جائے۔ جس کی لوگ پوجا کرنے لگیں۔ یعنی جیسے اور شرک کے اڈے بنے ہوئے ہیں کہ لوگ وہاں میلے لگاتے ہیں۔ عرس کرتے ہیں منتیں مانتے ہیں چڑھاوے چڑھاتے ہیں سجدے کرتے ہیں اور دعائیں مانگتے ہیں۔ ایسا میری قبر کو نہ بنانا آنحضرت نے یہ دعا اپنی امت پر شفقت کے سبب سے فرمائی اور پھر اس کی وجہ بھی بیان کردی کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے نبیوں کی قبروں پر ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ کا غضب ان پر نازل ہوا خدا تعالیٰ نے آنحضرتؐ کی دعا کو قبول فرمایا کہ آپ کی قبر مبارک پر آج تک سجدہ نہیں ہوا نہ چڑھاوے نہیں چڑھے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا انتظام فرمایا کہ ہر زمانہ کی حکومت کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ آپ کی قبر مبارک پر سجدہ نہ ہو۔ آپ کی قبر مبارک پر ہمیشہ پولیس کا پہرہ رکھا جو لوگوں کو سجدہ سے روکتی رہی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۶۹۶:۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ الصَّلٰوةَ فِي حِيْطَانٍ قَالَ بَعْضُ رُوَاتِهٖ يَعْنِي الْبَسَاتِيْنَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ قَدْ ضَعَّفَهٗ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَغَيْرُهٗ۔

۶۹۷:۔ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهٖ بِصَلٰوةٍ وَصَلٰوتُهٗ فِي مَسْجِدِ الْقَبَائِلِ بِخَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ صَلٰوةً وَصَلٰوتُهٗ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يُجَمَّعُ فِيْهِ بِخَمْسِمِائَةِ صَلٰوةٍ وَصَلٰوتُهٗ فِي الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى بِخَمْسِيْنَ أَلْفِ صَلٰوةٍ وَصَلٰوتُهٗ فِي مَسْجِدِي بِخَمْسِيْنَ أَلْفِ صَلٰوةٍ وَصَلٰوتُهٗ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ أَلْفِ صَلٰوةٍ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

۶۹۶۔ معاذ بن جبل سے مروی ہے آنحضرت باغوں میں نماز پسند فرماتے تھے بعض راویوں نے فرمایا حیطان کا مطلب بستان[1] ہے۔ (احمد۔ ترمذی۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے صرف حسن بن ابو جعفر سے مروی ہے۔ ان کو یحییٰ بن سعید وغیرہ نے ضعیف کہا ہے۔

۶۹۷۔ حضرت انس فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا اپنے گھر میں نماز کا اجر ایک نماز کا تھا اور جمعہ کی مسجد میں نماز کا اجر پچیس نماز کا اجر ہوگا اور جامع مسجد میں نماز کا اجر پانچ صد نماز کا اجر ہوگا اور مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی میں پچاس ہزار نماز کا اجر ہوگا اور مسجد حرام میں ایک لاکھ نماز کا اجر ملے گا۔[2] (ابن ماجہ)

---

[1] اس کو احمد اور نسائی نے بھی کمزور کہا ہے۔ بخاری نے کہا حسن منکر الحدیث ہے۔ ابو حاتم نے کہا حدیث کے فن سے ناآشنا ہے اگر حیطان کے معنی باغ کیا جائے تو اس صورت میں یہ حدیث بالکل بے اصل ہے اور اگر "حیطان" کا ترجمہ دیوار کیا جائے کہ آپ دیواروں میں نماز پڑھنے کو پسند کرتے تھے تاکہ کوئی آگے سے نہ گذرے تو اس صورت میں یہ حدیث سترہ کی حدیثوں کی موید ثابت ہوگی۔

[2] اس کے تمام راوی ثقہ ہیں سوائے اس کے کہ ابو الخطاب دمشقی مجہول ہے ابن ماجہ کے سوا صحاح ستہ والوں میں سے کسی نے بھی اس سے روایت نہیں کی ہے بعض نے اس حدیث کو منکر کہا ہے۔ کہ یہ ثقات کی روایت کے خلاف ہے اور بفرض صحت اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ پہلے یہی حکم تھا جو صحیحین کی حدیث میں ہے۔ پھر میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے نمازوں کا اجر بڑھا دیا جامع مسجد کی نمازوں کا اجر پانچ سو گنا تک کر دیا گیا اور مسجد اقصیٰ کی نمازوں کا اجر پچاس ہزار نمازوں کا کر دیا گیا۔ اور خانہ کعبہ کی نمازوں کا اجر مسجد نبوی کی نمازوں کے اجر سے لاکھ گنا بڑھا دیا گیا ظاہر کلام اسی کی تائید کرتی ہے۔ لیکن بعض لوگوں نے خانہ کعبہ کی نماز کا ایک لاکھ گنا اجر گھر کی اکیلے آدمی کی نماز سے شمار کیا ہے۔ یہ ترجمہ بھی ویسے حدیث کے الفاظ کے منافی معلوم نہیں ہوتا البتہ پہلی صورت زیادہ قرین قیاس ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ کوئی بعید نہیں ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۹۸- وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْأَرْضِ أَوَّلُ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ الْمَسْجِدُ الْأَقْصٰى قُلْتُ كَمْ بَيْنَهُمَا قَالَ أَرْبَعُونَ عَامًا ثُمَّ الْأَرْضُ لَكَ مَسْجِدٌ فَحَيْثُ مَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلٰوةُ فَصَلِّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۹۸- حضرت ابوذر فرماتے ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول سب سے پہلے کونسی مسجد رکھی گئی فرمایا مسجد حرام میں نے دریافت کیا پھر کونسی فرمایا مسجد اقصیٰ- میں نے پوچھا ان دونوں میں کس قدر فرق ہے فرمایا چالیس سال- پھر زمین تمہارے لیے مسجد ہے جہاں نماز کا وقت ہو جائے نماز پڑھ لو[1] (بخاری مسلم)

[1] اس کو احمد نے بھی روایت کیا ہے- ابراہیمؑ نے خانہ کعبہ کو تعمیر کیا اور بعد ازاں حضرت اسحٰقؑ کے لیے ایک مسجد شام کے علاقہ میں تعمیر کی اور ان میں چالیس سال کا فاصلہ تھا- بعض لوگ یہ سوچتے ہیں کہ خانہ کعبہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کیا- اور بیت المقدس کو حضرت سلیمانؑ نے اور ان میں قریبًا ایک ہزار برس کا فاصلہ ہے تو یہ چالیس برس کیسے صحیح ہو سکتے ہیں یہ معنی لینا غلط ہیں- حضرت ابراہیمؑ نے ہی دونوں مسجدوں کو بنایا اور ان میں چالیس برس کا فاصلہ تھا-

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ السَّتْر

نماز میں ستر کا بیان

انسان کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت عطا فرمائی ہے۔ یہ لباس پہنتا ہے باقی مخلوق میں لباس رائج نہیں۔ حیوانات میں ایک طبعی سی صورت بنادی گئی ہے۔ اس سے زیادہ کی اُن کو ضرورت نہیں ہوتی۔ لباس میں انسان کے لیے دو مقصد رکھے گئے ہیں۔ (۱) زینت (۲) پردہ۔ پردہ کرنا نماز میں فرض ہے۔ نماز کے لیے شرط ممکن ہوتے بھی اگر ستر نہ ڈھانپا جائے تو نماز فاسد ہوگی۔ لباس میں ایک گونہ طہارت بھی ہے نماز کی عظمت اور احترام بھی اور خدا تعالیٰ کے ساتھ مناجات کا روپ بھر لباس میں ملحوظ ہے۔ یہ مسئلہ جس قدر شرعی ہے اسی قدر عقلی بھی ہے کہ عقلمند آدمی ننگا ہونا پسند نہیں کرتا۔ بلکہ حسب ضرورت حسب حالات اچھے لباس کی خواہش کرتا ہے اور کوشش بھی۔ اس سے یہ امر شرعاً عقلاً ظاہر ہے کہ عبادت کے وقت اچھا لباس ہونا چاہئے جس سے آبرومندی اور عزت نفس ظاہر ہو۔ صرف وہ عبادات مستثنیٰ ہوں گی جن میں بعض مصالح کی بنا پہ لباس کی بعض اوضاع معین فرمادی گئی ہیں (مثلاً احرام)

استطاعت:۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا اگر ایک کپڑے میں نماز ادا کی جائے تو کندھوں پر ضرور کپڑا ہونا چاہیے۔ ایک شخص نے دریافت کیا کہ آیا ایک کپڑے میں نماز درست ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کیا تمام لوگوں کو دو کپڑے میسر آجاتے ہیں۔ حضرت عمرؓ سے نماز میں لباس کی بابت دریافت کیا گیا تو فرمایا۔ اذا وسع اللہ فوسعوا۔ جب اللہ تعالیٰ وسعت دے تو تم اس وسعت سے فائدہ اٹھاؤ۔ آنحضرت اور حضرت عمرؓ کے ارشاد سے یہ امر واضح ہوجاتا ہے۔ کہ لباس کے معاملہ میں توفیق اور "وسعت" کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ امام بخاری نے تعلیقاً ذکر فرمایا۔ کلوا واشربوا والبسوا وتصدقوا فی غیر اسراف ولا مخیلۃ قال ابن عباس کل ما شئت والبس ما شئت ما اخطأتك اثنتان اسراف او مخیلۃ ۔ کھاؤ پیؤ پہنو صدقہ کرو جب تک اسراف اور تکبر نہ ہو۔ حضرت ابن عباس کے اثر کا بھی یہی مطلب ہے۔

آنحضرت کا لباس:۔ آنحضرت کے لباس پر غور کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے۔ اس وقت کے لباس میں جبہ، قباء، صوف کا جبہ، قمیض، ازار اور حلہ برنس برد نجرانی، حبرہ، شملہ نمرہ خمیصہ کساء انبجانیہ سراویل (پاجامہ) عمامہ (پگڑی) قلنسوہ (ٹوپی) وغیرہ یہ لباس ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت کے رفقا نے عموماً جناب کے سامنے پہنے۔ ان میں بعض لباس ان میں سے بعض کافی قیمتی ایک خاص حد تک لباس میں ریشم کے استعمال کی بھی اجازت دی گئی۔ عورتوں کے لباس میں خوبصورتی کے لحاظ سے اور بھی وسعت فرمائی۔ اس تفصیل سے ظاہر ہے کہ لباس کے معاملہ میں کچھ پابندی نہیں فرمائی کہ کیسا لباس پہنے۔ لیکن یہ درست ہے کہ اچھا لباس میسر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے کی صورت میں ننگ دھڑنگ ہونا پسندیدہ فعل نہیں۔ بلکہ اللہ کی نعمت کی ناشکری ہے۔ نماز غیر نماز کسی حالت میں کچھ فرق نہیں بعض لوگوں کی عجیب حالت ہے۔ عام حالات میں اچھا لباس پہنتے ہیں مگر نماز کے وقت ننگے سر کھڑے ہو جاتے ہیں یہ عجیب مضحکہ خیز پوزیشن ہے۔ بعض جاہل اسے سنت سمجھتے ہیں۔ حالانکہ زیادہ سے زیادہ جواز کہا جا سکتا ہے۔ فضیلت اسی میں ہے کہ نماز میں اچھی وضع اختیار کی جائے آنحضرت کے لباس کی عمومی صورت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے عام انسانوں میں لباس کے متعلق فطری جذبات کا یہی تقاضا ہے۔ ایک سنجیدہ اور صحیح الدماغ آدمی اس تفریق کو کبھی پسند نہیں کرے گا۔

کم از کم لباس :۔ نماز کے متعلق کم از کم لباس کے متعلق اس حد تک اتفاق ہے کہ ستر کا ڈھانپنا ضروری ہے اس کے علاوہ کچھ حصہ بدن کا ننگا ہو نماز ہو جائے گی۔ ستر کے بعد کندھے ڈھانپنا سب سے زیادہ ضروری ہے لا یصلین احد کم فی الثوب الواحد لیس علی عاتقہ منہ شیئ۔ کوئی آدمی ننگے کندھوں سے کوئی نماز نہ پڑھے۔ (بخاری مسلم)

ستر کی حد :۔ اس امر میں اختلاف ہے کہ ستر کی حد کیا ہے۔ احناف رحمہم اللہ ناف سے ناف تک فرماتے ہیں شوافع موٹی ران سے ناف تک ستر سمجھتے ہیں امام احمد اور امام مالک صرف قبل سے دُبر تک کو ستر سمجھتے ہیں۔ جمہور اہل علم کا یہی خیال ہے کہ ران ستر میں شامل ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں حدیث انس جس کا مضمون یہ ہے کہ ران ستر نہیں اسند و حدیث جرھد احوط حتی نخرج من اختلافھم۔ صحیح بخاری صـ۵۳ ج ا حضرت انس کی روایت سند کے لحاظ سے مضبوط ہے اور جرہد کی روایت جس میں ران کا ستر ہونا معلوم ہوتا ہے اس میں احتیاط ہے صحابہ کے اختلاف میں یہ ایک تطبیق کی صورت ہے۔ اور شوکانی فرماتے ہیں۔ و الحق ان الفخذ من العورۃ۔ صحیح یہ ہے کہ ران ستر میں شامل ہے۔ صـ۴۹ ج ۲

اس اختلاف کے باوجود اس پر اتفاق ہے کہ ستر (اس کی جو بھی حد کسی کے نزدیک ہو) ڈھانپنا ضروری ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔ اس کے سوا کوئی اعضا ننگا ہو جائے تو نماز ہو جائے گی ستر کے بعد کندھوں کا مرتبہ ہے۔ یہ کم از کم حد ہے جسے ڈھانپنا نماز میں ضروری ہے۔

اگر لباس میسر آ سکے تو پھر ایک کپڑا اپہن کر پڑھنا یا دو کپڑوں میں ادا کرنا بہتر اور افضل ہے صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ ایک آدمی نے آنحضرت سے سوال کیا کہ آیا ایک کپڑے میں نماز درست ہے۔ آپؐ نے فرمایا کیا سب لوگوں کو دو دو کپڑے میسر ہو سکتے ہیں پھر کسی نے حضرت عمرؓ سے دریافت کیا تو حضرت نے فرمایا جب اللہ نے وسعت دی ہے تو تم بھی وسعت سے کام لو۔ آدمی کو اپنے بدن پر کپڑے استعمال کرنے چاہئیں۔ تہبند اور چادر میں نماز پڑھے تہبند اور قمیص میں تہبند اور قبا میں پاجامہ اور چادر میں پاجامہ و قمیص میں پاجامہ و قبا میں جانگیہ اور قبا میں جانگیہ اور قمیص ہیں۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ حضرت عمر نے جانگیہ اور چادر کا بھی ذکر فرمایا۔ صـ۵۳ ج ا آنحضرت کے ارشاد اور حضرت عمر کے اثر کا مقصد ایک ہے حضرت نے ایک کپڑے کی اجازت دیتے وقت یہی وجہ ظاہر فرمائی کہ سب لوگوں کو دو دو کپڑے میسر نہیں آ سکتے۔ حضرت عمر نے اسی وجہ کی بنا پر فرمایا جب وسعت ہو جائے تو وسعت کے مطابق کام کرو۔ اسی اصل کے مطابق مختلف قسموں کا ذکر فرمایا۔ جس میں ایک سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ کپڑے استعمال کئے گئے ہیں۔ ان احادیث اور آثار سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وسعت ہوتے ہوئے ننگے بدن نماز ادا کرنا مصالح شرعیہ کے منافی ہے اسے سنت سمجھنا تو بڑی بات ہے اسے پسندیدہ اور مناسب کہنا بھی مشکل ہے۔ البتہ اگر عوام میں یہ شبہ ہو جائے کہ ننگے سر یا ننگے پیٹ نماز نہیں ہوتی، تو اظہار جواز کے لیے کبھی ایسا کرنا درست ہے بلکہ مسنون۔

غلطی کی وجہ:۔ غلطی کی وجہ اصل میں یہ ہے کہ بعض احادیث میں آیا کہ آنحضرت نے ایک کپڑے میں نماز ادا فرمائی۔ اس مفہوم میں احادیث عمرو بن سلمہ۔ ابوہریرہ، ابوسعید۔ جابر۔ ابی بن کعب سے مروی ہے۔ اس سے سمجھ لیا گیا کہ سر ننگا ہوگا۔ حالانکہ ایک کپڑے سے بھی سر ڈھانپا جا سکتا ہے۔ بلکہ محمد بن منکدر کی حدیث بواسطہ جابر بن عبداللہ جس میں گردن پہ کپڑا باندھنے کا ذکر ہے۔ اس کی صورت یہی ہوتی ہے۔ کہ سر پر لپیٹ کر گردن میں دیا جاتا ہے۔ میری نظر میں کچھ ایسی صورت نہیں گذری جس میں سر ننگا رکھنے کی صراحت ہو بعض جگہ سے اشارۃً سمجھا جاتا ہے۔ وہ اظہار جواز کے لیے مفید ہو سکتا ہے۔ صحیح لباس کے ساتھ مساوات یا سنت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس غلطی سے بچنا چاہیئے اور خواہ مخواہ نماز میں پاگلوں کی وضع نہیں بنانی چاہیئے۔

عورتوں کا پردہ:۔ عورتوں کا بدن نماز میں سر سے پاؤں تک ڈھکا ہونا ضروری ہے۔ اگر کپڑا کھلا ہو جس میں ننگا ہونے کا خطرہ ہو تو اُس میں بٹن یا کانٹے لگائے۔ اسبال سے آنحضرت نے منع فرمایا ہے اسبال کا مطلب یہ ہے کہ سر سے کپڑا اس طرح لٹکا رہے کہ بدن کے مستور حصے کھلے رہیں اسے بند کر لیا جائے تو نماز درست ہو جائے گی۔

حضرت جوتوں سے بھی نماز پڑھ لیتے تھے اور جوتوں کے بغیر بھی۔ اس وقت مساجد کا نظم ہماری مساجد کی طرح نہیں تھا۔ عام طور پر مساجد میں فرش تھا نہ چٹائیاں۔ ایسی مساجد میں جوتوں سمیت نماز سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ ویسے بھی خشک ممالک کے بازار کوچوں میں گندگی کم ہوتی ہے۔ غرض اگر جوتا پاک اور صاف ہو تو جوتے سمیت مسجد میں آنا نماز ادا کرنا درست ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۷۰۲۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَۃَ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ مُّشْتَمِلًا بِہٖ فِیْ بَیْتِ اُمِّ سَلَمَۃَ وَاضِعًا طَرَفَیْہِ عَلٰی عَاتِقَیْہِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۷۰۳۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُصَلِّیَنَّ اَحَدُکُمْ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَیْسَ عَلٰی عَاتِقَیْہِ مِنْہُ شَیْءٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۷۰۴۔ وَعَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ فَلْیُخَالِفْ بَیْنَ طَرَفَیْہِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

پہلی فصل

۷۰۲۔ عمر بن ابی سلمہ فرماتے ہیں میں نے آنحضرتؐ کو ام سلمہ کے گھر دیکھا ایک کپڑا لپیٹے ہوئے نماز ادا فرما رہے تھے۔ کپڑے کے دونوں کنارے آپ کے دونوں کندھوں پر رکھے تھے[1] (بخاری۔ مسلم)

۷۰۳۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا کوئی آدمی ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھے (جب تک اس کے کندھوں پر اس کا کچھ حصہ نہ ہو (بخاری مسلم)

۷۰۴۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں میں نے آنحضرت سے سنا جو آدمی ایک کپڑے میں نماز ادا کرے اس کے دونوں کناروں کو ایک دوسرے کے خلاف کندھوں پر ڈال لے (بخاری)

---

[1] **ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا طریقہ:۔** حضرت عمر بن ابی سلمہ اور ابوہریرہ کی دونوں حدیثوں میں صرف ایک کپڑا ہونے کی صورت بیان کی گئی ہے کہ نمازی اس ایک کپڑے کو اس طرح اپنے جسم پر لپیٹے کہ زیادہ سے زیادہ اور بہتر سے بہتر طور پر بدن ڈھانپا جائے۔ اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ شرمگاہ کو ڈھانپنا نماز کی شرائط سے ہے اس کے بغیر نماز نہیں اور اس کی حد شریعت نے ناف سے لے کر گھٹنے تک رکھی ہے اگر کپڑا اس سے بڑا ہو تو تہ بند بنا کر باندھ لے پھر اگر دو کپڑے مل جائیں تو بہت بہتر ہے ایک اوپر اوڑھ لے اور ایک تہ بند بنا کر اوڑھ لے اگر ایک کپڑا ہی ہے اور اچھا بڑا ہو تو اس کے اوپر کے کنارے آپس میں باندھ لے۔ اس صورت سے کہ دائیں کنارے کو دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر کندھے کے اوپر لے آئے اور اسی طرح بائیں کنارہ کو بائیں بغل کے نیچے سے نکال کر کندھے کے اوپر سے آئے اور گردن کے پیچھے گرہ لگا دے۔ اس کو اشتمال کہتے ہیں۔ جس کا حدیث میں ذکر ہے اور کپڑے کے کناروں کو کندھوں پر پھیلائے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۷۰۵۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ خَمِيْصَةٍ لَّهَا أَعْلَامٌ فَنَظَرَ إِلٰی أَعْلَامِهَا نَظْرَةً فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اذْهَبُوْا بِخَمِيْصَتِیْ هٰذِهٖ إِلٰی أَبِیْ جَهْمٍ فَإِنَّهَا أَلْهَتْنِیْ اٰنِفًا عَنْ صَلٰوتِیْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِیِّ قَالَ كُنْتُ أَنْظُرُ إِلٰی عَلَمِهَا وَأَنَا فِی الصَّلٰوةِ فَأَخَافُ أَنْ تَفْتِنَنِیْ۔

۷۰۶۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ قِرَامٌ لِّعَائِشَةَ سَتَرَتْ بِهٖ جَانِبَ بَيْتِهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمِيْطِیْ عَنَّا قِرَامَكِ هٰذَا فَإِنَّهٗ لَا يَزَالُ تَصَاوِيْرُهٗ تَعْرِضُ لِیْ فِیْ صَلٰوتِیْ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۷۰۵۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں آنحضرت نے چادر میں ایک نماز پڑھی جس میں نقش و نگار تھے آپ نے اس کے نقش و نگار کو دیکھا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا یہ چادر لے جاؤ اور ابو جہم سے اس کی انبجانیہ لے آؤ اس چادر نے مجھے نماز سے غافل کر دیا۔ (بخاری مسلم) بخاری کی روایت میں ہے میں اس کے نقش و نگار کو نماز میں دیکھتا رہا میں ڈرا کہ مجھے فتنہ میں نہ ڈالے (یعنی نماز خراب نہ کر دے)

۷۰۶۔ حضرت انس فرماتے ہیں حضرت عائشہ نے ایک پردہ سے گھر کے ایک پہلو کو ڈھانپ رکھا تھا آنحضرت نے فرمایا یہ پردہ ہٹا دو اس کی تصویریں نماز میں ہمیشہ میرے سامنے آتی رہیں (بخاری)

۱؎ مؤطا میں ہے کہ ابو جہم بن حذیفہ نے جو ایک بزاز تھا آنحضرت کو ایک دھاری دار چادر ہدیہ بھیجی آپ کی نظر دھاریوں کی طرف گئی تو بعد نماز فرمایا ابو جہم سے یہ چادر بدل لاؤ۔ انبجانیہ سفید روئی کا کپڑا تھا جس میں دھاریاں نہ ہوتی تھیں بدل لانے کا حکم اس لیے دیا کہ ابو جہم کو یہ خیال نہ گذرے کہ آپ نے میرا ہدیہ قبول نہیں کیا۔ معلوم ہوا کہ اگر نمازی کے آگے یا اس کے پاس کوئی ایسی چیز ہو جس میں نگاہ کے الجھ جانے کا خطرہ ہو تو نماز سے پہلے اس کو دور کر دینا چاہیئے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجدوں میں بیل بوٹے نہیں ہونے چاہئیں۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ کے پردے کی بھی یہی کیفیت تھی۔ جس کو آپؐ نے اتارنے کا حکم دیا۔ باقی رہا یہ اشکال کہ آنحضرت اس گھر میں نہیں جاتے تھے جس گھر میں تصویر ہوں۔ حضرت عائشہ کے پردے کے سامنے تصویروں کے ہوتے ہوئے آپ نے نماز کیسے پڑھ لی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جاندار تصویروں والے گھر میں آپ نہیں جاتے تھے۔ حضرت عائشہ کے پردے پر جاندار چیزوں کی تصویریں نہ تھیں۔ بلکہ درختوں کی تھیں۔

۲؎ نماز میں نقش و نگار سامنے نہ ہو ابو جہم صحابی تھے ان کا نام عامر بن حذیفہ ہے یہ دو چادریں لائے آنحضرت کو انہوں نے ایک خوب صورت چادر ہدیۃً بخش کی اس میں نقش و نگار تھے۔ جب نماز میں آنحضرت کی نگاہ اس کے نقش و نگار پر لگی تو آنحضرت نے ابو جہم سے دوسری سادہ چادر بدل لی جو انبج (شہر کا نام) کی بنی ہوئی تھی مطالبہ اس لیے فرمایا کہ ابو جہم یہ نہ سمجھیں کہ حضرت نے چادر ناراض ہو کر واپس فرمائی ہے۔ (راسم)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۰۷ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ أُهْدِيَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُّوْجُ حَرِيْرٍ فَلَبِسَهٗ ثُمَّ صَلّٰى فِيْهِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهٗ نَزْعًا شَدِيْدًا كَالْكَارِهِ ثُمَّ قَالَ لَا يَنْبَغِيْ هٰذَا لِلْمُتَّقِيْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۷۰۸ - عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ رَجُلٌ اَصِيْدُ اَفَاُصَلِّيْ فِي الْقَمِيْصِ الْوَاحِدِ قَالَ نَعَمْ وَازْرُرْهُ وَلَوْ بِشَوْكَةٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَرَوَى النَّسَائِيُّ نَحْوَهٗ۔

---

۷۰۷ - عقبہ بن عامر فرماتے ہیں آنحضرت کو ایک ریشمی قبا تحفہ کے طور پر دی گئی۔ آنحضرت نے اسے پہن کر نماز پڑھی پھر لوٹے اور اسے ناپسند فرماتے ہوئے کھینچ کر اتار دیا پھر فرمایا یہ اہل تقویٰ کا لباس نہیں۔ (بخاری مسلم)

دوسری فصل

۷۰۸ - سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں میں نے آنحضرت سے عرض کیا۔ میں شکار کرتا ہوں کیا میں ایک قمیص میں نماز پڑھ لوں؟ فرمایا ہاں! اسے بٹن لگا دو۔ گو وہ کانٹوں کے ہوں (ابوداؤد نسائی)

ـــہ آنحضرتؐ ہدیہ قبول فرما لیتے تھے:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ لوگوں کے ہدیے اور تحائف قبول کر لیا کرتے تھے اور اس کی وجہ محض یہ ہوتی کہ ہدیہ لانے والے کی دل شکنی نہ ہو ورنہ اللہ تعالیٰ نے طبیعت میں استغنا اس قسم کا رکھا تھا کہ آپ کے پاس جب لاکھوں روپے آتے تب بھی ان میں سے خود ایک پیسہ نہ لیا بلکہ سب کچھ لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ جنگ حنین میں بے اندازہ دولت آئی لیکن کاشانۂ نبوت میں کوئی چیز نہ پہنچی اور پھر جو ہدیہ آپ قبول کرتے اس کا بہتر معاوضہ دے دیتے۔ اس کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ پہلے پہن کر نماز پڑھ لی بعد ازاں جبرائیل نے آکر بتایا کہ ریشمی کپڑا پہننا مردوں کے لیے جائز نہیں تو آپ نے اس کو اتار پھینکا مسلم میں جابر کی حدیث میں اس کی تصریح ہے

ـــہ اس کو احمد ابن خزیمہ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اس میں دلیل ہے کہ ایک ہی کپڑے میں نماز جائز ہے بشرطیکہ قمیص کو بٹن لگے ہوئے ہوں۔ بٹن اس لیے ضروری ہیں کہ رکوع اور سجدے میں اپنی شرمگاہ نظر نہ آئے۔ اسلام نے جس طرح یہ پسند کیا ہے کہ آدمی دوسرے لوگوں سے اپنی شرم گاہ چھپائے اسی طرح یہ بھی پسند کیا ہے کہ آدمی اپنی شرم گاہ کو آپ خود بھی حتی الامکان نہ دیکھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حیاداری جو مشہور ہے وہ یہی تھی۔ خود آنحضرت کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث اسی معنی میں موجود ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۰۹۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يُّصَلِّيْ مُسْبِلٌ اِزَارَهٗ قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْهَبْ فَتَوَضَّأْ فَذَهَبَ وَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالَكَ اَمَرْتَهٗ اَنْ يَّتَوَضَّأَ قَالَ اِنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ وَهُوَ مُسْبِلٌ اِزَارَهٗ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ صَلٰوةَ رَجُلٍ مُّسْبِلٍ اِزَارَهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ۔

۷۱۰۔ وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ حَآئِضٍ اِلَّا بِخِمَارٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

۷۱۱۔ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا سَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتُصَلِّي الْمَرْاَةُ فِيْ دِرْعٍ وَّخِمَارٍ لَيْسَ عَلَيْهَا اِزَارٌ قَالَ اِذَا كَانَ الدِّرْعُ سَابِغًا يُّغَطِّيْ ظُهُوْرَ قَدَمَيْهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَذَكَرَ جَمَاعَةٌ وَّقَفُوْهُ عَلٰى اُمِّ سَلَمَةَ۔

۷۰۹۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا۔ اس کا تہ بند لٹک رہا تھا۔ آنحضرت نے فرمایا جا کر وضو کرو، پھر وہ آیا تو ایک آدمی نے عرض کیا حضرت یہ کیا ہے جناب نے اسے وضو کا حکم فرمایا ہے آپ نے فرمایا وہ تہ بند لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا جو شخص تہ بند لٹکا کر نماز پڑھے اللہ اس کی نماز قبول نہیں کرتا[1] (ابوداؤد)

۷۱۰۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا بالغ عورت کی نماز چادر کے بغیر نہیں ہوتی[2] (ابوداؤد۔ ترمذی)

۷۱۱۔ حضرت ام سلمہ نے آنحضرت سے دریافت فرمایا کیا عورت کرتے اور چادر میں نماز پڑھے جبکہ اس نے تہ بند نہ پہنا ہو فرمایا جب کرتا لمبا ہو جس سے پاؤں کی پیٹھ ڈھکی ہوئی ہو تو نماز درست ہے[3] (ابوداؤد اور فرمایا محدثین کی ایک جماعت نے اسے موقوف کہا ہے)

---

[1] تہ بند ٹخنوں سے نیچے ہو تو نماز نہیں ہوتی:۔ اگر آدمی کا تہ بند ٹخنوں سے نیچے لٹکا ہوا ہو تو نماز نہیں ہوتی اور سزا کے لیے اس سے وضو کرایا۔

[2] نماز میں عورت کو سر ڈھانپنا ضروری ہے:۔ اس کو ترمذی نے حسن کہا۔ اور ابن خزیمہ نے صحیح۔ حائض سے مراد وہ عورت ہے جس کو حیض آتا ہو یعنی بالغ عورت کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ نماز میں اس کا سر ڈھکا ہوا ہو۔

[3] عورت نماز میں اپنے پاؤں بھی ڈھانپے:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کے قدموں کی پیٹھ بھی ڈھانپی جانی ضروری ہے۔ اگر قمیص کو بٹن لگے ہوئے ہوں اور قدموں تک لمبی ہو تو عورت ایک اوڑھنی اور ایک قمیص میں نماز پڑھ سکتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۱۲۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ السَّدْلِ فِي الصَّلٰوةِ وَاَنْ يُّغَطِّيَ الرَّجُلُ فَاهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

۷۱۳۔ وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِفُوا الْيَهُوْدَ فَاِنَّهُمْ لَا يُصَلُّوْنَ فِيْ نِعَالِهِمْ وَلَا خِفَافِهِمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ۔

۷۱۴۔ وَعَنْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِاَصْحَابِهٖ اِذْ خَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عَنْ يَّسَارِهٖ فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ الْقَوْمُ اَلْقَوْا نِعَالَهُمْ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوتَهٗ قَالَ مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى اِلْقَآئِكُمْ نِعَالَكُمْ قَالُوْا رَاَيْنَاكَ اَلْقَيْتَ

۷۱۲۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں آنحضرت نے نماز میں سدل[۱] سے منع فرمایا اور منہ ڈھانپنے سے (ابوداؤد۔ ترمذی)

۷۱۳۔ شداد بن اوس فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا یہودیوں کی مخالفت کرو۔ وہ اپنے جوتوں اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے[۲] (ابوداؤد)

۷۱۴۔ ابوسعید خدری فرماتے ہیں آنحضرت صحابہ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ اچانک اپنے جوتے اتار دیئے اور انہیں اپنی بائیں طرف رکھ دیا۔ جب لوگوں نے دیکھا تو انہوں نے بھی جوتے اتار دیئے۔ جب آنحضرت نے نماز ختم فرمائی تو دریافت فرمایا کہ تم نے ایسے کیوں کیا کہ تم نے جوتے اتار دیئے۔ صحابہؓ نے فرمایا ہم نے آپ کو جوتے اتارتے دیکھا تو ہم نے بھی اتار دیئے۔ آپ نے

سدل کیا ہے؟ اور اس کے اقسام کیا ہیں؟ [۱] اس حدیث کو احمد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے سدل کی دو تعریفیں ہیں اور دونوں ہی نماز میں منع ہیں۔ ایک یہ کہ آدمی کندھوں پر کپڑا ڈالے اور کھلا چھوڑ دے یعنی بکل نہ مارے یعنی دائیں کندھے پر نہ ڈالے۔ یہ منع ہے کیونکہ متکبرین کی عادت ہے اور دوسری تعریف یہ ہے۔ کہ آدمی اپنے گرد کپڑا اس طرح لپیٹ لے کہ ہاتھ وغیرہ اس سے باہر نہ نکل سکیں۔ یہ بھی منع ہے کیونکہ اس سے رکوع اور سجدہ پوری طرح نہ ہوگا۔

جوتے سمیت نماز پڑھنا درست ہے؛ [۲] اس پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے اور اس کی سند میں کوئی نقص نہیں ہے اور اس کو ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور اس باب میں ابوداؤد نے ابوسعید سے اور طبرانی نے عائشہ سے اور بیہقی نے انس سے احادیث روایت کی ہیں یہ تمام حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ جوتے میں نماز پڑھنا جائز ہے اور یہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتے میں نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ یہ امر وجوب کے لیے ہے یا استحباب کے لیے؟ اس میں صحابہ اور تابعین کا اختلاف تھا لیکن اقل معنی استحباب ہے اور یہ مستحب صرف اس لیے ہے کہ یہود کی مخالفت ہو۔ اگر کہیں اہل کتاب سے اس مقابلہ کی صورت نہ ہو تو بہتر یہی ہے کہ جوتے اتار کر نماز پڑھی جائے اور آج کل جیسی مسجدیں تعمیر ہوتی ہیں ان میں تو جوتے سمیت نماز پڑھنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے ہاں جنگل میں یا فوجی ضروریات کے لیے اب بھی جوتے سمیت نماز پڑھنا درست ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نَعْلَيْكَ فَأَلْقَيْنَا نِعَالَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ جِبْرِيْلَ اَتَانِيْ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّ فِيْهِمَا قَذَرًا اِذَا جَاءَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَنْظُرْ فَاِنْ رَاٰى فِيْ نَعْلَيْهِ قَذَرًا فَلْيَمْسَحْهُ وَلْيُصَلِّ فِيْهِمَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ۔

٧١٥۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلَا يَضَعْ نَعْلَيْهِ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَلَا عَنْ يَّسَارِهٖ فَتَكُوْنُ عَنْ يَّمِيْنِ غَيْرِهٖ اِلَّا اَنْ لَّا يَكُوْنَ عَلٰى يَسَارِهٖ اَحَدٌ وَلْيَضَعْهُمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَوْ لِيُصَلِّ فِيْهِمَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ مَعْنَاهُ

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

٧١٦۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاَيْتُهٗ يُصَلِّيْ

فرمایا جبرائیل نے مجھے بتایا کہ ان میں گندگی ہے جب تم نماز کے لیے آؤ تو دیکھو اگر ان میں گندگی ہو تو ان کو صاف کر کے نماز پڑھو[1]۔ (ابوداؤد، دارمی)

٧١٥۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا جب تم نماز پڑھو تو جوتے دائیں طرف مت رکھو اور نہ ہی بائیں طرف کیونکہ وہ دوسرے کی دائیں طرف ہوں گے۔ اگر بائیں کوئی آدمی نہ ہوں تو اس طرف رکھ لو ورنہ پاؤں کے درمیان رکھو۔ ایک روایت میں ہے ورنہ جوتوں سے ہی پڑھ لے[2]۔

(ابوداؤد، ابن ماجہ)

تیسری فصل

٧١٦۔ ابوسعید فرماتے ہیں میں آنحضرت پر داخل ہوا۔ میں نے دیکھا حضرت ایک چٹائی پر نماز پڑھ رہے تھے اور اس پر

جوتا زمین پر رگڑنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ ف۱ اس پر ابوداؤد اور منذری نے خاموشی اختیار کی ہے۔ ابن خزیمہ نے اس کو صحیح کہا ہے اور احمد نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور اس ایک شاہد عبداللہ بن مسعود کی حدیث ہے جس کو حاکم نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ اگر جوتے میں گندگی لگی ہوئی ہو خواہ وہ خشک ہو یا تر تو رگڑ لینے سے جوتا پاک ہو جاتا ہے اس میں بھی دلیل ہے کہ جوتے میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

جوتے اتار کر بائیں طرف رکھے جائیں۔ ف۲ اس حدیث کی سند اچھی نہیں لیکن باب کی حدیثیں اس کی تائید کرتی ہیں اور یہ حدیث حسن لغیرہ کے درجہ تک چلی جاتی ہے جس سے سند جواز لی جا سکتی ہے اور حسن لغیرہ کی چاروں شرطیں اس میں موجود ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلٰى حَصِيْرٍ يَسْجُدُ عَلَيْهِ قَالَ وَرَأَيْتُهُ يُصَلِّيْ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ مُّتَوَشِّحًا بِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۱۷۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ حَافِيًا وَّ مُنْتَعِلًا رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ۔

۷۱۸۔ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ صَلّٰى جَابِرٌ فِيْ اِزَارٍ قَدْ عَقَدَهٗ مِنْ قِبَلِ قَفَاهُ وَثِيَابُهٗ مَوْضُوْعَةٌ عَلَى الْمِشْجَبِ فَقَالَ لَهٗ قَائِلٌ تُصَلِّيْ فِيْ اِزَارٍ وَّاحِدٍ فَقَالَ اِنَّمَا صَنَعْتُ ذٰلِكَ لِيَرَانِيْ اَحْمَقُ مِثْلُكَ وَاَيُّنَا كَانَ لَهٗ ثَوْبَانِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

سجدہ فرماتے اور میں نے دیکھا کہ آپؐ ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھ رہے تھے اور آپ اسے لپیٹے ہوئے بھی تھے (مسلم)

۷۱۷۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت فرماتے ہیں کہ میں نے آپؐ کو ننگے پاؤں اور جوتے[1] سمیت نماز پڑھتے دیکھا (ابوداود)

۷۱۸۔ محمد بن منکدر فرماتے ہیں ہم کو حضرت جابر نے ایک چادر میں نماز پڑھائی جسے انہوں نے گردن کے پیچھے باندھ رکھا تھا۔ اور آپ نے کپڑے سرپائی پر رکھے ہوئے تھے۔ کسی آدمی نے ان سے کہا کہ آپ ایک چادر میں کیوں نماز پڑھتے ہیں فرمایا میں نے ایسا اس لیے کیا ہے کہ مجھے تم سے کم فہم انجان دیکھ لیں آنحضرتؐ کے وقت دو کپڑے کس کے پاس تھے[2] (بخاری)

---

[1] جوتے اتار کر یا جوتے سمیت نماز پڑھنا برابر ہے اس پر ابوداود اور منذری نے سکوت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ حدیث حجت کے قابل ہے اور اس کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کی حدیث جس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے میں صاف صراحت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جو چاہے جوتے میں نماز پڑھے اور جوتے اتار کر نماز پڑھے۔ عراقی نے کہا یہ حدیث مرسل صحیح ہے۔ [2] ایک کپڑے میں نماز پڑھنا سنت ہے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا ہے کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنے پر سب صحابہ کا اتفاق تھا۔ سوائے عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عمر کے کوئی بھی اس کا مخالف نہ تھا۔ بعدازاں ان دونوں نے بھی اپنے قول سے رجوع کر لیا اور ابی بن کعب کے اثر کو ابوالنصر نے ابی بن کعب اور ابن مسعود سے روایت کیا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ باب کی حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے نووی نے کہا اب کسی کا اختلاف نہیں ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ دو کپڑوں میں نماز زیادہ بہتر ہے اور دو کپڑوں کے بعد سر ڈھانپنے کے لیے سر پہ کچھ رکھنا۔ کپڑا یا ٹوپی یا پگڑی۔ سو مردوں کے لیے یہ کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ خود نبیؐ نے کئی دفعہ ننگے سر نماز پڑھی بھی اور پڑھائی بھی اور کئی بار آپ نے سر پہ پگڑی رکھ کر بھی نماز پڑھی اور پڑھائی دونوں طرح جائز ہے نہ ننگے سر نماز پڑھنا مرد کے لیے کوئی عیب ہے بلکہ احرام کی حالت میں لازماً نماز ننگے سر واجب ہے اور نہ کہیں سے سر پہ پگڑی رکھ کر نماز پڑھنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ البتہ عورت کے لیے ضروری ہے کہ سر پہ کپڑا رکھے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۱۹۔ وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ الصَّلٰوةُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ سُنَّةٌ كُنَّا نَفْعَلُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُعَابُ عَلَيْنَا فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اِنَّمَا كَانَ ذَاكَ اِذَا كَانَ فِي الثِّيَابِ قِلَّةٌ فَاَمَّا اِذْ وَسَّعَ اللّٰهُ فَالصَّلٰوةُ فِي الثَّوْبَيْنِ اَزْكٰى رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۷۱۹۔ حضرت ابی بن کعب نے فرمایا۔ ایک کپڑے میں نماز پڑھنا سنت ہے ہم آنحضرت کے ساتھ اس سنت پر عمل کرتے تو معیوب نہ سمجھا جاتا حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا۔ یہ کپڑوں میں کمی کی وجہ سے تھا جب اللہ تعالیٰ نے فراخی فرمادی تو دو کپڑوں میں نماز بہتر ہے۔ (احمد)

بَابُ السُّتْرَةِ

سُترہ کا بیان

نماز میں کسی دوسری طرف توجہ مناسب نہیں۔ کسی وجہ سے نمازی کے سامنے سے گزرنا منع ہے۔ مکانات اور مساجد میں ستون اور دیوار میں توجہ کو روکنے کا کام دیتی ہے۔ لیکن میدان میں نظر کی تحدید کے لیے کوئی چیز نہیں ہوتی ایسی جگہ آنحضرت حربہ (چھوٹا نیزہ) یا کجاوہ یا کچھ لکڑی جس کی لمبائی کم از کم ڈیڑھ دو فٹ ہوتی سامنے کھڑی فرما لیتے اسے شارع کی زبان میں سترہ فرمایا گیا ہے۔ مٹی کے ڈھیر سے بھی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

سُترہ نہ ہونے کی صورت میں اگر کوئی چیز سامنے سے گزر جائے تو صحیح مذہب یہ ہے کہ نماز نہیں ٹوٹتی۔ صحیح احادیث میں تین چیزوں سے نماز ٹوٹنے کا ذکر ہے۔ گدھا اور کتا اور عورت۔ گدھا اور کتا تو ایسے ہی شرارتی جانور ہیں ان سے نماز میں خلل کا واقع ہونا لازمی ہے اور عورت کے ساتھ تخصیص فرمائی کہ جوان ہو۔ اور ظاہر ہے کہ اگر کوئی عورت جوان نمازی کے قریب بالکل سامنے آجائے تو نماز کہاں رہتی ہے۔ (خالد)

جن احادیث میں ٹوٹنے کا ذکر آیا ہے اس سے مراد خشوع اور توجہ میں خلل واقع ہونا معلوم ہوتا ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضری کی ایک صورت ہے۔ غلام آقا کے سامنے سے گزرنے سے سختی سے روکا گیا ہے۔ سترہ سامنے قریب گاڑنا چاہیے اس کی دوسری جانب اگر کوئی گزرے تو کوئی حرج نہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۷۲۰۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَغْدُوْا اِلَی الْمُصَلّٰی وَالْعَنَزَۃُ بَیْنَ یَدَیْہِ تُحْمَلُ وَتُنْصَبُ بِالْمُصَلّٰی بَیْنَ یَدَیْہِ فَیُصَلِّیْ اِلَیْھَا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۷۲۱۔ وَعَنْ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَکَّۃَ وَھُوَ بِالْاَبْطَحِ فِیْ قُبَّۃٍ حَمْرَآءَ مِنْ اَدَمٍ وَرَاَیْتُ بِلَالًا اَخَذَ وَضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَاَیْتُ النَّاسَ یَبْتَدِرُوْنَ ذٰلِکَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ اَصَابَ مِنْہُ شَیْئًا تَمَسَّحَ بِہٖ وَمَنْ لَّمْ یُصِبْ مِنْہُ اَخَذَ مِنْ بَلَلِ یَدِ صَاحِبِہٖ ثُمَّ رَاَیْتُ بِلَالًا اَخَذَ عَنَزَۃً فَرَکَزَھَا وَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حُلَّۃٍ حَمْرَآءَ مُشَمِّرًا صَلّٰی اِلَی الْعَنَزَۃِ بِالنَّاسِ رَکْعَتَیْنِ وَرَاَیْتُ النَّاسَ وَالدَّوَابَّ یَمُرُّوْنَ بَیْنَ یَدَیِ الْعَنَزَۃِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

پہلی فصل

۷۲۰۔ ابن عمر نے فرمایا آنحضرت صبح عیدگاہ میں تشریف لے جاتے۔ چھوٹا نیزہ آپ کے سامنے نمازگاہ میں نصب کر دیا جاتا آپ اس کی طرف نماز ادا فرماتے[1] (بخاری)

۷۲۱۔ ابو جحیفہ نے فرمایا میں نے آنحضرت کو مکہ مکرمہ میں دیکھا آپ مقام ابطح میں ایک چمڑے کے سرخ خیمہ میں قیام فرما تھے، اور میں نے حضرت بلال کو دیکھا۔ حضرت کے لیے وضو کا پانی لیے کھڑے تھے۔ اور لوگ وضو کا یہ پانی لینے کے لیے جلدی کر رہے تھے جس کو کچھ پانی مل جاتا وہ اسے منہ پر مل لیتا اور جس کو نہ ملتا وہ اپنے ساتھی کے ہاتھوں کے نم سے لیتا پھر میں نے حضرت بلال کو دیکھا اس نے عنزہ (چھوٹا نیزہ) اٹھا لیا۔ اور اسے گاڑ دیا آنحضرت سرخ حلہ لپیٹ کر نکلے۔ نیزے کی طرف رخ فرما کر دو رکعت نماز پڑھی۔ میں نے دیکھا آدمی اور نہ چارپائے نیزے کے دوسری طرف سے گزر رہے تھے[2] (بخاری۔ مسلم)

نمازی اپنے سامنے سترہ ضرور کھڑا کرے۔ [1] اس کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے مستحب ہے کہ نمازی اپنے سامنے کوئی چیز مثلاً دیوار یا ستون یا کوئی لکڑی یا کوئی چیز اپنے سامنے رکھے تاکہ اس کی نماز کے خشوع خضوع میں فرق نہ آئے اور کوئی چیز بھی نہ مل سکے تو چاند کی شکل کا نصف دائرہ لکیر کھینچ لے نمازی کو اپنے سامنے سترہ رکھنا مستحب ہے اور نمازی کے آگے سے گزرنا گناہ کبیرہ ہے۔

نیک لوگوں کی چھوئی ہوئی چیز سے برکت لینا۔ [2] اس کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے کئی مسئلے معلوم ہوئے نیک لوگوں کی چھوئی ہوئی چیزوں سے برکت حاصل کرنا۔ جہاں سے لوگوں کے گزرنے کا اندیشہ ہو وہاں نمازی اپنے سامنے سترہ رکھے اور یہ کہ سترہ برچھے جتنی موٹی چیز سے بھی درست ہے۔ اور سرخ کپڑے پہننا (ان میں سرخ دھاریاں تھیں ورنہ خالص سرخ رنگ مردوں کو منع ہے)۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۲۲۔ وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَعْرِضُ رَاحِلَتَہٗ فَیُصَلِّی اِلَیْھَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَزَادَ الْبُخَارِیُّ قُلْتُ اَفَرَاَیْتَ اِذَا ھَبَّتِ الرِّکَابُ قَالَ کَانَ یَاخُذُ الرَّحْلَ فَیُعَدِّلُہٗ فَیُصَلِّی اِلٰی اٰخِرَتِہٖ۔

۷۲۳۔ وَعَنْ طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا وَضَعَ اَحَدُکُمْ بَیْنَ یَدَیْہِ مِثْلَ مُؤْخِرَۃِ الرَّحْلِ فَلْیُصَلِّ وَلَا یُبَالِ مَنْ مَرَّ وَرَآءَ ذٰلِکَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۷۲۴۔ وَعَنْ اَبِیْ جُھَیْمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ یَعْلَمُ الْمَآرُّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ مَاذَا عَلَیْہِ لَکَانَ اَنْ یَّقِفَ اَرْبَعِیْنَ خَیْرًا لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّمُرَّ بَیْنَ یَدَیْہِ قَالَ اَبُو النَّضْرِ

۷۲۲۔ نافع عبد اللہ بن عمر سے روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت اپنی سواری سامنے بٹھا لیتے اور اس کی طرف نماز پڑھتے (بخاری، مسلم نے زیادہ کہا میں نے کہا جب اونٹ چرنے کے لیے چلے جاتے فرمایا کجاوہ اٹھا کر سامنے رکھ لیتے اور اس کے آخری حصہ کی طرف نماز پڑھ لیتے [۱]

۷۲۳۔ طلحہ بن عبید اللہ نے کہا آنحضرت نے فرمایا جب تم سے کوئی اپنے کجاوہ کی پچھلی لکڑی کے برابر رکھ دے اور نماز پڑھے اس کے پیچھے جو کچھ گزرے اس کی پرواہ نہ کرے [۲] (مسلم)

۷۲۴۔ ابو جہیم نے فرمایا آنحضرت کا ارشاد ہے نمازی کے آگے سے گزرنے والا اگر یہ جان لے کہ اس پر کس قدر گناہ ہے تو اس کے لیے چالیس سال ٹھہرنا آگے گزرنے سے بہتر ہے ابو النضر فرماتے ہیں مجھے یہ معلوم نہیں آپ نے چالیس دن فرمایا یا مہینے یا سال [۳] (بخاری مسلم)

(حاشیہ بقیہ صفحہ)

اور یہ کہ سفر میں دوگانہ پڑھنا بہتر ہے پوری نماز پڑھنے سے اور دوگانہ سفر شروع کرتے ہی شروع ہو جائے گا۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) کوئی چیز نہ ہو تو جانور کو سترہ بنا لے۔ [۱] اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے عبد الرزاق نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ اونٹ کو سامنے بٹھا کر اس کی اوٹ میں نماز پڑھنا اس وقت جائز ہے جبکہ اس پر پالان کسا ہو ورنہ نہیں۔

مقتدی کو علیحدہ سترہ رکھنا ضروری نہیں۔ [۲] اس کو احمد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے کجاوے کا پچھلا حصہ ایک ہاتھ کا اندازہ بلند ہوتا ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ اگر جماعت ہو رہی ہو تو امام اور مقتدی ہر ایک کو اپنے سامنے سترہ رکھنا چاہیئے یا امام کا سترہ رکھ لینا ہی مقتدیوں کو کافی ہے۔ صحیح یہ ہے کہ امام اپنے سامنے سترہ رکھے اور مقتدیوں کا سترہ خود امام ہے۔

نمازی کے آگے سے گزرنا کبیرہ گناہ ہے۔ [۳] اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ بزار نے سیرین بن سعید سے چالیس سال نقل کئے ہیں۔ اور اس کی سند صحیح ہے۔ اس سے معلوم ہو کہ نمازی کے آگے سے گزرنا کبیرہ گناہ ہے۔ اس میں فرض اور نفل نماز کا کوئی فرق نہیں اور اسی طرح منفرد، امام اور مقتدی کی نماز کا بھی کوئی فرق نہیں گزرنے والے کیلئے سب کا گناہ یکساں ہے۔ البتہ اگر امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو تو مقتدی کی نماز نہیں ٹوٹے گی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا اَدْرِیْ قَالَ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا اَوْ شَهْرًا اَوْ سَنَةً مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۷۲۵۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ اِلٰی شَیْءٍ یَسْتُرُهٗ مِنَ النَّاسِ فَاَرَادَ اَحَدٌ اَنْ یَّجْتَازَ بَیْنَ یَدَیْهِ فَلْیَدْفَعْهُ فَاِنْ اَبٰی فَلْیُقَاتِلْهُ فَاِنَّمَا هُوَ شَیْطَانٌ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ وَلِمُسْلِمٍ مَعْنَاهُ۔

۷۲۶۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَقْطَعُ الصَّلٰوةَ الْمَرْاَةُ وَالْحِمَارُ وَالْکَلْبُ وَیَقِیْ ذٰلِكَ مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۲۵۔ ابوسعید فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا جب تم کسی ایسی چیز کی طرف نماز پڑھو جو تم کو لوگوں سے چھپائے اور کوئی آدمی اس سے آگے سے گزرنا چاہیے تو اسے روکنا چاہیئے اگر وہ انکار کرے تو اس سے لڑنا چاہیئے کیونکہ وہ شیطان ہے[1] (بخاری، مسلم میں اس کے معنی موجود ہیں)

۷۲۶۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا عورت، گدھا اور کتا نماز توڑ دیتے ہیں کجاوہ کی لکڑی یا اس کی مثل اس سے بچاتی ہے (مسلم)

---

[1] نمازی کے آگے سے گزرنے والا شیطان ہے۔ نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو شیطان اس لیے کہا ہے کہ شیطان کا کام یہ ہے کہ نمازی کی توجہ نماز سے ہٹا کر دوسری طرف کر دیتا ہے اور اس کو یاد خدا سے غافل کر دیتا ہے اور نمازی کے آگے سے گزرنے والا بھی نمازی کی توجہ آگے سے گزر کر اپنی طرف کر لیتا ہے گویا یہ دونوں ایک ہی کام کر رہے ہیں تو وہ بھی شیطان ہے اور یہ بھی شیطان اور پھر یہ بھی تو اس کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے نمازی کے آگے سے گزرنے کو منع کیا ہے پھر جو عمداً اس حکم کی خلاف ورزی کرے وہ شیطان نہیں تو اور کیا ہے اس کو احمد، ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور مسلم میں اس کا مضمون ہے۔ قاضی عیاض نے کہا کہ اس سے مراد ہتھیاروں کی لڑائی نہیں بلکہ صرف روکنا مراد ہے اور وہ بھی اس انداز سے جو نماز کے منافی نہ ہو۔ احمد اور مسلم کی روایت میں یہ لفظ ہیں کہ اس کے ساتھ شیطان ہے جو اس کو آگے سے گزرنے پر اکسا رہا ہے۔

[2] نماز کا مقصد خشوع خضوع ہے:۔ اس کو احمد نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے جاننا چاہیئے کہ حقیقتاً نماز کسی چیز کے یا کسی آدمی یا عورت کے گزرنے سے نہیں ٹوٹتی۔ البتہ خشوع اور خضوع میں ضرور فرق آ جاتا ہے جو کہ نماز کی روح ہے۔ جب وہ نہ رہی تو گویا نماز ٹوٹ گئی۔ اور کسی سے نفرت کی بنا پر اس کی طرف توجہ زیادہ ہو جاتی ہے اور عورت کی طرف رغبت کی وجہ سے اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی کہے کہ کتا بھی حرام اور انسان بھی تو اس کے وجوہات بالکل الگ ہیں کتا اپنی نجاست کی وجہ سے حرام ہے اور انسان اپنی حرمت اور شرافت کی وجہ سے حرام ہے۔ اسی مضمون کو حضرت عائشہ صدیقہ نے اس طرح بیان فرمایا کہ کیا تم نے عورت، کتے اور گدھے کو ایک جیسا سمجھ لیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۲۷ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ وَاَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ كَاعْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۲۸ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلٰى اَتَانٍ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ بِمِنًى اِلٰى غَيْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ وَاَرْسَلْتُ الْاَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ اَحَدٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۷۲۹ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ

---

۷۲۸ - حضرت عائشہ فرماتی ہیں آنحضرت رات کو نماز پڑھتے رہیں آپ کے آگے جنازہ کی طرح لیٹی رہتی۔[1] (بخاری، مسلم)

۷۲۹ - ابن عباس فرماتے ہیں میں ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا اور میں ان ایام میں تقریباً بالغ تھا۔ آنحضرت منٰی میں نماز پڑھا رہے تھے سامنے کوئی دیوار نہ تھی۔ میں صف کے بعض حصے کو آگے گزرا۔ اور گدھی کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ اور خود صف میں شامل ہو گیا کسی نے برا نہ منایا[2] (بخاری، مسلم)

دوسری فصل

۷۳۰ - حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا جب کوئی تم سے نماز پڑھے تو اپنی سامنے کوئی چیز رکھ لے اگر نہ ملے تو سوٹی کھڑی کر لے سوٹی نہ ہو تو خط کھینچ لے۔ پھر جو چیز آگے گزرے اس سے کوئی نقصان نہیں ہوتا[3] (ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

عورت سامنے ہو تو بھی حقیقتاً نماز نہیں ٹوٹتی [1] حضرت ابوہریرہ کی حدیث کا جواب دیتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تم تو کہتے ہو کہ عورت کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے میں خود نبی ﷺ کے سامنے پڑی ہوتی اور آپ نماز پڑھتے رہتے ان کی نماز نہ ٹوٹتی۔

گدھا سامنے ہو تو بھی حقیقتاً نماز نہیں ٹوٹتی [2] حضرت ابن عباس کی حدیث سے معلوم ہوا کہ گدھے کے آگے آنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

عصا کو بھی سترہ بنایا جا سکتا ہے [3] اس کو ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ اور بیہقی احمد۔ ابن مدینی نے اس کو صحیح کہا۔ عصا خواہ باریک ہو یا موٹا بلکہ سبرہ بن معبد جہنی کی حدیث میں تیر کے الفاظ آئے ہیں اس کو حاکم نے روایت کیا ہے اور اگر کوئی بھی چیز نہ ملے تو پھر لکیر ہی کھینچ لے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَلْيَجْعَلْ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ شَيْئًا فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَنْصِبْ عَصَاهُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ عَصًا فَلْيَخْطُطْ خَطًّا ثُمَّ لَا يَضُرُّهُ مَا مَرَّ أَمَامَهُ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۷۳۰۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى سُتْرَةٍ فَلْيَدْنُ مِنْهَا لَا يَقْطَعِ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ صَلٰوتَهُ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

۷۳۱۔ وَعَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي إِلَى عُوْدٍ وَّلَا عَمُوْدٍ وَّلَا شَجَرَةٍ إِلَّا جَعَلَهُ عَلَى حَاجِبِهِ الْأَيْمَنِ أَوِ الْأَيْسَرِ وَلَا يَصْمُدُ لَهُ صَمْدًا رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

۷۳۲۔ وَعَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي بَادِيَةٍ

۷۳۱۔ سہل بن ابی حثمہ سے روایت ہے آنحضرت نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی سترہ کی طرف نماز پڑھے تو اس کے قریب کھڑا ہو تاکہ شیطان اس کی نماز قطع نہ کرے[1]۔ (ابوداؤد)

۷۳۲۔ مقدار بن اسود کہتے ہیں میں نے آنحضرت کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ لکڑی یا ستون یا درخت کی طرف نماز پڑھتے ہوں تو اسے دائیں طرف کرتے یا بائیں طرف سیدھے نہ کھڑے ہوتے[2]۔ (ابوداؤد)

۷۳۳۔ فضل بن عباس نے فرمایا آنحضرت ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم جنگل میں تھے اور عباس بھی آپ کے ہمراہ

---

[1] سترہ کے قریب کھڑا ہونا چاہیئے۔ سترہ اگر چھڑی یا عصا وغیرہ ہو یا خط ہو تو اس سے آگے گذرنے والا آدمی نظر تو آتا ہے لیکن یہ خیال کریں نے سترہ رکھا ہے نفرت نہیں پیدا ہونے دیتا۔ اس کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے نمازی کو چاہیئے کہ سترہ کے اتنا قریب کھڑا ہو کر سجدہ میں اس کا سر سترہ کے پاس چلا جاوے۔ احمد اور نسائی نے حضرت بلال سے روایت کیا ہے کہ سترہ سے تین ہاتھ کے اندازہ پر کھڑا ہو جاوے نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو شیطان کہا ہے کہ وہ خدا اور رسول کے حکم کی پرواہ نہ کر کے نمازی کے آگے سے گزرنا چاہتا ہے شیطان کا سا کام کر رہا ہے۔

[2] سترہ کے ایک جانب کھڑا ہونا چاہیئے۔ اس کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ بت پوجنے والے چونکہ بتوں کے سامنے کھڑا ہو کر بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ آپ نے ان کی مشابہت سے پرہیز کی کہ کوئی ایسا نہ سمجھے کہ اس کو سجدہ ہو رہا ہے۔ اور اسی توجیہ پر شریعت نے کئی ایک حکم جاری کیے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَنَا وَمَعَهُ عَبَّاسٌ فَصَلّٰى فِيْ صَحْرَآءٍ لَيْسَ بَيْنَ يَدَيْهِ سُتْرَةٌ وَحِمَارَةٌ لَّنَا وَكَلْبَةٌ تَعْبَثَانِ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا بَالٰى بِذٰلِكَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَلِلنَّسَآئِيِّ نَحْوَهٗ۔

۷۳۳۔ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ شَيْءٌ وَّادْرَءُوْا مَا اسْتَطَعْتُمْ فَاِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۷۳۴۔ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ فِيْ قِبْلَتِهٖ فَاِذَا سَجَدَ غَمَزَنِيْ فَقَبَضْتُ رِجْلِيْ وَاِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ

تھے آپ نے کھلے میدان میں نماز پڑھی آپ کے سامنے کوئی سترہ نہ تھا۔ ہماری گدھی اور کتیا آپ کے آگے کھیلتی تھیں آپ نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی (ابوداؤد۔ نسائی)

۷۳۳۔ ابوسعید فرماتے ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کوئی چیز نماز کو توڑ نہیں سکتی۔ لیکن جہاں تک ہو سکے گزرنے سے روکو۔ جو گزرے وہ شیطان ہے۔ (ابوداؤد)

تیسری فصل

۷۳۴۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں آپ کے سامنے سو جاتی اور میرے پاؤں آپ کے قبلہ میں ہوتے جب آپ سجدہ کرتے تو مجھے دبا دیتے میں پاؤں سمیٹ لیتی جب آپ کھڑے ہو جاتے تو پھیلا دیتی اور گھروں میں اس وقت چراغ نہیں تھے[۲]

---

[۱] سترہ ہو تو بہتر ہے ورنہ نماز نہیں ٹوٹتی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کتے اور گدھے سے بھی حقیقتاً نماز نہیں ٹوٹتی اور عورت کے متعلق حضرت عائشہ کی حدیث موجود ہے کہ آنحضرت نماز پڑھتے اور میں آپ کے آگے لیٹی ہوتی جب سجدہ کرتے تو میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی اور جب سجدہ کر لیتے تو میں پاؤں پھیلا لیتی۔ عربی لوگ سال میں سے کچھ دن جنگل میں جا کر بسر کرتے تھے تاکہ کھلی آب و ہوا میں صحت اچھی رہے اور ہر خاندان کا الگ جنگل ہوتا۔ جیب ہاشمی باہر گئے ہوئے تھے تو آنحضرت بھی گئے اس حدیث کو احمد اور ابو یعلی نے بھی روایت کیا ہے۔ ان کی سند میں حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے اور اس کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور ان کی سند صحیح ہے کیونکہ وہاں کوئی ضعیف راوی نہیں۔

[۲] اگر سامنے آدمی لیٹا ہو تو بھی نماز ہو جائے گی اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت کے آگے آنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ حدیث جس میں ہے کہ سوئے ہوئے آدمی کے سامنے نماز نہ پڑھی جائے۔ جس کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ وہ حدیث ضعیف ہے ابوداؤد نے کہا کہ اس کے تمام طرق ضعیف ہیں۔ اعتراض پیدا ہوتا تھا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيحُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۷۳۵ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُكُمْ مَالَهُ فِي أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْ أَخِيهِ مُعْتَرِضًا فِي الصَّلٰوةِ كَانَ لَأَنْ يُقِيمَ مِائَةَ عَامٍ خَيْرٌ لَهُ مِنَ الْخُطْوَةِ الَّتِي خَطَا. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

۷۳۶ - وَعَنْ كَعْبِ الْأَحْبَارِ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يُخْسَفَ بِهِ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ أَهْوَنَ عَلَيْهِ. رَوَاهُ مَالِكٌ.

۷۳۷ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى غَيْرِ السُّتْرَةِ فَإِنَّهُ يَقْطَعُ صَلٰوتَهُ الْحِمَارُ وَالْخِنْزِيرُ وَالْيَهُودِيُّ وَالْمَجُوسِيُّ وَالْمَرْأَةُ وَتُجْزِئُ عَنْهُ إِذَا مَرُّوا بَيْنَ يَدَيْهِ عَلَى قَذْفَةٍ بِحَجَرٍ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(بخاری، مسلم)

۷۳۶۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا نمازی کے سامنے گزرنے والے اگر جان لیں ان پر کس قدر جرم ہے۔ وہ اس قدم کی بجائے سو سال ٹھہرنا پسند کرے[1] (ابن ماجہ)

۷۳۷۔ کعب احبار کہتے ہیں نمازی کے آگے گزرنے والے اس جرم کی اہمیت کو سمجھ لیں تو زمین میں دھنس جانا انہیں اس سے آسان معلوم ہو[2] (مالک)

۷۳۸۔ ابن عباس فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا جب کوئی سترہ کے بغیر نماز پڑھے تو اس کی نماز گدھے، خنزیر، یہودی، مجوسی کے گزرنے سے ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر پتھر پھینکنے کی مسافت کے برابر وہ گزرے تو کوئی حرج نہیں[3] (ابوداؤد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) کہ حضرت عائشہ آنحضرت کے سجدہ کی جگہ پاؤں کیوں رکھ دیتی تھیں تو اس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ چراغ ان دنوں گھروں میں نہیں ہوتے تھے۔ نیند کے غلبہ سے پاؤں سیدھے کر لیتیں اور وہ آنحضرت کے سجدہ کی جگہ میں آجاتے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا) [1] اس حدیث کی بحث فصل اول میں چالیس سال والی حدیث کے تحت گزر چکی ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ مقصود تحذیر ہے عدد معین مقصود نہیں [2] یہ حدیث منقطع ہے۔ ابن عبدالبر نے موطا کی مراسیل کو وصل کرتے ہوئے اس حدیث کو بھی وصل کیا ہے۔ زرقانی نے کہا ہے کہ کعب احبار نے یہ مضمون کتب سماویہ سابقہ سے نقل کیا ہے کیونکہ یہ ان کے بہت بڑے ماہر بھی تھے۔ اور ان کو بیان بھی کرتے تھے۔ [3] اس کو ابوداؤد نے روایت کر کے کہا ہے کہ میں نے محمد بن اسمٰعیل بصری سے اس حدیث کو نہیں سنا۔ میرا خیال ہے کہ اس کو وہم ہوا ہے اور یہ حدیث ندر درجہ کی منکر ہے اور ذہبی نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور اس روایت میں جو پتھر پھینکنے کا قدر کہا گیا ہے اس سے مراد رمی جمار ہے یعنی جتنی دور کھڑے ہو کر جمرات کو کنکریاں مارتے ہیں، اور وہ تین ہاتھ کا اندازہ ہے اور زور سے دور پتھر پھینکنا مراد نہیں ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ صِفَةِ الصَّلٰوةِ

باب نماز کا طریق

نماز اسلام کا رکن ہے۔ آنحضرت نے اسے کفر اور اسلام میں فارق فرمایا ہے۔ یہی ایک ایسا عمل ہے جس کی ترغیب اور تاکید بلوغت سے پہلے فرمائی گئی۔ قرآن نے اس کا ذکر ایک معلوم اور متعارف چیز کی طرح فرمایا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ نماز یہود و نصاریٰ مجوسی اور ملت اسمٰعیل میں معلوم اور مسلّم تھی۔ اوقات میں ممکن ہے کچھ فرق ہو لیکن اس نام کی عبادت پہلے بھی موجود تھی۔ اس وقت مروجہ تورۃ اور انجیل میں بھی نماز کا ذکر ملتا ہے۔ اس لیے قرآنِ عزیز نے اس کے اوضاع کی تعیین نہیں فرمائی۔ جس طرح اعلام کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح صلوٰۃ، زکوٰۃ، حج، صوم کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اکثر حصہ اور اس کی وضع عرب میں معلوم تھی۔ سجدہ رکوع قیام وغیرہ ضروریات معلوم تھیں۔ اور اوراد وظائف میں جو کچھ بدلنا مقصود تھا اس کی ذمہ داری آنحضرت پر ڈال دی۔ معلوم ہے کہ عملی چیزیں صنعتی اعمال محض زبانی بتانے سے نہیں سمجھے جا سکتے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ عمل کر کے بتایا جائے چنانچہ ایسا ہوا۔ خود آنحضرت کو بھی جبرائیل نے نماز سامنے ادا کر کے بتائی۔ آنحضرت نے بھی صحابہ کو اسی طرح عمل فرما کر سکھائی۔ یہی حال نماز کے اوقات میں رہا۔

بعض لوگوں نے سنّت پر بدگمان ہو کر متعارف نماز کے پس وپیش نماز بنانے کی کوشش کی اور اس کے لیے قرآن مجید کو قطع و برید کر کے اس سے نماز کشید کرنے کی سعی کی۔ مگر واقعات بتلاتے ہیں کہ یہ حضرات اس میں ناکام رہے۔ اس میں اس قدر اختلاف ہو کر ان بیچاروں کو باقی ارکانِ اسلام کی طرف نظر اٹھانے کا حوصلہ ہی نہیں ہوا حقیقت یہ ہے کہ جس تواتر عملی سے یہ ارکان ثابت تھے۔ اس کے خلاف لب کشائی کرنا یا کوئی نئی وضع گھڑنے کی سعی کرنا نہ علم ہے۔ نہ دانشمندی تواتر قولی کو قطعی دلیل سمجھنا اور عملی تواتر کو مسترد کرنا بے اصول ہے۔

ائمہ سنت میں نماز کی بعض اوضاع میں اختلاف ہے لیکن یہ اختلاف کفر و اسلام کا نہیں۔ ائمہ حدیث اور بعض دوسرے امام رکوع کے وقت دو رکعتوں سے اٹھتے وقت رفع الیدین کرتے ہیں۔ احناف میں اس کا رواج نہیں۔ بعض فاتحہ کے بعد آمین کا لفظ اونچی آواز سے کہتے ہیں، لیکن یہ بحث اولویت اور بہتری کی حد تک ہے۔ جو لوگ اس سے زیادہ غلو کرتے ہیں وہ حد سے تجاوز کرتے ہیں۔ یہ شرعًا درست نہیں جو تحقیق ہو اس کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔ دوسرے کو صحیح اور بہتر بات سمجھانے کی کوشش کرنا چاہیئے مگر اسے جھگڑے کی بنیاد قرار دینا دین کی خدمت نہیں تخریب ہے۔

فاتحہ کی فرضیت کے متعلق امام شافعی کی روش سخت ہے ولائل اس کے مؤید ہیں لیکن ایک آدمی کی سمجھ میں مسئلہ آیا ہی نہیں اور یہ مسئلہ اعتقادی بھی نہیں اس پر تند اور تیز فتویٰ کیسے لگایا جا سکتا ہے۔ یہی حال ان لوگوں کا ہے جو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاتحہ پڑھنے والے کے منہ میں آگ ڈالتے ہیں۔ غلو اور تعدی کی باتیں ان اللہ لا یحب المعتدین۔
یہ اختلافات آئمہ کے طریق فکر سے پیدا ہوئے ہیں وہ لوگ ان اختلافات کے باوجود ایک دوسرے کو مسلمان جانتے تھے اقتدا کرتے تھے بوقت ضرورت ایک دوسرے کی اقتدا جائز سمجھتے ہیں۔

اس باب میں نماز کے فرائض سنتیں اور مستحباب ذکر فرمائے گئے ہیں۔ طالب علم کو تحقیق سے کام لے کر جو صحیح معلوم ہو اس پر کاربند ہو جانا چاہیئے۔ کامل نماز وہ ہے جو اطمینان اور سکون سے ادا کی جائے، فرائض سنتیں مستحباب اپنے اپنے مقام پر سب ادا ہوں۔ اقامۃ الصلوٰۃ اسی چیز کا نام ہے۔ واللہ ولی التوفیق۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۷۳۸ - عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِیْ نَاحِیَۃِ الْمَسْجِدِ فَصَلّٰی ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَیْہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْکَ السَّلَامُ اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلّٰی ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَیْکَ السَّلَامُ اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ فِی الثَّالِثَۃِ اَوْ فِی الَّتِیْ بَعْدَھَا عَلِّمْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَۃَ فَکَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تَیَسَّرَ مَعَکَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْکَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ رَاکِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَسْتَوِیَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ جَالِسًا وَفِیْ رِوَایَۃٍ ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَسْتَوِیَ قَائِمًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِکَ فِیْ صَلٰوتِکَ کُلِّھَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

پہلی فصل

۷۳۸ - حضرت ابوہریرہ نے فرمایا ایک آدمی مسجد میں آیا آنحضرت مسجد کے ایک کونے میں تشریف فرما تھے اس آدمی نے نماز پڑھی اور حضرت سے آکر سلام کہا آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا نماز پھر پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی۔ اس نے جاکر پھر نماز پڑھی آکر سلام کہا حضرت نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا پھر نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی۔ اس نے تیسری یا چوتھی بار کہا۔ حضرت مجھے نماز سکھائی جائے۔ فرمایا جب نماز کا ارادہ کرو تو پوری طرح وضو کرو پھر قبلہ رخ ہو کر تکبیر کہو پھر جس قدر قرآن مجید یاد ہو پڑھو پھر اطمینان سے رکوع کرو پھر سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر اطمینان سے سجدہ کرو پھر سر اٹھاؤ اور تسلی سے بیٹھ جاؤ پھر اطمینان سے سجدہ کرو پھر سر اٹھا کر تسلی سے بیٹھ جاؤ اور ایک روایت میں ہے یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر اسی طرح کرتے جاؤ (بخاری مسلم)

[1] اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی قریب قریب الفاظ سے روایت کیا ہے۔ ابوداؤد، ترمذی، اور نسائی میں یہ حدیث رفاعہ بن رافع کی روایت سے ہے اور عمار بن یاسر نے بھی اس کو بیان کیا ہے۔ یہ حدیث "مسیئ الصلوٰۃ کی حدیث" کے نام سے مشہور ہے اور یہ آدمی خلاد بن رافع تھے۔ اور تھے۔ اور یہ نماز تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں تھیں۔ اس حدیث میں جتنے ارکان کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ سب فرض ہیں اور ان میں اطمینان بھی فرض ہے مثلاً قیام، تکبیر تحریمہ، قراءت، رکوع، سجدہ اور جلسہ وغیرہ لیکن اس میں تمام واجبات کا ذکر نہیں ہوا۔ مثلاً نیت درمیانی تشہد، آخری تشہد، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا اور سلام کے لفظ سے نماز سے فارغ ہونا۔ بعض نے اس حدیث سے عدم وجوب قراءت فاتحہ کا استدلال بھی کیا ہے واقعی "ان کو بہت دور کی سوجھی" ہے لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ احمد، ابوداؤد اور ابن حبان میں "ما تیسر" کی بجائے ثم اقراء بام القرآن کے الفاظ ہیں کہ پھر الحمد پڑھ اور ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں ثم اقراء بام الکتاب پھر الحمد پڑھ باقی امور کی بحث آگے آئے گی انشاء اللہ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۹۰ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوةَ بِالتَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ وَكَانَ إِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَائِمًا وَّكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ ثُمَّ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ جَالِسًا وَكَانَ يَقُولُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عُقْبَةِ الشَّيْطَانِ وَيَنْهٰى أَنْ يَفْتَرِشَ الرَّجُلُ ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ السَّبُعِ وَكَانَ يَخْتِمُ الصَّلٰوةَ بِالتَّسْلِيمِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۹۰۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے آنحضرت تکبیر اور سورۃ فاتحہ سے نماز شروع فرماتے تھے۔ اور جب رکوع جاتے نہ سر کھڑا رکھتے نہ ہی سر نیچا کر دیتے بلکہ اس کے درمیان رکھتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو جب تک سیدھے کھڑے نہ ہو جاتے سجدہ نہ فرماتے اور جب سجدہ سے اٹھتے جب تک اطمینان سے بیٹھ نہ جاتے دوسرا سجدہ نہ کرتے اور ہر دو رکعتوں کے بعد بیٹھتے اور التحیات کہتے اور بایاں پاؤں بچھا دیتے اور دایاں کھڑا رکھتے اور شیطان کے عقبہ سے منع فرماتے اور درندوں کی طرح سے بازو بچھانے سے منع فرماتے اور سلام کہہ کر نماز ختم فرما دیتے۔[1] (مسلم)

نماز پڑھنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ [1] اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث کو بعض نے معلول کہا ہے۔ کیونکہ حضرت عائشہ سے روایت کرنے والا ابوالجوزاء ہے اور اس کا نام اوس بن عبداللہ ہے اوس کی حضرت عائشہ سے ملاقات نہیں ہے لیکن صاحب جامع الاصول نے ابوالجوزا کی حضرت عائشہ سے ملاقات ثابت کی ہے بعض نے اس حدیث سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے نہ پڑھنے کا استدلال کیا ہے۔ لیکن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ مطلب نہیں وہ صرف یہ بیان کرنا چاہتی ہیں کہ تکبیر اور الحمد بلند آواز سے پڑھے اور جو ان کے درمیان دعا تھی وہ آہستہ آواز سے پڑھی ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اکثر کے نزدیک سورہ فاتحہ کی ایک آیت ہے۔ اور حضرت عائشہ کا یہی مذہب ہے اس کی بحث آگے آئے گی اصل حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بسم اللہ کا بلند آواز سے پڑھنا بھی ثابت ہے اور آہستہ پڑھنا بھی ثابت ہے۔ اگر انصاف سے دونوں چیزوں کو تسلیم کر لیا جائے تو جھگڑا ختم ہو جاتا ہے۔ تشہد میں جو پاؤں بچھا کر اوپر بیٹھنے کا ذکر ہے یہ صرف درمیانی تشہد کی صورت ہے ورنہ آخری تشہد میں سنت یہ ہے کہ آدمی دونوں پاؤں دائیں جانب باہر نکال دے اور بائیں چوتڑ پر بیٹھ جائے اور عقبۃ الشیطان یہ ہے کہ آدمی اپنی ہیٹھ پر بیٹھ جائے اور اپنی پنڈلیاں کھڑی کرے اور ہاتھوں کو زمین پر پھیلا دے۔ اس کو اقعاء بھی کہتے ہیں اور اقعاء کی ایک دوسری صورت بھی ہے جو اگرچہ جائز تو ہے لیکن پسندیدہ نہیں اور وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے پاؤں کھڑے کر کے ان پر بیٹھ جائے اور سلام کا لفظ کہہ کر نماز ختم کرنے کے الفاظ میں ان لوگوں کا رد ہے جو یہ کہتے ہیں کہ کوئی خلاف نماز حرکت کرنے سے بھی آدمی اپنی نماز ختم کر سکتا ہے۔ مثلاً زور سے ہوا خارج کر دے یا چیخ اٹھے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۴۰ - وَعَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ السَّاعِدِیِّ قَالَ فِیْ نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا اَحْفَظُکُمْ لِصَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُہٗ اِذَا کَبَّرَ جَعَلَ یَدَیْہِ حَذَآءَ مَنْکِبَیْہِ وَاِذَا رَکَعَ اَمْکَنَ یَدَیْہِ مِنْ رُکْبَتَیْہِ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَہٗ فَاِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ اسْتَوٰی حَتّٰی یَعُوْدَ کُلُّ فَقَارٍ مَّکَانَہٗ فَاِذَا سَجَدَ وَضَعَ یَدَیْہِ غَیْرَ مُفْتَرِشٍ وَّلَا قَابِضِهِمَا وَاسْتَقْبَلَ بِاَطْرَافِ اَصَابِعِ رِجْلَیْہِ الْقِبْلَۃَ فَاِذَا جَلَسَ فِی الرَّکْعَتَیْنِ جَلَسَ عَلٰی رِجْلِہِ الْیُسْرٰی وَنَصَبَ الْیُمْنٰی فَاِذَا جَلَسَ فِی الرَّکْعَۃِ الْاٰخِرَۃِ قَدَّمَ رِجْلَہُ الْیُسْرٰی وَنَصَبَ الْاُخْرٰی وَقَعَدَ عَلٰی مَقْعَدَتِہٖ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۷۴۱۔ حضرت ابوحمید ساعدی نے صحابہ کی ایک جماعت سے کہا۔ مجھے آنحضرت کی نماز سب سے زیادہ یاد ہے میں نے حضرت کو دیکھا جب آپ تکبیر کہتے تو ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھا لیتے اور جب رکوع کرتے تو ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے اور پشت ہموار کر لیتے اور جب سر اٹھاتے تو اس طرح سیدھے کھڑے ہوتے کہ ہر ہڈی اپنے ٹھکانے پر چلی جاتی اور جب سجدہ کرتے تو ہاتھ زمین پر رکھ دیتے نہ بچھاتے اور نہ ہی کھولتے اور پاؤں کی انگلیاں رو بقبلہ کرتے اور جب دو رکعتوں میں بیٹھتے اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور دایاں کھڑا کر لیتے اور جب آخری رکعت میں تشہد بیٹھتے تو بایاں پاؤں آگے کر لیتے اور مقعد کے سہارے بیٹھ جاتے (بخاری)

نماز کی تفصیلی کیفیت:۔ [1] اس حدیث کو بخاری نے مختصراً روایت کیا ہے اور نسائی کے سوا باقی پانچوں نے اس کو مفصل بیان کیا ہے۔ ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے اور ابن حبان نے بھی اس کو روایت کیا ہے اس حدیث میں کئی ایک باتیں ایسی ہیں جو بعض دوستوں کو نہایت ناگوار گزرتی ہیں۔ اس لیے انہوں نے اس حدیث کو معلول ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ طحاوی نے کہا کہ یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ محمد بن عمرو۔ محمد بن عمر بن علقمہ سے روایت کرتے ہیں اور ان کی آپس میں ملاقات نہیں ہے لیکن امام طحاوی نے خود اس میں ٹھوکر کھائی ہے۔ یہ محمد بن عمر بن علقمہ نہیں بلکہ محمد بن عمرو بن عطا ہیں جن کو وہ غلطی سے وہ سمجھ کر انقطاع ثابت کر رہے ہیں یہ بھی خیال نہ کیا کہ امام بخاری منقطع حدیث لانے والے نہیں تھے ؎ وَکَمْ مِّنْ عَائِبٍ قَوْلًا صَحِیْحًا۔ وَاٰفَتُہٗ مِنَ الْفَهْمِ السَّقِیْمِ۔ ابوحمید سے آنحضرت کی نماز کی حکایت قولاً بھی مروی ہے اور فعلاً بھی اس میں آخری تشہد کو پہلے تشہد سے علیحدہ صورت میں بیان کیا ہے اسے تورک کہتے ہیں امام مالک اور شافعی اور اہلِ علم کی اکثریت اس کے مسنون ہونے کے قائل ہیں۔ حضرت عائشہ کی حدیث میں عقبۃ الشیطان سے منع کیا ہے وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے سرین زمین پر رکھ کر اور پنڈلیوں کو کھڑا کر لے اور ہاتھ زمین پر رکھ دے جیسے کہ کتا بیٹھتا ہے۔ ابوعبیدہ نے یہی تفسیر کی ہے۔ اور درندے کی طرح بیٹھنے سے بھی منع فرمایا کہ سجدے میں اپنے بازوؤں کو زمین پر لگا دے۔ ابوحمید ساعدی کی مفصل حدیث میں جلسہ استراحت کا ذکر بھی آیا ہے جس کے بعض دوست منکر ہیں اور اس کی توجیہ یہ کرتے ہیں کہ آنحضرت جب بوڑھے ہو گئے تو یکبارگی نہ اٹھ سکتے تھے اس لیے بیٹھ کر دم لیتے اور پھر اٹھتے۔ اور یہ توجیہ بالکل غلط ہے حدیث مسیء الصلوٰۃ میں بھی جلسہ استراحت کا ذکر ہے اور حدیث صلوٰۃ تسبیح میں بھی حالانکہ وہاں آپ دوسرے لوگوں کو نماز سکھلا رہے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۴۱ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ وَاِذَا کَبَّرَ لِلرُّکُوْعِ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ رَفَعَھُمَا کَذٰلِکَ وَقَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ وَکَانَ لَا یَفْعَلُ ذٰلِکَ فِی السُّجُوْدِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۷۴۲ - ابن عمر فرماتے ہیں آنحضرت جب نماز شروع فرماتے تو کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع جانے کے لیے تکبیر کہتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو اسی طرح ہاتھ اٹھاتے اور سمع اللہ لمن حمدہ (جس نے اللہ کی تعریف کی اس نے اس کی سن لی) ربنا لک الحمد (اے اللہ سب حمد تیرے ہی لیے ہے) کہتے اور سجود میں ایسا نہیں کرتے تھے (بخاری و مسلم)

رکوع کے وقت رفع یدین کرنا سنت ہے ف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھوں کو اٹھاتے ہیں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین ثابت ہے۔ بعض لوگوں نے اس کا انکار کیا ہے لیکن جب انکار کرتے نہ بنی تو ارشاد ہوا۔ پہلے تھی اب منسوخ ہو گئی ہے۔ لیکن نسخ کی دلیل کہاں سے ملے؟ رفع یدین کرنے کے بعض راوی آخری وقت میں مسلمان ہوئے۔ حضرت ابوہریرہ ؓ۔ مالک بن حویرث۔ وائل بن حجر یہ سب ۹ ھ کے بعد مسلمان ہونے والے ہیں۔ سنن کبریٰ بیہقی میں صاف ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری عمر تک رفع یدین سے نماز پڑھتے رہے۔ سنن کبریٰ بیہقی کے مصری اور بخاری نسخوں میں یہ حدیث موجود ہے۔ لیکن مقام افسوس ہے کہ حیدر آباد کے برادران احناف نے جب اس کو ۱۳۴۶ ھ میں طبع کرایا تو اس سے اس حدیث کو خارج کر دیا پھر جابر بن سمرہ کی مسلم کی حدیث کی طرف رجوع فرمایا۔ کہ اس سے مطلب نکل سکے لیکن وہاں "عند السلام" کے الفاظ پھر پڑنے نہیں دیتے۔ غرض "نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن" والا معاملہ ہے۔ عبداللہ بن عمر کی حدیث کو امام بخاری نے منفرداً بھی روایت کیا ہے اور رفیع الیدین کے باب میں مالک بن حویرث کی حدیث کو شیخین اور دوسری جماعت نے بھی روایت کیا ہے۔ اور رفع الیدین کی حدیثیں بہت سے صحابہ سے مروی ہیں حتیٰ کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جتنے صحابہ رفع الیدین کی حدیث کو روایت کرنے والے ہیں اتنے صحابہ کسی روایت کو بیان کرنے والے نہیں ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شرائط کے مطابق انیس صحابہ سے جزء رفع الیدین میں روایت کی ہے۔ اور امام بیہقی نے سنن اور خلافیات میں تیس صحابہ کرام سے رفع الیدین کی حدیث روایت کی ہے۔ ابو حمید ساعدی کی مفصل حدیث فصل دوم میں آرہی ہے۔ اس کے علاوہ نافع عن ابن عمر اور مالک بن حویرث کی حدیثیں بھی آگے آرہی ہیں۔ یہ سب حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفیع یدین کرنا سنت ہے اور اسی طرح تیسری رکعت کو اٹھتے وقت بھی رفیع یدین ثابت ہے انہی حدیثوں کو پیش نظر رکھ کر محققین حنفیہ نے بھی رفع یدین کو پسند کیا ہے اور اس کے قائل اور عامل ہیں چنانچہ امام صاحب کے بلا واسطہ شاگرد حضرت عبداللہ بن مبارک۔ علامہ سبکی۔ علامہ مجدالدین فیروز آبادی۔ ابوطالب مکی۔ ملا علی قاری۔ مجدد الف ثانی۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ شاہ ولی اللہ۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔ مولانا عبدالحی لکھنوی۔ عصام بن یوسف جو امام ابو یوسف کے شاگرد ہیں۔ ابو جعفر احمد بن اسحاق۔ شیخ محی الدین ابن عربی۔ محمد بن احمد بن مسعود قونوی۔ مرزا مظہر جانجاناں۔ علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یہ سب لوگ حنفی ہونے کے باوجود رفع الیدین کیا کرتے تھے۔ اور یہ چند اصحاب بطور نمونہ پیش کیے گئے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۷۴۲۔ وَعَنْ نَّافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۷۴۲۔ نافع کہتے ہیں عبداللہ بن عمر جب نماز شروع فرماتے تو تکبیر فرماتے ہوئے ہاتھ اٹھاتے جب رکوع فرماتے ہاتھ اٹھاتے اور جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے تو ہاتھ اٹھاتے اور جب دو رکعتوں سے اٹھتے تو ہاتھ اٹھاتے ابن عمر نے یہ حدیث آنحضرت سے بیان کی۔[ل] (بخاری)

(حاشیہ بقیہ صفحہ) استقصا نہیں کیا گیا ہے ورنہ ایسے لوگ بے شمار ہیں جو حنفی ہونے کے باوجود قائل اور عامل تھے اور سجدوں میں رفع یدین نہ کرتے بعض نے کہا کہ پہلے سجدوں میں بھی رفع یدین تھی لیکن منسوخ ہوگئی۔ بعض نے سجدہ کی رفع یدین کو مطلق رفع پر محمول کیا ہے۔ یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ سجدہ کو جاتے ہوئے یا سجدہ سے اٹھتے ہوئے ہاتھوں کو گھسیٹ کر نہ لے جاتے بلکہ ہاتھوں کو اٹھا کر لاتے ورنہ وہ اصطلاحی رفع یدین یعنی ہاتھوں کی ہتھیلیوں کا رخ قبلہ کی طرف کر کے کندھوں یا کانوں تک اٹھانا مراد نہیں ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) دعائے قنوت کے وقت رفع یدین ثابت نہیں [ل] اس حدیث میں بھی رفع یدین کا ذکر ہے۔ اصولی طور پر یہ سمجھ لینا چاہیے کہ حدیث شریف کی تمام کتابوں میں سے صحاح ستہ اپنی صحت کے لحاظ سے دنیا بھر میں مشہور ہے۔ یہ چھ کتابیں بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ یا موطا امام مالک ہیں۔ تمام امت کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ کتابیں باقی تمام کتابوں سے زیادہ معتبر ہیں۔ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اہل حدیث سب ان کو مانتے ہیں اور انہی کو صحاح ستہ کہتے ہیں۔ پورے صحاح ستہ میں ایک بھی مرفوع اور صحیح حدیث ایسی نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کسی صحابی نے کسی وقت رکوع کو جاتے ہوئے یا رکوع سے اٹھتے ہوئے رفع یدین نہیں کی تھی۔ اور پورے صحاح ستہ میں ایک بھی ایسی مرفوع اور صحیح حدیث ایسی نہیں جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی نے جہری نمازوں میں آمین بلند آواز سے نہیں کہی تھی اور اس کے برخلاف صحاح ستہ کی ہر ایک کتاب میں رفع یدین کرنے کی چار پانچ چھ سات آٹھ حدیثیں موجود ہیں۔ اسی طرح آمین بالجہر کہنے کے متعلق پورے صحاح ستہ کی ہر کتاب میں آمین بلند کہنے کی حدیثیں موجود ہیں، خواہ صراحتہً ہوں یا استنباطاً۔ تعجب کا مقام ہے کہ جہاں رفع یدین کرنا صحاح ستہ کی حدیثوں سے ثابت ہے وہاں تو رفع یدین نہیں کی جاتی اور تاویلات رکیکہ سے اس کا انکار کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً عبداللہ بن مسعود کی حدیث کو پیش کیا جاتا ہے کہ آپ نے فرمایا کیا میں تم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں اور پھر آپ نے تکبیر تحریمہ کے وقت ایک ہی مرتبہ رفع یدین کی لہٰذا ثابت ہوا کہ رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں ہے حالانکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت نے نماز شروع کرتے وقت ایک ہی دفعہ ہاتھ اٹھائے نماز عیدین کی طرح بار بار ہاتھ نہیں اٹھائے۔ رکوع کی رفع یدین کی یہاں کوئی بحث نہیں ہے اسی طرح جابر بن سمرہ کی حدیث کو رفع یدین نہ کرنے کے لیے پیش کیا جاتا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کیا بات ہے کہ میں تمہیں سرکش گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھ ہلاتے دیکھتا ہوں۔" اس حدیث کو امام مسلم سلام کے باب میں لائے ہیں اور رکوع کی رفع یدین کی حدیثیں اس سے پہلے رکوع کے باب میں بیان کر چکے ہیں۔ باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۴۳۔ وَعَنْ مَالِكِ ابْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَفِيْ رِوَايَةٍ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوْعَ أُذُنَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۴۴۔ وَعَنْهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فَإِذَا كَانَ فِيْ وِتْرٍ مِنْ صَلٰوتِهٖ لَمْ يَنْهَضْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۷۴۳۔ مالک بن حویرث نے فرمایا آنحضرت جب تکبیر کہتے تو کانوں کے برابر ہاتھ اٹھاتے۔ جب رکوع سے سر اٹھاتے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو اسی طرح کرتے اور ایک روایت میں ہے کہ ہاتھ کانوں کی اوپر کی جانب برابر ہوتے[1]۔

۷۴۵۔ مالک بن حویرث نے فرمایا میں نے آنحضرت کو دیکھا جب طاق رکعت سے اٹھتے تو سیدھے بیٹھ کر کھڑے ہوتے[2] (بخاری)

(بقیہ حاشیہ صد ۵۵۱) حضرت جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ ہم جب تشہد میں بیٹھتے تو سلام کے وقت اپنے ہاتھ سے بھی اشارہ کرتے جیسے کسی سے مصافحہ کیا جاتا ہے دائیں طرف بھی اور بائیں طرف بھی تو اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا کہ صرف منہ سے السلام علیکم و رحمۃ اللہ کہا کرو۔ ہاتھ سے اشارہ نہ کیا کرو۔ تو اس حدیث کو رکوع کی رفع یدین کے لیے پیش کرنے لگے حالانکہ اس حدیث کا اس رفع یدین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور وتروں میں دعائے قنوت کے وقت ہاتھ اٹھائے یعنی رفع یدین کرنے کا کسی صحیح حدیث میں کوئی تذکرہ نہیں ہے صرف ایک صحابی کا قول اور وہ بھی ضعیف سند سے مروی ہے اسے قبول کر لیا گیا اور اس کی بنا پر رفع یدین کو ثابت کیا گیا۔ کجا ایک طرف ایک صحابی کا کمزور سند سے قول جس کو قبول کیا گیا اور کجا دوسری طرف صحاح ستہ کی صحیح اور مرفوع اور متواتر احادیث جنہیں رد کر دیا گیا بہ بیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔ یہاں اصل بحث احادیث کے ثبوت اور عدم ثبوت کی نہیں بلکہ اصل سبب تقلید ہے۔ چونکہ فقہ میں آگیا ہے کہ وتروں میں رفع یدین کرو وہاں کر لیا جاتا ہے اور فقہ میں آیا ہے کہ رکوع کے وقت رفع یدین نہ کرو وہاں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمادیں۔

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا)

[1] رفع یدین میں ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں تطبیق یوں ہے کہ رفع یدین میں ہاتھوں کی ہتھیلیاں تو کندھوں کے برابر رہیں اور انگلیاں کانوں کی لوؤں تک چلی جائیں۔

[2] جلسہ استراحت سنت ثابتہ ہے۔ اس حدیث کو احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی نے بھی روایت کیا ہے اس سے ثابت ہوا کہ جلسۂ استراحت مشروع ہے۔ امام شافعی اور امام احمد اور اہل حدیث اس کو مستحب سمجھتے ہیں۔ احادیث صحیحہ اس کی تائید کرتی ہیں۔ لیکن کچھ لوگوں نے اس کا انکار کیا ہے۔ قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین۔ جلسہ استراحت کے متعلق کئی ایک صحیح احادیث موجود ہیں ان احادیث کا انکار کرنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے منافی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۷۴۵ - وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ كَبَّرَ ثُمَّ الْتَحَفَ بِثَوْبِهٖ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ اَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنَ الثَّوْبِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا وَكَبَّرَ فَرَكَعَ فَلَمَّا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

۷۴۶ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ اَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

۷۴۷ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ حِيْنَ يَرْفَعُ مِنَ الرَّكْعَةِ

---

۷۴۵ - وائل بن حجر کہتے ہیں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب نماز میں داخل ہوئے تو ہاتھ اٹھاتے تکبیر کہی اور کپڑا لپیٹ لیا پھر دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا جب رکوع کا ارادہ کیا تو اپنے ہاتھ کپڑے سے نکالے اور رفع الیدین کی اور تکبیر کہہ کر رکوع چلے گئے۔ جب سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو دونوں ہاتھ اٹھائے اور دونوں ہاتھوں کے درمیان سجدہ کیا۔ (مسلم)

۷۴۶ - سہل بن سعد فرماتے ہیں لوگوں کو حکم کیا جاتا تھا کہ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں بازو پر رکھیں[1]۔ (بخاری)

۷۴۷ - ابوہریرہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے جب رکوع جاتے تو تکبیر کہتے جب رکوع سے پشت سیدھی کرتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے پھر جب جھکتے تو تکبیر کہتے[2] پھر سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے پھر سجدہ میں جاتے

---

[1] اس حدیث کو احمد، نسائی، ابن حبان، خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے اس باب میں سہل بن سعد کی حدیث بھی ہے جو آگے آرہی ہے اور احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور دارقطنی نے ہلب سے بھی روایت کیا ہے یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ دائیں ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی پر رکھے اور جمہور کا یہی مذہب ہے۔ باقی رہا کہ ہاتھوں کو کہاں باندھے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں وائل بن حجر سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر باندھ لیے۔ علامہ ابن حجر نے کہا کہ اس باب میں یہ حدیث سب سے زیادہ صحیح ہے۔

[2] نماز میں ہر رکن کی تبدیلی پر تکبیر کہی جائے اس باب میں کئی ایک احادیث بہت سے صحابہ سے مروی ہیں۔ جن کو شیخین نے بھی روایت کیا ہے اور دوسروں نے بھی یہ سب احادیث دلالت کرتی ہیں کہ جب بھی آدمی نیچے جائے یا اوپر اٹھے قیام کرے یا بیٹھے تو تکبیر کہے یعنی اللہ اکبر کہے مگر جب رکوع سے سر اٹھائے تو اس وقت تکبیر کی بجائے سمع اللہ لمن حمدہ کہے امام نووی نے کہا کہ اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَهْوِي ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي الصَّلٰوةِ كُلِّهَا حَتّٰى يَقْضِيَهَا وَيُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ مِنَ الثِّنْتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوْسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۴۸۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ طُوْلُ الْقُنُوْتِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اس سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے ہوئے پوری نماز میں اسی طرح کرتے اور دو رکعتوں سے اٹھتے تو تکبیر کہتے۔ (بخاری، مسلم)

۷۴۸۔ حضرت جابر نے کہا آنحضرت ﷺ نے فرمایا وہ نماز افضل ہے جس میں قیام لمبا ہو۔[1]

[1] **لمبا قیام زیادہ رکعات پڑھنے سے بہتر ہے** اس کو احمد، ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ اس باب میں عبداللہ بن حبشی کی حدیث ابوداؤد اور نسائی میں بھی ہے اور ابو ذر کی حدیث احمد، ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کی ہے۔ امام نووی نے کہا کہ یہاں قنوت سے مراد باتفاق علما قیام ہے اور اس کی تائید عبداللہ بن حبشی کی حدیث کے الفاظ کرتے ہیں جہاں طول القنوت کی بجائے طول القیام کے الفاظ ہیں۔ یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ لمبا قیام زیادہ رکوع اور زیادہ سجدے کرنے سے بہتر ہے اور وہ حدیثیں اس کی معارض نہیں ہوسکتیں۔ جن میں سجدہ کی فضیلت بیان ہوئی ہے اس لیے کہ افعل کا صیغہ زیادہ فضیلت پر دلالت کرتا ہے جو کہ قیام کے حق میں وارد ہوا ہے اور افضلیت اور فضیلت میں کوئی تعارض نہیں ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ لمبے قیام کی افضلیت نوافل میں ہے یا منفرد کی نماز میں امام کو تخفیف ہی کا حکم دیا گیا ہے ہاں اگر اسے مقتدیوں کے حال کا علم ہو کہ وہ متفقہ طور پر لمبا قیام چاہتے ہیں تو پھر لمبا قیام کر سکتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آدمی کو چاہیئے کہ جتنی نماز پڑھے اچھی طرح پڑھے رکوع سجود قومہ جلسہ ٹھیک طرح ادا کرے خواہ رکعتیں تھوڑی پڑھ لے اور اگر ہر رکن کو خراب کر کے بہت سی رکعتیں پڑھے تو ان کا کوئی فائدہ نہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بعض نمازی ایسے ہوں گے جن کو قیامت کے روز سوائے تھکاوٹ اور شب بیداری کے اور کچھ نصیب نہ ہوگا۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ بعض آدمی نماز پڑھتے ہیں اور اس کے ارکان صحیح طور پر ادا نہیں کرتے ان کی نماز لپیٹ کر فرشتہ اس کے منہ پہ دے مارتا ہے کہ اپنی نماز اپنے پاس رکھ خدا تعالیٰ کو اس نماز کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ بعض آدمی نماز خراب کر کے پڑھتے ہیں تو ان کی نماز ایک بالشت بھر بھی اوپر نہیں جاتی۔ مقصد یہ ہے کہ نماز جتنی بھی پڑھی جائے صحیح طریقہ پر پڑھی جائے تاکہ وہ بارگاہ خداوندی میں شرف قبولیت حاصل کرے اور جو ایسی نماز پڑھنے کے نتائج ہیں وہ حاصل ہوسکیں ورنہ محرومی کے سوا اور کیا حاصل ہوگا۔ ہاں اگر کسی کو خداوند تعالیٰ اچھی نماز پڑھنے کی بھی توفیق بخشیں اور زیادہ نماز کی توفیق بھی ملے تو یہ خدا تعالیٰ کا خاص احسان ہے۔ آدمی کوشش یہ کرے کہ سب سے پہلے فرض اچھی طرح پڑھے اس کے بعد مؤکدہ سنتیں اور پھر اس کے نوافل کی کوشش کرے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۷۴۹ - عَنْ اَبِیْ حُمَیْدٍ السَّاعِدِیِّ قَالَ فِیْ عَشَرَةٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَعْلَمُکُمْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا فَاعْرِضْ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ رَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِهِمَا مَنْکِبَیْهِ ثُمَّ یَقْرَاُ ثُمَّ یُکَبِّرُ وَیَرْفَعُ یَدَیْهِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِهِمَا مَنْکِبَیْهِ ثُمَّ یَرْکَعُ وَیَضَعُ رَاحَتَیْهِ عَلٰی رُکْبَتَیْهِ ثُمَّ یَعْتَدِلُ فَلَا یُصَبِّیْ رَاْسَهٗ وَلَا یُقْنِعُ ثُمَّ یَرْفَعُ رَاْسَهٗ فَیَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ یَرْفَعُ یَدَیْهِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِهِمَا مَنْکِبَیْهِ مُعْتَدِلًا ثُمَّ یَقُوْلُ اللّٰهُ اَکْبَرُ ثُمَّ یَهْوِیْ اِلَی الْاَرْضِ سَاجِدًا فَیُجَافِیْ یَدَیْهِ عَنْ جَنْبَیْهِ وَیَفْتَحُ اَصَابِعَ رِجْلَیْهِ ثُمَّ یَرْفَعُ رَاْسَهٗ وَیَثْنِیْ رِجْلَهُ الْیُسْرٰی فَیَقْعُدُ عَلَیْهَا ثُمَّ یَعْتَدِلُ حَتّٰی یَرْجِعَ کُلُّ عَظْمٍ فِیْ مَوْضِعِهٖ مُعْتَدِلًا ثُمَّ یَسْجُدُ ثُمَّ یَقُوْلُ اللّٰهُ اَکْبَرُ وَیَرْفَعُ وَیَثْنِیْ رِجْلَهُ الْیُسْرٰی فَیَقْعُدُ عَلَیْهَا ثُمَّ یَعْتَدِلُ حَتّٰی یَرْجِعَ کُلُّ عَظْمٍ اِلٰی مَوْضِعِهٖ ثُمَّ یَنْهَضُ ثُمَّ یَصْنَعُ فِی الرَّکْعَةِ الثَّانِیَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ اِذَا قَامَ مِنَ الرَّکْعَتَیْنِ کَبَّرَ وَرَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِهِمَا مَنْکِبَیْهِ کَمَا کَبَّرَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ

دوسری فصل

۷۴۹ - ابوحمید ساعدی نے دس صحابہ میں فرمایا میں آنحضرت کی نماز کو آپ حضرات سے زیادہ جانتا ہوں۔ انہوں نے کہا اسے بیان کرو فرمایا جب آپ نماز کے لیے قیام فرماتے تو کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھاتے تکبیر کہتے قرأت پڑھتے پھر تکبیر کہہ کر کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھاتے پھر رکوع کرتے اور ہاتھ گھٹنوں پر رکھ دیتے پھر پشت ہموار کر لیتے نہ سر نیچے کرتے نہ اونچا کرتے پھر سر اٹھاتے۔ سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے اور سیدھے کھڑے ہو جاتے پھر اللہ اکبر کہہ کر زمین کی طرف جھکتے اور سجدہ فرماتے اور ہاتھوں کو دونوں پہلوؤں سے الگ رکھتے اور پاؤں کی انگلیاں کھول دیتے۔ پھر سر اٹھاتے اور بایاں پاؤں دوہرا کر کے اس پر بیٹھ جاتے۔ پھر سیدھے ہو جاتے ہر ہڈی اپنی جگہ پر آ جاتی۔ پھر سجدہ کرتے پھر اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھاتے اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے پھر سیدھے ہو جاتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آ جاتی پھر اٹھ کر دوسری رکعت اسی طرح ادا فرماتے پھر جب دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے جس طرح شروع نماز میں کیا تھا۔ پھر باقی نماز میں بھی اسی طرح کرتے۔ یہاں تک کہ جب آخری سجدہ فرماتے تو بایاں پاؤں دوہرا کر لیتے اور دائیں جانب نیچے کے بل بیٹھ جاتے پھر سلام کہتے۔ تمام صحابہ نے فرمایا تم نے صحیح فرمایا واقعی آپ اسی طرح نماز ادا فرماتے تھے (ابوداؤد، دارمی، ترمذی۔ ابن ماجہ میں اس کا مفہوم موجود ہے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابوداؤد کی روایت میں ہے جو ابوحمید سے مروی ہے پھر رکوع کیا اور گھٹنوں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ یَصْنَعُ فِیْ بَقِیَّةِ صَلٰوتِهٖ حَتّٰی اِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ الَّتِیْ فِیْهَا التَّسْلِیْمُ اَخَّرَ رِجْلَهُ الْیُسْرٰی وَقَعَدَ مُتَوَرِّكًا عَلٰی شِقِّهِ الْاَیْسَرِ ثُمَّ سَلَّمَ قَالُوْا صَدَقْتَ هٰكَذَا كَانَ یُصَلِّیْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِیُّ وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ مَعْنَاهُ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِاَبِیْ دَاوُدَ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ حُمَیْدٍ ثُمَّ رَكَعَ فَوَضَعَ یَدَیْهِ عَلٰی رُكْبَتَیْهِ كَاَنَّهٗ قَابِضٌ عَلَیْهِمَا وَوَتَّرَ یَدَیْهِ فَنَحَّاهُمَا عَنْ جَنْبَیْهِ وَقَالَ ثُمَّ سَجَدَ فَاَمْكَنَ اَنْفَهٗ وَجَبْهَتَهُ الْاَرْضَ وَنَحّٰی یَدَیْهِ عَنْ جَنْبَیْهِ وَوَضَعَ كَفَّیْهِ حَذْوَ مَنْكِبَیْهِ وَفَرَّجَ بَیْنَ فَخِذَیْهِ غَیْرَ حَامِلٍ بَطْنَهٗ عَلٰی شَیْءٍ مِّنْ فَخِذَیْهِ حَتّٰی فَرَغَ ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْیُسْرٰی وَاَقْبَلَ بِصَدْرِ الْیُمْنٰی عَلٰی قِبْلَتِهٖ وَوَضَعَ كَفَّهُ الْیُمْنٰی عَلٰی رُكْبَتِهِ الْیُمْنٰی وَكَفَّهُ الْیُسْرٰی عَلٰی رُكْبَتِهِ الْیُسْرٰی وَاَشَارَ بِاِصْبَعِهٖ یَعْنِی السَّبَّابَةَ وَفِیْ اُخْرٰی لَهٗ وَاِذَا قَعَدَ فِی الرَّكْعَتَیْنِ قَعَدَ عَلٰی بَطْنِ قَدَمِهِ الْیُسْرٰی وَنَصَبَ الْیُمْنٰی وَاِذَا كَانَ فِی الرَّابِعَةِ اَفْضٰی بِوَرِكِهِ الْیُسْرٰی اِلَی الْاَرْضِ وَاَخْرَجَ قَدَمَیْهِ مِنْ نَاحِیَةٍ وَّاحِدَةٍ۔

پر قبضہ کئے رہے ہے اور ہاتھوں کو تن کر رکھا اور دونوں پہلوؤں سے الگ رکھا اور فرمایا پھر سجدہ کیا اور اپنی ناک اور پیشانی کو زمین پر رکھا اور ہاتھ دونوں پہلوؤں سے الگ رکھے اور دونوں کندھوں کے برابر رکھے۔ دونوں رانوں کو کھلا رکھا ان پر پیٹ کا بوجھ نہ ڈالا پھر فارغ ہو کر بیٹھ گئے اور بایاں پاؤں پھیلا دیا۔ اور دائیں پاؤں کو قبلہ رخ کر دیا اور دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر رکھا۔ اور بایاں بائیں گھٹنے پر رکھا اور سبابہ انگلی سے اشارہ فرمایا اور ایک دوسری روایت اسی سے مروی ہے جب دو رکعتوں میں بیٹھتے تو بائیں قدم پر بیٹھتے اور دایاں کھڑا رکھتے۔ جب چوتھی رکعت پڑھ لیتے تو رانیں زمین پر ٹیک دیتے اور دونوں پاؤں ایک طرف نکال دیتے[1]

---

[1] نووی نے کہا اس حدیث کی سند مسلم کی شرطوں پر ہے طحاوی کے اعلال ابو حمید ساعدی کی حدیث نماز کے لیے کافی ہے اور حدیث کے معنی کا تذکرہ فصل اوّل میں گزر چکا ہے۔ اس حدیث میں نماز کی پوری کیفیت بیان کر دی گئی ہے نمازی کو چاہیے کہ اس حدیث پر اپنی نماز کی بنیاد رکھے اور حق تو یہ ہے کہ اگر نماز کی کیفیت میں اس حدیث کے علاوہ کوئی اور حدیث نہ بھی ہوتی تو یہ کافی تھی۔ اس حدیث میں چونکہ بعض چیزیں بعض بھائیوں کے لیے ناگوار تھیں اس لیے انہوں نے اس حدیث کو معلول ثابت کرنے کی کوشش کی اور یہ بھی خیال نہ کیا کہ اگر یہ حدیث معلول ہوتی تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس کو صحیح بخاری میں نہ لاتے حدیث کے باب میں وہ بے مثال امام ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۵۰۔ وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّهٗ اَبْصَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى كَانَتَا بِحِيَالِ مَنْكِبَيْهِ وَحَاذٰى اِبْهَامَيْهِ اُذُنَيْهِ .... ثُمَّ كَبَّرَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ يَرْفَعُ اِبْهَامَيْهِ اِلٰى شَحْمَةِ اُذُنَيْهِ۔

۷۵۱۔ وَعَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ هُلْبٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّنَا فَيَاْخُذُ شِمَالَهٗ بِيَمِيْنِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۷۵۰۔ وائل بن حجر نے آنحضرت کو دیکھا جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ تو دونوں ہاتھ کندھے کے برابر اٹھائے اور انگشت کو کانوں کے برابر کر دیا اور تکبیر کہی (ابوداؤد) ایک روایت میں ہے دونوں انگشت کو کانوں کی لو تک اٹھایا[1]

۷۵۱۔ قبیصہ بن ہلب اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں آنحضرت ہمیں نماز پڑھاتے اور دائیں ہاتھ کو بائیں سے پکڑ لیتے[2] (ترمذی۔ ابن ماجہ)

رفع یدین میں ہاتھ کب اٹھائے جائیں؟ [1] اس کی سند میں عبدالجبار بن وائل اپنے باپ وائل سے روایت کرتے ہیں منذری نے کہا ہے کہ عبدالجبار کا اپنے باپ سے سماع نہیں ہے اس لحاظ سے یہ حدیث مرسل ہو گی اور اس باب میں ابن عمر کی حدیث شیخین سے مرفوعاً مروی ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے تو اس مرسل کی موصول نے تائید کر دی اس بارہ میں احادیث مختلف ہیں کہ ہاتھوں کو کب اٹھائے۔ ایک تکبیر تحریمہ سے پہلے اٹھائے یا بعد اور یا پھر تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہی ہاتھوں کو بھی اٹھائے۔ حافظ ابن حجر نے کہا۔ کہ تمام حدیثوں کو دیکھنے کے بعد ترجیح اسی مذہب کو دی جا سکتی ہے کہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہی ہاتھوں کو اٹھایا جائے کیونکہ وائل کی حدیث کے بعض طرق میں اس کی صراحت ہے۔

نماز میں ہاتھ باندھنا سنت ہے۔ [2] اس حدیث کو احمد ابن حبان اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس باب میں عبداللہ بن مسعود کی حدیث بھی ہے جس کو ابوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے حسن سند سے روایت کیا ہے اور ہلب کا نام یزید ہے۔ ابن مدینی اور نسائی نے کہا کہ ہلب مجہول ہے لیکن عجلی نے اس کی توثیق کی ہے اور اس کی حدیث کو ترمذی نے حسن کہا اور ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ تینوں نے اس کی روایات کو اپنے سنن میں روایت کیا ہے اور یہ رفع جہالت کے لیے کافی ہے اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ نماز کے قیام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں ہاتھ سے اپنے بائیں ہاتھ کو پکڑ رکھتے تھے۔ یہ احادیث صحت کو پہنچ چکی ہیں اور ان لوگوں کے خلاف حجت ہیں جو نماز میں ہاتھوں کو کھلا چھوڑ دیتے ہیں۔ زیادہ تعجب تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ مدینہ منورہ میں رہ کر جہاں صحابہ اور تابعین کی کثیر تعداد موجود رہی ان کو ہاتھ باندھنے کی حدیثیں نہ مل سکیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مقام بڑا بلند ہے لیکن پھر بھی وہ بہرحال ایک امام ہیں کسی حدیث کا ان تک نہ پہنچنا ناممکن نہیں ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۵۲ - وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ فَصَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعِدْ صَلٰوتَكَ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ عَلِّمْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اُصَلِّيْ قَالَ اِذَا تَوَجَّهْتَ اِلَى الْقِبْلَةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَاْ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ وَمَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَقْرَاَ فَاِذَا رَكَعْتَ فَاجْعَلْ رَاحَتَيْكَ عَلٰى رُكْبَتَيْكَ وَمَكِّنْ رُكُوْعَكَ وَامْدُدْ ظَهْرَكَ فَاِذَا رَفَعْتَ فَاَقِمْ صُلْبَكَ وَارْفَعْ رَاْسَكَ حَتّٰى تَرْجِعَ الْعِظَامُ اِلٰى مَفَاصِلِهَا فَاِذَا سَجَدْتَ فَمَكِّنْ لِلسُّجُوْدِ فَاِذَا رَفَعْتَ فَاجْلِسْ عَلٰى فَخِذِكَ الْيُسْرٰى ثُمَّ اصْنَعْ ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ وَّسَجْدَةٍ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ وَرَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ مَعَ تَغْيِيْرٍ يَسِيْرٍ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَآئِيُّ مَعْنَاهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلتِّرْمِذِيِّ قَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَتَوَضَّاْ كَمَا اَمَرَكَ اللّٰهُ بِهٖ ثُمَّ تَشَهَّدْ فَاَقِمْ فَاِنْ كَانَ مَعَكَ قُرْاٰنٌ فَاقْرَاْ وَاِلَّا فَاحْمَدِ اللّٰهَ وَكَبِّرْهُ وَهَلِّلْهُ ثُمَّ ارْكَعْ ۔

---

۷۵۳ - رفاعہ بن رافع فرماتے ہیں ایک آدمی نے مسجد میں نماز پڑھی اور آنحضرت سے سلام عرض کیا۔ آنحضرت نے فرمایا نماز لوٹاؤ تم نے نماز نہیں پڑھی اس نے کہا حضرت مجھے سکھایئے میں کیسے پڑھوں فرمایا جب قبلہ کی طرف توجہ کرو تو تکبیر کہو پھر سورہ فاتحہ پڑھو اور جو اللہ چاہے اور جب رکوع کرو تو دونوں ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھ لو اور رکوع اطمینان سے کرو اور پیٹھ سیدھی کرو جب اٹھو تو پیٹھ سیدھی رکھو اور سر کو اٹھاؤ یہاں تک کہ ہڈیاں جوڑوں سے مل جائیں اور جب سجدہ کرو تو اطمینان سے کرو اور جب اٹھو تو بائیں ران پر بیٹھ جاؤ پھر رکوع اور سجود میں اسی طرح کرو یہاں تک کہ تمہیں اطمینان ہو جائے یہ مصابیح کے لفظ ہیں ابوداؤد نے کسی قدر لفظوں کے تغیر سے بیان کیا۔

ترمذی اور نسائی میں اس کا مفہوم مذکور ہے ترمذی کی روایت میں ہے جب نماز کے لیے ارادہ کرو تو اللہ کے حکم کے مطابق وضو کرو اور کلمہ شہادۃ پڑھو اور قیام کرو اور کلمہ شہادۃ پڑھو اور قیام کرو اگر قرآن یاد ہو تو پڑھو ورنہ اللہ کی حمد کرو اللہ اکبر کہو۔ اور لا الہ الا اللہ پڑھو اور رکوع کرو۔

نماز میں تورک سنت سے ثابت ہے۔ ؎ اس سے پہلے حضرت ابوہریرہ کی حدیث شیخین کی روایت سے گزر چکی ہے اور رفاعہ کی اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ پہلے تشہد میں بائیں پاؤں کو بچھانا سنت ہے جمہور کا یہی مذہب ہے لیکن امام مالک دونوں تشہدوں میں تورک کے قائل ہیں یعنی نمازی اپنے بائیں پاؤں کو آگے نکال کر چوتڑ پر بیٹھے بعض نے کہا کہ مسی الصلوٰۃ والے نے جو نماز سے خراب کیا تھا اس کی صراحت اس حدیث میں نہیں ہے لیکن ابن ابی شیبہ نے اسی رفاعہ کی حدیث میں وضاحت کی ہے کہ اس نے رکوع اور سجدے کو پورا نہیں کیا تھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۵۳ ۔ وَعَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةُ مَثْنٰى مَثْنٰى تَشَهُّدٌ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَتَخَشُّعٌ وَتَضَرُّعٌ وَتَمَسْكُنٌ ثُمَّ تُقْنِعُ يَدَيْكَ يَقُوْلُ تَرْفَعُهُمَا اِلٰى رَبِّكَ مُسْتَقْبِلًا بِبُطُوْنِهِمَا وَجْهَكَ وَتَقُوْلُ يَارَبِّ يَارَبِّ وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَهُوَ كَذَا وَكَذَا وَفِيْ رِوَايَةٍ فَهُوَ خِدَاجٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔

۷۵۳ ۔ فضل بن عباس سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نماز دو دو رکعت کے بعد تشہد ہے ۔ خشوع عجز اور مسکنت کا اظہار کرنا چاہیئے پھر ہاتھ اٹھاؤ اور ہتھیلیاں منہ کی طرف کرو اور یارب یارب کہتے ہوئے دعا کرو جو ایسا نہ کرے اس کی نماز ناقص ہے ۔ ۱؎

(ترمذی)

نفل نماز دو دو رکعت کرکے پڑھی جائے ۔ ۱؎ اس باب میں ابن عمر کی حدیث بھی ہے جس کو جماعت نے روایت کیا ہے کہ رات کی نماز دو دو رکعت ہے ۔ ابن عمر سے سوال کیا گیا کہ دو دو رکعت کا کیا مطلب ہے تو آپ نے فرمایا ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرے امام مالک نے احادیث کے ظاہر پر نظر رکھتے ہوئے کہا ہے کہ نفل نماز دو دو رکعت سے زیادہ پڑھنی منع ہے یعنی دو دو رکعت کرکے خواہ کتنی پڑھے لیکن اکٹھی چار نہ پڑھے لیکن جمہور نے اس کو افضلیت پر محمول کیا ہے ۔ کیونکہ آنحضرت سے دو سے زیادہ ایک ہی سلام سے پڑھنا ثابت ہے ۔ اس حدیث میں نماز کی حقیقت بیان کی گئی ہے کہ ایک تو نماز کی ظاہری شکل ہے اس میں ارکان اور شرائط کو پورا کرنا لازمی ہے اگر ان میں کمی رہ جائے تو نماز نہیں ہوتی چنانچہ کئی ایک احادیث پہلے گزر چکی ہیں اور دوسری چیز نماز کی روح ہے وہ ہے خضوع اور خشوع عاجزی اور زاری بندے کا اپنی کمزوری کمینگی اور مسکنت کا اعتراف اور خداوند تعالیٰ کی عظمت ، ہیبت اور جلال کا تصور و اقرار ۔ حدیث ایک لفظ میں اس تصور کا ایسا نقشہ پیش کر رہی ہے جس کی مثال شاید دنیا بھر میں نہ مل سکے اور وہ لفظ ہے تضرع ۔ تضرع کا مادہ ضرع ہے اس کا ترجمہ ہے گائے بھینس بکری وغیرہ کا تھن جسے پنجابی میں تھن یا حوانہ کہا جاتا ہے ۔ اور تضرع گائے بھینس وغیرہ کے بچے کی اس کیفیت کا نام ہے جو دودھ دوہنے کے وقت اس پر طاری ہوتی ہے ۔ جب اس کو کھونٹے سے کھولنے کا ارادہ کیا جاتا ہے تو وہ بے قرار ہو کر رسہ کو کھینچنے لگتا ہے بار بار یہی عمل ہوتا ہے اور پھر جب کھل جاتا ہے تو بے قرار ہو کر اتنا تیز دوڑتا ہے کہ بعض اوقات منہ کے بل گر پڑتا ہے یہی تضرع ہے ۔ خدا تعالیٰ کے حضور بندے کی بھی یہی کیفیت ہونی چاہیئے کہ بندہ یہ سمجھے کہ میری زندگی ۔ میری خوراک مادی و روحانی اور میری تمام حاجات صرف اللہ تعالیٰ ہی سے وابستہ ہیں اور صرف یہ عقیدہ رکھ کر خدا کی بارگاہ میں جھک جائے اور گڑگڑا کر اس سے مانگے یہی چیز نماز کی روح ہے اور نماز کا مقصد بھی یہی ہے ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۷۵۴ - عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُعَلّٰى قَالَ صَلّٰى بِنَا اَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ فَجَهَرَ بِالتَّكْبِيْرِ حِيْنَ رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ وَحِيْنَ سَجَدَ وَحِيْنَ رَفَعَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَقَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۷۵۵ - وَعَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ شَيْخٍ بِمَكَّةَ فَكَبَّرَ ثِنْتَيْنِ وَعِشْرِيْنَ تَكْبِيْرَةً فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّهٗ اَحْمَقُ فَقَالَ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ سُنَّةُ اَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

تیسری فصل

۷۵۴۔ سعید بن حارث بن معلے نے فرمایا ہم کو ابوسعید خدری نے نماز پڑھائی تو سجود سے سر اٹھاتے اور سجود کے وقت اور دو رکعتوں سے اٹھتے وقت بلند آواز سے تکبیر کہی اور فرمایا میں نے اسی طرح آنحضرت کو دیکھا[1]۔ (بخاری)

۷۵۵۔ عکرمہ فرماتے ہیں میں نے مکہ میں ایک بزرگ کے پیچھے نماز پڑھی انہوں نے نماز میں بائیس تکبیرات کہیں۔ میں نے ابن عباس سے کہا یہ پاگل ہے[2]۔ آپ نے فرمایا تمہاری ماں مرے یہ آنحضرت صلعم کی سنت ہے[3]۔ (بخاری)

نماز میں تکبیرات باآواز بلند کہی جائیں :۔ [1] اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اصل بات یہ تھی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تکبیریں بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے لیکن مروان اور دوسرے بنی امیہ نے تکبیروں کو آہستہ پڑھنا شروع کر دیا۔ ابوسعید نے جب نماز پڑھائی تو ایک ہنگامہ بپا ہو گیا کہ اس نے طریقہ کے خلاف نماز پڑھائی ہے وہ منبر پر چڑھے اور خطبہ میں کہا کہ مجھ کو اس بات کی پرواہ نہیں کہ میری نماز تمہاری نمازوں کے موافق ہے یا نہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح بلند آواز سے تکبیریں کہتے سنا ہے تین تکبیروں کا ذکر اختصاری کی وجہ سے کر دیا ہے ورنہ باقی تکبیریں بھی آپ نے بلند آواز سے کہیں جیسا کہ بعض روایات میں اس کی تصریح ہے

[2] اموی حکومت میں خلفا نے بلند آواز سے تکبیریں کہنا چھوڑ دیا تھا اس لیے عوام اسے بھول گئے شیخ نے اس سنت پر عمل کیا تو عکرمہ نے اسے پاگل سمجھا۔ اس قدر لوگ سنت فراموش کر چکے تھے، یہ بزرگ حضرت ابوہریرہ تھے جو کچھ عرصہ کے بعد مدینہ آئے تھے۔ عکرمہ حضرت ابن عباس کے شاگرد ہیں۔ ابن عباس نے سمجھایا کہ یہ مسنون طریق ہے جسے تم پاگل سمجھ رہے ہو۔ (اسم)

بنوامیہ تکبیریں آہستہ آواز سے کہنے لگے۔ [3] اس کو احمد نے بھی روایت کیا ہے یہ بوڑھے آدمی حضرت ابوہریرہ تھے چونکہ بنوامیہ تکبیروں کو آہستہ پڑھتے تھے۔ بعض لوگوں کو یہ بھی پتہ نہ رہا کہ نماز میں کتنی تکبیریں تھیں چنانچہ ابن عباس نے اس کی وضاحت کر دی۔ نماز کی تکبیریں بائیس بنتی ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۵۶۔ عَنْ عَلِیِّ ابْنِ الْحُسَیْنِ مُرْسَلًا قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُکَبِّرُ فِی الصَّلٰوۃِ کُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ فَلَمْ تَزَلْ تِلْکَ صَلٰوتَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی لَقِیَ اللّٰہَ تَعَالٰی رَوَاہُ مَالِکٌ۔

۷۵۷۔ عَنْ عَلْقَمَۃَ قَالَ قَالَ لَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّیْ بِکُمْ صَلٰوۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی وَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْہِ اِلَّا مَرَّۃً وَّاحِدَۃً مَعَ تَکْبِیْرَۃِ الْاِفْتِتَاحِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَآئِیُّ وَقَالَ اَبُوْدَاؤدَ لَیْسَ ھُوَ بِصَحِیْحٍ عَلٰی ھٰذَا الْمَعْنٰی۔

۷۵۶۔ علی بن حسین نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جھکتے یا اٹھتے تکبیر کہتے۔ آپ اسی طرح نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ اللہ کو جا ملے[1] (مالک نے مرسل کہا)

۷۵۷۔ علقمہ فرماتے ہیں ہمیں عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کیا میں تم کو آنحضرت کی نماز نہ پڑھاؤں۔ پس نماز پڑھائی پہلی دفعہ تکبیر افتتاح کے سوا کہیں ہاتھ نہ اٹھائے۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابوداؤد نے کہا۔ یہ حدیث اس معنی سے صحیح نہیں ہے[2]۔

ہر انتقال پر تکبیرات مشروع ہے ؎۱ یہ حدیث مرسل ہے لیکن اس کی تائید دوسری موصول حدیثوں سے ہوتی ہے یہ بھی دلالت کرتی ہے کہ انتقال میں تکبیرات مشروع ہیں۔

رفع یدین نہ کرنے کی حدیث صحیح نہیں ؎۲ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اس کی سند یہ ہے عاصم بن کلیب عن الرحمٰن بن اسود عن علقمہ۔ اس حدیث کو ابن عدی دارقطنی اور بیہقی نے محمد بن جابر عن حماد عن ابراہیم عن علقمہ سے بھی روایت کیا ہے ابن مبارک نے کہا یہ حدیث میرے نزدیک ثابت نہیں ہے ابن ابی حاتم نے کہا یہ حدیث خطا ہے۔ امام احمد اور ان کے استاد یحییٰ بن آدم نے اس کو ضعیف کہا۔ ابوداؤد نے کہا یہ صحیح نہیں ہے دارقطنی نے کہا یہ حدیث ثابت نہیں ہے۔ ابن ابی حاتم نے کہا کہ رفع یدین کی نفی کی حدیثوں میں سے سب سے زیادہ صحیح حدیث یہی ہے اور یہ بھی ضعیف ترین حدیث ہے حافظ ابن حجر نے کہا یہ ساری جرح قدح عاصم بن کلیب کے طریق پر ہے۔ باقی رہا محمد بن جابر کا طریق تو وہ موضوع ہے ابن جوزی نے بھی اس کو موضوعات میں ذکر کیا ہے اگر بغرض محال اس کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو یہ رفع یدین کی حدیثوں کی معارض نہیں ہو سکتیں کیونکہ ثقہ کی زیادتی ہمیشہ سے مقبول چلی آتی ہے اور اصول کی بات ہے کہ نفی سے اثبات مقدم ہے اس لیے رفع یدین کی حدیثوں کا اگر حقیقتاً معارض بھی ہوتا تو بھی ترجیح رفع یدین کی حدیثوں کو ہوتی چہ جائے کہ ان کے معارض کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ امام ابوداؤد نے اپنے ان الفاظ سے کہ "یہ حدیث اس معنی سے ثابت نہیں ہے"۔ اس طرف اشارہ کیا ہے کہ جو معنی اس حدیث سے نکالنے کی کوشش کی گئی وہ معنی سرے سے اس حدیث میں ہے ہی نہیں اور "وہ معنی" یہ ہے کہ بعض احباب نے اس حدیث کو رفع یدین عند الرکوع کے خلاف (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۵۸۔ وَعَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ السَّاعِدِیِّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ اِسْتَقْبَلَ الْقِبْلَۃَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ وَقَالَ اللّٰہُ اَکْبَرُ۔ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ۔

۷۵۸۔ ابوحمید ساعدی نے فرمایا آنحضرت جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے قبلہ رخ ہوکر ہاتھ اٹھاتے اور اللہ اکبر کہتے۔[1] (ابن ماجہ)

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ

بطور دلیل پیش کیا ہے کہ دیکھو حضرت عبداللہ بن مسعود نے ایک مرتبہ رفع یدین کی ہے اور وہ تکبیر تحریمہ کے وقت کی ہے تو ثابت ہوا کہ رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں۔ اب امام ابوداؤد فرماتے کہ اس ضعیف ترین حدیث کا مطلب بھی وہ نہیں ہے جو اس سے کشید کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ بلکہ حدیث کا نفس مضمون یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے نماز شروع کرتے وقت صرف ایک بار ہاتھ اٹھائے ہیں بار بار ہاتھ نہیں اٹھائے جیسا کہ عیدین کی نماز میں نماز شروع کرتے وقت بار بار ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں اور رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت کی رفع یدین کا اس سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ بعض آدمیوں کو اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا کیا ہے انہیں ہر حال اپنے مسلک کی تائید منظور ہوتی ہے خواہ وہ صحیح ہو یا غلط حالانکہ خود ائمہ کرام نے فرمایا ہے کہ جب صحیح حدیث مل جائے تو ہمارا وہی مذہب ہے۔" اور یہ بھی فرما دیا کہ "جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مل جائے تو ہمارا قول چھوڑ دو۔" صحیح مسلک تو یہی تھا کہ ہر مسئلہ میں حدیث شریف کو مقدم رکھا جاتا اور پورے چار سو سال تک اسی پر عمل رہا اس کے بعد ایک معین شخص کی تقلید شروع ہوئی اور تقلید بھی ایسی کہ کسی مسئلہ میں دلیل سے کوئی سروکار ہی نہ رکھا جائے جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں اس کی تصریح کر دی ہے۔

حاشیہ صفحہ ہذا

نماز میں قبلہ کی طرف رُخ کرنا ضروری ہے: [1] اس حدیث سے دو مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک تو نماز پڑھتے وقت منہ قبلہ کی طرف کرنا اس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے ہاں اگر خوف کی حالت ہو یا بیماری کی معذوری کی وجہ سے منہ قبلہ کی طرف نہ کر سکے تو علیحدہ بات ہے اور دوسرا یہ کہ نماز کو تکبیر کے الفاظ سے شروع کرنا چاہیئے اور کسی ذکر سے شروع نہیں کرنا چاہیئے جیسے کہ اللہ اجل یا اللہ اعظم یا خدا بزرگ زست وغیرہ وغیرہ یہ سب بیہودہ چیزیں ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۵۹ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَفِیْ مُؤَخَّرِ الصُّفُوْفِ رَجُلٌ فَاَسَاءَ الصَّلٰوةَ فَلَمَّا سَلَّمَ نَادَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا فُلَانُ اَلَا تَتَّقِی اللّٰهَ اَلَا تَرٰى كَيْفَ تُصَلِّیْ اِنَّكُمْ تَرَوْنَ اَنَّهٗ يَخْفٰى عَلَیَّ شَیْءٌ مِّمَّا تَصْنَعُوْنَ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَرٰى مِنْ خَلْفِیْ كَمَا اَرٰى مِنْ بَيْنِ يَدَیَّ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۷۵۹ - حضرت ابوہریرہ نے فرمایا آنحضرت نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی ۔ پچھلی صفوں میں ایک آدمی کھڑا تھا ۔ اس نے نماز خراب کی جب اس نے سلام کہا تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا اے فلاں کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے ۔ تم نے غور نہیں کیا کہ کیسی نماز پڑھی ہے ۔ تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہاری یہ سب چیزیں مجھ پر مخفی رہتی ہیں ۔ خدا کی قسم میں جس طرح سامنے دیکھتا ہوں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں[1] (احمد)

نماز میں آنحضرت کو بعض چیزیں معلوم ہو جاتیں [1] اس حدیث کو حاکم اور بزار نے بھی روایت کیا ۔ اور آپ کا پیچھے کی طرف سے بھی دیکھنا یہ نماز کی حالت میں ہوتا تھا ۔ جب مقام قرب میں آپ پر تجلیات کا ورود ہوتا تو آپ کو بعض نادیدہ حقیقتیں بھی معلوم ہو جاتیں ورنہ ہر وقت یہ کیفیت نہ ہوتی جیسے کہ دوسرے کئی ایک واقعات اس کی شہادت دیتے ہیں ۔ ایسی احادیث سے بعض آدمیوں نے اپنا یہ عقیدہ بنا لیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا اور ہر چیز ہر وقت آپ کے سامنے موجود رہتی اور آپ کو ان چیزوں کا علم بھی تھا جو ہو چکی ہیں اور وہ بھی جانتے تھے جو ہونے والی ہیں اور وہ سب کچھ بھی معلوم تھا جو ہو رہا ہے ۔ اور یہ عقیدہ قرآن و حدیث و فقہ سب کے خلاف ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا "آپ کہہ دیں کہ اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا نہ کوئی آسمانوں میں اور نہ زمین میں (پارہ نمبر ۲۰ رکوع ۱) بیر معونہ کا واقعہ اس کا شاہد ہے کہ آنحضرت کو آئندہ کے واقعات سارے کے سارے معلوم نہ تھے ورنہ وہ ستر قاری دھوکہ سے لے جا کر شہید نہ کر دیئے جاتے ۔ بشر بن براء بن معرور بے خبری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زہر دے کر شہید نہ کر دیئے جاتے ۔ زید بن دثنہ اور خبیب بن عدی کا مبلغ دونوں بے خبری میں نہ مارا جاتا ۔ فقہ کی کتابوں میں ہے کہ اگر کوئی نکاح کرے اور یہ کہے کہ میں نے خدا اور اس کے رسول کو گواہ کیا تو وہ کافر ہو جاتا ہے کیونکہ اس نے اپنا عقیدہ یہ رکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں ۔ حالانکہ آپ اپنی زندگی میں بھی عالم الغیب نہ تھے پھر وفات کے بعد کیسے عالم الغیب بن گئے ۔ اصل بات یہ ہے کہ جتنا اللہ تعالیٰ بتا دیں اتنا پتہ چلتا ہے باقی کا علم نہیں ہوتا ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ مَا يُقْرَأُ بَعْدَ التَّكْبِيرِ

باب جو کچھ تکبیر (تحریمہ) کے بعد پڑھا جائے

نماز میں کچھ ارکان ہیں کچھ ذکر اور پھر دل کی توجہ۔ ارکان اور اذکار میں آنحضرت کی رہنمائی اصل چیز ہے۔ سنت کے خلاف نہ کوئی رکن نماز سے کم کیا جا سکتا ہے نہ زیادہ۔ اذکار میں ادعیہ وغیرہ آنحضرت نے معین فرما دی ہیں۔ بعض مقامات کے لیے متعدد دعائیں آنحضرت نے فرمائیں۔ ان سے جو پڑھ لی جائیں نماز ہو جائے گی۔ سجدہ میں تسبیح اور دعا دونوں امر جائز ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم پوری طرح آنحضرت کی اطاعت کریں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۷۶۰۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْكُتُ بَیْنَ التَّكْبِیْرِ وَبَیْنَ الْقِرَاءَةِ اِسْكَاتَةً فَقُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِسْكَاتُكَ بَیْنَ التَّكْبِیْرِ وَبَیْنَ الْقِرَاءَةِ مَا تَقُوْلُ قَالَ اَقُوْلُ اللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ كَمَا بَاعَدْتَ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِیْ مِنَ الْخَطَایَا كَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۷۶۰۔ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا آنحضرت تکبیر اور قرأت کے درمیان سکوت فرماتے تھے۔ میں نے عرض کیا حضرت میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ تکبیر اور قرأت کے درمیان خاموشی میں کیا کہتے ہیں فرمایا یہ دعا پڑھتا ہوں۔ اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ كَمَا بَاعَدْتَ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ. اَللّٰهُمَّ نَقِّنِیْ مِنَ الْخَطَایَا كَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ۔
اے اللہ مجھے گناہوں سے اس قدر دور رکھ کہ جس قدر مشرق اور مغرب میں دوری ہے۔ اے اللہ مجھے گناہوں سے اس طرح صاف فرما جیسے سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اے اللہ میرے گناہوں کو پانی اور برف اور اولوں سے دھو ڈالے[1]۔ (بخاری۔ مسلم)

نماز میں قرآن کے سوا دعائیں بھی جائز ہیں: [1] اس حدیث کو ترمذی کے سوا تمام اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے حدیث دلالت کرتی ہے مشروعیت دعا پر تکبیر اور قرأت کے درمیان امام مالک اس دعا کے قائل نہیں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں ایسی دعا بھی جائز ہے جو قرآن سے نہ ہو۔ اس میں حنفیہ کا اختلاف ہے۔ میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری ڈال دے گا مطلب یہ ہے کہ ان کو معاف کر دے اور دھو دینا گناہ مٹانے سے مجاز ہے برف پانی اور اولے تینوں چیزوں کا نام مبالغہ کے لیے لیا جیسا کہ ابن دقیق العید نے کہا کہ جس کپڑے کو تین مختلف طریقوں سے صاف کیا جائے وہ نہایت اعلیٰ صاف ہو جائے گا یہی مطلب ہے کہ مجھ کو نہایت اچھی طرح گناہوں سے پاک صاف کر دے اور تمام ٹھنڈی چیزوں کا نام لیا کپڑا بھٹی میں گرم کر کے بھی صاف کیا جاتا ہے اس میں اشارہ ہے کہ رحمت کے ٹھنڈے پانی میں صاف کر دے جہنم کی بھٹی میں ڈال کر میرے گناہوں کو صاف نہ کر بلکہ اس سے پہلے پہلے معافی اور رحمت سے صاف کر دے اور نام سفید کپڑے کا لیا کیونکہ سفید کپڑے پر اگر بالکل معمولی سا داغ بھی ہو تو وہ بھی بہت نمایاں معلوم ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ کوئی داغ دھبہ گناہ کا نہ رہ جانے لئے اس طرح ختم کر دے جیسے کچھ خرابی نہ تھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۶۱ - وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ وَفِي رِوَايَةٍ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ كَبَّرَ ثُمَّ قَالَ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلٰوتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ أَنَا بِكَ

---

۷۶۱ - حضرت علی نے فرمایا جب آنحضرت نماز کا ارادہ فرماتے۔ ایک روایت میں ہے آپ جب نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہتے پھر فرماتے وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلٰوتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ اللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ. لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ۔ میں نے اپنے منہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کیا جس نے آسمان اور زمین کو پیدا فرمایا یکسو ہو کر اور میں مشرک نہیں ہوں۔ بے شک میری نماز اور قربانی زندگی اور موت اللہ کے لیے ہے جو تمام عالم کی تربیت کرنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں مجھے یہی حکم کیا گیا ہے اور میں اولین مسلمان ہوں۔ اے اللہ تو بادشاہ ہے تیرے بغیر کوئی معبود نہیں تو ہی میرا رب ہے میں تیرا بندہ ہوں میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنی غلطی کا اقرار[1] کرتا ہوں میری ساری غلطیاں معاف فرما دے تیرے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا مجھے اخلاق کی ہدایت فرما تیرے سوا کوئی بھی اچھے اخلاق کی طرف رہنمائی نہیں کر سکتا اور

---

[1] خدا تعالیٰ معاف کرنا پسند کرتے ہیں، اپنی غلطی کا اعتراف کر لینا اور پھر اس کی معافی مانگ لینا یہ سب سے بڑی نیکی ہے۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا ہی عبادت ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ دعا مانگنا عبادت کا مغز ہے اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں معاف کر دیتے ہیں اور خداوند تعالیٰ کو جو خوشی معاف کر دینے میں ہوتی ہے وہ سزا دینے میں نہیں ہوتی۔ اے میرے غفور رحیم مالک مجھ نابکار کو اپنی رحمت سے معاف کر دے آمین یا رب العالمین۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ وَإِذَا رَكَعَ قَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعَظْمِي وَعَصَبِي فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَالَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ وَإِذَا سَجَدَ قَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ثُمَّ يَكُونُ مِنْ آخِرِ مَا يَقُولُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيمِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ

مجھے بُرے اخلاق سے روک دے تیرے سوا اس سے کوئی نہیں روک سکتا۔ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں اور ساری بھلائیاں تیرے ہاتھ میں ہیں اور برائی کی نسبت تیری طرف نہیں میں تیرے سہارے پر ہوں اور تیری ہی طرف جانے والا ہوں تو اے میرے رب بڑا بابرکت ہے اور بہت بلند تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تیرے ہی سامنے توبہ کرتا ہوں اور جب رکوع کرتے تو فرماتے۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعَظْمِي وَعَصَبِي اے اللہ میں نے تیرے لیے رکوع کیا اور تجھ پر ایمان لایا اور تیری ہی اطاعت کی میرے کان آنکھیں دماغ ہڈیاں اور اعصاب تیرے سامنے عاجز ہیں جب رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اے اللہ تیری اس قدر تعریف ہے جس سے آسمان زمین اور ان کے درمیان خلا بھرپور ہو جائے اور اس کے بعد جو چیز تو چاہے وہ بھی بھر جائے[1] اور جب سجدہ کرتے تو کہتے اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ۔ اے اللہ میں نے تجھے سجدہ کیا اور تجھ پر ایمان لایا تیری ہی اطاعت کی میرے منہ نے اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اسے پیدا فرمایا اسے صورت دی اس کے کان آنکھیں بنائیں اللہ بابرکت بہتر پیدا کرنے والا ہے پھر آخر میں تشہد اور سلام کے درمیان فرماتے تو کہتے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا

---

[1] اللہ کی حمد لامتناہی ہے: خداوند تعالیٰ کی یہ وسیع تر کائنات جس میں یہ سارے آسمان اور ساری زمینیں ایک ذرہ بے مقدار ہیں خدا تعالیٰ کی حمد ان میں کیسے سما سکتی ہے۔ زمین اور آسمانوں کا نام اس لیے لیا گیا کہ انسانی مشاہدہ میں یہ سب سے بڑی مخلوق ہیں اور خداوند تعالیٰ کی حمد کے مقابلہ میں ایک نابود ذرہ ہیں لہذا ان کے تذکرہ کے بعد فرمایا یاالٰہی ان کے بعد جتنے جہان تو چاہے وہ بھی تیری حمد سے بھر جائیں اے اللہ تو بے اندازہ تعریفوں کا مالک ہے تیری صفات کی کوئی انتہا نہیں تیرے رحم و کرم کا کوئی کنارہ نہیں یا اللہ مجھ ذلیل اور عاصی کو محض اپنے رحم سے معاف کر دے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رِوَايَةٍ لِلشَّافِعِيِّ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ وَالْمَهْدِيُّ مَنْ هَدَيْتَ أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ لَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ تَبَارَكْتَ ۔

تَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ اے اللہ میرے پہلے اور پچھلے گناہ بخش دے اور ظاہر اور پوشیدہ اور جو میں نے اسراف کیا جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو آگے کرنے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں مسلم اور شافعی کی روایت میں ہے وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ وَالْمَهْدِيُّ مَنْ هَدَيْتَ أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ وَلَا مَلْجَأَ إِلَّا إِلَيْكَ ۔ تَبَارَكْتَ برائی کی نسبت تیری طرف نہیں ہدایت والا وہ ہے جسے تو ہدایت دے میں تیرے سہارے ہوں اور تیری طرف ہی مجھے لوٹنا ہے تیرے بغیر نہ نجات کی جگہ ہے نہ پناہ کی تو بہت برکت والا ہے ۔

سلام سے پہلے کی مسنون دعا: سلہ اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اور اسی طرح ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور اس میں یہ لفظ زیادہ ہیں کہ جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے اور مسلم نے اس کو رات کی نماز کے ساتھ خاص کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رکوع اور سجدے میں بھی ذکر مستحب ہے اور اسی طرح اعتدال ارکان بھی اور سلام سے پہلے دعا بھی مذہب حنیف عربوں کے نزدیک حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مذہب ہے اور برائی تیری طرف نہیں ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ برائی کا خالق...... کوئی اور ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ برائی ہمارے اپنے اعمال کی وجہ سے پہنچتی ہے اس کے اسباب ہم خود مہیا کرتے ہیں اور بعض نے یہ مطلب لیا ہے کہ برائی تیرے نزدیک کرنے والی نہیں ہے بعض نے کہا کہ برائی تیری طرف نہیں جا سکتی صرف نیکی تیری بارگاہ تک پہنچتی ہے آسمان اور زمین کے بھر جانے کا مطلب صرف تکثیر حمد ہے۔ دعا کا آخری حصہ یہ ہے کہ تیرے عذاب سے پناہ صرف تجھ ہی سے مل سکتی ہے اور کوئی تیری گرفت سے نہیں بچا سکتا۔ اے ستار العیوب اے غفار الذنوب اے قابل التوب اے غافر الذنب اے ارحم الراحمین تو اپنے اس لایعقل و بے تمیز غلام کو معاف کر دے اور میرے ساتھ وہ معاملہ کر جو تیری شان کے لائق ہے اور مجھ سے وہ سلوک نہ فرما جس کا میں مستحق ہوں اے اللہ میں ایک گنہگار مسکین تیرے رحم و کرم کے دروازے پہ صدائے رب اغفرلی لگا رہا ہوں یقیناً تو میری اس آواز کو سن رہا ہے اسے محض اپنے رحم و کرم سے شرف قبولیت عطا فرما اس سے تیری شان میں کمی نہ ہوگی اور ایک مسکین کا کام بن جائے گا آمین یارب العالمین ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۷۶۲ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ فَدَخَلَ الصَّفَّ وَقَدْ حَفَزَهُ النَّفَسُ فَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوتَهٗ قَالَ اَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ بِالْكَلِمَاتِ فَاَرَمَّ الْقَوْمُ فَقَالَ اَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ بِالْكَلِمَاتِ فَاَرَمَّ الْقَوْمُ فَقَالَ اَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ بِهَا فَاِنَّهٗ لَمْ يَقُلْ بَاْسًا فَقَالَ رَجُلٌ جِئْتُ وَقَدْ حَفَزَنِيَ النَّفَسُ فَقُلْتُهَا فَقَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ اِثْنَيْ عَشَرَ مَلَكًا يَبْتَدِرُوْنَهَا اَيُّهُمْ يَرْفَعُهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۷۶۳ ۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ

---

۷۶۲ ۔ حضرت انس سے روایت ہے ایک آدمی آیا اور صف میں شامل ہو گیا اور اس نے اللہ اکبر کہا اور یہ دعا پڑھی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ اللہ تعالیٰ کے لیے سب تعریف بہت زیادہ حمد ہے جس میں پاکیزگی اور برکت ہو۔ جب آپ نے نماز ختم فرمائی تو فرمایا یہ کلمات تم میں سے کس نے کہے ہیں لوگ خاموش رہے تو آپ نے فرمایا تم میں سے یہ کلمات کس نے کہے ہیں لوگ چپ رہے آپ نے پھر دریافت فرمایا کہ یہ کلمات کس نے کوئی بری بات نہیں کہی۔ ایک آدمی نے عرض کیا میں آیا تھا اور میرا سانس پھول رہا تھا تو میں نے یہ کلمات کہہ ڈالے آپ نے فرمایا میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا وہ جلدی کر رہے تھے کہ کون ان کلمات کو آسمان پر لے جائے [۱] (مسلم)

دوسری فصل

۷۶۳ ۔ حضرت عائشہ نے فرمایا جب آنحضرت نماز شروع فرماتے تو یہ دعا پڑھتے سبحانك اللّٰهم و بحمدك وتبارك اسمك وتعالٰى جدك ولا الٰه غيرك اے اللہ تو اپنی ذات کے ساتھ پاک ہے تیرا نام بابرکت ہے اور تیرا مرتبہ بہت اونچا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

قومہ کی دعا کی فضیلت بہت ہے:۔ [۱] اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے رفاعہ سے ان کلمات کی فضیلت تو بیان کی ہے لیکن انس کی حدیث کو روایت نہیں کیا یہ حدیث آگے باب الرکوع میں آئے گی۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوال کرنے کی حکمت یہ تھی کہ لوگ بڑی توجہ سے بات سن لیں اور ان کلمات کو یاد کرلیں اس سے معلوم ہوا کہ بعض مخصوص نیک اعمال کو کراماً کاتبین کے علاوہ اور فرشتے بھی لکھتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصَّلٰوۃَ قَالَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَارِثَةَ وَقَدْ تُكُلِّمَ فِيْهِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ۔

۷۶۴۔ وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّهٗ رَاَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ صَلٰوۃً قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا اللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا اللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ثَلٰثًا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ مِنْ نَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ وَهَمْزِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَةَ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَذَكَرَ فِيْ اٰخِرِهٖ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَفْخُهُ الْكِبْرُ وَنَفْثُهُ الشِّعْرُ وَهَمْزُهُ الْمُوْتَةُ۔

ترمذی، ابوداؤد۔ ابن ماجہ ابو سعید سے ترمذی فرماتے ہیں۔ یہ حدیث صرف حارثہ نے بیان کی ہے۔ اس کے حافظہ پر ائمہ حدیث نے گفتگو کی ہے[1]۔

۷۶۴۔ جبیر بن مطعم نے فرمایا انہوں نے آنحضرت کو دیکھا نماز پڑھتے اور فرماتے اللہ اکبر کبیرا اللہ اکبر کبیرا اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا والحمد للہ کثیرا سبحان اللہ بکرۃ واصیلا ثلاثا اعوذ باللہ من الشیطٰن من نفخہ و نفثہ وھمزہ اللہ بہت بڑا ہے (تین دفعہ) اللہ کی بہت زیادہ حمد ہے (تین دفعہ) اللہ کے لیے پاکیزگی ہے صبح اور شام (تین دفعہ) میں شیطان کی پھونک، تھوک اور اس کی چھیڑ سے پناہ چاہتا ہوں ابوداؤد۔ ابن ماجہ لکھتے ہیں اس نے الحمد للہ کثیرا کا ذکر نہیں کیا فرمایا اور آخر میں اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم کا ذکر فرمایا حضرت عمر نے فرمایا شیطان کی پھونک تکبر ہے اس کی تھوک شعر ہیں اور اس کی چھیڑ سے مراد جنون ہے[2]۔

---

[1] **ایک ضعیف حدیث کی وضاحت** اس حدیث کو دار قطنی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اس کی سند میں حارثہ بن ابی الرجال ضعیف ہے اور ابو سعید کی حدیث کو ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور اس میں علی بن علی بن نجاد بن رفاعہ ہے جس کی کنیت ابو اسمٰعیل ہے۔ اس میں محدثین کا اختلاف ہے البتہ نے ابن ابی لبابہ عبدہ سے اسی طرح روایت کی ہے لیکن وہ موقوف ہے اور عبدہ کا عمر سے سماع ثابت نہیں ہے۔ امام احمد نے کہا کہ بہترین دعا سند کے لحاظ سے ابوہریرہ کی حدیث ہے پھر حضرت علی کی پھر عائشہ اور ابو سعید کی۔

[2] **تعوذ صرف پہلی رکعت میں ہے** یہ حدیث کئی طریقوں سے مروی ہے جو ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں۔ اسی لیے ابوداؤد اور منذری نے اس پر سکوت کیا ہے اور اس کو ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ شیطان سے پناہ لینا (تعوذ) صرف پہلی رکعت میں ہے پھر نہیں جیسا کہ بعض نے خیال کیا ہے کہ ہر رکعت میں تعوذ ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۶۵ - وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ اَنَّهٗ حَفِظَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَكْتَتَيْنِ سَكْتَةً اِذَا كَبَّرَ .... وَسَكْتَةً اِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَصَدَّقَهٗ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ نَحْوَهٗ۔

۷۶۶ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ اِسْتَفْتَحَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَلَمْ يَسْكُتْ هٰكَذَا فِيْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ وَذَكَرَهُ الْحُمَيْدِيُّ فِيْ اَفْرَادِهٖ وَكَذَا صَاحِبُ الْجَامِعِ عَنْ مُسْلِمٍ وَحْدَهٗ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۷۶۷ - عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلٰوةَ كَبَّرَ ثُمَّ ... قَالَ اِنَّ صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ لِاَحْسَنِ الْاَعْمَالِ وَاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَقِنِيْ

---

۷۶۵ - سمرة بن جندب نے فرمایا مجھے آنحضرت کی نماز میں دو سکتے ہیں ایک سکتہ تکبیر کے بعد اور ایک سکتہ جب فاتحہ سے فارغ ہوتے۔ ابی بن کعب نے ان کی تصدیق فرمائی[1] (ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ دارمی)

۷۶۶ - ابوہریرہ فرماتے ہیں آنحضرت جب دوسری رکعت سے اٹھتے تھے تو قرأت الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے اور سکتہ نہ فرماتے[2] (مسلم۔ حمیدی اور جامع الاصول نے اسے صرف مسلم کی روایت فرمایا ہے۔

تیسری فصل

۷۶۷ - جابر فرماتے ہیں آنحضرت جب نماز شروع فرماتے تو تکبیر کہتے پھر فرماتے ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العٰلمین لاشریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین اللھم اھدنی لاحسن الاخلاق لایھدی لاحسنھا الا انت وقنی سیئ الاعمال وسیئ الاخلاق لایقی سیئھا الا انت میری نماز اور قربانی موت اور زندگی اللہ کی

نماز میں تین سکتے ہیں: [1] اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے حسن کہا ہے آنحضرت کے تین سکتے ہوا کرتے تھے ایک سکتہ تکبیر تحریمہ کے بعد اور دوسرا سکتہ قرأت فاتحہ کے بعد اور تیسرا سکتہ سورة ختم کرنے کے بعد۔ ابی بن کعب کی تصدیق کا واقعہ یہ ہے کہ سمرة بن جندب امامت کراتے تھے۔ ان کے سکتات پر لوگوں نے اعتراض کیا تو آپ نے ابی بن کعب سے اس کی تصدیق کروائی۔ تو انہوں نے اس کی تصدیق کی۔

سکتات صرف پہلی رکعت میں ہیں: [2] یہ حدیث مسلم۔ ابوداؤد۔ نسائی اور حاکم میں بھی ہے اور کہا شرط شیخین پر ہے۔ ذہبی نے کہا صحیح ہے۔ حدیث میں دلیل ہے کہ دوسری رکعت میں نہ آپ سکتہ کرتے اور نہ تعوذ کرتے اور باقی رکعتیں دوسری رکعت کی طرح ہیں یعنی سکتہ اور تعوذ صرف پہلی رکعت کے ساتھ خاص ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سَيِّئَ الْاَعْمَالِ وَسَيِّئَ الْاَخْلَاقِ لَا يَقِيْ سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ۔

۷۶۸ ۔ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ يُصَلِّيْ تَطَوُّعًا قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ مِثْلَ حَدِيْثِ جَابِرٍ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ ثُمَّ يَقْرَاُ رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ۔

رب العالمین کے لیے ہے اس کا کوئی شریک نہیں مجھے یہی حکم کیا گیا ہے میں پہلا مسلم ہوں۔ اے اللہ مجھے نیک اعمال اور اچھے اخلاق کی طرف رہنمائی فرما تیرے سوا کوئی ان کی رہنمائی نہیں فرما سکتا مجھے بُرے اعمال اور بُرے اخلاق سے بچا ان کی برائی سے تیرے سوا کوئی نہیں بچا سکتا۔[1] (نسائی)

۷۶۸ ۔ محمد بن مسلمہ نے کہا کہ آنحضرت جب اپنی نماز کے لیے قیام فرماتے یہ دعا فرماتے اللہ اکبر وجہت وجہی للذی فطر السمٰوٰت حنیفا وما انا من المشرکین اپنا چہرہ اس اللہ کی طرف متوجہ کیا جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا یکسو ہو کر اور میں مشرک نہیں ہوں باقی حدیث حضرت جابر کی طرح بیان کی لیکن آخر میں "انا من المسلمین" ذکر فرمایا پھر فرمایا اللھم انت الملک لا الہ الا انت سبحانک وبحمدک اے اللہ تو ہی بادشاہ ہے تیرے سوا کوئی بادشاہ نہیں تو اپنی محامد سمیت پاک ہے پھر قرأت فرماتے[2] (نسائی)

---

[1] اسی طرح کی ایک حدیث فصل اوّل میں حضرت علی سے گزر چکی ہے امام مسلم نے کہا کہ یہ دعا رات کی نماز کے ساتھ خاص ہے۔

[2] یعنی اس دعا کے بعد اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر پھر قرأت شروع کرتے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلٰوةِ

نماز ایسی عبادت ہے جس میں ہمہ تن انسان اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اس کے ذکر سے برکت حاصل کرتا ہے سب سے اہم اور ضروری ذکر قرآن مجید ہے آنحضرت قرآن مجید مختلف مقامات سے پڑھتے اور سورہ فاتحہ ہر رکعت میں پڑھتے فاتحہ میں چونکہ قرآن کے اہم مضامین آ گئے ہیں۔ توحید صفات باری حشر و نشر سزا جزا عبادت استعانت کی تخصیص تاریخ کے مختلف ادوار کا ذکر اجمالاً آ گیا ہے۔ جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا۔ اور جو لوگ گمراہی کی وجہ سے اس کے غضب کے مستحق بنے سب کا ذکر فرمایا۔ فاتحہ کو مختصراً پورا قرآن سمجھنا چاہیئے اس لیے آنحضرت نے اس کی قرأۃ کو لازمی اور فرض قرار دیا ہے۔ احادیث میں ہے فاتحہ کے سوا نماز نہیں ہوتی جس نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نماز ناقص ہے نماز بلا فاتحہ ناتمام ہوگی۔

شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ نے حجۃ اللہ میں فرمایا ہے کہ مقتدی کو خاموشی سے امام کی قرأۃ سننا چاہیئے اگر امام آواز سے پڑھ رہا ہو۔ تو مقتدی کو امام کے سکتوں میں فاتحہ پڑھنا چاہیئے۔ اور جب امام آہستہ پڑھ رہا ہو۔ تو مقتدی کو اختیار ہے جس طرح چاہے پڑھے لیکن اس طرح نہ پڑھے کہ امام کی قرأۃ میں خلجان اور تشویش پیدا ہو شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ هٰذَا اَوْلَى الْاَقْوَالِ عِنْدِیْ وَبِهٖ يُجْمَعُ بَيْنَ اَحَادِيْثِ الْبَابِ۔ یعنی امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا میرے نزدیک بہتر ہے۔ اس مضمون کی مختلف احادیث اس طرح جمع ہو جاتی ہیں حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۷ ج ۲ یعنی جن احادیث میں امام کے پیچھے قرأۃ سے روکا گیا ہے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ آواز سے نہ پڑھے مگر پڑھے ضرور۔

قرأۃ آرام سے اور ترتیل سے پڑھے۔ اوقاف پہ ٹھہرتا جائے۔ معانی پر نظر رکھے۔ مقاصد سمجھتا جائے ظہر اور عصر کی نماز میں امام بھی آہستہ پڑھے۔ دن کا وقت کاروبار شور اور ہنگامہ کا ہے اس میں قرأۃ کے ساتھ مزید ہنگامہ کیا جائے۔ رات کی نماز میں شور اور ہنگامہ کم ہوتا ہے آرام کے اوقات میں آواز سے پڑھنے کا حکم دیا۔ اس میں توجہ اور حظ حاصل ہوتا ہے۔ آخری رکعات میں یہاں بھی آہستہ پڑھنے کا حکم ہے تاکہ ذہن۔ سر اور جہر دونوں سے مستفیض اور مستفید ہو سکے۔ بعض طبائع میں جہر سے توجہ ہوتی ہے۔ بعض میں آہستگی سے یکسوئی حاصل ہوتی ہے۔ نمازی کو موقع دیا گیا ہے کہ دونوں سے فائدہ اٹھا سکے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۷۶۹۔ عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاصَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَصَاعِدًا۔

پہلی فصل

۷۶۹۔ عبادہ بن صامت فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا جو آدمی سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی (بخاری مسلم) مسلم میں یہ لفظ ہیں۔ جو ام القرآن اور کچھ زیادہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔[له]

سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی: [له] اس حدیث کو احمد اور اہل سنن اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور بیہقی میں یہ لفظ زیادہ ہیں امام کے پیچھے یعنی جو آدمی امام کے پیچھے الحمد نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہے بیہقی نے کہا اس کی سند صحیح ہے اور امام کے پیچھے کی زیادت مشہور ہے اور کئی طریقوں سے صحت کو پہنچی ہے طبرانی نے کبیر میں عبادہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے وہ الحمد بھی پڑھے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ دار قطنی کے الفاظ یہ ہیں کہ وہ نماز کافی نہیں جس میں الحمد نہ پڑھی جائے اور کہا اس کی سند صحیح ہے اور ابن قطان نے بھی اس کو صحیح کہا ہے۔ مسلم، ابوداؤد اور ابن حبان نے فصاعداً کے الفاظ بھی مروی ہیں۔ یعنی وہ نماز کافی نہیں جس میں الحمد یا کچھ زیادہ نہ پڑھا جائے (برادران احناف نے اس سے یہ استدلال کیا ہے کہ الحمد کے سوا دوسری قرأت تیسری چوتھی رکعت میں تو ہوتی ہی نہیں[عہ] معلوم ہوا کہ جو حیثیت دوسری قرأت کی ہے۔ وہی الحمد کی بھی ہے یعنی یہ بھی واجب نہیں) تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابن حبان نے کہا ہے کہ معمر زہری سے منفرد ہے اور امام بخاری نے ان الفاظ کو جزء القرأۃ میں نقل کیا ہے۔ ابن حبان اور ابن خزیمہ نے صحیح سند سے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ وہ نماز کافی نہیں جس میں فاتحۃ الکتاب نہ پڑھی جائے اور اس باب کی تمام حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ الحمد کی قرأۃ نماز میں متعین ہے اور واجب ہے اور الحمد کے بغیر پڑھی ہوئی نماز کافی نہیں۔ امام مالک شافعی۔ احمد اور جمہور علماء کا صحابہ اور تابعین سے یہی مذہب ہے [illegible] کہا ہے کہ حدیث میں جو نماز کی نفی آئی ہے۔ یہ نفی ذات کی طرف راجع ہے نہ کہ کمال کی طرف (یعنی یہ لوگ جو کہتے ہیں کہ الحمد کے بغیر نماز کامل نہیں ہوتی بلکہ نماز سرے سے ہوتی ہی نہیں کامل اور غیر کامل کا کیا سوال) اور لا تجزأ والی روایت نفی ذات کی تاکید کرتی ہے اس لیے کہ نماز سے مراد اس کے شرعی معنی ہیں لغوی نہیں۔ جب یہ اصول ہے کہ شارع کے الفاظ اس کے حروف پر محمول ہیں۔ اس لیے کہ آپ شرعیات کی تعریفات کے لیے تشریف لائے ہیں نہ کہ موضوعات لغویہ کے لیے اور جب منفی صلوٰۃ شرعیہ ہو تو نفی ذات ثابت ہوئی۔ اس لیے کہ مرکب جیسے اپنے تمام اجزاء کی نفی سے منتفی ہو جاتا ہے اپنے بعض اجزاء کی نفی سے بھی منتفی ہو جاتا ہے تو نفی ذات کے بعد نفی کمال کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

عہ حالانکہ یہ بھی غلط ہے پچھلی دو رکعتوں میں مقتدی کو قرأت سے روکنے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ (خالد)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۷۰ ۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی صَلٰوةً لَّمْ یَقْرَأْ فِیْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِیَ خِدَاجٌ ثَلٰثًا غَیْرُ تَمَامٍ فَقِیْلَ لِاَبِیْ هُرَیْرَةَ اِنَّا نَکُوْنُ وَرَآءَ الْاِمَامِ قَالَ اقْرَأْ بِهَا فِیْ نَفْسِكَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ نِصْفَیْنِ وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ فَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

۷۷۰ ۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی ام القرآن نہ پڑھے ۔ اس کی نماز ناقص ہے[له] آپ نے یہ کلمہ تین دفعہ فرمایا۔ حضرت ابوہریرہ سے کہا گیا کہ بعض اوقات ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں، فرمایا دل میں پڑھو میں نے آنحضرت سے سنا فرماتے تھے ۔ اللہ نے فرمایا میں نے اپنے بندوں میں نماز تقسیم کر دی ہے ۔ یہاں سورت فاتحہ

فاتحہ خلف الامام ضروری ہے ۔[له] ابن ماجہ کے سوا اس حدیث کو اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے یہ حدیث وجوب قرأۃ فاتحہ خلف الامام کی دلیل ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا استدلال یہ ہے کہ نماز ہر مسلمان پر فرض ہے ۔ خواہ وہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ فاتحہ ہی کا نام نماز رکھ دیا بلکہ خداوند تعالیٰ نے سورہ فاتحہ کا نام نماز رکھا تو اب اگر مقتدی الحمد نہ پڑھے گا تو اس کی نماز کیوں کر ہوگی ۔ اس لیے مقتدی بھی ضرور الحمد پڑھے ۔ اس حدیث میں فاتحہ کا نام نماز رکھا گیا ہے اور اس کی تقسیم بحیثیت معنی ہے اس لیے کہ اس کا نصف اوّل تحمید تمجید اور ثنا ہے اور نصف ثانی سوال اور افتقار اور اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ آیا بسم اللہ فاتحہ کا جزو ہے یا نہیں یہ حدیث ان لوگوں کی دلیل ہے جو بسم اللہ کو فاتحہ کی آیت نہیں سمجھتے اس لیے کہ اگر فاتحہ بسم اللہ کا جزو ہوتی تو اس کا تذکرہ بھی ہوتا اور جب الحمد للہ سے شروع ہوئی تو معلوم ہوا کہ یہ پہلی آیت ہے ۔ اس جگہ مسئلہ اس حدیث میں فاتحہ خلف الامام کا ہے احادیث صحیحہ مرفوعہ جو وجوب فاتحہ خلف الامام پہ دلالت کرتی ہے دیکھ کر محققین احناف نے بھی فاتحہ خلف الامام کا اقرار کیا بطور نمونہ چند ایک کے اسمائے گرامی پیش کیے جاتے ہیں ۔ سب سے پہلے یہ جاننا چاہیئے کہ مشہور یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فاتحہ خلف الامام سے منع فرماتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں امام ابن حبان نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ امام محمد اور امام ابویوسف نے فاتحہ خلف الامام نہ پڑھنے کو پسند تو کیا ہے لیکن پڑھنے کو نہ تو حرام کہا ہے نہ مکروہ امام شعرانی نے بھی میزان شعرانی میں اسی طرح لکھا ہے ۔ مولانا عبدالحی لکھنوی امام الکلام میں فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ اور صاحبین کا یہی مذہب معلوم ہوتا ہے اور مکروہ یا حرام بتانا بعد کے لوگوں کی تخریبات ہیں علامہ عینی حنفی نے شرح بخاری میں صاف لکھا ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا مستحسن ہے اور یہی مذہب ہے ۔ مولانا عبدالحی لکھنوی کا اسی طرف گئے ہیں ۔ شاہ عبدالرحیم اور ملا جیون ۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ۔ شاہ عبدالعزیز ۔ مجدد الف ثانی ۔ امام غزالی مخدوم جہانیاں جہاں گشت ۔ خواجہ نظام الدین اولیاء وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین ۔ اس کے علاوہ بے شمار حضرات ہیں جو حنفی ہونے کے باوجود قرأۃ فاتحہ خلف الامام کے قائل ہیں ۔ یہاں تفصیل کا موقعہ نہیں صرف چند ایک اشارات دیئے گئے ہیں ۔ واللہ اعلم ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْعَالَمِيْنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى حَمِدَنِىْ عَبْدِىْ وَاِذَا قَالَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَثْنٰى عَلَىَّ عَبْدِىْ وَاِذَا قَالَ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ قَالَ مَجَّدَنِىْ عَبْدِىْ وَاِذَا قَالَ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ قَالَ هٰذَا بَيْنِىْ وَبَيْنَ عَبْدِىْ وَلِعَبْدِىْ مَا سَاَلَ فَاِذَا قَالَ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ هٰذَا لِعَبْدِىْ وَلِعَبْدِىْ مَا سَاَلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

کو نماز فرمایا ہے م اور میرا بندہ جو مانگے میں اسے دوں گا۔ جب آدمی الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ میرے بندے نے میری تعریف کی۔ جب وہ الرحمٰن الرحیم کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے میری ثنا کی۔ جب مالک یوم الدین کہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میرے بندے نے میری عظمت کا اقرار کیا۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین کہتا ہے۔ تو اللہ فرماتے ہیں یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان نصف نصف ہے۔ اور بندہ جو مانگے میں اسے دوں گا۔ جب اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یہ بندے کے لیے ہے اور جو اس نے مانگا اسے مل گیا۔ (مسلم)

۵ محققین حنفیہ اور قرأت مقتدی :۔ ابن ماجہ کے سوا اس کو اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے یہ حدیث وجوب قرأت فاتحہ خلف الامام کی دلیل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ کا استدلال یہ ہے کہ نماز ہر مسلمان پر فرض ہے اور آنحضرت نے بقول خدا وند تعالیٰ سورہ فاتحہ کا نام نماز رکھا ہے تو پھر اگر فاتحہ نہ پڑھی گئی تو نماز کیسے ادا ہو گئی اور سورۃ فاتحہ کی تقسیم بحیثیت معنی ہے اس کا نصف اول تحمید تمجید اور ثنا ہے اور نصف ثانی سوال اور افتقار اور یہاں بسم اللہ کو سورۃ فاتحہ کی آیت شمار نہیں کیا گیا۔ اس کی بحث آگے آئے گی۔ اصل مسئلہ یہاں فاتحہ خلف الامام کا ہے احادیث صحیحہ مرفوعہ جو وجوب فاتحہ خلف الامام پر دلالت کرتی ہیں دیکھ کر محققین احناف بھی فاتحہ خلف الامام کے قائل ہیں پہلے یہ جاننا چاہیئے کہ مشہور یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ فاتحہ خلف الامام سے منع فرماتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں۔ ابن حبان نے کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ، امام محمد امام ابو یوسف نے امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے کو پسند تو کیا ہے لیکن پڑھنے کو حرام یا مکروہ نہیں کہا۔ امام شعرانی نے بھی میزان میں ایسا ہی کہا ہے اور مولانا عبدالحی لکھنوی نے بھی امام الکلام میں اسی طرح کہا ہے اور کہا کہ مکروہ یا حرام کہنا بعد کے لوگوں کی تخریجات ہیں۔ علامہ عینی حنفی نے شرح بخاری میں صاف لکھا ہے کہ فاتحہ خلف الامام مستحسن ہے اور یہی مذہب ہے مولانا عبدالحی لکھنوی۔ شاہ عبدالرحیم دہلوی۔ ملا جیون۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ شاہ عبدالعزیز۔ مجدد الف ثانی۔ امام غزالی۔ مخدوم جہانیاں جہاں گشت۔ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہم اللہ اجمعین کا۔ اس کے علاوہ بے شمار حضرات ہیں جو حنفی ہونے کے باوجود فاتحہ خلف الامام کے قائل ہیں۔ یہاں تفصیل کا موقع نہیں صرف چند ایک اشارات کیے گئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۷۱ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَکْرٍ وَّعُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا کَانُوْا یَفْتَتِحُوْنَ الصَّلٰوۃَ بِاَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔

۷۷۲ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّہٗ مَنْ وَافَقَ تَاْمِیْنُہٗ تَاْمِیْنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ غُفِرَلَہٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

۷۷۱ - حضرت انس نے فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نماز الحمد للہ رب العالمین سے شروع فرماتے تھے[1] (مسلم)

۷۷۲ - حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب امام آمین کہے، تو تم بھی آمین کہو۔ جس کی آمین ملائکہ کی آمین سے موافق ہوگئی۔ اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے گئے (بخاری، مسلم)

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء الحمد سے قرأت شروع کرتے اس حدیث کے الفاظ اور طرق مختلف ہیں جو بخاری، مسلم، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ میں مذکور ہیں۔ یہ بخاری کے الفاظ ہیں مسلم میں اس کا مضمون ہے۔ شعبہ سے راویوں کے الفاظ مختلف ہیں کسی نے کہا قرأت کو الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے اور کسی نے کہا میں نے کسی کو بسم اللہ پڑھتے نہیں سنا اور کسی نے دونوں الفاظ نقل کئے ہیں اور یہ لوگ شعبہ کے ثابت ترین راوی ہیں ابن خزیمہ کی انس کی حدیث میں ہے کہ وہ بسم اللہ آہستہ پڑھتے تھے۔ علامہ ابن قیم نے اپنی کتاب "الہدیٰ" میں کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے پڑھتے اور کبھی آہستہ۔ حدیث کے ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ بسم اللہ پڑھتے ہی نہ تھے لیکن ایسا نہیں بسم اللہ کے پڑھنے پر سب کا اتفاق ہے اختلاف صرف جہر اور سر میں ہے اور اصل بات یہی ہے کہ دونوں طرح جائز ہے جیسا کہ حافظ ابن قیم نے لکھا ہے اگرچہ محدثین نے اس سے عدم جہر بسم اللہ ثابت کیا ہے حالانکہ اصل میں اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین نے ہمیشہ قرأت کو سورہ فاتحہ سے شروع کیا اور فاتحہ کے علاوہ کسی اور جگہ سے قرأت شروع نہیں کی ہے جیسا کہ امام بخاری نے جزء میں اور امام بیہقی نے بیان کیا ہے اور الحمد للہ رب العالمین تو یہ سورہ فاتحہ کے ناموں میں سے ہے جیسا کہ احادیث میں سورہ سجدہ کا نام الم تنزیل سجدہ آیا ہے اس کی تصریح امام ترمذی نے بھی اپنی سنن میں کی ہے محدثین نے سورۃ کو فاتحہ القرآن کی طرح فاتحہ القرأت اس لیے بیان کیا ہے کہ ہر نمازی کے لیے قرأت فرض ہونا قریباً متفق علیہ مسئلہ ہے اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ قرآن کی کوئی سی آیت پڑھ لے تو اس فرض سے سبکدوش ہو سکتا حالانکہ یہ اس حدیث کے خلاف ہے جس پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ قرأۃ کا افتتاح سورہ فاتحہ سے ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ فَاِنَّہٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُہٗ قَوْلَ الْمَلٰٓئِکَۃِ غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ ھٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ وَلِمُسْلِمٍ نَحْوُہٗ وَفِیْ اُخْرٰی لِلْبُخَارِیِّ قَالَ اِذَا اَمَّنَ الْقَارِیُٔ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ تُؤَمِّنُ فَمَنْ وَّافَقَ تَاْمِیْنُہٗ تَاْمِیْنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ غُفِرَ لَہٗ تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ ۔

ایک روایت میں ہے۔ جب امام وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہے۔ تو تم آمین کہو جس کا قول ملائکہ کے قول کے موافق ہو گیا۔ اس کے سابقہ گناہ معاف ہو گئے۔ (بخاری مسلم) بخاری کی دوسری روایت میں ہے۔ جب قاری آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔ کیونکہ اس وقت فرشتے بھی آمین کہتے ہیں۔ جس کی آمین فرشتوں سے موافق ہو گئی۔ اس کے پہلے گناہ سب معاف ہو گئے۔[1]

---

[1] امام اور مقتدی جہر سے آمین کہیں: اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی بیان کیا ہے۔ ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اس کو بھی احمد اور نسائی نے روایت کیا ہے اور بخاری کی روایت میں ہے کہ جب قاری آمین کہے اور یہی لفظ احمد میں بھی ہیں اور قاری سے مراد امام ہے مشہور روایات میں آمین مد اور تخفیف کے ساتھ ہے یعنی آمین اور یہ اسماء افعال سے ہے اس کے معنی ہیں اے اللہ میری دعا قبول فرما۔ باب کی حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ آمین کہی جائے اور یہ امر جمہور کے نزدیک استحباب کے لیے ہے اور آمین سب کے نزدیک کہی جاتی ہے اختلاف اس میں ہے کہ آہستہ آواز سے کہی جائے یا بلند آواز سے جمہور کا مذہب یہ ہے کہ امام جہری قرأت میں جہر سے آمین کہے اس لیے کہ اگر امام کی آواز مقتدی کو نہ سنی جائے گی تو وہ کیسے امام کی آمین کے بعد آمین کہے گا۔ ابو داؤد اور ابن ماجہ میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب ولا الضالین کہتے تو اتنی آواز سے آمین کہتے کہ پہلی صف والے سن لیتے اور ابن ماجہ میں ہے کہ پہلی صف والے سن لیتے پھر صحابہ کی آواز سے مسجد گونج جاتی۔ ابو ہریرہ کے الفاظ یہ ہیں کہ آنحضرتؐ سورۃ فاتحہ کے بعد بلند آواز سے آمین کہتے روایت دار قطنی اور حاکم میں ہے وائل بن حجر کہتے ہیں کہ آپ نے بلند آواز مد سے آمین کہی یہ روایت ترمذی میں ہے۔ ابن عمر سے کہا جب آپ آمین کہتے تو آواز بلند کرتے (دار قطنی) ام حصین نے کہا کہ آنحضرت نے آمین کہی تو میں نے عورتوں کی صف میں آپ کی آواز سن لی۔ عطاء تابعی کہتے ہیں کہ میں نے دو سو صحابہ کو دیکھا کہ جب امام ولا الضالین کہتا تھا تو وہ بلند آواز سے آمین کہتے تھے (بیہقی۔ ابن حبان) عطاء کہتے ہیں کہ مسجد نبوی میں اس زور سے آمین ہوتی تھی کہ زلزلہ سا آجاتا تھا (بیہقی) یہ چند ایک احادیث اور آثار ہیں ورنہ ان کو اگر پوری طرح بیان کیا جائے تو ایک کتاب بن جائے۔ واللہ اعلم۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۷۳۔ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّيْتُمْ فَاَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ اَحَدُكُمْ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَالَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ يُجِبْكُمُ اللّٰهُ فَاِذَا كَبَّرَ وَرَكَعَ فَكَبِّرُوْا وَارْكَعُوْا فَاِنَّ الْاِمَامَ يَرْكَعُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتِلْكَ بِتِلْكَ قَالَ وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ يَسْمَعُ اللّٰهُ

۷۷۴۔ ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب تم نماز پڑھو۔ تو صفیں سیدھی کرو پھر تم میں سے ایک امام بنے۔ جب وہ تکبیر کہے۔ تو تم بھی تکبیر کہو۔ جب وہ ولا الضالین کہے۔ تو آمین کہو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول کرے گا۔ جب امام تکبیر کہہ کر رکوع کرے۔ تو تم بھی تکبیر کہو۔ اور رکوع کرو۔ امام رکوع بھی تم سے پہلے کرے گا۔ اور پہلے ہی سر اٹھائے گا۔ یہ پہلے سر اٹھانا پہلے رکوع جانے کا بدلہ ہے جب امام سمع اللہ لمن حمدہ (کہے جس نے اللہ کی تعریف کی۔ اللہ نے اس کی سن لی۔ تو تم ربنالک الحمد کہو۔[1] اے اللہ سب تعریف تیرے[2] لیے ہے۔ اللہ تمہاری

[1] اس حدیث میں جو زیادت حضرت ابو ہریرہ اور ابو قتادہ کی ذکر کی ہے وہ ضعیف ہے امام زہری کے باقی شاگردوں نے اس زیادت کا ذکر نہیں فرمایا یہ زیادت ابو سعید خدری سے بھی منقول ہے وہ بھی شاذ ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے تو انصات اور خاموشی سے مراد عدم جہر ہوگا یعنی اس طرح نہ پڑھا جائے کہ امام کی قرأت میں خلجان واقع ہو۔ (اسم)

[2] اذا قرأ فانصتوا کی حالت بہ حضرت ابو ہریرہ کی یہ حدیث فصل ثانی میں بھی آئے گی۔ امام مسلم نے کہا ہے کہ سلیمان تیمی کی یہ زیادت صحیح ہے لیکن امام مسلم کے اس کلام پر محدثین نے شدید انکار کیا ہے امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں کہا ہے کہ واذا قرأ فانصتوا کی زیادت پر حفاظ حدیث نے امام مسلم سے اختلاف کیا ہے۔ بیہقی نے سنن کبیر میں ابو داؤد سجستانی سے نقل کیا ہے کہ یہ الفاظ محفوظ نہیں ہیں اور اسی طرح یحییٰ بن معین۔ ابو حاتم رازی۔ دارقطنی۔ حافظ ابو علی نیشاپوری شیخ حاکم ابو عبداللہ نے بھی اس زیادت کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ زیادت صحیح نہیں۔ بیہقی نے کہا کہ ابو علی حافظ نے کہا کہ یہ لفظ غیر محفوظ ہیں اور سلیمان تیمی نے ان الفاظ کی روایت میں قتادہ کے تمام شاگردوں سے اختلاف کیا ہے کسی نے بھی یہ الفاظ نقل نہیں کئے اور ان الفاظ کے ضعف　پر حفاظ حدیث کا اجماع ہے اور یہ اجماع بہر حال امام مسلم کی تصحیح پر مقدم ہے۔ خصوصاً جبکہ خود امام مسلم کو یہ اقرار ہے کہ ان الفاظ پر محدثین متفق نہیں ہیں اور امام مسلم نے ان کو اپنے نزدیک صحیح جانتے ہوئے بھی اپنی صحیح میں درج نہیں کیا۔ شبہ گزرتا ہے کہ صحیح مسلم میں تو یہ الفاظ موجود ہیں پھر یہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ امام مسلم نے اس کو اپنی صحیح میں درج نہیں کیا۔ اصل یہ ہے کہ صحیح مسلم کا جو نسخہ ہمارے ملک میں رائج ہے یہ ان کے شاگرد ابو اسحٰق کا نسخہ ہے اس میں ابو اسحٰق کا یہ مکالمہ درج ہے کہ میں (ابو اسحٰق) نے

(باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَکُمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَہٗ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَقَتَادَۃَ وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا۔

سن لے گا۔ (مسلم) اور ابوہریرہ اور قتادہ کی روایت میں ہے۔ جب امام پڑھے۔ تو تم چپ رہو۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) کہا کہ ابوبکر بن اخت ابی النضر ان الفاظ واذا قرأ فانصتوا کے متعلق اعتراض کرتا ہے کہ یہ صحیح نہیں ہیں کیا آپ کے نزدیک یہ الفاظ صحیح ہیں تو امام مسلم نے کہا کہ ہاں میں ان کو صحیح سمجھتا ہوں تو ابواسحٰق (شاگرد) نے دوسرا سوال یہ کیا کہ آپ کے نزدیک اگر یہ الفاظ صحیح ہیں تو آپ نے ان کو اپنی صحیح میں درج کیوں نہیں کیا یعنی اس نسخہ میں جو آپ نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے تو امام مسلم نے یہ جواب دیا کہ ہر وہ حدیث جو میرے نزدیک صحیح ہو میں نے اس کو اپنی صحیح میں درج کرنے کا التزام نہیں کیا بلکہ میں نے اپنی صحیح میں صرف وہ حدیثیں درج کی ہیں جن کی صحت پر محدثین کا اتفاق ہے تو چونکہ ان الفاظ پر محدثین کا اتفاق نہیں ہے اس لیے ہم نے ان کو اپنی صحیح میں درج نہیں کیا۔ بہرحال منذری نے کہا ہے کہ ہماری دانست میں امام مسلم کو ابوخالد کی طرف سے وہم ہوا ہے جو لوگ امام کے پیچھے الحمد نہیں پڑھتے وہ اس سے استدلال اور اس کی حقیقت معلوم کر چکے ہیں اور اگر بفرض محال یہ صحیح ثابت ہو جائے تو بھی الا بام القرآن کے الفاظ نے الحمد کو اس سے خاص کر لیا اور یہ اصول کا مسئلہ ہے کہ "بناء عام کی خاص پر واجب ہے۔" بعض نے اس حدیث سے عدم قرأۃ فاتحہ خلف الامام پر استدلال کیا ہے کہ "جس کا امام ہو تو امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔" امام بخاری نے کہا اس کے سب طرق معلول ہیں (نیل و تخریج ہدایہ) امام بیہقی نے کہا اگر یہ صحیح ثابت ہو جائے تو بھی اس کو فاتحہ کے سوا تسلیم کیا جائے گا کیونکہ اس کی تخصیص صحیح حدیث نے کر دی ہے۔ امام بخاری نے جزء القرأت میں اس کے سب طرق بیان کئے ہیں جن میں سے کچھ مرسل ہیں اور کچھ ضعیف اور "اثبات نفی پر مقدم ہے" کے اصول پر فاتحہ کی تخصیص ہو جائے گی۔ بعض نے قرآن مجید کی آیت واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا سے استدلال کیا ہے کہ امام کے پیچھے الحمد نہ پڑھنی چاہیئے۔ اس کے متعلق چند باتیں قابل غور ہیں۔ یہ آیت مکی ہے اور اس وقت نازل ہوئی جبکہ ابھی پانچ نمازیں بھی فرض نہ ہوئی تھیں کیونکہ وہ معراج کی رات فرض ہوئیں اور یہ آیت معراج سے پہلے کی ہے پھر نماز باجماعت مدینہ میں شروع ہوئی اندریں حالات اسے فاتحہ خلف الامام کے حق میں کیسے تسلیم کیا جائے علاوہ ازیں مدینہ میں جماعت ہوتے ہوئے بھی لوگ باتیں کر لیا کرتے تھے یہاں تک کہ آیت وقوموا للہ قانتین نازل ہوئی۔ اس آیت نے تو نماز میں باتیں بھی حرام کیں وہ فاتحہ کو کیونکر حرام کر سکتی تھی۔ اصل میں یہ کفار کے اس قول کا جواب ہے کہ "اس قرآن کو نہ سنو اور اس میں شور ڈالو تاکہ تم غالب آجاؤ۔" تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا "جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو خاموشی سے سنو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔" انہی حقائق کو پیش نظر رکھ کر حنفی مذہب کے بہت بڑے عالم ملاجیون نے اپنی اصول فقہ کی مشہور کتاب نور الانوار میں صراحت کی ہے کہ آیت واذا قرئ القرآن کا فاتحہ خلف الامام سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اگر اس مطلق کو فاتحہ خلف الامام سے مقید کر دو گے تو قرآن کی دوسری آیت فاقرؤا ما تیسر من القرآن اس کی معارض ہوگی کیونکہ بعض احادیث میں ماتیسر کی تفسیر سورۂ فاتحہ سے کی گئی ہے اب دونوں آیتیں معارض ہو گئیں تو دونوں کو استدلال سے خارج کر دو اور بیرونی دلائل سے فیصلہ کر لو اور اگر یہ کہا جائے کہ واذا کی شرط فاتحہ کو بھی شامل ہے تو عرض ہے کہ صبح کی جماعت ہوتے ہوئے صف کے پیچھے صبح کی سنتیں پڑھنے کی اجازت (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۷۷۔ وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ فِی الظُّھْرِ فِی الْاُوْلَیَیْنِ بِاُمِّ الْکِتَابِ وَسُوْرَتَیْنِ وَفِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُخْرَیَیْنِ بِاُمِّ الْکِتَابِ وَیُسْمِعُنَا الْاٰیَۃَ اَحْیَانًا وَّیُطَوِّلُ فِی الرَّکْعَۃِ الْاُوْلٰی مَالَا یُطِیْلُ فِی الرَّکْعَۃِ الثَّانِیَۃِ وَھٰکَذَا فِی الْعَصْرِ وَھٰکَذَا فِی الصُّبْحِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۴۷۷۔ ابوقتادہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔ اور دو سورتیں اور دوسری رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھتے۔ اور کبھی کوئی آیت آواز سے پڑھتے جسے ہم سن لیتے۔ اور پہلی رکعت جس قدر لمبی کرتے دوسری اس قدر لمبی نہیں کرتے تھے اور عصر اور صبح میں اسی طرح کرتےؒ۔ (بخاری، مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) کس اصول سے دی جاتی ہے جس کی اجازت فقہ کی کتابوں میں دی گئی ہے اس وقت و اذا قرئ القرآن کی آیت کیوں سامنے نہیں آتی اور اسی طرح مکتب میں جب بہت سے بچے قرآن پاک پڑھتے ہیں اور شور سا پیا ہوتا ہے اس وقت و اذا قرئ القرآن کی شرط کہاں جاتی ہے۔ آپ کہیں گے کہ ضرورت اور تاکید نے ان دونوں چیز کو مستثنیٰ کیا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ سورہ فاتحہ کی چونکہ حدیث میں صراحت ہو چکی ہے کہ ضرور پڑھی جائے لہٰذا اس کو بھی مستثنیٰ مان لیا جائے گا۔ پھر اگر اس آیت کو نماز کے متعلق مان لیا گیا ہے تو اس سے اگلی آیت کو بھی اس کے ساتھ ملاؤ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی کے ساتھ یاد کرتا جا عاجزی سے اور آہستگی سے صبح بھی اور شام بھی (جبکہ قرأت جہر سے ہو رہی ہو) اور غافل ہو کر نہ کھڑا رہ۔ دونوں آیتوں کو اکٹھا لانے سے مضمون صاف ہو جاتا ہے کہ امام کے پیچھے الحمد اونچی آواز سے نہ پڑھنا بلکہ آہستہ آواز سے پڑھتا جا۔ یہ "لاتقربوا الصلوٰۃ" والی پالیسی چھوڑ دینی چاہیئے اس سے اگلی عبارت کو بھی ساتھ ملا دو "وانتم سکاریٰ" والتفصیل لایسع فی ھذا المختصر۔

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا)

لہ مقتدی جہر سے آیت پڑھے تو سجدہ سہو نہیں، اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ پہلی رکعت کی قرأت کو اس لیے لمبا کرتے کہ کوئی اور آدمی بھی آکر جماعت میں شامل ہو جائے گا۔ اس توجیہ کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے صراحۃً ذکر کیا ہے۔ دو سورتیں دو رکعتوں میں پڑھا کرتے تھے یعنی ایک رکعت میں ایک سورت اور الحمد ہر رکعت میں پڑھتے تھے جو آدمی سری نمازوں میں ایک سا آیت بلند آواز سے پڑھ لینے پر سجدہ سہو کے قائل ہیں یہ حدیث ان کے خلاف حجت ہے۔ اس سے اگلی حدیث میں ہے کہ آپ کی پہلی دو رکعتوں کی قرأت برابر ہوتی تھی یہ حدیث بظاہر اس کے خلاف معلوم ہوتی ہے۔ بعض نے اس طرح تطبیق دی ہے کہ اگر کوئی وضو کر رہا ہو تو پہلی رکعت کی قرأت کو لمبا کر دینا چاہیئے اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر دونوں رکعتوں کی قرأت میں برابر رکھنا چاہیئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۷۷۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کُنَّا نَحْزِرُ قِیَامَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الظُّھْرِ وَالْعَصْرِ فَحَزَرْنَا قِیَامَہٗ فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ مِنَ الظُّھْرِ قَدْرَ قِرَاءَۃِ الٓمّٓ تَنْزِیْلُ السَّجْدَۃِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فِیْ کُلِّ رَکْعَۃٍ قَدْرَ ثَلٰثِیْنَ اٰیَۃً وَحَزَرْنَا قِیَامَہٗ فِیْ

۵۷۷۔ ابوسعید خدری سے مروی ہے ہم ظہر اور عصر کی نماز میں آنحضرت کے قیام کا اندازہ کیا کرتے تھے۔ ہم نے اندازہ کیا۔ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں تخمیناً آپ کی قرأت الم تنزیل سجدہ کے[1] برابر[2] تھی۔ دوسری روایت میں ہے۔ اس کا اندازہ تیس آیات تھا۔ اور آخری دو رکعتوں میں آپ کی قرأت اس سے نصف تھی اور عصر کی پہلی دو رکعتیں ظہر کی پچھلی دو کے

[1] اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ ظہر اور عصر کی پچھلی رکعتوں میں فاتحہ کے علاوہ اور قرآن پڑھنا بھی درست ہے اور ضروری صرف سورہ فاتحہ ہے۔ (اسم)

[2] ظہر کی پچھلی رکعتوں میں بھی قرأت جائز ہے۔ یہ حدیث مختلف الفاظ اور مختلف سندوں سے مسلم۔ ابوداؤد، نسائی اور احمد میں بھی آئی ہے۔ حدیث دلالت کرتی ہے کہ ظہر کی نماز بہ نسبت عصر کے لمبی پڑھی جاتی تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دوپہر بھی سونے کا اور غفلت کا وقت ہے اس کو لمبا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ لوگ جماعت میں زیادہ سے زیادہ شامل ہو سکیں اور عصر کی نماز میں یہ کیفیت نہیں ہوتی بلکہ کاروباری مصروفیتیں بہت زیادہ ہوتی ہیں اور اسی طرح پہلی دو رکعتوں کو لمبا کرنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ نماز میں شامل ہو سکیں اور صبح کی نماز سب سے لمبی ہوتی اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو اس کی رکعتیں بہت کم ہے اور پھر وہ بھی غفلت کا وقت ہے ان کو لمبا کرنے کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ کچھ اور لوگ بھی آکر جماعت میں شامل ہو جائیں اور تیسری وجہ یہ ہے کہ وہ وقت دماغی آسودگی کا ہے طبیعت ہشاش بشاش ہوتی ہے رات آرام کر لینے کے بعد طبیعت میں تھکاوٹ نہیں ہوتی اور کاروبار کی مشغولیت ابھی شروع نہیں ہوتی ایسے پُرسکون اور خوشگوار ماحول میں کچھ زیادہ عبادت ہو تو بہتر ہے جتنا وقت یاد الٰہی میں صرف ہو جائے وہ نورٌ علیٰ نور ہے۔

لیکن یہ اندازہ عام حالات کے مطابق ہے ورنہ کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا کہ صبح کی نماز میں نہایت چھوٹی سورتیں پڑھ لی جاتیں اور کبھی مغرب کی نماز میں لمبی سورتیں ہو جاتیں۔ مثلاً ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں مُعَوِّذَتَین پڑھی ہیں اور ایک دفعہ مغرب کی نماز میں سورہ مرسلات پڑھی ہے اور عام دستور یہ تھا کہ صبح کی نماز میں طوال مفصل (سورۂ حجرات سے لے کر سورۃ بروج تک) ظہر، عصر اور عشاء کی نمازوں میں اوساط مفصل (سورہ بروج سے لے کر سورہ لم یکن الذین تک) اور مغرب کی نماز میں قصار مفصل (سورہ لم یکن الذین سے سورہ والناس تک پڑھی جاتی تھیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْأُخْرَيَيْنِ قَدْرَ النِّصْفِ مِنْ ذٰلِكَ وَحَزَرْنَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلَى قَدْرِ قِيَامِهِ فِي الْأُخْرَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ ذٰلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

۷۷۶ ۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ بِاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى وَفِي رِوَايَةٍ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى وَفِي الْعَصْرِ نَحْوَ ذٰلِكَ وَفِي الصُّبْحِ أَطْوَلَ مِنْ ذٰلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

۷۷۷ ۔ وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۷۷۸ ۔ وَعَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

برابر تھیں۔ اور عصر کی آخری دو رکعتیں پہلی دو رکعتوں سے نصف تھیں۔ (مسلم)

۷۷۶ ۔ جابر بن سمرہ نے فرمایا آنحضرت ظہر میں واللیل اذا یغشی اور ایک روایت میں ہے سبح اسم ربک الاعلی پڑھتے اور عصر میں بھی اسی قدر پڑھتے اور صبح میں بہت لمبی قرأت پڑھتے[1] (مسلم)

۷۷۷ ۔ جبیر بن مطعم فرماتے ہیں آنحضرت کو میں نے سنا آپ نے مغرب میں والطور پڑھی (بخاری مسلم)

۷۷۸ ۔ ام الفضل (بنت حارث) نے فرمایا میں نے آنحضرت کو مغرب کی نماز میں سورۃ مرسلات پڑھتے سنا۔ (بخاری مسلم)

---

[1] ہر نماز میں جتنی چاہے قرأت کرے ۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب سورج ڈھل جاتا تو ظہر کی نماز پڑھتے تو واللیل اذا یغشی جیسی سورتیں پڑھتے اور عصر میں بھی اسی طرح کی مگر صبح کی قرأت کو لمبا کرتے اس کو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے ۔ جبیر بن مطعم کی حدیث کو ترمذی کے سوا جماعت نے روایت کیا ہے ۔ ام فضل کی حدیث میں ہے کہ آپ نے مغرب کی نماز میں سورت مرسلات پڑھی اور جبیر بن مطعم کی روایت میں ہے کہ مغرب میں سورۃ طور پڑھی اور ابن عمر کی حدیث میں ہے کہ آپ نے مغرب کی نماز میں سورۃ قل یاایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھی روایات میں تطبیق اس طرح ہے کہ اختلاف حالات واوقات کے مطابق کبھی لمبی سورتیں پڑھ لیتے اور کبھی چھوٹی اور یہی حال دوسری نمازوں کا ہے کہ کبھی ان میں لمبی سورتیں پڑھ لیتے اور کبھی چھوٹی اصول یہ ہے کہ صبح کی نماز میں طوال مفصل پڑھی جائیں اور مغرب میں قصار مفصل اور باقی نمازوں میں اوساط مفصل اور کبھی کبھی جو اس کے خلاف ہو وہ اصول نہیں اتفاقی امر ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۷۹ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ مُعَاذُ ابْنُ جَبَلٍ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَأْتِي فَيَؤُمُّ قَوْمَهُ فَصَلَّى لَيْلَةً مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ثُمَّ أَتَى قَوْمَهُ فَأَمَّهُمْ فَافْتَتَحَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ فَانْحَرَفَ رَجُلٌ فَسَلَّمَ ثُمَّ صَلَّى وَحْدَهُ وَانْصَرَفَ فَقَالُوا لَهُ أَنَافَقْتَ يَا فُلَانُ قَالَ لَا وَاللّٰهِ وَلَآتِيَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَأُخْبِرَنَّهُ فَأَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا أَصْحَابُ نَوَاضِحَ نَعْمَلُ بِالنَّهَارِ وَإِنَّ مُعَاذًا صَلَّى مَعَكَ الْعِشَاءَ ثُمَّ أَتَى قَوْمَهُ فَافْتَتَحَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مُعَاذٍ فَقَالَ يَا مُعَاذُ أَفَتَّانٌ أَنْتَ اِقْرَأْ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۷۸۰ - وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ وَالتِّيْنِ وَ

---

۷۷۹ ۔ حضرت جابر فرماتے ہیں معاذ بن جبل آنحضرت کے ساتھ نماز پڑھ کر اپنی قوم کی امامت فرماتے ایک دن انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشا کی نماز ادا فرمائی ۔ پھر اپنی قوم کی امامت فرمائی اور سورہ بقرہ کی تلاوت کرنا شروع کی ۔ ایک آدمی جماعت سے الگ ہوگیا ۔ اور سلام کہہ کر اپنی نماز الگ پڑھ لی اور چلا گیا ۔ لوگوں نے اسے کہا کیا تم منافق ہو گئے ۔ اس نے کہا واللہ میں منافق نہیں ۔ بلکہ میں آنحضرت کے پاس جاکر ضرور شکایت کروں گا پھر وہ آنحضرت کے پاس آیا اور کہا حضرت ہم اونٹوں پر پانی لاتے ہیں اور معاذ نے آپ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی ۔ پھر اپنی قوم میں آکر سورہ بقر شروع کر دی ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا معاذ نے تم فتنہ بپا کرتے ہو سورۃ والشمس ۔ والضحیٰ واللیل اور سورہ اعلیٰ پڑھا کرو[1] ۔ (بخاری ، مسلم)

۷۸۰ ۔ براء بن عازب فرماتے ہیں میں نے آنحضرت کو سنا عشاء کی نماز میں سورہ والتین پڑھتے تھے ۔ میں نے

---

[1] اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے ۔ حضرت معاذ کی یہ نماز نفل ہوتی تھی اور قوم کے فرض ہوتے تھے معلوم ہوا کہ نفل پڑھنے والے کی اقتدا فرض پڑھنے والا کر سکتا ہے امام شافعی اور احمد کا یہی مذہب ہے بعض نے اس حدیث کو منسوخ کہا ہے ۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے اول تو نسخ کی کوئی دلیل نہیں اور جو حدیث پیش کی جاتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک دن میں ایک ہی نماز کے فرض دو دفعہ نہیں پڑھنے چاہئیں اور یہاں یہ صورت نہیں ہے ۔ بلکہ حضرت معاذ پہلی نماز کے لیے فرض کی نیت کرتے اور محلہ میں آکر جب امامت کراتے تو اس وقت نفل نماز کی نیت کرتے ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الزَّيْتُونِ وَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا اَحْسَنَ صَوْتًا مِنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۷۸۱۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ بِقٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَنَحْوِهَا وَكَانَتْ صَلٰوتُهُ بَعْدُ تَخْفِيْفًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۸۲۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ وَاللَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۷۸۳۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ بِمَكَّةَ فَاسْتَفْتَحَ سُوْرَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ حَتّٰى جَاءَ ذِكْرُ مُوْسٰى وَهَارُوْنَ اَوْ ذِكْرُ عِيْسٰى اَخَذَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُعْلَةٌ فَرَكَعَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

آنحضرت سے زیادہ خوش الحان کسی کو نہیں سنا۔ (بخاری مسلم)

۷۸۱۔ جابر بن سمرۃ فرماتے ہیں آنحضرت صبح کی نماز میں سورۃ "ق" اور اسی انداز کی سورتیں پڑھا کرتے تھے اس کے بعد آپ نے نماز میں تخفیف فرمادی[۱] (مسلم)

۷۸۲۔ عمرو بن حریث نے آنحضرت سے سنا آپ صبح کی نماز میں واللیل اذا عسعس پڑھ رہے تھے۔ (مسلم)[۲]

۷۸۳۔ عبداللہ بن سائب فرماتے ہیں آنحضرت نے مکہ میں ہمیں صبح کی نماز پڑھائی اور سورہ مومنون شروع فرمائی جب موسیٰ علیہ السلام یا عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا تو آنحضرت کو کھانسی شروع[۳] ہوئی تو آپ نے رکوع کر دیا۔

نمازوں میں سورتوں کی تقسیم [۱] اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ اس وقت سفر میں تھے جیساکہ بخاری کی روایات سے پتہ چلتا ہے اس لیے نماز میں کچھ تخفیف کر دی ورنہ عام دستور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ فجر اور ظہر میں طوال مفصل پڑھتے تھے لیکن فجر میں ظہر کی نسبت زیادہ لمبی لمبی سورتیں پڑھتے اور عصر اور عشاء میں اوساط مفصل پڑھتے اور مغرب میں قصار مفصل، لیکن کبھی کبھی اس کے خلاف صبح کی نماز میں بھی چھوٹی سورتیں پڑھ لیتے اور کبھی مغرب کی نماز میں بھی لمبی سورتیں پڑھ جاتے۔ سورہ حجرات سے لے کر بروج تک کی سورتیں طوال مفصل ہیں اور بروج سے لے کر لم یکن الذین تک اوساط مفصل اور سورہ لم یکن الذین سے لے کر آخر تک قصار مفصل کہلاتی ہیں ان کو مفصل اس لیے کہتے ہیں کہ ان سورتوں میں بسم اللہ کا فاصلہ بہت زیادہ آتا ہے مطلب یہ ہے کہ سورتیں چھوٹی چھوٹی ہیں۔

بوقت ضرورت قرأت میں کمی بیشی جائز ہے [۲] اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ عمرو بن حریث کی حدیث میں سورۃ تکویر آئی ہے اور اس کو ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ وجہ تطبیق پہلے گزر چکی ہے کہ حالات کے اختلاف کے مطابق آپ قرأت میں کمی بیشی کر لیا کرتے تھے۔

کھانسی وغیرہ سے نماز نہیں ٹوٹتی [۳] اس حدیث کو نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ واقعہ فتح مکہ کا ہے اس سے معلوم ہوا کہ کھانسی سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ جبکہ وہ بے اختیار آ رہی ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسی صورت میں قرأت میں تخفیف کر لینا زیادہ بہتر ہے بہ نسبت لمبا کرنے کے جبکہ کھانسی تنگ کر رہی ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سورۃ کا بعض حصہ نماز میں پڑھ لینا اور بعض کو چھوڑ دینا بھی جائز ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۸۴۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ فِی الْفَجْرِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ
بِالٓمّٓ تَنْزِیْلَ فِی الْاُوْلٰی وَفِی الثَّانِیَۃِ هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۷۸۵۔ وَعَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ اَبَا هُرَیْرَۃَ عَلَی
الْمَدِیْنَۃِ وَخَرَجَ اِلٰی مَکَّۃَ فَصَلّٰی لَنَا اَبُوْ هُرَیْرَۃَ الْجُمُعَۃَ فَقَرَأَ سُوْرَۃَ الْجُمُعَۃِ فِی
السَّجْدَۃِ الْاُوْلٰی وَفِی الْاٰخِرَۃِ اِذَا جَآءَکَ الْمُنَافِقُوْنَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ بِهِمَا یَوْمَ الْجُمُعَۃِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۷۸۴۔ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا آنحضرت جمعہ کے دن پہلی رکعت میں آلٓمّٓ تنزیل سجدہ اور دوسری رکعت میں دہر
تلاوت فرماتے تھے ۱؎ (بخاری، مسلم)

۷۸۵۔ عبید اللہ بن ابی رافع فرماتے ہیں مروان نے حضرت ابوہریرہ کو مدینہ میں خلیفہ فرمایا۔ حضرت ابوہریرہ نے
جمعہ کی نماز پڑھائی۔ پہلی رکعت میں سورہ جمعہ پڑھی اور دوسری رکعت میں سورہ منافقین اور فرمایا میں نے آنحضرت کو سنا
جمعہ کی نماز میں یہ دونوں سورتیں تلاوت فرماتے تھے ۲؎ (مسلم)

جمعہ کے دن فجر کی نماز میں کیا پڑھا جائے ۱؎ ترمذی اور ابوداؤد کے سوا اس کو اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا
ہے اور ترمذی اور ابوداؤد میں یہ حدیث ابن عباس کی روایت سے آئی ہے۔ صبح کی نماز میں یہ سورتیں پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ جمعہ ہی
کے دن آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی گویا کہ انسان کی ابتدا اس دن ہوئی اور ان دونوں سورتوں میں بھی انسان کی ابتدا اور انتہا کا
ذکر ہے فرق صرف یہ ہے کہ سورہ سجدہ میں انسان کی ابتدا تفصیل سے ذکر ہوئی ہے اور انتہا اجمال سے اور سورہ دہر میں ابتدا اجمال
سے اور انتہا تفصیل سے۔ ان سورتوں کو اس لیے پڑھتے کہ اپنی پیدائش کے دن اپنی پیدائش کی غرض اور اپنے معاد کو انسان
یاد کر کے عبادت الٰہی کی طرف متوجہ ہو۔

جمعہ کی نماز میں کون سی سورتیں پڑھی جائیں ۲؎ اس کو احمد اور تمام اہل سنن نے سوائے نسائی کے روایت کیا ہے اور نعمان
بن بشیر کی حدیث کو ابن ماجہ کے سوا تمام اہل سنن احمد نے بھی روایت کیا ہے یعنی جمعہ کی نماز میں کبھی تو آپ پہلی رکعت میں سورہ جمعہ اور
دوسری میں سورہ منافقون پڑھ دیتے۔ اور کبھی پہلی رکعت میں سورہ اعلیٰ اور دوسری میں غاشیہ پڑھ لیتے اور کبھی پہلی رکعت میں
سورہ جمعہ اور دوسری میں دہر پڑھ لیتے ان کے پڑھنے کی وجہ بات واضح ہیں سورہ جمعہ اس لیے پڑھتے تاکہ لوگوں کو جمعہ کی ترغیب ہو
اور منافقون اس لیے پڑھتے کہ منافقوں کا زیادہ اجتماع جمعہ ہی کو ہوتا تھا۔ تاکہ ان کو توبیخ ہو اور سورہ اعلیٰ اور غاشیہ میں تذکیر
اچھے انداز سے بیان کیا گیا ہے اور یہی جمعہ کا مقصد ہے اور سورہ دہر میں انسان کو آخرت کی طرف متوجہ کیا گیا ہے،
جہنم سے خوف دلایا گیا ہے اور جنت کی ترغیب دی گئی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۸۶ - وَعَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِيْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِيْدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَهَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ قَالَ وَاِذَا اجْتَمَعَ الْعِيْدُ وَالْجُمُعَةُ فِيْ يَوْمٍ وَّاحِدٍ قَرَأَ بِهِمَا فِي الصَّلٰوتَيْنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۷۸۷ - وَعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَاَلَ اَبَا وَاقِدِ اللَّيْثِيَّ مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْاَضْحٰى وَالْفِطْرِ فَقَالَ يَقْرَءُ فِيْهِمَا بِقٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۷۸۸ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

---

۷۸۶ - نعمان بن بشیر فرماتے ہیں آنحضرت دونوں عیداور جمعہ میں سورہ اعلیٰ اور غاشیہ پڑھتے تھے اور اگر عیداور جمعہ دونوں جمع ہو جائیں تو دونوں میں یہی سورتیں پڑھتے۔ (مسلم)

۷۸۷ - حضرت عبیداللہ سے مروی ہے حضرت عمر نے ابوواقد لیثی سے دریافت فرمایا۔ آنحضرت عیدالاضحیٰ[1] اور فطر میں کون سی سورتیں پڑھا کرتے تھے فرمایا سورۂ "ق" اور سورۂ قمر (مسلم)

۷۸۸ - حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں آنحضرت صبح کی دو رکعتوں (سنتہ) میں سورہ الکافرون اور سورۂ اخلاص پڑھا کرتے تھے۔ (مسلم)

عیدین کی نمازوں میں کون سی سورتیں پڑھے [1] اس کو احمد اور ابن سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے پہلے نعمان بن بشیر کی حدیث میں گزر چکا ہے کہ آپ عیدین میں سورہ اعلیٰ اور غاشیہ پڑھا کرتے تھے۔ احمد بن حنبل اسی کے قائل ہیں اور امام شافعی "ق" اور اقتربت الساعۃ کو افضل جانتے ہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کبھی وہ پڑھ لیتے تھے اور کبھی یہ مناسبت کی وجہ یہ ہے جس طرح عید کے روز لوگ باہر نکل کر اکٹھے ہو جاتے ہیں اسی طرح قیامت کو بھی ہوں گے۔ اور ق اور اقتربت الساعۃ میں قیامت کا بیان ہے۔

صبح کی سنتوں کی قرأت: [2] اس حدیث کو ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ابن عباس کی حدیث کو بھی نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے صبح کی سنتیں آپ بہت ہلکی پڑھتے تھے مستحب یہ ہے کہ ان میں یہی سورتیں یا آیتیں پڑھی جائیں۔ امام مالک کہتے ہیں کہ ان میں صرف الحمد پڑھے کوئی سورت نہ ملائے اور بعض نے کہا کہ ان میں سورہ فاتحہ بھی نہ پڑھے لیکن یہ دونوں قول خلاف سنت ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۸۹۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَالَّتِيْ فِيْ اٰلِ عِمْرَانَ قُلْ يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۷۹۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَتِحُ صَلٰوتَهٗ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِذٰلِكَ۔

۷۹۱۔ وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقَالَ اٰمِيْنَ مَدَّ بِهَا صَوْتَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤدَ

۷۸۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فجر کی دو رکعتوں میں قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا ۔ اور سورۂ آل عمران سے قُلْ يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ الخ تلاوت فرماتے۔ (مسلم)

دوسری فصل

۷۹۰۔ ابن عباس فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع فرماتے تھے[1] (ترمذی نے کہا اس کی سند اچھی نہیں)

۷۹۱۔ وائل بن حجر فرماتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سنا آپ غیر المغضوب علیھم

بسم اللہ آہستہ اور بلند آواز سے پڑھنا۔

[1] اس کی سند میں اسمٰعیل بن عماد مختلف فیہ ہے اور ابو خالد راوی مجہول ہے صحیح یہ ہے کہ حدیث ابن عباس پر موقوف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کا رفع صحیح نہیں ہے۔ ویسے بعض احادیث سے بسم اللہ کو جہر سے پڑھنا بھی ثابت ہے۔ قصہ مختصر یہ کہ جہاں یہ ذکر ہے کہ آپ بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے۔ وہاں عدم جہر مراد ہے اور جہاں اثبات قرأت آیا ہے وہاں دونوں احتمال ہیں جہر بھی اور سر بھی در صحیح یہ ہے کہ سر کی حدیثیں زیادہ صحیح ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَالدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ ۔

ولا الضالین کہتے تو آمین کہتے اور آواز لمبی کرتے لے ترمذی ۔ ابوداؤد ۔ دارمی ۔ ابن ماجہ ۔

لہ آمین بلند آواز سے کہنا سنت ہے :۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ آمین اونچی کہنے کے متعلق حضرت علی اور ابوہریرہ سے بھی روایات آئی ہیں ۔ اور پھر امام ترمذی نے کہا کہ وائل بن حجر کی یہ حدیث حسن ہے اور صحابہ اور تابعین اور ان کے بعد کے اہل علم کی اکثریت اس طرف گئی ہے کہ آمین بلند آواز سے کہنی چاہیئے ۔ اور آہستہ آواز سے نہیں کہنی چاہیئے اور امام شافعی اور احمد اور اسحٰق کا یہی مذہب ہے ۔ اس کے بعد امام ترمذی فرماتے ہیں کہ وائل بن حجر کی اسی حدیث کو شعبہ نے بھی سلمہ بن کہیل عن حجر ابی العنبس عن علقمہ بن وائل کی سند سے روایت کیا ہے کہ وائل بن حجر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھا تو آمین کہی اور اپنی آواز کو پست کیا یعنی آہستہ آمین کہی ۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ فرماتے تھے ۔ کہ سفیان کی حدیث شعبہ کی اس حدیث سے زیادہ صحیح ہے اور شعبہ نے اس حدیث میں کئی جگہ پر غلطی کی ہے ایک تو وہ کہتا ہے کہ حجر ابوالعنبس ہے یعنی حجر عنبس کا باپ ہے حالانکہ حجر عنبس کا بیٹا ہے باپ نہیں ہے اور اس کی کنیت ابوالسکن ہے ۔ دوسری غلطی یہ ہے کہ شعبہ نے اس سند میں خواہ مخواہ علقمہ کو لا گھسیڑا ہے حالانکہ اس سند میں علقمہ سرے سے ہے ہی نہیں تیسری غلطی اس نے یہ کی ہے کہ "مد بہا صوتہ" کی بجائے "خفض بہا صوتہ" کہتا ہے یعنی اصل یہ ہے کہ نبیؐ نے آمین بلند آواز سے کہی ہے اور وہ کہتا ہے کہ آمین آہستہ آواز سے کہی ہے پھر امام ترمذی کہتے ہیں کہ میں نے ابوزرعہ سے اس حدیث کے متعلق سوال کیا تو اس نے کہا سفیان کی حدیث زیادہ صحیح ہے اور پھر ابوزرعہ نے کہا کہ علاء بن صالح اسدی نے سلمہ بن کہیل سے سفیان کی حدیث کی طرح روایت کی ہے ۔ امام ترمذی کہتے ہیں علاء بن صالح والی حدیث کی سند اس طرح ہے کہ ابوبکر محمد بن ابان نے حدیث سنائی ۔ اس نے کہا ہم کو عبداللہ بن نمیر نے خبر دی اس نے علاء بن صالح اسدی سے حدیث سنی ۔ اس سلمہ بن کہیل سے اس نے حجر بن عنبس سے اس نے وائل بن حجر سے اس نے نبیؐ سے جس طرح کہ سفیان کی سلمہ بن کہیل سے روایت ہے ۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ وائل بن حجر کی حدیث جس کا نمبر ۸۶۷ ہے برادران احناف برابر اس کو استدلال میں پیش کئے جا رہے ہیں کہ ترمذی میں روایت ہے کہ نبیؐ نے آہستہ آمین کہی ہے ۔ یہ دیکھنا آپ کا کام ہے مزید براں ایک بات اور بھی یاد رکھنے کی ہے کہ اگر بالفرض یہ حدیث صحیح بھی ہوتی تو بھی اس میں آہستہ آواز سے کہنے کے کون سے لفظ ہیں ۔ خفض کے معنی دل میں آمین کہنے کے نہیں ہیں بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جیسے وہ بلند آواز سے قرأۃ کر رہے تھے اتنے آواز سے آمین نہیں کہی بلکہ اس سے کچھ آواز کم تھا ۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ترجیع کی آذان میں خود آنحضرتؐ نے الفاظ استعمال کئے ہیں کہ اشهد ان لا اله الا الله اور اشهد ان محمد رسول الله دو دو مرتبہ ذرا نیچی آواز سے کہو ۔ "تخفض بہا" کے لفظ ہیں اور پھر ان الفاظ کو دو دو مرتبہ بلند آواز سے کہو ۔ کیا ان الفاظ کا یہ مطلب ہے کہ پہلے ان کلمات کو دل میں کہو اور پھر بلند کہو ۔ خدا تعالیٰ اتباع سنت کی توفیق بخشے آمین !

www.KitaboSunnat.com

۷۹۲- وَعَنْ اَبِیْ زُهَیْرِ النُّمَیْرِیِّ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَةٍ فَاَتَیْنَا عَلٰی رَجُلٍ قَدْ اَلَحَّ فِی الْمَسْئَلَةِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوْجَبَ اِنْ خَتَمَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ بِاَیِّ شَیْءٍ یَخْتِمُ قَالَ بِاٰمِیْنَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۷۹۳- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلَّی الْمَغْرِبَ بِسُوْرَةِ الْاَعْرَافِ فَرَّقَهَا فِیْ رَکْعَتَیْنِ رَوَاهُ النَّسَائِیُّ۔

۷۹۴- وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ کُنْتُ اَقُوْدُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَاقَتَهٗ فِی السَّفَرِ فَقَالَ لِیْ یَا عُقْبَةُ اَلَا اُعَلِّمُكَ خَیْرَ سُوْرَتَیْنِ قُرِئَتَا فَعَلَّمَنِیْ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ

۷۹۲۔ ابو زہیر نمیری نے فرمایا ہم ایک رات آنحضرت ﷺ کے ساتھ نکلے اور ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو بڑی عاجزی سے دعا کر رہا تھا آنحضرت نے فرمایا اگر اس نے دعا صحیح طریق سے ختم کر دی تو اس کی دعا مقبول ہو گی۔ ایک آدمی نے دریافت کیا کہ حضرت کیسے ختم کرے فرمایا آمین کہے[1]۔ (ابوداؤد)

۷۹۳۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے آنحضرت نے سورہ اعراف مغرب کی دو رکعتوں میں بانٹ کر[2] پڑھی (نسائی)

۷۹۴۔ عقبہ بن عامر فرماتے ہیں میں سفر میں آنحضرت کی اونٹنی کو چلایا کرتا تھا۔ آنحضرت نے ایک دفعہ فرمایا عقبہ میں تجھ کو دو بہترین سورتیں سکھلاؤں آپ نے سورہ فلق اور سورہ والناس پڑھی آپ نے محسوس فرمایا کہ میں ان سے کچھ زیادہ خوش

آمین کہنے سے دعا قبول ہوتی ہے :۔ ۱؎ اس حدیث کو ابن عبدالبر نے ضعیف کہا ہے لیکن اس کے بہت سے شواہد ہیں جن سے ان کو تقویت پہنچتی ہے مطلب یہ ہے کہ دعا کو اگر آمین سے ختم کیا جائے تو اس سے دعا قبول ہوتی ہے برابر ہے کہ خود مومن دعا کرنے والا ہو یا کوئی اور اس کے لیے دعا کرنے والا ہے طبرانی اور حاکم نے حبیب بن مسلمہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس مجمع میں بہت سے آدمی ہوں کچھ دعا کریں اور کچھ آمین کہیں تو اللہ تعالیٰ سب کے حق میں دعا کو قبول فرماتے ہیں۔

مغرب کی نماز میں لمبی قرأت :۔ ۲؎ اس کی سند میں بقیہ راوی ضعیف ہے لیکن ابو حیوہ نے اس کی متابعت کی ہے اور وہ ثقہ ہے بخاری۔ ابوداؤد۔ ترمذی نے زید بن ثابت سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز میں دو لمبی سورتیں پڑھیں۔ ابن ابی ملیکہ نے کہا میں نے عروہ سے پوچھا کون سی لمبی سورتیں پڑھیں تو کہنے لگے سورہ اعراف اور انعام۔ اس سے معلوم ہوا کہ مغرب میں لمبی سورتیں بھی پڑھی جا سکتی ہیں اور ہمیشہ قصار مفصل پر پابند ہو جانا اور اس کے سوا دوسری صورتوں کو مغرب کی نماز میں پڑھنا جائز نہ سمجھنا صحیح نہیں ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ قَالَ فَلَمْ يَرَنِيْ سُرِرْتُ بِهِمَا جِدًّا فَلَمَّا نَزَلَ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ صَلّٰى بِهِمَا صَلٰوةَ الصُّبْحِ لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَرَغَ اِلْتَفَتَ اِلَيَّ فَقَالَ يَا عُقْبَةُ كَيْفَ رَاَيْتَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاؤُدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

۷۹۵۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ فِيْ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ۔

۷۹۶۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَا اُحْصِيْ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ بِقُلْ يَا اَيُّهَا

نہیں ہوا۔ جب آپ صبح کی نماز کے لیے تشریف لائے تو صبح کی نماز ان دو سورتوں سے پڑھائی فراغت کے بعد میری طرف توجہ فرمائی اور فرمایا عقبہ کیسا دیکھا[1] (احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی)

۷۹۵۔ جابر بن سمرہ سے مروی ہے آنحضرت جمعہ کی رات مغرب کی نماز میں سورہ کافرون اور سورہ اخلاص تلاوت فرماتے (شرح السنہ ابن ماجہ نے ابن عمر سے روایت کیا اور جمعہ کی رات کا ذکر نہیں کیا[2]۔

۷۹۶۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا میں نے آنحضرتؐ کو بے شمار دفعہ سنا آپ مغرب کے بعد کی دو رکعتوں میں فجر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ کافرون اور سورہ اخلاص پڑھتے (ترمذی۔ ابن ماجہ نے اسے ابوہریرہ سے روایت کیا اور

معوذتین کی فضیلت:۔ [1] ان دونوں سورتوں کی بڑی فضیلت آئی ہے چھوٹی ہونے کے باوجود بڑی سورتوں کے برابر ہیں۔ ابن حبان نے عقبہ بن عامر سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اے عقبہ ان کو نماز میں پڑھنا کبھی نہ چھوڑ۔ امام احمد نے ابوالعلاء بن شخیر سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو معوذتین پڑھائیں اور فرمایا جب تو نماز پڑھے تو ان کو پڑھا کر۔ عقبہ بن عامر کا شاید یہ خیال تھا کہ سورتوں کی فضیلت لمبی اور چھوٹی ہونے کی صورت میں ہے۔ آنحضرت نے اس غلط فہمی کو رفع کر دیا۔

جمعہ کی رات کو مغرب کی نماز میں قرأت: [2] جابر بن سمرہ کی حدیث میں سعید بن سماک متروک ہے اور ابن عمر کی وہ حدیث جس کی طرف مصنف نے اشارہ کیا ہے وہ معلول ہے اور ابن مسعود کی حدیث میں عبدالملک بن معدان ضعیف ہے بہرحال قصار مفصل ہلکی رکعتوں میں زیادہ پڑھی جاتی تھیں۔ ان کا پڑھنا بھی جائز ہے اور دوسری سورتوں کا پڑھنا بھی جائز ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اِلَّا اَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ بَعْدَ الْمَغْرِبِ۔

۷۹۷۔ وَعَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا صَلَّيْتُ وَرَآءَ اَحَدٍ اَشْبَهَ صَلٰوةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فُلَانٍ قَالَ سُلَيْمَانُ صَلَّيْتُ خَلْفَهُ فَكَانَ يُطِيْلُ الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَيُخَفِّفُ الْاُخْرَيَيْنِ وَيُخَفِّفُ الْعَصْرَ وَيَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ وَيَقْرَأُ فِي الْعِشَآءِ بِوَسْطِ الْمُفَصَّلِ وَيَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ بِطِوَالِ الْمُفَصَّلِ رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ اِلٰى يُخَفِّفُ الْعَصْرَ۔

۷۹۸۔ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كُنَّا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَقَرَأَ فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ لَعَلَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ خَلْفَ

بعد المغرب کا لفظ ذکر نہیں فرمایا۔

۷۹۷۔ سلیمان بن یسار فرماتے ہیں ابوہریرہ فرماتے ہیں میں نے فلاں شخص کے سوا کسی کے پیچھے ایسی نماز نہیں پڑھی جو آنحضرت سے بہت مشابہ ہو۔ سلیمان کہتے ہیں میں نے خود ان کے پیچھے نماز پڑھی وہ ظہر کی پہلی دو رکعتیں لمبی فرماتے تھے اور آخری دو رکعتیں ہلکی فرماتے عصر کی نماز میں تخفیف فرماتے اور مغرب کی نماز میں قصار[1] مفصل (لم یکن سے آخر قرآن تک) پڑھتے اور عشاء کی نماز میں اوساط مفصل (بروج سے لم یکن الذین کفروا تک) اور صبح کی نماز میں طوال مفصل (حجرات سے سورہ بروج تک) قرأت فرماتے (نسائی ابن ماجہ نے تخفیف العصر تک روایت فرمایا۔

۷۹۸۔ عبادہ بن صامت نے فرمایا ہم صبح کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا میں پڑھ رہے تھے قرأت پڑھنا آپ پر مشکل ہو گیا جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا شاید تم امام کے پیچھے پڑھتے ہو ہم نے عرض کیا کہ حضرت واقعی پڑھتے ہیں فرمایا سورہ فاتحہ کے سوا کچھ نہ پڑھو کیونکہ اس کے سوا نماز نہیں ہوتی۔

مغرب کی نماز میں قصار مفصل پڑھے۔ [1] اس حدیث کو ابن خزیمہ نے صحیح کہا ہے پہلے گزر چکا ہے کہ کبھی کبھی آپ مغرب کی نماز میں لمبی سورتیں بھی پڑھ لیا کرتے تھے۔ لیکن عام معمول یہی تھا کہ مغرب کی نماز میں قصار مفصل پڑھتے تھے ابوداؤد نے مغرب کی نماز میں لمبی سورتیں پڑھنے کے منسوخ ہونے کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ ام الفضل کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری نماز جو مغرب کی پڑھائی تھی اس میں آپ نے سورہ مرسلات پڑھی تھی اور پھر اس کے بعد آپ نے ہمیں کوئی نماز نہیں پڑھائی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِمَامِكُمْ قُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا تَفْعَلُوْا اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَاِنَّهُ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَآئِيُّ مَعْنَاهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَبِيْ دَاوُدَ قَالَ وَاَنَا اَقُوْلُ مَالِيْ يُنَازِعُنِي الْقُرْاٰنُ فَلَا تَقْرَءُوْا بِشَيْءٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ اِذَا جَهَرْتُ اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ۔

۷۹۹۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوةٍ جَهَرَ فِيْهَا فَقَالَ هَلْ قَرَأَ مَعِيَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ اٰنِفًا فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنِّيْ اَقُوْلُ مَالِيْ اُنَازَعُ الْقُرْاٰنَ قَالَ فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا جَهَرَ

ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی بالمعنی ابوداؤد میں ہے میں کہہ رہا تھا میری نماز میں نزاع اور خلجان کیوں ہو رہا ہے میں جب جہر کروں تو سورہ فاتحہ کے سوا کچھ نہ پڑھو[1]

۷۹۹۔ حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جہری نماز سے فارغ ہوئے فرمایا کیا تم میں سے کسی نے اب میرے ساتھ پڑھا ہے ایک آدمی نے کہا ہاں اے اللہ کے رسول۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کہہ رہا تھا کہ میری نماز میں نزاع اور خلجان کیوں پیدا ہو رہا ہے۔ اس کے بعد لوگوں نے آنحضرت

سورہ فاتحہ کی قرأت نہایت لازمی ہے۔ [1] اس کو امام بخاری نے جزء القراءۃ میں روایت کیا اور دارقطنی نے اس کو روایت کر کے کہا کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اور طبرانی نے بھی اس کو روایت کیا اور اس کے الفاظ اس طرح ہیں کہ کیا تم میرے پیچھے کچھ قرآن پڑھا کرتے ہو۔ ایسا نہ کرو البتہ ام القرآن (الحمد) آہستہ آہستہ پڑھ لیا کرو۔ اور طبرانی نے اوسط میں حضرت انس سے بھی روایت کیا ہے اور ابویعلی نے اس کو روایت کر کے کہا ہے کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اور ابن حبان اور بیہقی نے اس کو مرفوعاً ان الفاظ سے روایت کیا ہے کیا تم اپنی نماز میں قرأت کرتے ہو جبکہ امام پڑھ رہا ہو تم ایسا نہ کرو۔ صرف فاتحہ الکتاب (الحمد) اپنے دل میں پڑھ لیا کرو۔ اور عبدالرزاق اور ابن حبان اور بیہقی نے ابوقلابہ سے اور ایک اور صحابی سے اس کو مرسلاً روایت کیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید تم امام کے قرأت کرنے وقت قرأت کرتے ہو آپ نے ان الفاظ کو تین مرتبہ دہرایا۔ ہم نے عرض کیا ہاں پڑھتے تو ہیں آپ نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو ہاں فاتحہ الکتاب (الحمد) اپنے دل میں پڑھ لیا کرو۔ اس کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور اس کے راوی سب صحیح کے راوی ہیں اور بیہقی نے اس کو جزء القرأت میں روایت کیا ہے اس حدیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے۔ جو امام کے پیچھے الحمد کا پڑھنا واجب سمجھتے ہیں خطابی نے کہا ہے کہ یہ حدیث اس مضمون میں بالکل صریح ہے کہ الحمد کی قرأت مقتدی پر واجب ہے خواہ امام جہر سے قرأت کر رہا ہو یا آہستہ پڑھ رہا ہو اور اس کی سند ہر لحاظ سے اچھی ہے۔ اس میں کوئی کسی قسم کا طعن نہیں ہے اور ابوداؤد کی روایت کے جو الفاظ ہیں اور اس میں نقل کئے گئے ہیں۔ یہ الفاظ نسائی میں بھی ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيْهِ بِا لْقُرْاٰنِ مِنَ الصَّلَوَاتِ حِيْنَ سَمِعُوْا ذٰلِكَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مَالِكٌ وَاَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوٰى اِبْنُ مَاجَةَ نَحْوَهٗ۔

۸۰۰۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ وَالْبَيَاضِيِّ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُصَلِّيْ يُنَاجِيْ رَبَّهٗ فَلْيَنْظُرْ مَا يُنَاجِيْهِ بِهٖ وَلَا يَجْهَرْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ بِالْقُرْاٰنِ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

کے ساتھ جہری نمازوں میں پڑھنا چھوڑ دیا۔ جب حضرت کا یہ ارشاد سنا۔ (مالک۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ اسی طرح ابن ماجہ نے بھی روایت کیا۔

۸۰۰ ابن عمر اور بیاضی دونوں سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا نمازی خدا تعالیٰ سے گفتگو کرتا ہے غور کرو کس سے گفتگو کر رہے ہو قرآن پڑھتے وقت ایک دوسرے سے آواز اونچی نہ کرو[2] (احمد)

فانتھی الناس کی بحث : [1] اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن کہا ہے اور ابن حبان نے صحیح کہا ہے امام نووی نے کہا ہے کہ ائمہ حدیث کو حسن کہنے میں ترمذی پر شدید انکار کیا ہے اور اس حدیث کے ضعف پر ائمہ حدیث کا اتفاق ہے۔ اس لیے کہ ابن اکیمہ مجہول ہے اور یہ جملہ "کہ لوگ قرأت کرنے سے باز آ گئے آخر تک حدیث کے یہ الفاظ نہیں ہیں بلکہ زہری کا کلام ہے جو حدیث میں درج ہو گیا ہے اور اس پر تمام محدثین کا اتفاق ہے پہلوں کا بھی اور پچھلوں کا بھی کہ یہ الفاظ زہری کے ہیں حدیث کے نہیں اور بعض نے ان میں سے اس کی صراحت بھی کر دی ہے۔ مثلاً اوزاعی۔ محمد بن یحیٰی ذیلی۔ امام بخاری ابوداؤد اور خطابی اور بیہقی اس حدیث سے مانعین قرأت فاتحہ خلف الامام نے استدلال کیا ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے الحمد کی قرأت نہ کرے اسے کہتے ہیں ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ۔ بات تو ہو رہی ہے کہ امام کے پیچھے بلند آواز سے قرأت نہ کیا کرو کیونکہ اس سے قرآن مجید میں منازعت واقع ہوتی ہے نہ کہ آہستہ پڑھنے سے۔ ذہن میں اشتباہ یا الجھن تب ہی واقع ہو گی جبکہ کوئی جہر سے پڑھے گا۔ اور دل میں آہستہ پڑھنے سے تو تنازع نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس سے پہلی حدیث میں نبیؐ کے یہ الفاظ کہ الحمد آہستہ آہستہ دل میں پڑھتے جایا کرو کئی سندوں سے مرفوعاً ثابت ہو چکے ہیں پھر آنحضرتؐ نے الحمد کو ہر مقام پر مستثنیٰ کیا ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ اگر قرأت آہستہ ہی ہوتی تھی تو آنحضرتؐ نے استفہام کیوں فرمایا۔ پھر تو آپؐ نے اپنے کانوں سے سن لیا تھا پوچھنے کی ضرورت ہی کیا تھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ دل میں پڑھتے تھے اور دل میں پڑھنے سے بھی منازعت ہوتی ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ استفہام جو حدیث میں ہے انکار عام کے لیے ہے یعنی تمام قرآن کے لیے اور عبادہ کی حدیث سورہ فاتحہ کی مخصص ہے اور یہ اصول اپنی جگہ قائم ہے کہ عام کی بنا خاص پر واجب ہے اس بحث کے علاوہ یہ چیز بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ فانتھی الناس یعنی لوگ قرأت کرنے سے باز آ گئے۔ اور اس کے بعد کے الفاظ یہ سب درج ہیں۔ زہری کا کلام یہ ہے حدیث نہیں ہے۔ علاوہ ازیں یہ پھر یاد کر لینا چاہیے کہ اس حدیث کے ضعف پر محدثین کا اتفاق ہے۔ امام مقتدی کی قرأت کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ [2] احمد کی سند کے راوی سب اچھے ہیں اور اس کو امام مالک نے بھی (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۰۱۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَاَ فَاَنْصِتُوْا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۸۰۲۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ لَا اَسْتَطِیْعُ اَنْ اٰخُذَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَیْئًا فَعَلِّمْنِیْ مَا یُجْزِئُنِیْ قَالَ قُلْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا

۸۰۱۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے۔ جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ پڑھے تو تم چپ رہو[1] ابو داؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔

۸۰۲۔ عبداللہ بن ابی اوفی فرماتے ہیں کہ ایک آدمی آنحضرت کے پاس آیا اور کہا میں قرآن یاد نہیں کر سکتا آپ مجھے کوئی دعا سکھا دیں جو اس سے کفایت کرے۔ آپ نے فرمایا یہ دعا پڑھو سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) موطا بھی روایت کیا ہے اور مرفوعاً کیا ہے اور ابو سعید کی ایک حدیث نسائی میں اس کا شاہد ہے۔ ابن عبد البر نے کہا ہے کہ بیاضی اور ابو سعید کی حدیثیں صحیح ہیں اور ثابت ہیں اور ان کا ایک شاہد ابن عمر کی طبرانی کی حدیث بھی ہے اس حدیث سے بھی اور اس حدیث سے بھی کہ جس کا امام ہو تو امام کی قرأت اس کی قرأت ہے بعض لوگوں نے یہ استدلال کیا ہے کہ امام مقتدی کی قرأت کا متحمل ہے جہریہ میں امام بیہقی نے ان احادیث کو فاتحہ کے سوا سب پر محمول کیا ہے۔ اور اپنی اس بات کی دلیل میں اس نے عبادہ کی حدیث کو پیش کیا کہ وہ عام قرأت سے خاص ہے اور اس طرح قرأت مطلق اور قرأت فاتحہ میں امتیاز کر لینے سے فریقین کے دلائل جمع ہو سکتے ہیں اور امام بخاری نے جزء القرأۃ میں کہا ہے کہ من کان لہ امام فقرأۃ الامام قراۃ لہ جتنے بھی طریقوں سے مروی ہے وہ سب کے سب یا تو مرسل ہیں اور یا ضعیف ہیں جو مرفوع ہیں وہ ویسے ضعیف ہیں اور جو صحیح ہیں وہ مرفوع نہیں ہیں مرسل ہیں۔

واذا قرأ فانصتوا کی بحث:

[1] اس سے پہلے ابو موسیٰ اشعری کی اسی مضمون کی حدیث پہلی فصل میں گزر چکی ہے احناف نے اس حدیث سے جہری نمازوں میں قرأۃ فاتحہ کے عدم وجوب کا استدلال کیا ہے اور ان الفاظ کی حقیقت امام نووی کے حوالہ سے پہلے گزر چکی ہے اور اس کے علاوہ یہ دیانت کے خلاف ہے کہ دعویٰ عام ہو تو دلیل خاص پیش کر دی جائے یا دعویٰ خاص ہو تو دلیل عام پیش کر دی جائے یہی معاملہ یہاں ہے بحث ہے سورہ فاتحہ پڑھنے یا نہ پڑھنے کی کہ جس کی تائید کئی حدیثوں سے ہو چکی ہے جس کی صراحت صحیح حدیثوں سے ثابت ہے جس کو نبیؐ نے عام قرأت سے مستثنیٰ کیا ہے اور دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ امام کے پیچھے قرأت کرنی منع ہے جو کہ عام ہے اور پھر اپنے مسلمہ اصول کو بھی بالائے طاق رکھ دیا جائے کہ بنا عام کی خاص پر واجب ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا لِلّٰهِ فَمَاذَا لِيْ قُلْ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَعَافِنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ فَقَالَ هٰكَذَا بِيَدَيْهِ وَقَبَضَهُمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا هٰذَا فَقَدْ مَلَأَ يَدَيْهِ مِنَ الْخَيْرِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَانْتَهَتْ رِوَايَةُ النَّسَائِيِّ عِنْدَ قَوْلِهِ إِلَّا بِاللّٰهِ ۔

اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پاک ہے سب خوبیاں اسی کے لیے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اللہ بہت بڑا ہے نہ نیکی کی قوت ہے اور نہ برائی سے بچنے کی ہمت مگر اللہ کی توفیق سے اس آدمی نے کہا حضرت یہ اللہ کے لیے ہوا میرے لیے کیا ہوا فرمایا یہ دعا پڑھو۔ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ (اے اللہ مجھ پر رحم فرما مجھے صحت عطا کر مجھے ہدایت کر مجھے رزق دے اس نے ہاتھوں کو بند کر لیا۔ آپ نے فرمایا اس آدمی نے خیر سے اپنے ہاتھ بھر لیے۔ ابوداؤد۔ نسائی نے صرف اِلَّا بِاللّٰہِ تک ذکر کیا ہے[1]

مانعین فاتحہ خلف الامام کی ایک دلیل :[1] اس حدیث کو دارقطنی۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں ابراہیم بن اسمٰعیل سکسکی ہے اس کو نسائی نے ضعیف کہا لیکن دوسرے محدثین نے اس کی توثیق بھی کی ہے اور اس حدیث کا ایک شاہد رفاعہ بن رافع کی حدیث بھی ہے جس کو ابوداؤد۔ نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے کہ نبی ؐ نے ایک آدمی کو نماز سکھائی اور فرمایا اگر تجھے قرآن یاد ہو تو پڑھ ورنہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کر اور لا الہ الا اللہ کہہ پھر رکوع کر اور یہ مسی الصلوٰۃ کی حدیث کا ٹکڑا ہے۔ اس حدیث سے بھی مانعین فاتحہ خلف الامام نے دلیل لی ہے کہ اگر الحمد کا پڑھنا ضروری ہوتا تو آنحضرت فرماتے کہ کوئی اور چیز نماز میں قرآن کے سوا کفایت نہیں کر سکتی۔ پہلا جواب تو یہ ہے کہ یہ شخص ابھی ابھی مسلمان ہوا تھا قرآن مجید اتنی دیر میں یاد نہیں ہو سکتا تھا۔ اور نماز کا وقت آچکا تھا اس وقتی نماز کے لیے آنحضرت ؐ نے اس کو یہ کلمات فرما دیئے۔ اس چیز کی صراحت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی اشعۃ اللمعات میں کی ہے اور صاحب رحمۃ المہداۃ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر فاتحہ کا پڑھنا واجب نہ تھا تو آنحضرت ؐ اس کو ہی فرما دیتے کہ بھائی نہ تو مقتدی ہو گے اور مقتدی پر تو قرأۃ فاتحہ ہے ہی نہیں اور نہ ہی دوسرا قرآن تم پر پڑھنا کوئی واجب ہے خاموش ہو کر کھڑے رہنا تیسرا جواب یہ ہے کہ مطلق قرأۃ قرآن تو آپ کے نزدیک بھی فرض ہے امام پر بھی اور منفرد پر بھی اور مقتدی پر بھی۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ مانعین نے اپنا سب معاملہ وکیل کے سپرد کر دیا ہے کہ وہ قرأت کرے اور ان کی قرأۃ ہوتی جائے۔ بہرحال پھر بھی اس کو ہی سمجھنا چاہیئے تھا کہ قرآن ضرور سیکھنا پڑے گا باقی رہا یہ شبہ کہ ایک عربی بولنے والا آدمی قرآن مجید کی آیت تو یاد نہیں کر سکتا اور یہ دعائیں یاد کر لیتا ہے اس کی کیا وجہ ہے اصل یہ ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ بعینہٖ ادا کرنے پڑتے ہیں۔ ان میں تقدیم تاخیر یا ردوبدل نہیں کیا جا سکتا۔ اور دوسری دعاؤں کا یا کلمات میں یہ پابندی نہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۰۳۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَرَأَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى قَالَ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ۔

۸۰۴۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ مِنْكُمْ بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ فَانْتَهٰى اِلٰى اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحَاكِمِيْنَ فَلْيَقُلْ بَلٰى وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَمَنْ قَرَأَ لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَانْتَهٰى اِلٰى اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلٰى اَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى فَلْيَقُلْ بَلٰى وَمَنْ قَرَأَ وَالْمُرْسَلٰتِ فَبَلَغَ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ فَلْيَقُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَرَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ اِلٰى قَوْلِهٖ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ۔

۸۰۳۔ ابن عباس فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى پڑھتے تو سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى پڑھتے (احمد ابوداؤد)

۸۰۴۔ ابوہریرہ کہتے ہیں آنحضرت نے فرمایا جو شخص وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ پڑھے اور اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحَاكِمِيْنَ تک پہنچے تو اسے کہنا چاہیئے۔ بلی وانا علی ذلک من الشاھدین (کیوں نہیں اس پر میں شاہد ہوں) اور جب سورہ قیامت پڑھے اور الیس ذٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلٰى اَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى (کیا اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرنے پر قادر نہیں) تک پہنچے تو بلی (کیوں نہیں) کہے اور جب سورہ مرسلات پڑھے اور يُؤْمِنُوْنَ تک پہنچے تو اسے اٰمَنَّا بِاللّٰهِ کہنا چاہیئے (ہم اللہ پر ایمان لائے) ابوداؤد۔ ترمذی نے اَلشَّاهِدِيْنَ تک ذکر کیا۔[1]

[1] یہ روایت ابن عباس سے موقوفاً بھی ثابت ہے اور مرفوعاً بھی اور جو طریق موقوف ہے وہ بھی حکماً مرفوع ہے کیونکہ اس میں اجتہاد کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور اس صورت میں ان الفاظ کا رفع ایک زیادت ہوگی جو مقبول ہے اور اس طرح کے کلمات جو حضرت ابوہریرہ کی اگلی حدیث میں بھی آرہے ہیں امام شافعی اور اہل حدیث کے نزدیک جائز ہیں اور امام ابوحنیفہ نے کہا ہے کہ ان آیتوں کا جواب نہ کہے ہاں اگر نماز سے خارج ہو تو پھر جواب دے اور امام مالک نے نفلوں میں جواب دینا جائز رکھا ہے اور فرضوں میں انکار کیا ہے اور اس حدیث کی طرح مسلم میں بھی حضرت حذیفہ سے مروی ہے کہ حذیفہ نے نبی کے پیچھے نماز پڑھی۔ جب آپ کوئی تسبیح کی آیت پڑھتے تو تسبیح پڑھتے اور اذا قرأ کے الفاظ عام میں جو نفل کو بھی شامل ہیں اور فرض کو بھی اور حذیفہ کی حدیث رات کی نماز کے ساتھ خاص ہے۔

آیات الٰہی کا جواب دینا ثابت ہے۔ [2] اس حدیث کو احمد اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اس کی سند میں ایک آدمی مجہول ہے اور وہ اسمٰعیل بن علیہ کا استاد ہے شعبہ نے کہا کہ میں نے اسمٰعیل سے پوچھا تم کو یہ حدیث کس نے سنائی ہے تو اس نے کہا ایک بڑے سچے آدمی نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہے اور اسمٰعیل بن علیہ بہت ثقہ ہے تو اس سے سند کی جہالت رفع ہوگئی حدیث سے معلوم ہوا کہ جو آدمی ان آیات کو پڑھے وہ جواب بھی دے خواہ نماز سے باہر ہو یا نماز میں پھر خواہ نفل نماز ہو یا فرض اور خواہ نماز رات کی ہو یا دن کی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۰۵ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَرَأَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةَ الرَّحْمٰنِ مِنْ اَوَّلِهَا اِلٰى اٰخِرِهَا فَسَكَتُوْا فَقَالَ لَقَدْ قَرَأْتُهَا عَلَى الْجِنِّ لَيْلَةَ الْجِنِّ فَكَانُوْا اَحْسَنَ مَرْدُوْدًا مِنْكُمْ كُنْتُ كُلَّمَا اَتَيْتُ عَلٰى قَوْلِهٖ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ قَالُوْا لَا بِشَيْءٍ مِّنْ نِّعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۸۰۶ - عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْجُهَنِيِّ قَالَ اِنَّ رَجُلًا مِّنْ جُهَيْنَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي الصُّبْحِ اِذَا زُلْزِلَتْ فِي الرَّكْعَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا فَلَا اَدْرِيْ اَنَسِيَ اَمْ قَرَأَ ذٰلِكَ عَمَدًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۸۰۵۔ حضرت جابر فرماتے ہیں آنحضرت صحابہ کے پاس تشریف لائے اور ان کے پاس پوری سورۂ الرحمٰن پڑھی وہ خاموش رہے حضرت نے فرمایا لیلۃ الجن کو میں نے یہ سورہ جنوں کے سامنے پڑھی انہوں نے تم سے بہتر جواب دیا جب میں فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پڑھتا تو وہ کہتے اے اللہ ہم تیری نعمتوں سے کسی چیز کا انکار نہیں کرتے تیرے لیے حمد ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔

تیسری فصل

۸۰۶۔ معاذ بن عبداللہ جہنی فرماتے ہیں قبیلہ جہینہ (ایک آدمی نے انہیں پتہ دیا۔ اس نے آنحضرت سے سنا آپ نے سورہ اذا زلزلت صبح کی دونوں رکعتوں میں تلاوت فرمائی (میں نہیں جانتا کہ آپ بھول گئے یا جان بوجھ کر ایسا کیا۔ ابوداؤد)

آیات کا جواب دینا سنت ہے:۔ سلہ اس کو بزار نے اپنی مسند میں اور ابن جریر نے اپنی تفسیر میں بھی روایت کیا ہے باقی حدیث کا مطلب وہی ہے کہ سوالیہ آیتوں کے جواب دینے چاہئیں یا اگر حکم ہو تو اس حکم کی تعمیل کرنی چاہیئے۔

ایک ہی سورت کئی رکعتوں میں پڑھنا۔ سلہ اس حدیث پر بھی ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے اس کی سند میں کوئی طعن نہیں ہے اور صحابی کی جہالت مضر نہیں ہوتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عام عادت یہی تھی کہ ہر رکعت میں علیحدہ علیحدہ سورت پڑھتے لیکن آپ نے تعلیم کے لیے ایسا کیا کہ ایک سورۃ کو متعدد رکعتوں میں بار بار پڑھ لینا جائز ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ کبھی صبح کی نماز میں بھی قصار مفصل پڑھ لینا جائز ہے ویسے عام طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طوال مفصل ہی پڑھتے تھے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۰۷ - وَعَنْ عُرْوَةَ اَنَّ اَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلَّى الصُّبْحَ فَقَرَأَ فِيْهِمَا بِسُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا رَوَاهُ مَالِكٌ۔

۸۰۸ - وَعَنِ الْفُرَافِصَةِ بْنِ عُمَيْرِ الْحَنَفِيِّ قَالَ مَا اَخَذْتُ سُوْرَةَ يُوْسُفَ اِلَّا مِنْ قِرَاءَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اِيَّاهَا فِي الصُّبْحِ مِنْ كَثْرَةِ مَا كَانَ يُرَدِّدُهَا رَوَاهُ مَالِكٌ۔

۸۰۹ - وَعَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ صَلَّيْنَا وَرَاءَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ الصُّبْحَ فَقَرَأَ فِيْهِمَا بِسُوْرَةِ يُوْسُفَ وَسُوْرَةِ الْحَجِّ قِرَاءَةً بَطِيْئَةً قِيْلَ لَهُ اِذًا لَقَدْ كَانَ يَقُوْمُ حِيْنَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ قَالَ اَجَلْ رَوَاهُ مَالِكٌ۔

۸۱۰ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ مَا مِنَ الْمُفَصَّلِ سُوْرَةٌ صَغِيْرَةٌ

---

۸۰۷ - عروہ فرماتے ہیں حضرت ابوبکرؓ نے صبح کی نماز پڑھی اور دونوں رکعتوں میں سورہ بقرہ تلاوت فرمائی[1] (مالک)

۸۰۸ - فرافصہ بن عمیر حنفی فرماتے ہیں میں نے سورہ یوسف حضرت عثمانؓ کی قراۃ سے حفظ کی وہ صبح کی نماز میں اسے اکثر اور بار بار پڑھا کرتے تھے[2] (مالک)

۸۰۹ - عامر بن ربیعہ نے کہا ہم نے حضرت عمرؓ کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی تو آپ نے دونوں رکعتوں میں سورہ یوسف اور سورۂ حج ترتیل سے تلاوت فرمائی ان (یعنی عامر) سے کہا گیا پھر تو صبح ہوتے ہی کھڑے ہو جاتے ہوں گے فرمایا ہاں[3] (مالک)

۸۱۰ - عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت فرماتے ہیں مفصل سورتوں میں چھوٹی یا بڑی

ایک سورت کو کئی رکعتوں میں تقسیم کرنا۔ [1] یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ عروہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے کئی سال بعد پیدا ہوئے۔ ایسا ہی حضرت انس سے بھی مروی ہے۔ ممکن ہے عروہ نے بھی حضرت انس ہی سے سنا ہو اس سے پہلے حضرت عائشہ کی حدیث گزر چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ اعراف کو دو رکعتوں میں تقسیم کر کے پڑھا۔

سورہ یوسف کو حضرت عثمان زیادہ پڑھتے۔ [2] حضرت عثمان کو آنحضرت نے بلوٰی کی اطلاع دی تھی۔ اس سورت میں حضرت یوسف علیہ السلام کے بلوٰی (آزمائش کا) تذکرہ ہے۔ اس لحاظ سے حضرت عثمان اس کو کثرت پڑھا کرتے تھے ان کو اس سے دل کی تسکین ہوتی تھی۔

صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھی جائے۔ [3] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر کا معمول یہی تھا کہ صبح کی نماز اندھیرے میں ہی پڑھا کرتے تھے جیسا کہ ابومسعود کی روایت میں ہے کہ آنحضرت نے صرف ایک دفعہ تعلیم کے لیے اسفار میں پڑھی پھر غلس میں پڑھتے رہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا كَبِيرَةٌ إِلَّا قَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّ بِهَا النَّاسَ فِي الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوبَةِ رَوَاهُ مَالِكٌ۔

۱۱۸ - وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ بِحٰمٓ الدُّخَانِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ مُرْسَلًا۔

کوئی سورۃ نہیں مگر میں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے لوگوں کو فرضی نماز پڑھاتے تھے۔[۱] (مالک)

۱۱۸۔ عبداللہ ابن عتبہ بن مسعود نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز میں حٰم۔ دخان پڑھی۔[۲] (نسائی مرسلاً)

حسب موقع قرأت لمبی چھوٹی کر لینا۔ [۱] اس کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا اور اس پر سکوت کیا۔ منذری نے اس کو صحیح کہا اختلاف احوال میں ہر ایک سورۃ حسب موقع آپ نے پڑھی جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

مغرب کی نماز میں لمبی قرأت کرنا۔ [۲] یہ روایت مرسل ہے کیونکہ راوی تابعی ہے اور صحابی کو حذف کر دیا گیا ہے پہلے گزر چکا ہے کہ آپ نے مغرب کی نماز میں طور اور الصافات بھی پڑھی ہیں اور سورہ تین معوذتین اور اعلیٰ بھی پڑھی ہیں حسب موقع جس طرح کے حالات ہوئے قرأت کر لی جلدی میں ہوتے تو چھوٹی سورتیں پڑھ لیتے اور فراغت ہوتی تو لمبی سورتیں پڑھ لیتے ممکن ہے سورہ دخان کو ایک ہی رکعت میں پڑھا ہو یا دو رکعتوں میں تقسیم کر لیا ہو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بَابُ الرُّكُوعِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۸۱۲- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقِيْمُوا الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرَاكُمْ مِّنْ بَعْدِيْ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۸۱۳- وَعَنِ الْبَرَآءِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُجُوْدُهٗ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَاِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوْعِ مَا خَلَا الْقِيَامَ وَالْقُعُوْدَ قَرِيْبًا مِّنَ السَّوَآءِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

---

۸۱۲- حضرت انس سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا سجدے اور رکوع کو پوری طرح قائم کرو خدا کی قسم میں تمہیں پیچھے بھی دیکھتا ہوں[۱]۔ (بخاری مسلم)

۸۱۳- براء بن عازب سے مروی ہے آنحضرت کا رکوع سجدہ اور دو سجدوں کے درمیان کا وقفہ اور جب رکوع سے سر اٹھاتے قیام اور قعود کے علاوہ سب برابر ہوتے[۲] (بخاری مسلم)

نماز میں تجلیات کا ورود: [۱] اس کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اس مضمون کی ایک حدیث ابوہریرہ سے بھی مروی ہے۔ پہلے گزر چکا ہے کہ یہ حالت آپ کی نماز میں ہوتی تھی۔ ہر وقت یہ کیفیت نہیں ہوتی تھی۔

ارکان نماز میں تعدیل ضروری ہے: [۲] قیام میں چونکہ قرأت ہوتی تھی وہ لمبا ہو جاتا تھا اور تشہد سے مراد آخری تشہد ہے وہ بھی طویل ہو جاتا تھا اور باقی ارکان سب برابر ہوتے تھے اگر نماز لمبی کرتے تو اسی حساب سے ان سب کو بھی لمبا کر لیتے اور اگر نماز چھوٹی کرتے تو بھی اسی حساب سے ارکان کو مختصر کر دیتے۔

رکوع، قیام اور سجود کی درمیانی حالت کا نام ہے جس میں پیٹھ خم ہو جاتی ہے یہ نماز کا جزء ہے اور رکن ہے اس سے مقصد عجز کا اظہار ہے آنحضرت اس میں اللہ کا ذکر فرماتے تسبیحات کہتے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور برتری کا تذکرہ فرماتے۔ احادیث میں رکوع کے لیے آنحضرت سے خاص دعائیں منقول ہیں، وہ پڑھنا مسنون ہے۔ آنحضرت رکوع میں اطمینان فرماتے پیٹھ ہموار ہو جاتی۔ سر پشت کے برابر ہوتا۔ رکوع جاتے اور سر اٹھاتے وقت آپ دونوں ہاتھ اٹھاتے۔ یہ اکثر آپ کا معمول تھا۔ اور یہ سنت ہے عوام نے یہ سنت ترک کر دی ہے اس لیے اسے التزام سے کرنا چاہیے تاکہ لوگ اس سے مانوس ہوں۔ اور فروعی مسائل میں باہم نفرت کم ہو اس موقعہ پر آنحضرت سے مختلف دعائیں منقول ہیں جو پڑھ لی جائے درست ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۱۴- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ قَامَ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ اَوْهَمَ ثُمَّ يَسْجُدُ وَيَقْعُدُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ اَوْهَمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۱۵- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّقُوْلَ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ يَتَاَوَّلُ الْقُرْاٰنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۱۶- وَعَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۱۷- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَقْرَأَ الْقُرْاٰنَ رَاكِعًا اَوْ سَاجِدًا فَاَمَّا الرُّكُوْعُ فَعَظِّمُوْا فِيْهِ الرَّبَّ وَاَمَّا السُّجُوْدُ

۸۱۴- حضرت انس فرماتے ہیں آنحضرت جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو اتنی دیر کھڑے ہوتے ہمیں خیال ہوتا آپ رکعت پوری کرنا بھول گئے پھر سجدہ کرکے اس قدر بیٹھتے کہ ہم سمجھتے کہ آپ بھول گئے۔ (مسلم)[1]

۸۱۵- حضرت عائشہ سے مروی ہے آنحضرت رکوع اور سجود میں یہ دعا پڑھتے (سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ) اے ہمارے رب تو اپنی ذات سمیت پاک ہے اے اللہ مجھے بخش دے۔ قرآن کے حکم کی تعمیل فرماتے تھے قرآن میں حکم ہے تم اللہ کے لیے تسبیح کرو۔[2] (بخاری مسلم)

۸۱۶- حضرت عائشہ سے مروی ہے آنحضرت رکوع اور سجود میں یہ دعا پڑھتے تھے۔ (سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ) اللہ کے لیے پاکیزگی ہے وہ فرشتوں اور روح کا رب[3] ہے۔ (مسلم)

۸۱۷- ابن عباس سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا مجھے رکوع میں قرآن پڑھنے سے روکا گیا ہے۔ رکوع میں اللہ کی

---

[1] اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ قومہ اور جلسہ اچھا خاصا لمبا کرتے تھے بعض لوگ نہ تو رکوع سے سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہوتے ہیں اور نہ ہی سجدہ سے سر اٹھا کر سیدھا بیٹھتے ہیں۔

[2] اس کو ترمذی کے سوا اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا۔ سورۂ اذا جاء نصر اللہ میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اپنے رب کے نام کی تسبیح بیان کرو اور اس سے بخشش مانگ۔ اس حکم کی تعمیل آپ رکوع اور سجود میں کرتے تھے۔

[3] اس کو احمد۔ ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ أَنْ يُّسْتَجَابَ لَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۱۸- وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَإِنَّهٗ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۱۹- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ ظَهْرَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْأَ الْأَرْضِ وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

عظمت بیان کرو اور سجدے میں دعا کی کوشش کرو بہت ممکن ہے تمہاری دعا قبول کر لی جائے[1] (مسلم)

۸۱۸- حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اے ہمارے رب سب تعریف تیرے ہی لیے ہے کہو جس کا قول فرشتوں کے قول سے مل ہو سکتا ہے اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں (بخاری، مسلم)

۸۱۹- عبداللہ بن ابی اوفی نے فرمایا آنحضرت جب اپنی پیٹھ رکوع سے اٹھاتے (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ) اور اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْأَ الْأَرْضِ وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ) اے میرے رب تیرے لیے اس قدر حمد ہے جس سے آسمان اور زمین اور ان کے علاوہ جو چیز تو چاہے بھرپور ہو جائے[3]

---

[1] اس کو احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت ہے بالاتفاق رکوع اور سجود میں قرآن مجید پڑھنا منع ہے اور اگر پڑھا جائے تو نماز باطل ہوتی ہے۔

[2] امام بھی ربنا لک الحمد کہے:۔ اس حدیث کو ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی نے بھی روایت کیا ہے سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کے بعد امام ربنا لک الحمد بھی پڑھے امام شافعی اور مالک اور اہل حدیث کا یہی مسلک ہے۔

[3] قومہ کی ایک طویل دعا۔ عبداللہ بن ابی اوفیٰ کی حدیث کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ابوسعید کی حدیث کو نسائی اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ آنحضرت قومہ میں کافی دیر تک کھڑے رہتے۔ ملاء السموات والارض جس سے زمین اور آسمان بھر جائیں اور جو تو چاہے وہ چیزیں مراد ہیں جن کا نام نہیں لیا گیا۔ مثلاً کرسی۔ عرش۔ تحت الثریٰ اور غیر معلوم جہان جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔ ذالجد سے مراد دولتمند ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تیرے دربار میں کسی کی دولت کام نہیں آسکتی خواہ وہ دولت اتنی ہو کہ اس سے زمین اور آسمان بھر جائیں۔ وہاں صرف عمل کام آئیں گے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٨٢٠ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْاَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْاَ الْاَرْضِ وَمِلْاَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ اَهْلَ الثَّنَآءِ وَالْمَجْدِ اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٨٢١ - وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّیْ وَرَآءَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقَالَ رَجُلٌ وَّرَآءَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ مَنِ الْمُتَكَلِّمُ اٰنِفًا قَالَ اَنَا قَالَ رَاَيْتُ بِضْعَةً وَّثَلٰثِيْنَ مَلَكًا يَّبْتَدِرُوْنَهَا اَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا اَوَّلُ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

---

٨٢٠ ۔ ابوسعید خدری سے روایت ہے جب حضرت رکوع سے سر اٹھاتے فرماتے (اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمٰوٰتِ وَمِلْاَ الْاَرْضِ وَمِلْاَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ) اے میرے رب تیری اس قدر حمد ہے جس سے آسمان زمین اور اس کے علاوہ جو تو چاہے بھر جائے ۔ اے تعریف اور برتری کے مالک جو کچھ کسی بندے نے کہا تو اس کا مستحق ہے اور سب تیرے بندے ہیں اے اللہ تو نے جو دیا اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جو چیز تو روک لے کوئی دے نہیں سکتا اور دولت مند کی دولت تیرے پاس مفید نہیں ہوسکتی ۔ (مسلم)

٨٢١ ۔ رفاعہ بن رافع نے کہا ہے ہم آنحضرت کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے ۔ جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہا ۔ ایک آدمی نے مقتدیوں سے کہا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ اے اللہ تیرے لیے بہت زیادہ تعریف ہے جس میں برکت اور پاکیزگی رکھی گئی ہے ۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے فرمایا یہ کلمات ابھی کس نے کہے اس آدمی نے کہا میں نے آپ نے فرمایا تیس سے کچھ اور فرشتوں کو دیکھا جو ان کلمات کا پہلے اجر لکھنے کے لیے جلد کر رہے تھے[1] (بخاری)

قومہ اور جلسہ میں طمانیت ضروری ہے ۔ [1] عام طور پر نمازی رکوع سے بیٹھ بھی سیدھی نہیں کرتے کچھ پڑھنا تو در کنار اور اگر کچھ پڑھا بھی تو صرف اتنا ہی کہ ربنا لک الحمد اور وہ بھی سجدہ میں جاتے جاتے ۔ یہ دعائیں جو مذکور ہیں ان کو پڑھنے کی فرصت کس کو ... انا للہ وانا الیہ راجعون

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۸۲۲ - عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُجْزِئُ صَلٰوۃُ الرَّجُلِ حَتّٰی یُقِیْمَ ظَھْرَہٗ فِی الرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَآئِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۸۲۳ - وَعَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْمِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوْھَا فِیْ رُکُوْعِکُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوْھَا فِیْ سُجُوْدِکُمْ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ۔

---

۸۲۲ - ابومسعود انصاری فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا رکوع سجدہ میں پشت سیدھی نہ ہو تو نماز درست نہیں[1] ہوتی - ابوداؤد - ترمذی - نسائی - ابن ماجہ - دارمی - ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۸۲۳ - عقبہ بن عامر فرماتے ہیں جب آیت سَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْمِ اتری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے رکوع میں کرو اور جب سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی - نازل ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے سجدے میں پڑھو[2] ابوداؤد - ابن ماجہ - دارمی -

---

قومہ اور جلسہ میں اعتدال واجب ہے : [1] اس باب میں حضرت انس سے شیخین نے بھی روایت کی ہے اور دوسری کتابوں میں تو صحابہ کی ایک جماعت سے روایتیں موجود ہیں۔ ان حدیثوں میں دلیل ہے کہ قومہ اور جلسہ میں اعتدال واجب ہے امام شافعی اور امام احمد کا یہی مذہب ہے اور حدیث مسیئ الصلوٰۃ اس کی تائید کرتی ہے۔

رکوع اور سجدہ کی تسبیحات : [2] اس حدیث کو احمد اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے امام نووی نے کہا ہے اس کی سند صحیح ہے اور حاکم نے بھی اس کو مستدرک میں روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے امام احمد بن حنبل کے نزدیک رکوع اور سجدے میں تسبیحیں پڑھنا واجب ہے اور ان کے چھوٹنے سے ان کے نزدیک سجدہ سہو پڑتا ہے باقی ائمہ نے ان کو سنت کہا ہے فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْمِ - سورہ حاقہ اور واقعہ میں ہے اور سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی - سورہ اعلیٰ میں ہے اس کا جواب سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ - آپ نے فرمایا ان کو رکوع اور سجدے میں رکھ دو - یعنی سجدے اور رکوع میں ان کا جواب دو -

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۲۴ - وَعَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَكَعَ اَحَدُكُمْ فَقَالَ فِيْ رُكُوْعِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ رُكُوْعُهٗ وَ ذٰلِكَ اَدْنَاهُ وَاِذَا سَجَدَ فَقَالَ فِيْ سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ سُجُوْدُهٗ وَ ذٰلِكَ اَدْنَاهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ لَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِمُتَّصِلٍ لِاَنَّ عَوْنًا لَمْ يَلْقَ ابْنَ مَسْعُوْدٍ -

۸۲۵ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَفِيْ سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى وَمَا اَتٰى عَلٰى

---

۸۲۴ - عون بن عبداللہ حضرت ابن مسعود سے روایت فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی رکوع کرے اور رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ (میرا رب عظیم پاک ہے) تین دفعہ کہدے تو اس کا رکوع مکمل ہوگیا اور یہ اس کا ادنیٰ درجہ ہے اور جب سجدہ کرے اور سجود میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہے (میرا برتر رب پاک ہے) تین دفعہ کہے تو اس کا سجود مکمل ہوگیا اور یہ اس کا ادنیٰ درجہ ہے۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ ترمذی نے کہا اس کی سند متصل نہیں کیونکہ عون ابن مسعود سے نہیں ملا[1]۔

۸۲۵ - حضرت حذیفہ فرماتے ہیں میں نے آنحضرت کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ اور سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہتے اور عذاب کی آیتوں پر ٹھہر کر تعوذ فرماتے[2] (ترمذی، ابوداؤد، دارمی

---

[1] **رکوع اور سجدہ کی تسبیحات** اس حدیث کو بزار طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث کے کئی ایک طرق ہیں۔ لیکن سب کے سب ضعیف ہیں البتہ کثرت طرق کی وجہ سے اس کو کچھ تقویت ہو جاتی ہے۔ رکوع اور سجدے میں پانچ سات نو اور گیارہ تک تسبیحیں آئی ہیں۔ پھر بعض تسبیحیں بہت لمبی بھی ہیں اور بعض چھوٹی مثلاً سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ اور سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح رکوع اور سجود اور اسی طرح سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ اور بعض روایتوں میں تسبیح اس طرح ہے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ اور سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى وَبِحَمْدِهٖ اور رکوع اور سجدہ میں اور دعائیں بھی آئی ہیں۔

[2] **قرات میں رحمت کا سوال کرنا** ۔ اس حدیث کو احمد اور مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام امور قاری کے لیے مستحب ہیں کہ جہاں جہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی آیتیں آئیں وہاں قرأت کو ملتوی کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سوال کرتا جائے اور جہاں عذاب الٰہی کی آیات کی تلاوت کرے وہاں تلاوت سے رک جائے اور خدا تعالیٰ سے اس کے عذاب کی پناہ مانگے اور اس میں قاری اور سامع دونوں برابر ہیں اور پھر اس میں امام۔ مقتدی اور منفرد میں بھی کوئی فرق نہیں ہے اور اس میں بھی کوئی فرق نہیں کہ نماز میں ہو یا نماز سے باہر شوافع اور اہل حدیث کا یہی مذہب ہے البتہ بعض ائمہ نے اس میں اختلاف کیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اٰیَۃِ عَذَابٍ اِلَّا وَقَفَ وَتَعَوَّذَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالدَّارِمِیُّ وَرَوَی النَّسَآئِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ اِلٰی قَوْلِہٖ اَلْاَعْلٰی وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۸۲۶۔ عَنْ عَوْفِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ قُمْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَكَعَ مَكَثَ قَدْرَ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ وَیَقُوْلُ فِیْ رُكُوْعِہٖ سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِیَآءِ وَالْعَظَمَۃِ رَوَاہُ النَّسَآئِیُّ۔

۸۲۷۔ وَعَنِ ابْنِ جُبَیْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقُوْلُ مَا صَلَّیْتُ وَرَآءَ اَحَدٍ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَشْبَہَ صَلٰوۃً بِصَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ ھٰذَا الْفَتٰی یَعْنِیْ عُمَرَ ابْنَ عَبْدِ الْعَزِیْزِ قَالَ قَالَ فَحَزَرْنَا

نسائی اور ابن ماجہ نے صرف الاعلیٰ تک ذکر فرمایا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تیسری فصل

۸۲۶۔ عوف بن مالک نے کہا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ (نماز میں) قیام کیا۔ جب آپ نے رکوع فرمایا تو سورہ بقرہ کے برابر ٹھہرے اور رکوع میں یہ دعا پڑھتے رہے سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِیَاءِ وَالْعَظَمَۃِ (اللہ طاقتور بادشاہت، برتری اور عظمت کا مالک پاک ہے) (نسائی)[1]

۸۲۷۔ ابن جبیر حضرت انس سے روایت فرماتے ہیں۔ میں نے اس نوجوان عمر بن عبدالعزیز کے سوا کسی کو نہیں دیکھا جس کی نماز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ملتی جلتی ہو۔ ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نے ان کے رکوع اور سجود کا اندازہ کیا ہر ایک میں دس

---

[1] ایک طویل ترین رکوع کی تسبیح۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیام لمبا کرتے تو رکوع اور سجود کے اذکار بھی لمبے کر دیتے اور اس دعا کے علاوہ اور بھی کئی ایک دعائیں آنحضرت سے رکوع اور سجدے میں منقول ہیں جیسے اللھم اغفرلی ذنبی کلہ دقہ وجلہ تمام دعا تک اور اللھم انی اعوذ برضاك من سخطك آخر تک۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رُكُوْعِهٖ عَشْرَ تَسْبِيْحَاتٍ وَسُجُوْدِهٖ عَشْرَ تَسْبِيْحَاتٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

٨٢٨۔ وَعَنْ شَقِيْقٍ قَالَ اِنَّ حُذَيْفَةَ رَاٰى رَجُلًا لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهٗ وَلَا سُجُوْدَهٗ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ دَعَاهُ فَقَالَ لَهٗ حُذَيْفَةُ مَا صَلَّيْتَ قَالَ وَاَحْسِبُهٗ قَالَ وَلَوْ مُتَّ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِيْ فَطَرَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

٨٢٩۔ وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْوَءُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِيْ يَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِهٖ قَالَ لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

دس تسبیحات پڑھتے تھے[1] (ابوداؤد، نسائی)۔

٨٢٨۔ شقیق فرماتے ہیں حضرت حذیفہ نے ایک آدمی کو دیکھا وہ رکوع اور سجدہ پوری طرح نہیں کرتا تھا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو اسے بلایا اور فرمایا تم نے نماز نہیں پڑھی[2] اور میرا خیال ہے یہ بھی فرمایا اگر اس حالت میں تمہاری موت ہو جاتی تو تم دین فطرت پر نہ مرتے جو آنحضرت کو دے کر بھیجا گیا (بخاری)

٨٢٩۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بدترین چوری نماز کی چوری ہے۔ ہم نے عرض کیا یا حضرت! نماز میں کیسے چوری ہوتی ہے فرمایا جو شخص رکوع اور سجود کو پورا نہ کرے[3] (اس نے نماز میں چوری کی) (احمد)

۱؎ **تین سے گیارہ تک تسبیحات**۔ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ اصل یہ ہے کہ سجدہ اور رکوع کی تسبیحات میں کوئی عدد معین نہیں ہے۔ منفرد جتنی دیر تک چاہے پڑھتا رہے۔ آنحضرت سے سورہ بقرہ جتنا لمبا رکوع کرنا ثابت ہے۔ اکثر احادیث میں تین سے لے کر گیارہ تک تسبیحات آئی ہیں۔ اور پھر تسبیحات بھی بعض چھوٹی ہیں بعض بڑی اور بعض بہت بڑی آنحضرت کبھی بڑی تسبیحات گیارہ تک پڑھتے اور آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے۔ چنانچہ یہ ثابت ہے کہ ظہر اور عصر کی نمازوں میں آپ کا قیام، رکوع، سجود، قومہ اور جلسہ سب برابر ہو جاتے۔ البتہ جماعت کی نماز میں اگر مقتدیوں کے اکتا جانے کا خیال ہو تو پھر اتنا لمبا رکوع اور سجدہ نہ کرے۔

۲؎ **رکوع اور سجدہ میں طمانیت ضروری ہے**۔ اس کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ رکوع اور سجدہ میں طمانیت واجب ہے اور اگر اس میں خلل واقع ہو تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔

۳؎ **نماز کا چور بدترین چور ہے**۔ حضرت ابو قتادہ کی حدیث کو طبرانی اور ابن خزیمہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے۔ مجمع الزوائد میں ہے کہ اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں اور اس مضمون کی ایک حدیث عبداللہ بن مغفل سے بھی طبرانی میں مذکور ہے اور اس کی سند بھی اچھی ہے اور نعمان بن مرہ کی حدیث جو اس سے آگے آ رہی ہے مرسل حدیث ہے کیونکہ نعمان بن مرہ تابعی ہے صحابی نہیں لیکن ثقہ ہے اور اوپر کی حدیثیں اس کی تائید کرتی ہیں۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نماز کے ارکان صحیح طور پر ادا

(باقی اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۳۰ - وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُرَّةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَرَوْنَ فِي الشَّارِبِ وَالزَّانِي وَالسَّارِقِ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ تُنَزَّلَ فِيْهِمُ الْحُدُوْدُ قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ هُنَّ فَوَاحِشُ وَفِيْهِنَّ عُقُوْبَةٌ وَاَسْوَءُ السَّرِقَةِ الَّذِيْ يَسْرِقُ صَلٰوتَهٗ قَالُوْا وَكَيْفَ يَسْرِقُ صَلٰوتَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا رَوَاهُ مَالِكٌ وَاَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ نَحْوَهٗ ۔

۸۳۱ - نعمان بن مرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شراب خور، زانی اور چور کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے اور یہ گفتگو حدود کے نزول سے پہلے ہوئی۔ لوگوں نے عرض کیا اللہ کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا یہ گناہ ہیں اور ان پر سزا ہے اور بدترین چوری وہ ہے جو نماز میں کی جائے۔ لوگوں نے عرض کیا حضرت نماز میں چوری کیسے ہوتی ہے فرمایا جو رکوع اور سجود پورا نہ کرے[1] (مالک، احمد، دارمی)

(حاشیہ صفحہ سابقہ) کرنے چاہئیں اور جو ان ارکان میں کمی کرتا ہے وہ بدترین قسم کا چور ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے اقوال اس مضمون میں بہت زیادہ ہیں۔ حضرت حذیفہ نے جب ایک ایسے نمازی کو دیکھا جو رکوع اور سجود اچھی طرح ادا نہیں کر رہا تھا تو آپ نے اس سے کہا ماصلیت تو نے نماز نہیں پڑھی اور اگر تیری موت اسی حالت پر ہوئی تو تو اسلام پر نہیں مرے گا۔ اور یہی کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث مسیٔ الصلوٰۃ میں فرمایا جو پہلے اس کتاب کے باب کیفیۃ الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے۔ آپ نے تین مرتبہ فرمایا تو نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی اور پھر جب آپ نے اس کو نماز کی ترکیب بتلائی تو رکوع، قومہ، سجدہ، جلسہ سب میں اطمینان کو شرط قرار دیا۔ حتیٰ کہ جلسہ استراحت میں بھی اطمینان کو لازمی قرار دیا جسے آج کل سرے سے تسلیم ہی نہیں کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو صحیح طریقہ پر نماز پڑھنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

حاشیہ صفحہ ہذا

[1] نماز خراب کرنے والے کو سزا۔ اس حدیث سے بطور دلالۃ النص یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص نماز میں رکوع و سجود میں طمانیت کو ملحوظ نہ رکھے تو حکومت ایسے آدمی کو سزا دے سکتی ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی بھی چیزیں شمار کی ہیں ان سب میں خداوند تعالیٰ کی طرف سے سزائیں مقرر ہیں۔ اور نماز میں چوری کرنے والے پر اگرچہ حد مقرر نہیں ہے لیکن تعزیر لگانے میں کوئی چیز بھی مانع نہیں۔ تعزیر ایک بیت یا درہ سے لے کر دس بیت یا درہ تک ہوتی ہے تعزیر میں اس سے زیادہ سزا نہیں دی جا سکتی۔ اس سے زیادہ سزا صرف ان جرائم پر دی جا سکتی ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے یا اللہ کے رسول نے حد مقرر کی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ السُّجُوْدِ وَفَضْلِہٖ

سجدہ اور اس کی فضیلت

سجدہ بھی رکوع کی طرح نماز کا رکن ہے۔ اس کے ترک سے نماز نہیں ہوگی۔ اس میں اطمینان ہونا چاہیئے۔ سجدہ میں سات اعضاء کا استعمال ہونا چاہیئے۔ دو ہاتھ دو پاؤں دو گھٹنے اور پیشانی۔ سجدہ میں ہاتھ کھلے رکھے۔ پیٹ کا بوجھ رانوں پر نہ ڈالا جائے۔ سجدہ میں درندوں کی طرح ہاتھ زمین پر نہ پھیلائے۔ سجدہ میں تسبیح بھی درست ہے اور دعا کے لیے بھی یہ وقت مناسب ہے۔ سجدہ جانے کا صحیح طریق یہ ہے کہ پہلے گھٹنے زمین پر رکھے پھر ہاتھ اور اٹھتے وقت پہلے ہاتھ اٹھائے پھر گھٹنے

عقبۃ الشیطان۔ سجدہ سے اٹھتے وقت ہاتھ زمین پر ٹیک دے اور بیٹھے پاؤں کی ایڑیوں پر رکھے۔ اور پاؤں کھڑے رکھے اسے عقبۃ الشیطان کہتے ہیں۔ اس طرح بیٹھنا منع ہے۔ اگر کوئی عذر ہو تو درست ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۸۳۱- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ عَلَى الْجَبْهَةِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَالشَّعْرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۳۲- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِعْتَدِلُوْا فِى السُّجُوْدِ وَلَا يَبْسُطْ اَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ اِنْبِسَاطَ الْكَلْبِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

پہلی فصل

۸۳۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا ہے کہ میں سات اعضاء (ہڈیوں) پر سجدہ کروں۔ پیشانی، دو ہاتھ، دو گھٹنے اور دونوں قدموں کے کنارے اور نہ کپڑے سمیٹے جائیں نہ سر کے بال[1] (بخاری، مسلم)

۸۳۲۔ حضرت انس سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا سجدہ میں اعتدال رکھو (پشت ہموار رکھو) اور کوئی آدمی اپنے ہاتھ زمین پر کتے کی طرح نہ پھیلائے[2] (بخاری، مسلم)

---

[1] نماز میں تکلفات سے پرہیز کرو۔ اس حدیث کے الفاظ مختلف ہیں۔ ہاتھوں سے مراد صرف ہتھیلیاں ہیں کہنیاں اس میں شامل نہیں ہیں۔ کپڑوں اور بالوں کو سمیٹنے سے جو روکا ہے اس کی دو وجہیں ہیں پہلی وجہ یہ ہے کہ یہ متکبرین کی عادت ہے مومن کو چاہیئے کہ ان کو بھی زمین پہ لگنے دے تاکہ ان کا بھی سجدہ ہو جائے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس طرح نماز میں پوری طرح توجہ نہیں رہ سکتی۔

[2] سجدہ کی صحیح کیفیت:۔ اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سجدہ میں اپنے بازوؤں کو زمین پر نہ لگائے جیسا کہ کتا زمین پر اپنے بازو بچھا لیتا ہے البتہ عورت اس حکم سے مستثنٰی ہے کیونکہ ابو داؤد نے مراسیل میں زید بن ابی حبیب سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو عورتوں کو نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا اپنے بازوؤں کو زمین پر لگاؤ اور اس مسئلہ میں عورت مرد کی طرح نہیں ہے۔ بیہقی نے کہا ہے مرسل بہت اچھی ہے یاد رکھنا چاہیئے کہ مرسل کا حکم جمہور کے نزدیک توقف ہے امام مالک اور ابوحنیفہ کے نزدیک یہ مقبول ہے امام احمد کے اس میں دو قول ہیں ایک توقف کا اور دوسرا مقبول کا۔ مرسل یہ ہے کہ تابعی کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا یا فرمایا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۳۳۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ وَارْفَعْ مِرْفَقَیْكَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۸۳۴۔ وَعَنْ مَیْمُوْنَۃَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ جَافٰی بَیْنَ یَدَیْہِ حَتّٰی لَوْ اَنَّ بُھْمَۃً اَرَادَتْ اَنْ تَمُرَّ تَحْتَ یَدَیْہِ مَرَّتْ ھٰذَا لَفْظُ اَبِیْ دَاوٗدَ کَمَا صَرَّحَ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ بِاِسْنَادِہٖ وَلِمُسْلِمٍ بِمَعْنَاہُ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ لَوْ شَاءَتْ بُھْمَۃٌ اَنْ تَمُرَّ بَیْنَ یَدَیْہِ لَمَرَّتْ۔

۸۳۵۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَالِكٍ بْنِ بُحَیْنَۃَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَیْنَ یَدَیْہِ حَتّٰی یَبْدُوَ بَیَاضُ اِبْطَیْہِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۸۳۳۔ براء بن عازب نے کہا آنحضرت نے فرمایا جب تم سجدہ کرو تو ہتھیلیاں زمین پر رکھو اور دونوں کہنیاں زمین سے اونچی رکھو (مسلم)

۸۳۴۔ حضرت میمونہ فرماتی ہیں آنحضرت جب سجدہ کرتے اپنے ہاتھ دونوں پہلوؤں سے جدا رکھتے۔ اگر بکری کا بچہ ہاتھوں کے نیچے سے گزرنا چاہتا تو گزر جاتا۔ (ابوداؤد) شرح السنۃ نے اس کی صراحت کی ہے اور مسلم میں اس معنی میں مروی ہے کہ آنحضرت جب سجدہ فرماتے اگر بکری آپ کے آگے سے گزرنا چاہتی تو گزر جاتی۔[1]

۸۳۵۔ عبداللہ بن مالک بحینہ کے بیٹے فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھ کھلے رکھتے یہاں تک کہ بغلوں کی سفیدی ظاہر ہو جاتی (بخاری، مسلم)

---

[1] حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور حضرت میمونہ اور حضرت عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہم کی تینوں احادیث کا مطلب یہ ہے کہ سجدہ کی حالت میں بازوؤں کو پہلوؤں سے علیحدہ رکھنا چاہیے اور اسی طرح رانیں پیٹ سے الگ رہیں اور بازو زمین پر نہ لگیں حضرت میمونہ کی حدیث کو نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور عبداللہ بن مالک بن بحینہ کی حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ حضرت میمونہ کی حدیث سے سجدہ کی جو کیفیت معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ سجدہ میں پیٹ زمین سے کافی اونچا رہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ سجدہ میں رانیں بالکل سیدھی ہو جائیں اور سجدہ میں بازوؤں کا پہلو سے الگ رہنا ضروری ہے۔ حدیث میں ہے کہ سجدہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنا بازو الگ رکھتے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگتی۔ لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ آدمی اکیلا نماز پڑھ رہا ہو۔ اگر جماعت کے ساتھ پڑھے تو اتنے بازو نہ پھیلائے کہ ساتھ والے آدمی کو تکلیف ہو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٨٣٦ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي سُجُوْدِهٖ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهٗ دِقَّهٗ وَجُلَّهٗ وَاَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ وَعَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٨٣٧ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ فَقَدْتُّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً مِّنَ الْفِرَاشِ فَالْتَمَسْتُهٗ فَوَقَعَتْ يَدِيْ عَلٰى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوْبَتَانِ وَهُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً

---

۸۳۶ - ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهٗ دِقَّهٗ وَجُلَّهٗ وَاَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ وَعَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ - (اے اللہ میرے چھوٹے، بڑے، پہلے اور پچھلے، ظاہر اور پوشیدہ سب گناہ معاف فرمادے[1] (مسلم)

۸۳۷ - حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ میں نے ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر سے گم پایا میں نے تلاش کی تو میرے ہاتھ آپ کے قدموں پر لگے۔ آپ مسجد میں سجدہ فرمارہے تھے۔ آپ کے پاؤں کھڑے تھے آپ فرمارہے تھے۔ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ (اے اللہ میں تیرے غصے سے تیری رضا کی پناہ چاہتا ہوں اور تیرے عذاب سے تیری معافی کی پناہ چاہتا ہوں اور تجھ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں تیری ثنا کا شمار نہیں کرسکتا اور تو ایسا ہی

---

[1] سجدہ میں دعا کرنا بھی درست ہے :۔ پہلے عوف بن مالک کی حدیث کے تحت حضرت ابوہریرہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما دونوں کی حدیثوں کا تذکرہ ہوچکا ہے۔ ان حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں صرف تسبیحات ہی نہ پڑھا کرتے تھے بلکہ دعائیں بھی پڑھا کرتے اور سجدہ میں یہ دونوں چیزیں درست ہیں۔ تسبیحات بھی صحیح ہیں اور سجدہ محل قبولیت دعا بھی ہے۔ سجدہ میں دعا کو غنیمت سمجھنا چاہیئے۔ پہلے گزر چکا ہے کہ آپ نے سورہ بقرہ جتنا لمبا سجدہ کیا۔ آپ لمبے سجدوں میں اسی طرح کی دعائیں کیا کرتے تھے۔ یہاں یہ دعا بیان فرمائی ہے۔ کبھی آپ نے یہ دعا پڑھی اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ (آخر تک) یعنی اے اللہ میرے گناہ معاف کردے جو میں پہلے کرچکا ہوں یا جو آئندہ مجھ سے سرزد ہوں اور وہ گناہ بھی جو مجھ سے علانیہ سرزد ہوئے اور وہ بھی جو میں نے چھپ کر کئے اور وہ گناہ بھی جو اب میری یاد سے نکل چکے ہیں جن کو میں بھول چکا ہوں اور تو ان کو جانتا ہے اور کبھی آپ نے یہ دعا پڑھی اَللّٰهُمَّ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

پوری دعا پڑھتے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۳۸ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَاَكْثِرُوا الدُّعَآءَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۳۹ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَأَ ابْنُ اٰدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اِعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِىْ يَقُوْلُ يٰوَيْلَتٰى اُمِرَ ابْنُ اٰدَمَ بِالسُّجُوْدِ

ہے جیسے تو اپنی ثنا کرتا ہے[۱] (مسلم)

۸۳۸ - حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا کہ انسان سجود کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ قریب ہوتا ہے، سجدہ میں کثرت سے دعا کرو[۲] (مسلم)

۸۳۹ - حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ابن آدم سجدہ کی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان الگ ہو کر رونا شروع کر دیتا ہے کہتا ہے افسوس ہے کہ انسان کو سجدہ کا حکم دیا گیا تو اس نے

---

۱ گھروں میں مسجدیں بنانے کا حکم: اس حدیث میں جو مسجد کا تذکرہ ہے اس سے مراد مسجد نبوی نہیں بلکہ گھر کی مسجد مراد ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی نماز پڑھنے کے لیے گھر میں بنا رکھی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھروں میں ایسی مسجدیں بنانے کی ترغیب دیتے اور فرماتے کہ فرض نماز کے سوا باقی تمام نمازیں گھر میں پڑھنا میری مسجد میں نماز پڑھنے سے بھی بہتر ہے آپ نے حکم دیا کہ گھروں کی مسجدوں کی صفائی کی جائے وہاں خوشبو لگائی جائے اور مسجد کے باقی آداب بھی ملحوظ رکھے جائیں۔ اس حدیث میں آنحضرت کی نماز تہجد کا ذکر ہے۔ آپ نے اپنی زندگی میں کبھی تہجد کی نماز نہ چھوڑی۔ سفر میں سواری پر بھی پڑھ لیتے۔ حضر میں تہجد کی نماز میں اتنا قیام فرماتے کہ پاؤں پر ورم ہو جاتا۔ اگر کوئی کہتا کہ آپ اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں آپ کے ذمہ تو کوئی گناہ نہیں ہے اور آپ کو خدا تعالیٰ نے ہر طرح کی لغزشیں معاف کر دی ہیں تو آپ فرماتے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ احسان فرمایا ہے تو کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

۲ عبداللہ بن عباس کی حدیث میں پہلے گزر چکا ہے کہ سجدہ میں دعا کی کوشش کرو کیونکہ سجدہ کی حالت میں خدا تعالیٰ کی رحمت اور فضل بندے کے بہت نزدیک ہوتا ہے اور دعا جلد قبول ہونے کا امکان ہے۔ اس حدیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو کہتے ہیں کہ سجدہ نماز کے تمام ارکان سے بہتر ہے۔ یہاں تک کہ قیام سے بھی بہتر کہتے ہیں۔ بلاشبہ سجدہ کی توفیق ملنا بندے پر اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے۔ لمبے قیام سے مطلب یہ ہے کہ زیادہ سجدے کرنے کے لیے اور زیادہ رکعات پڑھنے کے لیے نماز کو خراب نہ کرے۔ رکعتوں کی تعداد کو کم ہو جائے لیکن قیام اور سجدہ اچھا خاصہ لمبا ہو جائے صحیح نہیں ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَاُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ فَاَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۴۰۔ وَعَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كُنْتُ اَبِيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْتُهُ بِوَضُوْئِهِ وَحَاجَتِهِ فَقَالَ لِيْ سَلْ فَقُلْتُ اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ اَوَغَيْرَ ذٰلِكَ قُلْتُ هُوَ ذَاكَ قَالَ فَاَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

سجدہ کیا اسے جنت مل گئی۔ مجھے سجود کا حکم ہوا میں نے انکار کیا مجھے آگ میں جلنا پڑا[1] (مسلم)

۸۴۰۔ ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رات کو سوتا اور آپ کے وضو کے لیے پانی اور دوسری ضروریات مہیا کرتا۔ آپ نے فرمایا کچھ مانگو۔ میں نے عرض کیا میں جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں۔ فرمایا اور کچھ اس کے سوا میں نے عرض کیا بس یہی ضرورت ہے۔ فرمایا نوافل کثرت سے پڑھو اور میری دعا کی مدد کرو[2] (مسلم)

[1] اصلی گناہ کون سا ہے:۔ ایک غلطی شیطان نے کی اور ایک غلطی آدم علیہ السلام سے بھی ہو گئی۔ لیکن آدم علیہ السلام نے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا اور خدا تعالیٰ سے معافی مانگی۔ توبہ اور استغفار کی اللہ تعالیٰ نے ان کی غلطی معاف کر دی اور شیطان نے غلطی کے بعد غلطی تسلیم نہ کی اور اپنی بات پر اڑ گیا تو وہ راندۂ بارگاہ الٰہی ہو گیا تو اصل میں گناہ ہو جانا اتنا بڑا جرم نہیں جتنا کہ گناہ پر اڑ جانا اور تکبر کرنا ہے۔

نفل نماز کی فضیلت [2] ربیعہ بن کعب کی حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اور اس سے اگلی معدان بن طلحہ کی حدیث کو ترمذی۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ دونوں حدیثوں سے کثرت سجود کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ یہاں کثرت سجود سے مراد نفلی نماز کی کثرت ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا تہجد کی نماز پڑھا کرو یہ تم پر ایک زائد نماز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود پر پہنچانا چاہتا ہے۔ جتنا بلند مرتبہ آپ کو ملنے والا ہے اتنا ہی نفل نماز زیادہ پڑھو۔ معراج کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آگے حضرت بلال کی جوتیوں کی آواز سنی۔ تو آپ نے معراج سے واپسی کے بعد حضرت بلال سے دریافت کیا کہ تیرے جنت میں پہنچنے کا کیا سبب ہے۔ تو حضرت بلال نے کہا کہ جب میرا وضو ٹوٹ جاتا ہے میں اسی وقت نیا وضو کر لیتا ہوں اور جب نیا وضو کرتا ہوں تو اس سے دو رکعت نفل بھی پڑھ لیتا ہوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے جنت میں جانے کا یہی سبب ہے۔ اور اس حدیث میں ربیعہ بن کعب کے حق میں آپ نے دعا تو فرمائی لیکن ساتھ ہی اسے یہ بھی کہا کہ تم نوافل بہت زیادہ پڑھو کہ میری دعا کو تمہاری نفل نماز سے تقویت پہنچے گی ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ نفلی نماز سے خدا تعالیٰ کا تقرب حاصل کرتا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے ہاتھ پاؤں آنکھ کان زبان سب اس طرح خدا تعالیٰ کے مطیع ہو جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی منشا اور مرضی کے بغیر کوئی حرکت نہیں کر سکتے اور اس وقت بندہ گناہ سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۴۱ - وَعَنْ مَعْدَانَ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ لَقِيْتُ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ اَعْمَلُهٗ يُدْخِلُنِيَ اللّٰهُ بِهِ الْجَنَّةَ فَسَكَتَ ثُمَّ سَاَلْتُهٗ فَسَكَتَ ثُمَّ سَاَلْتُهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ سَاَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ فَاِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً اِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيْئَةً. قَالَ مَعْدَانُ ثُمَّ لَقِيْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ لِيْ مِثْلَ مَا قَالَ لِيْ ثَوْبَانُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۸۴۲ - عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ

---

۸۴۱ - معدان بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ثوبان رضی سے ملا میں نے ان سے کہا کوئی ایسا عمل بتاؤ جس سے اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل فرمادے وہ چپ رہے۔ میں نے پھر عرض کیا وہ پھر بھی خاموش رہے۔ میں نے تیسری دفعہ عرض کیا تو انہوں نے فرمایا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی بابت عرض کیا تھا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے لیے نفل نماز زیادہ پڑھا کرو۔ جب بھی تم سجدہ کرو گے اللہ تمہارے درجے بلند کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمائے گا۔ معدان کہتے ہیں اس کے بعد میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ملا اور یہی سوال کیا انہوں نے بھی وہی فرمایا جو حضرت ثوبان رضی نے فرمایا تھا۔ (مسلم)

دوسری فصل

۸۴۲ - وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے آنحضرت کو دیکھا جب آپ سجدہ کرتے تو دونوں گھٹنے ہاتھوں

لہ نماز کے دو فائدے :- نماز کے دوگونہ فوائد ہیں ایک اس سے درجات بلند ہوتے جاتے ہیں اور دوسری طرف سے گناہ ختم ہوتے جاتے ہیں۔ اس مضمون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ اس طرح بیان فرمایا کہ صحابی سے سوال کیا بتاؤ اگر کسی آدمی کے دروازے پر نہر بہتی ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا اس کے جسم پر کوئی میل کچیل باقی رہ جاتی ہے صحابہؓ نے عرض کیا نہیں تو آپ نے فرمایا یہی حال پانچوں نمازوں کا ہے کہ اس سے انسان کے گناہ معاف ہوتے رہتے ہیں۔ اور پھر وضو کے متعلق فرمایا کہ جب بندہ وضو کی نیت سے ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جب کلی کرتا ہے تو زبان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جب منہ دھوتا ہے تو چہرے کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور سر کے مسح سے دماغ کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور پاؤں دھونے سے پاؤں کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ لیکن کبیرہ گناہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

۸۴۳ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكْ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيْرُ وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔ قَالَ أَبُوْ سُلَيْمَانَ الْخَطَّابِيُّ حَدِيْثُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَثْبَتُ مِنْ هٰذَا وَقِيْلَ هٰذَا مَنْسُوْخٌ۔

سے پہلے زمین پر رکھتے اور جب کھڑے ہوتے تو ہاتھ گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے (ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

۸۴۳ - حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا جب تم سجدہ کرو تو اونٹ کی طرح مت بیٹھو۔ ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھو (ابوداؤد، نسائی، دارمی) امام ابوسلیمان خطابی نے فرمایا وائل بن حجر کی حدیث (نمبر ۸۴۲) زیادہ صحیح ہے[1] اور بعض ائمہ نے فرمایا یہ حدیث (نمبر ۸۴۳) منسوخ ہے۔

---

[1] **سجدہ کی صحیح صورت کیا ہے؟**۔ وائل بن حجر کی حدیث اور ابوہریرہ کی حدیث آپس میں مخالف ہیں۔ وائل بن حجر کی حدیث کو ترمذی نے حسن غریب کہا ہے کیونکہ اس کو شریک کے سوا کسی نے بھی روایت نہیں کیا اور شریک قوی نہیں ہے۔ .... اور یہی حدیث عاصم سے بھی مرسلاً مروی ہے اس میں وائل بن حجر کا ذکر نہیں ہے۔ البتہ دارقطنی اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور اس کی تائید حضرت انس کی حدیث بھی کرتی ہے جو بیہقی، دارقطنی اور حاکم میں ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث شیخین کی شرائط پر ہے اور ابوہریرہ کی حدیث کو ترمذی نے غریب کہا ہے کیونکہ ابوالزناد سے یہ صرف اسی طریق سے مروی ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں سے ترجیح کس کو ہے اس میں اختلاف ہے خطابی نے کہا کہ وائل بن حجر کی حدیث زیادہ راجح ہے کیونکہ یہ فطرت کے مطابق ہے پہلے گھٹنے زمین پر رکھے کہ وہ زمین سے زیادہ قریب ہیں اور اس کے بعد ہاتھوں کو رکھے کہ وہ گھٹنوں کی نسبت زمین سے زیادہ دور ہیں لیکن ابوہریرہ کی حدیث کے کچھ اور بھی شاہد ہیں۔ چنانچہ ابن عمر سے اس کی تائید ابن خزیمہ، دارقطنی اور حاکم نے مرفوعاً روایت کی ہے اور کہا ہے کہ مسلم کی شرط پر ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ ابن عمر اور ابوہریرہ کی حدیثیں منسوخ ہیں۔ کیونکہ ابن خزیمہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا ہے کہ ہم زمین پر ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے رکھا کرتے تھے پھر ہم کو حکم دیا گیا کہ گھٹنوں کو زمین پر پہلے رکھا کرو لیکن اس کی سند میں گفتگو ہے۔ تمام چیزوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اکثر نے وائل بن حجر کی حدیث کو ترجیح دی ہے اور جمہور نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ [2] حدیث نمبر ۸۴۲ اور ۸۴۳ بظاہر متعارض ہیں۔ جمہور ائمہ اسلام امام ابوحنیفہ امام شافعی اور امام احمد کا عمل وائل بن حجر کی حدیث (۸۴۲) پر ہے اور امام مالک اور اوزاعی کا عمل نمبر ۸۴۳ حضرت ابوہریرہ کی حدیث پر ہے۔ بعض ائمہ نے اس طرح تطبیق دی ہے کہ اونٹ کے گھٹنے اس کے ہاتھوں میں ہیں اس کے گھٹنے رکھنا ہاتھ رکھنے کے مترادف ہوگا انسانوں کو اس لیے روکا کہ انسان کے گھٹنے اس کے پاؤں میں ہیں اسے سجدہ کرتے وقت گھٹنے پہلے رکھنے چاہئیں۔ ویسے دونوں طرح درست ہے۔ وجوب یا فرضیت دونوں میں نہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۴۴ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

۸۴۵ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۸۴۶ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَقْرَةِ الْغُرَابِ وَافْتِرَاشِ السَّبُعِ وَاَنْ يُّوَطِّنَ الرَّجُلُ الْمَكَانَ فِي الْمَسْجِدِ كَمَا يُوَطِّنُ الْبَعِيْرُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔

۸۴۴ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ (اے اللہ مجھے بخش دے۔ مجھ پر رحم فرما۔ میری راہنمائی فرما مجھے عافیت دے اور مجھے رزق دے) (ابوداؤد۔ ترمذی)

۸۴۵ - حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سجدوں کے درمیان فرماتے تھے اللھم اغفرلی (اے اللہ مجھے بخش دے[1]) نسائی، دارمی)

تیسری فصل

۸۴۶ - عبدالرحمٰن بن شبل نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوے کی طرح ٹھنگوریے لگانے اور درندوں کی طرح ہاتھ پھیلانے سے منع فرمایا۔ اور فرمایا مسجد میں اونٹ کی طرح ایک جگہ معیّن نہ کرنی چاہیئے[2]۔ (ابوداؤد، نسائی، دارمی)

[1] جلسہ میں دعا کرنا چاہیئے:۔ حضرت ابن عباس کی حدیث کو ابن ماجہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اور حذیفہ کی حدیث کا اصل مسلم میں بھی ہے۔ بہر حال دونوں حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ سجدوں کے درمیانی جلسہ میں اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دعا کرنا چاہیئے اور یہ ہر نماز میں عام ہے خواہ فرض ہوں یا سنت یا نفل۔

[2] نماز خراب نہ کی جائے:۔ اس حدیث کو ابن ماجہ، احمد، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے ابوداؤد اور منذری نے اس پر سکوت کیا ہے اور اس مضمون کی ایک حدیث حضرت ابوہریرہ سے احمد نے بھی روایت کی ہے۔ کوے کی طرح ٹھونگیں مارنے نے یہ مطلب ہے کہ سجدہ میں تسبیحات نہ پڑھے بلکہ جلدی جلدی سجدے کرتا جائے جیسا کہ کوا زمین سے کوئی چیز اٹھانے کے لیے اپنی چونچ زمین پر نہایت ہی تھوڑی دیر رکھتا ہے۔ درندوں کی طرح بازو پھیلانے کا مطلب یہ ہے کہ سجدہ میں آدمی اپنے بازو زمین پر بچھائے جیسے کہ کتا اور بھیڑیا بچھا لیتا ہے۔ جگہ مقرر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نماز کے لیے کوئی خاص جگہ نہ بنائے کہ صرف اسی جگہ ہی نماز پڑھے جیسے کہ اونٹ باڑہ میں اپنی ایک جگہ مخصوص بنا لیتا ہے کہ اسی جگہ ہی آکر بیٹھتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۴۷۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ اِنِّىْ اُحِبُّ لَكَ مَا اُحِبُّ لِنَفْسِىْ وَاَكْرَهُ لَكَ مَا اَكْرَهُ لِنَفْسِىْ لَا تُقْعِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ۔

۸۴۸۔ وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ الْحَنَفِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلٰى صَلٰوةِ عَبْدٍ لَّا يُقِيْمُ فِيْهَا صُلْبَهٗ بَيْنَ خُشُوْعِهَا وَسُجُوْدِهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۸۴۹۔ وَعَنْ نَّافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ وَضَعَ جَبْهَتَهٗ بِالْاَرْضِ فَلْيَضَعْ كَفَّيْهِ عَلَى الَّذِىْ وَضَعَ عَلَيْهِ جَبْهَتَهٗ ثُمَّ اِذَا رَفَعَ فَلْيَرْفَعْهُمَا فَاِنَّ الْيَدَيْنِ تَسْجُدَانِ كَمَا يَسْجُدُ الْوَجْهُ رَوَاهُ مَالِكٌ۔

۸۴۷۔ حضرت علی فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے علی میں تیرے لیے وہی چیز پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں اور جو اپنے لیے ناپسند کرتا ہوں وہ تیرے لیے بھی ناپسند کرتا ہوں۔ دونوں سجدوں میں اقعامت کرو۔[۱] (ترمذی)

۸۴۸۔ طلق بن علی حنفی فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس انسان کی نماز کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے جو رکوع اور سجدہ کے درمیان پشت سیدھی نہ کرے۔[۲] (احمد)

۸۴۹۔ نافع نے فرمایا ابن عمر فرماتے تھے جو آدمی اپنی پیشانی زمین پر رکھے تو اپنے ہاتھ بھی پیشانی کے ساتھ ہی رکھے جب پیشانی اٹھائے تو ہاتھ بھی اٹھائے کیونکہ ہاتھ بھی پیشانی کی طرح سجدہ کرتے ہیں۔[۳] (مالک)

نماز میں اقعاء نہ کیا جائے [۱] اس حدیث کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور اس مضمون کی ایک حدیث احمد نے ابوہریرہ سے اور ابن ماجہ نے انس سے اور بیہقی نے سمرہ اور انس سے روایت کی ہے اور ہر ایک کی سند کمزور ہے لیکن ایک دوسرے کی تقویت کرتی ہیں۔ احمد نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی طرح اقعاء کرنے سے منع کیا ہے اقعاء کی دو صورتیں ہیں اور دونوں منع ہیں ایک یہ کہ اپنے چوتڑوں کو زمین پر رکھے اور پنڈلیوں کو کھڑا کرے اور ہاتھوں کو زمین پر رکھ دے جیسے کہ کتا بیٹھتا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ سجدہ سے اٹھ کر بائیں پاؤں کو زمین پر نہ بچھائے بلکہ دونوں پاؤں کی ایڑیوں پر اپنے چوتڑ رکھ دے۔

[۲] قومہ اور جلسہ میں اعتدال لازمی ہے اس کو طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں اور اس باب میں شیخین نے بھی انس سے حدیث بیان کی ہے۔ یعنی رکوع اور سجدہ سے اٹھ کر یعنی قومہ اور جلسہ میں جو اپنی پیٹھ سیدھی نہ کرے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی مطلب یہ ہے کہ ان میں اعتدال واجب ہے۔

[۳] اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ پہلے گزر چکا ہے کہ سجدہ سات اعضاء پر ہے اور ہاتھ بھی انہیں میں سے ہیں۔ سجدہ میں اصل یہ ہے کہ سب اعضاء ایک ہی سطح پر ہوں اگر عذر ہو تو سجدہ اشارے سے کیا جا سکتا ہے سجدہ کی سطح کو اونچا کرنے کے لیے آگے کوئی چیز نہ رکھنا چاہیے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ التَّشَهُّدِ

تشہد کا باب

تشہد نماز کا ایک جزء ہے چار رکعت کی نماز میں دو تشہد ہوں گے۔ آخری تشہد واجب ہے۔ درمیان کے تشہد کو عوام واجب کہتے ہیں۔ اس کی کوئی دلیل سنت صحیح سے ثابت نہیں ہوئی۔ تشہد کے مختلف صیغے آنحضرت سے منقول ہیں الفاظ جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔ ان سے نماز درست ہوگی۔ ابن مسعود سے جو تشہد منقول ہے وہ زیادہ صحیح ہے۔ یہ وہی ہے جو عام طور پر نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ میں صحابہ السلام علیک ایہا النبی پڑھا کرتے تھے۔ آنحضرت کے وصال کے بعد عموماً صحابہ السلام علی النبی پڑھنے لگے (بخاری) وظائف میں بہتر یہی ہے۔ کہ شارع علیہ السلام کے الفاظ نہ بدلے جائیں۔ نماز دونوں طرح جائز ہو جائے گی۔ السلام علی النبی کہنے سے صحابہ کا مطلب یہ تھا کہ آنحضرت کا انتقال ہو چکا ہے۔ یہ دنیوی زندگی کا دور ختم ہو چکا اب برزخ کے حالات آپ کے سامنے ہیں۔ اور وہی برزخی زندگی آپ کو حاصل ہے۔ جو اس دنیا سے انتقال کے بعد اپنے حالات کے مطابق تمام لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔ انبیاء۔ صلحاء۔ شہداء۔ اپنے اپنے مراتب کے مطابق اس زندگی سے فائدہ حاصل کرتے ہیں یہ زندگی دنیا سے مختلف ہے۔ قرآن عزیز نے اس زندگی کے متعلق عامۃ الناس کو فرمایا تم اس کا شعور نہیں رکھتے شہداء کے ذکر میں فرمایا۔ احیاء عند ربھم یہ عند اللہ زندہ ہیں عند الناس اس زندگی کے شعور کا کوئی طریقہ نہیں۔ خطاب کے الفاظ سے جو غلطی عام جہلا میں پیدا ہو وہ نہیں رہنی چاہیئے۔ اس قسم کا خطاب قرآن عزیز میں کفار فرعون۔ ہامان سے بھی فرمایا گیا ہے۔ لیکن معلوم ہے کہ نہ وہ زندہ ہیں، نہ ہمارے سامنے موجود ہیں۔ برزخ کی غیر شعوری زندگی قبر میں حسب مراتب سب کو دی گئی۔ اس کا کوئی منکر نہیں۔ پہلے تشہد میں احناف کرام درود کی اجازت نہیں دیتے شوافع پسند کرتے ہیں ضروری نہیں سمجھتے۔ آخری تشہد میں احناف کے نزدیک درود سنت ہے۔ اسے نہ پڑھا جائے تو نماز ہو جائے گی اور شوافع اور حنابلہ درود کو یہاں واجب سمجھتے ہیں مفصل بحث مع دلائل فریقین جلاء الافہام لابن قیم میں ملے گی۔

صلوٰۃ کے مختلف صیغے احادیث میں مروی ہیں۔ جو الفاظ صحت کی حد تک پہنچ جائیں۔ انہیں پڑھنا درست ہے، نماز ہو جائے گی۔ بعض درود عوام نے خود گھڑے ہیں۔ عموماً ان کی عبارت غلط ہے۔ بعض صرف گانے کے لیے بنائے تاکہ خوش آوازی کے جوہر دکھائے جا سکیں یہ دراصل صلوٰۃ ؎ نہیں۔ ایسی صلوٰۃ سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ ان مسائل کی تفصیل کے لیے الروضۃ الندیۃ۔ زاد المعاد۔ نیل الاوطار کتب فقہ الحدیث کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

؎ صلوٰۃ کا معنی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جناب خداوندی سے رحمت کی دعا کرنا ہے اور ان مروجہ درود

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں چونکہ دعائیہ کلمہ کوئی نہیں ہوتا اس لیے یہ درود کہلانے کے مستحق نہیں ہیں۔ اب درود کا اصل سمجھ لیجئے۔ جب کوئی آدمی کسی آدمی کا بھلا کرے تو اس پر لازم ہوتا ہے کہ اس کا معاوضہ دے یا شکریہ ادا کرے اور معاوضہ بھی دے تو چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنوں کو راہ نجات دکھا کر ان کے ساتھ بہت بھلائی کی ہے تو ایمانداروں پر ضروری تھا کہ ان کا معاوضہ ادا کرتے تو اب مومنوں نے دیکھا کہ ہم کس شمار قطار میں ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا معاوضہ دے سکیں تو وہ مجبور ہو کر بارگاہ خداوندی میں ملتجی ہوئے کہ اے اللہ تو ان کی ذات گرامی پر رحمت نازل فرما تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ازراہ شفقت مومنوں کی اس رحمت کی دعا کو مومنوں کی طرف سے رحمت شمار کر لیا اور خود آنحضرت پر بھی اور دعا کرنے والے پر بھی رحمت کی بارش کر دی۔ اب غور فرمائیں کہ جس درود میں اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا نہ ہوگی وہ درود کیسے شمار ہوگا اور پھر اس کی کوئی وجہ بھی تو معلوم نہیں کہ جو درود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو سکھلایا اس میں ان حضرات نے کیا خرابی دیکھی جو اس کو چھوڑ کر اس نئے خود ساختہ درود کی ضرورت پیش آئی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۸۴۹۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُمْنٰى وَعَقَدَ ثَلٰثَةً وَّخَمْسِيْنَ وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ كَانَ اِذَا جَلَسَ فِي الصَّلٰوةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَرَفَعَ اِصْبَعَهُ الْيُمْنَى الَّتِيْ تَلِي الْاِبْهَامَ يَدْعُوْ بِهَا وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ بَاسِطَهَا عَلَيْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

پہلی فصل

۸۴۹۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تشہد کے لیے بیٹھتے تو بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے اور دایاں دائیں گھٹنے پر رکھتے اور دائیں انگلی کو جو انگشت سے ملتی ہے اٹھاتے اور اشارہ فرماتے[ل] اور بایاں ہاتھ گھٹنے پر پھیلا ہوا ہوتا۔ (مسلم)

ل رفع سبابہ متفق علیہ مسئلہ ہے:۔ ابن عمر کی اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور انگلی عبداللہ بن زبیر کی حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ ترپن کا عدد یہ ہے کہ انگوٹھے کو ساتھ والی انگلی سبابہ کی جڑ پر رکھے اور باقی تینوں انگلیوں کو بند رکھے۔ انگلی سے تشہد کے وقت اشارہ کرنا سنت ہے۔ تمام اہل حدیث کا اسی پر عمل ہے امام محمد نے مؤطا میں کہا ہے کہ ہمارا عمل اسی پہ ہے اور ابوحنیفہ کا بھی یہی مسلک ہے ملا علی قاری نے کہا ہے کہ امام مالک، شافعی اور احمد بن حنبل کا بھی یہی مذہب ہے اور سلف صالحین میں سے کسی سے بھی اس کا اختلاف ثابت نہیں ہوتا کیونکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور اشارہ الا اللہ کہتے وقت کرنا چاہیئے اور پھر تشہد کے بعد آخر دعا تک اسی طرح انگلی کو کھڑا رکھنا چاہیئے اور صرف دائیں ہاتھ کی انگلی سے اشارہ کرے اور سنت یہ ہے کہ اشارہ کرتے وقت اپنی نظر انگلی پر رکھے اس کے متعلق سنن ابوداؤد اور نسائی میں صحیح حدیث بھی آئی ہے اور انگلی کے سر کو قبلہ کی طرف رکھے اور توحید اور اخلاص کی طرف اشارہ کرے تمام امت میں سے صرف خلاصہ کیدانی والے نے رفع سبابہ (انگلی اٹھانے) کا انکار کیا ہے لیکن خلاصہ کیدانی کے حاشیہ پہ جس طرح اس کی تردید کی گئی ہے وہ دیکھنے سننے کے لائق ہے اس مختصر حاشیہ میں اس کی گنجائش نہیں۔ ملا علی قاریؒ نے کہا ہے کہ جس انداز سے خلاصہ کیدانی والے نے اس سنت کا انکار کیا ہے اور جس طرح صحیح احادیث کی توہین کی ہے مجھے اس کے کفر کا خطرہ ہے اور کیدانی کے حاشیہ پر احادیث اور قول فقہا اور کتب کی عبارتیں درج کر کے اس کا خوب رد کر دیا گیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۵۰ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ يَدْعُوْ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَاَشَارَ بِاِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ وَوَضَعَ اِبْهَامَهُ عَلٰى اِصْبَعِهِ الْوُسْطٰى وَيُلْقِمُ كَفَّهُ الْيُسْرٰى رُكْبَتَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

۸۵۱ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ قَبْلَ عِبَادِهٖ اَلسَّلَامُ عَلٰى جِبْرِيْلَ السَّلَامُ عَلٰى مِيْكَائِيْلَ اَلسَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ قَالَ لَا تَقُوْلُوا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ فَاِذَا جَلَسَ اَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ فَاِنَّهٗ اِذَا قَالَ ذٰلِكَ اَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ

---

۸۵۰ - عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دعا کے لیے بیٹھتے۔ دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھ لیتے اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر اور سبابہ انگلی سے اشارہ فرماتے۔ اور نر انگشت کو درمیانی انگلی سے ملا دیتے۔ اور بائیں ہاتھ سے گھٹنے کا لقمہ بنا لیتے۔ (مسلم)

۸۵۱ - عبداللہ بن مسعود نے فرمایا۔ جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ ہم کہتے اللہ پر سلام ہو۔ اس کے بندوں سے جبرائیل علیہ السلام پر سلام ہو۔ میکائیل پر سلام ہو۔ اور فلاں پر سلام ہو۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف توجہ فرمائی اور فرمایا اللہ پر سلام مت کہا کرو۔ سلام اللہ کی صفت ہے۔ جب نماز میں تم بیٹھو تو کہو اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ تمام زبانی بدنی مالی عبادتیں اللہ کے لیے خاص ہیں۔ اے نبی تم پر اللہ کا سلام اس کی رحمت اور برکتیں ہوں ہم پہ اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو۔ جب وہ یہ کہے تو سلام ہر ایک نیک آدمی کو پہنچ جاتا ہے۔ آسمان پہ ہو یا زمین میں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (میں شہادت دیتا ہوں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور میں شہادت دیتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس کے بعد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَرَسُوْلُهُ ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَاءِ اَعْجَبَهُ اِلَيْهِ فَيَدْعُوْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۵۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَكَانَ يَقُوْلُ اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَلَمْ اَجِدْ فِي الصَّحِيْحَيْنِ وَلَا فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّحِيْحَيْنِ

جو پسند کرے دعا کرے۔ (بخاری[1] مسلم)

۸۵۲ - عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں، آنحضرت ہمیں تشہد اس طرح سکھاتے۔ جیسے قرآن کی سورت پڑھاتے فرماتے تھے اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

(بابرکت دعائیں نمازیں اور صدقے سب اللہ کے لیے ہیں۔ اے نبی تم پر سلام ہو۔ اللہ کے نیک بندوں پر اور ہم سب

[1] تشہد میں السلام علی النبی پڑھنا: اس روایت کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود کی حدیث تشہد کے باب میں سب سے زیادہ صحیح حدیث ہے اور بزار نے بھی اسی طرح کہا ہے اور کہا کہ اس کے بیس سے اوپر کچھ طرق ہیں اور ابن مسعود کے علاوہ اور بھی کئی صحابہ نے آنحضرت سے تشہد نقل کیا ہے۔ ابوحنیفہ، احمد اور جمہور فقہاء رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ ابن مسعود کا تشہد افضل ہے کیونکہ ایک تو یہ بخاری مسلم میں آیا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس کے جتنے بھی راوی ہیں وہ سب ایک جیسے ہی الفاظ نقل کرتے ہیں ان میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔ تشہد میں بیٹھنا فرض ہے اور تشہد کے الفاظ پڑھنا امام شافعی اور مالک، کے نزدیک واجب ہے اور امام ابوحنیفہ اور احمد کے نزدیک سنت اور اسی طرح جمہور علماء کا یہ مذہب ہے کہ تشہد کے بعد دعا کرنی چاہیے جس میں آدمی اپنے لیے خدا تعالیٰ سے دین و دنیا کی بھلائی مانگے۔ تشہد کے یہ الفاظ اسی طرح پڑھے کیونکہ الفاظ کو تبدیل کرنا جائز نہیں البتہ السلام علیک ایہا النبی کے الفاظ (سلام ہو تجھ پر اے نبی) صحابہ کرام نے آپ کی دنیاوی زندگی تک تو پڑھے اور آپ کے انتقال کے بعد یہ الفاظ اس لیے چھوڑ دیئے کہ کسی کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ خیال نہ آجائے کہ وہ یہاں حاضر ہیں اور ان کو مخاطب کر کے یہ الفاظ کہہ رہا ہوں۔ ان کی بجائے صحابہ کرام نے السلام علی النبی (نبی پر سلام ہو) کے الفاظ پڑھنے شروع کر دیئے تھے۔ اور اس کے متعلق کئی حدیثیں آئی ہیں یہاں اس مختصر میں ان کی گنجائش نہیں ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سَلَامٌ عَلَيْكَ وَسَلَامٌ عَلَيْنَا بِغَيْرِ أَلِفٍ وَلَامٍ وَلٰكِنْ رَوَاهُ صَاحِبُ الْجَامِعِ عَنِ التِّرْمِذِيِّ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۸۵۳- عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَحَدَّ مِرْفَقَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَقَبَضَ ثِنْتَيْنِ وَحَلَّقَ حَلْقَةً ثُمَّ رَفَعَ إِصْبَعَهُ فَرَأَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا يَدْعُوْ بِهَا رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ۔

۸۵۴- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيْرُ بِإِصْبَعِهِ إِذَا دَعَا وَلَا يُحَرِّكُهَا رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَزَادَ أَبُوْدَاوُدَ وَلَا يُجَاوِزُ بَصَرُهُ إِشَارَتَهُ۔

پھر میں شاہد ہوں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور آنحضرت اس کے رسول ہیں[ا] (مسلم)

دوسری فصل

۸۵۳۔ وائل بن حجرؓ آنحضرت سے روایت فرماتے ہیں۔ فرمایا۔ پھر آپ بیٹھے اور بایاں پاؤں بچھایا۔ اور بایاں ہاتھ اپنی ران پر رکھا اور دائیں کہنی کا کنارہ دائیں ران پر دو انگلیوں کو قبض کر لیا۔ اور تیسری انگلی سے حلقہ بنایا۔ پھر انگلی اٹھائی۔ میں نے دیکھا آپ اسے ہلاتے اور اشارہ کرتے[۲] (ابوداؤد۔ دارمی)

۸۵۴۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے فرمایا۔ آنحضرت جب دعا فرماتے۔ تو اپنی انگلی سے اشارہ فرماتے تھے۔ اور ہلاتے نہیں تھے: (ابوداؤد۔ نسائی۔ ابوداؤد نے زیادہ کیا۔ آپ کی نظر اشارہ سے آگے نہ گزرتی)

[ا] **تشہد کے صحیح تر الفاظ**: اس حدیث کو ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ میں السلامُ کے لفظ ہیں اور ترمذی اور نسائی میں سلامٌ کے لفظ ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس کے تشہد کو ترجیح دی ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ تمام تشہد جو صحیح روایتوں سے ثابت ہیں ان کا پڑھ لینا سب کے نزدیک بالاتفاق جائز ہے۔ فرق اگر ہے تو افضلیت میں ہے۔ احناف نے عبداللہ بن مسعود کے تشہد کو پسند کیا ہے اور شوافع نے عبداللہ بن عباس کے تشہد کو۔

[۲] **کیا انگلی کو حرکت دے؟** وائل بن حجرؓ کی حدیث کو احمد، نسائی اور ابن ماجہ اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور اگلی حدیث جو عبداللہ بن زبیرؓ کی ہے اس کو بھی احمد اور ابن حبان نے روایت کیا ہے نووی نے کہا اس کی سند صحیح ہے اور اس کا اصل مسلم میں بھی ہے پہلی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ کرتے وقت انگلی کو حرکت دیتے تھے اور عبداللہ بن زبیرؓ کی حدیث میں ہے کہ حرکت نہیں دیتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ علامہ ابن قیم نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ شہادت کی انگلی کا ہلانا ثابت ہے اور ابن زبیرؓ کی روایت (باقی اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۵۵۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ رَجُلًا كَانَ يَدْعُوْ بِاِصْبَعَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحِّدْ اَحِّدْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ۔

۸۵۶۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّجْلِسَ الرَّجُلُ فِي الصَّلٰوةِ وَهُوَ مُعْتَمِدٌ عَلٰى يَدِهٖ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ نَهٰى اَنْ يَّعْتَمِدَ الرَّجُلُ عَلٰى يَدَيْهِ اِذَا نَهَضَ فِي الصَّلٰوةِ۔

۸۵۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ كَاَنَّهٗ عَلَى الرَّضْفِ حَتّٰى يَقُوْمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ۔

۸۵۵۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ ایک آدمی دو انگلیوں سے اشارہ کرتا تھا۔ آنحضرت نے دو دفعہ فرمایا۔ ایک انگلی سے اشارہ کرو[1]۔ (ترمذی۔ نسائی۔ دعوات کبیر بیہقی)

۸۵۶۔ ابن عمرؓ نے فرمایا آنحضرت نے نماز میں ہاتھ پر ٹیک لگا کر بیٹھنے سے منع فرمایا[2] (احمد۔ ابوداؤد۔ ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے۔ ہاتھوں پر ٹیک لگا کر اٹھنے سے منع فرمایا[2]۔

۸۵۷۔ ابن مسعودؓ نے فرمایا۔ آنحضرت پہلی دو رکعتوں میں اس طرح بیٹھتے جیسے کوئی گرم کنکروں پہ بیٹھے۔ (یعنی کم بیٹھتے) پھر کھڑے ہو جاتے[3] (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی)

(حاشیہ صفحہ سابقہ) میں جو یہ زیادت ہے کہ آپ انگلی کو حرکت نہیں دیتے تھے اس زیادت کی صحت میں محدثین کو تامل ہے اور صحیح مسلم میں یہ زیادت بالکل مذکور نہیں ہے اور پھر اس حدیث میں یہ ذکر بھی نہیں ہے کہ نماز میں ایسا کرتے تھے یا خارج نماز سے اور اگر اس کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو اصول کا مسئلہ ہے کہ مثبت نافی پر مقدم ہے لہٰذا وائل بن حجر کی حدیث کو ابن زبیر کی حدیث پر ترجیح ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] صرف ایک انگلی کو حرکت دے: یہ آدمی حضرت سعد بن ابی وقاص تھے۔ مطلب یہ ہے کہ ایک ہی انگلی سے اشارہ کرنا چاہیئے دو انگلیوں سے نہیں۔

[2] نماز میں ٹیک لگانا منع ہے: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تشہد میں اپنے ہاتھوں کو زانوؤں پر رکھے زمین پہ نہ ٹکا دے اور اسی طرح جب سجدے یا تشہد سے اوپر اٹھنے لگے تو ہاتھوں کے سہارے نہ اٹھے۔

[3] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ درمیانی تشہد میں زیادہ دیر نہیں بیٹھنا چاہیئے یعنی اس میں درود اور دعا نہ کرنی چاہیئے صرف تشہد کے الفاظ پڑھ کر اٹھ بیٹھے۔ بعض نے کہا ہے کہ اگر تشہد سے زیادہ پڑھے تو سجدہ سہو کرے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۸۵۸- عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ الطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَسْاَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

۸۵۹- وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اِذَا جَلَسَ فِي الصَّلٰوةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَاَشَارَ بِاِصْبَعِهٖ وَاَتْبَعَهَا بَصَرَهٗ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تیسری فصل

۸۵۸- حضرت جابر نے فرمایا: آنحضرت ہمیں تشہد اس طرح سکھاتے جس طرح قرآن کی کوئی سورت بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ الطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَسْاَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے اور اس کے نام کی برکت سے تمام زبانی بدنی اور مالی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں۔ اے نبی تجھ پر اللہ کی طرف سے سلام ہو۔ رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو۔ میں شہادت دیتا ہوں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں اللہ سے جنت مانگتا ہوں۔ اور آگ سے پناہ چاہتا ہوں[1]۔ (نسائی)

۸۵۹- نافع فرماتے ہیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز میں جب تشہد بیٹھتے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ لیتے اور انگلی سے اشارہ فرماتے اور اپنی نظر وہیں تک محدود فرما لیتے۔ پھر کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] التحیات سے پہلے بسم اللہ نہ پڑھے: اس حدیث کو ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی علل میں روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے۔ لیکن بخاری۔ ترمذی۔ نسائی اور بیہقی نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ قصہ مختصر التحیات سے پہلے بسم اللہ کے الفاظ صحیح نہیں ہیں۔ چنانچہ امام نووی نے کہا کہ امام بخاری اور نسائی نے بھی بسم اللہ کی زیادت کو صحیح نہیں کہا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَهِيَ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْحَدِيْدِ يَعْنِي السَّبَّابَةَ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔
٨٦٠ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ كَانَ يَقُوْلُ مِنَ السُّنَّةِ اِخْفَاءُ التَّشَهُّدِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

یہ انگلی مُسَبِّحَہ شیطان کو لوہے سے سخت محسوس ہوتی ہے[1]۔ (احمد)

۸۶۰ - عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود فرماتے ہیں - تشہد آہستہ آواز سے پڑھنا سنت ہے[2]۔ (ابوداؤد - ترمذی اور فرمایا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

---

[1] سبابہ انگلی شیطان کو چبھتی ہے:۔ اس حدیث کو بزار نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کے ایک راوی کثیر بن زید کے متعلق محدثین کا اختلاف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تشہد میں انگلی کے اشارہ سے توحید کی شہادت کی تائید اور تصدیق کرنا شیطان کو برچھے سے بھی زیادہ تکلیف پہنچاتا ہے کیونکہ مومن دل سے تو پہلے ہی توحید کا یقین رکھتا ہے اور اب زبان اور انگلی کے اشارہ سے اس کی تائید بھی کر رہا ہے تو اس وقت شیطان اس سے بالکل مایوس ہو جاتا ہے کہ اب یہ میرے قابو میں نہیں آئے گا۔ اور اس کی اس کو اتنی تکلیف ہوتی ہے کہ اگر اس کو برچھا بھی لگ جاتا تو اس کو اتنی تکلیف نہ ہوتی۔ مومنوں کو چاہیئے کہ تشہد میں انگلی ضرور اٹھایا کریں۔ تاکہ شیطان کو تکلیف ہو۔

[2] سنت سے مراد آنحضرت کی سنت ہے:۔ اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ جب صحابی یہ کہے کہ سنت اس طرح ہے تو گویا وہ یہ کہہ رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فرمایا ہے کیونکہ سنت سے مراد صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ الصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفَضْلِھَا

آنحضرت پر صلوٰۃ اور اس کی فضیلت

آنحضرت پر صلوٰۃ کی فضیلت قرآن عزیز میں ہے۔ احادیث میں بھی اس کی فضیلت آئی ہے۔ نماز میں صلوٰۃ کا مقام کیا ہے۔ آئمہ کے مذاہب اس میں مختلف احناف کے نزدیک نماز میں صلوٰۃ فرض نہیں۔ پڑھ لینا بہتر ہے نہ پڑھے نماز ہو جائے گی۔ جمہور امیہ کا یہی خیال ہے۔ امام احمد سے ایک روایت وجوب کے متعلق آئی ہے۔ ابن قیم نے جلاء الافہام میں اسے ترجیح دی ہے۔ اہل حدیث کا مسلک بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔

منکرین حدیث کی تحریک نے صلوٰۃ کے متعلق ایک اور ذہن پیدا کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ نماز میں صلوٰۃ کی ضرورت ہی نہیں۔ اس کا مطلب پیغمبر کی پرستش ہے۔ آنحضرت کی خودستائی ہے۔ ناممکن ہے۔ کہ حضرت عبادت میں اپنا حصہ رکھ لیں۔ اس قسم کے اور بھی شبہات ہیں جو عوام میں بھی پیدا کئے جاتے ہیں۔ اس کی وضاحت کے لیے صلوٰۃ کے معنی کی وضاحت مناسب ہے۔ آنحضرت سے صلوٰۃ کے جو صیغے منقول ہیں۔ ان میں مندرجہ ذیل الفاظ کا مفہوم سمجھنا ضروری ہے، صلوٰۃ۔ برکت۔ آل۔ تشبیہ فی الصلوٰۃ عام طور پر شبہات بعض الفاظ کے غلط معانی کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔

صلوٰۃ کے معنی اعزاز تکریم ثنا رحمت طلب کرنا۔ ابن قیم یوں فرماتے ہیں۔ فَصَلٰوۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ ثَنَاءُہٗ وَاِرَادَتُہٗ لِرَفْعِ ذِکْرِہٖ وَتَقْرِیْبِہٖ وَصَلٰوتُنَا نَحْنُ عَلَیْہِ سُؤَالُنَا اللّٰہَ تَعَالٰی اَنْ یَّفْعَلَ ذٰلِکَ بِہٖ (اِلٰی اٰخِرِہٖ) جِلَاءُ الْاَفْہَام ص۱۰۳ اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت کی ثنا فرما دے۔ ان کے مقام کو بلند فرمائے اور انہیں اپنا قرب عطا فرما دے اور ہماری صلوٰۃ کا یہ مطلب ہے کہ ہم اللہ سے سوال کریں کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت سے اس طرح معاملہ فرما دے۔ انسان کی صلوٰۃ میں یہ ضروری ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے دعا کرے یہ دعا انسانی صلوٰۃ کے مفہوم کا لازمی جزء ہے۔ دوسرے مقام پر فرمایا۔ فَاِذَا کَانَ مَعْنَی الصَّلٰوۃِ ھُوَ الثَّنَاءُ عَلَی الرَّسُوْلِ وَالْعِنَایَۃَ بِہٖ وَاِظْھَارُ شَرَفِہٖ وَفَضْلِہٖ وَحُرْمَتِہٖ کَمَا ھُوَ الْمَعْرُوْفُ مِنْ ھٰذِہِ اللَّفْظَۃِ لَمْ یَکُنِ الصَّلٰوۃُ فِی الْاٰیَۃِ مُشْتَرَکًا مَحْمُوْلًا عَلٰی مَعْنَیَیْہِ بَلْ یَکُوْنُ مُسْتَعْمَلًا فِیْ مَعْنًی وَاحِدٍ ص۱۰۳ جِلَاءُ الْاَفْہَام۔ مطبوعہ ھند

جب صلوٰۃ کے معنی آنحضرت کی ثناء آپ پر اللہ کی عنایت اور مہربانی آپ کے شرف آپ کی فضیلت اور بزرگی کا اظہار ہوا۔ جیسے اس لفظ کا لغوی معنی اور مفہوم مشہور ہے۔ تو یہ لفظ مشترک نہیں ہوگا۔ بلکہ ایک حقیقی معنی میں استعمال ہوگا شوکانی رحمۃ اللہ نیل الاوطار میں فرماتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ فِی شَرْحِ الْمِنْهَاجِ اَنَّ مَعْنٰی قَوْلِنَا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَظِّمْهُ فِی الدُّنْیَا بِاِعْلَاءِ ذِکْرِهٖ وَ اِظْهَارِ دَعْوَتِهٖ وَاِبْقَاءِ شَرِیْعَتِهٖ وَفِی الْاٰخِرَةِ بِتَشْفِیْعِهٖ فِیْ اُمَّتِهٖ وَتَضْعِیْفِ اَجْرِهٖ وَ مَثُوْبَتِهٖ۔ اس سے ظاہر ہے کہ درود کا شرعی مطلب جب اس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہوا۔ اعزاز اکرام اور شرف حرمت ہے جب اس کا تعلق اللہ کے سوا مخلوق سے ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ انسان اللہ تعالیٰ سے ان چیزوں کا سوال اور دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت کو شرف و بزرگی عنایت فرمادے۔ جس صلوٰۃ میں سوال نہ ہو دعا کے طور پہ اللہ تعالیٰ سے آنحضرت کے لیے شرف کرامت اور اعزاز کی دعا نہ کی جائے وہ صلوٰۃ اور درود نہیں کہلا سکے گا۔ عوام میں جو کلمات درود کے نام سے مشہور ہیں الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ یہ درود نہیں کہلا سکتا۔ اس میں اللہ سے کوئی دعا نہیں کی گئی۔ البتہ آنحضرت کو اطلاع دی گئی ہے کہ آپ پر درود ہو چکا۔ صلوٰۃ کے لیے نماز میں وہی لفظ استعمال ہوں گے جو آنحضرت سے منقول ہیں۔ عام درود میں اور لفظ پڑھے جا سکتے ہیں۔ لیکن ان میں دو شرطیں ہیں۔ (۱) الفاظ شرکیہ نہ ہوں (۲) اور اللہ تعالیٰ سے آنحضرت کے لیے شرف کرامت کی دعا کی جائے۔

برکت، عظمت، لزوم۔ استقرار۔ اثبات اس مادہ میں یہ معانی ضرور پائے جاتے ہیں اونٹ کے بیٹھنے کی جگہ کو مبارک کہتے ہیں۔ حوض جس میں ہمیشہ پانی جمع رہے اسے برکہ کہتے ہیں "برک البعیر" اس وقت بولتے ہیں۔ جب اونٹ اطمینان سے دیر تک بیٹھ جائے۔ زیادت اور نمو کے معنی میں بھی یہ مادہ استعمال ہوا ہے تبارک تفاعل سے ماضی عرف استعمال کرتے ہیں۔ اس کا مضارع امر و غیرہ صیغے مستعمل نہیں۔ کیونکہ ذات حق کے اوصاف قدیم ازلی ہیں وہ حال و استقبال کی پابندیوں سے آزاد ہیں۔

بارك یا تبریك کا مقصد برکت کے لیے دعا کرنا برکت طلب کرنا مستعمل ہے صلوٰۃ یا درود کے اس حصہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت کو دائمی عظمت عنایت فرمائے۔ جو ہمیشہ لازم اور قائم رہے اسی طرح آنحضرت کی عزت میں ہمیشہ اضافہ ہوتا رہے۔ آپ کی کامیابیوں میں اس قدر اضافہ ہو اس قدر بڑھے کہ اس سے بحر و بر معمور ہو جائیں۔ انسان پہ ضروری ہے کہ آنحضرت کے مقاصد کی کامیابی کے لیے خاتمہ نماز کے وقت دعا کرے۔ یہی درود کا مقصد ہے اور اس کی آنحضرت کو بھی ضرورت ہے۔ اسلام کو بھی مسلمانوں کو بھی اللہ کی اس برکت کے بغیر ایک لمحہ زندگی گزارنا ناممکن ہے۔ اس برکت کی ضرورت برزخ میں بھی ہے اور آخرت میں بھی۔

آنحضرت نے فرمایا جو شخص ایک بار درود پڑھے اللہ تعالیٰ نے اس پر دس گنا عظمت و اکرام عنایت فرماتا ہے اس ضرورت سے آنحضرت اس مرتبہ کے باوجود آپ کو مرحمت فرمایا گیا مستغنی نہیں ہیں۔

نماز کے آخر صلوٰۃ کے تعین کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ساری عظمتوں کے باوجود پیغمبر ان چیزوں میں اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے اور یہ عظمت اور اکرام یہ دائمی اعزاز اور برتری اللہ ہی عنایت فرما سکتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گویا درود کا منشا آنحضرت کے لیے دائمی عزت آپ کے مقاصد میں ہمیشہ کامیابی آپ کے مشن کی کل کائنات میں اشاعت درود کا اصل مقصد ہے۔ آج بھی ہمیں درود سلام اسی مقصد سے پڑھنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عبادت پر کئی گنا مزید اجر کا وعدہ اس لیے فرمایا ہے کہ دراصل یہ اسلام کے دوام اور کائنات میں اس کی فتح مندیوں کی دعاء ہے بعض لوگوں نے صلوٰۃ کا معنی رحمت سمجھا۔ اس غلطی کی وجہ سے وہ مختلف شبہات میں مبتلا ہوگئے۔ کسی نے کہا آنحضرت کو ہماری دعا کی کیا ضرورت ہے۔ وہ خود رحمۃ اللعالمین ہیں۔ ان کے لیے مزید رحمت کی کیا ضرورت ہے۔ صلوٰۃ کے معنی رحمت ہوتے تو قرآن عزیز میں اسے عطف و تغایر سے ذکر نہ فرمایا جاتا۔ اولئك عليهم صلوات من ربهم و رحمة یہاں صلوٰۃ و رحمۃ کا الگ الگ ذکر فرمایا گیا ہے

صلوٰۃ پڑھتے وقت نماز میں آنحضرت کا خیال ذہن میں آئے گا ورنہ صلوٰۃ کا مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ لیکن یہ تصور خالق یا معبود کی حیثیت سے نہیں۔ بلکہ ایک فرمانبردار خادم کی حیثیت سے ہے۔ ایک تابعدار خادم کی حیثیت سے جسے اپنے معبود کی غلامی پر اتنا ناز ہے کہ وہ پوری امت سے آرزو اور توقع رکھتے ہیں کہ ان خدمت گزاریوں میں کامیابی کے لیے یہ ہمیشہ دست بدعا ہوں اور نماز سے فراغت سے پہلے وہ خدا تعالیٰ سے دعا کریں کہ مقام عبدیت کی یہ کامیابیاں آنحضرت کو عنایت فرمائی جائیں۔ اس حیثیت میں یہ تصور عبادت میں قطعاً نقصان کا موجب نہیں۔ بلکہ عبادت کے مقاصد میں موید ہے۔

آل کے معنی میں چار مشہور اقوال ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے صدقہ حرام فرمایا۔ امام شافعی کے نزدیک بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب دونوں پر صدقہ حرام ہے۔ امام ابوحنیفہ صرف بنو ہاشم پر صدقہ حرام سمجھتے ہیں موالک میں سے اشہب کا قول ہے کہ بنو ہاشم۔ بنو عبدالمطلب۔ بنو امیہ۔ بنو نوفل اس کے اوپر بنو غالب سب پر صدقہ حرام ہے حرمت صدقہ میں کون کون قبائل شامل ہیں۔ اس میں اختلاف ہے۔ لیکن امام شافعی امام احمد جمہور شوافع اور حنابلہ کا یہی قول ہے۔ کہ آل سے مراد وہی لوگ ہیں۔ جن پر صدقہ حرام ہے۔

(۲) آل سے مراد آپ کی اولاد اور بیویاں ہیں۔ ظاہر قرآن سے یہی سمجھ میں آتا ہے۔ کہ سورہ احزاب کی آیت تطہیر میں ازواج صراحتہً شامل ہیں۔ اور آنحضرت کی دعا سے حضرت علیؓ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ اور فاطمہ اس میں شامل ہوگئے۔ صلوٰۃ کے بعض صیغوں میں اس کی صراحت بھی پائی گئی ہے۔ ابوحمید ساعدی سے مروی ہے اللهم صل على محمد وازواجه وذريته (بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد)

(۳) آل سے مراد آپ کے اتباع ہیں۔ یہ قول امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ سے نقل فرمایا ہے۔

(۴) آل سے مراد اتقیاء اور پاکباز لوگ ہیں۔

صحیح پہلا اور دوسرا قول ہے۔ یعنی قریش کے جن قبائل پر صدقہ حرام ہے۔ اور آنحضرت کی ازواج مطہرات

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفصیل کے لیے جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔
آئمہ سنت متفق ہیں کہ صلوٰۃ آنحضرت کا امت پر حق ہے۔ اس لیے نماز میں اور اس کے علاوہ صلوٰۃ کا ورد اجر کا موجب ہے۔ صلوٰۃ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ انسان کس قدر بھی بلند ہو جائے۔ علم وفضل مال ودولت زہد وتقویٰ میں انسان کا مقام کتنا بڑا کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کی احتیاج سے وہ مستغنی نہیں ہوتا۔ نبوت اللہ تعالیٰ کی موہبت ہے اور یہ مقام اتنا اونچا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عطیے اور اس کی عنایات کے تمام مقام اس سے فروتر ہیں اس مقام پر فائز ہونے کے بعد بھی خدا تعالیٰ کا انسان محتاج رہتا ہے اور اس عزو کرامت کو قائم رکھنے کے لیے خدا تعالیٰ کی مدد اور اعانت ضروری ہے۔ یہ خودستائی نہیں۔ بلکہ اللہ کی برتری کا اعتراف ہے۔ اس سے جہاں احترام ظاہر ہوتا ہے۔ وہاں آپ کے اعزہ اور اقارب کا احترام بھی معلوم ہوتا ہے۔ آل کے مفہوم میں اگر تنگ ظرفی سے کام نہ لیا جائے تو صحابہ اور آنحضرت کے اتباع بھی اس میں شامل[1] ہو سکتے ہیں۔ انبیاء کی آل وذریت میں نسب اور تقویٰ دونوں امر ملحوظ رکھے گئے ہیں۔

ائمہ بدعت اور منکرین سنت نے صلوٰۃ سے انکار کیا ہے۔ بعض نے اس لیے کہ یہ قرآن میں نہیں۔ بعض نے اس لیے کہ یہ شرک ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی کا بھی نماز میں حصہ ہے۔ بعض نے یہ سمجھا۔ کہ پیغمبر کی خودستائی اس سے ظاہر ہوتی ہے۔ بعض نے صلوٰۃ کے مفہوم ہی کو بدلنے کی کوشش کی ہے۔ یہ سب کچھ کم علمی اور جہالت کے کرشمے ہیں۔ صلوٰۃ کا مندرجہ بالا مفہوم نگاہ میں رکھنے سے یہ تمام وساوس خود بخود رفع ہو جاتے ہیں۔

---

[1] یہ صحیح ہے کہ وہ صلحاء واتقیاء جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبی تعلق بھی ہے وہ نور علی نور ہیں ان کو خداوند تعالیٰ نے دوہری بزرگی عطا فرمائی ہے اور ان پر صدقہ وزکوٰۃ حرام فرمائی ہے۔ لیکن وہ نیک لوگ جن کا آپ سے نسبی تعلق نہیں وہ بھی آل سے خارج نہیں ہیں۔ متبعین کو خداوند تعالیٰ نے خود آل میں شامل فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ اور فرمایا اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ۔ یہاں دونوں جگہ متبعین مراد ہیں۔ کیونکہ یہ سب وہ لوگ تھے جو فرعون کے ہمنوا تھے۔ تبع اور فرمانبردار تھے۔ اور اسی طرح نافرمان لوگوں کو نسبی تعلق ہونے کے باوجود آل سے خارج کر دیا گیا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ (کہ میرا بیٹا میرے اہل سے ہے) تو خداوند تعالیٰ نے فرمایا لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ (وہ تیرے اہل سے نہیں ہے اس کے عمل اچھے نہیں ہیں) تو یہاں نسبی تعلق ہونے کے باوجود اہل ہونے سے اسے خارج کر دیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ متبع لوگ آل میں شامل ہیں۔ آل اور اہل کا لفظ دونوں ایک ہی لفظ ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۸۶۲: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ لَقِیَنِیْ کَعْبُ بْنُ عُجْرَۃَ فَقَالَ اَلَا اُھْدِیْ لَکَ ھَدِیَّۃً سَمِعْتُھَا مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ بَلٰی فَاَھْدِھَا لِیْ فَقَالَ سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ عَلَّمَنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْکَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ اِلَّا اَنَّ مُسْلِمًا لَّمْ یَذْکُرْ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ فِی الْمَوْضِعَیْنِ۔

۸۶۳: وَعَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ السَّاعِدِیِّ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ فَقَالَ

۸۶۲۔ عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں۔ مجھے کعب بن عجرہ ملے۔ فرمایا میں تمہیں تحفہ دوں جو میں نے آنحضرت سے سنا۔ میں نے عرض کیا۔ ضرور دیجئے۔ فرمایا ہم نے آنحضرت سے دریافت کیا۔ اے اللہ کے رسول آپ اور آپ کے اہل بیت پر صلوٰۃ کیسے پڑھی جائے۔ سلام کا طریق تو ہمیں معلوم ہو چکا ہے۔ فرمایا کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ (اے اللہ عزت بخش محمد صلعم اور ان کی آل کو جس طرح تو نے عزت بخشی حضرت ابراہیم اور ان کی آل کو تو تعریف اور برتری کا حق دار ہے اے اللہ برکت عطا فرما آنحضرت اور ان کی آل کو جس طرح تو نے برکت فرمائی۔ حضرت ابراہیم اور ان کی آل پر بیشک تو ستائش اور برتری کا مستحق[1] ہے۔ (بخاری مسلم) لیکن مسلم نے دونوں جگہ ابراہیم کا ذکر نہیں کیا۔

۸۶۳۔ ابوحمید ساعدی نے فرمایا۔ لوگوں نے کہا۔ حضرت ہم آپ پر صلوٰۃ کیسے پڑھیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اس

---

[1] نماز میں درود واجب ہے: اس حدیث کو امام احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اس میں اس کے جو لفظ ہیں ان سے بعض نے درود کو نماز میں واجب کہا ہے امام احمد و شافعی کا یہی مذہب ہے اور جمہور نے درود پڑھنے کو سنت کہا ہے۔ آل ابراہیم سے مراد حضرت اسمٰعیل اور اسحٰق ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے رحمت اور برکت کو اکٹھا کیا اور فرمایا رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت انہ حمید مجید تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی چونکہ حضرت ابراہیم کی اولاد ہیں اور انہی کے دین پر ہیں اس لیے اسی طرح کی رحمت کا سوال کیا کہ رحمت بھی ہے اور برکت بھی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۸۶۴:۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشْرًا رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

طرح پڑھو اللھم صل علی محمد وازواجہ وذریتہ کما صلیت علی ال ابراھیم وبارک علی محمد وازواجہ وذریتہ کما بارکت علی ابراھیم انک حمید مجید۔ اے اللہ آبرومند فرما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی ازواج اور ان کی اولاد کو جس طرح تو نے آبرومند فرمایا حضرت ابراہیم کی آل کو اور برکت عطا فرما آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی ازواج اور ان کی اولاد کو جس طرح تو نے برکت عطا فرمائی حضرت ابراہیم کی آل کو بے شک تو حمد و ستائش کا حقدار ہے[1]۔ (متفق علیہ)

۸۶۴۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک دفعہ صلوٰۃ کہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو دس گنا اجر عطا فرماتا ہے[2]۔ (مسلم)

لہ بیویاں آل میں شامل ہیں۔ اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی نماز کے درود میں روایت کیا ہے لیکن امام بخاری نے اس کو انبیاء کی دعاؤں میں روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے علماء کی ایک جماعت نے استدلال کیا ہے کہ آل محمد میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں اور اولاد بھی شامل ہے کیونکہ اس درود میں آل محمد کی جگہ ازواج اور اولاد کو رکھا ہے۔ الفاظ سے گو ازواج اس میں شامل نہ ہوں۔ لیکن قرآن مجید کی اصطلاح کے مطابق ہر مومن مرد اور ہر مومن عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل میں شامل ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا۔ اگر فرعون کے فرمانبردار اس کی آل میں شامل ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانبردار ان کی آل میں شامل نہ ہوں گے؟ ویسے ذریت کا لفظ بیٹیوں اور ان کی اولاد کے لیے ہے اور آل میں پوتے دوہتے سب شامل ہوتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آل علی۔ آل جعفر آل عقیل آل عباس سب کو اپنی آل کہا ہے۔

سلہ اس حدیث کو ابوداؤد۔ نسائی۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ بعض کو یہ شبہ ہوا ہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ درود بھیجنے والے کو تو دس رحمتیں ملیں اور آنحضرت کو ایک اس کا مطلب نہیں ہے بلکہ جس طرح درود پڑھنے والے کی رحمتیں دس گنا بڑھ جاتی ہیں اسی طرح آنحضرت کے لیے بھی رحمتیں کئی گنا بڑھا دی جاتی ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۸۶۵ :- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَّحُطَّتْ عَنْہُ عَشْرُ خَطِیْئَاتٍ وَّرُفِعَتْ لَہٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ۔

۸۶۶ :- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

۸۶۷ :- وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰٓئِکَۃً سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنِیْ مِنْ اُمَّتِی السَّلَامَ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ۔

دوسری فصل

۸۶۵ - حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ صلوٰۃ پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس دفعہ کا اجر عنایت فرماتے ہیں۔ اور دس غلطیاں معاف فرماتے ہیں اور دس درجات بلند فرماتے ہیں[1] (نسائی)

۸۶۶ - ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا۔ قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر کثرت سے صلوٰۃ پڑھیں گے[2] (ترمذی)

۸۶۷ - ابن مسعود کہتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے زمین پر چلتے پھرتے رہتے ہیں۔ وہ مجھے میری امت کا درود پہنچاتے ہیں[3] (نسائی۔ دارمی)

---

[1] اس کو احمد حاکم اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ باقی حدیث کا مطلب صاف ہے۔

[2] درود پڑھنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوں گے۔ اس کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور ابن حبان نے صحیح کہہ کر روایت کیا ہے۔ بیہقی میں ابو امامہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا میری امت کا درود مجھ پر جمعہ کے دن پیش کیا جاتا ہے پھر جو زیادہ درود بھیجے گا وہ قیامت کو میرے زیادہ قریب ہوگا اور میں پہلے اس کی شفاعت کروں گا۔

[3] درود پہنچانے والے فرشتے ہیں :- اس حدیث کو ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے بعض روایتوں میں ہے کہ فرشتے درود بھیجنے والے کا نام اور اس کے باپ کا نام لے کر کہتے ہیں کہ یہ درود فلاں آدمی نے تحفہ میں بھیجا ہے اور یہ بہت بڑی خوش قسمتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۶۸ ۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ۔

۸۶۹ ۔ وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا وَلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِيْ عِيْدًا وَصَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ حَيْثُ كُنْتُمْ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

۸۷۰ ۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ اَنْ يُّغْفَرَ لَهٗ وَرَغِمَ

۸۶۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی مجھ پر سلام کہے۔ تو اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس فرماتے ہیں میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں[1] (ابوداؤد دعوات کبیر بیہقی)

۸۶۹۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ گھروں کو قبریں مت بناؤ اور میری قبر کو عید مت بنانا۔ (یعنی میلہ یا عرس کی صورت نہ بنانا) اور مجھ پر سلام بھیجو۔ اور تم جہاں بھی ہو۔ تمہاری صلوٰۃ مجھے[2] پہنچ جاتی ہے[3]۔ (نسائی)

۸۷۰۔ ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا جس آدمی کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر صلوٰۃ نہ کہے۔ وہ ذلیل ہو۔

---

[1] روح کی واپسی کا مطلب کیا ہے ؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برزخی زندگی بالکل اسی طرح ہے جیسے کوئی آدمی سویا ہوا ہو۔ سونے والا نہ تو کچھ بولتا ہے نہ سنتا ہے مگر جب بیدار ہو جاتا ہے تو سب کچھ کرتا ہے بالکل اسی طرح جب فرشتے درود کی خبر آنحضرت کے گوش گذار کرتے ہیں تو آپ اسی طرح بیدار ہو جاتے ہیں جیسے سونے والا بیدار ہو جاتا ہے اور اسی انتباہ کو یہاں روح لوٹانے سے تعبیر کیا ہے ورنہ ایسا نہیں ہے کہ آپ کی روح مبارک کو جسم سے بار بار کھینچا اور بار بار لوٹایا جاتا ہے۔

[2] معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ موجود نہیں ہوتے جیسے آج کل عوام اور جہلا کا خیال ہے بلکہ روضہ اطہر میں تمام امت کے صلوٰۃ اور سلام آپ کے پہنچ جاتے ہیں۔

[3] آنحضرت تشریف نہیں لاتے درود پہنچتا ہے۔ اس کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اور احمد بزار اور طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے کہ زید بن خالد جہنی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو اور ان کو قبرستان نہ بناؤ اور احمد نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو اور ان کو قبروں کی طرح نہ بنا رکھو اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تمہارا درود تو مجھے ہر جگہ سے پہنچ جاتا ہے اس خیال سے میری قبر پر نہ آؤ کہ وہاں جا کر درود اور سلام پڑھیں گے وہ تو ہر جگہ سے مجھ کو پہنچتا ہے باقی رہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت تو اس نیت سے سفر نہ کرے بلکہ مدینہ منورہ مسجد نبوی کی زیارت کا قصد کر کے جانے اور آنحضرت کی قبر پر حاضر ہو تاکہ لاتشد الرحال والی حدیث کے خلاف نہ ہو جو پہلے گزر چکی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَكَ عِنْدَهُ اَبَوَاهُ الْكِبَرَ اَوْ اَحَدَهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۸۷۱ :۔ وَعَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ وَالْبِشْرُ فِیْ وَجْهِهٖ فَقَالَ اِنَّهٗ جَاءَنِیْ جِبْرَائِيْلُ فَقَالَ اِنَّ رَبَّكَ يَقُوْلُ اَمَا يُرْضِيْكَ يَا مُحَمَّدُ اَنْ لَّا يُصَلِّیَ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَلَا يُسَلِّمُ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا رَوَاهُ النَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ۔

۸۷۲ :۔ وَعَنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُكْثِرُ الصَّلٰوةَ عَلَيْكَ فَكَمْ اَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلٰوتِیْ فَقَالَ مَا شِئْتَ قُلْتُ الرُّبُعَ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ

---

[1] اور جس آدمی پر رمضان المبارک آئے اور گزر جائے اور اس کی مغفرت کا موجب نہ بن سکے وہ بھی ذلیل ہو اور جس کے ماں باپ دونوں یا ان میں سے ایک بوڑھا ہو جائے اور وہ اس کے لیے جنت کا سبب نہ بن سکیں۔ وہ بھی ذلیل ہو۔ (یعنی ماں باپ کی خدمت سے وہ جنت کا مستحق نہ ہو جائے) (ترمذی)

۸۷۱۔ ابو طلحہ رضؓ نے فرمایا۔ آنحضرت ایک دن تشریف لائے۔ آپ کے چہرہ مبارک سے خوشی کے آثار ظاہر تھے آپ نے فرمایا۔ جبرائیل میرے پاس آئے اور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اے محمد کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ آپ کی امت سے اگر کوئی ایک دفعہ آپ پر درود پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اسے دس گنا اجر و رحمت فرمائے اور اگر آپ پر کوئی ایک دفعہ بھی سلام کہے تو اللہ تعالیٰ دس گنا سلامتی نازل فرمادے[2]۔ (نسائی، دارمی)

۸۷۲۔ ابی بن کعب فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت سے عرض کیا۔ میں آپ پر بہت صلوٰۃ پڑھتا ہوں۔ میں ورد کا کس قدر حصہ صلوٰۃ کے لیے وقف کر دوں۔ آپ نے فرمایا جس قدر تم پسند کرو۔ میں نے عرض کیا۔ ایک چوتھائی فرمایا جیسے تم پسند کرو اور زیادہ کرو تو بہتر ہو گا۔ میں نے عرض کیا۔ نصف فرمایا جیسے تم پسند کرو۔ لیکن زیادہ ہو

---

[1] درود نہ بھیجنے والا بخیل ہے :۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب کہا ہے اور اس کی تائید حضرت علی کی وہ روایت کرتی ہے جس کو حاکم اور ترمذی نے روایت کیا ہے کہ بخیل وہ ہے جس کے پاس آنحضرت کا تذکرہ ہو اور پھر وہ آپ پر درود نہ بھیجے مطلب یہ ہے کہ عقل مند آدمی کو ایسے اچھے موقعہ کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے بلکہ ان میں اپنی بخشش کا سامان کر لینا چاہیئے۔

[2] ایک درود کے بدلے دس رحمتیں۔ اس کو ابن حبان اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں اور اس باب میں حضرت انس کی حدیث بھی ہے جس کو احمد۔ نسائی اور ابن حبان نے روایت کیا ہے کہ جب تم اذان سنو تو موذن کی طرح تم بھی کہتے جاؤ پھر مجھ پر درود بھیجو جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْتُ النِّصْفَ قَالَ مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ فَالثُّلُثَيْنِ قَالَ مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ أَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِي كُلَّهَا قَالَ إِذًا تُكْفَى هَمَّكَ وَيُكَفَّرُ لَكَ ذَنْبُكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۸۷۳۔ وَعَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى فَقَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِلْتَ أَيُّهَا الْمُصَلِّي إِذَا صَلَّيْتَ فَقَعَدْتَ فَاحْمَدِ اللّٰهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ وَصَلِّ عَلَيَّ ثُمَّ ادْعُهُ قَالَ ثُمَّ صَلّٰى رَجُلٌ آخَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَصَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا الْمُصَلِّي ادْعُ تُجَبْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَى

تو تمہارے لیے اور اچھا ہے میں نے عرض کیا۔ دو تہائی فرمایا جتنا تم چاہو تو زیادہ کرو۔ تو تمہارے لیے اور اچھا ہے میں نے عرض کیا۔ پورا وظیفہ صلوٰۃ ہی کردوں۔ فرمایا یہ تمہارے غموں کے لیے کافی ہوگا اور تمہارے گناہ معاف ہوں گے۔ (ترمذی)

۸۷۳۔ فضالہ بن عبید نے فرمایا۔ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے۔ ایک آدمی آیا۔ اس نے نماز پڑھی اور دعا کی اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے نمازی تم نے جلدی کی۔ جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ۔ تو اللہ کی حمد کرو۔ جیسے اس کا حق ہے اور مجھ پر صلوٰۃ پڑھو۔ پھر دعا کرو۔ فضالہ فرماتے ہیں۔ اس کے بعد دوسرے کسی آدمی نے نماز پڑھی۔ اس نے اللہ کی حمد کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

۱؎ **درود کے برکات** :۔ اس کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور حاکم نے مستدرک میں روایت کر کے صحیح کہا۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اپنی دعا اور درود کے لیے ایک خاص وقت مقرر کر رکھا تھا پوچھنے لگے کہ اس وقت میں اپنی دعا کے لیے کتنا وقت رکھوں اور درود کے لیے کتنا وقت تو آپ نے فرمایا جتنا وقت بھی درود کے لیے بڑھاتے جاؤ گے وہ تمہارے لیے بہتر ہوگا۔ یہاں تک کہ ابی نے سارا وقت درود کے لیے وقف کر دیا تو آنحضرت نے فرمایا تیرے سارے غم اور فکر ختم ہو جائیں گے دنیا اور آخرت کا کوئی فکر باقی نہ رہے گا۔ درود شریف کے فضائل بے شمار ہیں۔ سیوطی نے کہا ہے کہ کثرت درود سے رزق کی کثرت اور برکت کا نزول اور قضائے حوائج اور ہموم اور غموم کا کھل جانا یہ ادنیٰ درجے کی نعمتیں ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِيُّ نَحْوَهُ ۔

۸۷۴ ۔ وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ مَعَهٗ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَاْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى ثُمَّ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلْ تُعْطَهْ سَلْ تُعْطَهْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۸۷۵ ۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّكْتَالَ بِالْمِكْيَالِ الْاَوْفٰى اِذَا صَلّٰى عَلَيْنَا اَهْلَ الْبَيْتِ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ

اے نمازی دعا کرو۔ تمہاری دعا قبول کی جائے گی (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی)

۸۷۴ عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔ میں آنحضرت کی موجودگی میں نماز پڑھتا اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بھی موجود ہوتے۔ جب فارغ ہوتا۔ پہلے اللہ کی تعریف کرتا۔ پھر آنحضرت پر درود کہتا۔ پھر اپنے لیے دعا کرتا آنحضرت فرماتے مانگو تمہیں دیا جائے گا[۲]۔ (ترمذی)

تیسری فصل

۸۷۵ ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا جسے یہ پسند ہو کہ اسے اجر پورا ماپ کر دیا جائے تو ہم اہل بیت پر اس طرح صلوٰت پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اے اللہ عزت اور کامیابی عطا کر۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی امی اور ان کی ازواج کو جو تمام اہل ایمان کی مائیں ہیں۔ ان کی اولاد اور ان کے گھروالوں

---

[۱] دعا کے آداب کیا ہیں ؟ :۔ اس حدیث کو ترمذی نے صحیح کہا ہے۔ ابن خزیمہ۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ دعا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرے اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور بعد میں دعا کرے اور آداب دعا میں یہ ہے کہ گناہ اور قطع رحمی کی دعا نہ کرے اور اپنی حد سے بڑھ کر دعا نہ کرے مثلاً کوئی کہے یا اللہ مجھے نبی بنا دے یا مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر جنت میں مقام دے دے ایسی دعائیں کرنا منع ہے اور شرائط دعا یہ ہیں کہ حلال روزی کھائے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اختیار کرے اس طریقے سے دعا کی جائے تو یقیناً قبول ہوگی اور آخر میں آمین کے لفظ پر ختم کرے۔

[۲] اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہی ہے کہ حمد اور درود کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۸۷۶:۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَخِيْلُ الَّذِيْ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ۔

۸۷۷:۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ نَائِيًا اُبْلِغْتُهٗ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

کو جس طرح تو نے عزت بخشی۔ آل ابراہیم کو تو ہی تحمید اور برتری کا مستحق ہے[1] (ابوداؤد)

۸۷۶۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا جس کے سامنے میرا ذکر آئے اور وہ مجھ پر صلوٰۃ نہ پڑھے۔ وہ بخیل ہے۔ احمد نے یہ حدیث حسین بن علی سے بیان فرمائی۔ ترمذی فرماتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے)

۸۷۷۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی میری قبر کے پاس درود پڑھے میں اسے سنتا ہوں جو کسی دور مقام پر درود پڑھے وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے[2] (شعب الایمان)

---

[1] **ازواج مطہرات اہل بیت سے ہیں**۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور ابوداؤد اور منذری نے اس پر سکوت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث حجت کے قابل ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ ازواج مطہرات آل میں شامل ہیں بلکہ اصل اہل بیت یہی ہیں قرآن اور حدیث اسی کی تائید کرتے ہیں۔

[2] **درود فرشتے پہنچا دیتے ہیں**۔ یہ حدیث ضعیف ہے اس حدیث کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے بھی اپنی مصنف میں روایت کیا ہے اور ابن مسعود کی روایت اس کی تائید کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ سیر کرنے والے فرشتے ہیں وہ مجھ کو میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں اور یہ حدیث فصل دوم میں پہلے گزر چکی ہے اور اس باب میں حضرت حسن بن علی کی حدیث بھی ہے جو حسن سند سے بیان کی گئی ہے کہ تم جہاں کہیں بھی ہو مجھ پر درود بھیجو تمہارا درود مجھ کو پہنچ جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ درود بہر صورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچ جاتا ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک پر پڑھا جائے تو آپ خود اس کو سن لیتے ہیں اور اگر دور سے پڑھا جائے تو فرشتے پہنچا دیتے ہیں اور سلام کا جواب بہر حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیتے ہیں۔ امت کی کیا خوش قسمتی ہے کہ آج بھی آپ کے سلام سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ اگر ساری عمر کے سلاموں کا جواب ایک دفعہ بھی مل جائے تو اس پر ساری دنیا قربان کی جا سکتی ہے۔ چہ جائیکہ آپ ہر سلام کا جواب علیحدہ علیحدہ فرمائیں۔ فداہ ابی وامی وصلی اللہ علیہ وسلم۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۷۸:۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ سَبْعِیْنَ صَلٰوۃً رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

۸۷۹:۔ وَعَنْ رُوَیْفِعٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَقَالَ اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

۸۸۰:۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی دَخَلَ نَخْلًا فَسَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ حَتّٰی خَشِیْتُ اَنْ یَکُوْنَ اللّٰہُ تَعَالٰی قَدْ تَوَفَّاہُ قَالَ فَجِئْتُ اَنْظُرُ فَرَفَعَ رَاْسَہٗ فَقَالَ مَالَکَ فَذَکَرْتُ لَہٗ ذٰلِکَ قَالَ فَقَالَ اِنَّ جِبْرَائِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ لِیْ اَلَا اُبَشِّرُکَ اَنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَقُوْلُ لَکَ مَنْ صَلّٰی عَلَیْکَ صَلٰوۃً صَلَّیْتُ

۸۷۸۔ عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔ جو شخص آنحضرتؐ پر ایک دفعہ درود پڑھے۔ اللہ اور اس کے فرشتے اس پر ستر دفعہ صلوات بھیجتے ہیں[1]۔ (احمد)

۸۷۹۔ رُویفعؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور دعا کرے کہ اے اللہ اتار آپ کو اپنی قرب کی جگہ میں قیامت کے دن اس کے لیے میری شفاعت واجب[2] ہوگی۔ (احمد)

۸۸۰۔ عبدالرحمان بن عوف فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ (گھر) سے نکلے اور کھجوروں میں داخل ہوئے اور بہت لمبا سجدہ کیا مجھے خطرہ ہوا کہ شاید آپ انتقال فرما گئے ہوں میں حضورؐ کو دیکھنے کیلئے آیا۔ آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا۔ کیا دیکھتے ہو میں نے اپنے خیال کا اظہار کیا۔ آپ نے فرمایا۔ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے بشارت دی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص تم پر درود پڑھے

[1] ہر نیکی کا اجر کم از کم دس گنا ہے :۔ احمد کی سند کے راوی ثقہ ہیں پہلے بیان ہوا تھا کہ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔ یہ تو اس قاعدہ کے مطابق ہے کہ جو نیکی کرے گا اس کو دس گنا اجر دیا جائے گا۔ یہ کم از کم معیار ہے زیادہ کی کوئی حد نہیں اور اس کے علاوہ فرشتوں کی رحمت کی دعا بھی ہوتی ہے وہ اس حساب سے الگ ہے اور یہ فرشتوں پر ہی کیا موقوف ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے رحمت فرمائیں تو اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق اس کے لیے دست بدعا ہو جاتی ہے زہے نصیب درود پڑھنے والوں کے۔

[2] آنحضرتؐ کی شفاعت کا ایک سبب :۔ اس حدیث کو بزار اور طبرانی نے بھی کبیر اور اوسط میں روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔ قرب کی جگہ سے یہاں مقام محمود مراد ہے جس کا اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرمایا ہے آپ کی شفاعت سے ہر مومن کو فائدہ پہنچے گا لیکن ایسے لوگ جو آپ کے لیے یہ دعا کریں آپ کی خصوصی شفاعت کے مستحق ہوں گے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

٨٨١ : وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

میں اس پر برکت نازل کروں گا۔ جو تم پر سلام کہے۔ میں اسے سلامتی دوں گا۔ لہ (احمد)

٨٨١۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ دعا آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے آسمان کی طرف نہیں جاتی یہاں تک کہ تم آنحضرت پر صلوٰۃ پڑھو۔ ٢ (ترمذی)

لہ اس حدیث کو حاکم نے بھی صحیح سند سے روایت کیا ہے مضمون وہی ہے جو اوپر کی حدیثوں میں آیا ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام کی فضیلت۔

٢ دعا کی مقبولیت درود سے ہے: بظاہر یہ حدیث موقوف معلوم ہوتی ہے لیکن اس کی نظیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً بھی ثابت ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو فرمایا پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کر پھر مجھ پر درود بھیج پھر دعا کر یہ الفاظ فضالہ بن عبید کی حدیث میں دوسری فصل میں گزر چکے ہیں تو حقیقت میں یہ حدیث بھی مرفوع ہے نیز یہ اصول ہے کہ وہ موقوف حدیث مرفوع ہوتی ہے جس میں قیاس کو دخل نہ ہو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ الدُّعَاءِ فِي التَّشَهُّدِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۸۸۲ :۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ فِي الصَّلٰوةِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَمِنَ الْمَغْرَمِ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مَا أَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيْذُ مِنَ الْمَغْرَمِ فَقَالَ إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۸۳ :۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَرَغَ أَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ الْاٰخِرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ أَرْبَعٍ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تشہد کی دعا

پہلی فصل

۸۸۲ - عائشہ رضؓ نے فرمایا۔ آنحضرت نماز میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ (اے اللہ میں قبر کے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں۔ اور میں دجال کے فتنے سے پناہ چاہتا ہوں۔ زندگی اور موت کے فتنہ سے پناہ چاہتا ہوں۔ قرض اور گناہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں کسی نے کہا۔ جناب قرض سے بہت پناہ مانگتے ہیں۔ فرمایا جب انسان مقروض ہوتا ہے۔ تو جھوٹی بات کرتا ہے۔ اور وعدہ خلافی کرتا ہے[1]۔ (بخاری مسلم)

۸۸۳ - حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا۔ آنحضرت فرماتے ہیں۔ جب تم آخری تشہد سے فارغ ہو جاؤ۔ تو چار چیزوں سے اللہ تعالےٰ کی پناہ چاہو۔ جہنم کے عذاب قبر کے عذاب زندگی اور موت کے عذاب سے اور مسیح دجال کی شرارت سے (مسلم)

---

[1] **تشہد میں دعا استعاذہ** :۔ حضرت عائشہ کی حدیث کو ابن ماجہ کے سوا جماعت نے روایت کیا ہے اور اس کے بعد ابوہریرہ کی حدیث کو بخاری اور ترمذی کے سوا جماعت نے روایت کیا ہے۔ اس دعا کا محل سلام سے پہلے اور تشہد اور درود کے بعد ہے۔ ظاہریہ نے کہا ہے کہ پہلے تشہد میں بھی ان چیزوں سے استعاذہ کرے۔ بعض نے نماز میں اس دعا کا پڑھنا واجب کہا ہے اور بالاتفاق مستحب ہے۔ ان چار چیزوں کے علاوہ قرضہ گناہ اور عذاب قبر سے بھی خدا تعالیٰ سے پناہ مانگے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۸۴:- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ يَقُوْلُ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۸۸۵:- وَعَنْ أَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ دُعَاءً أَدْعُوْ بِهِ فِيْ صَلٰوتِيْ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۸۸۶:- وَعَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ أَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۸۸۴- ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا اس طرح سکھاتے تھے جیسے قرآن کی کوئی سورہ سکھاتے اور اس دعا کے لیے حکم فرماتے۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ۔ اے اللہ میں جہنم کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ میں زندگی اور موت کے فتنوں سے تیری پناہ لیتا ہوں[1] (مسلم)

۸۸۵- حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت سے عرض کیا۔ آپ مجھے دعا سکھائیں میں نماز میں وہ دعا کروں آپ نے فرمایا۔ یہ دعا پڑھو۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور تیرے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا تو مجھے معاف فرما اور مجھ پر رحم فرما۔ تو ہی بخشنے اور رحم کرنے والا ہے[2]۔ (بخاری مسلم)

۸۸۶- عامر بن سعد اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں میں دیکھتا تھا کہ آنحضرت اپنی دائیں اور بائیں طرف سلام کہتے تھے۔

---

[1] اس کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اور مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔

[2] تشہد میں پڑھنے کی ایک دعا: اس کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ دعا بھی نماز میں پڑھنی ٹھیک ہے۔ حدیث میں اس کے محل کا تذکرہ نہیں ہے کہ کس وقت اس کو پڑھے لیکن امام بخاری نے اس کو درود کے بعد اور سلام سے پہلے ذکر کیا ہے یعنی اس دعا کو اس وقت پڑھنا چاہیے بعض روایتوں میں ظلما کثیرا کی بجائے ظلما کبیرا بھی آیا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ یہ دونوں لفظ پڑھ لے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُسَلِّمُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ يَسَارِهٖ حَتّٰى اَرٰى بَيَاضَ خَدِّهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۸۷ : وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى صَلٰوةً اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۸۸۸ : وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِيْنِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

یہاں تک کہ میں آپ کے رخساروں کی سپیدی دیکھتا لے (مسلم)

۸۸۷۔ سمرہ بن جُندُبؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت جب نماز سے فارغ ہوتے تو ہماری طرف توجہ فرماتے ٢ (بخاری)

۸۸۸۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں آنحضرت (نماز سے فارغ ہوکر) دائیں طرف سے رخ بدلتے ٣۔ (مسلم)

لے **سلام پر نماز کا اختتام**: اس حدیث کو نسائی، ابن ماجہ، بزار، دار قطنی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے بندے نے کہا اس کے کئی ایک طریق ہیں۔ اس باب میں صحابہ کی ایک جماعت سے حدیثیں مروی ہیں۔ عقیلی نے کہا کہ دونوں طرف سلام پھیرنے کی بہت سی صحیح حدیثیں ہیں لیکن ایک طرف سلام پھیرنے کی ایک بھی حدیث نہیں ہے۔ اس باب کی حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز سلام کے لفظ سے ختم کرتے تھے اور یہ بھی آیا ہے کہ جیسے تم مجھ کو نماز پڑھتے دیکھتے ہو ویسے ہی تم بھی پڑھو تو اس بنا پر بعض نے "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کے لفظ سے نماز کو ختم کرنا واجب کہا ہے شافعیہ اسی کے قائل ہیں باقی اس کو سنت کہتے ہیں۔

٢ **سلام کے بعد مقتدیوں کی طرف منہ کرنا**۔ امام بخاری اس حدیث کو مختلف مقامات پر دس مرتبہ لائے ہیں اور اس کو مسلم اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد امام کو مقتدیوں کی طرف منہ کر لینا چاہیے کیونکہ بلاوجہ لوگوں کی طرف پیٹھ کرکے بیٹھنا تہذیب کے خلاف ہے۔

٣ **دائیں طرف سے منہ پھیرے یا بائیں طرف سے**۔ حضرت انسؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیثوں میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ حضرت انسؓ منہ پھیرنے کی کیفیت بیان کررہے ہیں یہ نہیں کہتے کہ آپ بائیں یا دائیں طرف منہ کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ یہ فرما رہے ہیں کہ آپ بہت دفعہ بائیں طرف سے بھی منہ پھیر لیا کرتے تھے۔ یہ نہیں کہتے کہ آپ دائیں جانب سے نہیں پھیرتے تھے اور دونوں طرح درست ہے۔ حضرت انسؓ کی حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث کو ترمذی کے علاوہ جماعت نے روایت کیا ہے اور براء بن عازبؓ کی حدیث جو ان دونوں کے بعد ہے۔ اس کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ تیامن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر حال پسند تھا آپ اکثر دائیں جانب ہی پھرتے۔ لیکن علماء نے کہا ہے کہ جائز چیزوں کو جب ان کے مرتبہ سے بڑھا دیا جائے تو وہ مکروہ ہو جاتی ہیں اسی طرح جب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو یہ خوف معلوم ہوا کہ لوگ دائیں جانب منہ کرنے کو واجب نہ سمجھ لیں تو آپ نے اس کے مکروہ ہونے کی طرف اشارہ کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل بیان کر دیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۸۹- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَا یَجْعَلْ اَحَدُکُمْ لِلشَّیْطَانِ شَیْئًا مِّنْ صَلٰوتِہٖ یَرٰی اَنَّ حَقًّا عَلَیْہِ اَنْ لَّا یَنْصَرِفَ اِلَّا عَنْ یَّمِیْنِہٖ لَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَثِیْرًا یَنْصَرِفُ عَنْ یَّسَارِہٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۸۹۰- وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ کُنَّا اِذَا صَلَّیْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحْبَبْنَا اَنْ نَّکُوْنَ عَنْ یَّمِیْنِہٖ یُقْبِلُ عَلَیْنَا بِوَجْہِہٖ قَالَ فَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ رَبِّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ اَوْ تَجْمَعُ عِبَادَکَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۸۹۱- وَعَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ اِنَّ النِّسَاءَ فِیْ عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُنَّ اِذَا سَلَّمْنَ مِنَ الْمَکْتُوْبَۃِ قُمْنَ وَثَبَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَنْ صَلّٰی مِنَ الرِّجَالِ مَا شَاءَ اللّٰہُ فَاِذَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَامَ الرِّجَالُ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَسَنَذْکُرُ حَدِیْثَ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ فِیْ بَابِ الضِّحْکِ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

۸۸۹- ابن مسعود فرماتے ہیں۔ تم سے کوئی بھی نماز میں شیطان کا حصہ نہ بنائے (یعنی) وہ یہ خیال کرے کہ اسے ضرور دائیں طرف سے لوٹنا چاہیئے۔ میں نے آنحضرت کو بار ہا دیکھا۔ آپ بائیں طرف سے لوٹتے تھے۔ (بخاری مسلم)

۸۹۰- حضرت براؓ سے مروی ہے۔ جب ہم آنحضرت کے پیچھے نماز پڑھتے ہم پسند کرتے کہ ہم آپ کی دائیں جانب ہوں تاکہ آپ ہماری طرف توجہ فرمادیں۔ میں نے آپ کو سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ رب قنی عذابک یوم تبعث او تجمع عبادک (اے رب مجھے اپنے عذاب سے بچا لیجئے۔ جب آپ اپنے بندوں کو اٹھائیں گے یا جمع کریں گے)[1]

۸۹۱- ام سلمہؓ فرماتی ہیں۔ عورتیں آنحضرت کے وقت میں جب فرض نماز سے سلام کہتیں تو کھڑی ہو جاتیں۔ آنحضرت اور صحابہ جنھوں نے آپ کے ہمراہ نماز پڑھی تھی۔ ٹھہرے رہتے[2] جب تک اللہ چاہتا جب آنحضرت کھڑے ہوتے تو مرد بھی کھڑے ہو جاتے۔ (بخاری) اور جابر بن سمرہ کی حدیث ہم کتاب الضحک میں بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] اس حدیث میں جو یہ الفاظ ہیں کہ "جب آپ اپنے بندوں کو اٹھائیں گے یا جمع کریں گے" یہ شک حضرت براؓ کو ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہی لفظ کہا تھا "اٹھانے" کا یا "جمع" کرنے کا اب حضرت براؓ کو چونکہ یاد نہ رہا تھا کہ یہ "جمع" کے لفظ تھے یا "اٹھانے" کے تو احتیاطاً دونوں لفظ بیان کر دیئے۔

[2] **امام مقتدی عورتوں کا خیال رکھے۔** اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے حدیث کا مطلب یہ ہے کہ امام کو چاہیئے کہ مقتدیوں کی حالت کا خیال رکھے اگر عورتیں بھی مسجد میں آئی ہوئی ہوں تو ان کو پہلے نکل جانے دے تاکہ راستہ میں ان کی مردوں سے مڈبھیڑ نہ ہو اور اگر انتظار کے بعد بھی کوئی عورت راہ میں ہو تو پھر اس کو بازار یا گلی کے ایک طرف ہو جانا چاہیئے تاکہ مرد گزر جائیں اور اگر عورتیں نہ ہوں تو پھر مقتدیوں کو خواہ مخواہ نہیں روک رکھنا چاہیئے کہ یہ بے جا تکلیف ہے۔ امام خود بھی اٹھ جائے تاکہ مقتدی بھی اٹھ بیٹھیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۸۹۲ :- عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ اَخَذَ بِیَدِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ لَاُحِبُّكَ یَا مُعَاذُ قُلْتُ وَاَنَا اُحِبُّكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فَلَا تَدَعْ اَنْ تَقُوْلَ فِیْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوۃٍ رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِیُّ اِلَّا اَنَّ اَبَا دَاؤدَ لَمْ یَذْكُرْ قَالَ وَاَنَا اُحِبُّكَ۔

۸۹۳ :- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ كَانَ یُسَلِّمُ عَنْ یَمِیْنِہٖ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ حَتّٰی یُرٰی بَیَاضُ خَدِّہِ الْاَیْمَنِ وَعَنْ یَسَارِہٖ

دوسری فصل

۸۹۲ ۔ معاذ بن جبل فرماتے ہیں ۔ آنحضرت نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا معاذ میں تم سے محبت کرتا ہوں ۔ میں نے عرض کیا حضرت میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں ۔ فرمایا نماز کے بعد کبھی یہ دعا ترک نہ کرنا ۔ رب اعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک ۔ اے اللہ اپنے ذکر شکر اور بہترین عبادت پر میری مدد فرما (احمد ۔ ابوداؤد ۔ نسائی ۔ ابوداؤد نے قال معاذ انا احبک یہ لفظ ذکر نہیں کیا ۔[1]

۸۹۳ ۔ ابن مسعود فرماتے ہیں آنحضرت دائیں طرف سلام کہتے ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور آپ کے دائیں رخسار کی سپیدی نظر آجاتی اور بائیں جانب السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ۔ آپ کے بائیں رخسار کی سپیدی نظر آجاتی[2] (ابوداؤد ۔

[1] محبت کا تقاضا خیر خواہی ہے ۔ امام نووی نے کہا اس کی سند صحیح ہے اور حافظ ابن حجر نے کہا اس کی سند قوی ہے ۔ اس حدیث میں عجیب مناسبت رکھی گئی ہے ۔ ذکر زبان کا کام ہے اور شکر دل کا اور اچھی عبادت ہاتھ پاؤں کا فعل ہے اور انہی تین چیزوں سے ایمان اور اسلام مکمل ہوجاتا ہے ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محبت کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی دوسرے کو اچھے کلمات یا اچھے کام کی نصیحت کرے تاکہ دنیا میں بھی اس کا بھلا ہو اور آخرت بھی درست ہوجائے اور یہ مسلمان آدمی کی سب سے بڑی خیر خواہی اور محبت کا سب سے اچھا طریقہ ہے کہ اس کو خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ کیا جائے ۔

[2] ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور عمار بن یاسر کی حدیث جس کی طرف سے اشارہ ہے کہ ابن ماجہ میں ہے اس کی سند حسن ہے اور اس باب میں وائل بن حجر کی ایک حدیث ابوداؤد میں بھی ہے ۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ سلام کے لفظ سے نماز کو ختم کرنا چاہیئے ۔ کسی اور لفظ یا خلاف آداب نماز کوئی حرکت کرنے یا ہوا زور سے خارج کر دینے سے نماز کو ختم نہ کرنا چاہیئے جیسا کہ بعض فقہاء کا خیال ہے ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ الْاَيْسَرِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِىُّ وَ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهٖ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ۔
التِّرْمِذِىُّ وَلَمْ يَذْكُرِ التِّرْمِذِىُّ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهٖ

۸۹۴: وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ اَكْثَرُ انْصِرَافِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
صَلٰوتِهٖ اِلٰى شِقِّهِ الْاَيْسَرِ اِلٰى حُجْرَتِهٖ رَوَاهُ فِىْ شَرْحِ السُّنَّةِ۔

۸۹۵: وَعَنْ عَطَاءِ الْخُرَاسَانِىِّ عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا يُصَلِّى الْاِمَامُ فِى الْمَوْضِعِ الَّذِىْ صَلّٰى فِيْهِ حَتّٰى يَتَحَوَّلَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ عَطَاءُ الْخُرَاسَانِىُّ
لَمْ يُدْرِكِ الْمُغِيْرَةَ۔

۸۹۶: وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَضَّهُمْ عَلَى الصَّلٰوةِ وَنَهَاهُمْ اَنْ

ترمذی، نسائی۔ ترمذی نے رخسار کی سپیدی نظر آنے کا ذکر نہیں کیا۔ ابن ماجہ نے عمار بن یاسر سے روایت فرمایا۔

۸۹۴۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت زیادہ تر نماز سے بائیں طرف لوٹتے اپنے حجرہ کی طرف[1] (شرح السنہ)

۸۹۵۔ عطا خراسانی حضرت مغیرہ سے روایت فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ امام نے جہاں نماز پڑھی ہے۔
(نوافل) وہاں نہ پڑھے۔ بلکہ جگہ بدل لے (ابوداؤد۔ عطا خراسانی حضرت مغیرہ کو نہیں ملے[2]۔)

۸۹۶۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ان کو نماز کی ترغیب دلائی۔ اور انہیں منع فرمایا۔ کہ وہ آنحضرت

---

[1] ایک جانب ہی سے نہ پھرے:۔ عبداللہ بن مسعود کی یہ حدیث ان الفاظ سے صحاح ستہ کی کسی کتاب میں نہیں پائی گئی۔ لیکن اس سے پہلے ان کی حدیث گزر چکی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر دیکھا ہے کہ بائیں طرف پھر جاتے تھے اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود کا مقصد یہ ہے کہ صرف ایک ہی جانب کو منہ پھیرنے کے لیے خاص نہیں کر لینا چاہیے بلکہ کیف ما اتفق جدھر سے بھی منہ پھر جائے دائیں یا بائیں سے کچھ حرج نہیں ہے۔

[2] جگہ بدل کر دوسری نماز پڑھنا:۔ ابوداؤد نے جو کہا ہے کہ عطا خراسانی نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کو نہیں پایا یہ اس لیے کہا کہ عطا خراسانی کی ولادت ۵۰ھ میں ہوئی اور اسی سال حضرت مغیرہ کی وفات ہو گئی اور اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور دوسرے محدثین نے بھی اس حدیث کی تضعیف کی ہے لیکن اس کے کچھ اور بھی طرق اور شواہد ہیں جن سے اس کو تقویت ہو جاتی ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جہاں پہلے نماز پڑھی ہو وہاں دوسری نماز پڑھے تاکہ قیامت کو اس کی گواہیاں زیادہ مہیا ہو سکیں کیونکہ جہاں جہاں نماز پڑھے گا وہ جگہ اس کی گواہی دے گی اور اس میں امام کی تخصیص نہیں دوسرے لوگوں کو بھی جگہ بدل لینی چاہیئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَنْحَرِفُوْا قَبْلَ اِنْصِرَافِهٖ مِنَ الصَّلٰوةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۸۹۷: عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ صَلٰوتِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْاَمْرِ وَالْعَزِيْمَةَ عَلَى الرُّشْدِ وَاَسْاَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ وَاَسْاَلُكَ قَلْبًا سَلِيْمًا وَّلِسَانًا صَادِقًا وَّاَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَرَوٰى اَحْمَدُ نَحْوَهٗ۔

۸۹۸: وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ صَلٰوتِهٖ بَعْدَ التَّشَهُّدِ اَحْسَنُ الْكَلَامِ كَلَامُ اللّٰهِ وَاَحْسَنُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

سے پہلے نماز سے نہ لوٹیں[1] (ابوداؤد)

تیسری فصل

۸۹۷۔ شداد بن اوس فرماتے ہیں۔ آنحضرت اپنی نماز میں فرمایا کرتے تھے اللّٰھم انی اسئلک الثبات فی الامر والعزیمۃ علی الرشد واسئلک شکر نعمتک وحسن عبادتک واسئلک قلبا سلیما ولسانا صادقا واسئلک من خیر ما تعلم واعوذبک من شر ما تعلم واستغفرک لما تعلم اے اللہ میں سوال کرتا ہوں ثابت قدمی کا اپنے کاموں میں اور نیکی میں پختگی اور تیری نعمتوں کے شکر کی توفیق چاہتا ہوں اور بہترین عبادت کی توفیق میں سلیم دل چاہتا ہوں۔ اور زبان صادق میں ان بھلائیوں کی خواہش کرتا ہوں جن کو تو جانتا ہے۔ اور ان برائیوں سے پناہ چاہتا ہوں۔ جن کا تجھے علم ہے اور جو چیزیں تو جانتا ہے۔ میں تیری مغفرت چاہتا ہوں[2] (نسائی احمد)

۸۹۷۔ حضرت جابر سے مروی ہے۔ آنحضرت تشہد کے بعد کہا کرتے تھے۔ احسن الکلام کلام اللّٰہ واحسن الھدی ھدی محمد صلعم سب سے بہتر اللہ کا کلام ہے۔ اور سب سے بہتر آنحضرتؐ کا طریقہ ہے[3]۔ (نسائی)

---

[1] جماعت سے فوراً نہ اٹھ جانا چاہیئے۔ ابوداؤد اور منذری نے اس پر سکوت اختیار کیا ہے یہاں سلام پھیرنے سے مراد منہ دوسری طرف کرنا ہے۔ آنحضرت خود بھی سلام پھیرنے کے بعد کچھ دیر تک منہ قبلہ ہی کی طرف کرکے بیٹھے رہتے اور صحابہ کو بھی حکم فرمایا اس کی وجہ یہ تھی کہ عورتیں اتنی دیر میں مسجد سے نکل جائیں۔

[2] اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں اور اس کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث میں جو یہ آیا ہے کہ "اپنی نماز میں کہا کرتے تھے" اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد متصل ہی کہا کرتے تھے یا یہ مطلب ہے کہ تشہد کے بعد اور سلام سے پہلے یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

[3] نسائی کی سند کے راوی سب ثقہ ہیں اور اس کی تائید جابر کی حدیث کرتی ہے جو مسلم اور ابن ماجہ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خطبہ دیتے تو فرماتے اما بعد فان خیر الحدیث آخر تک اور یہاں نماز میں آپ یہ دعا تشہد کے بعد اور سلام سے پہلے پڑھتے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۹۸:۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ فِي الصَّلٰوةِ تَسْلِيْمَةً تِلْقَاءَ وَجْهِهِ ثُمَّ يَمِيْلُ إِلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔

۸۹۹:۔ وَعَنْ سَمُرَةَ قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَرُدَّ عَلَى الْإِمَامِ وَنَتَحَابَّ وَأَنْ يُسَلِّمَ بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ ۔

۸۹۸۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ایک سلام منہ کے سامنے کہتے۔ پھر تھوڑا سا دائیں طرف جھکتے۔[1] (ترمذی)

۸۹۹۔ سمرۃؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے ہم کو حکم فرمایا کہ امام کے سلام کا جواب دیں اور باہم محبت کریں اور ہم سے بعض بعض کو سلام کہیں[2]۔ (ابوداؤد)

---

[1] سلام دو دفعہ کہنا چاہیئے :۔ اس حدیث کو ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور دار قطنی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی اور بزار نے اس کے معلول ہونے کو ترجیح دی ہے اور جو طریق اس کا محفوظ ہے وہ مسکوت ہے امام مالک اس حدیث کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک ہی سلام کے قائل ہیں اور باقی تمام تینوں امام اور جمہور دو سلاموں کے قائل ہیں اور ان کی دلیلیں پہلے گزر چکی ہیں۔ ترمذی نے کہا ہے کہ صحابہ اور تابعین سے بھی کچھ لوگوں کا عمل اسی پر تھا لیکن اکثریت ہمیشہ دو سلاموں کی قائل رہی ہے۔

[2] اجتماعی دعا کا ثواب بہت زیادہ ہے :۔ اس حدیث کو حاکم اور بزار نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سلام پھیرتے وقت دائیں بائیں مسلمان بھائیوں اور فرشتوں اور امام سب کی نیت کرنی چاہیئے کہ میں ان سب کو سلام کہہ رہا ہوں اس سے ایک دوسرے سے محبت بھی پیدا ہوتی ہے اور ثواب بھی بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ کیونکہ ثواب کی مقدار تو نیت کے مطابق بڑھتی ہے جتنے زیادہ لوگوں کی نیت کرے گا اتنی ہی نیکیاں بڑھ جائیں گی حدیث میں آیا ہے کہ اگر یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ (کہ اے اللہ تمام مومن مردوں اور عورتوں اور مسلمان مردوں اور عورتوں کو بخش دے جو ان میں سے زندہ ہیں یا مردہ سب کو) تو اس کو آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک جتنے بھی مسلمان اور مومن مرد اور عورتیں ہوں گے ان کی تعداد کے برابر نیکیاں ملیں گی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ

نماز کے بعد ذکر کا بیان

اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کا تذکرہ روح کی غذا ہے۔ آنحضرت ذکر کی تلقین فرماتے تھے۔ دل کے اضطراب بیقراری و دنیوی تفکرات کا یہ بہترین علاج ہے۔ قرآن مجید نے فرمایا: الا بذکر اللہ تطمئن القلوب (دلوں کا اطمینان اللہ کے ذکر سے ہے۔ قرآن مجید سارا ہی ذکر ہے لیکن اس سے ادعیہ کو خاص کر ذکر کے لیے متعین کیا گیا ہے۔ احادیث میں آنحضرت سے جو دعائیں منقول ہیں وہ بھی مسنون ذکر ہے۔ ان میں بعض مواقع کے متعلق دعائیں خاص ہیں۔ بعض عام طور پر پڑھی جاتی تھیں۔ یہ تمام دعائیں ذکر کی ہیں۔ طمانیت کے علاوہ اس سے دل پر اثر پڑتا ہے۔ اللہ سے محبت ہوتی ہے۔ کسی چیز کا ذکر کثرت سے کیا جائے۔ اس سے قلب کو وابستگی پیدا ہوتی ہے۔ ان اذکار اور ادعیہ کا بہت بڑا فائدہ ہے۔ اس باب میں جو ادعیہ مرقوم ہیں۔ یہ نماز سے فراغت کے بعد پڑھا کرتے تھے۔ اب بھی جہاں تک ممکن ہو۔ مسنون دعائیں پڑھنا۔ برکت اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا موجب ہے۔

اپنی زبان میں دعا کی جائے تو شرعاً درست ہے۔ لیکن آنحضرت کے الفاظ میں جو برکت ہے وہ ہمارے الفاظ میں نہیں ہو سکتی جن آداب و مصالح کو آنحضرت نے ملحوظ رکھا۔ وہاں تک ہمارے عقلوں کی رسائی نہیں۔ اس لیے مسنون دعاؤں کے متعلق بہتر ہے کہ اپنی طرف سے کوئی اضافہ نہ کیا جائے۔ نہ ہی آنحضرت کے الفاظ کو بدلنے کی کوشش کی جائے۔ البتہ اپنے مطلب کی دعائیں اپنی زبان میں کی جائیں۔ یہ درست ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۹۰۰ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ اَعْرِفُ اِنْقِضَاءَ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّكْبِيْرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۰۱ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ لَمْ يَقْعُدْ اِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

پہلی فصل

۹۰۰ - ابن عباسؓ فرماتے ہیں میں آنحضرت کی نماز کا خاتمہ تکبیر کی آواز سے سمجھ لیتا۔ آنحضرت سلام کے بعد بلند آواز سے تکبیر کہتے تھے[1]۔ (بخاری مسلم)

۹۰۱ - حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ آنحضرت سلام کے بعد صرف اتنی دیر ٹھہرتے کہ یہ دعا پڑھ لیں۔ اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام ط میرے اللہ تیری ہی طرف سے سلامتی ہے۔ اے بزرگی اور کرم کے مالک تو بڑا ہی بابرکت[2][3] ہے۔ (مسلم)

---

[1] نماز کے بعد باآواز بلند تکبیر کہنا: ایک روایت کے یہ لفظ ہیں کہ جب لوگ فرض نماز سے فارغ ہوتے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ذکر کے ساتھ اپنی آواز کو بلند کرتے تھے اس کو ترمذی اور ابن ماجہ کے سوا باقی جماعت نے روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سلام کے بعد پہلے "اللہ اکبر" بلند آواز سے کہنا چاہیئے اور اس کے بعد تین دفعہ استغفار پڑھے اور اس کے بعد دوسرے اذکار شروع کرے۔

[2] دعا میں اضافہ نہ کرنا چاہیئے: حضرت عائشہ کی حدیث کو ابن ماجہ، ترمذی اور احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ثوبان کی حدیث کو جو اس کے بعد ہے بخاری کے سوا باقی جماعت نے روایت کیا ہے۔ حدیث میں اس دعا کے یہی کلمے آئے ہیں اور آجکل اس میں جو نئے کلمے شامل کئے گئے ہیں وہ مسنون دعا سمجھ کر نہیں پڑھنے چاہئیں مثلاً الیک یرجع السلام حینا ربنا بالسلام گو یہ الفاظ اپنے معنی کے لحاظ سے اچھے ہیں۔ لیکن حدیث کے الفاظ نہیں ہیں۔ اس لیے پرہیز اولیٰ ہے۔

[3] آنحضرت سے نماز کے بعد کئی دعائیں ثابت ہیں کبھی ایسا بھی ہوتا صرف یہی دعا پڑھتے جس طرح دوسری احادیث میں وارد ہے۔ (راسم)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۰۲:۔ وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوتِہٖ اِسْتَغْفَرَ ثَلٰثًا وَّقَالَ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۹۰۳:۔ وَعَنِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ مَّکْتُوْبَۃٍ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۹۰۴:۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ مِنْ صَلٰوتِہٖ یَقُوْلُ بِصَوْتِہِ الْاَعْلٰی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ

۹۰۲۔ ثوبان فرماتے ہیں۔ آنحضرت جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین دفعہ استغفار کرتے اور فرماتے اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام (مسلم)

۹۰۳۔ مغیرہ بن شعبہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت نماز کے بعد یہ دعا فرماتے لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد ط (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ملک اسی کا ہے۔ حمد اسی کے لیے ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ جو تو دے اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ جو تو روک دے اسے دے نہیں سکتا۔ اور سرمایہ دار کی دولت تیرے ہاں کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔ (بخاری، مسلم)

۹۰۴۔ عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں آنحضرت جب نماز سے سلام پھیرتے تو اونچی آواز سے فرماتے لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ لا الٰہ الا اللہ ولا نعبد الا ایاہ لہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن لا الٰہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون ط (اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کا ملک ہے۔ اسی کی حمد[1] ہے۔ وہ

---

[1] طبرانی نے اور طریق سے مغیرہ ہی سے لہ الملک ولہ الحمد کے بعد یہ کلمات بھی روایت کیے ہیں یحیی و یمیت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْكَرِهَ الْكَافِرُوْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۰۵:۔ وَعَنْ سَعْدٍ اَنَّهُ كَانَ يُعَلِّمُ بَنِيْهِ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَيَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ دُبُرَ الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ نیکی کرنے برائی سے بچنے کی طاقت اسی کی طرف سے ہے۔ ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ سب نعمتیں اسی کی ہیں۔ اسی کے لیے بہترین تعریفیں ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہم صرف اس کی عبادت کرتے ہیں۔ اگرچہ کافر اسے ناپسند کریں۔[1] (مسلم)

۹۰۵۔ حضرت سعدؓ اپنے بچوں کو یہ کلمات سکھاتے تھے۔ اور فرماتے آنحضرت ہر نماز کے بعد ان کلمات کے ساتھ تعوذ فرماتے اللهم انی اعوذ بك من الجبن واعوذ بك من البخل واعوذ بك من ارذل العمر واعوذ بك من فتنة الدنيا وعذاب القبر (اے اللہ میں بزدلی اور بخل سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور بیکار عمر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ دنیا کے فتنے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں[2] (بخاری)

(بقیہ حاشیہ) وهو حی لایموت بیده الخیر۔ (وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور خود زندہ ہے کبھی نہ مرے گا اسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے) ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دعا کو ایک مرتبہ پڑھے۔ احمد اور نسائی اور ابن خزیمہ کی روایت میں ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ان کو تین بار پڑھے اور صبح اور مغرب کی نمازوں کے بعد ان کلمات کو دس مرتبہ پڑھے۔

[1] ذکر خفی وجلی دونوں درست ہیں۔ اس حدیث کو احمد، ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اس دعا کو نماز کے متصل ایک ہی بار پڑھے۔ اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ ذکر ہر وقت خفی ہی نہیں بلکہ اس کے مختلف مقام ہیں جہاں کوئی ذکر بلند آواز سے آیا ہے وہ بلند آواز ہی سے ہونا چاہیئے اور جہاں آہستہ آیا ہے وہاں آہستہ کہنا چاہیئے اور یہ اعتراض بالکل فضول ہے کہ کیا خدا معاذ اللہ بہرہ ہے اس کو آہستہ سنائی نہیں دیتا وغیرہ ذلک من الخرافات۔

[2] ذلیل عمر سے پناہ۔ یہ حضرت سعد بن ابی وقاص ہیں اور یہ ہمیشہ کے لیے یاد رکھنا چاہیئے کہ جہاں جہاں صرف سعد کا لفظ ہے وہاں مراد حضرت سعد بن ابی وقاص ہوتے ہیں اور اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٩٠٦- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ أَتَوْا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا قَدْ ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلَى وَالنَّعِيمِ الْمُقِيمِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوا يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ وَيَتَصَدَّقُونَ وَلَا نَتَصَدَّقُ وَيُعْتِقُونَ وَلَا نُعْتِقُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَلَا أُعَلِّمُكُمْ شَيْئًا تُدْرِكُونَ بِهِ مَنْ سَبَقَكُمْ وَتَسْبِقُونَ بِهِ مَنْ بَعْدَكُمْ وَلَا يَكُونُ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِنْكُمْ إِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ تُسَبِّحُونَ وَتُكَبِّرُونَ وَتَحْمَدُونَ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ مَرَّةً قَالَ أَبُو صَالِحٍ فَرَجَعَ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا سَمِعَ إِخْوَانُنَا أَهْلُ الْأَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا فَفَعَلُوا مِثْلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَيْسَ قَوْلُ أَبِي صَالِحٍ إِلَى آخِرِهِ إِلَّا عِنْدَ مُسْلِمٍ وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ تُسَبِّحُونَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا وَتَحْمَدُونَ عَشْرًا وَتُكَبِّرُونَ عَشْرًا بَدَلَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ۔

٩٠٦- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ فقیر مہاجر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا دولتمند اعلیٰ نعمتیں اور بلند ترین مراتب لے گئے حضرت نے دریافت فرمایا یہ کیسے، فقرا نے کہا وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں لیکن وہ صدقہ کرتے ہیں ہم نہیں کر سکتے۔ وہ غلام آزاد کرتے ہیں ہم نہیں کر سکتے۔ آنحضرت نے فرمایا میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں جس کی وجہ سے تم آگے جانیوالوں کو پالو گے اور پچھلوں سے آگے نکل جاؤ گے، تم سے وہی افضل ہو سکے گا جو تمہاری طرح عمل کرے، مہاجرین نے عرض کیا حضرت فرمایئے فرمایا ہر نماز کے بعد ٣٣، ٣٣ دفعہ الحمد للہ، سبحان اللہ، اللہ اکبر، کہا کرو۔ ابوصالح فرماتے ہیں فقراء مہاجرین پھر آنحضرت کے پاس آئے اور کہا کہ ہمارے دولتمند بھائیوں نے بھی جو ہم کرتے ہیں سن لیا اور وہ بھی اسی طرح کرنے لگے۔ آنحضرت نے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دیدے[1] (بخاری و مسلم) ابوصالح کا قول صرف مسلم میں ہے۔ اور صحیح بخاری میں ٣٣ کی جگہ صرف دس دس دفعہ تسبیح حمد اور تکبیر کا ذکر آیا ہے۔

(بقیہ حاشیہ) اور صحیح کہا ہے اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ لمبی عمر دو طرح کی ہے ایک تو وہ ہے جس میں ہوش و حواس جاتے رہیں اور عبادات میں خلل واقع ہونے لگے اس زندگی سے آپ نے پناہ مانگی ہے اور ایک وہ لمبی زندگی ہے جس میں ہوش و حواس کا بحال ہوں اور عبادات الٰہی اور ذکر برابر جاری رہے کہ لمبی زندگی خدا کا مومن پر احسان عظیم ہے۔

[1] جو مال نیکی کا باعث ہو وہ خدا کا فضل ہے۔ اس حدیث کو داؤد نے بھی روایت کیا ہے اور اس مضمون

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۰۷۔ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيبُ قَائِلُهُنَّ أَوْ فَاعِلُهُنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَكْتُوبَةٍ ثَلٰثٌ وَثَلٰثُونَ تَسْبِيحَةً وَثَلٰثٌ وَثَلٰثُونَ تَحْمِيدَةً وَأَرْبَعٌ وَثَلٰثُونَ تَكْبِيرَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۰۸۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ مَنْ سَبَّحَ اللهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلٰثًا وَثَلٰثِينَ وَحَمِدَ اللهَ ثَلٰثًا وَثَلٰثِينَ وَكَبَّرَ اللهَ ثَلٰثًا وَثَلٰثِينَ فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ غُفِرَتْ

۹۰۷۔ کعب بن عجرہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (چند کلمات) نماز کے بعد کہے جاتے ہیں ہر فرض نماز کے بعد یہ کہنے والا نقصان نہیں اٹھاتا ۳۳ دفعہ تسبیحات ۳۳ دفعہ الحمد للہ ۳۴ دفعہ اللہ اکبر کہنا[1] (مسلم)

۹۰۸۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے جو آدمی ہر نماز کے بعد ۳۳ دفعہ تسبیح کہے ۳۳ دفعہ الحمد للہ ۳۳ دفعہ اللہ اکبر کہے۔ یہ کل ۹۹ ہوئیں اور لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیٔ قدیر اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ ملک اسی کا ہے حمد اسی کے لیے ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس سے سو پورا کرلے۔ اس کے گناہ معاف ہو جاتے

(بقیہ حاشیہ) کی ایک حدیث ترمذی اور نسائی میں ابن عباس سے بھی مروی ہے۔ اور اس حدیث کے الفاظ بخاری کے ہیں۔ تعجب ہے کہ ابن اثیر نے جامع الاصول میں بخاری کے لفظ ذکر نہیں کیے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امیر اور فقیر مومن کے اگر اعمال حسنہ برابر ہوں تو پھر امیر غریب سے بہتر ہے اور وہ جو حدیث میں آیا ہے کہ فقراء مسلمین مالداروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے۔ وہ اور چیز ہے جنت میں پہلے جانے کا مطلب یہ تو نہیں کہ وہ امیر سے درجے میں بھی بلند ہوں گے۔ درجات تو خدا تعالیٰ کی رحمت اور اعمال کے حساب سے ہوں گے۔ اور اگر آدمی مومن ہو تو اعمال پھر مالدار ہی کے زیادہ ہوں گے۔ مثلاً حج، زکوٰۃ، قربانی، صدقہ فطر، نفلی صدقہ، رفاہ عامہ کے کام یہ سب مالدار سے تعلق رکھتے ہیں غریب سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

[1] تسبیح، تحمید اور تکبیر کی فضیلت۔ اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ دار قطنی نے استدراکات میں کعب کی اس حدیث کو ذکر کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث موقوف ہے امام نووی نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ کعب کی یہ حدیث صحیح مسلم میں کتنی ہی مرتبہ مرفوع ذکر ہوئی ہے۔ اور صرف دو دفعہ موقوف ہوئی ہے اور جب کوئی حدیث مرفوع بھی آئی ہو اور موقوف بھی تو اس کا حکم مرفوع کا ہوتا ہے نہ کہ موقوف کا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِي

۹۰۹ - عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ قَالَ جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرُ وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۹۱۰ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقْرَأَ بِالْمُعَوِّذَاتِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيرِ۔

ہیں۔ گو سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں[1] (مسلم)

دوسری فصل

۹۰۹ - ابو امامہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت سے پوچھا گیا۔ کون سی دعا زیادہ مقبول ہوتی ہے۔ فرمایا آخری رات کے درمیان اور فرض نمازوں کے بعد[2] (ترمذی)

۹۱۰ - عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں۔ مجھے آنحضرت نے فرمایا کہ ہر نماز کے بعد معوذتین یعنی سورہ فلق اور سورہ الناس پڑھا کرو[3] (احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ دعوات کبیر بیہقی)

(بقیہ حاشیہ) نقصان نہ اٹھانے کا مطلب یہ ہے کہ اگر اتنا کرلے تو پھر پورا حق ادا ہوگیا۔

[1] اس حدیث کی مالک اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے اور بخاری نے ان کو ان الفاظ سے روایت نہیں کیا۔ اس حدیث میں بھی نماز کے بعد ذکر کا تذکرہ ہے۔

[2] قبولیت دعا کے اوقات سامام نسائی نے اس کو دن اور رات کے اعمال میں ذکر کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ اور اس کے راوی سب ثقہ ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ آخری نصف رات کا نصف یعنی جب کہ رات چوتھائی حصہ باقی رہ جائے۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث میں ہے کہ ہمارے رب تبارک و تعالیٰ ہر رات جب کہ تیسرا حصہ رات کا گزر جاتا ہے تو آسمان دنیا کی طرف آتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کون ہے مجھ کو پکارنے والا کہ میں اس کی فریاد کو سنوں اس حدیث کو جماعت نے روایت کیا ہے۔ دوسرا وقت فرض نمازوں کے بعد بھی دعا جلد قبول ہوتی ہے۔ جس طرح آج کل دستور ہے کہ سب مقتدی اور امام اس وقت تک بیٹھے رہتے ہیں جب تک کہ دعا نہ مانگی جائے اس طرح کا التزام نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے عہد میں نہیں تھا۔ کبھی دعا مانگ لی جاتی کبھی نہ مانگی جاتی۔ پھر کبھی جماعت سے مل کر مانگ لی جاتی اور کبھی اکیلے یعنی فرضوں کے بعد دعا مانگنا

www.KitaboSunnat.com

۹۱۱:- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاَنْ اَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ یَّذْکُرُوْنَ اللّٰہَ مِنْ صَلٰوۃِ الْغَدَاۃِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُعْتِقَ اَرْبَعَۃً مِّنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِیْلَ وَلَاَنْ اَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ یَّذْکُرُوْنَ اللّٰہَ مِنْ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ اِلٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُعْتِقَ اَرْبَعَۃً رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ۔

۹۱۲:- وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّی الْفَجْرَ فِیْ جَمَاعَۃٍ ثُمَّ

۹۱۱- حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ صبح کی نماز سے سورج کے طلوع تک ذکر کرنے والوں میں بیٹھنا مجھے حضرت اسماعیل کی اولاد سے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ مرغوب ہے اور عصر سے مغرب تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں میں بیٹھنا مجھے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہے[۱] (ابوداؤد)

۹۱۲- حضرت انسؓ سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا جو شخص فجر کی نماز باجماعت ادا کرے پھر

(بقیہ حاشیہ) فرض واجب نہیں بنا لینا چاہیئے اور ویسے جہاں تک ہو سکے اس وقت دعا کرے کہ قبولیت کا وقت ہے۔

[۵] معوذتین کی فضیلت۔ ترمذی نے اس کو فضائل القرآن میں روایت کیا ہے اور کہا حسن غریب ہے اور اس کا اصل مسلم میں بھی ہے کہ آپ نے فرمایا کیا تو نے نہیں دیکھا کہ آج رات کچھ آیتیں اتری ہیں جن کی مثال نہیں ملتی یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس بعض نے ان میں سورۃ اخلاص اور سورۃ قل یاایہا الکافرون کو بھی شامل کیا ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[۱] ذکرواذکار کا ثواب۔ حضرت انسؓ کی اس حدیث میں موسیٰ بن خلف کے متعلق محدثین کا اختلاف ہے اور حضرت انس کی آئندہ حدیث میں ابوظلال بن ابی ہلال مختلف فیہ ہے۔ پہلی حدیث کا شاہد احمد میں ابوامامہ کی حدیث ہے۔ اور دوسری حدیث کا شاہد طبرانی میں ہے پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ ذکر صدقہ اور غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے اور ذکر میں قرآن مجید، تسبیح، تہلیل، تحمید، تکبیر اور درس علم یہ سب شامل ہیں اور دوسری حدیث میں جو دو رکعتوں کا ذکر آیا ہے یہ دو رکعتیں اشراق کی ہیں جس کو ضحی کی نماز بھی کہا جاتا ہے اس حدیث کے کچھ اور بھی شواہد ہیں۔ اس سے اشراق کی نماز کی فضیلت ثابت ہوئی اور اسمٰعیل کی اولاد سے غلام آزاد کرنا اس لیے فرمایا کہ عربوں کے نزدیک اسمٰعیل کی اولاد کے غلام مہنگے ہوتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَعَدَا یَذْکُرُ اللّٰہَ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ کَانَتْ لَہٗ کَاَجْرِ حَجَّۃٍ وَّعُمْرَۃٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَامَّۃٍ تَامَّۃٍ تَامَّۃٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۹۱۳۔ عَنِ الْاَزْرَقِ بْنِ قَیْسٍ قَالَ صَلّٰی بِنَا اِمَامٌ لَّنَا یُکْنٰی اَبَا رِمْثَۃَ قَالَ صَلَّیْتُ ھٰذِہِ الصَّلٰوۃَ اَوْمِثْلَ ھٰذِہِ الصَّلٰوۃِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ یَقُوْمَانِ فِی الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ عَنْ یَّمِیْنِہٖ وَکَانَ رَجُلٌ قَدْ شَھِدَ التَّکْبِیْرَۃَ الْاُوْلٰی مِنَ الصَّلٰوۃِ فَصَلّٰی نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَلَّمَ عَنْ یَّمِیْنِہٖ وَعَنْ یَّسَارِہٖ حَتّٰی رَاَیْنَا بَیَاضَ خَدَّیْہِ ثُمَّ انْفَتَلَ کَانْفِتَالِ اَبِیْ رِمْثَۃَ یَعْنِیْ نَفْسَہٗ فَقَامَ الرَّجُلُ الَّذِیْ اَدْرَکَ مَعَہُ التَّکْبِیْرَۃَ الْاُوْلٰی مِنَ الصَّلٰوۃِ یَشْفَعُ فَوَثَبَ عُمَرُ فَاَخَذَ بِمَنْکِبَیْہِ فَھَزَّہٗ ثُمَّ قَالَ اِجْلِسْ فَاِنَّہٗ لَنْ یَّھْلِکَ اَھْلُ الْکِتٰبِ اِلَّا اَنَّہٗ لَمْ یَکُنْ بَیْنَ صَلٰوتِھِمْ فَصْلٌ فَرَفَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَصَرَہٗ فَقَالَ اَصَابَ اللّٰہُ بِکَ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ۔

سورج کے طلوع تک اللہ کا ذکر کرے۔ پھر دو رکعت نماز ادا کرے۔ اسے حج اور عمرہ کا اجر ہوگا پورا حج اور عمرہ آنحضرت نے تین دفعہ فرمایا۔ (ترمذی)

تیسری فصل

۹۱۳۔ ارزق بن قیسؓ نے فرمایا ہمارے امام نے ہمیں نماز پڑھائی جن کی کنیت ابورمثہ تھی انہوں نے فرمایا میں نے یہ یا اس طرح کی نماز آنحضرت کے ساتھ پڑھی۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر پہلی صف میں آنحضرت کی دائیں طرف کھڑے ہوتے تھے ایک آدمی تکبیر اولی میں آپ کو ملا آپ نے نماز پڑھی پھر دائیں طرف سلام پھیرا ہم نے آپ کے بابرکت رخساروں کی سفیدی دیکھی۔ پھر آپ ابورمثہ یعنی میری طرح لوٹے جو آپ کے ساتھ تکبیر اولیٰ میں ملا تھا۔ اس نے اٹھ کر دو رکعت نماز شروع کر دی۔ حضرت عمرؓ فوراً اٹھے اسے کندھوں سے پکڑ کر ہلایا اور فرمایا بیٹھ جاؤ اہل کتاب اسی لیے تباہ ہوئے کہ وہ فرضی اور نفلی نماز میں فرق نہیں کرتے تھے۔ آنحضرت نے نگاہ اٹھائی اور فرمایا۔ اے عمرؓ اللہ نے تمہاری وجہ سے حق کو قائم فرمایا۔[1] (ابوداؤد)

---

[1] فرضوں اور نفلوں میں فاصلہ کرنا چاہیئے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ فرضوں کے بعد سنت یا نفل اسی جگہ پر بغیر کسی فاصلہ کے نہیں پڑھنے چاہئیں۔ یعنی فرضوں اور نفلوں کو ملا نہیں دینا چاہیئے اور یہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۱۴۔ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ أُمِرْنَا أَنْ نُسَبِّحَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلوٰةٍ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَنَحْمَدَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَنُكَبِّرَ أَرْبَعًا وَّثَلٰثِيْنَ فَأُتِيَ رَجُلٌ فِي الْمَنَامِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقِيْلَ لَهُ أَمَرَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُسَبِّحُوْا فِي دُبُرِ كُلِّ صَلوٰةٍ كَذَا وَكَذَا قَالَ الْأَنْصَارِيُّ فِي مَنَامِهِ نَعَمْ قَالَ فَاجْعَلُوْهَا خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ وَاجْعَلُوْا فِيْهَا التَّهْلِيْلَ فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَافْعَلُوْا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔

۹۱۵۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أَعْوَادِ هٰذَا الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلوٰةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا الْمَوْتُ وَمَنْ

۹۱۴۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم ہر نماز کے بعد ۳۳ دفعہ تسبیح پڑھیں ۳۳ دفعہ الحمد للہ کہیں اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر کہیں۔ انصار سے ایک آدمی کو خواب میں کوئی آدمی ملا۔ اس نے کہا آپ کو حضرت نے حکم فرمایا ہے کہ نماز میں اتنی اتنی دفعہ تسبیح کہا کرو۔ اس نے کہا ہاں فرمایا۔ اسنے پچیس پچیس دفعہ کر دو۔ اور اس میں لا الٰہ الا اللہ پڑھا دو۔ صبح کے وقت وہ انصاری آنحضرت کے پاس آیا۔ اور آپ کو خواب کا پتہ دیا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اسی طرح کر لو[۱] (احمد۔ نسائی۔ دارمی)

۹۱۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں نے آنحضرت سے سنا۔ وہ اس منبر کی سیڑھیوں پر فرماتے تھے جو آدمی ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے اسے جنت کے داخل ہونے میں موت کے سوا کوئی مانع

(بقیہ حاشیہ) فصل تین طرح سے ہو سکتا ہے یا تو زیادہ دیر گزر جانے سے جیسا کہ ابو یعلی اور احمد میں ہے کہ حضرت عمر نے اس کو کہا کہ ابھی بیٹھ جا۔ دوسری قسم کا فصل یہ ہے کہ آدمی جگہ بدل دے آگے یا پیچھے ہو جائے یا دائیں بائیں ہو جائے جیسا کہ باب الدعا فی التشہد کی دوسری فصل میں گزر چکا ہے اور فصل کی تیسری صورت یہ ہے کہ کلام کر کے دونوں نمازوں میں فاصلہ کر دے اور یہاں یہی مقصود ہے حضرت عمر کا منشا یہی ہے کہ بیٹھ کر کچھ ذکر اذکار کرے جیسا کہ مسلم میں حضرت معاویہ کی حدیث میں آیا ہے۔

[۱] اس حدیث کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور حدیث صحیح ہے۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ یہ ذکر مختلف اوقات میں آنحضرت سے منقول ہے کبھی آپ نے دس دس مرتبہ فرمایا کبھی گیارہ مرتبہ کبھی پچیس مرتبہ اور کبھی تینتیس مرتبہ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَرَأَهَا حِيْنَ يَأْخُذُ مَضْجَعَهُ أَمَنَهُ اللّٰهُ عَلٰى دَارِهِ وَدَارِ جَارِهِ وَأَهْلِ دُوَيْرَاتٍ حَوْلَهُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ وَقَالَ إِسْنَادُهُ ضَعِيْفٌ۔

۹۱۶۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ قَبْلَ أَنْ يَّنْصَرِفَ وَيَثْنِيَ رِجْلَيْهِ مِنْ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ وَالصُّبْحِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ كُتِبَ لَهُ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّاٰتٍ وَرُفِعَ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَكَانَتْ

نہیں۔ اور جو اسے سوتے وقت بستر پر پڑھے اسے اور ہمسایوں اور قریب کے گھروں کو اللہ مصائب سے امن عطا فرماتا ہے[1] (شعب الایمان بیہقی اس کی سند ضعیف ہے)

۹۱۶۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن غنم آنحضرت سے روایت فرماتے ہیں آپ نے فرمایا جو آدمی صبح اور مغرب کی نماز کے بعد منہ پھیرنے سے پہلے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ الملک ولہ الحمد بیدہ الخیر یحیی ویمیت وھو علی کل شئی قدیر (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی کوئی شریک نہیں ہے ملک اسی کا ہے حمد اسی کی ہے، تمام خیر اس کے قبضہ میں ہے وہی زندہ کرتا

---

[1] قرآن کی سب سے بڑی آیت۔ اس حدیث کو دار قطنی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اس کا ایک شاہد طبرانی میں حسن بن علی حدیث بھی ہے۔ اس حدیث میں آیۃ الکرسی کی بڑی فضیلت آئی ہے اور طبرانی نے اپنے بعض طرق میں آیۃ الکرسی کے ساتھ سورۃ قل ہو اللہ احد کو بھی بیان کیا ہے اور قل ہو اللہ احد کی زیادتی والی حدیثوں کی سندیں صحیح ہیں حضرت ابی بن کعب کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا جانتے ہو کہ قرآن کی سب سے بڑی آیت کون سی ہے تو انہوں نے کہا آیۃ الکرسی تو آپ نے ابی کے سینہ پر ہاتھ مار کر فرمایا تجھ کو علم مبارک ہو۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جواب کو درست تسلیم کیا اور پسند فرمایا۔ یہ آیت اپنے درجے کے لحاظ سے قرآن کی سب سے بڑی آیت ہے ورنہ الفاظ کی کثرت کے لحاظ سے سورۃ بقرہ کی آیت دین سب سے بڑی آیت ہے۔ اور درجے کے لحاظ سے قرآن کی سب سے بڑی سورت سورۃ اخلاص ہے اور الفاظ کی تعداد کے لحاظ سے قرآن کی سب سے بڑی سورت سورۃ بقرہ ہے اور الفاظ کے لحاظ سے حروف مقطعات کو چھوڑ کر سب سے چھوٹی آیت سورۃ مدثر کی ثم نظر ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَہٗ حِرْزًا مِّنْ کُلِّ مَکْرُوْہٍ وَحِرْزًا مِّنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ وَلَمْ یَحِلَّ لِذَنْبٍ اَنْ یُّدْرِکَہٗ اِلَّا الشِّرْکُ وَکَانَ مِنْ اَفْضَلِ النَّاسِ عَمَلًا اِلَّا رَجُلًا یَّفْضُلُہٗ یَقُوْلُ اَفْضَلَ مِمَّا قَالَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ نَحْوَہٗ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اِلٰی قَوْلِہٖ اِلَّا الشِّرْکُ وَلَمْ یَذْکُرْ صَلٰوۃَ الْمَغْرِبِ وَلَا بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ۔

۹۱۷ : وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا قِبَلَ نَجْدٍ فَغَنِمُوْا غَنَائِمَ کَثِیْرَۃً وَاَسْرَعُوا الرَّجْعَۃَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَّا لَمْ یَخْرُجْ مَا رَاَیْنَا بَعْثًا اَسْرَعَ رَجْعَۃً وَلَا اَفْضَلَ غَنِیْمَۃً مِّنْ ھٰذَا الْبَعْثِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی قَوْمٍ اَفْضَلَ غَنِیْمَۃً وَاَفْضَلَ رَجْعَۃً شَھِدُوْا صَلٰوۃَ الصُّبْحِ ثُمَّ جَلَسُوْا

ہے، وہی مارتا ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے) یہ دعا دس دفعہ کہے، ہر دفعہ کے عوض اسے دس نیکیاں دی جاتی ہیں، دس برائیاں معاف کی جاتی ہیں، دس درجے بلند کئے جاتے ہیں، ہر برائی سے اس کے لیے بچاؤ ہو جاتا ہے۔ اور شیطان سے بھی بچاؤ کا سبب بن جاتا ہے۔ اور شرک کے سوا کوئی گناہ اسے ہلاک نہیں کر سکتے۔ اور اس کا یہ عمل سب سے افضل ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ فضیلت اسی کو ہوتی ہے جو اس سے بہتر کلمات کہے [1] (احمد، ترمذی) ابوذر سے لاشریک لہ تک اس میں مغرب کی نماز اور بیدہ الخیر کا ذکر نہیں ہے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

۹۱۷۔ حضرت عمر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے نجد کی طرف لشکر بھیجا۔ وہ لوگ بہت غنیمت لائے۔ اور بہت جلدی واپس آ گئے۔ ایک نے کہا جو لشکر کے ساتھ نہیں گیا تھا۔ ہم سے کوئی لشکر اتنی غنیمت لے کر اتنی جلدی واپس۔ ہم نے نہیں دیکھا۔ آنحضرت نے فرمایا میں تم کو ایسی قوم کا پتہ دوں جو غنیمت اور واپسی میں بہت افضل ہیں۔ جو لوگ صبح کی نماز میں حاضر ہوئے۔ پھر طلوع آفتاب تک بیٹھ کر

---

[1] احمد کی حدیث کے راوی ثقہ ہیں سوائے شہر بن حوشب کے کہ وہ مختلف فیہ ہے۔ یہ مطلب ہے کہ تشہد کی حالت ہی میں بیٹھے بیٹھے یہ کلمات کہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر عدد مذکورہ سے زیادہ تعداد میں یہ کلمات کہے تو اس کا ثواب زیادہ ہو جاتا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ ثواب عدد مذکور ہی سے ملتا ہے کمی بیشی کر لینے سے یہ ثواب نہیں ملتا۔ لیکن یہ صحیح نہیں بلکہ اگر زیادہ کہے گا تو ثواب زیادہ ہو جائے گا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَأُولٰئِكَ أَسْرَعُ رَجْعَةً وَّأَفْضَلُ غَنِيْمَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَحَمَّادُ بْنُ أَبِيْ حُمَيْدٍ الرَّاوِيْ هُوَ ضَعِيْفٌ فِي الْحَدِيْثِ

اللہ کا ذکر کرتے رہے۔ یہ لوگ واپسی اور غنیمت میں بہت بہتر ہیں۔[1] (ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے حماد بن ابی حمید راوی ضعیف ہے)

---

[1] صبح کے بعد ذکر کی فضیلت۔ اس کا ایک شاہد ابوہریرہ کی حدیث ہے جس کو ابن حبان۔ بزار اور ابویعلی نے روایت کیا ہے۔ اور اس مضمون کی حدیثیں مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی اور طبرانی میں بھی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک وہیں بیٹھے رہتے اور ذکر میں مشغول رہتے۔ اس سے صبح کی نماز کے بعد ذکر کی فضیلت ثابت ہوئی۔ ایک آدمی نے بڑی حسرت سے کلمات کہے کیونکہ وہ اس لشکر میں نہیں گیا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تنبیہ کی کہ آخرت کا ثواب اس سے بدرجہا بڑھ کر ہے انسان کو اس کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ جس حساب سے اللہ تعالیٰ نیکیوں کا اجر عطا فرماتے ہیں۔ دراصل دنیا کی پوری زندگی مومن کے لیے بے انداز غنیمت اکٹھی کرنے کا وقت ہے اور اس کا اندازہ آج نہیں ہو سکتا کل قیامت کو پتہ چلے گا جب مومنوں کو نیک اعمال کا اجر ملے گا۔ اور حماد بن ابی حمید کا نام محمد بن حمید ہے انصاری مدنی ہے۔ ثقات سے منکر روایتیں بیان کرتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ مَا لَا یَجُوْزُ مِنَ الْعَمَلِ فِی الصَّلٰوۃِ وَمَا یُبَاحُ مِنْہُ

نماز میں جو عمل ناجائز ہیں اور جو مباح ہیں

نماز ایسا عمل ہے جس کے تمام اجزاء کے تعین ادا کا طریقہ اذکار فرائض سنن ونوافل مباحات منہیات سب اللہ کی طرف سے متعین ہیں۔ اس میں کوئی چیز اپنی طرف سے اضافہ کرنا درست نہیں اس لیے ضروری تھا کہ جو عمل درست ہوں ان کا ذکر فرما دیا جائے جو نادرست ہیں۔ ان کا اظہار بھی کر دیا جائے۔ اس باب میں یہی تذکرہ مطلوب ہے۔ مندرجہ ذیل ہدایات اس باب کی احادیث سے سمجھ میں آتی ہیں۔

۱۔ تسبیح کی تکبیر قراءت قرآن نماز کے اہم اجزاء ہیں جو نقل وحرکت ان کے خلاف ہو۔ وہ اگر اس قدر معمولی ہو کہ وہ ان وظائف میں خلل نہ ڈال سکے تو مباح ہوگی۔ ورنہ نماز کے منافی ہوگی۔

۲۔ جو حرکت نماز کی تکمیل کے لیے کی جائے جیسے صف ملانا۔ پاؤں ہموار کرنا۔ کندھے ملانا۔ یہ حرکات نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہیں۔ نماز میں صف درست کرنے کے لیے اگر کوئی شخص اپنے ساتھی کو اشارہ کرے تو اس کی تعمیل کرنے میں تامل نہیں کرنا چاہیئے۔

۳۔ نماز میں چھینک، جمائی وغیرہ آتی ہیں جو چیز رک سکے روکنے کی کوشش کرنا چاہیئے نہ رک سکے تو اس سے نماز میں خلل نہیں ہوتا۔

۴۔ نماز میں رقت قلب مطلوب ہے۔ اگر رونا سینے تک رہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ منہ تک آ جائے تو نماز میں خلل ہوگا۔ (آنحضرت ﷺ کا رونا سینہ تک محدود ہوتا تھا۔ حدیث فی صدرہ ازیز کازیز المرجل (آپ کے سینے سے رونے کی آواز ہانڈی کے اُبلنے کی طرح آتی تھی) اگر ایک تنہائی میں نماز پڑھ رہا ہو اور زیادہ خشیت طاری ہو جائے اور بے خودی میں گڑگڑا کر رونا آجائے تو کوئی حرج نہیں اور محدثین کے نزدیک نماز نہیں ٹوٹتی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۹۱۸: عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ بَيْنَا أَنَا أُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ فَقُلْتُ وَاثُكْلَ
أُمِّيَاهْ مَا شَأْنُكُمْ تَنْظُرُونَ إِلَيَّ فَجَعَلُوا يَضْرِبُونَ بِأَيْدِيهِمْ عَلَى أَفْخَاذِهِمْ فَلَمَّا
رَأَيْتُهُمْ يُصَمِّتُونَنِي لٰكِنِّي سَكَتُّ فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبِأَبِي هُوَ
وَأُمِّي مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِّنْهُ فَوَاللّٰهِ مَا كَهَرَنِي وَلَا ضَرَبَنِي وَلَا
شَتَمَنِي قَالَ إِنَّ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِّنْ كَلَامِ النَّاسِ إِنَّمَا هِيَ التَّسْبِيحُ
وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُولَ

۹۱۸۔ معاویہؓ بن حکم فرماتے ہیں میں کسی وقت آنحضرت کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا۔ کسی آدمی نے لوگوں میں سے چھینک ماری میں نے اس کے جواب میں یرحمک اللہ (اللہ تم پر رحم فرما وے) کہا لوگوں نے آنکھوں کے اشاروں سے چپ کرانے کی کوشش کی۔ میں نے تعجب سے کہا میری ماں مجھے گم کرے تمہیں کیا ہوگیا۔ تم مجھے تاکتے ہو۔ لوگ اپنے ہاتھ رانوں پر مارنے لگے۔ جب میں نے معلوم کیا۔ وہ مجھے چپ کرانا چاہتے ہیں۔ میں چپ ہوگیا۔ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ میں نے آپ سے بہتر معلم نہیں دیکھا۔ نہ مجھے ڈانٹا۔ نہ مارا۔ نہ گالیاں دیں۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا نماز میں لوگوں کی سی باتیں کرنا مناسب نہیں۔ اس میں صرف تسبیح، تکبیر اور قرآن پڑھنا[1] چاہیے یا جس طرح حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے

---

[1] نماز میں باتیں کرنا منع ہے۔ اس حدیث کو احمد۔ نسائی اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ کسی نے مختصر اور کسی نے مطول۔ یہ ان دنوں کا واقعہ ہے کہ ابھی بھول چوک پر سبحان اللہ کہنے کا حکم نہیں آیا تھا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ جاہل یا ناواقف آدمی اگر نماز میں کوئی کلام کر لے تو اس کی جہالت کے عذر کی وجہ سے اس کو شریعت دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیتی۔ اور یہ جو فرمایا کہ نماز میں باتیں کرنے کے لیے نہیں ہیں۔ اس سے جمہور نے استدلال کیا ہے کہ نماز میں کلام کرنا حرام ہے خواہ ضرورت سے ہو یا بے ضرورت اور خواہ نماز کی مصلحت سے ہو یا اس کے علاوہ اور کسی غرض سے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہِ اِنِّی حَدِیْثُ عَھْدٍ بِجَاھِلِیَّۃٍ وَقَدْ جَاءَنَا اللّٰہُ بِالْاِسْلَامِ وَاِنَّ مِنَّا رِجَالًا یَاْتُوْنَ الْکُھَّانَ قَالَ فَلَا تَاْتِھِمْ قُلْتُ وَمِنَّا رِجَالٌ یَتَطَیَّرُوْنَ قَالَ ذَالِکَ شَیْءٌ یَجِدُوْنَہٗ فِیْ صُدُوْرِھِمْ فَلَا یَصُدَّنَّھُمْ قَالَ قُلْتُ وَمِنَّا رِجَالٌ یَخُطُّوْنَ قَالَ کَانَ نَبِیٌّ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ یَخُطُّ فَمَنْ وَّافَقَ خَطَّہٗ فَذَاکَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ قَوْلُہٗ لٰکِنِّیْ سَکَتُّ ھٰکَذَا وَجَدْتُ فِیْ صَحِیْحِ مُسْلِمٍ وَکِتَابِ الْحُمَیْدِیِّ وَصُحِّحَ فِیْ جَامِعِ الْاُصُوْلِ بِلَفْظَۃِ کَذَا فَوْقَ لٰکِنِّیْ۔

رسول میں نو مسلم ہوں۔ ہمیں اللہ نے اسلام کی دولت عطا فرمائی ہے۔ ہم میں سے کچھ لوگ کاہنوں کے پاس جاتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا، تم ان کے پاس مت جانا۔ میں نے عرض کیا۔ ہم میں سے بعض لوگ فال لیتے ہیں۔ فرمایا یہ صرف دل کا کھٹکا ہے۔ جو وہ دل میں محسوس کرتے ہیں۔ ان کو کاروبار سے رُکنا نہیں چاہئیے۔ میں نے عرض کیا ہم میں سے بعض لوگ خط کھینچتے ہیں۔ فرمایا بعض نبی خط کھینچا کرتے تھے۔ جس کا علم اس کے موافق ہو۔ وہ درست ہے[1]۔ (ورنہ نہیں) (مسلم) لکنی سکت کا لفظ صحیح مسلم اور جمع بین الصحیحین حمیدی میں اسی طرح ہے۔ اور جامع الاصول میں اس کے ساتھ کذا کا لفظ تصحیح کے طور پر اضافہ کیا گیا ہے۔

[1] جاہلیت والے جانوروں سے فال اس طرح لیا کرتے تھے کہ جانور اگر بائیں طرف سے دائیں طرف کو نکل جائے تو اس کو برکت والا سمجھتے تھے۔ اور اگر جانور آدمی کی دائیں جانب، کو چلا جائے تو اس کو منحوس خیال کیا کرتے تھے۔ آپ نے اس سے منع فرمادیا اور لکیریں کھینچنے کی یہ صورت ہوتی تھی کہ جب کوئی آدمی رمال کے پاس جاتا تو وہ کسی چھوٹے بچے کو کہتا کہ یہاں بہت سی لکیریں کھینچو وہ کھینچ دیتا۔ پھر رمال اس آدمی کو کہتا کہ دو دو کرکے ان لکیروں میں سے لکیریں مٹاتے جاؤ۔ آخری لکیر اگر ایک رہ جاتی تو اس کو بہت برا خیال کرتے اور اگر جوڑا یعنی دو لکیریں رہ جاتیں تو اس کو مبارک سمجھتے ایک نبی جو خط کھینچتے تھے وہ ادریس علیہ السلام ہیں۔ اور بعض نے دانیال علیہ السلام کا نام لیا ہے۔ یقینی طور پر کبھی نہیں کہا جا سکتا کہ یہ خط اس نبی کے خط کے موافق ہے، پھر خط کھینچنا فضول اور بے کار ہے۔ ہاں قرآن مجید یا حدیث شریف کے الفاظ سنت کے مطابق اگر پڑھے .... تو ان شاء اللہ اس سے نفع یقینی ہے۔ اگر دل کی تسلی کے لیے کچھ کرنا ہو تو اس طرح کر لے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۱۹:۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فِي الصَّلٰوةِ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا فَقَالَ إِنَّ فِي الصَّلٰوةِ لَشُغْلًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۹۲۰:۔ وَعَنْ مُعَيْقِيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجُلِ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ قَالَ إِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۹۲۱:۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَصْرِ فِي الصَّلٰوةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۹۱۹۔ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ جب حضرت نماز میں ہوتے ہم آپ پر سلام کہتے آپ ہمیں جواب دیتے جب ہم نجاشی کے پاس سے واپس آئے ہم نے سلام کہا۔ حضرت نے اس کا جواب نہ دیا۔ ہم نے عرض کیا۔ پہلے جناب سلام کا جواب دیا کرتے تھے۔ فرمایا نماز میں ایک طرح کی مشغولیت ہوتی ہے[1]۔ (بخاری مسلم)

۹۲۰ ۔ معیقیبؓ آنحضرت سے روایت کرتے ہیں۔ اس آدمی کے متعلق جو اپنی سجدہ گاہ کی مٹی درست کرے۔ فرمایا اگر ایسا کرنا ضروری ہو تو ایک دفعہ کر سکتے ہو[2]۔ (بخاری مسلم)

۹۲۱ ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے نماز میں پہلو پہ ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا ہے[3]۔ (بخاری مسلم)

---

[1] پہلے نماز میں باتیں کر لیتے تھے۔ ابتدائے اسلام میں نماز میں چھوٹی موٹی باتیں کر لیا کرتے تھے۔ جب بیاسی صحابہ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اس وقت ابھی باتیں نماز میں کر لیا کرتے تھے۔ ۲ھ میں حبشہ کے مہاجرین مدینہ منورہ واپس آ گئے اس وقت آنحضرت نماز پڑھ رہے تھے۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے سلام کہا آپ نے جواب نہ دیا وہ سمجھے کہ حضور ہمارے حبشہ سے واپس آجانے سے شاید ناراض ہو گئے ہیں اس لیے جواب نہیں دیا۔ آنحضرت نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ نماز میں کلام کرنا منع ہو گیا ہے اور پھر سلام کا جواب بھی دیا۔ اگر کوئی نماز میں ہو اور کوئی آ کر سلام کہے تو حنفیہ کہتے ہیں کہ بعد نماز اس کا جواب دے اور شافعیہ اور دوسرے تمام جمہور کا مذہب یہ ہے کہ ہاتھ کے اشارہ سے جواب دیدے منہ سے نہ بولے۔

[2] اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔

[3] اس حدیث کو نسائی۔ ترمذی اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ معنی بالکل واضح ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۲۲۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاِلْتِفَاتِ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلٰوةِ الْعَبْدِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۲۳۔ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ رَفْعِهِمْ اَبْصَارَهُمْ عِنْدَ الدُّعَاءِ فِي الصَّلٰوةِ اِلَى السَّمَاءِ اَوْ لَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۲۴۔ وَعَنْ اَبِي قَتَادَةَ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّ النَّاسَ وَاُمَامَةُ بِنْتُ اَبِي الْعَاصِ عَلٰى عَاتِقِهٖ فَاِذَا رَكَعَ وَضَعَهَا وَاِذَا رَفَعَ مِنَ السُّجُودِ اَعَادَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۲۲۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا آنحضرت سے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کے متعلق دریافت کیا، فرمایا اس طرح شیطان انسان کی نماز کو اچک لیتا ہے[1]۔ (بخاری، مسلم)

۹۲۳۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا۔ لوگوں کو نماز میں دُعا کے وقت آسمان کی طرف آنکھ اٹھانے سے رک جانا چاہیئے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ ان کی آنکھوں کو اچک لے گا[2]۔ (مسلم)

۹۲۴۔ ابوقتادہؓ فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت کو دیکھا وہ امامہ بنت ابی العاص کو کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے اور آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ رکوع فرماتے تو اسے رکھ دیتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو اسے پھر سے اٹھا لیتے[3]۔ (بخاری و مسلم)

---

[1] نماز میں جھانکنا منع ہے۔ اس حدیث کو ابوداؤد، نسائی، ابن خزیمہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ ادھر ادھر دیکھنے کی تین صورتیں ہیں ایک یہ کہ آدمی پوری طرح پھر کر دیکھے یہ قطعاً حرام ہے۔ دوسری یہ کہ سینہ تو قبلہ کی طرف ہی رہے لیکن منہ ادھر ادھر کر کے دیکھ لے یہ مکروہ تحریمی ہے۔ اور تیسری یہ کہ منہ بھی قبلہ ہی کی طرف رہے صرف آنکھوں کی گردش سے کسی طرف دیکھے یہ مکروہ تنزیہی ہے بہرحال ان تمام صورتوں سے بچنا چاہیئے اور نگاہ سجدہ کی جگہ پر رکھنی چاہیئے۔

[2] اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس میں بہت بڑی وعید ہے اس آدمی کے لیے جو آسمان کی طرف نگاہ اٹھائے کہ یا تو باز آجاؤ ورنہ خدا تعالیٰ تم کو اندھا کر دیں گے۔

[3] بچے والیوں کے لیے نمونہ کی نماز۔ اس کو احمد اور ابوداؤد نے اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ امامہ آنحضرت کی نواسی حضرت زینب کی بیٹی تھی جو حضرت فاطمہ کے انتقال کے بعد حضرت علی کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۲۵۔ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ وَلَا يَقُلْ هَا فَاِنَّ الشَّيْطٰنَ يَدْخُلُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ وَلَا يَقُلْ هَا فَاِنَّمَا ذٰلِكُمْ مِنَ الشَّيْطَانِ يَضْحَكُ مِنْهُ۔

۹۲۶۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عِفْرِيْتًا مِّنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ الْبَارِحَةَ لِيَقْطَعَ عَلَيَّ صَلٰوتِيْ فَاَمْكَنَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ فَاَخَذْتُهٗ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَرْبِطَهٗ عَلٰى سَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى تَنْظُرُوْا اِلَيْهِ كُلُّكُمْ فَذَكَرْتُ دَعْوَةَ اَخِيْ سُلَيْمٰنَ رَبِّ هَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ فَرَدَدْتُّهٗ خَاسِئًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۲۵۔ ابو سعیدؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز میں جمائی لے تو جہاں تک ہو سکے اسے اپنا منہ بند کر لینا چاہیئے۔ اور ہا کی آواز کی نہ نکالے۔ کیونکہ شیطان اس طرح منہ میں گھس جاتا ہے (مسلم) بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی آدمی نماز میں جمائی لے۔ جہاں تک ممکن ہو منہ کو بند کرے۔ اور منہ سے آواز نہ نکالے۔ کیونکہ اس سے شیطان ہنستا ہے[۱]

۹۲۶۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا ایک شریر جن گذشتہ رات میری طرف بھاگ آیا تا کہ وہ میری نماز کو توڑے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے موقعہ دیا۔ میں نے اسے پکڑ لیا میرا ارادہ ہوا کہ میں اسے مسجد کے کسی ستون سے باندھ دوں تا کہ تم سب اسے دیکھو مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آگئی۔ اے میرے رب مجھے ایسی حکومت مرحمت فرما جو کسی دوسرے کے لیے مناسب نہ ہو (اس وقت) میں نے اسے ذلیل کر کے رد کر دیا[۲]۔ (بخاری مسلم)

(بقیہ حاشیہ) نکاح میں آئیں۔ اس سے کئی مسئلے ثابت ہوئے۔ یہ فرضوں کی جماعت تھی۔ دوسری روایت میں ہے کہ ظہر کی نماز تھی۔ معلوم ہوا کہ بچوں کے کپڑے اور بدن پاک سمجھے جائیں گے جب تک کہ ان پر پلیدی کا علم نہ ہو جائے۔ تھوڑے عمل سے نماز باطل نہیں ہوتی اور یہ عمل اگر متفرق طور پر ہو تو بھی نماز باطل نہیں ہوتی۔

[۱] اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔

[۲] نماز میں موذی کو دفع کرنا جائز ہے۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنوں کا وجود ہے، یہ کتاب و سنت سے ثابت ہے اور ان کا نظر آ جانا بھی ممکن ہے۔ گو اکثر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۲۷۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلٰوتِهِ فَلْيُسَبِّحْ فَإِنَّمَا التَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۹۲۸۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ قَبْلَ أَنْ نَأْتِيَ أَرْضَ الْحَبَشَةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ أَرْضِ الْحَبَشَةِ أَتَيْتُهُ فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ حَتّٰى إِذَا قَضَى صَلٰوتَهُ قَالَ إِنَّ اللهَ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ وَإِنَّ مِمَّا أَحْدَثَ أَنْ لَا تَتَكَلَّمُوا فِي الصَّلٰوةِ فَرَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ وَقَالَ إِنَّمَا الصَّلٰوةُ لِقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ وَذِكْرِ اللهِ فَإِذَا كُنْتَ فِيهَا فَلْيَكُنْ ذٰلِكَ شَأْنَكَ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

۹۲۷۔ سہل رضی اللہ عنہ بن سعد سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا جسے نماز میں کوئی حادثہ پیش آجائے تو اسے تسبیح کہنا چاہیئے۔ کیونکہ دستک دینا عورتوں کے لیے ہے۔ ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا تسبیح مردوں کے لیے ہے اور دستک بجانا عورتوں کے لیے[1] (بخاری مسلم)

دوسری فصل

۹۲۸۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود فرماتے ہیں۔ ہجرت حبشہ سے پہلے ہم نماز میں آنحضرت کو سلام کہا کرتے تھے۔ اور آپ اس کا جواب دے دیا کرتے تھے جب ہم حبشہ سے واپس آئے تو میں آپ کے پاس آیا۔ آپ نماز پڑھ رہے تھے میں نے سلام عرض کیا آپ نے نماز پوری کرنے سے پہلے جواب نہ دیا۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ جس طرح چاہے احکام بھیجتا ہے۔ اب یہ نیا حکم ہے کہ نماز میں کلام مت کرو۔ پھر آپ نے میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا نماز صرف قرآن پڑھنے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے ہے۔ جب تک نماز میں ہو تمہیں یہی کچھ کرنا چاہیئے[2] (ابوداؤد)

(بقیہ حاشیہ) حالات میں تو ہو سلیمان علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ مجھے ایسی حکومت عطا کی جائے جو میرے بعد کسی کو نہ ملے تو ان کھیتوں پر حکومت عطا کی گئی ہیں۔ میں نے جن کو پکڑ کر اس لیے آزاد کر دیا کہ اس سے ثابت ہوتا تھا کہ جنوں کو ان کے بعد بھی کوئی قابو کرنے والا آ گیا اور ان کی دعا قبول نہیں ہوئی تو پھر میں نے اس جن کو چھوڑ دیا۔ یہاں اس حدیث کو لانے کا مقصد یہ ہے کہ اتنا کام آنحضرت نے نماز میں کر لیا اور پھر بھی آپ کی نماز نہیں ٹوٹی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۲۹: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قُلْتُ لِبِلَالٍ كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ حِيْنَ كَانُوْا يُسَلِّمُوْنَ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ كَانَ يُشِيْرُ بِيَدِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِيْ رِوَايَةِ النَّسَائِيِّ نَحْوُهٗ وَعِوَضُ بِلَالٍ صُهَيْبٌ.

۹۳۰: وَعَنْ رِفَاعَةَ ابْنِ رَافِعٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَطَسْتُ فَقُلْتُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْصَرَفَ فَقَالَ مَنِ الْمُتَكَلِّمُ فِي الصَّلٰوةِ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ اَحَدٌ ثُمَّ قَالَهَا الثَّانِيَةَ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ اَحَدٌ ثُمَّ قَالَهَا الثَّالِثَةَ فَقَالَ

۹۲۹- ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت بلال سے کہا۔ آنحضرت نماز میں لوگوں کے سلام کا جواب کس طرح دیتے تھے فرمایا۔ آپ ہاتھ سے اشارہ کر دیا کرتے تھے[۱]۔ ترمذی نسائی میں اسی طرح ہے البتہ بلال کی جگہ صہیب کا ذکر فرمایا ہے۔

۹۳۰- رفاعہ بن رافعؓ فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ میں نے چھینک ماری اور کہا الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ مبارکا علیہ کما یحب ربنا ویرضی اللہ تعالیٰ کے لیے بے حد تعریف ہے جس کے اوپر اور اندر سب برکت ہے۔ جس طرح ہمارا رب راضی ہو۔ اور پسند فرمائے۔ جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے۔ اور لوٹے فرمایا یہ کلام نماز میں کس نے کی ہے۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ آنحضرت نے پھر دریافت فرمایا۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ پھر تیسری دفعہ دریافت فرمایا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) سلہ بھول پر سبحان اللہ کہنا:۔ اس کو نسائی اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ اگر نمازی کو کوئی آدمی بلائے اور اسے علم نہ ہو کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے اور وہ برابر آوازیں دیتا جائے یا امام کسی جگہ بھول جائے کسی رکن کو آگے پیچھے کرنے لگے یا کمی بیشی کرنے لگے تو مردوں کو چاہیے کہ سبحان اللہ کہیں اور عورت منہ سے نہ بولے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر مارے کہ اس کو پتہ چل جائے کہ نماز میں ہے یا امام کو پتہ لگ جائے کہ کوئی غلطی ہو رہی ہے۔ آجکل لوگوں نے یہ دستور بنا رکھا ہے کہ اگر امام کو بٹھانا مقصود ہو تو سبحان اللہ کہتے ہیں اور اگر اٹھانا مقصود ہو تو اللہ اکبر کہتے ہیں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ صرف سبحان اللہ ہی کہنا چاہیے۔

سلہ نماز میں سلام کا جواب نہ دے:۔ اس کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ جن لوگوں کا مذہب ہے کہ نماز میں سلام کا جواب بالکل نہ دے انہوں نے اس حدیث سے دلیل لی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ہاتھ سے اشارہ کر دے اور منہ سے نہ بولے تاکہ سب حدیثوں پر عمل ہو جائے

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] حضرت بلال کی حدیث کے راوی سب ثقہ ہیں اور صہیب کی حدیث کے راویوں میں نابل صاحب العباد ہے اس کو دارقطنی نے ضعیف کہا ہے اور نسائی نے ثقہ کہا ہے اور اس باب میں صحابہ کی ایک جماعت سے حدیثیں مروی ہیں جو دلالت کرتی ہیں کہ نماز میں اشارہ سے سلام کا جواب دیا جا سکتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رِفَاعَۃُ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَدْ اِبْتَدَرَھَا بِضْعَۃٌ وَّ ثَلَاثُوْنَ مَلَکًا اَیُّھُمْ یَصْعَدُ بِھَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ۔

۹۳۱:۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلتَّثَاؤُبُ فِی الصَّلٰوۃِ مِنَ الشَّیْطَانِ فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیَکْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَفِیْ اُخْرٰی لَہٗ وَلِابْنِ مَاجَۃَ فَلْیَضَعْ یَدَہٗ عَلٰی فِیْہِ۔

۹۳۲:۔ وَعَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّأَ اَحَدُکُمْ فَاَحْسَنَ وُضُوْءَہٗ ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا اِلَی الْمَسْجِدِ فَلَا یُشَبِّکَنَّ بَیْنَ اَصَابِعِہٖ فَاِنَّہٗ فِی الصَّلٰوۃِ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ۔

رفاعہ نے عرض کیا۔ حضرت یہ میں نے کلمہ کہا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تیس سے کچھ زیادہ فرشتے جلدی کر رہے تھے۔ کہ ان کلمات کو اوپر لے جائیں[1]۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی)

۹۳۱۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ نماز میں جمائی لینا شیطانی حرکت ہے جب تم میں سے کوئی جمائی لے تو جہاں تک ہو سکے وہ اپنا منہ بند کر لے[2]۔ (ترمذی) ترمذی اور ابن ماجہ سے دوسری روایت میں آیا ہے۔ چاہیئے کہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھے۔

۹۳۲۔ کعب بن عجرہؓ سے آنحضرت نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی وضوء کرے۔ اور اچھی طرح وضوء کرے۔ پھر نماز کے ارادہ سے مسجد کی طرف نکلے تو اپنی انگلیوں میں تشبیک (ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا) نہ کرے کیونکہ وہ نماز ہی میں ہے[3]۔ (احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ دارمی)

---

[1] **مقتدی کا اونچی آواز سے کچھ الفاظ کہنا:۔** اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے حسن کہا ہے۔ بخاری کے لفظ یہ ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا تو ایک آدمی نے آپ کے پیچھے سے کہا ربنا ولک الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ۔ بخاری میں چھینک کے لفظ نہیں ہیں اور نہ کما یحب ربنا ویرضی۔ کے لفظ ہیں اور اتنا زیادہ بیان کیا ہے کہ یہ الفاظ اس نے رکوع سے سر اٹھانے کے بعد کہے۔ ان حدیثوں میں تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ بخاری میں جو آدمی مجہول ہے وہ رفاعہ بن رافع ہے اور چھینک اس کو رکوع کے بعد آئی۔

[2] اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور ابن ماجہ کی سند کے آدمی صحیحین کے آدمی ہیں۔

[3] **نماز میں تشبیک نہ کرے:۔** انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر ان کے کڑا کے نکالنا تشبیک کہلاتا ہے یہ (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۳۳۔ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَزَالُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ مُقْبِلًا عَلَی الْعَبْدِ وَھُوَ فِیْ صَلٰوتِہٖ مَا لَمْ یَلْتَفِتْ فَاِذَا الْتَفَتَ اِنْصَرَفَ عَنْہُ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ۔

۹۳۴۔ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا اَنَسُ اجْعَلْ بَصَرَکَ حَیْثُ تَسْجُدُ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ سُنَنِہِ الْکَبِیْرِ مِنْ طَرِیْقِ الْحَسَنِ عَنْ اَنَسٍ یَرْفَعُہٗ۔

۹۳۵۔ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا بُنَیَّ اِیَّاکَ وَالْاِلْتِفَاتَ فِی الصَّلٰوۃِ فَاِنَّ الْاِلْتِفَاتَ فِی الصَّلٰوۃِ ھَلَکَۃٌ فَاِنْ کَانَ لَابُدَّ فَفِی التَّطَوُّعِ لَا فِی الْفَرِیْضَۃِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

۹۳۳۔ ابوذرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب انسان نماز ادا کرے۔ تو اللہ تعالیٰ کی توجہ ہمیشہ اس کی طرف ہوتی ہے۔ جب تک وہ اِدھر اُدھر نہ دیکھے۔ جب وہ اِدھر اُدھر دیکھنا شروع کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اس سے منہ پھیر لیتے ہیں[۱] (احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ دارمی)

۹۳۴۔ حضرت انسؓ نے کہا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اے انس اپنی نظر سجدہ کی جگہ پر رکھ[۲] (سنن کبیر بیہقی بواسطہ حسن حضرت انس سے مرفوع۔

۹۳۵۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے مجھے فرمایا۔ اے بیٹا نماز میں التفات (ادھر اُدھر دیکھنا) سے پرہیز کرو۔ ایسا کرنا بربادی ہے۔ اگر دیکھنا ناگزیر ہو تو نوافل میں کر سکتے ہو[۳] فرائض میں نہیں (ترمذی)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) نماز میں منع ہے اور اسی طرح جو نماز کے ارادہ سے جا رہا ہو اس کو بھی منع ہے۔ ویسے عام حالات میں یہ جائز ہے کیونکہ ذوالیدین کی حدیث میں ہے جو سجدہ سہو کے باب میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت اپنے ہاتھوں میں تشبیک کر رکھی تھی۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] اگر سینہ اور منہ بھی قبلہ سے پھر جائے تو اس طرح کا التفات نماز میں حرام ہے اور اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور اگر منہ اور سینہ قبلہ ہی کی طرف رہیں تو جمہور کے نزدیک یہ نہی تنزیہی ہے تحریمی نہیں ہے اس سے نماز تو نہیں ٹوٹتی لیکن ناقص ضرور ہو جاتی ہے۔

[۲] یہ حکم استحباباً ہے اور قیام کی حالت میں ہے ورنہ رکوع اور سجدہ کی حالت میں ظاہر ہے کہ نظر وہاں نہیں رہ سکے گی بہرحال نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کی یہ صورت کہ منہ بھی دوسری طرف کر لے حرام ہے۔

[۳] اس حدیث کو ترمذی نے صحیح کہا ہے۔ التفات کو ہلاکت اس لیے کہا ہے کہ نماز کے اجر کے نقصان کا سبب ہے۔ التفات حرام وہ ہے جس میں منہ بھی قبلہ سے پھر جائے اگر منہ قبلہ ہی کی طرف رہے تو کراہت تنزیہی ہے جیسا کہ اگلی حدیث سے خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل واضح کر رہا ہے اور ابن عباس کی حدیث کے راوی صحیح ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۳۶:۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْحَظُ فِي الصَّلٰوةِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا وَّلَا يَلْوِيْ عُنُقَهٗ خَلْفَ ظَهْرِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ۔

۹۳۷:۔ وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَفَعَهٗ قَالَ الْعُطَاسُ وَالنُّعَاسُ وَالتَّثَاؤُبُ فِي الصَّلٰوةِ وَالْحَيْضُ وَالْقَيْءُ وَالرُّعَافُ مِنَ الشَّيْطَانِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۹۳۸:۔ وَعَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ وَلِجَوْفِهٖ أَزِيْزٌ كَأَزِيْزِ الْمِرْجَلِ يَعْنِيْ يَبْكِيْ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَفِيْ صَدْرِهٖ أَزِيْزٌ كَأَزِيْزِ الرَّحٰى مِنَ الْبُكَاءِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَرَوَى النَّسَائِيُّ الرِّوَايَةَ الْأُوْلٰى وَأَبُوْ دَاوُدَ الثَّانِيَةَ۔

۹۳۶۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں آنحضرت نماز میں اِدھر اُدھر دیکھتے تھے لیکن گردن پیٹھ کی طرف نہیں پھیرتے تھے۔ (ترمذی۔ نسائی)

۹۳۷۔ عدی بن ثابت اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے مرفوعًا روایت فرماتے ہیں۔ چھینک اونگھ جمائی لینا نماز میں اور حیض قے اور نکسیر شیطانی حرکتیں ہیں۔[۱] (کیونکہ انسان عبادت سے رک جاتا ہے) (ترمذی)

۹۳۸۔ مطرف بن عبداللہ بن شخیر اپنے باپ سے بیان فرماتے ہیں۔ میں آنحضرت کے پاس آیا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ اور آپ کے سینے سے چکی کی آواز آرہی تھی۔[۲] (رونے کی آواز) (احمد پہلی روایت نسائی میں ہے۔ اور دوسری ابوداؤد میں)

لہ **شیطان غفلت کے کاموں سے خوش ہوتا ہے:۔** اس حدیث کی سند بالکل کمزور ہے اور یہ بھی سوچنا چاہئے کہ یہ سب طبعی امور ہیں ان میں انسان کا کوئی دخل نہیں ہے۔ اور شیطان کی طرف ان کی نسبت اس لیے کی گئی ہے کہ شیطان ان پر خوش ہوتا ہے اور اس کی خوشی کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان چیزوں کے سبب سے نمازی کی نماز میں کچھ خلل سا واقع ہو جاتا ہے اور شیطان کو وسوسہ ڈالنے کا موقع مل جاتا ہے۔

۲ہ **نماز میں رونا خوش نصیبی ہے:۔** اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور ابن حبان اور ابن خزیمہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں اگر خوف الٰہی سے رونا آجائے تو اس سے نماز نہیں ٹوٹتی بلکہ وہ نہایت محمود ہے اور خدا تعالیٰ سے اس کی توفیق مانگنا چاہیے کہ نماز میں رونا نصیب ہو۔ لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ آواز بلند نہ ہو بلکہ گریہ وزاری آنکھوں کے آنسوؤں اور سینہ کی جنبش تک محدود رہنی چاہئے۔ اور اگر آواز بلند ہو جائے تو اس کو آہستہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۳۹:۔ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَلَا یَمْسَحِ الْحَصٰی فَاِنَّ الرَّحْمَۃَ تُوَاجِھُہٗ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

۹۴۰:۔ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ رَاٰی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غُلَامًا لَّنَا یُقَالُ لَہٗ اَفْلَحُ اِذَا سَجَدَ نَفَخَ فَقَالَ یَا اَفْلَحُ تَرِّبْ وَجْھَکَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

۹۴۱:۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاِخْتِصَارُ فِی الصَّلٰوۃِ رَاحَۃُ اَھْلِ النَّارِ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ

۹۴۲:۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُقْتُلُوا الْاَسْوَدَیْنِ فِی الصَّلٰوۃِ الْحَیَّۃَ وَالْعَقْرَبَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَلِلنَّسَائِیِّ مَعْنَاہُ۔

۹۳۹۔ حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب کوئی تم میں سے نماز کا ارادہ کرے۔ تو سامنے سے کنکر نہ اٹھائے کیونکہ اللہ کی رحمت اس کے سامنے ہوتی ہے[1]۔ (احمد۔ ترمذی ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

۹۴۰۔ حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا۔ آنحضرت نے ہمارے غلام کو دیکھا جس کا نام افلح تھا وہ جب سجدہ کرتا تو پھونکیں مارتا آپ نے فرمایا۔ افلح منہ کو مٹی لگنے دو[2] (ترمذی)

۹۴۱۔ ابن عمرؓ نے فرمایا۔ آنحضرت کا ارشاد ہے نماز میں پہلو پر ہاتھ رکھنا منع ہے کیونکہ یہ اہل جہنم کے لیے آرام[3] کی صورت ہوگی۔ (شرح السنہ)

۹۴۲۔ ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ نماز میں دو سیاہ یعنی سانپ اور بچھو کو قتل کر دو[4]۔ (احمد۔ ابوداؤد۔ ترمذی نسائی معناً)

---

[1] اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے کنکریوں کو نہ چھونے کی حکمت بھی بتا دی ہے کہ چونکہ نماز میں رحمتِ خداوندی نمازی کے سامنے ہوتی ہے نمازی کو چاہیئے کہ رحمتِ خداوندی کو چھوڑ کر ادھر طرف توجہ نہ کرے۔

[2] نیکی میں غبار بھی اجر کا باعث ہے:۔ اس حدیث کی سند ضعیف ہے لیکن اس کی تائید اوپر کی حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ کنکریوں اور مٹی وغیرہ کو دور کرنے کی طرف توجہ نہیں ہونی چاہیے اور پھر نماز میں خدا تعالیٰ کے سامنے اپنے چہرہ کو خاک آلود کرنے کا اجر بھی تو بہت زیادہ ملے گا کہ قیامت کو اس کا چہرہ نور سے چمکتا ہوگا۔

[3] جہنمیوں کی سی شکل و صورت:۔ اس باب میں بیہقی نے ابوہریرہ سے بھی روایت کی ہے اور طبرانی میں بھی ابوہریرہ سے مروی ہے یہاں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ دوزخیوں کو راحت ہوگی کہاں؟ جواب یہ ہے کہ آگ میں جلنے کے علاوہ ان کو مدتما ئے (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۴۳۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ تَطَوُّعًا وَالْبَابُ عَلَيْهِ مُغْلَقٌ فَجِئْتُ فَاسْتَفْتَحْتُ فَمَشٰى فَفَتَحَ لِيْ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى مُصَلَّاهُ وَذَكَرَتْ أَنَّ الْبَابَ كَانَ فِي الْقِبْلَةِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَرَوَى النَّسَائِيُّ نَحْوَهٗ۔

۹۴۴۔ وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَسَا أَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُعِدِ الصَّلٰوةَ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ مَعَ زِيَادَةٍ وَنُقْصَانٍ۔

۹۴۳۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نفل ادا فرماتے۔ اور دروازہ بند ہوتا۔ میں آکر دروازہ کھٹکھٹاتی آپ دروازہ کھول کر نماز گاہ میں چلے جاتے۔ اور فرمایا یہ دروازہ قبلہ کی طرف تھا۔[1] (ابوداؤد۔ ترمذی نسائی)

۹۴۴۔ طلق بن علیؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب نماز میں تم میں سے کسی کی آہستگی سے ہوا نکل جائے۔ تو وہ لوٹ کر وضوء کرے اور نماز کا اعادہ کرے[2] (ابوداؤد۔ ترمذی نے الفاظ کی کمی بیشی سے)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) دراز تک کھڑا بھی رہنا پڑے گا اور تھک جائیں گے تو اپنے ہاتھوں کو پہلو پر رکھ کر سیدھا کرنے کی کوشش کریں گے۔

[3] **نماز میں موذی کو قتل کرنا جائز ہے:**۔ اس حدیث کو ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے اور اس کو ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور حاکم نے صحیح کہا ہے۔ عرب میں عموماً سانپ اور بچھو سیاہ رنگ کے زیادہ ہوتے تھے اس لیے عربی ان کو کالا (اسود) کہہ دیا کرتے تھے۔ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ نماز میں سانپ اور بچھو کو مارنا مکروہ نہیں ہے۔ بعض نے تین ضرب تک کی شرط لگائی ہے۔ لیکن حدیث میں کوئی شرط نہیں ہے یہ تو ظاہر ہے کہ ان کے مارنے میں توجہ بھی دوسری طرف ہو گی۔ چلنا پھرنا بھی پڑے گا لیکن چونکہ انسانی جان کا معاملہ ہے اس لیے ان کو مارنے کی اجازت دیدی گئی ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **نفل نماز میں حرکت کرنا:**۔ یعنی اتنا چلنے سے نماز نہیں ٹوٹتی بلکہ اگر دروازہ قبلہ رخ ہو تو بند کر لینا چاہئے تاکہ کوئی آگے سے نہ گزرے اور یہ جو فرمایا کہ دروازہ قبلہ رخ تھا یہ اس لیے فرمایا کہ کسی کو یہ شک نہ پڑے کہ دروازہ کھولتے وقت تو آپ کا سینہ قبلہ سے پھر گیا ہو گا اس شبہ کو دور کرنے کے لیے اس کی وضاحت کر دی کہ دروازہ چونکہ قبلہ رخ تھا اس لیے آپ کا سینہ قبلہ سے نہیں پھرا اور آپ کی نماز نہیں ٹوٹی۔

[2] **نماز میں وضو ٹوٹے تو کیا کرے؟** اس کو نسائی نے بھی روایت کیا اور صحیح کہا اور ترمذی نے حسن کہا۔ دبر سے ہوا خارج ہو تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے خواہ آواز آئے یا نہ آئے اگر آواز ہو تو اس کو ضُراط کہتے ہیں اور آواز نہ ہو تو فسا کہتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پہلی نماز پر بنا نہ کرے اور جو حضرت عائشہ کی حدیث سے بنا کرنے کی اجازت معلوم ہوتی ہے تو حضرت عائشہ کی حدیث مرسل بھی ہے اور ضعیف بھی۔ امام ابوحنیفہ اور مالک بنا کرنے کے قائل ہیں اور امام شافعی اور احمد لوٹانے کا حکم دیتے ہیں۔ بنا یہ ہے کہ اگر مقتدی یا منفرد کا وضو ٹوٹ جائے تو جا کر وضو کر لے اور پھر وہیں سے نماز شروع کرے جہاں سے چھوڑی تھی بشرطیکہ اور کوئی کام نماز (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۴۵۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَحْدَثَ أَحَدُكُمْ فِي صَلٰوتِهِ فَلْيَأْخُذْ بِأَنْفِهِ ثُمَّ لِيَنْصَرِفْ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

۹۴۶۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَحْدَثَ أَحَدُكُمْ وَقَدْ جَلَسَ فِي اٰخِرِ صَلٰوتِهِ قَبْلَ أَنْ يُّسَلِّمَ فَقَدْ جَازَتْ صَلٰوتُهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ إِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ وَقَدِ اضْطَرَبُوْا فِي إِسْنَادِهٖ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۹۴۷۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَلَمَّا كَبَّرَ انْصَرَفَ وَأَوْمٰى إِلَيْهِمْ أَنْ كَمَا كُنْتُمْ ثُمَّ خَرَجَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ جَاءَ وَرَأْسُهٗ يَقْطُرُ فَصَلّٰى بِهِمْ فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ إِنِّيْ كُنْتُ جُنُبًا فَنَسِيْتُ أَنْ أَغْتَسِلَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَرَوٰى مَالِكٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ مُرْسَلًا۔

۹۴۵۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب نماز میں تمہارا وضو ٹوٹ جائے تو اپنی ناک پکڑ کر باہر چلا جائے[1]۔ (ابوداؤد)

۹۴۶۔ عبداللہ بن عمرو نے کہا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی بے وضو ہو جائے۔ اور وہ نماز میں سلام سے پہلے تشہد پورا کر چکا ہو تو اس کی نماز ہو گئی[2]۔ (یعنی صرف سلام باقی ہو) ترمذی اور کہا اس کی سند قوی نہیں محدثین نے اس کی سند کو مضطرب کہا ہے۔

تیسری فصل

۹۴۷۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا۔ آنحضرت نماز کے لیے نکلے۔ تکبیر (تحریمہ) کہنے کے بعد واپس تشریف لے گئے۔ اور فرمایا۔ یہیں پر ٹھہرنا۔ پھر نکلے غسل کیا۔ پھر تشریف لائے۔ اور سر سے پانی کے قطرے گر رہے تھے[3]۔ نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد فرمایا۔ میں جنبی تھا۔ غسل کرنا بھول گیا۔ (احمد مالک نے عطاء بن یسار سے اسے مرسل روایت کیا۔)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کے منافی نہ کرے اور مقتدی کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ نماز کے اسی رکن میں آکر امام کے ساتھ شامل ہو جائے جس رکن میں چھوڑ کر گیا تھا مثلاً قیام میں گیا تھا اور اسی قیام میں آکر مل گیا تو پچھلی نماز کو نہ لوٹائے تو یہ بنا ہے اور صحیح یہ ہے کہ نماز نئے سرے سے شروع کرے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] نماز میں وضو ٹوٹنے کی صورت میں۔ اس کو ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر نماز میں ہوا خارج ہو تو ناک کو پکڑ کر واپس آئے تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ شاید نکسیر پھوٹی ہے اور لوگ اس پر تمسخر نہ کریں کیونکہ عموماً مجلس میں ہوا نکل جانے کو معیوب سمجھتے ہیں۔ بعض نے اس سے نکسیر بھی مراد لی ہے وہ نکسیر کو بھی ناقص وضو سمجھتے ہیں (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۴۸- وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنْتُ اُصَلِّي الظُّهْرَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاٰخُذُ قَبْضَةً مِنَ الْحَصٰى لِيَتَبَرَّدَ فِيْ كَفِّيْ اَضَعُهَا لِجَبْهَتِيْ اَسْجُدُ عَلَيْهَا لِشِدَّةِ الْحَرِّ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَرَوَى النَّسَائِيُّ نَحْوَهٗ۔

۹۴۹- وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فَسَمِعْنَاهُ يَقُوْلُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ ثُمَّ قَالَ اَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ ثَلٰثًا وَبَسَطَ يَدَهٗ كَاَنَّهٗ يَتَنَاوَلُ شَيْئًا فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوةِ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ سَمِعْنَاكَ تَقُوْلُ فِي الصَّلٰوةِ شَيْئًا لَمْ نَسْمَعْكَ تَقُوْلُهٗ قَبْلَ

۹۴۸- جابرؓ فرماتے ہیں۔ میں ظہر کی نماز آنحضرت کے ساتھ پڑھتا تھا۔ اور کنکر مٹھی میں لے لیتا۔ تاکہ ٹھنڈے ہو جائیں تو میں انہیں پیشانی کے نیچے رکھ لوں۔ اور ان پر سجدہ کروں۔ ان دنوں گرمی بہت تھی[۱] (ابوداؤد۔ نسائی)

۹۴۹- حضرت ابو درداءؓ نے فرمایا۔ آنحضرت نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ ہم نے سنا۔ آپ نے تین دفعہ فرمایا۔ میں تم سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں۔ تم پر اللہ کی لعنت بھیجتا ہوں۔ اور اس طرح ہاتھ پھیلائے جیسے کوئی چیز پکڑ رہے ہیں۔ جب نماز سے فارغ ہوئے ہم نے عرض کیا۔ ہم نے جناب سے ایسے کلمات سنے جو پہلے کبھی نہیں سنے تھے۔ اور ہم نے دیکھا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) لیکن پہلے گذر چکا ہے کہ تکبیر والی حدیث مرسل بھی ہے اور ضعیف بھی۔

۲؎ نماز کی تکمیل کب ہوتی ہے؟۔ اس حدیث کی سند میں عبدالرحمٰن بن زیاد افریقی ہے اور وہ ضعیف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ویسے نماز پوری ہو گئی ہو اور صرف سلام پھیرنا باقی رہ گیا ہو تو اب وضو کے ٹوٹ جانے سے اسے نماز دوبارہ نہیں پڑھنی پڑے گی۔ نماز پوری کب ہوتی ہے؟ اس میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ جب عبدہ ورسولہ تک پڑھ جائے تو نماز پوری ہو جاتی ہے اور بعض نے کہا درود ختم کرنے کے بعد نماز مکمل ہوتی ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ نماز سلام پھیرنے کے بعد مکمل ہوتی ہے۔

۳؎ انبیاء سے بھی بھول ہو جاتی ہے:۔ اس حدیث کے کئی ایک طرق ہیں اور یہ حدیث صحیح ہے اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں پہلی یہ کہ نماز اور اقامت میں اگر کافی دیر بھی ہو جائے تو اقامت دوبارہ کہنے کی ضرورت نہیں اور دوسری یہ کہ انبیاء علیہم السلام کو بھی سہو ہو جاتا ہے اور نسیان بھی۔ یہ صبح کی نماز کا واقعہ ہے یہاں آپ غسل کرنا بھول گئے۔ سجدہ سہو کے باب میں ذوالیدین کی حدیث سے معلوم ہوا کہ وہاں آپ رکعات کی تعداد بھول گئے۔ آدم علیہ السلام کی بھول قرآن مجید میں آئی ہے اور اسی طرح یوشع بن نون علیہ السلام مچھلی کا تذکرہ کرنا بھول گئے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) **۱؎ نماز میں جائز حرکت**:۔ اس حدیث پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔ اس حدیث سے چند ایک باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ پہلی یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز بڑی سویرے پڑھا کرتے تھے۔ یہ گرمیوں کا موسم تھا اور جب نماز پڑھی جاتی اس وقت کنکریاں خوب گرم ہوتیں اور گرمیوں میں ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کرنے کا مطلب صرف اتنا تھا کہ دیواروں کا سایہ گرمیوں میں اتنا ہو جائے کہ آدمی سایہ میں آسکیں یہ مطلب نہیں کہ سورج کی شدت ختم ہو جائے (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِكَ وَرَاَيْنَاكَ بَسَطْتَ يَدَكَ قَالَ اِنَّ عَدُوَّ اللّٰهِ اِبْلِيْسَ جَاءَ بِشِهَابٍ مِّنْ نَّارٍ لِيَجْعَلَهٗ فِيْ وَجْهِيْ فَقُلْتُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قُلْتُ اَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ التَّامَّةِ فَلَمْ يَسْتَاْخِرْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ اَرَدْتُّ اَنْ اٰخُذَهٗ وَاللّٰهِ لَوْلَا دَعْوَةُ اَخِيْنَا سُلَيْمَانَ لَاَصْبَحَ مُوْثَقًا يَلْعَبُ بِهٖ وِلْدَانُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٩٥٠- وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ وَّهُوَ يُصَلِّيْ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَرَدَّ الرَّجُلُ كَلَامًا فَرَجَعَ اِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَقَالَ لَهٗ اِذَا سُلِّمَ عَلٰى اَحَدِكُمْ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَلَا يَتَكَلَّمْ وَلْيُشِرْ بِيَدِهٖ رَوَاهُ مَالِكٌ۔

آپ نے ہاتھ پھیلائے۔ فرمایا ابلیس خدا کا دشمن انگارہ لے کر آیا تاکہ میرے منہ پر پھینکے۔ میں نے تین دفعہ کہا۔ میں تم سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ پھر میں نے کہا میں تم پر مکمل لعنت بھیجتا ہوں۔ وہ پیچھے نہیں ہٹا۔ پھر میں نے ارادہ کیا۔ اسے پکڑ لوں۔ اگر حضرت سلیمان کی دعا نہ ہوتی۔ تو مدینہ کے بچے صبح کے وقت اس سے کھیلتے[1]۔ (مسلم)

٩٥٠- نافع نے فرمایا۔ عبداللہ بن عمر ایک آدمی کے پاس سے گذرے۔ وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ نے اسے سلام کہا اس نے جواب دیا۔ حضرت عبداللہ نے اسے لوٹ کر کہا۔ جب تم کو سلام کہا جائے اور تم نماز پڑھ رہے ہو۔ تو منہ سے بات نہ کرو۔ ہاتھ سے اشارہ کرو[2]۔ (مالک)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) جیساکہ آجکل لوگ سمجھتے ہیں اس وقت تو قریباً عصر کا وقت بھی تنگ ہونے لگتا ہے۔ اور سجدہ میں اصل یہ ہے کہ چہرہ زمین پر رکھا جائے لیکن اگر گرمی یا خاک سے بچنے کے لیے پیشانی اور زمین میں کوئی چیز حائل ہو تو یہ بھی جائز ہے جیساکہ آجکل مسجدوں میں چٹائیاں اور دریاں وغیرہ بچھی ہوتی ہیں۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] یہ حدیث پہلی فصل میں حضرت ابوہریرہ کی روایت سے گذر چکی ہے وہیں اس کا مطلب بیان ہو چکا ہے۔

[2] یہ حدیث بظاہر موقوف معلوم ہوتی ہے۔ لیکن ابن عمر کی حدیث فصل ثانی میں پہلے گذر چکی ہے کہ میں نے حضرت بلال سے پوچھا کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی آدمی سلام کہتا اور آپ نماز میں ہوتے تو کس طرح جواب دیتے تھے کہنے لگے کہ ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے تو اس موقوف کی اس مرفوع نے تائید کر دی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ السَّھْوِ

بھول جانے کا بیان

بھول کر یا غلطی سے اگر نماز میں نقص رہ جائے۔ یا کچھ زیادہ ہو جائے دونوں صورتوں میں دو سجدے کرنے چاہئیں یہ قضا یا کفارہ سے ملتا جلتا حکم ہے۔ فقہائے حنفیہ کا خیال ہے۔ کہ واجب کے ترک پر سجدہ کرنا چاہیئے۔ لیکن یہ قاعدہ صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سہو کے متعلق چار صورتیں مروی ہیں۔ (۱) جب نماز میں شک ہو یاد نہ ہو۔ کہ رکعات تین پڑھی ہیں یا چار یا زیادہ پہلے سوچ کر شک کی صورت کو رفع کرے۔ اگر کمی ہو تو اسے پورا کرے اگر زیادہ پڑھی ہوں تو دو سجدے رکعت کے قائم مقام ہوں گے۔ اس طرح اگر رکوع یا سجود میں شبہ ہو تو دو سجدے کافی ہوں گے۔

(۲) آنحضرت نے ایک دفعہ ظہر کی نماز پانچ رکعۃ اداء فرمائی۔ سلام کے بعد دو سجدے فرمائے۔ اگر کوئی رکن زیادہ ہو جائے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

(۳) آنحضرت نے ایک دفعہ دو رکعت پر سلام پھیر دیا۔ دو رکعتیں یا ایک رہ گئیں باقی نماز پوری کر کے آپ نے سجدہ سہو فرمایا۔

(۴) آنحضرت ایک دفعہ دو رکعت پر کھڑے ہو گئے۔ درمیان کا تشہد بھول گئے۔ نماز کے بعد سجدہ سہو فرمایا۔ اس صورت میں کمر سیدھی ہونے سے [illegible] اگر بھول یاد آجائے تو بیٹھ کر تشہد پڑھ لے ورنہ آخر میں سجدہ سہو کرے۔ تفصیلی احکام فقہ الحدیث اور شرح [illegible] ملیں گے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۹۵۱:۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ يُصَلِّيْ جَاءَهُ الشَّيْطَانُ فَلَبَّسَ عَلَيْهِ حَتّٰى لَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى فَاِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۵۲:۔ وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلّٰى ثَلٰثًا اَوْ اَرْبَعًا فَلْيَطْرَحِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلٰى مَا اسْتَيْقَنَ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ فَاِنْ كَانَ صَلّٰى خَمْسًا شَفَعْنَ لَهٗ صَلٰوتَهٗ وَاِنْ كَانَ صَلّٰى اِتْمَامًا لِاَرْبَعٍ كَانَتَا تَرْغِيْمًا لِلشَّيْطٰنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ عَطَاءٍ مُرْسَلًا وَفِيْ رِوَايَتِهٖ شَفَعَهَا بِهَاتَيْنِ السَّجْدَتَيْنِ۔

پہلی فصل

۹۵۱۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تم میں سے جب کوئی نماز کے لیے کھڑا ہو۔ تو شیطان اسے شبہ میں ڈالتا ہے وہ نہیں جانتا۔ اس نے کتنی رکعتیں پڑھیں۔ جب تم میں سے کوئی شخص اس طرح (بھول) محسوس کرے تو بیٹھ کر دو سجدے کرے[1] (بخاری مسلم)

۹۵۲۔ عطاء بن یسار ابو سعیدؓ سے روایت فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز میں شک کرے۔ اسے یاد نہ رہے۔ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ تین یا چار تو اسے چاہیے کہ شک کو دور کرے اور یقین پر بنیاد رکھے پھر سلام سے پہلے دو سجدے کرے۔ اگر اس نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں تو یہ دو سجدے اسے شفع بنا دیں[2] گے۔ اگر اس نے پوری چار پڑھی ہیں۔ تو یہ سجدہ شیطان کے لیے ذلت کا موجب ہوگا۔ (مسلم) مالک نے اسے عطاء سے مرسل ذکر فرمایا۔ ایک روایت میں ہے پانچ رکعت کو ان دو سجدوں سے شفع کر دے۔

---

[1] سہو کے سجدے سلام سے پہلے اور بعد:۔ اس کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ سہو کے سجدے سلام کے بعد کرے یا سلام سے پہلے تو اس میں احسن صورت یہ ہے کہ جہاں حدیث میں سلام سے پہلے سجدہ کا ذکر ہے وہاں پہلے کرے اور جہاں سلام کے بعد ذکر ہے وہاں بعد کرے۔ احناف عموماً سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کے قائل ہیں اور اہل حدیث اور شوافع سلام سے پہلے سجدہ سہو کرتے ہیں۔

[2] شک پر نماز کا شمار کیسے کرے؟:۔ اس کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ابوداؤد۔ ابن حبان۔ حاکم اور بیہقی نے متقارب الفاظ سے روایت کیا ہے۔ سجدہ سہو کے متعلق پہلا اصول یہ ہے کہ شک کرنے والا سوچے اور غور کرے کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں اگر (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۵۳:۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلَّی الظُّھْرَ خَمْسًا فَقِیْلَ لَہٗ اَزِیْدَ فِی الصَّلٰوۃِ فَقَالَ وَمَا ذَاکَ قَالُوْا صَلَّیْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَیْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ اَنْسٰی کَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِیْتُ فَذَکِّرُوْنِیْ وَاِذَا شَکَّ اَحَدُکُمْ صَلٰوتِہٖ فَلْیَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْیُتِمَّ عَلَیْہِ ثُمَّ لِیُسَلِّمْ ثُمَّ یَسْجُدُ سَجْدَتَیْنِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۹۵۴:۔ وَعَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِحْدٰی صَلٰوتَیِ الْعَشِیِّ قَالَ ابْنُ سِیْرِیْنَ قَدْ سَمَّاھَا اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ وَلٰکِنْ نَسِیْتُ اَنَا قَالَ فَصَلّٰی بِنَا رَکْعَتَیْنِ

۹۵۳۔عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔آنحضرت نے (ایک دفعہ) ظہر کی نماز پانچ رکعت پڑھی۔آپ سے عرض کیا گیا۔کیا نماز کچھ زیادہ ہوگئی ہے؟ آپ نے سلام کے بعد دو سجدے فرمائے۔ایک روایت میں ہے۔آنحضرت نے فرمایا۔میں تمہاری طرح ہی انسان ہوں۔جس طرح تم بھولتے ہو۔میں بھی بھول جاتا ہوں۔جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو۔جب تم میں سے کوئی نماز میں شک کرے تو پہلے یقین پر بنیاد رکھے اور اس کے مطابق نماز کی تکمیل کرے۔پھر سلام کے بعد دو سجدے کرے[1]۔(بخاری مسلم)

۹۵۴۔ابن سیرین حضرت ابوہریرہ سے روایت فرماتے ہیں۔آنحضرت نے پچھلے پہر کی کوئی نماز پڑھائی۔ابن سیرین فرماتے ہیں۔حضرت ابوہریرہ نے نام لیا تھا۔لیکن میں بھول گیا۔آپ نے دو رکعت پڑھا کر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) یاد آجائے اور یقین ہو جائے تو اسی پر بنا کرے خواہ وہ زیادہ ہوں یا کم اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر غلبۂ ظن پہ فیصلہ کرے جس طرف ظن غالب ہو اس پر فیصلہ کرے اگر ایسا بھی نہ ہو تو پھر احتیاطاً کم پر بنا کرے مثلاً اگر تین یا چار میں شک ہے تو ان کو تین ہی سمجھ کر ایک رکعت اور پڑھ لے اور اگر صبح کی نماز میں پہلی اور دوسری رکعت میں شک ہو جائے اور حافظہ کوئی فیصلہ نہ کر سکے تو اس کو ایک ہی سمجھ کر دوسری اس کے ساتھ ملا لے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **بھولنے سے نماز باطل نہیں ہوتی**:۔اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اور حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ جو آدمی بھول کر پانچ رکعتیں پڑھ لے اور چوتھی رکعت میں تشہد نہ بیٹھے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی اور دوسری روایت میں جو یہ لفظ ہیں کہ میں بھی تمہارے جیسا آدمی ہوں میں بھی بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو اس روایت کو ترمذی کے سوا جماعت نے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ تلاش کرے کہ زیادہ صحیح کیا چیز ہے۔یاد رکھنا چاہیے کہ نسیان اور سہو میں یہ فرق ہے کہ نسیان کا تعلق حقیقی معنی میں علم سے ہے اور سہو کا تعلق عمل سے ہے انبیاء کو نسیان نہیں ہوتا اور سہو ہو جاتا ہے۔ سنقرئک فلا تنسیٰ اور پھر مجازاً نسیان کا لفظ سہو کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور اسی مجازی معنی سے انبیاء پر یہ لفظ بولا جاتا ہے یعنی ان کو عمل میں بھول ہو سکتی علم میں بھول نہیں ہوتی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ إِلَى خَشَبَةٍ مَعْرُوضَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَاتَّكَأَ عَلَيْهَا كَأَنَّهُ غَضْبَانُ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ وَوَضَعَ خَدَّهُ الْأَيْمَنَ عَلَى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرَى وَخَرَجَتْ سَرَعَانُ الْقَوْمِ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوا قُصِرَتِ الصَّلٰوةُ وَفِي الْقَوْمِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَهَابَاهُ أَنْ يُكَلِّمَاهُ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ فِي يَدَيْهِ طُولٌ يُقَالُ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَسِيتَ أَمْ قُصِرَتِ الصَّلٰوةُ فَقَالَ لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ فَقَالَ أَكَمَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالُوا نَعَمْ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى مَا تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ فَرُبَّمَا سَأَلُوهُ ثُمَّ سَلَّمَ فَيَقُولُ نُبِّئْتُ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ ثُمَّ سَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهُ لِلْبُخَارِيِّ وَفِي أُخْرَى لَهُمَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَلَ لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ فَقَالَ قَدْ كَانَ بَعْضُ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ۔

سلام پھیر دیا[1] اور ایک لکڑی کے پاس کھڑے ہو گئے جو مسجد میں رکھی تھی۔ اسی پر ٹیک لگائی ایسا خیال ہوتا تھا۔ کہ حضرت ناراض ہیں۔ آپ نے دونوں ہاتھ میں تشبیک فرما کر اپنے داہنے رخسار کو دائیں ہاتھ کی پشت پر رکھا۔ اور عجلت پسند لوگ کہتے ہوئے مسجد کے دروازوں سے نکل گئے۔ کہ نماز کم ہو گئی۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر قوم میں تشریف رکھتے تھے لیکن ہیبت کی وجہ سے کسی نے کوئی بات نہ کی۔ وہاں ایک بزرگ تھے۔ جن کے ہاتھ لمبے تھے۔ ان کا نام ذوالیدین تھا۔ انہوں نے عرض کیا۔ حضرت جناب بھول گئے یا نماز کم ہو گئی آپ نے فرمایا۔ نہ میں بھولا ہوں نہ نماز کم ہوئی ہے۔ پھر دریافت فرمایا۔ کیا ذوالیدین نے ٹھیک کہا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا حضرت آپ ہاں۔ آگے بڑھے۔ جس قدر نماز باقی تھی پڑھائی پھر سلام پھیرا اور سجدہ کیا۔ پہلے کی طرح یا اس سے لمبا پھر سر اٹھایا۔ اور پھر سجدہ کیا پہلے کی طرح یا بہت لمبا پھر سر اٹھایا تکبیر کہی۔ لوگوں نے دریافت کیا۔ آنحضرت نے پھر سلام پھیرا تھا۔ ابن سیرین نے فرمایا۔ مجھے عمران بن حصین نے فرمایا۔ پھر آپ نے سلام پھیرا (بخاری مسلم یہ بخاری کے لفظ ہیں۔ اور دونوں نے ایک اور روایت میں فرمایا۔ کہ آپ نے فرمایا۔ نہ میں بھولا ہوں نہ نماز کم ہوئی ہے۔ اور آپ نے فرمایا کچھ بھی نہیں ہوا۔ صحابہ نے عرض کیا۔ حضرت کچھ تو ضرور ہوا ہے۔ اے اللہ کے رسول!

---

[1] بھول کی وجہ سے نماز کے درمیان باتیں کرنا۔ اس حدیث کو امام احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ ذوالیدین کا نام خرباق تھا اور ایک اور صحابی ہیں ان کا لقب ذوالشمالین تھا اور ان کا نام عمیر بن عمرو تھا۔ بعض نے غلطی سے دونوں کو ایک سمجھ لیا ہے۔ مسلم کی روایت میں بغیر شک کے آیا ہے کہ یہ عصر کی نماز تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی اپنی نماز کو پورا سمجھ کر یا یہ گمان غالب پوری نماز سمجھ کر سلام پھیر دے اور عمل کثیر بھی کر لے اور پھر یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ نماز میں کمی رہ گئی ہے تو پھر پہلی نماز (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۵۵:۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهِمُ الظُّهْرَ فَقَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ لَمْ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ حَتّٰى اِذَا قَضَى الصَّلٰوةَ وَانْتَظَرَ النَّاسُ تَسْلِيْمَهٗ كَبَّرَ وَهُوَ جَالِسٌ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ ثُمَّ سَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۹۵۶:۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهِمْ فَسَهَا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ تَشَهَّدَ ثُمَّ سَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

۹۵۵۔ عبداللہ بن بُحَینہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ان کو ظہر کی نماز پڑھائی۔ آپ پہلی دو رکعتوں میں کھڑے ہو گئے۔ اور تشہد نہ فرمایا۔ لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ جب نماز پوری ہو گئی۔ اور لوگ سلام کا انتظار کر رہے تھے۔ آپ نے بیٹھے بیٹھے تکبیر کہی۔ اور سلام سے پہلے دو سجدے کئے۔ پھر سلام پھیرا[1]۔ (بخاری مسلم)

دوسری فصل

۹۵۶۔ عمران بن حُصَین فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ان کو نماز پڑھائی۔ اور بھول گئے۔ آپ نے دو سجدے فرمائے اور تشہد فرمایا۔ اور سلام پھیرا[2]۔ (ترمذی اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) پر بنا کر سکتا ہے اور اتنے کام کرنے سے اور باتیں کرنے سے بھی نماز از سر نو نہیں پڑھنی پڑے گی۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ پہلے سلام پھیرے پھر سجدہ سہو کرے اور پھر سلام پھیر دے اور دوبارہ التحیات نہ پڑھے۔ کیونکہ دوبارہ التحیات پڑھنے کی دونوں حدیثیں یعنی عبداللہ بن مسعود اور مغیرہ بن شعبہ کی بہت ضعیف ہیں۔

[3] اس حدیث میں جو یہ الفاظ ہیں کہ "گویا آپ غصے میں ہیں" یہ نماز میں بھول ہو جانے کا طبیعت پر اثر تھا۔ گو آپ کو بھول کا علم نہ ہوا لیکن چونکہ آپ کی طبیعت بالکل آئینہ کی طرح صاف تھی اس پر اس کا اثر ضرور ہوا گو آپ اس کی وجہ نہ جانتے تھے انبیاء علیہم السلام کی عموماً یہی کیفیت ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جب فرشتے آئے تو گو ابھی آپ کو قوم لوط پر عذاب نازل ہونے کی اطلاع نہیں ہوئی تھی۔ لیکن چونکہ وہ عذاب لے کر آئے تھے آپ کی طبیعت اس سے متاثر ہوئی اور انہوں نے خوف سا محسوس کیا اور پھر ایسی ہی کیفیت حضرت لوط علیہ السلام کی ہو گئی۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] سجدۂ سہو کس کمی پر ہے؟:۔ اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ ترمذی میں اتنا زیادہ ہے کہ مقتدیوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ اگر امام کو سہو ہو جائے تو مقتدی بھی امام کی سہو کے سجدے کریں گے حنفیہ اور شافعیہ کا یہی مذہب ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت نے جلوس نہیں کیا تھا یعنی درمیانہ التحیات نہیں بیٹھے تھے۔ اس کے قائم مقام یہ دو سجدے ہو گئے۔ حنفیہ کے نزدیک تشہد اولیٰ میں بیٹھنا تو واجب ہے لیکن تشہد پڑھنا سنت ہے اور شافعیہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۵۷:۔ وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ الْاِمَامُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ فَاِنْ ذَكَرَ قَبْلَ اَنْ يَسْتَوِيَ قَائِمًا فَلْيَجْلِسْ وَاِنِ اسْتَوٰى قَائِمًا فَلَا يَجْلِسْ وَيَسْجُدُ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۹۵۸:۔ عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعَصْرَ وَسَلَّمَ فِي ثَلٰثِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ دَخَلَ مَنْزِلَهٗ فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ يُّقَالُ لَهُ الْخِرْبَاقُ وَكَانَ فِي يَدَيْهِ طُوْلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذَكَرَ لَهٗ صَنِيْعَهٗ فَخَرَجَ غَضْبَانَ يَجُرُّ رِدَاءَهٗ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَى النَّاسِ فَقَالَ اَصَدَقَ هٰذَا قَالُوْا نَعَمْ فَصَلّٰى رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۵۷۔ مغیرہ بن شعبہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت۔ نے فرمایا۔ اگر امام دو رکعتوں سے کھڑا ہو جائے اور سیدھا ہونے سے پہلے اسے یاد آجائے تو وہیں بیٹھ جائے اور سیدھا کھڑا ہو جائے تو پھر نہ بیٹھے اور آخر میں بھول کے دو سجدے کرے[1] (ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

تیسری فصل

۹۵۸۔ عمران بن حُصَین نے فرمایا۔ آنحضرت نے ایک دفعہ عصر کی نماز پڑھی۔ اور تین رکعت پر سلام پھیر دیا۔ اور گھر تشریف لے جانے لگے۔ ایک آدمی آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ جس کا نام خرباق تھا۔ اس کے ہاتھ کسی قدر لمبے تھے۔ اس نے آنحضرت سے نماز میں غلطی کا ذکر فرمایا۔ حضرت غصے میں چادر کھینچتے تشریف لے آئے اور فرمایا کیا یہ صحیح کہتا ہے لوگوں نے کہا۔ ہاں۔ آپ نے ایک رکعت پڑھی۔ سلام کہا۔ پھر دو سجدے کئے[2] اور سلام کہا (مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کے نزدیک دونوں واجب ہیں اور جن لوگوں نے تشہد اولیٰ کو واجب نہیں کہا وہ کہتے ہیں کہ اگر تشہد اولی واجب ہوتا تو سہو کے سجدے اس کی کمی کو پورا نہ کر سکتے لیکن یہ اس صورت میں صحیح ہو سکتا ہے کہ جب شریعت سے اس امر کی کوئی دلیل مل جائے کہ واجب کی کمی کو سجدہ سہو پورا نہیں کر سکتا۔

[2] اس حدیث کو ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ حازمی نے کہا ہے کہ انصاف یہ ہے کہ سجدہ سہو سلام سے پہلے بھی اور بعد بھی دونوں طرح صحیح ہے اور دونوں طرف دلائل اس قابل ہیں کہ ان پر اعتماد کیا جا سکے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] اس کو دار قطنی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور اس حدیث کا دارومدار جابر جعفی پر ہے اور وہ مشہور کذاب ہے اور باتفاق محدثین ضعیف ہے۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٩٥٩ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً يَشُكُّ فِي النُّقْصَانِ فَلْيُصَلِّ حَتّٰى يَشُكَّ فِي الزِّيَادَةِ رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

٩٥٩۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے مروی ہے میں نے آنحضرت سے سنا فرماتے تھے جو آدمی نماز پڑھے اور اسے شبہ ہو کہ نماز کم پڑھی ہے وہ نماز پڑھے یہاں تک کہ اسے زیادتی کا شبہ ہو جائے[1]۔ (احمد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

[2] اس کو ترمذی کے سوا اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ عمران بن حصین کی یہ حدیث اور ابوہریرہ کی حدیث جو فصل اول میں گذر چکی ہے یہ دو علیحدہ علیحدہ واقعے ہیں اور اس کی تصریح کتب احادیث میں موجود ہے اور سوال کرنے والا دونوں جگہ ذوالیدین (خرباق) ہے۔ اس حدیث میں سجدہ سہو کے بعد تشہد کا ذکر نہیں ہے اور یہی صحیح ہے۔ احادیث صحیحہ اسی کی تائید کرتی ہیں اور دوسری روایات اس درجہ کی نہیں ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور یہ حدیث معلول ہے۔ لیکن اس کی تائید اور حدیثوں سے بھی ہو جاتی ہے لہٰذا اس کا مضمون صحیح ہے۔ چاہیے کہ پہلے سوچے اور غور کرے اگر شک نکل جائے خواہ یقین سے اور خواہ گمان غالب سے فبہا ورنہ احتیاطاً کم پر بنا کرے۔

بَابُ سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ

سجدۂ تلاوت

قرآن عزیز کی جن آیات میں اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کا حکم ہے۔ یا سجدہ کے ثواب کا ذکر ہے یا تارک سجدہ کی سزا کا تذکرہ ہے۔ آنحضرت وہاں سجدہ فرمایا کرتے تھے۔ بعض اہل علم سجدۂ تلاوت واجب سمجھتے ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ سجدۂ تلاوت مسنون ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعظیم کے لیے استحباباً سجدہ کرنا چاہیے۔ یہ سجدے قرآن مجید میں چودہ یا پندرہ ہیں۔ حضرت عمرؓ نے سر منبر فرمایا۔ کہ سجود تلاوت واجب نہیں۔ حاضرین نے تسلیم فرمایا۔

سجدہ تلاوت کی دعا یہ ہے۔ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ (میری پیشانی نے اللہ کے لیے سجدہ کیا۔ جس نے اسے پیدا کیا۔ اور اس کے کان اور آنکھیں اپنی قوت سے بنائیں۔)

دوسری دعا اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِيْ بِهَا عِنْدَكَ اَجْرًا وَضَعْ بِهَا عَنِّيْ وِزْرًا وَاجْعَلْهَا لِيْ عِنْدَكَ ذُخْرًا وَتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوٗدَ (اے اللہ مجھے اس سجدہ کا اپنی طرف سے اجر عطا فرما۔ اور میرے گناہ معاف فرما۔ اور اسے اپنے پاس ذخیرہ رکھ اور اسے قبول فرما۔ جیسے تو نے اپنے بندے داؤد سے قبول فرمایا تھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۹۶۰:۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۹۶۱:۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَجَدْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَاقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۶۲:۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ السَّجْدَةَ وَنَحْنُ عِنْدَهٗ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ مَعَهٗ فَنَزْدَحِمُ حَتّٰى مَا يَجِدُ اَحَدُنَا لِجَبْهَتِهٖ مَوْضِعًا يَسْجُدُ عَلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

پہلی فصل

۹۶۰۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے سورہ نجم میں سجدہ فرمایا۔ اور آپ کے ساتھ اہل اسلام اور مشرکوں اور جن اور انسانوں نے سجدہ کیا[1]۔ (بخاری)

۹۶۱۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا۔ ہم نے آنحضرت کے ساتھ سورہ اذا السماء انشقت (انفطار) اور سورہ اقرأ باسم ربك (سورہ علق) میں سجدہ کیا[2]۔ (مسلم)

۹۶۲۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا۔ آنحضرت سجدہ کی آیت تلاوت فرماتے۔ اور ہم آپ کے پاس ہوتے۔ آپ بھی سجدہ فرماتے اور ہم بھی سجدہ کرتے اس قدر بھیڑ ہو جاتی کہ ہم لوگوں کو سجدہ کے لیے جگہ نہ ملتی[3]۔ (بخاری مسلم)

---

[1] سورہ نجم کا سجدہ:۔ اس کو ترمذی نے بھی روایت کیا اور صحیح کہا اور طبرانی نے اوسط میں کہا کہ یہ واقعہ مکہ کا ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک سجدۂ تلاوت واجب ہے اور باقی ائمہ ثلاثہ کے نزدیک سنت ہے۔ کافروں نے یہ سجدہ اس لیے کیا کہ یہ پہلا سجدہ تھا جس میں اللہ تعالےٰ نے حکم دیا تھا کہ اللہ کو سجدہ کرو۔ اور وہ جو بعض مفسرین نے تلك الغرانيق العلى والا قصہ بیان کیا ہے وہ بالکل بے اصل ہے ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں کہا اس کے تمام طرق مرسل ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مفصلات میں بھی تلاوت کے سجدے ہیں۔

[2] اس کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اور بخاری میں صرف اذا السماء انشقت کا تذکرہ ہے۔

[3] بھیڑ میں سجدہ کیسے کرے؟:۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ حدیث میں دلیل ہے کہ سجدہ کی آیت سننے والا بھی سجدہ کرے۔ نووی نے کہا کہ پڑھنے والا بھی سجدہ کرے اور سننے والا بھی اور اگر پڑھنے والا نہ بھی سجدہ کرے تو بھی سننے والا سجدہ کرے۔ بیہقی نے کہا صحیح سند سے عبداللہ بن عمر سے روایت کیا گیا ہے کہ اگر بھیڑ ہو اور سجدہ تلاوت کرنے کے لیے جگہ نہ مل سکے تو اپنے بھائی کی پیٹھ پر ہی سجدہ کرے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۶۳:۔ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّجْمِ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۶۴:۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَجْدَةُ صٓ لَيْسَ مِنْ عَزَائِمِ السُّجُوْدِ وَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِيْهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ مُجَاهِدٌ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ أَأَسْجُدُ فِيْ صٓ فَقَرَأَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوٗدَ وَسُلَيْمَانَ حَتّٰى أَتٰى فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ فَقَالَ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ أُمِرَ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۹۶۵:۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ أَقْرَأَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَجْدَةً فِي الْقُرْاٰنِ مِنْهَا ثَلٰثٌ فِي الْمُفَصَّلِ وَفِيْ سُوْرَةِ الْحَجِّ سَجْدَتَيْنِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ

۹۶۳۔ زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرتؐ کے پاس سورہ نجم پڑھی آپ نے اس میں سجدہ نہ فرمایا۔[1] (بخاری مسلم)

۹۶۴۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا۔ سورہ ص کا سجدہ موکد نہیں۔ لیکن میں نے آنحضرتؐ کو اس میں سجدہ فرماتے[2] دیکھا ایک روایت میں مجاہد نے کہا۔ میں نے ابن عباس عرض کیا۔ کیا میں سورہ ص میں سجدہ کروں آپ نے یہ آیت پڑھی وَمن ذریتہ داؤد وسلیمان (الی) فبھداھم اقتدہ ۔ تک پڑھا اور فرمایا آپ کے نبی کو حکم ہوا ہے۔ کہ ان نبیوں کی اقتداء کریں۔ (بخاری)

دوسری فصل

۹۶۵۔ عمرو بن عاصؓ نے فرمایا۔ مجھے آنحضرتؐ نے قرآن میں پندرہ سجدے پڑھائے ان سے تین مفصل میں ہیں۔ دو سورہ حج میں[3] (ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

---

[1] سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہے:۔ اس کو ابن ماجہ کے سوا اہل سنن اور احمد اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث میں دلیل ہے کہ سورہ نجم کا سجدہ واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے آپ نے بعض دفعہ کیا اور بعض دفعہ نہیں کیا۔ بزار نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ نجم میں سجدہ کیا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا اور یہ آخری زمانہ کی بات ہے کیونکہ حضرت ابو ہریرہؓ ۷ھ میں مسلمان ہوئے۔

[2] سورہ صٓ کا سجدہ:۔ اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے حدیث کے علاوہ قرآن مجید کی آیت سے بھی استنباط کرکے سجدہ کی ترغیب دی کہ سجدہ کرو ضروری سجدہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں سجدہ کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ داؤد علیہ السلام کے رکوع کا ذکر کیا ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۶۶:۔ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فُضِّلَتْ سُوْرَةُ الْحَجِّ بِاَنَّ فِيْهَا سَجْدَتَيْنِ قَالَ نَعَمْ وَمَنْ لَّمْ يَسْجُدْهُمَا فَلَا يَقْرَأْهُمَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ اِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ وَفِي الْمَصَابِيْحِ فَلَا يَقْرَأْهَا كَمَا فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ۔

۹۶۷:۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِيْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ فَرَأَوْا اَنَّهُ قَرَأَ تَنْزِيْلَ السَّجْدَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۹۶۶۔ عقبہ بن عامرؓ نے فرمایا۔ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول سورہ حج کو دو سجدوں میں فضیلت دی گئی ہے فرمایا ہاں جو یہ سجدے نہ کرنا چاہے وہ یہ دو آئیتیں نہ پڑھے[1] (ابوداؤد۔ ترمذی اور کہا اس حدیث کی سند قوی نہیں) اور مصابیح میں ہے فلا یقرءھا (اس سورت کو نہ پڑھے) شرح السنہ میں بھی اسی طرح ہے۔

۹۶۷۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ظہر کی نماز میں سجدہ کیا۔ پھر اٹھے اور رکوع کیا۔ لوگوں نے خیال کیا۔ کہ آپ نے تنزیل سجدہ پڑھی ہے[2]۔ (ابوداؤد)

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) نے سجدہ کر لیا تاکہ داؤد علیہ السلام سے بھی بڑھ کر بارگاہ خداوندی میں اپنی مسکنت اور تواضع کا اظہار کریں۔

[3] **قرآن کے پندرہ سجدے**:۔ اس حدیث کو دارقطنی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ مفصلات کے تین سجدے سورہ نجم۔ سورہ انشقاق اور سورہ اقراء میں ہیں۔ جن لوگوں نے کہا کہ مفصلات کے سجدے منسوخ ہیں یہ حدیث ان کے خلاف حجت ہے۔ اس سے پہلے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گذر چکی ہے کہ سورہ نجم میں ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدہ کیا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ جس حدیث سے مفصلات کے سجدوں کو منسوخ کہا جاتا ہے وہ حدیث خود ضعیف ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اس حدیث کو ضعیف سمجھا جاتا۔ اور کر یہ لیا کہ صحیح حدیث کو چھوڑ دیا اور ضعیف کو قبول کر لیا۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **سورۂ حج میں دو سجدے ہیں**:۔ یہ حدیث ان لوگوں کی دلیل ہے جو سورہ حج کے دونوں سجدوں کو ضروری سمجھتے ہیں گو اس حدیث کی سند تو ضعیف ہے لیکن اس کے شواہدات بہت زیادہ ہیں جن سے اس کو کافی تقویت ملتی ہے اور صحیح یہی ہے کہ سورہ حج کے دونوں سجدے ضروری ہیں۔

[2] **سرّی نمازوں میں سجدۂ تلاوت**:۔ اس حدیث کو احمد اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ علامہ ذہبی نے اس کو صحیح کہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ سری نمازوں میں بھی اگر سجدے والی کوئی سورت پڑھی جائے تو ان میں بھی سجدہ کرنا چاہئے۔ آنحضرت سری قرأت میں بھی بعض دفعہ کوئی آیت بلند آواز سے پڑھ دیا کرتے تھے تاکہ صحابہ کو معلوم ہو جائے کہ فلاں سورت پڑھی جا رہی ہے۔ جنازہ کی دعائیں بھی بعض اوقات آپ بلند آواز سے پڑھ دیتے تاکہ صحابہ کو یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں فلاں دعا آپ نے پڑھی ہے اور پھر اس کو یاد کر سکیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٩٦٨۔ وَعَنْهُ اَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَيْنَا الْقُرْاٰنَ فَاِذَا مَرَّ بِالسَّجْدَةِ كَبَّرَ وَسَجَدَ وَسَجَدْنَا مَعَهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

٩٦٩۔ وَعَنْهُ اَنَّهُ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ عَامَ الْفَتْحِ سَجْدَةً فَسَجَدَ النَّاسُ كُلُّهُمْ مِنْهُمُ الرَّاكِبُ وَالسَّاجِدُ عَلَى الْاَرْضِ حَتّٰى اِنَّ الرَّاكِبَ يَسْجُدُ عَلٰى يَدِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

٩٧٠۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسْجُدْ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ مُنْذُ تَحَوَّلَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

٩٧١۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ بِاللَّيْلِ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

٩٦٨۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت ہم پر قرآن پڑھا کرتے تھے۔ جب سجدے کی آیت پر گذرتے تو تکبیر کہہ کر سجدہ کرتے اور ہم بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے[1] (ابوداؤد)

٩٦٩۔ ابن عمرؓ نے فرمایا۔ آنحضرت نے فتح مکہ کے سال سجدہ کی آیت پڑھی۔ تمام لوگوں نے سجدہ کیا۔ بعض سوار تھے بعض نے زمین پر سجدہ کیا۔ یہاں تک کہ سوار اپنے ہاتھ پر سجدہ کرنے لگے[2] (ابوداؤد)

٩٧٠۔ ابن عباسؓ فرماتے تھے۔ آنحضرت جب سے مدینہ آئے آپ نے مفصل سورتوں میں سجدہ نہیں فرمایا[3] (ابوداؤد)

٩٧١۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ آنحضرت قرآن کے سجدہ میں یہ دعا فرماتے تھے سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ میرے چہرے نے اس اللہ کے لیے سجدہ فرمایا۔ جس نے اس کے کان اور آنکھوں کو اپنی طاقت سے بنایا۔[4] (ترمذی حسن۔ صحیح ہے)

---

[1] سجدہ تکبیر کے ساتھ کرے:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدہ تلاوت کے لیے تکبیر کہہ کر سجدہ کرنا چاہیے۔ خواہ سجدہ نماز میں ہو یا نماز سے باہر اور خواہ قاری ہو یا سننے والا۔

[2] اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر سوار اپنی سواری پر کوئی سجدہ کی آیت پڑھے یا سنے تو اس کو تلاوت کا سجدہ کرنے کے لیے زمین پر اترنے کی ضرورت نہیں بلکہ اپنے سر کو جھکا کر اپنے ہاتھ یا سواری پر سجدہ کرلے کیونکہ نفل نماز سواری پر جائز ہے۔

[3] اس حدیث کی سند میں حارث بن عبید اور مطر وراق دو راوی ضعیف ہیں اور یہ حدیث سند لینے کے قابل نہیں ہے اور یہی وہ حدیث ہے جس کی وجہ سے بعض لوگوں نے مفصلات کے سجدوں کو منسوخ کر دیا اور پھر یہ بھی نہ سوچا کہ اصول کے لحاظ سے (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۷۲: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ رَاَیْتُنِی اللَّیْلَۃَ وَاَنَا نَائِمٌ کَاَنِّیْ اُصَلِّیْ خَلْفَ شَجَرَۃٍ فَسَجَدْتُّ فَسَجَدَتِ الشَّجَرَۃُ لِسُجُوْدِیْ فَسَمِعْتُھَا تَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اکْتُبْ لِیْ بِھَا عِنْدَکَ اَجْرًا وَضَعْ عَنِّیْ بِھَا وِزْرًا وَاجْعَلْھَا لِیْ عِنْدَکَ ذُخْرًا وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَھَا مِنْ عَبْدِکَ دَاوٗدَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَرَاَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَجْدَۃً ثُمَّ سَجَدَ فَسَمِعْتُہٗ وَھُوَ یَقُوْلُ مِثْلَ مَا اَخْبَرَہُ الرَّجُلُ عَنْ قَوْلِ الشَّجَرَۃِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ اِلَّا اَنَّہٗ لَمْ یَذْکُرْ وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَھَا مِنْ عَبْدِکَ دَاوٗدَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۹۷۳: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَرَاَ وَالنَّجْمِ فَسَجَدَ فِیْھَا وَسَجَدَ

۹۷۲۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا میں نے آج خواب دیکھا ہے۔ کہ میں ایک درخت کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا۔ میں نے سجدہ کیا۔ اور میری وجہ سے درخت نے بھی سجدہ کیا۔ میں نے اسے یہ دعا پڑھتے سنا اَللّٰھُمَّ اکْتُبْ لِیْ بِھَا عِنْدَکَ اَجْرًا وَضَعْ عَنِّیْ بِھَا وِزْرًا وَاجْعَلْھَا لِیْ عِنْدَکَ ذُخْرًا وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَھَا مِنْ عَبْدِکَ دَاوٗدَ ۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے اس کے بعد سجدہ کی آیت پڑھی۔ پھر سجدہ کیا۔ میں نے سنا آپ وہی دعا پڑھتے تھے۔ جو اس آدمی نے درخت سے سنی تھی۔[1] (ترمذی) ابن ماجہ لیکن اس نے تَقَبَّلْھَا مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ عَبْدِکَ دَاوٗدَ کے لفظ نہیں کہا۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تیسری فصل

۹۷۳۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے سورہ نجم پڑھی۔ اور آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے سجدہ کیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) اثبات کی حدیثیں نفی پر مقدم ہوتی ہیں۔ لیکن یہ جب ہو کہ وہ کسی اصول کے پابند ہوں۔

۴ اس حدیث کو احمد۔ دار قطنی۔ حاکم اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور ابن سکن نے اس کو صحیح کہا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے چونکہ یہ دعا رات کے سجدہ میں سنی اس لیے رات کا تذکرہ کر دیا ورنہ دن ہو یا رات یہ دعا پڑھی جا سکتی ہے یعنی اس میں رات کی قید اتفاقی ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۱ اس حدیث کو حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے۔ یہ خواب دیکھنے والے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ تھے جیسا کہ دار قطنی اور بیہقی میں اس کی صراحت موجود ہے۔ معلوم ہوا کہ سجدہ میں یہ دعا پڑھنی بھی جائز ہے۔ یہ نہیں کہ نبی صلعم نے یہ دعا درخت سے سیکھی بلکہ آنحضرت کو وحی ہوئی اور ابو سعید کو اس کے مطابق خواب میں نظر آگیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَنْ كَانَ مَعَهُ غَيْرَ أَنَّ شَيْخًا مِنْ قُرَيْشٍ أَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصًا أَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلَى جَبْهَتِهِ وَ قَالَ يَكْفِيْنِي هٰذَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ الْبُخَارِيُّ فِي رِوَايَةٍ وَهُوَ أُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ۔

۹۷۴: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِي صٓ وَقَالَ سَجَدَهَا دَاوٗدُ تَوْبَةً وَنَسْجُدُهَا شُكْرًا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

لیکن ایک بوڑھے قریشی نے مٹی کی ایک مٹھی یا کنکروں کی مٹھی پیشانی کی طرف اٹھائی۔ اور کہا۔ مجھے یہی کافی ہے عبداللہ فرماتے ہیں۔ میں نے اسے اس کے بعد دیکھا وہ کفر کی حالت میں مرگیا (بخاری مسلم) بخاری نے ایک روایت میں فرمایا۔ وہ امیہ[1] بن خلف تھا۔

۹۷۴۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے سورہ صٓ میں سجدہ کیا۔ اور فرمایا۔ داؤد علیہ السلام نے توبہ کے لیے سجدہ کیا۔ اور ہم شکر کے لیے کرتے ہیں[2]۔ (نسائی)

---

[1] متکبر کی سزا:۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے مختصر روایت کیا ہے۔ یہ بڈھا امیہ بن خلف تھا جو حضرت بلال کو تکلیفیں دیا کرتا تھا۔ بدر کے دن یہ کفر کی حالت میں مارا گیا تھا۔ کافروں کے بڑے سرداروں میں سے تھا اس کا دوسرا بھائی ابی بن خلف وہ بدبخت ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن اپنے ہاتھ سے قتل کیا اللہ ان دونوں بھائیوں پر لعنت کرے۔

[2] شکرانے کا سجدہ:۔ اس کو ابن جوزی نے معلول کہا ہے لیکن اس کا تابع پایا گیا ہے اسی لیے ابن سکن نے اس کو صحیح کہا ہے۔ داؤد علیہ السلام نے یہ سجدہ یعنی سورہ صٓ کا توبہ کے لیے کیا اور ہم اس شکرانہ کے لیے کرتے ہیں کہ داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ امام شافعی اس سجدہ کے قائل نہیں ہیں کیونکہ وہ سجدہ شکر کے مشروع ہونے ہی کے قائل نہیں لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ اَوْقَاتِ النَّهْيِ

جن وقتوں میں نماز ناجائز ہے

دینی مصالح کا جس طرح تقاضا ہے۔ کہ عبادت کے لیے وقت معین کئے جائیں۔ پھر ان اوقات میں پابندی کے ساتھ عبادت کی جائے۔ اسی طرح بعض اوقات عبادت کے لیے نامناسب ہیں۔ ان میں عبادت منع ہے۔ ان اوقات میں عبادت اللہ تعالیٰ کی رضا کا موجب نہیں ہوتی۔ طلوع آفتاب اور غروب کے وقت اہل شرک اپنے مصنوعی معبودوں کی عبادت کرتے ہیں۔ اسلام نے ان غلط کار لوگوں کے ساتھ معمولی مشابہت کو بھی ناپسند فرمایا۔ دوپہر جب سورج ٹھیک نصف النہار پر ہو۔ گرمی کی شدت اور جہنم کی تیزی کا وقت ہے۔ ایسے اوقات عبادت کے لیے مناسب نہیں۔ آنحضرت نے ان اوقات میں عبادت سے منع فرمایا۔ اور عصر کی نماز کے بعد نوافل کی اجازت نہیں۔ اسلام کے نظام اوقات کے مطابق رات کو بیدار ہونے والا آدمی صبح کی نماز کے بعد نوافل نہیں پڑھ سکتا۔ ہم لوگ اپنی بے عملی کی وجہ سے شائد اس نہی کی وجہ نہ سمجھ سکیں۔ تہجد گذار اور اس کا پابند اس نہی کو بالکل برمحل سمجھے گا۔ عصر کی نماز کے بعد کاروباری آدمی عموماً کاروبار ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تاکہ فارغ ہو کر وہ رات کے پروگرام کو پوری طرح مکمل کر سکے۔ اس لیے فریضہ معاش کے لیے بھی ضرورت ہے۔ کہ یہ وقت عبادت سے خالی رہے۔ بعض صحابہ نے عصر کے بعد نوافل کی اجازت دی ہے۔ بعض آثار بھی جواز کے متعلق آئے ہیں۔ لیکن جمہور ائمہ کا یہی خیال ہے۔ کہ عصر کے بعد نوافل درست نہیں اور یہی مصالح شرعیہ کے ساتھ زیادہ مناسب ہے۔

بیت اللہ شریف اسی نہی سے مستثنیٰ ہے آنحضرت نے حرم مکہ کے منتظمین کو فرمایا۔ کہ حرم میں کسی وقت بھی نماز سے کسی کو نہ روکا جائے۔ بعض آثار میں یوم الجمعہ کو بھی مستثنیٰ فرمایا گیا ہے اس دن دوپہر کو نوافل پڑھ سکتا ہے شوافع کا یہی مسلک ہے احناف اسے ناپسند فرماتے ہیں۔ جس حدیث میں حضرت نے اس کی اجازت فرمائی ہے سند کے لحاظ سے حسن ہے یہ اس لیے ان احادیث کے لیے مخصص ہوگی۔ جن میں اس وقت عبادت سے روکا گیا ہے اس لیے شوافع کا مسلک راجح اور صحیح معلوم ہوتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

٩٧٥ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَحَرّٰى اَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيْ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوْبِهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَبْرُزَ وَاِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَغِيْبَ وَلَا تَحَيَّنُوْا بِصَلٰوتِكُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا فَاِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٩٧٦ : وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ ثَلٰثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا اَنْ نُّصَلِّيَ فِيْهِنَّ اَوْ نَقْبُرَ فِيْهِنَّ مَوْتَانَا حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتّٰى تَرْتَفِعَ وَحِيْنَ يَقُوْمُ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ حَتّٰى تَمِيْلَ الشَّمْسُ وَحِيْنَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوْبِ حَتّٰى تَغْرُبَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

پہلی فصل

٩٧٥- ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ تم میں سے کوئی آدمی آفتاب کے طلوع اور غروب کے وقت نماز کا ارادہ نہ کرے۔ اور ایک روایت میں ہے۔ جب سورج کا کنارا نکل آئے تو اس وقت تک نماز چھوڑ دو جب تک کہ وہ ظاہر ہو جائے۔ اور جب غروب ہو تو اس وقت تک نماز نہ پڑھو۔ جب تک غروب نہ ہو جائے اور سورج کے طلوع اور غروب کے وقت کو نماز کے لیے متعین نہ کرو۔ کیونکہ اس کا طلوع شیطان کے سر کے دونوں کناروں میں ہوتا ہے[1]۔ (بخاری مسلم)

٩٧٦- عقبہ بن عامرؓ نے فرمایا۔ آنحضرتؐ تین وقتوں میں ہمیں نماز سے روکتے تھے۔ اور مردوں کو دفن کرنے سے روکتے تھے۔ جب سورج طلوع ہو یہاں تک کہ اونچا ہو جائے اور جب دوپہر کے وقت سورج کھڑا ہو تو یہاں تک کہ وہ جھک جائے۔ اور جب سورج غروب کے لیے مائل ہو جائے غروب تک[2] (مسلم)

---

[1] **طلوع وغروب کے وقت نماز نہ پڑھے** :۔ ان اوقات میں نماز نہ پڑھنے کی وجہ بیان فرما دی کہ ان اوقات میں چونکہ سورج پوجنے والے اس کی پوجا کرتے ہیں لہذا خدا پرستوں کو ان کی مشابہت سے بچنا چاہیے اور شیطان کے سینگوں کے درمیان کا یہ مطلب ہے کہ شیطان یعنی ان اوقات میں سورج کے بالکل قریب ہو جاتا ہے تاکہ اس کو پوجنے والے ایسے معلوم ہوں کہ شیطان کو پوج رہے ہیں اور سجدہ کر رہے ہیں۔ اگر کوئی جانتے بوجھتے ان وقتوں تک اپنی نماز کو متاخر کر دے تو یہ بہت برا ہے اور اگر بھولنے والا یا سونے والا ایسے وقت میں بیدار ہو یا اس کو یاد آ جائے تو اگر سورج نکلنے اور غروب ہونے سے پہلے ایک رکعت پڑھ سکتا ہو تو نماز شروع کر دے ورنہ پھر سورج کو طلوع یا غروب ہو جانے دے کیونکہ عین سورج کے طلوع یا غروب کے وقت نماز پڑھنا بالاتفاق ممنوع ہے۔

[2] **اوقات ممنوعہ میں جنازہ بھی منع ہے** :۔ اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ بعض نے (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٩٧٧: وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

٩٧٨: وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَقَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ صَلِّ صَلٰوةَ الصُّبْحِ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ حَتّٰى تَرْتَفِعَ فَاِنَّهَا تَطْلُعُ حِيْنَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ

٩٧٧- ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ صبح کی نماز کے بعد نماز (نوافل) درست نہیں۔ یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے۔ اور نہ ہی عصر کے بعد نماز درست ہے۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے [1] (بخاری مسلم)

٩٧٨- عمرو بن عبسہؓ فرماتے ہیں۔ جب آنحضرت صلعم مدینہ منورہ تشریف لائے میں بھی آیا۔ اور مسجد میں آنحضرت کے پاس پہنچا۔ میں نے عرض کیا۔ مجھے نماز کے اوقات کے متعلق بتائیں۔ حضرت نے فرمایا۔ صبح کی نماز کے بعد نماز سے رک جاؤ۔ جب تک سورج طلوع ہو کر اونچا نہ ہو جائے [2]۔ اس لیے کہ وہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) کہا کہ قبر میں دفن کرنے سے مراد نماز جنازہ پڑھنا ہے کیونکہ وہ بھی نماز کی ایک قسم ہے تو چونکہ دوسری نمازیں بھی اس وقت میں پڑھنا منع ہے لہذا یہ نماز پڑھنا بھی منع ہے لیکن اس کی یہ توجیہ کرنا صحیح نہیں ہے۔ جس طرح اس وقت میں فرض نمازیں پڑھنا (یا) جنازہ کی نماز پڑھنا منع ہے اسی طرح قبر میں مردہ کو دفن کرنا بھی ناجائز ہے لیکن یہ جب ہے کہ جان بوجھ کر ایسا کیا جائے اگر اتفاقی طور پر ایسا ہو جائے یا کسی مجبوری کی وجہ سے ایسا کرنا پڑے تو بالاتفاق مکروہ نہیں ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **عذر سے مکروہ وقت میں فرض پڑھ لے** :- اس حدیث کو احمد اور بخاری نے بھی روایت کیا ہے۔ صبح یا عصر کی نماز کے بعد اس آدمی کی نماز تو مکروہ ہے جو نفل پڑھے یا قضا نماز پڑھے لیکن جو آدمی اسی دن کی نماز ادا پڑھے وہ قطعاً مکروہ نہیں ہے اور نوافل بھی عصر کے بعد ایسے وقت میں مکروہ ہیں کہ جب سورج زرد ہو چکا ہو اور اگر ایک مثل کے بعد عصر پڑھی گئی ہو تو اس کے بعد سورج زرد ہونے تک بے کھٹکے نماز پڑھ سکتا ہے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ کی حدیث میں اس کی وضاحت ہے۔

[2] **طلوع اور نصف النہار کا وقت کونسا ہے** :- اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ صبح کی نماز کے بعد صرف سورج طلوع ہو جانے ہی سے نماز جائز نہیں ہو جاتی بلکہ ایک نیزہ کا اندازہ سورج بلند ہو جائے تب نماز جائز ہو گی۔ اب یہ ضحیٰ کی نماز ہو گی۔ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور قیامت کو اس کی گواہی دیں گے۔ نیزہ کا سایہ ٹھہر جانے کا مطلب یہ ہے کہ دوپہر اور ایسا سال کے چند دنوں میں ہوتا ہے کہ سایہ دوپہر کے وقت ختم ہو جاتا ہے جبکہ سورج خط استوا پر ہو اور دوپہر کا وقت ہو تو اس وقت سایہ بالکل نہیں ہو گا۔ پھر اسی وقت پر قیاس کر کے سال کے دوسرے ایام میں بھی اس وقت نماز مکروہ ہو گی یہ یاد رکھنا چاہیے کہ حدیث میں فئے اور ظل کے الفاظ کثرت سے استعمال ہوں گے اس لیے ان کے مخصوص معانی ذہن میں رکھ لیں۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشَّيْطَانِ وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ ثُمَّ صَلِّ فَإِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتّٰى يَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَإِنَّ حِينَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ فَإِذَا أَقْبَلَ الْفَيْءُ فَصَلِّ فَإِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَالْوُضُوءُ حَدِّثْنِي عَنْهُ قَالَ مَا مِنْكُمْ رَجُلٌ يُقَرِّبُ وَضُوءَهُ فَيُمَضْمِضُ وَيَسْتَنْشِقُ فَيَسْتَنْثِرُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ وَفِيهِ وَخَيَاشِيمِهِ ثُمَّ إِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ كَمَا

شیطان کے دو سینگوں میں طلوع ہوتا ہے اس وقت اہل کفر اسے سجدہ کرتے ہیں۔ پھر نماز پڑھو۔ کیونکہ نماز (کے وقت) فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ سایہ نیزے کے سر پر ہو۔ اس وقت نماز سے رک جاؤ۔ اس وقت جہنم گرم کی جاتی ہے۔ جب سایہ نمودار ہو جائے۔ تو نماز پڑھو۔ نماز کے وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو جائے۔ پھر آفتاب کے غروب تک نماز سے رک جاؤ۔ کیونکہ وہ شیطان کے سینگوں میں غروب ہوتا ہے۔ اور اہل کفر اسے سجدہ کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت مجھے وضوء کے متعلق بتائیں۔ فرمایا جب تم میں سے کوئی وضوء کا پانی اپنے قریب کرے۔ اور منہ میں پانی ڈالے۔ اور ناک میں پانی ڈال کر اسے جھاڑے۔ تو اس کے چہرے منہ اور ناک کے سوراخوں سے گناہ گر جاتے ہیں۔ پھر جب اللہ کے حکم کے مطابق چہرہ دھوتا ہے۔ تو پانی سے اس کے چہرے اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) جو سایہ زوال سے پہلے پہلے ہو یعنی دوپہر سے پہلے پہلے اس کو ظل کہتے ہیں اور جو سایہ دوپہر کے بعد ہو اس کو فے کہتے ہیں۔ اور عصر کے بعد نفلوں کی کراہت محض عصر کا وقت شروع ہو جانے سے نہیں ہوگی بلکہ ہر آدمی کے لیے اس کی اپنی عصر کی نماز کے بعد نفل مکروہ ہوں گے حتی کہ اگر وہ نماز کو اول وقت سے پیچھے کر دے تو وہ بلا کھٹکے نفل پڑھ سکتا ہے جب تک کہ وہ اپنی عصر کی نماز نہ پڑھ لے خواہ دوسرے اس وقت عصر کی نماز پڑھ چکے ہوں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ کم از کم سورج زرد ہونے سے پہلے پہلے اپنی عصر کی نماز پڑھ لے۔

یہاں جو وضو سے گناہوں کا پاک وصاف ہونا لکھا ہے۔ یہ صرف صغیرہ گناہوں سے ہے ورنہ کبیرہ گناہ بغیر توبہ اور رحمت خداوندی کے معاف نہیں ہو سکتے اور اسی طرح حقوق العباد بھی نماز اور وضو سے معاف نہیں ہو جاتے وہ بہر حال ادا کرنے لازمی اور ضروری ہیں۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تک آدمی بندوں کے حقوق معاف نہیں کروا لیتا یا ان کو ادا نہیں کر لیتا اللہ تعالیٰ وہ جرم معاف نہ کریں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں اس کی صراحت ہے۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ اگر آدمی کے صغیرے گناہ پہلے ہی سے کسی سبب سے خواہ نیکی سے یا توبہ سے معاف ہو چکے ہوں تو پھر کبیرہ گناہوں میں کچھ تخفیف ہو جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور حقوق العباد میں تخفیف بھی نہیں ہوتی لہٰذا ان گناہوں سے بہت پرہیز کرنا چاہیے تاکہ نجات کی صورت پیدا ہو جائے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَمَرَهُ اللّٰهُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ مِنْ أَطْرَافِ لِحْيَتِهِ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ أَنَامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَمْسَحُ رَأْسَهُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رَأْسِهِ مِنْ أَطْرَافِ شَعْرِهِ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رِجْلَيْهِ مِنْ أَنَامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ فَإِنْ هُوَ قَامَ فَصَلَّى فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَمَجَّدَهُ بِالَّذِي هُوَ لَهُ أَهْلٌ وَفَرَّغَ قَلْبَهُ لِلّٰهِ إِلَّا انْصَرَفَ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۷۹ - وَعَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْأَزْهَرِ أَرْسَلُوهُ إِلَى عَائِشَةَ فَقَالُوا اقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ وَسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَبَلَّغْتُهَا مَا أَرْسَلُونِي فَقَالَتْ سَلْ أُمَّ سَلَمَةَ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِمْ فَرَدُّونِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْهُمَا ثُمَّ رَأَيْتُهُ يُصَلِّيهِمَا ثُمَّ دَخَلَ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ الْجَارِيَةَ فَقُلْتُ قُولِي لَهُ تَقُولُ أُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ سَمِعْتُكَ تَنْهَى عَنْ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ وَأَرَاكَ تُصَلِّيهِمَا قَالَ يَا ابْنَةَ أَبِي أُمَيَّةَ سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَإِنَّهُ أَتَانِي أُنَاسٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ فَشَغَلُونِي عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

داڑھی کے کناروں تک سے گناہ گر جاتے ہیں۔ پھر انسان اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھوتا ہے۔ تو پانی کے ساتھ اس کے ہاتھوں کے پوروں تک کے گناہ گر جاتے ہیں۔ جب سر پہ مسح کرتا ہے۔ تو پانی سے اس کے سر اور بالوں کے کناروں تک کے گناہ گر جاتے ہیں۔ پھر وہ گھٹنوں تک پاؤں دھوتا ہے۔ تو اس کے پاؤں کے پوروں تک کے گناہ گر جاتے ہیں۔ اگر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے اللہ کی حمد ثنا اور برتری بیان کرے۔ جس کا وہ اہل ہے۔ اور اس کا دل اللہ کی طرف یکسو ہو جائے۔ تو وہ گناہوں سے اس طرح فارغ ہو جاتا ہے جس طرح اس کی والدہ نے اسے جنا۔ (مسلم)

۹۷۹۔ کریب فرماتے ہیں۔ حضرت ابن عباس۔ مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن ازہر نے اسے حضرت عائشہ کے پاس بھیجا۔ اور فرمایا۔ حضرت عائشہ سے سلام کہنا۔ اور دریافت کرنا کہ عصر کے بعد دو رکعتوں کے متعلق کیا حکم ہے۔ میں حضرت عائشہ کے پاس گیا۔ میں نے ان کو وہ پیغام پہنچایا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا۔ حضرت ام سلمہ سے پوچھو۔ میں ان کے پاس گیا۔ ام سلمہ نے فرمایا میں نے آنحضرت سے سنا تھا۔ وہ ان دو رکعتوں سے منع فرماتے تھے۔ پھر میں نے آپ کو دیکھا۔ آپ یہ دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ جب آپ گھر تشریف لائے۔ تو میں نے ایک لونڈی کو ان کے پاس بھیجا۔ اور کہا کہ حضرت سے میری زبان سے کہنا کہ آپ ان دونوں سے منع فرمایا کرتے تھے۔ اب میں نے آپ کو پڑھتے دیکھا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے امیہ کی بیٹی تم نے عصر کے بعد دو رکعتوں کے متعلق دریافت کیا ہے (واقعہ یہ ہے) کہ میرے پاس قبیلہ عبدالقیس کا ایک وفد آیا۔ ان کی وجہ سے میں ظہر کے بعد دو رکعتوں سے مشغول ہو گیا یہ وہ دو رکعتیں ہیں[1]۔ (بخاری مسلم)

[1] صبح اور عصر کے بعد قضا سنت پڑھنا۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی روایت میں یہ (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۹۸۰: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ قَیْسِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَاٰی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا یُصَلِّیْ بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ رَکْعَتَیْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ رَکْعَتَیْنِ رَکْعَتَیْنِ فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّیْ لَمْ اَکُنْ صَلَّیْتُ الرَّکْعَتَیْنِ اللَّتَیْنِ قَبْلَهُمَا فَصَلَّیْتُهُمَا الْاٰنَ فَسَکَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ نَحْوَهٗ وَقَالَ اِسْنَادُ هٰذَا الْحَدِیْثِ لَیْسَ بِمُتَّصِلٍ لِاَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ اِبْرَاهِیْمَ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ قَیْسِ بْنِ عَمْرٍو وَفِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَنُسَخِ الْمَصَابِیْحِ عَنْ قَیْسِ بْنِ فَهْدٍ نَحْوَهٗ۔

دوسری فصل

۹۸۰۔ محمد بن ابراہیم قیس بن عمرو سے روایت فرماتے آنحضرت نے ایک آدمی کو صبح کی نماز کے بعد دو رکعت ادا کرتے دیکھا۔ حضرت نے فرمایا۔ صبح کی نماز دو دو رکعت ہے۔ اس نے کہا میں نے پہلی دو رکعتیں نہیں پڑھی تھیں۔ وہ میں نے اب پڑھی ہیں۔ آنحضرت خاموش ہو گئے (ابوداؤد) ترمذی نے کہا۔ اس کی سند متصل نہیں۔ کیونکہ محمد بن ابراہیم نے قیس بن عمرو سے نہیں سنا۔ شرح السنہ اور مصابیح کے بعض نسخوں میں یہ روایت قیس بن فہد سے اسی طرح مروی ہے۔)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) لفظ ہیں کہ میں نے آنحضرت کو اس سے پہلے کبھی ان کو پڑھتے نہ دیکھا تھا۔ ترمذی نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت نے یہ دو رکعتیں اس لیے عصر کے بعد پڑھیں کہ آپ کے پاس کچھ مال آیا تھا اس کو تقسیم کرنے میں دیر ہو گئی پھر ان کو عصر کے بعد پڑھا اور وہ جو عصر کی نماز کے بعد نوافل کی ممانعت آئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ نئے نفل نہ پڑھے ورنہ پچھلی سنتوں کی قضا دی جا سکتی ہے۔ طحاوی نے کہا کہ عصر کے بعد سنتوں کی قضا دینا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے لیکن یہ صحیح نہیں خاصہ صرف مداومت کا ہے کہ آپ کی عادت تھی کہ جب کوئی کام شروع کر لیتے تو پھر آخر تک اس کو نباہتے ورنہ اصل قضا دوسرے بھی دے سکتے ہیں۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

ل۔ صبح کی نماز کے بعد سنت پڑھنا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر صبح کی سنتیں فرضوں سے پہلے نہ پڑھ سکے تو ان کو فرضوں کے بعد پڑھ لے یہ حدیث تقریری ہے۔ یعنی اگر اس وقت سنتیں پڑھنا جائز نہ ہوتا تو آنحضرت صلعم منع فرما دیتے۔ اور ترمذی کا یہ کہنا کہ اس کی سند متصل نہیں تو یہ حدیث اور بھی کئی ایک متصل سندوں سے مروی ہے۔ ابن خزیمہ۔ ابن حبان اور ابن حزم نے اس کو متصل سندوں سے روایت کیا ہے عراقی نے ان سندوں کو صحیح کہا ہے یہی وجہ ہے کہ امت کے کئی ایک اکابر صبح کے فرضوں کے بعد سنتیں پڑھ لینے کے قائل ہو گئے۔ مثلاً حضرت عطاء۔ طاؤس۔ ابن جریج۔ عمرو بن دینار اور تمام محدثین رحمہم اللہ۔ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر صبح کی سنتیں پہلے نہ پڑھ سکے تو امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک وہ ضائع ہو گئیں۔ امام محمد سورج نکلنے کے بعد فوراً پڑھ لینے کے قائل ہیں شافعی اور امام احمد کا بھی یہی قول ہے امام مالک دوپہر سے پہلے قضا کے قائل ہیں۔ عبداللہ بن عمر اور امام شافعی سورج نکلنے سے پہلے اور بعد دونوں طرح یکساں طور پر قائل ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۸۰۔ وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ لَا تَمْنَعُوْا اَحَدًا طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ وَصَلّٰى اَيَّةَ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

۹۸۱:۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ نِصْفَ النَّهَارِ حَتّٰى تَزُوْلَ الشَّمْسُ اِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ۔

۹۸۰۔ جبیر بن مُطعم سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اے بنی عبدمناف بیت اللہ میں کوئی کسی وقت طواف کرے۔ اسے مت روکو۔ دن کا وقت ہو یا رات[1] کا (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی)

۹۸۱۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے دوپہر کے وقت نماز سے منع فرمایا۔ یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے۔ مگر جمعہ[2] کے دن (شافعی)

---

[1] **خانہ کعبہ ان پابندیوں سے مستثنیٰ ہے:**۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے اور اس کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور دارقطنی نے اس کو جابر سے دو طریق سے روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ کا طواف اور طواف کے بعد کی دو رکعت نماز ہر وقت جائز ہے وہاں ان اوقات مکروہہ کا کوئی اثر نہیں ہے اور وجہ استدلال دو طریق سے ہے ایک تو یہ کہ بنی عبدمناف کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مخاطب کر کے فرمایا کہ کسی کو خانہ کعبہ کے طواف سے مت روکو جس وقت بھی کوئی طواف کرنا چاہے خواہ سورج نکل رہا ہو یا دوپہر کا وقت ہو یا سورج غروب ہو رہا ہو اور جب طواف کی ہر وقت اجازت ہوگی تو طواف کے لیے دوگانہ جو شریعت نے مقرر کیا ہے وہ بھی بہرحال ساتھ ہی ادا کرنا ہوگا کیونکہ ان کے بغیر تو طواف ہی نہیں ہے دہنو عبدمناف چونکہ خانہ کعبہ کے متولی تھے اور حج کی تمام خدمات کا بندوبست کرنا انہی کے ذمہ تھا اور اسی طرح حاجیوں کو پانی پلانا اور ان کی خدمت کرنا بھی انہوں نے اپنے ذمہ لے رکھا تھا اس لیے ان کو مخاطب کر کے یہ الفاظ فرمائے اور اس کے بعد یہ خیال بھی گزرتا تھا کہ شاید طواف کے دوگانہ کی تو اجازت ہو لیکن دوسری نمازوں کی شاید اجازت نہ ہو تو ان کے لیے نماز پڑھنے کے الفاظ الگ بیان کر دیئے۔ مختصر مطلب یہ ہے کہ خانہ کعبہ میں اوقات ممنوعہ کی پابندی کوئی نہیں۔ اہل حدیث امام شافعی امام احمد اور اسحٰق اسی کے قائل ہیں اور سفیان ثوری۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک مکہ کو بھی مستثنیٰ نہیں کہتے۔ انہوں نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ اے بنی عبدمناف اوقات مکروہہ کے علاوہ جس وقت بھی کوئی طواف اور نماز پڑھنا چاہے اس کو نہ روکو۔ لیکن یہ تاویل حدیث کے ظاہر الفاظ کے بالکل مخالف ہے کیونکہ ان اوقات کے علاوہ تو پہلے بھی کوئی پابندی نہیں تھی اور نہ ہی کوئی سمجھتا تھا اور بنی عبدمناف ہی کسی کو منع کرتے تھے تو اس صورت میں رسول اللہ صلعم کا قول بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے۔

[2] **جمعہ کے دن نصف النہار کی پابندی نہیں:**۔ حضرت ابوہریرہ کی حدیث میں محمد بن ابی یحییٰ اور اسحٰق بن عبداللہ بن ابی فروہ دونوں ضعیف ہیں اور ابوقتادہ کی حدیث منقطع ہے۔ جس طرح خانہ کعبہ کو تمام اوقات مکروہہ سے مستثنیٰ کیا گیا ہے اور یہ خانہ کعبہ کا خاصہ ہے اسی طرح جمعہ کے دن کو صرف زوال سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ زوال کے وقت نماز پڑھنی صرف اس لیے منع ہے کہ (اس وقت شیطان سورج کے (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۸۲: وَعَنْ اَبِی الْخَلِیْلِ عَنْ اَبِی قَتَادَةَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَرِہَ الصَّلٰوۃَ نِصْفَ النَّھَارِ حَتّٰی تَزُوْلَ الشَّمْسُ اِلَّا یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَقَالَ اِنَّ جَھَنَّمَ تُسَجَّرُ اِلَّا یَوْمَ الْجُمُعَۃِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ اَبُو الْخَلِیْلِ لَمْ یَلْقَ اَبَا قَتَادَةَ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۹۸۳: عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ الصُّنَابِحِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ وَمَعَھَا قَرْنُ الشَّیْطَانِ فَاِذَا ارْتَفَعَتْ فَارَقَھَا ثُمَّ اِذَا اسْتَوَتْ قَارَنَھَا فَاِذَا زَالَتْ فَارَقَھَا فَاِذَا دَنَتْ لِلْغُرُوْبِ قَارَنَھَا فَاِذَا غَرَبَتْ فَارَقَھَا وَنَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوۃِ فِیْ تِلْکَ السَّاعَاتِ رَوَاہُ مَالِکٌ وَّاَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ۔

۹۸۲- ابوالخلیل ابوقتادہ سے روایت فرماتے ہیں۔ حضرت دوپہر کے وقت نماز ناپسند فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے۔ مگر جمعہ کے دن اور فرمایا جہنم جھونکی جاتی ہے۔ مگر جمعہ کے دن نہیں جھونکی جاتی (ابوداؤد)

تیسری فصل

۹۸۳- عبداللہ صُنابحی فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ سورج طلوع ہوتا ہے۔ تو شیطان کے سینگ اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔ جب اونچا ہوتا ہے۔ تو الگ ہو جاتے ہیں۔ پھر جب سر کے برابر ہوتا ہے۔ تو شیطان اس کے نزدیک ہو جاتا ہے۔ جب وہ غروب کے قریب ہو جائے۔ تو قریب ہو جاتا ہے۔ جب سورج غروب ہو جائے تو الگ ہو جاتا ہے اور آنحضرت نے ان اوقات میں نماز سے منع فرمایا ہے۔ (مالک۔ احمد۔ نسائی)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) قریب ہو جاتا ہے اور سورج پوجنے والوں سے اپنے آپ کو سجدہ کروانا چاہتا ہے اور جمعہ کے دن چونکہ عوام کا اجتماع بہت زیادہ ہوتا ہے اس لیے خدا تعالیٰ کی رحمت نے اس دن شیطان کو سورج کے ساتھ ملنے کی اجازت نہیں دی جیسا کہ ایک حدیث میں اس کی تصریح ہے۔ اس لیے جمعہ کے دن زوال کے وقت بھی نماز پڑھنا جائز ہے جیسا کہ باب الجمعہ میں انشاء اللہ بیان ہوگا۔

انہی وجوہات کو ملحوظ رکھ کر علمائے اہل حدیث۔ محدثین۔ امام شافعی۔ علامہ ابن قیم اور علامہ ابن تیمیہ حرانی اس طرف گئے ہیں کہ جمعہ کے دن زوال سے پہلے بھی جمعہ کی نماز پڑھی جاسکتی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اگر سنتیں وغیرہ زوال سے پہلے بھی پڑھنا چاہے تو پڑھ لے اس میں کچھ حرج نہیں اور جمعہ کی فرض نماز سورج ڈھلنے کے بعد پڑھی جائے۔

باقی رہی ابوالخلیل کی منقطع حدیث تو یہ حدیث اگرچہ مرسل ہے لیکن اس کو صحابہ اور تابعین کے تعامل سے تقویت حاصل ہوتی ہے کہ وہ اس وقت میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے اور مرسل حدیث کو جب صحابہ کے عمل سے تقویت مل جائے تو وہ بالاتفاق مقبول ہے۔

مقام تعجب ہے کہ برادران احناف کی اصول کی کتابوں میں تو یہ لکھا ہے کہ مرسل حدیث مطلقاً مقبول ہے خواہ اس پر تعامل ہو یا نہ (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۸۴۔ وَعَنْ اَبِیْ بَصْرَۃَ الْغِفَارِیِّ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْمُخَمَّصِ صَلٰوۃَ الْعَصْرِ فَقَالَ اِنَّ ھٰذِہٖ صَلٰوۃٌ عُرِضَتْ عَلٰی مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ فَضَیَّعُوْھَا فَمَنْ حَافَظَ عَلَیْھَا کَانَ لَہٗ اَجْرُہٗ مَرَّتَیْنِ وَلَا صَلٰوۃَ بَعْدَھَا حَتّٰی یَطْلُعَ الشَّاھِدُ وَالشَّاھِدُ النَّجْمُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۹۸۵۔ وَعَنْ مُعَاوِیَۃَ قَالَ اِنَّکُمْ لَتُصَلُّوْنَ صَلٰوۃً لَقَدْ صَحِبْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَا رَاَیْنَاہُ یُصَلِّیْھِمَا وَلَقَدْ نَھٰی عَنْھُمَا یَعْنِی الرَّکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۹۸۴۔ ابوبصرہ غفاری فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے مقام مُخمّص میں عصر کی نماز پڑھائی۔ اور فرمایا۔ یہ نماز تم سے پہلے لوگوں پر پیش کی گئی۔ انہوں نے اسے ضائع کر دیا۔ جو اس پر محافظت کرے۔ اسے دگنا اجر ملے گا۔ اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ شاہد طلوع ہو جائے شاہد ستاروں کو کہتے ہیں۔ (مسلم)

۹۸۵۔ حضرت معاویہؓ سے مروی ہے فرمایا۔ تم ایک نماز پڑھتے ہو۔ ہم آنحضرت کے ساتھ رہے ہم نے آپ کو یہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ یہ عصر کی نماز کے بعد دو رکعت نماز ہے[1]۔ (بخاری)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہو لیکن جب اپنے ائمہ کے خلاف اس حدیث کو پایا تو اس کا انکار کر دیا حالانکہ اس پر صحابہ اور ان کے بعد تابعین عمل کرتے رہے یہ عمل تطفیف کوئی اچھا فعل نہیں کہ جب اپنے موافق کوئی حدیث ہوئی تو اسے قبول کر لیا اور جب مخالف نظر آئی تو اسے چھوڑ دیا۔

۳ھ **مشرکین کی مشابہت سے بچنا چاہیے**:۔ پہلی فصل میں عقبہ بن عامر اور عمرو بن عبسہ کی مفصل حدیثیں گذر چکی ہیں جن میں اوقات ممنوعہ مکروہہ میں نماز نہ پڑھنے کا اصلی سبب بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ کافر لوگ ان اوقات میں عبادت کرتے ہیں اور سورج کی پوجا کرنے والے ان اوقات میں سورج کی پرستش کرتے ہیں اور شیطان ان اوقات میں سورج کے ساتھ آکر مل جاتا ہے تاکہ صورت ایسی بن جائے اور معلوم ایسا ہو کہ کافر لوگ شیطان کی پرستش کر رہے ہیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اوقات میں نماز پڑھنے سے منع فرما دیا تاکہ مشرکوں کے ساتھ ان اوقات میں عبادت کرنے کی مشابہت نہ پیدا ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار اور یہود و نصاریٰ سے مشابہت کرنے سے سخت نفرت تھی۔ آپ ہر عمل میں ان کے خلاف کرتے تاوقتیکہ اس کے بارے میں وحی نہ نازل ہو جاتی۔ اور اگر کسی چیز میں دو ہی صورتیں ممکن ہوتیں اور وحی نہ آئی ہوتی تو پھر آپ کفار کا عمل چھوڑ کر اہل کتاب کی موافقت کر لیتے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **عصر کی نماز کے بعد نماز کی ممانعت**:۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور فصل اول میں ابو سعید کی حدیث پہلے گذر چکی ہے۔ اس میں ہے کہ عصر کے بعد کوئی نفل نماز نہیں ہے یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے تو یہ تمام حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ عصر کے بعد نفل نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ لیکن یہ ممانعت اس صورت میں ہے کہ سورج زرد ہو چکا ہو اگر سورج بلند ہو اور نماز اول وقت پڑھ لی گئی ہو (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۸۶: وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ وَقَدْ صَعِدَ عَلٰی دَرَجَۃِ الْکَعْبَۃِ مَنْ عَرَفَنِیْ فَقَدْ عَرَفَنِیْ وَمَنْ لَّمْ یَعْرِفْنِیْ فَاَنَا جُنْدُبٌ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا صَلٰوۃَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ اِلَّا بِمَکَّۃَ اِلَّا بِمَکَّۃَ اِلَّا بِمَکَّۃَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَرَزِیْنٌ۔

۹۸۶۔ ابوذر نے کعبۃ اللہ کی سیڑھیوں پر چڑھ کر فرمایا۔ جس نے مجھے پہچان لیا۔ اس نے پہچان لیا۔ جس نے نہیں پہچانا وہ جان لے کہ میرا نام جندب ہے۔ میں نے آنحضرت سے سنا ہے فرماتے تھے۔ صبح کے بعد طلوع آفتاب تک کوئی نماز نہیں اور عصر کے بعد غروب آفتاب تک کوئی نماز نہیں۔ لیکن مکہ میں تین دفعہ فرمایا[1] (احمد۔ رزین)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) تو پھر سورج زرد ہونے تک سنتوں کی قضا دے لے اور اگر نماز عصر کا وقت ہو چکا ہو اور اول وقت نماز پڑھنے والے پڑھ چکے ہوں اور اس نفل پڑھنے والے نے اپنی عصر کی نماز ابھی نہ پڑھی ہو تو پھر بالاتفاق نوافل پڑھ سکتا ہے جب تک کہ سورج زرد نہ ہو۔ اور محمق ایک راستے کا نام ہے۔

[2] **عصر کے بعد قضا دی جا سکتی ہے:۔** اس سے پہلے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی مفصل حدیث پہلی فصل میں گذر چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عام لوگوں کو نئے نفل عصر کی نماز کے بعد پڑھنے سے منع فرمادیا تھا اور خود جو دو رکعت پڑھتے تھے تو وہ آپ ظہر کے بعد کی دو سنتوں کی قضا دیا کرتے تھے۔ جو ایک دفعہ آپ سے رہ گئی تھیں تو پھر آپ ہمیشہ ان کو پڑھتے گئے۔ کیونکہ آپ کی عادت مبارک یہی تھی کہ جو نیک کام بھی آپ ایک دفعہ شروع کر لیتے پھر اس کو ہمیشہ کرتے جاتے تھے۔ اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے پیارا عمل وہ ہے جس پر عمل کرنے والا ہمیشگی کرے اگرچہ وہ عمل تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی عصر کی نماز کے بعد قضا نماز پڑھنے کی اجازت ہے لیکن ویسے عام نوافل ابتداءً نہیں پڑھنے چاہئیں ان سے پرہیز کرنا لازمی ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] اس حدیث کی سند میں عبداللہ بن مؤمل ضعیف ہے لیکن ابراہیم بن طہمان نے اس کی متابعت کی ہے اور اس کو اکثر محدثین نے ثقہ کہا ہے اور اس طرح اس کا ضعف دور ہو جاتا ہے۔ اس حدیث کا بالکل وہی مطلب ہے جو جبیر بن مطعم کی حدیث میں آچکا ہے کہ خانہ کعبہ میں کسی کو طواف اور نماز سے کسی وقت بھی رکاوٹ نہیں ہونی چاہیے اور وہاں ائمہ فقہاء اور محدثین کے اقوال بھی درج کر دیئے گئے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ الْجَمَاعَةِ وَفَضْلِهَا

جماعت اور اس کی فضیلت

فرضی نماز جہاں تک ہو سکے با جماعت ادا کرنا ضروری ہے۔ بعض آئمہ نے جماعت کو واجب فرمایا ہے بعض نے سنت موکدہ آنحضرت عذر کے سوا جماعت ترک نہیں فرماتے تھے۔ جو آدمی جماعت کے ساتھ نہ ملے۔ صحابہ اسے منافق سمجھتے تھے۔ آنحضرت نے فرمایا عورتوں اور بچوں کا خیال نہ ہو تو جماعت سے پیچھے رہنے والوں کے مکان جلا دوں۔ جماعت کے ترک پر یہ بہت بڑی وعید ہے۔ عام عبادات میں اخفا کو پسند فرمایا گیا ہے۔ لیکن ارکان فرائض میں جہر اور اعلان کو پسند فرمایا گیا۔ ایسے امور جو ڈیوٹی اور فرض کے طور پر ضروری ہوں۔ ان میں ریاء کو دخل نہیں ہوتا۔ بلکہ ان میں اداء فرض کا پہلو غالب ہوتا ہے۔ تاکہ کام اپنے وقت پر صحیح طور پر ہو سکے اس پابندی میں انفرادی طور پر عموماً تساہل کا امکان ہوتا ہے۔ ایسے فرائض میں اجتماعیت مفید ہوتی ہے۔ اس لیے جماعت کی تاکید فرمائی۔ اور اس کے تارک پر ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

بیمار معذور عورت بچے ان کے لیے پابندی اور التزام مشکل تھا۔ اس لیے ان کو اس طرح مستثنیٰ فرمایا۔ کہ ان پر تاکید نہیں۔ اگر وہ آئیں تو ان کے اجر میں اضافہ ہوگا۔ اصحاب اقتدار کے اختیار کو محدود فرمایا۔ کہ وہ انہیں روکنے کی کوشش نہ کریں۔

ایسے اجتماعات میں عوام کی ضروریات اور جذبات کا احترام ضروری ہے۔ تاکہ یہ اجتماع تکلیف کا موجب نہ بن سکے۔ اور اس کی وضع اس کی اجتماعی حیثیت کے لیے مضر نہ ہو۔ امام کو ہدایت فرمائی۔ کہ نماز میں تخفیف کرے فان فیھم الضعیف والکبیر و ذاالحاجۃ ان میں کمزور معمر اور حاجتمند ہوں گے۔ ان مجبوریوں کا لحاظ ضروری ہے۔

حکم فرمایا کہ مل کر کھڑا ہونا چاہیے۔ درمیان میں رخنے نہ رکھے جائیں۔ اس سے اجتماع کی صورت بگڑتی ہے۔ اس کا اثر روح اور ہیئت اجتماعیت پر پڑتا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ میں اپنا تجربہ ذکر فرمایا ہے۔ ج ۲ ص۲۱ ہم نے ذکر کے حلقوں میں تجربہ کیا ہے۔ کہ مل کر بیٹھنے سے دل میں جمعیت پیدا ہوتی ہے۔ اور ذکر میں حلاوت محسوس ہوتی ہے اور خطرات کا سدِ باب ہوتا ہے۔ اور اس کے ترک سے ان تمام مقاصد میں خلل واقع ہوتا ہے۔ اور جب کوئی خلل واقع ہو تو شیطان اس میں مداخلت کرتا ہے۔ آنحضرت نے اسی مداخلت کو بکری کے بچے سے تشبیہ دی ہے۔ اگر صفیں درست نہ ہوں اور ان میں ترصیص نہ ہو۔ بلکہ نمازی جدا جدا کھڑے ہوں تو صف بندی کا مقصد فوت ہو جائے گا۔

جماعت کی پابندی اس لیے بھی ضروری ہے کہ بے نماز اسے نماز ضائع کرنے کا حیلہ نہ بنائیں۔ کہ میں نے گھر پر نماز ادا کی ہے۔ امام کے متعلق فرمایا۔ وہ تم سے بہتر اور باعمل ہونا چاہیئے۔ امامت ایک خاص قسم کی سیادت ہے۔ امام کے اخلاق کا اثر جماعت پر اسی طرح ہوتا ہے۔ جس طرح استاد پیشوا اور حاکم وقت کا ہوتا ہے۔ اس لیے امام کے انتخاب میں اس مقصد کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ بے عمل بد عمل خسیس الطبع امام کے اثرات جماعت پر لازماً ہوں گے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۹۸۷:۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃُ الْجَمَاعَۃِ تَفْضُلُ صَلٰوۃَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۹۸۸:۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَدْ ھَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ فَیُحْطَبَ ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوۃِ فَیُؤَذَّنَ لَھَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَیَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰی رِجَالٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَا یَشْھَدُوْنَ الصَّلٰوۃَ فَاُحَرِّقَ عَلَیْھِمْ بُیُوْتَھُمْ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ یَعْلَمُ اَحَدُھُمْ اَنَّہٗ یَجِدُ عَرْقًا سَمِیْنًا اَوْ مِرْمَاتَیْنِ حَسَنَتَیْنِ لَشَھِدَ الْعِشَاءَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَلِمُسْلِمٍ نَحْوُہٗ۔

۹۸۹:۔ وَعَنْہُ قَالَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ اَعْمٰی فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّہٗ لَیْسَ لِیْ قَائِدٌ یَّقُوْدُنِیْ اِلَی الْمَسْجِدِ فَسَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّرَخِّصَ لَہٗ فَیُصَلِّیَ

پہلی فصل

۹۸۷۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ باجماعت نماز سے ستائیس مرتبہ افضل ہوتی ہے[۱]۔ (بخاری مسلم)

۹۸۸۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ مجھے اللہ کی قسم میری جان جس کے قبضے میں ہے۔ میں نے قصد کیا ہے۔ کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں۔ پھر نماز کے لیے اذان کا حکم دوں۔ اور کسی آدمی کو نماز پڑھانے کی اجازت دوں۔ پھر ان لوگوں کے گھروں پر جاؤں۔ (ایک روایت میں ہے جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے۔ ان کے گھر جلادوں۔ مجھے اللہ کی قسم اگر تمہیں یقین ہو کہ تمہیں (مسجد میں) ایک موٹی ہڈی یا عمدہ قسم کے دو پائے ملیں گے۔ تو وہ عشاء کی نماز میں ضرور حاضر ہو[۲]۔ (بخاری مسلم)

۹۸۹۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت کے پاس ایک نابینا آدمی آیا۔ اور کہا میرے پاس کوئی آدمی نہیں۔ جو میری مسجد کی طرف راہنمائی کرے۔ اس نے آنحضرت سے اجازت طلب کی۔ کہ وہ گھر میں نماز ادا کر سکے۔ حضرت

---

[۱] **باجماعت نماز کی فضیلت**:۔ اس مضمون کی ایک حدیث ابوسعید سے بھی بخاری میں آئی ہے لیکن اس میں پچیس گنا اجر بیان کیا گیا۔ ابن حجر نے کہا ستائیس اور پچیس گنا کا فرق سری اور جہری نمازوں کا فرق ہے جہری میں ستائیس گنا اور سری میں پچیس گنا۔

[۲] **تارک جماعت کو سزا دی جاسکتی ہے**:۔ اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے مجتہدین نے استنباط کیا ہے کہ تارک جماعت کو مالی سزا دی جاسکتی ہے اور دوسرا استنباط جماعت کے وجوب کا ہے۔ امام شافعی۔ احمد اور اہل حدیث کا یہی مسلک ہے اور یہی حدیث سے صحیح معلوم ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کو نابینا ہونے اور عذر کرنے کے باوجود گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت نہ مل سکی۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہ لوگ منافق ہوں۔ ایسا نہیں ہے ابوداؤد کی حدیث میں صراحت ہے کہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِي بَيْتِهِ فَرَخَّصَ لَهُ فَلَمَّا وَلَّى دَعَاهُ فَقَالَ هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلٰوةِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَجِبْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۹۰: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ أَذَّنَ بِالصَّلٰوةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ ثُمَّ قَالَ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ ذَاتُ بَرْدٍ وَمَطَرٍ يَقُولُ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۹۱: وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وُضِعَ عَشَاءُ أَحَدِكُمْ وَأُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَءُوا بِالْعَشَاءِ وَلَا يَعْجَلْ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُوضَعُ لَهُ الطَّعَامُ وَتُقَامُ الصَّلٰوةُ فَلَا يَأْتِيهَا حَتّٰى يَفْرُغَ وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

نے اسے اجازت دے دی۔ جب واپس لوٹا۔ تو آپ نے اسے بلایا۔ اور فرمایا۔ کیا تم اذان سنتے ہو۔ اس نے عرض کیا۔ ہاں۔ فرمایا اسے قبول کرو[2] (تمہیں مسجد میں آنا چاہیے۔) (مسلم)

۹۹۰۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ انہوں نے ایک رات جب کہ بہت زیادہ ہوا اور ٹھنڈک تھی۔ اذان کہی۔ پھر فرمایا۔ الا صلوا فی الرحال (خبردار اپنے ڈیروں میں نماز پڑھو۔) پھر فرمایا۔ جب رات کو سردی اور بارش ہوتی۔ آنحضرت موذن کو حکم فرماتے تھے وہ اذان میں الاصلوا فی الرحال کہتا[1] (بخاری مسلم)

۹۹۱۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب رات کا کھانا چن دیا جائے اور نماز قائم کر دی جائے۔ تو پہلے کھانا کھاؤ اور جلدی نہ کرو۔ یہاں تک کہ کھانے سے فارغ ہو۔ ابن عمر کے لیے کھانا رکھا جاتا۔ اور نماز شروع ہو جاتی۔ تو وہ نماز میں شامل نہ ہوتے یہاں تک کہ کھانے سے فارغ ہوتے۔ اور وہ امام کی آواز سن رہے ہوتے۔[3] (بخاری مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) حضور ان لوگوں کے پاس آئے تو وہ گھروں میں نمازیں پڑھ رہے تھے۔ منافق لوگ تخلیے میں نمازیں نہیں پڑھتے بلکہ وہ دکھا کر پڑھتے ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] یہ نابینا آدمی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم تھے۔ دوسری حدیث میں عذر کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا گرمیوں کا موسم ہے۔ سانپ بچھو کے دن ہیں میرے گھر اور مسجد کے درمیان کھجوروں کے جھنڈ ہیں راہ میں روڑے پتھر کافی ہیں ٹھوکریں کھاتا ہوں۔

[2] عذر سے نماز گھر پڑھنا جائز ہے:۔ اس مضمون کی حدیثیں صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہیں صحیحین میں بھی اور دوسری کتابوں میں بھی۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی عذر ہو تو جمعہ اور جماعت میں شامل ہونے کی پابندی نہیں رہتی ہاں اگر پھر بھی چلا جائے تو درجہ بہت زیادہ ملتا ہے اور افضل یہی ہے کہ عذر کے باوجود بھی مسجد میں آجائے۔ ابن عباس کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلمہ "الاصلوا فی الرحال" نفس اذان میں کہے اور اس حدیث میں ہے کہ اذان کے بعد کہے اور دونوں طرح جائز ہے۔ ابن خزیمہ نے ابن عباس کی حدیث (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۹۲:۔ وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّہَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا صَلٰوۃَ بِحَضْرَۃِ الطَّعَامِ وَلَا ھُوَ یُدَافِعُہُ الْاَخْبَثَانِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۹۹۳:۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَلَا صَلٰوۃَ اِلَّا الْمَکْتُوْبَۃَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۹۹۲۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ میں نے آنحضرت کو سنا۔ آپ نے فرمایا۔ کھانا موجود ہو تو نماز نہیں ہو گی۔ اور نہ جب کہ پیشاب اور پاخانے اسے روک رہے ہوں[۱] (مسلم)

۹۹۳۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ جب نماز قائم ہو جائے۔ تو فرضی نماز کے سوا کوئی نماز نہیں ہوتی۔[۲] (مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) کو ظاہر پر محمول کر کے کہا ہے کہ کلمہ حی علی الصلوٰۃ اور کلمہ حی علی الفلاح نہ کہے اور ان کی جگہ دونوں طرف منہ کر کے کہے صلوا فی الرحال۔

۱۵ کھانا کھاتے اذان ہو تو فارغ ہو کر جائے:۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور مسلم میں ابن عمر کے فعل کا ذکر نہیں ہے اور بخاری اور ابوداؤد میں اس کا ذکر ہے اور اس مضمون کی حدیثیں انس اور عائشہ سے بھی شیخین نے روایت کی ہیں جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اگر نماز کا وقت تنگ ہو رہا ہو یا ختم ہو رہا ہو تو پھر بہرحال نماز پہلے پڑھنی چاہیے اور اگر وقت میں وسعت ہو اور بھوک لگی ہو یا کھانے کے خراب ہو جانے کا اندیشہ ہو تو پھر کھانا پہلے کھانا چاہیے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱ قضائے حاجت سے فارغ ہو کر نماز پڑھے:۔ اس کو احمد اور ابوداؤد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اور اس باب میں انس کی حدیث شیخین۔ ترمذی اور نسائی نے روایت کی ہے اور سلمہ بن اکوع کی حدیث احمد میں ہے۔ غرض یہ ہے کہ نماز میں خشوع اور خضوع چاہیے اور اگر بھوک لگی ہو اور کھانا حاضر ہو یا پاخانہ پیشاب نے زور کر رکھا ہو تو پھر بہرحال ان چیزوں سے پہلے فارغ ہو لینا چاہیے تاکہ نماز آرام سے پڑھ سکے اور اگر وقت تنگ ہو تو پھر ہر صورت میں نماز وقت میں پڑھ لے اور یہ نماز مکروہ ہو گی بہتر یہ ہے کہ پھر اس کی قضا دیدے۔ اور ظاہریہ کے نزدیک ان چیزوں کے ہوتے نماز بالکل نہیں ہوتی۔

۲ حدیث میں تحریف لفظی کی مثال:۔ اس کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب فرض نماز کی اقامت (تکبیر) ہو جائے یعنی جماعت کھڑی ہو جائے تو پھر اس فرض نماز کے علاوہ جس کے لیے تکبیر ہوئی ہے اور کوئی نماز نہیں ہوتی اگر کسی نے پہلے سنتیں شروع کر رکھی ہوں تو اگر پہلی رکعت میں ان کو پورا کر کے شامل ہو سکتا ہو تو بعض نے اجازت دی ہے کہ ان کو جلدی سے پورا کر کے جماعت میں شامل ہو جائے اور اگر پہلی رکعت کے چلے جانے کا خوف ہو تو سنتوں کو فوراً توڑ دے اور پھر بعد میں پڑھ لے۔ اہلحدیث اور امام شافعی اور احمد اور جمہور علماء کا یہی قول ہے اور اس میں فجر کی سنتوں اور دوسری سنتوں کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ اب یہ سراسر ظلم ہے کہ جماعت پہلے سے کھڑی ہوتی ہے بعد میں آنے والا اِدھر سے ہٹ کر سنتیں پڑھتا ہے اور پھر اگر فرض نماز مل گئی تو فبہا ورنہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۹۴۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَأْذَنَتْ امْرَأَةُ أَحَدِكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۹۴۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب تم سے کسی کی بیوی مسجد جانے کے لیے اجازت چاہے تو اسے مت [1] روکو۔ (بخاری۔مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ اصل میں وہ دو فائدے حاصل کرنا چاہتے ہیں کہ صبح کی نماز میں قراءت لمبی ہوتی ہے اسی قراءت میں سنتیں بھی پڑھ لیں اور پھر فرضوں میں بھی شامل ہو گئے۔ اس طرح کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔
بعض لوگوں نے کہا ہے کہ بیہقی نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کھڑی ہو جائے تو پھر فرض نماز کے علاوہ اور کوئی نماز نہیں ہوتی مگر فجر کی سنتیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خود امام بیہقی نے کہا ہے کہ "الا رکعتی الفجر" (مگر فجر کی دو سنتیں) کی زیادت کی کوئی اصل نہیں ہے اور اس کی سند میں حجاج بن نصر اور عباد بن کثیر دو راوی ضعیف ہیں۔
اگر برادران احناف معاف فرمادیں تو صاف صاف یہ بتادوں کہ "اِلَّا" کا لفظ ایجاد بندہ ہے ان کی اپنی تحریف ہے جو انہوں نے اپنے مذہب کی تائید کے لیے کر لی ہے۔ چنانچہ محمد بن اسحٰق دہلوی کے نسخہ میں اِلَّا کا لفظ دیکھا گیا ہے ورنہ ان سے پہلے بیہقی کے جتنے نسخے ملتے ہیں ان میں اِلَّا کا لفظ نہیں بلکہ لَا کا لفظ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ صبح کی سنتیں بھی نماز کھڑی ہو جانے کے بعد نہ پڑھی جائیں اس لفظ کو بڑی آسانی سے اِلَّا بنا لیا گیا کہ صبح کی سنتیں پڑھ لی جائیں، خدا تعالیٰ ایسے تعصب سے بچائیں اور ایسے لوگوں کو ہدایت دیں۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **کیا تقلید چھوڑنے سے اسلام میں فرق پڑتا ہے:**۔ اس حدیث کو ابن ماجہ کے سوا اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے اس کے علاوہ اور بھی بہت سی روایات آرہی ہیں کہ عورتوں کو مسجدوں سے نہ روکا جائے۔ جان لینا چاہئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتیں عام نمازوں میں بھی جمعہ میں بھی اور عیدین کی نمازوں میں بھی شامل ہوا کرتی تھیں اور اس وقت پردہ کا بھی کوئی انتظام نہ ہوا کرتا تھا۔ اس وقت ان کے آنے کے لیے دو شرطیں تھیں ایک یہ کہ خاوند کی اجازت کے بغیر مسجد میں نہ آئیں اور دوسری شرط یہ تھی کہ خوشبو وغیرہ لگا کر یا باریک کپڑے پہن کر یا زیب و زینت کر کے اور زیور پہن کر مسجد میں نہ آئیں جن کی وجہ سے خواہ مخواہ مردوں کی توجہ ان کی طرف مبذول ہو اور اب جبکہ پردہ کا انتظام بھی ہوتا ہے عورتوں پر نگاہ نہیں جا سکتی اب کیوں ان پر پابندی لگائی جائے۔ آج کل کچھ لوگ عورتوں کے جمعہ جماعت اور عیدین میں جانے کی مخالفت کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو بلال بن عبداللہ بن عمر والا واقعہ یاد رکھنا چاہیے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتیں مسجد میں جایا کرتی تھیں۔ تو ان کے بیٹے بلال کہنے لگے خدا کی قسم ہم تو ان کو روکیں گے اس وقت اور قسم کے حالات تھے اور اب اور حالات ہیں تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو گالیاں بھی دیں اور پھر اس کے بعد ان سے زندگی بھر نہ بولنے کا عہد کیا کہ تو نے حدیث رسول کے مقابل اپنی رائے کیوں پیش کی بیٹے نے بہت دفعہ معافی مانگی۔ توبہ کی تب کہیں چھ ماہ بعد جا کر ان سے بولے۔ آج ان غریبوں کا عجیب حال ہے۔ ان کے مذہب کی کتابیں کہتی ہیں کہ عورتیں مسجد میں نہ جائیں لیکن ماحول سے مجبور ہو کر ان کو اجازت بھی دیتے ہیں (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۹۵:۔ وَعَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَتْ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ الْمَسْجِدَ فَلَا تَمَسَّ طِيبًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۹۶:۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بَخُورًا فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِي

۹۹۷:۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَمْنَعُوا نِسَاءَكُمُ الْمَسَاجِدَ وَبُيُوتُهُنَّ خَيْرٌ لَهُنَّ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

۹۹۸:۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِي حُجْرَتِهَا وَصَلٰوتُهَا فِي مَخْدَعِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِي بَيْتِهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

۹۹۵۔ زینبؓ حضرت عبداللہ بن مسعود کی اہلیہ نے فرمایا۔ آنحضرت نے ہم کو فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی مسجد میں جائے۔ تو خوشبو نہ لگائے۔ (مسلم)

۹۹۶۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو عورت خوشبو لگائے۔ وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز کے لیے مسجد میں نہ آئے (مسلم)

دوسری فصل

۹۹۷۔ عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ عورتوں کو مسجد سے نہ روکو۔ اور ان کے گھر ان کے لیے بہتر ہیںلہ (ابوداؤد)

۹۹۸۔ ابن مسعودؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ عورت کی نماز گھر میں صحن کی نماز سے افضل ہے۔ اور کمرے میں نماز کھلے مکان سے بہتر ہے۔ (ابوداؤد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور فتوے اس کے خلاف دیتے ہیں اور پھر مقلد کے مقلد بھی ہیں۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

لہ **عورتوں کی نماز گھر میں افضل ہے**:۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ابوداؤد اور منذری نے اس پر سکوت کیا ہے اور اس کی اصل صحیحین میں بھی ہے لیکن اس میں "بیوتہن خیر لہن" کے الفاظ نہیں ہیں اور عبداللہ بن مسعود کی حدیث پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے۔ دونوں حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ اگر فتنہ کا خوف ہو تو پھر عورت کی نماز گھر میں بہتر ہے بہ نسبت مسجد کے جیسا کہ حضرت عائشہ کی حدیث میں ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کی آج کی کیفیت دیکھتے تو ان کو مسجدوں میں آنے سے منع کر دیتے۔ لیکن حضرت عائشہ نے یہ کیفیت دیکھنے کے باوجود عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے نہ روکا۔ آج کل بھی ان کو نہ روکنا چاہئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۹۹۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ حِبِّیْ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ اِمْرَاَةٍ تَطَيَّبَتْ لِلْمَسْجِدِ حَتّٰى تَغْتَسِلَ غُسْلَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَى اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ نَحْوَهٗ۔

۱۰۰۰۔ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ وَاِنَّ الْمَرْاَةَ اِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِیَ كَذَا وَكَذَا يَعْنِیْ زَانِيَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَلِاَبِیْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِیِّ نَحْوُهٗ۔

۱۰۰۱۔ وَعَنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا الصُّبْحَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ اَشَاهِدٌ فُلَانٌ قَالُوْا لَا قَالَ اَشَاهِدٌ فُلَانٌ قَالُوْا لَا قَالَ اِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلٰوتَيْنِ اَثْقَلُ الصَّلٰوتِ عَلَى الْمُنٰفِقِيْنَ وَلَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَاَتَيْتُمُوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الرُّكَبِ وَاِنَّ الصَّفَّ الْاَوَّلَ عَلٰى مِثْلِ صَفِّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَلَوْ عَلِمْتُمْ مَا فَضِيْلَتُهٗ لَابْتَدَرْتُمُوْهُ وَاِنَّ

۹۹۹۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے محبوب ابوالقاسم صلعم سے سنا۔ جو عورت مسجد کے لیے خوشبو لگائے۔ اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ جنابت کی طرح غسل کرے۔ (ابوداؤد۔ احمد۔ نسائی)

۱۰۰۰۔ حضرت ابوموسٰیؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا ہر آنکھ زناکار ہے۔ اور جو عورت عطر لگا کر مجلس میں گذرے وہ ایسی ایسی ہے یعنی زناکار ہے[1] (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی)

۱۰۰۱۔ ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں۔ حضرت نے ہم کو ایک دن صبح کی نماز پڑھائی سلام کے بعد دریافت فرمایا۔ کیا فلاں فلاں موجود ہیں۔ لوگوں نے کہا۔ نہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ دونوں نمازیں اہل نفاق پر بہت بھاری ہیں۔ اگر تم ان کے اجر کو جان لو۔ تو گھٹنوں کے بل چل کر آؤ۔ پہلی صف فرشتوں کی صف کی طرح ہے۔ اگر تم اس کی فضیلت کو سمجھ لو۔ تو اس کے لیے جلدی کرو۔ ایک آدمی کے ساتھ مل کر نماز پڑھنا اکیلے پڑھنے

---

[1] عورتوں کو خوشبو لگا کر باہر نہ جانا چاہیے:۔ اس حدیث کو ابوحاتم نے بھی اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے اور نسائی کے الفاظ اس طرح ہیں کہ وہ عورت زانیہ ہے جس کی خوشبو دور سے آرہی ہو۔ مطلب یہ ہے کہ مسجد میں آنے والی عورتوں کو خوشبو لگا کر نہ آنا چاہیے۔ لیکن یہ اس وقت تھا جبکہ عورتوں کے لیے پردہ کا انتظام نہ ہوتا تھا۔ اب ہر مسجد میں عورتوں کے لیے پردہ کا انتظام ہوتا ہے یہ پتہ نہیں چل سکتا کہ کس عورت نے خوشبو لگا رکھی ہے اور باہر نکلتے وقت برقع کا انتظام ہوتا ہے۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود خوشبو لگانے سے پرہیز کرنا بہتر ہے ہاں اگر عورت گھر میں نماز پڑھنا چاہے تو پھر خوشبو وغیرہ ہر وقت لگا سکتی ہے یہ معاملہ صرف نماز تک ہی محدود نہیں بے پردہ بازاروں میں نکلنے والی اور زیب و زینت کرنے والی عورتیں اسی ضمن میں آتی ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صَلٰوۃَ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ اَزْکٰی مِنْ صَلٰوتِہٖ وَحْدَہٗ وَصَلٰوتُہٗ مَعَ الرَّجُلَیْنِ اَزْکٰی مِنْ صَلٰوتِہٖ مَعَ الرَّجُلِ وَمَا کَثُرَ فَھُوَ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ۔

۱۰۰۲: وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ ثَلٰثَۃٍ فِیْ قَرْیَۃٍ وَلَا بَدْوٍ وَلَا تُقَامُ فِیْھِمُ الصَّلٰوۃُ اِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَیْھِمُ الشَّیْطَانُ فَعَلَیْکَ بِالْجَمَاعَۃِ فَاِنَّمَا یَاْکُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِیَۃَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ۔

۱۰۰۳: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِیَ فَلَمْ یَمْنَعْہُ مِنِ اتِّبَاعِہٖ عُذْرٌ قَالُوْا وَمَا الْعُذْرُ قَالَ خَوْفٌ اَوْ مَرَضٌ لَمْ تُقْبَلْ مِنْہُ الصَّلٰوۃُ الَّتِیْ صَلّٰی رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارَقُطْنِیُّ۔

سے افضل ہے۔ اور دو آدمیوں کے ساتھ نماز پڑھنا ایک کے ساتھ نماز سے بہتر ہے اور جس قدر آدمی زیادہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں[1]۔ (ابوداؤد۔ نسائی)

۱۰۰۲۔ حضرت ابودرداءؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جہاں کہیں گاؤں یا جنگل میں تین آدمی موجود ہوں۔ اور وہاں باجماعت نماز قائم نہ کی جائے۔ شیطان ان پر غالب ہوجاتا ہے۔ تم جماعت کا التزام کرو۔ کیونکہ بھیڑیا علیحدہ ہونے والی بھیڑوں کو کھا جاتا ہے[2]۔ (احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی)

۱۰۰۳۔ ابن عباسؓ نے فرمایا۔ آنحضرت کا ارشاد ہے۔ جو آدمی اذان سنے۔ اور اسے نماز میں حاضر ہونے سے کوئی عذر نہ ہو۔ لوگوں نے پوچھا۔ حضرت عذر کیا ہے۔ فرمایا خوف یا بیماری۔ اس کی نماز قابل قبول نہیں ہوگی[3]۔ (ابوداؤد۔ دارقطنی)

---

[1] **دو آدمی ہوں تو بھی جمعہ جماعت ادا کریں:۔** اس کو ترمذی کے سوا اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ابن حبان نے بھی۔ بیہقی نے کہا اس کی سند کو شعبہ اور ثوری نے صحیح کہا ہے اور اس میں اس طرح ہے کہ دو آدمی جماعت ہیں پھر اس کے بعد جتنے بھی آدمی بڑھتے جائیں وہ بہتر ہیں اور جماعتیں اپنے اجر کے لحاظ سے الگ الگ ہیں اور ستائیس گنا اجر مطلق جماعت کے لیے ہے اور جن حدیثوں میں اتنا اجر بتایا گیا ہے وہ کم از کم ہے اور وہ حدیثیں اس سے زیادہ کی نفی نہیں کرتیں جیسے کہ یہی حدیث۔ عشاء اور صبح کی نمازیں منافقوں پر اس لیے بھاری ہیں کہ ان میں سستی ہوتی ہے اور منافق نیند کو نظرانداز نہیں کر سکتا۔

[2] **تارک جماعت شیطان کے قابو میں ہے:۔** اس کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو آدمی جماعت سے خارج ہو جائے شیطان اس پر غالب آجاتا ہے جیسے کہ ریوڑ سے علیحدہ اور دور رہنے والی بکری بھیڑیئے کے قابو آجاتی ہے۔ اسی طرح شیطان بھی انسان کے لیے بھیڑیا ہے۔ جماعت سے علیحدہ ہونے والے کو شیطان لے جاتا ہے۔

[3] **بغیر عذر نماز با جماعت پڑھنا فرض ہے:۔** اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ابن ماجہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۰۴ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ وَوَجَدَ اَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَبْدَأْ بِالْخَلَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَى مَالِكٌ وَ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ نَحْوَهٗ۔

۱۰۰۵ - وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ يَّفْعَلَهُنَّ لَا يَؤُمَّنَّ رَجُلٌ قَوْمًا فَيَخُصَّ نَفْسَهٗ بِالدُّعَاءِ دُوْنَهُمْ فَاِنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ خَانَهُمْ وَلَا يَنْظُرُ فِيْ قَعْرِ بَيْتٍ قَبْلَ اَنْ يَّسْتَاذِنَ فَاِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ وَلَا يُصَلِّ وَ هُوَ حَقِنٌ حَتّٰى يَتَخَفَّفَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَلِلتِّرْمِذِيِّ نَحْوُهٗ۔

۱۰۰۴ - عبداللہ بن ارقمؓ نے فرمایا۔ میں نے آنحضرت سے سنا فرماتے تھے۔ جب نماز قائم کی جائے اور بیت الخلاء کی ضرورت محسوس کرو۔ تو پہلے پاخانہ سے فراغت حاصل کرو[۱]۔ (ترمذی۔ مالک۔ ابوداؤد۔ نسائی)

۱۰۰۵ - حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تین باتیں ہیں جو کسی کے لیے حلال نہیں (۱) کوئی امام صرف اپنے لیے دعا نہ کرے۔ اگر وہ ایسا کرے گا۔ تو اس نے ان سے خیانت کی (۲) کسی گھر میں ان کی اجازت کے بغیر نہ جھانکے۔ اگر وہ ایسا کرے تو اس نے خیانت کی (۳) اگر پاخانہ کی حاجت محسوس ہو تو اسے روک کر نماز نہ پڑھے۔ یہاں تک کہ اس سے ہلکا ہو جائے[۲] (ابوداؤد۔ ترمذی)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کی سند میں ابو خباب مختلف فیہ ہے اور اس کو ابن حبان اور دارقطنی اور حاکم نے بھی دوسرے طریق سے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث جماعت کے واجب ہونے کی دلیلوں میں سے ہے اور اس سے بھی علماء نے جماعت کے وجوب پر استدلال کیا ہے اور بعض علماء نے تو جماعت کو صحت نماز کے لیے شرط قرار دیا ہے اور قرآن مجید سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ" اور امر کی اصل وضع وجوب کے لیے ہے تاوقتیکہ کوئی قرینہ صارفہ موجود نہ ہو۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[۱] **نماز میں جو چیز خلل ڈالے اسے دور کرو:۔** ابن عبدالبر نے کہا کہ اس باب میں سب سے بہتر حضرت عائشہؓ کی حدیث ہے جو پہلے گذر چکی ہے کہ کھانے کی موجودگی اور پاخانے پیشاب کی حاجت کے وقت نماز نہیں ہوتی۔ پہلے گذر چکا ہے کہ اگر وقت تنگ ہو اور پاخانہ پیشاب نے بھی اتنا تنگ نہ کر رکھا ہو تو پھر پہلے نماز پڑھے اور اگر پاخانہ پیشاب نے تنگ کر رکھا ہو تو پھر پہلے قضائے حاجت سے فارغ ہو جائے اور اگر نماز کے وقت میں وسعت ہو اور کھانے کی خواہش بھی ہو اور کھانا حاضر بھی ہو یا قضائے حاجت کی خواہش محسوس ہو رہی ہو تو پھر جماعت کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے پہلے ان چیزوں سے فارغ ہو جانا چاہیے پھر بعد میں اطمینان سے نماز پڑھنا چاہیے۔

[۲] **صرف اپنے لیے دعا کرنے والا امام خائن ہے:۔** ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور اس باب میں ابوہریرہؓ سے بھی روایت آئی ہے جس کے راوی سب ثقہ ہیں اور طبرانی نے ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے اور ان کے علاوہ بھی صحابہ کی ایک جماعت سے اس مضمون کی حدیثیں آئی ہیں۔ وہ امام خائن ہے جس نے مقتدیوں کو چھوڑ کر صرف اپنے لیے ہی دعا مانگی کیونکہ قوم نے (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۰۶:۱۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُؤَخِّرُوا الصَّلٰوۃَ بِطَعَامٍ وَّلَا لِغَیْرِہٖ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۰۰۷:۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَقَدْ رَاَیْتُنَا وَمَا یَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلٰوۃِ اِلَّا مُنَافِقٌ قَدْ عُلِمَ نِفَاقُہٗ اَوْ مَرِیْضٌ اِنْ کَانَ الْمَرِیْضُ یَمْشِیْ بَیْنَ رَجُلَیْنِ حَتّٰی یَاْتِیَ الصَّلٰوۃَ وَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْھُدٰی وَاِنَّ مِنْ سُنَنِ الْھُدٰی الصَّلٰوۃَ فِی الْمَسْجِدِ الَّذِیْ یُؤَذَّنُ فِیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّلْقَی اللّٰہَ غَدًا مُسْلِمًا فَلْیُحَافِظْ عَلٰی ھٰؤُلَاءِ الصَّلَوٰتِ الْخَمْسِ حَیْثُ یُنَادٰی بِھِنَّ فَاِنَّ اللّٰہَ شَرَعَ لِنَبِیِّکُمْ سُنَنَ الْھُدٰی وَاِنَّھُنَّ مِنْ سُنَنِ الْھُدٰی وَلَوْ اَنَّکُمْ صَلَّیْتُمْ فِیْ بُیُوْتِکُمْ کَمَا یُصَلِّیْ ھٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِیْ بَیْتِہٖ لَتَرَکْتُمْ سُنَّۃَ نَبِیِّکُمْ وَلَوْ تَرَکْتُمْ سُنَّۃَ نَبِیِّکُمْ لَضَلَلْتُمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ یَتَطَھَّرُ فَیُحْسِنُ

۱۰۰۶:۱۔ حضرت جابر فرماتے ہیں۔ نبی کریم نے فرمایا۔ کھانے وغیرہ کے لیے نماز کو موخر نہ کرو۔[1]

تیسری فصل

۱۰۰۷:۱۔ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ میں نے دیکھا۔ نماز سے صرف وہی منافق پیچھے رہتے تھے۔ جو نفاق میں مشہور تھے۔ یا بیمار اور بسا اوقات بیمار دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر نماز میں شریک ہوتے۔ آنحضرتؐ نے ہمیں ہدایت کی راہیں دکھائیں۔ اور ہدایت کے راہوں میں سے یہ بھی ہے کہ جس مسجد میں اذان ہوتی ہو۔ اس میں باجماعت نماز پڑھی جائے اور ایک روایت میں ہے۔ کہ جسے پسند ہو کہ وہ کل اللہ تعالیٰ کو مسلمان ہو کر ملے۔ وہ ان پانچوں نمازوں کی حفاظت کرے جب بھی ان کے لیے بلایا جائے اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کے لیے ہدایت کی راہیں مقرر فرمائیں۔ اور یہ بھی ہدایت کی راہوں میں سے ہے۔ اگر تم اپنے گھروں میں نمازیں پڑھنے لگو۔ جیسا کہ ہر پیچھے رہنے والے اپنے گھروں پڑھتے ہیں۔ تو تم اپنے نبی کی سنت چھوڑ دو گے۔ اور اگر اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ اور جو آدمی اچھی طرح وضوء کر کے نماز کے ارادہ سے ان مسجدوں کی طرف آئے۔ تو اللہ تعالیٰ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اس کو اپنا نمائندہ بنایا اور اس نے صرف اپنا طمع کیا تو یہ ایک طرح کی خیانت ہے اور اسی طرح اجازت سے پہلے اندر جھانکنے والا بھی خائن ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] اگر شدید بھوک نہ ہو تو پہلے نماز پڑھو:۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند میں محمد بن میمون مختلف فیہ ہے۔ اس کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اگر بھوک شدت کی نہ ہو یا ابھی کھانا تیار نہ ہو یا پیشاب پاخانے نے زیادہ تنگ نہ کر رکھا ہو تو پھر پہلے نماز پڑھنی چاہئے اور اگر صورت مختلف ہو تو پھر بلا کراہت نماز کو پیچھے ڈالا جا سکتا ہے۔

(باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الطُّهُورَ ثُمَّ يَعْمِدُ إِلَى مَسْجِدٍ مِنْ هٰذِهِ الْمَسَاجِدِ إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا حَسَنَةً وَّرَفَعَهُ بِهَا دَرَجَةً وَّحَطَّ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُومُ النِّفَاقِ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتِى بِهِ يُهَادٰى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يُقَامَ فِي الصَّفِّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۰۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا مَا فِي الْبُيُوتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالذُّرِّيَّةِ أَقَمْتُ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ وَأَمَرْتُ فِتْيَانِي يُحْرِقُونَ مَا فِي الْبُيُوتِ بِالنَّارِ رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

۱۰۰۹: وَعَنْهُ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنْتُمْ فِي الْمَسْجِدِ فَنُودِيَ بِالصَّلٰوةِ فَلَا يَخْرُجْ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُصَلِّيَ رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

اس کے لیے ہر قدم کے بدلے ایک نیکی لکھتے ہیں ایک درجہ بلند کرتے ہیں۔ اور ایک گناہ معاف کرتے ہیں۔ میں نے وہ زمانہ دیکھا۔ کہ نماز سے پیچھے صرف وہی آدمی رہتا تھا جس کا نفاق سب کو معلوم ہوتا۔ اور ایسا ہوتا۔ کہ ایک آدمی دو آدمیوں کا سہارا لیے مسجد میں آتا۔ اور اسے صف میں کھڑا کر دیا جاتا۔ (مسلم)

۱۰۰۸۔ حضرت ابوہریرہؓ آنحضرت سے روایت فرماتے ہیں۔ اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے۔ تو عشاء کی نماز قائم کرنے کے بعد اپنے نوجوانوں کو حکم کرتا۔ کہ وہ ان گھروں کو آگ سے جلا دیں۔ جہاں سے لوگ جماعت میں[1] شامل نہیں ہوتے (احمد)

۱۰۰۹۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے جب تم مسجد میں ہو۔ اور اذان ہو جائے۔ تو نماز ادا کئے بغیر مسجد سے نہ نکلو۔[2] (احمد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) [1] ترک جماعت گمراہی ہے:۔ اس حدیث کو ابوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ عبداللہ بن مسعود کے اس اثر سے بھی بعض نے استدلال کیا ہے کہ جماعت میں شامل ہونا واجب ہے کیونکہ یا تو کوئی منافق جماعت سے پیچھے رہتا تھا اور یا پھر کوئی بڑا سخت بیمار۔ کئی ایسے بیمار بھی مسجد میں آتے تھے جن کو دو آدمی سہارا دیکر جماعت میں لا کر کھڑا کر دیتے تھے اور اس حدیث میں آنحضرت نے ترک جماعت کو گمراہی کا سبب بتایا ہے اور پھر اس میں صحابہ کرام کے طرز عمل کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] گو اس حدیث کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس میں ابو معشر ضعیف ہے لیکن اس کی اور کئی ایک حدیثوں سے تائید ہو جاتی ہے۔ انہی حدیثوں میں سے ایک حدیث ابوہریرہ کی پہلے فصل اول میں گذر چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا کہ لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دوں اور جماعت کھڑی کر کے ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دوں جو جماعت میں شامل نہیں ہوتے۔ صرف بچوں اور عورتوں کے خیال سے رک جاتا ہوں کہ وہ بے گناہ ہیں اور ان کو خواہ مخواہ تکلیف پہنچ جائے گی۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۱۰۔ وَعَنْ اَبِی الشَّعْثَاءِ قَالَ خَرَجَ رَجُلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ مَا اُذِّنَ فِیْهِ فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ اَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصٰى اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۱۱۔ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَدْرَكَهُ الْاَذَانُ فِی الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ لَمْ يَخْرُجْ لِحَاجَةٍ وَّهُوَ لَا يُرِيْدُ الرَّجْعَةَ فَهُوَ مُنَافِقٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

۱۰۱۲۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يُجِبْهُ فَلَا صَلٰوةَ لَهٗ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِیُّ۔

۱۰۱۰۔ ابوالشعثاء فرماتے ہیں۔ ایک آدمی اذان کے بعد مسجد سے نکلا۔ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا۔ اس آدمی نے آنحضرت صلعم سے مخالفت کی ہے[۱]۔ (مسلم)

۱۰۱۱۔ حضرت عثمانؓ بن عفان سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو مسجد میں اذان سن لے۔ پھر بلا ضرورت مسجد سے چلا جائے۔ اور اس کا خیال واپس آنے کا نہ ہو وہ منافق ہے[۲]۔ (ابن ماجہ)

۱۰۱۲۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو آدمی اذان سن کر اسے قبول نہ کرے۔ اس کی نماز نہیں ہو گی بشرطیکہ اسے کوئی عذر نہ ہو[۳]۔ (دارقطنی)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۲ احمد کی سند کے راوی صحیح کے راوی ہیں اور اس کو مسلم۔ ترمذی۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور اس مضمون کی اور بھی کئی ایک حدیثیں ہیں اور معنی حدیث کا واضح ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۱ منافق کی نشانی یہ ہے :۔ اس کو احمد نے صحیح سند سے روایت کیا اور یہ حدیث تھوڑے سے ردوبدل سے ابوداؤد۔ ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی ہے۔ ان حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ اگر بے ضرورت نکلے اور آنے کا ارادہ بھی نہ ہو تو وہ آدمی منافق ہے۔ منافق کے بغیر ایسا کام اور کون کر سکتا ہے اور اگر ضرورت ہو مثلاً پاخانہ پیشاب کی حاجت ہونے لگے یا وضو ٹوٹ جائے اور مسجد کے اندر وضو کرنے کا انتظام نہ ہو یا اور کسی ضروری کام کے لیے نکلے مثلاً وہ کسی دوسری مسجد میں امام ہو تو وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔

۲ ابن ماجہ کی سند میں اسحاق بن عبداللہ اور عبدالجبار بن عمر دونوں ضعیف ہیں لیکن طبرانی میں ابوہریرہ کی حدیث اس کا شاہد ہے اور اس کی سند حسن ہے اور ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں سعید بن مسیب سے روایت کیا ہے اور سعید کی مراسیل بالاتفاق مقبول ہیں اور مطلب واضح ہے۔

۳ ابن عباس اور عبداللہ بن ام مکتوم دونوں کی حدیثیں پہلے بیان ہو چکی ہیں ان کا مطلب وہاں دیکھ لیا جائے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

١٠١٣- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُمِّ مَكْتُومٍ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْمَدِيْنَةَ كَثِيْرَةُ الْهَوَامِّ وَ السِّبَاعِ وَاَنَا ضَرِيْرُ الْبَصَرِ فَهَلْ تَجِدُ لِيْ مِنْ رُخْصَةٍ قَالَ هَلْ تَسْمَعُ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَحَيَّ هَلًا وَلَمْ يُرَخِّصْ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

١٠١٤- وَعَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ اَبُو الدَّرْدَاءِ وَهُوَ مُغْضَبٌ فَقُلْتُ مَا اَغْضَبَكَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا اَعْرِفُ مِنْ اَمْرِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا اِلَّا اَنَّهُمْ يُصَلُّوْنَ جَمِيْعًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

١٠١٥- وَعَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ قَالَ اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَدَ سُلَيْمَانَ بْنَ اَبِيْ حَثْمَةَ فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَاِنَّ عُمَرَ غَدَا اِلَى السُّوْقِ وَمَسْكَنُ سُلَيْمَانَ بَيْنَ الْمَسْجِدِ وَالسُّوْقِ فَمَرَّ عَلَى الشِّفَاءِ اُمِّ سُلَيْمَانَ فَقَالَ لَهَا لَمْ اَرَ سُلَيْمَانَ فِي الصُّبْحِ فَقَالَتْ اِنَّهُ بَاتَ يُصَلِّيْ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَقَالَ عُمَرُ لَاَنْ اَشْهَدَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ فِيْ جَمَاعَةٍ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَقُوْمَ لَيْلَةً رَوَاهُ مَالِكٌ.

١٠١٣- عبداللہ بن ام مکتومؓ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول مدینہ میں درندے اور زہریلے جانور بہت ہیں۔ اور میں نابینا ہوں کیا مجھے اجازت ہے۔ (میں گھر پر نماز ادا کروں۔) فرمایا کیا تم حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح نماز کے لیے آؤ۔ کامیابی کے لیے آؤ) کی آواز سنتے ہو۔ فرمایا ہاں فرمایا تمہیں آنا چاہیے اور اسے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت نہ دی (ابوداؤد۔ نسائی)

١٠١٤- ام درداءؓ نے فرمایا۔ ابودرداء گھر تشریف لائے۔ اور وہ ناراض معلوم ہوتے تھے۔ میں نے دریافت کیا۔ آپ رنجیدہ کیوں ہیں۔ فرمایا۔ آنحضرتؐ کی امت کی کوئی بات باجماعت نماز کے سوا باقی نہیں رہی[1]۔ (بخاری)

١٠١٥- ابی بکر بن سلیمان بن ابی حثمہ نے فرمایا۔ حضرت عمرؓ نے سلیمان بن ابی حثمہ کو صبح کی نماز میں نہ پایا۔ حضرت عمر بازار گئے اور سلیمان کا مکان مسجد اور بازار کے درمیان تھا۔ حضرت عمر سلیمان کی والدہ شفاء کے پاس سے گذرے فرمایا۔ میں نے سلیمان کو صبح کی نماز میں نہیں دیکھا۔ انہوں نے فرمایا۔ وہ رات نماز پڑھتے رہے۔ صبح انہیں نیند آگئی حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ مجھے صبح کی نماز میں باجماعت حاضر ہونا رات کے قیام سے زیادہ پسند ہے[2]۔ (مالک)

---

[1] **باجماعت نماز امت کی نماز تھی**:۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ ابوالدرداء اپنی آخری عمر میں افسوس کر رہے ہیں جو کہ حضرت عثمانؓ کی خلافت کا زمانہ تھا کہ لوگوں کا بھلا کس طرح ہوگا کہ وہ جماعت سے نماز پڑھنے میں سستی کرنے لگے ہیں۔ میرے خیال میں تو ان کی بھلائی کی صورت صرف یہی ہے کہ جماعت سے نماز پڑھا کریں۔ اللہ اللہ حضرت ابوالدرداء آنحضرتؐ کے زمانہ سے لیکر حضرت عثمانؓ کے زمانہ تک کے تغیر پر اتنا افسوس کر رہے ہیں آج اندازہ کرو کتنی صدیاں گذر گئیں اور کتنا تغیر واقع ہوا۔ آج سرے سے نماز ہی کی اہمیت باقی نہیں رہی اور جو نمازی ہیں بھی ان کو بھی بے نمازوں سے نفرت نہیں ہے۔ یہ ام درداء صغریٰ ہیں جو تابعی ہیں اور ان کا نام ہجیمہ ہے ام درداء کبریٰ صحابیہ تھیں اور ان کا نام خیرہ تھا۔

(باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۱۶۔ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِثْنَانِ فَمَا فَوْقَھُمَا جَمَاعَۃٌ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ۔

۱۰۱۷۔ وَعَنْ بِلَالِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَمْنَعُوا النِّسَاءَ حُظُوْظَھُنَّ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِذَا اسْتَاْذَنَّکُمْ فَقَالَ بِلَالٌ وَاللّٰہِ لَنَمْنَعُھُنَّ فَقَالَ لَہٗ عَبْدُ اللّٰہِ اَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَقُوْلُ اَنْتَ لَنَمْنَعُھُنَّ وَفِیْ رِوَایَۃِ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ فَاَقْبَلَ عَلَیْہِ عَبْدُ اللّٰہِ فَسَبَّہٗ سَبًّا مَا سَمِعْتُ سَبَّہٗ مِثْلَہٗ قَطُّ وَقَالَ اُخْبِرُکَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَقُوْلُ وَاللّٰہِ لَنَمْنَعُھُنَّ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۱۶۔ ابوموسیٰ اشعریؓ نے فرمایا۔ آنحضرت کا ارشاد ہے۔ دو اور دو سے زیادہ جماعت ہیں[1]۔ (ابن ماجہ)

۱۰۱۷۔ بلال بن عبداللہ بن عمر اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ عورتیں اگر اجازت چاہیں۔ تو ان کو مساجد کے حصہ سے مت روکو۔ بلال نے کہا۔ ہم تو ضرور روکیں گے۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا۔ میں آنحضرت کا ارشاد ذکر کرتا ہوں۔ تم کہتے ہو ہم روکیں گے۔ سالم بن عبداللہ اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں۔ عبداللہ بن عمر نے بلال کی طرف توجہ فرما کر ان کو سخت سست کہا۔ میں نے کبھی نہیں سُنا۔ انہوں نے اس طرح کسی کو سخت سست کہا ہو۔ اور فرمایا۔ میں آنحضرت کی حدیث بیان کرتا ہوں۔ تم حلفاً کہتے ہو۔ کہ ہم انہیں روکیں گے[2]۔ (مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) سلہ **باجماعت نماز ساری رات کے نوافل سے بہتر**:۔ اس حدیث کو عبدالرزاق نے بھی اپنی سند میں ذکر کیا ہے۔ اس حدیث سے صبح کی نماز کو جماعت سے پڑھنے کی فضیلت بیان کرنا مقصود ہے۔ سلیمان بن ابی حثمہ نے ساری رات نفل نماز پڑھی اور صبح کی نماز جماعت سے نہ پڑھ سکے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری نگاہ میں صبح کی نماز جماعت سے پڑھ لینا ساری رات نوافل میں گذارنے سے زیادہ بہتر ہے۔ چنانچہ حضرت عثمان بن عفان کی حدیث پہلے گزر چکی ہے کہ جو آدمی صبح کی نماز جماعت سے پڑھ لے گویا اس نے ساری رات

[1] **دو آدمی ہوں تو بھی جمعہ جماعت قائم کریں**:۔ ابن ماجہ کی اس حدیث کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس میں ربیع بن بدر اپنے باپ سے روایت کرتا ہے اور یہ دونوں باپ بیٹا ضعیف ہیں۔ لیکن اس حدیث کی تائید مالک بن حویرث کی حدیث سے ہو جاتی ہے کہ جس کو امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ پھر تم دونوں میں سے جو بڑا ہو وہ تم میں سے امامت کرائے اور اسی طرح ابو سعید کی حدیث جس کو احمد۔ ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا۔ آنحضرت صحابہ سمیت نماز پڑھ چکے تھے تو آپ نے فرمایا کہ کون آدمی اس پر صدقہ کرتا ہے کہ اس کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تاکہ اس کو جماعت کا ثواب مل جائے تو ابوبکر صدیق نے اس کے ساتھ مل کر نماز پڑھی۔ یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ دو آدمیوں کے مل کر نماز پڑھنے سے جماعت کا ثواب مل جاتا ہے۔

[2] **سنت نبوی کے انکار پر سزا**:۔ اس حدیث کو حضرت عبداللہ بن عمر سے تین آدمیوں نے روایت کیا ہے خود بلال (باقی برصفحہ آئندہ)

[illegible]

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۱۸: وَعَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْنَعَنَّ رَجُلٌ اَهْلَهُ اَنْ يَّاتُوا الْمَسَاجِدَ فَقَالَ ابْنٌ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَاِنَّا نَمْنَعُهُنَّ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُوْلُ هٰذَا! قَالَ فَمَا كَلَّمَهُ عَبْدُ اللّٰهِ حَتّٰى مَاتَ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۱۰۱۸۔ مجاہد عبداللہ بن عمرؓ سے روایت فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کوئی آدمی اپنی بیوی کو مسجد سے نہ روکے عبداللہ بن عمر کے ایک لڑکے نے کہا۔ ہم ضرور روکیں گے۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا۔ میں آنحضرت سے حدیث بیان کرتا ہوں۔ اور تم ایسا کہتے ہو۔ حضرت عبداللہ نے اپنے اس لڑکے سے مدۃ العمر قطع کلام فرمادیا (احمد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

نے بھی اور سالم بن عبداللہ نے بھی اور مجاہد نے بھی۔ احمد کی روایت میں ہے کہ سالم نے کہا یا ان کے بعض بیٹوں نے اور مسلم کی روایت میں تصریح ہے کہ یہ بات خود بلال بن عبداللہ نے کہی تھی۔ طبرانی نے ان سخت سست الفاظ کی تصریح بھی کی ہے۔ جو حضرت عبداللہ بن عمر نے اپنے بیٹے کو کہے تھے یعنی آپ نے اس کو تین دفعہ کہا تجھ پر خدا کی لعنت تجھ پر خدا کی لعنت۔ تجھ پر خدا کی لعنت کہ میں تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنا رہا ہوں اور تو اس کے مقابلے میں کہتا ہے کہ ہم عورتوں کو مسجد میں آنے سے روکیں گے۔ اللہ اللہ حضرت عبداللہ بن عمر کی سنت نبوی سے شیفتگی دیکھنے کے قابل ہے کہ اپنے بیٹے کی اس گفتگو سے بے قرار ہو گئے اور ان پر لعنت کی اور پھر تازندگی ان سے کلام نہیں کیا اور یہ بلال بھی بذات خود بڑے نیک اور پارسا تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک شاعر نے ان کی تعریف میں ایک مدحیہ قصیدہ پڑھا تھا اور اس میں ایک مصرعہ یہ بھی کہ ع بِلَالُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ خَيْرُ بِلَالٍ۔ تو حضرت عبداللہ بن عمر یہ برداشت نہ کر سکے فوراً شاعر سے کہا تو جھوٹ بولتا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بِلَالُ رَسُوْلِ اللّٰهِ خَيْرُ بِلَالٍ۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بلال بہترین بلال ہے)

سنت سے شیفتگی کا ایک اور نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں حج قران کو بہتر سمجھتے ہوئے حج تمتع سے روک دیا اور خود حضرت عبداللہ نے حج تمتع کا احرام باندھ لیا کسی نے کہا کہ آپ کے والد ماجد نے تو حج تمتع سے منع کر دیا ہے اور آپ نے حج تمتع کا احرام باندھ لیا ہے تو آپ نے فرمایا ایسمع قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام قول ابی۔ (کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنی جائے گی یا میرے باپ کی؟) اور یہی شیفتگی تمام صحابہ کرام میں پائی جاتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ تَسْوِیَۃِ الصَّفِّ

باب تسویۃ الصفوف

اسلام نے فرضی عبادات میں اجتماعیت کو خاص اہمیت دی ہے۔ اس میں اظہار اور مجاہرت کو بھی ناپسند نہیں فرمایا۔ بلکہ مجاہرت اور اظہار کو ریاء تصور نہیں فرمایا۔ اور اجتماع میں اگر نظم نہ ہو تو اس کی افادی حیثیت ختم ہو جاتی ہے۔ صفوں کی درستگی سے اجتماع میں نظم نمایاں ہو سکتا ہے۔ نماز کے وظائف کی تکمیل کے لیے بھی صف بندی بے حد مؤثر ہو سکتی ہے۔ دل کے کوائف میں بھی اس سے ترقی ہوتی ہے۔ نظم کے بعد شور شغب کا امکان بہت کم ہوتا ہے۔ اس لیے اذکار نماز تسبیح تہلیل تحمید و تکبیر سے دل پورا حظ حاصل کر سکتا ہے۔ صف بندی سے اجتماع میں ایسے بھی خوبصورتی نمایاں ہوتی ہے۔ اس لیے آنحضرت صفوں کی اصلاح کے لیے پوری کوشش فرماتے تھے۔ جب تک صفیں درست نہ ہو جائیں نماز شروع نہ فرماتے۔ بلکہ ارشاد فرماتے۔۔ الا تصفون کما تصف الملائکۃ (تمہاری صفیں ملائکہ کی طرح ہونی چاہئیں) گویا ادب کے لحاظ سے جماعت کی یہ حاضری ایک بادشاہ کے سامنے حاضری کی طرح ہے۔ جس میں مجلس کے تمام آداب کو ملحوظ رکھا گیا ہو۔ نہ صف میں نمایاں شگاف ہو۔ نہ ہی اس میں ٹیڑھا پن ظاہر ہوتا ہو۔

نیز فرمایا لیلنی منکم اولوا الاحلام والنھی۔ میرے قریب سمجھدار اور فہمیدہ آدمیوں کو کھڑا ہونا چاہئیے۔ تاکہ نماز کے آداب کو پوری طرح سیکھ سکیں اگر امام بھول جائے۔ تو اسے بروقت متوجہ کر سکیں۔ تاکہ اجتماع میں کوئی ایسی غلطی نہ ہونے پائے۔ جس سے آئندہ کے لیے مغالطہ کی راہ کھل جائے۔

نماز میں حرکت کرنا ناپسندیدہ فعل ہے۔ لیکن اگر صف بندی کے لیے ملنے کی ضرورت ہو تو اس نقل و حرکت کو اجر اور ثواب کا موجب سمجھا گیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اجتماعیت کا پورا پورا احترام کیا جائے۔ اور اسے زیادہ سے زیادہ مفید بنایا جائے باہم ملکر کھڑے ہونا مستحسن ہے۔ صحابہ کوشش فرماتے کہ پاؤں سے پاؤں کندھے سے کندھا پنڈلی سے پنڈلی مل جائے یعنی جس قدر ممکن ہو سکے صف ملی ہوئی ہونی چاہئے۔ سیدھی اور درست ہونی چاہیے۔ ایک دوسرے سے مل کر کھڑے ہونے پاؤں ملانے سے چڑنا نہیں چاہئیے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۰۱۹:۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّيْ صُفُوْفَنَا حَتّٰى كَاَنَّمَا يُسَوِّيْ بِهَا الْقِدَاحَ حَتّٰى رَاٰى اَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتّٰى كَادَ اَنْ يُّكَبِّرَ فَرَاٰى رَجُلًا بَادِيًا صَدْرُهٗ مِنَ الصَّفِّ فَقَالَ عِبَادَ اللّٰهِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ اَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۲۰:۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَاَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ وَتَرَاصُّوْا فَاِنِّيْ اَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِيْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ قَالَ اَتِمُّوا الصُّفُوْفَ فَاِنِّيْ اَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِيْ۔

پہلی فصل

۱۰۱۹۔ نعمان ؓ بن بشیر نے فرمایا۔ آنحضرت ہماری صفوں کو اس طرح برابر فرمایا کرتے۔ کہ ان کی سیدھ سے تیر سیدھا کیا جا سکے یہاں تک کہ حضرت نے سمجھ لیا۔ کہ ہم صفیں درست کرنا ایسے سیکھ گئے ہیں۔ پھر ایک دن حضرت تشریف لائے۔ آپ تکبیر کہنے ہی والے تھے۔ آپ نے دیکھا۔ ایک آدمی کی چھاتی صف سے باہر بڑھی ہوئی ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے اللہ کے بندو۔ صفوں کو برابر کرو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں اختلاف ڈال دے گا۔[1] (مسلم)

۱۰۲۰۔ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں۔ جب نماز کھڑی ہو گئی۔ تو آنحضرت نے ہماری طرف توجہ کر کے فرمایا۔ صفوں کو سیدھا کرو۔ اور مل جاؤ۔ کیونکہ میں تمہیں پیچھے سے دیکھ رہا ہوں۔ (بخاری) صحیحین میں ہے۔ صفوں کو مکمل کرو۔ میں تمہیں پس پشت بھی دیکھتا ہوں۔[2]

---

[1] صفوں کی درستی میں اہتمام کرنا۔ اس حدیث کو اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے اور امام بخاری نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور احمد اور ابوداؤد میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ جماعت میں ہر آدمی دوسرے آدمی کے ٹخنہ سے اپنا ٹخنہ اور پنڈلی سے اپنی پنڈلی اور گھٹنے سے اپنا گھٹنا ملاتا تھا۔ یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ صفوں کے برابر کرنے میں پورا اہتمام کرنا چاہئے علامہ ابن حزم کہتے ہیں کہ صفوں کا ٹھیک کرنا واجب ہے۔ ابن بطال نے بخاری کی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے صفوں کے درست کرنے کو سنت کہا ہے اور باقی جمہور نے اس کو سنت مؤکدہ شمار کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس آدمی کو کوڑے سے مارتے جو صف میں ٹھیک طور پر کھڑا نہ ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کہنے سے قبل دونوں طرف منہ کر کے فرماتے خالی جگہ نہ چھوڑو۔ آپس میں مل جاؤ۔ جب سب مل جاتے تب تکبیر تحریمہ کہتے۔

[2] یہ حدیث پہلے بھی گذر چکی ہے۔ اس میں جو فرمایا کہ میں تم کو اپنے پیچھے سے بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جیسے اپنے آگے سے دیکھتا ہوں یہ کیفیت صرف نماز میں ہوتی تھی کیونکہ دوسری حدیث میں موجود ہے کہ میں یہ بھی نہیں جانتا کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۲۱۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ فَاِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اِلَّا اَنَّ عِنْدَ مُسْلِمٍ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ۔

۱۰۲۲۔ وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلٰوةِ وَيَقُوْلُ اسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ لِيَلِيَنِيْ مِنْكُمْ اُولُو الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ قَالَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ فَاَنْتُمُ الْيَوْمَ اَشَدُّ اِخْتِلَافًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۲۳۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَلِيَنِيْ مِنْكُمْ اُولُو الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثَلٰثًا وَاِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْاَسْوَاقِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۲۱۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ صفیں برابر کرو۔ صفوں کی درستگی نماز کی درستگی میں شامل ہے۔ (بخاری مسلم) صحیح مسلم میں ہے۔ اس سے نماز تمام ہوتی ہے[1]۔

۱۰۲۲۔ ابو مسعودؓ انصاری نے فرمایا۔ آنحضرتؐ نماز میں ہمارے کندھوں پر ہاتھ رکھتے۔ اور فرماتے برابر ہو جاؤ۔ اور اختلاف مت کرو۔ ورنہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے۔ تم سے سمجھدار اور عقلمند لوگوں کو میرے قریب کھڑے ہونا چاہیے پھر جو ان سے ملتے جلتے ہوں۔ پھر جو ان سے ملتے جلتے ہوں۔ ابو مسعود نے فرمایا۔ تم لوگوں میں آج اختلاف بہت زیادہ ہے[2]۔ (مسلم)

۱۰۲۳۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ تم سے دانشمند اور سمجھدار لوگ میرے قریب کھڑے ہوں۔ پھر جو لوگ ان سے ملتے جلتے ہوں۔ (یہ فقرہ) تین دفعہ فرمایا۔ اور بازاروں کے شور سے بچو[3]۔ (مسلم)

---

[1] **صفوں کی درستی نماز کا حصہ ہے:** ۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ صف کو برابر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کھڑے ہونے والے ایک ہی سمت میں کھڑے نہ ہوتے جائیں بلکہ امام کی دونوں جانب برابر کھڑے ہوں۔ اور درمیان میں فاصلہ بالکل نہ ہو مل کر کھڑے ہوں۔ کوئی آدمی آگے پیچھے نہ ہو اور اقامت صلوٰۃ یہ ہے کہ اس کے ارکان میں تعدیل ہو اور اس کے فرائض۔ واجبات اور سنن کا خیال رکھا جائے۔

[2] **میرے قریب سمجھدار لوگ رہیں:** ۔ اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ امام کے قریب عقلمند اور علم والے کھڑے ہونے چاہئیں ایک تو اس میں علم والوں اور عقلمندوں کی عزت افزائی ہے اور بعض اوقات امام کا وضو ٹوٹ جاتا ہے تو ضرورت ہوتی ہے کہ کسی کو پیچھے سے آگے امام بنا کر کھڑا کر دیا جائے۔ اگر امام کے پیچھے جاہل آدمی ہوگا تو پھر یہ کام کیسے چلے گا اور تیسری وجہ یہ ہے کہ اہل علم اچھی طرح سے نماز کے مسائل کو معلوم کر لیں اور اس کے بعد لوگوں کو بتا سکیں چنانچہ ابن ماجہ نے صحیح سند سے مرفوعاً روایت کیا کہ آنحضرتؐ پسند کرتے تھے کہ مہاجر اور انصار آپ کے قریب رہیں تاکہ آپ سے مسائل معلوم کر سکیں۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۲۴:- وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اَصْحَابِہٖ تَاَخُّرًا فَقَالَ لَھُمْ تَقَدَّمُوْا وَاْتَمُّوْا بِیْ وَلْیَاْتَمَّ بِکُمْ مَّنْ بَعْدَکُمْ لَا یَزَالُ قَوْمٌ یَتَاَخَّرُوْنَ حَتّٰی یُؤَخِّرَھُمُ اللّٰہُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۲۵:- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَاٰنَا حَلَقًا فَقَالَ مَالِیْ اَرَاکُمْ عِزِیْنَ ثُمَّ خَرَجَ عَلَیْنَا فَقَالَ اَلَا تَصُفُّوْنَ کَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِکَۃُ عِنْدَ رَبِّھَا فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِکَۃُ عِنْدَ رَبِّھَا قَالَ یُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْاُوْلٰی وَیَتَرَاصُّوْنَ فِی الصَّفِّ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۲۴- ابوسعید خدریؓ نے فرمایا۔ آنحضرت نے دیکھا کہ صحابہ (نماز کے وقت) پچھلی صفوں میں کھڑے ہوتے ہیں۔ فرمایا آگے آؤ۔ اور میری اقتدا کرو۔ اور تم سے پچھلے لوگ تمہاری اقتدا کریں۔ اور قومیں پیچھے ہٹتی رہیں گی۔ یہاں تک کہ اللہ انہیں موخر کر دے گا۔[ا] (مسلم)

۱۰۲۵- جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں آنحضرت ہمارے پاس تشریف لائے۔ اور ہم حلقے بنائے ہوئے تھے۔ حضرت نے فرمایا میں تمہیں گروہ گروہ دیکھ رہا ہوں۔ پھر تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ کیا تم فرشتوں کی طرح صفیں نہیں بناتے۔ جس طرح وہ اللہ کے حضور میں صفیں بناتے ہیں۔ اور صفوں کو ملاتے ہیں[۲]۔ (مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

[۳] **مسجد میں دنیادار نہ بنو:**- اس کو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور کہا حسن غریب کہا ہے۔ لیکن ابن سید الناس نے اس کو صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح بازاروں میں اجتماع ہوتا ہے اور شور و غوغا ہوتا ہے اور نیتیں اور مقاصد ہوتے ہیں ایسے مسجد میں نہیں ہونا چاہئے بلکہ یک زبان اور یک دل۔ خدا سے لو لگانے والے عبادت کی غرض سے آئے ہوئے۔ سیرت اور صورت میں یگانگت و اتحاد رکھنے والے ہونے چاہئیں۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[ا] **پہلی صف کی فضیلت:**- اس کو ابوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث میں پہلی صف میں کھڑا ہونے کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور پیچھے ہٹنے سے نفرت دلائی گئی ہے۔ اور پہلی صف کی فضیلت میں صحابہ کرام کی ایک جماعت سے احادیث مروی ہے۔

[۲] **درست صفیں فرشتوں کی صفت ہے:**- اس کو ترمذی کے سوا تمام اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز اور عبادت کے متعلق فرشتوں کی اقتدا بھی مستحسن ہے اور یتمون الصفوف الاول کا یہ مطلب ہے کہ پہلی صف پوری ہو جاتی ہے تب دوسری صف شروع کرتے ہیں اور دوسری پوری ہو جاتی ہے تب تیسری صف شروع کرتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۲۶:۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا وَشَرُّهَا اٰخِرُهَا وَخَیْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ اٰخِرُهَا وَشَرُّهَا اَوَّلُهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۰۲۷:۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رُصُّوْا صُفُوْفَكُمْ وَقَارِبُوْا بَیْنَهَا وَحَاذُوْا بِالْاَعْنَاقِ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنِّیْ لَاَرَی الشَّیْطَانَ یَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ کَاَنَّهَا الْحَذَفُ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ۔

۱۰۲۸:۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ ثُمَّ الَّذِیْ یَلِیْهِ فَمَا کَانَ مِنْ نَقْصٍ فَلْیَکُنْ فِی الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ۔

۱۰۲۶۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ مردوں کی صفوں میں پہلی سب سے افضل ہے۔ اور آخری سب سے بری ہے۔ اور عورتوں کی صفوں میں پہلی سب سے بری ہے۔ اور آخری سب سے بہتر[1] (مسلم)

دوسری فصل

۱۰۲۷۔ حضرت انسؓ نے فرمایا۔ آنحضرت کا ارشاد ہے۔ اپنی صفوں کو خوب ملاؤ۔ انہیں قریب قریب بناؤ۔ اور گردنوں کو برابر رکھو۔ مجھے اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ میں شیطان کو دیکھتا ہوں۔ وہ بکری کے بچے کی طرح صفوں میں داخل ہوتا ہے۔ (ابوداؤد)

۱۰۲۸۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ پہلے پہلی صف کو پورا کرو۔ پھر جو اس کے متصل ہے۔ اور جو نقص یا کمی ہو وہ آخری صف میں ہونی چاہئے[2]۔ (ابوداؤد)

---

[1] **بہترین صف کونسی ہے؟**:۔ اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ مردوں کی پہلی صف ہمیشہ بہتر ہے کیونکہ ایک تو انہوں نے فضیلت حاصل کی اور دوسرا عورتوں کی مخالطت سے بچے اور مردوں کی پچھلی اس لیے بری ہے کہ ایک فضیلت سے محروم رہے اور دوسرا عورتوں سے مخالطت کے فتنہ کا ان کو زیادہ خطرہ ہے اور عورتوں کی پہلی صف اس لیے بری ہے کہ مردوں کے قریب ہے اور پچھلی اس لیے اچھی ہے کہ مردوں کے میل ملاپ سے دور ہے اور یہ اس صورت میں ہے کہ عورتیں مردوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھیں۔ اگر عورتیں علیحدہ نماز پڑھ رہی ہوں تو پھر ان کی بھی پہلی ہی صف بہتر ہے۔

[2] **صف میں سے افضل**:۔ اس مضمون کی حدیثیں آگے اور بھی آرہی ہیں انہی میں سے ایک حدیث براء بن عازب کی بھی ہے جس کو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے اور ابوداؤد اور منذری نے اس پر سکوت کیا ہے اور اس کی سند اچھی ہے اور اسی طرح کی ایک حدیث نعمان بن بشیر سے احمد نے بھی روایت کی ہے۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے افضل وہ آدمی ہے جو امام کے پیچھے کھڑا ہو پھر درجہ بدرجہ جو اس کے ساتھ آکر ملنے والے یعنی سب سے افضل پہلا آدمی ہے پھر دوسرا پھر تیسرا۔ یعنی ایک ہی صف میں کھڑے ہونے والوں میں بھی (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۲۹:۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ يَلُوْنَ الصُّفُوْفَ الْأُوْلَى وَمَا مِنْ خَطْوَةٍ أَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ خَطْوَةٍ يَمْشِيْهَا يَصِلُ الْعَبْدُ بِهَا صَفًّا رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

۱۰۳۰:۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى مَيَامِنِ الصُّفُوْفِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

۱۰۳۱:۔ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّيْ صُفُوْفَنَا إِذَا قُمْنَا إِلَى الصَّلٰوةِ فَإِذَا اسْتَوَيْنَا كَبَّرَ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

۱۰۳۲:۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَنْ يَمِيْنِهِ اعْتَدِلُوْا سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ وَعَنْ يَسَارِهِ اعْتَدِلُوْا سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

۱۰۲۹۔ براء بن عازبؓ نے فرمایا۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صفوں پر بترتیب صلوٰۃ بھیجتے ہیں پہلی پھر اس سے ملنے والی پر اور وہ قدم اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ جو صف ملانے کے لیے اٹھایا جائے۔ (ابوداؤد)

۱۰۳۰۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ آنحضرت کا ارشاد ہے۔ اللہ اور اس کے فرشتے صفوں کی دائیں جانب پر رحمت بھیجتے ہیں (ابوداؤد)

۱۰۳۱۔ نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں۔ جب ہم نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے۔ تو آنحضرت ہماری صفوں کو درست فرمایا کرتے جب ہم برابر ہو جاتے۔ تو حضرت تکبیر کہتے[1]۔ (ابوداؤد)

۱۰۳۲۔ حضرت انسؓ نے فرمایا۔ آنحضرت دائیں اور بائیں طرف فرماتے۔ صفیں درست کرو۔ اور برابر ہو جاؤ[2]۔ (ابوداؤد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) فرق مراتب ہے جتنا کوئی امام سے زیادہ قریب ہوگا اتنا ہی زیادہ افضل ہوگا اور یہ معاملہ صرف نماز ہی میں نہیں بلکہ جمعہ اور عیدین کے خطبہ میں بھی یہی کیفیت ہے کہ جتنا کوئی امام سے قریب ہو اتنا ہی بہتر ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] صفوں کی درستی کے بعد اقامت کہنا: منذری نے کہا ہے کہ نعمان بن بشیر کی یہ حدیث اس پہلی حدیث کا ایک حصہ ہے جو نعمان کی روایت سے پہلی فصل میں گذر چکی ہے اس حدیث میں دلیل ہے کہ امام کو چاہیے کہ پہلے صفیں درست کرے پھر تکبیر کہے اور اذا قمنا کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ صفوں کی درستی اقامت ہو جانے کے بعد ہوتی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوں کی درستی میں جتنی تاکید کی تھی افسوس کہ آج اتنی ہی بے پروائی کی جا رہی ہے۔ نمازیوں میں بالشت بالشت بھر فاصلہ ہوتا ہے پھر کوئی چار انگل آگے کھڑا ہے اور کوئی پیچھے۔ بچے صفوں کے اندر آ گھستے ہیں۔ صف بنانے میں فرق مراتب کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ بعض دفعہ داڑھی منڈے مطلق جاہل امام کے پیچھے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کسی کو خیال نہیں آتا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان سب باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔

[2] صفوں کی اقامت صلوٰۃ ہی کا ایک حصہ ہے۔ جماعت کی نماز میں جو سری نمازوں میں پچیس گنا اور جہری نمازوں میں ستائیس گنا (باقی برصفحہ آئندہ)

(باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۳۳۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِيَارُكُمْ اَلْيَنُكُمْ مَنَاكِبَ فِي الصَّلٰوةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۰۳۴۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِسْتَوُوْا اِسْتَوُوْا اِسْتَوُوْا فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَرَاكُمْ مِنْ خَلْفِيْ كَمَا اَرَاكُمْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۰۳۵۔ وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصَّفِّ الْاَوَّلِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلَى الثَّانِيْ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى

۱۰۳۳۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تم سے وہ لوگ بہتر ہیں۔ جن کے کندھے نماز میں نرم ہوں[1]۔ (ابوداؤد)

تیسری فصل

۱۰۳۴۔ حضرت انسؓ نے فرمایا۔ آنحضرت فرمایا کرتے تھے۔ برابر ہو جاؤ۔ ۳ دفعہ مجھے اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے میں تمہیں پیچھے بھی اس طرح دیکھتا ہوں۔ جس طرح سامنے دیکھتا ہوں۔ (ابوداؤد)

۱۰۳۵۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف پر رحمت بھیجتے ہیں۔ لوگوں نے کہا۔ اور دوسری صف پر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف پر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اجر زیادہ ملتا ہے۔ علامہ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں ان امور کو گنا ہے جو جماعت کی نماز میں منفرد کی نماز سے زیادہ ہو جاتے ہیں اور انہی کی بنا پر ستائیس گنا اجر بڑھ جاتا ہے۔ ان میں سے ایک صفوں کی درستی کو بھی شمار کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کی درستی کا بہت زیادہ اہتمام فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ نماز شروع ہو جانے کے بعد بھی اگر صف میں کچھ خلا نظر آئے تو قدم اٹھا کر اسے پورا کر لینا چاہیے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] جماعت میں فرمانبردار بن کر رہو:۔ اس حدیث پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔ نماز میں سست ہو کر کھڑا نہیں ہونا چاہئے کہ یہ منافقوں کی علامت ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے وَاِذَا قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى۔ (جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں تو سست ہو کر کھڑے ہوتے ہیں) بعض لوگ نماز میں ایک ٹانگ پر بوجھ ڈال کر دوسری ٹانگ نرم کر لیتے ہیں جیسے تھکا ہوا گھوڑا اپنے تھان پر کھڑا ہوتا ہے۔ ایسا نماز میں نہ کھڑا ہونا چاہئے اور نماز میں متکبر بن کر بھی کھڑا نہ ہونا چاہیے اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی نمازی کے کندھے پر ہاتھ رکھے اور اشارہ کرے کہ خالی جگہ پر کر دو تو اسے بالکل ضد نہیں کرنی چاہیے بلکہ فوراً اس کا کہا مان لینا چاہئے اور دوسرا مطلب اس کا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نماز میں تنا تن کر کھڑا نہ ہونا چاہئے کہ ساتھ والے آدمی کو سجدہ میں یا قیام میں اٹھتے وقت اس کی کہنیوں سے تکلیف پہنچے بلکہ اپنے کندھوں کو نرم رکھے تاکہ ساتھ والا آدمی آرام پا سکے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصَّفِّ الْاَوَّلِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلَى الثَّانِيْ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصَّفِّ الْاَوَّلِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلَى الثَّانِيْ قَالَ وَعَلَى الثَّانِيْ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ وَحَاذُوْا بَيْنَ مَنَاكِبِكُمْ وَلِيْنُوْا فِيْ اَيْدِيْ اِخْوَانِكُمْ وَسُدُّوا الْخَلَلَ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ فِيْمَا بَيْنَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْحَذَفِ يَعْنِيْ اَوْلَادَ الضَّاْنِ الصِّغَارَ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۱۰۳۶۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقِيْمُوا الصُّفُوْفَ وَحَاذُوْا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ وَسُدُّوا الْخَلَلَ وَلِيْنُوْا بِاَيْدِيْ اِخْوَانِكُمْ وَلَا تَذَرُوْا فُرُجَاتٍ لِّلشَّيْطٰنِ وَمَنْ وَّصَلَ صَفًّا وَّصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَهٗ قَطَعَهُ اللّٰهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَى النَّسَائِيُّ مِنْهُ قَوْلَهٗ وَمَنْ وَّصَلَ صَفًّا اِلٰى اٰخِرِهٖ۔

رحمت بھیجتے ہیں لوگوں نے عرض کیا۔ اور دوسری صف پر حضرت نے فرمایا اور دوسری صف پر اور حضرت نے فرمایا۔ صفوں کو درست کرو۔ اور کندھوں کو برابر کرو۔ اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ۔ اور شگاف بند کرو۔ شیطان بکری کے بچے کی طرح تم میں گھس جاتا ہے۔[۱] (احمد)

۱۰۳۶۔ ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا صفوں کو درست کرو۔ اور شگاف بند کرو۔ اور بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ۔ اور شیطان کے لیے شگاف مت چھوڑو۔ جو صف کو جوڑے اللہ تعالیٰ اسے جوڑے گا۔ جو اسے توڑے اللہ تعالیٰ اسے توڑے گا۔[۲] (ابوداؤد۔ نسائی نے مَنْ وَصَلَ صَفًّا سے آخر تک روایت کی ہے۔

---

[۱] **پہلی صف کی فضیلت**:۔ اس کی سند کے راوی ثقہ ہیں اور اس مضمون کی عرباض بن ساریہ کی ایک حدیث نسائی۔ ابن ماجہ۔ ابن حبان اور ابن خزیمہ میں بھی ہے اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے اس کے لفظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی صف کے لیے ہمیشہ ہی استغفار کرتے رہتے تھے اور تین بار پہلی صف والوں کے لیے استغفار کرنے کے بعد چوتھی مرتبہ فرماتے یا اللہ دوسری صف والوں کو بھی بخش دے اس سے پہلی صف والوں کی فضیلت معلوم ہوئی اور یہ فضیلت اس بنا پر ہے کہ پہلی صف میں اسی کو جگہ ملے گی جو پہلے آئے گا اور پہلے آکر جگہ حاصل کریگا تو اس فضیلت میں اس انتظار کا بھی دخل ہے جو وہ نماز کے لیے کرتا رہا ہے اور فضیلت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ جو شخص پہلے مسجد میں آئے گا وہ کم از کم لوگوں کو جگہ حاصل کرنے اور آگے جانے کے لیے تکلیف تو نہ دے گا اس کے علاوہ اس کا باعث یہ بھی ہے کہ امام کے قریب ہونے کی وجہ سے تکبیرات اور قراءت اچھی طرح سنے گا اور پھر صحیح مسلک کے مطابق اگلی صف پچھلی صف کی امام ہوتی ہے۔

[۲] اس حدیث پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے یعنی یہ حدیث صحیح ہے اس کی تائید اور بھی بہت سی حدیثوں سے ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ صفیں سیدھی کرو اور خالی جگہوں کو بند کر دو۔ یہ حدیث سب سے زیادہ سخت وعید ہے اس آدمی کے لیے جو صف میں خلا رکھے اور اسی طرح سب سے بڑی بشارت ہے اس آدمی کے لیے جو صف کو ملائے۔ صف کو ملانے کے لیے نماز میں بھی قدم اٹھانے کی اجازت ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۳۷ :۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَسَّطُوا الْاِمَامَ وَسُدُّوا الْخَلَلَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۰۳۸ :۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَاَخَّرُوْنَ عَنِ الصَّفِّ الْاَوَّلِ حَتّٰى يُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ فِي النَّارِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۰۳۹ :۔ عَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ قَالَ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُصَلِّيْ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهٗ فَاَمَرَهٗ اَنْ يُّعِيْدَ الصَّلٰوةَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۰۳۷۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا امام کو درمیان میں کھڑا کرو اور شگاف بند کرو (ابوداؤد)

۱۰۳۸۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ لوگ پہلی صف سے ہمیشہ پیچھے ہٹتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں آگ میں ڈال دے گا۔ [1] (ابوداؤد)

۱۰۳۹۔ وابصہ بن معبدؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے ایک آدمی کو دیکھا۔ وہ سب سے پیچھے اکیلا نماز پڑھ رہا تھا۔ حضرت نے اسے حکم کیا کہ نماز دوبارہ پڑھے [2]۔ (ابوداؤد۔ ترمذی اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

---

[1] **پہلی صف کی فضیلت:۔** پہلی فصل میں حضرت ابوسعید کی اسی معنیٰ کی حدیث گذر چکی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ پہلی صفوں میں جگہ حاصل کرنے کے لیے آگے بڑھتے رہیں گے وہ جنت میں بھی پہلے داخل ہوں گے اور جو پیچھے ہٹتے رہیں گے یا تو وہ جہنم میں جا گریں گے اور اگر جہنم سے بچ بھی گئے تو جنت میں پہلے پہل تو کبھی بھی نہیں جائیں گے۔ دیر سے پہنچیں گے۔

[2] **صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنا:۔** اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور ابن حبان نے صحیح۔ ابن عبدالبر نے کہا اس کی سند میں اضطراب ہے اور محدثین کی جماعت کے نزدیک یہ حدیث ثابت نہیں اور اسی طرح کی ایک روایت علی بن شیبان کی مسند احمد میں بھی ہے۔ لیکن مضمون صحیح ہے اگلے باب کی فصل اول میں ابوبکرہ کی حدیث سے جو لوگ اس کے خلاف دلیل لیتے ہیں وہ صحیح نہیں کیونکہ اس میں صف میں شامل ہونے کے صاف الفاظ موجود ہیں۔ اب جاننا چاہئے کہ اگر پہلی صف میں جگہ ہو اور بغیر عذر کے کوئی آدمی صف کے پیچھے اکیلا نماز پڑھے تو امام احمد اور اہلحدیث کے نزدیک اس کی نماز نہیں ہوتی۔ دوسروں کے نزدیک کراہت سے ہو گئی۔ اگر پہلی صف میں جگہ نہ ہو تو طری۔ امام احمد اور اسحٰق کے نزدیک اکیلا کھڑا ہو کر نماز پڑھے۔ مالک، اوزاعی اسی کو مستحب کہتے ہیں اگر اگلی صف سے کسی آدمی کو کھینچ لے تو کراہت سے اسے جائز سمجھتے ہیں۔ احناف اور اکثر شوافع، عطا اور ابراہیم نخعی اگلی صف سے آدمی کھینچ لینا مستحسن جانتے ہیں اور اس مضمون کی کچھ ضعیف یا مرسل حدیثیں بھی آئی ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ الْمَوْقِفِ

امام کے پیچھے کھڑا ہونے کی جگہ

نماز کے وظائف اور اذکار کی ذمہ داری امام اور مقتدیوں پر برابر ہے۔ تکبیرات ادعیہ تشہد جس طرح مقتدی ادا کرتا ہے۔ امام بھی ادا کرتا ہے۔ قراءت کے متعلق صحیح مسلک یہی ہے۔ کہ نہ امام مقتدی کا بوجھ اٹھائے گا نہ مقتدی امام کا البتہ ارکان کے ادا کرنے میں امام کی پیروی ضروری ہے۔ رکوع سجود غرض نماز کا کوئی کام بھی مقتدی امام سے پہلے نہیں کر سکتا۔ اس لیے ضروری ہے کہ امام آگے ہو۔ اور مقتدی پیچھے تاکہ وہ امام کو دیکھے اور اس کی اتباع کرے۔ مقتدی دو یا دو سے زیادہ ہوں تو امام کے پیچھے کھڑے ہوں گے۔ مقتدی اکیلا ہو تو امام بائیں جانب کھڑا ہو گا۔ عورتیں اگر جماعت کرائیں۔ اور امام عورت ہو تو امام صف کے درمیان کھڑا ہو گا۔ آگے بڑھ کر نہیں کھڑا ہو گا۔ مرد اور عورتیں اگر دونوں نماز میں شریک ہوں تو عورتیں کسی صورت میں بھی مردوں کے ساتھ مل کر ایک صف میں کھڑی نہیں ہوں گی۔ مرد کو اکیلا کھڑا ہونا نہیں چاہیے۔ لیکن عورت اگر ایک ہی ہو تو اکیلی کھڑی ہو جائے امام کو بلا ضرورت بہت اونچی جگہ پر کھڑا نہیں ہونا چاہیے۔ آنحضرت کے زمانہ میں مردوں کی صفیں سب سے پہلے ہوتیں۔ پھر بچے کھڑے ہوتے۔ پھر عورتیں امام کے پیچھے اور قریب اہل علم اور دانشمند لوگوں کو کھڑا ہونا چاہیئے۔ جو نماز کے آداب اور مسائل کو سمجھتے ہوں اور امام کو اس کی غلطی پر مطلع کر سکیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۰۴۰: عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ فِیْ بَیْتِ خَالَتِیْ مَیْمُوْنَۃَ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فَقُمْتُ عَنْ یَّسَارِہٖ فَاَخَذَ بِیَدِیْ مِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِہٖ فَعَدَلَنِیْ کَذَالِکَ مِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِہٖ اِلَی الشِّقِّ الْاَیْمَنِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۰۴۱: وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فَجِئْتُ حَتّٰی قُمْتُ عَنْ یَّسَارِہٖ فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَاَدَارَنِیْ حَتّٰی اَقَامَنِیْ عَنْ یَّمِیْنِہٖ ثُمَّ جَاءَ جَبَّارُ بْنُ صَخْرٍ فَقَامَ عَنْ یَّسَارِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ بِیَدَیْنَا جَمِیْعًا فَدَفَعَنَا حَتّٰی اَقَامَنَا خَلْفَہٗ۔

۱۰۴۲: وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ صَلَّیْتُ اَنَا وَیَتِیْمٌ فِیْ بَیْتِنَا خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاُمُّ سُلَیْمٍ خَلْفَنَا رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

پہلی فصل

۱۰۴۰۔ عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔میں اپنی خالہ حضرت میمونہ کے گھر سویا۔آنحضرت رات نماز میں کھڑے ہوئے ہیں آپ کی بائیں جانب کھڑا ہوگیا۔آپ نے پیچھے کی طرف سے میرا ہاتھ پکڑ کر دائیں جانب مجھے اپنے برابر کھڑا کردیا۔[۱] (بخاری مسلم)

۱۰۴۱۔حضرت جابرؓ نے فرمایا۔آنحضرت نماز کے لیے کھڑے ہوگئے۔میں آیا۔اور آپ کی بائیں جانب کھڑا ہوگیا۔آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے پھیر کر اپنی دائیں جانب کھڑا کردیا۔پھر جبار بن صخر آئے۔اور آپ کی بائیں طرف کھڑے ہوگئے۔آنحضرت نے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑ کر ہٹادیا۔اور پیچھے کھڑا کردیا۔(مسلم)

۱۰۴۲۔حضرت انسؓ سے مروی ہے۔میں اور ایک یتیم نے ہمارے گھر میں آنحضرت کے پیچھے نماز پڑھی۔اور ام سلیم اکیلی ہمارے پیچھے تھی۔[۲] (مسلم)

لہ اکیلا مقتدی امام کے دائیں کھڑا ہو:۔ ابن عباس کی حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور جابر کی حدیث کو احمد اور ابوداؤد نے بھی۔اس حدیث سے کئی احکام ثابت ہوئے۔مثلاً یہ کہ نفلوں کی جماعت بھی درست ہے اور یہ کہ دو آدمی جماعت ہیں اور مقتدی اگر اکیلا ہو تو امام کی دائیں جانب کھڑا ہو۔اور یہ کہ تھوڑے عمل سے نماز نہیں ٹوٹتی اور یہ کہ جسکی امامت کی نیت نہ کی ہو اگر وہ بھی آکر پیچھے کھڑا ہوجائے تو اس کی اقتدا بھی درست ہے وغیر ذلک۔

لے حضرت انس کی دونوں حدیثوں کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور وہ یتیم ضمیرہ بن ابی ضمیرہ تھے جو آنحضرت کے آزاد کردہ غلام تھے اس سے معلوم ہوا کہ اگر مقتدی بڑا آدمی نہ ہو تو بچہ صف میں بڑے کی جگہ کھڑا ہوگا اور عورت بچے کے ساتھ بھی کھڑی نہ ہوگی پیچھے کھڑی ہوگی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۴۳:۔ وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهٖ وَبِاُمِّهٖ اَوْ خَالَتِهٖ قَالَ فَاَقَامَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَاَقَامَ الْمَرْاَةَ خَلْفَنَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۴۴:۔ وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ اَنَّهٗ انْتَهٰى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ قَبْلَ اَنْ يَّصِلَ اِلَى الصَّفِّ ثُمَّ مَشٰى اِلَى الصَّفِّ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا وَّلَا تَعُدْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۱۰۴۵:۔ عَنْ سَمُرَةَ ابْنِ جُنْدُبٍ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كُنَّا ثَلٰثَةً اَنْ يَّتَقَدَّمَنَا اَحَدُنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۱۰۴۶:۔ وَعَنْ عَمَّارٍ اَنَّهٗ اَمَّ النَّاسَ بِالْمَدَائِنِ وَقَامَ عَلٰى دُكَّانٍ يُّصَلِّيْ وَالنَّاسُ اَسْفَلَ مِنْهُ فَتَقَدَّمَ حُذَيْفَةُ فَاَخَذَ عَلٰى يَدَيْهِ فَاتَّبَعَهٗ عَمَّارٌ حَتّٰى اَنْزَلَهٗ حُذَيْفَةُ فَلَمَّا فَرَغَ عَمَّارٌ مِّنْ صَلٰوتِهٖ قَالَ لَهٗ حُذَيْفَةُ اَلَمْ تَسْمَعْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا اَمَّ الرَّجُلُ الْقَوْمَ فَلَا

۱۰۴۳۔ حضرت انسؓ نے فرمایا۔ آنحضرت نے مجھے میری والدہ اور خالہ کو نماز پڑھائی مجھے اپنی دائیں طرف کھڑا کیا۔ اور عورتوں کو ہمارے پیچھے کھڑا کر دیا۔ (مسلم)

۱۰۴۴۔ ابوبکرہؓ فرماتے ہیں۔ وہ مسجد پہنچے اور آنحضرت رکوع میں تھے۔ آپ نے صف میں ملنے سے پہلے رکوع کیا۔ اور چل کر صف میں مل گئے۔ آنحضرت کے پاس اس کا ذکر کیا گیا آپ نے فرمایا۔ اللہ تمہارے شوق کو زیادہ کرے۔ آئندہ ایسا نہ کرنا[۱] (بخاری)

دوسری فصل

۱۰۴۵۔ سمرہ بن جندب سے مروی ہے۔ آنحضرت نے ہمیں حکم فرمایا۔ جب ہم تین آدمی ہوں۔ ہم میں سے ایک امام بنے[۲] (ترمذی)

۱۰۴۶۔ حضرت عمارؓ نے مدائن میں نماز پڑھائی۔ خود دکان پر کھڑے ہوئے۔ اور لوگ بہت نیچے تھے۔ حذیفہ نے آگے بڑھ کر ان کے ہاتھ پکڑ لیے۔ اور عمار ان کے پیچھے ہوئے۔ حذیفہ نے انہیں نیچے اتار دیا۔ جب عمار نماز سے فارغ ہوئے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کیا آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا۔ جب انسان کسی قوم کو نماز

---

[۱] اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور اس کا ذکر وابصہ بن معبد کی حدیث کے تحت ہو چکا ہے۔

[۲] تین آدمی ہوں تو امام آگے کھڑا ہو:۔ اس کو ترمذی نے غریب کہا۔ اس کی سند میں اسمٰعیل بن مسلم بصری ضعیف ہے اور یہ جو فرمایا کہ اگر تین ہوں تو ایک آگے کھڑا ہو جائے۔ اس صورت میں تقدم ظاہری اور حسی ہوگا اور اگر دو ہوں تو تقدم معنوی ہوگا کیونکہ اکیلا مقتدی امام کے برابر کھڑا ہوتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَقُمْ مَقَامًا أَرْفَعَ مِنْ مَقَامِهِمْ أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ فَقَالَ عَمَّارٌ لِذٰلِكَ اتَّبَعْتُكَ حِيْنَ أَخَذْتَ عَلٰى يَدَيَّ رَوَاهُ أَبُوْدَاؤُدَ۔

۱۰۴۷۔ وَعَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ سُئِلَ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ الْمِنْبَرُ فَقَالَ هُوَ مِنْ أَثْلِ الْغَابَةِ عَمِلَهُ فُلَانٌ مَوْلٰى فُلَانَةَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ عُمِلَ وَوُضِعَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَكَبَّرَ وَقَامَ النَّاسُ خَلْفَهُ فَقَرَأَ فَرَكَعَ وَرَكَعَ النَّاسُ خَلْفَهُ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى فَسَجَدَ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ عَادَ إِلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى حَتّٰى سَجَدَ بِالْأَرْضِ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ نَحْوُهُ وَقَالَ فِيْ اٰخِرِهِ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا صَنَعْتُ هٰذَا لِتَأْتَمُّوْا وَلِتَعْلَمُوْا صَلَاتِيْ۔

پڑھائے تو ان سے زیادہ اونچا کھڑا نہ ہو یا اس طرح کچھ اور فرمایا۔ حضرت عمارؓ نے فرمایا۔ اسی لیے میں تمہارے پیچھے ہو لیا تھا۔ جب تم نے میرے ہاتھ پکڑے تھے[1]۔ (ابوداؤد)

۱۰۴۷۔ سہل بن سعدؓ ساعدی سے پوچھا گیا آنحضرت کا منبر کس چیز سے بنایا گیا تھا۔ فرمایا وہ مقام غابہ کے جھاؤ سے بنایا گیا۔ فلاں عورت کے غلام نے اسے آنحضرت کے لیے بنایا تھا۔ جب منبر بنا کر رکھا گیا۔ تو آنحضرت قبلہ رخ کھڑے ہو گئے۔ اور تکبیر کہی۔ اور لوگ ان کے پیچھے ہو گئے۔ آپ نے قرأت پڑھی۔ رکوع کیا۔ اور پھر آپ نے سر اٹھایا۔ اور پچھلی طرف لوٹے اور زمین پر سجدہ فرمایا۔ پھر منبر پر کھڑے ہو کر قرأت پڑھی۔ رکوع کیا۔ اور رکوع سے سر اٹھایا۔ پھر نیچے اتر کر زمین پر سجدہ فرمایا۔ یہ بخاری کے لفظ ہیں۔ بخاری اور مسلم میں بھی اسی طرح ہے۔ اور آخر میں فرمایا۔ اے لوگو میں نے اس طرح اس لیے کیا ہے۔ تاکہ تم میری اقتداء اور میری نماز جان لو[2]۔

---

[1] **امام اونچی جگہ کھڑا نہ ہو بلکہ برابر کھڑا ہو:**۔ اس حدیث پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے اور اس کی سند میں ایک راوی مجہول ہے۔ مدائن دریائے دجلہ کے کنارے بغداد کے قریب ایک شہر ہے۔ ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ حذیفہ نے مدائن میں ایک دکان پر لوگوں کی امامت کرائی تو ان کو ابن مسعود نے قمیص سے پکڑ کر کھینچ لیا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ابن مسعود نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ اس سے منع کیا گیا ہے۔ حاکم نے کہا یہ حدیث شروط شیخین پر ہے اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اس کو صحیح کہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ صحابہ میں مشہور تھا کہ امام اور مقتدی دونوں کو ایک ہی سطح پر کھڑا ہونا چاہئے اور امام کا بلند جگہ پر کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ ظاہر حدیث سے حرمت معلوم ہوتی ہے لیکن اگلی حدیث سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر پر نماز پڑھنا ثابت ہے۔

[2] **تعلیم دینے کے لیے جائز ہے:**۔ اس حدیث کو ترمذی کے سوا اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے سہل بن سعد (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۴۸۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حُجْرَتِهٖ وَالنَّاسُ يَأْتَمُّوْنَ بِهٖ مِنْ وَّرَاءِ الْحُجْرَةِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۰۴۹۔ عَنْ أَبِيْ مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ أَلَا أُحَدِّثُكُمْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَفَّ الرِّجَالَ وَصَفَّ خَلْفَهُمُ الْغِلْمَانَ ثُمَّ صَلّٰى بِهِمْ فَذَكَرَ صَلٰوتَهٗ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا صَلٰوةُ قَالَ عَبْدُ الْأَعْلٰى لَا أَحْسِبُهٗ إِلَّا قَالَ أُمَّتِيْ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

۱۰۴۸۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ آنحضرت نے اپنے حجرہ میں نماز پڑھی۔ لوگ حجرہ کے پیچھے آپ کی اقتداء کرتے تھے[۱]۔ (ابوداؤد)

تیسری فصل

۱۰۴۹۔ ابومالکؓ اشعری نے فرمایا۔ کیا میں تمہیں آنحضرت کی نماز نہ بتاؤں۔ فرمایا۔ آنحضرت نے نماز قائم فرمائی۔ پہلے مردوں نے صفیں بنائیں۔ اس کے بعد لڑکوں نے صفیں بنائیں۔ پھر ان کو نماز پڑھائی (اور ابومالک نے) آنحضرت کی نماز کا ذکر فرمایا۔ عبدالاعلی فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ میری امت کی نماز اسی طرح ہے[۲]۔ (ابوداؤد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کا نام پہلے حزن تھا جس کا معنی غم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ نام پسند نہ آیا آپ نے ان کا نام سہل رکھ دیا۔ یہ منبر یاقوم رومی نے بنایا تھا اور غابہ میں درختوں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ تھا جو مدینہ منورہ سے ۹ میل کے فاصلہ پر تھا۔ یہ منبر جھاؤ کی لکڑی سے بنایا گیا تھا۔ یہ اصول کی بات ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز سے منع کریں اور پھر اس کے بعد خود وہ کام کریں تو وہ آپ کے لیے خاص ہوگا۔ اس میں لوگوں کو آپ کی اقتداء نہ کرنا چاہیے۔ منبر پر جو چڑھ کر آپ نے نماز پڑھائی تو اس کی وجہ بھی بتادی کہ میں نے یہ صرف اس لیے کیا ہے کہ تم لوگ میری نماز سیکھ سکو ورنہ عام حکم یہی ہے کہ مقتدی اور امام ایک سطح پر ہوں۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[۱] **امام نظر نہ آئے تو بھی اس کی اقتداء ہو سکتی ہے:**۔ اس حدیث کو امام بخاری نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر امام اور مقتدیوں میں کوئی چیز حائل ہو کہ امام کا اٹھنا بیٹھنا اور ارکان کی تحویل کا صحیح طور پر پتہ نہ چل سکے تو امام کی اقتداء جائز ہے۔ اس حجرہ سے مراد وہ حجرہ ہے جو آپ نے مسجد میں چٹائی سے بنا رکھا تھا اگر جگہ کی تنگی ہو تو اگر کچھ مقتدی امام کے ساتھ کھڑے ہو جائیں تو باقی مقتدی نیچے یا اوپر کھڑے ہو سکتے ہیں مثلاً جیسے آج کل مسجدیں دوہرے چھت کی ہوتی ہیں امام نچلی منزل میں امامت کراتا ہے اور بعض مقتدی اوپر کی منزل میں اس کی اقتدا کرتے ہیں یہ جائز ہے۔

[۲] **بچوں کی الگ صف:**۔ اس پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سب سے آگے مردوں کی صفیں ہوں گی اور ان کے پیچھے بچوں کی اور ان کے پیچھے عورتوں کی۔ بچوں کی علیحدہ صف اس وقت ہوگی جبکہ وہ دو یا دو سے زیادہ ہوں گے اور اگر ایک ہی ہو تو وہ مردوں کے ساتھ کھڑا ہوگا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۵۰۔ وَعَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ بَيْنَا اَنَا فِي الْمَسْجِدِ فِي الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ فَجَبَذَنِي رَجُلٌ مِنْ خَلْفِي جَبْذَةً فَنَحَّانِي وَقَامَ مَقَامِي فَوَاللهِ مَا عَقَلْتُ صَلوٰتِي فَلَمَّا انْصَرَفَ إِذَا هُوَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ فَقَالَ يَا فَتٰى لَا يَسُوْءُكَ اللهُ إِنَّ هٰذَا عَهْدٌ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْنَا اَنْ نَلِيَهُ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَقَالَ هَلَكَ اَهْلُ الْعَقْدِ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ وَاللهِ مَا عَلَيْهِمْ آسٰى وَلٰكِنْ آسٰى عَلٰى مَنْ اَضَلُّوْا قُلْتُ يَا اَبَا يَعْقُوْبَ مَا تَعْنِيْ بِاَهْلِ الْعَقْدِ قَالَ الْاُمَرَاءُ۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

۱۰۵۰۔ قیس بن عبادؓ نے فرمایا۔ میں کسی وقت مسجد میں پہلی صف میں تھا۔ مجھے کسی آدمی نے پیچھے سے کھینچ لیا۔ مجھے ایک طرف کر کے میری جگہ کھڑا ہو گیا۔ مجھے (غصے) سے نماز کی بھی ہوش نہ رہی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے۔ تو وہ ابی بن کعب تھے۔ فرمانے لگے۔ اے نوجوان تمہیں اللہ تعالیٰ ہمیشہ تکلیف سے بچائے۔ آنحضرت کا ہم سے عہد تھا کہ ہم آپ سے قریب کھڑے ہوں۔ پھر قبلہ رخ ہو کر کھڑے ہو گئے۔ اور فرمایا۔ رب کعبہ کی قسم امراء (والی) ہلاک ہو گئے۔ اور مجھے ان کی ہلاکت کا افسوس نہیں (ان کو تباہ ہونا تھا) افسوس اس پر ہے۔ انہوں نے دوسرے لوگوں کو برباد کر دیا۔ میں نے عرض کیا۔ اہل عقد سے آپ کی کیا مراد ہے۔ فرمایا۔ امراء[1] یعنی ولی اور بادشاہ (نسائی)

---

[1] بچے کو پیچھے کر کے اس کی جگہ کھڑا ہونا۔ اس حدیث کو احمد اور ابن خزیمہ نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور احمد کی سند بھی اچھی ہے۔ قیس بن عُباد نوجوان لڑکے تھے۔ عمر پختہ نہ تھی حضرت ابی بن کعب نے ان کو کھینچ لیا اور ان کی جگہ خود کھڑے ہو گئے۔ اس سے عباد کی طبیعت بڑی بدمزہ ہوئی۔ کہ میرے ساتھ بڑی بدسلوکی ہوئی تو ابی بن کعب نے نماز کے بعد ان کو دعا بھی دی اور ان کی تسلی کی کہ آنحضرت کا حکم اسی طرح ہے کہ امام کے قریب عقلمند اور علم والے لوگ کھڑے ہوا کریں اسی لیے میں نے تجھ کو کھینچا پھر امراء کا شکوہ کرنے لگے کہ وہ صفیں درست کرنے کی طرف پوری توجہ نہیں کرتے۔ حضرت ابی حضرت عثمان کی خلافت میں فوت ہوئے آپ حضرت عثمان کے بعض عاملوں کا شکوہ کر رہے تھے کہ بعضوں سے بے پرواہی کرتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ الْاِمَامَۃِ

امامت کا بیان

اسلام میں امام کا لفظ دو معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ بادشاہ جو ملک کا نظام کتاب و سنت کی روشنی میں کرے۔ اور غیر منصوص امور میں اس حکومت کی بنیاد امرھم شوری بینھم (مسلمانوں کے کام مشورہ کے اصول پر ہوں آنحضرت کو حکم فرمایا گیا ہے۔ وَشَاوِرْھم فی الامر۔ آپ اپنے ساتھیوں سے مشورہ فرمایا کریں۔ اس کو امامت کبریٰ امارت یا خلافت کے نام سے تعبیر فرمایا گیا۔ اس کا تذکرہ کتاب کے آخری ربع میں آئے گا۔

دوم۔ امام نماز اس باب میں نماز کی امامت اس کے احکام اور آداب بیان کرنا مطلوب ہے۔

(۱) امامت اعزازی عہدہ ہے۔ امام کے اخلاق اور عادات کا اثر اس کے اتباع پر ہونا قدرتی ہے۔ انسان فطرۃً اس آدمی کی اقتداء کرتا ہے۔ جسے وہ بہتر سمجھے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اجعلوا ائمتکم خیارکم۔ (ابوداؤد) اپنے امام اچھے لوگوں کو بناؤ پسندیدہ یہی ہے۔ کہ امام بلا معاوضہ کام کرے۔ عوام اس کے عمل کو بیع یا اجارہ کی نظر سے نہ دیکھیں۔ لیکن اجرت حرام نہیں ہے۔

(۲) امام مقرر کرتے وقت مندرجہ ذیل خوبیوں کا خیال رکھنا چاہئے۔ اور اگر ضرورت ہو تو ان کی بنا پر ترجیح دینا چاہیے۔

(۱) امام قرآن مجید کا عالم ہو۔ (۲) سنت کا پابند ہو۔ اور سنت کو سمجھتا ہو۔ (۳) جس نے پہلے ہجرت کی ہو۔ (۴) جو معمر ہو۔

(۳) امام کو مقتدیوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اتنی لمبی نماز نہ پڑھائے۔ جس سے لوگوں کو تکلیف ہو۔ بیمار حاجتمند اور کمزور کا خیال رکھنا چاہیئے۔ لیکن رکوع سجود کی تکمیل میں کسی کا لحاظ نہ کرے۔ اکیلا نماز پڑھے۔ تو جس قدر پسند کرے لمبی پڑھے۔

(۴) دوسرا آدمی امام کی جگہ اس کی اجازت کے بغیر نماز نہ پڑھائے۔

(۱) نماز کے وقت کا لحاظ رکھنا (۲) صفیں درست کرانا (۳) آداب مسجد کا خیال رکھنا۔ مقتدیوں کو نماز کے متعلق ہدایات دیتے رہنا۔ امام کی ذمہ داری ہے۔ احادیث میں یہ لفظ قاری آیا ہے۔ بعض میں اقرءکم کا لفظ آیا ہے اس سے تجوید مراد نہیں معلوم ہوتی قرآن عزیز کا علم اور سنت سے محبت اور تعارف معلوم ہوتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۰۵۱: عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَأُھُمْ لِکِتَابِ اللّٰہِ فَاِنْ کَانُوْا فِی الْقِرَاءَۃِ سَوَاءً فَاَعْلَمُھُمْ بِالسُّنَّۃِ فَاِنْ کَانُوْا فِی السُّنَّۃِ سَوَاءً فَاَقْدَمُھُمْ ھِجْرَۃً فَاِنْ کَانُوْا فِی الْھِجْرَۃِ سَوَاءً فَاَقْدَمُھُمْ سِنًّا وَلَا یَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِیْ سُلْطَانِہٖ وَلَا یَقْعُدْ فِیْ بَیْتِہٖ عَلٰی تَکْرِمَتِہٖ اِلَّا بِاِذْنِہٖ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّہٗ وَلَا یَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِیْ اَھْلِہٖ۔

۱۰۵۲: وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانُوْا ثَلٰثَۃً فَلْیَؤُمَّھُمْ اَحَدُھُمْ وَاَحَقُّھُمْ بِالْاِمَامَۃِ اَقْرَأُھُمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَذُکِرَ حَدِیْثُ مَالِکِ ابْنِ الْحُوَیْرِثِ فِیْ بَابٍ بَعْدَ بَابِ فَضْلِ الْاَذَانِ۔

پہلی فصل

۱۰۵۱۔ ابو مسعودؓ فرماتے ہیں۔ امام اس کو مقرر کیا جائے۔ جو اللہ کی کتاب کو زیادہ جانتا ہو۔ اگر اس میں برابر ہوں تو جو سنت کا زیادہ ماہر ہو۔ اگر سنت میں برابر ہوں۔ تو جس نے پہلے ہجرت کی ہو۔ اگر ہجرت میں برابر ہوں۔ تو جو آدمی معمر ہو۔ کوئی آدمی کسی کی حکومت میں اور اس کے گھر میں اس کی نشستگاہ میں اس کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھے (مسلم) دوسرے کے گھر میں اس کی امامت نہ کرے[1]۔

۱۰۵۲۔ ابو سعیدؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب تین آدمی ہوں تو ایک ان سے امامت کرائے۔ جو اچھا قرآن مجید پڑھ سکے۔ وہ امامت کا زیادہ مستحق ہے۔ (مسلم) مالک بن حویرث کی حدیث کا ذکر باب فضل الاذان میں ہو چکا ہے۔

---

[1] **امامت کے اوصاف**:۔ ابو مسعود کا نام عقبہ بن عمر ہے اور اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ امامت کی ترتیب میں چار چیزوں کو بیان کیا گیا ہے پہلی یہ کہ قرآن مجید کو سب سے زیادہ جاننے والا امامت کا زیادہ حقدار ہے گو وہ عمر میں چھوٹا ہو۔ چنانچہ عمرو بن سلمہ جن کی عمر صرف سات سال تھی ان کو اس بنا پر امام مقرر کیا گیا کہ ان کو قرآن زیادہ یاد تھا اور یہ بخاری کی روایت ہے لیکن بعد ازاں چونکہ احکام نماز اور امامت سنت سے ثابت ہوتے تھے لہٰذا سنت کو زیادہ جاننے والے کو قرآن مجید زیادہ یاد رکھنے والے پر مقدم کر دیا گیا۔ کیونکہ آنحضرت کے زمانہ میں تو اگر کوئی مسئلہ سامنے آتا تو براہ راست اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیا جاتا تھا۔ اسی لیے امام شافعی اور مالک نے افقہ کو اقراء پر مقدم رکھا ہے اور امام ابو حنیفہ اور احمد اقراء ہی کو مقدم سمجھتے ہیں پھر ان کے بعد وہ امام ہو جس نے ہجرت پہلے کی ہو اگر اس میں بھی برابر ہوں تو عمر میں بڑا امام بنے اور اس کے بعد متاخرین نے تو اس کو مذاق بنا دیا کہ پھر جس کا سر بڑا ہو پھر جس کی بیوی خوبصورت ہو وغیر ذلک من الخرافات۔ حدیث میں صرف چار درجے تھے جن کو بعد میں سولہ درجے بنا دیا گیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۰۵۳ :۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُؤَذِّنُ لَکُمْ خِیَارُکُمْ وَیَؤُمُّکُمْ قُرَّآؤُکُمْ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ۔

۱۰۵۴ :۔ وَعَنْ اَبِیْ عَطِیَّۃَ الْعُقَیْلِیِّ قَالَ کَانَ مَالِکُ بْنُ الْحُوَیْرِثِ یَاْتِیْنَا اِلٰی مُصَلَّانَا یَتَحَدَّثُ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ یَوْمًا قَالَ اَبُوْعَطِیَّۃَ فَقُلْنَا لَہٗ تَقَدَّمْ فَصَلِّہْ قَالَ لَنَا قَدِّمُوْا رَجُلًا مِّنْکُمْ یُصَلِّیْ بِکُمْ وَسَاُحَدِّثُکُمْ لِمَ لَا اُصَلِّیْ بِکُمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَلَا یَؤُمَّہُمْ وَلْیَؤُمَّہُمْ رَجُلٌ مِّنْہُمْ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ اِلَّا اَنَّہٗ اِقْتَصَرَ عَلٰی لَفْظِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

۱۰۵۵ :۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اسْتَخْلَفَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ابْنَ اُمِّ مَکْتُوْمٍ یَؤُمُّ النَّاسَ وَھُوَ اَعْمٰی رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ۔

دوسری فصل

۱۰۵۳۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اذان تم میں سے اچھا آدمی کہے۔ اور امامت کا فرض قاری ادا کرے[1]۔ (ابوداؤد)

۱۰۵۴۔ ابوعطیہ عُقیلی فرماتے ہیں۔ مالک بن حویرث ہمارے پاس نمازگاہ میں تشریف لاتے باتیں کرتے۔ ایک دن نماز کا وقت ہوگیا۔ ہم نے ابوعطیہ سے کہا۔ آپ نماز پڑھائیں۔ آپ نے فرمایا۔ کسی اپنے آدمی کو آگے کرو۔ وہ تمہیں نماز پڑھائے میں عنقریب ایک حدیث سناؤں گا۔ میں کیوں نماز نہیں پڑھاتا۔ میں نے آنحضرت سے سُنا۔ جو شخص کسی قوم کے پاس بطور زائر جائے۔ ان کی امامت نہ کرے۔ ان کی امامت انہیں میں سے کوئی آدمی کرائے[2]۔ (ابوداؤد ترمذی۔ نسائی امام نسائی نے صرف آنحضرت کی حدیث پر اختصار فرمایا۔ ابوعطیہ کا واقعہ ذکر نہیں کیا۔

۱۰۵۵۔ حضرت انسؓ نے فرمایا۔ آنحضرت نے عبداللہ بن ام مکتوم کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔ وہ نابینا تھے۔ اور لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

---

[1] **موذن اچھا آدمی ہونا چاہیئے:**۔ مؤذن کے لیے یہاں ایک شرط لگائی ہے کہ موذن وہ ہو جو بہترین آدمی ہو یہ شرط اس لیے رکھی کہ اذان کی دعوت بہترین کلمات پر مشتمل ہے۔ خدا تعالیٰ کی عظمت۔ کبریائی۔ ہیبت اور جلال کی شہادت خدا تعالیٰ کی توحید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار۔ نجات اور نماز کی دعوت وغیرہ تو ایسی دعوت کے لیے یہ ضروری ہے دعوت دینے والا خود ان پر ایمان رکھتا ہو اور ان پر عامل ہو۔ اور دوسری شرط اذان دینے والے کے لیے یہ ہے کہ وہ اذان پر اجرت نہ لے۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۵۶۔ وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَۃٌ لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُہُمْ اٰذَانَہُمُ الْعَبْدُ الْاٰبِقُ حَتّٰی یَرْجِعَ وَامْرَاَۃٌ بَاتَتْ وَزَوْجُھَا عَلَیْھَا سَاخِطٌ وَاِمَامُ قَوْمٍ وَھُمْ لَہٗ کَارِھُوْنَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ۔

۱۰۵۷۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَۃٌ لَا تُقْبَلُ مِنْہُمْ صَلٰوتُہُمْ مَنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا وَھُمْ لَہٗ کَارِھُوْنَ وَرَجُلٌ اَتَی الصَّلٰوۃَ دِبَارًا وَالدِّبَارُ اَنْ یَّاْتِیَھَا بَعْدَ اَنْ تَفُوْتَہٗ وَرَجُلٌ اِعْتَبَدَ مُحَرَّرَۃً رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

۱۰۵۸۔ وَعَنْ سَلَامَۃَ بِنْتِ الْحُرِّ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَۃِ اَنْ یَّتَدَافَعَ اَھْلُ الْمَسْجِدِ لَا یَجِدُوْنَ اِمَامًا یُّصَلِّیْ بِھِمْ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

۱۰۵۶۔ ابوامامہؓ سے مروی ہے۔ تین آدمیوں کی نماز کانوں سے اوپر نہیں جاتی (قبول نہیں ہوتی)۔ (۱) بھاگا ہوا غلام جب تک واپس نہ جائے۔ (۲) عورت جس کا خاوند رات اس پر ناراض ہو کر گذارے۔ (۳) امام جس پر قوم ناراض ہو[۱] (ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے)

۱۰۵۷۔ ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تین آدمیوں کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ (۱) جس امام پر قوم ناراض ہو جو آدمی وقت گذرنے کے بعد نماز پڑھے۔ (۳) جو آدمی آزاد کو غلام بنائے[۲] (احمد۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

۱۰۵۸۔ سلامہؓ بن حر نے کہا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تدافع (امامت کو ایک دوسرے پر ڈالنے کی کوشش کرنا) قیامت کی نشانی ہے۔ اہل مسجد کو امام نہیں ملے گا۔ جوان کو نماز پڑھائے[۳] (احمد۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) **۲ مسافر بغیر اجازت امامت نہ کرائے**:۔ اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اگر کسی کے گھر نماز پڑھی جائے تو صاحب خانہ امامت کا زیادہ حقدار ہے اور اگر کسی مسجد کا امام مقرر ہو تو وہ امامت کا زیادہ حقدار ہے۔ ہاں اگر گھر والا یا امام مسجد کسی کو امامت کی اجازت دیں تو امام شافعی۔ ابوحنیفہ اور احمد اس کو جائز سمجھتے ہیں لیکن امام مالک اجازت کے بعد بھی اس کو جائز نہیں سمجھتے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱ امام سے ناراضگی:۔ اگر مقتدی امام سے کسی دینی نقص کی وجہ سے ناراض ہوں تو پھر اس کو ان کی امامت کرانا حرام ہے اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے اور اگر ناراضگی کسی دنیاوی وجہ سے ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

۲ تین آدمیوں کی نماز قبول نہیں:۔ امامت کے متعلق پہلے بیان ہو چکا ہے کہ یہاں وہ ناراضگی مراد ہے جو دین کی وجہ سے ہو اور دوسرا وہ آدمی جو عادتاً ہمیشہ آخر وقت میں جا کر نماز پڑھے۔ اگر اتفاقاً یا سہواً ایسا ہو جائے تو کچھ حرج نہیں لیکن اگر ایسی عادت ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کی نماز قبول نہیں کرتا اور تیسرا وہ آدمی جو اپنے کسی غلام کو آزاد کر کے پھر اس کو اطلاع نہ دے اور اس سے برابر اسی طرح خدمت لیتا رہے مثلاً کسی (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۵۹:۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْجِهَادُ وَاجِبٌ عَلَیْكُمْ مَعَ كُلِّ اَمِیْرٍ بَرًّا كَانَ اَوْ فَاجِرًا وَاِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ وَالصَّلٰوةُ وَاجِبَةٌ عَلَیْكُمْ خَلْفَ كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ اَوْ فَاجِرًا وَاِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ وَالصَّلٰوةُ وَاجِبَةٌ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ اَوْ فَاجِرًا وَاِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۰۵۹۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تم پر جہاد ہر امام کے ساتھ فرض ہے۔ وہ نیک ہو یا فاجر گو کبائر کا مرتکب ہو۔ نیک اور فاجر کے پیچھے نماز درست ہے۔ گو کبیرے گناہوں کا ارتکاب کرے۔ نیک اور گنہگار مسلمان پر نماز جنازہ واجب ہے۔ گو اس سے کبائر ہی کیوں صادر نہ ہوں[1]۔ (ابوداؤد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) آدمی پر قسم یا ظہار یا اور کسی قسم کا کفارہ تھا اس نے اپنے غلام کو تو اطلاع نہیں دی اور نہ لوگوں کو بتایا لیکن اپنے طور پر کہہ دیا کہ میرا یہ غلام اس کفارہ میں آزاد ہے اور پھر اس سے خدمت لیتا رہے بعض نے اس کا یہ مطلب بھی لیا ہے کہ کسی آزاد آدمی کو غلام بنالے یا کسی آزاد آدمی کو پکڑ کر زبردستی بیچ ڈالے۔

سے **امام کا نہ ملنا قیامت کی نشانی ہے**:۔ اس حدیث پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے یعنی یہ حدیث اس قابل ہے کہ اس سے حجت لی جاسکے۔ مطلب یہ ہے کہ دین کا علم کم ہو جائے گا۔ لوگ دنیا کا علم تو سیکھیں گے لیکن دین کے علم سے ناآشنا ہوتے جائیں گے حتیٰ کہ ایک وقت آئے گا کہ جماعت کرانے کے لیے کوئی آدمی نہ ملے گا ہر ایک یہی کہے گا کہ بھائی تم جماعت کرادو کیونکہ کسی کو نماز اور جماعت کے احکام کا علم نہ ہوگا۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

سلہ **بدانسان کی امامت نہ کہ مشرک کی**:۔ دار قطنی نے کہا کہ مکحول کا ابوہریرہ سے سماع ثابت نہیں ہے تو اس صورت میں یہ حدیث منقطع ہے۔ کیونکہ مکحول کی عادت ہے کہ وہ ابی بن کعب، عبادہ بن صامت، حضرت عائشہ اور ابوہریرہ سے مرسل حدیثیں روایت کرتا ہے۔ لیکن اس کی تائید مسلم کی ابوذر والی حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ میری امت پر ایسے امراء مسلط ہو جائیں گے جو نماز تنگ وقت میں جاکر پڑھیں گے تو لوگوں نے پوچھا پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں تو آپ نے فرمایا تم اپنی نماز وقت پر پڑھ لیا کرنا اور پھر اگر ان کے ساتھ بھی مل جائے تو پڑھ لینا وہ نماز تمہارے لیے نفل ہو جائے گی اور اگر نفل نماز ہو سکتی ہے تو فرض بھی ہو سکتی ہے۔ اسی لیے عصر اول کے صحابہ اور تابعین نے اس مسئلہ پر اتفاق کیا ہے کہ ظالم کے پیچھے نماز جائز ہے۔ اس لیے کہ اس وقت بنوامیہ کے جو امیر تھے وہ پانچ وقتی نمازیں بھی پڑھایا کرتے تھے حالانکہ وہ صحابہ سے فروتر مرتبہ کے تھے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ وہ خود حجاج بن یوسف کے پیچھے نماز پڑھتے رہے ہیں اور مسلم اور اہل سنن نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ مروان بن حکم کے پیچھے نماز پڑھتے رہے۔ اسی لیے جمہور نے کہا کہ ہر مسلمان کے پیچھے نماز جائز ہے خواہ وہ نیک ہو یا بد اور اسی طرح اس کا جنازہ بھی پڑھنا چاہئے خواہ وہ نیک ہو یا بد۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے عقیدہ میں کوئی خرابی نہ ہو اگر عقیدہ میں خرابی ہو تو نہ اس کے پیچھے نماز پڑھی جائے اور نہ اس کا جنازہ پڑھا جائے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۰۶۰:۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلِمَةَ قَالَ كُنَّا بِمَاءٍ مَمَرَّ النَّاسِ يَمُرُّ بِنَا الرُّكْبَانُ نَسْأَلُهُمْ مَا لِلنَّاسِ مَا لِلنَّاسِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ فَيَقُوْلُوْنَ يَزْعَمُ أَنَّ اللّٰهَ أَرْسَلَهُ أَوْحٰى إِلَيْهِ أَوْحٰى إِلَيْهِ كَذَا فَكُنْتُ أَحْفَظُ ذٰلِكَ الْكَلَامَ فَكَأَنَّمَا يُغَرّٰى فِيْ صَدْرِيْ وَكَانَتِ الْعَرَبُ تَلَوَّمُ بِإِسْلَامِهِمُ الْفَتْحَ فَيَقُوْلُوْنَ اُتْرُكُوْهُ وَقَوْمَهُ فَإِنَّهُ إِنْ ظَهَرَ عَلَيْهِمْ فَهُوَ نَبِيٌّ صَادِقٌ فَلَمَّا كَانَتْ وَقْعَةُ الْفَتْحِ بَادَرَ كُلُّ قَوْمٍ بِإِسْلَامِهِمْ وَبَدَرَ أَبِيْ قَوْمِيْ بِإِسْلَامِهِمْ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ جِئْتُكُمْ وَاللّٰهِ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ حَقًّا فَقَالَ صَلُّوْا صَلٰوةَ كَذَا فِيْ حِيْنِ كَذَا وَصَلٰوةَ كَذَا فِيْ حِيْنِ كَذَا فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْثَرُكُمْ قُرْاٰنًا فَنَظَرُوْا فَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَكْثَرَ قُرْاٰنًا مِنِّيْ لِمَا كُنْتُ أَتَلَقّٰى مِنَ الرُّكْبَانِ فَقَدَّمُوْنِيْ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَأَنَا ابْنُ سِتٍّ أَوْ سَبْعِ سِنِيْنَ وَكَانَتْ عَلَيَّ بُرْدَةٌ كُنْتُ إِذَا سَجَدْتُ تَقَلَّصَتْ عَنِّيْ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْحَيِّ أَلَا تُغَطُّوْنَ عَنَّا اسْتَ قَارِئِكُمْ فَاشْتَرَوْا فَقَطَعُوْا لِيْ قَمِيْصًا فَمَا فَرِحْتُ بِشَيْءٍ

تیسری فصل

۱۰۶۰۔ عمرو بن سلمہ فرماتے ہیں۔ ہمارا ڈیرہ لوگوں کی شاہراہ پر تھا۔ سوار ہمارے ہاں سے گذرتے۔ ہم ان سے آنحضرت اور لوگوں کے حالات کے متعلق دریافت کرتے رہتے۔ لوگ ہمیں بتاتے کہ حضرت کا خیال ہے۔ کہ مجھے اللہ نے بھیجا ہے۔ میری طرف فلاں فلاں احکام وحی کئے گئے ہیں۔ میں یہ کلام یاد کر لیتا۔ اور یہ میرے سینے میں پیوست ہو گئے۔ اور عرب قبائل اپنے اسلام کے فیصلہ کے لیے فتح مکہ کا انتظار کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے۔ کہ آنحضرت اور ان کی چھوڑ دیں کہ۔ اگر حضرت غالب ہو گئے۔ تو یہ سچے نبی ہیں۔ جب فتح مکہ کا واقعہ ہو گیا۔ تو ہر قوم نے اسلام میں جلدی کی۔ اور میرے والد اپنی قوم کے اسلام کی اطلاع لے کر جلد پہنچے۔ جب وہ واپس آئے۔ تو فرمایا۔ واللہ میں تمہارے پاس سچے نبی کے ہاں سے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا ہے۔ فلاں نماز فلاں وقت میں پڑھو۔ اور فلاں نماز فلاں وقت میں۔ جب نماز کا وقت آئے۔ تو تم سے ایک آدمی اذان کہے۔ اور جو تم سے قرآن زیادہ جانتا ہے۔ وہ تمہارا امام مقرر ہو۔[ل] جب ہماری قوم نے دیکھا۔ تو مجھ سے کوئی زیادہ قرآن نہیں جانتا تھا۔ کیونکہ میں رہگذر سواروں سے قرآن سیکھتا رہتا تھا۔ انہوں نے مجھے آگے کھڑا کر دیا۔ میری عمر اس وقت چھ یا سات سال کی تھی۔ مجھ پر ایک چادر تھی۔ جب میں سجدہ کرتا۔ تو وہ سکڑ جاتی۔ ہمارے قبیلے کی ایک عورت نے کہا۔ کہ اپنے قاری صاحب کے چوتڑ تو ڈھانپ دو۔ تو گھر والوں نے میرے لیے ایک قمیص بنوائی میں کسی چیز سے اس قدر خوش نہیں ہوا۔

[ل] اقامت کے متعلق خود ساختہ شرائط:۔ اس حدیث کو احمد۔ نسائی اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ ابوسلمہ کے متعلق اختلاف ہے کہ یہ صحابی ہیں یا نہیں۔ دارقطنی نے روایت کیا ہے کہ وہ اپنے باپ کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَرِحَ بِذٰلِكَ الْقَمِيصِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۰۶۱: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ الْمَدِيْنَةَ كَانَ يَؤُمُّهُمْ سَالِمٌ مَوْلَى اَبِىْ حُذَيْفَةَ وَفِيْهِمْ عُمَرُ وَاَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الْاَسَدِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۰۶۲: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَا تُرْفَعُ لَهُمْ صَلٰوتُهُمْ فَوْقَ رُءُوْسِهِمْ شِبْرًا رَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ وَامْرَاَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ وَاَخَوَانِ مُتَصَارِمَانِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

جس قدر مجھے اس قمیص سے مسرت ہوئی۔ (بخاری)

۱۰۶۱۔ ابن عمر فرماتے ہیں۔ جب مہاجر ابتداء میں مدینہ منورہ تشریف لائے۔ تو ان کے امام سالم مولی ابوحذیفہ تھے اور ان میں حضرت عمر اور ابو سلمہ بن عبدالاسد موجود تھے۔[1]

۱۰۶۲۔ ابن عباس نے فرمایا۔ آنحضرت کا ارشاد ہے۔ تین آدمیوں کی نماز ان کے سر سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی (قبول نہیں ہوتی) ۱) جو آدمی کسی قوم کی امامت کرائے۔ اور وہ اسے ناپسند کرتے ہوں۔ (۲) جس عورت کا خاوند رات اس پر ناراض ہو۔ (۳) جو دو بھائی آپس میں ناخوش ہوں[2]۔ (ابن ماجہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) جب کوئی بچہ پاکی پلیدی یا وضو اور نماز کے احکام کو جاننے لگے تو اس کی امامت درست ہے۔ عمرو بن سلمہ کی عمر اس وقت صرف چھ یا سات سال کی تھی جب ان کو امام مقرر کیا گیا۔ بعض لوگوں نے بعض لوگوں کی امامت کو مکروہ سمجھا ہے مثلاً غلام کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ نابینے کے پیچھے نماز مکروہ ہے چھوٹے کے پیچھے بڑے کی نماز مکروہ ہے۔ مفضول کے پیچھے فاضل کی نماز مکروہ ہے وغیرہ وغیرہ ان میں سے ہر ایک چیز حدیث کی رو سے غلط ثابت ہوتی ہے۔ چھوٹی عمر کے لیے عمرو بن سلمہ کی امامت۔ غلام کے لیے حضرت سالم کی امامت جو اگلی حدیث میں آ رہی ہے۔ نابینا کی امامت کے لیے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کی امامت (جن کو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار امام مقرر کیا) مفضول کے پیچھے فاضل کی نماز کے لیے حضرت عبدالرحمن بن عوف کی امامت (جن کے پیچھے خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کی ایک رکعت ادا فرمائی) اس چیز کی سند ہیں کہ ان اقوال کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] غلام کی امامت درست ہے۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ حضرت سالم انصار کی ایک عورت کے غلام تھے اس نے ان کو آزاد کر دیا پھر انہوں نے ابوحذیفہ کے ساتھ رہنا شروع کیا تو سالم مولی ابوحذیفہ مشہور ہو گئے۔ لوگ غلام کی امامت کو مکروہ سمجھتے ہیں لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب زخمی ہوئے اور خلافت کا مسئلہ شروع ہوا تو فرمانے لگے آج اگر حضرت ابوعبیدہ بن جراح یا سالم مولی ابوحذیفہ میں سے کوئی زندہ ہوتا تو میں اس کو خلیفہ بنا جاتا۔ اللہ اللہ اس غلام کا مرتبہ کہ جس کو حضرت عمر خلیفہ بنانے کے لیے پسند کرتے تھے۔

[2] عراقی نے کہا اس کی سند اچھی ہے۔ مطلب وہی ہے کہ دنیاوی کاموں سے آپس میں ناراض ہوں۔ ورنہ دینی دشمنی اس سے مستثنیٰ ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ مَا عَلَى الْإِمَامِ

امام پر جو حقوق واجب ہیں

امام کو مقتدیوں پر شرعًا برتری اور فوقیت حاصل ہے۔ امام بہتر آدمی ہونا چاہیئے۔ جس کا ذکر پہلے باب میں آچکا ہے۔ اسی طرح مقتدی کے بھی کچھ حق ہیں۔ امام کے لیے ان کی بجا آوری ضروری ہے۔ کوئی نظام بھی یک طرفہ بالادستی سے نہیں چل سکتا۔ زن وشو کے تعلقات میں بیوی کو حقوق دیئے گئے ہیں۔ اجارہ میں مزدور کو حق دیئے گئے اسی طرح امام کے لیے ضروری ہے۔ کہ مقتدی کا خیال رکھے۔

(۱) امام کو اطمینان کے ساتھ اختصار سے کام لینا چاہیئے۔ مقتدی بیمار ہو۔ حاجتمند ہو۔ کمزور بوڑھا ہو امام کو نماز میں اس کا خیال رکھنا چاہیئے۔

بچہ روئے تو نماز میں اس کی ماں کے جذبات کا خیال رکھے۔ آنحضرت بچہ کے رونے کی آواز سنتے تو نماز مختصر فرما دیتے۔

(۲) اگر مقتدی امام کو ناپسند کریں۔ تو امام کو خود بخود امامت سے الگ ہو جانا چاہیئے۔ بعض اوقات مقتدی بدعقیدہ ہوتے ہیں۔ وہ امام سے اس لیے ناراض ہوتے ہیں۔ کہ انہیں برائی سے روکتا ہے۔ مشرکانہ اور بدعتی رسوم میں۔ ان کے ساتھ شریک کیوں نہیں ہوتا۔ ان وجوہ سے امام کو علیحدہ نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ تکلیف اٹھا کر بھی ان کی اصلاح کرنا چاہیئے۔ انبیاء علیہ السلام پر ابتداء میں امت ناراض ہوتی ہے۔ اس کے باوجود نبی اس کی اصلاح فرماتے ہیں چھوڑ کر نہیں چلے جاتے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۰۶۳ - عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا صَلَّيْتُ وَرَآءَ إِمَامٍ قَطُّ اَخَفَّ صَلوٰۃً وَلَا اَتَمَّ صَلوٰۃً مِّنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِنْ کَانَ یَسْمَعُ بُکَآءَ الصَّبِیِّ فَیُخَفِّفُ مَخَافَۃَ اَنْ تُفْتَنَ اُمُّہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۰۶۴ - وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَدْخُلُ فِی الصَّلوٰۃِ وَاَنَا اُرِیْدُ اِطَالَتَھَا فَاَسْمَعُ بُکَآءَ الصَّبِیِّ فَاَتَجَوَّزُ فِیْ صَلوٰتِیْ مِمَّا اَعْلَمُ مِنْ شِدَّۃِ وَجْدِ اُمِّہٖ مِنْ بُکَآئِہٖ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۰۶۵ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ لِلنَّاسِ فَلْیُخَفِّفْ فَاِنَّ فِیْھِمُ السَّقِیْمَ وَالضَّعِیْفَ وَالْکَبِیْرَ وَاِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ

پہلی فصل

۱۰۶۳ - حضرت انسؓ نے فرمایا۔ آنحضرت کے سوا میں نے کسی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھی۔ جس کی نماز ہلکی بھی ہو اور کامل بھی آپ بچے کے رونے کی آواز سنتے تو نماز میں تخفیف فرمادیتے۔ تاکہ اس کی ماں کو تکلیف نہ ہو[۱]۔ (بخاری مسلم)

۱۰۶۴ - ابوقتادہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ میں نماز شروع کرتا ہوں اور لمبی کرنا چاہتا ہوں۔ پھر میں بچے کے رونے کی آواز سن لیتا ہوں۔ تو نماز مختصر کر دیتا ہوں۔ میں جانتا ہوں اس کی ماں کو اس کے رونے سے غم ہوتا ہے (بخاری)

۱۰۶۵ - ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ۔ تو ہلکی نماز پڑھاؤ۔ کیونکہ ان میں بیمار کمزور اور بوڑھے آدمی ہوتے ہیں۔ اور جب اکیلے ہو تو جس قدر چاہو

---

[۱] **امام کو مقتدیوں کا خیال رکھنا چاہیئے:** حضرت انس کی حدیث کو ابوداؤد اور نسائی کے سوا اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ابوداؤد اور نسائی میں ابوقتادہ کی حدیث ہے جو اس حدیث کے بعد آ رہی ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ امام کو چاہیئے کہ مقتدیوں کے حال کا خیال رکھے مثلاً کچھ آدمی ضعیف ہوتے ہیں کچھ بیمار۔ کچھ بوڑھے کچھ کام کاج والے۔ بعض دفعہ بچے رونے لگتے ہیں امام کو چاہیئے کہ ایسی حالت میں نماز میں تخفیف کر دے۔ لیکن اتنی تخفیف نہ کرے جو حذف اور نقصان کی ہم معنی بن جائے۔ یعنی نماز بھی ہو اور ارکان بھی پورے ہوں رکوع۔ سجود اور قومہ جلسہ سب میں اعتدال ہو اگر ان میں قصور اور کوتاہی ہوئی تو نماز نہ ہوگی۔ پہلے مسئی الصلوٰۃ کی حدیث پہلے گذر چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تین مرتبہ نماز پڑھوائی آپ ہر بار یہی کہتے تھے کہ نماز پھر پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۶۶۔ وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ لَاَتَاَخَّرُ عَنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مِنْ اَجْلِ فُلَانٍ مِّمَّا يُطِيْلُ بِنَا فَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ مَوْعِظَةٍ اَشَدَّ غَضَبًا مِّنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ اِنَّ مِنْكُمْ مُّنَفِّرِيْنَ فَاَيُّكُمْ مَا صَلّٰى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَذَا الْحَاجَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۶۷۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلُّوْنَ لَكُمْ

لمبی نماز پڑھو[1] (بخاری، مسلم)

۱۰۶۶۔ قیس بن ابی حازم نے کہا۔ مجھے ابو مسعود نے پتہ دیا۔ ایک آدمی نے آنحضرت سے عرض کیا۔ میں فلاں آدمی کی وجہ سے صبح کی نماز میں حاضر نہیں ہوتا۔ وہ بہت لمبی نماز پڑھتا ہے۔ میں نے آنحضرت کو وعظ میں کبھی ناراض ہوتے نہیں دیکھا۔ جتنا اس دن ناراض دیکھا۔ فرمایا تم لوگوں کو نفرت دلاتے ہو۔ جو بھی تم سے نماز پڑھائے اسے اختصار کرنا چاہئے۔ کیونکہ ان میں کمزور، بوڑھے اور حاجتمند ہوتے ہیں[2]۔ (بخاری، مسلم)

۱۰۶۷۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو لوگ تمہیں نماز پڑھاتے ہیں۔ اگر وہ درست پڑھائیں تو تمہیں

---

[1] **امام نماز کو درمیان میں ہلکا کر سکتا ہے**۔ اس حدیث کو ابن ماجہ کے سوا تمام اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے اکیلے آدمی پر تو کوئی پابندی نہیں چاہے تو نماز ہلکی پڑھے اور چاہے تو لمبی پڑھے۔ البتہ امام پر لازم ہے کہ وہ مقتدیوں کے حالات کو مدنظر رکھے مثلاً اگر مقتدی تمام جوان اور طاقتور ہوں اور وقت بھی فراغت کا ہو اور ان کے ذوق کا بھی پتہ ہو تو قرأت لمبی کر دے اور اگر ان میں بچے بوڑھے، بیمار، کام کاج والے بھی ہوں تو نماز ہلکی کر دے۔ اور اگر پہلے نیت نماز کو لمبا کرنے کی ہو اور کوئی عارضہ سامنے آجائے تو اس کی وجہ سے نماز کو ہلکا بھی کر سکتا ہے۔

[2] **بوقت ضرورت مقتدی نماز توڑ سکتا ہے**۔ اس حدیث کو نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور قیس بن ابی حازم مشہور تابعی ہیں اور کبار تابعین میں سے ہیں اور یہ امام ابی بن کعب تھے۔ یہ قبا میں امامت کراتے تھے اور یہ نماز چھوڑنے والا ایک غلام تھا۔ حضرت ابی نے جب لمبی سورت شروع کی تو غلام نے نماز توڑ دی اور علیحدہ نماز پڑھ کر چلا گیا۔ حضرت ابی نے آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے غلام کی شکایت کی اور غلام نے حضرت ابی کی شکایت شروع کر دی تو آنحضرت حضرت ابی کو سخت ناراض ہوئے اور خطبہ دیا اس واقعہ کو ابو یعلی نے حضرت جابر سے روایت کیا ہے۔ بعض نے غلطی سے کہہ دیا ہے کہ یہ حضرت معاذ تھے۔ ان کا واقعہ الگ ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَإِنْ أَصَابُوا فَلَكُمْ وَإِنْ أَخْطَأُوا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَهٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِي۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۰۶۸ - عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ آخِرُ مَا عَهِدَ إِلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَمْتَ قَوْمًا فَأَخِفَّ بِهِمُ الصَّلٰوةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ أُمَّ قَوْمَكَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَجِدُ فِي نَفْسِي شَيْئًا قَالَ ادْنُهْ فَأَجْلَسَنِي بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهُ فِي صَدْرِي بَيْنَ ثَدْيَيَّ ثُمَّ قَالَ تَحَوَّلْ فَوَضَعَهَا فِي ظَهْرِي بَيْنَ كَتِفَيَّ ثُمَّ قَالَ أُمَّ قَوْمَكَ فَمَنْ أَمَّ قَوْمًا فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ الْكَبِيرَ وَإِنَّ فِيهِمُ الْمَرِيضَ وَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَإِنَّ فِيهِمْ ذَا الْحَاجَةِ فَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ وَحْدَهُ فَلْيُصَلِّ

اس کا اجر ملے گا۔ اور اگر وہ خطا کریں، تو تمہیں اجر ملے گا اور ان پر اس کا بوجھ[1] ہوگا۔ (بخاری) اس باب میں دوسری فصل نہیں ہے۔

تیسری فصل

۱۰۶۸۔ عثمان بن ابی العاص نے فرمایا۔ آنحضرت نے مجھ سے یہ آخری عہد فرمایا۔ کہ جب تم کسی قوم کی امامت کرو۔ تو نماز ہلکی پڑھو۔ (مسلم) ایک روایت میں ہے۔ آنحضرت نے اسی سے کہا۔ اپنی قوم کی امامت کرو میں نے عرض کیا میرے دل میں اس کے متعلق کچھ کھٹکا ہے۔ فرمایا میرے قریب آجاؤ۔ مجھے اپنے سامنے بٹھایا اور اپنا ہاتھ میرے سینہ میں چھاتیوں کے درمیان رکھا۔ پھر فرمایا ذرا پہلو بدل لو۔ پھر اپنا ہاتھ میری پیٹھ پر دونوں کندھوں میں رکھا۔ پھر فرمایا اپنی قوم کی امامت کراؤ۔ جو کسی قوم کی امامت کرائے تو ہلکی نماز پڑھائے۔ ان میں بوڑھے بیمار کمزور اور حاجتمند ہوتے ہیں

---

[1] **امام کی غلطی سے مقتدی کا گناہ امام پر ہے۔** اس حدیث کو احمد اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ جب امام نماز میں غلطی کرے مثلاً کسی رکن یا شرط کو جان بوجھ کر خراب کر دے تو اس کا تمام گناہ امام پر ہوگا مقتدیوں پر اس کی کسی غلطی کا کوئی اثر نہ ہوگا ان کی نماز پوری ہوگی اور ان کی نیت اقتدا کی تھی۔ جماعت ان کا مقصود تھی اس کا اجر ان کو مل جائے گا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَيْفَ شَاءَ۔

۱۰۶۹ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا بِالتَّخْفِيفِ وَيَؤُمُّنَا بِالصَّافَّاتِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

اور جب تم سے کوئی اکیلا پڑھے۔ تو جیسے چاہے نماز پڑھے[1]

۱۰۶۹ - ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تخفیف کا حکم فرماتے اور سورہ صافات میں نماز پڑھاتے۔[2] (نسائی)

---

[1] **رسول اللہ کی برکت سے وسوسے دور**:- اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی حسن سند سے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ مسلم میں عثمان بن الو العاص سے روایت ہے کہ پہلے مجھے نماز میں بہت وسوسے ہوتے تھے۔ چنانچہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول شیطان میرے اور میری نماز کے درمیان حائل ہو گیا ہے۔ چنانچہ آپ نے میرے سینہ پہ ہاتھ رکھا تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو شیطان کے وسوسوں سے نجات دے دی۔

[2] **امام کے لیے قرأت میں عام اصول**:- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کے متعلق مختلف روایات آئی ہیں چنانچہ آپ نے مختلف اوقات میں مغرب کی نماز میں سورہ صافات۔ طور۔ دخان اور مرسلات بھی پڑھی ہیں اور عام اصول یہ ہے کہ مغرب کی نماز میں قصار مفصل پڑھی جاتی تھیں اور صبح کی نماز میں عام دستور یہی تھا کہ طوال مفصل پڑھی جاتی تھیں لیکن کبھی ایسا بھی ہوا کہ آپ نے صبح کی نماز میں صرف معوذتین ہی پڑھیں۔ کبھی تو آپ خود لمبی قرأت کر لیتے اور کبھی ائمہ مساجد کو نماز میں تخفیف کا حکم دیتے۔ قرأت میں اصل یہ ہے کہ موقع اور محل کی مناسبت سے کبھی آپ قرأت مختصر کر لیتے اور کبھی لمبی اسی طرح اماموں کا بھی حق ہے کہ موقع اور محل کو ملحوظ رکھیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ مَا عَلَى الْمَأْمُومِ مِنَ الْمُتَابَعَةِ وَحُكْمِ الْمَسْبُوقِ

مقتدی کے لیے متابعت امام کی تاکید اور مسبوق کا حکم

اسلام نے اجتماعیت کو جو اہمیت دی ہے۔ وہ اس کی تعلیمات سے ظاہر ہے۔ جمعہ جماعت عید جنازہ وغیرہ عبادات میں اجتماعیت کا پہلو نمایاں ہے۔ امام مقتدی کے بغیر جماعت نہیں ہو سکتی۔ اس لیے جس طرح امام کی ذمہ داریاں کو واضح فرمایا۔ مقتدی کے فرائض کی تفصیل بھی بیان فرمائی۔ تاکہ یہ اجتماعی نظام پوری طرح مکمل ہو جائے اور اس اجتماعیت سے جس قدر فائدہ اٹھایا جا سکے۔ اٹھا لیا جائے۔

مقتدی کے مختلف حالات ہوتے ہیں۔ مدرک جو اوّل سے آخر تک امام کے ساتھ شامل رہے (۲) لاحق امام کے ساتھ شامل اگر کسی عذر (وضوء ٹوٹنا غشی آنا خوف آنا) کی وجہ سے امام سے علیحدہ ہو جائے پھر عذر دور ہونے کے بعد امام کے ساتھ شامل ہو جائے اور مسبق امام کچھ حصہ نماز میں شامل ہو۔ ان تمام حالات میں مسبوق پر کچھ ذمہ داریاں ہیں۔ جنہیں پورا کرنا اس کا فرض ہے۔ مقتدی کو کسی صورت میں بھی امام سے آگے نہیں بڑھنا چاہیئے بلکہ تمام ارکان میں امام کی اقتدا کرے۔

مجمع زیادہ ہو یا امام بیمار ہو۔ اس کی آواز ہلکی ہو تو اجازت ہے کہ کوئی مقتدی اس کی آواز پہنچائے۔ امام بیٹھ کر نماز پڑھے۔ مقتدی کھڑا ہو کر اس کی اقتدا کر سکتا ہے۔ اس میں متابعت ضروری نہیں۔

جماعت سنت موکدہ ہے۔ جہاں تک ہو سکے جماعت میں شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ معمولی عذر سے جماعت ترک نہ کی جائے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۰۷۰۔ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ لَمْ يَحْنِ اَحَدٌ مِّنَّا ظَهْرَهٗ حَتّٰى يَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَبْهَتَهٗ عَلَى الْاَرْضِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۷۱۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ اِمَامُكُمْ فَلَا تَسْبِقُوْنِيْ بِالرُّكُوْعِ وَلَا بِالسُّجُوْدِ وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا بِالْاِنْصِرَافِ فَاِنِّيْ اَرَاكُمْ مِّنْ اَمَامِيْ وَمِنْ خَلْفِيْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۷۲۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبَادِرُ

پہلی فصل

۱۰۷۰۔ براء بن عازبؓ نے فرمایا ہم آنحضرت کے پیچھے نماز پڑھتے۔ جب آپ سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ہم سے کوئی آدمی پشت خم نہ کرتا۔ یہاں تک کہ آنحضرت اپنی پیشانی زمین پر رکھ دیتے[۱] (بخاری مسلم)

۱۰۷۱۔ حضرت انسؓ نے فرمایا آنحضرت نے ہم کو ایک دن نماز پڑھائی۔ اور ہماری طرف توجہ فرمائی۔ اور فرمایا۔ اے لوگو میں تمہارا امام ہوں مجھ سے سبقت مت کرو۔ نہ رکوع میں نہ سجود میں نہ قیام میں اور نہ لوٹنے میں تمہیں سامنے سے بھی دیکھتا ہوں اور پیچھے سے بھی[۲] (مسلم)

۱۰۷۲۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا امام سے جلدی مت کرو جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو۔ اور جب

---

[۱] **مقتدی امام کی پیروی کریں** :۔ اس حدیث کو ابن ماجہ کے سوا تمام اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے علامہ ابن جوزی نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ جب تک امام دوسرے رکن میں نہ چلا جائے مقتدی دوسرے رکن کی طرف انتقال شروع نہ کرے۔ کیونکہ اس صورت میں اس کا رکن پورا ہوگا ورنہ جتنا اس نے امام سے پیچھے شروع کیا تھا اگلا اگر امام کے ساتھ شروع کر دے گا تو پچھلے رکن میں اتنی کمی رہ جائے گی۔

[۲] اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ امام نووی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں امامؑ سے آگے بڑھنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ امام کی متابعت فعلی ارکان میں واجب ہے تو پھر صحیح یہی ہے کہ مقتدی نماز کے افعال میں امام کے پیچھے پیچھے رہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْإِمَامُ إِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَالَ وَلَا الضَّالِّيْنَ فَقُوْلُوْا آمِيْنَ وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ إِلَّا أَنَّ الْبُخَارِيَّ لَمْ يَذْكُرْ وَإِذَا قَالَ وَلَا الضَّالِّيْنَ۔

۱۰۷۳۔ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهٗ قُعُوْدًا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا أَجْمَعُوْنَ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ قَوْلُهٗ إِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا هُوَ فِيْ مَرَضِهِ الْقَدِيْمِ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَ ذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا وَالنَّاسُ خَلْفَهٗ قِيَامٌ لَمْ يَأْمُرْهُمْ بِالْقُعُوْدِ وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْآخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ وَاتَّفَقَ مُسْلِمٌ إِلٰى أَجْمَعُوْنَ وَزَادَ

ولا الضالین کہے تو آمین کہو جب رکوع کرے تو رکوع کرو۔ جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو ربنا لک الحمد کہو۔ (بخاری مسلم) بخاری نے ولا الضالین کا ذکر نہیں فرمایا۔

۱۰۷۳۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت کسی گھوڑے سے گر گئے۔ حضرت کے دائیں پہلو میں خراش آ گئے۔ آپ نے بعض نمازیں بیٹھ کر پڑھائیں۔ ہم نے آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔ جب آپ لوٹے تو فرمایا۔ امام اقتداء کے لیے بنایا جاتا ہے۔ جب امام کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔ تم بھی کھڑے ہو کر پڑھو جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو جب وہ سر اٹھائے تم بھی اٹھاؤ۔ جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو۔ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بیٹھ کر پڑھو۔ حمیدی فرماتے ہیں۔ امام کے ساتھ بیٹھ کر پڑھنے کا حکم قدیم بیماری میں تھا اس کے بعد آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے تھے۔ آپ نے ان کو بیٹھنے کا حکم نہیں دیا۔ آنحضرت کے افعال میں آخری فعل پر عمل کرنا چاہیئے۔ (بخاری) مسلم نے صلوا جلوسا اجمعون تک متفقہ طور پر ذکر فرمایا اور ایک روایت میں یہ الفاظ زیادہ فرمائے

لے امام سے سبقت نہ کرو۔ اس باب میں صحابہ کی ایک جماعت سے روایات آئی ہیں۔ شیخین نے بھی روایت کی ہیں اور دوسرے محدثین نے بھی اس تکبیر سے اور اکثر نے تکبیر تحریمہ اولیٰ سے یعنی جب امام نماز شروع کرے تو اس کے بعد تم نماز شروع کرو اور ویسے ہر تکبیر بھی اس سے مراد ہو سکتی ہے اور اسی طرح ہر رکن جب تک امام شروع نہ کرے مقتدی اس کو شروع نہ کرے۔ مثلاً جب امام رکوع میں چلا جائے تو مقتدی پھر رکوع میں جائے اور اسی طرح جب امام سجدے میں چلا جائے تو مقتدی اس کے بعد سجدے میں جانا شروع کرے جیسا کہ احمد اور ابوداؤد کی روایت میں اس کی تصریح ہے اور اس حدیث کے بعد جو انس کی حدیث آ رہی ہے اس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ جب وہ سر اٹھا لے تب تم سر اٹھاؤ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِیْ رِوَایَةٍ فَلَا تَخْتَلِفُوْا عَلَیْهِ وَ اِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا۔

۱۰۷۴۔ وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ بِلَالٌ یُؤْذِنُهٗ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ اَنْ یُّصَلِّیَ بِالنَّاسِ فَصَلّٰی اَبُوْ بَکْرٍ تِلْكَ الْاَیَّامَ ثُمَّ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ فِیْ نَفْسِهٖ خِفَّةً فَقَامَ یُهَادٰی بَیْنَ رَجُلَیْنِ وَرِجْلَاهُ تَخُطَّانِ فِی الْاَرْضِ حَتّٰی دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمَّا سَمِعَ اَبُوْ بَکْرٍ حِسَّهٗ ذَهَبَ یَتَاَخَّرُ فَاَوْمَاَ اِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا یَتَاَخَّرُ فَجَآءَ حَتّٰی جَلَسَ عَنْ یَّسَارِ اَبِیْ بَکْرٍ فَکَانَ اَبُوْ بَکْرٍ یُّصَلِّیْ قَآئِمًا وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ قَاعِدًا یَقْتَدِیْ اَبُوْ بَکْرٍ بِصَلٰوةِ

امام سے اختلاف مت کر۔ جب وہ سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو[1]۔

۱۰۷۴۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے جب آنحضرت کا جسم بھاری ہو گیا۔ (بیماری کی وجہ سے) بلال نماز کی اطلاع کے لیے آئے۔ آپ نے فرمایا۔ ابوبکر کو کہہ دو نماز پڑھا دیں۔ حضرت ابوبکر بیماری کے دنوں میں نماز پڑھاتے رہے۔ ایک دن آنحضرت کو کچھ آرام معلوم ہوا۔ آپ دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر تشریف لائے آنحضرت کے پاؤں زمین پر گھسٹے آ رہے تھے یہاں تک کہ آپ مسجد میں داخل ہوئے۔ جب حضرت ابوبکر نے محسوس فرمایا کہ آنحضرت آ گئے تو وہ پیچھے ہٹنے لگے۔ آنحضرت نے اشارہ فرمایا کہ آپ نہ ہٹیں۔ آنحضرت تشریف لا کر حضرت ابوبکر کی بائیں طرف بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکر کھڑے نماز

---

[1] اذا صلی قاعدا صلوا قعودا منسوخ ہے:۔ اس حدیث کو اہل سنن نے روایت کیا ہے۔ امام شافعی اور حمیدی (ان کا نام عبداللہ بن زبیر ہے۔ سفیان ثوری اور شافعی کے شاگرد ہیں اور امام بخاری کے استاد ہیں) اور بہت سے علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث کی ناسخ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث ہے جو اس حدیث کے بعد آ رہی ہے اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض موت کی حالت بیان کی گئی ہے کہ آپ نے لوگوں کو بیٹھ کر نماز پڑھائی اور لوگوں نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ بعض نے حضرت انس اور حضرت عائشہ کی حدیث میں تطبیق دینے کی کوشش کی ہے کہ اگر امام کھڑے ہو کر نماز شروع کرے تو پھر مقتدی کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھیں جیسا کہ حضرت عائشہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر نے کھڑے ہو کر نماز شروع کر رکھی تھی اور بعد میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اس صورت میں مقتدی نماز کھڑے ہو کر پڑھیں اور اگر ابتداء ہی سے امام نے بیٹھ کر نماز شروع کی ہو جیسے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے تو پھر مقتدی بھی بیٹھ کر نماز پڑھیں لیکن یہ تکلفات ہیں اصل چیز وہی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث منسوخ ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يَقْتَدُوْنَ بِصَلٰوةِ اَبِيْ بَكْرٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُمَا يُسْمِعُ اَبُوْ بَكْرٍ النَّاسَ التَّكْبِيْرَ۔

۱۰۷۵۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا يَخْشَى الَّذِيْ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ قَبْلَ الْاِمَامِ اَنْ يُّحَوِّلَ اللّٰهُ رَاْسَهٗ رَاْسَ حِمَارٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۱۰۷۶۔ عَنْ عَلِيٍّ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰى اَحَدُكُمُ الصَّلٰوةَ وَالْاِمَامُ عَلٰى حَالٍ فَلْيَصْنَعْ كَمَا يَصْنَعُ

پڑھ رہے تھے[1] اور آنحضرت بیٹھ کر ابوبکر آنحضرت کی اقتدا فرما رہے تھے۔ اور لوگ حضرت ابوبکر کی اقتدا کر رہے تھے۔ (بخاری مسلم) ایک روایت میں آیا ہے۔ ابوبکر لوگوں کو تکبیر کی آواز سناتے تھے۔

۱۰۷۵۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا جو لوگ امام سے پہلے سر اٹھاتے ہیں۔ انہیں ڈرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے چہروں کو گدھوں کی شکل نہ بنا دے[2] (بخاری۔ مسلم)

دوسری فصل

۱۰۷۶۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی تم میں سے نماز کے لیے آئے تو امام جس حال میں ہو اسی میں شریک ہو جائے[3] (ترمذی

---

[1] نماز کی اہمیت:۔ یہ سہارا دینے والے حضرت عباس اور حضرت علی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نقاہت اور کمزوری اتنی بڑھ گئی تھی کہ آپ کھڑے بھی نہیں ہو سکتے تھے اور اس حال میں بھی آپ مسجد میں تشریف لائے۔ آپ پر بار بار غشی کے دورے پڑ رہے تھے اور جب بھی ہوش آتا تھا نماز کے متعلق پوچھتے تھے کہ لوگ نماز پڑھ چکے ہیں یا نہیں۔ اللہ اللہ نماز کا کتنا اہتمام تھا اور آج مسلمان نماز سے کتنے بے نیاز ہیں۔ اس دور میں منافق بھی نمازوں کے پابند تھے اور آج مسلمان بھی ان کے پابند نہیں ع ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا۔

[2] امام سے سبقت کرنے والا گنہگار ہے:۔ اس کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام سے پہلے سر اٹھانا حرام ہے لیکن جمہور نے کہا ہے کہ اس سے آدمی گنہگار تو ہوتا ہے لیکن اس کی نماز ہو جائے گی۔ حضرت عبداللہ بن عمر اور امام احمد کا یہی فتویٰ ہے کہ ایسی نماز بالکل باطل ہے۔

[3] امام کی اقتدا لازمی ہے:۔ اس حدیث کی سند بذات خود تو اچھی نہیں ہے لیکن اس کا ایک شاہد حضرت معاذ کی حدیث ہے جس کو ابوداؤد اور احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے علاوہ اہل علم کا تعامل بھی اسی پر رہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام جہاں بھی ہو سجدے میں یا جلسے میں یا قومہ میں یا تشہد میں یا رکوع میں آنے والے کو امام کے ساتھ اسی حال میں شامل ہو جانا چاہیئے لیکن اگر قیام کی حالت میں وہ سورۃ فاتحہ پڑھ لے گا تب قعدہ رکعت ہو جائیگی ورنہ کچھ بھی نماز نہ گا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْإِمَامُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ ۔

١٠٧٧ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جِئْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ وَنَحْنُ سُجُودٌ فَاسْجُدُوا وَلَا تَعُدُّوهُ شَيْئًا وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلٰوةَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ۔

١٠٧٨ - وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى لِلّٰهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا فِي جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيرَةَ الْأُولٰى كُتِبَ لَهُ بَرَاءَتَانِ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِنَ النِّفَاقِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔

١٠٧٩ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ رَاحَ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا أَعْطَاهُ اللّٰهُ مِثْلَ أَجْرِ مَنْ صَلَّاهَا وَحَضَرَهَا لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ ۔

اور کہا یہ حدیث غریب ہے)

١٠٧٧۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ جب تم نماز کے لیے آؤ اور ہم سجدہ میں ہوں۔ تو سجدہ کرو۔ لیکن یہ رکعت شمار نہ کرو جس نے امام کے ساتھ ایک رکعت پالی۔ اسے نماز کا ثواب[1] ہو گیا۔ (ابوداؤد)

١٠٧٨۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا جو آدمی چالیس دن خالص اللہ کے لیے باجماعت نماز پڑھے تکبیر تحریمہ میں شامل ہو۔ اس کے لیے دو چیزوں سے مخلصی لکھی جاتی ہے۔ آگ سے مخلصی اور نفاق سے مخلصی[2]۔ (ترمذی)

١٠٧٩۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا جو اچھی طرح وضو کر کے نماز کے لیے جائے۔ اور لوگ نماز پڑھ چکے ہوں اللہ تعالیٰ اسے باجماعت نماز کا اجر دے گا اور ان لوگوں کے اجر سے کچھ کم نہیں ہوگا[3]۔ (ابوداؤد۔ نسائی)

---

[1] **ایک رکعت ملنے سے بھی جماعت کا ثواب**: حضرت ابوہریرہ اور ہر وہ آدمی جو قرأت فاتحہ خلف الامام کا قائل ہے ان کا مسلک یہ ہے کہ رکوع میں شامل ہونے سے رکعت نہیں ہوتی۔ ہاں اگر فاتحہ پڑھ کر رکوع میں اس کی پیٹھ امام کی پیٹھ سے رکوع کی حالت میں برابر ہو جائے گی تو اس کی رکعت ہو جائے گی ورنہ نہیں اور جو فاتحہ خلف الامام کی فرضیت کے قائل نہیں ان کے نزدیک رکوع میں شامل ہونے سے رکعت ہو جائے گی۔

[2] یعنی دنیا میں اللہ تعالیٰ اسے منافقوں کے سے کاموں سے بچائے گا اور آخرت میں منافقوں کی سزا سے۔

[3] **معذور کو پورا ثواب ملتا ہے**: اس پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے یعنی حدیث صحیح ہے لیکن یہ اجر اس کو تب ملے گا جب اس نے جان بوجھ کر دیر نہ کی ہو مثلاً سو گیا ہو یا بھول گیا ہو ایسی حالت میں مسجد میں آیا جماعت ہو گئی ہے تو بھی اللہ تعالیٰ اس کو جماعت کا اجر دے دیں گے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۸۰ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ وَقَدْ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَا رَجُلٌ یَتَصَدَّقُ عَلٰی ھٰذَا فَیُصَلِّیْ مَعَہٗ فَقَامَ رَجُلٌ فَصَلّٰی مَعَہٗ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۰۸۱ - عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَآئِشَۃَ فَقُلْتُ اَلَا تُحَدِّثِیْنِیْ عَنْ مَرَضِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ بَلٰی ثَقُلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَصَلَّی النَّاسُ فَقُلْنَا لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَھُمْ یَنْتَظِرُوْنَکَ ضَعُوْا لِیْ مَآءً فِی الْمِخْضَبِ قَالَتْ فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ فَذَھَبَ لِیَنُوْءَ فَاُغْمِیَ عَلَیْہِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَصَلَّی النَّاسُ قُلْنَا لَا ھُمْ یَنْتَظِرُوْنَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ ضَعُوْا لِیْ

۱۰۸۰ - ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں۔ ایک آدمی آیا اور آنحضرت نماز پڑھ چکے تھے۔ آپ نے فرمایا کوئی اس پر صدقہ کرے گا کہ اس کے ساتھ نماز پڑھ لے؟ ایک نے اس کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھ لی[۱] (ترمذی۔ ابوداؤد)

تیسری فصل

۱۰۸۱ - عبیداللہ بن عبداللہ (ابن عمر) نے فرمایا۔ میں حضرت عائشہ کے پاس گیا میں نے عرض کیا۔ آپ مجھے آنحضرت کی علالت کا تذکرہ سنائیں انہوں نے فرمایا علالت کی وجہ سے آنحضرت کا جسم بوجھل ہو گیا۔ آپ نے پوچھا کیا لوگ نماز پڑھ چکے؟ ہم نے عرض کیا ابھی نہیں۔ وہ جناب کے لیے منتظر ہیں آپ نے فرمایا لگن میں میرے لیے پانی رکھو۔ ہم نے ارشاد کی تعمیل کر دی۔ آپ نے غسل فرمایا جب حضرت اٹھنے لگے تو آپ کو غشی ہو گئی۔ جب افاقہ ہوا۔ تو آپ نے دریافت فرمایا۔ کیا لوگ نماز

---

[۱] مال کے علاوہ بھی صدقہ ہوتا ہے۔ اس حدیث کو احمد، حاکم، بیہقی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ان کے الفاظ قریب قریب ہیں۔ اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور ترمذی کے الفاظ اس طرح ہیں کہ جو شخص کسی کو اکیلے نماز پڑھتا دیکھے جو جماعت کے ساتھ شامل نہ ہو سکا ہو تو اس کے لیے مستحب ہے کہ اس کے ساتھ مل کر نماز پڑھے اگرچہ وہ اپنی نماز جماعت سے پڑھ چکا ہو۔ امام ترمذی نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ جس مسجد میں جماعت ہو چکی ہو اس میں دوبارہ جماعت ہو سکتی ہے اور امام احمد کا یہی مذہب ہے اور اس کو صدقہ اس لیے فرمایا کہ ساتھ کھڑا ہونے والا شخص ہی اس کو جماعت کا ثواب دلا رہا ہے۔ سنن بیہقی میں ہے کہ وہ آدمی جس نے اٹھ کر اس کے ساتھ نماز پڑھی تھی وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صدقہ صرف مال ہی سے نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک نفع جو کسی کو دین یا دنیا میں پہنچایا جائے وہ صدقہ ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَآءً فِي الْمِخْضَبِ قَالَتْ فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ضَعُوْا لِيْ مَآءً فِي الْمِخْضَبِ فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالنَّاسُ عُكُوْفٌ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُوْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَلٰوةِ الْعِشَآءِ الْاٰخِرَةِ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ بِأَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَأَتَاهُ الرَّسُوْلُ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

ادا کر چکے۔ ہم نے کہا نہیں وہ آپ کا انتظار فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا لگن میں پانی رکھو۔ آپ نے بیٹھ کر غسل فرمایا۔ جب قیام فرمایا تو آپ کو غشی ہو گئی۔ پھر جب افاقہ ہوا تو دریافت فرمایا۔ کیا لوگ نماز پڑھ چکے۔ ہم نے عرض کیا نہیں وہ جناب کا انتظار کر رہے ہیں اور لوگ مسجد میں عرصے سے عشا کی نماز کے لیے آنحضرت کا انتظار کر رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو پیغام بھیجا۔ کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔ حضرت ابوبکر کو پیغام ملا۔ کہ آپ نے فرمایا ہے کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔ حضرت ابوبکر بہت نرم مزاج

لہ **حضرت ابوبکر کو خلافت اسلامیہ کی توکیل**:۔ یہ حدیث پہلے بھی فصل اول میں گزر چکی ہے اس روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کی طرف پیغام بھیجا کہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور دوسری روایت کے یہ لفظ ہیں کہ ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس اور علی کا سہارا لے کر نکلے ایک روایت میں ہے کہ نوبہ اور بریرہ کا سہارا لے کر نکلے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی اور فضل بن عباس کا سہارا لیا۔ نووی نے کہا ہے کہ اصل میں اس طرح ہے کہ جب آپ گھر سے مسجد کی طرف جانے لگے تو بریرہ اور نوبہ (ایک حبشی غلام) کا سہارا لیے ہوئے باہر کے دروازہ تک تشریف لائے۔ جب مسجد میں پتہ چلا کہ حضرت تشریف لا رہے ہیں تو حضرت عباس اور علی دوڑ کر آئے اور آپ کو پکڑ لیا وہاں سے جائے نماز تک ان کے سہارے سے آئے اور واپسی پر حضرت علی اور فضل بن عباس کا سہارا لے کر گئے۔ قرون اولیٰ کا دستور تھا کہ قوم کا امیر ہی نماز کا امام ہوتا تھا جیسا کہ کئی صدیوں تک یہ دستور رہا۔ اس حدیث نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا فیصلہ کر دیا تھا کہ آپ کے بعد وہی خلیفہ ہوں گے اور اس مضمون کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک کنویں سے پانی کے ڈول نکال کر لوگوں کو پلا رہا ہوں پھر مجھ سے وہ ڈول ابوبکر نے لے لیا اور اللہ ابوبکر پر رحم کرے دو تین ڈول نکالے کہ دم چڑھ گیا (یہ آپ کی وفات کی طرف اشارہ تھا) اور پھر ان سے عمر نے ڈول لے لیا پھر عمر نے لوگوں کو خوب سیر کیا اور آپ نے اس کی تعبیر خلافت سے کی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ وَكَانَ رَجُلًا رَقِيْقًا يَا عُمَرُ صَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَنْتَ أَحَقُّ بِذٰلِكَ فَصَلّٰى أَبُوْ بَكْرٍ تِلْكَ الْأَيَّامَ ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ فِيْ نَفْسِهِ خِفَّةً وَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ لِصَلٰوةِ الظُّهْرِ وَأَبُوْ بَكْرٍ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ فَلَمَّا رَاٰهُ أَبُوْ بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَأَخَّرَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنْ لَّا يَتَأَخَّرَ قَالَ أَجْلِسَانِيْ إِلٰى جَنْبِهٖ فَأَجْلَسَاهُ إِلٰى جَنْبِ أَبِيْ بَكْرٍ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَهُ أَلَا أَعْرِضُ عَلَيْكَ مَا حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ عَنْ مَرَضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَاتِ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَدِيْثَهَا فَمَا أَنْكَرَ مِنْهُ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّهٗ قَالَ أَسَمَّتْ لَكَ الرَّجُلَ الَّذِيْ كَانَ مَعَ الْعَبَّاسِ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيٌّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۸۲- وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ أَدْرَكَ الرَّكْعَةَ فَقَدْ أَدْرَكَ السَّجْدَةَ

تھے۔ آپ نے حضرت عمر کو فرمایا۔ آپ نماز پڑھائیں حضرت عمر نے فرمایا۔ آپ زیادہ مستحق ہیں۔ حضرت ابوبکر نے علالت کے ایام میں نماز پڑھائی۔ پھر آنحضرت کو افاقہ محسوس ہوا۔ آپ ظہر کی نماز کے لیے دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر تشریف لائے جن میں ایک حضرت عباس تھے۔ حضرت ابوبکر اس وقت نماز پڑھا رہے تھے۔ جب حضرت ابوبکر نے (آپ کو آتے) دیکھا۔ آپ پیچھے ہٹنا شروع ہوگئے آنحضرت نے اشارہ فرمایا۔ آپ پیچھے نہ ہٹیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ مجھے حضرت ابوبکر کے پہلو میں بٹھا دیں۔ انہوں نے آپ کو حضرت ابوبکر کے پہلو میں بٹھا دیں۔ انہوں نے آپ کو حضرت ابوبکر کے پہلو میں بٹھا دیا۔ آنحضرت نے بیٹھے ہوئے نماز ادا فرمائی۔ عبید اللہ فرماتے ہیں۔ میں حضرت ابن عباس کے پاس گیا۔ اور کہا میں آپ کو آنحضرت کی علالت کا قصہ سناؤں۔ جو مجھے حضرت عائشہ نے بتایا ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ ہاں۔ میں نے ان سے حضرت عائشہ کی ساری بات بتا دی۔ انہوں نے کسی بات کا انکار نہ فرمایا۔ البتہ یہ فرمایا کہ تم سے حضرت عائشہ نے دوسرے آدمی کا نام لیا تھا۔ جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ میں نے عرض کیا۔ نہیں فرمایا۔ وہ حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ تھے۔

(بخاری مسلم)

۱۰۸۲۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جس نے رکوع پالیا اس نے رکعت پالی۔ اور جس کو سورۃ فاتحہ نہ مل سکی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَنْ فَاتَتْهُ قِرَاءَةُ اُمِّ الْقُرْاٰنِ فَقَدْ فَاتَهُ خَيْرٌ كَثِيْرٌ رَوَاهُ مَالِكٌ ۔

۱۰۸۳ ۔ وَعَنْهُ اَنَّهُ قَالَ الَّذِيْ يَرْفَعُ رَاْسَهُ وَيَخْفِضُهُ قَبْلَ الْاِمَامِ فَاِنَّمَا نَاصِيَتُهُ بِيَدِ الشَّيْطَانِ رَوَاهُ مَالِكٌ ۔

وہ بہت بڑی خیر سے محروم ہو گیا[۱] (مالک)

۱۰۸۳ ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ جو آدمی اپنا سر امام سے پہلے اٹھائے یا رکھے اس کی پیشانی شیطان کے ہاتھ میں ہے (مالک)

---

۱ مدرک رکوع والوں کی دلیل : اس حدیث کی سند اچھی نہیں ہے ۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس نے رکوع پایا اور اس سے فاتحہ کی قرائت رہ گئی تو اگرچہ اس کی رکعت تو ہو گئی لیکن وہ بہت بڑے ثواب سے محروم رہ گیا کیونکہ فاتحہ کا پڑھنا ضروری تھا جب وہ ہی رہ گئی تو نماز ناقص ہو گئی پوری نہ ہوئی جو لوگ امام کے پیچھے فاتحہ کا پڑھنا ضروری سمجھتے ہیں ان میں سے بعض تو اس رکعت کو شمار نہیں کرتے اور بعض شمار کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فرضیت فاتحہ اپنی جگہ مسلم ہے اور یہ رعایت ہے جیسا کہ قیام کی رعایت ہو گئی ہے قیام کے نزدیک بھی فرض تھا جیسے اس کی رعایت ہو گئی اس کی بھی ہو گئی اور جیسے اس کی فرضیت پھر بھی بحال ہے اس کی بھی بحال ہے ۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے اور پھر اس کے خلاف خود حضرت ابوہریرہ کی مرفوع صحیح حدیث بھی موجود ہے ۔ نیز یہ حضرت ابوہریرہؓ کا قول ہے حدیث نہیں ہے ۔

بَابُ مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً مَّرَّتَيْنِ

دو دفعہ نماز ادا کرنا

فرائض میں اجتماعیت کو اہمیت دی گئی ہے ۔ جس قدر اجتماع زیادہ ہو بہتر ہے ۔ اس بنا پر فرائض میں اصل یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ ادا کئے جائیں ۔ بعض آئمہ نے جماعت کو واجب فرمایا ہے ۔ بعض نے سنت موکدہ اسی اہمیت کی بنا پر اگر اتفاقاً کوئی آدمی جماعت میں شریک نہیں ہو سکا ۔ اگر ممکن ہو تو دوبارہ باجماعت نماز ادا کرلے احناف دوسری دفعہ جماعت پسند نہیں فرماتے ۔

دوبارہ نماز کے متعلق ائمہ میں اختلاف ہے ۔ شوافع کا خیال ہے ۔ اگر پہلے جماعت نہ ملے ۔ اس کے بعد موقعہ مل جائے وہ نماز باجماعت ہو رہی ہو تو اس میں شریک ہو جانا چاہیئے ۔ اس میں کوئی نماز مستثنیٰ نہیں ۔ امام مالک

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبح اور مغرب کو مستثنیٰ سمجھتے ہیں۔ غالباً اس لیے کہ مغرب کی نماز طاق رکعتیں ہیں۔ دوبارہ نماز پڑھی جائے تو چھ ہوں گی یہ عدد شفعہ (جوڑا) ہے۔ اور صبح کی نماز دو ہے وہ چار ہو جائے گی۔ اس لیے امام مالک کے نزدیک۔ ان دو نمازوں کا اعادہ درست نہیں۔ امام ابوحنیفہ کا خیال ہے۔ عصر کا اعادہ بھی درست نہیں۔ صرف ظہر اور عشاء کو دوبارہ پڑھ سکتا ہے۔

باب کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شوافع کا مسلک سنت سے زیادہ قریب ہے۔ کیونکہ ان احادیث میں کوئی استثنا مذکور نہیں۔ صرف مسلک کی مجبوریاں ہیں۔ جو بعض مسلمات کی بنا پر حائل ہو رہی ہیں ویسے بھی یہ حکم فرض یا واجب نہیں۔ عشاء اور پسندیدہ ہے۔

۱۰۸۵ میں حضرت معاذ کا ذکر آیا ہے۔ آپ آنحضرت کے ساتھ عشاء کی نماز ادا فرما کر پھر اپنی قوم کی مسجد میں عشاء کی نماز دوبارہ پڑھایا کرتے تھے۔ ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت معاذ آں حضرت کے ساتھ فرض ادا فرماتے تھے اور اپنے قبیلہ کو جب پڑھاتے۔ تو حضرت معاذ کی یہ نفلی نماز ہوتی۔ اسی بنا پر شوافع اور عام اہل حدیث کا خیال ہے کہ امام نفل نماز پڑھ رہا ہو تو مقتدی اس کی اقتداء میں فرض نماز پڑھ سکتا ہے۔ احناف رحمہم اللہ نے اس سے انکار فرمایا وہ فرماتے ہیں متنفل کی اقتدا میں فرض درست نہیں۔ ظاہر حدیث سے شوافع کی تائید ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔ آنے والی حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ پہلی نماز فرض ہوگی اور دوسری نفل ہوگی اور یہ بات صحیح بھی معلوم ہوتی ہے پہلی دفعہ پڑھتے وقت نمازی کے خیال میں نہیں ہوتا کہ اسے دوبارہ باجماعت نماز کا موقعہ ملے گا۔ پھر وہ پہلے ہی نوافل کیوں ادا کرے گا۔ صحابہ ان موشگافیوں کی طرف توجہ ہی نہیں فرماتے تھے اس لیے عبداللہ سے جب اس کی بابت دریافت کیا گیا۔ تو فرمایا یہ اللہ کا کام ہے جسے چاہے فرض بنائے اور جسے چاہے نوافل مقرر فرمائے۔

حدیث نمبر ۱۰۹۱ کا مقصد یہ ہے کہ ایک نماز دو دفعہ نہ پڑھی جائے۔ جن احادیث میں دوبارہ پڑھنے کا ذکر آیا ہے ان میں دوسری نماز کو نفلی فرمایا ہے اس لیے وقتی نماز تو ایک ہی رہی اور تعارض نہ رہا اور حدیث نمبر ۱۰۹۲ عبداللہ بن عمر کا اثر ہے اور معلوم ہے کہ آثار صحیح مرفوع احادیث سے متعارض نہیں ہو سکتے۔ ترجیح مرفوع احادیث کو ہوگی اس کے علاوہ عبداللہ بن عمر کا مقصد یہی معلوم ہوتا ہے کہ مغرب اور صبح کا اعادہ نہ کرے جب فضیلت جماعت کے لیے نوافل کی نیت سے پڑھی جائیں تو فرائض کا اعادہ نہ ہوا اور نہ ہی تعارض باقی رہا (عون۔ نیل) اسمم)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۰۸۴- عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَأْتِيْ قَوْمَهٗ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۸۵- وَعَنْهُ قَالَ كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَآءَ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى قَوْمِهٖ فَيُصَلِّيْ بِهِمُ الْعِشَآءَ وَهِيَ لَهٗ نَافِلَةٌ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَالْبُخَارِيُّ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۱۰۸۶- عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْاَسْوَدِ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّتَهٗ فَصَلَّيْتُ مَعَهٗ صَلٰوةَ الصُّبْحِ فِيْ مَسْجِدِ الْخَيْفِ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ وَانْحَرَفَ فَاِذَا

پہلی فصل

۱۰۸۴- حضرت جابرؓ سے مروی ہے۔ حضرت معاذ بن جبل آنحضرت کے ساتھ نماز پڑھتے پھر اپنی قوم کے پاس آتے اور ان کو نماز پڑھاتے۔[1] (بخاری مسلم)

۱۰۸۵- جابرؓ فرماتے ہیں۔ حضرت معاذ آنحضرت کے ساتھ عشاء کی نماز ادا فرماتے پھر اپنی قوم کی طرف جاتے اور ان کو عشاء کی نماز پڑھاتے اور حضرت معاذ کی یہ نفلی نماز ہوتی۔[2] (بیہقی بخاری)

دوسری فصل

۱۰۸۶- یزید بن اسود فرماتے ہیں میں آنحضرت کے ساتھ حج میں حاضر ہوا۔ میں نے صبح کی نماز آنحضرت کے ساتھ

---

[1] نفل کی اقتدا میں فرض پڑھ سکتا ہے:۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نفلوں کے پیچھے فرضوں کی اقتدا جائز ہے کیونکہ حضرت معاذ اپنی نماز تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھاتے تھے اور پھر اگر قوم کو نماز پڑھاتے تھے بعض لوگوں نے یہ تاویل کرنی چاہی ہے کہ جو نماز معاذ حضرت کے ساتھ پڑھتے وہ نفل ہوتی تھی اور یہاں آکر فرض پڑھتے تھے اذالم تستحی فاصنع ما شئت اپنے ضمیر سے پوچھو کیا ملامت کرتا ہے یا نہیں؟ بہترین امام اور بہترین مسجد کی نماز تو حضرت معاذ نفل بناتے ہوں گے اور محلہ کی مسجد کی نماز کو فرض؟ خدا سمجھ دے اور پھر اگلی حدیث میں صاف آگیا ہے کہ جو نماز بعد میں پڑھتے تھے وہ آپ کی نفل نماز ہوتی تھی۔

[2] مصنف مصابیح نے حدیث کا مخرج ذکر نہیں فرمایا حافظ ابن حجر نے اس اضافہ کے بعد فرمایا بیہقی۔ عبدالرزاق۔ دار قطنی اور طحاوی نے اسے روایت فرمایا بیہقی نے اسے صحیح کہا ہے اس کی سند میں ابن جریج مدلس ہیں لیکن عبدالرزاق نے ان کے سماع کی تصریح کر دی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هُوَ بِرَجُلَيْنِ فِيْ اٰخِرِ الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّيَا مَعَهٗ قَالَ عَلَيَّ بِهِمَا فَجِيْءَ بِهِمَا تُرْعَدُ فَرَائِصُهُمَا فَقَالَ مَا مَنَعَكُمَا اَنْ تُصَلِّيَا مَعَنَا فَقَالَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا قَدْ صَلَّيْنَا فِيْ رِحَالِنَا قَالَ فَلَا تَفْعَلَا اِذَا صَلَّيْتُمَا فِيْ رِحَالِكُمَا ثُمَّ اَتَيْتُمَا مَسْجِدَ جَمَاعَةٍ فَصَلِّيَا مَعَهُمْ فَاِنَّهَا لَكُمَا نَافِلَةٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۰۸۷- عَنْ بُسْرِ بْنِ مِحْجَنٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ كَانَ فِيْ مَجْلِسٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُذِّنَ بِالصَّلٰوةِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى وَرَجَعَ وَمِحْجَنٌ فِيْ مَجْلِسِهٖ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نیف میں ادا کی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے۔ آپ نے دیکھا۔ دو آدمی سب سے پیچھے بیٹھے تھے۔ انہوں نے آپ کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ ان دونوں کو میرے پاس لاؤ۔ ان کو لایا گیا۔ وہ کانپ رہے تھے آپ نے فرمایا تم نے ہمارے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھی۔ انہوں نے کہا ہم اپنی فرودگاہ پر نماز پڑھ آئے تھے۔ فرمایا آئندہ ایسا مت کرنا جب تم اپنی فرودگاہ پر نماز پڑھ لو تو پھر مسجد میں جماعت مل جائے تو لوگوں کے ساتھ نماز پڑھ لو تو یہ تمہارے لیے نفل نماز ہو گی۔[1]
(ترمذی۔ نسائی۔ ابوداؤد)

تیسری فصل

۱۰۸۷۔ بسر بن محجن اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں۔ وہ ایک مجلس میں آنحضرت کے ساتھ تھے۔ اذان دی گئی۔ اور آنحضرت نے نماز ادا فرمائی۔ ابو محجن اپنی نشستگاہ میں چلے گئے۔ آنحضرت نے ان سے فرمایا۔ کیا مانع تھا تم نے لوگوں کے ساتھ نماز نہ پڑھی۔ کیا تم مسلمان نہیں۔ ابو محجن نے کہا۔ حضرت کیوں نہیں لیکن میں اپنے مکان پر نماز پڑھ چکا تھا۔ آپ نے

---

[1] صبح و شام کی نماز بھی دوبارہ پڑھ لے۔ اس حدیث کو احمد۔ دارقطنی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ ترمذی نے اس کو حسن کہا اور حاکم نے شرط مسلم پر کہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی گھر میں نماز پڑھ کر آئے اور جماعت ہو رہی ہو تو جماعت میں شامل ہو جانا چاہیئے اگرچہ وہ وقت کراہت کا ہو کیونکہ یہاں تصریح ہے کہ وہ صبح کی نماز تھی .... در صبح کی نماز کے بعد نفل پڑھنا مکروہ ہے لیکن ایسی صورت میں نماز دوبارہ پڑھ لینی چاہیئے۔ اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوتا ہے جو صبح کے بعد اور عصر کے بعد دوبارہ نماز پڑھنے کو مکروہ سمجھتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا مَنَعَكَ اَنْ تُصَلِّيَ مَعَ النَّاسِ اَلَسْتَ بِرَجُلٍ مُّسْلِمٍ فَقَالَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلٰكِنِّيْ كُنْتُ قَدْ صَلَّيْتُ فِيْ اَهْلِيْ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جِئْتَ الْمَسْجِدَ وَكُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ فَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلِّ مَعَ النَّاسِ وَاِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالنَّسَآئِيُّ۔

۱۰۸۸۔ وَعَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ اَنَّهٗ سَاَلَ اَبَا اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ يُصَلِّيْ اَحَدُنَا فِيْ مَنْزِلِهِ الصَّلٰوةَ ثُمَّ يَاْتِي الْمَسْجِدَ وَتُقَامُ الصَّلٰوةُ فَاُصَلِّيْ مَعَهُمْ فَاَجِدُ فِيْ نَفْسِيْ شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اَبُوْ اَيُّوْبَ سَاَلْنَا عَنْ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ

فرمایا۔ جب تم مسجد میں آؤ اور تم نماز ادا کر چکے ہو۔ اور نماز قائم ہو جائے۔ تو گو تم نے نماز پڑھ لی ہو تو بھی لوگوں کے ساتھ نماز پڑھ لو[1] (مالک نسائی)

۱۰۸۸۔ قبیلہ اسد بن خزیمہ کے ایک آدمی نے ابو ایوب انصاری سے دریافت کیا۔ کہ اگر ہم میں سے کوئی اپنے گھر میں نماز پڑھے۔ پھر مسجد میں آئے اور نماز کھڑی ہو جائے۔ میں ان کے ساتھ نماز میں شریک ہو جاؤں۔ تو مجھے طبیعت میں کچھ کھٹکا سا محسوس ہوتا ہے۔ ابو ایوب نے فرمایا ہم نے آنحضرت سے اس کے متعلق دریافت کیا تھا۔ آپ نے فرمایا اس

---

[1] پہلی نماز فرض اور دوسری نفل ہوگی۔ اس کو بخاری نے ادب المفرد میں اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں بھی روایت کیا ہے اور ان کی اسناد کے آدمی ثقہ اور صدوق ہیں اور طبرانی نے مرفوعاً عبداللہ بن سرجس سے روایت کیا ہے۔ جب تم میں سے کوئی آدمی اپنے گھر میں نماز پڑھ لے پھر مسجد میں آئے اور قوم نماز پڑھتی ہو تو ان کے ساتھ شامل ہو جائے یہ نماز اس کی نفل نماز ہوگی۔ بسر بن محجن اور بنو اسد کے آدمی اور زید بن عامر کی حدیثوں کا مطلب یہی ہے کہ اگر آدمی اپنی نماز پڑھ چکا ہو اور پھر وہی نماز بعد میں جماعت سے مل جائے تو پھر دوبارہ نماز پڑھ لینی چاہیئے۔ اگرچہ وہ نماز صبح یا عصر کی ہو امام شافعی اور احمد کا یہی مذہب ہے اور باب کی حدیثیں انہی کی تائید کرتی ہیں۔ البتہ اگر پہلے بھی جماعت ہی سے نماز پڑھ چکا ہو اور پھر اس کو جماعت سے نماز مل جائے تو عصر اور صبح کی نماز کو دوبارہ نہ پڑھے۔ باقی نمازیں دو بار پڑھے۔ زید بن عامر اور یزید بن اسود کی حدیثوں میں کچھ تھوڑا سا اختلاف معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ یزید کی حدیث میں ہے کہ بعد میں جو نماز جماعت سے پڑھی ہے وہ نفل نماز ہوگی اور زید کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو نماز پہلے اکیلے نے پڑھی ہے وہ نماز نفل ہوگی ان کی تطبیق اس طرح ہے کہ اگر پہلے بھی نماز جماعت ہی سے پڑھی تھی تو پھر پہلی نماز فرض ہوگی اور بعد کی نفل اور اگر پہلے اکیلے نے نماز پڑھی تھی تو پہلی نماز نفل ہوگی اور بعد والی فرض۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سَلَّمَ قَالَ فَذٰلِكَ لَهٗ سَهْمُ جَمِيْعٍ رَوَاهُ مَالِكٌ وَاَبُوْ دَاوٗدَ۔

۱۰۸۹۔ وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَجَلَسْتُ وَلَمْ اَدْخُلْ مَعَهُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰنِيْ جَالِسًا فَقَالَ اَلَمْ تُسْلِمْ يَا يَزِيْدُ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ اَسْلَمْتُ قَالَ وَمَا مَنَعَكَ اَنْ تَدْخُلَ مَعَ النَّاسِ فِيْ صَلٰوتِهِمْ قَالَ اِنِّيْ كُنْتُ قَدْ صَلَّيْتُ فِيْ مَنْزِلِيْ اَحْسِبُ اَنْ قَدْ صَلَّيْتُمْ فَقَالَ اِذَا جِئْتَ الصَّلٰوةَ فَوَجَدْتَ النَّاسَ فَصَلِّ مَعَهُمْ وَاِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ تَكُنْ لَكَ نَافِلَةً وَهٰذِهٖ مَكْتُوْبَةٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ۔

۱۰۹۰۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلًا سَاَلَهٗ فَقَالَ اِنِّيْ اُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِيْ ثُمَّ اُدْرِكُ الصَّلٰوةَ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ الْاِمَامِ اَفَاُصَلِّيْ مَعَهٗ قَالَ لَهٗ نَعَمْ قَالَ الرَّجُلُ

میں تم کو جماعت کا کچھ حصہ[1] ملے گا۔ (مالک۔ ابوداؤد)

۱۰۸۹۔ یزیدؓ بن عامر فرماتے ہیں۔ میں آنحضرتؐ کے پاس آیا۔ آپ نماز میں مشغول تھے۔ میں بیٹھ گیا نماز میں شامل نہ ہوا۔ جب آنحضرتؐ نماز سے فارغ ہوئے تو میں بیٹھا تھا۔ آپ نے فرمایا یزید کیا تم مسلمان نہیں ہو میں نے عرض کیا۔ حضرت کیوں نہیں میں مسلم ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ لوگوں کے ساتھ نماز جماعت میں شامل ہونے سے تمہیں کیا چیز مانع تھی میں نے عرض کیا۔ میں اپنے مکان پر نماز پڑھ چکا تھا۔ میرا خیال تھا۔ آپ نماز سے فارغ ہو چکے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا۔ جب تم مسجد میں آؤ اور لوگ نماز پڑھ رہے ہوں تو ان کے ساتھ نماز میں شامل ہو جاؤ گو تم نماز ادا کر چکے ہو یہ تمہارے لیے نفلی نماز ہوگی اور وہ فرضی[2] (ابوداؤد)

۱۰۹۰۔ ابن عمرؓ سے کسی آدمی نے پوچھا۔ میں گھر میں نماز پڑھتا ہوں۔ پھر مسجد میں امام کے ساتھ بھی پا لیتا ہوں کیا میں امام کے ساتھ شامل ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں اس آدمی نے کہا میں فرضی نماز کا تصور کر دوں۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا۔ یہ تمہارا

---

[1] یہ حدیث یہاں موقوف بیان ہوئی ہے لیکن ابوداؤد نے اس کو مرفوع بھی روایت کیا ہے اور اس کا حکم بھی مرفوع حدیث کا ہے کیونکہ ایسی چیز اجتہاد سے معلوم نہیں کی جا سکتی تو یہ بھی حکماً مرفوع ہے کیونکہ صحابی اگر کوئی ایسی چیز بیان کرے جس میں عقل کو یہ دخل نہ ہو تو وہ حدیث مرفوع بھی سمجھی جاتی ہے۔

[2] اس حدیث کو امام نووی نے ضعیف کہا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَيَّتُهُمَا اَجْعَلُ صَلٰوتِيْ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَ ذٰلِكَ اِلَيْكَ اِنَّمَا ذٰلِكَ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ يَجْعَلُ اَيَّتَهُمَا شَآءَ رَوَاهُ مَالِكٌ۔

۱۰۹۱۔ وَعَنْ سُلَيْمَانَ مَوْلٰى مَيْمُوْنَةَ قَالَ اَتَيْنَا ابْنَ عُمَرَ عَلَى الْبَلَاطِ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ فَقُلْتُ اَلَا تُصَلِّيْ مَعَهُمْ قَالَ قَدْ صَلَّيْتُ وَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تُصَلُّوْا صَلٰوةً فِيْ يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

۱۰۹۲۔ وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ صَلَّى الْمَغْرِبَ اَوِ الصُّبْحَ ثُمَّ اَدْرَكَهُمَا مَعَ الْاِمَامِ فَلَا يُعِدْ لَهُمَا رَوَاهُ مَالِكٌ۔

کام نہیں۔ یہ اللہ کے سپرد ہے جسے چاہے فرض بنادے[1]۔ (مالک)

۱۰۹۱۔ سلیمانؓ حضرت میمونہ کے غلام فرماتے ہیں۔ ہم مقام بلاط میں حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس آئے اور لوگ نماز پڑھ رہے تھے میں نے ابن عمر سے کہا۔ آپ ان کے ساتھ نماز میں کیوں شامل نہیں ہوتے۔ ابن عمر نے فرمایا میں نماز پہلے پڑھ چکا ہوں۔ میں نے آنحضرت سے سنا ہے۔ فرماتے تھے نماز دو دفعہ مت پڑھو[2]۔ (احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی۔)

۱۰۹۲۔ نافع فرماتے ہیں۔ عبداللہ بن عمر فرماتے تھے۔ جو آدمی مغرب اور صبح کی نماز پڑھ چکے۔ پھر انہیں امام کے ساتھ ادا کرنے کا موقعہ مل جائے تو نہ پڑھے (مالک)

---

[1] **اعمال کا قبول کرنا اللہ کا کام ہے**:۔ یہ حدیث اصح الاسانید سے مروی ہے۔ مؤطا کی بعض روایتوں میں اَوَ ذٰلِكَ اِلَيْكَ کے لفظ ہیں یعنی ہمزہ استفہام سے یعنی کیا یہ تیرا کام ہے؟ اور سعید بن مسیب کی روایت اس کی تائید کرتی ہے جس کے لفظ یہ ہیں کیا تو ان کو فرض یا نفل بنائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دونوں میں ایک ایک وجہ فرض بننے کی موجود ہے پھر جس کو اللہ تعالیٰ چاہے گا اس کو فرض بنا لے گا اور جس کو چاہے گا نفل بنا دے گا۔ پہلی نماز میں وجہ یہ ہے کہ وہ فرض کی نیت سے پڑھی گئی تھی اور دوسری میں وجہ یہ ہے کہ وہ جماعت سے پڑھی گئی ہے جو اس سے افضل ہے۔

[2] **مغرب کی نماز دن کے وتر ہیں**:۔ یہ اس صورت میں ہے کہ آدمی ایک ہی نماز کو دو مرتبہ فرض کی نیت سے پڑھے اور اگر جماعت مل جائے تو یہ ایک سبب بن گیا۔ اس صورت میں پڑھ سکتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ نمازی سمجھتا ہے کہ ایک نماز ان میں سے فرض ہے اور ایک نفل دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر وہاں نہیں تھے بلکہ وہاں صرف جماعت کی آواز آ رہی تھی اور نافع کی حدیث میں جو مغرب کی نماز کو دوبارہ پڑھنے سے روکا ہے یہ نہی تحریمی ہے کیونکہ مغرب دن کے وتر ہیں اور نماز دوبارہ نہیں پڑھی جاتی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ السُّنَنِ وَ فَضَائِلِهَا

سنتوں اور اس کی فضیلت کا بیان

فرائض کے ترک سے انسان کفر تک پہنچ جاتا ہے یہ ایسی ذمہ داری ہے۔ جسے بہر حال پورا کرنا ضروری ہے۔ بیمار اگر ہوش میں ہو تو لیٹ کر بیٹھ کر ادا کرنا ضروری ہے۔ فرائض کو نظر انداز کرنا کسی طرح بھی صحیح نہیں۔

دنیا کے مشاغل میں بعض اوقات عبادت کے لیے صحیح اور مناسب فرصت نہیں ملتی۔ اس لیے حق تعالیٰ نے اس مجبوری کے پیش نظر عبادت کے دو حصے فرما دیئے۔ فرائض جن کا ترک کسی صورت بھی درست نہیں۔ نوافل جنہیں اگر کسی وقت ادا نہ کیا جا سکے۔ تو ان پر فرائض کی طرح گرفت نہیں۔ لیکن فراغت اور فرصت کے اوقات میں نوافل پڑھنے چاہئیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے لیے انقیاد کی بہترین صورت نماز ہے۔

اور پہلے فرائض متعین ہیں اور ان کے اوقات بھی مقرر ہیں۔ مشغولیت کیسی ہی کیوں نہ ہو۔ فرائض کو پورا کرنے کے لیے وقت نکالنا ضروری ہے۔ نماز قصر نماز خوف ظاہر ہیں کہ عذر اور خوف و خطر کی حالت میں کسی نہ کسی طرح اسے ضرور ادا کیا گیا۔

نوافل کی یہ صورت نہیں بعض نوافل موقت ہیں۔ ان کا وقت فرائض کے پس و پیش مقرر فرمایا گیا۔ کاروباری مشغولیت میں جو حیوانی اثرات اور غفلت ذہن پہ طاری ہوتی ہے۔ نوافل اس کے لیے جلاء کا کام دیتے ہیں۔ فرائض شروع ہونے سے پہلے نوافل مزاج اور ذہن کو بارگاہ الٰہی میں حاضری کے لیے آمادہ کر دیتے ہیں۔

اور فرائض کے بعد نوافل سے اس کیفیت اور خشوع کی تکمیل ہوتی ہے۔ جو فرضی نماز میں حاصل ہوا۔

بعض اوقات میں پہلے اور پیچھے نوافل رکھے۔ بعض اوقات میں کچھ دوسری مصلحتیں اس میں حائل ہو گئیں وہاں ان کو ترجیح دی گئی۔

وقتی نوافل بارہ ہیں چار ظہر سے پہلے۔ دو ظہر کے بعد دو رکعت مغرب کے بعد دو عشاء کے بعد دو صبح ہونے کے بعد ظہر سے پہلے دو نوافل پڑھ لیے جائیں تو درست ہے۔ دس رکعت مؤکد ہیں۔ کوشش ہونی چاہیئے کہ یہ ضرور ادا ہو جائیں۔

ان ہی نمازوں میں عصر سے پہلے کبھی دو رکعت ادا فرماتے۔ کبھی چار مغرب سے پہلے بھی دو رکعت پڑھتے اور مغرب کے بعد کبھی دو کبھی چار کبھی چھ کبھی بیس عشاء سے پہلے کبھی دو اور عشاء کے بعد دو کبھی چار اور کبھی چھ اسی طرح ظہر کے بعد کبھی چار رکعت پڑھتے۔ صبح کی سنتوں کا زیادہ خیال رکھتے۔ جمعہ سے پہلے دو رکعت پڑھنے کے لیے فرماتے جمعہ کے بعد دو چار چھ رکعت آنحضرت سے ثابت ہیں غیر وقت نوافل صلوٰۃ الضحیٰ۔ تہجد۔ تراویح۔ استخارہ۔ صلوٰۃ الحاجۃ۔ صلوٰۃ التوبۃ۔ تحیۃ الوضوء۔ صلوٰۃ التسبیح۔ عیدین۔ کسوف خسوف۔ صلوٰۃ الاستسقا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سجود الشکر وغیرہ ان کا تذکرہ اپنے اپنے موقع پر آئے گا۔
پانچ اوقات میں نماز سے منع فرمایا گیا ہے۔ (۱) سورج کا طلوع (۲) غروب (۳) دوپہر کے وقت زوال سے
پہلے جب سورج نصف النہار پر ہو (۴) عصر کے بعد (۵) صبح کے بعد بعض ائمہ کے نزدیک ایک جمعہ کے دن دوپہر کے وقت
نوافل درست ہیں۔ اور بیت اللہ میں کسی وقت بھی نوافل ممنوع نہیں۔
رات کو نوافل دو دو رکعت پڑھنے چاہئیں۔ دن کے نوافل دو دو اور اکٹھے چار بھی درست ہیں۔ لیکن ہر دو رکعت کے
بعد تشہد ضروری ہے۔ جس طرح (۱۱۰۴) میں ظاہر فرمایا گیا ہے۔
(۱۱۱۱) میں عصر کے بعد ہمیشہ دو رکعت پڑھنے کا ذکر ہے۔ یہ حدیث بھی متعدد طرق سے مروی ہے۔ اس کے خلاف
بھی متعدد طرق کتب حدیث میں آئے ہیں۔ تطبیق کی دو صورتیں ہیں (۱) یہ نماز مسجد میں ممنوع ہے گھر میں نہیں۔ یہ ظہر کی قضاء
شدہ دو رکعتیں تھیں۔ مداومت کا یہ مطلب ہے کہ جب قضا ہوئے۔ ہمیشہ اسے عصر کے بعد حضرت نے پڑھا۔ حافظ ابن حزم
نے محلی جلد ثالث میں اس کے جواز پر طویل بحث فرمائی ہے لیکن جمہور اہل علم کی یہی رائے ہے۔ کہ قضاء کے سوا عصر کے
بعد کوئی نماز درست نہیں۔ والتفصیل فی المطولات۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۰۹۳ - وَعَنْ اُمِّ حَبِیْبَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی فِیْ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ ثِنْتَیْ عَشْرَۃَ رَکْعَۃً بُنِیَ لَہٗ بَیْتٌ فِی الْجَنَّۃِ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّھْرِ وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَھَا وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعِشَآءِ وَرَکْعَتَیْنِ قَبْلَ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ اَنَّھَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ تُصَلِّیْ لِلّٰہِ کُلَّ یَوْمٍ ثِنْتَیْ عَشْرَۃَ رَکْعَۃً تَطَوُّعًا غَیْرَ فَرِیْضَۃٍ اِلَّا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ اَوْ اِلَّا بُنِیَ لَہٗ بَیْتٌ فِی الْجَنَّۃِ۔

۱۰۹۴ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ الظُّھْرِ وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِیْ بَیْتِہٖ وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعِشَآءِ فِیْ بَیْتِہٖ قَالَ وَ

پہلی فصل

۱۰۹۳۔ ام حبیبہ رضؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت ؐ نے فرمایا۔ جو آدمی دن رات میں بارہ رکعتیں نماز ادا فرمائے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر تعمیر فرماتے ہیں۔ چار ظہر سے پہلے دو ظہر کے بعد دو رکعت مغرب کے بعد دو رکعت عشاء کے بعد دو رکعت صبح کی نماز سے پہلے (ترمذی) صحیح مسلم میں ہے حضرت ام حبیبہ نے فرمایا۔ میں نے آنحضرت سے سنا فرماتے تھے۔ جو مسلمان روزانہ بارہ رکعت نوافل فرائض کے علاوہ ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ اسکے لیے جنت میں گھر بناتے ہیں یا اس کے لیے گھر بنایا جاتا ہے [1]

۱۰۹۴۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ظہر سے پہلے دو رکعتیں پڑھیں۔ اور دو ظہر کے بعد اور دو رکعت گھر میں مغرب کے بعد اور دو رکعت عشاء کے بعد

---

[1] دن رات میں بارہ رکعت سنت:۔ یہ الفاظ بعینہٖ وبتمامہٖ تو صحیح مسلم میں ہیں اور نہ صحیح بخاری میں بلکہ یہ الفاظ ترمذی کے ہیں جو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہیں۔ اور حضرت ام حبیبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی اور امیر معاویہ کی بہن ہیں۔ اور نسائی میں ترمذی کی طرح کے الفاظ ہیں۔ لیکن ان میں عصر سے قبل بھی دو رکعتیں ہیں اور عشاء کے بعد کی دو رکعتوں کا ذکر نہیں ہے اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے اور اس کو بخاری کے سوا جماعت نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے ان بارہ رکعت سنتوں کی تاکید اور ترغیب معلوم ہوتی ہے اور یہ سنتیں فرائض کے تابع ہیں یہ تمام سنن مؤکدہ ہیں۔ البتہ ظہر سے پہلی چار سنتوں میں سے دو مؤکدہ ہیں اور دو غیر مؤکدہ چار پڑھے ترک کوئی حرج نہیں اگر پہلے نہ پڑھ سکے تو فرضوں کے بعد ان کی قضا دو رکعت دے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ حِينَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۹۵۔ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۹۶۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَطَوُّعِهِ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّي فِي بَيْتِي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ وَيَدْخُلُ بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ فِيهِنَّ الْوِتْرُ وَكَانَ يُصَلِّي لَيْلًا

اور مجھے حضرت حفصہ نے بتایا کہ آں حضرت طلوع فجر کے بعد ہلکی سی دو رکعتیں ادا فرماتے[1] (بخاری مسلم)

۱۰۹۵۔ ابن عمر نے فرمایا۔ آنحضرت جمعہ کے بعد کچھ نہیں پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ جب گھر تشریف لاتے تو دو رکعت ادا فرماتے۔[2] (بخاری مسلم)

۱۰۹۶۔ عبداللہ بن شقیق فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت عائشہ سے آنحضرت کے نوافل کے متعلق دریافت کیا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا۔ آپ ظہر سے پہلے میرے گھر میں چار رکعت پڑھتے تھے۔ پھر نماز پڑھانے کے لیے تشریف لے جاتے۔ پھر تشریف لا کر دو رکعت نماز پڑھتے پھر مغرب کی نماز پڑھا کر گھر میں دو رکعت پڑھتے پھر عشاء کی نماز پڑھا کر تشریف لاتے تو دو رکعت پڑھتے اور رات کو وتروں سمیت نو رکعت ادا فرماتے اور رات کا کافی حصہ

---

[1] ظہر کی سنتیں کبھی تو آپ دو رکعت پڑھتے جیسا کہ اس حدیث میں ہے اور کبھی چار رکعت پڑھ لیتے جیسا کہ ابوداؤد اور احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے چار رکعت نقل کی ہیں نیز ون اور لے میں ان سنتوں پر ہمیشگی پائی گئی ہے یعنی یہ سنتیں موکدہ ہیں اور جمہور کا یہی مذہب ہے۔

[2] جمعہ کے بعد کی سنت دو رکعت ہے۔ اس حدیث کو احمد۔ ترمذی۔ نسائی اور پوری جماعت نے روایت کیا ہے اور اسی طرح ابوہریرہ سے بھی مروی ہے اور ابوہریرہ کی حدیث کو بخاری کے سوا جماعت نے روایت کیا ہے جمعہ کے بعد کی سنتوں کے متعلق مختلف احادیث آئی ہیں تمام احادیث کو سامنے رکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کا دستور تھا کہ اگر گھر میں آکر سنتیں پڑھتے تو دو رکعت پڑھتے اور اگر مسجد میں پڑھتے تو چار رکعت پڑھتے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طَوِيلًا قَائِمًا وَلَيْلًا طَوِيلًا قَاعِدًا وَكَانَ إِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَائِمٌ وَكَانَ إِذَا قَرَأَ قَاعِدًا رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَاعِدٌ وَكَانَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَزَادَ أَبُو دَاوُدَ ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ صَلٰوةَ الْفَجْرِ۔

١٠٩٧ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ تَعَاهُدًا مِّنْهُ عَلٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٠٩٨ - وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

بیٹھ کر نماز ادا فرماتے جب کھڑے نماز پڑھتے تو رکوع سجود بھی کھڑے ہو کر کرتے اور جب بیٹھ کر نماز پڑھتے تو رکوع سجود بھی بیٹھ کر ادا فرماتے اور جب فجر طلوع ہوتی دو رکعت ادا فرماتے۔[1] (مسلم)۔ ابوداؤد نے زیادہ فرمایا پھر نکل کر فجر کی نماز پڑھاتے۔

۱۰۹۷۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے آنحضرتؐ نوافل میں سے کسی کا اتنا خیال نہ رکھتے جس قدر فجر کی سنتوں کا خیال رکھتے۔[2] (بخاری مسلم)

۱۰۹۸۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے آنحضرتؐ نے فرمایا۔ فجر کی دو رکعتیں دنیا اور مافیہا سے بہتر ہیں۔ (مسلم)

---

[1] وتر صرف ایک رکعت ہے۔ اس حدیث کو احمد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے کسی نے مفصل مختصر اور کسی نے مختصر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تہجد کی نماز وتر سمیت نو رکعت سے لے کر تیرہ رکعت تک منقول ہے۔ لیکن عام طور پر آپ کا معمول گیارہ رکعت تھا۔ آٹھ رکعت نفل اور تین رکعت وتر اگر تیرہ رکعت پڑھتے تو دس رکعت نفل پڑھتے اور تین رکعت وتر اور اگر نو رکعت پڑھتے تو آٹھ رکعت نفل ہوتے اور ایک رکعت وتر ہر حال رات کی نماز ان عبادات سے ہے کہ زیادہ ہو جائے تو اجر زیادہ ہو جاتا ہے اور اگر کم ہو تو اجر کم ہو جاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مختلف حالات کی بنا پر اس میں کمی بیشی کر لیتے تھے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ وتر صرف ایک ہی رکعت ہے اگر زیادہ پڑھے جائیں تو گیارہ تک اجازت ہے۔ لیکن وتر صرف آخری طاق رکعت ہو گی پہلے نفل ہوں گے اگر تین رکعت وتر پڑھے گا تو اس میں سے دو رکعت نفل ہوں گے اور ایک رکعت وتر اگر پانچ رکعت پڑھے گا تو چار رکعت نفل ہوں گے اور ایک وتر۔

[2] فجر کی سنتوں پر آپ نے مداومت کی۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اور حضرت عائشہ کی اگلی حدیث کو احمد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اور اس باب میں حضرت علی کی حدیث ابن ماجہ میں اور ابن عمر کی حدیث احمد اور ابوداؤد میں بھی ہے۔ حسن بصری اور امام ابوحنیفہ ان دو رکعتوں کو واجب کہتے ہیں اور باقی جمہور نے ان کو سنت مؤکدہ کہا ہے۔ ان احادیث سے ان سنتوں کی فضیلت اور ان پر مداومت کا ثبوت ملتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۹۹۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا قَبْلَ صَلٰوۃِ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ صَلُّوْا قَبْلَ صَلٰوۃِ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ قَالَ فِي الثَّالِثَۃِ لِمَنْ شَآءَ كَرَاهِيَۃَ اَنْ يَّتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّۃً۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْہِ۔

۱۱۰۰۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَۃِ فَلْيُصَلِّ اَرْبَعًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ اُخْرٰى لَہٗ قَالَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمُ الْجُمُعَۃَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا اَرْبَعًا۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۱۱۰۱۔ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَۃَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ حَافَظَ عَلٰى اَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَاَرْبَعٍ بَعْدَهَا حَرَّمَہُ اللّٰہُ عَلَى النَّارِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

۱۰۹۹۔ عبداللہ بن مغفل سے مروی ہے۔ آں حضرت نے فرمایا۔ مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھو اور تیسری دفعہ فرمایا۔ جس کا جی چاہے (تاکہ لوگ اسے سنت نہ بنالیں[1])۔ (بخاری، مسلم)

۱۱۰۰۔ حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے۔ آں حضرت نے فرمایا تم میں سے جمعہ کے بعد جو نماز پڑھنا چاہے، وہ چار رکعت پڑھے۔ (مسلم) مسلم کی دوسری روایت میں ہے جب تم میں سے کوئی جمعہ پڑھ چکے تو اس کے بعد چار رکعت پڑھے

دوسری فصل

۱۱۰۱۔ حضرت ام حبیبہؓ نے فرمایا میں نے آں حضرت سے سنا۔ آپ نے فرمایا۔ جو ظہر سے پہلے چار رکعت پابندی سے پڑھے اور چار رکعت اس کے بعد پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس پر آگ حرام فرما دے گا[2]۔ (احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی، ابن ماجہ)

---

[1] **مغرب سے پہلے دو نفل**:۔ مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعتیں مستحب ہیں ثبوت کے لحاظ سے ان میں کسی کا اختلاف نہیں ہے البتہ مؤکدہ سنتوں میں سے نہیں ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی بعض اوقات یہ سنتیں پڑھی ہیں اور اکثر اوقات ان کو چھوڑ دیا ہے اور لوگوں کو بھی ان کی ترغیب دلائی ہے لیکن ان کو مسلمانوں پر واجب قرار نہیں دیا۔

[2] **ظہر سے پہلے چار سنت کا ثواب**:۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اکثر دستور یہ تھا کہ ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھتے اور گاہے گاہے دو رکعت بھی پڑھ لیتے اور بعد کی سنتیں عام طور پر دو رکعت پڑھتے اور کبھی کبھی چار رکعت بھی پڑھ لیتے اور یہی صحیح طریقہ ہے۔ البتہ اگر پہلی سنتیں فرضوں سے پہلے نہ پڑھ سکے تو بعد میں بہتر یہ ہے کہ دو رکعت پڑھے چار نہ پڑھے کیونکہ ان میں سے مؤکدہ سنتیں دو ہیں اور دو غیر مؤکدہ ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۰۲ - وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ لَيْسَ فِيهِنَّ تَسْلِيمٌ تُفْتَحُ لَهُنَّ أَبْوَابُ السَّمَآءِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۱۱۰۳ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ السَّائِبِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي أَرْبَعًا بَعْدَ أَنْ تَزُولَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ وَقَالَ إِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيهَا أَبْوَابُ السَّمَآءِ فَأُحِبُّ أَنْ يَّصْعَدَ لِي فِيهَا عَمَلٌ صَالِحٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۱۱۰۴ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ امْرَءًا صَلَّى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۱۰۲ - ابوایوبؓ انصاری فرماتے ہیں۔ آں حضرت نے فرمایا۔ چار رکعت ظہر سے پہلے جن میں سلام نہ پھیرا گیا ہو۔ ان کے اجر کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں[۱]۔ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

۱۱۰۳ - عبداللہ بن سائب فرماتے تھے۔ آں حضرت زوال کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھا کرتے تھے اور فرماتے اس وقت آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں، کہ اس وقت میرا کوئی نیک عمل آسمان کی طرف جائے۔ (ترمذی)

۱۱۰۴ - ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ آں حضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمادے۔ جس نے عصر سے پہلے سنت چار رکعات ادا کیں[۲]۔ (احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد)

---

[۱] **ظہر سے پہلے دو یا چار رکعت**:۔ اس حدیث کی سند ضعیف ہے اور اس سے اگلی حدیث جو عبداللہ بن سائب سے مروی ہے کو امام ترمذی نے حسن غریب کہا ہے یہ آپس میں مل کر ایک دوسری کو تقویت دیتی ہیں۔ آسمانوں کے دروازے کھلنے سے مراد حسن قبول ہے۔ شرح السنہ میں ہے کہ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ یہ چار رکعت اکٹھی ایک سلام سے پڑھی جائیں یا دو دو رکعت کر کے پڑھی جائیں۔ بعض تورات کی نماز پر قیاس کر کے دو دو رکعت کر کے پڑھنے کے قائل ہیں اور ان کی تائید حضرت علی کی وہ حدیث کرتی ہے جو احمد اور ترمذی میں ہے اور بعض چار اکٹھی پڑھنے کے قائل ہیں اور ان کی تائید ابن عباس کی وہ حدیث کرتی ہے جو طبرانی میں ہے۔

[۲] **عصر سے پہلے چار رکعت سنت**:۔ اس کو ترمذی نے حسن کہا اور ابن حبان اور ابن خزیمہ نے صحیح اور اس باب میں اہل سنن نے حضرت علی سے بھی روایت کی ہے۔ یہ حدیث عصر سے پہلے چار رکعتوں کے مستحب ہونے پر دلالت کرتی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے رحمت کی دعا بہت بڑی رغبت ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۰۵۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيْمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۱۱۰۶۔ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ۔

۱۱۰۷۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِيْمَا بَيْنَهُنَّ بِسُوْءٍ عُدِلْنَ لَهٗ بِعِبَادَةِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عُمَرَ بْنِ أَبِيْ خَثْعَمٍ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمٰعِيْلَ يَقُوْلُ هُوَ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ وَضَعَّفَهٗ جِدًّا۔

۱۱۰۵۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ آنحضرت عصر سے پہلے چار رکعت پڑھتے تھے۔ اور ملائکہ مقربین اور ان کے تابعدار مسلمانوں پر سلام کہہ کر فاصلہ فرماتے تھے۔ (ترمذی)

۱۱۰۶۔ حضرت علیؓ سے مروی ہے۔ آں حضرت عصر سے پہلے دو رکعت نفل پڑھا کرتے تھے[1] (ابوداؤد)

۱۱۰۷۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا۔ جو مغرب کے بعد چھ رکعت نفل پڑھے۔ اور درمیان میں کوئی بری بات نہ کرے۔ تو یہ بارہ سال کی عبادت کے برابر ہوں گے[2] (ترمذی اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔ اسے صرف عمر بن ابی خثعم نے روایت کیا ہے۔ امام بخاری اسے منکر الحدیث اور بہت ضعیف فرماتے تھے)

---

[1] اس کی سند میں عاصم بن ضمرہ مختلف فیہ ہے۔ کبھی آپ عصر سے پہلے چار رکعت پڑھتے اور کبھی دو رکعت اور کبھی نہ بھی پڑھتے اور چار رکعتیں پڑھنا افضل ہے۔

[2] اس حدیث کو ذہبی نے منکر کہا ہے اور ابوزرعہ اور بخاری نے عمر بن عبداللہ بن خثعم کو ضعیف کہا ہے۔

[3] مغرب کے بعد چھ رکعت:۔ ابوہریرہ کی حدیث کو ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے اس کی سند میں عمرو بن عبداللہ بن ابی خثعم بہت ضعیف ہے۔ ذہبی نے میزان میں کہا ہے کہ اس کی جتنی بھی حدیثیں ہیں منکر ہیں اور حضرت عائشہ کی روایت منقطع السند ہے۔ ابن ماجہ نے اس کو متصل بھی بیان کیا ہے لیکن اس کی سند میں یعقوب بن ولید مدنی وضاع اور کذاب ہے بہرحال گو یہ حدیثیں ضعیف ہیں لیکن فضائل اعمال میں ضعیف حدیث قبول کر لی جاتی ہے اس لیے بعض صلحاء نے ان پر عمل کیا ہے ابن عباس نے ان رکعتوں کا نام صلوٰۃ الاوابین رکھا ہے یہ کم از کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ چھ رکعت ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۰۸ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۱۱۰۹ - وَعَنْهَا قَالَتْ مَا صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ قَطُّ فَدَخَلَ عَلَيَّ إِلَّا صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ أَوْ سِتَّ رَكَعَاتٍ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ۔

۱۱۱۰ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِدْبَارَ النُّجُوْمِ الرَّكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَإِدْبَارُ السُّجُوْدِ الرَّكْعَتَانِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۱۱۰۸ - حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ آں حضرت نے فرمایا۔ جو مغرب کے بعد بیس رکعت نفل پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنائے گا[۱]۔ (ترمذی)

۱۱۰۹ - حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ آنحضرت جب بھی نماز عشاء کے بعد میرے ہاں تشریف لاتے تو چار یا چھ رکعت نماز پڑھتے[۲]۔ (ابوداؤد)

۱۱۱۰ - ابن عباسؓ نے فرمایا۔ آں حضرت فرماتے تھے۔ قرآن میں ادبار النجوم سے دو رکعت فجر کی نماز مراد ہے ادبار السجود سے دو رکعت مغرب[۳] کی (ترمذی)

---

[۱] اس حدیث کو ترمذی نے منقطع ذکر فرمایا ہے۔ ابن ماجہ نے مسنداً بیان فرمایا ہے اس کی سند میں یعقوب بن ولید مدنی بالاتفاق ضعیف ہے امام احمد نے اسے کذاب کہا ہے اور فرمایا۔ یہ حدیثیں بنایا کرتا تھا۔ مغرب اور عشاء کے درمیان نوافل کو صلوٰۃ الاوابین کہتے ہیں (تنقیح الرواۃ)

[۲] **عشاء کے بعد کی سنت** :۔ اس کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اس پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے بخاری اور ابوداؤد اور نسائی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ میں اپنی خالہ میمونہ کے گھر ایک رات سویا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی پھر اپنے گھر گئے اور چار رکعت نماز پڑھی۔ یہ حدیث عشاء کے بعد چار رکعت پڑھنے پر دلالت کرتی ہے اور آپ حسب موقع کبھی دو رکعت پڑھ لیتے کبھی چار اور کبھی چھ۔

[۳] اس کی سند میں رشید بن کریب ضعیف ہے لیکن حاکم نے اس کو اور شواہدات کی بنا پر صحیح کہا ہے۔ فجر سے پہلے دو رکعتوں سے مراد صبح کی سنتیں ہیں اور مغرب کے بعد کی دو رکعتوں سے مراد مغرب کی سنتیں ہیں ان کا بیان پہلے ہو چکا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۱۱۱ - عَنْ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ بَعْدَ الزَّوَالِ تُحْسَبُ بِمِثْلِهِنَّ فِيْ صَلٰوةِ السَّحَرِ وَمَا مِنْ شَيْءٍ اِلَّا هُوَ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ تِلْكَ السَّاعَةَ ثُمَّ قَرَأَ يَتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِلّٰهِ وَهُمْ دَاخِرُوْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ ۔

۱۱۱۲ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ عِنْدِيْ قَطُّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ قَالَتْ وَالَّذِيْ ذَهَبَ بِهٖ مَا تَرَكَهُمَا حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ ۔

تیسری فصل

۱۱۱۱ - حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں نے آں حضرت سے سنا۔ زوال کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعت تہجد کی چار رکعت کے برابر ہوتی ہیں اور اس وقت ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ پھر آپ نے پڑھا یَتَفَیَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِلّٰهِ وَهُمْ دَاخِرُوْنَ (ہر چیز کے سائے دائیں اور بائیں جانب جھکتے ہیں اور سجود کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے عجز کا اظہار کرتے ہیں[۱]۔ (ترمذی ۔ شعب الایمان)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد دو رکعت میرے ہاں کبھی ترک نہیں فرمائیں ۔ (بخاری مسلم) بخاری کی ایک روایت میں ہے۔ اس اللہ کی قسم جو آپ کو لے گیا۔ آپ نے یہ دو رکعت کبھی ترک نہیں فرمائیں[۲]

---

[۱] **ظہر سے پہلے چار رکعت کا ثواب :-** علی بن عاصم حدیث میں خطا کرتا ہے۔ لیکن اس کی تائید میں فصل دوم میں ام حبیبہ کی حدیث گزر چکی ہے۔ ترمذی نے اس کو غریب کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ چونکہ دوپہر کا وقت بھی سونے اور غفلت کا وقت ہے اس لیے ظہر سے پہلے اگر کوئی آدمی چار رکعت پڑھے تو ان کا وہی درجہ ہے جو تہجد کی چار رکعتوں کا ہے کیونکہ وہ بھی غفلت اور سونے کا وقت ہے۔

[۲] **عصر کے بعد سنتوں کی قضا :-** اس حدیث کے کئی ایک طرق ہیں اور مختلف الفاظ ہیں اور ان کے خلاف جو حدیثیں آئی ہیں یعنی عصر کے بعد نماز نہ پڑھی جائے ان کے بھی کئی طرق ہیں وجہ تطبیق یہ ہے کہ مسجد میں نہ پڑھی جائیں اگر پڑھنا چاہے تو گھر پر آ کر پڑھے یا پھر یہ اختلاف ابتداءً نماز پڑھنے میں ہے اگر کوئی قضا نماز پڑھے تو پڑھ سکتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۱۳ - وَعَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ التَّطَوُّعِ بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَ كَانَ عُمَرُ يَضْرِبُ الْأَيْدِي عَلَى صَلٰوةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ وَكُنَّا نُصَلِّي عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ فَقُلْتُ لَهُ أَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيهِمَا قَالَ كَانَ يَرَانَا نُصَلِّيهِمَا فَلَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۱۴ - وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِينَةِ فَإِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ ابْتَدَرُوا السَّوَارِيَ فَرَكَعُوا رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى أَنَّ الرَّجُلَ الْغَرِيبَ لَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيَحْسِبُ أَنَّ الصَّلٰوةَ قَدْ صُلِّيَتْ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُصَلِّيهِمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۱۵ - وَعَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَتَيْتُ عُقْبَةَ الْجُهَنِيَّ فَقُلْتُ أَلَا أُعَجِّبُكَ مِنْ أَبِي تَمِيمٍ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ فَقَالَ عُقْبَةُ إِنَّا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَى

۱۱۱۳ - مختار بن فلفل نے فرمایا۔ میں نے حضرت انس سے عصر کے بعد نوافل کے متعلق سوال کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ حضرت عمر اس نماز پر سزا دیا کرتے تھے اور ہم آنحضرت کی موجودگی میں مغرب سے پہلے غروب کے بعد دو رکعت پڑھا کرتے تھے میں نے پوچھا آنحضرت خود بھی پڑھتے تھے۔ فرمایا۔ ہمیں پڑھتے دیکھتے اور روکتے نہ تھے۔ (مسلم)

۱۱۱۴ - حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ ہم مدینہ منورہ میں تھے۔ جب موذن مغرب کی اذان کہتا۔ تو لوگ ستونوں کی طرف دوڑتے اور دو رکعت نماز پڑھتے۔ اگر کوئی نووارد آدمی مسجد میں آتا۔ وہ خیال کرتا کہ نماز ہو چکی۔ کیونکہ لوگ کثرت سے یہ رکعات پڑھتے تھے۔ (مسلم)

۱۱۱۵ - مرثدؒ بن عبد اللہ کہتے ہیں۔ میں عقبہ جہنی کے پاس آیا۔ اور میں نے کہا میں تمہیں ابوتمیم کے متعلق عجیب بات بتاؤں وہ مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت نماز پڑھتے ہیں۔ عقبہ نے کہا۔ ہم آنحضرت کی موجودگی میں یہ نماز پڑھا کرتے تھے میں

لہ **مغرب سے پہلے دو غیر مؤکدہ نفل** ؛۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ مختار بن فلفل، حضرت انس اور مرثد بن عبد اللہ کی حدیثوں سے۔ مغرب کی نماز سے پہلے سورج غروب ہونے کے بعد دو رکعتوں کے پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے مرثد کی حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ بعض حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کبھی کبھی ان دو سنتوں کو پڑھا ہے۔ بہرحال یہ غیر مؤکدہ سنتیں ہیں۔ حضرت عمر جو ان سنتوں پر لوگوں کو مارتے تھے تو اس کی وجہ بھی انہوں نے بیان کر دی۔ زید بن خالد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر سے اس معاملہ میں گفتگو کی تو کہنے لگے کہ میں اس لیے منع کرتا ہوں کہ شاید آہستہ آہستہ ان کو ایسے وقت میں نہ پڑھنے لگیں جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے ورنہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت ان رکعتوں کو پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے۔ البتہ خلفائے راشدین نے ان رکعتوں کو نہیں پڑھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ فَمَا يَمْنَعُكَ الْآنَ قَالَ الشُّغُلُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۱۱۱۶- وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى مَسْجِدَ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ فَصَلَّى فِيهِ الْمَغْرِبَ فَلَمَّا قَضَوْا صَلٰوتَهُمْ رَآهُمْ يُسَبِّحُونَ بَعْدَهَا فَقَالَ هٰذِهٖ صَلٰوةُ الْبُيُوْتِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ وَالنَّسَائِيِّ قَامَ نَاسٌ يَتَنَفَّلُوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الصَّلٰوةِ فِي الْبُيُوْتِ .

۱۱۱۷- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطِيْلُ الْقِرَاءَةَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ حَتّٰى يَتَفَرَّقَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ .

نے کہا۔ اب آپ کو کون سی چیز مانع ہے۔ فرمایا۔ کاروبار (بخاری)

۱۱۱۶- کعبؓ بن عجرہ فرماتے ہیں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنواشہل کی مسجد میں تشریف لائے اور اس میں مغرب کی نماز پڑھی آپ نے دیکھا وہ نماز کے بعد نوافل پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ یہ گھروں کی نماز ہے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی۔ اور نسائی میں ہے لوگ کھڑے ہو کر نوافل پڑھنے لگے۔ آپ نے فرمایا۔ اسے گھروں میں پڑھو[1]

۱۱۱۷- ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت مغرب کے بعد کی دو رکعتوں میں اس قدر لمبی قرأت فرماتے کہ اہل مسجد گھر چلے جاتے (ابوداؤد)

---

[1] **نوافل گھر میں افضل ہیں**:- اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی بیان کیا ہے۔ جو آدمی گھر جانے کا ارادہ رکھتا ہو۔ اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ فرضوں کے علاوہ دوسری نماز گھر میں پڑھا کرے کیونکہ اس میں ریا نہیں ہے اور اگر معتکف ہو یا اس کا گھر ہی نہ ہو جیسے اصحاب صفہ یا طلبۂ علم اور درویش لوگ ہوتے ہیں تو اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ مسجد میں پڑھے۔ بنو عبدالاشہل انصار کے قبیلہ کی ایک شاخ تھے اور ابن عباس کی روایت میں جو آیا ہے کہ ان دو رکعتوں میں لمبی قرأت کیا کرتے تھے یہ کبھی کبھی ہوتا تھا ورنہ ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا ہے کہ آپ اکثر ان رکعتوں میں قل یاایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھا کرتے تھے۔ ظاہر حدیث سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت یہ نماز مسجد میں پڑھا کرتے تھے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ کبھی کبھی جواز کے بیان اور تعلیم کے لیے مسجد میں پڑھ لیتے تھے۔ مکحول کی روایت مرسل ہے۔ کیونکہ مکحول تابعی ہیں۔ لیکن دوسری حدیثیں بھی اس کی تائید کرتی ہیں جیسے ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ کانوا قلیلا من اللیل ما یہجعون کا مطلب یہ ہے کہ مغرب اور عشا کے درمیان نماز پڑھا کرتے تھے۔ عراقی نے کہا اس کی سند حسن ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۱۸- وَعَنْ مَكْحُوْلٍ يَبْلُغُ بِهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰى بَعْدَ الْمَغْرِبِ قَبْلَ اَنْ يَّتَكَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ رُفِعَتْ صَلٰوتُهٗ فِيْ عِلِّيِّيْنَ مُرْسَلًا وَعَنْ حُذَيْفَةَ نَحْوَهٗ وَزَادَ فَكَانَ يَقُوْلُ عَجِّلُوا الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فَاِنَّهُمَا تُرْفَعَانِ مَعَ الْمَكْتُوْبَةِ رَوَاهُمَا رَزِيْنٌ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ الزِّيَادَةَ عَنْهُ نَحْوَهَا فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

۱۱۱۹- وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَطَاءٍ قَالَ اِنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ اَرْسَلَهٗ اِلَى السَّائِبِ يَسْاَلُهٗ عَنْ شَيْءٍ رَاٰهُ مِنْهُ مُعَاوِيَةُ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ نَعَمْ صَلَّيْتُ مَعَهُ الْجُمُعَةَ فِي الْمَقْصُوْرَةِ فَلَمَّا سَلَّمَ الْاِمَامُ قُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ فَصَلَّيْتُ فَلَمَّا دَخَلَ اَرْسَلَ اِلَيَّ فَقَالَ لَا تَعُدْ لِمَا فَعَلْتَ اِذَا صَلَّيْتَ الْجُمُعَةَ فَلَا تَصِلْهَا بِصَلٰوةٍ حَتّٰى تَتَكَلَّمَ اَوْ تَخْرُجَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَنَا بِذٰلِكَ اَنْ لَّا نُوْصِلَ بِصَلٰوةٍ حَتّٰى نَتَكَلَّمَ اَوْ نَخْرُجَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۱۸- مکحول آں حضرت سے بیان فرماتے ہیں۔ جو شخص مغرب کے بعد گفتگو سے پہلے دو رکعت نماز پڑھے۔ اور بعض روایات میں چار رکعت کا ذکر آیا ہے۔ اس کی نماز علیین میں اٹھائی جاتی ہے۔ (یہ حدیث مرسل ہے) اور حضرت حذیفہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ اور زیادہ فرمایا۔ آپ فرماتے تھے۔ مغرب کی دو رکعت جلدی پڑھا کرو وہ فرضی نماز کے ساتھ اٹھائی جاتی ہے (دونوں روایات رزین میں ہیں) اور بیہقی نے شعب الایمان میں زیادت کا ذکر فرمایا ہے

عمرو بن عطا فرماتے ہیں۔ مجھے نافع بن جبیر نے سائب کے پاس بھیجا وہ دریافت فرماتے تھے۔ اس مسئلہ کے متعلق جو انہیں حضرت معاویہ کے ساتھ پیش آیا۔ انہوں نے (سائب) فرمایا میں نے[1] مقصورہ میں جمعہ کی نماز حضرت معاویہ کے ساتھ پڑھی۔ جب امام نے سلام کہا۔ تو میں نے کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی۔ حضرت معاویہ نے اندر جا کر مجھے آدمی بھیجا اور فرمایا۔ آئندہ ایسا مت کرنا۔ جب تم جمعہ سے فارغ ہو جاؤ تو اس کے ساتھ دوسری نماز مت ملاؤ۔ یہاں تک کہ یا تو کوئی کلام کر لو۔ یا وہاں سے نکل جاؤ۔ آنحضرت نے ہمیں حکم فرمایا تھا۔ کہ ہم فرضوں کے ساتھ نوافل کو نہ ملائیں یا درمیان میں گفتگو کریں یا وہاں سے جگہ بدل لیں۔ (مسلم)

---

[1] جہاں فرض پڑھے وہاں نفل نہ پڑھے۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ حدیث میں دلالت ہے کہ جہاں فرض پڑھے ہوں وہاں نفل نماز نہ پڑھے یا ان میں کلام سے فاصلہ کرے یا جگہ بدل دے آگے یا پیچھے یا دائیں بائیں ہو جائے اور اس کی وجہ پہلے بیان ہو چکی ہے کہ آدمی کی نماز کی شہادتیں زیادہ سے زیادہ مہیا ہو جائیں اور اس مصلحت کے علاوہ اصل چیز حکم کی تعمیل ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۲۰ - وَعَنْ عَطَاءٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا صَلَّى الْجُمُعَةَ بِمَكَّةَ تَقَدَّمَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ فَيُصَلِّي أَرْبَعًا وَإِذَا كَانَ بِالْمَدِينَةِ صَلَّى الْجُمُعَةَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَلَمْ يُصَلِّ فِي الْمَسْجِدِ فَقِيلَ لَهُ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ رَوَاهُ أَبُوْدَاؤدَ وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ صَلَّى بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَ ذٰلِكَ أَرْبَعًا۔

۱۱۲۰ - عطاء نے فرمایا۔ جب عبداللہ بن عمر مکہ معظمہ میں جمعہ پڑھتے۔ تو آگے بڑھ کر دو رکعت ادا فرماتے پھر آگے بڑھ کر چار رکعت جب، مدینہ منورہ میں جمعہ ادا فرماتے تو گھر تشریف لے جاتے۔ اور دو رکعت ادا فرماتے اور مسجد میں کچھ نہ پڑھتے ان سے اس کی بابت پوچھا گیا۔ انہوں نے فرمایا۔ آں حضرت ایسے ہی کیا کرتے تھے (ابوداؤد) ترمذی میں ہے میں نے ابن عمر کو دیکھا۔ انہوں نے جمعہ کے بعد دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر اس کے بعد چار رکعت ادا کیں[1]

---

[1] **جمعہ کے بعد کی سنتیں**:۔ اس کو نسائی نے بھی طرح روایت کیا ہے اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں اس کو روایت کیا ہے اور نووی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ مسلم۔ ترمذی۔ نسائی اور ابن ماجہ نے اس کو اور طریق سے بھی روایت کیا ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ جمعہ کی سنتیں گھر میں بہتر ہیں یا مسجد میں۔ امام مالک۔ شافعی اور احمد گھر میں سنتوں کو افضل کہتے ہیں۔ عبداللہ بن عمر چونکہ طواف کے لیے پیچھے رہنا چاہتے تھے اور گھر آنے جانے کی تکلیف سے بچنا چاہتے تھے اس لیے وہیں سنتیں پڑھ لیتے۔ اور یہ جو عبداللہ بن عمر کا عمل دو رکعتوں کا بتایا ہے یہ رکعات کی نفل تعداد ہے ورنہ چار رکعت اور چھ رکعت بھی احادیث میں آئی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ صَلٰوۃِ اللَّیْلِ

رات کی نماز کا ذکر

صلوٰۃ اللیل ۔ تہجد ۔ قیام اللیل ۔ قیام رمضان ۔ تراویح یہ ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں ۔ رمضان المبارک میں آپ نے اجازت فرمائی کہ اسے پہلی رات پڑھ لیا جائے ۔ اسی کا نام قیام رمضان اور تراویح رکھا ۔

عام طور پر اس کی تعداد چھ ۔ آٹھ ۔ دس ۔ بارہ تک ہوتی تھی اکثر آٹھ رکعت پڑھتے تو یہ تعداد وتروں سے الگ ہوتی وتر بھی تہجد ہی کا جزو ہے ۔ لیکن سہولت کے لیے آپ نے اسے رات کے پہلے حصہ میں پڑھنے کی اجازت فرمائی ۔ آنحضرت یہ نماز التزام سے پڑھتے تھے سفر میں بھی حضرت ترک نہیں فرماتے تھے ۔ اگر سفر جاری ہوتا ۔ تو سواری پر ادا فرما لیتے ۔ صحابہ کو ترغیب دلاتے ۔ مشہور یہ ہے کہ یہ نماز پہلے واجب تھی ۔ ۱۲ نبوت میں معراج کی رات جب نماز فرض ہوئی ۔ تو اس کے وجوب کو استحباب کی صورت دے دی گئی ۔ سورت مزمل میں جہاں تہجد کا ذکر فرمایا ہے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ طول قیام یا رات کا معین حصہ قیام کرنا معاف فرمایا گیا ۔ فاقرؤا ما تیسر من القراٰن میں اجازت فرمائی کہ بقدر امکان قرآن پڑھو ۔ اس کے لیے تکلیف مت اٹھاؤ ۔ لیکن نماز کی جو بھی حالت تھی وہی رہی ۔

ممکن ہے وقتی نماز کی فرضیت سے پہلے آپ قیام اللیل کے متعلق تاکید فرماتے ہوں ۔ فرضیت کے بعد یہ تعہد اور توجہ نہ رہی آنحضرت کے عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ تہجد کو حضرت عام نوافل اور سنن سے مؤکد سمجھتے تھے ۔ سنن کو سفر میں نظر انداز فرما دیتے ۔ لیکن تہجد ترک نہیں فرماتے تھے ۔

کچھ شک نہیں کہ یہ نماز روح کی غذا ہوتی ہے ۔ اس سے نماز کا لطف اور ذوق حاصل ہوتا ہے ۔ تہجد کی پابندی کی جائے ۔ نماز میں عام طور پر خیالات اور تفکرات کم ہو جاتے ہیں ۔ یہ نماز تقوٰی کی دلیل ہے ۔ اس کا التزام کرنا چاہیئے طبیعت کو شب بیداری کا عادی بنانا چاہیئے ۔ ؎

ہو صداقت کے لیے مرنے کی جس دل میں تڑپ
پہلے اپنے پیکر خاکی میں جاں پیدا کرے

پھونک ڈالے یہ زمین و آسمان مستعار
اپنی خاکستر سے پھر اپنا جہاں پیدا کرے

سوئے گردوں نالۂ شب گیر کا بھیجے سفیر
رات کے تاروں میں اپنے رازداں پیدا کرے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۱۲۱ - عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِیْمَا بَیْنَ اَنْ یَّفْرُغَ مِنْ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ اِلَی الْفَجْرِ اِحْدٰی عَشَرَةَ رَکْعَةً یُّسَلِّمُ مِنْ کُلِّ رَکْعَتَیْنِ وَیُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ فَیَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذٰلِكَ قَدْرَ مَا یَقْرَاُ اَحَدُکُمْ خَمْسِیْنَ اٰیَةً قَبْلَ اَنْ یَّرْفَعَ رَاْسَهٗ فَاِذَا سَکَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَتَبَیَّنَ لَهُ الْفَجْرُ قَامَ فَرَکَعَ رَکْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰی شِقِّهِ الْاَیْمَنِ حَتّٰی یَاْتِیَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْاِقَامَةِ فَیَخْرُجُ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۱۲۲ - وَعَنْهَا قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ فَاِنْ کُنْتُ مُسْتَیْقِظَةً حَدَّثَنِیْ وَاِلَّا اضْطَجَعَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

پہلی فصل

۱۱۲۱- حضرت عائشہ نے فرمایا۔ آں حضرت نماز عشاء اور فجر کے درمیانی وقفہ میں گیارہ رکعت نماز پڑھتے تھے ہر دو رکعت کے بعد سلام کہتے اور ایک وتر پڑھتے اور ایک رکعت میں رکوع سے پہلے قریباً پچاس آیات پڑھتے جب مؤذن صبح کی اذان سے فارغ ہوتا۔ اور فجر نمایاں ہو جاتی۔ تو ہلکی سی دو رکعت پڑھتے۔ پھر دائیں پہلو لیٹ جاتے۔ یہاں تک کہ مؤذن اقامت کی اطلاع دیتا۔ تو آپ تشریف لے جاتے[1] (بخاری مسلم)

۱۱۲۲- حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ آں حضرت جب فجر کی دو رکعت سے فارغ ہوتے اگر میں بیدار ہوتی تو مجھ سے گفتگو فرماتے۔ ورنہ لیٹ جاتے[2]۔ (مسلم)

---

[1] **رات کی نماز میں رکعات کی تعداد:۔** اس کو ترمذی کے سوا احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تہجد کی نماز کے متعلق مختلف تعداد رکعات آئی ہے۔ نو بھی۔ گیارہ بھی اور تیرہ بھی یہ اختلاف محمول ہے مختلف اوقات و حالات پر اور یہ کہ ہر ایک ان میں سے جائز ہے ان میں سے آٹھ رکعت نفل ہوتے باقی وتر اور فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا حضرت عائشہ۔ ابوہریرہ عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر کی حدیثوں میں آیا ہے۔

[2] **صبح کی سنت کے بعد باتیں کرنے کا جواز:۔** ابن ماجہ اور نسائی کے سوا اس کو جماعت نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صبح کی سنتوں کے بعد باتیں کرنا منع نہیں ہے اور جمہور کا یہی مذہب ہے اور جن لوگوں نے اس کو مکروہ سمجھا ہے ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۲۳ - وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۲۴ - وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِّنْهَا الْوِتْرُ وَرَكْعَتَا الْفَجْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۲۵ - وَعَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَقَالَتْ سَبْعٌ وَّتِسْعٌ وَإِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً سِوٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۲۶ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ لِيُصَلِّيَ افْتَتَحَ صَلٰوتَهٗ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۲۳ - حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ آں حضرت جب فجر کی دو رکعت پڑھ لیتے تو دائیں پہلو پر لیٹ جاتے[1] (بخاری مسلم)

۱۱۲۴ - حضرت عائشہ نے فرمایا۔ آں حضرت رات کو تیرہ[13] رکعت پڑھتے اور وتر اور صبح کی دو رکعت بھی اس میں شامل ہوتیں[2]

۱۱۲۵ - مسروق فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت عائشہ سے آنحضرت کی شبینہ نماز کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا سات نو اور گیارہ رکعت اس لیے، فجر کی دو سنتیں شامل نہ ہوتیں۔ (بخاری)

۱۱۲۶ - حضرت عائشہ نے فرمایا۔ آں حضرت جب رات کو قیام فرماتے۔ تو نماز کا آغاز دو ہلکی رکعتوں سے فرماتے[3] (مسلم)

---

[1] **سنت فجر کے بعد دائیں جانب لیٹنا:** اس کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اور اس باب میں صحابہ کی ایک جماعت سے احادیث مروی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ صبح کی سنتوں کے بعد لیٹنا مشروع اور مستحب ہے۔ جمہور کا یہی قول ہے اور بعض نے لیٹنے کو واجب کہا ہے اور دائیں جانب اس لیے لیٹتے کہ گہری نیند نہ آجائے کیونکہ بائیں طرف لیٹنے سے گہری نیند آتی ہے۔

[2] یعنی آٹھ رکعت نفل تین رکعت وتر اور دو رکعت صبح کی سنتیں کل تیرہ رکعت اور آنحضرت کا عام معمول یہی تھا۔

[3] **رات کی نماز کا طریقہ:** اس کو احمد اور ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے اصل میں تہجد کی پہلی دو رکعتیں تحیۃ الوضو کے قائم مقام کر کے ہلکی پڑھی جاتی ہیں کیونکہ تحیۃ الوضو کے نفل علیحدہ نہیں ہوتے اور پھر باقی رکعتیں لمبی کرتے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۲۷ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ مِنَ اللَّیْلِ فَلْیَفْتَتِحِ الصَّلٰوةَ بِرَكْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۲۸ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِیْ مَیْمُوْنَةَ لَیْلَةً وَّالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فَتَحَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَعَ اَهْلِهٖ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاٰخِرُ اَوْ بَعْضُهٗ قَعَدَ فَنَظَرَ اِلَی السَّمَآءِ فَقَرَأَ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ حَتّٰی خَتَمَ السُّوْرَةَ ثُمَّ قَامَ اِلَی الْقِرْبَةِ فَاَطْلَقَ شِنَاقَهَا ثُمَّ صَبَّ فِی الْجَفْنَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوْءًا حَسَنًا بَیْنَ الْوُضُوْئَیْنِ لَمْ یُكْثِرْ وَقَدْ اَبْلَغَ فَقَامَ فَصَلّٰی فَقُمْتُ فَتَوَضَّاْتُ فَقُمْتُ عَنْ یَّسَارِهٖ فَاَخَذَ بِاُذُنِیْ فَاَدَارَنِیْ عَنْ یَّمِیْنِهٖ فَتَتَامَّتْ صَلٰوتُهٗ ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتّٰی نَفَخَ وَكَانَ اِذَا نَامَ نَفَخَ فَاٰذَنَهٗ بِلَالٌ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّأْ وَكَانَ فِیْ

۱۱۲۷ - حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آں حضرت نے فرمایا۔ جب کوئی تم میں سے رات کو قیام کرے۔ تو نماز دو ہلکی رکعتوں سے شروع کرے۔ (مسلم)

۱۱۲۸ - حضرت ابن عباس فرماتے ہیں میں ایک رات اپنی خالہ حضرت میمونہ کے ہاں سویا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس رات وہیں تھے۔ رات تھوڑی دیر آپ اپنے اہل سے گفتگو فرماتے رہے۔ پھر سو گئے جب رات کا ایک تہائی حصہ رہ گیا۔ یا کچھ حصہ آپ بیٹھ گئے اور آسمان کی طرف دیکھا اور پڑھا۔ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ (آخر سورت تک) پھر مشکیزے کا منہ کھول کر پیالے میں پانی ڈالا پھر اچھی طرح وضو فرمایا۔ پانی زیادہ صرف نہیں کیا پوری طرح وضو کیا اور کھڑے ہو کر نماز شروع فرمائی میں نے اٹھ کر وضو کیا اور آپ کی بائیں طرف کھڑا ہو گیا آپ نے میرا کان پکڑ کر مجھے دائیں طرف کھڑا کر دیا۔ آپ نے پوری تیرہ ۱۳ رکعت ادا فرمائیں پھر لیٹ کر سو گئے اور خراٹے لینے لگے۔ اور جب سوتے خراٹے لیتے پھر بلال نے آپ کو نماز کی اطلاع دی۔ آپ نے نماز پڑھی۔ اور وضو نہ کیا۔ اور آپ یہ دعا..... پڑھتے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَّمِیْنِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَّسَارِیْ نُوْرًا وَّفَوْقِیْ نُوْرًا وَّتَحْتِیْ نُوْرًا وَّاَمَامِیْ نُوْرًا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دُعَائِہٖ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَمِیْنِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَسَارِیْ نُوْرًا وَّفَوْقِیْ نُوْرًا وَّتَحْتِیْ نُوْرًا وَّ اَمَامِیْ نُوْرًا وَّخَلْفِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا وَّزَادَ بَعْضُھُمْ وَفِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا وَّذَکَرَ وَعَصَبِیْ وَلَحْمِیْ وَدَمِیْ وَ شَعْرِیْ وَ بَشَرِیْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّھُمَا وَاجْعَلْ فِیْ نَفْسِیْ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا وَّفِیْ اُخْرٰی لِمُسْلِمٍ اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا۔

وَخَلْفِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ لِیْ نُوْرًا

اور بعض رواۃ نے زیادہ کیا۔ وَفِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا وَّعَصَبِیْ نُوْرًا وَلَحْمِیْ نُوْرًا وَدَمِیْ وَشَعْرِیْ وَبَشَرِیْ۔

(بخاری ـ مسلم)

اور ایک روایت ان دونوں میں ہے وَاجْعَلْ فِیْ نَفْسِیْ نُوْرًا وَاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا۔

اور مسلم میں ہے ۔ اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا

اے اللہ میرے دل اور آنکھوں کانوں میں نور کر دے اور میرے دائیں بائیں اوپر نیچے آگے پیچھے نور کر دے اور مجھے نور بنا دے میری زبان اعصاب میرے گوشت خون بالوں اور چمڑے میں نور کر دے۔ میرے نفس میں نور کر دے اور نور کو میرے لیے بڑا کر دے اور مجھے نور عطا فرما دے۔

لہ تہجد کی نماز کی ایک دعاء اس حدیث کو ترمذی کے سوا اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث کو ابن عباس سے ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ اکثر نے ان میں سے تعداد رکعات کا ذکر نہیں کیا اور جن لوگوں نے بیان کیا ہے انہوں نے تیرہ سے زیادہ اور گیارہ سے کم ذکر نہیں کیا اور مسلم میں" اور میری زبان میں نور" کے الفاظ نہیں ہیں اور اس رات کی نماز کی رکعات کی تعداد گیارہ ہے اور جس روایت میں تیرہ رکعت آئی ہیں اس میں یحییٰ بن جزار نے وضاحت کی ہے کہ آپ نے آٹھ رکعت نفل پڑھے اور تین رکعت وتر اور دو رکعتیں فجر کی نماز سے پہلے پڑھیں۔ آپ نے جوان فی خلق السموات والارض آیت پڑھی اس میں عجیب تر لطائف ہیں۔ بشرطیکہ کوئی غور سے اس کو پڑھے۔ یعنی خداوند تعالیٰ کے خالق کائنات اور مدبر کائنات اور متصرف کائنات ہونے پر یہ آیت بڑی گہری روشنی ڈالتی ہے۔ اس کے بعد آپ نے نور کا سوال کیا۔ اپنے ہر رگ و ریشے میں نور اپنے ہر اعضاء میں نور اپنی ہر طرف نور۔ غرض نور سے حق اور ہدایت کی وضاحت مراد ہے کہ اس میں کوئی خفا باقی شدہ جائے آج کل نور کا ایک مسئلہ بھی چل نکلا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشر نہیں تھے بلکہ نور تھے۔ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ تورات بھی نور تھی۔ انجیل نور تھی۔ اسلام نور ہے۔ قرآن نور ہے اور نبی بھی نور ہے۔ سورج نور ہے۔ چاند (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

١١٢٩ - وَعَنْهُ اَنَّهٗ رَقَدَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَيْقَظَ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّاَ وَهُوَ يَقُوْلُ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتّٰى خَتَمَ السُّوْرَةَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ اَطَالَ فِيْهِمَا الْقِيَامَ وَالرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ سِتَّ رَكَعَاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ يَسْتَاكُ وَيَتَوَضَّاُ وَيَقْرَاُ هٰؤُلَآءِ الْاٰيَاتِ ثُمَّ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١١٣٠ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ اَنَّهٗ قَالَ لَاَرْمُقَنَّ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّيْلَةَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلّٰى

١١٢٩ - ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ وہ آں حضرت کے پاس سوئے۔ آپ رات بیدار ہوئے مسواک کی وضو کیا اور یہ آیت پڑھی۔ ان فی خلق السموات (آخر سورہ تک) پھر آپ نے دو رکعت ادا فرمائیں اور قیام رکوع اور سجود بہت لمبا فرمایا پھر فارغ ہو کر سو گئے۔ یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے۔ آپ نے تین دفعہ اس طرح کیا اور چھ رکعت پڑھیں ہر دفعہ یہ آیت پڑھتے۔ مسواک کرتے وضو کرتے۔ پھر تین وتر پڑھے[1]۔ (مسلم)

١١٣٠ - زید بن خالد جہنی نے فرمایا۔ میں آج رات آنحضرت کی نماز کو دیکھوں گا۔ آپ نے ہلکی سی دو رکعت پڑھیں پھر دو رکعت بہت ہی لمبی پڑھیں۔ پھر دو رکعت پڑھیں۔ وہ ان پہلی دو رکعات سے مختصر تھیں۔ پھر دو رکعت ادا کیں۔ وہ ان

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ) نور ہے ستارے نور ہیں اور اس کے علاوہ دنیاوی طور پر بجلی نور ہے۔ گیس نور ہے۔ لالٹین نور ہے چراغ نور ہے ان تمام نوروں کی دو قسمیں ہیں ایک مادی نور ہیں یہ ظاہری چیزیں دکھاتے ہیں اور ان کا اصل نور نہیں ہے یعنی ذات نور نہیں بلکہ صفت نور ہے۔ مثلاً لالٹین کہ اس میں سوت کی بتی بھی نور نہیں اور ٹین کی۔ لالٹین بھی نور نہیں مٹی کا تیل بھی نور نہیں ہے شیشے کی چمنی بھی نور نہیں لیکن صفت نور ہے یہی حال بجلی کے بلب اور تاروں کا ہے اور اسی طرح مٹی کے چراغ کا حال ہے کہ کسی کی بھی ذات نور نہیں بلکہ صفت ہے اور روحانی نور وہ ہیں۔ جو کفر شرک بدعات اور فسق وفجور کے اندھیروں کو دور کرتے ہیں یہ بھی اپنی صفت میں نور ہیں ذات میں نہیں۔ ذات وہی بشر ہے جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا قل انما انا بشر مثلکم کہہ دو کہ میں صرف تمہارے جیسا آدمی ہوں یہاں حصر کا کلمہ لا کر وضاحت کر دی کہ حقیقت یہی ہے یہ کسر نفسی نہیں اور یہ بھی نہیں کہ بشریت کا جامہ پہن کر آیا ہے ورنہ اصل میں کچھ اور ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] تہجد کی یہ صورت ثابت نہیں ہے۔ اس کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس میں تین بار رکعات کے درمیان سونے کا بھی ذکر ہے جو اور کسی روایت میں نہیں۔ اس حدیث کے متن میں اضطراب ہے۔ اسی لیے مسلم نے اس کو اصول روایات میں ذکر نہیں کیا بلکہ متابعات میں ذکر کیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ هٰكَذَا فِيْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ وَّأَفْرَادِهٖ مِنْ كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ وَمُوَطَّا مَالِكٍ وَسُنَنِ أَبِيْ دَاوٗدَ وَجَامِعِ الْأُصُوْلِ۔

۱۱۳۱ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا بَدَّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَقُلَ كَانَ أَكْثَرُ صَلٰوتِهٖ جَالِسًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۳۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَقَدْ عَرَفْتُ النَّظَائِرَ الَّتِيْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرُنُ بَيْنَهُنَّ فَذَكَرَ عِشْرِيْنَ سُوْرَةً مِّنْ أَوَّلِ الْمُفَصَّلِ عَلٰى تَالِيْفِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ سُوْرَتَيْنِ فِيْ رَكْعَةٍ اٰخِرُهُنَّ حٰمٓ الدُّخَانُ وَعَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

سے مختصر ہیں۔ پھر دو رکعت ان سے چھوٹی پڑھیں اور پھر دو رکعت پڑھیں۔ وہ ان سے کم تھیں۔ پھر وتر پڑھے یہ تیرہ رکعت ہوئیں (مسلم) مسلم میں دو رکعت کا ذکر چار دفعہ آیا ہے[1]۔ حمیدی نے افراد مسلم میں اور موطا مالک ابوداؤد اور جامع الاصول میں اسی طرح ہے۔

۱۱۳۱ - حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ جب آپ کا بدن بوجھل ہو گیا۔ آپ نماز اکثر اوقات بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے[2]۔ (بخاری۔ مسلم)

۱۱۳۲ - عبداللہؓ بن مسعود نے فرمایا۔ میں ان ملتی جلتی بیس سورتوں کو جانتا ہوں۔ جنہیں آں حضرت ایک رکعت میں ملا کر پڑھا کرتے تھے یہ سورتیں عبداللہ بن مسعود کے مصحف کی ترتیب کے مطابق مفصل کی ابتدائی سورتیں تھیں۔ آخری دو سورتیں حم الدخان اور عم یتساءلون ہیں[3]۔ (بخاری مسلم)

---

[1] اس حدیث کو اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اور زید کا یہ قول کہ "پھر دو رکعتیں پڑھیں" چار مرتبہ ہے۔ مؤلف کا مقصود اس کلام سے بغوی پر اعتراض کرنا ہے کہ اس نے مصابیح میں تین مرتبہ ذکر کیا ہے۔

[2] **نفل نماز بڑھاپے کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھنا۔** اس مضمون کی ایک حدیث حضرت حفصہ کی بھی ہے جو احمد، مسلم، نسائی، ترمذی میں ہے اور صحیح ہے کہ میں نے آنحضرت کو بیٹھ کر نماز پڑھتے کبھی نہ دیکھا ہاں وفات سے ایک سال قبل تہجد کی نماز بیٹھ کر پڑھنے لگے اور مسلم میں حضرت عائشہ کی حدیث میں ہے کہ جب آپ کا بدن بڑھاپے میں بھاری ہو گیا تو تہجد بیٹھ کر پڑھنے لگے اس حدیث میں دلیل ہے کہ نفل نماز قیام کی قدرت کے باوجود بیٹھ کر پڑھنا بغیر عذر کے بھی جائز ہے نووی نے کہا اس پر اجماع ہے لیکن بیٹھ کر پڑھنے سے اجر کم ہو جاتا ہے

[3] اس کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے نظائر کا مطلب یہ ہے کہ مضمون میں ایک جیسی ہیں نہ کہ آیتوں کی تعداد میں مفصل سورتیں سورہ قٓ سے لے کر آخر تک ہیں۔ مصحف عثمانی کی ترتیب پر عبداللہ بن مسعود نے اپنے مصحف کی ترتیب نہیں رکھی تھی بلکہ ان کی ترتیب علیحدہ تھی (باقی اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّانِی

۱۱۳۳ - عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ وَكَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ثَلٰثًا ذُوالْمَلَكُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظْمَةِ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ فَقَرَأَ الْبَقَرَةَ ثُمَّ رَكَعَ فَكَانَ رُكُوْعُهٗ نَحْوًا مِّنْ قِيَامِهٖ وَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ فَكَانَ قِيَامُهٗ نَحْوًا مِّنْ رُّكُوْعِهٖ يَقُوْلُ لِرَبِّيَ الْحَمْدُ ثُمَّ سَجَدَ فَكَانَ سُجُوْدُهٗ نَحْوًا مِّنْ قِيَامِهٖ فَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ وَكَانَ يَقْعُدُ فِيْمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ نَحْوًا مِّنْ سُجُوْدِهٖ وَكَانَ يَقُوْلُ رَبِّ اغْفِرْلِيْ رَبِّ اغْفِرْلِيْ فَصَلّٰى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَرَأَ فِيْهِنَّ الْبَقَرَةَ وَاٰلَ عِمْرَانَ وَالنِّسَاءَ وَالْمَائِدَةَ اَوِالْاَنْعَامَ شَكَّ شُعْبَةُ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ۔

دوسری فصل

۱۱۳۳۔ حضرت حذیفہ نے آں حضرت کو دیکھا۔ آپ رات کو نماز پڑھتے اور فرماتے اللہ اکبر (تین دفعہ) ذوالملکوت والجبروت والکبریاء والعظمۃ اللہ بہت بڑا بادشاہ ہے۔ غالب برتری اور عظمت والا پھر نماز شروع فرماتے اور سورہ بقرہ پڑھتے پھر رکوع فرماتے اور رکوع آپ کا قیام کے قریب قریب ہوتا۔ رکوع میں فرماتے سبحان ربی العظیم (اللہ پاک ہے بڑی عظمت والا) پھر رکوع سے سر اٹھاتے اور یہ قومہ رکوع کے برابر ہوتا اور فرماتے لربی الحمد (میرے رب کے لیے حمد ہے) پھر سجدہ کرتے اور سجدہ قیام کے قریب قریب ہوتا اور سجدہ میں فرماتے سبحان ربی الاعلی۔ (اللہ بلندی والا پاک ہے) پھر سجدے سے سر اٹھاتے اور دونوں سجدوں میں سجود کے برابر بیٹھتے اور فرماتے رب اغفرلی۔ (اے اللہ مجھے بخش دے) آپ نے چار رکعات پڑھیں اور ان میں سورہ بقرہ۔ آل عمران۔ نساء۔ مائدہ یا انعام تلاوت فرمائی شعبہ نے شک کیا ہے[1] (ابوداؤد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

سورہ دخان اور سورہ نبأ مفصل کی آخری سورتیں اس طرح بن سکتی ہیں کہ مفصلات کو صافات سے شروع کیا جائے جیسا کہ بعض کا قول ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] اس کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ شعبہ راوی کو جو مائدہ اور انعام میں شک ہے تو قیاس یہی چاہتا ہے کہ وہ سورہ مائدہ ہی ہوگی کیونکہ قرآن کریم کی ترتیب اسی کا تقاضا کرتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۳۴ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَامَ بِعَشْرِ اٰيَاتٍ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ وَمَنْ قَامَ بِمِائَةِ اٰيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِيْنَ وَمَنْ قَامَ بِاَلْفِ اٰيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْمُقَنْطِرِيْنَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ -

۱۱۳۵ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ يَرْفَعُ طَوْرًا وَّيَخْفِضُ طَوْرًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ -

۱۱۳۶ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَدْرِ مَا يَسْمَعُهٗ مَنْ فِي الْحُجْرَةِ وَهُوَ فِي الْبَيْتِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ -

---

۱۱۳۴ - عبداللہ بن عمرو بن عاص فرماتے ہیں۔ آں حضرت نے فرمایا۔ جو آدمی دس آیات سے رات کو قیام کرے اس کا شمار غافلوں میں نہیں ہوگا۔ جو سو آیت سے قیام کرے اسے اطاعت گذاروں میں لکھا جاتا ہے اور جو ہزار آیت سے قیام کرے اسے زیادہ اجر پانے والوں میں لکھا جاتا ہے[1] (ابوداؤد)

۱۱۳۵ - ابوہریرہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت رات کی قرأت میں کبھی آہستہ پڑھتے۔ کبھی آواز سے پڑھتے[2] (ابوداؤد)

۱۱۳۶ - ابن عباس فرماتے ہیں آنحضرت کی قرأت اتنی بلند ہوتی کہ آپ صحن میں پڑھتے تو اہل حجرہ سن لیتے[3] (ابوداؤد)

---

[1] **قیام لیل کی ترغیب**:۔ اس پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے اور اس کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور اس میں یہ لفظ بھی ہیں کہ جو دو سو آیتوں سے قیام کرے وہ خزانہ اکٹھا کرنے والوں سے ہے اور اس مضمون کی ایک حدیث ابوہریرہ کی بھی ہے جس کو حاکم نے صحیح کہا ہے قنوت کے کئی معنی ہیں اور یہاں اس کے معنی رات کا قیام ہے اور قنطار کا معنی خزانہ ہے اور یہاں کثرت اجر مراد ہے۔

[2] **رات کی قرأت جہر اور آہستہ دونوں طرح**:۔ اس پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے اور اس باب میں عائشہ کی حدیث بھی ہے جس کو احمد اور اہل سنن نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی قرأت آہستہ آواز سے کرتے تھے اور کبھی جہر سے اور اس باب میں اور بھی کئی حدیثیں ہیں جن سے رات کی نماز میں جہر اور آہستگی دونوں طرح سے قرأت کا جائز ہونا ثابت ہوتا ہے اور اکثر روایات سے درمیانی آواز سے قرأت مستحب معلوم ہوتی ہے۔

[3] **رات کی قرأت درمیانی آواز سے**:۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی تہجد کی قرأت نہ تو اتنی آہستہ ہوتی تھی کہ اس کو کوئی سن ہی نہ سکے اور نہ اتنی بلند ہوتی تھی جتنی کہ جہری نمازوں میں آپ کرتے تھے یعنی آپ کی قرأت درمیانی ہوتی تھی اور یہ جب ہے کہ آپ گھر میں ہوتے ورنہ مسجد میں آپ کی آواز بلند ہوتی تھی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۳۷ - وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَیْلَۃً فَاِذَا ھُوَ بِاَبِیْ بَکْرٍ یُّصَلِّیْ یَخْفِضُ مِنْ صَوْتِہٖ وَمَرَّ بِعُمَرَ وَھُوَ یُصَلِّیْ رَافِعًا صَوْتَہٗ قَالَ فَلَمَّا اجْتَمَعَا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا اَبَا بَکْرٍ مَرَرْتُ بِکَ وَاَنْتَ تُصَلِّیْ تَخْفِضُ صَوْتَکَ قَالَ قَدْ اَسْمَعْتُ مَنْ نَّاجَیْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَقَالَ لِعُمَرَ مَرَرْتُ بِکَ وَاَنْتَ تُصَلِّیْ رَافِعًا صَوْتَکَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُوْقِظُ الْوَسْنَانَ وَاَطْرُدُ الشَّیْطَانَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا بَکْرٍ ارْفَعْ مِنْ صَوْتِکَ شَیْئًا وَقَالَ لِعُمَرَ اخْفِضْ مِنْ صَوْتِکَ شَیْئًا رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ نَحْوَہٗ۔

۱۱۳۸ - وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَصْبَحَ بِاٰیَۃٍ وَالْاٰیَۃُ اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَھُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ

۱۱۳۷ - حضرت ابو قتادہؓ سے مروی ہے۔ آں حضرت ایک رات نکلے۔ آپ نے حضرت ابو بکر کو دیکھا، وہ آہستہ آواز سے نماز پڑھ رہے تھے۔ اور حضرت عمر کے پاس گزرے وہ بلند آواز سے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب دونوں آنحضرت کے پاس اکٹھے ہوئے۔ آپ نے فرمایا، ابو بکر میں آپ کے پاس گزرا۔ آپ آہستہ آواز سے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا۔ میں جس سے سرگوشی کر رہا تھا۔ اسے سنا رہا تھا اور حضرت عمر سے فرمایا۔ میں آپ کے پاس سے گزرا۔ آپ اونچی آواز سے پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر نے فرمایا۔ حضرت میں سوتوں کو جگا رہا تھا اور شیطان کو دھتکار رہا تھا۔ آپ نے حضرت ابو بکر سے فرمایا۔ آپ ذرا بلند آواز سے پڑھیں اور حضرت عمر سے کہا۔ آپ کسی قدر آواز آہستہ کر دیں[1] (ابوداؤد ترمذی)

۱۱۳۸ - ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک رات نماز میں صبح تک ایک ہی آیت کی تلاوت فرماتے رہے ان تعذبھم فانھم عبادك وان تغفر لھم فانك انت العزیز الحکیم (اگر تو عذاب کرے تو یہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر تو معاف کر دے

---

[1] درمیانی آواز قرآن کا حکم ہے:۔ اس حدیث کو ابوداؤد مسند اور مرسل دونوں طریق سے لائے ہیں اور ترمذی نے اس کو غریب کہا ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قرأت میں درمیانی آواز رکھی جائے اور قرآن مجید سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے وَلَا تَجْھَرْ بِصَلٰوتِکَ وَلَا تُخَافِتْ بِھَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا (نہ اپنی نماز میں قرأت کرتے ہوئے آواز بلند کرو نہ آہستہ اور اس کے درمیان اپنی راہ تجویز کرو)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۱۱۳۹۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيَضْطَجِعْ عَلَى يَمِينِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۱۴۰۔ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ أَيُّ الْعَمَلِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الدَّائِمُ قُلْتُ فَأَيَّ حِينٍ كَانَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَتْ كَانَ يَقُومُ إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تو غالب اور دانا ہے[1]۔ (نسائی۔ ابن ماجہ)

۱۱۳۹۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آں حضرت نے فرمایا۔ جب تم فجر کی دو رکعت پڑھ چکو۔ تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاؤ (ترمذی۔ ابوداؤد)

تیسری فصل

۱۱۴۰۔ مسروقؒ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا۔ آں حضرت کو کون سا عمل زیادہ پسندیدہ تھا۔ فرمایا جو ہمیشہ کیا جائے۔ میں نے کہا۔ آپ رات کس وقت قیام فرماتے تھے۔ فرمایا۔ جب مرغ کی آواز سنتے (بخاری مسلم)۔

---

[1] ساری رات ایک ہی آیت کی قرأت :۔ اس حدیث کو احمد۔ ابن خزیمہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اس کے راوی ثقہ ہیں۔ آیت کے معنی یہ ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے روز اپنی خطا کا رامت کی طرف سے معذرت بھی کریں گے۔ اور یہ بھی جانتے ہیں کہ انھوں نے ان کو خدا تعالےٰ کا بیٹا بنا دیا تھا یعنی شرک کیا تھا اور مشرک کے لیے دعائے مغفرت جائز نہیں ادھر امت کی شفقت مجبور کرتی ہے کہ کچھ عرض بھی کریں پھر انداز ایسا اختیار فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ناراض بھی نہ ہو اور دبے لفظوں میں سفارش بھی ہو جائے کہتے ہیں اے اللہ اگر تو ان کو سزا دے تو تیرے بندے ہیں اس پر اعتراض کون کر سکتا ہے اور اگر معاف کر دے تو تو غالب ہے حکمت والا ہے تو جسے چاہے معاف کر دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کا خیال آگیا اور اسی آیت کو دہراتے لگے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی التجا کو قبول فرمایا جیسا کہ احمد کی روایت میں ہے کہ ابوذر نے کہا کہ اے اللہ کے رسول آپ تمام رات یہی آیت پڑھتے رہے تو آپ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے شفاعت کا سوال کیا اس نے مجھ کو میری امت کی شفاعت دے دی اور وہ قیامت کے روز ان شاء اللہ ہر مسلمان کو پہنچے گی جو اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہوگا۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۴۱ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا كُنَّا نَشَآءُ اَنْ نَّرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اللَّيْلِ مُصَلِّيًا اِلَّا رَاَيْنَاهُ وَلَا نَشَآءُ اَنْ نَّرَاهُ نَائِمًا اِلَّا رَاَيْنَاهُ رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ -

۱۱۴۲ - وَعَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ اِنَّ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُ وَاَنَا فِيْ سَفَرٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَاَرْقُبَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلصَّلٰوةِ حَتّٰى اَرٰى فِعْلَهٗ فَلَمَّا صَلّٰى صَلٰوةَ الْعِشَآءِ وَهِيَ الْعَتَمَةُ اضْطَجَعَ هَوِيًّا مِّنَ اللَّيْلِ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَنَظَرَ فِي الْاُفُقِ فَقَالَ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا حَتّٰى بَلَغَ اِلٰى اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ثُمَّ اَهْوٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَاسْتَلَّ مِنْهُ سِوَاكًا ثُمَّ اَفْرَغَ فِيْ قَدَحٍ مِّنْ اِدَاوَةٍ عِنْدَهٗ مَآءً فَاسْتَنَّ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى حَتّٰى قُلْتُ قَدْ صَلّٰى قَدْرَ مَا نَامَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى قُلْتُ قَدْ نَامَ قَدْرَ مَا صَلّٰى ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَفَعَلَ كَمَا فَعَلَ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَقَالَ مِثْلَ

۱۱۴۱ - حضرت انس فرماتے ہیں۔ ہم آنحضرت کو رات جب قیام میں دیکھنا چاہتے۔ آپ قیام میں ہوتے اور جب سویا دیکھنا چاہتے۔ آپ سوئے ہوئے ہوتے۔ (نسائی)

۱۱۴۲ - حمید بن عبدالرحمٰن نے فرمایا۔ آنحضرت کے صحابہ سے ایک بزرگ نے کہا۔ میں حضرت کے ساتھ سفر میں تھا۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں حضرت کے قیام رات کا خیال کروں گا تاکہ میں آپ کے عمل کا اندازہ کر سکوں۔ جب آپ نے عشاء کی نماز پڑھی جسے عتمہ کہتے ہیں۔ آپ رات کے کچھ حصہ تک سو گئے۔ پھر بیدار ہوئے اور آسمانوں کے کناروں کو دیکھا۔ اور یہ آیت پڑھی۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا۔ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ تک پھر بستر سے مسواک کھینچی اور ایک پیالے میں چھاگل سے پانی ڈالا۔ اور مسواک کی پھر قیام فرمایا۔ اور نماز ادا فرمائی۔ میں نے خیال کیا کہ آپ جس قدر سوئے تھے۔ اتنی دیر نماز پڑھی پھر آپ لیٹ گئے۔ میں نے خیال کیا۔ آپ اتنی دیر لیٹے۔ جس قدر آپ نے نماز پڑھی تھی۔ پھر آپ بیدار ہوتے اور پہلے کی طرح

(بقیہ صفحہ گزشتہ) ؎۲ اس کو ترمذی نے صحیح کہا اور نودی نے کہا اس کی سند شرط شیخین پر ہے اور اس کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔

؎۳ اس حدیث کو ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

؎۱ اس حدیث کو بخاری نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ نہیں کہ آنحضرت ہر وقت رات میں سوئے بھی رہتے اور نماز بھی پڑھتے رہتے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہر رات میں نماز بھی آپ پڑھتے اور سو بھی رہتے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا قَالَ فَفَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَبْلَ الْفَجْرِ رَوَاہُ النَّسَآئِیُّ۔

۱۱۴۳- وَعَنْ یَعْلَی بْنِ مَمْلَكٍ اَنَّہٗ سَاَلَ اُمَّ سَلَمَۃَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ قِرَاءَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَصَلٰوتِہٖ فَقَالَتْ وَمَا لَکُمْ وَصَلٰوتَہٗ کَانَ یُصَلِّیْ ثُمَّ یَنَامُ قَدْرَ مَا صَلّٰی ثُمَّ یُصَلِّیْ قَدْرَ مَا نَامَ ثُمَّ یَنَامُ قَدْرَ مَا صَلّٰی حَتّٰی یُصْبِحَ ثُمَّ نَعَتَتْ قِرَاءَتَہٗ فَاِذَا ھِیَ تَنْعَتُ قِرَاءَۃً مُّفَسَّرَۃً حَرْفًا حَرْفًا رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَآئِیُّ۔

کیا۔ فجر سے پہلے آپ نے یہ عمل تین دفعہ کیا۔[۱] (نسائی)

۱۱۴۴- یعلی بن مملک نے حضرت ام سلمہ سے.......... آنحضرت کی نماز اور قرأت کے متعلق دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا تم لوگ حضرت کی نماز کے متعلق کیا پوچھتے ہو۔ آپ نماز پڑھتے۔ پھر بقدر سو جاتے۔ پھر جس قدر سوتے نماز پڑھ لیتے۔ پھر بقدر نماز سو جاتے۔ یہاں تک کہ صبح ہو جاتی پھر حضرت ام سلمہ نے آپ کی قرأت کا ذکر کیا۔ فرمایا۔ آپ کی قرأت کے حرف حرف الگ الگ[۲] تھے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی)

---

[۱] رات کو بار بار سونا اور بار بار نماز پڑھنا:۔ نسائی کی سند کے راوی ثقہ ہیں اور یہ آدمی زید بن خالد جہنی تھے اوسان کی حدیث پہلے گزر چکی ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ جب نماز پڑھتے پڑھتے تھک جاتے تو پھر لیٹ جاتے اور کچھ دیر سونے کے بعد پھر اٹھ کر نماز پڑھنا شروع کر دیتے ایک حدیث میں آیا ہے "قرۃ عینی فی الصلوٰۃ" کہ نماز میں مجھے سکون حاصل ہوتا ہے۔ اس طرح آپ ہمیشہ نہ کرتے بلکہ کبھی اس طرح کبھی اس طرح

[۲] ترمذی نے اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد فرمایا ہے یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور صرف لیث بن سعد کے ذریعہ سے ہم اس کو جانتے ہیں۔ البتہ لیث بن سعد ثقہ ہے جماعت نے اس سے روایت کی ہے۔ ام سلمہ کہتی ہیں کہ تم آپ کی نماز کی کیفیت پوچھ کر کیا کرو گے کیونکہ تم کو اس کی طاقت ہی نہیں ہے کہ آنحضرت کی یہ حالت سونے اور جاگنے کی صبح تک برابر رہتی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ

جب رات کو اٹھے تو کیا پڑھے

رات کے قیام سے عبادت کے علاوہ یک سوئی مطلوب ہے۔ اس لیے آپ نماز کے علاوہ ادعیہ اور اذکار بھی پڑھتے تاکہ یک سوئی ہو۔ اور دل اللہ کی طرف لگ جائے۔ زبان ظاہری اعمال اور دل کے درمیان ایک واسطہ ہے جب عمل زبان اور دل ایک طرف لگ جائیں۔ یہی یکسوئی ہے۔ اور یہی عبادت کی روح ہے۔ رات کا وقت تفکرات سے خالی ہوتا ہے اس لیے اس میں یک سوئی اور دل جمعی کے امکانات زیادہ ہیں۔

ع۔ شب بیداری خدا تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ جسمانی اور روحانی دونوں لحاظ سے بے نظیر چیز ہے۔ تہجد کی نماز جب تک پنجگانہ نماز فرض نہ ہوئی تھی۔ فرض تھی۔ جب پنجگانہ نماز مقرر ہوئی تو اس کی فرضیت منسوخ ہو گئی اور نفلی نماز کی حیثیت سے باقی رہ گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نفلی نمازوں میں سے جتنی تاکید اس کی فرماتے اور کسی نماز کی نہ فرماتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی ذات پر یہ نماز فرض رہی قرآن مجید میں ہے۔ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ آپ تہجد کی نماز پڑھا کریں یہ آپ کی نماز آپ کے لیے ایک زائد نماز ہے۔ قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود تک پہنچائے یعنی چونکہ آپ کو مرتبہ بھی سب سے بڑھ کر ملنے والا ہے اس لیے آپ پر یہ نماز بھی اوروں سے زائد فرض کی گئی ہے۔ اور آنحضرت پر اس نماز کی فرضیت ان خصوصیات میں سے ہے جو آپ کو امت کے علاوہ حاصل ہیں مثلاً وصال کا روزہ بیویوں کی چار سے زیادہ کی اجازت۔ بیویوں کے اخراجات کا آپ کے ذمہ فرض نہ ہونا وغیرہ وغیرہ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۱۴۴- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

پہلی فصل

۱۱۴۴- حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا۔ آنحضرت جب رات کو تہجد کے لیے اٹھتے تو فرماتے اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اللّٰهُمَّ أَنْتَ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اے اللہ تیری تعریف ہے۔ تو ہی آسمان اور زمین کا محافظ ہے اور جو چیز ان میں ہے اور تیرے لیے حمد ہے۔ اے اللہ آسمان اور زمین اور جو ان میں ہے۔ اس کی روشنی تیری وجہ سے ہے اور تیرے لیے حمد ہے تو آسمان اور زمین کا بادشاہ ہے اور جو ان میں ہے تیرے لیے حمد ہے تو حق ہے۔ تیرا وعدہ حق ہے۔ تیری ملاقات حق ہے۔ تیری بات حق ہے جنت حق ہے۔ آگ حق ہے تمام نبی سچے ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں۔ قیامت حق ہے۔ اے اللہ میں نے تیری اطاعت کی۔ میں تجھ پہ ایمان لایا۔ میں نے تجھ پر بھروسہ کیا اور میں تیری طرف توجہ کرتا ہوں۔ تیرے ہی نام سے جھگڑتا ہوں تیرے فیصلہ کو قبول کرتا ہوں مجھے معاف فرمایا جو میں نے پہلے کیا۔ جو میں نے بعد میں کیا۔ جو سامنے کیا۔ جو پوشیدہ کیا۔ اور جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو ہی سب سے پہلے ہے اور سب سے آخر تو ہی معبود ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں (بخاری مسلم)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۴۵ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلٰوتَهٗ فَقَالَ اللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ اِهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۴۶ - وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ

۱۱۴۵ - حضرت عائشہؓ سے مروی ہے آنحضرت جب رات کو نماز شروع فرماتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ اِهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ اے جبرائیل میکائیل اور اسرافیل کے رب آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے غیب اور حاضر کے جاننے والے تو ہی لوگوں کے اختلافات میں فیصلہ فرمائے گا اپنے حکم سے مجھے حق کی طرف رہنمائی فرما۔ تو جسے چاہے صراط مستقیم کی طرف راستہ دکھائے[1] (مسلم)

۱۱۴۶ - عبادہؓ بن صامت سے مروی ہے۔ آں حضرت نے فرمایا جو آدمی رات کو بیدار ہو وہ یہ دعا پڑھے۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں پورا ملک اس کا ہے۔ تمام حمد اس کی ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ پاک ہے

---

[1] اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا مالک ہے۔ اس حدیث کو اہل سنن اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے رب ہیں لیکن آپ نے بعض چیزوں کو مخصوص کیا جو کہ نہایت عظیم الشان تھیں جیسے کہا جائے آسمانوں اور زمینوں کا رب اور عرش عظیم کا رب اور مقصد یہ ہے کہ ان چیزوں کی عظمت بھی ظاہر ہو جائے اور چونکہ اس مقام میں خدا تعالیٰ کی صفات ملک بقا اور ایجاد کا تذکرہ تھا اس لیے یہاں عزرائیل کا نام نہ لیا کیونکہ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی صفات اعدام اور فنا سے ہے ورنہ وہ بھی چوتھا عظیم الشان فرشتہ ہے۔ قیامت میں خداوند تعالیٰ لوگوں کے جنتی اور دوزخی ہونے کا فیصلہ فرمائیں گے اور دنیا میں ہدایت و گمراہی کا فیصلہ بھی وہی کرتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ اَوْ قَالَ ثُمَّ دَعَا اُسْتُجِيْبَ لَهٗ فَاِنْ تَوَضَّأَ وَصَلّٰى قُبِلَتْ صَلٰوتُهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۱۱۴۷- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَيْقَظَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِيْ وَاَسْئَلُكَ رَحْمَتَكَ اَللّٰهُمَّ زِدْنِيْ عِلْمًا وَّلَا تُزِغْ قَلْبِيْ بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنِيْ وَهَبْ لِيْ مِنْ

اللہ کے لیے حمد ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ گناہ سے بچنا اور نیکی کرنا اسی کی توفیق سے ہے پھر کہے اللھم اغفرلی (اے اللہ مجھے معاف فرما) یا فرمایا پھر دعا کرے۔ اس کی دعا قبول ہو گی اور اگر وضو کر کے نماز پڑھے اس کی نماز قبول کی جائے گی[1] (بخاری)

دوسری فصل

۱۱۴۷- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رات کو بیدار ہوتے تو فرماتے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِيْ وَاَسْئَلُكَ رَحْمَتَكَ اَللّٰهُمَّ زِدْنِيْ عِلْمًا وَّلَا تُزِغْ قَلْبِيْ بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنِيْ وَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے۔ اے اللہ اپنی صفات سمیت میں اپنے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں۔ اور تیری رحمت چاہتا ہوں۔ اے اللہ مجھے زیادہ علم عطا کر میرا دل ہدایت کے بعد ٹیڑھا نہ کر۔

---

[1] **دعا کی قبولیت کا طریقہ**: اس کو اہل سنن اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا۔ ابن بطال نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبان پر وعدہ کیا ہے کہ جو آدمی نیند سے بیدار ہو اور اپنے رب کی توحید کی گواہی اپنی زبان سے ادا کرے اور جو چیزیں اس کی شان کے لائق نہیں پس ان کو اس سے دور کرے اور اپنی عاجزی اور اس کی قدرت کا اقرار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں کو قبول کرے گا اور جب نماز پڑھے تو اس کی نماز قبول ہو گی۔ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں بدترین گناہ شرک ہے اور پھر اس کے بعد تکبر اور اسی کے برعکس سب سے بہترین نیکی اللہ تعالیٰ کی توحید ہے اور اس کے بعد اپنی عاجزی کا اقرار ان دو نیکیوں کے بعد ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کی سب دعائیں قبول فرمائیں گے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَرَ نَّكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ۔

۱۱۴۸ - وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَبِيْتُ عَلٰى ذِكْرٍ طَاهِرًا فَيَتَعَارُّ مِنَ اللَّيْلِ يَسْاَلُ اللّٰهَ خَيْرًا اِلَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ اِيَّاهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ۔

۱۱۴۹ - وَعَنْ شَرِيْقِ الْهَوْزَنِيِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَسَاَلْتُهَا بِمَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَتِحُ اِذَا هَبَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَتْ سَاَلْتَنِيْ عَنْ شَيْءٍ مَا سَاَلَنِيْ عَنْهُ اَحَدٌ قَبْلَكَ كَانَ اِذَا هَبَّ مِنَ اللَّيْلِ كَبَّرَ عَشْرًا وَحَمِدَ اللّٰهَ عَشْرًا وَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَشْرًا وَقَالَ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ عَشْرًا وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ عَشْرًا وَهَلَّلَ اللّٰهَ

اور مجھے اپنی رحمت عطا فرما۔ تو ہی بخشنے والا ہے[1]

۱۱۴۸۔ معاذ رضؓ بن جبل سے مروی ہے۔ آں حضرت نے فرمایا۔ کوئی مسلمان نہیں جو رات کو ذکر کرتے ہوئے باوضو سوجائے پھر رات بیدار ہو۔ اور اللہ سے خیر طلب کرے۔ اللہ اسے وہ دے دیگا[2]۔ (احمد۔ ابوداؤد)

۱۱۴۹ شریق ہوزنی سے مروی ہے۔ میں حضرت عائشہ کے پاس گیا اور دریافت کیا۔ حضرت جب رات کو بیدار ہوتے تو کیا چیز شروع فرماتے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا۔ تم نے وہ سوال کیا جو تم سے پہلے کسی نے نہ کیا تھا جب رات کو بیدار ہوتے تو دس دفعہ تکبیر کہتے۔ دس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہتے اور سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ دس دفعہ کہتے اور سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ دس دفعہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ دس دفعہ اور کلمۂ توحید دس دفعہ پھر فرماتے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ ضِيْقِ الدُّنْيَا وَضِيْقِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ (اے اللہ میں تیری پناہ دنیا اور آخرت کی تکالیف سے چاہتا ہوں) دس دفعہ پھر نماز شروع فرماتے۔ (ابوداؤد)

---

[1] بیدار ہوتے ہی اللہ کو یاد کرنا۔ اس کو ترمذی۔ نسائی اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ اور اسی طرح حاکم نے مستدرک میں اور اس باب میں بہت سی حدیثیں ہیں جن میں سے بعض اس کتاب میں بھی ہیں جیسے حضرت عائشہ کی یہ حدیث اور اس کے بعد حضرت معاذ کی حدیث اور ابو سعید اور کعب اسلمی کی حدیث باب کی حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نیند سے بیدار ہوتے تھے تو ذکر اور دعا میں مشغول ہو جایا کرتے تھے۔

[2] دعا کی قبولیت میں دیر کی وجہ ؛۔ اس حدیث سے باوضو سونے کی فضیلت معلوم ہوئی اور اللہ تعالٰی (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَشْرًا ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ ضِيْقِ الدُّنْيَا وَضِيْقِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ عَشْرًا ثُمَّ يَفْتَتِحُ الصَّلٰوةَ اَبُوْدَاؤدَ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۱۵۰۔ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ كَبَّرَ ثُمَّ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ ثُمَّ

تیسری فصل

۱۱۵۰۔ ابوسعید خدری فرماتے ہیں۔ آں حضرت جب رات کو اٹھتے۔ اللہ اکبر کہتے پھر فرماتے۔ سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الہ غیرک اے اللہ تو اپنی تعریفوں کے ساتھ پاک ہے۔ تیرا نام بابرکت ہے اور تیرا رتبہ اونچا ہے۔ اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر فرماتے اللہ اکبر کبیرا (اللہ بہت بڑا ہے) پھر فرماتے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) اس کو دین و دنیا کی تمام بھلائیاں دے گا جو وہ مانگے گا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے وعدے سچے ہیں۔ بعض دفعہ آدمی کوئی ایسی چیز مانگ لیتا ہے جو اس کے حق میں مضر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ وہ نہیں دیتے اور بعض دفعہ اس چیز کے ملنے کا ابھی وقت نہیں آیا ہوتا اس لیے وہ نہیں ملتی تو ہم شکوہ کرنے لگتے ہیں اور مایوس ہو جاتے ہیں دیکھو ایک چھوٹا نادان بچہ آگ کے سرخ سرخ انگاروں کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور اسے پکڑنا چاہتا ہے لیکن ماں باپ جانتے ہیں کہ ان کوئلوں (انگاروں) سے یہ جل جائے گا اس لیے اس کو جانے سے روک لیتے ہیں بچہ روتا ہے کہ مجھے یہ خوشنما چیز نہیں ملتی تو اس میں بچہ اپنی نادانی کی وجہ سے اپنی مصلحت کو نہیں سمجھ سکتا اور ماں باپ اس کی مصلحت کو سمجھتے ہیں۔ اسی طرح بعض چیزیں ہمارے حق میں مضر ہوتی ہیں جن کو ہم نہیں جانتے لیکن خدا تعالیٰ جانتے ہیں وہ نہیں دیتے تو ہم شکوہ کرتے ہیں اس کو اس طرح سمجھیں کہ ایک ماں چاول پکا رہی ہے اور چاول ابھی کچے ہیں۔ بچہ ضد کرتا ہے کہ مجھے ابھی دو ماں اسے دے گی ضرور لیکن جانتی ہے کہ ابھی چاول کچے ہیں بچے کے پیٹ میں درد شروع ہو جائے گا اس لیے اس وقت وہ بچے کو نہیں دیتی اسی طرح بعض چیزوں کے ملنے کا ابھی وقت نہیں ہوتا اس کی مصلحت کو خداوند تعالیٰ جانتے ہیں لیکن ہم لاعلمی کی وجہ سے بے صبر ہو جاتے ہیں۔ ہمت نہیں ہارنی چاہیئے صبر سے مانگتے جاؤ ضرور ملے گا دعا ضائع نہیں جائے گی۔

؂ صوفیا کی اصطلاح میں معشرات مسبعہ ہے یعنی وہ دس کلمے جن کو سات سات بار پڑھنا ہوتا ہے اس کے مقابل محدثین نے مسبعات عشرہ بتائے ہیں یعنی وہ سات کلمات جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم دس دس بار پڑھا کرتے تھے ان کو پڑھنا چاہیئے اور خود ساختہ چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَقُوْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَزَادَ اَبُوْ دَاوُدَ بَعْدَ قَوْلِهٖ غَيْرُكَ ثُمَّ يَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثَلٰثًا وَّفِيْ اٰخِرِ الْحَدِيْثِ ثُمَّ يَقْرَأُ۔

۱۱۵۱ - وَعَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ كَعْبٍ الْاَسْلَمِيِّ قَالَ كُنْتُ اَبِيْتُ عِنْدَ حُجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنْتُ اَسْمَعُهٗ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَقُوْلُ سُبْحَانَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الْهَوِيَّ ثُمَّ يَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ الْهَوِيَّ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَلِلتِّرْمِذِيِّ نَحْوُهٗ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی) میں پناہ چاہتا ہوں اللہ کی جو سنتا اور جانتا ہے شیطان مردود سے اس کے وسوسوں اس کے تکبر اور اس کی گندگی سے[1] (ابوداؤد) میں غیرک کے بعد یہ لفظ زیادہ کیے لا الہ الا اللہ (۳ دفعہ) اور آخر حدیث میں فرمایا پھر پڑھتے۔

۱۱۵۱ - ربیعہ بن کعب اسلمی نے فرمایا ۔ میں آں حضرت کے حجرہ کے قریب سوتا تھا ۔ جب آپ رات کو اٹھتے تو میں سنتا آپ سبحان رب العلمین (تمام کائنات کا رب پاک ہے) دیر تک فرماتے پھر سبحان اللہ و بحمدہ اللہ تعالی اپنی صفات سمیت پاک ہے) دیر تک فرماتے (نسائی ترمذی یہ حدیث صحیح ہے)

---

[1] یعنی شیطان انسان کو تکبر میں مبتلا کر دیتا ہے اور برے شعر اور وسوسے دل میں پیدا کرتا ہے ان سے میں اللہ تعالی ہی کی پناہ لیتا ہوں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ التَّحْرِيْضِ عَلٰى قِيَامِ اللَّيْلِ

رات میں قیام کی ترغیب

رات کی نماز مسنون ہے ۔ آنحضرت ہمیشہ قیام فرماتے تھے ۔ صحابہ عموماً پابندی سے تہجد ادا فرماتے تھے ۔ آنحضرت فرائض کی طرح تو اس کی تاکید نہیں فرماتے تھے ۔ لیکن سنن سے اس کے زیادہ پابند تھے ۔ عموماً رات کی نماز میں لمبا قیام فرماتے ۔ بعض دفعہ حضرت کے پاؤں پر ورم آ جاتا ۔ گھر والوں کو بھی ترغیب دلاتے ۔

عام طور پر رات کے آخری حصہ میں قیام فرماتے ۔ بعض اوقات کئی دفعہ رات کو بیدار ہوتے اور سوتے اس میں جفاکشی کی عادت بھی ہے ۔ اس وقت دعائیں قبول ہوتی ہیں ۔

نمبر ۱۱۶۶ میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جادوگر اور عشار کی دعا قبول نہیں فرماتے ۔ جادوگر اس لیے کہ وہ لوگوں کو ایذا پہنچاتا ہے ۔ اس کی نظر بازی سے لوگوں کو دکھ پہنچتا ہے ۔ عشار اسے کہتے ہیں ۔ جسے حکومت سرحدی علاقوں پر مختلف مقامات میں محصول وصول کرنے کے لیے مقرر کرتی ہے ۔ اگر یہ محصول درست ہو اور چنگی والے اس میں ظلم نہ کریں ۔ تو اس میں کوئی گناہ نہیں اور ایسا شخص دین کی خدمت کرتا ہے ۔ اس کی دعا منظور ہوگی ۔ اگر وہ محاصل شرعاً ناجائز چیزوں کے محصول ہوں یا عشار اور محصل اس میں بددیانتی کریں جیسے عموماً ایسے مواقع پر ہوتا ہے تو پھر یہ مجرم ہے اس کی دعا قبول نہیں ہوتی ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۱۵۲ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعْقِدُ الشَّیْطَانُ عَلٰی قَافِیَةِ رَأْسِ اَحَدِکُمْ اِذَا هُوَ نَامَ ثَلٰثَ عُقَدٍ یَضْرِبُ عَلٰی کُلِّ عُقْدَةٍ عَلَیْکَ لَیْلٌ طَوِیْلٌ فَارْقُدْ فَاِنِ اسْتَیْقَظَ فَذَکَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ صَلّٰی انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاَصْبَحَ نَشِیْطًا طَیِّبَ النَّفْسِ وَاِلَّا اَصْبَحَ خَبِیْثَ النَّفْسِ کَسْلَانَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۱۵۳ - وَعَنِ الْمُغِیْرَةِ قَالَ قَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِیْلَ لَهٗ لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا وَقَدْ غُفِرَ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

پہلی فصل

۱۱۵۲ - ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا شیطان تمہارے سر کی گدی پر تین گانٹھیں لگاتا ہے۔ جب تم سوتے ہو ہر گرہ میں یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ ابھی سو جاؤ رات بہت باقی ہے۔ جب انسان بیدار ہو جائے اور اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے وضو سے دوسری اور نماز سے تیسری گرہ کھل جاتی ہے۔ اور وہ خوش دل ہو جاتا ہے۔ ورنہ بدل اور سست[1] ہو جاتا ہے۔ (بخاری مسلم)

۱۱۵۳ - حضرت مغیرہ سے مروی، آنحضرت اتنا قیام فرماتے کہ آپ کے قدموں پر ورم ہو جاتا۔ آپ سے عرض کیا گیا۔ آپ اس طرح کیوں کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی پہلی اور پچھلی لغزشیں معاف فرما دی ہیں۔ فرمایا کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں[2]۔ (بخاری مسلم)

---

[1] شیطان کی گرہوں کا علاج:۔ اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی اور مالک نے بھی روایت کیا ہے۔ شیطان کی گرہوں سے مراد یہ ہے کہ جس طرح جادوگر اپنے مسحور پر پڑھ پڑھ کر پھونکیں مارتا جاتا ہے اور دھاگے کو گرہ دیتا جاتا ہے اسی طرح شیطان سونے والے کے دماغ میں یہ پھونکتا جاتا ہے کہ ابھی رات بڑی لمبی ہے اتنی جلدی اٹھ کر کیا کرو گے کچھ تھوڑا سا اور آرام کر لو۔ یہ گرہیں حقیقتاً ہوتی ہیں ان کی تاویل کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں۔ جب آدمی نیند سے بیدار ہو کر ذکر اور نماز میں مشغول ہو جائے تو شیطانی اثر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ معاملہ اس آدمی کے متعلق ہے جسے رات کو اٹھ کر تہجد پڑھنے کی عادت نہ ہو اور اگر تہجد پڑھنے کی عادت ہو اور کسی رات اتفاق سے جاگ نہ آئے تو اس کے لیے برابر اجر لکھا جاتا ہے۔ یہ مداومت کی برکت ہے اور مداومت سے تو مرنے کے بعد بھی قیام تک برابر اس کے نامہ اعمال میں اجر درج ہوتا رہتا ہے۔

[2] رسول اللہ کا عبادت میں تکلیف اٹھانا:۔ اس حدیث کو ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اوروں کے لیے یہی حکم ہے کہ اس وقت تک عبادت کرو جب تک کہ تم اکتا نہ جاؤ۔ لیکن آنحضرت اس سے مستثنیٰ ہیں آپ کے پاؤں پر ورم آجاتا تب بھی آپ قیام کرتے کیونکہ آپ کی روحانی قوت اتنی غالب تھی کہ جسمانی تکلیف سے بھی نہیں اکتاتی تھی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۵۴ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقِيْلَ لَهُ مَا زَالَ نَائِمًا حَتّٰى أَصْبَحَ مَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ ذٰلِكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِيْ أُذُنِهِ أَوْ قَالَ فِيْ أُذُنَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۱۵۵ - وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَزِعًا يَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْخَزَائِنِ وَمَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ مَنْ يُّوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ يُرِيْدُ أَزْوَاجَهُ لِكَيْ يُصَلِّيْنَ رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي الْاٰخِرَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۱۵۶ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ يَقُوْلُ مَنْ يَّدْعُوْنِيْ

۱۱۵۴ - عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک آدمی کا ذکر کیا گیا۔ وہ ہمیشہ سوتا رہا اور نماز کے لیے بھی نہیں اٹھا۔ آپ نے فرمایا اس آدمی کے کان میں شیطان نے پیشاب کر دیا ہے۔ ایک روایت میں اس کے دونوں کانوں کا ذکر ہے[۱] (بخاری مسلم)

۱۱۵۵ - حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا۔ آں حضرت ایک رات گھبرائے ہوئے بیدار ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ پاک ہے آج کی رات کس قدر خزانے اترے ہیں۔ اور کس قدر فتنے نازل ہوئے ہیں۔ کوئی آدمی ہے جو اہل حجرات (ازواج مطہرات) کو جگائے تاکہ وہ نماز پڑھیں۔ بہت سے کپڑے پہنے ہوئے عورتیں قیامت کے روز ننگی ہوں گی[۲] (بخاری)

۱۱۵۶ - حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ہمارے رب تبارک وتعالیٰ ہر رات دو تہائی گزرنے کے بعد آسمان دنیا پر نازل فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کوئی ہے جو دعا کرے۔ کہ میں اس کی دعا کو قبول کروں۔ کوئی ہے جو مانگے میں اسے

---

[۱] **سست آدمی پر شیطانی اثرات** اسے اس کو نسائی۔ ابن ماجہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ قرطبی نے کہا ہے کہ جب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ شیطان کھاتا بھی ہے اور پیتا بھی ہے اور اس کی اولاد بھی ہوتی ہے تو اس کا پیشاب بھی حقیقتاً ہوتا ہے اور اس کا اثر انسان پر یہ ہوتا ہے کہ شیطان اس پر غالب ہو کر اس کو سست بنا دیتا ہے۔

[۲] اس کو ترمذی اور مالک نے بھی روایت کیا ہے جو خزانے اور مال آنحضرت کی امت کو قیامت تک ملنے والے تھے وہ بھی ان کو دکھلائے گئے اور جو فتنے قیامت تک آنے والے تھے وہ بھی آپ کو دکھائے گئے اور آپ نے اس کی اطلاع فرمائی اور کہا حجرے والیوں (یعنی ازواج مطہرات) کو اٹھاؤ کہ خدا کی رحمت کے خزانے حاصل کریں اور فتنے اور عذاب الٰہی سے بچیں جو بیبیاں غفلت کی تان کر سوئیں گی وہ درجات سے محروم رہیں گی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاَسْتَجِیْبَ لَہٗ مَنْ یَّسْاَلُنِیْ فَاُعْطِیَہٗ مَنْ یَّسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرُ لَہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ ثُمَّ یَبْسُطُ یَدَیْہِ وَیَقُوْلُ مَنْ یُّقْرِضُ غَیْرَ عَدُوْمٍ وَّلَا ظَلُوْمٍ حَتّٰی یَنْفَجِرَ الْفَجْرُ۔

۱۱۵۶۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ فِی اللَّیْلِ لَسَاعَۃً لَّا یُوَافِقُھَا رَجُلٌ مُّسْلِمٌ یَسْاَلُ اللّٰہَ فِیْھَا خَیْرًا مِّنْ اَمْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اِلَّا اَعْطَاہُ اِیَّاہُ وَذٰلِكَ کُلَّ لَیْلَۃٍ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۵۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الصَّلٰوۃِ اِلَی اللّٰہِ صَلٰوۃُ دَاوٗدَ وَاَحَبُّ الصِّیَامِ اِلَی اللّٰہِ صِیَامُ دَاوٗدَ کَانَ یَنَامُ نِصْفَ اللَّیْلِ فَیَقُوْمُ ثُلُثَہٗ وَیَنَامُ سُدُسَہٗ وَیَصُوْمُ یَوْمًا وَّیُفْطِرُ یَوْمًا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

دوں۔ کوئی ہے جو بخشش مانگے میں اسے معاف کر دوں[۱] (بخاری مسلم) صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کون قرض دیتا ہے ایسے شخص کو جو نہ تو فقیر ہے۔ نہ ظالم یہاں تک کہ فجر کھل جائے۔

۱۱۵۶۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ میں نے آں حضرت سے سنا۔ رات میں ایک ایسی گھڑی ہے، کہ کوئی مسلمان اسے نہیں پاتا وہ اس میں دنیا اور آخرت کی بھلائی طلب کرے مگر اللہ تعالیٰ اسے دے دیتا ہے۔ اور یہ واقعہ ہر رات کو ہوتا ہے۔ (مسلم)

۱۱۵۷۔ عبداللہؓ بن عمرو سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ حضرت داؤدؑ کی نماز اللہ کو بہت پسند ہے۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ حضرت داؤد آدھی رات سوتے ایک تہائی رات جاگتے۔ اور چھٹا حصہ رات پھر سو جاتے اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار فرماتے[۲] (بخاری مسلم)

۱؎ آسمان دنیا پر نزول الٰہی:۔ اس کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ خدا تعالیٰ کا نزول برحق اور کیفیت معلوم نہیں۔

۲؎ داؤدی نماز کا طریقہ:۔ اس کو ترمذی کے سوا احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے پچھلے حصہ رات کی نماز کی فضیلت ثابت ہوئی۔ اس طرح کہ پہلے آدھی رات سوئے پھر تیسرا حصہ جاگے پھر چھٹا حصہ سو جائے تاکہ صبح کی نماز کی ادائیگی میں سہولت ہو۔ جس کام میں امت پر آسانی رہے آنحضرت اپنی عبادت میں اسی کو پسند کرتے اور اسی کو معیار بناتے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۵۸ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ تَعْنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَامُ اَوَّلَ اللَّيْلِ وَيُحْيِيْ اٰخِرَهٗ ثُمَّ اِنْ كَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖ قَضٰى حَاجَتَهٗ ثُمَّ يَنَامُ فَاِنْ كَانَ عِنْدَ النِّدَآءِ الْاَوَّلِ جُنُبًا وَثَبَ فَاَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَآءَ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ جُنُبًا تَوَضَّاَ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۱۱۵۹ - عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَاِنَّهٗ دَاْبُ الصَّالِحِيْنَ قَبْلَكُمْ وَهُوَ قُرْبَةٌ لَّكُمْ اِلٰى رَبِّكُمْ وَمَكْفَرَةٌ لِّلسَّيِّئَاتِ وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْاِثْمِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔

۱۱۶۰ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ يَضْحَكُ اللّٰهُ اِلَيْهِمُ الرَّجُلُ اِذَا قَامَ بِاللَّيْلِ يُصَلِّيْ وَالْقَوْمُ اِذَا صَفُّوْا فِي الصَّلٰوةِ

۱۱۵۸ - حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ آں حضرت شروع رات کو سو جاتے اور آخر رات کو جاگتے۔ (یعنی تہجد پڑھتے پھر اگر اپنے اہل سے کوئی ضرورت ہوتی تو پوری فرماتے۔ پھر سو جاتے۔ اذان کے وقت بیدار ہوتے۔ اگر جنبی ہوتے تو غسل فرماتے۔ اگر غسل کی ضرورت نہ ہوتی۔ تو وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھتے[1] (بخاری مسلم)

دوسری فصل

۱۱۵۹ - ابو امامہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ رات کے قیام کی پابندی کرو۔ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کا طریقہ ہے اور تمہارے اللہ کے قرب کا سبب ہے برائیوں کو مٹاتا ہے اور گناہوں سے روکتا ہے[2]۔ (ترمذی)

۱۱۶۰ - ابو سعیدؓ خدری سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تین آدمیوں کے متعلق اللہ تعالےٰ خوش ہوتے ہیں جب آدمی رات کو نماز کے لیے قیام کرے۔ جب نماز کے لیے صف باندھیں۔ (۳) اور لوگ جب دشمن کے لیے

---

[1] اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ دو رکعتیں صبح کی سنتیں ہیں۔

[2] اس کو ترمذی نے کتاب الدعوات میں روایت کیا ہے اور اس پر سکوت کیا ہے اور حاکم۔ طبرانی۔ بیہقی احمد۔ ابن جریج۔ ابن خزیمہ اور ابو نعیم نے بھی روایت کیا ہے۔ باب کی حدیثیں قیام لیل کے استحباب پر دلالت کرتی ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالْقَوْمُ اِذَا صَفُّوْا فِيْ قِتَالِ الْعَدُوِّ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ۔

۱۱۶۱ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الرَّبُّ مِنَ الْعَبْدِ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَكُوْنَ مِمَّنْ يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْ تِلْكَ السَّاعَةِ فَكُنْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادًا۔

۱۱۶۲ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى وَاَيْقَظَ اِمْرَاَتَهٗ فَصَلَّتْ فَاِنْ اَبَتْ نَضَحَ فِيْ وَجْهِهَا الْمَاءَ رَحِمَ اللّٰهُ اِمْرَاَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَاَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَصَلّٰى فَاِنْ اَبٰى نَضَحَتْ

صفیں باندھیں[1] (شرح السنہ)

۱۱۶۱ - عمرو بن عبسہ نے فرمایا۔ آنحضرت کا ارشاد ہے۔ آخر رات کے درمیانی حصہ میں اللہ تعالیٰ انسان کے بہت قریب ہوتا ہے۔ اگر تم سے ہو سکے تو ان لوگوں سے ہو جاؤ۔ جو اس وقت اللہ کا ذکر کرتے ہیں[2]۔ ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس کی سند غریب ہے)

۱۱۶۲ - ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمادے۔ جس نے رات کو اٹھ کر نماز پڑھی اور اپنی بیوی کو جگایا۔ اگر وہ انکار کرے تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے دے دے اور اس عورت پر رحم فرمادے۔ جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھے۔ اور اپنے خاوند کو جگائے تا کہ وہ نماز پڑھے۔ اگر وہ انکار کرے۔ تو اس کے منہ پر پانی چھڑک[3]

---

[1] اس کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کی اپنی سند گو اچھی نہیں لیکن اس کا ایک شاہد عبداللہ بن مسعود کی احمد اور ابن حبان والی حدیث بھی ہے۔ عراقی نے کہا اس کی سند اچھی ہے اور حدیث کا معنی پہلے بیان ہو چکا ہے کہ پچھلی رات کو اٹھنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

[2] اس کو ابوداؤد اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور حاکم کی سند کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ اس حدیث کا مضمون صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہے اس میں دلیل ہے کہ رات کے آخری تیسرے حصہ میں نماز پڑھنا اور دعائیں کرنا مستحب ہے۔

[3] میاں بیوی تہجد کے لیے ایک دوسرے کو جگائیں ۔ اس کو ابن ماجہ۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور حاکم نے اس پر سکوت کیا بلکہ کہا کہ یہ مسلم کی شرط پر ہے۔ حدیث میں اشارہ ہے کہ مرد کا زیادہ حق ہے کہ وہ خود پچھلی رات میں اٹھے اور اپنی بیوی کو بھی جگائے۔ اسی لیے اس کو مقدم رکھا ہے اور اس طرف بھی اشارہ ہے کہ خدا کا فضل صرف مردوں پر ہی نہیں بلکہ عورتیں بھی اس پر برابر شریک ہیں اور کبھی عورت مرد سے زیادہ عبادت گزار ہوتی ہے اس کو چاہیئے کہ اپنے خاوند کو بھی اپنے ساتھ عبادت میں شریک کرے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِیْ وَجْهِ السَّمَاءِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ۔

۱۱۶۳۔ وَعَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَیُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ قَالَ جَوْفُ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ وَدُبُرُ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

۱۱۶۴۔ وَعَنْ أَبِیْ مَالِكٍ الْأَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِی الْجَنَّةِ غُرَفًا یُرٰی ظَاهِرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا وَبَاطِنُهَا مِنْ ظَاهِرِهَا أَعَدَّهَا اللّٰهُ لِمَنْ أَلَانَ الْكَلَامَ وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ وَتَابَعَ الصِّیَامَ وَصَلّٰی بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْإِیْمَانِ وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَلِیٍّ نَحْوَهٗ وَفِیْ رِوَایَتِهٖ لِمَنْ أَطَابَ الْكَلَامَ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۱۶۵۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

دے۔ (ابوداؤد۔ نسائی)

۱۱۶۳۔ ابوامامہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت سے عرض کیا گیا۔ کون سی دعا اللہ کے ہاں زیادہ سنی جاتی ہے۔ فرمایا۔ آخری رات کے درمیانی حصہ میں اور فرضی نمازوں کے بعد[1] (ترمذی)

۱۱۶۴۔ ابومالک اشعریؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جنت کے بالا خانے ہیں۔ جن کے اندر سے ان کی بیرونی سطح نظر آئے گی۔ اور باہر سے اندرونی حصہ نظر آئے گا۔ جسے اللہ نے ان لوگوں کے لیے بنایا ہے جو نرمی سے گفتگو کریں اور مسکینوں کو کھانا کھلائیں۔ اور کثرت سے روزے رکھیں اور جب لوگ سو رہے ہوں تو رات کو نماز پڑھیں (شعب الایمان بیہقی ترمذی نے حضرت علی سے روایت فرمایا۔ اور اس کی روایت میں ہے جو اچھی گفتگو کریں[2]

تیسری فصل

۱۱۶۵۔ عبداللہؓ بن عمرو بن عاص سے مروی ہے۔ آنحضرت نے مجھے فرمایا۔ عبداللہ فلاں آدمی کی طرح نہ ہونا۔ وہ

---

[1] پچھلی رات قبولیت دعا کا وقت ہے۔ اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور اس کی تائید وہ حدیث کرتی ہے جس میں ہے کہ خدا تعالیٰ بندے سے سب سے زیادہ قریب پچھلی رات کے درمیان میں ہوتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ رات کا پچھلا تیسرا حصہ قبولیت دعا کے لیے بڑا موزوں ہے اور اس میں دعا کرنے کی ترغیب بھی ہے اور اسی طرح فرض نمازوں کے بعد بھی دعا جلد قبول ہوتی ہے۔ (۲؎ بقیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۶۶ - وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كَانَ لِدَاؤُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةٌ يُوْقِظُ فِيْهَا اَهْلَهُ يَقُوْلُ يَا اٰلَ دَاوُدَ قُوْمُوْا فَصَلُّوْا فَاِنَّ هٰذِهِ سَاعَةٌ يَسْتَجِيْبُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْهَا الدُّعَاءَ اِلَّا لِسَاحِرٍ اَوْ عَشَّارٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۱۱۶۷ - وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْمَفْرُوْضَةِ صَلٰوةٌ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

پہلے رات کو قیام کرتا تھا پھر اس نے رات کا قیام ترک کر دیا[۱]۔ (بخاری مسلم)

۱۱۶۶ - عثمان بن ابوالعاص فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت سے سنا فرماتے تھے۔ حضرت داؤد رات کے بعض حصوں میں اپنے گھر والوں کو جگایا کرتے تھے اور فرماتے اے آل اولاد اٹھو اور نماز پڑھو اس گھڑی میں اللہ تعالیٰ سب دعائیں قبول فرماتا ہے۔ لیکن جادو گر اور چونگی والے کی دعا مقبول نہیں ہوتی[۲]۔ (احمد)

۱۱۶۷ - ابوہریرہؓ نے فرمایا۔ میں نے آنحضرت سے سنا۔ فرماتے تھے فرضی نماز کے بعد سحری کی نماز سب سے افضل ہے[۳]۔ (احمد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ۲ اس کو ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور اس کا ایک شاہد عبداللہ بن عمرو کی حدیث بھی ہے جس کو حاکم نے روایت کر کے شیخین کی شرائط پر کہا ہے اور اس حدیث میں سخاوت تواضع اور عبادات لازمہ اور متعدیہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) ۱ نیکی پر مداومت چاہیئے۔ اس کو نسائی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی مصلحت یا تنبیہ مقصود ہو تو کسی آدمی کو برائی بیان کی جا سکتی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رات کا قیام واجب نہیں اور یہ کہ آدمی کو چاہیئے کہ جب وہ کوئی نیک کام کرے تو پھر ہمیشہ کرتا جائے اور عبادات کو چھوڑے نہیں اگرچہ وہ واجب نہ ہو۔

۲ احمد کی سند اچھی ہے۔ حضرت ابوہریرہ کی حدیث پہلے گزر چکی ہے کہ داؤد علیہ السلام نصف رات سو یا کرتے تھے اور پھر تیسرا حصہ جاگتے تھے الخ اور اسی وقت میں آپ اپنی بیویوں کو بھی جگاتے اور یہی قبولیت دعا کا وقت ہے۔

۳ رات کی نماز افضل ہے۔ ابوہریرہ رضی کی حدیث کا مضمون بخاری کے سوا جماعت نے روایت کیا ہے۔ یہ حدیثیں رات کی نماز کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں۔ اس میں اختلاف ہے کہ آیا تہجد کی نماز بہتر ہے یا مؤکدہ سنتیں۔ بعض نے کہا کہ تہجد کی نماز قبولیت دعا کے وقت کے لحاظ سے بہتر ہے اور پھر اس میں نفس پر مشقت بھی زیادہ پڑتی ہے اور بڑے درجے کی نماز ہے لہٰذا یہ افضل ہے اور بعض نے کہا سنن رواتب بہتر ہیں کیونکہ وہ فرضوں کے ساتھ اٹھائی جاتی ہیں لہٰذا وہ درجے میں اس سے بہتر ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۶۸ - وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ فُلَانًا يُصَلِّي بِاللَّيْلِ فَإِذَا أَصْبَحَ سَرَقَ فَقَالَ إِنَّهُ سَيَنْهَاهُ مَا تَقُولُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ ۔

۱۱۶۹ - وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَيْقَظَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّيَا أَوْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ جَمِيْعًا كُتِبَا فِي الذَّاكِرِيْنَ وَالذَّاكِرَاتِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ ۔

۱۱۷۰ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْرَافُ أُمَّتِي حَمَلَةُ الْقُرْاٰنِ وَأَصْحَابُ اللَّيْلِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ ۔

۱۱۶۸ - حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا۔ ایک آدمی آنحضرت کے پاس آیا۔ اس نے کہا۔ فلاں آدمی رات کو نماز پڑھتا ہے اور صبح کو چوری کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جو تم نے کہا ہے وہ (نماز) اسے اس سے روک دیگی[۱] (شعب الایمان بیہقی)

۱۱۶۹ - ابوسعیدؓ اور ابوہریرہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب آدمی اپنے گھر والوں کو جگائے۔ اور وہ دونوں دو رکعت نماز اکٹھی پڑھیں تو ان کا نام ذکر کرنے والوں اور ذکر کرنے والیوں میں لکھا جاتا ہے[۲] (ابوداؤد، ابن ماجہ)

۱۱۷۰ - ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت کا ارشاد ہے۔ میری امت کا شرفاء حافظ قرآن ہیں اور شب بیدار لوگ[۳] (شعب الایمان بیہقی)

---

[۱] **نماز برائی سے روک دیتی ہے**:۔ اس مضمون کی جابر کی ایک حدیث بزار میں بھی ہے اور بھی روایات ہیں۔ لیکن حافظ ابن کثیر نے کہا کہ سب ہی موقوف ہیں۔ لیکن چونکہ یہ مسئلہ اجتہادی نہیں اس لیے موقوف کا حکم مرفوع کا ہے اور ابوہریرہ کی اس حدیث اور جابر کی بزار والی حدیثوں کی سندیں اچھی ہیں یہ حدیثیں قرآن مجید کی اس آیت کی مؤید ہیں ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر سو ایسا ہی ہوا کہ کچھ دنوں کے بعد وہ چوری چھوڑ گیا۔

[۲] **ذاکرین الٰہی کا درجہ**:۔ اس کو نسائی ابن خزیمہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ ذاکرین اور ذاکرات میں لکھے جانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کو بہت بڑا اجر ملے گا کیونکہ قرآن مجید میں ہے۔ وَالذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَّأَجْرًا عَظِيْمًا ۔

[۳] **بے عمل کے لیے ثواب نہیں ہے**:۔ اس کو طبرانی اور ابن ابی الدنیا نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند ضعیف ہے لیکن اور حدیثوں سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ اس حدیث سے رات کو نماز پڑھنے والوں کی فضیلت اور قرآن کی عظمت کا پتہ چلتا ہے قرآن یاد کرنے والوں سے وہ حافظ مراد ہیں جو قرآن مجید پر عمل بھی کریں۔ ورنہ ان کی مثال گدھے جیسی ہے جس پر کتابیں لدی ہوں اور اشراف امت صرف یہی نہیں اور بھی ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۷۱۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ اَبَاهُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَا شَآءَ اللّٰهُ حَتّٰى اِذَا كَانَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ اَيْقَظَ اَهْلَهٗ لِلصَّلٰوةِ يَقُوْلُ لَهُمُ الصَّلٰوةَ ثُمَّ يَتْلُوْ هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى رَوَاهُ مَالِكٌ۔

۱۱۷۱۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ حضرت عمر رات کو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق نماز پڑھتے۔ پھر رات کے آخر میں گھر والوں کو نماز کے لیے جگاتے۔ پھر یہ آیت پڑھی اور حکم کر اپنے گھر والوں کو نماز کا اور خود بھی اس پر استقامت سے عمل کرو۔ ہم تم سے رزق طلب نہیں کرتے۔ بہتر انجام اہل تقویٰ کے لیے ہے[1] (مالک)

---

[1] اپنے گھر والوں کو تہجد کے لیے جگانا:۔ اس کو ابن ابی حاتم نے بھی روایت کیا ہے۔ حضرت عمر کا اپنے گھر والوں کو جگانے کا فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ماخوذ ہے کہ وہ بھی اپنے گھر والوں کو اٹھایا کرتے تھے۔ حضرت عمر کو خلافت کا بار عظیم بھی تہجد کی نماز سے روک نہ سکا خدا تعالیٰ ان پر رحم کرے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ الْقَصْدِ فِی الْعَمَلِ

اعمال خیر میں میانہ روی

افراط اور تفریط انسانی طبیعت کی دو بیماریاں ہیں ۔ افراط جائز حد سے زیادتی کو کہتے ہیں اور تفریط کا لفظ جائز حد سے کمی پر بولا جاتا ہے ۔ اعتدال وہ صحیح مقام ہے جس پر طبیعت کو قائم رہنا چاہیئے ۔ افراط شوق اور اس میں شدت کا نتیجہ ہے لیکن یہ شدت دیر تک قائم نہیں رہ سکتی شوق کم ہوتا ہے اور طبیعت اکتا نا شروع ہو جاتی ہے ۔ جب اس اکتاہٹ کی وجہ سے اچھے کاموں میں اس قدر کمی آجائے ۔ جس میں مقرر اور متعین وظیفہ بھی ادا نہ ہو سکے ۔ اسی کا نام تفریط ہے تفریط بعض اوقات افراط کے نتیجہ کے طور پر رونما ہوتی ہے ۔ کبھی لاعلمی جہالت سے اور کبھی بے اعتنائی سے نمایاں ہوتی ہے اس لیے آنحضرت نے نفلی عبادات میں گو مقدار متعین نہیں فرمائی ۔ تاہم غلو سے روکا ہے ۔ قرآن ایک دن میں ختم کرنا پسند نہیں فرمایا ۔ تمام رات قیام کو ناپسند فرمایا ۔ نفلی روزے ہمیشہ رکھنا اچھا نہیں سمجھتے تھے ۔

عبادت میں احسان اور خشوع اساسی حیثیت رکھتے ہیں ۔ غلو اور کثرت سے جب ملال اور تھکاوٹ محسوس ہو تو ان دونوں اوصاف میں نقصان ہوگا ۔ اس کا نتیجہ یہ ہے عبادت محض ایک عادت ہو کر رہ جائے گی ۔ صفت احسان اور خشوع سے خالی ہوگی شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے شرعی مقادیر کو دوا سے تشبیہ دی ہے ۔ جس میں کمی بیشی دونوں مضر ہیں ۔

عام بدعات میں بھی یہی نقص ہے کہ وہ محض عادت ہو جاتی ہیں ۔ احسان اور خشوع اس سے ناپید ہو جاتا ہے ۔

آنحضرت کا ارشاد ہے اَنَا اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاَقُوْمُ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ میں روزہ بھی رکھتا ہوں ۔ افطار بھی کرتا ہوں ۔ رات قیام بھی کرتا ہوں ۔ سوتا بھی ہوں اور اپنے اہل کے حقوق بھی ادا کرتا ہوں ۔ جو میری سنت سے نفرت کرے وہ میرا ساتھی نہیں) اس مقدس ہدایت میں میانہ روی کی ہدایت بھی مقصود ہے ۔ لیکن میانہ روی اور اقتصاد کے ساتھ مداومت بے حد مفید ہے ۔ فرائض پر مداومت ہوتی ہی ہے نوافل کا التزام بہت مفید ہے آنحضرت نے فرمایا خَیْرُ الْاَعْمَالِ اَدْوَمُهَا وَاِنْ قَلَّ عبادات اور اعمال خیر کم ہوں لیکن ان پر ہمیشگی کرے اور مداومت سے طبیعت مانوس ہو جاتی ہے اور کمی سے اکتانے کا خطرہ نہیں رہتا ۔ اس کے بعد لازماً خشوع اور احسان کا مقام آتا ہے ۔ جو دراصل عبادت کی روح ہے ۔

تاریخ اسلام نے دو قومیں ہمارے سامنے پیش کی ہیں جن میں سے ایک افراط کی مرتکب تھی اور ایک تفریط کی ۔ قوم یہود ابتدا ہی سے سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا کی قائل تھی ۔ کام چور اور کم کوش الیسی کہ موسیٰ علیہ السلام جیسے محسن اور خدا کے رسول کو منہ پر صاف جواب دے دیا کہ موسیٰ وہاں (بیت المقدس) میں بڑی سخت قوم آباد ہے ہم وہاں کبھی نہ جائیں گے ہاں ایک صورت میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم وہاں جا سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ وہ قوم شہر خالی کر دے تو ہم قبضہ کر لیں گے۔ اور جب زیادہ سمجھایا گیا تو کہنے لگے "تم جاؤ اور اپنے رب کو ساتھ لے جاؤ اور جا کر لڑو ہم تو یہاں بیٹھیں گے"۔ یہ قوم تفریط کا شکار ہوئی اور بالآخر خدا کا غضب اس قوم پر بھڑک اٹھا۔

اور دوسری نصاریٰ کی قوم تھی یہ افراط میں مبتلا ہوئی۔ انہوں نے رہبانیت ایجاد کی اور اس پر عامل ہو گئے پھر جب اس بے انداز مجاہدہ سے طبیعت متنفر ہوئی تو ایسی ہوئی کہ بالآخر اس قوم نے مذہب سے بغاوت کی۔ پوپ سے اختیارات چھین لیے گئے کلیسا کا احترام ختم ہوا اور بالآخر یہ قوم بھی یہود کی طرح گمراہ اور لا مذہب ہو گئی۔ اسی لیے آنحضرت نے افراط اور تفریط دونوں سے روکا اور میانہ روی کی تلقین کی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۱۷۲- عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتّٰى نَظُنَّ اَنْ لَّا يَصُوْمَ مِنْهُ شَيْئًا وَّيَصُوْمُ حَتّٰى يَظُنَّ اَنْ لَّا يُفْطِرَ مِنْهُ شَيْئًا وَّكَانَ لَا تَشَاءُ اَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا اِلَّا رَاَيْتَهٗ وَلَا نَائِمًا اِلَّا رَاَيْتَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۷۳- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ اَدْوَمُهَا وَاِنْ قَلَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۷۴- وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ

پہلی فصل

۱۱۷۲- حضرت انسؓ نے فرمایا۔ آنحضرت ہر ماہ میں اس قدر افطار فرماتے کہ ہمیں خیال ہوتا۔ کہ اس میں روزہ نہیں رکھیں گے اور اس قدر روزے رکھتے۔ ہم خیال کرتے کہ اس میں افطار نہیں فرمائیں گے۔ اور رات کے کسی حصے میں تم حضرت کو نماز پڑھتے دیکھنا چاہو۔ تو دیکھ سکتے ہو۔ سوتے دیکھنا چاہو تو دیکھ سکتے ہو[1] (بخاری)

۱۱۷۳- حضرت عائشہؓ سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو وہ عمل پسند ہے۔ جس پر ہمیشگی کی جائے۔ گو تھوڑا ہو[2]۔ (بخاری مسلم)

۱۱۷۴- حضرت عائشہ سے مروی ہے، آنحضرت نے فرمایا عمل کی حسب طاقت پابندی کرو اللہ تعالیٰ نہیں

---

[1] **رسول اللہ کی عمل میں میانہ روی**: اس حدیث کو احمد۔ ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نہ تو آپ ساری رات سوتے نہ ساری رات نماز پڑھتے نہ ہمیشہ روزے رکھتے نہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیتے یعنی آپ کے عمل میں افراط اور تفریط نہیں ہوتی تھی بلکہ ہر کام میں میانہ روی اختیار فرماتے۔

[2] **عمل پر مداومت کا ثواب قیامت تک**: اس حدیث کو نسائی ابن ماجہ اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث میں ہے کہ جب کوئی آدمی ایک عمل ہمیشہ کرتا ہو اور وہ فوت ہو جائے یا بیماری سے معذور ہو جائے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم فرماتے ہیں کہ میرا یہ بندہ ہر روز بلا ناغہ یہ عمل کیا کرتا تھا۔ اس کو میں نے فوت کر دیا ہے یا بیمار کر دیا ہے اس میں اس کا کوئی قصور نہیں لہٰذا تم اس کا اجر برابر اس کے نامۂ اعمال میں درج کرتے جاؤ تو گویا وہ عمل جو ہمیشہ کیا جاتے باقیات صالحات سے بن جاتا ہے اور کبھی کبھی کیا جانے والا نیک کام خواہ وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اس مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا تُطِيقُونَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۷۵۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ وَإِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۷۶۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّي فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ لَا يَدْرِي لَعَلَّهُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبَّ نَفْسَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۷۷۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ وَلَنْ يُّشَادَّ الدِّينَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَأَبْشِرُوا وَاسْتَعِينُوا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِّنَ الدُّلْجَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

اکتا تا تم اکتا جاؤ گے[۱] (بخاری، مسلم)

۱۱۷۵۔ حضرت انسؓ نے فرمایا۔ آنحضرت کا ارشاد ہے نماز خوشی سے پڑھو جب طبیعت تھک جائے تو بیٹھ جاؤ۔ (بخاری، مسلم)

۱۱۷۶۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا جب نماز میں کسی کو اونگھ آجائے تو اسے سو جانا چاہیئے یہاں تک کہ اس کی نیند جاتی رہے جب کوئی اونگھ کی حالت میں نماز پڑھے ہو سکتا ہے وہ استغفار کی بجائے اپنے آپ کو گالی دینے لگے (بخاری، مسلم)

۱۱۷۷۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ دین آسان ہے دین کے معاملہ میں جو بھی تشدد سے کام لے، دین اس پر غالب ہوگا۔ پس میانہ روی کرو۔ اور اللہ کا قرب حاصل کرو۔ (نوافل سے) اور لوگوں کو بشارت دو۔ صبح شام رات کے بعض حصوں میں عبادت کے لیے مدد طلب کرو[۲] (بخاری)

---

[۱] انسان ہی عمل سے اکتا جاتا ہے:۔ یہ اصل میں پہلی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے مطلب یہ ہے کہ آدمی کو اتنا عمل کرنا چاہیئے جو دل کی خوشی سے ہو سکے جب طبیعت اکتا جائے تو عمل چھوڑ دینا چاہیئے کہ اس سے آئندہ کے لیے طبیعت کے متنفر ہونے کا خطرہ ہے اور ایسے عمل کا اجر بھی نہیں ملتا جو توجہ اور دل کی خوشی سے نہ کیا جائے۔ خدا تعالیٰ کے اکتا جانے کا یہی مطلب ہے کہ وہ اس عمل کا اجر نہیں دیتے۔ حضرت انس اور عائشہ رضی کی اگلی حدیث کا بھی یہی مطلب ہے کہ عمل میانہ روی سے کرتے جاؤ تاکہ طبیعت اکتا کر متنفر نہ ہو جائے۔ انس کی حدیث کو احمد، ابوداؤد، نسائی اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے اور عائشہ کی اگلی حدیث کو اہل سنن نے بھی۔

[۲] دین اسلام میں آسانی کی مثالیں:۔ اس کو احمد، نسائی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ اگلے مذاہب کی نسبت یہ دین آسان ہے۔ ان کی توبہ قتل سے قبول ہوتی تھی اور اب صرف ندامت سے قبول ہو جاتی ہے۔ ان کا پلید کپڑا اتنی جگہ کو کاٹ دینے سے پاک ہوتا تھا اور اب صرف دھو دینے سے۔ ان کا پلید جسم رگڑنے سے پاک ہوتا تھا کہ اوپر کا چمڑا چھل جائے اور اب صرف دھو دینے سے علی ہذا القیاس بہت سے امور ہیں۔ لہٰذا اتم کمال حاصل کرنے کے لیے کوشش تو ضرور کرو لیکن افراط ... سے اکتا جاؤ گے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۷۸- وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهٖ اَوْعَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَاَهُ فِيْمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهٗ كَاَنَّمَا قَرَاَهُ مِنَ اللَّيْلِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۷۹- وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلِّ قَائِمًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰی جَنْبٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۷۸- حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ آنحضرت کا ارشاد ہے جو آدمی اپنے وظیفہ یا اس کے کسی حصہ سے سو جائے۔ پھر نماز فجر اور ظہر کے درمیان اس کو پڑھ لے۔ اس کے لیے یہ اسی طرح ہے جیسے اس نے رات کو پڑھا۔[۱] (مسلم)

۱۱۷۹- عمران بن حصین سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا۔ نماز کھڑے ہو کر پڑھو۔ اگر نہ ہو سکے تو بیٹھ کر پڑھو۔ اگر نہ ہو سکے تو پہلو کے بل پڑھو۔[۲] (بخاری)

---

[۱] **نفلوں کی قضا بھی دی جا سکتی ہے**:۔ اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ کچھ ورد وظیفہ مقرر کر لینا چاہیے اور اگر وہ وقت فوت ہو جائے تو اس کی قضا بھی دینا چاہیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر کبھی تہجد کی نماز رہ گئی تو آپ نے بارہ رکعت ضحی کی نماز پڑھ لی۔ شافعی تہجد کی قضا کے قائل نہیں ہیں صرف مؤکدہ سنتوں کی قضا کے قائل ہیں۔

[۲] **بیٹھ کر نماز پڑھنے کی سہولت**:۔ عمران کی پہلی حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور ان کی دوسری حدیث کو تمام اہل سنن نے روایت کیا ہے۔ فرض نمازوں میں اگر قیام کی طاقت ہو تو بیٹھ کر نماز نہیں ہوتی اور اگر بیٹھ کر پڑھنے کی طاقت ہو تو لیٹ کر نماز نہ ہوگی اور مجبوری کی حالت میں جس طرح پڑھی جائے اسی طرح پڑھ لے اور مجبوری میں اس کو اجر پورا ملے گا اور نفل نماز قیام کی طاقت ہوتے ہوئے بھی بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے اور اس صورت میں ان کا اجر اس کو آدھا ملے گا اس حدیث میں ترغیب دی گئی ہے کہ حتی الوسع نوافل بھی کھڑے ہو کر پڑھے جائیں تاکہ اجر پورا پورا ملے۔ آج کل کچھ ایسا رواج چل نکلا ہے کہ لوگوں کے ذہن میں یہ چیز بیٹھ گئی ہے کہ نوافل صرف بیٹھ کر ہی پڑھے جاتے ہیں چنانچہ بعض لوگ اگر بالفرض کھڑے بھی ہوں تو نوافل ادا کرنے کے لیے بیٹھ جاتے ہیں ایسا نہیں ہونا چاہیے بلکہ جہاں تک ممکن ہو نفل بھی کھڑے ہو کر پڑھے جائیں۔ اور پھر اگر بحالت مجبوری بیٹھ کر نماز پڑھنا چاہے تو اس کی صورت میں اختلاف ہے امام شافعی کہتے ہیں کہ جس طرح بھی بیٹھ جائے جائز ہے خواہ تشہد کی صورت میں بیٹھے اور ہاتھ سینہ پر باندھ لے یا پھر چوکڑی لگا کر بیٹھے اور اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھے اور باقی تینوں امام کہتے ہیں کہ چوکڑی لگا کر بیٹھے اور اگر لیٹ کر نماز پڑھے تو اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ سر مشرق کی طرف ہو اور قدم قبلہ کی جانب اور چت لیٹ کر نماز پڑھے گویا کہ کھڑا تھا اور پیچھے کو گر پڑا اور دوسری یہ کہ سر شمال کی جانب ہو اور دائیں پہلو پہ لیٹ کر قبلہ کی طرف منہ کر لے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۸۰۔ وَعَنْهُ اَنَّهٗ سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلٰوةِ الرَّجُلِ قَاعِدًا قَالَ اِنْ صَلّٰی قَائِمًا فَهُوَ اَفْضَلُ وَمَنْ صَلّٰی قَاعِدًا فَلَهٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَائِمِ وَمَنْ صَلّٰی نَائِمًا فَلَهٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَاعِدِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۱۸۱۔ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ اَوٰی اِلٰی فِرَاشِهٖ طَاهِرًا وَّ ذَكَرَ اللّٰهَ حَتّٰی یُدْرِكَهُ النُّعَاسُ لَمْ یَتَقَلَّبْ سَاعَةً مِّنَ اللَّیْلِ یَسْاَلُ اللّٰهَ فِیْهَا خَیْرًا مِّنْ خَیْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا اَعْطَاهُ اِیَّاهُ ذَكَرَهُ النَّوَوِیُّ فِیْ كِتَابِ الْاَذْكَارِ بِرِوَایَةِ ابْنِ السُّنِّیِّ۔

۱۱۸۲۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَجِبَ رَبُّنَا مِنْ رَّجُلَیْنِ رَجُلٌ ثَارَ عَنْ وِطَائِهٖ وَلِحَافِهٖ مِنْ بَیْنِ حِبِّهٖ وَاَهْلِهٖ اِلٰی صَلٰوتِهٖ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ لِمَلٰئِكَتِهٖ اُنْظُرُوْا اِلٰی عَبْدِیْ ثَارَ عَنْ فِرَاشِهٖ وَوِطَائِهٖ مِنْ بَیْنِ حِبِّهٖ وَ

۱۱۸۰۔ عمران رضی اللہ عنہ بن حصین سے مروی ہے۔ آنحضرت سے بیٹھ کر نماز کے متعلق دریافت کیا۔ حضرت نے فرمایا اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو افضل ہے۔ اور جو بیٹھ کر نماز پڑھے اسے کھڑے ہو کر پڑھنے والے سے ادھا اجر ملے گا۔ اور جو لیٹ کر نماز پڑھے اسے بیٹھ کر پڑھنے والے سے آدھا اجر ملے گا۔ (بخاری)

دوسری فصل

۱۱۸۱۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت سے سنا جو آدمی بستر پر لیٹے اور سونے تک اللہ کا ذکر کرتا رہے رات کو جب پہلو بدلے۔ تو اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی بہتری طلب کرے۔ مگر اللہ اسے دیدیتا ہے[1] (اذکار نووی بروایت ابن سُنّی)

۱۱۸۲۔ عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ہمارا رب دو آدمیوں سے بہت خوش ہوتا ہے۔ (۱) ایک آدمی جو اپنے بستر اور لحاف اور اپنے اہل و عیال سے اٹھا۔ نماز کے لیے میری طرف رغبت کے ساتھ اور ڈرتے ہوئے میرے عذاب سے (۲) وہ آدمی جو اللہ کی راہ میں لڑا اور اپنے ساتھیوں سمیت اس نے شکست

---

[1] اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے اور اس مضمون کی کئی حدیثیں ہیں ان میں سے حضرت معاذ کی مرفوع حدیث بھی ہے جس کو نسائی۔ ابوداؤد ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور اس حدیث کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَهْلِهِ إِلَى صَلٰوتِهِ رَغْبَةً فِيمَا عِنْدِي وَشَفَقًا مِمَّا عِنْدِي وَرَجُلٌ غَزَا فِي سَبِيلِ اللهِ فَانْهَزَمَ مَعَ أَصْحَابِهِ فَعَلِمَ مَا عَلَيْهِ فِي الْإِنْهِزَامِ وَمَا لَهُ فِي الرُّجُوعِ فَرَجَعَ حَتّٰى هُرِيقَ دَمُهُ فَيَقُولُ اللهُ لِمَلَائِكَتِهِ اُنْظُرُوا إِلَى عَبْدِي رَجَعَ رَغْبَةً فِيمَا عِنْدِي وَشَفَقًا مِمَّا عِنْدِي حَتّٰى هُرِيقَ دَمُهُ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۱۸۳ - عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ حُدِّثْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا نِصْفُ الصَّلٰوةِ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي جَالِسًا فَوَضَعْتُ يَدِي عَلَى رَأْسِهِ فَقَالَ مَا لَكَ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو قُلْتُ حُدِّثْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّكَ قُلْتَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا عَلَى نِصْفِ الصَّلٰوةِ وَأَنْتَ تُصَلِّي قَاعِدًا قَالَ أَجَلْ وَلٰكِنِّي لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

کھائی اور اس نے اس شکست کے گناہ کو سمجھا اور اس سے واپسی کے اجر کو بھی سمجھا وہ لوٹا یہاں تک کہ اس کا خون گرا دیا گیا ۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں ۔ میرے بندے کو دیکھو میرے اجر میں رغبت اور میرے عذاب سے ڈر کر لوٹا ۔ یہاں تک کہ اس کا خون بہا دیا گیا[1] ۔ (شرح السنہ)

تیسری فصل

۱۱۸۳ - عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں ۔ مجھے بتایا گیا کہ آنحضرت نے فرمایا نماز بیٹھ کر پڑھنے کا اجر آدھا ہوتا ہے پھر میں آیا ۔ میں نے حضرت کو بیٹھ کر نماز پڑھتے دیکھا ۔ میں نے اپنا ہاتھ حضرت کے سر پر رکھا ۔ آپ نے فرمایا ۔ عبداللہ بن عمرو کیا بات ہے ؟ میں نے عرض کیا ۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ بیٹھ کر نماز کا اجر آدھا ہوتا ہے ۔ اور آپ خود بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں ۔ آپ نے فرمایا ۔ لیکن میں تمہاری طرح نہیں ہوں ۔ (یعنی میں بوڑھا ہوں ۔ تم جوان ہو مجھے عذر ہے ۔ تمہیں یہ عذر نہیں ۔) (مسلم)

---

[1] اس حدیث کو ابن حبان ، احمد ، ابویعلی اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند اچھی ہے اور اس مضمون کی ایک اور حدیث ابوالدرداء سے طبرانی نے بھی روایت کی ہے اور اس کی سند بھی اچھی ہے ۔ اس حدیث سے بھی روایت کے قیام کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور میدان جنگ میں استقامت کی بھی اور یہ دونوں عمل حقیقت میں جہاد ہی ہیں ایک نفس اور شیطان سے جنگ ہے اور دوسرا کفار سے یعنی ایک باطنی دشمن سے اور دوسری ظاہری دشمن سے ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۸۴ - وَعَنْ سَالِمِ ابْنِ اَبِی الْجَعْدِ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِّنْ خُزَاعَۃَ لَیْتَنِیْ صَلَّیْتُ فَاسْتَرَحْتُ فَکَاَنَّھُمْ عَابُوْا ذٰلِکَ عَلَیْہِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ یَا بِلَالُ اَرِحْنَا بِھَا رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ ۔

۱۱۸۴ - سالم بن ابی الجعد فرماتے ہیں ۔ بنو خزیمہ کے ایک آدمی نے کہا، کاش میں نماز پڑھ لیتا اور مجھے خوشی ہوتی لوگوں نے اس کی بات کو معیوب سمجھا ۔ اس نے کہا ۔ میں نے آنحضرت سے سنا ہے ۔ فرماتے تھے ، اے بلال ہمیں نماز سے خوش کرو[1] ۔ (ابوداؤد)

---

[1] **نماز سے سکون وراحت کا ملنا:** اس حدیث پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے یعنی یہ حدیث حجت کے قابل ہے ۔ "نماز پڑھوں اور آرام پاؤں" ۔ اس جملے کے دو مطلب ہو سکتے تھے ۔ ایک یہ کہ نماز شروع ہو جائے اور دل کی لو خدا سے لگ جائے اور جب رب سے مناجات شروع ہو تو اطمینان اور سکون میسر ہو یہ پہلو تو اچھا تھا اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ نماز سے جلدی فارغ ہو کر جا کر سوئیں اور آرام پائیں گویا نماز کا طبیعت پر ایک بوجھ ہے اور یہ پہلو برا تھا کیونکہ یہ منافقوں کی حالت تھی ۔ صحابہ نے اس جملے کو دوسرے معنی پر محمول کیا اور انہوں نے وضاحت کر دی کہ میں نے پہلے مفہوم کے لحاظ سے یہ الفاظ کہے ہیں ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ الْوِتْرِ

نماز وتر

وتر طاق کو کہتے ہیں۔ تہجد کے بعد ایک وتر پڑھا جائے تو ساری نماز طاق ہو جائے گی۔ اسی لیے اس کی تعداد ایک سے تیرہ تک ہے طاق عدد آنحضرت سے ثابت ہوتا ہے۔ یہ نماز مسنون ہے۔ اس سنت کی آپ نے بہت تاکید فرمائی ہے اس کا اصلی وقت تورات کا آخری حصہ ہے۔ لیکن آنحضرت نے امت کی سہولت کے لیے پہلی رات پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ رمضان میں تراویح کے ساتھ باجماعت ادا فرماتے۔ آنحضرت وتر میں قنوت پڑھتے۔ لیکن قنوت واجب نہیں۔ فقہا حنفیہ کا خیال ہے۔ اگر قنوت بھول جائے۔ تو سجدہ سہو کرنا چاہیئے۔ لیکن قنوت کے وجوب اور التزام کا سنت میں کوئی ثبوت نہیں۔

آنحضرت نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر ایک اور نماز کا اضافہ فرمایا ہے۔ اس کا وقت عشاء سے طلوع فجر تک ہے اگر رات اٹھنے کا یقین ہو تو وتر آخر رات پڑھنا افضل ہے۔ قنوت کے مختلف صیغے والفاظ ہیں۔ لیکن صحیح وہی ہے جو حضرت حسن سے مروی ہے۔ البتہ نوازل اور حوادث کے وقت حضرت قنوت میں ان حوادث کے متعلق دعا فرماتے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۱۸۵ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خَشِيَ اَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلّٰى رَكْعَةً وَّاحِدَةً تُوْتِرُ لَهٗ مَا قَدْ صَلّٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۸۶ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِّنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۸۷ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُّوْتِرُ مِنْ ذٰلِكَ بِخَمْسٍ لَّا يَجْلِسُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا فِيْ اٰخِرِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

پہلی فصل

۱۱۸۵۔ عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ رات کی نماز دو دو رکعت ہے جب صبح کا خطرہ ہو تو ایک رکعت پڑھ لو۔ جو نماز اس نے پڑھی ہے۔ یہ رکعت اس کو وتر کر دے گی۔ (بخاری مسلم)

۱۱۸۶۔ ابن عمرؓ سے مروی ہے وتر رات کے آخری حصہ میں ایک رکعت[1] ہے (مسلم)

۱۱۸۷۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت رات کو تیرہ رکعت پڑھا کرتے تھے۔ ان میں پانچ رکعت وتر ہوتے ان میں صرف آخری رکعت میں تشہد فرماتے۔ (بخاری مسلم)

---

[1] وتر کتنے ہیں اور کیا ہیں۔ عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ان کی دوسری حدیث کو جو مسلم کی روایت سے ہے ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور حضرت عائشہؓ کی حدیث کو احمد۔ ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک وتر واجب ہیں اور باقی سب کے نزدیک سنت ہیں اور بعض نے اس کو سنت مؤکدہ کہا ہے اور بعض نے غیر مؤکدہ۔ وتر کا معنی ہے طاق جو شفع کے بالمقابل ہے یعنی وتر ہمیشہ ایک ہی رکعت ہے۔ وتروں کے متعلق ایک تین پانچ، سات۔ نو اور گیارہ رکعتوں کا ذکر آیا ہے۔ ان میں سے صرف ایک آخری رکعت وتر ہوتی ہے باقی نفل ہوتے ہیں۔ اگر ایک ہی رکعت وتر پڑھے تو اس میں نفل کوئی نہیں۔ تین پڑھے تو دو نفل ہیں۔ پانچ پڑھے تو چار نفل ہیں۔ سات پڑھے تو چھ نفل ہیں۔ نو پڑھے تو آٹھ نفل ہیں اور اگر گیارہ رکعت پڑھے تو دس نفل ہیں۔ وتروں کے پڑھنے کے متعلق مختلف روایات آئی ہیں۔ سب کو نظر میں رکھنے کے بعد صحیح طریقہ یہ ہے کہ اگر تین رکعت وتر پڑھے تو دوسری رکعت میں تشہد نہ کرے بلکہ صرف آخری رکعت میں تشہد ہو جیسے ایک ہی رکعت پڑھنے میں آخری رکعت کا تشہد ہے اور اگر تین سے زیادہ پڑھے تو پھر آخری دو رکعتوں میں (باقی اگلے پر ملاحظہ فرمائیں)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۸۸ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ انْطَلَقْتُ إِلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْبِئِينِي عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ أَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ قُلْتُ بَلَى قَالَتْ فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ الْقُرْآنَ قُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْبِئِينِي عَنْ وِتْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كُنَّا نُعِدُّ لَهُ سِوَاكَهُ وَطَهُورَهُ فَيَبْعَثُهُ اللّٰهُ مَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهَا إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ فَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ فَيُصَلِّي التَّاسِعَةَ ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَتِلْكَ إِحْدٰى عَشْرَةَ

۱۱۸۸ - سعد بن ہشام فرماتے ہیں۔ میں حضرت عائشہ کے پاس گیا۔ میں نے کہا۔ اے ام المومنین آپ مجھے آنحضرت کے اخلاق کے متعلق پتہ دیں۔ حضرت عائشہ نے فرمایا۔ کیا تم قرآن نہیں پڑھتے میں نے عرض کیا۔ کیوں نہیں۔ فرمایا قرآن ہی آپ کا اخلاق تھا۔ میں نے عرض کیا ام المومنین حضرت کی نماز وتر کے متعلق آپ مجھے بتائیں۔ فرمایا ہم آپ کے لیے مسواک اور وضو کا پانی تیار کرتے تھے۔ آپ رات کو جب اللہ چاہتا بیدار ہوتے۔ آپ مسواک کرتے۔ اور وضو کرتے اور آپ نو رکعت ادا فرماتے۔ صرف آٹھویں رکعت میں تشہد بیٹھتے۔ اللہ کا ذکر فرماتے اور اس کی حمد کرتے اور دعا فرماتے۔ پھر کھڑے ہوتے اور سلام نہ کہتے۔ اور نویں رکعت پڑھتے۔ اور تشہد بیٹھ جاتے۔ اللہ کا ذکر کرتے حمد کرتے اور دعا فرماتے۔ پھر سلام کہتے۔ جو ہم کو سنائی دیتا۔ پھر سلام کے بعد بیٹھے ہوئے دو رکعت ادا فرماتے بیٹا یہ گیارہ رکعتیں ہوئیں۔ جب آپ کی عمر زیادہ ہو گئی اور بدن پر گوشت زیادہ ہو گیا۔ سات رکعت ادا فرماتے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) تشہد کرے پہلے تشہد میں عبدہ ورسولہ تک پڑھے اور دوسرے تشہد میں درود کے بعد دعائیں پڑھ کر سلام پھیرے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہی وتر اگر اول رات پڑھ لیے جائیں تو ان کا نام وتر ہے اور اگر رمضان شریف میں اول رات میں پڑھ لیے جائیں تو ان کا نام تراویح ہے اور اگر غیر رمضان میں ان کو پچھلی رات میں پڑھے تو اس کا نام تہجد ہے اور پھر یہ فرق بھی ہے کہ اگر اول رات میں پڑھے تو آٹھی رکعتیں پڑھ لے تو یہ بہتر ہے اور تہجد کی نمازیں بہتر یہ ہے کہ دو دو رکعت کر کے پڑھا جائے۔ آٹھ نفل پڑھ لے اور بعد ازاں تین رکعت علیحدہ وتر کر کے پڑھ لے۔ تین رکعت کی احادیث زیادہ ہیں اور ایک رکعت وتر سے تین رکعت بہتر ہیں لیکن ایک رکعت وتر بھی جائز ہے ثابت ہے اس کا انکار نہ کرنا چاہیئے۔ چنانچہ اس باب میں یعنی ایک رکعت وتر پڑھنے میں اور پہلے بھی آ رہی ہیں ان کو غور سے دیکھا جائے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَكْعَةً يَا بُنَيَّ فَلَمَّا أَسَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخَذَ اللَّحْمَ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَّصَنَعَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَنِيْعِهٖ فِي الْأُوْلٰى فَتِلْكَ تِسْعٌ يَا بُنَيَّ وَكَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلّٰى صَلٰوةً أَحَبَّ أَنْ يُّدَاوِمَ عَلَيْهَا وَكَانَ إِذَا غَلَبَهٗ نَوْمٌ أَوْ وَجَعٌ عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ صَلّٰى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً وَلَا أَعْلَمُ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ كُلَّهٗ فِي لَيْلَةٍ وَّلَا صَلّٰى لَيْلَةً إِلَى الصُّبْحِ وَلَا صَامَ شَهْرًا كَامِلًا غَيْرَ رَمَضَانَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۸۹۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْعَلُوْا اٰخِرَ صَلٰوتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۹۰۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۹۱۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَافَ أَنْ لَّا يَقُوْمَ مِنْ

اور (آخری) دو رکعت میں ویسے ہی کرتے۔ جیسے پہلے نو رکعت میں کرتے تھے۔ بیٹا! یہ نو رکعت ہوئیں اور آنحضرت جب کوئی نماز پڑھتے۔ تو پسند فرماتے۔ کہ اسے دیر تک پڑھتے رہیں اور جب نیند غالب ہوتی یا آپ کو درد ہوتا۔ رات کو نہ اٹھ سکتے۔ تو دن کو بارہ رکعت ادا فرماتے۔ مجھے معلوم نہیں آپ نے کبھی ایک رات میں قرآن پڑھا ہو۔ اور نہ ہی تمام رات صبح تک قیام فرمایا۔ اور نہ ہی رمضان کے سوا پورا مہینہ روزے[1] رکھے (مسلم)

۱۱۸۹۔ عبداللہ رضؓ بن عمرؓان حضرت سے روایت فرماتے ہیں۔ رات کی نماز میں وتر سب سے آخر پڑھو (مسلم)

۱۱۹۰۔ ابن عمر رضؓ آنحضرت سے بیان فرماتے ہیں وتر صبح سے پہلے پڑھو۔ (مسلم)

۱۱۹۱۔ حضرت جابر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جسے خطرہ ہو کہ پچھلی رات نہیں جاگ سکے گا وہ پہلی رات وتر

---

[1] وتروں کا وقت ساری رات ہے:۔ اوپر کی حدیثوں سے معلوم ہوا کہ صبح تک وتروں کا وقت ہے بہتر وقت پچھلی رات ہے لیکن اگر ان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو اول رات میں پڑھ لے احتیاط اسی میں ہے اور اگر کوئی آدمی اول رات میں وتر پڑھ لے اور پھر اس کو پچھلی رات میں بھی موقعہ مل جائے تو بعض کے نزدیک پہلے ایک رکعت پڑھ کر رات کے وتروں کو شفع (جوڑا) بنا دے اور پھر دو دو رکعت نفل پڑھتا جائے اور آخر میں پھر وتر پڑھ لے اور بعض کے نزدیک جوڑا بنانے کی ضرورت نہیں ویسے ہی دو دو رکعت پڑھتا جائے اور آخر میں وتر پڑھ لے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخِرَ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ أَوَّلَهُ وَمَنْ طَمِعَ أَنْ يَقُومَ آخِرَهُ فَلْيُوتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ فَإِنَّ صَلٰوةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُودَةٌ وَذٰلِكَ أَفْضَلُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۹۲ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ أَوْتَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ وَأَوْسَطِهِ وَآخِرِهِ وَانْتَهٰى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۹۳ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَوْصَانِي خَلِيلِي بِثَلٰثٍ صِيَامِ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَيِ الضُّحٰى وَأَنْ أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِي

۱۱۹۴ - عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ أَرَأَيْتِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ أَمْ فِي آخِرِهِ قَالَتْ رُبَّمَا

پڑھ لے اور جسے امید ہو کہ وہ آخر رات کو جاگ اٹھے گا۔ تو وہ وتر آخر رات ہی کو پڑھے۔ رات کے آخری حصہ میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل وقت[1] ہے۔

۱۱۹۲۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ آپ نے رات کے ہر حصہ میں وتر پڑھے۔ اول میں اور درمیان اور آخر میں اور آخر عمر میں وتر سحر کے وقت پڑھتے (بخاری، مسلم)

۱۱۹۳۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا۔ مجھے میرے مخلص دوست (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تین چیزوں کی وصیت فرمائی۔ ہر ماہ میں تین دن کے روزے اور چاشت کے وقت دو رکعت نماز اور سونے سے پہلے وتر پڑھنا (بخاری، مسلم)

دوسری فصل

۱۱۹۴۔ غضیف بن حارث فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت عائشہؓ سے عرض کیا۔ کہ آنحضرت جنابت کا غسل پہلی رات فرماتے تھے۔ یا آخر رات میں فرمایا۔ کبھی پہلی رات کو کرتے کبھی آخر رات کو میں نے کہا۔ اللہ اکبر الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے اس مقام

---

[1] وتروں کا وقت ساری رات ہے ۱۔ اوپر کی حدیثوں سے معلوم ہوا کہ صبح تک وتروں کا وقت ہے بہتر وقت پچھلی رات ہے لیکن اگر ان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو اول رات میں پڑھ لے احتیاط اسی میں ہے اور اگر کوئی آدمی اول رات میں وتر پڑھ لے اور پھر اس کو پچھلی رات میں بھی موقع مل جائے تو بعض کے نزدیک پہلے ایک رکعت پڑھ کر رات کے وتروں کو شفع (جوڑا) بنا دے اور پھر دو دو رکعت نفل پڑھتا جائے اور آخر میں پھر وتر پڑھ لے اور بعض کے نزدیک جوڑا بنانے کی ضرورت نہیں ویسے ہی دو دو رکعت پڑھتا جائے اور آخر میں وتر پڑھ لے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِغْتَسَلَ فِیْ اَوَّلِ اللَّیْلِ وَرُبَّمَا اِغْتَسَلَ فِیْ اٰخِرِہٖ قُلْتُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ فِی الْاَمْرِ سَعَۃً قُلْتُ کَانَ یُوْتِرُ اَوَّلَ اللَّیْلِ اَمْ فِیْ اٰخِرِہٖ قَالَتْ رُبَّمَا اَوْتَرَ فِیْ اَوَّلِ اللَّیْلِ وَرُبَّمَا اَوْتَرَ فِیْ اٰخِرِہٖ قُلْتُ اللّٰہُ اَکْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ فِی الْاٰخِرَۃِ سَعَۃً قُلْتُ کَانَ یَجْھَرُ بِالْقِرَاءَۃِ اَمْ یَخْفِتُ قَالَتْ رُبَّمَا جَھَرَ بِہٖ وَرُبَّمَا خَفَتَ قُلْتُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ فِی الْاَمْرِ سَعَۃً رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَی ابْنُ مَاجَۃَ الْفَصْلَ الْاَخِیْرَ۔

۱۱۹۵- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ قَیْسٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَۃَ بِکَمْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْتِرُ قَالَتْ کَانَ یُوْتِرُ بِاَرْبَعٍ وَّثَلٰثٍ وَسِتٍّ وَّثَلٰثٍ وَّثَمَانٍ وَّثَلٰثٍ وَّعَشْرٍ وَّثَلٰثٍ وَّلَمْ یَکُنْ یُوْتِرُ بِاَنْقَصَ مِنْ سَبْعٍ وَلَا بِاَکْثَرَ مِنْ ثَلَاثَ عَشْرَۃَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ

میں وسعت رکھی میں نے دریافت کیا آپ وتر اول رات پڑھتے یا آخر میں اماں صاحبہ نے فرمایا کبھی پہلی رات پڑھ لیتے کبھی آخر رات میں نے کہا اللہ اکبر الحمد للہ اللہ نے اس مسئلہ میں وسعت رکھی۔ میں نے دریافت کیا آپ قرأت بآواز پڑھتے تھے، یا آہستہ فرمایا۔ کبھی آواز سے پڑھتے کبھی آہستہ۔ میں نے کہا۔ اللہ اکبر الحمد للہ اللہ نے اس مسئلہ میں گنجائش رکھی ہے[۱]۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے آخر میں کا ذکر کیا ہے۔

۱۱۹۵۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ بن قیس نے فرمایا۔ میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا۔ آنحضرت کتنی رکعت وتر پڑھا کرتے تھے۔ فرمایا سات رکعت نو، رکعت کبھی تیرہ رکعت اور کبھی سات سے کم اور تیرہ سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے[۲]۔ (ابوداود)

[۱] اسلام میں وسعت ہے:۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی مختصراً روایت کیا ہے اور اس پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے یعنی یہ حدیث حجت اور استدلال کے قابل ہے اور حدیث کا معنی اور مطلب وہی ہے جو پہلے گزر چکا کہ جو آدمی توقع رکھتا ہو کہ پچھلی رات جاگ اٹھے گا تو اس کے لیے بہتر یہی ہے کہ وتر آخر رات میں پڑھے اور جس کو جاگ اٹھنے کی توقع نہ ہو وہ اول رات میں وتر پڑھ لے۔ اور رات کی نماز میں قرأت بعض دفعہ بلند آواز سے کرتے اور بعض اوقات آہستہ آواز سے اور اکثر اوقات درمیانی آواز سے قرأت ہوتی۔ قرآن مجید سے بھی یہی بہتر معلوم ہوتا ہے۔ وَلَا تَجْھَرْ بِصَلٰوتِکَ وَلَا تُخَافِتْ بِھَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا۔

[۲] نفل نماز میں وسعت ہے:۔ اس حدیث کو احمد نے بھی اچھی سند سے روایت کیا ہے اور اس پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے۔ اس حدیث کو تین رکعت وتر قرار دیا گیا ہے اور باقی کو نوافل کم از کم سات رکعت اور زیادہ سے زیادہ تیرہ رکعت کا امام دستور تھا اور یہ اختلاف بحسب فراخی یا تنگی وقت یا چھوٹی اور لمبی قرأت کے ہوتا تھا کبھی طبیعت سست ہوئی تو کم رکعتیں پڑھ لیں اور اگر طبیعت میں انبساط ہوا تو زیادہ پڑھ لیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۹۶۔ وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْوِتْرُ حَقٌّ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ فَمَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّوْتِرَ بِخَمْسٍ فَلْیَفْعَلْ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّوْتِرَ بِثَلٰثٍ فَلْیَفْعَلْ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّوْتِرَ بِوَاحِدَۃٍ فَلْیَفْعَلْ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَآئِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

۱۱۹۷۔ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ وِتْرٌ یُّحِبُّ الْوِتْرَ فَاَوْتِرُوْا یَآ اَھْلَ الْقُرْاٰنِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۱۹۸۔ وَعَنْ خَارِجَۃَ بْنِ حُذَافَۃَ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ اَمَدَّکُمْ بِصَلٰوۃٍ ھِیَ خَیْرٌ لَّکُمْ مِّنْ حُمُرِ النَّعَمِ اَلْوِتْرُ جَعَلَہُ اللّٰہُ لَکُمْ فِیْمَا بَیْنَ صَلٰوۃِ الْعِشَآءِ اِلٰی اَنْ یَّطْلُعَ الْفَجْرُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۱۹۶۔ ابوایوبؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا ہے وتر ہر مسلمان پر ضروری ہیں۔ جو چاہے پانچ وتر پڑھے جو چاہے تین وتر پڑھے۔ اور جو چاہے ایک وتر پڑھے[۱]۔ (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

۱۱۹۷۔ حضرت علیؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اللہ اکیلا ہے۔ وتر (طاق نماز) کو پسند فرماتا ہے اے قرآن کے ماننے والو وتر پڑھو[۲]۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی)

۱۱۹۸۔ خارجہؓ بن خلافہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت ہمارے پاس آئے۔ اور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک نماز عطا فرمائی ہے۔ وہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا وقت عشاء اور فجر کے درمیان رکھا ہے[۳]۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

---

[۱] **صرف ایک ہی رکعت وتر پڑھنا:**۔ اس حدیث کو ابن حبان، حاکم اور نووی نے صحیح کہا ہے اور بعض نے اس کو موقوف کہا ہے۔ یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے کہ وتر ایک رکعت پڑھنا بھی صحیح ہے اور صحابہ کرام کا عمل اس پر ثابت ہے اور جمہور کا یہی مذہب ہے اور حنفیہ میں سے بعض لوگ اس طرف گئے ہیں کہ وتر کم از کم تین رکعت ہیں اور یہ صحیح نہیں ہے جیسا کہ پہلے بہت سی حدیثیں گزریں۔

[۲] **وتر سنت مؤکدہ ہے:**۔ اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور حاکم نے روایت کرکے صحیح کہا۔ وتر پڑھنے کے ظاہر امر سے بعض نے وتروں کو وجوب پر استدلال کیا ہے لیکن اس باب میں ایسی حدیثیں بھی ہیں جو عدم وجوب پر دلالت کرتی ہیں اسی لیے جمہور اس طرف گئے ہیں کہ وتر واجب نہیں بلکہ سنت مؤکدہ ہیں۔

[۳] **وتروں کی نماز اونٹوں سے بہتر ہے:**۔ اس کو ابن ماجہ اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ امام بخاری نے کہا ہے کہ یہ حدیث منقطع ہے اس کے بعض راویوں کا بعض سے سماع ثابت نہیں ہے۔ ترمذی نے اس کو غریب بھی کہا ہے۔ لیکن بعض اور حدیثوں سے اس کی تائید ہو جاتی ہے۔ حدیث میں دلالت ہے کہ وتروں کی نماز تمہارے لیے بہترین مال صدقہ کرنے سے بھی بہتر ہے۔ یا یہ مطلب ہے ان کا اجر تمہارے لیے سرخ اونٹوں کے مل جانے سے بھی بہتر ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۹۹ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرِهٖ فَلْيُصَلِّ إِذَا أَصْبَحَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مُرْسَلًا

۱۲۰۰ - وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَأَلْنَا عَائِشَةَ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُوْتِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْأُوْلٰى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ بِقُلْ يٰٓأَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوٗدَ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى وَرَوَاهُ أَحْمَدُ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَالدَّارِمِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلَمْ يَذْكُرْ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ ۔

۱۱۹۹ - زیدؓ بن اسلم سے روایت ہے ۔ آنحضرت نے فرمایا ۔ جو وتر سے سو گیا ۔ وہ جب صبح ہو جائے تو پڑھ لے[1] ۔ (ترمذی مرسل)

۱۲۰۰ - عبدالعزیز بن جُریج فرماتے ہیں ۔ ہم نے حضرت عائشہ سے دریافت کیا ۔ آنحضرت وتروں میں کون سی سورتیں پڑھا کرتے تھے ۔ فرمایا ۔ پہلی رکعت میں سورہ سبح اسم ربك الاعلیٰ دوسری میں قل یاایھا الکافرون تیسری میں قل ھو اللہ احد اور معوذتین سورہ فلق اور سورہ الناس[2] ترمذی ابوداؤد ۔ نسائی عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے اور دارمی نے ابن عباس اور معوذتین کا ذکر نہیں فرمایا ۔

---

[1] وتروں کی قضا دی جا سکتی ہے ؛ اس حدیث کو ابوداؤد ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ابوداؤد کی سند کے راوی صحیح کے راوی ہیں اور ترمذی اور ابن ماجہ کے راوی ضعیف ہیں ۔ اس مضمون کی ایک حدیث حاکم نے ابوہریرہ اور ابوالدرداء سے بھی روایت کی ہے ۔ ترمذی نے اس حدیث کو مرسل بھی کہا ہے اور وہ اس لیے کہ زید بن اسلم تابعی ہے صحابی نہیں ہے ۔ لیکن اس حدیث کی تائید اور حدیثوں سے ہو جاتی ہے اور اس صورت میں یہ حدیث بلا خلاف حجت ہے ۔ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ اگر وتر رہ جائیں تو ان کی قضا دینی چاہیئے صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت کا یہی مذہب ہے اور اس طرح ائمہ اربعہ بھی قضا دینے کے قائل ہیں ۔ پھر اس میں بھی اختلاف ہے کہ وتروں کی قضا دینا واجب ہے یا مستحب ۔ بعض کے نزدیک واجب ہے اور اکثر کے نزدیک مستحب اور جمہور مستحب ہی کے قائل ہیں اور پھر اس میں اختلاف ہے کہ صبح ہو جانے کے بعد وتروں کی قضا کس وقت دے ؟ زیادہ صحیح یہی ہے کہ پھر بھی ان کو صبح کی نماز سے پہلے پڑھے اور بعد ازاں صبح کی نماز پڑھے ۔

[2] تین وتروں میں قرأت کی سورتیں : - یہ حدیث منقطع ہے اس کے علاوہ اور بھی کئی حدیثیں اس مضمون کی ہیں کوئی موقوف اور کوئی مرفوع کوئی صحیح اور کوئی ضعیف جن سے یہ حدیث بھی استدلال کے قابل ہو جاتی ہے اور اس باب کی (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۰۱ - وَعَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَاتٍ أَقُوْلُهُنَّ فِيْ قُنُوْتِ الْوِتْرِ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا أَعْطَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَإِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ إِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

۱۲۰۱ - حضرت حسنؓ بن علی سے مروی ہے آنحضرت نے مجھے کچھ کلمات فرمائے تاکہ میں انہیں وتروں کی قنوت میں پڑھوں۔ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا أَعْطَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَإِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ إِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ اے اللہ مجھے ہدایت والوں میں ہدایت فرما، اور صحت مند لوگوں میں مجھے صحت عطا فرما۔ مجھے ان لوگوں میں رکھ۔ جن کا تو والی ہے اور جو کچھ تو نے مجھے دیا۔ اس میں برکت فرما اور اپنی قضاء کے شر سے مجھے بچا۔ تو فیصلہ فرماتا ہے تیرے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ جس کا تو والی ہے وہ ذلیل نہیں ہو سکتا۔ اے میرے رب تو بابرکت اور برتر ہے[1] (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی ۔ ابن ماجہ دارمی)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ ان سورتوں کا وتروں میں پڑھنا مستحب ہے۔ لیکن احمد اور یحییٰ بن معین نے آخری رکعت میں سورہ اخلاص کے ساتھ معوذتین کی زیادت کو تسلیم نہیں کیا ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **رکوع کے بعد ہاتھ اٹھا کر قنوت پڑھنا:**۔ اس حدیث کو احمد۔ ابن حبان۔ حاکم۔ ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ ترمذی نے اسے حسن کہہ کر فرمایا وتروں کی قنوت میں اس سے بہتر اور کوئی حدیث نہیں ہے اور دارقطنی۔ ابن الجارود۔ ابن خزیمہ۔ ابویعلی طبرانی بیہقی سعید بن منصور اور مروزی نے بھی روایت کیا ہے۔ نسائیؒ نے ایک اور طریق سے اس کے بعد وصلی اللہ علی النبی کے الفاظ بھی بیان کئے۔ حافظ نے تخریج الاذکار میں اس زیادت کو غریب کہا ہے۔ طبرانی اور بیہقی نے ولا یعز من عادیت کے لفظ بھی بیان کئے ہیں مروزی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت نے اس دعاء قنوت کو مقام خیف میں صبح کی نماز میں بھی پڑھا اور یہی دعا وتروں میں بھی پڑھتے تھے اور ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے موقوفاً اور بیہقی اور ابن السنی نے ابن عمر سے موقوفاً روایت کیا ہے کہ وتروں کی قنوت میں اللھم انا نستعینک الخ پڑھنا بھی جائز ہے لیکن یہ بہت ضعیف ہے۔ حنفیہ سارا سال وتروں میں قنوت کے قائل ہیں اور شافعیہ صرف نصف آخری رمضان میں قنوت کے قائل ہیں اور صحابہ کی ایک جماعت کا یہی مذہب تھا اور اس میں اختلاف ہے کہ قنوت رکوع سے پہلے ہے یا بعد خلفاء اربعہ بعد رکوع قنوت پڑھا کرتے تھے اور ہاتھ اٹھا کر قنوت پڑھا کرتے اور صحیح حدیثوں سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۰۲- وَعَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ فِی الْوِتْرِ قَالَ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَآئِیُّ وَزَادَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ یُّطِیْلُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّلنَّسَآئِیِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰی عَنْ اَبِیْہِ قَالَ کَانَ یَقُوْلُ اِذَا سَلَّمَ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ ثَلٰثًا وَّیَرْفَعُ صَوْتَہٗ بِالثَّالِثَۃِ۔

۱۲۰۳- وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ فِیْ اٰخِرِ وِتْرِہٖ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَبِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ لَا اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَآئِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

۱۲۰۲- حضرت ابی بن کعب نے فرمایا۔ آنحضرت جب وتروں سے سلام کہتے فرماتے۔ سبحان الملک القدوس اللہ تعالیٰ بادشاہ ہے اور پاک ہے۔ (ابوداؤد) نسائی نے زیادہ کہا۔ تین دفعہ لمبی آواز سے فرماتے اور نسائی نے عبدالرحمن بن ابزی سے وہ اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں۔ آنحضرت جب سلام سے فارغ ہوتے تو فرماتے سبحان الملک القدوس اور تیسری دفعہ اونچی آواز سے فرماتے۔

۱۲۰۳- حضرت علی رضی سے مروی ہے۔ آنحضرت وتروں کے آخر میں فرماتے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَبِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ اے اللہ میں تیرے غصے سے تیری رضامندی کی پناہ چاہتا ہوں اور تیرے عذاب سے تیری عفو کی پناہ چاہتا ہوں۔ میں تجھ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں تیری تعریف شمار نہیں کرسکتا۔ تو ویسے ہی ہے جیسے تونے اپنی تعریف فرمائی۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔)

لہ وتروں کے بعد کی دعا:۔ پہلے گزر چکا ہے کہ ابی ابن کعب کی حدیث احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ میں اچھی سند سے آئی ہے اور حضرت علی کی حدیث کو بیہقی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اور اس کو مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے نبی صلعم کو ایک رات بستر پہ نہ پایا الخ اور اس میں ہے کہ آپ یہی دعا سجدے میں پڑھ رہے تھے جس سے معلوم ہوا کہ کبھی آپ اس دعا کو قنوت کے طور پر پڑھتے تھے اور کبھی سجدے میں اور یہ دعا جو ابی کی حدیث میں آئی ہے یعنی سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ دارقطنی میں اس میں اس کے آخر میں رب الملائکۃ والروح کے لفظ بھی آئے ہیں یعنی ساری دعا اس طرح ہوئی سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ رَبِّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

١٢٠٤ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قِيْلَ لَهٗ هَلْ لَكَ فِيْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ مُعَاوِيَةَ مَا اَوْتَرَ اِلَّا بِوَاحِدَةٍ قَالَ اَصَابَ اِنَّهٗ فَقِيْهٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ اَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ بَعْدَ الْعِشَآءِ بِرَكْعَةٍ وَّعِنْدَهٗ مَوْلًى لِابْنِ عَبَّاسٍ فَاَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ دَعْهُ فَاِنَّهٗ قَدْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

١١٢٥ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

تیسری فصل

١٢٠٤ - ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ مجھے کہا گیا۔ تمہیں معلوم ہے امیر معاویہ ایک ہی وتر پڑھا کرتے ہیں۔ فرمایا وہ درست کرتے ہیں۔ وہ فقیہ ہیں۔ ابن ابی ملیکہ فرماتے۔ حضرت معاویہ نے عشاء کے بعد ایک وتر پڑھا اور آپ کے پاس حضرت ابن عباس کے غلام تھے۔ وہ ابن عباس کے پاس آئے اور ان کو بتلایا ابن عباس نے فرمایا ان کو چھوڑ دو وہ آنحضرت کے صحابی ہیں[1] (بخاری)

١٢٠٥ - حضرت بُرَیدہ سے فرمایا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ وآلہٖ وسلم سے سنا۔ فرماتے وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم سے نہیں وتر حق ہے۔ جو وتر نہ پڑھے وہ ہم سے نہیں[2] (ابوداؤد)

---

[1] ابن عباس سے بیان کرنے والے کُریب بن ابی مسلم ابو رشدین تھے یہ ابن عباس کے آزاد کردہ غلام تھے ایک رات امیر معاویہ کے پاس ٹھہرے انہوں نے ایک رکعت وتر پڑھا کریب نے واپس آکر ابن عباس سے بیان کیا کہ امیر معاویہ نے صرف ایک رکعت وتر پڑھا تو ابن عباس نے کہا ان پر اعتراض کیوں کرتے ہو وہ صحابی ہیں اور فقیہ ہیں انہوں نے بغیر کسی دلیل کے ایک وتر نہیں پڑھا۔ اس حدیث سے یہی ثابت ہوا کہ ایک رکعت وتر پڑھنا جائز ہے۔

[2] اس کو حاکم نے روایت کر کے صحیح کہا ہے اور احمد اور ابن ابی شیبہ میں ابوہریرہؓ کی حدیث اس کی مؤید ہے الوتر حق کا مطلب وتروں کی ترغیب دینا ہے اور جو آدمی بے رغبتی کی وجہ سے وتر چھوڑے وہ مسلمان نہیں ہے۔ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ وتر سنت مؤکدہ ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۰۶- وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ نَامَ عَنِ الْوِتْرِ اَوْ نَسِیَہٗ فَلْیُصَلِّ اِذَا ذَکَرَ وَاِذَا اسْتَیْقَظَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

۱۲۰۷- وَعَنْ مَّالِكٍ بَلَغَہٗ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْوِتْرِ اَوَاجِبٌ ھُوَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰہِ قَدْ اَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَوْتَرَ الْمُسْلِمُوْنَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ یُرَدِّدُ عَلَیْہِ وَعَبْدُ اللّٰہِ یَقُوْلُ اَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَوْتَرَ الْمُسْلِمُوْنَ رَوَاہُ فِی الْمُوَطَّا۔

۱۲۰۸- وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْتِرُ بِثَلٰثٍ یَقْرَأُ فِیْھِنَّ بِتِسْعِ سُوَرٍ مِّنَ الْمُفَصَّلِ یَقْرَأُ فِیْ کُلِّ رَکْعَۃٍ بِثَلٰثِ سُوَرٍ اٰخِرُھُنَّ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

۱۲۰۶- ابوسعید خدری سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو وتر پڑھے بغیر سو جائے یا بھول جائے وہ جب جاگے یا اسے یاد آئے۔ تو پڑھ لے [1] (ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

۱۲۰۷- امام مالک کو معلوم ہوا۔ کسی آدمی نے عبداللہ بن عمر سے وتروں کے متعلق دریافت کیا۔ آیا یہ واجب ہیں۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا۔ آنحضرت اور مسلمانوں نے وتر ادا کئے۔ وہ آدمی بار بار سوال دہراتا رہا اور عبداللہ فرماتے رہے۔ آنحضرت اور مسلمانوں نے وتر ادا کئے [2] (موطا)

۱۲۰۸- حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے تین وتر پڑھے اور ان میں مفصل کی نو سورتیں پڑھیں ہر رکعت میں تین سورتیں پڑھتے اور آخر میں قل ہو اللہ پڑھتے [3] (ترمذی)

---

[1] فصل دوم میں زید بن اسلم کی حدیث پہلے گزر چکی ہے اس کے تحت اس کا مضمون بیان ہو چکا ہے۔

[2] وتر سنت موکدہ ہیں۔ اس حدیث کو مروزی نے بھی قیام اللیل میں ذکر کیا ہے بقول حاکم مروزی اپنے زمانہ کے محدثین کا امام ہے۔ مروزی اور امام بخاری دونوں اسحٰق بن راہویہ کے شاگرد ہیں۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ موطا امام مالک میں جتنے ایسے اقوال ہیں کہ "مجھے یہ بات پہنچی ہے" وہ سب دوسرے طریقوں سے سند ہیں ماسوائے چار اقوال کے اور یہ قول ان میں سے نہیں بلکہ اس کی سند متصل ہے وہ آدمی ابن عمر کے منہ سے کہلانا چاہتا تھا کہ وتر واجب ہیں لیکن آپ نے اس کے اصرار کے باوجود اس کا اقرار نہ کیا کیونکہ وتر سنت معمول بہا ہیں۔

[3] ابی بن کعب اور حضرت علی کی یہ حدیث اور عبدالعزیز بن جریج کی حدیث جو پہلے گزری ان کو سامنے رکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کا عام دستور یہی تھا کہ وتروں کی پہلی رکعت سورۃ اعلیٰ اور دوسری میں کافرون اور تیسری میں سورہ اخلاص پڑھتے لیکن کبھی کبھی ان کے علاوہ اور سورتیں بھی پڑھ لیتے اور ابی کی وہ حدیث جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ میں اچھی سند سے مروی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۰۹- وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ بِمَكَّةَ وَالسَّمَاءُ مُغَيِّمَةٌ فَخَشِيَ الصُّبْحَ فَأَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ ثُمَّ انْكَشَفَ فَرَأَى أَنَّ عَلَيْهِ لَيْلًا فَشَفَعَ بِوَاحِدَةٍ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَلَمَّا خَشِيَ الصُّبْحَ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ رَوَاهُ مَالِكٌ۔

۱۲۱۰- وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهِ قَدْرَ مَا يَكُونُ ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً قَامَ وَقَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ يَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۱۱- وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْوِتْرِ رَكْعَتَيْنِ رَوَاهُ

۱۲۰۹- نافعؒ فرماتے ہیں میں مکہ مکرمہ میں حضرت ابن عمرؓ کے پاس تھا اور آسمان ابر آلود تھا۔ انہیں صبح کا خطرہ ہوا۔ تو ایک وتر پڑھا[1]۔ (مالک)

۱۲۱۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے وقت بیٹھ کر نماز پڑھتے۔ اور قرأت بھی بیٹھ کر پڑھتے۔ جب قراۃ تیس چالیس آیات باقی رہ جاتی۔ تو کھڑے ہو کر تلاوت فرماتے۔ پھر رکوع کرتے پھر سجدہ فرماتے، پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے[2]۔ (مسلم)

۱۲۱۱- حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا۔ آنحضرت وتروں کے بعد دو رکعت ادا فرماتے۔ (ترمذی) ابن ماجہ نے زیادہ کہا کہ

---

[1] مسئلہ "نقض الوتر" کا بیان :- اثر کو نسائی نے سند حسن سے روایت کیا اور مالک نے اسے اصح الاسانید قرار دیا یہ مسئلہ اہل علم میں "نقض الوتر" کے نام سے مشہور ہے، مطلب یہ ہے کہ وتروں کے بعد اگر اور نفل پڑھنا چاہے تو ایک رکعت پڑھ کر پہلے وتروں کو شفع کرے اور پھر آخر میں دوبارہ وتر پڑھے۔ ترمذی نے صحابہ اور بعد کے لوگوں کی ایک جماعت کا یہی مسلک بیان کیا ہے اور دوسری طرف صحابہ کی ایک کثیر جماعت وتر توڑنے کی قائل نہیں اور صدیق اکبر انہی میں سے ہیں۔ یہ جب رات کو وتر پڑھ لیتے اور پھر صبح اٹھتے تو نفل پڑھتے رہتے اور پھر دوبارہ وتر نہ پڑھتے۔

[2] نفلی نماز حسب طاقت ادا کرے :- حضرت عائشہؓ کی اس حدیث کے مختلف الفاظ آئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی تو نوافل کی پوری نماز کھڑے ہو کر پڑھتے اور کبھی پوری نماز بیٹھ کر پڑھتے اور کبھی کچھ حصہ قیام کا بیٹھ کر گزارتے اور رکوع سے پہلے کھڑے ہو جاتے اور کبھی پوری ایک رکعت کھڑے ہو کر پڑھتے اور دوسری پوری بیٹھ کر یعنی حسب طبیعت جس طرح چاہتے پڑھتے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التِّرْمِذِيُّ وَزَادَ ابْنُ مَاجَةَ خَفِيفَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ۔

۱۲۱۲۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ ثُمَّ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ يَقْرَأُ فِيهِمَا وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

۱۲۱۳۔ وَعَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ هٰذَا السَّهَرَ جُهْدٌ وَثِقَلٌ فَإِذَا أَوْتَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ فَإِنْ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ وَإِلَّا كَانَتَا لَهُ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

ہلکی سی دو رکعتیں بیٹھ کر ادا[1] فرماتے

۱۲۱۲۔ حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت ایک وتر پڑھا کرتے تھے۔ پھر دو رکعت ادا فرماتے۔ یہ قرأت بیٹھ کر پڑھتے۔ جب رکوع کرنا چاہتے کھڑے ہو کر رکوع فرماتے[2]۔ (ابن ماجہ)

۱۲۱۳۔ ثوبان رضؓ آنحضرت صلعم سے روایت فرماتے ہیں۔ یہ رات کا جاگنا تکلیف اور بوجھ ہے۔ اگر تم سے کوئی پڑھے تو دو رکعت ادا کرے۔ اگر وہ رات کو قیام کر سکے (تو بہتر) ورنہ یہ دو رکعت اس کے قائم مقام ہوں[3] گی۔ (ترمذی۔ دارمی)

---

[1] کیا وتروں کے بعد نفل پڑھے :۔ اس حدیث کو اور دارقطنی نے بھی روایت کیا اور صحیح کہا اور اس باب میں مسلم میں عائشہ رضؓ کی حدیث بھی ہے جو فصل اول میں گزر چکی ہے کہ سعد کے سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ حضرت وتروں کے بعد بیٹھ کر دو رکعت نماز پڑھتے تھے اور ابوسلمہ نے بھی آپ سے ایسا ہی روایت کیا ہے اور احمد اور بیہقی میں ابوامامہ کی حدیث حسن سند سے مروی ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ آپ ان دو رکعتوں میں سورہ زلزال اور کافرون پڑھا کرتے تھے۔ بعض اہل علم وتروں کے بعد دو رکعت پڑھ لینے کے قائل ہیں اور بعض نہیں اور صحیح صورت یہ ہے کہ اگر وتر رات کو پڑھے تو یہ دو رکعت پڑھ لے اور اگر سحری کو وتر پڑھے تو پھر نہ پڑھے۔

[2] ابن ماجہ کی سند صحیح ہے اور ابوسلمہ نے جو حضرت عائشہ سے روایت کی ہے اس کو جماعت نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث کی وضاحت اوپر کے حاشیہ میں ہو چکی ہے۔

[3] اول رات وتروں کے بعد دو نفل کا ثواب :۔ اس کو ابن حبان۔ ابن خزیمہ اور بزار نے بھی روایت کیا ہے اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو آدمی وتر کے بعد دو رکعت نماز پڑھے اور بعد ازاں پچھلی رات اٹھ بیٹھا اور نماز پڑھی تو وہ سب سے افضل ہے اور اگر نہ اٹھ سکا اور تہجد کی نماز نہ پڑھ سکا تو وہ دو رکعت اس کو تہجد کے ثواب سے کفایت کریں گی اور غالباً یہ سفر کی حالت میں ہے کیونکہ آنحضرت نے یہ حدیث سفر کی حالت میں فرمائی تھی جیسا کہ بزار میں ہے کہ ہم آنحضرت کے ساتھ سفر میں تھے تو آپ نے فرمایا کہ رات کا جاگنا بڑی محنت اور مشقت کا کام ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۱۴- وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْہِمَا بَعْدَ الْوِتْرِ وَ
ھُوَ جَالِسٌ یَقْرَأُ فِیْہِمَا اِذَا زُلْزِلَتْ وَقُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

۱۲۱۴- ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آنحضرت یہ دو رکعت وتروں کے بعد بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے اور سورہ اذا زلزلت اور سورہ کافرون پڑھتے[1] (احمد)

---

[1] ابوامامہ کی اس حدیث کی وضاحت پہلے ہو چکی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ الْقُنُوْتِ

قنوت[1] کا تذکرہ

وتر رات کی نماز ہے پہلی رات ادا کرے تو اجازت ہے۔ اس کا اصلی وقت آخری رات ہے۔ اس میں بعض خصوصیات ہیں احناف وتر کو واجب سمجھتے ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ وتر سنت ہیں باقی سنن سے موکد حضرت علی ابن عمر عبادہ بن صامت اور بعض دوسرے صحابہ سے اس کی صراحت منقول ہے۔ (ص۱۳ حجۃ اللہ ج ۲) آنحضرت بعض وقت وتروں میں قنوت پڑھتے۔ رمضان المبارک کے پچھلے نصف میں التزام سے قنوت پڑھتے۔ جب کوئی لشکر جاتا مسلمانوں پر کوئی مصیبت آتی کسی ظالم کا خطرہ پیش آجاتا۔ تو آپ پانچوں نمازوں میں قنوت پڑھتے یہ معمول اس وقت تک جاری رہتا۔ جب تک وہ مصیبت رفع نہ ہو جاتی۔

قنوت نازلہ کے الفاظ متعین نہیں حسب موقعہ مناسب الفاظ سے دعا فرماتے عام حالات میں وہی دعا فرماتے جو حضرت حسن سے منقول ہے جس کا ذکر آگے آئے گا۔

قنوت واجب نہیں شوافع صبح کی نماز میں قنوت ضروری سمجھتے ہیں اور احناف وتروں میں دونوں مذاہب کے لیے کوئی صحیح اور صریح دلیل نہیں صحیح یہ ہے قنوت کے بغیر وتر ہو جاتے ہیں اگر قنوت بھول جائے تو سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔ بلکہ اگر صبح یا وتروں میں اسے واجب سمجھ کر پڑھا جائے تو بدعت ہو گا۔ جس طرح ابو مالک اشجعی سے مروی ہے۔

قنوت رکوع سے پہلے اور بعد دونوں طرح درست ہے۔ اکثر صحیح روایات بعد رکوع کے موید ہیں۔ امام بیہقی فرماتے ہیں۔ رواۃ القنوت بعد الرکوع اکثر و احفظ (فتح الباری)

---

[1] قنوت کے کئی معنی ہیں۔ نماز کا قیام۔ مطلق عاجزی اور دعا۔ اور اصطلاح شریعت میں وہ دعا مراد ہے جو نماز کی آخری رکعت میں کسی کے لیے نیک دعا بددعا یا اپنے لیے دین و دنیا کی بھلائی کے لیے دعا کی جائے۔ اور یہاں یہی دعا مراد ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۲۱۵ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّدْعُوَ عَلٰى اَحَدٍ اَوْ يَدْعُوَ لِاَحَدٍ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ فَرُبَّمَا قَالَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ اَبِيْ رَبِيْعَةَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْاَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ يَجْهَرُ بِذٰلِكَ وَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ بَعْضِ صَلٰوتِهٖ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَّفُلَانًا لِاَحْيَاءٍ مِّنَ الْعَرَبِ حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَلْاٰيَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

پہلی فصل

۱۲۱۵ - حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کے لیے دعا فرمانا چاہتے تو رکوع کے بعد قنوت پڑھتے بہت دفعہ جب سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنا لک الحمد فرماتے تو یہ دعا کرتے۔ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ اَبِيْ رَبِيْعَةَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْاَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ اے اللہ ولید بن ولید اور سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات عنایت فرما۔ اور قبیلہ مُضر کو پوری طرح کچل دے۔ اور ان پر حضرت یوسف کے قحط کی طرح قحط مسلط فرما اور اونچی آواز سے پڑھتے اور بعض نمازوں میں عرب کے بعض قبیلوں پر لعنت فرماتے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی لیس لک من الامر شیٔ (اے پیغمبر تمہیں کوئی اختیار نہیں ہے[1]) (بخاری۔ مسلم)

[1] قنوت نازلہ کا بیان :۔ حدیث کے یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور مسلم میں اس کا مضمون ہے۔ کسی کے لیے نیک دعا کرنے کی مثال تو یہ بیان فرمائی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ولید بن ولید اور سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ کی نجات کے لیے دعا کی۔ یہ حضرات مسلمان ہونے کے بعد کفار کی قید میں تھے اور کفار ان کو سخت تکلیفیں دے رہے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی نجات کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول فرمایا اور آنحضرت کی برکت سے ان کو نجات مل گئی اور یہ حضرات مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور بد دعا کی یہ مثال دی کہ آپ نے مضر کے قبیلے کے لیے بد دعا فرمائی کہ اے اللہ ان پر اس طرح کی قحط سالی بھیج جس طرح کی قحط سالی (باقی اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۱۶- وَعَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوْتِ فِي الصَّلٰوةِ
كَانَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ أَوْ بَعْدَهُ قَالَ قَبْلَهُ إِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۲۱۶۔ عاصم احول فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت انس بن مالک سے نماز میں قنوت کے متعلق دریافت کیا۔ رکوع سے پہلے پڑھی جائے یا رکوع کے بعد انہوں نے فرمایا۔ رکوع سے پہلے پڑھنی چاہیئے۔ آپ نے رکوع کے بعد ایک مہینہ پڑھی

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں مصر پر آئی تھی۔ چنانچہ قریش پر وہ قحط سالی اس شدت سے ہوئی کہ انہوں نے مردار بھی کھائے اور سوکھے چمڑے۔ ٹوٹی ہوئی جوتیاں اٹھاتے اور ان کو آگ پر پکا کر کھا جاتے۔ بعض دفعہ مرداروں کی ہڈیاں پیس کر بھی کھائیں اور دوسری بددعا کی مثال یہ دی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے بعض قبائل یعنی رعل۔ ذکوان اور عصیہ کے لیے مہینہ بھر تک بددعا کرتے رہے کہ اے اللہ رعل پر لعنت فرما۔ ذکوان پر لعنت فرما اور عصیہ پر لعنت فرما۔ یہ قبائل بنی سلیم کی شاخ تھے اور عرب کے مشرقی علاقہ میں آباد تھے۔ ان بدبختوں نے مشورہ کیا کہ دھوکہ سے کچھ صحابہ کرام کو بلا کر قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ ایک رئیس ابوعامر بدبخت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ راستے میں گھوڑے سے گرا اور ٹانگ ٹوٹ گئی اور آپ کے پاس آ کر کہا کہ اے اللہ کے رسول میں مسلمان ہو چکا ہوں اور ہمارے قبیلے کے اور بھی کئی آدمی مسلمان ہو چکے ہیں اور دوسرے لوگ بھی بہت جلد مسلمان ہو سکتے ہیں بشرطیکہ آپ وہاں کچھ مبلغ بھیجیں اور بعد ازاں اپنی ٹانگ کی شکایت بھی کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی ٹانگ درست کر دی۔ آپ نے اس سے کہا میں آدمی تو بھیجدوں لیکن ان کی حفاظت۔ خوراک اور رہائش کا کون ذمہ دار ہوگا اس نے کہا میں ذمہ دار ہوں آپ نے اس کے ہمراہ ستر قاری بھیج دیئے اس بدبخت نے وہاں جا کر ان قبائل کو پکارا وہ لوگ نکل آئے اور ان کا محاصرہ کر کے ان کو شہید کر دیا۔

یہ واقعہ "بیر معونہ" کے نام سے مشہور ہے یا اس کو "سریۃ القراء" کہا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت پر اس واقعہ کا اتنا اثر ہوا کہ آپ مہینہ بھر تک ان قبائل کے لیے بددعا کرتے رہے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ "اے نبی تیرے اختیار میں کوئی چیز نہیں (پوری آیت تک) کاش وہ لوگ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم ما کان وما یکون ثابت کرتے ہیں اس واقعہ پر غور فرمائیں اور یہ بھی فرمائیں کہ آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے اس طرح بے بسی کی حالت میں شہید کر دیئے جانے کا بھی علم تھا اور کیا پھر بھی آنحضرت نے ان کو مروانے کے لیے جان بوجھ کر بھیجا تھا اور کیا پھر اس صورت میں ان مظلوموں کے خون کا گناہ معاذ اللہ نبی صلعم کے سر پر نہیں۔

اب باقی رہا ایک اشکال کہ یہ آیت بقول بعض جنگ احد کے متعلق نازل ہوئی جبکہ آنحضرت کے دانت شہید ہوئے اور چہرہ زخمی ہوا تو اصل معاملہ یہ ہے کہ جنگ احد کے فوراً بعد یہ واقعہ پیش آ گیا اور اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی تو کسی نے اس کو جنگ احد کے متعلق سمجھا اور کسی نے "بیر معونہ" کے متعلق۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا اِنَّهٗ كَانَ بَعَثَ اُنَاسًا يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّآءُ سَبْعُوْنَ رَجُلًا فَاُصِيْبُوْا فَقَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۱۲۱۷ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا مُتَتَابِعًا فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَصَلٰوةِ الصُّبْحِ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ مِنَ الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ يَدْعُوْا عَلٰى اَحْيَاءٍ مِّنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ عَلٰى رِعْلٍ وَّذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَيُؤَمِّنُ مَنْ خَلْفَهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

تھی۔ آپ نے ستر آدمی بھیجے جنہیں قراء (حافظ) کہا جاتا تھا۔ ان کو راستہ میں قتل کر دیا گیا۔ آپ نے ایک ماہ ان کے (قاتلوں) کے لئے بددعا کی[1] (بخاری مسلم)

دوسری فصل

۱۲۱۷۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے متواتر ایک ماہ تک پانچوں نمازوں میں قنوت پڑھی۔ آخری رکعت میں جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو عرب کے قبائل رعل۔ ذکوان، عصیہ پر بددعا فرماتے یہ سب قبائل قبیلہ بنو سلیم سے تعلق رکھتے تھے۔ اور مقتدی آمین کہتے[2] (ابوداؤد)

---

[1] **قنوت نازلہ رکوع کے بعد ہے** ۔ انس کی اس حدیث کے الفاظ شیخین نے بھی روایت کئے ہیں اور دوسروں نے بھی۔ ان کے مجموعہ سے یہ چیز معلوم ہوتی ہے کہ قنوت جو حاجت کے لیے ہے جسے قنوت نازلہ کہا جاتا ہے وہ تو رکوع کے بعد ہے اور جو قنوت عام طور پر پڑھی جاتی ہے وہ رکوع سے پہلے بھی ہے اور بعد بھی جیسا کہ ابن ماجہ نے اس کو انس سے روایت کیا ہے کہ آپ سے سوال کیا گیا کہ آیا قنوت رکوع سے پہلے ہے یا بعد تو آپ نے فرمایا قبل رکوع بھی ہے اور بعد بھی اور ابن ماجہ کی سند قوی ہے صحابہ کا عمل اس میں مختلف رہا ہے اور یہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ بعد از رکوع بہتر ہے کیونکہ خلفاء اربعہ کا عمل اسی پر رہا ہے اور صحیح روایات بھی اسی کی تائید کرتی ہیں جیسے کہ بیہقی نے کہا ہے کہ بعد رکوع قنوت کے راوی زیادہ بھی ہیں اور احفظ بھی ہیں۔

[2] **قنوت نازلہ ہر نماز میں ہو سکتی ہے** ۔ اس حدیث کو احمد اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور بخاری میں حضرت انس سے مغرب اور فجر کی نمازوں میں بھی قنوت آئی ہے اور احمد، مسلم اور ترمذی نے براء بن عازب سے صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ نبی صلعم مغرب اور فجر کی نمازوں میں قنوت کیا کرتے تھے۔ اس باب کی روایتیں دلیل ہیں کہ وتروں کے علاوہ اور نمازوں میں بھی قنوت ہے اسی بنا پر امام مالک اور شافعی تمام نمازوں میں قنوت کو مستحب جانتے ہیں جبکہ کوئی مصیبت نازل ہو جیسے دشمن یا قحط و وبا وغیرہ اور اس قنوت میں کوئی خاص دعا متعین نہیں ہے اور جو قنوت عام ہے اس میں اتفاق ہے کہ ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازوں میں قنوت نہ پڑھی جائے اور صبح کی نماز میں قنوت جائز ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۱۸ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا ثُمَّ تَرَكَهُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

۱۲۱۹ - وَعَنْ اَبِي مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ قَالَ قُلْتُ لِاَبِي يَا اَبَتِ اِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ هٰهُنَا بِالْكُوْفَةِ نَحْوًا مِّنْ خَمْسِ سِنِيْنَ اَكَانُوْا يَقْنُتُوْنَ قَالَ اَيْ بُنَيَّ مُحْدَثٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۲۲۰ - عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَكَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَّلَا يَقْنُتُ بِهِمْ اِلَّا فِي النِّصْفِ الْبَاقِيْ فَاِذَا كَانَتِ الْعَشْرُ الْاَوَاخِرُ

۱۲۱۸ - حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ قنوت پڑھ کر پھر ترک کر دی۔ (ابوداؤد۔ نسائی)

۱۲۱۹ - ابومالک اشجعی فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے والد سے کہا آپ نے آنحضرت اور حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت علی کے پیچھے یہاں کوفہ میں قریباً پانچ سال نماز پڑھی ہے۔ کیا وہ قنوت پڑھتے تھے۔ فرمایا بیٹا یہ بدعت[1] ہے۔ (ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

تیسری فصل

۱۲۲۰ - حضرت حسن سے مروی ہے۔ حضرت عمر نے لوگوں کو ابی بن کعب پر جمع کیا۔ وہ بیس رات تک نماز پڑھاتے آخری نصف کے سوا قنوت نہ پڑھتے۔ جب آخری عشرہ آتا تو وہ پیچھے رہ جاتے اور اپنے گھر میں نماز پڑھتے۔ اور

---

[1] بعض صحابہ لاعلمی کی وجہ سے کسی کام کو بدعت کہہ دیتے۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے اور یہ لوگ بقول ایک راوی صبح کی نماز میں قنوت کیا کرتے تھے اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ صبح کی نماز میں قنوت نہیں ہوا کرتی تھی۔ اکثر اہل علم اسی طرف گئے ہیں اور ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ صبح کی نماز میں قنوت ہے اور یہ جو کہا بدعت ہے تو اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ اس پر ہمیشگی کرنا بدعت ہے۔ ورنہ اصل قنوت بدعت نہیں ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَتَخَلَّفُ فَصَلَّى فِي بَيْتِهٖ فَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اَبَقَ اُبَيٌّ ؎ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَسُئِلَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوْتِ فَقَالَ قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَبْلَ الرُّكُوْعِ وَبَعْدَهٗ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ۔

وہ لوگ کہتے اُبیؓ بھاگ گئے (ابوداؤد) حضرت انس سے قنوت کی بابت دریافت کیا گیا۔ فرمایا آنحضرتؐ نے قنوت رکوع کے بعد پڑھی اور ایک روایت میں ہے رکوع سے پہلے اور بعد دونوں جگہ پڑھی ؎ ۔ (ابن ماجہ)

۱؎ عالمانہ تحریف:۔ خدا ستیاناس کرے اندھی تقلید کا جو بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کراتی ہے۔ اسی تحریف کی بدولت یہود و نصاریٰ گمراہ ہوئے۔ اگر کوئی آدمی یہ کہہ دے کہ میں امام ابوحنیفہ کی یہ بات نہیں مانتا تو نہ اس پر کوئی حد ہے نہ گناہ چنانچہ ان کے شاگردوں نے کئی مسائل میں ان کے خلاف کہا۔ تراویح کے متعلق یہ حقیقت ہے کہ آنحضرتؐ اور خلفائے راشدین سے صرف آٹھ رکعت ثابت ہیں اور یہی سنت ہیں ویسے نفل سمجھ کر خواہ کوئی بیس پڑھے یا چالیس کوئی اعتراض نہیں اعتراض اس پر ہے کہ تقلید کے جوش میں سنت کا انکار کیوں کیا جائے۔ ابوداؤد کی اس حدیث میں دیوبندی بھائیوں نے تقلید کی وجہ سے تحریف کا ارتکاب کیا۔ ابوداؤد کے تمام قلمی اور مصری اور دیگر مطبوعات کے نسخوں میں یہ حدیث اسی طرح ہے کہ حضرت ابی بیس رات تک تراویح پڑھاتے اور پھر خلوت کی نماز کو ترجیح دیتے۔ مولانا محمود الحسن نے مطبع مجتبائی کی تصحیح کرتے ہوئے عشرین لیلۃ پر نسخہ کا نشان دے کر کنارے پر عشرین رکعۃ کر دیا پھر مطبع مجیدی والوں نے فخر الحسن اور فیض الحسن گنگوہی سے تصحیح کروائی تو انہوں نے نسخہ کو متن بنا دیا اور متن کو نسخہ پھر نولکشور نے تصحیح کروائی تو عشرین لیلۃ کو اڑا دیا اور عشرین رکعۃ کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون یہ سب تقلید کے کرشمے ہیں اللہ انہیں معاف فرمائے۔

۲؎ قنوت کا مقام و طریقہ:۔ اس حدیث کو نووی نے ضعیف کہا ہے اس لیے کہ حضرت حسن بصری نے حضرت عمر فاروق کا زمانہ نہیں پایا ہے۔ حسن بصریؒ کا مسلک یہ ہے کہ قنوت سارا سال ہے جیسا کہ امام محمد بن نصر مروزی نے اپنی کتاب قیام اللیل میں نقل کیا ہے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے جو سوال ہوا کہ قنوت رکوع سے پہلے ہے یا بعد یہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور ابن ماجہ کی یہ سند اچھی ہے۔ آپ نے جو جواب دیا وہ یہ ہے کہ قنوت رکوع کے بعد ہے اور ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ رکوع کے بعد بھی ہے اور رکوع سے پہلے بھی۔ احادیث سے دونوں طرح ہی ثابت ہوتا ہے اگر کوئی رکوع سے پہلے پڑھے تو بھی ٹھیک ہے اور اگر کوئی رکوع کے بعد پڑھے تو بھی درست ہے لیکن ترجیح بعد از رکوع کی روایات کو ہے جیسا کہ امام بیہقی کے حوالے سے پہلے بیان ہو چکا ہے اور یہ جو آج کل رکوع سے قبل قنوت کرتے وقت ہاتھ اٹھاتے ہیں اور تکبیر کہتے ہیں یہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ

قیام رمضان کا ذکر

ماہ رمضان برکت کا مہینہ ہے۔ اس میں عبادات کا اجرا زیادہ ملتا ہے۔ آنحضرت رمضان میں بہت زیادہ ریاضت فرماتے۔ گھر کے لوگوں کو نماز کی ترغیب دیتے۔ صحابہ بھی کثرت سے نوافل ادا فرماتے۔ لوگوں کی سہولت کے لیے اجازت فرمائی۔ تہجد پہلی رات پڑھ لی جائے۔ قیام رمضان اور تراویح اسی کا دوسرا نام ہے۔ رمضان مبارک میں قیام رمضان کے علاوہ رات کے وقت کوئی اور نماز ادا نہیں فرماتے تھے۔ اس نماز میں قیام لمبا کرتے عموماً آٹھ رکعت پڑھتے اس نماز کے لیے اہتمام فرماتے۔ زندگی کے آخری رمضان میں متواتر تین دن تراویح ادا فرمائیں۔ بہت لمبا قیام فرمایا۔ ۲۷ رمضان کو سحری تک قرآن پڑھتے رہے۔ ان راتوں میں آپ نے آٹھ رکعت پڑھی۔ امام مروزی نے قیام اللیل میں حضرت جابر نے ذکر فرمایا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی فی رمضان فی لیلۃ ثمان رکعات ثم اوتر ص۹۱ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ آنحضرت رمضان اور غیر رمضان میں (عموماً) وتر کے علاوہ آٹھ رکعت پڑھتے تھے۔

یہ نماز چونکہ نفلی ہے۔ اس لیے اس میں فرائض کی طرح حتمی تحدید نہیں فرمائی گئی۔ سائب بن یزید سے منقول ہے کہ لوگ بیس رکعت پڑھتے تھے۔ وہیب بن کیسان سے اسی طرح مروی ہے۔ اعمش اور عطا سے بھی بیس کا ذکر آیا ہے صالح مولی التوأمہ فرماتے ہیں۔ لوگ حرہ سے پہلے اکتالیس رکعت پڑھتے۔ امام مالک سے ۳۸ رکعت منقول ہیں۔ امام شافعی بیس پسند کرتے تھے۔ ایک روایت امام شافعی سے ۳۹ رکعت بھی آتی ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں۔ لَيْسَ فِيْ شَيْءٍ ضِيْقٌ وَلَا حَدٌّ يَنْتَهِيْ اِلَيْهِ لِاَنَّهُ نَافِلَةٌ فَاِنْ اَطَالُوا الْقِيَامَ وَاَقَلُّوا السُّجُوْدَ فَحَسَنٌ وَهُوَ اَحَبُّ اِلَيَّ وَاِنْ اَكْثَرُوا الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَهُوَ حَسَنٌ اھ مُخْتَصَرًا (قیام اللیل ص۹۲) یہ نفلی نماز ہے اس میں کوئی وقت اور پابندی نہیں اگر قیام لمبا کرے اور رکعتیں کم کرے تو مجھے پسند ہے۔ اگر رکوع سجود زیادہ کرے۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ آنحضرت سے اس کے متعلق سات رکعت سے تیرہ رکعت وتر سمیت مروی ہے۔ زیادہ تر آٹھ رکعت اور وتر پڑھا کرتے تھے اور یہی سنت نبوی ہے۔ اس نماز میں اصل چیز طمانیت ہے۔ اور اگر نماز میں سکون اور طمانیت قلب حاصل نہ ہو تو عدد کی کثرت چنداں مفید نہیں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے فتاوے میں فرمایا ہے کہ قیام رمضان کے متعلق کوئی معین عدد آنحضرت سے منقول نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں فرضوں کی طرح عدد کی پابندی نہیں فرمائی گئی ورنہ جہاں تک آنحضرت کے عمل کا تعلق ہے۔ اس کا عدد معلوم ہے۔ اور صحیح روایات سے ثابت ہے۔ شیخ الاسلام ایسے بحر العلوم سے یہ کیسے مخفی رہ سکتا تھا۔ ان روایات کا ذکر بھی ان کی کتابوں میں موجود ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۲۲۱ - عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ حُجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيْرٍ فَصَلّٰى فِيْهَا لَيَالِيَ حَتّٰى اجْتَمَعَ عَلَيْهِ نَاسٌ ثُمَّ فَقَدُوْا صَوْتَهٗ لَيْلَةً وَظَنُّوْا اَنَّهٗ قَدْ نَامَ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَتَنَحْنَحُ لِيَخْرُجَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ مَا زَالَ بِكُمُ الَّذِيْ رَاَيْتُ مِنْ صَنِيْعِكُمْ حَتّٰى خَشِيْتُ اَنْ يُّكْتَبَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهٖ فَصَلُّوْا اَيُّهَا النَّاسُ فِيْ بُيُوْتِكُمْ فَاِنَّ اَفْضَلَ صَلٰوةِ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهٖ اِلَّا الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۲۲ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَغِّبُ فِيْ قِيَامِ

پہلی فصل

۱۲۲۱۔ زید رضی اللہ عنہ بن ثابت فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے مسجد میں چٹائیوں سے حجرہ بنایا۔ کئی رات اس میں نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ لوگ آپ کے پیچھے جمع ہو گئے۔ اور ایک رات آپ کی آواز مفقود ہو گئی۔ لوگوں نے خیال کیا۔ آپ سو گئے ہیں بعض لوگ کھانسنے لگے۔ تاکہ آپ ان کی طرف نکلیں۔ فرمایا جو کچھ تم کرتے رہے مجھے معلوم ہے۔ مجھے ڈر پیدا ہوا کہ تم پر یہ نماز فرض کر دی جائے اگر یہ فرض کر دی گئی۔ تو تم اس کی پابندی نہیں کر سکو گے۔ اے لوگو اپنے گھروں میں نماز پڑھو۔ فرضی کے علاوہ نماز گھر میں افضل ہے[1]۔ (بخاری مسلم)

۱۲۲۲۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت رمضان میں قیام کے لیے رغبت دلاتے تھے۔ اس میں تاکیدی حکم نہیں دیتے تھے

---

[1] تراویح با جماعت ثابت ہیں :۔ ان الفاظ سے یہ روایت بخاری میں ہے اور اس کو ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ آپ نے جو چٹائی سے مسجد میں ایک حجرہ بنایا تھا اس کی کیفیت یہ تھی کہ آپ رات کو تو چٹائی سے کچھ جگہ الگ کر لیتے اور دن کو اس کو لپیٹ لیا کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر مسجد میں تنگی نہ ہو اور دوسرے نمازیوں کو تکلیف نہ پہنچے تو اس طرح اپنے لیے جگہ مخصوص کر لینا جائز ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جماعت سے تراویح کی نماز پڑھی ہے۔ امام نووی نے کہا کہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ تراویح کی نماز مستحب ہے اور اختلاف اس بات میں ہے کہ آیا گھر میں اکیلے نماز تراویح پڑھنا بہتر ہے یا مسجد میں جماعت سے تو امام شافعی اور شافعیہ اور امام ابوحنیفہ اور بعض مالکیہ مسجد میں جماعت سے تراویح پڑھنے کو افضل سمجھتے ہیں اور بعض کے نزدیک گھر میں اکیلے تراویح پڑھنا بہتر ہے خصوصاً جبکہ پچھلی رات میں اٹھ کر پڑھے اور وہ یہ وجہ بتاتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ نفل نماز گھر میں پڑھنا میری اس مسجد میں پڑھنے سے بہتر ہے چاہے کہ دوسری مسجدیں ہوں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّأْمُرَهُمْ بِعَزِيْمَةٍ فَيَقُوْلُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ ثُمَّ كَانَ الْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ فِيْ خِلَافَةِ اَبِيْ بَكْرٍ وَّصَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ عَلٰى ذٰلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۲۳۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَضٰى اَحَدُكُمُ الصَّلٰوةَ فِيْ مَسْجِدِهٖ فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهٖ نَصِيْبًا مِّنْ صَلٰوتِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ فِيْ بَيْتِهٖ مِنْ صَلٰوتِهٖ خَيْرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

آپ فرماتے تھے۔ جو رمضان کا قیام ایمان اور ثواب کی نیت سے کرے اس کے پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا اور لوگوں کا عمل اسی طرح تھا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت .... میں بھی اسی طرح ہوتا رہا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ابتدائی خلافت میں بھی[1] (مسلم)

۱۲۲۳۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ جب تم میں سے کوئی مسجد میں نماز پڑھے۔ تو گھر کے لیے نماز کا بھی کچھ حصہ باقی رکھے۔ اللہ اس کے گھر میں بھی اس سے خیر و برکت فرمائے گا[2] (مسلم)

---

[1] تراویح نفل نماز ہے:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز تراویح واجب نہیں ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے اور یہ جو فرمایا کہ اس کے پہلے گناہ بخشے جائیں گے یہ حتمی وعدہ صغیرے گناہوں کے متعلق ہے۔ کبیرے گناہوں کے لیے توبہ شرط ہے اور حقوق العباد میں حقوق کی ادائیگی اور توبہ دونوں شرطیں ہیں اور احمد اور نسائی کی روایت میں وَمَا تَاَخَّرَ کے لفظ بھی ہیں یعنی جو گناہ آئندہ ہوں گے وہ بھی بخش دیئے جائیں گے اس کا مطلب یہ ہے کہ آئندہ اسے گناہ سے بچایا جائے گا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے الاعبادك منهم المخلصين (مگر تیرے مخلص بندے گناہ سے محفوظ رہیں گے) اور اگر بالفرض اس سے کوئی گناہ سرزد ہوا بھی تو وہ صغیرے گناہ ہوں گے جو بخش دیئے جائیں گے۔

[2] نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے:۔ اس باب کی حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ نفل نماز گھروں میں ادا کرنا بہتر ہے اس لیے کہ اس میں ریا نہیں ہوتا اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس سے گھروں میں برکت ہوتی ہے۔ رحمت اترتی ہے۔ فرشتے اس گھر میں نازل ہوتے ہیں اور شیطان وہاں سے بھاگتا ہے۔ امام شافعی نے ان حدیثوں کے عموم سے ان نمازوں کو مستثنیٰ کیا ہے جن کا مسجد میں پڑھنا ثابت ہے۔ جیسا کہ تحیۃ المسجد وغیرہ کے نفل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۲۲۴ - عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ صُمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یَقُمْ بِنَا شَیْئًا مِنَ الشَّھْرِ حَتّٰی بَقِیَ سَبْعٌ فَقَامَ بِنَا حَتّٰی ذَھَبَ ثُلُثُ اللَّیْلِ فَلَمَّا کَانَتِ السَّادِسَۃُ لَمْ یَقُمْ بِنَا فَلَمَّا کَانَتِ الْخَامِسَۃُ قَامَ بِنَا حَتّٰی ذَھَبَ شَطْرُ اللَّیْلِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَوْ نَفَّلْتَنَا قِیَامَ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃِ فَقَالَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا صَلّٰی مَعَ الْاِمَامِ حَتّٰی یَنْصَرِفَ حُسِبَ لَہٗ قِیَامُ لَیْلَۃٍ فَلَمَّا کَانَتِ الرَّابِعَۃُ لَمْ یَقُمْ بِنَا حَتّٰی بَقِیَ ثُلُثٌ مِنَ الشَّھْرِ اللَّیْلِ فَلَمَّا کَانَتِ الثَّالِثَۃُ جَمَعَ اَھْلَہٗ وَنِسَآئَہٗ وَالنَّاسَ فَقَامَ بِنَا حَتّٰی خَشِیْنَا اَنْ یَّفُوْتَنَا الْفَلَاحُ قُلْتُ وَمَا الْفَلَاحُ قَالَ السُّحُوْرُ ثُمَّ لَمْ یَقُمْ بِنَا بَقِیَّۃَ الشَّھْرِ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَآئِیُّ وَرَوَی ابْنُ مَاجَۃَ نَحْوَہٗ اِلَّا اَنَّ التِّرْمِذِیَّ لَمْ یَذْکُرْ لَمْ یَقُمْ بِنَا بَقِیَّۃَ الشَّھْرِ۔

دوسری فصل

۱۲۲۴ - ابوذرؓ فرماتے ہیں۔ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روزے رکھے۔ آپ نے سارا مہینہ قیام نہ فرمایا۔ یہاں تک کہ سات دن باقی رہ گئے۔ آپ نے قیام فرمایا۔ یہاں تک کہ تہائی رات گزر گئی۔ جب چھٹا دن آیا تو آپ نے قیام نہیں فرمایا جب پانچواں دن آیا۔ تو آپ نے ہمارے ساتھ نصف شب تک قیام فرمایا۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت آج آپ ہمارے ساتھ اور زیادہ قیام فرما دیتے۔ آپ نے فرمایا جب انسان امام کے ساتھ آخر تک نماز پڑھے۔ اسے پوری رات کے قیام کا اجر ملتا ہے چوتھی رات ——————— قیام نہ فرمایا۔ جب تیسری رات ستائیسویں آئی تو سارے اہل اور ازواج مطہرات اور تمام لوگوں کو جمع فرمایا۔ اور آپ نے باجماعت قیام فرمایا۔ ہمیں خطرہ ہوا کہ سحری ضائع نہ ہو جائے پھر باقی مہینہ ہمارے ساتھ قیام نہیں فرمایا۔ (ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ) ترمذی میں باقی مہینہ قیام نہ کرنے کا ذکر نہیں۔

لہ **رسول اللہ اور خلفاء نے آٹھ رکعت تراویح پڑھی**:۔ اس کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے صحیح کہا۔ اس سے تراویح کا مستحب ہونا معلوم ہوتا ہے کیونکہ خود آنحضرت نے تین رات لوگوں کو اس کی امامت کرائی۔ باقی رہا یہ سوال کہ آپ نے کتنی رکعت تراویح پڑھائی تو ابن حبان نے اپنی صحیح میں طبرانی نے صغیر میں اور مروزی نے قیام اللیل میں جابر سے روایت کیا ہے کہ آپ نے ان راتوں میں آٹھ نفل اور تین وتر پڑھائے کہا جاتا ہے کہ خلفائے راشدین نے بیس رکعت پر ہمیشگی کی ہے یہ بات بالکل بے اصل ہے کیونکہ پہلے دو خلیفوں نے تو ایک دن بھی بیس رکعت نہیں پڑھیں ان پر ہمیشگی کرنا تو دور کی بات ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۲۵ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَإِذَا هُوَ بِالْبَقِيْعِ فَقَالَ أَكُنْتِ تَخَافِيْنَ أَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَرَسُوْلُهٗ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ ظَنَنْتُ أَنَّكَ أَتَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لِأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَزَادَ رَزِيْنٌ مِمَّنِ اسْتَحَقَّ النَّارَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَعْنِي الْبُخَارِيَّ يُضَعِّفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ۔

۱۲۲۶ - وَعَنْ زَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهٖ أَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهٖ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا إِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

۱۲۲۵ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ میں نے ایک رات آنحضرت کو بستر سے گم پایا۔ اب اچانک بقیع (قبرستان کا نام) میں تشریف لے گئے آپ نے فرمایا۔ تمہیں خطرہ تھا کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر ظلم کریں گے۔ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول مجھے خیال ہوا کہ آپ اپنی بعض دوسری ازواج کے پاس تشریف لے گئے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو آسمان دنیا پر تشریف لاتے ہیں۔ اور قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ لوگوں کو معاف فرما دیتے ہیں (ترمذی۔ ابن ماجہ) رزین نے زیادہ فرمایا۔ ان لوگوں کو معاف فرماتے ہیں جو آگ کے مستحق ہیں[1]۔ ترمذی فرماتے ہیں امام بخاری اس حدیث کو ضعیف فرماتے تھے۔

۱۲۲۶ - زید بن ثابت سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ فرضی نماز کے سوا نوافل گھر میں پڑھنا مسجد نبوی میں ادا ہونے سے بھی افضل ہیں[2] (ابوداؤد۔ ترمذی)

---

[1] **نصف شعبان کی فضیلت کی حدیث**:۔ اس حدیث کو بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ یحییٰ بن ابی کثیر نے عروہ سے نہیں سنا اور حجاج بن ارطاۃ نے یحییٰ سے نہیں سنا۔ یہ حدیث ضعیف ہے اس کے کچھ اور ضعیف شواہد بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس رات کا کچھ نہ کچھ اصل ضرور ہے۔ بنو کلب عرب کا ایک قبیلہ ہے جو بکریاں پالنے میں مشہور ہے اور جنت البقیع مدینہ منورہ کا قبرستان ہے۔ جس طرح سورج طلوع ہونے سے قبل روشنی نمودار ہونے لگتی ہے۔ اسی طرح رمضان شریف کی آمد سے پہلے برکات کا نزول شروع ہو جاتا ہے اور وہ اسی رات سے شروع ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کو رمضان کی راتوں کے قیام کے باب میں بیان کیا گیا ہے۔

[2] **نفل گھر میں مسجد نبوی سے بھی افضل ہیں**:۔ اس کو نسائی نے بھی روایت کیا اور ترمذی نے حسن اور عراقی (باقی اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۲۲۷ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَيْلَةً اِلَى الْمَسْجِدِ فَاِذَا النَّاسُ اَوْزَاعٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهٖ وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّيْ بِصَلٰوتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ اِنِّيْ لَوْجَمَعْتُ هٰؤُلَآءِ عَلٰى قَارِئٍ وَّاحِدٍ لَكَانَ اَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهٗ لَيْلَةً اُخْرٰى وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوةِ قَارِئِهِمْ قَالَ عُمَرُ نِعْمَةَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ وَالَّتِيْ تَنَامُوْنَ عَنْهَا اَفْضَلُ مِنَ الَّتِيْ تَقُوْمُوْنَ يُرِيْدُ اٰخِرَ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ اَوَّلَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

تیسری فصل

۱۲۲۷ - عبدالرحمٰن بن عبدالقاری فرماتے ہیں - میں حضرت عمرؓ کے ساتھ ایک رات مسجد میں گیا - لوگ مختلف گروہوں میں بٹ رہے تھے - کوئی اکیلا نماز پڑھ رہا تھا - کسی کے ساتھ چند آدمی پڑھ رہے تھے - حضرت عمرؓ نے فرمایا - اگر میں ان کو ایک حافظ پر جمع کروں تو بہتر ہوگا - پھر تاکید کے ساتھ ابی بن کعب پر جمع فرما دیا - پھر کسی رات میں حضرت عمرؓ کے ساتھ مسجد میں گیا - لوگ حافظ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے - حضرت عمرؓ نے فرمایا - یہ نئی بات اچھی ہے - جس وقت تم سو جاتے ہو - وہ اس وقت سے بہتر ہے - جس میں تم قیام کرتے ہو - حضرت عمرؓ کا مطلب یہ تھا کہ آخری رات پڑھنا پہلی رات سے بہتر ہے - کیونکہ لوگ پہلی رات پڑھتے تھے[1] (بخاری)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) نے اسے صحیح کہا ہے - آنحضرت صلعم کی مسجد میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب ہزار گنا زیادہ ملتا ہے بلکہ ایک روایت کے مطابق پچاس ہزار گنا ثواب ملتا ہے اور نفل نماز اگر گھر میں پڑھی جائے تو مسجد نبوی میں بھی پڑھنے سے بہتر ہے بلکہ ایک روایت میں ہے کہ مسجد الحرام میں بھی نفلوں کا وہ اجر نہیں ملتا جو گھر میں ملتا ہے کیونکہ یہ نماز ریا سے پاک ہوگی - ہاں مگر فرض نماز یا دوسری واجب نمازیں جو نفس واجب ہوں وہ مسجد میں پڑھنی ضروری ہیں اور یہ حکم بھی مردوں کے لیے ہے ورنہ عورتوں کے لیے تو آپ نے فرضوں کے متعلق بھی یہی فرمایا ہے کہ ان کے گھر ان کے لیے بہتر ہیں - (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] حضرت عمرؓ کا تراویح کی جماعت مقرر کرنا - اس حدیث کو مالک اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے اور قاری قبیلہ قارہ کی طرف منسوب ہے - عبدالرحمٰن کی ولادت آنحضرتؐ کے عہد میں ہوئی اور ہوش بعد میں سنبھالا - اکابر تابعین میں سے ہیں - کہتے ہیں کہ میں جو ایک رمضان میں حضرت عمرؓ کے ساتھ مسجد میں آیا تو لوگ مختلف ٹکڑیوں میں بٹ کر تراویح کی نماز پڑھ رہے تھے - حضرت عمرؓ نے ان کو ایک جگہ اکٹھا کر کے حضرت ابی بن کعب کو ان کا امام بنا دیا - پھر ایک دن جو آئے تو دیکھا سب حضرت ابی کے پیچھے نماز پڑھ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۲۸۔ وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ أَمَرَ عُمَرُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَتَمِيمًا الدَّارِيَّ أَنْ يَقُومَا لِلنَّاسِ فِي رَمَضَانَ بِإِحْدَى عَشْرَةَ فَكَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ بِالْمِئِينَ حَتَّى كُنَّا نَعْتَمِدُ عَلَى الْعَصَا مِنْ طُولِ الْقِيَامِ فَمَا كُنَّا نَنْصَرِفُ إِلَّا فِي فُرُوعِ الْفَجْرِ رَوَاهُ مَالِكٌ۔

۱۲۲۸۔ سائب بن یزید فرماتے ہیں۔ حضرت عمر نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم دیا۔ کہ وہ رمضان میں لوگوں کو گیارہ رکعت پڑھایا کریں۔ اور قاری سو سو آیت والی سورتیں پڑھتا۔ اور قیام کی لمبائی کی وجہ سے ہم لاٹھی کا سہارا لیتے اور صبح کے قریب ہم واپس[1] لوٹتے (مالک)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) رہے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر خود ان کے ساتھ نماز نہ پڑھتے تھے بلکہ آپ گھر میں پچھلی رات کو پڑھتے۔ جب ان کو دیکھا تو اچھی بدعت ہے۔ بدعت لغت میں نئی چیز کو کہتے ہیں اور شریعت میں بدعت وہ نیا کام ہے جس کی اصل کتاب و سنت میں نہ ہو۔ اور تراویح کی اصل سنت میں موجود ہے اس لیے یہ شرعی بدعت نہیں بلکہ حضرت عمر نے اسے لغت کے لحاظ سے بدعت کہا کہ پہلے بالالتزام جماعت نہ ہوتی تھی اب یہ تبدیلی ہو گئی کہ بالالتزام جماعت ہونے لگی۔ بعض ناواقف شرعی بدعت کی تقسیم کرنے لگے کہ یہ بدعت حسنہ ہے اور یہ بدعت سیئہ۔ شرعی بدعت کوئی بھی حسنہ نہیں ہے۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا "ہر بدعت گمراہی ہے"۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] حضرت عمر نے بیس تراویح کو رواج نہیں دیا۔ مالک کی سند کے راوی اچھے اور ثقہ ہیں۔ سعید بن منصور نے عروہ سے روایت کیا کہ حضرت عمر نے مردوں کی امامت پر ابی بن کعب اور عورتوں کی امامت پر تمیم داری کو مقرر کیا اور بعد ازاں سلیمان بن ابی حثمہ کو اور یہ جو حضرت عمر نے حضرت ابی بن کعب کو گیارہ رکعت پڑھانے کا حکم دیا یہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل سے اخذ کیا تھا کیونکہ آپ نے جو تین دن لوگوں کو امامت کرائی وہ گیارہ رکعت ہی پڑھائی تھی جیسا کہ طرانی۔ ابن حبان اور مروزی کے حوالہ سے پہلے گزر چکا ہے اور آپ جو ہمیشہ نماز پڑھا کرتے تھے وہ گیارہ رکعت ہی ہوتی تھی خواہ رمضان ہو یا غیر رمضان۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ سے مروی ہے اور یہ جو بیس رکعت تراویح حضرت عمرؓ کی طرف منسوب ہیں کہ آپ نے بیس رکعت پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ یہ بالکل بے بنیاد ہے۔ البتہ ایک بہت ضعیف اثر میں یہ آتا ہے کہ حضرت عمر کے زمانہ میں بیس رکعت پڑھی جانے لگیں لیکن حکماً نہیں۔ تراویح کی نماز میں رکعات کی پابندی شریعت کی طرف سے نہیں امام مالک چھتیس تراویح کے قائل ہیں۔ بعض اس سے بھی زیادہ پڑھتے ہیں۔ بس یوں کہو کہ آٹھ رکعت تراویح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے اس کے بعد بھی اگر کوئی نفل زیادہ پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۲۹ - وَعَنِ الْاَعْرَجِ قَالَ مَا اَدْرَكْنَا النَّاسَ اِلَّا وَهُمْ يَلْعَنُوْنَ الْكَفَرَةَ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ وَكَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فِيْ ثَمَانِيْ رَكَعَاتٍ فَاِذَا قَامَ بِهَا فِيْ ثِنْتَيْ عَشَرَةَ رَكْعَةً رَاَى النَّاسُ اَنَّهٗ قَدْ خَفَّفَ رَوَاهُ مَالِكٌ ۔

۱۲۳۰ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اُبَيًّا يَقُوْلُ كُنَّا نَنْصَرِفُ فِيْ رَمَضَانَ مِنَ الْقِيَامِ فَنَسْتَعْجِلُ الْخَدَمَ بِالطَّعَامِ مَخَافَةَ فَوْتِ السُّحُوْرِ وَفِيْ اُخْرٰى مَخَافَةَ الْفَجْرِ رَوَاهُ مَالِكٌ ۔

۱۲۳۱ - وَعَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْنَ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ

۱۲۲۹ - اعرج فرماتے ہیں، ہم نے لوگوں کو پایا۔ وہ رمضان میں کفار پر لعنت کرتے تھے قاری سورہ بقرآٹھ رکعت میں پڑھتا۔ اور جب وہ بارہ رکعت میں پڑھتا۔ تو لوگ اسے تخفیف محسوس کرتے[۱] (مالک)

۱۲۳۰ - عبداللہ رضی اللہ عنہ بن بکر فرماتے ہیں۔ میں نے ابی سے سنا ہم قیام رمضان سے فارغ ہوتے فجر کے ڈر سے ہم خادموں کو کھانے کے متعلق جلدی کرنے کے لیے کہتے[۲] (مالک)

۱۲۳۱ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا تمہیں معلوم ہے۔ نصف شعبان کی رات میں کیا فضیلت ہے۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت اس میں کیا فضیلت ہے۔ فرمایا۔ اس سال میں جس قدر آدمی بچے پیدا ہونے والے ہیں

---

[۱] صحابہ کبھی بارہ رکعت تراویح بھی پڑھتے:۔ اس حدیث کا ایک راوی داؤد بن حصین مختلف فیہ ہیں باقی ثقہ ہیں۔ اعرج نے صحابہ کرام اور کبار تابعین کی ایک جماعت کو پایا ہے کہ وہ رمضان شریف میں وتروں کی قنوت میں کافروں پر لعنت کیا کرتے تھے کیونکہ آنحضرت نے بھی رعل۔ ذکوان اور عصیہ پر لعنت کی تھی۔ اس کی اقتداء کی نیت کرتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تراویح کی نماز آٹھ رکعت سے زائد بھی ہوتی تھی۔ اصل یہ ہے کہ بعد میں جاکر لوگوں نے قرأت ہلکی کر دی اور رکعات کی تعداد اتنی بڑھالی بعض آدمی چالیس رکعت پڑھتے بعض تینتیس اور بعض بیس رکعات پڑھنے لگے۔

[۲] پچھلی رات تراویح باجماعت پڑھنا:۔ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں اور یہ حدیث ان لوگوں کے قول کی تائید کرتی ہے جو کہتے ہیں کہ قیام رمضان (یعنی تراویح) ابتداء میں اول رات میں کرتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آخر شب میں مقرر کر دیا اور پھر آخری رکعات کا قیام رہا جیساکہ اس روایت میں ہے اور صدر اول میں مکہ مکرمہ میں یہی دستور تھا بعد ازاں کچھ لوگ اول رات میں قیام کرنے لگے اور کچھ لوگ آخر رات میں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَعْنِي لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ قَالَتْ مَا فِيهَا يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ فِيهَا أَنْ يُكْتَبَ كُلُّ مَوْلُودٍ بَنِي آدَمَ فِي هٰذِهِ السَّنَةِ وَفِيهَا أَنْ يُكْتَبَ كُلُّ هَالِكٍ مِنْ بَنِي آدَمَ فِي هٰذِهِ السَّنَةِ وَفِيهَا تُرْفَعُ أَعْمَالُهُمْ وَفِيهَا تُنْزَلُ أَرْزَاقُهُمْ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا بِرَحْمَةِ اللهِ تَعَالَى فَقَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا بِرَحْمَةِ اللهِ تَعَالَى ثَلٰثًا قُلْتُ وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى هَامَتِهٖ فَقَالَ وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللهُ مِنْهُ بِرَحْمَتِهٖ يَقُولُهَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيرِ۔

۱۲۳۲- وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ

وہ بھی لکھ دئے جاتے ہیں۔ اور تمام مرنے والے بھی لکھ لئے جاتے ہیں اور اسی میں ان کے عمل اٹھائے جاتے ہیں اور اسی میں ان کا رزق نازل کیا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ نے دریافت فرمایا۔ جنت میں جو بھی داخل ہوگا۔ اللہ کی رحمت ہی سے داخل ہوگا۔ آپ نے فرمایا جنت میں جو بھی جائے گا اللہ کی رحمت سے جائے گا۔ یہ تین دفعہ فرمایا۔ میں نے عرض کیا حضرت آپ بھی (اللہ کی رحمت ہی سے داخل ہوں گے) آپ نے اپنا ہاتھ سر پر رکھا اور فرمایا۔ میں بھی اسی صورت میں داخل ہوسکتا ہوں۔ کہ مجھے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔ آپ نے یہ تین دفعہ فرمایا۔ (دعوات کبیر بیہقی)

۱۲۳۲۔ ابوموسیٰؓ اشعری آنحضرت سے فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو توجہ فرماتے ہیں۔ کینہ ور اور

لہ نصف شعبان کی فضیلت میں ہے۔ بیہقی نے اس کو علاء بن حارث عن عائشہ کے طریق سے روایت کیا ہے اور حدیث مرسل ہے کیونکہ علاء کا حضرت عائشہ سے سماع ثابت نہیں ہے اور اس مرسل کی سند اچھی ہے۔ اس حدیث کی تائید اور بھی کئی ایک حدیثوں سے ہوتی ہے۔ حضرت عائشہ نے جب آنحضرت سے پوچھا سال بھر کے اعمال اپنے وجود میں آنے سے پہلے اس رات میں لکھے جاتے ہیں تو فوراً ان کے ذہن میں خیال آگیا کہ اس صورت میں اعمال تو صرف نجات کی ظاہری صورت ہے ورنہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے تو آپ سے پوچھ ہی لیا تو آنحضرت نے وہی جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر کوئی بھی جنت میں نہیں جاسکتا۔ حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام بھی اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں جو آیا ہے کہ یہ وہ جنت ہے جس کے تم وارث بنائے گئے جو یہ تمہارے عملوں کا بدلہ ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ نیک اعمال بھی تو خدا تعالیٰ کی رحمت ہی سے ظہور میں آتے ہیں اگر اس کو منظور نہ ہو تو نیک اعمال کی توفیق ہی کب ملتی ہے۔ یہ صرف ظاہری اسباب ہیں اور مسبب حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہیں اس کی مثال یہ ہے کہ مریض کو دوا دی جائے اور وہ تندرست ہوجائے تو ظاہری سبب دوا ہے اور حقیقی سبب اللہ تعالیٰ کی رحمت کہ اگر وہ نہ چاہے تو سارے علاج بیکار ہوجاتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰہَ تَعَالٰی لَیَطَّلِعُ فِیْ لَیْلَۃِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَیَغْفِرُ لِجَمِیْعِ خَلْقِہٖ اِلَّا لِمُشْرِكٍ اَوْ مُشَاحِنٍ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَرَوَاہُ اَحْمَدُ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَفِیْ رِوَایَتِہٖ اِلَّا اثْنَیْنِ مُشَاحِنٌ وَقَاتِلُ نَفْسٍ۔

۱۲۳۳۔ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَتْ لَیْلَۃُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَیْلَھَا وَصُوْمُوْا یَوْمَھَا فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَنْزِلُ فِیْھَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا فَیَقُوْلُ اَلَا مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَہٗ اَلَا مُسْتَرْزِقٌ فَاَرْزُقَہٗ اَلَا مُبْتَلًی فَاُعَافِیَہٗ اَلَا کَذَا اَلَا کَذَا حَتّٰی یَطْلُعَ الْفَجْرُ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ۔

مشرک کے سوا سب کو معاف فرماتے ہیں۔ (ابن ماجہ۔ ابوداؤد نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے اس میں کینہ ور[۱] اور قاتل کا ذکر فرمایا۔

۱۲۳۳۔ حضرت علی فرماتے ہیں۔ جب نصف شعبان کی رات ہو تو رات کو قیام کرو۔ دن کو روزہ رکھو۔ اللہ تعالیٰ اس رات میں آفتاب غروب ہوتے ہی آسمان دنیا پر نازل ہوتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں، کوئی بخشش مانگنے والا ہے جسے میں معاف کر دوں۔ کوئی رزق کا خواہشمند ہے۔ میں اسے رزق دوں۔ کوئی بیمار ہے میں اسے صحت بخشوں اور طلوع فجر تک مختلف حاجتمندوں پر[۲] نوازش فرماتا رہتا ہے۔ (ابن ماجہ)

---

[۱] نصف شعبان کو بخشش سے محروم کون ہیں:۔ اس کی سند میں ولید بن مسلم مدلس ہے جو عنعنہ سے روایت کرتا ہے عموماً عبداللہ بن لہیعہ سے روایت کرتا ہے وہ صدوق تو ہے لیکن آخر عمر میں اس کا حافظہ اچھا نہ رہا تھا اور اگلی حضرت علی کی حدیث کی سند میں ابوبکر بن عبداللہ بن محمد ہے امام احمد اور ابن معین کہتے ہیں کہ یہ حدیثیں وضع کیا کرتا تھا۔ اور ابوموسیٰ کی روایت میں جو یہ ہے کہ اس رات میں مشرک[۱] اور کینہ ور[۲] کی بخشش نہیں ہوتی تو دوسری حدیثوں کو ساتھ ملانے سے مندرجہ ذیل اشخاص کی بخشش بھی نہیں ہوتی۔ قاتل نفس[۳] تہبند[۴] کو ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر رکھنے والا ہمیشہ شراب[۵] میں مست رہنے والا۔ عشر[۶] لینے والا۔ جادوگر[۷] کاہن[۸]۔ گانے بجانے کے پیشے والا (اشعۃ اللمعات)

[۲] نصف شعبان کو پڑھنے کی دعائیں:۔ بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ وہ اس رات میں یہ دعا بہت پڑھا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا اور حضرت عمر فاروق اور عبداللہ بن عباس سے یہ دعا بھی آئی ہے۔
اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ کَتَبْتَنَا اَشْقِیَآءَ فَامْحُہٗ وَاکْتُبْنَا سُعَدَآءَ وَاِنْ کُنْتَ کَتَبْتَنَا سُعَدَآءَ فَاَثْبِتْنَا فَاِنَّكَ تَمْحُوْا مَنْ تَشَآءُ وَتُثْبِتُ وَعِنْدَكَ اُمُّ الْکِتَابِ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ صَلٰوةِ الضُّحٰى

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۲۳۴:۔ عَنْ اُمِّ هَانِيٍّ قَالَتْ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَاغْتَسَلَ وَصَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ فَلَمْ اَرَ صَلٰوةً قَطُّ اَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ اَنَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ وَقَالَتْ فِي رِوَايَةٍ اُخْرٰى وَذٰلِكَ ضُحًى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۳۵:۔ وَعَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ سَاَلْتُ عَائِشَةَ كَمْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلٰوةَ الضُّحٰى قَالَتْ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَيَزِيْدُ مَا شَاءَ اللّٰهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

چاشت کی نماز کا ذکر

پہلی فصل

۱۲۳۴۔ ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ آنحضرت فتح مکہ کے دن میرے مکان پر تشریف لائے۔ غسل کیا۔ اور آٹھ رکعت نماز پڑھی۔ میں نے اس سے ہلکی نماز پڑھتے آپ کو کبھی نہیں دیکھا۔ لیکن رکوع اور سجود اچھی طرح کرتے تھے۔ ایک روایت میں ہے۔ یہ نماز ضحی کے وقت پڑھی[1]۔ (بخاری مسلم)

۱۲۳۵۔ معاذہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ میں نے حضرت عائشہ سے دریافت کیا۔ آنحضرت چاشت کی نماز کتنی رکعت پڑھا کرتے تھے فرمایا چار رکعت اور اللہ تعالیٰ چاہتا تو زیادہ بھی فرما لیتے[2]۔ (مسلم)

---

[1] آپ نے ضحی کی نماز پر مداومت نہیں کی۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے اس سے ان لوگوں کا رد ہوا جو کہتے ہیں کہ چاشت کی نماز کی رکعتیں اکٹھی پڑھی جائیں خواہ وہ آٹھ رکعت ہوں یا زیادہ یا کم۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ضحی کی نماز مستحب ہے اور یہ نماز سنت ہے ترجیح اسی کو ہے اور وہ حدیث جو مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے آتے تھے تو چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے ورنہ نہیں تو اس میں حضرت عائشہ نے اپنے دیکھنے کی نفی کی ہے اور دوسری روایتوں میں ہے کہ حضرت عائشہ نے کہا کہ ویسے میں جانتی ہوں کہ آپ کبھی کبھی پڑھتے ضرور ہیں اور صلوۃ ضحی کی روایتیں قریباً تواتر تک پہنچ چکی ہیں۔

[2] صلوۃ ضحی میں رکعات مقرر نہیں ہیں۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور اس میں کم تعداد رکعت ہے اور صحیحین میں کم تعداد دو بھی آئی ہے اس سے پہلی کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ اس میں آپ نے کہا ہے کہ "میں نے آپ کو نہیں دیکھا" (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۳۶: وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْبِحُ عَلٰى كُلِّ سُلَامٰى مِنْ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ فَكُلُّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَنَهْىٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَيُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۳۷: وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّهٗ رَاٰى قَوْمًا يُصَلُّوْنَ مِنَ الضُّحٰى فَقَالَ لَقَدْ عَلِمُوْا اَنَّ الصَّلٰوةَ فِیْ غَيْرِ هٰذِهِ السَّاعَةِ اَفْضَلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةُ الْاَوَّابِيْنَ حِيْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۲۳۸: عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ وَاَبِیْ ذَرٍّ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَنَّهٗ قَالَ يَا ابْنَ اٰدَمَ اِرْكَعْ لِیْ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ مِّنْ اَوَّلِ النَّهَارِ اَكْفِكَ اٰخِرَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاهُ

۱۲۳۶۔ حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تمہارے ہر جوڑ پر ہر صبح صدقہ ضروری ہے۔ پھر ہر تسبیح صدقہ ہے ہر تحمید صدقہ ہے۔ ہر تہلیل صدقہ ہے۔ ہر تکبیر صدقہ ہے۔ اچھی بات کا حکم اور بری بات سے منع کرنا صدقہ ہے۔ اور ان سب صدقات کی بجائے چاشت کی دو رکعت کافی ہیں[1]۔ (مسلم)

۱۲۳۷۔ زید بن ارقمؓ نے ایک قوم کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا۔ تو فرمایا ان لوگوں کو معلوم ہے۔ دوسرے وقت میں نماز اس سے افضل ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اوابین کی نماز اس وقت ہوتی ہے۔ جب اونٹ کے بچے کے پاؤں گرمی محسوس کریں[2]۔ (مسلم)

دوسری فصل

۱۲۳۸۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ اور ابوذر سے مروی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم تو شروع دن میں میرے لیے چار رکعت ادا کر۔ میں تجھے آخر دن تک کفایت کروں[3] گا۔ (ترمذی —

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور لوگوں کے بتانے سے آپ کو علم تھا اسی بناء پر کہہ رہی ہیں۔ (حاشیہ صفحہ ہٰذا)

[1] نماز ضحیٰ کی فضیلت:۔ اس کو احمد ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اس سے نماز ضحیٰ کی فضیلت ثابت ہوئی کہ تین سو ساٹھ صدقوں کے مقابل اس کی دو رکعتیں ہیں۔ اور ضحیٰ کم از کم دو رکعت ہے اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعت۔

[2] صلوۃ الاوابین صلوۃ ضحیٰ کا نام ہے:۔ اس کو احمد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ وہ لوگ سورج نکلنے کے ساتھ ہی ضحیٰ کی نماز پڑھ رہے تھے تو زید نے کہا اس کا افضل وقت سورج خاصہ بلند ہونے کے وقت ہے۔ صبح کے بعد اور دوپہر سے پہلے دو نمازیں ہیں ایک اشراق یہ سورج نکلنے کے ساتھ ہی پڑھی جاتی ہے اور دوسری ضحیٰ اس کا وقت ربع نہار ہے اور اسی کا نام صلوۃ الاوابین بھی ہے۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ هَمَّارٍ الْغَطْفَانِيِّ وَأَحْمَدُ عَنْهُمْ۔

۱۲۳۹:۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي الْإِنْسَانِ ثَلٰثُمِائَةٍ وَّسِتُّوْنَ مَفْصِلًا فَعَلَيْهِ أَنْ يَّتَصَدَّقَ عَنْ كُلِّ مَفْصِلٍ مِّنْهُ بِصَدَقَةٍ قَالُوْا وَمَنْ يُّطِيْقُ ذٰلِكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ النُّخَاعَةُ فِي الْمَسْجِدِ تَدْفِنُهَا وَالشَّيْءُ تُنَحِّيْهِ عَنِ الطَّرِيْقِ فَإِنْ لَّمْ تَجِدْ فَرَكْعَتَا الضُّحٰى تُجْزِئُكَ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

۱۲۴۰:۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى الضُّحٰى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَى اللّٰهُ لَهٗ قَصْرًا مِّنْ ذَهَبٍ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

۱۲۴۱:۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَعَدَ فِي مُصَلَّاهُ حِيْنَ يَنْصَرِفُ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى يُسَبِّحَ رَكْعَتَيِ الضُّحٰى لَا يَقُوْلُ إِلَّا خَيْرًا غُفِرَ لَهٗ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ أَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

ابوداؤد اور دارمی نے نعیم بن حمار غطفانی سے روایت کیا۔ اور امام احمد نے ان سب سے روایت کی۔

۱۲۳۹۔ حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت سے سنا۔ انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں۔ ہر جوڑ کی طرف سے اس پر صدقہ ضروری ہے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ حضرت اس قدر توفیق کس کو ہو سکتی ہے۔ فرمایا مسجد میں تھوک وغیرہ کو دفن کرنا راستہ سے رکاوٹ کو ہٹانا اگر یہ نہ ہو سکے۔ تو چاشت کی دو رکعت تمہیں کافی ہیں[1]۔ (ابوداؤد)

۱۲۴۰۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو چاشت کے وقت بارہ رکعت پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں سونے کا محل بنائیں گے[2]۔ (ترمذی ابن ماجہ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث غریب ہے صرف اسی طریق سے مروی ہے۔

۱۲۴۱۔ معاذ بن انسؓ جہنی فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو آدمی صبح کی نماز کے بعد اپنی نماز گاہ پر بیٹھے۔ یہاں تک کہ چاشت کے دو نفل پڑھے۔ اور زبان سے اچھی گفتگو ہی کرے۔ اس کے گناہ اگرچہ سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں معاف کر دیئے جاتے ہیں[3]۔ (ابوداؤد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) [3] ابوالدرداء اور ابوذر کی اس حدیث میں جو لفظ ہیں حقیقت میں یہ وَ نہیں بلکہ اَوْ ہے جس کے معنی "یا" کے ہیں یعنی یہ حدیث یا تو ابوالدرداء سے مروی ہے یا ابوذر سے۔ یہ چار رکعت ضحٰی کی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ تو میرے لیے اول دن میں چار رکعت پڑھنے کے لیے دل کو فارغ کر میں تیرے لیے آخر دن میں تیرے دل کو فارغ کر دوں گا۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] اس کو احمد اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند اچھی ہے۔ اس سے بھی ضحٰی کی نماز کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

[2] نووی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے لیکن ابوذر کی ایک حدیث بزار میں اور ابوالدرداء کی طبرانی میں بھی اسی مضمون کی موجود ہے (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۲۴۲:۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَافَظَ عَلٰی شُفْعَةِ الضُّحٰی غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوْبُهٗ وَاِنْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۱۲۴۳:۔ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا کَانَتْ تُصَلِّی الضُّحٰی ثَمَانِیَ رَکَعَاتٍ ثُمَّ تَقُوْلُ لَوْ نُشِرَ لِیْ اَبَوَایَ مَا تَرَکْتُهَا رَوَاهُ مَالِكٌ۔

۱۲۴۴:۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی الضُّحٰی حَتّٰی نَقُوْلَ لَا یَدَعُهَا وَیَدَعُهَا حَتّٰی نَقُوْلَ لَا یُصَلِّیْهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

تیسری فصل

۱۲۴۲۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو آدمی چاشت کے نفلوں کی نگاہداشت کرے۔ اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں گو وہ سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں۔ (احمد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ)

۱۲۴۳۔ حضرت عائشہؓ چاشت کے وقت آٹھ رکعت پڑھتی تھیں۔ اور فرماتیں اگر میرے ماں باپ بھی اُٹھ کر آجائیں میں تو یہ نفل ترک نہیں کروں[۱] گی۔ (مالک)

۱۲۴۴۔ حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت چاشت کے دو نفل ادا فرماتے۔ ہم سمجھتے کہ اب انہیں کبھی ترک نہیں فرمائیں گے۔ اور جب ترک فرماتے۔ تو ہمیں خیال ہوتا کہ اب نہیں پڑھیں[۲] گے۔ (ترمذی)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ان سب کو ملانے سے استدلال کے قابل ہو جاتی ہیں یہ تعداد رکعات ضحٰی کی زیادہ سے زیادہ ہے۔

[۳] یہاں اشراق کی نماز مراد ہے جسے عموماً ضحٰی کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اتنی دیر صبح کے بعد ذکر میں مشغول رہے اور پھر نماز اشراق کے بعد مسجد سے باہر نکلے تو اس کے تمام صغیرے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور شاید کبیروں میں بھی تخفیف ہو جائے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[۱] نماز ضحٰی میں رکعات معین نہیں ہیں:۔ اس کی سند حسن ہے۔ حضرت عائشہ نے آٹھ رکعات جو خاص کر لی تھیں وہ حضرت ام ہانی سے سن کر کی تھیں کہ آنحضرت نے ان کے گھر میں آٹھ رکعت ضحٰی کی نماز پڑھی تھی ورنہ ضحٰی کی نماز میں کوئی عدد معین نہیں ہے۔ ان کا یہ کہنا کہ میرے ماں باپ بھی اگر زندہ ہو جائیں تو ان کو نہ چھوڑوں اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھ کو اس نماز میں اتنی لذت ملتی ہے کہ اگر فرض کر لیا جائے کہ میرے ماں باپ دوبارہ زندہ کر دیئے جائیں اور ان کی خدمت کے لیے کہا جائے کہ اس نماز کو چھوڑ دو اور یہ وقت ماں باپ کی خدمت میں گذارو تو پھر بھی میں یہ نماز نہ چھوڑوں۔

[۲] آنحضرتؐ نے ضحٰی پر مداومت نہیں کی:۔ اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور اس باب میں صحابہ کی ایک جماعت سے حدیثیں آئی ہیں سبھی یہ شہادت دیتے ہیں کہ آنحضرت یہ نماز پڑھا کرتے تھے لیکن پھر اس کو اس طرح سے کبھی چھوڑ دیتے کہ ایسا نہ ہو یہ نماز میری (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۴۵۔ وَعَنْ مُوَرِّقٍ الْعِجْلِيِّ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ تُصَلِّي الضُّحَى قَالَ لَا قُلْتُ فَعُمَرُ قَالَ لَا قُلْتُ فَأَبُوبَكْرٍ قَالَ لَا قُلْتُ فَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا إِخَالُهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۱۲۴۵۔ مُوَرِّق عجلی فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت ابن عمر سے دریافت کیا۔ آپ چاشت کی نماز پڑھتے ہیں۔ فرمایا نہیں میں نے پوچھا۔ حضرت عمر فرمایا نہیں میں نے کہا حضرت ابوبکر فرمایا نہیں میں نے عرض کیا۔ آنحضرت فرمایا۔ میرا خیال ہے وہ بھی نہیں پڑھتے تھے[1] (بخاری)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) امت پر لازم کردی جائے اس حدیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو کہتے ہیں کہ ضحیٰ کی نماز پر مداومت (ہمیشگی) کرنا سنت نہیں بلکہ بدعت ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] آنحضرتؐ ضحیٰ کی نماز مسجد میں نہ پڑھتے ۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے جو ضحیٰ کی نماز کا انکار کیا ہے تو دو شرطوں سے کیا ہے ایک یہ کہ اس پر مداومت نہ کی جائے دوسرا یہ کہ مسجد میں نہ پڑھی جائے ورنہ بخاری میں خود ابن عمر ہی سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فتح مکہ کے دن ضحیٰ کی نماز پڑھی تھی۔ عبداللہ بن عمر کا یہ انکار بالکل عبداللہ بن مسعود کے انکار کی طرح ہے کہ انہوں نے لوگوں کو مسجد میں ضحیٰ کی نماز پڑھتے دیکھا تو ان کو منع کیا اور کہا اگر پڑھنا ہی ہے تو گھر جا کر پڑھو۔ اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ التَّطَوُّعِ

نفلی نماز کا ذکر

آنحضرت فرائض کے ساتھ کچھ نوافل پڑھتے تھے اور کچھ نوافل اس کے علاوہ بھی پڑھتے تھے۔ یہ نوافل کئی وجوہ سے مفید ہیں۔ فرائض میں اگر کوئی کمی رہ جائے۔ تو یہ نوافل اس کمی کو پورا کریں گے۔ نوافل جنت میں درجات کی بلندی کا سبب بنیں گے۔ ان سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ ایک شخص نے آنحضرت سے عرض کیا۔ میں جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں آنحضرت نے فرمایا۔ نوافل کثرت سے پڑھو۔

نفلی عبادت میں نماز استخارہ کا ذکر بھی آیا ہے۔ بعض اوقات انسان کوئی کام کرنا چاہتا ہے۔ مگر قرآن اور سنت میں اس کی صراحت نہیں آئی۔ یا کوئی کاروباری قسم قسم کا کوئی کام اسے درپیش ہے جس کے اچھے یا برے ہونے مفید یا مضر ہونے کا کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ ایسے حالات میں نوافل کے بعد دعا استخارہ انسان کو راہنمائی کا کام دیتی ہے استخارہ کے بعد کبھی کوئی خواب آجاتا ہے۔ جس سے انسان کو اس کے متعلق فیصلہ میں مدد ملتی ہے۔ کبھی اس کام کے متعلق طبیعت مطمئن ہو جاتی ہے۔ کبھی نہ کرنے یا کرنے کے متعلق اسباب پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس وقت کسی نہ کسی طرح انسان کو اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔ حضرت نے فرمایا جو شخص استخارہ کرے اسے ندامت نہیں ہوتی۔

اسی طرح صلوٰۃ التسبیح بھی نفلی نماز ہے۔ اس کے متعلق کوئی صحیح حدیث تو نہیں آئی۔ لیکن ایسے مواقع پر ضعیف حدیث پر بھی عمل کیا جا سکتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۲۴۶: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ یَا بِلَالُ حَدِّثْنِیْ بِاَرْجٰی عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ فِی الْاِسْلَامِ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَیْكَ بَیْنَ یَدَیَّ فِی الْجَنَّةِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا اَرْجٰی عِنْدِیْ اَنِّیْ لَمْ اَتَطَهَّرْ طُهُوْرًا فِیْ سَاعَةٍ مِنْ لَیْلٍ وَّلَا نَهَارٍ اِلَّا صَلَّیْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَا كُتِبَ لِیْ اَنْ اُصَلِّیَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۲۴۷: وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِی الْاُمُوْرِ كَمَا یُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ یَقُوْلُ اِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْیَرْكَعْ رَكْعَتَیْنِ مِنْ غَیْرِ الْفَرِیْضَةِ ثُمَّ لِیَقُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ قَالَ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ

پہلی فصل

۱۲۴۶- ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے صبح کی نماز کے وقت حضرت بلال سے فرمایا۔ مجھے وہ عمل بتاؤ۔ جس پر اسلام لانے کے بعد تم کو بہت زیادہ امید ہو۔ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے جوتوں کی آواز سنی ہے بلال نے کہا۔ میری نظر میں مجھے سب سے زیادہ اسی عمل پر امید ہے۔ کہ میں جب وضوء کرتا ہوں۔ دن ہو یا رات میں اس وضوء سے[1] نوافل پڑھتا ہوں۔ جو میرے لیے مقدر ہوں۔ (بخاری۔ مسلم)

۱۲۴۷- جابرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت ہمیں تمام کاموں میں استخارہ سکھاتے تھے۔ جیسے ہمیں قرآن عزیز کی سورتیں سکھاتے فرماتے جب تم کسی کام کا ارادہ کرو۔ تو دو رکعت نفل پڑھو۔ پھر یہ دعا کرے۔ اے اللہ میں تیرے علم کی تجھ سے خیر چاہتا ہوں۔ اور تیری قدرت سے طلب کرتا ہوں۔ اور تیرا بہت بڑا فضل تجھ سے مانگتا ہوں۔ تو قادر ہے میں قادر نہیں ہوں۔ تو جانتا ہے میں جانتا نہیں ہوں۔ تو ساری پوشیدگیوں سے واقف ہے۔ اے اللہ اگر تو جانتا ہے۔ کہ یہ کام میرے دین اور میری معاش اور میرے انجام کے لیے بہتر ہے یا فرمایا میرے کام کی عجلت اور دیر میں۔ پس اسے میری قسمت میں کر دے۔ اور اسے میرے لیے آسان کر دے۔

---

[1] تحیۃ الوضوء کے نفل:۔ اس حدیث کو احمد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ صبح کی نماز کا وقت تھا اور آنحضرت نے یہ کیفیت خواب میں دیکھی تھی۔ آپ کی عادت مبارک تھی کہ صبح کے بعد اپنے یا صحابہ کے خواب کی تعبیر فرمایا کرتے تھے اس حدیث سے وضو کی فضیلت بھی ثابت ہوئی اور وضو کے بعد نفل پڑھنا یہ جنت میں جانے کا سبب ہے۔ پہلے یہ حدیث وضو کے باب میں گذر چکی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ قَالَ فِيْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ قَالَ وَيُسَمِّيْ حَاجَتَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

١٢٤٨:- عَنْ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ بَكْرٍ وَصَدَقَ اَبُوْ بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ رَجُلٍ يُّذْنِبُ ذَنْبًا ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَتَطَهَّرُ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ثُمَّ قَرَاَ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ اِلَّا اَنَّ ابْنَ مَاجَةَ لَمْ يَذْكُرِ الْاٰيَةَ۔

١٢٤٩:- وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا حَزَبَهٗ اَمْرٌ صَلّٰى رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ

اور اسے میرے لیے بابرکت کر دے۔ اور اگر تو جانتا ہے۔ کہ اس کام میں میرے لیے نقصان ہے۔ میرے دین اور معاش اور میرے کاروبار کے انجام میں یا فرمایا۔ میرے کام کی عجلت اور دیر میں پس اسے مجھ سے پھیر دے۔ اور خیر جہاں ہے اسے میری قسمت میں کر دے مجھے راضی فرما دے۔ اور فرمایا اپنی ضرورت کا نام لے[1]۔ (بخاری)

دوسری فصل

١٢٤٨۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ حضرت ابوبکر نے حدیث بیان کی۔ اور حضرت ابوبکر نے سچ کہا۔ فرمایا میں نے آنحضرت سے سنا۔ فرماتے تھے کوئی آدمی جب گناہ کرے۔ پھر وضو کرے اور نماز پڑھے۔ پھر استغفار کرے۔ اللہ اسے معاف فرما دیتے ہیں۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ وہ لوگ جب بے حیائی کرتے ہیں۔ یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ اور اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں[2]۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ نے آیت کا ذکر نہیں فرمایا۔)

١٢٤٩۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت کو جب کسی معاملہ میں گھبراہٹ ہوتی۔ تو آپ نماز پڑھتے[3] (ابوداؤد)

---

[1] **نماز استخارہ کے لوازم**:۔ استخارہ کرنا سنت ہے۔ استخارہ کی چند ایک شرائط ہیں۔ اگر وہ نہ پائی جائیں تو استخارہ درست نہ ہوگا۔ پہلی یہ کہ جس کام میں استخارہ کرنا چاہتا ہے وہ فی نفسہ مباح ہو ناجائز نہ ہو۔ دوسری یہ کہ طبیعت کا رجحان کسی طرف نہ ہو بلکہ متردد ہو تیسری یہ کہ وہ کام امور عادیہ میں سے نہ ہو مثلاً کھانا پینا وغیرہ چوتھی یہ کہ کام معمولی نہ ہو۔ اور یہ جو فرمایا کہ اپنی حاجت کا نام لے یہ زبان سے نہیں بلکہ دل میں تصور کرے

[2] **نماز استغفار کے شرائط**:۔ اس کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن کہا اس کو "صلوۃ الاستغفار" کہتے ہیں۔ گناہ کی بخشش کی تین شرطیں ہیں۔ اولاً دل میں پوری ندامت ہو۔ ثانیاً آئندہ وہ کام نہ کرنے کا پختہ ارادہ ہو اور ثالثاً اگر وہ گناہ حقوق العباد سے تعلق رکھتا ہو تو اس کو ادا کرے یا معاف کرائے۔

(باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۵۰:۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِلَالًا فَقَالَ بِمَ سَبَقْتَنِي إِلَى الْجَنَّةِ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ إِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِي قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا أَذَّنْتُ قَطُّ إِلَّا صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ وَمَا أَصَابَنِي حَدَثٌ قَطُّ إِلَّا تَوَضَّأْتُ عِنْدَهُ وَرَأَيْتُ أَنَّ لِلّٰهِ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۱۲۵۱:۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى اللّٰهِ أَوْ إِلَى أَحَدٍ مِنْ بَنِي آدَمَ فَلْيَتَوَضَّأْ فَلْيُحْسِنِ الْوُضُوءَ ثُمَّ لْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ لْيُثْنِ عَلَى اللّٰهِ تَعَالَى وَلْيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لْيَقُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ

۱۲۵۰۔ حضرت بُریدہؓ نے فرمایا۔ آنحضرت نے صبح کے وقت حضرت بلال کو بلایا۔ اور فرمایا۔ تم جنت میں مجھ سے پہلے کیسے چلے گئے میں جب بھی جنت میں گیا۔ میں نے اپنے آگے تیرے جوتوں کی آواز سنی۔ فرمایا۔ حضرت جب میں اذان کہتا ہوں تو دو رکعت نماز پڑھتا ہوں۔ اور جب میں بے وضوء ہوتا ہوں۔ تو وضوء کر کے دو رکعت نماز اپنے ذمہ ضروری سمجھتا ہوں آں حضرت نے فرمایا اسے ضرور پڑھا کرو[1] (ترمذی)

۱۲۵۱۔ عبداللہ بن ابی اوفیؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا جسے اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت ہو۔ یا کسی آدمی سے اسے چاہیے کہ اچھی طرح وضوء کرے۔ اور دو رکعت نماز ادا کرے۔ اور اللہ کی تعریف کرے۔ آنحضرت پر صلوٰۃ پڑھے۔ پھر یہ دعا کرے لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لَا تَدَعْ لِي ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًى إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔ اللہ حلیم و کریم کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اللہ عظیم الشان عرش کا رب ہے اور رب العالمین کے لیے سب تعریف ہے تجھ سے تیری رحمت کے اسباب طلب کرتا ہوں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) [1] **صلوٰۃ الحاجات**:۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند اچھی ہے۔ بعض نے اس کو مرسل روایت کیا ہے اور بعض نے موصول اور یہ مرسل اور موصول ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ۔ کہ نماز اور صبر سے مشکلات پر مدد حاصل کرو۔ تو آپ خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے یہ پڑھا کرتے تھے اور اس کو صلوٰۃ الحاجات کہتے ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] **ہمیشہ با وضوء رہنے کے فوائد**:۔ یہ حدیث پہلی فصل میں بھی گذر چکی ہے۔ ترمذی نے کہا اس کی سند حسن ہے۔ اس حدیث سے ہمیشہ باوضوء رہنے اور نفل نماز کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ ربیعہ بن کعب کی روایت بھی باب الوضوء میں گذر چکی ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ ہمیشہ باوضوء رہنا شیطان سے محفوظ رکھتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لَا تَدَعْ لِي ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ ۔

صَلٰوةُ التَّسْبِيحِ

۱۲۵۲: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّاهُ أَلَا أُعْطِيكَ أَلَا أَمْنَحُكَ أَلَا أُخْبِرُكَ أَلَا أَفْعَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ إِذَا أَنْتَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ ذَنْبَكَ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ قَدِيمَهُ وَحَدِيثَهُ خَطَأَهُ وَعَمْدَهُ صَغِيرَهُ وَكَبِيرَهُ وَسِرَّهُ وَعَلَانِيَتَهُ أَنْ تُصَلِّيَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُورَةً فَإِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي أَوَّلِ رَكْعَةٍ وَأَنْتَ قَائِمٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ تَرْكَعُ فَتَقُولُهَا وَ

تقلن

اور ایسے کاموں کی توفیق جس سے تیری بخشش ضروری ہو جائے ہر نیکی سے فائدہ ہر گناہ سے سلامتی چاہتا ہوں۔ میرے تمام گناہ معاف فرما دے۔ اور تمام فکرمندیاں کھول دے۔ اور جو ضرورت تیری رضامندی کا موجب ہو۔ اسے پورا کر دے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔ (ترمذی ابن ماجہ ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔[1]

نماز تسبیح

۱۲۵۲۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے حضرت عباس سے فرمایا۔ چچا میں تمہیں ایک عطیہ ایک انعام ایک خبر نہ دوں۔ کیا میں تمہیں دس چیزیں نہ بتاؤں۔ جب تم یہ کرلو۔ تو اللہ تعالیٰ تمہارے پہلے پچھلے نئے اور پرانے جان کر کیے ہوئے یا بھول کر کیے ہوئے چھوٹے بڑے پوشیدہ اور ظاہر کیے ہوئے گناہ معاف فرما دے گا۔ وہ یہ کہ تم چار رکعت نماز پڑھو۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور ایک سورۃ پڑھو۔ جب تم پہلی رکعت میں قرأت سے فارغ ہو جاؤ۔ تو قیام ہی میں یہ تسبیح پندرہ دفعہ پڑھو۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر (اے اللہ تو پاک ہے۔ سب صفات تیرے لیے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ بہت بڑا ہے۔) پھر رکوع میں دس

[1] صلوٰۃ الحاجت کی دعا۔ اس حدیث کو ترمذی نے غریب کہا ہے اور حاکم نے صحیح۔ اس حدیث میں جو "عزائم مغفرتک" کے الفاظ ہیں اس کے معنی ہیں کہ ایسے اعمال یا فضائل کا تجھ سے سوال کرتا ہوں جن سے تیری مغفرت حاصل ہو جائے۔ اور مغفرت کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ پچھلے گناہوں کی معافی مل جائے اور اس کے لیے توبہ اور استغفار اور ندامت کی ضرورت ہے۔ یعنی ضمناً ان چیزوں کا بھی سوال ہے (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوْعِ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَهْوِيْ سَاجِدًا فَتَقُوْلُهَا وَأَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُوْدِ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا فَذٰلِكَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فِيْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تُصَلِّيَهَا فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً فَافْعَلْ فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ عُمُرِكَ مَرَّةً رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ نَحْوَهُ۔

دفعہ کہو۔ پھر رکوع سے سر اٹھا کر دس دفعہ کہو۔ پھر سجدہ کے لیے جھکو اور سجود میں دس دفعہ کہو۔ پھر سجدہ سے سر اٹھا کر دس دفعہ کہو۔ پھر سجدہ میں دس دفعہ کہو۔ ہر رکعت میں پچھتر ہوئیں۔ اور چاروں میں اسی طرح کہو۔ اگر ہو سکے تو ہر روز ایک دفعہ پڑھو۔ ایسا نہ کر سکو تو ہر ماہ میں ایک دفعہ پڑھو اگر نہ ہو سکے تو سال میں ایک دفعہ ورنہ ساری عمر میں ایک دفعہ پڑھو۔ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ دعوات کبیر بیہقی ترمذی نے ابورافع سے اسی طرح روایت کی)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور یہ آرزو بھی ہے کہ آئندہ کے لیے اللہ تعالیٰ گناہوں سے بچائے رکھیں۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

لہ **صلوۃ تسبیح میں جلسہ استراحت کا لزوم**:۔ اس حدیث کو ابن خزیمہ نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اگر یہ صحیح بھی ہو جائے تو اس سے دل میں ایک خلجان ضرور باقی رہ جاتا ہے اور ابن عباس کی اس حدیث کو بیہقی نے صحیح کہا ہے ابن مندہ۔ منذری۔ ابن صلاح اور نووی نے بھی اس کو روایت کیا اور حاکم اور ایک جماعت نے اسے حسن کہا۔ امام بخاری نے جزء القراءۃ میں کہا کہ یہ نماز چار رکعت ہے رات کو پڑھے تو بہتر ہے کہ دو دو کر کے پڑھے اور دن کو اختیار ہے اکٹھی پڑھے یا دو دو پہلے ارکان کے وظائف پڑھے بعد میں یہ تسبیحیں پڑھے۔ اگر اس نماز میں بھول جائے تو سہو کے سجدوں میں یہ تسبیحات نہ پڑھے حدیث میں پہلی اور تیسری رکعت میں جلسہ استراحت کو بھی ایک رکن شمار کیا گیا ہے۔ احناف چونکہ اس کے قائل نہیں وہ دس تسبیحیں قراءت سے پہلے پڑھ لیتے ہیں اور پندرہ بعد میں۔ لیکن ایک ہی رکن میں پچیس تسبیحیں کسی حدیث میں نہیں آئیں فتدبر۔

سلہ یہ نماز نفل ہے اس کا کوئی خاص وقت نہیں دن رات میں کسی وقت ادا کی جا سکتی ہے ائمہ حدیث کو اس کی سند میں کلام ہے ابن خزیمہ نے فرمایا ان صح الخبر فان فی القلب من ھذا الاسناد شیئا۔ ترمذی فرماتے ہیں نماز تسبیح کے متعلق بہت احادیث مروی ہیں مگر وہ روایات عموماً صحیح نہیں یہ تین طرق سے مروی ہے ابن عباس کا طریق صحیح ہے باقی دونوں ضعیف ہیں۔ ابن عباس کے طریق میں موسیٰ بن عبدالعزیز کو بعض نے مجہول کہا ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں ان سے ثقات روایت کرتے ہیں اور اسی سے ان کی جہالت رفع ہو جاتی ہے اس حدیث سے اس کی فضیلت ثابت ہو سکتی ہے اور جواز کا فتویٰ دیا جا سکتا ہے۔ ابن جوزی نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے اور یہ درست نہیں امام ابن جوزیؒ روایات کے معاملہ میں کسی قدر متشدد ہیں۔ ہر رکعت میں پچھتر تسبیحات ہیں اور چار رکعت میں تین سو (۳۰۰)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۵۳- وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ عَمَلِهٖ صَلٰوتُهٗ فَاِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ اَفْلَحَ وَاَنْجَحَ وَاِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ فَاِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيْضَتِهٖ شَيْءٌ قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اُنْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِیْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَيُكَمَّلُ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ يَكُوْنُ سَائِرُ عَمَلِهٖ عَلٰى ذٰلِكَ وَفِیْ رِوَايَةٍ ثُمَّ الزَّكٰوةُ مِثْلُ ذٰلِكَ ثُمَّ تُؤْخَذُ الْاَعْمَالُ عَلٰى حَسَبِ ذٰلِكَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ عَنْ رَجُلٍ۔

۱۲۵۳- ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت سے سنا سب سے پہلے اعمال سے نماز کا حساب ہوگا۔ اگر یہ درست ہوگئی۔ تو انسان کامیاب ہو جائے گا۔ اگر نماز خراب ہوگئی تو نقصان اور خسارے میں رہا۔ اگر فرضوں میں نقص ہوا تو اللہ تعالیٰ فرمادیں گے۔ میرے بندے کے نوافل کو دیکھو۔ فرضوں کی کمی کو نوافل سے پورا کیا جائے گا۔ پھر سارے عملوں میں اس طرح کیا جائے گا۔ یعنی تکمیل نوافل سے کی جائے گی۔ ایک روایت میں ہے۔ پھر زکوٰۃ اسی طرح پھر سارے عملوں کا اسی طرح فیصلہ ہوگا۔ (ابوداؤد۔ احمد)

لہ نوافل کے درجات:۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے حسن کہا ہے اور ابوداؤد اور منذری نے اس پر سکوت کیا ہے اور ابوداؤد نے اس کو تمیم داری کی روایت سے بیان کیا ہے اور اس باب میں انس کی حدیث طبرانی کی اوسط میں بھی ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ قیامت کے روز سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور دوسری حدیث میں ہے کہ سب سے پہلے خون کے مقدمات پیش ہوں گے۔ ان کی تطبیق یہ ہے کہ حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور حقوق العباد میں سب سے پہلے خون کا حساب ہوگا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرضوں کی کمی کو نفلوں سے پورا کیا جائے گا۔ فرض نمازوں میں اگر کمی ہوگی تو وہ نفل نماز سے پوری ہوگی اور فرض زکوٰۃ کی کمی کو نفلی صدقہ سے پورا کیا جائے گا اور فرض روزہ کی کمی نفلی روزہ سے پوری ہوگی علی ہذا القیاس تو بندے کو چاہئے کہ فرضوں کے علاوہ کچھ نفلی عبادت بھی کیا کرے تاکہ کمی پوری ہو جائے۔ دستور ہے کہ جو چیز پھٹ جائے یا ٹوٹ جائے اس کو پیوند اسی جنس سے لگایا جاتا ہے۔ مثلاً کپڑا پھٹ جائے تو اس کو پیوند کپڑے ہی کا لگے گا اور جوتا پھٹ جائے تو اسے چمڑے کا پیوند لگے گا اور اگر ڈول یا کڑاہی ٹوٹ جائے تو ان کو پیوند لوہے کا لگایا جائے گا اسی طرح جس قسم کی عبادت میں کچھ کمی ہوگی وہ اسی جنس سے پوری کی جائے گی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۵۴ - وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَذِنَ اللّٰہُ لِعَبْدٍ فِیْ شَیْءٍ اَفْضَلَ مِنَ الرَّکْعَتَیْنِ یُصَلِّیْھِمَا وَاِنَّ الْبِرَّ لَیُذَرُّ عَلٰی رَاْسِ الْعَبْدِ مَادَامَ فِیْ صَلٰوتِہٖ وَمَا تَقَرَّبَ الْعِبَادُ اِلَی اللّٰہِ بِمِثْلِ مَا خَرَجَ مِنْہُ یَعْنِی الْقُرْاٰنَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ -

۱۲۵۴- حضرت ابوامامۃؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کسی عمل پر اس قدر رحمت کی نظر نہیں فرماتا جس طرح دو رکعت نوافل پر جب انسان اسے پڑھتا ہے۔ اور جب تک انسان نماز میں مشغول رہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے سر پر برسائی جاتی ہے۔ اور اللہ کا قرب کسی چیز سے حاصل نہیں ہوتا جتنا نماز میں قرآن پڑھنے سے ہوتا ہے[1]۔ احمد ترمذی

---

[1] اس حدیث میں دلیل ہے کہ بندہ خدا تعالیٰ سے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب کہ وہ نماز میں ہو اسی لیے دوسری حدیث میں آیا ہے الصلوٰۃ معراج المومن کہ نماز مومن کا معراج ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ صَلٰوةِ السَّفَرِ

سفر کی نماز

نماز فرض ہے۔ جب تک زندگی موجود ہو جو اس قائم ہوں نماز کا ادا کرنا فرض ہوگا۔ نبی ولی عالم جاہل کوئی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا۔ واعبد ربك حتى يأتيك اليقين آپ پر عبادت تادم مرگ فرض ہے۔ لیکن مشکلات کا لحاظ رکھتے ہوئے وقتی طور پر رعایت دی ہے۔ کہ اپنی استطاعت کے مطابق جس طرح ممکن ہو نماز ادا کرے۔ جنگ اور خوف کے وقت رعایت دی ہے۔ جیسے ہو سکے ادا کر لو فصلوا رجالا او رکبانا چلتے ہوئے اور سواری پر نماز پڑھ لو۔ سفر بھی اسی قسم کا ایک عذر ہے۔ مسافر دولتمند ہو یا مسکین اثناء سفر میں اسے حسب حال کس قدر سہولت میسر ہو وہ گھر کے برابر نہیں ہو سکتی سفر ہر ایک کے لیے سفر ہے حمل نقل کے ذرائع دنیا میں ہمیشہ بدلتے رہے ہیں پیدل سے لیکر ہوائی جہاز تک دنیا نے ان ذرائع میں ترقی کی ہے۔ مگر سفر بہر حال مشکل ہی رہا ہے۔ اس لیے شارع علیہ نے بھی مسافر کو نماز میں رعایت دی ہے۔ اجازت مرحمت فرمائی۔ کہ چار رکعت فرض کو سفر میں دو رکعت پڑھے۔ دو اور تین رکعت فرض بدستور رہیں گے۔ سنت اور نوافل پہلے ہی ضروری نہیں۔ سفر میں اختیار ہے۔ مسافر چاہے تو پڑھ لے چاہے تو فرائض کی رخصتی کے ساتھ اسے بھی شامل کرے۔

آنحضرت کی عادت مبارک یہ تھی کہ جب منزل پر اترتے کچھ قیام اور آرام کا ارادہ ہوتا۔ تو نوافل اور سنتیں ادا فرما لیتے۔ اگر سفر جاری ہوتا۔ تو صرف دو رکعت فرض پڑھتے۔ البتہ تہجد کا التزام فرماتے۔ رات چلتے چلتے سواری پر پڑھ لیتے منزل پر اترتے تو وہیں ادا فرما لیتے اسی التزام سے بعض اہل علم کا خیال ہے۔ کہ آنحضرت پر تہجد فرض تھی۔ حالانکہ قرآن عزیز میں ہے۔ ومن الليل فتهجد به نافلة لك (رات آپ تہجد پڑھیں۔ یہ آپ کے لیے نافلہ ہے) حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت عادۃً نوافل پر تعاہد اور پابندی فرماتے تھے۔ اسی لیے بعض اہل علم کو خیال ہوا۔ کہ شاید یہ نماز آنحضرت پر فرض ہے۔ اور یہ آپ کا خاصہ ہے۔

بعض اہل علم قصر ضروری سمجھتے ہیں۔ اور سفر میں پوری نماز کو ناپسند فرماتے ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور امام ابن قیم کا بھی یہی خیال ہے۔ حدیث ۱۲۷۱ میں بھی ذکر ہے۔ کہ حضر کی نماز چار رکعت مقرر فرمائی گئی۔ اور سفر کی نماز دو رکعت مقرر کی گئی۔ اس کا بظاہر یہی مطلب معلوم ہوتا ہے۔ کہ سفر کی نماز مقرر ہی دو رکعت فرمائی گئی۔ آنحضرت کا یہ بھی خیال ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی رخصت اور اس کے عطیے کو قبول نہ کرنا یہ اس کی ناشکری ہے۔ اس لیے قصر ضروری ہے۔ اور پوری پڑھنا پسندیدہ فعل نہیں۔

قرآن مجید نے فرمایا۔ لا جناح عليكم ان تقصروا من الصلوٰة ان خفتم ان يفتنكم الذين كفروا (نماز قصر کرنے پر تم پر کوئی حرج نہیں۔ اگر خطرہ ہو کہ اہل کفر تمہیں کسی مصیبت اور فتنہ میں مبتلا کر دیں گے۔) لا جناح کا مطلب ظاہر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ کہ قصر میں حرج نہیں۔ اس سے وجوب یا فرضیت ظاہر نہیں ہوتی۔ بلکہ صرف اتنا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس میں کوئی گناہ نہیں حدیث ۱۲۷۰ میں حضرت عائشہ اور حضرت عثمان کی تاویل کا ذکر فرمایا ہے۔ اس کا بھی یہی مطلب ہے۔ کہ حضرت عثمان اور حضرت عائشہ قصر اور اتمام صلوۃ دونوں کو جائز سمجھتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ آنحضرت اور اکثر صحابہ کے عمل سے قصر کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اتمام بہت تھوڑے صحابہ سے ثابت ہے۔ یہی معتدل راہ ہے۔

مسافت قصر:۔ سفر کی مسافت میں جس میں نماز کی قصر کی اجازت ہے۔ ائمہ اسلام میں اختلاف ہے احناف کے نزدیک تین دن اور تین رات کے سفر میں قصر کی اجازت ہے (شرح وقایہ) شوافع ۴۸ میل فرماتے ہیں۔ اہلحدیث عموماً نو میل کے قائل ہیں۔ ان اندازوں کے متعلق کوئی صحیح اور صریح روایت معلوم نہیں ہو سکی۔ احادیث میں بعض مقامات کا ذکر آتا ہے۔ جہاں آنحضرت نے نماز قصر فرمائی۔ یہ مقامات مدینہ منورہ سے کوئی ۴۸ میل ہے کوئی ۴۸ میل اس سے یہ مسافت سمجھ لی گئی۔ لیکن یہ استدلال درست نہیں۔ سب سے زیادہ واضح روایت وہ ہے۔ جس میں اہل مکہ کے عرفات میں قصر کرنے کا ذکر ہے۔ کیونکہ عرفات مکہ مکرمہ سے نو میل ہے۔ اور حج میں عرفات میں پہنچنا ضروری ہے اس میں صرف ایک کھٹکا باقی رہتا ہے۔ کہ اگر سفر اس سے کم ہوتا تو حضرت اجازت مرحمت فرماتے یا نہیں کیونکہ بعض روایات میں تین اور چھ میل کا ذکر بھی آیا ہے۔

قرآن عزیز میں صرف سفر کا ذکر فرمایا ہے۔ تعین نہیں فرمائی۔ اس لیے۔ صحیح یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ عرف عام میں جسے سفر شمار کیا جائے۔ اس میں نماز قصر کرنے کی اجازت ہے۔ کسی مسافت کا تعین صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ اگر کسی حدیث میں یہ تعین آجائے۔ تو آیت کی تخصیص ہوسکے گی۔ ورنہ عموماً قرآن کی بنا پر تعداد کا فیصلہ عرف عام سے ہوتا ہے ابن حزم ایک میل پر بھی قصر جائز سمجھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایک میل کی مسافت عرف عام میں سفر نہیں سمجھی جاتی۔

نمبر ۱۲۶۳ میں حضرت نے فرمایا۔ آپ قصر اور اتمام دونوں طرح کرتے تھے۔ اس حدیث کی سند میں ابراہیم بن محمد بن ابی یحیٰی متروک الحدیث ہیں (تقریب) ابن تیمیہ نے اسے موضوع کہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ حضرت عائشہ کا عمل تو تھا۔ لیکن آنحضرت کی طرف اس کی نسبت درست نہیں۔

مدت سفر:۔ امام سفیان ثوری اور علماء کوفہ پندرہ دن تک قصر کرتے ہیں۔ اوزاعی بارہ دن تک قصر کے قائل ہیں۔ ابن عباس انیس دن کے۔ ابن عمر پندرہ دن کے قائل تھے۔ ابن مسیب تین دن تک قصر کے قائل تھے۔ عام اہلحدیث کا بھی یہی خیال ہے لیکن اس تعین کے لیے کوئی قطعی دلیل نہیں۔ آنحضرت فتح مکہ کے دن تقریباً انیس دن قصر فرماتے رہے اس کے بعد بیت اللہ سے واپس چلے گئے۔ اگر دس یا بارہ دن تک واپسی کا ارادہ ہو جاتا تو بھی قصر ہی فرماتے۔ انیس یا بارہ یا چار کسی کی تعین آنحضرت سے منقول نہیں جب تک سفر کے ارادہ سے ٹھہرا رہے گا قصر کرے گا۔ جب اقامت کا فیصلہ کرے نماز پوری پڑھنی چاہیئے۔ اجمع اهل العلم علی ان للمسافر ان یقصر مالم یجمع اقامۃ وان اتی علیہ سنون ترمذی ج ۱ ص ۲۸۵ علماء کا اجماع ہے کہ اگر کئی سال تک مسافر اقامت کا قطعی طور پر فیصلہ نہ کرے تو نماز قصر کرتا رہے)۔ (داسم)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۲۵۵:۔ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلَّی الظُّھْرَ بِالْمَدِیْنَۃِ اَرْبَعًا وَصَلَّی الْعَصْرَ بِذِی الْحُلَیْفَۃِ رَکْعَتَیْنِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۲۵۶:۔ وَعَنْ حَارِثَۃَ بْنِ وَھْبٍ الْخُزَاعِیِّ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ اَکْثَرُ مَا کُنَّا قَطُّ وَاٰمَنُہٗ بِمِنًی رَکْعَتَیْنِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۲۵۷:۔ وَعَنْ یَعْلَی بْنِ اُمَیَّۃَ قَالَ قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اِنَّمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَقَدْ اَمِنَ النَّاسُ قَالَ عُمَرُ عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْہُ فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَدَقَۃٌ تَصَدَّقَ اللّٰہُ بِھَا عَلَیْکُمْ فَاقْبَلُوْا صَدَقَتَہٗ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

پہلی فصل

۱۲۵۵۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے مدینہ منورہ میں ظہر کی نماز چار رکعت پڑھی۔ اور عصر کی نماز ذی الحلیفہ میں دو رکعت پڑھی۔ (ذی الحلیفہ مدینہ سے چھ میل پر واقع ہے۔)(بخاری مسلم)

۱۲۵۶۔ حارثہؓ بن وھب خزاعی فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ہمیں منیٰ میں دو رکعت نماز چار کی بجائے سفر میں، پڑھائی حالانکہ ہماری اتنی تعداد کبھی نہ ہوئی تھی۔ اور ہم اس قدر بے خوف تھے۔ جیسے کبھی بے خوف نہ ہوئے تھے۔ بخاری مسلم۔

۱۲۵۷۔ یعلیٰؓ بن امیہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا۔ کہ خدا تعالیٰ نے قصر کے لیے اہل کفر سے خوف کی قید لگائی ہے۔ اب لوگ بالکل بے خوف اور پر امن ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ تمہاری طرح مجھے بھی اس سے تعجب ہوا تھا۔ میں نے آنحضرت سے اس کی بابت دریافت کیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر صدقہ کیا ہے اس کے صدقہ کو قبول کرو۔ [1] (مسلم)

---

[1] ہر پُر امن سفر میں بھی قصر ہے:۔ حضرت انس کی حدیث کو ابن ماجہ کے سوا اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے اور حارثہ کی حدیث کو بھی ابن ماجہ کے سوا اہل سنن نے روایت کیا ہے۔ آنحضرت جب حجۃ الوداع میں آئے تو عصر کی پہلی نماز ذوالحلیفہ میں آ گئی یہ مدینہ کے قریب ہی ہے اگر مسافت سفر اتنی ہو کہ اس میں دوگانہ صحیح ہو تو ضروری نہیں کہ مسافت پوری ہونے کے بعد ہی دوگانہ شروع کیا جائے بلکہ اپنے گاؤں یا شہر کی حد نکلتے ہی دوگانہ شروع ہو جائے گا۔ بعض لوگ صرف حج اور عمرے کے سفر میں قصر کے قائل ہیں۔ بعض اطاعت کے ہر سفر میں جواز کے قائل ہیں دوسرے سفر میں نہیں۔ بعض دوگانے کے لیے خوف کی شرط کو ملحوظ رکھتے ہیں لیکن یہ سب مسلک غلط ہیں۔ جمہور کا مسلک یہ ہے کہ ہر مباح سفر میں قصر جائز ہے خواہ خوف ہو یا نہ حارثہ اسی چیز کی وضاحت کر رہے تھے کہ حجۃ الوداع میں ہمیں کوئی خوف نہ تھا تعداد بھی بہت زیادہ تھی پھر بھی آنحضرت نے دوگانہ ادا کیا۔ اب باقی رہا یہ شبہ کہ قرآن مجید میں تو خوف کی شرط رکھی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے کہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۵۸ :- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ اِلٰی مَکَّۃَ فَکَانَ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ رَکْعَتَیْنِ حَتّٰی رَجَعْنَا اِلَی الْمَدِیْنَۃِ قِیْلَ لَہٗ اَقَمْتُمْ بِمَکَّۃَ شَیْئًا قَالَ اَقَمْنَا بِھَا عَشْرًا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۲۵۹ :- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَافَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَفَرًا فَاَقَامَ تِسْعَۃَ عَشَرَ یَوْمًا یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ رَکْعَتَیْنِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَنَحْنُ نُصَلِّیْ فِیْمَا بَیْنَنَا وَبَیْنَ مَکَّۃَ تِسْعَۃَ عَشَرَ رَکْعَتَیْنِ رَکْعَتَیْنِ فَاِذَا اَقَمْنَا اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ صَلَّیْنَا اَرْبَعًا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۲۵۸- حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ ہم آنحضرت کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف نکلے۔ آپ دو دو رکعت ادا فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ مدینہ منورہ واپس پہنچ گئے۔ حضرت انس سے کہا گیا۔ کیا آپ نے مکہ میں کچھ مدت قیام فرمایا تھا۔ فرمایا ہم دس دن رہے[1] تھے۔ (حجۃ الوداع میں) (بخاری مسلم)

۱۲۵۹- ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ایک سفر کیا۔ آپ نے انیس دن اقامت فرمائی۔ اور دو رکعت پڑھتے رہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ جب ہم مکہ میں انیس دن ٹھہریں۔ تو ہم دو رکعت پڑھتے ہیں۔ جب اس سے زیادہ قیام کریں تو چار رکعت پڑھتے ہیں۔ (بخاری)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) "تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم اپنی نمازوں کو سفر میں کم کر لو اگر تم کو کافروں کے فتنہ کا خوف ہو" اس آیت سے دو چیزوں کی طرف خیال جاتا ہے ایک یہ کہ دوگانہ کا گناہ تو نہیں لیکن ایسا کرنا کوئی اچھا فعل نہیں اور دوسرا شبہ یہ تھا کہ خوف ہو تو دوگانہ پڑھا جائے ورنہ نہیں۔ پہلے شبہ کا جواب یہ ہے کہ چونکہ طبیعت میں یہ بات راسخ ہو گئی تھی کہ دو فرض ہی کم ہو گئے تو اس کا گناہ نہ ہو تو اس خدشہ کو اللہ تعالیٰ نے دور کر دیا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ حج و عمرہ میں صفا اور مروہ کا طواف واجب ہے لیکن چونکہ ایام جاہلیت میں یہاں دو بت رکھے ہوئے تھے اور مشرک ان کا طواف کرتے تھے اب مسلمانوں کے دل میں خیال آیا کہ مشرکوں کی مشابہت سے گناہ نہ ہو تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ صفا اور مروہ خدا کی نشانیوں سے ہیں جو آدمی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ ان دونوں کا طواف کرے" حالانکہ یہ طواف واجب ہے اسی طرح دوگانہ بھی بعض کے نزدیک واجب ہے اور بعض کے نزدیک سنت موکدہ اور دوسرے شبہ کا جواب یہ ہے جو آنحضرت نے فرمایا کہ چونکہ جب یہ آیت نازل ہوئی اس وقت کفار کا خوف تھا اس لیے اس کو اتفاقاً بیان کر دیا گیا۔ یعنی یہ قید اتفاقی ہے احترازی نہیں۔ اب دوگانہ اللہ تعالیٰ کا ایک صدقہ ہے اس کو قبول کرو اور دوگانہ پڑھو۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] کتنی مدت تک قصر کرتا رہے :۔ انس کی حدیث کو سب اہل سنن نے اور ابن عباس کی حدیث کو نسائی کے سوا سب اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں مدت قصر دس دن اور انیس دن آئی ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ مسافر اگر اقامت میں متردد ہو تو اس کے لیے کوئی مدت مقرر نہیں واپسی میں رکاوٹ پڑتی جائے تو خواہ چھ ماہ یا سال گذر جائے وہ دوگانہ ہی پڑھے گا۔ ابن عمر شام گئے برف باری (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۶۰:۔ وَعَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ فَصَلّٰى لَنَا الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَاءَ رَحْلَهُ وَجَلَسَ فَرَاٰى نَاسًا قِيَامًا فَقَالَ مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ قُلْتُ يُسَبِّحُوْنَ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُسَبِّحًا أَتْمَمْتُ صَلَاتِيْ صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ لَا يَزِيْدُ فِي السَّفَرِ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ كَذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۶۱:۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ إِذَا كَانَ عَلٰى ظَهْرِ سَيْرٍ وَيَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۲۶۰۔ حفص بن عاصم فرماتے ہیں۔ میں مکہ کی راہ میں حضرت ابن عمر کے ساتھ گیا۔ انہوں نے ہمیں ظہر کی نماز دو رکعت پڑھائی پھر اپنے ڈیرے میں آئے اور بیٹھ گئے آپ نے کچھ لوگوں کو قیام کرتے دیکھا فرمایا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ نوافل پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر مجھے نوافل پڑھنے ہوتے تو میں پوری نماز پڑھ لیتا۔ مجھے آنحضرت اور حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان کے ساتھ رفاقت کا موقعہ ملا ہے۔ وہ اسی طرح کرتے تھے[1]۔ (نوافل نہیں پڑھتے تھے) (بخاری مسلم)

۱۲۶۱۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ جب آنحضرت کا سفر جاری ہوتا۔ تو ظہر عصر اور مغرب عشاء کو جمع فرما لیتے[2]۔ (بخاری)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) شروع ہو گئی مجبوراً چھ ماہ ٹھہرنا پڑا آپ دوگانہ پڑھتے رہے اختیاری اقامت میں آنحضرت سے کسی صحیح حدیث میں کوئی معین مدت منقول نہیں آپ کے سفروں سے دوگانہ کا اندازہ صحابہ اور علماء نے کیا ہے۔ حجۃ الوداع میں آپ نے دس دن دوگانہ پڑھا۔ فتح مکہ میں آپ نے انیس دن قصر کیا۔ تبوک میں آپ نے بیس روز قیام کیا اور دوگانہ پڑھا (احمد۔ ابوداؤد) حنین میں آپ نے چالیس روز قیام کیا اور دوگانہ پڑھا (بیہقی) تمام روایات کو سامنے رکھا جائے تو انیس دن کی روایت زیادہ صحیح ہے۔ شافعی اسی کے قائل ہیں ابوحنیفہ پندرہ دن کے اور آنے جانے کے دن اس مدت سے علیحدہ ہوں گے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] سفر میں سنتیں نہیں رہتیں:۔ ترمذی کے سوا اس حدیث کو اہل سنن اور احمد نے روایت کیا ہے۔ جاننا چاہئے کہ سفر میں اگر فرض ہی پڑھے جائیں سنت نفل کچھ نہ پڑھا جائے تو یہ بالکل صحیح ہے اور کتاب و سنت سے اس کی تائید ہوتی ہے اگر کوئی آدمی سفر میں سنت یا نفل پڑھنا چاہے تو اس کی اجازت ہے ممانعت نہیں۔ اگر سفر میں موکدہ سنتیں بھی پڑھے گا تو ان کی حیثیت بھی نوافل کی ہوگی سنتوں کی نہیں۔

[2] جمع بین الصلوتین سفر میں جائز ہے:۔ اس حدیث کو مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ سفر میں جہاں شریعت نے دوگانہ پڑھنے کی رعایت فرمائی ہے وہاں نمازوں کو آپس میں جمع کر لینے کی سہولت بھی دی ہے۔ خواہ سفر جاری ہو یا مسافر کہیں جا کر ٹھہر چکا ہو اور جمع کی صورت یہ ہے کہ ظہر اور عصر کو اکٹھا کر لے اور مغرب اور عشاء کو پھر بہتر یہ ہے کہ اگر سفر شروع کرنے سے پہلے سورج ڈھل چکا ہو تو عصر کو وقت سے پہلے ظہر کے ساتھ ملا کر پڑھ لے اور اگر سورج نہ ڈھلا ہو تو پھر ظہر کو موخر کر کے عصر کے وقت میں پڑھ لے پہلی جمع تقدیم ہے اور دوسری جمع تاخیر اور اسی طرح مغرب اور عشا کو جمع کر لے خواہ جمع تقدیم ہو یا جمع تاخیر امام شافعی احمد اور اہلحدیث کا یہی مذہب ہے۔ امام ابوحنیفہ جمع تقدیم (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۶۲:- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّىْ فِى السَّفَرِ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهٖ يُوْمِىْ اِيْمَاءً صَلٰوةَ اللَّيْلِ اِلَّا الْفَرَائِضَ وَيُوْتِرُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِىْ

۱۲۶۳:- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُلُّ ذٰلِكَ قَدْ فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصَرَ الصَّلٰوةَ وَاَتَمَّ رَوَاهُ فِىْ شَرْحِ السُّنَّةِ۔

۱۲۶۴:- وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدْتُّ مَعَهُ الْفَتْحَ فَاَقَامَ بِمَكَّةَ ثَمَانِىْ عَشْرَةَ لَيْلَةً لَا يُصَلِّىْ اِلَّا رَكْعَتَيْنِ يَقُوْلُ يَا اَهْلَ الْبَلَدِ صَلُّوْا اَرْبَعًا فَاِنَّا سَفْرٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۱۲۶۲- ابن عمرؓ نے فرمایا۔ آنحضرت سفر میں سواری پر نماز ادا فرماتے۔ جس طرف وہ رخ کر لیتی۔ اشارہ سے نماز پڑھ لیتے یہ فرائض کے علاوہ وتر اور تہجد کی نماز اداء فرماتے تھے[1]۔ (بخاری مسلم)

دوسری فصل

۱۲۶۳- حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ آپ نے ہر طرح کیا۔ کبھی نماز قصر کی کبھی پوری پڑھی[2]۔ (شرح السنہ)

۱۲۶۴- عمران بن حُصینؓ فرماتے ہیں۔ میں آنحضرت کے ساتھ فتح مکہ کی لڑائی میں شریک رہا۔ آپ مکہ میں اٹھارہ رات ٹھہرے آپ دو ہی رکعت پڑھتے تھے فرماتے اسے اہل مکہ تم چار رکعت پڑھو۔ ہم مسافر ہیں[3]۔ (ابوداؤد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کے قائل صرف عرفات میں ہیں اور جمع تاخیر کے صرف مزدلفہ میں باقی سفروں میں وہ جمع صوری کے قائل ہیں یعنی ظہر کو آخر وقت میں اور عصر کو ابتداء وقت میں جمع کر کے پڑھے اور اسی طرح مغرب کو موخر کرے اور عشاء کو مقدم اور درمیانے وقت میں دونوں کو جمع کرے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] سواری پر وتر پڑھنا جائز ہے:۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ مالک شافعی اور احمد کا مذہب یہ ہے کہ وتر سواری پر پڑھنے جائز ہیں اور امام ابوحنیفہ سواری پر وتر پڑھنے کے قائل نہیں ہیں۔

[2] سفر میں پوری نماز پڑھنا ثابت نہیں:۔ اس حدیث کو شافعی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے یہ حدیث ضعیف ہے اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ امام شافعی ویسے پوری نماز پڑھنا جائز سمجھتے ہیں باقی جائز نہیں سمجھتے۔

[3] مسافر مقیم کے پیچھے پوری نماز پڑھے:۔ اس کو ترمذی نے روایت کر کے حسن کہا۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ اگر سفر کے ساتھ خوف بھی ہو تو پھر اٹھارہ دن تک قصر کر سکتا ہے اور اگر سفر بلا خوف ہو تو تین دن قصر کرے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر مسافر مقیم کے پیچھے نماز پڑھے تو قصر نہ کرے بلکہ پوری نماز پڑھے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۶۵: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ فِي الْحَضَرِ الظُّهْرَ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَهُ فِي السَّفَرِ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَلَمْ يُصَلِّ بَعْدَهَا شَيْئًا وَالْمَغْرِبَ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ سَوَاءً ثَلٰثَ رَكَعَاتٍ وَلَا يَنْقُصُ فِي حَضَرٍ وَلَا سَفَرٍ وَهِيَ وِتْرُ النَّهَارِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۱۲۶۶: وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَإِنِ ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتّٰى يَنْزِلَ لِلْعَصْرِ وَفِي الْمَغْرِبِ مِثْلَ ذٰلِكَ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَإِنِ ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتّٰى يَنْزِلَ لِلْعِشَاءِ ثُمَّ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

۱۲۶۵۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت کے ساتھ ظہر کی نماز دو رکعت پڑھی۔ اور اس کے بعد بھی دو رکعت۔ ایک روایت میں ہے۔ میں نے آپ کے ساتھ سفر اور حضر میں نماز پڑھی۔ حضر میں ظہر چار رکعت اور اس کے بعد دو رکعت پڑھتے۔ اور سفر میں فرض دو رکعت اور اس کے بعد دو رکعت اور عصر دو رکعت پڑھتے۔ اور اس کے بعد کچھ نہ پڑھتے۔ اور مغرب کی نماز حضر اور سفر میں برابر تین رکعت پڑھتے۔ اسے سفر اور حضر میں کم نہ کرتے تھے۔ یہ دن کے وتر ہیں۔ اور اس کے بعد دو رکعت پڑھتے۔[1] (ترمذی)

۱۲۶۶۔ معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت تبوک کی جنگ میں۔ اگر سفر شروع ہونے سے پہلے سورج ڈھل جاتا۔ تو ظہر و عصر جمع کر لیتے۔ اگر سورج کے زوال سے پہلے کوچ فرماتے۔ تو ظہر کو موخر فرماتے۔ اور جب عصر کے لیے اترتے تو دونوں نمازیں جمع کر لیتے۔ اور مغرب میں اسی طرح اگر سورج سفر شروع کرنے سے پہلے غائب ہو جاتا۔ تو مغرب اور عشاء جمع کر لیتے اگر غروب سے پہلے کوچ فرما لیتے تو مغرب کو موخر فرماتے۔ جب عشاء کے لیے اترتے۔ تو دونوں نمازیں جمع فرما لیتے۔[2] (ابوداؤد۔ ترمذی)

---

[1] **سفر میں نوافل کی اجازت:**۔ اس کو ترمذی نے حسن کہا ہے۔ حدیث میں دلیل ہے کہ موکدہ سنتیں سفر میں پڑھی جا سکتی ہیں اور صبح کی سنتوں کی تخصیص نہیں ہے اور نوافل مقررہ ابن عمر نہیں پڑھا کرتے تھے اور دوسرے کچھ لوگ بھی آپ کے ہمراہ ہیں اور شافعی اور جمہور ان کو مستحب سمجھتے ہیں آنحضرتؐ نے بیان جواز کے لیے ان کو کبھی پڑھا ہے اور اکثر ترک کیا ہے اور یہ تمام بحث فرضوں کے بعد کی سنتوں اور نفلوں کے متعلق ہے فرضوں سے پہلے پڑھنا سب جائز سمجھتے ہیں اور ان نوافل کو جائز سمجھتے جن کا نماز پنجگانہ سے کوئی تعلق نہیں مثلاً تہجد اور ضحی کے نفل۔ [2] اس حدیث کو احمد اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور نمازوں کو جمع کرنے کی بحث پہلے گذر چکی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۶۷- وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَافَرَ وَاَرَادَ اَنْ يَّتَطَوَّعَ اِسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ بِنَاقَتِهٖ فَكَبَّرَ ثُمَّ صَلّٰى حَيْثُ وَجَّهَهُ رِكَابُهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ۔

۱۲۶۸- وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَاجَةٍ فَجِئْتُ وَهُوَ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَيَجْعَلُ السُّجُوْدَ اَخْفَضَ مِنَ الرُّكُوْعِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۲۶۹- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَاَبُوْبَكْرٍ بَعْدَهٗ وَعُمَرُ بَعْدَ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُثْمَانُ صَدْرًا مِنْ خِلَافَتِهٖ ثُمَّ اِنَّ عُثْمَانَ صَلّٰى بَعْدُ اَرْبَعًا فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا صَلّٰى مَعَ الْاِمَامِ صَلّٰى اَرْبَعًا وَاِذَا صَلَّاهَا وَحْدَهٗ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۶۷- حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ جب سفر فرماتے۔ نفل پڑھنے کا خیال ہوتا تو اونٹنی کا رخ قبلہ کی طرف فرماتے اور تکبیر کہتے۔ پھر جس طرف سواری کا رخ ہو جاتا۔ نماز پڑھتے رہتے۔[۱] (ابوداؤد)

۱۲۶۸- حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ مجھے آنحضرتؐ نے کسی ضرورت کے لیے بھیجا۔ جب میں آیا تو آپ اپنی سواری پر مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے۔ اور سجود میں رکوع سے سر نیچا کرتے۔[۲] (ابوداؤد)

تیسری فصل

۱۲۶۹- ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں۔ آنحضرتؐ کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ نے اسی طرح کیا۔ حضرت عثمانؓ نے اپنی خلافت کے ابتدائی ایام میں دو رکعتیں پڑھیں پھر چار پڑھنا شروع کر دیں۔ ابن عمرؓ جب امام کے ساتھ ہوتے۔ تو چار رکعت پڑھتے اور اکیلے دو رکعت پڑھتے۔[۳] (بخاری مسلم)

۱؎ انس کی حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اس پر سکوت کیا ہے اور مؤطا میں حضرت انس کی روایت میں ہے کہ آپ اشارہ سے رکوع اور سجدہ کرتے تھے۔

۲؎ **سواری پر نماز پڑھنا:**۔ جابر کی حدیث کا یہ واقعہ غزوہ انمار کا ہے۔ یہ مدینہ منورہ سے مشرق کی طرف تھا کہ ادھر جاتے ہوئے قبلہ دائیں ہاتھ پڑتا تھا۔ آپ نے اپنی سواری کا منہ قبلہ کی طرف کر کے نماز شروع کر لی اور بعد ازاں اونٹنی دوسرے قافلہ کے ہمراہ چلنے لگی اور آپ کا منہ مشرق کی طرف ہو گیا حالانکہ قبلہ جنوب کی طرف تھا۔ ان حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مسافر کے لیے سواری پر نفل پڑھنا درست ہے اور اس پر اجماع ہے اس میں اختلاف ہے کہ حضر میں بھی سواری پر نماز جائز ہے یا نہیں؟ امام ترمذی نے اپنی جامع میں احمد اور اسحٰق سے روایت کیا ہے کہ اگر حضر میں نماز پڑھنے کے لیے جگہ نہ مل سکے اور سواری پر بیٹھا ہو تو اس صورت میں سواری پر فرض بھی پڑھ سکتا ہے۔

۳؎ **سفر میں اتمام ممنوع نہیں:**۔ اس حدیث کو ابوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ حضرت عثمان قصر (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۷۰ :- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ هَاجَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُرِضَتْ اَرْبَعًا وَتُرِكَتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ عَلَى الْفَرِيْضَةِ الْاُوْلٰى قَالَ الزُّهْرِيُّ قُلْتُ لِعُرْوَةَ مَا بَالُ عَائِشَةَ تُتِمُّ قَالَ تَاَوَّلَتْ كَمَا تَاَوَّلَ عُثْمَانُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۱۲۷۱ :- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلٰوةَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَضَرِ اَرْبَعًا وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

۱۲۷۲ :- وَعَنْهُ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَا سَنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ وَالْوِتْرُ فِي السَّفَرِ سُنَّةٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ۔

۱۲۷۰- حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ نماز ابتداء میں دو رکعت فرض ہوئی۔ پھر آنحضرت نے ہجرت فرمائی تو چار رکعات فرض کر دی گئیں۔ اور سفر کی نماز پہلی حالت پر (دو رکعت) ہی چھوڑ دی گئی۔ امام زہری فرماتے ہیں۔ میں نے عروہ سے پوچھا۔ حضرت عائشہ کیوں پوری نماز ادا کرتی ہیں۔ عروہ نے کہا۔ وہ حضرت عثمان کی طرح تاویل کرتی تھیں۔ (یعنی قصر اور اتمام دونوں جائز سمجھتی تھیں۔[1]) (بخاری مسلم)

۱۲۷۱- ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبان پر حضر کی نماز چار رکعت مقرر فرمائی اور سفر کی نماز دو رکعت اور خوف میں ایک رکعت[2] (مسلم)

۱۲۷۲- ابن عباسؓ اور ابن عمر سے مروی ہے۔ آنحضرت نے سفر کی نماز دو رکعت مقرر فرمائی۔ یہ پوری ہے قصر نہیں اور وتر سفر میں سنت ہیں[3]۔ (ابن ماجہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کو جائز سمجھتے ہیں ضروری نہیں جانتے۔ ابتداء میں منیٰ میں دوگانہ پڑھتے تھے بعد میں پوری نماز پڑھنے لگے۔ کہتے تھے حج میں بدوی اور عجمی لوگ بھی آتے ہیں وہ دوگانہ پڑھتے دیکھ کر یہ نہ سمجھ لیں کہ نماز ہے ہی دو رکعت۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] کیا سفر میں قصر واجب ہے ؟ :- اس حدیث کو احمد۔ ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ سفر میں قصر واجب ہے مستحب نہیں کیونکہ یہ دو رکعت نماز پوری ہے اور چار رکعت حضر میں بڑھا دی گئی ہے۔ حضرت عائشہ بھی حضرت عثمان کی طرح دوگانہ صرف جائز سمجھتی تھیں۔ بیہقی نے روایت کیا ہے کہ عروہ بن زبیر نے کہا خالہ جان آپ قصر کیوں نہیں کرتیں تو فرمانے لگیں بیٹا مجھے پوری نماز پڑھنے سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔

[2] صلوۃ خوف کتنی رکعت ہے ؟ :- اس حدیث کو نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے بعض لوگوں نے خوف میں صرف ایک ہی رکعت نماز رکھی ہے لیکن جمہور کا مذہب یہی ہے کہ خوف میں بھی دو رکعت ہیں ایک رکعت امام کے ساتھ اور ایک رکعت علیحدہ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے عمل سے معلوم ہوتا ہے۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۷۳:۔ وَعَنْ مَالِكٍ بَلَغَهٗ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقْصُرُ الصَّلٰوةَ فِيْ مِثْلِ مَا يَكُوْنُ بَيْنَ مَكَّةَ وَالطَّائِفِ وَفِيْ مِثْلِ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَعُسْفَانَ وَفِيْ مِثْلِ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَجُدَّةَ قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ اَرْبَعَةُ بُرُدٍ رَوَاهُ فِي الْمُوَطَّا۔

۱۲۷۴:۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَفَرًا فَمَا رَاَيْتُهٗ تَرَكَ رَكْعَتَيْنِ اِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

۱۲۷۵:۔ وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَرٰى اِبْنَهٗ عُبَيْدَ اللّٰهِ يَتَنَفَّلُ فِي السَّفَرِ فَلَا يُنْكِرُ عَلَيْهِ رَوَاهُ مَالِكٌ۔

۱۲۷۳:۔ امام مالک کو معلوم ہوا۔ کہ ابن عباس مکہ اور طائف اور مکہ بیر غطفان اور مکہ اور جدہ کے درمیان کی مسافت میں قصر فرماتے تھے۔ امام مالک فرماتے ہیں یہ قریبًا چار برید ہوتا ہے۔ ۴۸ میل[1] (مؤطا)

۱۲۷۴:۔ براء بن عازبؓ فرماتے ہیں۔ میں آنحضرت کے ساتھ قریبًا اٹھارہ دن سفر میں شریک رہا۔ میں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا۔ آپ نے ظہر سے پہلے دو رکعت ترک کی ہوں[2]۔ (ابوداؤد۔ ترمذی۔ اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے)

۱۲۷۵:۔ نافع فرماتے ہیں۔ عبداللہ بن عمر اپنے لڑکے عبیداللہ کو سفر میں نفل پڑھتے دیکھتے تو انکار نہ فرماتے (مالک)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ۳ اس حدیث کو بزار نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ جو سفر میں صرف دو رکعتیں ہی پڑھنا چاہے وہ اتنی ہی پڑھے ٹھیک ہے اور وتر سفر میں سنت ہیں یعنی ان کو پڑھنا چاہیئے اور ان کا درجہ عام نفلوں سے زیادہ ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] سفر کی کم از کم مسافت کتنی ہے؟:۔ بُرد چار فرسخ ہے اور فرسخ تین میل یعنی ۴۸ میل امام ابوحنیفہ اسی کے قائل ہیں اور اس باب میں سب سے زیادہ صحیح حدیث انس کی ہے جسے احمد۔ مسلم اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تین میل یا تین فرسخ نکلتے تو قصر کرتے اس میں میل یا فرسخ کا شک راوی کو ہوا ہے اصل تین فرسخ ہے یعنی نو میل اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ حجۃ الوداع میں مکہ والوں نے عرفات میں بالاتفاق دوگانہ پڑھا ہے اور وہ نو میل ہے۔ حضرت عمر فاروق نے نو میل پر دوگانہ کا فتوٰے دیا اور اس کو کئی دلائل سے ثابت کیا اور یہی صحیح ہے باقی جن لوگوں نے عرفات میں مکی لوگوں کے دوگانہ پڑھنے کو خصوصیت کہا ہے وہ خصوصیت کی کوئی دلیل پیش کریں۔

[2] آنحضرت نے سفر میں بعض سنتیں پڑھی بھی ہیں اور چھوڑی بھی ہیں اور یہی مطلب نافع کی حدیث کا بھی ہے کہ حضرت ابن عمر اپنے بیٹوں کو سفر میں نفل پڑھتے دیکھتے تو ان کو منع نہ کرتے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ الْجُمُعَۃِ

جمعہ کا ذکر

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جمعہ آنحضرت کے مدینہ منورہ پہنچنے سے پہلے مدینہ میں پڑھا جاتا تھا۔ بعض صحابہ بنو عمرو بن سالم کی بستی میں جو قبا کے متصل تھی۔ جمعہ اداء فرماتے تھے۔ سورہ جمعہ ہجرت کے سفر ہی میں نازل ہوئی آنحضرت نے مدینہ پہنچتے ہی جمعہ کا اہتمام فرمایا بحرین کے علاقہ میں مقام جواثی میں دوسرا جمعہ قائم ہوا۔

پانچ وقت کی نماز میں پورے شہر کے لوگ جمع نہیں ہو سکتے۔ بمشکل اہل محلہ کا اجتماع ہو سکتا ہے۔ لیکن مدنی اور ملّی مصالح کا تقاضا ہے کہ شہر کے لوگ جمع ہوں۔ ایک دوسرے کے حالات مصائب اور تکالیف سے آگاہ ہو سکیں۔ اجتماعی طور پر وعظ و نصیحت کا موقع مل سکے۔ اس لیے مناسب ہوا۔ کہ ہفتہ میں ایک دفعہ اسی قسم کا اجتماع ہو جائے۔

زمانہ جاہلیت میں اسے عروبہ کہتے تھے۔ ابو القاسم سہیل نے قصی اور عبد مناف کا ذکر کیا ہے۔ یہ دونوں بزرگ اپنے وقت میں لوگوں کو جمع کر کے لوگوں کو خطبہ دیتے تھے۔ یہود اس قسم کا اجتماع ہفتہ کے دن کرتے تھے۔ اور نصاریٰ اتوار کے دن آنحضرت نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر جمعہ کا دن اس کام کے لیے مقرر فرمایا۔ قرآن عزیز نے اس تقرر کی تائید فرمائی۔ بلکہ تاکید فرمائی۔ کہ جب اذان ہو جائے تو بیع و شرا کاروبار چھوڑ جمعہ کی نماز میں شریک ہونے کی کوشش کرو۔ (سورہ جمعہ)

آنحضرت اس دن نماز سے پہلے خطبہ ارشاد فرماتے۔ دین و دنیا کے پیش آمدہ مسائل کا ذکر فرماتے۔ لشکر بھیجتے وقت ضرورت صحابہ سے مالی اعانت طلب فرماتے۔ حاضرین کی زبان میں قرآن عزیز کی تشریح فرماتے۔

آنحضرت کے عمل سے معلوم ہوتا ہے جمعہ کے لئے اجتماعیت ضروری ہے۔ اس لیے بہتر یہ ہے۔ کہ ایک شہر میں اگر ہو سکے تو ایک ہی جگہ ہو۔ متعدد مقامات میں گو متاخرین نے اسے درست کہا۔ لیکن مصالح شریعت کے منافی ہی ہوتا ہے کہ جمعہ میں زیادہ سے زیادہ اجتماع ہونا چاہیئے اگر انتظامی مشکلات کی وجہ ایک جگہ پڑھنا ممکن نہ ہو تو ضرورت تعدد کی اجازت ہوگی۔ لیکن اس میں بھی کھلی چھٹی نہیں ہونی چاہیئے۔ کہ جہاں کوئی چاہے جمعہ شروع کر دے۔ معقول وجہ واجبی ضرورت کے بغیر جابجا جمعے قائم کرنا مقاصد شریعت کے خلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام کے علاوہ تین آدمی اگر جمع ہو جائیں تو جمعہ جائز سمجھتے ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر چالیس[1]

---

[1] امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں باب باندھا ہے کہ دو آدمی بھی ہوں تو جمعہ ادا کریں اور استدلال میں حدیث بیان فرمائی ہے کہ اثنان فاوقہا جماعۃ کہ دو اور دو سے زیادہ آدمی جماعت ہیں اور جمعہ اور جماعت کا مادہ اشتقاق چونکہ ایک ہے اس لیے فرمایا کہ اگر جماعت دو آدمی کرا سکتے ہیں تو جمعہ بھی دو آدمی پڑھ سکتے ہیں۔ یہ محدثین کی فقہ الحدیث کی مثالیں ہیں اور ایسی بے شمار چیزیں ملتی ہیں جو فقہ الحدیث کو فقہ اہل الرائے سے ممتاز کرتی ہیں اللھم ارحمہم واد خلنا زمرتہم۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کم آدمی ہوں تو جمعہ منعقد نہیں ہوگا۔ اصل چیز اس میں اجتماعیت اور مدنیت ہے کوئی عدد ادا ہو جمعہ کے لیے ضروری نہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں۔ امت نے معنوی طور پر اس معنیٰ کو قبول کیا ہے۔ کہ جمعہ میں جماعت اور ایک گونہ مدنیت ضروری ہے۔ آنحضرت اور خلفاء کے وقت جمعہ آبادیوں میں ہوتا تھا۔ خانہ بدوش اور بدوی لوگوں میں جمعہ قائم نہیں کیا گیا۔ اس سے جمعہ کے لیے جماعت اور کسی قدر شہریت ثابت ہوتی ہے جمعہ کا مقصد چونکہ دین کی اشاعت ہے اس لیے جماعت اور مدنیت کا یہ انداز تو ضروری ہے جس پر قریہ اور دیہات کا لفظ بولا جا سکے۔ متعدد طرق سے ثابت ہے کہ جمعہ پانچ قسم کے لوگوں پر واجب نہیں۔ ان میں خانہ بدوش لوگوں کو بھی شمار فرمایا ہے۔ یہ بھی فرمایا جمعہ پچاس آدمی پر واجب ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ پچاس آدمی کی آبادی پر قریہ کا لفظ بولا جا سکتا ہے۔ یہ بھی فرمایا۔ الجمعۃ واجبۃ علی کل قریۃ جمعہ ہر بستی پر واجب ہے۔ جماعت کی کم از کم تعداد دو ہوگی۔ جو مدینہ منورہ میں جمعہ کے دن ایک تاجر وفد کے آنے پر رہ گئی تھی۔ چالیس کی کوئی شرط نہیں۔ (حجۃ اللہ صـ۲۳ ج ۲ تاجر آنے کے بعد جو لوگ مسجد میں رہ گئے تھے۔ ان کی تعداد بارہ تھی۔ ابن کثیر صـ۳۷۰ ج ۴)

شاہ صاحب کے ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ دیہات میں جمعہ کے متعلق احناف اور شوافع یا اہلحدیث میں جو اختلاف برسوں سے آج تک قائم رہا۔ اس کی حقیقت محض ایک فقہی بحث کی ہے۔ جو فرائض کی وجہ سے بہت لمبی ہو گئی۔ بعض احناف نے اچھے خاصے دیہات میں جمعے بند کر دیے۔ اور اسی کو بہت بڑی دینی خدمت سمجھا۔ اور اسی طرح دوسرے فریق نے بعض چھوٹی بستیوں اور ڈیروں میں جمعے قائم کئے جس سے کوئی دینی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ نہ ہی دین کی اشاعت ہوتی ہے منظوم قصے پڑھ کر لوگ جمعہ پڑھا دیتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۲۷۶: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بَیْدَ اَنَّهُمْ اُوْتُوا الْکِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَاُوْتِیْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ ثُمَّ هٰذَا یَوْمُهُمُ الَّذِیْ فُرِضَ عَلَیْهِمْ یَعْنِیْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاخْتَلَفُوْا فِیْهِ فَهَدَانَا اللّٰہُ لَهٗ وَالنَّاسُ لَنَا فِیْهِ تَبَعٌ اَلْیَهُوْدُ غَدًا وَالنَّصَارٰی بَعْدَ غَدٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَنَحْنُ اَوَّلُ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ بَیْدَ اَنَّهُمْ وَذَکَرَ نَحْوَهٗ اِلٰی اٰخِرِهٖ وَفِیْ اُخْرٰی لَهٗ عَنْهُ وَعَنْ حُذَیْفَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اٰخِرِ الْحَدِیْثِ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ مِنْ اَهْلِ الدُّنْیَا وَالْاَوَّلُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ الْمَقْضِیُّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ۔

۱۲۷۷: وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْرُ یَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَیْهِ الشَّمْسُ یَوْمُ الْجُمُعَةِ فِیْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْهِ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِیْهِ اُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

پہلی فصل

۱۲۷۶۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ہم آخری امت ہیں۔ لیکن قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے۔ البتہ ان لوگوں کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی۔ اور ہمیں ان کے بعد کتاب دی گئی۔ پھر یہ جمعہ کا دن ان پر فرض کیا گیا انہوں نے اس میں اختلاف کیا۔ اللہ نے اس میں ہماری رہنمائی فرمائی۔ لوگ اس میں ہمارے پیچھے ہیں۔ یہود کل اور نصاریٰ پرسوں (بخاری مسلم) مسلم کی روایت میں ہے۔ ہم آخر ہیں۔ لیکن قیامت میں پہلے ہوں گے۔ اور ہم ہی سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اس کے سوا کہ ان کو کتاب پہلے دی گئی۔ آخر تک ایک دوسری روایت ابوہریرہ اور حضرت حذیفہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے آخر حدیث میں فرمایا۔ ہم اہل دنیا میں آخری ہیں۔ قیامت میں پہلے ہوں گے۔ جن کا فیصلہ ساری مخلوق سے پہلے کیا جائے گا۔[1]

۱۲۷۷۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ جمعہ بہترین دن ہے۔ جس میں آفتاب طلوع ہوا۔ اسی دن آدم پیدا کئے گئے۔ اسی دن ان کو جنت میں جگہ عطا فرمائی۔ اور اسی دن وہاں سے نکلے۔ اور قیامت بھی جمعہ کے دن ہی قائم ہوگی۔[1] (مسلم)

[1] اس حدیث کو ابن ماجہ اور بزار نے بھی روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جمعہ کی ہدایت اس طرح فرمائی کہ ابھی سورۃ جمعہ آتری بھی نہ تھی اور نہ ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تھے کہ انصار نے اسعد بن زرارہ کو امام بنا کر جمعہ پڑھنا شروع کر دیا کہنے لگے کہ یہودیوں کی عبادت کا بھی ایک دن مقرر ہے اور عیسائیوں کا بھی اور ہم بھی ایک دن مقرر کر لیں پھر کہنے لگے کہ ہم ان سے پہلے کیوں نہ دن مقرر کریں تو انہوں نے جمعہ کا دن مقرر کر لیا۔ اس حدیث کی ایک روایت میں "کتب علینا الجمعۃ" کے لفظ بھی ہیں کہ ہم پر جمعہ کا دن فرض کیا گیا ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شرعی ہفتہ جمعہ سے شروع ہوتا ہے۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۷۸:۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ فِيهَا خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ مُسْلِمٌ قَالَ وَهِيَ سَاعَةٌ خَفِيفَةٌ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمَا قَالَ إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ۔

۱۲۷۹:۔ وَعَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي شَأْنِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَجْلِسَ الْإِمَامُ إِلَى أَنْ تُقْضَى الصَّلٰوةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِي

۱۲۸۰:۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْتُ إِلَى الطُّورِ فَلَقِيتُ كَعْبَ الْأَحْبَارِ فَجَلَسْتُ مَعَهُ فَحَدَّثَنِي عَنِ التَّوْرَاةِ وَحَدَّثْتُهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ فِيمَا حَدَّثْتُهُ أَنْ قُلْتُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ أُهْبِطَ

۱۲۷۸۔ ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہے۔ جب کوئی مسلمان اسے پالے اللہ تعالیٰ سے کوئی بھلائی طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اسے دے دیتا ہے۔ (بخاری مسلم، صحیح مسلم میں ہے۔ یہ مختصر سی گھڑی ہے۔ دونوں کی ایک روایت میں ہے۔ جمعہ کے دن ایک ساعت ہے۔ جب کوئی مسلمان اس کو پالے۔ وہ نماز پڑھ رہا ہو۔ وہ اللہ سے کوئی بھلائی طلب کرے تو اللہ اسے دیتا ہے۔[۱]

۱۲۷۹۔ ابو بردہؓ ابوموسیٰ کے بیٹے فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے والد سے سنا۔ وہ فرماتے تھے۔ میں نے آنحضرت سے سنا۔ وہ ساعت جمعہ کے متعلق فرماتے تھے۔ یہ امام کے خطبہ سے شروع ہو کر نماز کے اختتام تک ہے۔ (مسلم)

دوسری فصل

۱۲۸۰۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں طور کی طرف گیا۔ اور کعب احبار (یہودی عالم تھا۔ تابعی ہے) ملا میں اس کے پاس بیٹھ گیا۔ اس نے مجھے تورات کی باتیں سنائیں۔ میں نے اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سنائیں۔ کہ آنحضرت نے فرمایا۔ بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے۔ جمعہ کا دن ہے جس میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اس میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۲ؓ ابن ماجہ کے سوا اس کو اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے طیبی نے کہا کہ سال کا بہترین دن عرفے کا دن ہے اور ہفتے کا بہترین دن جمعہ کا دن۔

(حاشیہ صفحہ ہٰذا)

۱ؓ جمعہ کے دن قبولیت کی ساعت:۔ اس کو ترمذی کے سوا تمام اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے صحابہ اور تابعین کے اہل علم نے اس ساعت کے متعلق کئی اقوال پر اختلاف کیا ہے۔ جن میں زیادہ راجح قول یہ ہے کہ وہ وقت عصر کے بعد کا ہے اور ابوبردہ کی حدیث جس کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے کہ وہ وقت امام کے خطبہ پر بیٹھنے کے وقت سے جمعہ کی نماز ختم ہونے تک ہے یہ حدیث منقطع ہے (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَفِيهِ تِيبَ عَلَيْهِ وَفِيهِ مَاتَ وَفِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا وَهِيَ مُصِيخَةٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ حِينَ تُصْبِحُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِنَ السَّاعَةِ إِلَّا الْجِنَّ وَالْإِنْسَ وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللّٰهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ قَالَ كَعْبٌ ذٰلِكَ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَوْمٌ فَقُلْتُ بَلْ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ فَقَرَأَ كَعْبٌ التَّوْرٰةَ فَقَالَ صَدَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ ثُمَّ لَقِيتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ فَحَدَّثْتُهُ بِمَجْلِسِي مَعَ كَعْبِ الْأَحْبَارِ وَمَا حَدَّثْتُهُ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَقُلْتُ لَهُ قَالَ كَعْبٌ وَذٰلِكَ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَوْمٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبَ كَعْبٌ فَقُلْتُ لَهُ ثُمَّ قَرَأَ كَعْبٌ التَّوْرٰةَ فَقَالَ بَلْ هِيَ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ صَدَقَ كَعْبٌ ثُمَّ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ قَدْ عَلِمْتُ أَيَّةَ سَاعَةٍ هِيَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ أَخْبِرْنِي بِهَا وَلَا تَضِنَّ عَلَيَّ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ السَّلَامِ هِيَ آخِرُ سَاعَةٍ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ وَكَيْفَ تَكُونُ آخِرَ سَاعَةٍ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّي فِيهَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ السَّلَامِ أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ فَهُوَ فِي صَلٰوةٍ حَتَّى يُصَلِّيَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ بَلٰى قَالَ فَهُوَ ذٰلِكَ

زمین پر اتارے گئے اس میں ان کی توبہ قبول فرمائی گئی۔ اسی دن ان کا انتقال ہوا۔ اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ ہر جانور اس دن فجر سے آفتاب کے طلوع تک قیامت کے ڈر سے چیختا ہے۔ لیکن جن اور انسان نہیں ڈرتے۔ اس میں ایسی گھڑی ہے کہ کوئی مسلمان اگر اسے نماز پڑھتے پالے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے جو سوال کرے اسے پالے گا۔ کعب نے کہا یہ گھڑی سال میں ہوتی ہے۔ میں نے کہا بلکہ ہر جمعہ میں تورات پڑھ کر کہا۔ آنحضرت نے صحیح فرمایا۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں میں عبداللہ بن سلام سے ملا۔ میں نے ابن کعب کے ساتھ اپنی گفتگو کا ذکر کیا۔ اور جمعہ کی ساعت کے متعلق میں نے عرض کیا۔ کعب کہتے تھے یہ سال میں ایک دفعہ ہوتی ہے۔ عبداللہ بن سلام نے فرمایا۔ کعب نے غلط کہا۔ میں نے ان سے عرض کیا۔ کعب نے پھر تورات پڑھ کر فرمایا

کہ یہ ہر جمعہ کو ہوتی ہے۔ عبداللہ بن سلام

نے فرمایا۔ کعب نے درست کہا۔ پھر عبداللہ بن سلام نے فرمایا۔ میں جانتا ہوں وہ کون سی گھڑی ہے۔ میں نے کہا مجھے بتائیے اور بخل نہ کیجئے۔ عبداللہ نے کہا یہ جمعہ کے دن کی آخری ساعت ہے۔ میں نے کہا آخری ساعت کیسے ہو سکتی ہے۔ آنحضرت کا ارشاد ہے۔ کہ مسلمان اس وقت نماز پڑھ رہا ہو۔ عبداللہ بن سلام نے فرمایا۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا۔ جو آدمی کسی مجلس میں نماز کا انتظار کرتا ہے۔ اسے نماز تک نماز ہی کا اجر ملتا ہے۔ ابوہریرہ فرماتے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اس لیے کہ مخرمہ بن بکیر کا اپنے باپ سے سماع نہیں ہے۔ سعید بن منصور نے ابوسلمہ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام کی ایک مجلس بیٹھی اور اس میں اسی وقت کا مسئلہ زیر بحث آیا بالآخر سب نے اسی پر اتفاق کیا کہ وہ وقت عصر سے لیکر سورج غروب ہونے تک ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَوَاهُ مَالِكٌ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَى أَحْمَدُ إِلَى قَوْلِهِ صَدَقَ كَعْبٌ۔

۱۲۸۱۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَمِسُوا السَّاعَةَ الَّتِي تُرْجٰى فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلٰى غَيْبُوْبَةِ الشَّمْسِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ یہ درست ہے۔ عبداللہ بن سلام نے فرمایا۔ اس کا یہی مطلب ہے[۱]۔ (مالک۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی اور احمد نے صدق کعب تک روایت فرمائی۔)

۱۲۸۱۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ امیدوں کی گھڑی کو جمعہ کے دن عصر کے بعد غروب آفتاب تک تلاش کرو[۲]۔ (ترمذی)

---

[۱] قبولیت کا وقت عصر سے مغرب تک:۔ اس حدیث کو ترمذی نے صحیح کہا ہے اور مالک اور اصحاب سنن ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اسے عبداللہ بن سلام سے موقوفا روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے اس کو ایک اور طریق سے مرفوعاً بھی روایت کیا ہے اور ابن ماجہ کی سند کے راوی ثقہ ہیں اور احمد۔ ابن خزیمہ اور حاکم نے صحیح سند سے ابوسعید سے یہ لفظ روایت کیے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس ساعت (وقت) کے متعلق سوال کیا کہ وہ کون سا وقت ہے تو آپ نے فرمایا مجھے بتایا گیا تھا لیکن پھر بھلا دیا گیا جیسا کہ لیلۃ القدر مجھے بھلا دی گئی۔ یہ حدیث بظاہر اوپر کی حدیث کے مخالف معلوم ہوتی ہے لیکن ایسا نہیں ہے اس میں آنحضرت نے عصر کے بعد کے وقت کی نفی نہیں کی اور دوسرا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے نسیان سے قبل بھی بعض صحابہ کو بتایا ہو۔ باقی یہاں جو ساعت کا لفظ آیا ہے اس ساعت سے سیکنڈ مراد نہیں بلکہ ساعت نجومی (یعنی قریبًا تین گھنٹے کا وقت) مراد ہے جیسا کہ حضرت انس کی حدیث میں آ رہا ہے جو اس کے بعد آ رہی ہے کہ وقت عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک ہے۔ جمعہ کی اس ساعت میں جو اختلاف صحابہ اور ان کے بعد اہل علم میں آ رہا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ منشا خداوندی یہ ہے کہ مسلمان جمعہ کے پورے دن کو عبادت الٰہی میں گذاریں اور دنیا کے کاروبار سے اس ایک دن کے لیے بے نیاز ہو جائیں۔ پہلی امتوں میں بھی ہفتہ میں سے ایک دن عبادت کے لیے مقرر ہوتا تھا اور اس دن میں ان پر دنیاوی کاروبار حرام ہوتا تھا۔ مسلمانوں پر جمعہ کے دن صرف اذان ہونے سے لے کر جمعہ کی ادائیگی تک دنیاوی کاروبار حرام ہے۔ باقی دن میں جائز ہے لیکن خداوند تعالیٰ یہ پسند ضرور کرتے ہیں کہ مسلمان اس دن زیادہ سے زیادہ عبادت میں مشغول رہیں۔

[۲] اس کی سند میں محمد بن ابی حمید ضعیف ہے۔ لیکن ابن لہیعہ نے اس کی متابعت کی ہے جس کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور اس کا ایک شاہد احمد اور براء میں ابوسعید اور ابوہریرہ کی حدیث ہے جس کی سند حسن ہے اور نسائی اور ابوداؤد اور حاکم نے جابر سے اسی مضمون کی روایت کی ہے۔ علامہ ابن حجر نے کہا اس کی سند حسن ہے اور حدیث کا مطلب وہی ہے جو پہلی حدیث میں گذر چکا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۸۲:۔ وَعَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ قُبِضَ وَفِيهِ النَّفْخَةُ وَفِيهِ الصَّعْقَةُ فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِيهِ فَإِنَّ صَلٰوتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرِمْتَ قَالَ يَقُولُونَ بَلِيتَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيرِ۔

۱۲۸۳:۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمُ الْمَوْعُودُ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ وَالْيَوْمُ الْمَشْهُودُ يَوْمُ عَرَفَةَ وَالشَّاهِدُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَمَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلٰى يَوْمٍ أَفْضَلَ مِنْهُ فِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ يَدْعُو اللّٰهَ بِخَيْرٍ إِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهُ وَلَا يَسْتَعِيذُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا أَعَاذَهُ مِنْهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا يُعْرَفُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ وَهُوَ يُضَعَّفُ۔

۱۲۸۲۔ اوس بن اوس فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جمعہ تمہارے تمام دنوں سے افضل ہے۔ اسی میں آدم پیدا کئے گئے اسی میں قبض کیے گئے۔ اسی میں صور پھونکا جائے گا۔ اسی میں اٹھنے کا حکم ہوگا۔ اس دن مجھ پر زیادہ صلوٰۃ پڑھو۔ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ حضرت ہماری صلوٰۃ[1] کیسے پیش ہوتی ہے آپ تو بوسیدہ ہو چکے ہوں گے آپ نے فرمایا۔ اللہ نے نبیوں کے جسم زمین پر حرام کر دیئے ہیں (ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ دارمی دعوات کبیر بیہقی)

۱۲۸۳۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ یوم موعود سے قیامت مراد ہے۔ اور یوم مشہود عرفہ کا دن ہے۔ اور شاہد جمعہ کا دن ہے۔ آفتاب کسی دن طلوع اور غروب نہیں ہوتا۔ جو جمعہ کے دن سے افضل ہو۔ جمعہ کے دن ایک گھڑی ہے اگر اسے کوئی مومن پالے۔ اور اس میں اللہ سے خیر طلب کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتے ہیں۔ اور اگر وہ کسی چیز سے اللہ کی پناہ چاہے۔ تو اللہ اسے پناہ دے دیتے ہیں[2]۔ (احمد۔ ترمذی) ترمذی فرماتے ہیں۔ یہ حدیث صرف موسیٰ بن عُبیدہ سے مروی ہے۔ اور وہ ضعیف ہیں۔ اس لیے یہ حدیث غریب ہے۔

---

[1] جمعہ کے دن درود کثرت سے پڑھنا۔ اس کو احمد۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی روایت کی ہے۔ اس حدیث میں دلالت ہے کہ جمعہ کے روز درود شریف زیادہ پڑھنا چاہیئے کیونکہ درود ویسے بھی بڑی بابرکت چیز ہے اور جمعہ کے روز اس کا اجر اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔ انبیاءُ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبر میں زندگی ثابت ہے لیکن وہ زندگی دنیا کی طرح نہیں بلکہ برزخی زندگی ہے اور برزخی زندگی ہر ایک کو حاصل ہے خواہ کافر ہو یا مسلمان لیکن اس برزخی زندگی میں آپس میں بے حد فرق ہے۔ شہید کی زندگی اور دوسرے مسلمانوں کی زندگی سے اعلیٰ وارفع ہے اور شہید کو کچھ رعائتیں ایسی دی جاتی ہیں جو اوروں کو نہیں ملتیں اور نبیوں کی زندگی ان سے بھی بدرجہا اعلیٰ وارفع ہے اور ان کو بعض (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۲۸۴: عَنْ اَبِیْ لُبَابَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ سَیِّدُ الْاَیَّامِ وَاَعْظَمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَهُوَ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ یَوْمِ الْاَضْحٰی وَیَوْمِ الْفِطْرِ فِیْهِ خَمْسُ خِلَالٍ خَلَقَ اللّٰهُ فِیْهِ اٰدَمَ وَاَهْبَطَ اللّٰهُ فِیْهِ اٰدَمَ اِلَی الْاَرْضِ وَفِیْهِ تَوَفَّی اللّٰهُ اٰدَمَ وَفِیْهِ سَاعَةٌ لَا یَسْاَلُ الْعَبْدُ فِیْهَا شَیْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ مَالَمْ یَسْاَلْ حَرَامًا وَفِیْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ مَا مِنْ مَلَکٍ مُقَرَّبٍ وَلَا سَمَآءٍ وَلَا اَرْضٍ وَلَا رِیَاحٍ وَلَا جِبَالٍ وَلَا بَحْرٍ اِلَّا هُوَ مُشْفِقٌ مِنْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَی اَحْمَدُ عَنْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَخْبِرْنَا عَنْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ مَاذَا فِیْهِ مِنَ الْخَیْرِ قَالَ فِیْهِ خَمْسُ خِلَالٍ وَسَاقَ اِلٰی اٰخِرِ الْحَدِیْثِ۔

تیسری فصل

۱۲۸۴- ابی لُبابہؓ بن عبدالمنذر سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جمعہ تمام دنوں کا سردار ہے۔ اور سب سے عظمت والا ہے۔ وہ عید فطر اور عید الضحیٰ سے بھی زیادہ تعظیم کے قابل ہے۔ اس میں پانچ خصوصیتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس دن آدم کو پیدا کیا۔ اور اسی میں آدم کو زمین پر اتارا۔ اسی میں حضرت آدم کا انتقال ہوا۔ اسی میں ایک گھڑی ہے انسان اس میں اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگے۔ اللہ تعالےٰ اسے دے دیتا ہے۔ بشرطیکہ وہ چیز حرام نہ ہو۔ اسی دن قیامت قائم ہوگی اس میں مقرب فرشتے آسمان زمین۔ ہوائیں۔ پہاڑ۔ سمندر سب اللہ سے ڈرتے ہیں۔ (ابن ماجہ) امام احمد سعد بن معاذ سے روایت فرماتے ہیں۔ ایک آدمی انصار سے آنحضرت کے پاس آیا۔ اس نے کہا۔ آپ ہمیں بتلائیں۔ جمعہ کے دن میں کیا کیا خوبیاں ہیں۔ فرمایا۔ اس میں پانچ خصوصیتیں ہیں[لہ]۔ اور حدیث کو آخر تک بیان کیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ایسی خصوصیتیں دی جاتی ہیں جو شہیدوں کو بھی نہیں ملتیں۔ انبیاء کے جسم قبر میں محفوظ رہتے ہیں اور روح بھی محفوظ رہتی ہے اور روح کا تعلق جسم سے کامل تر صورت میں ہوتا ہے لیکن بہر حال اس کی کیفیت کو نہیں جان سکتے جو آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر جا کر درود اور سلام پڑھے اس کے درود کو آپ خود سنتے ہیں اور سلام کا جواب بھی دیتے ہیں اور اگر کوئی دور سے پڑھے تو فرشتے آپ تک وہ درود پہنچا دیتے ہیں۔ انبیاء کو برزخ میں شہیدوں سے اعلیٰ رزق ملتا ہے۔

۵۲ شاہد و مشہود کی تفسیر :- اس حدیث سے جمعہ کی فضیلت ثابت ہوئی۔ یوم الموعود قیامت کا دن ہے کیونکہ مومنوں سے جو انعام و کرام اور جنت کے وعدے کیے گئے ہیں وہ قیامت کو پورے ہوں گے اور عرفہ کا دن مشہود ہے کہ اطراف عالم سے ایک دنیا کھنچ کر اس دن کی حاضری کے لیے عرفات کے میدان میں پہنچتی ہے اور شاہد جمعہ کا دن ہے کہ جو ہر ایک مسلمان کے پاس خود بخود پہنچ جاتا ہے اور یہ سورۃ بروج کی اس آیت کی تشریح آپ نے فرمائی والسماء ذات البروج والیوم الموعود وشاهد ومشهود (حاشیہ صفحہ ہذا)

لہ **جمعہ کے دن کی خیر و برکت** :- ابولبابہ کی اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور سعد بن معاذ کی حدیث کو (جس (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۸۵: ۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قِیْلَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَیِّ شَیْءٍ سُمِّیَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ قَالَ لِاَنَّ فِیْهَا طُبِعَتْ طِیْنَةُ اَبِیْكَ اٰدَمَ وَفِیْهَا الصَّعْقَةُ وَالْبَعْثَةُ وَفِیْهَا الْبَطْشَةُ وَفِیْ اٰخِرِ ثَلٰثِ سَاعَاتٍ مِّنْهَا سَاعَةٌ مَّنْ دَعَا اللّٰهَ فِیْهَا اُسْتُجِیْبَ لَهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

۱۲۸۵۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت سے پوچھا گیا۔ جمعہ کو جمعہ کیوں کہا جاتا ہے۔ فرمایا۔ اس میں تمہارے باپ آدم کے خمیر کو اٹھایا گیا۔ اس میں صعقہ (عام موت) اور نفو سب کا جی اٹھنا ہوگا۔ اور اسی میں بطشت (قیامت کی دار وگیر) ہوگا۔ اس کی آخری تین گھڑیوں میں ایک ایسی گھڑی ہے جو اس میں اللہ سے دعا کرے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرماتے ہیں[1]۔ (احمد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کا اشارہ متن میں کیا گیا ہے) بزار نے بھی روایت کیا ہے ان دونوں کی سند میں عبداللہ بن محمد بن عقیل مختلف فیہ ہے اور یہ جو فرمایا کہ یہ اللہ کے نزدیک یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر سے بھی بڑا دن ہے اس لیے کہ یہ دن صرف عبادت الٰہی کا دن ہے اس میں مومن آدمی کا پروگرام یہ ہے کہ صبح کی نماز میں سورہ سجدہ اور سورہ دہر کی تلاوت کرے اور اپنی ابتداء اور انتہا پر غور کرے بعد ازاں سورہ کہف کی تلاوت کرے اور دنیاوی زندگی کی لذتوں اور خواہشوں پر مر مٹنے والوں کا انجام یاد کرے اور پھر حجامت بنوائے اور غسل کرے۔ کپڑے تبدیل کرے۔ تیل اور خوشبو لگائے کنگھی کرے۔ جمعہ کے لیے سویرے جائے۔ جمعہ کی سنتیں ادا کرے خطبہ خاموشی سے سنے اور امام کے ساتھ جماعت میں شامل ہو جائے۔ مومن کے یہ سب کام عبادت میں شمار ہوں گے اور چونکہ جمعہ کی ادائیگی تک دن کا اکثر حصہ گذر جاتا ہے اس لیے اسے سارا دن قرار دیا گیا کہ یہ سارا دن عبادت کا دن ہے لیکن عیدین کے دن عبادت بھی ہوتی ہے لیکن اس میں خوشی اور سرور کے پروگرام بھی ہوتے ہیں اور کھانے پینے کا سامان بھی ہوتا ہے۔ جمعہ کے دن ہر ایک چیز کو یہ ڈر رہتا ہے کہ شاید آج ناگہانی طور پر قیامت ہی نہ آجائے اور قیامت کا ڈر اس لیے ہوتا ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ کا جلال اتنا زبردست ہوگا کہ انبیاء علیہم السلام تک لرزہ براندام ہوں گے اور کسی کو خداوند تعالیٰ کے سامنے جاکر سفارش کرنے کی جرأت نہ ہوگی یہاں تک کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہلے پہل جاکر بارگاہ الٰہی میں سجدہ ریز ہوکر شفاعت کی اجازت مانگیں گے تو ان کو اجازت ملے گی وہ امت کی سفارش کریں گے تو مومنوں کے لیے بہت سی آسانیاں پیدا ہو جائیں گی۔ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] جمعہ کے دن کا نام جمعہ کیوں ہے؟ ۔ احمد کی اس سند کے راوی ثقہ ہیں لیکن اس میں انقطاع ہے۔ کیونکہ اس میں علی بن طلحہ ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے اس کا سماع ثابت نہیں ہے اور اس کے علاوہ کبھی یہ حدیث میں خطا بھی کرتا ہے مزید براں، فرج بن فضالہ بھی اس میں ضعیف ہے۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا گیا کہ جمعہ کا نام جمعہ کیوں رکھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کا نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ تمام بڑے بڑے امور چونکہ اس میں جمع ہوگئے ہیں لہٰذا اس کا نام جمعہ رکھا گیا۔ اسی دن میں چونکہ آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی جن کو خلیفۃ اللہ کا خطاب ملا اور ان پر خداوند تعالیٰ کی بے غایات عنایات ہوئیں لہٰذا جمعہ کے دن میں وہ ساعت مبارک رکھی گئی جس میں ہر نیک دعا قبول ہوتی ہے اور چونکہ آدم علیہ السلام کی تخلیق بھی جمعہ کے روز عصر کے بعد ہوئی تھی لہٰذا وہ وقت بھی قیاس چاہتا ہے کہ عصر کے بعد ہی ہوگا جیسا کہ روایات اور صحابہ وتابعین کے اقوال اس کی تائید کرتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۸۶:۔ وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَیَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ مَشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَاِنَّ اَحَدًا لَّمْ يُصَلِّ عَلَیَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلٰوتُهٗ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰهِ حَیٌّ يُّرْزَقُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

۱۲۸۷:۔ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَّمُوْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ اِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَلَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِمُتَّصِلٍ۔

۱۲۸۸:۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَرَاَ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمُ الْاٰيَةَ وَعِنْدَهٗ يَهُوْدِیٌّ فَقَالَ لَوْ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ عَلَيْنَا لَاتَّخَذْنَاهَا عِيْدًا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاِنَّهَا نَزَلَتْ فِیْ يَوْمِ عِيْدَيْنِ فِیْ يَوْمِ جُمُعَةٍ

۱۲۸۶۔ ابودرداءؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے صلوٰۃ پڑھو۔ اس دن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ یہ یوم مشہود ہے۔ اور جو مجھ پر صلوٰۃ پڑھتا ہے۔ اس کی صلوٰۃ فراغت کے ساتھ ہی مجھ پر پیش کی جاتی ہے۔ میں نے عرض کیا۔ اور موت کے بعد بھی (یہ سلسلہ جاری رہتا ہے) فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے جسم حرام کر دیئے ہیں۔ اللہ کے نبی زندہ ہیں۔ ان کو رزق دیا جاتا ہے[1]۔ (ابن ماجہ)

۱۲۸۷۔ عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ جو مسلم جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو فوت ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے قبر کے فتنہ سے بچاتا ہے[2]۔ (احمد۔ ترمذی) ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ اور اس کی سند متصل نہیں۔

۱۲۸۸۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ انہوں نے آیت الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت الخ پڑھی۔ اور ان کے پاس ایک یہودی بیٹھا تھا۔ اس نے کہا۔ اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ اس دن دو عیدیں تھیں۔ جمعہ اور

---

[1] **برزخی زندگی شعور سے بالاتر ہے**:۔ اس حدیث کی سند حسن ہے اور اس کا مطلب اوس بن اوس کی حدیث کے تحت بیان ہو چکا ہے البتہ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ نبیوں کو رزق دیا جاتا ہے اس رزق کی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانے یہ جنتی رزق ہے جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اعددت لعبادی مالا عین رات ولا اذن سمعت ولا خطر علیٰ قلب بشر کہ وہ ایسا رزق ہے جو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی کے دل پر ان کا خیال بھی گذرا ہے۔

[2] **جمعہ کے دن کی فضیلت**:۔ اس کی سند میں انقطاع اس طرح ہے کہ ربیعہ بن سیف عبداللہ بن عمرو سے روایت کرتے ہیں اور ربیعہ نے عبداللہ بن عمرو کا زمانہ نہیں پایا ہے اور وہ عموماً عبداللہ بن یزید معافری کے واسطہ سے روایت کرتا ہے اور وہ ثقہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيَوْمِ عَرَفَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

۱۲۸۹:۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَجَبُ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ قَالَ وَكَانَ يَقُوْلُ لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ لَيْلَةٌ اَغَرُّ وَيَوْمُ الْجُمُعَةِ يَوْمٌ اَزْهَرُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيْرِ۔

عرفہ[۱] (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۱۲۸۹۔ انسؓ فرماتے ہیں۔ جب رجب داخل ہوتا۔ توآنحضرت فرماتے۔ اے اللہ ہمارے رجب اور شعبان میں برکت فرما۔ اور ہمیں رمضان تک پہنچا۔ اور فرماتے جمعہ کی رات روشن رات ہے[۲] اور جمعہ کا دن تر و تازہ ہے۔ (دعوات کبیر بیہقی)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہے لیکن یقین سے تو نہیں کہا جا سکتا کہ وہی ہے مگر غالب گمان اسی طرف ہے اسی بنا پر امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہہ دیا ہے اور اس کے علاوہ بیہقی اور ابونعیم نے اور بھی کئی طریقوں سے اس کو روایت کیا ہے جو ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں اس حدیث سے جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کی فضیلت ثابت ہوئی۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[۱] **آیت الیوم اکملت جمعہ کے دن نازل ہوئی**:۔ اس حدیث کی اصل بخاری اور مسلم میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے اور یہ سوال کرنے والا یہودی حضرت کعب احبار تھے۔ یہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ صحیح روایت کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مسلمان ہوئے ہیں اور یہ سوال کعب احبار نے دو مرتبہ کیا ہے ایک دفعہ حضرت عمر فاروق سے اور ایک دفعہ حضرت ابن عباس سے۔ جواب کا حاصل یہ ہے کہ آیت کا نزول عرفہ میں جمعہ کے روز ہوا اور یہ دونوں عید کے دن ہیں۔ اس حدیث سے اس ضعیف روایت کی تردید بھی ہو گئی جس میں ہے کہ یہ آیت سوموار کے دن نازل ہوئی تھی اور یہ حدیث بھی جمعہ کی فضیلت پر مشتمل ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور مومنوں کو یہ بشارت عظمیٰ سنائی کہ تمہارا دین مکمل ہو گیا اور تم پر میری نعمتیں پوری ہو گئیں اور جس دن ایسی بشارت ملے واقعی وہ دن بہت بڑا دن ہے۔

[۲] **جمعہ کی رات کی فضیلت**:۔ اس کو ابن عساکر نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں ضعف تو ہے لیکن زیادہ نہیں۔ بہرحال اس میں آپ نے فرمایا جمعہ کی رات نورانی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ عذاب قبر میں تخفیف ہوتی ہے۔ جو مومن اس رات میں مرے وہ قبر کے فتنہ سے محفوظ رہتا ہے۔ اور یہ سب برکات جمعہ کے قرب کی وجہ سے ہوتی ہیں اور یہ رات جمعہ کے دن ہی میں شمار ہوتی ہے کیونکہ اسلامی دن سورج غروب ہونے سے شروع ہوتا ہے۔ اور پھر جمعہ کے دن تو اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور اس میں ایک خاص وقت ایسا بھی ہے جس میں تمام نیک دعائیں قبول ہوتی ہیں اور جمعہ پڑھنے سے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ وُجُوْبِهَا

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۲۹۰: عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُمَا قَالَا سَمِعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلٰى اَعْوَادِ مِنْبَرِهٖ لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ وَّدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ اَوْلَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

جمعہ کا واجب[1] ہونا

پہلی فصل

۱۲۹۰۔ ابن عمر اور ابوہریرہ فرماتے ہیں۔ ہم نے آنحضرت سے سنا۔ آپ اپنے منبر کی سیڑھیوں پر کھڑے فرما رہے تھے۔ قوموں کو جمعہ ترک کرنے سے رک جانا چاہیے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر فرما دیں گے پھر ان کا حشر غافلوں میں[2] ہوگا۔ (مسلم)

---

[1] محدثین واجب اور فرض میں فرق نہیں سمجھتے وہ فرض اور واجب دونوں کو ضروری کے معنی میں سمجھتے ہیں یہ اصطلاحات کے فرق آنحضرت کے زمانہ میں نہ تھے یہ اصطلاحات آنحضرت کے بعد علماء نے بوقت ضرورت وضع فرمائیں اس لیے یہاں واجب کے معنی فرض ہی سمجھنا چاہیئے وجوب جمعہ کے معنی جمعہ کی فرضیت ہی ہوں گے۔
غلام[1]۔ مسافر[2]۔ عورت[3]۔ مریض[4]۔ اندھے[5]۔ بچے[6] اور بیمار[7] پر جمعہ فرض نہیں لیکن اگر یہ جمعہ میں حاضر ہو جائیں تو وقتی فرض ادا ہو جائے گا اور ظہر ان سے ساقط ہو جائے گی۔ شہر اور بادشاہ کا ذکر فقہاء حنفیہ نے فرمایا ہے۔ سنت میں اس کے لیے کوئی صراحت موجود نہیں محض کھینچ تان سے یہ شرائط ثابت کی گئی ہیں مناسب تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔ (راسم)

[2] جمعہ کن لوگوں پر فرض ہے:۔ اس کو احمد اور نسائی نے بھی ابن عمر سے روایت کیا ہے۔ ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ جمعہ فرض عین ہے اور جمہور کا بھی یہی مذہب ہے۔ لیکن جمعہ کی ادائیگی کے لیے کچھ شرائط ہیں۔ آدمی بالغ ہو۔ آزاد ہو۔ تندرست ہو مرد ہو۔ مقیم ہو اور عاقل ہو۔ اس کے علاوہ امام شافعی اور امام احمد نے یہ شرط بھی رکھی ہے کہ وہ اذان سنے اور جو اذان کی آواز نہ سنے اس پر جمعہ فرض نہیں اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ بھی شرط ہے کہ شہر ہو۔ جامع مسجد ہو۔ بادشاہ ہو لیکن یہ شرائط صحیح نہیں انشاء اللہ ان کی بحث آگے آئے گی۔ فقہ کی قدیم ترین کتاب قدوری میں ہے کہ جمعہ فرض عین ہے اور اس کا منکر کافر ہے اور یہ ظہر سے زیادہ موکد ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے ظہر کا نام لیکر ادائیگی کا حکم نہیں فرمایا لیکن جمعہ کا نام لیکر ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۲۹۱:۔عَنْ اَبِی الْجَعْدِ الضَّمْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَکَ ثَلٰثَ جُمَعٍ تَھَاوُنًا بِھَا طَبَعَ اللّٰہُ عَلٰی قَلْبِہٖ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ وَرَوَاہُ مَالِکٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَیْمٍ وَاَحْمَدُ عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ۔

دوسری فصل

۱۲۹۱۔ ابوالجعد ضمری سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا جو آدمی تین جمعے سستی سے ضائع کر دے۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر فرما دیتے ہیں[ل] (ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ دارمی۔ امام مالک نے صفوان بن سلیم سے روایت کیا۔ اور احمد نے ابی قتادہ سے۔

ل **کیا جمعہ کے لیے شہر کی شرط ضروری ہے:**۔ اس حدیث کو ابن حبان حاکم اور بزار نے بھی روایت کیا ہے اور ابن سکن نے اس کو صحیح کہا ہے اور صفوان بن سلیم صغار تابعین سے ہے ویسے ثقہ ہے۔ اس حدیث میں آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جو آدمی سستی سے تین جمعے متواتر چھوڑ دے اس کے دل پر مہر لگ جاتی ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کتاب میں منافق لکھا جاتا ہے جس میں رد و بدل نہیں ہوتا۔ اس حدیث سے جمعہ کی نہایت تاکید ثابت ہوئی اور ایمان کے لیے اس کو شرط قرار دیا گیا۔ من ترک میں من عام شرط کے لیے ہے اس کی رو سے جمعہ ہر مسلمان پر فرض ہوگا اب جو جو آدمی صحیح حدیثوں کی بنا پر اس سے مستثنیٰ ہوں گے وہ تو اس فرضیت کے تارک نہیں سمجھے جائیں گے اور باقی پر جمعہ فرض عین ہوگا۔ اس سے پہلی حدیث میں گذر چکا ہے کہ جمعہ۔ عاقل۔ بالغ۔ آزاد۔ مقیم اور تندرست آدمی پر فرض ہے۔ بعض لوگوں نے جمعہ کی ادائیگی کے لیے بھی کچھ شرطیں عائد کی ہیں۔ مثلاً شہر ہو۔ جامع مسجد ہو وغیرہ وغیرہ اور اس کی بنیاد حضرت علی کا ایک قول ہے جس کی سند ضعیف ہے کہ جمعہ۔ تشریق۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ شہر میں ہونے چاہئیں جہاں لوگوں کا اجتماع اور عام آمد و رفت ہو یا ویسے ہی کوئی بڑا شہر ہو (ابن ابی شیبہ۔ عبدالرزاق) اولاً تو قرآن کے عموم اور احادیث کے اطلاق کو ایک صحابی کے ضعیف اثر سے مقید کرنا عقلمندی نہیں۔ ثانیاً یہ اصول ہے کہ حدیث مرفوع اور موقوف میں تعارض ہو تو ترجیح مرفوع کو ہوگی اور مرفوع حدیث میں آیا ہے کہ جہاں بارہ آدمی رہتے ہوں اور وہ جمعہ قائم نہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا۔ اور اس کے علاوہ اسلام میں جو پہلا جمعہ پڑھا گیا تھا وہ جواثی کی بستی میں پڑھا گیا تھا وہ کونسا شہر تھا۔ بحرین کے علاقہ میں ایک چھوٹی سی بستی تھی۔ اور اگر برادران احناف نے حضرت علی کے قول کو تسلیم کر ہی لیا تھا تو سارا قول تسلیم کر لیتے کہ جمعہ سے نجات حاصل کرنے کے لیے تو اس قول کو مان لیا اور عیدین کی نمازیں ائمہ مساجد جا کر چھوٹے چھوٹے ڈیروں میں بھی پڑھانے لگے شاید اس لیے کہ وہاں کچھ وصولی کی توقع ہوتی ہے۔ پھر شہر۔ جامع مسجد اور جماعت کی تعریفوں میں اختلاف کرتے ہوئے کچھ کسر باقی نہ رکھی گئی پہلی شرط مصر کی ہے یعنی شہر ہو۔ شہر کی تعریف میں کسی نے کہا کہ اس کے درمیان سے دریا گذرتا ہو جیسے لندن یا بغداد پھر کسی نے کہا جہاں (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۹۲: وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِيْنَارٍ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِنِصْفِ دِيْنَارٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۱۲۹۳: وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْجُمُعَةُ عَلٰى مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۲۹۴: وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْجُمُعَةُ عَلٰى مَنْ اٰوَاهُ اللَّيْلُ اِلٰى اَهْلِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ اِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ۔

۱۲۹۲۔ سُمرہ بن جُندُب سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو آدمی بلا عذر جمعہ ترک کردے۔ اسے ایک دینار صدقہ کرنا چاہیئے۔ اگر دینار میسر نہ ہوسکے تو نصف دینار صدقہ کرے[1]۔ (احمد۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

۱۲۹۳۔ عبداللہ بن عمرو آنحضرت سے روایت فرماتے ہیں۔ جمعہ اس پر فرض ہے جو اذان سنے[2]۔ (ابوداؤد)

۱۲۹۴۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا اس آدمی پر جمعہ فرض ہے۔ جو رات گھر واپس پہنچ سکے (ترمذی اور فرمایا۔ اس کی سند ضعیف ہے[3]۔)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بادشاہ رہتا ہو۔ پہلی تعریف کے مطابق تو دنیا میں صرف دو شہر ہیں باقی سب کو جمعہ معاف ہوا پھر اس تعریف کو نرم کرنے لگے اور کہا جہاں بادشاہ رہتا ہو وہ شہر ہے۔ اب دنیا کے ملکوں کے دارالخلافے شہر بن گئے پھر بھی عام دنیا جمعہ سے محروم رہی پھر کہا چلو بادشاہ نہ سہی جہاں اس کا کوئی نائب ہو جو شہر اور مجمع کا انتظام کرسکے اور فتنہ وفساد روک سکے اب ہر تھانے تک نوبت پہنچ گئی کہ جہاں جہاں تھانے ہیں وہ شہر ہیں پھر کسی نے کہا ہر وہ جگہ شہر ہے جہاں کوئی منتظم عملی اور حسی طور پر ہو یا حکمی طور پر ہو اب ہر گاؤں ہر ڈیرہ ہر جگہ اس میں آگئی کیونکہ ہر جگہ منتظم عملہ بوقت ضرورت پہنچ جاتا ہے۔ جماعت کی شرط کا یہ حشر ہوا کہ امام ابو یوسف کہتے ہیں کہ امام کے سوا دو آدمی اور ہو جائیں تو جمعہ کی جماعت کے لیے کافی ہیں اور امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے نزدیک اقل جماعت تین آدمی ہیں اور جامع مسجد کی جو شرط تھی اس کے متعلق برجندی نے کہہ دیا کہ جامع مسجد کی کوئی ضرورت نہیں کوئی بھی مسجد ہو جہاں پنجگانہ نماز پڑھی جاتی ہو وہاں بھی جمعہ ہو جائے گا اس تمام مضمون کو مولانا عبدالحی لکھنوی نے شرح وقایہ کے حاشیہ عمدۃ الرعایہ میں جمعہ کے بیان میں لکھا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] اس کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ قدامہ بن وبرہ کا سماع سمرہ بن جندب سے ثابت نہیں ہے۔ جمعہ چھوڑنے کے گناہ کے علاوہ یہ سزا بھی ہے کہ دینار یا نصف دینار صدقہ بھی دینا چاہیئے شاید اللہ تعالیٰ اس سے اس کے گناہ میں کچھ تخفیف کردیں۔

[2] یہ حدیث عبداللہ بن عمرو پر موقوف ہے۔ سفیان سے اس حدیث کو ایک جماعت نے موقوفاً ابن عمر سے روایت کیا ہے اور کسی نے بھی اس کو مرفوع بیان نہیں کیا۔ ہاں قبیصہ بن عقبہ نے اس کو مرفوعاً بیان کیا ہے لیکن وہ خود غیر معتبر آدمی ہے اور اس کے علاوہ اس حدیث کی سند میں محمد بن سعید طائفی بھی ضعیف ہے اور جمعہ کی فرضیت میں اس کے برخلاف صحیح اور مرفوع حدیثیں مطلق موجود ہیں۔ غرضیکہ یہ (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۹۵: وَعَنْ طَارِقِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَّاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِيْ جَمَاعَةٍ اِلَّا عَلٰى اَرْبَعَةٍ عَبْدٍ مَّمْلُوْكٍ اَوِ امْرَاَةٍ اَوْ صَبِيٍّ اَوْ مَرِيْضٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ بِلَفْظِ الْمَصَابِيْحِ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ بَنِيْ وَائِلٍ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۲۹۶: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِقَوْمٍ يَّتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ رَجُلًا يُّصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحَرِّقَ عَلٰى رِجَالٍ يَّتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوْتَهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۹۷: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ ضَرُوْرَةٍ كُتِبَ مُنَافِقًا فِيْ كِتَابٍ لَّا يُمْحٰى وَلَا يُبَدَّلُ وَفِيْ بَعْضِ الرِّوَايَاتِ ثَلٰثًا رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ۔

۱۲۹۵- طارق بن شہابؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جمعہ با جماعت ہر مسلمان پر حق اور ضروری ہے مگر چار آدمیوں پر فرض نہیں۔ غلام عورت۔ بچے اور بیمار پر (ابوداؤد) اور شرح السنہ نے مصابیح کے الفاظ اس طرح ذکر فرمائے۔ یہ حدیث بنی وائل کے ایک آدمی سے مروی ہے۔

تیسری فصل

۱۲۹۶- ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ان لوگوں کے متعلق فرمایا جو جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ میں نے ارادہ کیا ہے۔ کہ میں کسی کو نماز پڑھانے کا حکم دوں۔ پھر جو لوگ جمعہ سے پیچھے رہ جائیں۔ ان کے گھر جلا دوں[1]۔ (یعنی بلا عذر جمعہ ترک کر دیں)۔ (مسلم)

۱۲۹۷- ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ جو شخص بلا وجہ جمعہ ترک کر دے۔ اسے اللہ کی کتاب میں منافق لکھا جاتا ہے۔ جو نہ مٹایا جاتا ہے نہ بدلا جاتا ہے۔ بعض روایات میں تین جمعوں کا ذکر آیا ہے[2]۔ (شافعی)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) حدیث ہر لحاظ سے کمزور ہے۔

[3] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ اس آدمی پر بھی فرض ہے جو جنگل میں اکیلا رہتا ہو اور اس کے گھر اور جمعہ پڑھنے کی جگہ میں اتنا فاصلہ ہو کہ وہ جمعہ پڑھ کر رات کو گھر آ سکتا ہو۔ اس حدیث کی روشنی میں اوپر کی عبداللہ بن عمرو کی حدیث کو دیکھو کہ اس کی کیا حیثیت ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] جمعہ چھوڑنے پر گھر جلانے کی وعید:۔ اس حدیث کو احمد اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ حدیث بھی دلیل ہے کہ جمعہ فرض عین ہے۔ نبی صلعم کا ارادہ یہ ہوتا تھا کہ کوئی آدمی جمعہ پڑھائے اور میں پتہ کروں جو لوگ جمعہ میں نہ آئے ہوں ان کے گھروں کو جلا دوں اور یہ انتہائی وعید ہے۔ جمعہ کے باب میں اس سے بڑھ کر سخت اور کوئی حدیث نہیں۔

[2] اس حدیث کی سند قابل اعتماد ابن عباس سے مرفوعاً اور موقوفاً دونوں طرح آئی ہے اور یہ موقوف بھی مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ یہ اجتہادی امور میں سے نہیں ہے اور شریعت کی نگاہ میں عذر بارش اور بیماری ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۹۸: وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَعَلَیْہِ الْجُمُعَۃُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اِلَّا مَرِیْضٌ اَوْ مُسَافِرٌ اَوِ امْرَاَۃٌ اَوْ صَبِیٌّ اَوْ مَمْلُوْکٌ فَمَنِ اسْتَغْنٰی بِلَھْوٍ اَوْ تِجَارَۃٍ اِسْتَغْنَی اللّٰہُ عَنْہُ وَاللّٰہُ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ رَوَاہُ الدَّارَقُطْنِیُّ۔

۱۲۹۸۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص اللہ پر اور آخرت پر ایمان لاتا ہے اس پر جمعہ کے دن جمعہ فرض ہے۔ لیکن مریض مسافر عورت اور بچے اور غلام اس سے مستثنیٰ ہیں۔ جو تجارت اور کھیل کی وجہ سے لاپرواہی کرے۔ اللہ تعالیٰ بھی اس سے بے اعتنائی فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ بے پرواہ اور حمد کیا گیا ہے[1]۔ (دارقطنی)

[1] اس کی سند میں عبد اللہ بن لہیعہ معاذ بن محمد انصاری سے روایت کرتا ہے اور یہ دونوں ضعیف ہیں اور اس مضمون کی ایک حدیث طبرانی کی اوسط میں بھی ہے اور اس میں علی بن یزید الالہانی منکر الحدیث ہے۔ لیکن یہ مضمون طارق بن شہاب اور حضرت حفصہ سے بھی منقول ہے تو اس حیثیت سے یہ حدیث حسن ہے کیونکہ دوسری حدیثوں نے اس کو تقویت دی ہے اور معنی واضح ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ التَّنْظِيْفِ وَالتَّبْكِيْرِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۲۹۹: عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ وَّيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ اَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيْبِ بَيْتِهِ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّيْ مَا كُتِبَ لَهُ ثُمَّ يُنْصِتُ اِذَا تَكَلَّمَ الْاِمَامُ اِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

جمعہ کے لیے سویرے[1] جانا اور ستھرا رہنا

پہلی فصل

۱۲۹۹۔ سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب انسان جمعہ کے دن غسل کرتا ہے۔ اور جہاں تک ممکن ہو ستھرا رہے تیل لگائے۔ گھر کی خوشبوئیں[2] سے لگائے۔ مسجد کی طرف نکلے۔ دو آدمیوں میں فرق نہ کرے۔ جسقدر نماز اس کی قسمت میں ہو ادا کرے۔ جب امام گفتگو کرے۔ خاموش بیٹھ کر سنے۔ اللہ تعالیٰ آیندہ جمعہ تک اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے[3]۔ (بخاری)

---

[1] **نظافت**:۔ طہارت سے اوپر کا مقام ہے طہارت ظاہری یا حکمی پلیدی کو دور کرنے کا نام ہے۔ نظافت کا مطلب ستھرا رہنا اور گندگی سے پرہیز کرنا ہے۔ جمعہ میں اجتماع اور ازدحام ہوتا ہے یہاں پر نظافت کی زیادہ ضرورت ہے۔ ہجرت کے ابتدائی ایام میں صحابہ عام طور پر اون کے کپڑے پہنتے گرمی میں پسینہ کی وجہ سے بو آتی۔ آپ نے غسل کرنے۔ خوشبو لگانے کپڑے بدلنے کا حکم دیا نظافت اسی ستھرا پن کا نام ہے۔

[2] تمام نمازوں میں مسنون یہی ہے کہ اول وقت میں ادا کی جائیں۔ جمعہ میں سنت یہی ہے سویرے جائے امام کے قریب بیٹھے گردنوں کو نہ پھلانگے۔ خاموشی سے خطبہ سنے۔ (راسخ)

[3] **جمعہ کے آداب کیا ہیں؟**:۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ غسل سے مراد جسم دھونا اور تطہیر سے مراد سر دھونا ہے۔ تیل لگا کر کنگھی کرنے کا مقصد یہ ہے کہ پریشان بال دور ہو جائیں۔ طیب البیت سے مراد عورت کی خوشبو ہے جو اس نے اپنے لگانے کے لیے منگا رکھی ہو۔ بعض روایتوں میں یخرج کی بجائے یروح کے لفظ ہیں جس کا معنی ہے زوال کے بعد جانا۔ دو آدمیوں میں تفریق نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو گذرنے کے لیئے تکلیف نہ دے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۰۰:۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اغْتَسَلَ ثُمَّ اَتَی الْجُمُعَةَ فَصَلّٰی مَا قُدِّرَ لَهٗ ثُمَّ اَنْصَتَ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهٖ ثُمَّ یُصَلِّیْ مَعَهٗ غُفِرَ لَهٗ مَا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰی وَفَضْلُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۰۱:۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَی الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَاَنْصَتَ غُفِرَ لَهٗ مَا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْجُمُعَةِ وَزِیَادَةُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ وَمَنْ مَسَّ الْحَصٰی فَقَدْ لَغَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۰۲:۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلٰٓئِکَةُ

۱۳۰۰۔ حضرت ابوہریرہؓ آنحضرت سے روایت فرماتے ہیں۔ جو آدمی غسل کرے۔ پھر جمعہ کے لیے آئے۔ جس قدر مقدر ہو نماز پڑھے۔ پھر جب تک امام خطبہ دیتا رہے۔ خاموش سنتا رہے۔ پھر امام کے ساتھ نماز پڑھے۔ آئندہ جمعہ تک اس کے گناہ معاف فرمائے جاتے ہیں۔ اور تین دن اور زیادہ[1] کے۔ (مسلم)

۱۳۰۱۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو آدمی وضوء کرے اور اچھا وضوء کرے۔ پھر جمعہ کے لیے آئے اور توجہ سے سنے۔ اس کے گناہ آئندہ جمعہ اور تین دن زیادہ تک معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اور جو کنکروں سے کھیلتا رہے اس نے لغو کام کیا۔[2] (مسلم)

۱۳۰۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جمعہ کے دن فرشتے

---

[1] خطبہ جمعہ سے پہلے نفل نماز:۔ اس حدیث کو ابوداؤد۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ "ما قدر لہ" سے مراد یہ ہے کہ مستحب یہ ہے کہ خطبہ شروع ہونے سے پہلے کچھ نماز پڑھے مثلاً جمعہ کی پہلی سنتیں یا تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضوء وغیرہ۔ جاننا چاہئے کہ جمعہ سے پہلے سنتیں پڑھنے کا ثبوت آنحضرت سے بالکل نہیں ملتا۔ اسی لیے ایک جماعت نے جمعہ سے پہلے سنتوں کا انکار کیا ہے اور کچھ لوگ جمعہ سے پہلے سنتوں کے قائل ہیں اور وہ ظہر پر قیاس کر کے جمعہ کی سنتیں پڑھتے ہیں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جب کوئی تم سے آئے اور امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو وہ دو ہلکی رکعتیں پڑھ لے۔ انکار کرنے والے ان کو تحیۃ المسجد کے نفل کہتے ہیں اور یہ جو فرمایا کہ اس کے جمعہ سے لے کر جمعہ تک کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور تین دن کے زیادہ بھی تو یہ اس دستور کے مطابق ہے کہ نیکی کا اجر کم از کم دس گناہ ہے۔ گناہوں کی تکفیر میں قاعدہ یہ ہے کہ صغیرے گناہ بخشے جاتے ہیں اگر وہ نہ ہوں تو کبیرے گناہوں میں تخفیف ہو جاتی ہے یا پھر درجات بلند ہو جاتے ہیں۔

[2] اس کو ابوداؤد۔ ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ پورے غور سے خطبہ سنے کسی کنکری کو بھی نہ چھوئے تو پھر یہ ثواب ملتا ہے جو اوپر کی حدیث میں مذکور ہوا کہ اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ یَکْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ کَمَثَلِ الَّذِیْ یُهْدِیْ بَدَنَةً ثُمَّ کَالَّذِیْ یُهْدِیْ بَقَرَةً ثُمَّ کَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَیْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَیَسْتَمِعُوْنَ الذِّکْرَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۳۰۳:۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَنْصِتْ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۳۰۴:۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُقِیْمَنَّ اَحَدُکُمْ اَخَاهُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ یُخَالِفُ اِلٰی مَقْعَدِهٖ فَیَقْعُدُ فِیْهِ وَلٰکِنْ یَّقُوْلُ اِفْسَحُوْا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آنے والوں کو مرتبہ بمرتبہ لکھتے ہیں۔ اور صبح سویرے آنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اونٹ صدقہ کرے پھر جیسے گائے صدقہ کرے۔ پھر مینڈھا پھر مرغی پھر انڈہ صدقہ کرے۔ جب امام خطبہ کے لیے نکلے تو وہ اپنی کتابیں لپیٹ لیتے ہیں۔ اور ذکر سننا شروع کر دیتے ہیں۔ (بخاری مسلم)

۱۳۰۳۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ جب تم اپنے ساتھی سے کہہ دو۔ کہ چپ رہو۔ اور امام خطبہ کر رہا ہو تو تم نے لغو بات کی۔ (بخاری مسلم)

۱۳۰۴۔ حضرت جابرؓ نے فرمایا۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔ جمعہ کے دن تم سے کوئی اپنے بھائی کو اٹھا کر اس کی جگہ پر قبضہ کر کے وہاں بیٹھنے کی کوشش نہ کرے۔ بلکہ لوگوں سے کہے۔ کھلے ہو جاؤ۔ (مسلم)

لہ جمعہ کے لیے سویرے جانے کا ثواب:۔ یہ فرشتے جو سویرے آنے والوں کے نام لکھتے ہیں یہ کراماً کاتبین کے علاوہ ہیں اور یہ ثواب جو اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے اس آدمی کو ملے گا جو جمعہ کے دن غسل بھی کرے اور سویرے بھی جائے اور جمعہ میں دوسرے حاضر ہونے والوں کے اعمال بہر حال کراماً کاتبین لکھتے ہیں۔

سلہ خطبہ کے وقت بولنا منع ہے:۔ ابن ماجہ کے سوا اس کو اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ خطبہ کی حالت میں کلام کرنا حرام ہے ہاں جو چیزیں دلیل سے مستثنیٰ ہو جائیں وہ جائز ہیں مثلاً تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں یا آنحضرت کا نام سننے پر آہستہ سے درود پڑھ لینا۔ اکثر علماء کے نزدیک خطبہ میں خاموشی واجب ہے۔ شافعی مستحب کہتے ہیں۔ اور لغو وہ کلام ہے جو اچھا نہ ہو۔

سلہ مجلس کے آداب کیا ہیں؟:۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو آدمی کسی مباح جگہ پر آکر بیٹھ جائے برابر ہے کہ مسجد ہو یا غیر مسجد۔ جمعہ کا دن ہو یا دوسری نمازیں ہوں تو وہ اس جگہ کا دوسروں سے زیادہ حقدار ہے اس کو اس جگہ سے اٹھا کر خود اس جگہ بیٹھنا حرام ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص کسی جگہ بیٹھا ہوا اور کسی کام کے لیے جائے مثلاً وضو یا قضائے حاجت کے لیے اور اس کے بعد کوئی آدمی اس کی جگہ پر آکر بیٹھ جائے تو وہ اس کو اٹھا کر اس جگہ بیٹھ سکتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

١٣٠٥: عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَلَبِسَ مِنْ اَحْسَنِ ثِیَابِہٖ وَمَسَّ مِنْ طِیْبٍ اِنْ کَانَ عِنْدَہٗ ثُمَّ اَتَی الْجُمُعَۃَ فَلَمْ یَتَخَطَّ اَعْنَاقَ النَّاسِ ثُمَّ صَلّٰی مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ ثُمَّ اَنْصَتَ اِذَا خَرَجَ اِمَامُہٗ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْ صَلٰوتِہٖ کَانَتْ کَفَّارَۃً لِّمَا بَیْنَھَا وَبَیْنَ جُمُعَتِہِ الَّتِیْ قَبْلَھَا رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

١٣٠٦: وَعَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَّلَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَاغْتَسَلَ وَبَکَّرَ وَابْتَکَرَ وَمَشٰی وَلَمْ یَرْکَبْ وَدَنَا مِنَ الْاِمَامِ وَاسْتَمَعَ وَلَمْ یَلْغُ کَانَ لَہٗ بِکُلِّ خُطْوَۃٍ عَمَلُ سَنَۃٍ اَجْرُ صِیَامِھَا وَقِیَامِھَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

دوسری فصل

١٣٠٥۔ ابو سعیدؓ اور حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرے۔ اور اچھے کپڑے پہنے۔ اور اگر خوشبو ہو تو استعمال کرے۔ پھر جمعہ کے لیے آئے۔ اور لوگوں کی گردنیں نہ لتاڑے پھر جس قدر اس کی قسمت میں ہو نماز پڑھے اور جب امام خطبہ کے لیے نکلے تو خاموش رہے۔ یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو۔ یہ اس جمعہ اور سابقہ جمعہ کے درمیان گناہوں کا کفارہ[1] ہوگا۔ (ابوداؤد)

١٣٠٦۔ اوس بن اوسؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا۔ جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرائے۔ اور خود غسل کرے اور سویرے جائے اور شروع خطبہ میں شامل ہو اور پیدل جائے سوار نہ ہو۔ امام کے قریب ہو کر سنے۔ اور لغو باتیں نہ کرے اسے ہر قدم پر ایک سال کے قیام اور روزوں کا اجر ملے گا۔[2] (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

---

[1] اس حدیث کو مسلم نے بھی روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ۔ احمد۔ بیہقی اور حاکم نے بھی اس کو روایت کر کے حسن کہا ہے۔ مستحب ہے کہ جمعہ کے دن زیب وزینت کی جائے اور جمعہ کی نماز کے لیے سویرے جائے۔

[2] **جمعہ کے دن ثواب کے کام**:۔ اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور اس کو احمد۔ ابن خزیمہ۔ بیہقی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور نووی نے کہا اس کی سند اچھی ہے۔ خود بھی غسل کرے اور بیوی کو بھی غسل کرائے یعنی اس سے صحبت کرے تاکہ جب جمعہ کے لیے عورتیں آئیں تو اس قسم کا خیال بھی دل میں نہ آئے۔ اگر آدمی صرف نماز جمعہ کے لیے جائے تو ہر قدم کے بدلے جو وہ گھر سے مسجد تک اٹھائیگا اس کو سال کے عملوں کا اجر ملے گا۔ سبحان اللہ خدا تعالیٰ کی اس امت پر کیا کیا عنایتیں ہیں کہ تھوڑے تھوڑے عملوں پر بہت زیادہ اجر دکھا ہے تاکہ ان کی بخشش کا وسیلہ بن جائے اور سب سے زیادہ اجر لیلۃ القدر میں لکھا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۰۷:۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا عَلٰی اَحَدِکُمْ اِنْ وَّجَدَ اَنْ یَّتَّخِذَ ثَوْبَیْنِ لِیَوْمِ الْجُمُعَۃِ سِوٰی ثَوْبَیْ مِہْنَتِہٖ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَرَوَاہُ مَالِکٌ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ۔

۱۳۰۸:۔ وَعَنْ سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُحْضُرُوا الذِّکْرَ وَادْنُوْا مِنَ الْاِمَامِ فَاِنَّ الرَّجُلَ لَا یَزَالُ یَتَبَاعَدُ حَتّٰی یُؤَخَّرَ فِی الْجَنَّۃِ وَاِنْ دَخَلَھَا رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ۔

۱۳۰۹:۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ الْجُھَنِیِّ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَخَطّٰی رِقَابَ النَّاسِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اتُّخِذَ جِسْرًا اِلٰی جَھَنَّمَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ۔

۱۳۱۰:۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ الْحَبْوَۃِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ۔

۱۳۰۷۔ عبداللہ بن سلامؓ نے فرمایا۔ آنحضرت فرماتے ہیں۔ تمہارے ہر شخص کے لیے مناسب ہے کہ وہ جمعہ کے لیے دو کپڑے عام محنت کے کپڑوں کے علاوہ بنائے[1] (ابن ماجہ۔ مالک عن یحیٰی بن سعید)

۱۳۰۸۔ سمرہ بن جندبؓ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت نے فرمایا۔ ذکر کے لیے پہنچو۔ امام سے قریب بیٹھو۔ انسان ہمیشہ دور دور رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر وہ جنت میں بھی داخل ہوا۔ تو سب سے آخر میں داخل ہوگا[2]۔ (ابوداؤد)

۱۳۰۹۔ معاذ بن انسؓ جہنی اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو آدمی جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں لتاڑے۔ اس نے جہنم کی طرف پل بنالیا[3]۔ (ترمذی اور اسے غریب کہا۔)

۱۳۱۰۔ معاذ بن انسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے جمعہ کے دن خطبہ میں گوٹھ لگاکر بیٹھنے سے منع[4] فرمایا۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

---

[1] اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اور اس کے شواہد اور متابع بے شمار ہیں جو اس کی تائید کرتے ہیں۔ حدیث سے جمعہ کے لیے اچھے نئے کپڑے علیحدہ رکھنا اور زیب و زینت کرنا مستحب معلوم ہوا۔

[2] منذری نے کہا اس کی سند منقطع ہے اس لیے کہ معاذ بن ہشام اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔ حالانکہ اس کا سماع اپنے باپ سے ثابت نہیں ہے منذری اور طبرانی نے اوس بن اوس سے روایت کیا ہے کہ جمعہ کے دن امام سے دور رہنا درجات جنت سے پیچھے رہنے کا سبب ہے اگرچہ بالآخر جنت میں چلا جائے۔

[3] سامعین کے لیے تکلیف وہ کام گناہ ہے:۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ابن ماجہ اور ترمذی دونوں کی سندیں ضعیف ہیں ابن ماجہ کی حدیث میں سہل بن معاذ اور ترمذی کی سند میں رشید بن سعد ضعیف ہیں البتہ ایک حدیث احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے عبداللہ بن بُسر سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا اور آنحضرت جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے آپ نے فرمایا تو نے بہت تکلیف دی۔ منذری نے جمہور سے گردنیں پھلانگنے کی (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۱۱ :- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا نَعَسَ اَحَدُکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَلْیَتَحَوَّلْ مِنْ مَّجْلِسِہٖ ذٰلِکَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۳۱۲ :- عَنْ نَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ یَقُوْلُ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّقِیْمَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَّقْعَدِہٖ وَیَجْلِسُ فِیْہِ قِیْلَ لِنَافِعٍ فِی الْجُمُعَۃِ قَالَ فِی الْجُمُعَۃِ وَغَیْرِھَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

۱۳۱۳ :- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَحْضُرُ الْجُمُعَۃَ ثَلٰثَۃُ نَفَرٍ فَرَجُلٌ حَضَرَھَا بِلَغْوٍ فَذٰلِکَ حَظُّہٗ مِنْھَا وَرَجُلٌ حَضَرَھَا بِدُعَاءٍ فَھُوَ رَجُلٌ دَعَا اللّٰہَ اِنْ شَاءَ اَعْطَاہُ وَاِنْ شَاءَ مَنَعَہٗ وَرَجُلٌ حَضَرَھَا بِاِنْصَاتٍ وَّسُکُوْتٍ وَّلَمْ یَتَخَطَّ رَقَبَۃَ مُسْلِمٍ وَّلَمْ یُؤْذِ اَحَدًا فَھِیَ کَفَّارَۃٌ اِلَی الْجُمُعَۃِ الَّتِیْ تَلِیْھَا وَزِیَادَۃُ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ وَّذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِھَا رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۳۱۱- ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جب کوئی جمعہ کے دن اونگھ جائے۔ تو اپنی یہ جگہ بدل دے[ل] ۔ (ترمذی)

تیسری فصل

۱۳۱۲- نافعؓ فرماتے ہیں۔ میں نے عبداللہ بن عمر سے سنا۔ کوئی آدمی کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ پر خود بیٹھ جائے۔ آنحضرت نے اس سے منع فرمایا ہے۔ نافع سے دریافت کیا گیا۔ کہ یہ (ہدایت) جمعہ کے دن کے لیے ہے۔ فرمایا جمعہ کے دن اور اس کے علاوہ بھی[ل] (بخاری مسلم)

۱۳۱۳- عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ جمعہ کے دن تین قسم کے آدمی آتے ہیں۔ بعض لغو باتوں کے لیے آتے ہیں۔ ان کو اس سے یہی حصہ ملے گا۔ بعض آدمی دعاء کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہے۔ دعا قبول فرمالے۔ یا منع فرمادے۔ بعض آدمی پوری خاموشی اور سکوت کے ساتھ جمعہ میں شامل ہوئے اور کسی مسلمان کی گردن پر قدم رکھا۔ نہ کسی کو ایذا دی۔ یہ آئندہ جمعہ اور تین دن زیادہ تک اس کے گناہوں کے لیے کفارہ ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا۔ جو شخص نیکی کرے اسے اسکا اجر دس گناہ زیادہ ملے[ل] گا۔ (ابوداؤد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کراہت نقل کی ہے۔ نووی کہتے ہیں کہ یہ کراہت خطبہ کے وقت ہے پہلے نہیں۔

[ل] جمعہ میں گوٹھ مار کر بیٹھنا منع ہے ،۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ابوداؤد اور منذری نے اس پر سکوت کیا ہے۔ گوٹھ مارنا یہ ہے کہ آدمی اپنے جوتڑ زمین پر ٹکا دے اور گھٹنے کھڑے کرے اور رانوں کو پیٹ سے لگائے اور ہاتھوں سے یا کپڑے سے ان کو باندھ لے اس طرح بیٹھنے سے اس لیے منع فرمایا کہ اس طرح نیند بڑی جلدی آتی ہے اور وضو ٹوٹنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[ل] اس حدیث کو ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ جگہ اس لیے بدل لے کہ نیند جاتی رہے۔ یا جاکر (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۱۴:۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَکَلَّمَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ فَھُوَ کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا وَالَّذِیْ یَقُوْلُ لَہٗ اَنْصِتْ لَیْسَ لَہٗ جُمُعَۃٌ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

۱۳۱۵:۔ وَعَنْ عُبَیْدِ بْنِ السَّبَّاقِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ جُمُعَۃٍ مِنَ الْجُمَعِ یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ اِنَّ ھٰذَا یَوْمٌ جَعَلَہُ اللّٰہُ عِیْدًا فَاغْتَسِلُوْا وَمَنْ کَانَ عِنْدَہٗ طِیْبٌ فَلَا یَضُرُّہٗ اَنْ یَمَسَّ مِنْہُ وَعَلَیْکُمْ بِالسِّوَاکِ رَوَاہُ مَالِکٌ وَرَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ عَنْہُ وَھُوَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مُتَّصِلًا۔

۱۳۱۶:۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَقًّا عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ اَنْ یَغْتَسِلُوْا

۱۳۱۴۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو آدمی جمعہ کے دن جب امام خطبہ کر رہا ہو۔ گفتگو کرے وہ گدھے کی طرح ہے۔ جس پر کتابیں لادی ہوئی ہوں۔ اور جو آدمی اسے خاموش رہنے کے لیے کہے اس کا جمعہ نہیں ہو گا۔[لہ] (احمد)

۱۳۱۵۔ عُبید بن سباقؓ مرسلاً بیان فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے کسی جمعہ میں فرمایا۔ اے مسلمانوں اس دن کو اللہ تعالے نے تمہارے لیے عید بنایا۔ اس لیے اس دن غسل کرو۔ اور جس کے پاس خوشبو ہو تو اسے لگائے تو کوئی حرج نہیں۔ اور مسواک ضرور کرو۔[لہ] مالک اور ابن ماجہ نے سباق سے روایات کیا ہے۔ اور اس نے ابن عباس سے متصل۔

۱۳۱۶۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمانوں پر جمعہ کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ: منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔

لہ اس کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اور اس کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔

لہ اس حدیث کو ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے۔ حاصل معنی یہ ہے کہ پہلا شخص گنہگار ہے اور دوسرا اپنے نفس کی خواہش میں مشغول ہے اور تیسرا خدا تعالیٰ کی رضا کا طالب ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

لہ خطبہ کے وقت کامل سکوت کرنا چاہیئے:۔ اس کو ابن ابی شیبہ۔ بزار اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے جس طرح گدھے کو کتابوں کا بوجھ اٹھانے سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا اسی طرح ایسے آدمی کو جمعہ کی مشقت اٹھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور جو آدمی دوسروں کو چپ کرائے اس کا بھی جمعہ نہیں ہے کیونکہ اس نے لغو کام کیا تو اس کو ثواب کی کوئی فضیلت نہیں ملے گی۔

لہ جمعہ کے دن سنت امور کیا ہیں:۔ یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ عبید بن سباق ثقہ تابعی ہیں اس کو ابن ماجہ نے جو متصل روایت کیا ہے تو اس کی سند میں صالح بن ابوالاخضر مختلف فیہ ہے۔ منذری نے اس کو حسن کہا ہے اور ابوہریرہ سے طبرانی نے اوسط میں اس کا ایک شاہد ثقہ راویوں سے نقل کیا ہے۔ اس حدیث سے جمعہ کے دن غسل۔ خوشبو لگانا۔ مسواک کرنا ثابت ہوا اور یہ جو لا یضرہ فرمایا یہ اس لیے کہ شاید کوئی یہ خیال کرے کہ خوشبو لگانا تو عورتوں کا کام ہے ہم مردوں کے لیے شائد اچھا نہ ہو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلْيَمَسَّ أَحَدُهُمْ مِنْ طِيبِ أَهْلِهِ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَالْمَاءُ لَهُ طِيبٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

دن غسل کرنا ضروری[1] ہے اور گھر سے خوشبو لگائے اگر خوشبو نہ مل سکے تو پانی ہی خوشبو کے برابر ہے۔ (احمد ترمذی اور کہا یہ حدیث حسن ہے)

---

[1] جمعہ کے دن زیب وزینت کرنا چاہیئے۔ اس حدیث سے جمعہ کے غسل کی تاکید نکلتی ہے کہ کم از کم اگر خوشبو نہیں لگا سکتا تو غسل تو کرے جمہور کے نزدیک جمعہ کا غسل سنت ہے اور بعض اس کے وجوب کے بھی قائل ہیں اگر گھر میں خوشبو ہو تو لگائے ورنہ مانگ کر نہ لگائے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ الْخُطْبَةِ وَالصَّلٰوةِ

خطبہ اور نماز

مصالح کا تقاضہ یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جمعہ میں اجتماع ہو۔ اسی لیے بعض ائمہ تعدد جماعت کو ناپسند فرماتے ہیں کہ اس میں اجتماعیت کو نقصان پہنچتا ہے۔ تفریق کے رجحانات کو مدد ملتی ہے۔ شارع حکیم کا مقصد یہ ہے کہ اس اجتماع سے جہاں تک ممکن ہو فائدہ اٹھایا جائے اس لیے جمعہ میں خطاب ضروری قرار دیا۔ صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت جمعہ میں خطبہ ارشاد فرماتے۔ یقرأ القران ویذکر الناس (قرآن پڑھتے اور لوگوں کو وعظ فرماتے ظاہر ہے کہ خطبے کا مقصد عوام کو نصیحت اور تذکیر ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ خطبہ حاضرین کی زبان میں ہونا چاہیئے۔ تاکہ وہ خطبہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ ایسی زبان میں خطبہ جسے حاضرین نہ سمجھ سکتے ہوں۔ خطاب کے مقصد کے خلاف ہے۔ اور مصالح شریعت کے برعکس ہمارے ملک میں بعض حضرات خطبہ کا ترجمہ ناپسند فرماتے ہیں۔ اس لیے انہوں نے تیسرا خطبہ پسند فرما لیا۔ وہ ایک طویل خطبہ اپنی زبان میں دینے کے بعد پھر عربی میں دو خطبے پڑھتے ہیں یہ طریقہ تو قطعاً سنت کے خلاف ہے۔ اگر دین اور موجب اجر سمجھا جائے تو اسے بدعت کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔ خطبہ اگر دو رکعت کے قائم مقام سمجھا جائے تو اسے نماز تصور کر کے خطبے کے ترجمہ سے روکنا معقول بات معلوم ہوتی ہے لیکن یہ درست نہیں۔ خطبہ بلا وضو بھی ہو سکتا ہے۔ اس کے اذکار میں نماز کی طرح پابندی نہیں۔ بوقت خطبہ آنحضرت نے دو رکعت نماز کی اجازت مرحمت فرمائی۔ حالانکہ نماز کے پاس دوسری نماز درست نہیں اثناء خطبہ میں بوقت ضرورت امام دینوی گفتگو کر سکتا ہے۔ نماز میں یہ امر جائز نہیں اس سے ظاہر ہے کہ خطبہ نماز کے قائم مقام نہیں۔ اس لیے صحیح یہی ہے۔ کہ خطبہ ہر زبان میں درست ہے جسے حاضرین سمجھتے ہوں۔

آنحضرت خطبہ مختصر فرماتے۔ اور اسے خطیب کی عقلمندی کی دلیل تصور فرماتے۔ نماز کسی قدر طویل فرماتے۔ جمعہ سورج ڈھلنے کے بعد ادا فرماتے بعض احادیث میں آیا ہے کہ قیلولہ اور ناشتہ جمعہ کے بعد فرماتے اس کا مطلب یہ ہے کہ جمعہ کی تیاری کے شغل میں ناشتہ اور قیلولہ کا وقت نہ ملتا اس لیے یہ سب کام جمعہ سے فراغت کے بعد ہوتے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۳۱۷: عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّی الْجُمُعَۃَ حِیْنَ تَمِیْلُ الشَّمْسُ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۳۱۸: وَعَنْ سَہْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا کُنَّا نَقِیْلُ وَلَا نَتَغَدّٰی اِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَۃِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۳۱۹: وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَدَّ الْبَرْدُ بَکَّرَ بِالصَّلٰوۃِ وَاِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ اَبْرَدَ بِالصَّلٰوۃِ یَعْنِی الْجُمُعَۃَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۳۲۰: وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ کَانَ النِّدَاءُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اَوَّلُہٗ اِذَا جَلَسَ الْاِمَامُ عَلَی الْمِنْبَرِ عَلٰی عَہْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ فَلَمَّا کَانَ عُثْمَانُ وَکَثُرَ النَّاسُ زَادَ النِّدَاءَ الثَّالِثَ عَلَی الزَّوْرَاءِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

پہلی فصل

۱۳۱۷۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت اس وقت جمعہ پڑھتے۔ جب سورج ڈھل جاتا۔[1] (بخاری)

۱۳۱۸۔ سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں۔ ہم قیلولہ وناشتہ جمعہ کے بعد کیا کرتے تھے۔[2] (بخاری)

۱۳۱۹۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے جب سردی زیادہ ہوتی تو آنحضرت نماز سویرے اداء فرماتے اور جب گرمی تیز ہوتی۔ نماز ٹھنڈی (دیر سے) پڑھتے۔ یعنی جمعہ کے دن[3] (بخاری)

۱۳۲۰۔ سائبؓ بن یزید فرماتے ہیں۔ آنحضرت کے زمانہ میں جمعہ کے دن پہلی اذان اس وقت ہوتی۔ جب امام ممبر پر بیٹھ جاتا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی خلافت میں بھی یہی صورت رہی جب حضرت عثمان کا زمانہ آیا۔ اور لوگ زیادہ ہو گئے۔ آپ نے زوراء (پہاڑی) پر تیسری اذان بڑھا دی۔[4] (سمیت اقامت) (بخاری)

لہ **جمعہ کی نماز کا صحیح وقت**:۔ اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا ہمیشہ یہی دستور تھا کہ سورج ڈھلنے کے بعد جمعہ پڑھا کرتے تھے اس لیے کہ مضارع پر کَانَ کا لفظ ماضی استمراری کے معنی دیتا ہے اور جمہور کا یہی مذہب ہے اور امام احمد زوال سے پہلے بھی عیدین کی طرح جمعہ پڑھنے کے قائل ہیں۔

ٹہ **زوال کے بعد جمعہ فوراً پڑھنا**:۔ اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ جمعہ زوال سے پہلے پڑھ لیتے تھے بلکہ جمعہ کے اہتمام کے لیے ان دونوں چیزوں کو جمعہ کے بعد کرتے البتہ زوال کے فوراً بعد جمعہ پڑھ لیتے۔

سہ **گرمیوں میں بھی جمعہ اول وقت پڑھنا**:۔ اس حدیث میں یعنی الجمعۃ کے لفظ حضرت انس کے نہیں ہیں بلکہ تابعی یا اس کے بعد کسی اور کے لفظ ہیں۔ حضرت انس نے ایک عام قاعدہ بتایا ہے کہ گرمیوں کے موسم میں آپ ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کرکے پڑھا کرتے تھے۔ جمعہ کے متعلق جمہور کا مذہب یہی ہے کہ زوال کے بعد اول وقت میں پڑھا جائے خواہ گرمی ہو یا سردی البتہ بعض شافعیہ جمعہ کو گرمی میں ٹھنڈا کرکے پڑھنے کے قائل ہیں

(باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۲۱:۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَيُذَكِّرُ النَّاسَ فَكَانَتْ صَلٰوتُهٗ قَصْدًا وَخُطْبَتُهٗ قَصْدًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۲۲:۔ وَعَنْ عَمَّارٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ طُوْلَ صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِهٖ مَئِنَّةٌ مِّنْ فِقْهِهٖ فَاَطِيْلُوا الصَّلٰوةَ وَاَقْصِرُوا الْخُطْبَةَ وَاِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۲۳:۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَعَلَا صَوْتُهٗ وَاشْتَدَّ غَضَبُهٗ حَتّٰى كَاَنَّهٗ مُنْذِرُ جَيْشٍ يَقُوْلُ صَبَّحَكُمْ وَمَسَّاكُمْ وَيَقُوْلُ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَيَقْرُنُ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۲۱۔ جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت دو خطبوں کے درمیان بیٹھتے (اور خطبہ) میں قرآن پڑھتے۔ اور لوگوں کو نصیحت فرماتے[1]
حضرت کی نماز اور حضرت کا خطبہ دونوں درمیانہ ہوتے۔ (مسلم)

۱۳۲۲۔ حضرت عمارؓ فرماتے ہیں میں نے آنحضرت سے سنا فرماتے تھے۔ نماز لمبی اور خطبہ مختصر یہ خطیب کی دانشمندی کی دلیل ہے۔ نماز لمبی کرو۔ اور خطبہ مختصر کرو۔ بعض بیان جادو اثر ہوتے ہیں۔ (مسلم)

۱۳۲۳۔ جابرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت جب خطبہ فرماتے۔ آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں۔ آواز اونچی ہو جاتی۔ اور غصہ زیادہ ہو جاتا۔ گویا آپ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہیں۔ فرماتے (گویا غنیم) صبح کو آیا یا شام کو پہنچا۔ اور فرماتے ہیں اور قیامت اس طرح ہیں۔ جس طرح انگلی سبابہ اور درمیانی انگشت[2] (مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) [3] جمعہ کی دوسری اذان کا اجراء:۔ اس کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ مدینہ منورہ کی آبادی جب زیادہ بڑھ گئی اور مہاجرین کی کثرت سے مدینہ پھیل گیا تو مسجد کی اذان ہر جگہ نہ پہنچ سکتی لہٰذا حضرت عثمان نے ایک اذان زوراء جگہ پر کہلوائی اور اسے سب سے پہلے رکھا تاکہ لوگ امام کے نکلنے تک مسجد میں آجائیں اب جو دوسری اذان خطیب کے منبر پر بیٹھنے کے وقت ہوتی ہے آنحضرت کے وقت یہی پہلی اذان تھی بعد ازاں یہی اذان مسجد میں ہونے لگی جیسا کہ ہشام بن عبد الملک نے اس کو روایت کیا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہٰذا)

[1] وعظ خطبہ میں ہی کرنا چاہیئے:۔ اس کو ترمذی کے سوا اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ امام شافعی اور جمہور دو ہی خطبوں کے قائل ہیں۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت خطبہ کے دوران ہی وعظ کیا کرتے تھے اب یہ ایک نئی بدعت جاری ہوئی ہے کہ امام پہلے بیٹھ کر وعظ کرتا رہتا ہے اور جمعہ کا وقت بھی تنگ کر دیا جاتا ہے اور بعد ازاں اٹھ کر پھر عربی خطبہ پڑھ کر جماعت ہوتی ہے۔ امام شافعی خطبہ میں وعظ کو واجب کہتے ہیں باقی مستحب جانتے ہیں۔

[2] خطبہ جوش سے دینا:۔ اس کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ خطبہ جوش سے دینا اور لوگوں کو عمل پر ابھارنا مستحب (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۲۴۔ وَعَنْ يَعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۲۵۔ وَعَنْ اُمِّ هِشَامٍ بِنْتِ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَتْ مَا اَخَذْتُ قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ اِلَّا عَنْ لِسَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَقْرَأُهَا كُلَّ جُمُعَةٍ عَلَى الْمِنْبَرِ اِذَا خَطَبَ النَّاسَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۳۲۶۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ وَقَدْ اَرْخٰى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۲۷۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ اِذَا جَاءَ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَلْيَتَجَوَّزْ فِيْهِمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۲۴۔ یعلی بن امیہؓ سے مروی ہے۔ میں نے آنحضرت سے سُنا منبر پر یہ آیت تلاوت فرماتے۔ ونادوا یا مالک لیقض علینا ربک اے مالک مناسب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا خاتمہ ہی کر دے[۱]۔ (بخاری مسلم)

۱۳۲۵۔ ام حارثؓ حارثہ بن نعمان کی بیٹی سے مروی ہے۔ کہ میں نے سورہ قاف آنحضرت کی زبان سے یاد کی۔ آپ اسے ہر جمعہ پر پڑھا کرتے تھے۔ جب خطبہ دیتے۔ (مسلم)

۱۳۲۶۔ عمرو بن حریثؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے خطبہ پڑھا۔ اور آپ کے سر پر سیاہ پگڑی تھی۔ آپ جمعہ کے دن اس کی دونوں طرفیں اپنے کندھوں میں لٹکائے ہوئے تھے۔ (مسلم)

۱۳۲۷۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے خطبہ میں فرمایا جب تم میں سے کوئی جمعہ کے دن آئے۔ اور امام خطبہ کہہ رہا ہو تو دو رکعت نماز پڑھے۔ اور اس میں اختصار کرے[۲]۔ (مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہے اور خاص طور پر جب خطیب عذاب الٰہی اور بشارات جنت کا موضوع اختیار کرے تو اس کو بڑا پر جوش اور بیباک ہو کر بولنا چاہیئے۔ یعنی جیسے وسطی (اور درمیانی) انگلی اور سبابہ (انگوٹھے کے ساتھ والی) انگلی کو ملاتے اور کہتے کہ میں اور قیامت اس طرح ہیں مطلب یہ کہ جیسے ان دو انگلیوں میں اور کسی چیز کا فاصلہ نہیں ہے اسی طرح میرے اور قیامت کے درمیان اور کسی نبی کا فاصلہ نہیں ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہٰذا) [۱] اس حدیث کو ابو داؤد نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ یعلی بن امیہ۔ ام ہشام بنت حارثہ اور عمرو بن حریث کی حدیثوں میں آنحضرت کے مختلف وعظوں کا تذکرہ ہے۔

[۲] **خطبہ کی حالت میں دو رکعت پڑھنا**:۔ اس حدیث کو اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خطبہ کی حالت میں تحیۃ المسجد کے دو نفل پڑھ لینے چاہئیں۔ امام شافعی۔ احمد اور اہلحدیث کا یہی مذہب ہے۔ اس حدیث کے مضمون کو بخاری نے بھی روایت کیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۲۸:۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلٰوةِ مَعَ الْاِمَامِ فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۳۲۹:۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ كَانَ يَجْلِسُ اِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتّٰى يَفْرُغَ اَرَاهُ الْمُؤَذِّنُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَخْطُبُ ثُمَّ يَجْلِسُ وَلَا يَتَكَلَّمُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَخْطُبُ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ۔

۱۳۳۰:۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَوٰى عَلَى الْمِنْبَرِ اسْتَقْبَلْنَا بِوُجُوْهِنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ وَهُوَ ضَعِيْفٌ ذَاهِبُ الْحَدِيْثِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۳۳۱:۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ

۱۳۲۸۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو آدمی امام کے ساتھ ایک رکعت پالے۔ اس نے جماعت کا اجر پالیا[1]۔ (بخاری مسلم)

دوسری فصل

۱۳۲۹۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت دو خطبے دیتے تھے۔ منبر پر بیٹھ جاتے۔ یہاں تک کہ موذن فارغ ہو جاتا۔ پھر خطبہ دیتے۔ پھر خاموش بیٹھ جاتے۔ پھر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے۔ (ابوداؤد)

۱۳۳۰۔ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں آنحضرت جب منبر پر بیٹھ جاتے۔ ہم سب رخ آپ کی طرف کر لیتے (ترمذی اور فرمایا یہ حدیث صرف محمد بن فضل سے مروی ہے۔ وہ ضعیف ہیں۔ اور ان پر نسیان غالب ہے[2]۔)

تیسری فصل

۱۳۳۱۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کھڑے ہو کر دیتے۔ پھر بیٹھ جاتے پھر

---

[1] مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً کا مطلب: یعنی جس کو امام کے ساتھ ایک رکعت مل گئی تو وہ دوسری رکعت بھی بڑھ کر اپنا جمعہ پورا کرلے اور اس کو جماعت کی فضیلت مل گئی اور جس کو ایک رکعت بھی نہ ملے پھر وہ ظہر کی چار رکعت پڑھے اور اس کا جمعہ نہیں ہے۔

[2] اس مضمون کو ابن ماجہ نے عدی بن ثابت عن جدہ کی روایت سے بیان کیا ہے اور اس کی سند کے راوی ثقہ ہیں اور ابن خزیمہ نے اس کا ایک بڑا شاہد براء کی روایت سے نقل کیا ہے ائمہ اربعہ اور جمہور علماء صحابہ اور تابعین کا یہی مذہب ہے کہ لوگوں کو چاہیے (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَخْطُبُ قَائِمًا فَمَنْ نَبَّأَكَ أَنَّهُ كَانَ يَخْطُبُ جَالِسًا فَقَدْ كَذَبَ. فَقَدْ وَاللّٰهِ صَلَّيْتُ مَعَهُ أَكْثَرَ مِنْ أَلْفَيْ صَلٰوةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۳۲۔ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّهُ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أُمِّ الْحَكَمِ يَخْطُبُ قَاعِدًا فَقَالَ أُنْظُرُوْا إِلٰى هٰذَا الْخَبِيْثِ يَخْطُبُ قَاعِدًا وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْا إِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۳۳۔ وَعَنْ عُمَارَةَ بْنِ رُؤَيْبَةَ أَنَّهُ رَأَى بِشْرَ بْنَ مَرْوَانَ عَلَى الْمِنْبَرِ رَافِعًا يَدَيْهِ فَقَالَ قَبَّحَ اللّٰهُ هَاتَيْنِ الْيَدَيْنِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَزِيْدُ عَلٰى أَنْ يَقُوْلَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ الْمُسَبِّحَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۳۴۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا اسْتَوٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ

کھڑے ہو کر خطبہ دیتے۔ جو تمہیں یہ بتائے۔ کہ آپ نے بیٹھ کر خطبہ دیا۔ اس نے جھوٹ بولا میں نے آپ کے پیچھے دو ہزار نماز سے زیادہ پڑھی[1]۔ (مسلم)

۱۳۳۲۔ کعب بن عجرہؓ مسجد میں تشریف لائے۔ اور عبدالرحمٰن بن ام الحکم بیٹھ کر خطبہ دے رہے تھے۔ کعب نے فرمایا۔ اس خبیث کو دیکھو۔ یہ بیٹھ کر خطبہ دیتا ہے۔ اور قرآن مجید میں ہے۔ واذا راو تجارۃ او لھوا انفضوا الیھا و ترکوک قائما جب انہوں نے خرید و فروخت یا کھیل کے مشغلہ کو دیکھا۔ تو اس طرف بھاگ نکلے۔ اور تمہیں کھڑے ہوئے چھوڑ گئے (مسلم)

۱۳۳۳۔ عمارہ بن رؤیبہ نے بشر بن مروان کو منبر پر دیکھا۔ وہ دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے تھا۔ عمارہ نے کہا اللہ تعالیٰ ان دونوں ہاتھوں کو برباد کرے۔ میں نے آنحضرت کو دیکھا۔ وہ ایک انگشت کو اٹھائے ہوئے اشارہ فرما رہے تھے اور تسبیح کی انگلی سے اشارہ فرما رہے تھے۔ (مسلم)

۱۳۳۴۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر کھڑے ہوئے ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کہ امام کی طرف منہ کر کے بیٹھیں تاکہ امام کی آواز کو غور سے سن سکیں اور دوسری چیزوں کی طرف توجہ کرنے سے بچیں۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] خطبہ کھڑے ہو کر دینا:۔ اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اور ابن ابی شیبہ نے طاؤس اور شعبی سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء اربعہ کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے اور سب سے پہلے امیر معاویہ نے بیٹھ کر خطبہ دینا شروع کیا کیونکہ ان کا پیٹ بہت بڑھ گیا تھا۔ اور دو ہزار نمازوں سے مراد پنجگانہ نمازیں ہیں نہ کہ جمعے۔ کیونکہ جمعہ فرض ہونے سے لے کر آنحضرت کی وفات تک تقریباً پانچ سو جمعے بنتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجْلِسُوْا فَسَمِعَ ذٰلِكَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَجَلَسَ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ فَرَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَعَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۳۳۵ :۔ وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً فَلْيَصِلْ اِلَيْهَا اُخْرٰى وَمَنْ فَاتَتْهُ الرَّكْعَتَانِ فَلْيُصَلِّ اَرْبَعًا اَوْ قَالَ الظُّهْرَ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِىُّ۔

فرمایا بیٹھ جاؤ۔ ابن مسعودؓ نے (یہ حکم) مسجد کے دروازہ پر سنا وہیں بیٹھ گئے۔ آنحضرت نے انہیں دیکھا تو فرمایا۔ عبداللہ آگے آؤ۔[1] (ابوداؤد)

۱۳۳۵۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو آدمی جمعہ کے دن ایک رکعت پالے وہ اس کے ساتھ دوسری رکعت ملالے۔ اور جس کی دونوں رکعتیں فوت ہو جائیں وہ چار پڑھے یا فرمایا وہ ظہر پڑھے۔[2] (دار قطنی)

---

[1] خطیب خطبہ کے علاوہ بھی بات کر سکتا ہے:۔ اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے عطاء سے مرسلاً روایت کیا ہے اور ابوداؤد میں مخلد بن یزید کی روایت سے بھی یہ حدیث آئی ہے۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ منبر پر وعظ کے علاوہ اور گفتگو بھی ہو سکتی ہے اور اسی طرح کوئی سامع یا باہر سے آنے والا امام سے کوئی سوال بھی کر سکتا ہے اور امام اس کو جواب بھی دے سکتا ہے اور اسی طرح امام سے کہہ کر دعا بھی کرائی جا سکتی ہے جیسا کہ ایک آدمی نے جمعہ کے خطبہ میں آکر عرض کیا تھا کہ اے اللہ کے رسول ہمارے علاقہ میں قحط سالی بہت زیادہ ہو گئی ہے راستے بند ہو گئے ہیں مویشی پیاسے مر رہے ہیں بارش کے لیے دعا فرمائیے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لیے اسی وقت ہاتھ اٹھا دیئے اور اللہ تعالیٰ نے بارش کر دی۔ اور اس حدیث سے صحابہ کرام کی کمال فرمانبرداری بھی ظاہر ہوتی ہے کہ بلا چوں وچرا آپ کے ارشاد کی تعمیل کرتے تھے اور توجیہ و تاویل کے لیے وہ اپنے آپ کو مہلت نہیں دیتے تھے۔

[2] اس حدیث کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔ ص ۸۶۹ پر حاشیہ (۱)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ صَلٰوۃِ الْخَوْفِ

خوف کی نماز

دین کی تکمیل اور جامعیت کے لیے یہ ضروری ہے کہ جہاں فرائض وموکدات کا تذکرہ ہو ضروریات اور واجبات کی تفصیل ہو۔ وہاں عذرات اور مشکلات کے لیے بھی احکام دیئے جائیں۔ جب ایک حکم اپنی اصلی صورت میں ادا نہیں ہو سکتا۔ اور عذر کی وجہ سے اس کی تعمیل ناممکن ہو تو معذور کو مجبور کرنا حکمت کے خلاف ہے۔ اس لیے ضرور تھا۔ کہ معذورین کے لیے الگ احکام دیئے جائیں۔ اصل حکم کو قائم رکھتے ہوئے۔ جہاں تک رعایت ممکن ہو۔ اس کے لیے اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ اس صورت میں رعایت کا صحیح اندازہ شارع حکیم ہی کی طرف سے ہونا چاہیے۔ چنانچہ سفر اور خوف کے لیے الگ احکام دیئے۔ بعض جگہ نماز میں صرف تخفیف فرمائی۔ اور بعض جگہ اس کی ظاہری صورت میں بھی تبدیلی کی اجازت فرمائی۔

چنانچہ دشمن کا خوف اور جنگ بھی ایک عذر ہے۔ اس میں ترک نماز کی اجازت دینا ادائیگی کی دعوت تھی۔ اور طبیعت کو عبادت سے بے ذوق کرنے کا ذریعہ شارع حکیم نے اس کی اجازت نہیں فرمائی۔ البتہ اس کی وضع بدلنے رکعت کم کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اس کی کئی صورتیں فرمائیں۔ دشمن قبلہ کی طرف ہو تو نماز کی اور صورت ہوگی۔ دشمن دوسرے رخ پر ہو تو اس کی اور صورت ہے۔ بعض اوقات اجازت فرمائی۔ کہ دوڑتے ہوئے پیدل یا سواری پر قبلہ رخ یا اس کے سوا جیسے ممکن ہو پڑھ لے اصل حقیقت کو قائم رکھتے ہوئے رخصت کی صورتیں متعین فرما دی ہیں۔ اور ایک جامع قانون کے طور پر فرمایا۔ فاذا امرتکم بامر فاتوا منه ما استطعتم یعنی میرے احکام پر جہاں تک ہو سکے۔ عمل کرو۔ نماز خوف کی عام صورتیں تفصیلاً آئندہ باب میں آئیں گی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۳۳۶: عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ فَصَافَفْنَا لَهُمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ لَنَا
فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مَّعَهٗ وَاَقْبَلَتْ طَائِفَةٌ عَلَى الْعَدُوِّ وَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْ
مَّعَهٗ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفُوْا مَكَانَ الطَّائِفَةِ الَّتِيْ لَمْ تُصَلِّ فَجَاءُوْا فَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِمْ رَكْعَةً وَّسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فَرَكَعَ لِنَفْسِهٖ رَكْعَةً
وَّسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَرَوٰى نَافِعٌ نَّحْوَهٗ وَزَادَ فَاِنْ كَانَ خَوْفٌ هُوَ اَشَدُّ مِنْ ذٰلِكَ صَلُّوْا رِجَالًا قِيَامًا
عَلٰى اَقْدَامِهِمْ اَوْ رُكْبَانًا مُّسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ اَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيْهَا قَالَ نَافِعٌ لَا اَرٰى ابْنَ عُمَرَ ذَكَرَ
ذٰلِكَ اِلَّا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

پہلی فصل

۱۳۳۶۔ سالم اپنے والد عبداللہ بن عمرؓ سے روایت فرماتے ہیں۔ کہ میں آنحضرتؐ کے ساتھ نجد کی طرف ایک لڑائی میں گیا۔ ہمارا دشمن سے مقابلہ ہوگیا۔ ہم نے ان کے سامنے صفیں بنائیں۔ آنحضرتؐ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ فوج کا ایک حصّہ آپ کے ساتھ کھڑا ہوگیا۔ اور ایک حصّہ دشمن کی طرف متوجہ ہوا۔ آنحضرتؐ اور آپ کے ساتھیوں نے رکوع کیا۔ اور دو سجدے کیے۔ پھر وہ ان لوگوں کی جگہ چلے گئے جنہوں نے ابھی نماز نہیں پڑھی تھی۔ وہ لوگ آگئے اور آپ نے ان لوگوں کے ساتھ ایک رکوع اور دو سجدے کئے۔ اور سلام پھیر دیا۔ اور ہر گروہ نے ایک رکوع دو سجدے علیحدہ علیحدہ ادا کیے۔ اور نافع نے بھی اسی طرح روایت کیا۔ اور زیادہ کہا۔ اگر خوف بہت زیادہ ہو جائے تو کھڑے کھڑے نماز پڑھیں۔ یا سواری کی حالت میں ادا کریں۔ رخ قبلہ کی طرف ہو یا کسی دوسری طرف نافع فرماتے ہیں۔ مجھے یقین ہے۔ کہ ابن عمرؓ نے یہ حدیث آنحضرتؐ سے ذکر فرمائی۔[۱] (بخاری)

[۱] **نماز خوف کے مختلف طریقے:**۔ یہ بخاری کے لفظ ہیں اور مضمون مسلم میں بھی ہے۔ جاننا چاہیئے کہ نماز خوف کی کئی صورتیں آنحضرتؐ سے منقول ہیں جس طرح کسی نے آپ کو نماز پڑھتے دیکھا اسی طرح بیان کر دیا۔ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں ان سب طریقوں کو جمع کیا ہے اور بلحاظ سند بعض کو ترجیح دی ہے۔ اور اصل معاملہ یہ تھا کہ آنحضرتؐ نماز میں ایسا طریق اختیار کرتے جس سے دشمن سے اچھی طرح حفاظت ہو سکے اور اس کی نقل و حرکت پر نظر رہ سکے۔ اگر عین حملہ کی صورت ہو تو پھر چلتے دوڑتے بیٹھے لیٹے سواری پر۔ پیدل سب طرح نماز درست ہے۔ اس حدیث میں جو صورت بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے لشکر کے دو حصے کیے ایک حصّہ کو ایک رکعت نماز پڑھائی اور دوسرا حصّہ دشمن کے مقابل رہا۔ یہ ایک رکعت پڑھ کر دشمن کے مقابل چلے گئے اور اپنی دوسری رکعت لڑتے لڑتے اشارہ سے پڑھلی اور پھر دوسرا حصّہ آیا اس کو بھی ایک رکعت آپ نے پڑھائی اور اپنی دو رکعتیں پوری کر کے سلام پھیر دیا۔ ان لوگوں نے دوسری رکعت بعد (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۳۷: وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَمَّنْ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلٰوةَ الْخَوْفِ اَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهٗ وَطَائِفَةٌ وِجَاهَ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِالَّتِيْ مَعَهٗ رَكْعَةً ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا وَاَتَمُّوْا لِاَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوْا فَصَفُّوْا وِجَاهَ الْعَدُوِّ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْاُخْرٰى فَصَلّٰى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِيْ بَقِيَتْ مِنْ صَلٰوتِهٖ ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَاَتَمُّوْا لِاَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ بِطَرِيْقٍ اٰخَرَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۳۳۷: یزید بن رومان صالح بن خوّات سے روایت فرماتے ہیں۔ وہ اس آدمی سے روایت فرماتے ہیں۔ جس نے غزوہ ذات الرقاع میں آنحضرت کے ساتھ نماز خوف پڑھی تھی ایک گروہ دشمن کے سامنے چلا گیا۔ آنحضرت نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک رکعت اداء فرمائی۔ اور آپ وہیں کھڑے رہے۔ اور ان لوگوں نے ایک رکعت علیحدہ پڑھ لی۔ اور یہ دشمن کے سامنے صف میں کھڑے ہو گئے۔ دوسرا فریق آ گیا۔ اور آپ نے باقی ایک رکعت ان کو پڑھائی۔ پھر آپ بیٹھے رہے اور باقی ایک رکعت ان لوگوں نے علیحدہ ادا کر لی۔ پھر ان کے ساتھ مل کر سلام پھیر دیا[۱]۔ (بخاری مسلم) بخاری نے ایک اور طریق سے روایت کیا۔ قاسم صالح بن خوات سے روایت فرماتے ہیں۔ وہ سہل بن ابی خثمہ سے وہ آنحضرت سے نقل فرماتے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) میں اٹھ کر پڑھ لی۔ اس طرح سب کی دو دو رکعتیں پوری ہو گئیں۔ اگر عین لڑائی میں رکوع اور سجود کا موقعہ نہ مل سکے تو صرف اشارہ کافی ہے۔ اور یہ نجد جہاں لڑائی ہوئی بہت بری جگہ تھی آنحضرت نے اس کے لیے برکت کی دعا نہیں فرمائی اور فرمایا یہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہو گا۔ لغت میں نجد اونچی زمین کو کہتے ہیں اور یہ اونچے علاقے عرب میں دو تھے ایک نجد عراق اور دوسرا نجد یمن۔ نجد یمن کے لیے آنحضرت نے دعائیں بھی کیں اور ان کے ایمان اور عقلمندی کی شہادت بھی دی۔ محمد بن عبدالوہاب اور سلطان عبدالعزیز آل سعود اسی نجد کے تھے۔ آج ان کے مخالف ان کو نجدی کہہ کر نفرت کا اظہار کرتے ہیں حالانکہ یہ نجد آنحضرت کو بہت پیارا تھا۔ یہ نجد مدینہ منورہ سے جنوب کی طرف ہے اور برا نجد مدینہ منورہ سے مشرق کی طرف ہے اور اسی علاقہ میں کوفہ بھی ہے جہاں سے ہر فتنہ اٹھا۔ حضرت علی یہیں شہید ہوئے۔ یہیں حضرت حسن سے غداری ہوئی۔ حضرت حسین اسی نجد میں شہید ہوئے۔ سبائیوں کے فتنہ کا یہی مرکز تھا جنہوں نے حضرت عثمان کو شہید کیا اور تقلید کا فتنہ بھی سب سے پہلے یہیں سے اٹھا۔ گالیاں اور نجد کو ملتی ہیں اور کارستانیاں اور نجد کی ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[۱] **ذات الرقاع میں نماز خوف کا طریقہ:** یزید کی یہ حدیث شیخین اور ابوداؤد اور نسائی میں بھی ہے اور قاسم کی حدیث جس کا متن میں اشارہ کیا گیا ہے صحاح ستہ اور احمد میں بھی ہے اور یہ آدمی جس نے آنحضرت کے ساتھ نماز پڑھی تھی سہل بن ابی خثمہ (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴۲۸ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اِذَا کُنَّا بِذَاتِ الرِّقَاعِ قَالَ کُنَّا اِذَا اَتَیْنَا عَلٰی شَجَرَۃٍ ظَلِیْلَۃٍ تَرَکْنَاھَا لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَسَیْفُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُعَلَّقٌ بِشَجَرَۃٍ فَاَخَذَ سَیْفَ نَبِیِّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاخْتَرَطَہٗ فَقَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَخَافُنِیْ قَالَ لَا قَالَ فَمَنْ یَّمْنَعُکَ مِنِّیْ قَالَ اللّٰہُ یَمْنَعُنِیْ مِنْکَ قَالَ فَتَھَدَّدَہٗ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَغَمَدَ السَّیْفَ وَعَلَّقَہٗ قَالَ فَنُوْدِیَ بِالصَّلٰوۃِ فَصَلّٰی بِطَائِفَۃٍ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ تَاَخَّرُوْا وَصَلّٰی بِالطَّائِفَۃِ الْاُخْرٰی رَکْعَتَیْنِ قَالَ فَکَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْبَعُ رَکَعَاتٍ وَلِلْقَوْمِ رَکْعَتَانِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۴۲۸۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ ہم آنحضرت کے ساتھ آئے۔ اور ذات الرقاع میں پہنچے ہم جب کوئی اچھا سایہ دار درخت دیکھتے تو اسے آنحضرت کے لیے چھوڑ دیتے۔ ایک مشرک آیا۔ اور آنحضرت کی تلوار ایک درخت سے لٹک رہی تھی۔ اس نے آنحضرت کی تلوار کھینچ لی۔ اور آنحضرت سے کہا کیا تم مجھ سے ڈرتے ہو۔ فرمایا نہیں۔ اس نے کہا کہ تمہیں کوئی بچا (سکتا ہے فرمایا) اللہ بچا سکتا ہے صحابہ نے اسے دھمکایا۔ اس نے تلوار بند کر کے لٹکا دی۔ جابر فرماتے ہیں۔ پھر اذان ہوگئی آپ نے ایک گروہ کو دو رکعت پڑھائیں۔ وہ پیچھے ہٹ گیا۔ پھر دوسرے کو دو رکعت پڑھائیں۔ آنحضرت کی چار رکعت ہوگئیں۔ اور قوم کی دو دو رکعتیں[1]۔ (بخاری مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہیں جیسا کہ قاسم کی روایت میں ہے۔ غزوہ ذات الرقاع ۵ھ میں ہوا۔ رقاع۔ رقعہ کی جمع ہے اس کے معنی ہیں چیتھڑے مدینہ کے ابتدائی عہد میں مسلمان غریب اور مفلس تھے یہ جنگ گرمیوں میں ہوئی پاؤں میں جوتے تک نہ تھے کپڑے کے چیتھڑے پاؤں پر گرمی سے بچنے کے لیے لپیٹ لیے تو اس کا نام غزوہ ذات الرقاع مشہور ہوگیا۔ اس غزوہ میں نماز کی یہ ترتیب تھی کہ ایک جماعت کو ایک رکعت نماز پڑھائی دوسری رکعت میں وہ جماعت مقتدی نہ رہی بلکہ انہوں نے اپنی اپنی ایک رکعت اور پڑھ لی اور پھر یہ دشمن کے مقابلہ پر چلے گئے اور دوسری جماعت آگئی آنحضرت ابھی قیام میں تھے دوسری جماعت نے ایک رکعت تو آنحضرت کے ساتھ پڑھی اور دوسری اٹھ کر اکیلے اکیلے نے پڑھی اور آنحضرت اس وقت تک بیٹھے رہے۔ جب ان کی دوسری رکعت پوری ہوگئی تو آنحضرت نے سلام پھیر دیا اور جو صف دشمن کے مقابلہ پر چلی گئی تھی انہوں نے بھی اسی وقت آنحضرت کے ساتھ سلام پھیرا۔ اگر ایسی صورت ہو تو فوج کو اس عرصہ میں گفتگو نہ کرنی چاہیے کہ وہ امام کے سلام پھیرنے تک نماز میں ہیں۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] نماز خوف کا ایک طریقہ:۔ اس نماز میں یہ ترتیب رکھی گئی ہے کہ لشکر کے دو حصے کر کے آنحضرت نے دونوں کو دو دو رکعتیں پڑھا دیں۔ پہلی دو رکعتوں میں آپ کی نیت فرضوں کی تھی اور دوسری دو رکعتوں میں آپ نفل پڑھ رہے تھے اور مقتدی فرض۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ نفلوں کے پیچھے فرض نماز ہو جاتی ہے۔ یہ واقعہ بھی ذات الرقاع کی جنگ کا ہے اور یہ دوسری نماز تھی۔ پہلی اُس (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۳۹۔ وَعَنْهُ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃَ الْخَوْفِ فَصَفَفْنَا خَلْفَہٗ صَفَّیْنِ وَالْعَدُوُّ بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْقِبْلَۃِ فَکَبَّرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَبَّرْنَا جَمِیْعًا ثُمَّ رَکَعَ وَرَکَعْنَا جَمِیْعًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ وَرَفَعْنَا جَمِیْعًا ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُوْدِ وَالصَّفُّ الَّذِیْ یَلِیْہِ وَقَامَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فِیْ نَحْرِ الْعَدُوِّ فَلَمَّا قَضَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ السُّجُوْدَ وَقَامَ الصَّفُّ الَّذِیْ یَلِیْہِ انْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُوْدِ ثُمَّ قَامُوْا ثُمَّ تَقَدَّمَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ وَتَأَخَّرَ الْمُقَدَّمُ ثُمَّ رَکَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَکَعْنَا جَمِیْعًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ وَرَفَعْنَا جَمِیْعًا ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُوْدِ وَالصَّفُّ الَّذِیْ یَلِیْہِ الَّذِیْ کَانَ مُؤَخَّرًا فِی الرَّکْعَۃِ الْاُوْلٰی وَقَامَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فِیْ نَحْرِ الْعَدُوِّ فَلَمَّا قَضَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ السُّجُوْدَ وَالصَّفُّ الَّذِیْ یَلِیْہِ انْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدُوْا ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَسَلَّمْنَا جَمِیْعًا رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۳۹۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے۔ آپ نے ہمیں خوف کی نماز پڑھائی۔ ہم نے آپ کے پیچھے دو صفیں بنائیں۔ اور دشمن ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھا۔ آنحضرت نے بھی تکبیر کہی۔ اور ہم نے بھی اکٹھی تکبیر کہی۔ پھر ہم سب نے اکٹھے رکوع کیا۔ پھر سب نے اکٹھے رکوع سے سر اٹھایا۔ پھر آپ سجدہ کے لیے جھکے۔ اور جو صف آپ کے قریب تھی۔ اور پچھلی صف دشمن کے سامنے کھڑی رہی۔ جب آنحضرت اور پہلی صف سجود کر چکے۔ تو پچھلی صف سجدہ کے لیے جھکی۔ پھر یہ لوگ کھڑے ہو گئے پھر پچھلی صف آگے آگئی۔ اور اگلی پیچھے ہٹ گئی۔ پھر ہم نے آنحضرت نے اکٹھے رکوع کیا۔ پھر ہم نے اور آنحضرت نے اکٹھے سر اٹھایا۔ پھر آنحضرت اور پچھلی صف جو اب آگے آئی تھی۔ سجود میں چلے گئے۔ اور پچھلی صف دشمن کے سامنے کھڑی رہی۔ جب آپ اور آپ کے ساتھ والی صف سجدہ سے فارغ ہو چکی تو پچھلی صف سجدے میں چلی گئی۔ جب اس نے سجدہ کر لیا۔ تو پھر ہم نے اور آنحضرت نے اکٹھے سلام پھیرا[۱]۔ (مسلم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) صورت میں پڑھی تھی اور دوسری اس صورت میں۔ اور یہ مشرک جس نے تلوار کھینچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کی دھمکی دی تھی یہ غورث بن حارث تھا۔ بعد میں یہ شخص مسلمان ہو گیا تھا۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[۱] **نمازِ خوف کا ایک اور طریقہ:۔** اس حدیث کو احمد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس نماز کی کیفیت اس طرح ہے کہ سب نے آنحضرت کے پیچھے اکٹھی اقتدا کی۔ آنحضرت کے ساتھ والی صف جب سجدے میں گئی تو پچھلی صف کھڑی رہی پھر جب وہ سجدے کر کے اٹھے تو اب پچھلی صف نے سجدے کئے اور جب دوسری رکعت شروع ہوئی تو اگلی صف پیچھے ہٹ آئی اور پچھلی آپ کے ساتھ ہو گئی پھر قیام اور رکوع اکٹھا کیا اور پہلی صف سجدہ میں چلی گئی پچھلی کھڑی رہی جب وہ سجدوں سے فارغ ہو گئے تو پھر پچھلوں نے سجدے کئے اور سلام اکٹھا پھیرا۔ نماز کی یہ صورت بظاہر آیت کے خلاف ہے لیکن مختلف احوال کی بنا پر حالات مختلف ہو جاتے ہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۳۴۰: عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ صَلٰوۃَ الظُّھْرِ فِی الْخَوْفِ بِبَطْنِ نَخْلٍ فَصَلّٰی بِطَائِفَۃٍ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ جَاءَ طَائِفَۃٌ اُخْرٰی فَصَلّٰی بِھِمْ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۳۴۱: عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَزَلَ بَیْنَ ضَجْنَانَ وَعُسْفَانَ فَقَالَ الْمُشْرِکُوْنَ لِھٰؤُلَاءِ صَلٰوۃٌ ھِیَ اَحَبُّ اِلَیْھِمْ مِنْ اٰبَائِھِمْ وَاَبْنَائِھِمْ وَھِیَ الْعَصْرُ فَاَجْمِعُوْا اَمْرَکُمْ فَتَمِیْلُوْا عَلَیْھِمْ مَیْلَۃً وَاحِدَۃً وَاِنَّ جِبْرِیْلَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَہٗ اَنْ یُقِیْمَ اَصْحَابَہٗ شَطْرَیْنِ فَیُصَلِّیْ بِھِمْ وَتَقُوْمُ طَائِفَۃٌ اُخْرٰی وَرَاءَھُمْ وَلْیَاْخُذُوْا حِذْرَھُمْ وَاَسْلِحَتَھُمْ فَتَکُوْنُ لَھُمْ رَکْعَۃٌ وَلِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَکْعَتَانِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ۔

دوسری فصل

۱۳۴۰۔ جابرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت خوف کے وقت لوگوں کو ظہر کی نماز بطن نخل میں پڑھایا کرتے تھے۔ آپ نے ایک گروہ کو دو رکعت نماز پڑھائی اور سلام پھیر دیا۔ پھر دوسرا گروہ آگیا۔ پھر آپ نے ان کو دو رکعت پڑھا دیں[1] (شرح السنہ)

تیسری فصل

۱۳۴۱۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت ضجنان اور عسفان کے درمیان اترے۔ مشرکوں نے کہا۔ ان لوگوں کو ایک نماز باپ اور بیٹوں سے زیادہ پسندیدہ ہے وہ عصر کی نماز ہے۔ تم لوگ جمع رہو۔ اور ان پر یکبار حملہ کر دو۔ جبرائیل آنحضرت کے پاس آئے۔ اور فرمایا۔ اپنے ساتھیوں کو تقسیم فرما دیجئے۔ ایک گروہ کو آپ نے نماز پڑھائی۔ اور دوسرا گروہ اپنے ہتھیار اور بچاؤ کی چیزیں سنبھال کر دشمن کے سامنے کھڑا رہے۔ ان کی ایک ایک رکعت ہوگی۔ اور آنحضرت کی دو رکعت ہو جائیں گی۔[2] (ترمذی۔ نسائی)

---

[1] **نماز خوف کی ایک اور صورت:۔** بطن نخلہ مکہ اور طائف کے درمیان ایک مقام کا نام ہے۔ اس حدیث میں مقتدیوں کی صرف ایک ایک رکعت آئی ہے اور امام کی دو رکعتیں۔ بعض نے کہا ہے کہ مقتدیوں نے اپنی ایک ایک رکعت علیحدہ پڑھی تھی لیکن نسائی اور ابن حبان میں ابن عباس سے یہ لفظ مروی ہیں ولم یقضوا۔ اور انہوں نے اس رکعت کی قضا نہیں دی تھی۔

[2] **آیت صلوۃ خوف کا وقت نزول:۔** ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح غریب کہا ہے اور یہ عبداللہ بن شقیق سے بھی مروی ہے اور اس حدیث کا مطلب اس سے پہلی حدیث کے تحت بیان ہو چکا ہے۔ ضجنان مکہ مکرمہ کے قریب ایک پہاڑ کا نام ہے اور عسفان مکہ سے دو منزل کے فاصلہ پر ایک موضع ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ پہلی جنگ تھی جس میں خوف کی نماز پڑھی گئی۔ جنگ خندق (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ صَلٰوۃِ الْعِیْدَیْنِ

دونوں عید کی نماز

ہر قوم میں بعض اوقات خوشی مسرت اور زیب وزینت کے لیے متعین ہیں۔ عرب اور عجم میں یہ عادت معلوم ہے۔ اور یہی عادات عموماً قومی زندگی کی بنیاد تصور ہوتی ہیں۔ جہاں تک تہذیب کا تعلق ہے یہ تہوار اور عادات قومی زندگی کا ثبوت ہوتے ہیں۔ آنحضرت جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو اہل مدینہ میں نوروز اور مہرجان دو دن عید کے طور پر متعارف اور معلوم تھے۔ اصل میں یہ دونوں دن اہل فارس میں خوشی اور عید کے لیے مشہور تھے آنحضرت نے یہ دونوں دن بدل کر عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دو دن مقرر فرمائے۔ مقصد یہ تھا کہ خوشی کے متعلق فطرت انسانی کا اصول بھی قائم رہے۔ اور کفر کے ساتھ جو ضروری ربط موروثی طور پر آرہا تھا۔ وہ بھی ٹوٹ جائے۔ اور مسلمان اپنی عادات کے لحاظ سے ایک مستقل قوم تصور ہوں۔ کفر کی نقالی وتقلید کے لیے کوئی گنجائش نہ رہے بلکہ قومی تہذیب میں بھی امتیاز قائم رہے۔

عید الفطر رمضان میں بھوک کی آزمائش میں کامیابی کے بعد مسرت کے لیے ایک موقعہ تھا۔ اور عید الاضحیٰ میں حضرت ابراہیم کی آزمائش اور اس میں کامیابی کی وجہ سے قربانی کی عادت موجود تھی۔ اسے عید قرار دے کر حضرت ابراہیم اور ان کی ملت کے ساتھ ایک تعلق قائم فرمادیا۔ اس لیے دونوں عیدیں اپنی جگہ ایک قربانی اور آزمائش کی یادگار ہیں۔ ان مع العسر یسرا میں بھی اسی اصل عظیم کی وضاحت فرمائی گئی ہے۔

دوسری قوموں میں عید صرف کھانے اور پینے کا نام ہے۔ لیکن اسلام نے اللہ تعالیٰ کے لیے اجتماعی اور انفرادی ذکر کا بھی اہتمام فرمایا۔ کہ کوئی موقعہ بھی اللہ کی یاد سے خالی نہ رہے عید کی نماز کے دو طریق ہیں۔ اہل حجاز دونوں رکعات میں بارہ تکبیریں کہتے ہیں۔ سات پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے اور پانچ دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے اہل کوفہ دونوں رکعات میں سات تکبیرات کہتے۔ چار پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے تین دوسری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع سے پہلے شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں۔ وھما سنتان وعمل الحرمین ارجح (حجۃ اللہ ج۲ ص۲۳) یہ دونوں طریق مسنون ہیں۔ لیکن اہل حجاز کا عمل زیادہ بہتر ہے۔

عیدین میں یہ بھی مطلوب ہے کہ حاضری زیادہ سے زیادہ ہو۔ شوکت اسلامی کا اظہار ہو۔ اس لیے عورتوں کی حاضری کے لیے بھی تاکید فرمائی۔ حائضہ کو بھی تاکید فرمائی کہ عید گاہ میں پہنچے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۳۴۲۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ یَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰی اِلَی الْمُصَلّٰی فَاَوَّلُ شَیْءٍ یَبْدَأُ بِہِ الصَّلٰوۃُ ثُمَّ یَنْصَرِفُ فَیَقُوْمُ مُقَابِلَ النَّاسِ وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ عَلٰی صُفُوْفِھِمْ فَیَعِظُھُمْ وَیُوْصِیْھِمْ وَیَاْمُرُھُمْ وَاِنْ کَانَ یُرِیْدُ اَنْ یَّقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَہٗ اَوْ یَاْمُرَ بِشَیْءٍ اَمَرَ بِہٖ ثُمَّ یَنْصَرِفُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۳۴۳۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْعِیْدَیْنِ غَیْرَ مَرَّۃٍ وَلَا مَرَّتَیْنِ بِغَیْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَۃٍ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

پہلی فصل

۱۳۴۲۔ ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں آنحضرت عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن نماز گاہ کی طرف تشریف لے جاتے سب سے پہلے نماز ادا فرماتے۔ پھر لوٹ کر لوگوں کے سامنے کھڑے ہو جاتے۔ لوگ اپنی صفوں پر بیٹھے رہتے آپ انہیں وعظ کرتے۔ وصیت فرماتے اور احکام دیتے۔ اگر کوئی لشکر بھیجنا ہوتا تو یہیں اس کا اعلان فرما دیتے۔ یا کسی چیز کا حکم دینا ہوتا۔ تو حکم فرما دیتے۔ پھر واپس تشریف لے آتے۔ (بخاری مسلم)

۱۳۴۳۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت اور حضرت ابوبکر حضرت عمر دونوں عید کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے[1]۔ (بخاری مسلم)

---

[1] عید کی نماز خطبہ سے پہلے ہے:۔ اس کو بخاری نے عیدین کی نماز میں انہی لفظوں سے روایت کیا ہے اور اس کا مضمون تمام اہل سنن اور احمد میں بھی ہے۔ مدینہ منورہ کی عید گاہ مسجد کے دروازہ سے ایک ہزار گز کے فاصلہ پر تھی۔ آنحضرت کے زمانہ میں وہاں کوئی منبر نہیں تھا۔ آپ کا دستور یہ تھا کہ عید کے روز سب سے پہلے نماز پڑھاتے بعد میں خطبہ ہوتا خلفائے راشدین کے زمانہ میں بھی اسی طرح رہا۔ مروان نے نماز سے پہلے خطبہ پڑھنے کی بد رسم شروع کی۔

[2] عید کی نماز بغیر اذان و اقامت کے:۔ اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ تمام امت کا سلفاً خلفاً اسی پر عمل ہے کہ عیدین میں اذان اور اقامت نہیں ہے۔ صرف ایک عبد اللہ بن زبیر اس مسئلہ میں امت سے الگ ہیں انہوں نے عیدین میں اذان اور اقامت کہی ہے۔ ابن ابی شیبہ نے ابن مسیب سے روایت کیا ہے کہ سب سے پہلے عیدین میں اذان و اقامت امیر معاویہ نے شروع کی اور بعض نے زیاد کا نام لیا ہے۔ امام شافعی نے زہری سے روایت کی ہے کہ آنحضرت کسی کو حکم دیتے کہ کہو الصلوۃ جامعۃ نماز کی جماعت ہوگی لیکن یہ حدیث مرسل ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۴۴۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ يُصَلُّوْنَ الْعِيْدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَشَهِدْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيْدَ قَالَ نَعَمْ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَلَا إِقَامَةً ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَرَأَيْتُهُنَّ يَهْوِيْنَ إِلٰى آذَانِهِنَّ وَحُلُوْقِهِنَّ إِلٰى بِلَالٍ ثُمَّ ارْتَفَعَ هُوَ وَبِلَالٌ إِلٰى بَيْتِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۴۵۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى يَوْمَ الْفِطْرِ رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهُمَا وَلَا بَعْدَهُمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۴۶۔ وَعَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ أُمِرْنَا أَنْ نُخْرِجَ الْحُيَّضَ يَوْمَ الْعِيْدَيْنِ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَدَعْوَتَهُمْ وَتَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ عَنْ مُصَلَّاهُنَّ قَالَتِ امْرَأَةٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِحْدَانَا لَيْسَ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۴۴۔ ابن عباسؓ سے پوچھا کہ آپ عید کی نماز میں آنحضرت کے ساتھ حاضر ہوئے۔ فرمایا۔ ہاں آنحضرت عید کے لیے نکلے پھر نماز پڑھی۔ پھر خطبہ دیا۔ نہ اذان کا ذکر کیا۔ نہ اقامت کا۔ پھر عورتوں کے پاس آئے۔ انہیں وعظ کیا نصیحت فرمائی۔ اور صدقہ کا حکم دیا۔ میں نے دیکھا کہ عورتیں کانوں اور گلے سے زیور اتار کر بلال کو دے دیتیں پھر حضرت بلال اور آنحضرت گھر تشریف لے آئے۔[1] (بخاری مسلم)

۱۳۴۵۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے عید فطر کے دن دو رکعت پڑھیں۔ نہ ان سے پہلے کچھ پڑھا۔ نہ ان کے بعد۔[2] (بخاری مسلم)

۱۳۴۶۔ ام عطیہؓ فرماتی ہیں۔ ہمیں حکم دیا گیا۔ کہ ہم عید کے دن حیض والی اور پردہ نشین لڑکیوں کو میدان عید میں لائیں وہ مسلمانوں کے ساتھ دعا اور نماز میں شریک ہوں۔ حائضہ عورتیں نماز سے الگ رہیں۔ ایک عورت نے عرض کیا حضرت! ہم میں سے بعض کے پاس بڑی چادر نہیں ہوتی۔ فرمایا۔ اس کی دوسری سہیلی اپنی چادر پہننے کے لیے دیدے۔[3] (بخاری مسلم)

---

[1] اس حدیث کو ابوداؤد کے سوا اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے یہ سب حدیثیں متفق ہیں کہ عیدین میں نہ اذان ہے نہ اقامت اور یہ کہ پہلے نماز ہو اور بعد میں خطبہ۔ مروان نے خطبہ پہلے شروع کیا تو صحابہ نے اسے برا سمجھا اور ابوسعید خدری نے اس کو ڈانٹا۔

[2] **نماز عید سے آگے پیچھے کوئی نفل نہیں:**۔ اس کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ عیدگاہ میں نماز سے پہلے اور پیچھے کوئی نماز نہیں ائمہ ثلثہ اسی کے قائل ہیں شافعی کہتے ہیں کہ عام آدمی اگر کچھ پڑھنا چاہے تو جائز ہے لیکن امام نہ پڑھے ہاں گھر آ کر دو رکعت پڑھ سکتا ہے

[3] **عید میں کونسی عورت نہ جائے:**۔ اس کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ تمام عورتیں (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۴۸:۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ فِيْ اَيَّامِ مِنًى تُدَفِّفَانِ وَ تَضْرِبَانِ وَفِيْ رِوَايَةٍ تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاوَلَتِ الْاَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهٖ فَانْتَهَرَهُمَا اَبُوْبَكْرٍ فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ فَقَالَ دَعْهُمَا يَا اَبَا بَكْرٍ فَاِنَّهَا اَيَّامُ عِيْدٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَا اَبَا بَكْرٍ اِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا وَهٰذَا عِيْدُنَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۴۹:۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْدُوْ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَاْكُلَ تَمَرَاتٍ وَيَاْكُلُهُنَّ وِتْرًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۳۵۰:۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدٍ خَالَفَ الطَّرِيْقَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۳۴۸۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ حضرت ابوبکر عید کے دن ان کے ہاں تشریف لائے وہاں دو لڑکیاں منیٰ کے دنوں میں دف بجا رہی تھیں۔ ایک روایت میں آیا ہے۔ وہ جنگ بعاث میں انصار کو جو کچھ پیش آیا۔ گا رہی تھیں۔ آنحضرت کپڑا لپیٹے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر نے انہیں ڈانٹا۔ آنحضرت نے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹا کر فرمایا۔ ابوبکر انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو۔ یہ عید کا دن ہے ایک روایت میں آیا ہے۔ ہر قوم کے لیے عید ہوتی ہے۔ اور یہ ہماری عید ہے[1]۔

۱۳۴۹۔ حضرت انسؓ فرماتے۔ آنحضرت عید فطر کے دن عید کے لیے جانے سے پہلے چند کھجوریں ضرور کھاتے اور طاق کھاتے[2] (بخاری)

۱۳۵۰۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت عید کے دن آنے جانے کا راستہ بدل دیتے[3]۔ (بخاری)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) عیدگاہ میں جائیں کیا بوڑھی کیا جوان ہاں عدت والی اور معذور نہ جائیں یا جس کے جانے سے فتنے کا خطرہ ہو۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] عید میں اشعار پڑھنے کی اجازت:۔ اس کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اس مضمون کی حدیثیں صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہیں۔ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اگر گانے والی عورت ہو یا بے ریش لڑکا اور اشعار شہوت انگیز ہوں اور آلات ملاہی (گانے بجانے) بھی ہوں تو ایسا گانا سننا قطعاً حرام ہے۔ اور اگر شعر اچھے ہوں گانے والا مرد ہو اور باجے وغیرہ یا دف۔ طنبورہ ڈھولک یا چمٹا نہ ہو تو ایسے سماع میں کوئی حرج نہیں۔ مدینہ والے گانے کے بڑے شوقین تھے اگر چھوٹی بچیاں گا رہی ہوں تو زیادہ سختی نہ کرنی چاہیے۔ بُعاث اوس کا ایک قلعہ تھا اس کے پاس اوس اور خزرج کی لڑائی ہوئی تھی اسے جنگ بعاث کہتے ہیں ایک سو بیس سال تک جاری رہی اسلام آیا تو ختم ہوئی۔

[2] اس کو احمد ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ عید الفطر کے دن کھجوریں اس لیے کھا کر جاتے کہ کوئی جاہل یہ نہ سمجھ لے کہ عید پڑھنے تک آج بھی روزہ ہے اور عید الاضحیٰ کے دن خیال ہوتا ہے کہ قربانی ہو جائے گی تو گوشت سے روٹی کھائیں گے۔

[3] اس مضمون کی ایک حدیث ابوہریرہ سے احمد اور ترمذی میں بھی ہے۔ راستہ بدلنے کی وجہ یہ ہے کہ دونوں راستے اس کے عید پڑھنے کے لیے جانے کی شہادت دیں دونوں راستوں والے تکبیروں اور برکت سے مستفید ہوں اور تاکہ غیر مسلم بھی اسلام کی شوکت دیکھیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۵۱:۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ فِي يَوْمِنَا هَذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ نُصَلِّيَ فَإِنَّمَا هُوَ شَاةُ لَحْمٍ عَجَّلَهُ لِأَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۵۲:۔ وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا أُخْرَى وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ حَتَّى صَلَّيْنَا فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۵۳:۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَإِنَّمَا يَذْبَحُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهُ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِينَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۵۴:۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْبَحُ وَيَنْحَرُ بِالْمُصَلَّى رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

اَلْفَصْلُ الثَّانِي

۱۳۵۱۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ہمیں نحر کے دن خطبہ دیا۔ اور فرمایا۔ سب سے پہلے اس دن ہم نماز پڑھیں گے۔ پھر واپس جاکر قربانی کریں گے۔ جس نے اس طرح کیا۔ اس نے ہماری سنت کے مطابق کیا۔ جس نے نماز سے پہلے قربانی کی۔ تو یہ صرف گوشت کے لیے ہوگی۔ جو اس نے گھر کی ضرورت کے لیے جلدی ذبح کر لی۔ وہ قربانی قطعاً نہیں[1]۔ (بخاری مسلم)

۱۳۵۲۔ جندبؓ بن عبداللہ بجلی سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا جو نماز سے پہلے ذبح کرے۔ اسے اس کی بجائے دوسری قربانی کرنا چاہیئے۔ جس نے ذبح نہیں کی یہاں تک کہ ہم نے نماز پڑھ لی۔ وہ اللہ کا نام لیکر ذبح کرے۔ (بخاری مسلم)

۱۳۵۳۔ براءؓ فرماتے ہیں۔ جس نے نماز سے پہلے ذبح کر لیا۔ اس نے اپنی ضرورت کے لیے ذبح کیا۔ جس نے نماز کے بعد ذبح کیا۔ اس کی قربانی درست ہوگئی۔ اور مسلمانوں کی سنت کو اس نے پالیا۔ (بخاری مسلم)

۱۳۵۴۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ذبح اور نحر نمازگاہ میں کیا۔ (بخاری)

دوسری فصل

[1] خلاف سنت عمل ناقابل قبول ہے: ۔ اس کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اور اس باب میں جندب بن عبداللہ اور براء کی حدیثیں بھی ہیں جو کہ کتاب میں موجود ہیں اور اس کے علاوہ صحابہ کی ایک جماعت سے بھی اس مضمون کی حدیثیں مروی ہیں اس پر اتفاق ہے کہ جو قربانی نماز پڑھنے سے پہلے ذبح ہو جائے وہ قربانی نہیں ہوتی اور اس پر بھی اجماع ہے کہ سورج نکلنے سے پہلے ذبح کرنا جائز نہیں اور ایسے ہی سورج نکلنے کے بعد اور نماز سے پہلے بھی جائز نہیں اور اگر وہاں عید کی نماز نہ ہوتی ہو تو نیزہ بھر سورج آنے کے بعد دو رکعت اور مختصر خطبے کا وقت گذار کر قربانی ذبح کر سکتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۵۵۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَلَهُمْ يَوْمَانِ يَلْعَبُونَ فِيهِمَا فَقَالَ مَا هٰذَانِ الْيَوْمَانِ قَالُوا كُنَّا نَلْعَبُ فِيهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَبْدَلَكُمُ اللهُ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا يَوْمَ الْأَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

۱۳۵۶۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَطْعَمَ وَلَا يَطْعَمُ يَوْمَ الْأَضْحٰى حَتّٰى يُصَلِّيَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

۱۳۵۷۔ وَعَنْ كَثِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي الْعِيْدَيْنِ فِي الْأُوْلٰى سَبْعًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَفِي الْآخِرَةِ خَمْسًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

۱۳۵۸۔ وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ مُرْسَلًا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَبَّرُوْا فِي الْعِيْدَيْنِ وَالْاِسْتِسْقَاءِ سَبْعًا وَخَمْسًا وَصَلَّوْا قَبْلَ الْخُطْبَةِ وَجَهَرُوْا بِالْقِرَاءَةِ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ۔

۱۳۵۵۔ انسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت مدینہ منورہ آئے۔ اور یہ لوگ دو دن کھیل کود میں صرف کرتے تھے۔ آنحضرت نے دریافت فرمایا۔ یہ دو دن کیسے ہیں۔ انصار نے عرض کیا دور جاہلیت میں ان دنوں کو کھیل کے لیے وقف سمجھتے تھے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کی بجائے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دو دن بدل دیئے ہیں[1]۔ (ابوداؤد)

۱۳۵۶۔ بریدہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت عید فطر کے دن کچھ کھائے بغیر نہیں نکلتے تھے۔ اور عید اضحیٰ کے دن نماز سے پہلے کچھ نہیں کھاتے تھے[2]۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ دارمی)

۱۳۵۷۔ کثیر بن عبداللہؓ اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں۔ وہ کثیر کے دادا سے روایت فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے دونوں عیدوں میں پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات تکبیرات کہیں اور پچھلی میں پانچ[3]۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ دارمی)

۱۳۵۸۔ جعفر بن محمدؒ سے مرسلاً مروی ہے۔ آنحضرت اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے دونوں عید اور استسقاء کی نماز میں سات اور پانچ تکبیرات کہیں۔ اور خطبہ سے پہلے نماز پڑھی۔ اور قرأت بلند آواز سے پڑھی۔ (شافعی)

---

[1] **مشرکوں کی عید پر خوشی کا اظہار منع ہے:۔** اس پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے اور اسے ترمذی۔ نسائی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور نسائی کی سند بقول حافظ ابن حجر صحیح ہے۔ مدینہ والے نوروز اور مہرجان کے دنوں میں خوشی کرتے اور عید مناتے تھے ان دنوں میں دن رات اور گرمی سردی اعتدال پر ہوتی تھی۔ حدیث میں دلالت ہے کہ مشرکوں کی عید کے دن خوشی کا اظہار منع ہے۔

[2] اس حدیث کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔

[3] **عیدین میں تکبیرات کی تعداد:۔** اس حدیث کو ابن خزیمہ نے ضعیف سند سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کثیر کی روایت کو حسن کہا ہے امام بخاری نے کہا اس مضمون میں یہ حدیث سب سے بہتر ہے۔ نووی نے کہا اس کے اور بھی بہت سے (باقی بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۵۹:۔ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا مُوْسٰى وَحُذَيْفَةَ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي الْأَضْحٰى وَالْفِطْرِ فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى كَانَ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا تَكْبِيْرَةً عَلَى الْجَنَائِزِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ صَدَقَ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

۱۳۶۰:۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُوْوِلَ يَوْمَ الْعِيْدِ قَوْسًا فَخَطَبَ عَلَيْهِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

۱۳۵۹۔ سعید بن عاصؓ فرماتے ہیں۔ میں نے ابوموسیٰ اور حذیفہ سے دریافت کیا۔ کہ آنحضرت عید الاضحیٰ اور فطر میں کیسے تکبیریں کہتے تھے۔ ابوموسیٰ نے فرمایا۔ جنازہ کی طرح آنحضرت چار تکبیرات کہتے تھے۔ حضرت حذیفہ نے ان کی تصدیق فرمائی۔[1] (ابوداؤد)

۱۳۶۰۔ براءؓ فرماتے ہیں۔ عید کے دن آنحضرت کو کمان دی گئی۔ اس پر ٹیک لگا کر آنحضرت نے خطبہ دیا۔[2] (ابوداؤد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) شواہد میں جیسا کہ احمد۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ اور دارقطنی نے اسے عمرو بن شعیب سے روایت کیا ہے عراقی نے کہا اس کی سند اچھی ہے اور احمد۔ علی بن مدینی اور بخاری نے اسے صحیح کہا ہے اور ایک شاہد عمرو بن عوف مزنی کا ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے اور ترمذی نے اسے بہترین حدیث کہا ہے۔ علماء نے عیدین کی نمازوں میں تکبیرات کے عدد اور موقع تکبیر میں اختلاف کیا ہے۔ یہ دس قول ہیں۔ ابن عبد البر نے کہا ان سب سے راجح اور اولیٰ یہ ہے کہ سات پہلی رکعت میں ہوں اور پانچ دوسری میں اس لیے کہ آنحضرت سے صحیح طریق سے صرف یہی منقول ہیں ائمہ ثلاثہ اور اہلحدیث کا یہی مسلک ہے۔ اور یہ تکبیرات تکبیر تحریمہ اور تکبیر قیام کے علاوہ ہیں۔ عبد الرزاق نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کیا ہے کہ پہلی رکعت میں تکبیریں قرأت سے پہلے ہوں اور دوسری میں بعد قرأت لیکن یہ حدیث موقوف ہے یہ بھی اختلاف ہے کہ تکبیرات پے درپے کہی جائیں یا ان میں کچھ پڑھا بھی جائے۔ امام ابوحنیفہ اور مالک پے درپے کہتے ہیں اور احمد شافعی تکبیروں کے درمیان تسبیحات کہنے کے قائل ہیں۔ بقول جمہور عیدین کی تکبیرات واجب نہیں ان کے رہ جانے سے سجدہ سہو نہیں پڑتا۔ حضرت جعفر کی اگلی حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ امام شافعی نے اس کو حضرت علی سے موقوفاً روایت کیا ہے اور اس باب میں بزار نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف سے صحیح اور مرفوع روایت کی ہے۔ نماز خطبہ سے پہلے ہے اس پر سب کا اتفاق ہے اور عیدین میں قرأت جہر سے ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] عیدین میں چھ تکبیروں کی حدیث ضعیف ہے:۔ اس حدیث کی سند میں عبد الرحمٰن بن ثوبان ضعیف ہے اور اس کے علاوہ اس کا ایک راوی ابو عائشہ مجہول ہے۔ امام بیہقی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں راوی نے دو جگہ ٹھوکر کھائی ہے ایک تو یہ کہ اس نے جواب کی نسبت ابوموسیٰ کی طرف کی ہے۔ حالانکہ حقیقتاً یہ نسبت ابن مسعود کی طرف ہے اور پھر ان تمام غلطیوں کے باوجود یہ حدیث موقوف ہے مرفوع نہیں ہے۔ اور یہ حدیث احناف کی دلیل ہے کہ عیدین کی نماز میں زائد تکبیرات چھ ہیں۔ تین پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد۔ اور تکبیر تحریمہ اور تکبیر رکوع اس کے علاوہ ہیں۔

باقی بر صفحہ آئندہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۶۱- وَعَنْ عَطَاءٍ مُرْسَلًا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَطَبَ يَعْتَمِدُ عَلٰى عَنَزَتِهٖ اِعْتِمَادًا رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ

۱۳۶۲- وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ شَهِدْتُ الصَّلٰوةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَوْمِ عِيْدٍ فَبَدَأَ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ قَامَ مُتَّكِئًا عَلٰى بِلَالٍ فَحَمِدَ اللهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَوَعَظَ النَّاسَ وَذَكَّرَهُمْ وَحَثَّهُمْ عَلٰى طَاعَتِهٖ وَمَضٰى اِلَى النِّسَاءِ وَمَعَهٗ بِلَالٌ فَاَمَرَهُنَّ بِتَقْوَى اللهِ وَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

۱۳۶۳- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيْدِ فِيْ طَرِيْقٍ رَجَعَ فِيْ غَيْرِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔

۱۳۶۱- عطاءؓ سے مرسل مروی ہے۔ کہ آنحضرت جب خطبہ دیتے۔ تو اپنے چھوٹے نیزے پر ٹیک لگاتے۔ (شافعی)

۱۳۶۲- جابرؓ فرماتے ہیں۔ میں آنحضرت کے ساتھ عید کی نماز میں حاضر ہوا۔ آپ نے خطبہ سے پہلے نماز شروع فرمائی اور اذان اور اقامت کے بغیر جب نماز سے فارغ ہوئے۔ تو حضرت بلال پر ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا فرمائی۔ لوگوں کو وعظ نصیحت کی۔ اور اپنی اطاعت کی ترغیب دی۔ پھر عورتوں کی طرف گئے۔ بلال آپ کے ساتھ تھے ان کو اللہ سے ڈرنے کا حکم دیا۔ اور نصیحت فرمائی[۲] (نسائی)

۱۳۶۳- ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت عید کے دن ایک راستہ سے جاتے۔ تو دوسرے راستہ سے واپس تشریف لاتے۔ (ترمذی۔ دارمی)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۱] **خطبہ کے وقت ٹیک لگانا**:۔ براء کی حدیث پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے اور اس کو احمد اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے اور ابن سکن نے اس کو صحیح کہا ہے اور عطا کی مرسل حدیث کو بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور اسکی سند میں لیث بن ابی سلیم مختلف فیہ ہے۔ یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ خطبہ میں کمان یا تلوار پر تکیہ لگانا مسنون ہے۔ علماء نے کہا ہے کہ جس شہر کو بزور شمشیر فتح کیا ہو اس میں تکیہ اسلحہ پر لگایا جائے اور جو شہر بغیر لڑائی کے فتح ہو اس میں تکیہ عصا پر کرنا چاہئے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[۲] **عیدین میں عورتوں کو وعظ کہنا**:۔ یہ الفاظ نسائی کے ہیں اور اس کا اصل صحیحین میں بھی ہے اس میں دلیل ہے کہ خطبہ کے دوران آدمی پر بھی ٹیک لگائی جا سکتی ہے۔ عورتوں کے وعظ کا مضمون یہ تھا کہ تم صدقہ کرو میں نے تمہیں مردوں کی نسبت دوزخ میں زیادہ دیکھا ہے۔ عورتوں نے کہا اس کی کیا وجہ ہے تو فرمایا تم خاوند کی ناشکری کرتی ہو۔ لعنت بہت زیادہ کرتی ہو اچھے بھلے عقلمند آدمی کو بیوقوف بنا دیتی ہو اور پھر آپ نے فرمایا تم دین کی بھی ناقص ہو اور عقل کی بھی کہنے لگیں کس طرح تو فرمایا کیا ایک مرد کی گواہی کے برابر دو عورتوں کی گواہی نہیں ہے کہنے لگیں ہاں تو آپ نے فرمایا یہ اس کے عقل کا نقصان ہے اور کیا جب عورت حائضہ ہوتی ہے تو نماز نہیں چھوڑ دیتی؟ کہنے لگیں ہاں تو آپ نے فرمایا یہ اس کے دین کا نقصان ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۶۴۔ وَعَنْهُ اَنَّهُ اَصَابَهُمْ مَطَرٌ فِيْ يَوْمِ عِيْدٍ فَصَلّٰى بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْعِيْدِ فِي الْمَسْجِدِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۱۳۶۵۔ وَعَنْ اَبِي الْحُوَيْرِثِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ اِلٰى عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَهُوَ بِنَجْرَانَ عَجِّلِ الْاَضْحٰى وَاَخِّرِ الْفِطْرَ وَذَكِّرِ النَّاسَ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ۔

۱۳۶۶۔ وَعَنْ اَبِيْ عُمَيْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ عُمُوْمَةٍ لَّهُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَكْبًا جَاؤُا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّهُمْ رَاَوُا الْهِلَالَ بِالْاَمْسِ فَاَمَرَهُمْ اَنْ يُّفْطِرُوْا وَاِذَا اَصْبَحُوْا اَنْ يَّغْدُوْا اِلٰى مُصَلَّاهُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

۱۳۶۴۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ عید کے دن بارش ہوگئی۔ آپ نے صحابہ کو عید کی نماز مسجد میں پڑھائی[1]۔ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

۱۳۶۵۔ ابوالحویرثؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے عمرو بن حزم کو لکھا۔ وہ نجران میں گورنر تھے۔ عید اضحٰی کو سویرے پڑھو۔ اور عید الفطر دیر سے پڑھو[2] اور لوگوں کو نصیحت کرو۔ (شافعی)

۱۳۶۶۔ ابوعمیرؓ اپنے بعض چچوں سے روایت فرماتے ہیں۔ یہ آنحضرت کے صحابی تھے۔ آنحضرت کے پاس سواروں کی ایک جماعت آئی۔ انہوں نے شہادت دی۔ کہ انہوں نے کل چاند دیکھا ہے۔ آپ نے انہیں روزہ افطار کرنے کا حکم دیا اور فرمایا۔ کل صبح سویرے ہی نمازگاہ میں پہنچ جائیں[3]۔ (ابوداؤد۔ نسائی)

---

[1] **عذر سے عید کی نماز مسجد میں پڑھنا:**۔ اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور ابوداؤد اور منذری نے اس پر سکوت کیا ہے اور اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ بارش میں جو آدمی چاہے اپنے گھر میں نماز پڑھ لے۔ آنحضرت عیدین کی نماز بن باہر جاکر پڑھتے تھے اور عذر سے مسجد میں بھی پڑھی ہیں۔ بارش کے عذر سے باہر نہ جانا مکروہ نہیں ہے۔ علماء نے کہا ہے کہ مکہ والے خانہ کعبہ میں عید کی نماز پڑھیں اور صحرا کو نہ جائیں اور اسی طرح مدینہ والے بھی مسجد نبوی میں نماز پڑھیں۔

[2] **عیدین کی نماز کا وقت:**۔ اس حدیث کو بیہقی نے روایت کر کے مرسل کہا ہے کیونکہ ابوالحویرث تبع تابعین سے ہے اور اس کا نام عبدالرحمٰن بن معاویہ ہے اور اس کی تائید بریدہ کی وہ حدیث کرتی ہے جس میں ہے کہ آپ عید الفطر کھجوریں کھا کر پڑھا کرتے اور عید الاضحٰی کے دن قربانی کے گوشت سے روٹی کھاتے۔ عید الفطر اس لیے دیر سے پڑھی جائے کہ فطرانہ دینے کے لیے وقت زیادہ بچے اور عید الاضحٰی اس لیے جلدی پڑھی جائے کہ قربانی کے لیے وقت زیادہ مل جائے۔

[3] **عذر سے عید دوسرے دن پڑھنا:**۔ اس کو احمد۔ ابن ماجہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور ابن سکن۔ ابن منذر اور ابن حزم نے اس کو صحیح کہا ہے۔ یہ قافلہ تیسویں روزہ کو پچھلے پہر آیا تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اگر عید کی نماز کا وقت گزر جانے کے بعد چاند نکلنے کی اطلاع ملے تو روزہ اسی وقت افطار کر لیا جائے اور نماز دوسرے دن پڑھی جائے۔ عید کی نماز کا وقت زوال سے پہلے پہلے (باقی برصفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۳۶۷: عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَا لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْأَضْحٰى ثُمَّ سَأَلْتُهُ يَعْنِي عَطَاءً بَعْدَ حِينٍ عَنْ ذٰلِكَ فَأَخْبَرَنِي قَالَ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنْ لَا أَذَانَ لِلصَّلٰوةِ يَوْمَ الْفِطْرِ حِينَ يَخْرُجُ الْإِمَامُ وَلَا بَعْدَ مَا يَخْرُجُ وَلَا إِقَامَةَ وَلَا نِدَاءَ وَلَا شَيْءَ لَا نِدَاءَ يَوْمَئِذٍ وَلَا إِقَامَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۶۸: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْأَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ فَيَبْدَأُ بِالصَّلٰوةِ فَإِذَا صَلّٰى صَلٰوتَهُ قَامَ فَأَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَهُمْ جُلُوسٌ فِي مُصَلَّاهُمْ فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ بِبَعْثٍ ذَكَرَهُ لِلنَّاسِ أَوْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ بِغَيْرِ ذٰلِكَ أَمَرَهُمْ بِهَا وَكَانَ يَقُولُ تَصَدَّقُوا تَصَدَّقُوا تَصَدَّقُوا وَكَانَ أَكْثَرَ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَاءُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَلَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰى كَانَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ فَخَرَجْتُ مُخَاصِرًا مَرْوَانَ حَتّٰى أَتَيْنَا الْمُصَلّٰى فَإِذَا كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ

تیسری فصل

۱۳۶۷: ابن جریجؒ فرماتے ہیں مجھے عطاء نے ابن عباس اور جابر سے خبر دی۔ ان دونوں نے خبر دی کہ فطر اور اضحیٰ کے دن اذان نہیں دی جاتی تھی پھر میں نے اس کے متعلق کچھ عرصے کے بعد دریافت کیا۔ اس نے مجھے خبر دی کہا کہ مجھے جابر بن عبداللہ نے اطلاع دی۔ فطر کی نماز کے لیے اذان نہیں تھی۔ نہ امام کے نکلنے کے وقت اور نہ ہی امام کے نکلنے کے بعد (یعنی خطبہ کے لیے) نہ اقامت نہ کوئی آواز نہ ہی اس قسم کی کوئی آواز جیسے اذان یا اقامت کہا جا سکے۔[1] (مسلم)

۱۳۶۸: ابو سعیدؓ خدری فرماتے ہیں آنحضرتؐ عید الاضحیٰ اور فطر کے دن نکلتے۔ سب سے پہلے نماز ادا فرماتے۔ جب نماز سے فارغ ہو جاتے۔ تو لوگوں کی طرف توجہ فرماتے اور لوگ سامنے نماز گاہ میں بیٹھے ہوتے اگر آپ نے کوئی لشکر بھیجنا ہوتا۔ تو لوگوں سے اس کا تذکرہ فرماتے اس کے سوا کوئی اور ضرورت ہوتی تو اس کا ذکر بھی فرما دیتے۔ اور صدقہ کا بار بار حکم فرماتے۔ اور عورتیں سب سے زیادہ صدقہ کرتیں۔ پھر واپس تشریف لے آتے یہ سنت مروان بن حکم کے زمانہ حکومت تک اسی طرح جاری رہی میں مروان کی کمر میں ہاتھ ڈالے ہوئے نکلا۔ ہم نماز گاہ میں آئے وہاں کثیر بن صلت نے سطح اد

ہے اور روزہ کے افطار کے لیے دو آدمیوں کی شہادت لازمی ہے اور روزہ رکھنے کے لیے ایک آدمی کی۔

[1] اس مضمون کی حدیثیں صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہیں کہ عید کی نماز میں اذان اور اقامت مشروع نہیں ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَدْ بَنٰی مِنْبَرًا مِنْ طِیْنٍ وَّلَبِنٍ فَاِذَا مَرْوَانُ یُنَازِعُنِیْ یَدَہٗ کَاَنَّہٗ یَجُرُّنِیْ نَحْوَ الْمِنْبَرِ وَاَنَا اَجُرُّہٗ نَحْوَ الصَّلٰوۃِ فَلَمَّا رَاَیْتُ ذٰلِکَ مِنْہُ قُلْتُ اَیْنَ الْاِبْتِدَاءُ بِالصَّلٰوۃِ فَقَالَ لَا یَا اَبَا سَعِیْدٍ قَدْ تُرِکَ مَا تَعْلَمُ قُلْتُ کَلَّا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا تَاْتُوْنَ بِخَیْرٍ مِّمَّا اَعْلَمُ ثَلٰثَ مِرَارٍ ثُمَّ انْصَرَفَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

اینٹوں کا منبر بنا دیا تھا۔ مروان مجھ سے ہاتھ چھڑا کر منبر کی طرف لے جانا چاہتے تھے۔ اور میں اسے نماز کی طرف لے جانا چاہتا تھا۔ میں نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو میں نے کہا نماز سے پہلے ادا کرنے کا طریقہ کہاں گیا۔ مروان نے کہا ابوسعید جو تم جانتے ہو وہ متروک ہو چکا۔ میں نے کہا قطعاً نہیں۔ مجھے اللہ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ تمہیں میرے علم کے سوا کہیں خیر نہیں ملے گی۔ یہ تین دفعہ فرمایا۔ پھر واپس چلا آیا۔

لے **عید کی نماز کے بعد خطبہ**:۔ یہ حدیث فصل اوّل میں پہلے گزر چکی ہے اور یہ مضمون بخاری میں بھی ہے۔ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ مروان نے مسجد نبوی کا منبر باہر عیدگاہ میں نکلوایا۔ لیکن اصل یہ ہے کہ پہلے اس کا یہی ارادہ تھا کہ منبر نکلوائے لیکن جب صحابہ نے اس کو روکا تو اس نے منبر تو نہ نکلوایا لیکن بنوا لیا۔ پھر اس نے پہلے خطبہ دینا چاہا تو حضرت ابوسعید خدریؓ نے اس کو روکا۔ اور "پھر گیا" کا مطلب ایک تو یہ لیا گیا ہے کہ جب ابوسعید کے کہنے پر بھی مروان باز نہ آیا تو ابوسعید واپس آ گئے اور اس کے ساتھ عید کی نماز نہ پڑھی۔ اور دوسرا مطلب یہ لیا گیا ہے کہ مروان منبر چھوڑ کر نماز پڑھنے کی طرف آ گیا اور بخاری کی حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ الْاُضْحِيَۃِ

قربانی کا ذکر

قربانی کا جذبہ زندگی کا احساس ہے۔ اسلام نے حسب موقع انسان سے قربانی طلب فرمائی۔ حق و باطل کی آویزش جب انتہا کو پہنچ جائے تو قتال کا حکم دے کر انسان سے اس کی جان کی قربانی طلب فرمائی گئی۔ ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ (اللہ نے جنت کے عوض اہل ایمان سے ان کے مال اور جان خرید لی ہے۔ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون (نساء) جب تک دل پسند چیزیں اللہ کی راہ میں خرچ کرو تمہیں بھلائی نہیں مل سکتی۔ اس قسم کی آیات قرآن عزیز میں کثرت سے وارد ہوئی ہیں۔

زکوٰۃ مستقل سالانہ قربانی ہے جسے مال کی ایک خاص مقدار پر فرض فرمایا گیا ہے۔ یہ بھی قربانی کی ایک خاص صورت ہے۔ اس کے علاوہ صدقات کی مختلف اقسام ہیں۔ جیسے طوعاً اور تطوعاً مقرر فرمایا گیا ہے۔ یہ نفلی صدقات اختیاری قربانی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اسی طرح خون کی قربانی کو بھی اسلام میں خاص مقام اور اہمیت حاصل ہے۔ عقیقہ یعنی جو قربانی بچوں کی ولادت کے موقع پر کی جاتی ہے۔ اس مال کی قربانی سے جرأت بھی پیدا ہوتی ہے۔ حج میں بعض نقائص کی بنا پر جرمانہ کے طور پر قربانی کا حکم فرمایا گیا۔

ایام حج میں حج کی بعض صورتوں میں قربانی واجب ہے۔ جیسے قران اور تمتع اس میں بھی مال کی قربانی کے ساتھ ذبح کرنے اور خون بہانے کی عادت ڈالی گئی ہے۔

ظاہر ہے کہ حج ۸ھ میں فرض ہوا۔ فرضیت کے بعد پہلا حج آنحضرت کے حکم سے حضرت ابوبکر اور حضرت علی اور بہت صحابہ نے ۹ھ میں کیا۔ فرضیت کے بعد پہلا حج آنحضرت نے ۱۰ھ میں کیا۔ اس کے قریب ۸۰ دن بعد آنحضرت نے اس دنیا سے انتقال فرمایا۔ اس حج کے موقعہ پر آنحضرت نے ایک سو اونٹ قربانی کیا۔ اس حج میں آنحضرت کے ساتھ تقریباً ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ شریک ہوئے۔ جن میں سے بعض نے تمتع کیا اور بعض نے قران۔ سب نے حسب توفیق قربانی کی لازماً گوشت کی کثرت ہوگی۔ مگر قربانی کے حکم میں کوئی رعایت نہیں فرمائی۔ آنحضرت کو یہ فکر دامنگیر نہیں تھی کہ گوشت ضائع ہوگا مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ برباد ہوگا۔

آنحضرت نے ۱۳ سنہ نبوی میں ہجرت فرمائی۔ ہجرت کے بعد تقریباً دس سال مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔ اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اثناء میں آنحضرت ہمیشہ قربانی فرماتے رہے۔ کبھی ایک دنبہ کبھی دو کبھی گائے۔ اپنی طرف سے اور اپنے اہل کی طرف سے بھی قربانی فرماتے رہے۔

گوشت کو سمیٹنے کے لیے قربانی بند نہیں فرمائی۔ البتہ علی اختلاف المسالک اجازت فرمائی کہ یوم الاضحیٰ کے علاوہ دو دن یا تین دن قربانی کی جائے۔ اس سے ظاہر ہے کہ غرباء اور مساکین اس وقت آج سے کہیں زیادہ موجود تھے۔ گوشت کے علاوہ ان کی اور بھی ضروریات موجود تھیں۔ لیکن قربانی روک کر ان ضرورتوں کی اہمیت پر زور نہیں دیا۔

قرآن عزیز نے جاہلیت کی قربانی کا ذکر فرمایا ہے (بحیرہ۔ سائبہ۔ وصیلہ۔ حام) ان کی نوعیت تحلیل و تحریم پر تنقید فرمائی۔ قربانی اور ذبح کو روکنے کی طرف قطعاً توجہ نہیں فرمائی۔

اضحیہ بھی اسی قسم کا ایک صدقہ ہے۔ اس کے لیے تاکید فرمائی کہ جو شخص استطاعت کے باوجود قربانی نہیں کرتا وہ ہمارے ساتھ عید کی نماز میں شریک ہونے کی کوشش نہ کرے۔ ظاہر ہے کہ استطاعت کے ہوتے ہوئے یہ صدقہ خون ہی کی صورت میں ادا ہوگا۔ یہاں تک اس بنیاد پر کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے کہ قوم کا کتنا روپیہ صرف ہوا۔ نہ کبھی اس طرح سوچا گیا کہ یہ روپیہ آیا۔ یا برباد ہوا۔

قوم کا مزاج۔ اسلام کا مزاج یہ ہے کہ وہ اس قسم کے مصارف کو پسند کرتا ہے۔ مساجد کی تعمیر کا حکم دیا۔ کروڑوں کی زمین کو برباد کیا اور کروڑوں روپیہ اوپر صرف کیا۔ سرائیں بنائیں، مدرسے بنائے۔ رباط تعمیر کیے۔ کروڑوں روپیہ صرف فرما کر، لاکھوں روپیہ صرف فرما کر مسرت محسوس کی۔ یقین فرمایا کہ یہ روپیہ برباد نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے جود وسخا کے بنک میں یہ اکاؤنٹ ہمیشہ کے لیے جمع ہوگیا۔ یہ سرمایہ اس وقت کام آئے گا۔ جب انسان کے پاس ایک پائی موجود نہ ہوگی۔

اگر قربانی ریاکاری اور دکھاوے کے لیے کی جائے۔ تو واقعی ممنوع ہے۔ یہ جمع ہی نہیں ہوتی۔ یہیں ضائع ہو جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس بنک میں یہ شرط ہے کہ اس سرمایہ میں کسی مخلوق کی طرح اشتراک نہ ہو تو پھر یہ خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے خزانہ میں جمع ہو جاتا ہے جو لوگ اللہ کے پاس جمع ہونے کو اضاعت اور بربادی سے تعبیر کرتے ہیں۔ انہیں یقین نہیں کہ صدقہ آئندہ ملے گا۔ انہیں واقعی اپنا روپیہ محفوظ رکھنا چاہیئے۔ خسر الدنیا و الاخرۃ ذلک ھو الخسران المبین۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۳۶۹: عَنْ اَنَسٍ قَالَ ضَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِکَبْشَیْنِ اَمْلَحَیْنِ اَقْرَنَیْنِ ذَبَحَھُمَا بِیَدِہٖ وَسَمّٰی وَکَبَّرَ قَالَ رَاَیْتُہٗ وَاضِعًا قَدَمَہٗ عَلٰی صِفَاحِھِمَا وَیَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۳۷۰: وَعَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِکَبْشٍ اَقْرَنَ یَطَاُ فِیْ سَوَادٍ وَیَبْرُکُ فِیْ سَوَادٍ وَیَنْظُرُ فِیْ سَوَادٍ فَاُتِیَ بِہٖ لِیُضَحِّیَ بِہٖ قَالَ یَا عَائِشَۃُ ھَلُمِّیْ الْمُدْیَۃَ ثُمَّ قَالَ اشْحَذِیْھَا بِحَجَرٍ فَفَعَلَتْ ثُمَّ اَخَذَھَا وَاَخَذَ الْکَبْشَ فَاَضْجَعَہٗ ثُمَّ ذَبَحَہٗ ثُمَّ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ضَحّٰی بِہٖ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

پہلی فصل

۱۳۶۹۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے سینگ والے دو ابلق دنبے اپنے ہاتھ سے ذبح فرمائے اور بسم اللہ اللہ اکبر کہا میں نے آنحضرت کو دیکھا۔ وہ اپنا قدم ان کے پہلو پر رکھے ہوئے تھے۔ اور بسم اللہ اللہ اکبر میں اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں۔ اور اللہ بہت بڑا ہے) فرما رہے تھے۔[1] (مسلم بخاری)

۱۳۷۰۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے ایک سینگوں والا دُنبہ لانے کا حکم دیا۔ جس کے پاؤں پیٹ اور آنکھیں سیاہ ہوں۔ چنانچہ اسی قسم کا دنبہ لایا گیا۔ تاکہ آپ قربانی کریں۔ فرمایا عائشہ چھری لاؤ پھر فرمایا۔ اسے پتھر پر تیز کر دیں میں نے اسی طرح کیا۔ پھر آپ نے چھری لے کر دنبے کو پکڑا۔ اور اسے لٹا کر ذبح کیا پھر فرمایا۔ بسم اللہ اللھم تقبل من محمد وال محمد ومن امۃ محمد (میں اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں۔ اے اللہ قبول کر محمد آل محمد اور محمد کی امت کی طرف سے) پھر اسے ذبح فرما دیا۔[2] (مسلم)

---

[1] قربانی کرنے کا طریقہ:۔ اس حدیث کو احمد اور تمام اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اس میں دلیل ہے کہ بسم اللہ کے ساتھ اللہ اکبر کو بھی ملایا جائے اور مستحب ہے کہ قربانی کے دائیں پہلو پر پاؤں رکھا جائے اور جانور کو بائیں پہلو پر لٹا دیا جائے تاکہ ذبح کرنے والے کو آسانی رہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نر جانور مادہ سے بہتر ہے کہ اس کا گوشت زیادہ لذیذ ہوتا ہے اور سنت یہ ہے کہ قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کرے اور اگر خود نہ کر سکے تو پاس کھڑا ہو جائے۔ اکثر کے نزدیک قربانی سنت ہے۔ امام ابو حنیفہ صاحب نصاب مقیم پر قربانی واجب کہتے ہیں اور جمہور نے کہا ہے کہ قربانی مسافر کے لیے بھی ویسے ہی مشروع ہے جیسے مقیم کیلئے۔

[2] اس حدیث کو ابو ایوب نے بھی روایت کیا ہے اور اس باب میں ابو ایوب انصاری کی حدیث ابن ماجہ میں بھی ہے اس سے معلوم ہوا کہ ایک بکری پورے گھر والوں کی طرف سے کافی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۷۱:- وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَذْبَحُوْا اِلَّا مُسِنَّۃً اِلَّا اَنْ یَّعْسُرَ عَلَیْکُمْ فَتَذْبَحُوْا جَذَعَۃً مِّنَ الضَّاْنِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۷۲:- وَعَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْطَاہُ غَنَمًا یَقْسِمُھَا عَلٰی صَحَابَتِہٖ ضَحَایَا فَبَقِیَ عَتُوْدٌ فَذَکَرَہٗ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِّ بِہٖ اَنْتَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَصَابَنِیْ جَذَعٌ قَالَ ضَحِّ بِہٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۳۷۳:- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَذْبَحُ وَیَنْحَرُ بِالْمُصَلّٰی رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۳۷۱: حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا مُسِنّہ (جس کے دو دانت نکلے ہوں) ذبح کرو۔ اگر مشکل ہو جائے تو جذعہ ایک سال کا ذبح کر دو[۱] (مسلم)

۱۳۷۲: عقبہؓ بن عامر فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے اسے بکری کی قربانیاں دیں کہ وہ صحابہ میں تقسیم فرما دیں، صرف ایک بکری کا بچہ باقی رہ گیا۔ اس نے آنحضرتؐ سے یہ تذکرہ فرمایا، آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اسے تم ذبح کر لو۔ ایک روایت میں ہے میں نے عرض کیا، حضرت میرے حصہ میں ایک جذعہ آیا ہے۔ فرمایا اسے تم ذبح کر لو[۲]

۱۳۷۳: ابن عمرؓ فرماتے ہیں آنحضرتؐ ذبح بھی نماز گاہ میں فرماتے تھے۔ اور نحر بھی وہیں کرتے[۳] (بخاری)

---

[۱] **بھیڑ کے جذعہ کی اجازت:** اس حدیث کو ترمذی کے سوا اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے، مُسِنّہ وہ ہے جس کے آگے کے دو دانت بڑے ہو جائیں۔ بکریوں کا مُسِنّہ دوسرے سال اور گائے بھینس کا تیسرے سال میں ہو جاتا ہے اور اونٹ چھٹے سال میں اور بھیڑ کا جذعہ وہ ہے جس پر ایک سال پورا ہو جائے اور بعض نے کہا ہے جس کے چھ مہینے پورے ہو چکے ہوں۔ اس حدیث کو علماء نے استحباب پر محمول کیا ہے کیونکہ جمہور نے دوسرا جانور ہوتے ہوئے بھی جذعہ کی قربانی کو جائز رکھا ہے اور غنم کا لفظ اسم جنس ہے اور بھیڑ بکری دنبہ پر بولا جاتا ہے۔ اور بھینس گائے کی جنس میں شمار ہے۔ اور قربانی گائے بھیڑ اور بکری کے جانوروں سے ہے خواہ مادہ ہوں یا نر۔

[۲] **بکری کا مسنہ ہی ہو سکتا ہے:** اس کو ابوداؤد کے سوا باقی اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ عتود بکری کا وہ بچہ ہے جو ایک سال کا ہو اور چونکہ بکری کا مسنہ دو سال بعد ہوتا ہے اس لیے بکری کا ایک سال کا بچہ جائز نہیں ہے اور بھیڑ کا جائز ہے۔

[۳] یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عیدگاہ میں قربانی کرنا مستحب ہے تاکہ فقرا اور مساکین کو گوشت وصول کرنے میں آسانی رہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

١٣٧٤۔ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَقَرَةُ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْجَزُوْرُ عَنْ سَبْعَةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاوُدَ وَاللَّفْظُ لَهٗ۔

١٣٧٥۔ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَاَرَادَ بَعْضُكُمْ اَنْ يُّضَحِّيَ فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعْرِهٖ وَبَشَرِهٖ شَيْئًا وَفِيْ رِوَايَةٍ فَلَا يَاْخُذَنَّ شَعْرًا وَّلَا يَقْلِمَنَّ ظُفُرًا وَفِيْ رِوَايَةٍ مَنْ رَاٰى هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ وَاَرَادَ اَنْ يُّضَحِّيَ فَلَا يَاْخُذْ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٣٧٦۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيْهِنَّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ الْعَشَرَةِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ وَ

١٣٧٤۔ جابرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا گائے اور اونٹ سات سات آدمیوں سے کفایت کر سکتے ہیں[1]۔ (مسلم ابوداؤد۔ بلفظہ)

١٣٧٥۔ ام سلمہؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا جب عشرہ داخل ہو جائے۔ اور تم قربانی کا ارادہ رکھتے ہو تو چمڑے اور بالوں کو مت چھیڑو۔ یعنی حجامت مت بنواؤ۔ ایک روایت میں ہے بالوں کو مت کتراؤ۔ اور ناخن مت کٹاؤ۔ ایک روایت میں ہے۔ جو آدمی ذوالحجہ کا چاند دیکھے۔ اور قربانی کا ارادہ رکھتا ہو تو اسے بال اور ناخن نہ کٹانے چاہئیں[2]۔ (مسلم)

١٣٧٦۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا۔ عشرہ ذی الحجہ میں نیک اعمال اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا۔ حضرت جہاد بھی اتنا پسندیدہ نہیں فرمایا۔ جہاد بھی نہیں۔ مگر جو آدمی مال اور جان لے کر اللہ

---

[1] **گائے کی قربانی میں سات شریک:** اس کو بقیہ اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گائے اور اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں اور اس پر جمہور کا اتفاق ہے۔ اسحاق بن راہویہ اونٹ میں دس آدمیوں کی شرکت کے قائل ہیں۔ اور ان کی دلیل ابن عباس کی حدیث ہے جس کو ابوداؤد کے سوا سب اہل سنن اور احمد نے روایت کیا کہ ہم سفر میں تھے عید اضحیٰ آگئی۔ ہم ایک اونٹ میں دس آدمی شریک ہوئے اور اس کی سند اچھی ہے۔ بعض نے اسے منسوخ کہا ہے لیکن نسخ کی دلیل کوئی نہیں۔

[2] **قربانی دینے والا حجامت نہ بنوائے:** اس کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اس میں دلیل ہے کہ جو قربانی کا ارادہ رکھتا ہو وہ ذوالحجہ شروع ہونے کے بعد بال اور ناخن نہ کٹوائے تاکہ پورا جسم آگ سے آزاد ہو جائے اور کوئی جز باقی نہ رہ جائے اس میں اختلاف ہے کہ یہ نہی تحریمی ہے یا تنزیہی تو حقیقت یہ ہے کہ یہ نہی تنزیہی ہے تحریمی نہیں ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذٰلِكَ بِشَيْءٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

اَلْفَصْلُ الثَّانِي

۱۳۷۷ : عَنْ جَابِرٍ قَالَ ذَبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الذَّبْحِ كَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مَوْجُوئَيْنِ فَلَمَّا وَجَّهَهُمَا قَالَ إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ عَلٰى مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهِ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ ثُمَّ ذَبَحَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَفِي رِوَايَةٍ لِأَحْمَدَ وَأَبِي دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيِّ ذَبَحَ بِيَدِهِ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنِّي وَعَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِي ۔

اللہ کی راہ میں نکلا۔ اور کچھ بھی واپس نہ لایا۔ (بخاری)

دوسری فصل

۱۳۷۷۔ جابرؓ فرماتے ہیں آنحضرتؐ نے ذبح کے دن دو ابلق سینگوں والے خصی دنبے ذبح کئے جب ان کا رخ قبلہ کی طرف کیا۔ تو فرمایا إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهِ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ" میں نے ابراہیم کی یکطرفہ ملت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف اپنے چہرے کو متوجہ کیا اور میں مشرک نہیں ہوں۔ میری نماز قربانی زندگی موت اللہ رب العالمین کے لئے ہے اس کا کوئی شریک نہیں مجھے یہی حکم دیا گیا ہے اور میں مسلم ہوں۔ اے اللہ یہ قربانی تیری ہی عنایت ہے، اور تیرے ہی لئے ہے محمد اور اس کی امت کی طرف سے میں اسے اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں۔ اور اللہ بہت برتر ہے) پھر آپ نے ذبح کر دیا (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی احمد اور ابی داؤد اور ترمذی کی روایت میں ہے۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے ذبح فرمایا۔ اور بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنِّي وَعَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِي۔ (میں اسے اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں اللہ بہت بڑا ہے۔ یہ ان لوگوں کی طرف سے ہے جن کو میری امت سے قربانی کی استطاعت نہیں ہے۔

لہ فضیلت والے دن اور رات اس کو نسائی کے سوا اہل سنن اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ان دنوں میں نیکی کا ثواب بہت بڑھ جاتا ہے اور ان دنوں کی فضیلت یوم عرفہ کی وجہ سے ہے اور دنوں میں سے یہ دن سب سے افضل ہیں اور راتوں میں سے رمضان شریف کی راتیں سب سے افضل ہیں کیونکہ ان میں لیلۃ القدر ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۷۸ـ وَعَنْ حَنَشٍ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا يُضَحِّيْ بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ لَهٗ مَا هٰذَا فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَانِيْ أَنْ أُضَحِّيَ عَنْهُ فَأَنَا أُضَحِّيْ عَنْهُ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَ نَحْوَهٗ۔

۱۳۷۹ـ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ وَأَنْ لَّا نُضَحِّيَ بِمُقَابَلَةٍ وَّلَا مُدَابَرَةٍ وَّلَا شَرْقَاءَ وَلَا خَرْقَاءَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَانْتَهَتْ رِوَايَتُهٗ إِلٰى قَوْلِهٖ وَالْأُذُنَ۔

۱۳۸۰ـ وَعَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُّضَحِّيَ بِأَعْضَبِ الْقَرْنِ وَالْأُذُنِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

۱۳۸۱ـ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ مَاذَا يُتَّقٰى مِنَ الضَّحَايَا فَأَشَارَ بِيَدِهٖ فَقَالَ أَرْبَعًا الْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلْعُهَا وَالْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا وَالْمَرِيْضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا وَالْعَجْفَاءُ الَّتِيْ لَا تُنْقِيْ رَوَاهُ مَالِكٌ وَأَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ

۱۳۷۸ـ حنش فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت علی کو دیکھا۔ آپ نے دو دنبے ذبح کئے۔ میں نے کہا۔ یہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے آنحضرت نے وصیت فرمائی تھی۔ کہ آپ کی طرف سے قربانی کروں۔ میں آپ کی طرف سے کر رہا ہوں۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

۱۳۷۹ـ حضرت علیؓ نے فرمایا آنحضرت نے ہم کو حکم کیا۔ کہ ہم آنکھ اور کان کو خوب دیکھ لیں اور فرمایا ہم ایسی قربانی کریں جس کا کان اگلی طرف سے نہ پھٹا ہو۔ یا پچھلی طرف سے نہ چرا ہو۔ اور نہ جس میں گول سوراخ ہو۔ ترمذی، ابوداؤد۔ نسائی۔ دارمی ابن ماجہ کی روایت الاذان تک ختم ہوگئی۔

۱۳۸۰ـ حضرت علیؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے سینگ کٹی اور کان کٹی قربانی سے منع فرمایا (ابن ماجہ)

۱۳۸۱ـ براءؓ بن عازب فرماتے ہیں۔ آنحضرت سے اس قربانی کے متعلق سوال کیا گیا جس سے بچنا چاہیئے آپ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا۔ چار سے لنگڑی جس کا لنگڑا پن نمایاں ہو۔ اور کانی جس کا کانا ہونا ظاہر ہو۔ اور بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو۔ اور اس قدر دبلی کہ جس کی ہڈیوں میں چربی نہ ہوؐ۔ (مالک احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ دارمی)

ؐ نقص دار جانور نہ ہونا چاہیئے۔ اس کو ابن حبان۔ حاکم۔ بیہقی اور بزار نے بھی روایت کیا ہے۔ دارقطنی نے اسے معلول اور موقوف کہا ہے اور ترمذی نے حسن صحیح اور حضرت علی کی دوسری حدیث کو احمد اور بقیہ اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ابوداؤد اور منذری نے اس پر سکوت کیا ہے اور ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔ اور براء کی حدیث کو ابن حبان۔ حاکم اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ان تینوں حدیثوں کا مضمون ایک ہی ہے کہ قربانی کے جانور کو اچھی طرح دیکھ لیا جائے کہ اس کی آنکھ، کان۔ سینگ اور دم میں کوئی کسی قسم کا نقص نہ ہو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۸۲: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضَحِّي بِكَبْشٍ أَقْرَنَ فَحِيلٍ يَنْظُرُ فِي سَوَادٍ وَيَأْكُلُ فِي سَوَادٍ وَيَمْشِي فِي سَوَادٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۱۳۸۳: وَعَنْ مُجَاشِعٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ إِنَّ الْجَذَعَ يُوَفِّي مِمَّا يُوَفِّي مِنْهُ الثَّنِيُّ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۱۳۸۴: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نِعْمَتِ الْأُضْحِيَةُ الْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۱۳۸۵: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَحَضَرَ الْأَضْحَى فَاشْتَرَكْنَا فِي الْبَقَرَةِ سَبْعَةً وَفِي الْبَعِيرِ عَشَرَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ۔

۱۳۸۶: وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ أَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدَّمِ وَإِنَّهُ لَيَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُونِهَا وَأَشْعَارِهَا وَأَظْلَافِهَا وَإِنَّ الدَّمَ

۱۳۸۲۔ ابو سعیدؓ خدری فرماتے ہیں۔ آنحضرت سینگوں والا نر بکرا ذبح کرتے تھے۔ جس کی آنکھیں سیاہ ہوتیں منہ سیاہ ہوتا اور پاؤں سیاہ ہوتے۔ (ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

۱۳۸۳۔ مجاشعؓ جو قبیلہ بنی سلیم سے تھے۔ روایت فرماتے ہیں۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ جہاں ثنیہ درست ہے وہاں جذع بھی درست ہے[1]۔ (ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

۱۳۸۴۔ ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں میں نے آنحضرت سے سنا بھیڑ کا جذعہ بہترین قربانی ہے۔ (ترمذی)

۱۳۸۵۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں ہم آنحضرت کے ساتھ سفر میں تھے۔ اور عید الاضحیٰ آگئی۔ ہم گائے میں سات آدمی شریک ہوئے۔ اور اونٹ میں دس[2] (ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے)

۱۳۸۶۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ نحر کے دن کوئی عمل خون بہاتے سے زیادہ افضل نہیں قیامت کے دن وہ سینگ بال اور کھر وغیرہ سب چیزیں لائے گا اور خون زمین پر گرنے سے پیشتر اللہ تعالیٰ کے پاس قبولیت کے

---

[1] مجاشع بن مسعود بن ثعلبہ صحابی ہیں۔ مہاجر ہیں۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ جیسے بکری کے مسنہ بچے کی قربانی جائز ہے ویسے ہی بھیڑ کے جذع کی قربانی بھی جائز ہے اور جذع وہ ہے جس کا ایک سال پورا ہو چکا ہو۔ اس حدیث کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔

[2] عبداللہ بن عباس کی اس حدیث پر بحث جابر کی حدیث کے تحت گزر چکی ہے جو پہلی فصل میں گزر چکی ہے اور یہاں سفر کا تذکرہ قید اتفاقی کی صورت میں ہے قید احترازی نہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَّقَعَ بِالْأَرْضِ فَطِيبُوا بِهَا نَفْسًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۱۳۸۷۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ أَيَّامٍ أَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ أَنْ يُّتَعَبَّدَ لَهُ فِيهَا مِنْ عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ يَعْدِلُ صِيَامُ كُلِّ يَوْمٍ مِنْهَا بِصِيَامِ سَنَةٍ وَقِيَامُ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْهَا بِقِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۳۸۸۔ عَنْ جُنْدُبِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ شَهِدْتُ الْأَضْحٰى يَوْمَ النَّحْرِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَعْدُ أَنْ صَلّٰى وَفَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ يَرٰى لَحْمَ أَضَاحِيَّ قَدْ ذُبِحَتْ قَبْلَ أَنْ يَّفْرُغَ مِنْ صَلٰوتِهِ فَقَالَ مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُّصَلِّيَ أَوْ نُصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا أُخْرٰى وَفِي رِوَايَةٍ

لئے پہنچ جاتا ہے۔ تم لوگوں کو خوش ہونا چاہیئے۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

۱۳۸۷۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ عشرہ ذی الحج کے برابر کسی دن میں عبادت افضل نہیں۔ اس کے ہر دن کا روزہ سال کے روزوں کے برابر ہوتا ہے[2]۔ ترمذی ابن ماجہ۔ ترمذی نے کہا اس کی سند ضعیف ہے۔

تیسری فصل

۱۳۸۸۔ جندب بن عبداللہ نے فرمایا۔ میں نحر کے دن عیدالاضحٰی کی نماز میں آنحضرت کے ساتھ حاضر ہوا۔ آپ نے سب سے پہلے نماز عید ادا فرمائی۔ نماز سے فراغت اور سلام کے بعد آپ نے قربانی کا گوشت دیکھا جو نماز سے پہلے ذبح کیا جا چکا تھا۔ فرمایا جس شخص نے نماز سے پہلے یا ہماری نماز سے پہلے ذبح کیا۔ اسے اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرنا

---

[1] قربانی کرنے کا ثواب کتنا ہے۔ اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اس کے کچھ شواہد و مویدات بھی ہیں جو ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایام نحر میں سب سے زیادہ محبوب کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کرنا ہے اور اس کا ثواب بھی بہت زیادہ رکھا ہے کہ قربانی کے جسم کے بالوں کے برابر اس کو نیکیاں ملیں گی اور اس کا کھانا۔ پینا۔ بول و براز۔ چمڑا اور چربی وغیرہ سب اس کی نیکیوں میں تولے جائیں گے اور یہ عمل اللہ تعالیٰ کو اس لیے زیادہ محبوب ہے کہ اس سے وہ جذبہ پیدا ہوتا ہے جو حضرت اسمٰعیل کو خدا کے نام پر ذبح کرتے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں تھا کہ خدا کے نام پر ہر چیز کو قربان کر دینا چاہیئے اور یہ اسی جذبے کی قیمت ملا کرتی ہے اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اگر کوئی آدمی قربانی کی قیمت ویسے صدقہ کر دے تو اس کو وہ اجر نہیں مل سکتا جو قربانی میں ملتا ہے۔

[2] عشرہ ذی الحج کی فضیلت۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اس کو صرف مسعود بن واصل نے نہاس بن قہم سے روایت کیا ہے اور میں نے امام بخاری سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو کہنے لگے اس کا صرف یہی ایک طریق ایک طریق ہے اور مسعود بن واصل ضعیف ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ ذَبَحَ وَقَالَ مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ أَوْ نُصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ أُخْرَى مَكَانَهَا وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۱۳۸۹ ۔ وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ الْأَضْحٰى يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ الْأَضْحٰى رَوَاهُ مَالِكٌ وَقَالَ بَلَغَنِي عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ مِثْلُهُ ۔

چاہیئے ۔ ایک روایت میں ہے آنحضرت نے نحر کے دن نماز پڑھائی ۔ پھر خطبہ کہا ۔ پھر ذبح کیا ۔ پھر فرمایا جس نے نماز سے پہلے ذبح کیا ۔ یا اس سے پیشتر کہ ہم نماز پڑھیں ۔ اسے اس کی بجائے قربانی ذبح کرنا چاہیئے ۔ جس نے اب تک جانور ذبح نہیں کیا اسے اب اللہ کے نام سے ذبح کر دینا چاہیئے[۱] ۔ (بخاری مسلم)

۱۳۸۹ ۔ نافع عبداللہ بن عمر سے روایت فرماتے ہیں ۔ عیدالاضحیٰ کے بعد قربانی دو دن ہے[۲] ۔ (مالک) اور فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) لیکن اس کا ایک شاہد بیہقی میں ابن عباس کی حدیث ہے اور اس کی سند اچھی ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ ان دنوں میں عبادت ویسے بھی بہت زیادہ افضل ہے اور پھر قربانی کا عمل جوان دنوں میں اور تمام اعمال سے افضل ہے وہ تو بہت زیادہ افضل ہو جائیگا ۔

۱ ۔ قربانی کے دن کتنے ہیں ؟ : اس باب کی حدیثوں سے معلوم ہوا کہ قربانی کا ابتدائی وقت عید کی نماز پڑھنے کے بعد ہے اور اس سے پہلے جائز نہیں ہے اور اس کے آخری وقت میں اختلاف ہے ۔ امام ابوحنیفہ ، مالک اور احمد بن حنبل عید کے بعد دو دن قربانی جائز سمجھتے ہیں یعنی دس ، گیارہ ۔ بارہ ، اور امام شافعی اور اہل حدیث قربانی کے چار دن سمجھتے ہیں یعنی دس ۔ گیارہ ۔ بارہ اور تیرہ ۔ یعنی عید کے بعد تین دن ۔ دلائل کی روشنی میں چار دن والا مذہب قوی معلوم ہوتا ہے ۔ ابن عباس ۔ حضرت علی ۔ امام شافعی ۔ عمر بن عبدالعزیز ۔ امام ابوحنیفہ علامہ عینی حنفی امام ابن قیم ۔ امام نووی ۔ امام مالک یہ سب حضرات اس پر متفق ہیں کہ ایام تشریق تیرہ تاریخ تک ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ایام تشریق پورے کے پورے قربانی کے دن ہیں ۔ منتقی ۔ ابن حبان دارقطنی وغیرہ میں یہ حدیث موجود ہے اور صحیح ہے ۔

۲ ۔ قربانی کتنے دن ہو سکتی ہے ؟ ان بلاغات کی سند حسن ہے اور حضرت علی کی وہ حدیث جس کی طرف امام مالک نے اشارہ کیا ہے اس کو ابن عبدالبر نے ان الفاظ سے روایت کیا ہے کہ ایام معدودات عید کا دن ہے اور دو دن اس کے بعد ۔ لیکن جبیر بن مطعم کی وہ حدیث جس میں ہے کہ ایام تشریق سارے کا سارا وقت ذبح کرنے کا وقت ہے اس میں ایام تشریق تیرہ تاریخ تک ہیں اور پچھلی حدیث میں کہا گیا ہے کہ فلاں فلاں حضرات ایام تشریق یوم النحر کے بعد تین دن سمجھتے ہیں ۔ اگر زیادہ تفصیل منظور ہو تو زاد المعاد ابن قیم جلد اول ص ۲۵۴ اور عمدۃ القاری جلد ۳ ص ۲۷۹ ملاحظہ فرمائیں ۔ بعض حضرات نے جبیر بن مطعم کی حدیث پر اعتراض کیا ہے کہ اس کی سند (باقی اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۹۰:۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ يُضَحِّيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۱۳۹۱:۔ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذِهِ الْاَضَاحِيُّ قَالَ سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالُوْا فَمَا لَنَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ قَالُوْا فَالصُّوْفُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِّنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۱۳۹۰۔ ابن عمرؓ نے فرمایا۔ آنحضرت مدینہ منورہ میں دس سال اقامت پذیر رہے اور قربانی فرماتے رہے (ترمذی)

۱۳۹۱۔ زیدؓ بن ارقم فرماتے ہیں۔ صحابہ نے آنحضرت سے دریافت کیا۔ یہ قربانی کیا چیز ہے۔ فرمایا تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ ہمیں اس سے کیا اجر ملے گا۔ فرمایا ہر بال کے بدلے ایک نیکی فرمایا پشم کا بھی یہی حکم ہے۔ اس کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی[ت] ملے گی۔ (احمد۔ ابن ماجہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) منقطع ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابن حبان نے اپنی صحیح میں اس کو موصول طریق سے بھی روایت کیا ہے۔ اصلی بات یہ نہیں کہ حدیث کی صحت محل نظر ہے بلکہ اصل وجہ تقلید ہے جس کی بنا پر مذہبی تعصب یہ عذر پیش کرتا ہے۔

ٹ قربانی سنت موکدہ ہے۔ امام ترمذی نے اس کو حسن کہا، یہ حدیث بھی قربانی کے ضروری ہونے کی دلیل ہے کیونکہ آنحضرت نے اس پر ہمیشگی فرمائی۔ جمہور قربانی کو سنت مؤکدہ کہتے ہیں اور یہ ہجرت کے دوسرے سال شروع ہوئی۔

ث اسلام میں قربانی کی اہمیت: اس کو ترمذی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے یہ حدیث بذات خود تو اتنی قوی نہیں لیکن باب کی دوسری حدیثیں اس کی تائید کرتی ہیں کہ یوم النحر میں اللہ کے نزدیک سب سے پیارا عمل قربانی کرنا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ الْعَتِيرَةِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۳۹۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيرَةَ قَالَ وَالْفَرَعُ أَوَّلُ نِتَاجٍ كَانَ يُنْتَجُ لَهُمْ كَانُوا يَذْبَحُونَهُ لِطَوَاغِيتِهِمْ وَالْعَتِيرَةُ فِي رَجَبٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِي

۱۳۹۳: عَنْ مِخْنَفِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ كُنَّا وُقُوفًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ فَسَمِعْتُهُ

عتیرہ کا بیان[1]

پہلی فصل

۱۳۹۲: ابوہریرہؓ آنحضرت سے روایت فرماتے ہیں نہ فرع درست ہے نہ عتیرہ اور فرمایا فرع وہ جانور ہے جو سب سے پہلا بچہ پیدا ہو۔ تو اسے فرع کہتے تھے۔ اسے بتوں کے نام ذبح کرتے تھے اور عتیرہ رجب میں ذبح کیا جاتا تھا[2] (بخاری مسلم)

دوسری فصل

۱۳۹۳۔ مخنف بن سلیم فرماتے ہیں۔ ہم میدان عرفات میں آنحضرت کے ساتھ ٹھہرے ہوئے تھے۔ میں نے سنا

---

[1] جاہلیت میں لوگ ذی الحجہ کی قربانی کے علاوہ بھی کئی قسم کی قربانیاں کرتے تھے بعض عادۃ اور بعض مشرکانہ رسوم کے تحت، فرع عتیرہ اور رجبیہ بھی اسی قسم کی قربانیاں تھیں ان میں فرع بالکل مشرکانہ تھی یعنی جانور کا پہلا بچہ بتوں کے نام پر دے دیتے تھے اس سے بالکلیہ روک دیا گیا۔ عتیرہ اور رجبیہ خاص وقت میں کی جاتی تھیں ان کی صحت میں بعض روایات آئی ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ بھی درست نہیں ہیں۔ جن احادیث سے اجازت ظاہر ہوتی ہے وہ ضعیف ہیں قربانی کے سوا کوئی موقت قربانی نہیں کیونکہ توقیت بھی شارع کا حق ہے امت کو یہ حق نہیں کہ اپنی طرف سے کسی دن یا وقت کا تعین کریں۔

[2] مشرکانہ قربانیاں ممنوع ہیں۔ اس کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اور احمد میں اتنا زیادہ ہے کہ عتیرہ اور فرع اسلام میں نہیں ہے اور بعض حدیثوں سے ان کا جواز ثابت ہوتا ہے، تطبیق کی صورت بعض علماء نے اختیار کی ہے وہ یہ کہ مشرک تو اپنے بتوں کے لئے یہ قربانیاں کرتے تھے وہ تو حرام ہیں اور اگر ان کو خدا تعالیٰ کے لئے ذبح کیا جائے تو یہ جائز ہیں اور اسی باب میں جن حدیثوں میں ممانعت آئی ہے ان سے وجوب کی نفی مراد لینا چاہیئے اور جن حدیثوں میں جواز آیا ہے ان کو استحباب پر محمول کرنا چاہیئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَقُوْلُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ عَلٰى كُلِّ اَهْلِ بَيْتٍ فِيْ كُلِّ عَامٍ اُضْحِيَّةً وَعَتِيْرَةً هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْعَتِيْرَةُ هِيَ الَّتِيْ تُسَمُّوْنَهَا الرَّجَبِيَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ضَعِيْفُ الْاِسْنَادِ وَقَالَ اَبُوْدَاوٗدَ وَالْعَتِيْرَةُ مَنْسُوْخَةٌ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۳۹۴۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ بِيَوْمِ الْاَضْحٰى عِيْدًا جَعَلَهُ اللّٰهُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ قَالَ لَهٗ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ اَجِدْ اِلَّا مَنِيْحَةً اُنْثٰى اَفَاُضَحِّيْ بِهَا قَالَ لَا وَلٰكِنْ خُذْ مِنْ شَعْرِكَ وَاَظْفَارِكَ وَتَقُصُّ شَارِبَكَ وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ فَذٰلِكَ تَمَامُ اُضْحِيَّتِكَ عِنْدَ اللّٰهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

آپ فرماتے تھے۔ اے لوگو! ہر گھر والوں پر ایک قربانی یا عتیرہ ہے۔ جانتے ہو عتیرہ کیا ہے۔ وہی جسے تم رجبیہ کہتے ہو۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی' ابن ماجہ ترمذی نے فرمایا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ اور اس کی سند ضعیف ہے۔ ابوداؤد فرماتے ہیں۔ عتیرہ منسوخ ہے۔[1]

تیسری فصل

۱۳۹۴۔ عبداللہؓ بن عمر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا مجھے اضحی کے دن کا حکم کیا گیا ہے۔ اس امت کے لئے اسے عید مقرر فرمایا ہے۔ ایک آدمی نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول اگر مجھے دودھ دینے والے مال کے سوا کوئی جانور نہ ملے۔ کیا میں اسے ذبح کر دوں۔ فرمایا نہیں لیکن تم اپنے بال ناخن صاف کرو۔ لبوں کے بال کاٹو اور زیر ناف کے بال مونڈو۔ اللہ کے ہاں یہ آپ کی پوری قربانی ہوگی۔[2] (ابوداؤد۔ نسائی)

---

[1] اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ابو رملہ عامر ہے خطابی نے اسے مجہول کہا ہے لیکن اس کی تائید بنیشہ ہذلی کی روایت سے ہوتی ہے جو پہلے گزر چکی ہے اور ایک حدیث حارث بن عمرو کی۔ احمد۔ نسائی۔ بیہقی اور حاکم میں بھی ہے اور اس کو بیہقی اور حاکم نے صحیح کہا ہے اور اس میں ہے جو چاہے فرع کرے اور جو چاہے عتیرہ کرے اور ان کی آپس میں تطبیق پہلے گزر چکی ہے۔

[2] عید کے بعد حجامت بنوانے سے قربانی کا ثواب۔ اس پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے اور ابوداؤد اور نسائی کے راوی ثقہ ہیں۔ منیحہ وہ اونٹنی یا گائے بھینس ہے جو دودھ پینے کے لئے کوئی آدمی کسی آدمی کو عاریۃً دے دے اور کچھ عرصہ بعد اس کو واپس لے لے۔ پوچھنے والے کا مقصد یہ تھا کہ اگر صرف ایک ہی جانور ہو جو دودھ دیتا (باقی اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو اور کوئی جانور خریدنے کی ہمت بھی نہ ہو تو کیا پھر بھی قربانی کرنا ضروری ہے کہ قرض اٹھا کر قربانی کا جانور خریدوں یا دودھ والے جانور کو ذبح کر دوں اور بال بچوں کو دودھ سے محروم کر دوں تو آپ نے فرمایا اس طرح قربانی نہ کرو بلکہ تم قربانی کے روز اپنی حجامت بنواؤ جیسا کہ دوسرے قربانی کرنے والے قربانی کے بعد حجامت بنواتے ہیں تو تمہیں بھی تمہاری نیت کے مطابق قربانی کا اجر ملے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی غریب آدمی کے دل میں کسی مالی عبادت کی تڑپ اور جذبہ موجود ہو اور اس کو طاقت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کی نیت کے مطابق اجر دیں گے۔ مثلاً اگر کسی غریب کے دل میں حج کرنے کی تڑپ ہو اور اسے توفیق نہ ہو تو اس کی نیت کا اجر بہر حال اس کو ملے گا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ صَلٰوۃِ الْخُسُوْفِ

گرہن لگنے کی نماز

آنحضرت داعی الی اللہ تھے کسی وقت بھی اس معاملہ میں غفلت نہیں ہوتی تھی۔ آنحضرت کے اذکار وادعیہ پر غور کیا جائے۔ تو کوئی موقعہ ایسا معلوم نہیں ہوتا۔ جہاں اللہ تعالیٰ کے ذکر کا امکان ہو۔ اور آنحضرت نے فرو گذاشت فرمائی ہو۔ فرائض اور واجبات تو ایک ذمہ داری تھی۔ وقتی حوادث میں بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کا ہمیشہ خیال رہتا۔ تیز و تند ہوا کے وقت آنحضرت اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے۔ بارش نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے میدان میں نماز ادا فرماتے۔

اسی قسم کا مقام چاند یا سورج کا گرہن بھی ہے عرب میں مشہور تھا۔ کہ کسی بڑے آدمی کی موت یا زندگی پر گرہن ہوتا ہے۔ آنحضرت نے یہ غلطی رفع فرمائی اور یہ فرمایا کہ یہ فقط اللہ تعالیٰ کا ایک نشان ہے اور اس کی قدرت کا مظہر اس کو کسی کی موت یا زندگی سے کوئی تعلق نہیں گرہن کی حقیقت تو صرف اسی قدر ہے۔ کہ زمین کا کوئی حصہ ہماری آنکھوں اور سورج کے درمیان آجاتا ہے۔ اس لئے کچھ عرصہ کے لئے سورج اور چاند ہماری نگاہوں سے غائب ہو جاتے ہیں۔ ان کی روشنی کم ہو جاتی ہے۔ یہ حادثہ خاص حساب سے ہوتا ہے۔ زمین کی گردش کا جن لوگوں نے حساب لگایا ہے۔ وہ ان رکاوٹوں کو پوری طرح سمجھتے ہیں۔ جو سورج اور چاند کے سامنے آجاتی ہیں۔ اور کب آتی ہیں۔ اس لئے حساب دان وقت سے کچھ عرصہ پہلے بتا دیتے ہیں کہ گرہن فلاں وقت اتنی دیر کے لئے لگے گا۔

اس نماز کے لئے احادیث میں مختلف صورتیں آئی ہیں۔ فقہا حنفیہ کا خیال ہے کہ روز مرہ کی طرح دو رکعت نماز ادا کر لی جائے اور کوئی صورت نہ اختیار کی جائے۔ شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں۔ مَنْ صَلّٰی صَلٰوۃً مُعْتَدَۃً اَیْهَا فِي الشَّرْعِ فَقَدْ عَمِلَ بِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ فَادْعُوا اللّٰهَ وَكَبِّرُوْا وَصَلُّوْا وَتَصَدَّقُوْا اھ (حجۃ اللہ البالغۃ ص۱۶ ج ۲ (یعنی جن علماء نے معتاد نماز کا حکم فرمایا۔ انہوں نے اسی حدیث پر عمل کیا۔ جب تم اس طرح دیکھو۔ اللہ سے دعا کرو۔ تکبیر کہو۔ نماز پڑھو۔ صدقہ کرو۔ اس نماز کا مطلقاً تذکرہ فرمایا۔ جس سے مراد معتاد نماز ہو گی۔

شوافع اور باقی آئمہ کا خیال ہے کہ اس میں مسنون صورت اختیار کی جائے وَقَدْ صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مَرَّتَیْنِ وَرَكَعَ رُكُوْعَيْنِ حَمْلاً لَهُمَا عَلَى السَّجْدَةِ فِيْ مَوْضِعِ الْاِبْتِهَالِ اھ حجۃ اللہ ص۱۶ ج ۲ آنحضرت سے نماز کسوف میں دو رکوع اور دو قیام مروی ہیں۔ یہ عجز میں دو سجدوں پر محمول ہیں۔ بالکل اس کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قریب قریب مصفیٰ شرح مؤطا میں فرمایا۔ ص۱۴۵ ۱/۱۔
نمازِ کسوف کی ہیئت کے متعلق احادیث میں اختلاف ہے۔ احناف نے اس اختلاف سے بچنے کے لئے عام نماز کی صورت پسند فرمائی۔ امام محی الدین نووی نے اس کو مختلف واقعات پر محمول فرمایا ہے، چاند کو عموماً ہمیشہ ہر سال گرہن لگتا رہتا ہے۔ سورج کو نسبتاً بہت کم لگتا ہے۔ اس صورت میں تعدد کا وقوع یقینی ہے۔
لیکن مشکل یہ ہے کہ سورج کے گرہن کا واقعہ بظاہر آنحضرت کی زندگی میں ایک دفعہ ہوا۔ جب کہ آنحضرت کے آخری بیٹے حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا۔ اس وقت سورج گرہن کی نماز کے متعلق مختلف صورتیں آئیں۔ معلوم ہے کہ حضرت ابراہیم کی موت کا واقعہ تو متعدد دفعہ نہیں ہوسکتا اور جو احادیث اس میں وارد ہوئی ہیں۔ بعض میں دو رکوع کا ذکر ہے۔ بعض میں تین اور چار کا اور بعض میں پانچ کا ان میں سے اکثر صحیح ہیں صحیح مسلم وغیرہ کتب حدیث میں مرقوم ہیں۔ امام بخاری نے اپنی شرط کے مطابق دو رکوع کی روایت کا ذکر فرمایا ہے۔ اس صورت میں محدثین کے نزدیک تطبیق کی بجائے ترجیح دی جاتی ہے۔ اس لئے کہ صحت کے لحاظ سے بخاری کی روایات ہی اصح ہیں۔ ان میں صرف دو رکوع کا ذکر ہے۔ اس لئے ائمہ حدیث نے اسی کو ترجیح دی ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے تفصیل کے لئے نیل الاوطار اور فتح الباری کی طرف رجوع کریں۔
نیز یہ صحیح ہے کہ آنحضرت نے نمازِ کسوف بلند آواز سے پڑھی۔ ایسے ہنگامی اجتماع میں آنحضرت کی عادت تھی کہ قرأت آواز سے پڑھتے تھے۔ جیسے جمعہ اور عیدین اس لئے مسنون یہی ہے۔ کہ قرأت بلند آواز سے پڑھی جائے آنحضرت سے اس نماز کے بعد خطبہ بھی مروی ہے۔ جس میں آپ نے ان غلط فہمیوں کو رفع فرمایا۔ جو گرہن کے متعلق لوگوں میں مشہور تھیں۔ یعنی گرہن کسی بڑے آدمی کی موت یا زندگی پر ہوتا ہے۔
مسنون صورت یہ ہے کہ پہلا قیام اور رکوع بہت زیادہ لمبا ہو۔ (مثلاً سو آیت) دوسرا قیام اور رکوع اس سے کم اور حتی الوسع قیام اور نماز کو اتنا لمبا کرے کہ سورج اور چاند کھل جائیں نماز خشوع سے پڑھے اور عجز و ابتہال سے دعا کرے۔ مسنون طریق یہی ہے احناف احادیث میں اختلاف کی وجہ سے گھبرا گئے اور متعارض سمجھ کر احادیث کو ساقط العمل کرنے کی کوشش فرمائی احادیث کے متعلق یہ مستحسن طریق نہیں۔ واللہ اعلم۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۳۹۵: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ الشَّمْسَ خَسَفَتْ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ مُنَادِيًا اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰی اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِيْ رَكْعَتَيْنِ وَاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ قَالَتْ عَائِشَةُ مَا رَكَعْتُ رُكُوْعًا قَطُّ وَلَا سَجَدْتُ سُجُوْدًا قَطُّ كَانَ اَطْوَلَ مِنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۱۳۹۶: وَعَنْهَا قَالَتْ جَهَرَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَلٰوةِ الْخُسُوْفِ بِقِرَائَتِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

پہلی فصل

۱۳۹۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ آنحضرت کی زندگی میں سورج کو گرہن لگ گیا۔ آنحضرت نے منادی فرمائی کہ جماعت کہ جماعت ہونے والی ہے۔ آپ آگے بڑھے اور آپ نے دو رکعتوں میں چار ہی سجدے کئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے اس سے لمبا رکوع اور سجدہ کبھی نہیں دیکھا[1]۔ (بخاری، مسلم)

۱۳۹۶۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ آپ نے خسوف کی نماز میں قرأت اونچی آواز سے پڑھی[2] (بخاری، مسلم)

---

[1] **کسوف خسوف میں مختلف طریقہ کی نمازیں** اس حدیث کا مضمون شیخین اور دوسروں نے بھی بیان کیا ہے اور اس باب میں صحابہ کی ایک جماعت سے مختلف روایات آئی ہیں۔ کسی میں ایک رکعت میں ایک ہی رکوع ہے اور کسی میں دو رکوع ہیں اور کبھی ایک رکعت میں تین رکوع کئے حتیٰ کہ چھ رکوع تک کی احادیث ملتی ہیں اس میں اصل یہ ہے کہ جب خسوف کی مدت لمبی ہوئی تو رکوع زیادہ کرتے گئے اور جب تھوڑی ہوئی تو رکوع کم کر لئے اور سب سے زیادہ صحیح روایت میں دو رکوع ایک رکعت میں ہیں جیسا کہ اس میں ہے یہ سب سے زیادہ صحیح صورت ہے۔ لغت کے لحاظ سے سورج گرہن کو کسوف کہتے ہیں اور چاند گرہن کو خسوف لیکن یہ الفاظ ایک دوسرے پر بولے جاتے ہیں اور احادیث میں تو ان کے استعمال میں کوئی امتیاز نہیں رکھا گیا۔

[2] **گرہن کی نماز میں جہری قرأت**: اس حدیث کو احمد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور ابن حبان اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔ امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ چاند اور سورج دونوں کے گرہن میں قرأت جہر سے ہے اور باقی ائمہ ثلاثہ اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ سورج گرہن میں قرأت سری ہو اور چاند گرہن میں جہری اور ظاہر احادیث سے دونوں میں جہر ہے سری قرأت والوں نے سمرہ بن جندب کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ آنحضرت نے سورج گرہن کی نماز پڑھائی اور ہم آپ کی آواز نہیں سنتے تھے اور دفع تعارض میں حضرت عائشہ کی حدیث بہترین حدیث ہے جو بخاری، مسلم، دار قطنی اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے سورج گرہن میں جہر سے قرأت کی پہلی رکعت میں سورہ عنکبوت اور دوسری میں روم یا لقمان پڑھی اور احمد نے حضرت علی سے موقوفاً روایت کیا کہ آپ نے سورج گرہن میں جہر سے قرأت کی اور سورہ یٰسین پڑھی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۹۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَهٗ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا نَحْوًا مِّنْ قِرَاءَةِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيٰوتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِيْ مَقَامِكَ هٰذَا ثُمَّ رَاَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ فَقَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ اَخَذْتُهٗ

۱۳۹۷۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت کی زندگی میں سورج کو گرہن لگا۔ آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی آپ نے سورہ بقر کے برابر لمبا قیام کیا۔ پھر لمبا رکوع فرمایا۔ پھر اٹھے اور لمبا قیام فرمایا۔ یہ پہلے قیام سے کم تھا پھر لمبا رکوع کیا۔ یہ پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر سر اٹھایا۔ پھر سجدہ کیا۔ پھر بہت لمبا قیام فرمایا۔ یہ پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر لمبا رکوع کیا۔ یہ پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر بہت لمبا قیام فرمایا۔ یہ پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر لمبا رکوع کیا یہ پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر سر اٹھایا۔ پھر سجدہ کیا۔ پھر لوٹے اور سورج روشن ہو چکا تھا۔ آپ نے فرمایا سورج اور چاند اللہ تعالٰے کے نشان ہیں۔ ان کو گرہن کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے نہیں لگتا۔ جب تم یہ دیکھو تو اللہ تعالٰے کا ذکر کرو۔ لوگوں نے کہا۔ حضرت ہم نے آپ کو دیکھا۔ آپ یہاں کوئی چیز پکڑ رہے تھے۔ پھر ہم نے دیکھا۔ آپ پیچھے ہٹ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے جنت دیکھا۔ میں نے وہاں سے ایک خوشہ توڑنا چاہا۔ اگر میں اسے لے لیتا تو تم اسے رہتی دنیا تک کھاتے۔ اور میں نے آگ دیکھی۔ میں نے اتنا ہیبت ناک منظر کبھی نہیں دیکھا۔ میں نے اس میں عورتوں کو زیادہ تر دیکھا۔ جو خاوند کی نافرمانی کرتی ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا۔ حضرت یہ کیوں فرمایا یہ کفر کرتی ہیں۔ لوگوں نے پوچھا۔ کیا اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں۔ فرمایا خاوند کے احسان کا انکار کرتی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَرَاَيْتُ النَّارَ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ اَفْظَعَ وَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ قَالُوْا بِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُفْرِهِنَّ قِيْلَ يَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَيَكْفُرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰى اِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَاَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۹۸: وَعَنْ عَائِشَةَ نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَالَتْ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدِ انْجَلَتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيٰوتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ فَادْعُوا اللّٰهَ وَكَبِّرُوْا وَصَلُّوْا وَتَصَدَّقُوْا ثُمَّ قَالَ يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ مَا مِنْ اَحَدٍ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ اَنْ يَّزْنِيَ عَبْدُهٗ اَوْ تَزْنِيَ اَمَتُهٗ يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ہیں۔ اگر تم پوری عمر ان کے ساتھ احسان کرو۔ پھر ذرا ناگواری پیدا ہو جائے۔ تو فوراً کہے گی میں نے تم سے کبھی خیر نہیں دیکھی[1] (بخاری، مسلم)

۱۳۹۸۔ حضرت عائشہؓ سے بھی اسی طرح مروی ہے اور فرمایا۔ پھر بہت لمبا سجدہ کیا۔ پھر آپ لوٹے اور سورج کھل چکا تھا۔ آپ نے خطبہ دیا۔ اللہ کی حمد و ثنا فرمائی۔ پھر فرمایا سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کے نشان ہیں۔ کسی کی موت اور زندگی کے لئے گرہن نہیں ہوتا۔ جب تم یہ دیکھو۔ اللہ سے دعا کرو اور تکبیر کہو نماز پڑھو اور صدقہ کرو۔ پھر فرمایا۔ اے محمدؐ کی امت اللہ تعالیٰ سے اس معاملہ میں کوئی زیادہ غیرت مند نہیں کہ اس کا کوئی بندہ یا اس کی کوئی لونڈی بدکاری کرے اے محمدؐ کی امت اللہ کی قسم جو میں جانتا ہوں۔ اگر تم جان لو تو تم بہت روؤ اور کم ہنسو۔ (بخاری، مسلم)

---

[1] گرہن دنیاوی حادثہ سے نہیں ہوتا۔ عبد اللہ بن عباس اور حضرت عائشہ کی حدیثوں کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ کسوف کی نماز میں سجدہ لمبا کرنا سنت ہے جیسا کہ عائشہ کی حدیث میں ہے اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے۔ عرب میں مدت دراز سے جاہلیت کے زمانہ میں یہ عقیدہ چلا آ رہا تھا کہ سورج اور چاند کو اس وقت گرہن لگتا ہے جبکہ کوئی بہت بڑا حادثہ یا واقعہ یا کسی بڑے نامور آدمی کی موت یا پیدائش ہو چنانچہ ۱۰ھ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم انتقال فرما گئے تو اس دن سورج کو بھی گرہن لگا۔ صحابہ کہنے لگے کہ حضرت ابراہیم کی وفات کے باعث سورج کو گرہن لگا تو آنحضرت نے اس غلط عقیدہ کی تردید فرمائی اور فرمایا کہ چاند اور سورج کو کسی کی زندگی یا موت سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟ یہ تو اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں جب تم گرہن دیکھو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو، نماز پڑھو اور وہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشہ پکڑنے کی کوشش فرمائی تھی اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اور یہ جو فرمایا کہ میں نے دوزخ میں عورتیں زیادہ دیکھی ہیں یہ ابتدائی امر میں ہوگا اور پھر جنت میں داخل ہو جائیں گی اور غالباً ان کی تعداد جنت میں بھی زیادہ ہو جائے گی جیسے کہ بعض روایات میں ہے کہ ادنیٰ جنتی کی دو بیویاں دنیا کی عورتوں سے ہوں گی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۹۹۔ وَعَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزِعًا يَخْشٰى أَنْ تَكُونَ السَّاعَةُ فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى بِأَطْوَلِ قِيَامٍ وَرُكُوعٍ وَسُجُودٍ مَا رَأَيْتُهُ قَطُّ يَفْعَلُهُ وَقَالَ هٰذِهِ الْآيَاتُ الَّتِي يُرْسِلُ اللّٰهُ لَا تَكُونُ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنْ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهَا عِبَادَهُ فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوا إِلٰى ذِكْرِهِ وَدُعَائِهِ وَاسْتِغْفَارِهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۰۰۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ سِتَّ رَكَعَاتٍ بِأَرْبَعِ سَجَدَاتٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۰۱۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ وَعَنْ عَلِيٍّ مِثْلُ ذٰلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۹۹۔ حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں۔ سورج کو گرہن ہوا۔ تو آنحضرت کھڑے ہو گئے۔ قیامت سے ڈرتے اور گھبرائے ہوئے۔ آپ مسجد میں آئے آپ نے بہت لمبے قیام اور رکوع سے نماز پڑھی۔ جسے میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ یہ نشانات بھیجتا ہے۔ یہ نہ کسی کی موت سے ہوتے ہیں۔ نہ زندگی سے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ جب تم کوئی ایسا نشان دیکھو تو اللہ کے ذکر کی طرف توجہ کرو اس سے دعا اور استغفار کرو[1]۔ (بخاری مسلم)

۱۴۰۰۔ حضرت جابر سے مروی ہے۔ آنحضرت کی زندگی میں سورج کو گرہن ہو گیا۔ جب کہ آپ کے بیٹے ابراہیمؑ کا انتقال ہوا۔ آپ نے لوگوں کو چھ رکوع اور چار سجدوں سے نماز پڑھائی۔ (مسلم)

۱۴۰۱۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب سورج گرہن ہوا تو آپ نے آٹھ رکوع اور چار سجدوں سے (دو رکعت) نماز پڑھائی[2]۔ حضرت علی سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ (مسلم)

---

[1] خوف کے موقعوں پہ نماز پڑھنا۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ قیامت سے مراد قیامت صغریٰ ہے یعنی جب کسی کی موت آجاتی ہے تو اس کی قیامت قائم ہو جاتی ہے اور قیامت کبریٰ کی تو ابھی علامات کا ظہور بھی ہوا تھا۔ اور اس کا خطرہ نہ تھا۔ ہاں یہ خوف آپ کو ایسے مواقع پر ضرور ہوتا تھا کہ شاید منکروں پر عذاب نہ آجائے جیسا کہ دوسری امتوں پر آتا تھا اور یہ نشانات سے مراد چاند سورج کا گرہن۔ زلزلے۔ بجلی۔ بادل کی گرج۔ اندھیری اور آندھی وغیرہ ہیں۔ ایسے مواقع پر آپ نے فرمایا اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان آیات میں بھی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

[2] نماز کسوف میں ایک سے زیادہ رکوع۔ اس کو احمد۔ ابوداؤد اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ ایک رکعت میں تین رکوع آپ نے فرمائے۔ دو رکعتوں میں اگر وقت کم ہو تو دو رکوع بھی کئے جا سکتے ہیں جس کی صاف وضاحت کسی حدیث میں نہیں آئی لیکن زیادہ رکوع کا انکار کر دینا بہت بڑی جسارت ہے ایمان کی خیر منانی چاہیئے۔ (حاشیہ نمبر ۳ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴۰۲ : وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنْتُ اَرْتَمِیْ بِاَسْهُمٍ لِّیْ بِالْمَدِیْنَةِ فِیْ حَیٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذْ كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَنَبَذْتُهَا فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَاَنْظُرَنَّ اِلٰى مَا حَدَثَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ قَالَ فَاَتَیْتُهٗ وَهُوَ قَائِمٌ فِی الصَّلٰوةِ رَافِعٌ یَدَیْهِ فَجَعَلَ یُسَبِّحُ وَیُهَلِّلُ وَیُكَبِّرُ وَیَحْمَدُ وَیَدْعُوْ حَتّٰى حُسِرَ عَنْهَا فَلَمَّا حُسِرَ عَنْهَا قَرَاَ سُوْرَتَیْنِ وَصَلّٰى رَكْعَتَیْنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِیْ صَحِیْحِهٖ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ وَكَذَا فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْهُ وَفِیْ نُسَخِ الْمَصَابِیْحِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ۔

۱۴۰۲ - عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن سمرہ نے فرمایا۔ میں آنحضرت کی زندگی میں مدینہ منورہ (سے باہر) تیروں سے کھیل رہا تھا۔ اچانک سورج گرہن ہوگیا۔ میں نے تیر کمان کو رکھ دیا اور ارادہ کیا کہ میں اس حادثہ میں آنحضرت کے عمل کو دیکھوں گا۔ میں آیا تو آنحضرت نماز میں قیام فرما رہے تھے۔ آپ ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے۔ آپ نے تسبیح تہلیل تکبیر اور حمد کہنا شروع کیا اور دعا فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ سورج کھل گیا۔ جب سورج نکھر گیا تو آپ نے دو رکعت ادا کیں۔ اور ان میں دو سورتیں تلاوت فرمائیں۔ صحیح مسلم اور شرح السنہ یہ حدیث عبدالرحمٰن بن سمرہ سے مروی ہے اور مصابیح میں جابر بن سمرہ سے مروی ہے ۔)

(حاشیہ صفحہ سابقہ) ۳؎ کسوف خسوف میں مختلف رکوع : اس حدیث کو احمد۔ نسائی۔ ابوداؤد۔ دارمی۔ دارقطنی ابن جریر اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ ایک رکعت میں چار رکوع بھی ہو سکتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی چار رکوع ایک رکعت میں ثابت ہیں وہ حدیث اگرچہ موقوف ہے لیکن اس کی تائید حضرت ابن عباس کی اس حدیث سے ہو جاتی ہے کیونکہ یہ حدیث بالکل صحیح ہے ۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) ۱؎ گرہن کے وقت تسبیح تہلیل کہنا :۔ ظاہر حدیث سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورج گرہن کے وقت تو تسبیح وتہلیل وغیرہ میں مصروف رہے اور جب سورج روشن ہوگیا تو بعد ازاں دو رکعت نماز پڑھی۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں۔ خود عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ جب میں مسجد میں آیا تو آپ نماز پڑھ رہے تھے تو آپ قراءت کے درمیان تسبیح وتہلیل۔ تحمید اور تکبیر میں مصروف رہے اور جب سورج صاف ہوگیا تو اس وقت جا کر ان دو رکعتوں کو پورا کیا۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴۰۳:۔ وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ لَقَدْ اَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَاقَۃِ فِیْ کُسُوْفِ الشَّمْسِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۴۰۴:۔ عَنْ سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ کُسُوْفٍ لَا نَسْمَعُ لَہٗ صَوْتًا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

۱۴۰۵:۔ وَعَنْ عِکْرِمَۃَ قَالَ قِیْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَاتَتْ فُلَانَۃُ بَعْضُ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَخَرَّ سَاجِدًا فَقِیْلَ لَہٗ تَسْجُدُ فِیْ ھٰذِہِ السَّاعَۃِ فَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَیْتُمْ اٰیَۃً فَاسْجُدُوْا وَاَیُّ اٰیَۃٍ اَعْظَمُ مِنْ ذَھَابِ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ۔

۱۴۰۳۔ اسماءؓ حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی سے مروی ہے سورج گرہن میں آنحضرت نے غلام آزاد کرنے کا حکم فرمایا بخاری۔

دوسری فصل

۱۴۰۴۔ سمرہؓ بن جندب فرماتے ہیں۔ سورج گرہن میں آنحضرت نے ہمیں نماز پڑھائی ہم آپ کی آواز نہیں سنتے تھے (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

۱۴۰۵۔ عکرمہؓ فرماتے ہیں۔ حضرت ابن عباس کو بتایا گیا کہ آنحضرت کی فلاں بیوی کا انتقال ہو گیا تو حضرت ابن عباس سجدے گر گئے۔ ان سے کہا گیا۔ یہ سجدے کا کون سا مقام ہے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت نے فرمایا جب تم آیات کو دیکھو۔ تو سجدہ کرو۔ ازواج مطہرات کے انتقال سے کون سی بڑی نشانی ہو سکتی ہے (ابوداؤد۔ ترمذی)

لہ گرہن میں صدقہ وخیرات کرنا: اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے ایسے وقت میں کہ قہر الٰہی کا اندیشہ ہو اور سورج گرہن میں جتنا منظر مہیب ہو جاتا ہے اور طبیعتیں پریشان ہو جاتی ہیں اتنا کبھی نہیں ہوتا ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں معروف ہو جانا چاہیئے اور اپنے لونڈی غلاموں کو ایسے وقت میں آزاد کر دینا بہت بہتر ہے شاید کہ اس کے عوض اللہ تعالیٰ مالک کو دوزخ سے آزاد کر دیں اس کے علاوہ ایسے وقت میں ہر صدقہ وخیرات اچھا ہے

لہ گرہن کی نماز میں قرأت جہری ہے: اس کو احمد ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ امام احمد۔ اکثر شافعی اور امام محمد و ابویوسف جہری قرأت کے قائل ہیں اور امام نووی نے کو شافعی اور مالک اور ابوحنیفہ سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے کہ وہ بھی بالآخر جہری قرأت کے قائل ہو گئے تھے واللہ اعلم۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۴۰۶: عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ اِنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِهِمْ فَقَرَأَ بِسُوْرَةٍ مِّنَ الطُّوَلِ وَرَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ الثَّانِيَةَ فَقَرَأَ بِسُوْرَةٍ مِّنَ الطُّوَلِ ثُمَّ رَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ كَمَا هُوَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ يَدْعُوْ حَتّٰى انْجَلٰى كُسُوْفُهَا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ۔

۱۴۰۷: وَعَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِيْرٍ قَالَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ وَيَسْاَلُ عَنْهَا حَتّٰى انْجَلَتِ الشَّمْسُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَفِيْ رِوَايَةِ النَّسَائِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى حِيْنَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ مِثْلَ صَلٰوتِنَا يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ وَلَهٗ فِيْ اُخْرٰى اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا مُّسْتَعْجِلًا اِلَى الْمَسْجِدِ وَقَدْ

تیسری فصل

۱۴۰۶۔ ابی رضی اللہ عنہ بن کعب فرماتے ہیں۔ آنحضرت کی موجودگی میں سورج گرہن ہو گیا۔ آپ نے نماز پڑھائی۔ اور بہت لمبی سورت پڑھی اور پانچ رکوع اور دو سجدے کئے پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے لمبی سورت پڑھی پھر پانچ رکوع اور دو سجدے فرمائے پھر اسی طرح قبلہ رخ بیٹھ گئے اور دعا فرمانے لگے۔ یہاں تک کہ دن صاف ہو گیا ابوداؤد۔

۱۴۰۷۔ نعمان رضی اللہ عنہ بن بشیر فرماتے ہیں۔ آنحضرت کے وقت سورج گرہن ہو گیا۔ آپ دو دو رکعت نماز پڑھتے۔ اور سورج کے متعلق دریافت فرماتے۔ یہاں تک کہ سورج نکھر گیا۔ (ابوداؤد) نسائی میں ہے۔ آنحضرت نے گرہن کی نماز ہماری (معتاد) نماز کی طرح پڑھی۔ رکوع اور سجود فرماتے اور نسائی نے ایک اور روایت میں فرمایا۔ آنحضرت صلعم ایک دن جلدی میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ۳ سجدۂ صبر مصیبت کے وقت: حضرت ابن عباس نے یہ سجدہ اس لیے کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کی وفات سے ایک بہت بڑی برکت دنیا سے اٹھ گئی کیونکہ ان کو صحابیت کے ساتھ شرف زوجیت بھی حاصل تھا اب وہ علم دنیا سے رخصت ہو گیا جو ان کی اپنی ذات سے تعلق رکھتا تھا تو ابن عباس انہی چیزوں کو بہت بڑا حادثہ قرار دے کر سجدہ میں گر گئے کہ یا الٰہی ان کے جاتے کے بعد ہمیں بے برکتی اور اپنے عذاب سے بچانا۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) ۱ اس کو امام احمد کے فرزند عبداللہ نے زیادات مسند احمد میں اور بیہقی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور حدیث کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انکسفت الشمس فصلی حتی انجلت ثم قال ان اھل الجاھلیۃ کانوا یقولون ان الشمس والقمر لا ینخسفان الا بموت عظیم من عظماء اھل الارض وان الشمس والقمر لا ینخسفان بموت احد ولا لحیاتہ ولکنھما خلیقتان من خلقہ یحدث اللہ فی خلقہ ما شاء فایھما انخسف فصلوا حتی ینجلی او یحدث اللہ امرا۔

میں مسجد تشریف لائے۔ اور سورج گرہن ہو چکا تھا۔ آپ نے یہاں تک نماز پڑھی کہ سورج صاف ہو گیا۔ پھر فرمایا اہل جاہلیت کہتے تھے کہ سورج اور چاند کو کسی بڑے آدمی کی وجہ سے گرہن ہوتا ہے۔ اور یقیناً سورج اور چاند کو گرہن کسی بڑے آدمی کی موت اور حیات کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ لیکن یہ دونوں اللہ کی مخلوق ہیں اور اپنی مخلوق میں جو چاہے کرتا ہے۔ جب ان دونوں میں گرہن ہو جائے تو نماز پڑھو۔ یہاں تک کہ صاف ہو جائے یا اللہ تعالیٰ کوئی نئی بات ظاہر فرمائیں۔ (نسائی)

لہ خسوف کی نماز کے متعدد طریقے :۔ اس کو احمد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں حارث بن عمیر بصری مختلف فیہ ہے۔ عبد الرزاق نے صحیح سند سے روایت کیا کہ آنحضرت جب بھی دو رکعت سے سلام پھیرتے کسی کو بھیجتے کہ دیکھو کیا سورج روشن ہوا ہے یا نہیں بعض لوگوں نے "مثل صلوتنا" سے استدلال کیا ہے کہ کسوف کی نماز دو رکعت ہے ایک رکوع کے ساتھ جیسا کہ عام نمازوں میں ہوتا ہے۔ لیکن تکرار کی احادیث زیادہ بھی ہیں اور راجح بھی بیہقی نے کہا ہے کہ دو رکوع والی روایت کے خلاف جو روایت بھی ہے وہ یا تو معلل ہے یا شاذ ہے۔ ابن قیم نے زاد المعاد میں بخاری اور شافعی کا قول نقل کیا ہے کہ وہ دو رکوع سے زیادہ رکوع والی روایات کو بعض رواۃ کی غلطی قرار دیتے تھے۔ اور چونکہ کسوف اور خسوف دونوں ایک دوسرے کے متبادل بولے جاتے ہیں اس لیے جن روایات میں دو سے زیادہ رکوع وارد ہیں وہ کسوف کے واقعات ہوں گے کیونکہ رواۃ اکثر صحیح میں اور اس طرح اشکال بھی دور ہو جاتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابٌ فِیْ سُجُوْدِ الشُّکْرِ

شکر کا سجدہ

شکر نعمت کے اعتراف اور اظہار کو کہتے ہیں۔ کفر اس کی ضد ہے۔ اس کے معنی ڈھانپنے اور چھپانے کے ہیں۔ شکر کبھی دل سے کبھی زبان جوارح اور اعضاء سے ہوتا ہے نعمت کا اظہار تینوں طریق سے ہوتا ہے۔ اردو میں شکر کے معنی قدر دانی ہے۔ اس میں تینوں صورتیں آجاتی ہیں "ناقۃ شکورٌ" زیادہ دودھ دینے والی اونٹنی کو کہتے ہیں۔ انسان کی شکر گزاری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر دانی دل زبان اور جن جن اعضاء سے ممکن ہو کرے نعمت کا صحیح قدر کانی مشکل ہے اس لئے صرف نبیوں کا ذکر اس صفت سے فرمایا۔ شَاکِرًا لِاَنْعُمِهٖ (ابراہیم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے پوری طرح قدردان تھے) حضرت نوح کے متعلق فرمایا۔ اِنَّهٗ کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا (نوح اللہ کی نعمتوں کے قدردان تھے) آل داؤد کو فرمایا اِعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ (اے آل داؤد اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا قدر کرو۔ میرے بندوں سے شکر گزار تھوڑے ہیں) شکر (بفتح الشین) عورت کی شرمگاہ اور نکاح کو بھی کہا جاتا ہے۔

اسلام نے دنیا میں اللہ کے نام کو بلند فرمایا۔ اللہ کے ماسوا کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ بلکہ حقیر سمجھا۔ اس لئے ہر موقعہ جس طرح ہو سکا۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار فرمایا۔ آنحضرت کی عادت تھی جب کوئی اچھی خبر سنتے تو سجدہ فرماتے مقصد یہ تھا کہ اللہ کی نعمت کا اظہار ہو۔ سجدہ اظہار نعمت کا سب سے بہتر ذریعہ ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے سوا سجود کسی کے لئے درست نہیں۔ اسلام نے غیر کے لئے سجدہ بالکلیہ حرام فرمایا۔ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ سجدہ نہ سورج کو کرو۔ نہ چاند کو سجدہ اس کو کرو۔ جس نے ان اجرام کو پیدا فرمایا۔ احادیث میں غیر کے سامنے جھکنا بھی ممنوع فرمایا۔ ترمذی) ص

www.KitaboSunnat.com

وَهٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الْاَوَّلِ وَالثَّالِثِ

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۴۰۸۔ عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا جَاءَہٗ اَمْرٌ سُرُوْرًا اَوْ یُسَرُّ بِہٖ خَرَّ سَاجِدًا شَاکِرًا لِلّٰہِ تَعَالٰی رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ۔

۱۴۰۹۔ وَعَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی رَجُلًا مِّنَ النُّغَاشِیِّیْنَ فَخَرَّ سَاجِدًا رَوَاہُ الدَّارَقُطْنِیُّ مُرْسَلًا وَفِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ لَفْظُ الْمَصَابِیْحِ۔

۱۴۱۰۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّکَّۃَ نُرِیْدُ الْمَدِیْنَۃَ فَلَمَّا کُنَّا قَرِیْبًا مِّنْ عَزْوَرَاءَ نَزَلَ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ فَدَعَا اللّٰہَ سَاعَۃً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَکَثَ طَوِیْلًا ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ یَدَیْہِ سَاعَۃً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَکَثَ طَوِیْلًا ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ

اس باب میں پہلی اور تیسری فصل نہیں ہے

دوسری فصل

۱۴۰۸۔ ابی بکرہؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت کو جب کوخوشی کی خبر آتی۔ تو آپ اللہ کے سامنے شکر کے طور پر سجدہ ریز ہوجاتے ابوداؤد۔ ترمذی اور فرمایا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۱۴۰۹۔ ابوجعفر فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے بونے (ایک چھوٹے قد کے آدمی) کو دیکھا تو آپ سجدہ ریز ہو گئے[1] (دارقطنی مرسل شرح السنہ مصابیح)

۱۴۱۰۔ سعدؓ بن ابی وقاص فرماتے ہیں۔ ہم آنحضرت کے ساتھ مکہ مکرمہ سے نکلے اور مدینہ منورہ کا ارادہ تھا۔ جب مقام عزورہ کے قریب پہنچے تو آپ نیچے اترے۔ آپ نے دعا کے لئے تھوڑی دیر ہاتھ اٹھائے۔ پھر سجود میں گر گئے اور دیر تک سجدہ ریز رہے۔ پھر کھڑے ہوئے۔ اور تھوڑی دیر ہاتھ اٹھائے۔ پھر دیر تک سجدہ ریز رہے پھر کھڑے ہوئے۔

---

[1] سجدۂ شکر کا بیان:۔ یہ حدیث مرسل اس لئے ہے کہ ابوجعفر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نہیں پایا اور اس کی سند میں جابر جعفی مشہور کذاب ہے اور اس مرسل کو ابن حبان نے ضعفاء میں وصل کیا ہے اور اسی طرح حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے اور اس کا ایک شاہد طبرانی نے اوسط میں جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی متغیر الخلق آدمی کو دیکھتے تو سجدہ شکر ادا کرتے۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ آدمی جب کسی بیمار کو دیکھے تو خود سجدۂ شکر ادا کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے عافیت دے رکھی ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ یہ عافیت ہمیشہ قائم رہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَدَيْهِ فَدَعَا اللهَ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَقَالَ إِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي وَشَفَعْتُ لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي ثُلُثَ أُمَّتِي فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي شُكْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي ثُلُثَ أُمَّتِي فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي شُكْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي الثُّلُثَ الْآخَرَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي شُكْرًا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ۔

اور تھوڑی دیر ہاتھ اٹھائے۔ پھر دیر تک سجدہ ریز رہے پھر کھڑے ہوئے اور ہاتھ اٹھائے، دیر تک سجدہ کیا، اور فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا اور امت کے لئے شفاعت کی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک تہائی امت کی معافی کا وعدہ فرمایا میں نے اللہ کے لئے سجدہ کیا۔ پھر میں نے سر اٹھایا اور امت کے لئے سوال کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک تہائی امت کو مزید معاف فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ شکر ادا کیا۔ پھر میں نے سر اٹھایا اور اللہ تعالیٰ سے امت کے لئے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے باقی ثلث بھی مجھے دے دیا۔ پھر میں اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا[1] (احمد، ابوداؤد)

---

[1] دعا میں ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔ اس حدیث پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے۔ یہ حدیث دلیل ہے سجدۂ شکر کی۔ عزوزاء ایک جگہ ہے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے اپنی امت کی بخشش کے لئے دعا فرمائی سو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرمایا تو قیامت کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہو گی۔ آپ نے فرمایا ہے کہ میری شفاعت کبیرے گناہوں میں ہو گی اور شفاعت میں کچھ لوگ تو ویسے ہی دوزخ سے بچ جائیں گے اور کچھ لوگ اگر جہنم میں چلے بھی گئے تو دوزخ سے نکل آئیں گے اور ہمیشہ کے لئے آپ کی امت میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہ رہے گا۔ بشرطیکہ اس کا خاتمہ شرک اور کفر پہ نہ ہوا ہو۔ اور اس حدیث میں دلیل ہے کہ دعا میں ہاتھ اٹھائے جائیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ

بارش کے لئے نماز

عرب کا علاقہ ریگستان ہے۔ وہاں آبپاشی کے انتظامات عام نہیں، وہ لوگ بارش کے سہارے پر زندگی بسر کرتے ہیں۔ آج کل جن علاقوں میں نہریں چلتی ہیں، ندی نالے چشمے عام ہیں، بارش جب بند ہو جائے، یہاں بھی مصیبت آجاتی ہے پانی کم ہو جاتا ہے۔ کھیت خراب ہو جاتے ہیں۔ خشک سالی سے بیماریاں آنے لگتی ہیں۔ جن ملکوں میں آبپاشی کے انتظامات نہیں ہوتے تو خشک سالی سے اور بھی تکلیف زیادہ ہو جاتی ہے۔

مسلمان تکالیف اور مشکلات میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتے ہیں جب بارش نہ ہوتی۔ آنحضرت جنگل میں جاتے معمولی اور معتاد کپڑوں میں نماز ادا فرماتے۔ تضرع اور عاجزی سے دعا کرتے۔ امام شافعی کے نزدیک یہ نماز عید کی طرح ہوتی ہے۔ پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ سات تکبیرات کہتے۔ سورہ فاتحہ اور کوئی سورت آواز سے پڑھتے۔ پھر رکوع اور سجود فرماتے۔ دوسری رکعت میں پہلے پانچ تکبیرات کہتے۔ پھر سورت فاتحہ پڑھ کر اس کے ساتھ سورت ملاتے اور رکوع اور سجود تشہد کے بعد نماز ختم فرماتے۔ پھر جمعہ کی طرح دو خطبے دیتے۔ چادر کو اس طرح بدلتے کہ اوپر کے کونے نیچے آجائیں نیچے کے اوپر آجائیں اور بائیں جانب دائیں طرف چلی جائے یہ صورت حال کی تبدیلی کے لئے حسی اشارہ ہے۔ یہ عمل تین دن کرے۔ اگر پہلے دن ہی دعا قبول ہو جائے تو پھر دوسرے دن جانے کی ضرورت نہ ہوگی۔

حضرت امام ابوحنیفہ سے منقول ہے۔ وہ استسقاء کے لئے نماز نہیں پڑھتے۔ وہ صرف دعا کو کافی سمجھتے ہیں لیکن متاخرین فقہاء نے اس میں شافعی رحمہم اللہ کے مسلک کو ترجیح دی ہے۔ کیونکہ یہ سنت کے ساتھ زیادہ موافق ہے۔

شاہ ولی اللہ نے بھی اسی مسلک کو پسند فرمایا ہے (حجۃ اللہ البالغہ ص۱۶ ج ۲ مصفیٰ مسویٰ ص۱۸۶ ج ۱

حدیث ۱۴۲۲ میں مذکور ہے کہ حضرت عمر نے حضرت عباس سے دعا میں توسل فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی زندہ موجود آدمی سے دعا کرائے۔ اس وسیلہ میں کوئی حرج نہیں بلکہ مسنون ہے۔ صحابہ آنحضرت سے دعا کراتے تھے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مردے کا توسل درست نہیں۔ ورنہ حضرت عمر آنحضرت سے توسل فرماتے اور حضرت عباس کو اس کے لئے ترجیح نہ دیتے۔ ائمہ سلف اور امت میں میت کے توسل کا کہیں ثبوت نہیں (اسم)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۴۱۱: عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ زَیْدٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ اِلَی الْمُصَلّٰی یَسْتَسْقِیْ فَصَلّٰی بِھِمْ رَکْعَتَیْنِ جَھَرَ فِیْھِمَا بِالْقِرَاءَۃِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَۃَ یَدْعُوْ وَرَفَعَ یَدَیْہِ وَحَوَّلَ رِدَاءَہٗ حِیْنَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَۃَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

پہلی فصل

۱۴۱۱۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت لوگوں کے ساتھ نماز گاہ میں گئے تاکہ بارش کی نماز ادا کریں۔ آپ نے دو رکعت نماز پڑھائی۔ قرأت آواز سے پڑھی اور قبلہ رو ہو کر دعا فرمائی۔ ہاتھ اٹھائے اور جب قبلہ رو کھڑے ہوئے تو چادر کو پھیرا۔ (بخاری، مسلم)

لہ **نماز استسقاء کا صحیح طریقہ** :۔ استسقاء کے معنی میں پانی طلب کرنا یعنی قحط سالی میں بارش کے لئے دعا کرنا اور شریعت کی اصطلاح میں بارش کے لیے باہر جا کر دو رکعت نفل پڑھ کر مخصوص انداز سے بارش کے لئے دعا کرنا ہے۔ اس حدیث کو احمد ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ مسلم کی حدیث میں قرأت جہر سے کرنے کا کوئی ذکر نہیں ہے اور عبداللہ بن زید کی جو حدیثیں صحیحین میں ہیں ان میں سے بعض میں خطبہ کا ذکر نہیں ہے۔ لیکن عبداللہ سے جو حدیث امام احمد نے روایت کی ہے اس میں ہے کہ آپ نے پہلے نماز پڑھی اور پھر خطبہ دیا اور ابن عباس اور عائشہ کی احادیث میں جو ابوداؤد میں ہیں ذکر ہے کہ آپ نے پہلے خطبہ دیا اور پھر نماز پڑھی۔ بہرحال حدیثیں اس مضمون میں مختلف ہیں۔ تمام حدیثوں کو سامنے رکھ کر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ نے پہلے دعا مانگی اور بعد ازاں دو رکعت نفل پڑھے اور پھر بعض نے کچھ حصہ روایت کر دیا اور بعض نے کچھ اور بعض نے دعا ہی کو خطبہ سمجھ لیا۔ اس امر میں اتفاق ہے کہ استسقاء کی نماز دو رکعت ہے اور سنت ہے واجب نہیں اور چادر پھیرنے کا مقصد یہ ہے کہ یا الٰہی جس طرح یہ چادر پھیر دی گئی ہے اسی طرح حالات کو پھیر دے یہاں پہلے خشک سالی ہے وہاں اب بارش کر دے جہاں پہلے گرانی ہے وہاں اب ارزانی کر دے اور چادر پھیرنے کی کیفیت اس طرح ہے کہ چادر کا دایاں حصہ بائیں طرف ہو جائے اور بایاں دائیں طرف اور اوپر کا حصہ نیچے کا اوپر اور مستحب ہے کہ امام کے ساتھ دوسرے لوگ بھی اپنی چادریں پھیریں جیسا کہ احمد کی روایت میں ہے اور بعض علماء نے کہا ہے کہ چادر صرف امام ہی پھیرے اور چادر پھیرنے کا وقت وہ ہے کہ جب دعا کرنے کا ارادہ کرے تو منہ قبلہ کی طرف کرے اور اپنی چادر پھیرے اور دعا میں سنت ہے کہ الٹے ہاتھوں سے دعا مانگی جائے یعنی ہاتھ کی پشت منہ کی طرف ہو یہ بھی اس فال کے لئے ہے کہ یا الٰہی دنیا کے حالات اب الٹ دے۔ دعا میں سنت ہے کہ ہاتھ منہ کے برابر اٹھائے اور اصل دعا کی روح یہ ہے کہ نہایت عاجزی سے دعا کی جائے۔ پھر استسقاء کی کئی صورتیں ہیں کبھی تو صرف دعا کر دی گئی اور کبھی پہلے اہتمام سے فرضوں کے بعد دعا کی گئی اور کبھی باہر نکل کر نفل پڑھے گئے۔ خطبہ دیا گیا اور دعا کی گئی اور یہ صورت سب سے بہتر ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴۱۲:۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ اِلَّا فِي الْاِسْتِسْقَاءِ فَاِنَّهٗ يَرْفَعُ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ اِبْطَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۱۳:۔ وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْقٰى فَاَشَارَ بِظَهْرِ كَفَّيْهِ اِلَى السَّمَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۴۱۴:۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا رَاَى الْمَطَرَ قَالَ اللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۴۱۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی دعا میں اس طرح ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ جیسے استسقاء میں اٹھاتے تے۔ آپ اس میں اس قدر ہاتھ اٹھاتے۔ کہ بغلوں کی سپیدی نظر آنے لگتی[1] (بخاری مسلم)

۱۴۱۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے استسقاء کی نماز میں ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف فرمائی[2] (مسلم)

۱۴۱۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ آنحضرت جب بارش اترتی دیکھتے تو فرماتے اللھم صیبا نافعا اے اللہ اسے ہمارے لئے فائدہ مند بارش بنائیے[3] (بخاری)

---

[1] استسقاء کی دعا میں ہاتھ زیادہ اٹھانا:۔ اس حدیث کو ابوداؤد، ابن ماجہ اور نسائی نے بھی روایت کیا۔ بعض نے کہا ہے کہ استسقاء کی دعا میں ہاتھ منہ کے برابر ہونے چاہئیں اور بعض نے کہا کہ سر کے برابر ہوں اور بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگے۔

[2] مصائب میں دعا مانگنے کا طریقہ:۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ علماء نے کہا ہے کہ دعا مانگنے میں اصول یہ ہے کہ جب کسی مصیبت کو دور کرنے کے لئے دعا کی جائے مثلاً قحط یا وبا۔ طاعون۔ چیچک۔ ہیضہ وغیرہ تو اس وقت دعا الٹے ہاتھوں سے کی جائے اور جب کسی چیز کا مانگنا اور سوال کرنا مقصود ہو تو سیدھے ہاتھوں سے دعا کی جائے۔

[3] خدا سے بارش کے وقت بھلائی کی دعا کرنا اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے یعنی جب آپ استسقاء کی دعا کرتے اور بارش آ جاتی تو پھر یہ دعا کرتے کہ یا الٰہی نفع والی بارش کرنا اور یہ بھی حقیقت میں استسقاء کی دعا ہے کہ بارش سے نفع والا حصہ ملے نقصان نہ پہنچے ویسے بھی بارش کے وقت دعا کرنا مستحب ہے کہ وہ خداوند تعالیٰ کی رحمت کا وقت ہوتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴۱۵:۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اَصَابَنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَطَرٌ قَالَ فَحَسَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَوْبَہٗ حَتّٰی اَصَابَہٗ مِنَ الْمَطَرِ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لِمَ صَنَعْتَ ھٰذَا قَالَ لِاَنَّہٗ حَدِیْثُ عَھْدٍ بِرَبِّہٖ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۴۱۶:۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ زَیْدٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الْمُصَلّٰی فَاسْتَسْقٰی وَحَوَّلَ رِدَاءَہٗ حِیْنَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَۃَ فَجَعَلَ عِطَافَہُ الْاَیْمَنَ عَلٰی عَاتِقِہِ الْاَیْسَرِ وَجَعَلَ عِطَافَہُ الْاَیْسَرَ عَلٰی عَاتِقِہِ الْاَیْمَنِ ثُمَّ دَعَا اللّٰہَ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤٗدَ۔

۱۴۱۷:۔ وَعَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ اسْتَسْقٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ خَمِیْصَۃٌ لَّہٗ سَوْدَاءُ فَاَرَادَ اَنْ یَّاْخُذَ اَسْفَلَھَا فَیَجْعَلَہٗ اَعْلَاھَا فَلَمَّا ثَقُلَتْ قَلَبَھَا عَلٰی عَاتِقَیْہِ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤٗدَ۔

۱۴۱۸:۔ وَعَنْ عُمَیْرٍ مَوْلٰی اٰبِی اللَّحْمِ اَنَّہٗ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْتَسْقِیْ عِنْدَ اَحْجَارِ

۱۴۱۵۔ حضرت انس فرماتے ہیں، ہم آنحضرت کے ساتھ تھے۔ تو بارش برسی۔ آنحضرت نے بدن سے کپڑا اتار دیا۔ آپ کے بدن مبارک پر بارش کے قطرے پڑے۔ ہم نے عرض کیا۔ حضرت ایسا کیوں کرتے ہیں، فرمایا یہ الٰہی اللہ کی طرف سے آیا ہے[1]۔ (مسلم)

دوسری فصل

۱۴۱۶۔ عبداللہ بن زید فرماتے ہیں۔ آنحضرت نماز گاہ کی طرف نکلے اور نماز استسقاء پڑھی۔ اور جب قبلہ رخ ہوئے تو اپنی چادر کو بدلا۔ دائیں کنارے کو بائیں کندھے پر کیا۔ اور بائیں کو دائیں پر پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی[2]۔ (ابوداؤد)

۱۴۱۷۔ عبداللہ بن زید فرماتے ہیں آنحضرت نے نماز استسقاء پڑھی۔ آپ پر سیاہ چادر تھی۔ آپ نے ارادہ فرمایا کہ اس کی نچلی جانب کو اوپر کریں۔ وہ بھاری ہوگئی۔ آپ نے اسے اپنے کندھوں پر بدل دیا۔ (احمد۔ ابوداؤد)

۱۴۱۸۔ عمیر آبی اللحم کے غلام سے مروی ہے۔ انہوں نے آنحضرت کو دیکھا۔ آپ نے مقام

[1] بارش میں کھڑے ہو کر غسل کرنا۔ اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ قرآن مجید میں ہے "وانزلنا من السماء ماء مبارکا" ہم نے آسمان سے برکت والا پانی اتارا۔ اسی برکت کو حاصل کرنے کے لئے آپ بارش میں غسل کرنے لگے۔

[2] استسقاء میں چادر کا الٹنا سنت ہے۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ بعض لوگوں نے چادر پھیرنے اور الٹے ہاتھوں سے دعا مانگنے کی مخالفت لبے ٹیں تھوڑے سے کی مخالفت کی ہے اللہ تعالیٰ انکار کرنے والوں کو بھی ہدایت دے۔ یہ فعل آنحضرت سے صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الزَّيْتِ قَرِيبًا مِنَ الزَّوْرَاءِ قَائِمًا يَدْعُو يَسْتَسْقِي رَافِعًا يَدَيْهِ قِبَلَ وَجْهِهِ لَا يُجَاوِزُ بِهِمَا رَأْسَهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ نَحْوَهُ۔

۱۴۱۹:- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي فِي الْاِسْتِسْقَاءِ مُتَبَذِّلًا مُتَوَاضِعًا مُتَخَشِّعًا مُتَضَرِّعًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۱۴۲۰:- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَسْقَى قَالَ اللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهِيمَتَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَأَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ رَوَاهُ مَالِكٌ وَأَبُو دَاوُدَ۔

۱۴۲۱:- وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوَاكِي فَقَالَ اللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيثًا مَرِيئًا مَرِيعًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ آجِلٍ قَالَ فَأَطْبَقَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

احجار الزیت[1] میں زوراء کے قریب نماز استسقاء ادا فرمائی۔ پھر آپ نے کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھائے بارش کے لئے دعا فرمائی آپ کے ہاتھ چہرے کے سامنے تھے۔ اور سر سے اونچے نہیں تھے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔)

۱۴۱۹۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نماز استسقاء کے لئے سادہ لباس کے ساتھ تواضع عجز۔ اور خشوع کے ساتھ نکلے[2]۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

۱۴۲۰۔ عمروؓ بن شعیب اپنے باپ وہ ان کے دادا سے روایت فرماتے ہیں۔ آنحضرت بارش کے لئے یہ دعا فرماتے اَللّٰھُمَّ اسْقِ عِبَادَکَ وَبَھِیْمَتَکَ وَانْشُرْ رَحْمَتَکَ وَاَحْیِ بَلَدَکَ الْمَیِّتَ اے اللہ اپنے بندوں اور جانوروں پر بارش برسا۔ اپنی رحمت کو عام کر اور مردہ شہر کو زندگی عطا فرما۔[3] (مالک۔ ابوداؤد)

۱۴۲۱۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرت کو دیکھا۔ آپ ہاتھ اٹھائے ہوئے فرماتے اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا مَرِیْئًا مَرِیْعًا نَافِعًا غَیْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَیْرَ اٰجِلٍ اے اللہ ہم پر بارش فرما جس سے ہماری فریادرسی ہو خوشگوار ہو۔ جس سے چارہ پیدا ہو۔ مفید ہو۔ جس میں مضرت نہ ہو جلدی آئے دیر سے نہ ہو اس کے بعد ان پر بادل چھا گیا[4]

---

[1] اس پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے اور اس کو احمد اور حاکم نے بھی حسن سند سے روایت کیا ہے۔

[2] اس کو احمد۔ ابن حبان۔ حاکم۔ دارقطنی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی۔ ابوعوانہ اور ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے۔

[3] اس کو ابوداؤد نے متصل اور مالک نے مرسل روایت کیا ہے اور ابوداؤد اور منذری نے اس پر سکوت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں

[4] اس کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور ابوداؤد اور منذری نے اس پر سکوت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۴۲۲: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ شَكَا النَّاسُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُحُوطَ الْمَطَرِ فَأَمَرَ بِمِنْبَرٍ فَوُضِعَ لَهُ فِي الْمُصَلَّى وَوَعَدَ النَّاسَ يَوْمًا يَخْرُجُونَ فِيهِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ بَدَا حَاجِبُ الشَّمْسِ فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَكَبَّرَ وَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ إِنَّكُمْ شَكَوْتُمْ جَدْبَ دِيَارِكُمْ وَاسْتِئْخَارَ الْمَطَرِ عَنْ إِبَّانِ زَمَانِهِ عَنْكُمْ وَقَدْ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ أَنْ تَدْعُوهُ وَوَعَدَكُمْ أَنْ يَسْتَجِيبَ لَكُمْ ثُمَّ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّينِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ اللّٰهُمَّ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ أَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا أَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَبَلَاغًا إِلَى حِينٍ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمْ يَتْرُكِ الرَّفْعَ حَتّٰى بَدَا بَيَاضُ إِبْطَيْهِ ثُمَّ حَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ وَقَلَبَ أَوْ حَوَّلَ رِدَاءَهُ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَنَزَلَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَأَنْشَأَ اللّٰهُ سَحَابَةً فَرَعَدَتْ وَبَرَقَتْ ثُمَّ أَمْطَرَتْ بِإِذْنِ اللّٰهِ فَلَمْ يَأْتِ مَسْجِدَهُ حَتّٰى سَالَتِ السُّيُولُ فَلَمَّا رَأَى

تیسری فصل

۱۴۲۲۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ لوگوں نے آنحضرت سے بارش کی کمی کی شکایت کی آپ نے حکم فرمایا۔ نمازگاہ میں ممبر رکھوایا گیا۔ اور آپ نے ایک دن کا وعدہ فرمایا۔ لوگ اس دن باہر نکلے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ آنحضرت سورج کا کنارہ نکلتے ہی پہنچ گئے آپ ممبر پر بیٹھ گئے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی بڑائی و حمد بیان کی پھر فرمایا۔ آپ لوگوں نے اپنے علاقوں کی خشک سالی اور بارش کی اپنی وقت سے تاخیر کا ذکر کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ آپ دعا کریں۔ اور وعدہ فرمایا ہے۔ کہ وہ تمہاری دعا قبول فرمائے گا پھر پڑھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ لَا إِلٰهَ إِلَّا يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ أَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا أَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَبَلَاغًا إِلَى حِيْنٍ سب حمد اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔ وہ رحم کرنے والا مہربان ہے قیامت کے دن کا مالک ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں جو چاہے کر لیتا ہے۔ اے اللہ تو ہی اللہ ہے۔ تو بے نیاز ہے ہم فقیر ہیں۔ ہم پر بارش فرما۔ اور جو تو نے اتارا اسے ایک وقت تک ہماری توانائی کا سبب بنا۔ پھر آپ نے ہاتھ اٹھائے۔ اور اس قدر اٹھائے کہ بغلوں کی سفیدی نمایاں ہو گئی۔ پھر لوگوں کی طرف پشت پھیر کر اپنی چادر کو بدلا۔ اور آپ نے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے۔ پھر لوگوں کی طرف توجہ فرمائی۔ اور ممبر سے اترے اور دو رکعت نماز پڑھائی اسی وقت ایک بدلی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُرْعَتِهِمْ إِلَى الْكِنِّ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَ أَنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ۔

۱۴۲۳۔ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا قُحِطُوْا اسْتَسْقٰى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِيْنَا وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا فَيُسْقَوْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

کڑکی اور چمکی اور اللہ کے حکم سے برسی۔ حضرت مسجد تک پہنچے نہیں تھے کہ سیلاب بہنے لگے۔ جب آپ نے لوگوں کو چھپڑوں کی طرف بھاگتے دیکھا۔ آپ ہنسے آپ کے دانت مبارک ظاہر ہوگئے۔ اور فرمایا میں گواہ ہوں اللہ[۱] ہر چیز پر قادر ہے۔ اور میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ (ابوداؤد)

۱۴۲۳۔ حضرت انس فرماتے ہیں۔ جب قحط ہوجاتا۔ تو حضرت عمر حضرت عباس کو دعا کے لئے لے جاتے اور فرماتے اے اللہ ہم تیرے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے توسل سے دعا مانگتے تھے۔ اور تو بارش فرما دیتا تھا۔ اب ہم تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے توسل سے[۲] بارش چاہتے ہیں۔ انس فرماتے ہیں پھر بارش ہوجاتی۔ (بخاری مسلم)

۱؎ اللہ کی رحمت کے وقت اپنی عبدیت یاد رکھنا۔ ابوداؤد نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے لیکن اس کے راوی تمام اچھے ہیں۔ یہ حدیث صحیح ہے لیکن مشہور نہیں۔ ابوعوانہ، ابن حبان اور حاکم نے روایت کر کے شرط شیخین پر بتایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ استسقاء کا خطبہ منبر پر دینا مستحب ہے۔ آپ نے تبسم اس لیے فرمایا کہ ابھی تو یہ بارش نہ ہونے کا شکوہ کر رہے تھے اور ابھی بارش سے بھاگنے لگے اور تعجب ہوا کہ مالک نے کس قدر جلد اپنے بندوں کی توبہ قبول فرمائی۔

۲؎ نیکی وسیلہ ہے نہ کہ فوت شدہ نیک لوگ۔ حضرت عباس کے قصہ سے معلوم ہوا کہ اہل خیر وصلاح سے دعا کرانا مستحب ہے اور اس کی مثال غار والوں کا قصہ ہے کہ ان تینوں آدمیوں نے کس طرح اپنے نیک اعمال کے ساتھ توسل کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو نیک اعمال کے وسیلہ سے غار سے نجات دے دی نووی نے اس حدیث کے تحت لکھا ہے کہ سختی کے وقت نیک اعمال کے وسیلہ سے دعا کرنی چاہیئے اور استسقاء میں بھی کسی نیک عمل کے وسیلہ سے دعا کرے اور نیک لوگوں سے جو دعا کرائی جاتی ہے وہ بھی حقیقت میں ان کے نیک اعمال کا وسیلہ ہوتا ہے۔ دعا کی قبولیت کے لئے چار شرطیں ہیں اولاً دعا گناہ اور قطع رحمی کی نہ ہو ثانیاً اگر تاخیر ہوجائے تو رحمت الٰہی سے مایوس نہ ہو ثالثاً اللہ تعالیٰ کا پورا فرمانبردار ہو اور رابعاً لباس اور خوراک حلال کی ہو۔ اور پھر بھی اللہ تعالیٰ کسی دعا قبول کرنے کے لئے مجبور نہیں۔ اگر قبول کرے تو محض اس کی رحمت ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سلف صالحین میں قبروں پر جا کر دعا کرانے کا دستور نہیں تھا اور نہ حضرت عمر سیدھے آنحضرت کی قبر پر آ کر کہتے یا رسول اللہ بارش کے لئے دعا فرمایئے اور پھر جب امیر معاویہ کے عہد میں خشک سالی ہوئی تو یزید بن اسود سے دعا کرائی گئی تو بارش برس گئی اور وہ جو ایک نابینے کا قصہ مشہور کر رکھا ہے کہ اس نے آنحضرت کی قبر پر آ کر کہا کہ یا رسول اللہ میں نابینا ہوں میرے لئے دعا کریں اور پھر آپ نے اس کو ترکیب بتائی کہ اس طرح دعا کرو اور وہ تندرست ہوگیا تو اس قصہ کا کچھ اصل نہیں اس کی سند بالکل فضول ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴۲۴:۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ خَرَجَ نَبِیٌّ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ بِالنَّاسِ یَسْتَسْقِیْ فَاِذَا ھُوَ بِنَمْلَۃٍ رَافِعَۃٍ بَعْضَ قَوَائِمِھَا اِلَی السَّمَاءِ فَقَالَ ارْجِعُوْا فَقَدِ اسْتُجِیْبَ لَکُمْ مِنْ اَجْلِ ھٰذِہِ النَّمْلَۃِ رَوَاہُ الدَّارَقُطْنِیُّ۔

۱۴۲۴۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں، میں نے آنحضرت سے سنا۔ ایک پیغمبر لوگوں کے ہمراہ بارش کے لئے نکلا۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک چیونٹی آسمان کی طرف سر اٹھائے ہوئے دعا کر رہی ہے پیغمبر نے کہا واپس چلو۔ اللہ تعالیٰ نے اس چیونٹی کی وجہ سے تمہاری آرزو پوری کر دی[1]۔ (دارقطنی)

---

[1] جانور صرف خدا سے مدد مانگتے ہیں :۔ دارقطنی کے راوی ثقہ ہیں اور اس کو احمد و حاکم نے بھی روایت کر کے صحیح کہا ہے اور یہ بارش کے لئے نکلنے والے حضرت سلیمان علیہ السلام تھے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سب مخلوق کے لئے ہے اس کے علم کا احاطہ تمام موجودات کو ہے اور وہی مسبب الاسباب ہے وہی حاجتیں پوری کرنے والا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حیوانوں میں بھی یہ ادراک ہے کہ اپنی حاجتیں صرف اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہئیں۔ کتنے بدنصیب ہیں وہ لوگ جو غیر اللہ کے دروازے پر جھک مارتے ہیں، پہلے بیان ہو چکا ہے کہ خداوند تعالیٰ اگر قبول نہ کرے تو بڑے بڑے نبیوں کی دعا بھی نہ کرے اور اگر کرے تو کسی چیونٹی کی بھی کرے لا معقب لحکمہ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابٌ فِي الرِّيَاحِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۴۲۵:۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَاُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۲۶:۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَاحِكًا حَتّٰى اَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ اِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ فَكَانَ اِذَا رَاٰى غَيْمًا اَوْ رِيْحًا عُرِفَ فِيْ وَجْهِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۲۷:۔ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا عَصَفَتِ الرِّيْحُ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَخَيْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاِذَا تَخَيَّلَتِ السَّمَاءُ تَغَيَّرَ لَوْنُهٗ وَخَرَجَ وَدَخَلَ وَاَقْبَلَ وَاَدْبَرَ فَاِذَا مَطَرَتْ سُرِّيَ عَنْهُ فَعَرَفَتْ

آندھیوں کا بیان

پہلی فصل

۱۴۲۵۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ باد صبا (مشرقی ہوا) سے میری مدد فرمائی گئی۔ اور عاد کی قوم دبور (پچھم کی ہوا) سے تباہ کی گئی۔ (بخاری مسلم)

۱۴۲۶ حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں نے آنحضرتؐ کو اس قدر ہنستے کبھی نہیں دیکھا۔ کہ آپ کا گلے کا کوا نظر آنے لگے آپ صرف مسکراتے تھے۔ اور آپ جب بادل یا ہوا دیکھتے۔ حضرت کے چہرہ مبارک میں اس کا اثر نمایاں ہوتا۔ (بخاری مسلم)

۱۴۲۷۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ جب ہوا تیز ہو جاتی تو آپ فرماتے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ اے اللہ سوال یہ ہے کہ ہوا اچھی ہو اس میں جو کچھ ہے بہتر ہو۔ اور جس کام کے لئے بھیجی گئی ہے میں اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ جب آسمان ابر آلود ہوتا تو آنحضرت

۱؎ اوپر کی حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے پہلے عائشہ کی حدیث میں گزر چکا ہے کہ آپ اتنا ہنسے کہ آپ کی ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ اکثر آپ تبسم ہی فرماتے اور گاہے زور سے بھی ہنس لیتے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِکَ عَائِشَۃُ فَسَأَلَتْہُ فَقَالَ لَعَلَّہٗ یَا عَائِشَۃُ کَمَا قَالَ قَوْمُ عَادٍ فَلَمَّا رَأَوْہُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِیَتِہِمْ قَالُوْا ھٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَیَقُوْلُ اِذَا رَأَی الْمَطَرَ رَحْمَۃً مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۴۲۸: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَفَاتِیْحُ الْغَیْبِ خَمْسٌ ثُمَّ قَرَأَ اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ الْاٰیَۃَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۴۲۹: وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَتِ السَّنَۃُ اَنْ لَّا تُمْطَرُوْا وَلٰکِنِ السَّنَۃُ اَنْ تُمْطَرُوْا وَتُمْطَرُوْا وَلَا تُنْبِتُ الْاَرْضُ شَیْئًا رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۴۳۰: عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الرِّیْحُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ تَاْتِیْ

کا رنگ بدل جاتا۔ کبھی باہر نکلتے۔ کبھی اندر جاتے۔ کبھی آگے ہوتے کبھی پیچھے ہٹتے۔ جب بارش شروع ہوجاتی تو یہ حالت کھل جاتی حضرت عائشہ نے جب یہ محسوس کیا تو آنحضرت سے دریافت فرمایا۔ تو فرمایا۔ عائشہ کہیں ایسا نہ ہو۔ جس طرح قوم عاد نے کہا تھا جب بادل ان کی بستیوں کے سامنے آیا۔ انہوں نے کہا۔ یہ بادل ہم پر برسے گا۔ ایک روایت میں ہے جب آپ بارش دیکھتے۔ فرماتے یا اللہ اسے رحمت بنا دے[۱]۔ (بخاری مسلم)

۱۴۲۸۔ عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا۔ غیب کے خزانے پانچ ہیں۔ پھر پڑھا۔ ان اللہ عندہ علم الساعة وینزل الغیث الآیہ اللہ کے پاس قیامت کا علم ہے وہی بارش اتارتا ہے[۲]۔ (بخاری)

۱۴۲۹۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں۔ قحط سالی یہ نہیں کہ تم پر بارش نہ ہو۔ قحط یہ ہے کہ بار بار بارش ہو لیکن زمین میں روئیدگی کی قوت نہ رہے[۳]۔ (مسلم)

دوسری فصل

۱۴۳۰۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ ہوا اللہ کی رحمت ہے۔ یہ کبھی رحمت لاتی ہے۔ اور کبھی عذاب اسے برا نہ کہو۔ اور اللہ سے

---

[۱] خدا کے عذاب سے بے خوف نہ ہونا چاہیئے۔ اس میں دلیل ہے کہ کسی آدمی کو کسی حال میں بھی خدا کے عذاب سے بے خوف نہیں ہونا چاہیئے خصوصاً جبکہ موسم میں عناصر کا اندر وشور ہو اللہ تعالیٰ سے اس کی رحمت کا سوال کرنا چاہیئے۔

[۲] غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اس مضمون کی کئی حدیثیں ہیں انہی میں سے جبریل کی حدیث بھی ہے اور بمیدہ کی احمد اور بزار میں ہے ابن حبان اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے یعنی ان پانچ چیزوں کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا یعنی آنحضرت نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی یہ تفسیر کی ہے کہ یہ غیب کے خزانے ہیں جو ان کو جاننے کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے اور منجم وغیرہ جو امور عادیہ کے متعلق قیاس سے خبریں دیتے ہیں یہ غیب نہیں اور یہاں اس کو بیان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بارش کا وقت۔ جگہ۔ مقدار کیفیت صرف خدا ہی جانتا ہے (نمبر۳ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِالرَّحْمَةِ وَبِالْعَذَابِ فَلَا تَسُبُّوْهَا وَسَلُوا اللّٰهَ مِنْ خَيْرِهَا وَعُوْذُوْا بِهٖ مِنْ شَرِّهَا رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَ
وَأَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ۔

۱۴۳۱:۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا لَعَنَ الرِّيْحَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَلْعَنُوا
الرِّيْحَ فَإِنَّهَا مَأْمُوْرَةٌ وَإِنَّهٗ مَنْ لَعَنَ شَيْئًا لَيْسَ لَهٗ بِأَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ
قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

۱۴۳۲:۔ وَعَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الرِّيْحَ فَإِذَا
رَأَيْتُمْ مَا تَكْرَهُوْنَ فَقُوْلُوا اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَخَيْرِ مَا أُمِرَتْ بِهٖ وَنَعُوْذُ
بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا أُمِرَتْ بِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

خیر کی دعا کرو۔ اور اس کے شر سے پناہ مانگو۔ (شافعی۔ ابن ماجہ۔ ابوداؤد دعوات بیہقی)

۱۴۳۱۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ ایک آدمی نے آنحضرت کے پاس ہوا پر لعنت کی آپ نے فرمایا۔ ہوا پر مت لعنت کرو یہ تو حکم کی پابند ہے۔ جو کسی پر لعنت کرے۔ وہ اس لعنت کا مستحق نہ ہو تو لعنت لعنت کرنے والے پر لوٹتی ہے ترمذی اور یہ حدیث غریب ہے۔

۱۴۳۲۔ ابی بن کعبؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ہوا کو برا مت کہو۔ جب تم کوئی ناپسند چیز دیکھو۔ تو کہو اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَخَيْرِ مَا أُمِرَتْ بِهٖ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا أُمِرَتْ بِهٖ (اے اللہ میں اس ہوا کی خیر چاہتا ہوں۔ اور جس کا اسے حکم ہے۔ اس میں خیر چاہتا ہوں۔ میں اس ہوا کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔ اس میں جو برائی ہے۔ اس سے پناہ چاہتا ہوں جس چیز کا اسے حکم ہے۔ اس کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ) ۳؎ انتہائی بدنصیبی کیا ہے ؟ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور سنہ کے معنی عموماً قحط سالی کے ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے ''ولقد اخذنا آل فرعون بالسنین''۔ مطلب یہ ہے کہ رزق اور برکت بارش میں نہ سمجھو بلکہ اللہ کی طرف سے جانو بعض بارشیں بے اثر ہو جاتی ہیں سو زیادہ قحط یہ ہے کہ بارش ہونے کے بعد بھی کچھ نہ اگے آرام کے اسباب کے بعد آرام نہ ملے تو یہ انتہائی بدنصیبی ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) ۱؎ اس حدیث کو نسائی اور بخاری نے بھی ادب المفرد میں بیان کیا ہے اور احمد، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اس کو صحیح کہا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴۳۳:- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا هَبَّتْ رِيحٌ قَطُّ إِلَّا جَثَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رَحْمَةً وَّلَا تَجْعَلْهَا عَذَابًا اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رِيَاحًا وَّلَا تَجْعَلْهَا رِيحًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالَى إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا وَّأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ وَأَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ وَأَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرَاتٍ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيرِ۔

۱۴۳۴:- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَبْصَرْنَا شَيْئًا مِّنَ السَّمَاءِ تَعْنِي السَّحَابَ تَرَكَ عَمَلَهُ وَاسْتَقْبَلَهُ وَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيهِ فَإِنْ كَشَفَهُ اللّٰهُ حَمِدَ اللّٰهَ وَإِنْ مَطَرَتْ قَالَ اللّٰهُمَّ سَقْيًا نَافِعًا رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ۔

۱۴۳۳۔ ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں۔ جب تیز ہوا چلتی۔ آنحضرت گھٹنوں کے بل کھڑے ہوکر پڑھتے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا رَحْمَۃً وَّلَا تَجْعَلْھَا عَذَابًا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا رِیَاحًا وَّلَا تَجْعَلْھَا رِیْحًا۔ اے اللہ رحمت کر دے اور اسے عذاب نہ بنا۔ اے اللہ اسے ریاح بنا اسے ریح نہ بنا۔ ابن عباس فرماتے ہیں قرآن مجید میں ہے اِنَّا اَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ رِیْحًا صَرْصَرًا (ہم نے ان پر ٹھنڈی ہوا بھیجی) وَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمُ الرِّیْحَ الْعَقِیْمَ۔ ہم نے ایسی ہوا بھیجی جس نے ان کی نسل تباہ کر دی) وَاَرْسَلْنَا الرِّیَاحَ لَوَاقِحَ (ہم نے بادلوں میں پانی بھرنے والی ہوائیں بھیجیں) وَاَنْ یُّرْسِلَ الرِّیَاحَ مُبَشِّرَاتٍ۔ اور وہ خوشخبری دینے والی ہوائیں بھیجتا ہے[1] (شافعی دعوات کبیر بیہقی)

۱۴۳۴۔ حضرت عائشہ نے فرمایا۔ آنحضرت جب آسمان پر بادل دیکھتے۔ کام چھوڑ کر اس کی طرف توجہ فرماتے اور کہتے اللھم انی اعوذبک من شر ما فیہ اے اللہ میں اس کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اگر بادل کھل جاتا تو اللہ کی حمد فرماتے اور اگر برسنا شروع ہو جاتا تو فرماتے اے اللہ اسے مفید بنا (ابوداؤد، نسائی ابن ماجہ، شافعی اور لفظ شافعی کے ہیں۔)

---

[1] ریح اور ریاح کا فرق :۔ اس حدیث کو طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ ریح کے معنی ہوا ہیں اور ریاح اس کی جمع ہے جس کے معنی ہیں ہوائیں۔ اللہ تعالے نے جہاں بھی ریح کا لفظ استعمال کیا ہے وہ عذاب کے لئے آیا ہے اور جہاں ریاح کا لفظ آیا ہے وہ رحمت کے لئے آیا ہے اور ایسی دعائیں آنحضرت اپنی امت کی شفقت کے لیے کرتے اور ساتھ ہی تعلیم بھی مقصود ہوتی اور لواقح لقحہ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں حاملہ یعنی جو ہوائیں درختوں کو پھل سے حاملہ کر دیتی ہیں یا بادلوں کو پانی سے بھر دیتی ہیں۔ خطابی نے کہا کہ آنحضرت جو فرماتے کہ اے اللہ اس کو ریاح بنا یہ اس لئے کہ جب ہوائیں بہت چلیں تو بادلوں میں پانی خوب بھر جاتا ہے اور اگر ایک ہی ہوا چلے تو پھر بارش کم ہوتی ہے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴۳۵ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَمِعَ صَوْتَ الرَّعْدِ وَالصَّوَاعِقِ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۴۳۶ ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ كَانَ إِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ تَرَكَ الْحَدِيْثَ وَقَالَ سُبْحَانَ الَّذِيْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ رَوَاهُ مَالِكٌ۔

۱۴۳۵ ـ ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت جب کڑک کی آواز وغیرہ سنتے اور بجلی کو دیکھتے فرماتے اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ اے اللہ ہمیں اپنے غضب سے پناہ دے اور نہ ہی اپنے عذاب سے ہلاک کر۔ اور اس سے پہلے ہمیں عافیت عطا فرما[۵]۔ (احمد ترمذی اور حدیث غریب ہے۔

تیسری فصل

۱۴۳۶ ـ عبداللہ بن زبیر جب کڑک کی آواز سنتے گفتگو بند کر دیتے اور فرماتے سُبْحَانَ الَّذِيْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ اللہ پاک ہے رعد جس کی تسبیح کہتا ہے اور فرشتے جس سے ڈرتے ہیں[۶]۔ (مالک)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) عناصر کے جوش میں رحمت کا سوال کرنا۔ اس حدیث کے مختلف الفاظ آئے ہیں اور منذری نے اس پر سکوت کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت اس لئے پریشان ہو جاتی کہ مبادا اس میں عذاب نہ ہو پھر اگر بادل چھٹ جاتا تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے کہ جس عذاب کا خطرہ تھا اس سے نجات ملی اور اگر بارش برسنا شروع ہو جاتی تو فرماتے یا الٰہی رحمت کی بارش کرنا اور یہ اس ضرر کے خوف سے کہتے جو عموماً بارش میں ہوتا ہے۔ مثلاً سیلاب آجانا۔ مکانات کا گرنا وغیرہ۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) ۵ رعد کی حقیقت کیا ہے؟ اس حدیث کو نسائیؒ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے بغوی نے اکثر مفسرین سے نقل کیا ہے کہ رعد اس فرشتہ کا نام ہے جو بادلوں کو چلانے پر مقرر ہے اور گرج اس کی تسبیح ہے اور صاعقہ بجلی گرنے کے عذاب کو کہتے ہیں جو جلا کر خاک سیاہ کر دے۔

۶ رعد بادلوں پر مقرر فرشتے کا نام ہے۔ اس کی سند صحیح ہے اور بخاری نے بھی اسے ادب المفرد میں روایت کیا ہے اور خیفتہ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے اور اسی مضمون کی ایک حدیث ابن عباس ... اور ترمذی نے بھی روایت کی ہے کہ یہودی آنحضرت کے پاس آئے اور کہنے لگے بتایئے رعد کیا ہے۔ آپ نے فرمایا رعد ... فرشتہ ہے ... آگ کا کوڑا ہے جس سے بادل کو چلاتا ہے پھر پوچھا گرج کی آواز کیسی ہے تو آپ نے فرمایا فرشتہ ... آواز ... آپ نے درست فرمایا ابوسعید نے آنحضرت سے روایت کیا ہے کہ قیامت کے قریب بجلی زیادہ ہو جائے گی۔

09377

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادارہ احیاء السنۃ

گھرجاکھ گوجرانوالہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ